بیمن چمن آرائی کون و مکاں کارفرمائی شان کا

افسانۂ دلپذیر و قصۂ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوشربا سے
جادو تقریر نوعروس کلام زیبا و نو طراز نظم پر مرصع و تحریر حیرت افزا ہے

جلد پنجم حصہ دوم

طلسم ہوشربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

پارۂ دوم

تصنیف ناظم و نثار زبان و داستان گوئی شیرین بیان سخن سنج مصاحب خوان
پسندیدہ مجالس ایران درمیان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص بقمر

بمطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیۂ طبع محلّٰی ہوئی

اطلاع۔ اگرچہ اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی اور انکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے ملسکتی ہی جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم کرسکتے مین قیمت بھی ارزان ہی لیکن خاص اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے دو صفحون مین بعض کتب قصہ جات نثر اردو کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

اردو قصہ جات نثر

بیمن حمد حی کون و مکان کار فرمای شان کا

افسانہ دلپذیر و قصہ بے نظیر طلسم کلام سحر تاثیر ہوش ربای جادو
سخنوران نو عروس کلام زیادہ از طرہ زلف مرصع و تحریر حیرت افزا ہے

جلد پنجم حصہ دوم

طلسم ہوش ربا

ترجمہ داستان

امیر حمزہ صاحبقران

بار دوم

تصنیف ناظم دُر نثار زمان و داستان گوی شیرین بیان سخن سنج صاحب خوان
پسندیدہ مجالس امیران و رئیسان سرآمد اہل فن رشک اہل ہنر جناب منشی احمد حسین متخلص

بمطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ میں بحلیۂ طبع محلّیٰ ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ثنائے خالق اکرم بانی بنائے طلسم عالم نقش لوح و قلم صانع صنعت آدم حی قدیر سمیع و بصیر علیم و خبیر رزاق خلق شاہ و فقیر لنظم مصنف

فتاح و علیم و رب اکرم
از کن شدہ خلق جملہ عالم

افلاک و زمین و کوہ و دریا
اک حکم سے سب ہوے پیدا

رزاق و رحیم ہی تری ذات
کیا تم اکریم ہی تری ذات

ای مدرک و حی ساتر عیب
ای سالم خالق بلاریب

ای خالق و قادر توانا
عالم مین نہین شریک تیرا

مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
عصیان کے حجاب سے بچن خطر

عصیان کے حجاب سے سفر دے
دامن گل آرزو سے بھر دے

ای ذرہ نواز اس قمر پر
جلدی ای اب مہر کی نظر کر

نعت جناب اشرف انبیا محبوب خدا صاحب قاب قوسین او ادنیٰ اعنی جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لنظم مصنف

ای شاہد طبع ناز دکھلا
غمزے بڑھ بڑھ کے کج کرنا

لکھ نعت رسول باکرامت
نوبادہ گلشن رسالت

روشن کن شمع خانۂ دین
مہر افلاک عزّ و تمکین

محبوب خدا لقب ہی تیرا
واجب سب پر ادب ہی تیرا

معراج ہوئی بزینت و زین
ادنے رتبہ ہی قاب قوسین

پردے پردے کے وہ مطالب
ظاہر کیے حق نے سب مراتب

روشن ہی یہ معجزہ جہان پر
دو ٹکڑے کیا قمر برابر

مجھ عاجز و خستہ کی زبان کیا
نکتہ جو تری صفت مین لکھتا

سن لے مری ای حبیب داور
ہی بار گنہ کا میرے سر پر

عصیان کے عذاب سے بچا لے
اس غم سے ہین میرے لب پہ نالے

پر دل نے کہا جو یا محمد
سب مشکلین ہو گئین وہین رد

منقبت جناب حیدر کرّار وصی احمد مختار زوج زہرائے نامدار باپ شبر شبیر کنندۂ باب خیبر مظہر العجائب و مظہر الغرائب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب نظم مصنف

ای ساقی آفتاب صورت
ہو شرب شراب مثل شربت

مینائے قلم ہی پر سر جوش
کر دے سبکی سر خوشی سے مدہوش

دل مین جب لطف می سمایا
ساقی کوثر کا یاد آیا

اس ساقی آفتاب ضو کا
ہون دل سے مین مبتلا و شیدا

حیدر صفدر لقب ہی تیرا
اعلی سب سے نسب ہی تیرا

تجھ سا نہوا نہو گا نامی
معراج مین تھے نبی کے حامی

جلوہ ہر رنگ مین دکھایا
سلمان کو شیر سے بچایا

ظاہر مین ہوے بھی تھے نہ پیدا
جس وقت یہ معجزہ دکھایا

جب جمع ہوے تھے مل کے ناری
آفت مین پھنسے خلیل باری

اس نام کا دھیان آ گیا جب
آتش گلزار ہو گئی سب

یوسف کا بھی تذکرہ ہی روشن
بھائی انکے ہوے جو دشمن

دل مین اُنکے یہی سمایا — اُس ماہ کو چاہ مین گرایا
نام آیا زبان پر علیؑ کا — تاریک کنوان تھا قصر زیبا
اس درجہ رجوع کی بصد جاہ — آخر ہوے سحر کے شہنشاہ
کیا کوئی لکھیگا زور حیدر — اس باب مین ہی گواہ خیبر
زور دستِ یداللّٰہی پر — آگہ جبریل کے ہین شہپر
مرحب سا دہ دیو خوک پیکر — اِک حملہ مین دو ہوا برابر
شہرے ہین جہان مین طاقتون کے — سکے ہین تری شجاعتون کے
پیدا ہوے کعبہ مین بصد جاہ — یہ نور ہین کبریا کے واللہ
دوشِ احمد پہ پاؤن رکھکر — کعبہ سے کیا بتون کو باہر
کام آتے ہین یہ مصیبتون مین — حیدر ہین شریک آفتون مین
اے چرخ نبی کے بدر کامل — آسان ہو قمر کی جلد مشکل

التماس بخدمت ناظرین و مشتاقین والا تمکین حصہ اول جلد پنجم طلسم ہوش ربا اِس مقام پر ختم ہوا کہ صاحبقران زمان قلعۂ آہن حصار کو فتح کر کے طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے ہین لقا بمقابلہ سعد بن قباد بہ مدد سلیمان عنبرین موے کوہی گروش ہی نامۂ افراسیاب جادو کو بہ طلب مدد بھیجا ہی اسد نامدار باغ سیماب سے آوارہ ہو کر ایک جانب جاتے ہین خواجہ عمرو ایک سمت بدحواس پریشان چلے ہین برق و ضرغام آوارۂ دشت مصیبت و محنت افراسیاب خانہ خراب باغ سیماب سے لوح لیکر ششدر و مضطر طرف کوہ بلور کے جاتا ہی ان سب کے حالات جا بجا ہر مقام پر تحریر ہونگے

آغاز داستان شوکت بیان اول ہزبر دشت جرأت یلہ تاز میدان جلالت

برہم زن لشکر ساحران نیرہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و حال خیریت مآل گوہر بے بہاے قلزم طراری نہنگ بحر زخار عیاری خنجر گذار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کا پہونچنا شہر داؤدیہ مین و عشق ملکہ لالہ خون قباد دختر خداوند داؤد سے و ذکر حصول لوح بہ عیاری خواجہ عمرو

ساقی نامہ مصنف

کدھر ہی تو ای ساقی لاجواب
شراب مضامین کی خواہش ہوئی
شراب کہن مین نیا لطف ہی
نیا رنگ مضمون دکھا ساقیا
پلا دے جو اک جام ای گلعذار
ہر اک جا پہ ہون چست فقرے تمام
وہ اس گلشن نظم مین گل کہلین
کشش ہو ہر اک حرف کی زلف سے
تجلی طبیع قمر دیکھ لین
ہون خوش مصفیران باغ جنان

قمر کو ہوئی خواہش آفتاب
مجھے جام صہبائے گلگون پلا
بھلا میکدے مین یہ کیا لطف ہی
شراب صفا کی ہی جستجو
کھلے دفتر نظم باغ و بہار
ہر اک حرف ہو غنچۂ گلستان
کہ خار الم باغیون کو ملین
دکھاؤن وہ مین نظم کا بوستان
اب اس بے ہنر کا ہنر دیکھ لین

ترے میکدے مین جو کاوش ہوئی
کھلا غنچۂ باغ حیرت فزا
مے ارغوانی پلا ساقیا
پلا جلد ای ساقی ماہرو
عبارات رنگین کا ہو انتظام
ہر اک نقطۂ خال رخ مہوشان
چمن سے مشابہ ہو مین السطور
جلین سبزہ بختان باغ جہان
دکھائین مضامین گلزار بان

چہرہ نوردان غریب الوطن و طی کنندگان صحرائے خارستان رنج و محن صعوبت زدگان جادۂ مصیبت و گم کردگان راہ منازل محنت حال حیرت مآل مسافر شہر اندوہ و حرمان بے سر و سامان یون تحریر فرماتے ہین شہر مصنف متانت شعاران فرخندہ پی رہ عشق کرنے مین یون سرے طے اول دو کلمہ افراسیاب بیان ہوتے ہین جبکہ افراسیاب بیچ طلسم مصیبت زیبک پر سر کوہ طیور پہونچا ملکہ حیرت و مصور و صورت نگار و ہزبر برق نما و ابر بلق کوہ شگاف وغیرہ چالیس سردار پاس افراسیاب کے پہونچے ملکہ حیرت نے دیکھا افراسیاب گھبرایا ہوا ماتھے پر پسینہ رو پارہ پارہ گریبان تا بدامن چاک چہرے پر خاک حیرت کمر سے لپٹ گئی کہا ای شہنشاہ جلد حال باغ سیماب بیان کیجیے کیا باغ سیماب مین اسد آگر پہونچ لیا افراسیاب نے کہا ای ملکہ عالم مخمور و بہار و باغبان مرے شکست کراتے ہوے اس راہ پہلے کے بند و بست کرتے ہوے باغ سیماب مین پہونچے ذکر لڑائی کا بہت طول طویل ہی اُسکے بیان کرنے کی کیا سبیل ہی سیماب خوب لڑا مخمور و بہار و باغبان و بران وغیرہ کو سحر سے بیہوش کیا کوکب سنا کر سیماب کو مارا طلسم کشا قریب گلدستون کے پہونچ چکا تھا جا کر مین نے لوح کو لیا اس حال کو دیکھ کر مین ایسا گھبرایا طلسم کشا کو ایک ہاتھ تلوار کا مار سکا بالتفریح پھر بیان کرونگا اب

سب صاحب یہ بتلائیں کہ لوح طلسمی کو کسکے سپرد کرون سیماب الیسا خیرخواہ کہاں سے لاؤں سیماب
میری محبت میں کشتہ ہوا الیسا دوست صادق کیمیا ہے دنیا کی خاک چھانونگا الیسا محبوب محبت نبا ؤنگا
اپنی اپنی موافق عقل کے سب نے کہا مگر صورت نگار جادو زوجہ مصور نے جواب دیا ای شہنشاہ وہ
صلاح بتلاؤن کہ اگر سامری و جمشید قصد کریں لوح نہ پاسکیں دیو سپرا خداوند داو۔ ساحر اتنا بڑا
ہے کہ آپ کو کتاب سامری بنا کر دیتا ہے اگر وہ قبول کرے اور لوح اپنے پاس رکھ لے خداوند ہی تمھارا پیدا
کرنے والا ہے اگر اسکے دل میں آجائیگا لوح طلسم کو عرش اعلیٰ پر پہنچا دیگا فرشتوں کے پاس رکھیگا
سب کچھ اسکے اختیار میں ہے مسلمان دنیا کی خاک چھانینگے آسمان پر کیونکر جائینگے فرشتوں کو کہاں
سے پائینگے تڑپ تڑپ کے مر جائینگے اس فصاحت و بلاغت سے ملکہ صورت نگار نے سامنے
افراسیاب کے بیان کیا کہ افراسیاب نے کہا ای صورت نگار بات تو معقول کہی مگر اسکو امورات
خدائی سے کب مہلت ہے صورت نگار نے کہا آپ اسی مقام پر تشریف رکھیے اول عرضی لکھیے اگر
وہ قبول فرمائیں تو ہم اور آپ لوح لیکر چلیں زیارت سے بھی مشرف ہوں لوح انکے سپرد کریں مدت
سے آپ گئے بھی نہیں ہیں عمر بھی بڑھ جائیگی مسلمانوں سے لڑائی ہے جان کا خوف بھی رہتا ہے جب
خداوند عمر بڑھا کر لوح محفوظ پر وہ سن تحریر کر دینگے پھر کوئی مسلمان ہلکو نہ مار سکیگا افراسیاب کو یہ
باتیں بہت پسند آئیں جواب دیا ای قدرت کی بھاوج کیا معقول بات کہی ہے مگر احتیاط واجب لازم ہے
الیسا نہو کسی طور سے سلطان زادہ دربار میں خداوند کے پہونچ جاسے عرضی لیکر عیار پچیان جائیں یکے بعد
دیگرے ایک کے بعد ایک دربار خداوندی کا اچھی طرح دیکھ آئیں کہ اور اُس دربار میں کوئی عیار تو نہیں ہوگا
صورت نگار نے کہا کہ بہت مناسب ہے افراسیاب نے اپنے ہاتھ سے ایک عرضی لکھی اول القاب خداوندی
بعد اسکے یہ تحریر تھا اشعار مصنف

کہ خداوند عرض ہو یہ قبول — بندۂ خاص سامری ہوں ملول
ہو یہ مقبول عرض پردازی — اپنے بندے کی ہو سرافرازی — اہل اسلام سرکشی پر ہیں
آپ ہی اب معین یاور ہیں — وقت امداد و دستگیری ہے — آپ کی دی ہوئی امیری ہے

یہ عرضی خدمت فیضدرجت میں پہونچی ہے امیدوار ہوں کہ لوح طلسمی قبول فرمایئے اپنی خدمت
میں رکھیے میں خود لوح لیکر حاضر ہوں زیارت سے مشرف ہوں حال مصیبت اپنا بیان کروں آپکا
بندۂ قدیم کوکب روشن ضمیر دشمن ہو گیا ہے لونڈیاں غلام سب بگڑ گئے طلسم کشا کو تابع سیماب

پہونچایا مگر یہ بندۂ حقیر آپکا اثر بھر کر لوح طلسمی لایا آج دو دن سے کوہ بلور پر حاضر ہوں بخوف
عیاران لوح لیے بیٹھا ہوں مشکل آسان کیجیے مجلس رنج والم سے نجات دیجیے یہ سب مضمون لکھکر
صرصر شمشیر زن کو عرضی دی کہا دربار خداوندی مین جاؤ اپنی آنکھ سے وہان کا حال دیکھو ایک
ایک امیر و وزیر مشیر و خدمتگار چوبدار وغیرہ کو دیکھنا عرض کی ایسا ہی ہوگا صرصر شمشیر زن بلباس
عیاری سے آراستہ ہو کر طرف ملک داؤدیہ کے روانہ ہوئی بعد جانے ملکہ صرصر شمشیر زن کے
افراسیاب نے برائے انتظام و احتیاط صبا رفتار کمند انداز کو بھی اسی مضمون کی عرضی دی اور بھی
سمجھا دیا کہ بخوبی وہان کا حال دیکھنا صبا رفتار بھی طرف ملک داؤدیہ کے چلی ان دونون کو راہ
مین چھوڑیے اب دو کلمہ داستان اسد عالی تبار و خواجہ عمرو نامدار ملحوظ خاطر ناظرین ہو شہسوار
عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی کہ باغ سیماب سے طعن و تشنیع خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سنکر
مضطر و پریشان آنکھون سے اشک حسرت جاری ایک جانب چل نکلا مگر دل سے کہتا ہے ای اسد
نامدار خواجہ عمرو نے بہت بجا ارشاد فرمایا مین بد اقبال ہون لوح کے سامنے پہونچا افسوس ہزہ سے نکا
افراسیاب کو ہاے مین کیون نہ لپٹ پڑا وہ ساحر تھا مجکو مار ڈالتا مجھ ایسے بدنصیب کا مرنا بہتر تھا
اب چلکر کسی مقام پر جان دین اپنا خون اپنی گردن پر لین اب روے سیاہ خواجہ عمرو کو نہ دکھلاؤنگا
ای اسد انصاف شرط ہے خواجہ عمرو نے کیا کیا جانبازی کی مین فتاح طلسم نہین ہون فتح طلسم کی
تدبیر تو خواجہ عمرو کر رہے ہین ہر مقام پر جان دیدینے کا قصد کیا خدا نے آنکو بچایا پروردگار ایسا
سامان کرے مجھ بدنصیب کا خاتمہ ہو وہ خدمت مین باباجان کی پہونچ جائین یقین ہے مادر مہربان
جناب ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر بلند اختر آسیہ تو قہر حق شیر بجل کرینگی دو چار دن روئینگی آخر دل
بہل جائیگا ای اسد بڑا افسوس یہ ہے کہ بعد لخت جگر نور نظر شاہزادہ غضنفر بھی اسی طلسم مین آگیا ہے
ہمارے انتقال کی خبر سنکر افراسیاب سے لڑیگا مگر وہ بیچارہ کم سن کیا کر سکیگا افراسیاب گرگ باران
دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ بادشاہ طلسم ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا فوج لشکر بے انتہا وزیر
مشیر سب صاحبان تدبیر خواجہ عمرو کا یہ کلیجہ تھا سالہا سال اس ملعون سے لڑے کیسے کیسے گھمسان
کے معرکے پڑے کسکی مجال ہے کہ افراسیاب سے لڑسکے کون ایسا ساحر ہے جو اسکے سامنے ٹھہر سکے
پس وہ بیچارہ غضنفر کیا لڑیگا ہزار مکر و فریب سے افراسیاب پکڑ لیگا ان خیالات مین متفکر جبین کا

بھی خیال آیا بے اختیار یہ اشعار زبان پر لایا اشعار مصنف

اقبال نے جب سے منہ کو پھیرا
ادبار نے سب طرف سے گھیرا

کب تک چشم فلک میں کھٹکوں
تنہائی ہی میری حال پرسان
ہیں صورت زلف ہم پریشان

بتلا تو کہیں کہاں ہوں اے شوق
ہی خوف کہ رستہ نہ بھٹکوں
پس ماندۂ کارواں ہوں اے شوق

ڈرے ہوے سر چشمہ میں آکر
گھیرا ہی حصار گرد غم سے
جنگل کو بھی ہی غبار جیسے

کانٹے تلوؤں کو چبھتے ہیں
خوش ہیں مجھے خاک میں ملا کر
گرد اپنے بگولے گھومتے ہیں

ہر گام پہ دیتے ہیں خلش خار
دشمن کی بھی دوستی ستم ہی
یہ اور بھی میرے حق میں سم ہی

جنگل نے بنا ہی اپنا دامن
آنکھوں میں جہاں ہی تیرہ و تار
عریانی ہی بسکہ جامۂ تن

کیوں اتنا مجھے ستا رکھا ہی
کتنا کبھی اے فلک یہ کیا ہی
ایذا اسمین کب تلک سہیا ہی

کیوں دل کو مرے دکھا رکھا ہی
میں نے ترا کیا کیا ہی ظالم
کب کا یہ عوض لیا ہی ظالم

خار الم دل میں کھٹکتا ہوا سر پٹکتا ہوا ایک صحرائے سبزہ زار میں پہونچا ایک جانب دریا بے قرار ایک سمت کوہ فلک شکوہ کنارے دریا کے یہ آوارۂ دشت مصیبت و سرگشتۂ وادی بلا و محنت زیر سایہ نخل بیٹھا اس سوچ میں کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤں سختی اٹھاؤں اپنے کو دریا میں گرا دوں بحر زخار میں ڈوبوں جسکی آبرو ریزی ہو چکی ہو اُسکے واسطے یہی بہتر ہو نہنگان دریا کا طعمہ ہوں اس خیال میں اسد غازی کی نظر طرف صحرائے سبزہ زار کے اُٹھ گئی آفت دیدہ ہجران کشیدہ جان سے بیزار مجبور و ناچار دل میں یاد دلدار ملک الموت کا سامنا مونس و ہمدم غرقاب میں جان دینے کا عزم دیکھا صنعت باغبان قضا و قدر سے وہ جنگل نمونۂ گلشن ہی کہیں لالہ باحال داغدار کہیں گل بالا کھلا ہوا ہی ہوا سرد عیسیٰ ہی مسیح نفس چلی ہی نظم

زاہد کی جو وہ ہوا ہو قسمت
کاہے کو ہی یہ ہوائے جنت

ابر و گل و سبزۂ طرب ریز
اور اس پہ وفور ابر باران
سبکات عید بادہ خواران

بجھتی نہ تپ شوق گلشن دل
افلاک و زمین ہیں سرور انگیز
کھینچا ہی ہوا نے دامن دل

رخسار زمیں پہ سبزہ ہر سو
دل میں ہوئی اپنے جائے صحرا
زنجیری ہی ہوائے صحرا

ہی خاک طلسم جیسے رخ خضر
ریحان خط عذار گلرو
از بسکہ ہی سبزہ جلوہ آرا

ہر مرتبہ شاہزادہ قصد کرتا ہی پہاڑ پر چڑھ جاؤں گر موت بھی محافظ و نگہبان ہی زندگی دامن تھامے ہی دام حسرت و یاس میں شاہزادہ مبتلا ہی کبھی روتا ہی

کبھی روتا ہے کبھی ہنستا ہے سراپا زخمی باغ سیماب میں انتہا کی تلوار چلی تھی طول رنجور خانہ ہاے زر قطعوائے
خون سے معمور مرنے کی خواہش فراق مہ جبین الماس پوش کی کاہش رنگ زرد چشم منتظر تحیر نالان بیقرار
نہ دوست نہ مونس نہ غمگسار کبھی مادر و پدر کا ہے یہ خیال دلبر کا افسوس دریاے طلسم میں اگر گوہر مراد پایا
شاہزادہ بدیع الزمان اپنے ماسون جان کو نہ چھوڑا یا یہ حسرت لیکر پردۂ دنیا سے چلے شاہزادہ اس
خیال محال میں سر ڈالے نظر جھکائے رو رہا ہے کہ دریا میں دور سے ایک مور پنکھی پیدا ہوئی کنارے
کنارے آتی ہے ایک شامیانہ نہایت عمدہ آسمان استادہ مسند پر ایک پریزاد گرد چند نازنینان مہ جبین
ماہ جبین جم کی بتکالین زلف کے لٹکے جھنڈیان اوڑھے ہوے زیور عمدہ زیب جسم ڈانڈین سنہری
روپہلی تال سم سے مور پنکھی کو کھیتی ہوئی چلی آتی ہین صاحب خانہ کی نگاہ جمال خورشید مثال اسعد
نامدار پر پڑی دیکھا کہ ایک شیر دلیر دریاے خون میں نہایا ہوا زرہ پارہ پارہ جوشنون کے تار کٹے
ہوے سپر کے پھول مرجھائے ہوے آئینۂ عارض سے حیرانی رنگ زلف شکون سے پریشانی مگر
سطوت صولت رعب دبدبہ ظہور شجاعت آشکار شکل چاکران کمترین طول غمگین ہر سمت نگران ایسا ہے

بیٹھا تھا وہ جانشین مجنون / حیران و دل فگار و محزون / کیا تن تہ خاک، اللہ اللہ
کیا صورت پاک اللہ اللہ / یہ جلوۂ حسن ناتوانی / زیبا اُسے لاف لن ترانی
نشتر سے کا تختہ وہ تن زار / ہر ہر رگ و پے غرض نمودار / لٹکے ہوے سر سے بال اُسکے
تھے ضعف سے کیا وبال اُسکے / وہ بال کہ زیب بخش سر تھے / آلودۂ خاک کسقدر تھے
بس اک سر مو کو جھاڑ دیکر / پیدا ہوے زمین دیگر / سر پر گل داغ یون نمودار
جون لالہ ہو زیب بخش دستار / سب حال جبین کی جبین سے ظاہر / قسمت کا لکھا جبین سے ظاہر
حیران سا چہرہ آئینہ وار / تھا زرد برنگ زعفران زار / آنکھیں سبب سرشک گلگون
جون جام سر شہید پر خون / مژگان ہوے سر شہیدان / یا خار کہ دل مین تھے وہ پنہان
اب آنکھوں میں اشک بھر آئے / وہ گریہ کے ساتھ باہر آئے / ظاہر رخ زرد و لب سے تھی شبنم
ہے اُنکو مگر کسی کا ماتم / مین ورنہ سیاہ پیرہن کیون / ہین دست فرط سے سینہ زن کیون
پر غم ہے تو اُنکو کس کا ہے غم / ماتم ہے تو ہے یہ کس کا ماتم / جاری ہے جو متصل سدا خون
شاید دل زار کا ہوا خون

اس شہنشاہ خوبی رنگ رہوے گل حدیقۂ محبوبی کی نگاہ جو جمال

اسد نوجوان پر پڑی بیساختہ منہ سے آہ نکلی قلب تھرایا حال زار اسد دیکھکر پسینہ آگیا بہ مشکل
ضبط کیا ناگن جادو نامے وزیرزادی پہلو مین بیٹھی ہی ہمدم ہمراز ساتھ کھیل کر پرورش پائی ہی
اُسکی جانب دیکھکر کہا کیون وزیرزادی یہ جو بیچارہ غریب یکہ و تنہا اس صحرائے پربلا مین بیٹھا ہی کسی کی

نظم

تلاش مین گھر سے نکلا ہی
ہی کچھ تو کہ ہی کچھ اور ہی طور
دل خون کن آہ حسرت آلود
وہ کان کہ دو جلاجل غم
صد برگ عذار پارہ پارہ

پوچھ کہان یہ ماجرا ہی
کچھ تو ہی کہ ہو لطف ہی کچھ اور
انداز نگاہ چشم حیران
وہ کان کہ برگ نخل ماتم
دینی ہی کہ شمع بزم ماتم

یون بھی یہ قلق کہین ہوا ہی
اللہ ری نگاہ حسرت آلود
چون طرۂ خم بخم پریشان
لخت دل چاک گوشوارہ
لب باسمۂ عشرۂ محرم

سینہ فگار ہی صفائت ظاہر ہوتا ہی کہ دل بھی داغدار ہی نشۂ غربت سے مبہوت لبون پر مہر سکوت
الیسے کلمات حسرت دیکھکر وہ رشک قمر بیتاب ہوئی دید روے محبوب جان کو عذاب ہوئی کھینے
والیون سے کہا جلد کشتی کنارے لیچلو جب تک ملاکشتی سے اُترے یہ حیرتی آئینہ رنج والم گرفتار
محبس اندوہ و غم شدت زخمداری سے اُٹھنے کا قصد تھا دل نے کہا بیٹھ بیہوش ہو کے زمین پر گرا
وہ نازنین سرجبین روتی ہوئی سرہالین اپنے مسیحا کے آئی ساتھ والیان ہان ہان کرتی رہین مگر یہ
گھبراکر فرش خاک پر بیٹھ گئی کہا صاحبہ مجھے یہ خیال ہی اس امر کا بڑا ملال ہی یہ جوان رعنا کوئی امیر
جلیل ہی قزاقون کی تیغ بدعت کا قتیل ہی مال کی ہوس مین جادون نے گھیرا یہ شیر صولت خوب
لڑا اسلاح جواہرات کو بچایا نقد جان کو مٹایا یہ بڑی بدعت ہی ہماری عملداری مین ایک رئیس
اسقدر زخمی ہو ہم جلد لیں اُٹھا کر باغ مین ہمارے لے چلو وہان علاج کرینگے جب اسکو ہوش
آئیگا حال پوچھینگے اُن ظالم جادون کو گرفتار کرائے جن ہاتھون سے بدعت کی ہی اُنکے قلم
کرنے کا حکم دینگے اس ظلم و ستم کا بدلا لینگے بڑے غضب کا مقام ہی مسافرون پر یہ آفت رئیسون
کی یہ کیفیت کنیزون نے سر جھکایا جب ملکہ خود اُٹھانے پر آمادہ ہوئی کنیزون نے بھی ہاتھ لگایا
ہاتھون ہاتھ نہنگ بحر صاحبقرانی کو کشتی پر لائین اب ملکہ نے حکم دیا جلد کشتی پھیرو کھینے والیون
نے فوراً دریا سے ڈانڈا بینڈی شروع کی مثل ہلال شب اول صفحۂ آب پر چلی باغ اس رشک
چمن کا قریب تھا چند ساعت مین زیر دیوار باغ پہونچین اُسی طرح ہاتھون ہاتھ اسد نامدار

کو اُتار ا شام لباس ملکہ کا خون آلود ہو گیا کنیزون نے بہت کہا کہ حضور الگ رہین ایسا نہ ہو کہ
لپٹے جاتے مین ملکہ نے جو دیکھا کہ تو جوانین لپٹی جاتی ہین مزے اُڑاتی ہین ملکہ نے کہا حرامزادیو شفتلو اپنے
باپ سے لپٹی جاتی ہو دیکھو اسکے زخم نہ دکھ جائین الگ رہو ہین تو پاس آنے سے مانع ہو یہ کیا بیہودہ
بے ادبی ہے زخمدوزی کرکے ہین لوگون نے اس بیچارے کو زخمی کیا مسافر کو لوٹ لینے کا قصد کیا
دریافت کرکے نہ لیے اسکو رخصت کر دینگے اگر دو چار دن مہمان رہیگا تو کیا نقصان ہے ہمارا احسان ہے کیا بس
مین خون بھر گیا بلا سے بدل ڈالینگے کنیزین خاموش ملکہ کے دل مین محبت اسد کا جوش ہاتھ پاؤن مین
رعشہ چشم مین تر تھری اسی حالت سے قصر عالی مین لاکر اسد نامدار کو پہونچایا چھپر کھٹ پر لٹایا اپنے
دست نازنین پنجۂ نگارین سے زخم دھوئے پٹیان مرہم کی چڑھائین کرسی بچھا کر سامنے بیٹھی گلچینی گلشن
جمال کی کر رہی ہے ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے کبھی سینہ پر ہاتھ رکھ دیتی ہے کبھی تنہا پاکر تلوے سہلانے
لگتی ہے اشک آنکھون سے ٹپک پڑتے ہین پھر کنیزون کے جو پاؤن کی آہٹ سنتی ہے الگ آکر کھڑی
ہوتی ہے گھبرا کر کہتی ہے کیون سمن دیا سمن بری اچھی لیا غنچہ دہن ذرا منہ سے بولو میری بات کا جواب
دو تمنے ایسے زخمی کبھی دیکھے ہین یہ زخم اچھے ہو جائینگے صحت پاکے اُٹھینگے چلینگے اس باغ مین مثل سرو
خرامان ہونگے زخم بھر آئینگے تمنے تو ایکدن ذکر کیا کہ ہمارے بھائی کمیدان جن لڑائی مین زخمی ہوئے
کیون لوا اسقدر زخمی تھے یہ تو زخم بیشمار ہین تیرون کے تلوار کے نیزون کے صاف نشان ظاہر
ہین بڑی سی لڑائی لڑے بڑا کام کیا ہزارون مین نام کیا کیونکر مجھے اب منہ سے باتین کرین تو مین جانون
صحت پائیگا خوشی خوشی اپنے گھر جائیگا اپنے ماں باپ سے جا ملیگا قوم کا تو شریف و رئیس معلوم ہوتا ہے
ہمکو دعا دیگا عمر بھر احسان یاد رکھیگا اسکے جانے سے تو کچھ کام نہین خط مین سوال و جواب ہوا کریگا
جب ہم خط پڑھینگے تم لوگ پوچھو گے کیون یہ کسکا خط ہے ہم تمہین یاد دلائینگے وہ جوان جسے جنگل سے اُٹھا لائے
تھے صاحبو اسی نے خط لکھا ہے یہ جاہے نہ بھیجے ہم تو بھیجا کرینگے ہمین کیا پروا ہے ایک پیسے مین خبر بھیجیگا ہم
ستاں کر دینگے یہ بھی اپنے ماں باپ سے کہیگا ایک ملکہ عالم ہماری جان بخش ہین انھون نے یہ تحفے بھیجے
اُسکے عزیز اقربا سب ممنون و مشکور ہونگے یونہی اسی طرح امیرون رئیسون سے ملاقات ٹھہرتی ہے غنچہ دہن
نے عرض کی حضور درست ہے یہ بہت جلد شفا پائینگے بہت جلد اچھے ہو جائینگے زخم اوچھے
ہین ایسے زخمی بہت جلد اچھے ہوتے ہین ملکہ کو دمبدم بیقراری دل سے مشتاق کہ یہ شخص آنکھین کھولے

منہ سے بولے اسکا حسب و نسب پوچھیں آج رات کو ہم اور یہ ساتھ کھانا کھائیں اس حیرانی میں کبھی
کنیزوں کو سنا دیتی ہے تنہائی میں جو ڈرتی ہے پھر ٹالتی ہے کسی پہلو دل کو آرام نہیں آتا کچھ دن باقی تھا
کہ اسد غازی نے آنکھ کھولی اسوقت ملکہ سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی اول اسد نے قصر کو دیکھا
مکان عالیشان اسباب عیش و نشاط سے درست جابجا نازنینان سیمین پھر رہی ہیں مگر چالاک و چست
دوسری جانب جو نگاہ کی بے اختیار آہ کی ایک پری پیکر سمن بر گلعذار غنچہ دہن سہی قد خورشید خد
طرۂ گیسو مشک آگیں چہرۂ زیبا رشک ماہ سیمیں طرز جلالت آئین دریائے حسن کی گوہر یکتا بے مثل و

بے نظیر سراپا اشعار مصنف

بیان کیا کروں ابروؤں کا چشم
دکھاتی ہیں ہر روز شب اپنا خشم
دہن اور لبوں پر ہو بلبل نثار
کہ یان راہ بھولا ہے خضر قلم
اگر وصف ناخن میں لکھوں نہان
زناشندہ ناخن پائے اوست
تماشائے قدرت یہ تھا خوب تر
نظر آتی تھی قدرت کردگار
محیط ایک یہ وصف ہے ناف کا
زبان قلم میں وا ہے شگاف
بسان حباب اسکی انگیا تھی لب

نہ تھا رخنہ کاکل کا سایہ پڑا
وہ تھے شاخ آہوئے چشم صنم
نہیں گل سے تشبیہ رخسار کی
کہ تھی غنچہ میں گل کی ساری بہار
وہ گردن نہ تھی شمع طور تھی
تو یاد آگئے یہ شعر حسب الزمان
قیامت تھا اسکی کچوں کا ابھار
اگر سرو آزاد میں تھے ثمر
بیان کیا کروں میں کمر کی صفت
وہ پرکار قدرت کا تھا دائرا
وہ ساق اسکی تھی پانچے میں نہان
ابھارے تھی جسکو ہوا و ہوس

ہوئی تھی شب وصل و ہجر ایک جا
سفیدی چشم اور سیاہی چشم
یہ گل وا ہی وہ گل عارضی
زنخدان کی تعریف ہو کیا رقم
حقیقت میں تھی اک ڈلی نور کی
ہلالے کہ بر آسمان جائے اوست
جوانی کی تھی اسنے دولی بہار
شکم اسکا شفاف آئینہ دار
سمجھ میں نہیں آتا ہے یہ نعت
رقم کیا کروں نقطۂ زیر ناف
کہ تھی شمع فانوس کے درمیان
دریا سے جواہر میں غوطہ زن دو شہ

اب رواں کا سر سے ڈھلکا ہوا حسن میں نگینے ہیچ مہ ہیچ حسین جمیل اسد نامدار بے قرار ہو گیا ٹھنڈی
سانس میں کھینچکر یہ منہ سے نکل گیا شعر سبز رنگے بجلد سبز مرا کرد اسیر دام ہم رنگ زمین بود گرفتار شدیم
جب اسد نے آہ کی اور یہ شعر پڑھا ملکہ نے سر اٹھا کر دیکھا اس جوان نے آنکھ کھولی میری جانب
دیکھ رہا ہے ملکہ نے شرما کے دوپٹے سے منہ ڈھانپ لیا وزیرزادی کے چٹکی لی کہا ناگن مہمان بیدار
ہوا ہیں تو بات کرو گی تجار اسد نے یہ سنا تھی ہوں تو حال پوچھ تو لے سنا انھوں نے عاشق معشوقی

کا شور پڑھا اِن باتون کو سمجھا دے ذرا چرخ اپنی بند رکھیں یہان کوئی کسبی بازاری نہین ہی کہدینا جو
سب کے خدا خداوند داؤد جادو مین یہ نور چکیدہ خالص قدرت صمدت خداوندی کی گوہر یکتا
موسوم بہ ملکہ لالان خون قبا جب میرے سامنے آئین تو سجدہ کرین ناسکے خلاف ہوگا تو مین بہت
بڑی طرح پیش آؤنگی یہ کہکر ملکہ جھستی ہوئی سکرا کر پلٹ پلٹ کے دیکھتی ہوئی بارہ دری مین آئی
مسند پر بیٹھ کر ہنسنے لگی اور کنیزون سے کہا جاؤ مہمان کو ہوش آیا ہی مہمان کی خاطر داری کرو سب
ہمراز یہن وہان آئین اسد غازی اٹھ بیٹھے زخمون کے اکثر ٹانکے بھی ٹوٹ گئے ناگن وزیرزادی قریب
آئی جھک کے سلام کیا عرض کی حضور مزاج کیسا ہی آپکا نام نامی اسم گرامی کیا ہی اسد غازی نے
جواب دیا کہ ہم نام و نسب کچھ نہ بتا ئینگے اب ہم رخصت ہوتے ہین یہ تو ہمپر ظاہر ہوا کہ جو صاحب
کرسی پر جلوہ فرما تھین یقین کامل ہی کہ وہی صاحب خانہ ہین ہمارے ہوشیار ہوتے ہی وہ تشریف
لیگئین پس ہم بار خاطر ہین بموجب مصرع طاقت مہمان نداشت خانہ بمہمان گذاشت ۔ پس ہمارا
ٹھہرنا بیکار ہی یہ کہکر اسد نے خود اٹھا کر سر پر رکھا زرہ زیب جسم کی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
چھپر کھٹ سے اُترے ناگن دوڑی ہوئی ملکہ کے پاس آئی عرض کی واری مہمان صاحب جاتے
ہین آپکا اٹھ آنا اُنکو بہت ناگوار ہوا کہتے ہین ہم صاحب خانہ کو بار ہین ملکہ گھبرائی کہا ناگن جاؤ
میرے سر کی قسم دلاؤ کہنا صاحب اگر آپ ہمکو بار ہوتے تو جنگل سے کیون اٹھا لاتے یہ بھی
سمجھا کے کہنا ملکہ نے تمہارے زخمون کو اپنے ہاتھ سے دھویا شب بھر یہین بیٹھی رہین تمنے وہ شعر
پڑھا اسوجہ سے چلی گئین سمجھا کے یہان بلالاؤ اپنی طرف سے کہنا ای جوان دختر خداوند کو چلکے
سجدہ کرو جن لوگون نے تمکو زخمی کیا اُنکا حال کہو اپنے حضور سب کو پکڑ بلا منگی ان سب کو دار پہ
کھینچینگی مرکب مع ساز و یراق نقد و جنس تمکو دیکر رخصت کرینگی ناگن دوڑی ہوئی آئی اسد
نعلین پہن چلے تھے کہ ناگن نے آکر دامن تھام لیا کہا چلیے حضور آپ کو ملکہ عالم بلاتی ہین ابھی
جانے کا قصد نہ کیجیے ملکہ آزردہ ہونگی اُنکی خوشی بھی آپ پر واجب و لازم ہی انصاف کیجیے کہ ملکہ عالم
دختر خداوند نے آپ کی جان بخشی کی آپ ذرا سی بات پر آزردہ ہوتے ہین چلیے میرے ہمراہ
تشریف لیچلیے اسد غازی خود عشق مین اُسکے بیقرار تھے بموجب مثل اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ساتھ
چلنے پر ناگن نے آمادہ ہو گئے کہا وزیرزادی صاحب ہم تمہارے کہنے سے چلتے ہین اب تمہے

ملکہ عالم کا احسان بھی جتایا یہ بھی ثابت ہوا کہ دختر خداوند ہیں اپنا تو یہ قول ہے شعر
کافرِ عشقم مسلمانی مرا درکار نیست ۔ ہر رگِ من تار گشتہ حاجتِ زنار نیست ۔ حکم ملکہ عالم کا جاری آنکھوں پر
محراب ابروے خدار میں سجدہ بھی کرینگے انھیں کے نام کی تسبیح جپینگے یہ حقیر آپ کا رند عاشق مذہب
ہے خوشی سے مستغرق کی مطلب ہے سب طرح ملکہ عالم کا بیہ احسان ہے معشوق خوشنود دین و ایمان ہے
یہ کہتے ہوئے اسد غازی چلے ناگن دوڑتی ہوئی پہلے ملکہ کے پاس آئی کھلکھلا کر ہنسی کہا واری گئی آج
کے صاف آتے ہیں سجدہ کرنے پر بھی راضی ہیں اب تو ملکہ خوشی میں پھول گئی دیکھا سامنے سے اسد
شیر دل تھمتا ہوا قبضہ شمشیر پہ ہاتھ رعب و جلالت ساتھ ساتھ ملکہ ایکبن کی چال دیکھ کر بیچین
ہو گئی اسد غازی آکر مسند پر بیٹھ گئے ملکہ نے چاہا ہٹ جاؤں اسد غازی نے دامن تھام کر کہا دیکھو
صاحب بھرم کج ادائی طریقہ دلربائی ناگن اشارہ کرتی ہے سجدہ کرو اسد غازی نے کچھ جواب نہ دیا
اور چند کنیزیں بڑھیں چاؤں چاؤں کرنے لگیں کہ میاں سجدہ کرو یہ نور چلیدۂ خالص خداوند داؤد
ہیں جو افراسیاب جادو کو کتاب سامری بنا کر دیتے ہیں ہفت اقلیم کے ساحر انھیں کے بندے
ہیں اسد نے انکو جھڑک دیا کہا کیا بیہودہ بکتی ہو اب ملکہ بھی بول اٹھی کہا صاحب چپ رہو کیا انکے سجدہ
کرنے سے بھی کچھ آبرو بڑھ جائیگی ہی ناگن بیٹھ جاؤ نام و نسب وجہ زخمی ہونے کی پوچھو ناگن نے
دست بستہ عرض کی اے شہریار جن قزاقوں نے آپ کو زخمی کیا مال چھین لینے کا ارادہ ہوا جس وحشت
میں تلوار چلی اُس مقام کا نام اپنا حسب و نسب مفصل بیان فرمائیے اسد غازی نے درج
دہن کو کھولا کہا اے سب بہانے کلام اسطرح بہ تقریر مسلسل سامنے ملکہ کے پیش کیے کہ اے
شہنشاہ حسینان وای سرتاج سمن جبینان ہمکو قزاق کیا لوٹینگے فلک کج رفتار گردون غدار نے
البتہ لوٹ لیا ساتھ کو چیں آیا یقین ہے تمنے بھی نام اُس بدبخت کا سُنا ہو گا ہر ایک سنگریزہ
طلسم ہوشربا کا ہمکو پہچانتا ہے افراسیاب جادو بھی جانتا ہے شہسوار عرصۂ یکتازی شاہزادہ
اسد غازی نبیرۂ صاحبقران عبد ذلیل رب ودود جہان اس حقیر کا نام ہے فاتح طلسم ہوشربا
لقب اول گنبد نور پہ قید رہا میرے ساتھ اور بھی کوئی ماہ پیکر زندان مصیبت میں تھا لیکن بعد
عرصۂ دراز گنبد نور سے رہائی پائی باغبان و بہار و ملکہ تصویر ان شمشیر زن وغیرہ و خواجہ عمرو
ہمکو ساتھ لیکر معرکے طے کرتے ہوئے تا بہ باغ سیماب آئے انتہائی جنگ مغلوبہ ہوئی سیماب

جادو و دامن جنم ہوا مگر ہمیں ہجوم لشکر رنج والم ہوا افراسیاب جادو لوح طلسمی لیگیا ہم آوارہ ہوکر نام
نکل آئے رب اکبر نے تمکو مہربان کیا ہمکو اتنا کر بیان لائیں ممنون و مشکور ہیں یہ حال مصیبت جو اسد
نامدار نے بتصریح بیان کیا ملکہ لالان خون قبا کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے سر اٹھا کر طرف وزیرزادی
کے دیکھا کان میں کہا ناگن یہ کیا غضب ہوا یہ شیر وہ شخص ہے جسکا تمام عالم دشمن افراسیاب رہزن ہے اب
کیا کروں ناگن نے کہا جو گذرا وہ گذرا آپ کے باغ میں انکا رہنا مناسب نہیں فورا امر کب وغیرہ دیکر
روانہ فرمائیے اگر خداوند داؤد و آپ کے والد نامدار کو خبر ہوگئی تو قیامت برپا ہوگی ہم سبھوں کی ناک
چوٹیاں کاٹی جائینگی حضور بھی سزا پائینگی سالہا سال سے یہ دلیر گنبد نور میں قید تھا عمرو عیار نے بڑے
زور شور سے رہا کیا اب لوح طلسمی کی فکر میں مصروف ہے قاتل کفاران اس شیر کا لقب ہے نبیرہ حمزہ ہے سب
یہ ملکہ ہاتھ پکڑ کر وزیرزادی کا کنارے آئی گلے میں ہاتھ ڈالکر زار زار رونے لگی دریائے اشک چشم سے
موج زن ہوا کہا اے رفیق و شفیق اے ہمدم و ہمراز اے صاحب راز و نیاز اگر یہ جوان جائیگا روح قالب خاکی
سے تڑپ کر نکل جائیگی کسی طور سے بندوبست کرو اسد نامدار کو اسی باغ میں رکھو مجھپر احسان عظیم ہوگا
ناگن نے ہاتھ کوٹ لیا کہا واری انکے رہنے سے جان و آبرو کا ضرر ہے خیال فساد و شر ہے میں نے پرچہ
اخبار دیکھا تھا تمام مراحلات شکست ہوئے غافل و ہوشیار جادو مارے گئے بڑے بڑے ساحران نامدار
اسکے ساتھ تھے خداوند داؤد نے بھی ایک نامہ برائے حفاظت لوح سیماب جادو کو لکھا نہیں معلوم
اُس نامہ دار پر کیا گذری سچ بہار و باغبان یہ شیر ژیان باغ سیماب میں پہونچ گیا سیماب ملکہ زرپانہ بجا
کوکب کے ہاتھ سے کشتہ ہوا رخصت کرنا کچھ مشکل نہیں ہے یہ تو انکو ثابت ہوا کہ آپ دختر خداوند ہیں ہم
سمجھا دینگے کہ صاحب آپ یہاں سے نکل جائیے یہ ہمارا احسان کیا کم ہے کہ اگر خداوند سے خبر کر دیں لاکھوں
ساحر خداوند کی خدمت میں ہیں ایک جھڑ لوا کر روانہ کر دیں آپکی مشکیں باندھ کر لیجائینگا یہاں تنہا آپکا
مناسب نہیں ہے خوف جان ہے خود بھاگینگے اسطرف کا کبھی رخ نہ کرینگے یہ سنکر ہوئے رنگ ملکہ متغیر
غش آنے لگا بیٹھ گئی منہ سے بیساختہ نکلا سچ وائے بربادی گرفتاری ماہ ہے یہ کہکر آہ کی حالت اپنی تباہ کی
غش آگیا دانت بیٹھ گئے دو گھڑی پہر سے ہے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے سانس ہے یہ حال زار دیکھ ناگن گھبرا گئی منہ
پیٹنے لگی سر اٹھا کر زانو پر رکھا گلاب کیوڑا بیدمشک چھڑکا عرصہ میں ملکہ کو ہوش آیا ناگن نے کہا واری لٹنا
صبر کیجیے کہا ناگن میں بلا کو دل کو سمجھاتی ہوں غش تلب و سدم زیادہ پاتی ہوں دامن صبر کا

دست استقلال سے چھوٹ گیا شیشۂ دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹ گیا لاکھ چاہتی ہوں صبر کروں مگر سوزش قلب سے مجبور و ناچار ہوں دمبدم آتش عشق شعلہ در ہے پھنکی جاتی ہوں دیکھو بیٹھا چلا ہے کلیجہ جل رہا ہے تو نے وہ کلام کیا تیر دلدوز بنکر کلیجہ پر پڑا تو وہ دل نشانہ ہوا الفت کا اس ظالم کی بہانہ ہو گیا تو اس رسم و راہ سے آگاہ نہ تھی اپنے حسن پر آپ فریفتہ رہی کسی کی چاہ نہ تھی اے وزیرزادی اب تو یہ حال ہے

دل پر غم و ملال ہے بموجب مضمون مسدس سن

یہ رنگ زرد جو ہے اور اشک آتے ہیں لال
بیان کرتے ہوئے جی کٹے ہے یہ احوال
یہ سب ہے بال غرض جی کے لگنے کا وبال
خدا کے واسطے یارو نہ پوچھو اسکا حال

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

تڑپتے رہتے ہیں ہر روز جاگتے ہر شب
کسی سے کہہ بھی تو سکتا نہیں یہ کیا ہے غضب
یہ کیسی بنگئی مجھ پہ یہ کیا ہوا یارب
کہ سب عذاب یہ دل کے سبب ہیں لگے سب

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

نہ شکوہ فلک بخت نارسا ہے مجھے
غرض کسی سے نہ شکوہ نہ کچھ گلا ہے مجھے
نہ کچھ شکایت دلدار بیوفا ہے مجھے
اگر گلا بھی ہے تو اپنے دل ہی کا ہے مجھے

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

کہاں تلک نفس سرد و آہ گرم بھروں
کہاں تلک قلق و اضطراب سے میں مروں
کہاں تلک سینے پہ تسکین جگر پہ ہاتھ دھروں
نہیں ہے بس میں پھر ایسے دلکو صدقے کروں

دل فریفتہ وروے قاتلے دارم
ز دست دل بعذابم عجب دلے دارم

یہ میرا حال جو اے یارو دیکھتے ہو تباہ
ہیں اشک چشم میں اور لب پہ نالۂ جانکاہ
کہ رنگ منہ کا ہے فق اور بکھری پھرتی نگاہ
یہ سب ہیں دل کے سبب مجکو دل نے مارا آہ

دل فریفتہ ور وے قاتلے دارم
زدست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

تعلق میں رکھے ہے مجکو ہمیشہ میرا دل
اگر ہوا بھی تھا تو جیسے اور سب کا دل

مرے تو سینہ میں یار کا شگفتہ ہوتا دل
تجھے بھی دینا تھا یا رب مجھی کو لیا دل

دل فریفتہ ور وے قاتلے دارم
زدست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

ملا جو مونس غمگین بحال زار سحر
تو کچھ بھی منہ سے نہ وہ دل گرفتہ بولا مگر

کہا یہ میں نے کہ کیا حال ہے بیان تو کر
پڑھا یہ شعر عظیم اس نے ہاتھ دھر دل پر

دل فریفتہ ور وے قاتلے دارم
زدست دل بہ عذابم عجب دلے دارم

ان اشعار عشق انگیز محبت خیز کو پڑھ پڑھ کر ملکہ روئی ناگن گھبرائی سوچی کہ اب تب نصیحت سے یہ آتش سرکش نہ بجھے گی نا واقف مذہب عشق دام سلسل گیسو سے محبت میں پھنس گئی اب رہائی دشوار ہوئی پنجہ عقاب محبت کی شکار ہوئی یہ باتیں سوچ کر چہرہ زیبا کی بلائیں لین ترقی حسن و جمال کی دعائیں دین عوض کی واری ہم ہر حال میں آپ کے شریک ہیں مگر بقدر مجال ہماری ہے بسم اللہ میں در باغ کا بند و بست کرتی ہوں آمد و رفت میں اپنے بلانے کا خیال رہے جب گذرینگی وہ سینگے ترک محبت طلسم کشا کو اب دیکھنگے ملکہ خود ناگن کی بلائیں لینے لگی کہا اے وزیر زادی میں تیری کنیز ہوں ایسا انتظام کر کہ کسی طرح اسکی جان بچ جائے جسطرح تم کہو گی وہی کرونگی ناگن نے ہاتھ تھام لیکہا واری میں نگوڑی صدقے ہوئی اپنی کنیز خاص کی خوشامد نہ کیجیے میں اسی طرح حاضر ہوں آپ کے حال نیک و بد کی ناظر ہوں آنکھیں ملکہ کی سیج گئیں چہرہ تمتمایا ہوا ایا پنجہ سنبھال سکے مشکی ناگن کا ہاتھ تھامے ہوئے مگر ناگن کو پیچ و تاب دل بیتاب لیکن ملکہ نے وہ زہر اگلا کچھ بن نہ پڑا ملکہ لالان خون قبا کو لا کر چلے اسد غازی ہیں جگہ وہی اسد غازی نے جو دیکھا ملکہ کی آنکھیں سوجی ہوئی گل عارض کمہلائے ہوئے رو رہے آنکھیں لال اشک ٹپک پڑتے ہیں ضبط کرتی ہے خوف میں اپنے باپ کے ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہے اسد نے قبا کے اپنے دامن سے اشک پاک کر کے کہا اے شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی میں نے محبت

ستفسر ہوتا ہوں مجھ سے مفصل حال بیان کرو ملکہ نے سر جھکا لیا دریزادی نے کہا کچھ آپس کی باتیں تھیں ان کا
ذکر نہیں آپ آرام سے بیٹھیے شراب نوش فرمائیے یہ کہکر چند گلابیان پیش کین ملکہ نے جام سے ارغوانی
بھر کر کہا صاحب آپ مہمان عزیز ہیں خاطر آپکی واجب ہے دل آپکی خوشنودی کا طالب ہے اسد نے ہاتھ روک لیا
ملکہ کا غصہ سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا صاحب میں بخوبی حال سے بیخبر نہیں صاحب کے ماہر ہون جو عرصہ
دراز سے وہ آپ پر عاشق ہیں انھون نے عہد و پیمان کرا لیا ہو گا قسم لی ہو گی کہ کسی کے ہاتھ سے شراب
نہ پینا میں نے مہمان سمجھ کے آپ کی خاطر کی ہے میں عشق عاشقی کا نام نہیں جانتی یہ کہکر سر جھکا لیا دل بھرا
ہوا تھا آنسو ٹپک پڑے اسد غازی نے کہا ملکہ بخدا یہ بات نہیں ہے جبتک کلمہ نہ پڑھو گی ہم کوئی شے تمھارے
ہاتھ کی نہ کھائینگے ناگن نے کہا اے شہریار انکے مذہب کو آپ کیا پوچھتے ہیں یہ خداوند کی دختر بلند اختر ہیں
مرتبہ میں شاہان ہفت اقلیم سے بہتر ہیں اسد نے کہا اے ملکہ عالم خدا کے بیٹی بیٹا جورو لڑکے بھی
ہوتے ہیں باپ تمھارا ساحر زبردست ہے بادہ کبر و نخوت سے مست ہے بندگان خدا کو بہکاتا ہے معبود
وحدہ لاشریک ہے اعتقاد وحدانیت کرو ایسے دغاباز پر لعنت کرو وہ معبود یکتا رب دوسرا ہے نظم

نہاں گو کہ ہے پر وہ موجود ہے | رگ جان سے نزدیک معبود ہے | اگر اسکی قدرت کا ہو بند و بست
سلیمان کا لشکر کرے سو بہت | یہ ہے اسکی قدرت کی ادنی سی بات | کہ اک کن سے پیدا ہوئی کائنات
کیا خاک سے خلق انسان کو | تو ناری بنایا ہے جان کو | بھرے لعل و یاقوت ہیں سنگ
دکھائے یہ وحدت میں کثرت کے رنگ | مگر پھر وہ قادر ہے مختار ہے | وہ دیتا ہے جو جسکو درکار ہے

اس فصاحت و بلاغت سے ثنائے رب اکبر اسد نامور نے بیان کی کہ زنگ کفر آئینۂ قلب سے
سب کے دور ہوا دیدہ باطن روشن ہوئے دل کو سرور ہوا ملکہ کلمۂ طیبہ پڑھ کر مع کنیزوں کے صدق دل
سے مسلمان ہوئی مگر ناگن نے عرض کی حضور سوا میرے یہان کوئی ساحرہ نہیں ہے میں دل سے
مطیع الاسلام ہوئی اگر کلمہ پڑھونگی تو سحر فراموش ہو جائیگا شاید کسی وقت حضور کے کام آؤن
دربار خداوندی میں صبح و شام جاؤنگی وہان کی خبر لاؤنگی یہ کہکر کنیزون سے اشارہ کیا صحبت عیش و نشاط
آراستہ ہوئی ساقیان گلرخسار جام بادہ گلنار لیکر حاضر ہوئے کان کو حکم ہوا رقاصۂ ماہ طلعت حور پیکر گلعذار
سیمبر خوش غمزہ صاحب کرشمہ و ناز خوش آواز مصروف رقص ہوئی سازندے ہوئے سریلی آواز بنانے کا
نیا انداز بصد سوز و گداز یہ غزل عاشقانہ شروع کی غزل ساغر پلا کے تجربہ دو جہان بنا

او پیرِ مے فروش ہمین بھی جوان بنا
تھا کچھ تو جب بھی یہ کہو تم کہ کچھ نہ تھا
ایسا ہوا بلند کہ اک آسمان بنا
سنبل و بہار گیسو و رخسار یار مین
جس جا کہین کسی کے قدم سے نشان بنا
بیکار تھی نہ خاک نہ دود جگر نسیم

اللہ رے درازی آغاز مدعا
گر کچھ نہ تھا تو کاہے سے سارا جہان بنا
وہ بے نشان تھا مین کہ بہا نتک اپنا نشان
جی چاہتا ہی بیٹھ رہین اک جہان بنا
عشاق جانفروش کے دیکھو تو حوصلے
اُس سے زمین اس سے ہر اک آسمان بنا

نکلا جو حرف منہ سے مرے داستان بنا
اُٹھا مرا غبار جو تعظیم یار کو
مجھ سے مکانِ یار بنا لامکان سے
ہنسنے کا الٹی ہے وہین طلاق ہو گیا
نقش تمام سحر کہ استخوان سینا
ہنگامۂ عیش و نشاط گرم ہوا دور جام

عاشق و معشوق نے یہ لال ڈورے نیلی آنکھون مین آئے خیال خیر و شر دل سے دفع ہوا اسد نے کہا اے ملکہ عالم چہوٹے نانا جان خواجہ عمرو نے لوح کی جستجو مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا مین بدنصیب تھا کہ لوح دستیاب نہوئی اور غصہ مین خواجہ سلامت نے ایسے کلمات طعن و تشنیع کہے کہ مین آنکے سامنے سے چلا آیا جوش مین جان دینے کے قریب دریا کے پہنچا تھا چاہتا تھا کہ دریا مین کود پڑون ڈوب مرون مگر نہین معلوم کہ خلق کردہ کو کیا منظور ہی کہ تم تک پہونچا کشتۂ تیغ ابرو اسیر طرۂ گیسو ہوا مگر دل مین یہی خیال ہے کہ فضل سے پروردگار کے ذلیل ہون جستجو کرکے لوح طلسمی حاصل کرون انشاء اللہ بوقت سحر ملوا لیکر دربار مین داؤد جادو کے لعین جاؤنگا اُس مردود کا تخت خدائی الٹ دونگا اپنا تو سر ہتھیلی پر رکھ چکا ہون موت کا مزہ چکھ چکا ہون اب بچت زندگی ہی جان بچانے مین شرمندگی ہی بخشیون سے کیونکر آنکھ ملاؤن کا لشکر مین بڑے نانا کے کیا روے سیاہ لیکر جاؤنگا یہ سنکر ملکہ عالم بے اختیار رونے لگی کہا اے شہریار بڑے بڑے شاہان عالی وقار ساحران عدار اُسکو سجدہ کرتے ہین کل والیان طلسم ہوشربا اُسکی افسونگری سے ڈرتے ہین آپ کا اُسکے دربار مین جانیکا قصد ہی سحر و ساحری مین آپکو دخل نہین کوئی تحفۂ طلسمی ابتک ہم نہین پہونچا درِ دولت تک اُسکے جانا محال ہی آپکا عجب خیال ہی وہ بڑا صاحب جاہ و جلال ہی جسکا ہمسر ناممکن ہی پڑھا ہوا جن ہی مگر اسکی تدبیر کیجائیگی دلوا تا کمن دونون وقت دربار خداوندی مین جائینگی کسی صورت سے لوح کا پتا لگا لینگی جلدی نہ کیجیے دس پانچ دن یہان تشریف رکھیے اسد نے کہا ایک دم بدم شمشیر ہی نصیحت کسی کی ہی سو ستے تیر و تبر ہی کنیزون نے دیکھا کہ عاشق و معشوق مین باتین محبت کی لگاوٹین بھری ہین رات زیادہ ہو چلی ملکہ ذکر انہین سے رہی ہی ہر کام کے چلے سے جس محفل سے رسم ہمارا ہر وہ سرا اُٹھ جاتی ہین صحبت گل و بلبل خلوت شمع و پروانہ رہگیا دونون شیدا یکدیگر مست مے محبت بادہ خوار جام مودت جھومتے ہوے چھپرکھٹ پر آ کے گرے آپس کے ملنے کا

باہم کلام سوز و گداز اسکو جوش محبت اُسکو شرم و حجاب اسکو ولولہ وصلت اسکی زلفین عنبرین کو خوف
سے پیچ و تاب شکل وصلی چھپان دل مین بھرے ہوے ارمان یہ ماہ طلعت وہ مہر صورت یہ شمع انجمن دلبری
وہ پروانۂ محفل حور و پری نشۂ شباب خمار شراب لپٹ کر دونون نے آرام کیا بوقت سحر کنیزان نامور سوتے
سوتے اٹھین سب سے پہلے نرگس جاگی سنبل بل کرتی ہوئی اٹھی شمشاد بانہین دکھاتی ہوئی آئی غنچہ دہن
آتے ہی مسکرائی سمن دیا سمن اٹھلاتی ہوئی پہونچین قریب ہووے کے آکر سب جمع ہوئین نرگس نے
اشارہ کیا بوا غنچہ دہن کچھ شب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی شاید کما بدی آپسمین کھسر پھسر ہونے لگی
ایک کہتی ہو بوا وہ بات نہین ہوئی ورنہ آواز آہ واہ ضرور آتی دوسری بولی تو بھی نہ تھی ہر تری ملکہ بھی
نادان ہماری اپنے دل کی محبت مین سنکر آئی ہین اب صورت ہی اور ہی ملو گون سے آنکھ نہین
ملاتی یہ باتین کر رہی تھین کہ اسد کے نماز پڑھنے کی آواز آئی ایک نے کہا اری لو بوا یہ مسلمان بے نہائے
نماز بھی پڑھ لیتے ہین ایک نے کہا بوا کچھ غسل کام نہین کرتی سنا ہی مسلمانون مین طہارت کی بڑی احتیاط
ہو غضب وہ اب ملکہ سے مرد و اور کیا ایک نے کہا دیکھو ابھی دریافت ہوا جاتا ہی حاضر ہوکے سب لو جوئین
ہنستی مسکراتی اندر بارہ دری کے آئین دیکھا اسد نمازی وظیفہ پڑھ رہے ہین ملکہ مسند پر بکھر گرتی
آب روان کی سسکی ہوئی چہرے پر سرخی پانڈان کھلا ہوا گلوریان بنا رہی ہین سبھون نے سلام کیا سوسن
بڑی زبان دراز ہمدمۂ مصاحبت سے سرفراز ہی بڑھ کر عرض کی واری حمام تیار ہی ملکہ نے مسکرا کر کہا
استاد ہو تم تمھارے اشارے کنائے خوب سمجھتے ہین ای سوسن یہ لوگ پابند شریعت ہین باسی سے
انکو انکے پروردگار نے سرفراز کیا ہی بدون عقد و نکاح امورات باطنی کی جانب توجہ نہین کرتے اپنے
پیدا کرنے والے سے ڈرتے ہین مجھے بھی اسکا خیال تھا ملکہ مہ جبین الماس پوش عرصۂ دراز سے
انپر مائل ہو سالہا سال انکے ساتھ لپٹ کر رہین ہی اصل تو یہ ہی کہ بڑی بڑی جفا سہی اب بعد قید سے
چھوٹنے کے بھی ساتھ رہا وصل سے ابتک محروم ہو فرماتے ہین افراسیاب جادو ملا جاے
یا مسلمان ہو قاضی نکاح پڑھے تب انکے یہان عورت مرد پر حلال ہوتی ہی ہر ایک کنیز نے اس مسئلہ کو
سنکر وجد کیا کہا واے ان مقدمات مین ربط و ضبط انہین کا کام ہی اسی وجہ سے ہفت اقلیم مین
ان سب صاحبون کا نام ہی اسد نمازی بعد فراغ نماز مسند پر آکر جلوہ فرما ہوے ملکہ لالان جان قبا
نے ناگن وزیرزادی کو حکم دیا کہ آج شب کو روشنی دیکھنے کا سامان کرو ناگن نے کنیزون کو حکم دیا کنیزان

کارگذار صاحبان ماہ رخسار آراستگی مین مصروف ہوئین اسد غازی ملکہ لالان خون قبا کے ساتھ ہنچ
مصروف عیش و نشاط مین انکو تو یہین پر چھوڑ دو کلمہ داستان ہو بیچارہ خواجہ عمرو کا حال واؤ دیدین
اور عیاری کرتا بشکل افراسیاب اور پہچانے جا انجم درخشان برج طراری آفتاب عالمتاب چرخ ختجر
گذاری نہنگ بحر سکاری ہزبر دشت عیاری مہتر مہتران و بہتر بہتران سرہنگ سرہنگان بلا دینی آدم
سو ناے معظم و مکرم جامع فضل و کرم دوندہ بیدرنگ قلعہ گیر بیجنگ عیار ذوالفقار خواجہ عمرو بن امیہ
نامدار کے بیان ہوتے ہین شعر عمرو تیز رو کا بتادون نشان بہ تراشندہ ریش جادوگران دہان
سیماب سے جو اسد نے غازی کو طعن و تشنیع کر کے اپنے سے جدا کیا بعد چند ساعت کے غصہ اُترا جیسے
کوئی سوتے سوتے اٹھتا ہی گھبرایا ہوا افسردہ و متوحش دل سے کہتا ہی ای عمرو یہ تو نے کیا کیا نادانی کی
اسد شیر دل صاحب غیرت شیر بیشہ جرأت پروردہ مہد ناز و نعم معزز و مکرم اسکو ایسے کلمات صلوات
کے ایسا نہو غیرت مین اپنی جان دیدے لوح کے مقدر مین وہ بیچارہ کیا کرتا سحر سے افراسیاب
کے ناچار ہوا جاتا تک مقام جرأت تھا لڑا ان سیاب سے خوب لڑا مین نے یہ کیا غضب کیا اُسکی
جان کا خواہان ہوا ہے وہ ماہ تابان صاحبقرانی میری آنکھون سے پنہان ہوا سعد زخمی تھا کہ علم جنگ
پرزے پرزے اُڑگیا نیزہ و تیر و شمشیر کے زخم کھائے اے تیری عقل پر کیا پتھر پڑے کہ پارہ جگر کے ساتھ
بیسنگدلی کی چہار جانب دوڑا اسد کو ڈھونڈھا اس خیال سے کہ اگر اُس شیر کو پاؤن عذر کرون
جب اسد شیر دل نہ ملا مجبور و ناچار صورت ایک ساحر کی بنکر ایک جانب چلا دور سے ایک قریہ نظر آیا
سوچا کہ اس قریہ مین چلین دو چار کوڑی کا روزگار کرین یہ بھی دریافت ہو کہ کس ملک کی یہ سرحد ہی
لشکر صاحبقران کتنی دور ہی آخر رنگ روغن عیاری کا لگا کر اگھوری کی شکل بنکر تیار ہوے ایک کھوپڑی کھیلی
اٹھالی اُسمین کھلی بھر لی ایک ہاتھ مین بوتل شراب کی دھوتی کھلی ہوئی اولکتے ڈگمگے بازار مین آئے
جسکی دوکان پر جاتے ہین وہ رام رام کرکے پیسہ پھینک دیتا ہی خوب رقم تحصیل ایک مقام پر بیٹھ گئے
لوگون سے پوچھا یہ قریہ کس شہر سے متعلق ہی ایک نے جواب دیا یہان سے بارہ کوس پر شہر داؤد ہی
خداوند داؤد کا تختگاہ سامری پرستون کی پشت پناہ تخت خدائی پر جلوہ فرما ہین اور بڑے بڑے
شاہان ذی وقار براے زیارت کو آتے ہین سجدہ کرکے شرف کورنش پاتے ہین سال مین دو چار مرتبہ
افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا بھی حاضر ہوتا ہی کتاب سامری کو قدرت درست

کردیتے ہین وہ کتاب مثل جام جہان نما ہے تمام عالم کا حال گھر بیٹھے معلوم ہوتا ہے یہ سنکر عمرو بن امیہ
ضمری بیرون قریہ آیا درہ کوہ مین آکر شہر اغواص عقل کو بحر بے پایان فکر مین غوطہ زن کیا بعد عرصہ
دراز گوہر مراد ہاتھ آیا لیکن اسد غازی کی غربت یاد کرکے وہ بہت رویا آخر دل مین ٹھانی کہ اے
عمرو چلکر اپنی جان دو یا خداوند داؤد کو گرفتار کرو اگر ایسا ساحر جلیل دام مکر مین پھنسے کیا عجب ہے
کہ اس ذریعے سے لوح طلسمی بھی ہاتھ آئے یہ سوچ کر جس عیاری کو پسند کیا اُس صورت بطرف
شہر داؤدیہ کے روانہ ہوا ناظرین پر ظاہر ہو جائیگا جس صورت سے عمرو اپنے کو پاس داؤد جادو
کے پہونچائیگا اب دو کلمہ داستان ذکر ملک داؤدیہ و کیفیت داؤد جادو بیان ہوتے ہین داؤد ایسا
ساحر زبردست ہے کہ سلف اُسکی افسونگری کے رتبہ سامری و جمشید پست ہے کیفیت تمام شہر
داؤدیہ مین خدائی کرتا ہے یکتائی کا دم بھرتا ہے شہر آباد رعایا دلشاد ملک زرریز زمین حسن خیز آب و
ہوا معتدل جسمیں دارالامارہ شاہی مین آکر تخت خدائی پر جلوہ افروز ہوتا ہے ساحران غدار و شاہان
عالی وقار حاضر ہو کر خدا اپنا جانکر سجدہ کرتے ہین لاکھون روپیہ بطور پیشکش لاتے ہین فوجین لاانتہا
سحر و ساحری مین یکتا و ناف شہر مین ایک گنبد ہے اُسکا گنبد سامری نام رکھا ہے زیر گنبد
ایک حوض کلان آب صاف و شفاف سے معمور فوارے ہزار کے چڑھے ہوئے ہر وقت ساون
بھادون کی کیفیت معلوم ہوتی ہے دو دو دیوارین سیمین و نقرئی پہلوے گنبد سے تالب حد حوض درست
کرائین ہین ان دونون دیوارون پر پتلیان سونے چاندی کی ہزار در ہزار قطار باندھے با ادب تمام
ایستادہ رہتی ہین بوقت سحر داؤد جادو بصورت اصلی گنبد سامری مین یکہ و تنہا آکر بیٹھتا ہے ان سونے
چاندی کی پتلیون سے باتین کیا کرتا ہے وہ پتلیان خبر آیندہ و گذشتہ داؤد جادو سے بیان کرتی ہین
مخصوص صبح کو اُس گنبد مین بیٹھکر پتلیون سے حالات طلسم وغیرہ طلسم پوچھا کرتا ہے تمام اہالیان شہر یہی
جانتے ہین کہ صبح کو خداوند گنبد سامری مین جلوہ فرماتے ہین ہزار در ہزار لوگ بہ اسم زیارت
زیر گنبد آتے ہین گھنٹہ و ناقوس بجنے کا شور برپا ہے برہمن پجاری دھوتیان باندھے ہوئے
پوتھیان ہاتھ مین پوجا پاٹ مین مصروف رہتے ہین تا برآمد ہونے خبر اعظم داؤد اسی گنبد مین
موجود رہتا ہے کبھی پتلیون کو آواز دی ای کنیزان سامری کچھ حال طلسم ہوشربا بیان کرو ایک نے ہنسکے
مسکرائی دوسری ہنسی تیسری اچھل اُٹھی یا خداوند طلسم ہوشربا مین بڑا غدر ہے آپ کے بیٹھے

لاکھون مارنے لگے زوال دولت افراسیاب قریب ہی غرور اُسکا بڑھتا جاتا ہی عیش و عشرت کا پابند
حال نہ جانتا تھا بے فکر اتفاق سے اسوقت داؤد جادو اُن پتلیون سے حال باغ سیماب دریافت
کررہا ہی پتلیان بفصاحت بیان کررہی ہین داؤد گلپوش ہوش مین رہا ہی سر دھن رہا ہی زیر گنبد ہزار آدمی
جمع ہی اس کرامت پر قدرت کی ہر ایک مبہوت ہی دہن پر مہر سکوت لگی ہی کہتے ہین قدرت خداوندی ظاہر
ہو سوا قدرت حق کے اس بھید سے کون ماہر ہو سونے چاندی کی پتلیان کیا باتین بناتی ہین ہزارون
کوس کا حال بتاتی ہین طرز کلام پتلیون کا یہ ہی جب داؤد کسی بات کو پوچھتا ہی یعنی ای کنیزان سامری
کچھ حال بیابان گرز بیان کرو ہمارا بندۂ خاص ملک جہاندار شاہ عرصہ سے خدمت ما بدولت مین
نہین آیا صاف بتاؤ اسپر کیا گذری ایک نے کہا عرض کرون دوسری بولی صاحب صاف بتاؤن تیسری
بولی تو چپ تھی غصہ مدد کر نہیں چوتھی نے بیان کرنا شروع کیا یا خداوند آج وہ بندۂ خاص اپکا سلطان لشکرکشی مین
مصروف ہی جبسے اُسکا سپہ سالار صاحب جرات یعنی سمار قدرت شریک سلطان ہوا ملک جہاندار شاہ کو
بڑا قلق ہوا اسی وجہ سے سلطان لشکرکشی کررہا ہی قصد ہی جاکر مرغ و بہار کو مدعی سمار کو سزا دون ایک نے کہا
بندہ انجام کا تو حال کہو اب سمار قدرت سلطان سے جدا ہنوز کا آجکل قلعہ بے نظیر تیار کررہا ہی اگر وہ قلعہ بن گیا
اُسکا فتح ہونا دشوار ہی قلعہ بنانے مین اُستاد ہی یہ سحر اُسکو مدت سے یاد ہی بڑا ماہر ہی اسی وجہ سے نام اُسکا
سمار ہی داؤد گلپوش ہوش سے سن رہا ہی کبھی جاکر تخت پر بیٹھتا ہی کبھی کھڑا ہوکر زیر گنبد نگاہ ڈالتا ہی الہی
شہزادین ماتمکدے مین ہین کوئی کہتا ہی یا خداوند اولاد نہین ہوتی کوئی کہتا ہی حبشی باندی ہی ایک ایک
کو داؤد تسکین دیتا جاتا ہی کبھی کمال خدائی دکھاتا ہی کچھ پڑھ پڑھ کر سحر کردیا عدو کا جا برق چمکی کبھی برف
کبھی آگ لگ گئی کوتوال شہر کسی دزد یا خونی کو گرفتار کرکے لایا حال بیان کیا داؤد نے سا برق تڑپ کر
اُسی گنہگار پر پڑی کشت حیات گنہگار جل کر خاک ہوئی عدل و انصاف کے شہرے خدائی کے ڈنکے بج رہے
ہین عجائب و غرائب افسونگری کے دکھا رہا ہی جسکو بندہ قرار دیا ہی وہ وجد مین ہین پکار رہے ہین یا خداوند
تیرے صدقے تیری عدالت و انصاف کے نثار تو خاصۂ خلاصۂ دودمان سامری ہی تیرے رگ و ریشہ
مین کرامت بھری ہی پہلے دو سو خداوند بھی تیرے بندے تھے تو نے انکو بنایا جب سرکشی کی سزا دیا
اب دنیا مین جاتی ہوتی کہ دو خداوند مین ایک زمرد شاہ باختری جا بجا بندون کے ہاتھ سے
بھاگتا پھرتا ہی اُسکی خدائی کا بھی حال کھلگیا اگر خداوند ہوتا بندون کے ہاتھ سے شکست نہ کھاتا غصہ

کرکے آنکھوں سناتا تیری کرامات ظاہر ہے تیری بزرگی سے کون نہیں ماہر ہر مشکل میں تو امداد کرتا ہے ہر بندہ
تیرا نام لیکر فریاد کرتا ہے دلوں میں تیری یاد لب پر تیرا نام تو خداوند عالی مقام ہے بندے تیرے افراسیاب
وکوکب روشن ضمیر و ملکہ جہاندار شاہ وتزلزل بن ازلال مقبول تیری بارگاہ کے اُنسے
کون ہمسری کرے دل سے تیرے مطیع مرتبے انکے فتح طلسمات بنا زان سب کو ظلم کیا کسی کو ویران کیا
ناظم کیا کس لعنت سے دنیا کو آباد کیا ہر بندے کو اپنے شاد کیا اتنا بڑا ملک داؤد کو دیا کسی کو گدا کی صدا کا یہاں
نام نہیں غربت و فاقہ کشی سے کسی کو کام نہیں لہذا خاطر ناظر ہیں ہو کر داؤد یہ باتیں سنکر مغرور تاج
خدائی سر پر لباس فاخرہ دربر ہنس ہنسکر سب کو جواب دے رہا ہے تمام اہالیان شہر کی نگاہیں باشتیاق
گنبد سامری پر جال کو داؤد کے دیکھ رہے ہیں یکایک آسمان پر سناٹا ہوا سب نے سر طرف آسمان
کے اُٹھا کر دیکھا شہنشاہ طلسم ہوشربا افراسیاب جادو ایک تخت پر سوار تاج شہنشاہی برسر
جامہ شہنشاہی دربر سونیوں کے مالے کنٹھے یاقوت احمر کے گلے میں پڑے کروفر سے تخت اُڑتا ہوا
آتا ہے سب کی نگاہ تخت افراسیاب پر پڑی داؤد جادو نے بھی دیکھا کہ افراسیاب جادو بڑے
کروفر سے تخت اُڑتا ہوا آتا ہے یا شہنشاہ کا ہنگامہ ہوا داؤد جادو نے کہا ہمارا بندہ خاص الخاص
آتا ہے یا تو تخت مثل ستارہ سحری کے بلند تھا یا اب نیچی ہوا ناظرین پر یہ ضرور واضح رہے کہ جسے
تحریر کیا کہ جس گنبد میں داؤد جادو کھڑا ہے وہ دیواریں سونے و چاندی کی گنبد کے پہلو میں آراستہ
ہیں اُنپر سونے چاندی کی پتلیاں کھڑی ہیں مثل غلمان حسین داؤد سے باتیں کر رہی ہیں جیسے ہی
تخت افراسیاب جادو آسمان سے نمایاں ہوا ایک پتلی مسکرائی دوسری ہنسی تیسری نے کہا
ہوا کیا نہیں چوتھی نے کہا ہوا کیا بتائیں پانچویں نے جواب دیا کسی کا حال کہیں اپنے کو ہم انداز
بتائیں چھٹی بولی ہم قدرت کے نگہبان ہیں ساتویں ٹھٹھا مارکر ہنسی اور کہا سامری جمشید کے
ہمپر احسان ہیں آٹھویں نے کہا ہوا میں پہلی کہتا نہیں جاتی جو بات ہوگی صاف کہدونگی میری یا پوش
چھپائے نویں بولی کون باتیں بنا سکتا اس عرصہ میں تخت افراسیاب جادو قریب دیواروں کے
آپہونچا داؤد سے آنکھ ملی افراسیاب نے سر واسطے سجدے کے جھکایا برائے تسلیم ہاتھ اٹھایا
داؤد نے آواز دی اے بندہ خاص الخاص و اے طاعت گزار با اخلاص اے شہنشاہ باحیا اے آفتاب
عالمتاب طلسم ہوشربا ہم عرصہ دراز سے تمہارے مشتاق تھے تخت جیسے ہی سرحد میں دیواروں

کی آیا دسوین پتلی کہ جسپر اختتام کلام ہوا تھا مغرور خاموش کھڑی تھی پس اُسنے قہقہہ مارا آواز دی ای
کنیزان سامری ہوشیار ہو جاؤ بڑا غضب ہوا ہماری روح پر صدمہ ہی کوئی کچھ آتا ہی خود بخود دل گھبراتا ہی
سب پتلیان چاؤن چاؤن کرنے لگین غل مچایا خداوند داؤد رنج کیا ستم ہی دل پر ہم سب کے ہجوم لشکر
غم والم ہی اب وہ تخت درمیان مین دیوارون کے بیچ پہونچا جب پتلیون نے غل مچایا اور بلند ہو کر اپنا
عکس تخت اور صاحب تخت پر ڈالا اب جو داؤد نے نگاہ اُٹھائی دیکھا افراسیاب کیسا ایک شخص
عجیب الخلقت نازیل سا سر کلّہ سے کال مثل مروارید دندان خوشنما زیرہ سی آنکھین مثل جگنو کے چمکتی ہوئی
طباق سا پیٹ ناکاسی گردن مثل رسّی کے ہاتھ پاؤن چھ گز کا دھڑ تلے کا تین گز کا اوپر کا مثل لنگور
کا پیادہ قیامت کا پرکالا گر پیادہ شطرنج کا جو بڑھ کر بادشاہ کو مارتا ہی داؤد کے ہوش اُڑ گئے پتلیون
نے آواز دی یا خداوند عمرو آیا عمرو آیا ایک بولی نگوڑے نے غضب کیا سامنے حضرت کے گستاخی
واضح رہے ناظرین ہو کہ عمرو بن امیہ ضمری افراسیاب کی شکل بنا کر چونکہ جان سے اپنی بیزار تھا تخت
زبرجدی پر سوار ہو اُترا تا ہوا آکر پہونچا یہ سمجھا کہ سایہ مین دیوارون کے رنگ روغن عیاری کا اُڑ جائیگا
اب جو یہ کیفیت بہم پہونچی داؤد نے بھی دیکھا تخت پر سوار ہی سینہ سپر کیے ہوے آتا ہی عمرو نے
جھک کر حوض مین دیکھا اپنے کو بصورت اصلی پایا داؤد نے ہاتھ اُٹھایا کہ سحر کرون عمرو تخت اُڑا کر
نہ بھاگ سکا تخت زبرجدی اسی مقام پر چھوڑا تخت سے کود پڑا گرتے گرتے ایک حقہ آتش بازی کا
داغ دیا کلّتون کے منہ جلے کچھ منہ کے بل زمین پر گرے دامن و گریبان جلنے لگے بھاؤن کی چشم
سے شعلے نکلنے لگے لینا لینا کا اُٹھا داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہی عمرو مثل برق جہندہ کے زمین پر گرا
غول مین جادوگرون کے قیامت برپا کرتا ہوا جاتا ہی کسی پر کمند لگائی کسی کے منہ پر جواب بیہوشی
مارا کبھی حقہ آتشبازی داغ دیا زبان ہلاتا ہاتھ اُٹھاتا ساحرون کو مشکل ہوا ہر چند چاہتے ہین گرفتار
کرین مگر برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے کبھی ظاہر کبھی غائب کبھی لوٹ مارے الٹ کا ہاتھ مارا
چار چار کے پاؤن اڑا دیے پھر جست کر کے نکل گیا جس ساحر نے منہ موڑا عمرو نے تاک کے تیر مارا
کلّہ ہی کو توڑ کر پار گذر گیا ہزار ہا جادوگر پامال ہوے داؤد گنبد سے دیکھ رہا ہی ہوش اُڑ گئے
خدائی کرنا بھول لینا لینا کہہ رہا ہی پتلیان قہقہے مار رہی ہین کہتی ہین کیون خداوند آپ نے کیسا بندۂ
گستاخ پیدا کیا ہی آپ کے بندون کو مارے ڈالتا ہی جلد تدبیر کیجیے اس بندۂ بے ادب لاف زن گمراہ

بنا دیجیے داؤد غصہ مین جواب دیتا ہی تمھین ہماری مشیت مین کیا دخل ہی تم آگاہ ہو کہ کون کون
قتل ہو رہا ہی جو دل سے یاد نہین کرتے اعتقاد مین خام ہین بد انجام ہین یہ بندہ بے ادب جسے
بنایا ہی جلاد ساحران اسکو لقب دیا ہی اسکا آقا حمزہ صاحبقران سپہ سالار قدرت ہی لقا ہماری
ہمسری کرتا ہی اُسکی بربادی کے لیے اُس صاحب جاہ و جلال کو پیدا کیا ہی اس طرار مکار غدار کو
اُسکا عیار بنایا خبردار خاموش رہو بیہودہ مت بکو اس عرصہ مین عمرو جھپٹ کر نکلگیا گلیم عیاری اوڑھکر
مخفی ہوا رعایا مین شور گریہ و زاری بلند ہوا کوئی کہتا بیٹا مارا گیا کوئی کہتا ہی فرزند قتل ہوا کوئی کہتا ہی
بانو تو نابرابر کا بھائی چھوٹا یا خداوندان سب کو جلا دیجیے کرامت دکھلایئے کبھی ملک داؤد مین
آفت برپا نہوئی تھی اپنے اپنے گھرون مین پانون پھیلا کر سوتے تھے یون نصیبون کو نہ روتے تھے
یہ خبر سُنکر داؤد جادو جھلایا حکم دیا یہ سب بے ادب ہین مورد قہر و غضب ہین سامنے سے ہٹاؤ ہرگز
مُردون کو زندہ نہ کرینگے اپنی اپنی جان کی خیر مناؤ سبکو سنگ سیاہ بنا دونگا ابھی مزا دونگا قہر و غضب
سے قدرت کے نہین ڈرتے ہو سب روتے پیٹتے اپنے اپنے گھرون کو آئے شہر داؤدیہ مین گھر گھر
یہی ہنگامہ عمرو کیا بلا کا عیار ہی قدرت کے سامنے آیا لاکھون کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کرسکا اب
دیکھیے کیا ہوتا ہی اس ملک مین بھی اُس ظالم کا قدم آیا بعض کہتے ہین اب خرابی درپیش ہی ہم لوگون
کو ہر الیس و بلیس ہی سامنے قدرت کے آیا قدرت نے کچھ نہ کیا اب کیا ہوتا ہی ساحرون کے واسطے
سراسر خرابی ہی تمام شہر مین یہی ذکر ہر ایک کو اپنی جان کی فکر ہی مگر داؤد جادو غصہ مین گنبد سے اُترا
تخت زبرجدی کو ہوا سے اُتارا اب جو اُس تخت کو دیکھا حکمای اشراقین نے علوم حکمت سے
اُسکو بنایا ہی ایک تختی اسمین نصب ہی اُسپین کل کیفیت مرقوم ہی جو اسپر سوار ہو اگر بلند ہو تو یہ صورت ہی گھرانے
کی یہ کیفیت ہی داؤد جادو کے ہوش اُڑ گئے تخت کو اُٹھوا کر ساتھ لیا دار الامارۃ شاہی مین آیا وزرا
امرا حاضر ہوئے تخت سلطنت پر داؤد متمکن ہی مگر قلب پر صدمۂ عظیم شہر داؤدیہ مین کبھی ایسا اتفاق
نہوا تھا خاموش بیٹھا ہی مگر خواجہ عمرو جو شہر داؤدیہ سے بھاگے جنگل مین آکر ایک مقام پر پہنچے دیکھا
آگے آگے ایک ساحر پشت پر چالیس ہزار ساحر توڑے روپیون کے کاندھون پر رکھے ہوئے چلے
آتے ہین عمرو نے جو چالیس توڑے دیکھے منہ مین پانی بھر آیا تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا نکالکر
ایک برہمن کی صورت بنے گاڑھے کی دھوتی دھوتر کا انگوچھا سر منڈا ہوا لنبی چوٹیا ایک پختہ کنوئین پر

ڈول لوہے کا برنجی لیٹا لیکر بیٹھا پکارنا شروع کیا جل ٹھنڈا چاہیے جاوؤ اُس ساحر نے پلٹ کر دیکھا کہا
برہمن دیوتا جل پلاؤ مزدور بھی ٹھہر گئے توڑے سب کنوئیں پر رکھدیے خواجہ عمرو نے پہلے اُس ساحر
کو پانی پلایا اُسی سبح میں مزدورون نے بھی پانی پیا آبروریزی کا خیال کیا پانی پیتے ہی پناہ پانی کی مشکل
ہوئی سوجا آپ سانپ کی لہر تھا پانی پیا تم تھا پانی پیتے ہی لڑکھڑائے رام رام کہکے گرے بیہوش
ہوئے خواجہ عمرو کنوئیں سے اُترے چالیسوں توڑے اُٹھا کر نذر زنبیل کیے کہا داداجان بیچے
اور مچھکر اس ساحر کے بھی توڑے اُتار لیے خود اُسی سوچین مونڈین مونچھ مین ایک بال رہنے دیا ایک
کاغذ لکھا مضمون اُسکا یہ تھا کہ او داؤد جادو شنو سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ
عیاران عیار بیک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار آگاہ ہو کہ قدم ہمارا تیری سرحد مین آیا تخت
زبرجدی ہمارا بہت احتیاط سے رکھنا ایک نگینہ بھی اگر گم ہو گیا نقد جان پر تمھاری بنے گی بہتر یہ ہو کہ
غاشیہ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر مانند غلامان حلقہ بگوش در دولت پر آکر حاضر ہو مذہب اسلام قبول کرو
یکتائی کا دعوی مناسب نہین ہے پروردگار برحق کارساز مطلق رب اکبر بانی بناے زمین و آسمان
پیدا کنندہ انس و جان رحیم و کریم سمیع و علیم ارحم الراحمین مالک یوم الدین ہمارا خدا ہے بے مثل و یکتا
اپنے کو خدا کہواتا ہے پیدا کرنے والے سے نہین شرماتا ہے بخدا اگر مسلمان نہ ہوا تو تمام اپنا خواجہ عمرو نے کیا
کام کر کے خواجہ عمرو نامدار اور صحرا مین جا چھپے بعد صندوار اُس ساحر نے چشم بازی اپنے کو
لگایا ساتھ والون کو بیہوش دیکھا روپیہ ندارد اُٹھتے ہی سر پیٹنے لگا مزدورون کو ساتھ لے کے
روتا پیٹتا شہر داؤد مین آیا یہان خداوند داؤد دستانے مین بیٹھے تھے کہ دہائی کی آواز آئی داؤد
نے سر اُٹھایا پوچھا کیا ہے لوگون نے کہا ایک فریادی آیا ہے داؤد نے سامنے بلوایا دیکھا ایک ساحر
داول رنجور سوچین ڈاڑھی منڈی ہوئی ایک مغرقی باندھے ہوئے ہے پوچھا ارے کیا ہوا ساحر نے
تمام حال بیان کیا کہا حضور ایک برہمن سے پانی پیا ہم سب سو گئے پھر جو ہوشیار ہوئے نہ روپیہ
پایا نہ پانی پلانے والا ہاتھ آیا یہ کاغذ ہماری مونچھ کے بال مین بندھا تھا خداوند داؤد نے وزیرون
سے کہا پڑھواب جو وہ پرچہ پڑھا گیا کمال بےحواس ہوئے حرف آگیا گھبرا گیا کہا یہ کیا ماجرا ہے بلٹنا غلط
املا غلط یہ سوچ کے سر جھکا لیا اُس ساحر کو خزانہ سے چالیس ہزار روپے دلوائے اس خیال سے
کہ خدائی مین فرق نہ آئے کہا سیٹھ جی روپیہ لیجاؤ مگر ہوشیار رہنا ظاہر مین اُس سے کہدیا یہ کارخانے

قدرت کے قدرت کی ذات پر موقوف ہیں آمین دخل دینے والے بیوقوف ہیں جب وہ ساحر جہان
جا چکا خداوند داود نے پکار کر کہا ای یارو خواجہ عمرو نے اس مہاجن کو لوٹ لیا ہوا ہے واژدیہ میں
موجود ہے جلد ساحران غدار جائیں سلطان زادے کو جلد گرفتار کر کے لائیں ہزارہا ساحر برائے گرفتاری
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار چلا شہر میں ہنگامہ ہوا لوٹا جو آج ایک مہاجن لوٹا گیا خواجہ عمرو
نے داڑھی مونچھیں مونڈ ڈالیں روپیہ لے لیا کچھ خداوند کو لکھ کر بھیجا خداوند خاموش ہیں قضائے کار
ناگن وزیرزادی ملکہ لالان خون قبا کی خیرخواہ عاشق زار دونوں وقت واسطے خبر کے دربار میں آتی
ہے حالات جا کر ملکہ لالان خون قبا کو سناتی ہے یہاں آج وقت شب ملکہ نے چاندنی دیکھنے کا سامان
کیا مسند پر اسد غازی نامدار کنیزیں جوڑے بھاری پہنے ہوئے محفل میں گلدستے چوگھرے چنگیر عطردان
پاندان گلابپاش شراب کی کشتیاں کباب کی قاب پیالے تابان محفل میں ملکہ ایسی مہر درخشاں مصاحبین

بجائے ثابت و سیارگان گر بوستان پر بھی جو ہیں تھا لطف
گر بوستان پر تھے جو بن ہزار

وہ چوپڑ کی نہریں چمن کی بہار
جسے دیکھ کر گم ہو سنج دمن
وہ تختے سرو و شمشاد زیب چمن

کسی جا ہوائے شجر بار دار
زمین بوس اٹھ اٹھ کے ہوں بار بار
شگوفوں کی بو بولسریوں کی چھاؤں

پرندے پھریں ہر طرف پاؤں پاؤں
لگا ایک تختہ میں یوں لالہ زار
دل عاشقاں جیسے ہو داغدار

کہ غنچوں کے منہ سے بھی ہو قہقہہ
ہزاروں کریں بلبلیں چہچہے
ادھر کمسین ہیں مثل حور

پرے باندھے جنتی پھریں دور دور
مصاحب کوئی ہیں کوئی خواص
نگاہ اپنے عالم میں سب خاص خاص

تکلف کی پہنے تھی پوشاک وہ
جگت باز چالاک بیباک وہ
ملکہ لالان خون قبا زیب جسم

گلنار چہرہ ایسا سانچے میں ڈھلا ہوا سراپا دل میں جوش محبت اسد نامدار مختصر جلسہ پریوں کا اکھاڑا
اسد شیردل بصد صولت و شوکت پہلو میں ملکہ کے جلوہ فرما کہ ناگن وزیرزادی ہنستی ہوئی سامنے
ملکہ لالان خون قبا کے آئی واسطے تسلیم کے خم ہوئی ملکہ نے پوچھا کیوں بوا ناگن خیر تو ہے آج کیا کچھ
پڑا پایا کچھ زہر اگلو پیچ و تاب نہ کرو ناگن وزیرزادی نے کہا ای شہریار آپ کے سننے کی بات ہے
جب سے حضور تشریف لائے اسی سے یہی خیال ہو لیا سنو کہ افشائے راز ہو جائے واہ واہ جادو
سن پائے خدانخواستہ کوئی بلا نازل ہو دونوں وقت دربار خداوندی میں جاتی ہوں اسی فکر
میں کوئی غازی نہ کرے آج نیا معرکہ درپیش ہوا صبح کو خداوند گنبد سامری میں بیٹھے تھے آپ سے

ناناجان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار بعد کرو فر بصورت افراسیاب تخت پر سوار تخت ہوا پر
اڑاتے ہوئے آئے راستے یہاں کے واقف نہ تھے سونے چاندی کی پتلیاں انھیں عمرو آیا عمرو آیا
رنگ روغن بھی چہرے کا خواجہ عمرو کے اڑ گیا داؤد نے چاہا پکڑیں تخت سے کود کے ہزاروں
جادوگروں کو مار کر نکل گئے تخت انکار کیا خداوند مدد دیا الالۃ میں جا کر بیٹھے وقت آخر ایک مہاجن کے
چالیس ہزار روپیہ خواجہ عمرو نامدار نے لوٹ لیے مہاجن کی داڑھی مونچھیں مونڈ ڈالیں ایک کاغذ ملا جسے
خواجہ عمرو نامدار کے ہاتھ کا لیکر دربار خداوندی میں آیا اس کاغذ کو پڑھ کر رنگ روئے خداوند داؤد
متغیر ہو گیا مگر ہزاروں ساحر برائے تلاش خواجہ گئے ہیں خدا انکی جان دشمنوں سے بچائے اے شہریار اگر
آپ حکم دیں تو میں خواجہ عمرو کو تلاش کروں یہاں باغ میں بلا لاؤں مگر انکا ملنا دشوار ہے آپ کچھ
شناخت بتائیں تو کنیز فوراً جائے اسد غازی یہ حال پر ملال سنکر بدحواس ہو گیا کہا تو ملا تحفہ سنا خدا
انکو سلامت رکھے باغ سیماب میں مجھ پر غضب تو کیا مگر میری تلاش ہی لوح کی فکر میں یہاں آ پہونچا اب میرا
چھپنا مناسب نہیں ہے بہتر ہے کہ میں نکلوں دربار میں داؤد کے جاؤں یا تو اس بدبخت کا سر کاٹ لوں
یا لڑ بھڑ کے مر جاؤں خدا نخواستہ انکے دشمنوں پر زوال آیا اگر گرفتار ہوے پھر میں منہ دکھانے کے لائق
نہ ہونگا اب انکی محبت کیوں نہ عالم پر ثابت ہو لی یہ لطف و کیفیت مجھکو بیہوش کیا عرض آبرو بھیا
فرمائیں کیا سارے لشکر کے محسن ہیں ہمارے نانا جان صاحب زرز آفاق ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران
انکے ساتھ کیا کیا کام کیے ہر ملک میں نام ہے یہ تخت زبرجدی جسکو اڑا لے ہوئے آئے تھے خوف
جان سے چھوڑ کر بھاگ گئے ملک زبرجد نگار میں اسکو پایا اسکا قصہ عجیب دلچسپ ہے عقل انسان دنگ
ہو اگر دیکھے تو افلاطون کا متغیر رنگ ہو مامہ جادو نے واسطے زبرجد شاہ کے ایک قصر معلق بنایا تھا
نہ زمین پر نہ آسمان پر کئی ہزار گز کی بلندی قرار دے کر اس صاحب سحر و افسون نے قرار دیا تھا
زبرجد شاہ شب کو اسی قصر میں جا کر رہتا تھا ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو شبیرہ دنار میں چنگ
اڑا کر برسر قصر معلق پہنچے تصرف اس داستان حیرت بیان کی ایرج نامہ میں موجود ہے اگر مفصل لکھوں
اصل مطلب کو طول ہو ناظر مشتاق ملول ہو اسد غازی فرماتے ہیں کہ اے شہنشاہ خوبان افسر
محبوبان جب خواجہ عمرو نامدار قصر معلق پر پہنچے زبرجد شاہ کو گرفتار کیا اس تخت کے اوصاف
سے آگاہ ہوے زبرجد شاہ کی شکل بنا اسی تخت پر سوار ہوے خزانہ زبرجد شاہ کا لوٹ لیا پھر

چاہ الماس میں جاکر و ماسہ جادو کو مارا تمام لشکر اسلام کو بچایا اگر عیاری اسے خواجہ عمرو بیان کرو
سالہا سال گذر جائیں عیاریاں تمام ہونی ہیں اگر انکے لیے نوع دگر ہوا از ہوش ربا کو عقیق
شکست حاصل ہوئی مہرخ و بہار کا قدم نہ ٹھہر سکیگا ایک دن میں افراسیاب خاتمہ کر دیگا اب
سیر ان کلنا ضرور ہی ملکہ لالان خون قبا بے اختیار رونے لگی کہا ای شہریار اس بات کو میرا دل کسی طرح
قبول نہیں کرتا کہ آپ یکہ و تنہا دربار داؤد میں جائیں دشمن جاکر ساحروں میں پھنس جائیں میں بیٹھی ستے
ہا کیا تدبیر کر سکتی ہوں اسد غازی نے کہا ملکہ بڑی مشکل ہی خواجہ عمرو کیا کیا کام کرینگے میں طلسم کشا قرار
پایا ہوں کدو کوشش ضرور ہی یہ حال سنکر قلب ناصبور ہر زندگی میرے واسطے موت ہی لطف شادی عیش
دل سے فوت ہی آجتک جو کچھ کیا خواجہ عمرو نے کیا مجھ سے کیا ہوسکا مرجانے میں نام ہی در پے ایذا
ظالم خود کام ہی اس حسرت سے اسد غازی نے ان کلمات کو بیان کیا ملکہ کا کلیجہ پھٹ گیا کہا صاحب
ہمارے حال دل سے تم نہیں آگاہ ہو صاف یہ کیفیت ہی شعر ہم نہیں واقف کہ کیا الفت کی پیچ و تاب
رحم لازم ہی کہ ظالم اپنی پہلی چاہ ہی وہ یہ شعر پڑھ کر ٹھنڈی سانس بھری آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے
چونکہ صاحب عفت و عصمت ہی اشعار بھی زیب الف تحنی کے یاد آئے رو رو کر پڑھنے لگی اسد کی

به سر گوشهٔ رخسار قسم
بشهیدان محبت سوگند

به سپهر آن مه دلدار قسم
به اسیران مودت سوگند

رحم بر فراق دم وشادم کن
از بلای رنج و غم آزادم کن

بصفای بر و دوش تو قسم
به صفای گل نسرین سوگند

بجهانگیری هوش تو قسم
به سر ساق بلورین سوگند

نگهی جانب ما یار بکن
شاهبانه سر پرواز بکن

به اسیر طرهٔ یار قسم
باد اے قد دلجو سوگند

به ضیای مه رخسار قسم
به نسیم سر گیسو سوگند

گوئی از لطف که من یار توام

بخدا خستہ و بیمار توام

بہ شکنج شکن یار قسم
بہ دلآویزی گیسو سوگند

بسر تا فتہ تا تار قسم
بہ کج اندازی ابرو سوگند

ہر دم از شوق وصالت مردم
بہ تمنائے دو لعلت مردم

بہ صفاے ملک العرش قسم
بخدا و بہ حقیقت سوگند

از سما تا بہ سر فرش قسم
بہ سر شمع نبوت سوگند

مدعا خاک رہ جانان است
نظر لطف سبے درمان است

یہ اشعار پڑھ کر بہت روئی کہا اے شہنشاہ اقلیم شجاعت اے ہزبر بیشۂ جرات اگر سایۂ دامن دولت آپ ہمارے سر سے اٹھاتے ہین کیہ وتنہا دربار مین جاتے بڑے جادوگر کے جاتے ہین ہماری مشکل آسان کرتے جاییے خنجر ابرو ے خمدار کو جنبش دیجیے یا دست زبردست سے اپنے تلوار لگاییے ہم کشاکش دیوی سے چھوٹ جائین پھر آپکو اختیار ہے اسد غازی نے سر ملکہ لالان خون قبا کا سینہ سے لگایا ٹھنڈی سانس بھر کر فرمایا اے ملکہ لالان خون قبا ہمارا حال زار قابل بیان نہین ہے ہمارے ماموں جان شاہزادہ بدیع الزمان گردنکش شکن فرزند حمزۂ تیغ زن اس طلسم مین مدت سے قید مین افراسیاب کے ہین ہم انکو چھڑانے کو آئے خود بلا مین پھنسے عرصۂ دراز تک قید رہے خدا خواجہ عمرو کو سلامت رکھے مجھ ایسے اسیر دام سحر و افسونگری کو کس زور شور سے رہا کیا کیا عیاریان کیا کیا سکاریان کیا کیا جرأت دکھائی ساحرون سے لڑے جان پر اپنی کھیلے یہان بھی لڑتے بھڑتے آگئے جگر انکا غم سے پاش پاش ہے مجھ بدبخت کی تلاش ہے اے ملکہ عالم اے عاشق صادق وائے بار ہوئی نظم

کیا کہوں جی یہ کیا گذرتی ہے
یار ہو بخت یا فلک یا دل
نکلے ارمان کیا کہ نکلے ہے سچ
کہ سنو سوے التفات ادھر

یہ ستم کسکو آنے کا یاور
ہمکو یقین یہ کہ خاک ہی مین ملے
نالہاے شب فغان سحر
آب رخسار غیر عندی سے

اپنی حسرت کا کچھ علاج نہین
آرزوے وصال سہین بر
کچھ انصاف سے کہ ظلم ہے ظلم
وہ اگر مہر ہی تو مین ہون قمر

نہ کوئی مایہ دار حسن اتنا	نہ کوئی مجھسا عاشق بنے ہے	عجب بلا میں مبتلا ہوں نزد و بے

رفتن نہ راہ ماندن کیونکر جان دینے پر آمادہ ہوں خواجہ عمرو نے اپنے کو میرے واسطے یہاں ملک میں
پہونچایا ہزارہا جادوگر انکی تلاش میں گیا ہے ہر فرد بشر قصد مند تھا پھرتا ہے پس میں جا کر انکے شریک
ہوں یا گھر بیٹھ کر مر جاؤں اب گوشہ نشینی میرے لیے بہتر نہیں ہے ملکہ انصاف کو کام فرماؤ ایسے
محسن کامل کے قدموں پر سر کاٹ کے رکھدینا مناسب ہے پھر انکی امداد واجب ہوا تھے بڑے ملک
کے قریب آئے نہ دوست نہ آشنا نہ مونس نہ ہمدم نہ غمگسار برق و ضرغام کو بیہوش کر کے زمین میں
ڈالے ہوئے تھے صحرائے سیماب میں ایسا غصہ آیا انکو بھی اپنے ساتھ سے جدا کر دیا نہیں معلوم ان کمبختوں
پر کیا گذری سب طرح کے مجھکو خیال قلب پر ہجوم غم و ملال میں ہو جب یہی مضمون زیب النسا مخفی باعی

من و دل تنگ دل من تنگ ست	صحبت ما چو شیشہ و سنگ ست	مخفیا کے رسی بمنزل دوست
راہ تاریک مرکبم لنگ است	زود پروانہ نیستم کہ بیکدم عدم شوم	شمعم کہ جان گدازم و دم بر نیاورم

آج کی شب حکایت و شکایت میں بسر ہوئی ہے کلمات حسرت انگیز اسد پر ملکہ بات بات کے دم بھی
ناگن وزیرزادی ہر مرتبہ سمجھاتی ہے ملکہ عالم رنج و ملال کو دفع کیجیے دل کو تسکین دیجیے کبھی اسد نامدار
کو اشارہ کرتی ہے اے شہریار جو حضور کو منظور ہو وہ کیجیے کا زبان سے نہ فرمائیے کلمات تسکین سے اس خستہ
بخت کو سمجھائیے انھیں باتوں میں رات تھوڑی باقی رہی مگر ناگن وزیرزادی دیکھتی ہے آج خود بخود ملکہ خصال
ملکہ عالم کے مرجھائے ہوئے ہیں آنکھوں سے حسرت پیدا چہرے سے یاس ہویدا ہر چند کہ ناگن نے
سمجھا کر عاشق و معشوق کو ایک ایک جام پلایا آب نصیحت آتش شکایت و حکایت پر چھڑکا مگر ملکہ
کی حسرت و یاس کو ترقی ہے بلا وجہ گھبرا رہی ہے کہ ناگن وزیرزادی نے عرض کی حضور پشت و پہلو سے
ہوشیار رہیے گا دروازہ بند رہے ایسا نہ ہو کوئی در انداز مکر کرے میرے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ اب صبح قریب
ہے صحن باغ سے شہ نگار بارہ دری میں جا بیٹھیے شاید صبح کے وقت کوئی جادوگر اڑتا ہوا آسمان پر نکلے
اس جلسۂ عیش و نشاط کو دیکھ کے فساد برپا ہو راز افشا ہو پھر حضور جان پر بنے گی ہر وقت رنگ
انقلاب در پیش ہے ہر طرح کا پس و پیش ہے باغ عالم و سید مر رنگ بدلتا ہے کبھی بہار کبھی خزاں گل کے
پہلو میں خار ہمراہ راحت رنج اور ایک نکتہ عرض کروں سماعت فرمائیے عشرت اور حسرت کی ایک صورت

ہے بقول زیب النسا مخفی غزل

ابر بر رونق چمن گرید
دیدہ بر حالِ خویشتن گرید
رفت حسن گل و چمن برباد
شمع بر صبح انجمن گرید
بسکہ غفلت ربود مردم را
بر شگافت دل کفن گرید

گل بر ایام زیستن گرید
وصل شیرین نصیب خسرو شد
سرو بر باد یاسمن گرید
روز این عمر کوتہ آخر شد
چرخ بر حال مرد و زن گرید

دل ز دست فراق نالہ کند
غم ہجران کو وطن گرید
سوخت پروانہ بر ہوائے وصال
شب ز تاریکی وطن گرید
بیوفائی عمر ای مخفی

حضور ہر وقت خیالِ انقلاب ہے وہ لکو نیز کے پیچ و تاب ہے خوب ملکہ
کو سمجھا کر ناگن وزیرزادی طرف دربار داؤد جادو کے بڑے جزرہ روانہ ہوئی یہان ستارہ سحری چمکا ہی
ہنگامہ سحر بپا ہی طائر آشیانون سے پر نکالکر نکلے ستارین حدائقی مین کھولین چہچہ زن ہوئے قمری نے صدائے
حق سرو نشانی بلبل اڑکر چلے گل مین آئی ہر سمت آوازۂ عیش و نشاط و سرور جام لالہ صہبائے شبنم
سے معمور نسیم سحر مستانہ وار اٹکھلاتی ہے مینا شجر سے سر گرانی ہے نرگس شہلا نے برائے دیدار شاہدان
چمن آنکھین کھولین سنبل نے موئے مشکین مین گرہ دی سوسن صفت باغبان تھا و قد مین پھول رہی
سرو لب جو کی آئینہ آب روان مین خوشنمائی اپنے قد دلبر کو دیکھکر اکڑ رہا ہے دونون عاشق و معشوق
مسند ناز پر جلوہ فرما شب کے جاگنے کا آنکھون مین خمار ملکہ نے کہا ای شہریار بارہ دری مین اُٹھ چلیے
وہان چلکر بیٹھرہین ہماری وزیرزادی سمجھاتی ہے ہماری خیرخواہ ہے کوئی بات اُسکی نصیحت سے
خالی نہین ہے اسد غازی نے کہا ملکہ فلد و دشتی ہوجائے تو اٹھکر چلین قضائے کار بہ قول ناگن
وزیرزادی صبح کو اکثر ساحران عذار ملازمان داؤد جادو برائے سیر نکلتے ہین ایک ساحر ہو سوم
افلاک جادو مصاحب داؤد جادو اُڑا ہوا آسمان پر جاتا ہے طرف سے باغ ملکہ لالان خون قبا
کے گذرا کان مین گانے کی آواز آئی طرف باغ ملکہ لالان خون قبا کے متوجہ ہوا نگاہ پڑی اسد
نامدار و ملکہ لالان خون قبا کو ایک مسند پر دیکھا چونکہ اسد غازی مشہور طلسم کشا ہے تصویر اُسکی
ہر ایک فرد بشر دیکھ چکا ہے نگاہ پڑتے ہی اسد نامدار کو پہچانا بیقرار ہوگیا جلد مین کنیزون کے دیکھا
فوراً بھاگا کہ جاکر خداوند داؤد سے کہون اس شوخ دیدہ کو سزا ملے طلسم کشا قتل کیا جائے ہمارا
نام ہو یہ خار طلسم سے نکلے افراسیاب ان جھگڑون سے چھوٹے سرداران افراسیاب سے
سبل کرینگے یہ سوچتا ہوا دربار مین داؤد جادو کے آیا اسوقت داؤد جادو دالامارۃ شاہی مین

تخت پر بیٹھا تھا تمام سردار جمع ہیں بڑے بڑے شاہان اولوالعزم سجدہ کر رہے ہیں منزور شکر سجدہ
لے کر آواز دیتا ہے سر خود را از سجدہ بر دارید کہ لعنت بر شما نصیب کردیم خورشید جادو وزیر
پہلو میں ہر چند کہ بالکل جاہل ہے مگر لقب اسکا پیغمبر نامرسل ہے اُس سے کہہ رہا ہے خواجہ عمرو کو کوئی
گرفتار کر کے نہ لایا خورشید جادو نے دست بستہ عرض کی میں نے خداوند سے عرض نہیں کیا
خواجہ عمرو نے حوالی ملک داؤدیہ میں غدر ڈال دیا صدہا مسافر مار ڈالے ہشتبند جیسے مہاجن درو سند
صدہا مسافر کی خبر غلام نے پائی جو نکلا وہ لوٹا گیا صدہا مہاجنوں کو گھر پر جا جا کر خواجہ عمرو نے
لوٹ لیا کہیں چور بنکر گیا چاندی سونے کا مال بچا وہ تانبے پیتل کا کل اسباب خبر ہے غلام کو ملیں بحضور
حضور ذکر ہیں کیا جا بجا غدر پڑا ہے داؤد جادو نے کہا اے پیغمبر میں کیا کروں خود قدرت تلاش
میں اسکی نکلیں ایمان سے مجھے تعذیر کریں خورشید جادو بولا خداوند قصد کریں غلام
خود جا کے مشکیں باندھکر اُس ساربان زادے کی لائیگا میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا داؤد نے
کہا تم ہمارے راز دار ہو جا بجا ملک داؤدیہ میں ذکر ہے بندوں کے دل میں فرق پڑ گیا کہ
قدرت کے سامنے زیر گنبد سامری لاکھ ہزاروں کا کسب ہوا کیسے کیسے ساحر مرے جلا شہر ایمن
خورشید جادو نے کہا حضور ایک دن کی جستجو کا کام ہے جب دن قصد کیا فوراً لایا کہاں جا سکتا ہے
اجل اُسکی دامنگیر ہے ایک پیادہ عیار ذلیل و حقیر یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ افلاک جادو پسینے
پسینے آیا گھبرایا ہوا سجدہ کر کے سامنے دست بستہ کھڑا ہوا داؤد نے کہا کیوں اے بندہ خاص
مصاحب با اخلاص کچھ عرض کرنا منظور ہے افلاک جادو واسکا نام ہے ظلم بدبخت کام ہے عاشق و معشوق
کو جو ایک مقام پہ دیکھا جلگیا ہمیشہ سے مردم آزار طالب و مطلوب کا دشمن راہ عیش و عشرت
کا راہزن کسی کی خوشی منظور نہیں رنج و غم دینے میں قصور نہیں ہر وقت اسی فکر میں پھرتا ہے کسکو ناشاد
کروں کس کا گھر برباد کروں کس کو جلاؤں کسکو بھونوں سامان غدر کا جو یہ ظلم و بدعت میں فرد ہے مردان
عالم کا دشمن یہ نامرد ہے بے اختیار عرض پیرا ہوا یا خداوند کچ غلام کو بڑا تعجب ہے زبان سے وہ حضرت
نہیں نکلتا اس ذکر میں یہی مصرعہ کافی ہے مصرع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۔ حضور کی خدائی
نور چشمہ خالص کو آج ایسے رنگ میں دیکھا غلام کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا قصد ہوا کہ باغ جلادوں
ہمراہیان ملکہ کو خاک میں ملا دوں مگر خائف ہوا شاید حضور کے خلاف ہو داؤد جادو نے

کہا صاف صاف کہ کیا سبب یہاں کتا ہی آخر لالان خون قبا نے کیا کیا اُس سے کون سا قصور
ہوا افلاک جادو نے کہا جان کی امان پاؤن تو مفصل کیفیت عرض کرون داؤد جادو نے کہا
بیان کر کہا حضور مین بوقت سحر آسمان سے سیر کرتا ہوا آتا تھا طرف صباغ ملکہ لالان خون قبا
کے گذر ہوا طلسم کشا اسد غازی کو پہلو مین ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھے دیکھا صحبت عیش ونشاط
آراستہ گانے والیان حاضر دور جام شراب دونون کا شباب غلام نے یہ انقلاب دیکھا قلب کانپا
غصہ آیا ضبط کیا اگر حضور فوراً انتظام کرین یہ سنکر داؤد جادو غصہ مین کانپ اُٹھا ایک چیخ ماری
تمام قصر تھرایا حاضرین دربار کے رنگ رو متغیر ہر ایک وزیر امیر منتشر متحیر داؤد جادو نے افلاک جادو کو
حکم دیا کہ سو ملازمان نمک خوار ساحران غدار ہمراہ لیکر طلسم کشا کا سر لا اُس گیسو بریدہ کو محافہ مین سوار
کر کے ہم تک پہونچا ید قدرت سے سزا دینگے مارے کوڑون کے کھال کھنچوا دینگے آتش قہر خداوندی مین
جلا دینگے ایسی گیسو بریدہ کو خاک مین ملا دینگے کہ او افلاک جادو اگر خلاف نکلا سنگ سیاہ بنا دونگا
تیری قوم بھر کو مٹا دونگا افلاک جادو نے کہا حضور غلام نے اپنی آنکھون سے دیکھا اگر خلاف نکلے
گردن از مو باریک مجال ہو کہ خداوند کے سامنے بقدر سر مو چکیدہ خالص ایسے مہملات حالات فضیحت
آیات بیان کرین قدرت کے قہر و غضب سے ذرہ بھی ظاہر ہو جائیگا غلام سو ساحر لے کر جاتا ہی
طلسم کشا و ملکہ کو باحتیاط لاتا ہی یہ کہکر یہ بیچارا باہر نکلا ساحرون کو جمع کر کے لیجا کر قضائے کار ناگن وزیر زادی
دونون وقت برائے دریافت خبر آتی ہی ایک گوشہ مین حاضر ہی جس قصر مین چند نازنینان مہ جبین جو حوران
قدرت کہلاتی ہین اُنسے ناگن بھی باتین کر رہی ہی مگر گوش بر آواز تھا ایک نازنین ہانپتی ہوئی آئی سبھون سے
کہنے لگی اے حوران قدرت خداوند داؤد سے کچھ سنا بڑا غضب ہوا ابھی مین دربار خداوندی مین حاضر
تھی نگوڑا افلاک جادو زشت خو سامنے قدرت کے آیا کہتا ہی ملکہ لالان خون قبا ہمراہ طلسم کشا باغ
مین اپنے اُس آبی کو لیے بیٹھی ہین خداوند داؤد غصہ مین کانپ رہے ہین اُسی نگوڑے افلاک جادو
کو حکم ملا سو ساحر لیکر برائے گرفتاری ملکہ لالان خون قبا و طلسم کشا جاتا ہی بوا ایسی خبرین سنکر کلیجہ
تھراتا ہی اُس قصر مین نازنینان مہ جبین کا جلسا ہی ایک بولی میمو سراسر بہتان معلوم ہوتا ہی ملکہ
لالان خون قبا کو مرد کے نام سے نفرت ہی جو سکے باغ مین رات پھول بنتین دوسری بولی میمو اللہ
دنیا مین ایک جگہ مرد سے نفرت ہی ایک بی ملکہ صاحب کنواری جاتی دیوانی ہوتی ہی شباب مین جو

نام پر سالی ٹپک پڑتی ہے ہم بھی ایسا ہی کہتے تھے اب یہی جی چاہتا ہے بازار میں نکلیں چار کو دیکھیں اپنے
کو دکھائیں جوانی کے گلچھرے اڑائیں پاس نوچہ عشق و محبت میں بڑے مزے ہیں مردوں کی بھولی بھولی
باتیں وقت پر منتیں کرتے ہیں ذرا سا بے کو کھینچا قدموں پر گرتے ہیں تصدق نثار ہوتے ہیں ذرا
منہ پھیر لیا زار زار روتے ہیں جان تک ہاتھ سے دیتے ہیں کہ جانیں ہیں جو فن تم کو سب ٹھٹ کھٹ اپنے
مطلب کے عاشق یار ناسور فی جہاں مطلب نکل گیا پھر کون آتا ہے اگر کہیں ملے ہم تو وہی اپنا عاشق
سمجھے وہی اگلی چلتی پھرتی باتیں یاد ہیں اُنھوں نے منہ پھیر اگو یا ان تلوں میں تیل ہی نہیں بعض نازک
مزاج وفا بیوفائی کی گھبرا کر سنکھیا کھالی بوا مجھے پر تو لگی زہر کھا کھا کے مر گئے اب مجکو چاہت کی قدر ہوئی
ایک سے کر کے بیٹھ رہی ہمارے ناز اٹھاتا ہوا سنا اپنے جورو بچے چھوڑ دیے پھر اکر ٹا غلام ہے اسی طرح
جوش جوانی میں ملکہ نے بھی طلسم کشا کو بلا لیا ہوگا نہایت خوبصورت جوان ہے جری بہادر صاحب حسب
و نسب ہے ملکہ حسین دختر افراسیاب کا معشوق سنا ہے بڑا خوش مزاج ہے معشوقان جہان کے سر کا
تاج ہے جب تو بی مہ جبین طلسم ہوش ربا کی حکومت چھوڑ کر صحرائے حیرت سے اُسکو لے بھاگیں قید بھی ہیں
گر محبت سے اُسکی ہاتھ میں اُٹھا یا اب اُسکے لشکر میں چین کرتی ہیں اُسنے تخت سلطنت پر بٹھایا ہے
شاہان عالم کو اُسکے نصیبے پر رشک ہے یہ باتیں جو ناگن وزیر زادی نے سنیں گھبرا کر اس قصر سے
باہر نکلی جی میں کہتی ہے ہائے یہ غضب ہوا جس بات کا مجکو خیال تھا کمبخت سیاہ نے وہی روز دکھایا
مگر پھر پرواز پیدا کر کے طرف باغ کے چلی ساحرہ زبردست ہے یک چشم زدن کنج باغ میں آ کر اُتری
دیکھا ملکہ لالان خون قبا اسی طرح صحن باغ میں مشغول عیش ہیں سامنے آکر سلام کیا عرض کی
ذرا الگ تو چلیے مجھے کچھ کہنا ہے ملکہ لالان خون قبا رنگ روئے ناگن متغیر دیکھکر گھبرا اُٹھی ناگن
ہاتھ تھام کر کنج باغ میں لائی چونکہ ملکہ سے محبت دلی ہے بچپن سے ساتھ کھیلکر پرورش پائی ہے
قدموں سے لپٹ کر رونے لگی ہچکی لگ گئی ملکہ گھبرائی بوا ناگن جلد بیان کر خیر تو ہے ناگن وزیر زادی
نے کہا واری خیر کیسی سراسر شر ہے حضور کو کیا خبر ہے ہم جتنے وقت کہ گئے تھے کہ اب صبح ہو چکی ہے
اندر بارہ دری کے جاکر دیکھیے آپ نے ہمارا کہنا نہ مانا افراسیاب جادو گر آ رہا تھا آپ کو پہلو میں
طلسم کشا کے دیکھ گیا جاکر خداوند داؤد سے سر دربار اُس بیچارے نے کہا قدرت نے حکم دیا ہے فوج
برائے گرفتاری طلسم کشا آتی ہے یہ حال مصیبت مآل سنکر ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ زرد ہو گیا ہاتھ

پاؤن مین رعشہ پیشانی پر عشد اعشد السپینہ بے اختیار رونے لگی کہا ای وزیرزادی اب کیا کرون
مین کنوین مین پھاند پڑون ہیرے کی انگوٹھی چباون انکو کسی طرح بچالے مجھے اپنی جان کا خیال
نہین ہے وہ بچارے غریب الوطن انکے بزرگ ہزارہا کوس پر ہین ان بچارے کو کون بچائیگا اس آفتاب
عالمتاب حسن پر زوال آجائیگا آتش نوشعلہ فراق مین تلوار کھینچکر لڑائی پر آمادہ ہونگے سحر ساحری کچھ
جانتے نہین ہاے کیا کرون کہان انکو لیکر چھپاون مین کیا جانتی تھی کہ آفت آسمانی نے کو ہی فلک
گردش دکھلائیگا افلاک جادو یون دیکھ جائیگا ناگن نے کہا اب حضور گھبرائین نہین آئی ہوئی عقل
جاتی رہیگی سوچینگے کچھ منہ سے بات نکلے اور نکلیگی بگڑی ہوئی بات بنا دشوار ہے ابھی تک خیر ہوا کی
بھاگ کے آنے مین عرصہ ہے اتنی دیر مین کچھ فکر کیجیے مرنے جینے کا نہ ذکر کیجیے ملکہ لالان خون قبا نے
کہا ہوا ناگن تم جو کہو وہ کرون ناگن نے کہا ای ملکہ عالم یہ کوے محبت ہے اسمین ہزار طرح کی آفت ہے
کیسے کیسے جوان اس ظالم نے شانے اتحل مٹیت سے کسکو بھی بلا کے کا غنچہ آرزو کھلا مجنون دشت
نجد مین برباد رہا فرہاد ناشاد رہا لیلی کو کب شب وصل حاصل ہوئی ہمیشہ جفاے فرقت سہی شیرین
نے اپنی جان شیرین دی حضرت یوسف اسی چاہ کی بدولت سے قید ہوے وام الفت زلیخا کے
صید ہوئے مگر لونڈی اپنی جان سے نگی جہان تک ہوسکیگا آپکی اور طلسم کشا کی جان بچائیگی مگر
اتنا یاد رکھیے خداوندا ملکہ آپ بدعت کرین سوا نہین منہ سے ان ننگے سرکٹ جائے بات مین
فرق مین نہ آنے اللہ بڑی چیز ہے افلاک جادو حرامزادہ بڑا بے تمیز ہے اگر میرا فقرہ چل گیا تو آپکو
بچایا اسکو قتل کرایا ورنہ مین بھی جان حضور کے قدمون پر نثار کرونگی مین اس گل سے چہرے کی
بلبل شمع رخسار کی پروانہ آنکھین ہین مین جو حضور کو بے طور دیکھون یا دشمنون کے رنج و ملال کی
خبر سنون اب یہ تدبیر ہے کہ طلسم کشا صاحب جرأت وشوکت اپنے زمانہ کا رستم اگر اس بات کو سن پائیگا
تلوار کھینچکر سامنے ساحرون کے جائیگا ایک ساحر انکے واسطے کافی ہے ہماری اتنی لیاقت نہین کہ
داؤ وجادو سے لڑ سکین اب مین سحر کرکے طلسم کشا کو چھپاتی ہون آپ محفل عیش آراستہ کرکے
بیٹھیے دل کو سنبھالیے جو کچھ گذرے دل پر گذرے تغیر ظاہر نہ ہونے پائے جب افلاک جادو
آئے جواب صاف دیجیے اور دلیر ہو کر فرمایئے کہ ہم طلسم کشا کو نہین جانتے ہرگز نہین پہچانتے
خدا نخواستہ اگر خداوند کے سامنے بھی پرسش ہو تو ہماری سر کٹ جائے بات مین فرق نہ آنے

ساحر لونڈی کے کہنے کا خیال رہے بموجب مصرعہ مصرع قدم عشق بیشتر بہتر ہو اس گوشہ میں کھڑے
ہوکر ناگن نے ملکہ لالان خون قبا کو خوب سمجھایا ملکہ سن رہی ہے سر و صنم ہی ہر بات کا یہی جواب
ہر ہوا جو کسو کی دہی کرو گی خدا آپکی جان بچائے ای خیرخواہ بلا اشتباہ اپنی جان دینے پر آمادہ ہون غزل

امید وصل کی باشند غم دل ریش کی مانند
دگر ہر جا چو مجنون ہم کار خویش کی مانند
تو خواہی سوی ناماسی بہ نیز خواہم ہم نہ
ز تحتی ہم نفس عقل و ما ندیش کی مانند

اگر چہ جان وشنا کرد وشعد واتش کرنا
جنون ہر جا نخس بامند سوز دل ہر نہ
جراحت ہم چون شود ناسور ہم انیش کرنا

کسی کو شد گرفتار سر زلف پریشانی
مجال گفتگو لے عشق ہم اندیش کی مانند
کسی کز دست ظلم ہوم شخون ل کشتہ گئے

ناگن وزیرزادی کی بھی ان باتون سے بجلی لگ گئی کہا حضور خدا
آپکی جان بچائے انجام اسکا بخیر ہو حقیقت میں کوے عشق میں سوائے رنج ومصیبت کے کیا ہے یہ کہکر ملکہ کو
ساتھ لیے ہوئے صحبت میں آئی اسد غازی کو ملکہ ایک کمرے میں بیگی مخفی طور پر کرکے کیفیت اون بیہوش کیا
ناظرین پر واضح ہو سید احمد علی صاحب نے اس مقام کو اسی طور پر لکھا ہے کہ ناگن نے اسقدر سحر کیا کہ اسد غازی
ایک شگاف دانہ بنگیا ملکہ لالان خون قبا کی پازیب کے گھنگرو کا سنہرا کھولکر وہ دانہ سحر کا اسی گھنگرو میں
رکھکر منہ اسکا بند کر دیا حضور اب اگر سامری جمشید بھی ڈھونڈھینگے نہ پائینگے آپکا معشوق آپ ہی
کا پابند ہا لا لونڈی بھی وقت پر کسی طرح اسکا آئیگی یہ تقریر وتدبیر کرکے ناگن تو ایک جانب روانہ
ہوئی مگر ملکہ لالان خون قبا مثل زلف پریشان بصورت آئینہ حیران سر جھکائے بارہ دری میں بیٹھی
تھی کنیزین بخوف داود جادو کانپ رہی ہیں گوشون میں چھپتی پھرتی ہیں ملکہ لالان خون قبا
ہر چند منع کرتی ہے دیکھو صاحبو ہوش وحواس درست رکھو استقلال ثابت ہو تم لوگ کیون گھبراتی ہو
جو آفت ہوگی میری جان پر گذریگی تمھارا تو نام بیکار ہے بچانے والا پروردگار ہے ملکہ ان باتون میں تھی کہ
دروازے سے پھر غل ہوا محلدار دوڑی ہوئی آئی کہا ماری افلاک جادو سو ساحرون کو لیکر آیا ہے کہتا ہے
تمھارے باغ میں طلسم کشا آکر چھپا ہے ملکہ نے کہا آنے دو دیکھو کیا ہو تلاشی لو سارے باغ کو چھانو
افلاک جادو بلبلاتا ہوا باغ میں گھس پڑا چاہتا ہے باغی کو گرفتار کرے ملکہ ایسی گھبرائی کہ خار ونگار
مثل سرو صحرائی اکڑا ہوا ساحران غدار ساتھ سو چھون پر تاو دیتا ہوا ملکہ کے سامنے آیا بے ادب سے
سلام بھی نہ کیا ملکہ لالان خون قبا تو نہ بولی مگر کنیزون نے پوچھا میان افلاک کہان چلے کیون
خیر تو ہے افلاک جادو نے کہا داستان خوب ملکہ عالم کو بدراہ کیا ہے بتلاؤ طلسم کشا کہان ہے گھس

مکان مین چھپادیا صاف صاف بتلاؤ ورنہ مارے کوڑون کے کھال اُڑادونگا اب ملکہ بول اُٹھی کہ افلاک کچھ دیوانہ ہوا ہی کیا حقیقت ہی نام باسمی ہی بیشک فلک کا کام گردش ہی ظلم و بدعت مین کوشش مگر ہمارے باپ نے اپنی قدرت سے زمین و آسمان بنایا ہی ہمارے ساتھ کجروی کریگا افلاک جادو نے کہا ملکہ عالم بس اسی مین خیر ہی اپنی جان و آبرو بچایئے طلسم کشا کو بتایئے مین مجکو آسمان پر اُڑا ہوا جاتا تھا اپنی آنکھون سے دیکھا طلسم کشا آپکے پہلو مین بیٹھا تھا شراب پی رہی تھی ملکہ لالان حق قبا نے کہا دیوانہ ہی کیسا طلسم کشا ہمارے باغ مین طلسم کشا کا کیا کام ہی صبح کو بیشک جلسہ آراستہ تھا ناچ گانا ہو رہا تھا کوئی خواص ہماری مردوا کے کپڑے پہنے بیٹھی ہوگی روز سوانگ بنتے ہین کسی کو مرد بنایا کسی کو شراب پلا کے شرابی دیوانہ قرار دیا ہمارے باغ مین مرد کا کام نہین اگر تو نے دیکھا ہی تلاش کرلے سارا مکان پڑا ہی خبردار میری کنیزون کے اوپر نگاہ نہ ڈالنا یہ سب ہماری ہمراز ہین جنکے ساتھ سے سرفراز ہین افلاک جادو نے کہا مین ڈھونڈھ لونگا یہ کہکے اشارہ کیا ساحران غدار قصر و مکان مین گھسے تلاش کرنے لگے شور و غل بپا کیا ہر طرف دوڑتے پھرتے تھے جس مکان مین جاتے تھے طلسم کشا کو نپاتے تھے بدحواس اگر افلاک جادو سے کہتے تھے اے افسر سب مکان خالی پڑے ہین طلسم کشا کا نشان نہین معلوم ہوتا ہیچ فرمایئے آپ نے اپنی آنکھون سے دیکھا تھا افلاک جادو گھبرا گیا صندوق پٹارے کھلوائے ہر چمن مین جاتا ہر روش پر پھرتا ہی چھانتا پھرتا ہی اُس گل کا کہین پتا نہین ملتا اس ہیچ کا غنچۂ آرزو نہین کھلتا تمام باغ کی خاک چھانی خاک مراد ہاتھ نہ آئی تسکین دل نہ ہوئی آخر غصہ مین سامنے ملکہ کے آیا کہا آپ نے کہین طلسم کشا کو چھپادیا خداوند قدرت سے دریافت کرینگے بیٹھیے سوار ہوجیے قدرت نے یاد فرمایا ہے ملکہ لالان حق قبا روتی ہوئی اُٹھی محافہ مین آ ہوئی کنیزین اشک حسرت بہاتی ہوئی عقب مین محافہ کے افلاک جادو پایہ محافہ کے ہاتھہ ڈالے ہوئے کہتا جاتا ہی دیکھیے ملکہ چھپانا عبث اب بھی مفصل بتادیجیے مین قدرت کو سمجھا دونگا کہ مین نے طلسم کشا کو جنگل مین پایا باغ مین ملکہ کے نہ تھا مین اسکو بچا دونگا قدرت غصہ مین کوڑا لیے بیٹھے ہین ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کنیزین کوسنی چلی جاتی ہین کہتی ہین یا خداوند نگوڑا افلاک جادو مرجائے مجھوے کے ہاتھ پاؤن ٹوٹین دیدے پھوٹین کیا مرا ہو جو خداوند قدرت تباہی کرین دونون دیدے مجھوے کے چٹم ہوجاین ظالم کے کہنے سے ہماری ملکہ پر تہمت لگاتا ہی اسی طور سے محافہ

داخل شہر داؤد دیو ہوا شہر میں بھی ہلڑ ہی ہر گھر میں یہی ذکر ہے کہ تو صاحبو ملکہ لالان خون قبا نور چلیدہ
خالص خداوند قید ہو کر آئی ہیں نہیں معلوم سچ ہے یا جھوٹھ کہتے ہیں کہ طلسم کشا اسد غازی باغ میں آ کر
ملکہ لالان خون قبا کے چھپا ہے بعض کہتے ہیں ملکہ عاشق ہوئی ہے ایک کہتی ہے بُوا بھلا خداوند کی بیٹی کیا
عاشق ہو گی کسی نے تہمت لی ہے عقلمند کہتے ہیں مصرع تا نباشد چیزکے مردم نگوید چیزہا یہ آوازیں
کان میں ملکہ کے آتی ہیں محافہ میں رو رہی ہے کبھی ہاتھ اٹھا کر دعا کرتی ہے ای آسمان کے خداے نادیدہ
میری عزت و آبرو بچانا پھر باغ میں خیر و عافیت سے پہونچوں بیچارہ طلسم کشا مصیبت کا پابند ہے میں تو
سحر و ساحری نہیں جانتی نہیں معلوم اس حال میں کیا گذر رہی ہو گی ناگن نے غضب کیا سُر کا دانہ
بنا کر گھنگرو میں رکھا ہے ایسا نہو جرم ثابت ہو جائے بیڑیاں پہنائی جائیں چھالی اور کے قبضہ میں آئے
کیونکر وہ بیچارہ بچے گا افلاک جادو دوڑا ہوا جاتا ہے بیشتر محافہ کے دربار میں آیا دیکھا داؤد جادو غصہ
میں کانپ رہا ہے کوڑا ہاتھ میں غصہ بات بات میں جھڑکتا ہے افلاک جادو سامنے آیا کہا کیوں طلسم کشا
کو لایا افلاک نے کہا یا خداوند معلوم ہوتا ہے کسی نے ملکہ کو خبر پہونچا دی انھی کو کہیں چھپا دیا ہر چند
میں نے ڈھونڈھا نہ پایا حضور ملکہ سے پوچھیں سزا پائینگی آپ ہی بتا دینگی داؤد جادو تو غصہ میں بھرا
بیٹھا تھا کہا گیسو بریدہ کو لاؤ ملکہ کا پہنچی ہوئی محافہ سے اتری داؤد جادو کو سلام کیا شعلہ آتش
بھڑک رہا تھا منہ پھیر لیا کہا کیوں او گیسو بریدہ او ننگ خاندان بتا طلسم کشا کہاں ہے ایسے کا تو نے
اپنے باغ میں جگہ دی ہمارے جاہ و جلال کا خیال نہ آیا سچ بتا کہاں چھپایا خوف کے مارے
ملکہ کے منہ سے بات نہیں نکلی ڈر کے تھرتھرائی غنچہ دہن وا کیا ای والد نامدار میں طلسم کشا کو نہیں جانتی
نام سے بھی آگاہ نہیں کبھی شکل تک نہیں دیکھی داؤد جادو نے کہا میرے سامنے مکرتی ہے میرے
صاحب کو جھوٹا کرتی ہے افلاک نے اپنی آنکھوں سے دیکھا سب حال کہا مجال ہے کہ قدرت
کے سامنے جھوٹ بولتا صاف بتا نہیں تو آتش قہر و غضب سے پھونک دونگا دوزخ میں پھکوا دونگا
ملکہ لالان خون قبا نے سر جھکا لیا جواب نہ دے سکی داؤد جادو نے کہا اسکو ستون سے باندھ دو
یہ گیسو بریدہ یوں نہ بولے گی تمام امرا و وزرا ارکین سلطنت کانپنے لگے ہر ایک خائف و ترسان
مثل بید لرزان آپس میں کہتے ہیں دیکھو یارو یہ کیا قیامت ہے اس مقدمہ میں اور کسکا پاس کریگا
سلاطین کے نام سے قدرت جلتے ہیں اس قوم نے بڑا غضب کیا کہتے ہیں خداے نادیدہ آسمان

پس ہی خداوند داؤد کا مقابل بنایا قدرت کو کیونکر رشک نہو مگر جب داؤد جادو نے دیکھا کوئی
ملکہ کو ہاتھ نہین لگاتا خود تخت سے اُٹھا اُس شہنشاہ خوبی گلعذار ماہ رخسار سمن بو خورشید وجبینکے جسم
نازنین پر جو پھولون کی بارش سی رسن سے کس کے باندھا کوڑا لیکر کھڑا ہوا کہا دیکھ او شوخ دیدہ
مارے کوڑون کے کھال اُڑا دونگا ملکہ لالان خون قبا نے جواب دیا مین نہین جانتی آپکو اختیار ہی کسکا
نام اسد نامدار ہی اب داؤد جادو نے غصہ مین کوڑا مارا قیامت برپا ہوئی لباس پارہ پارہ خون کے
فوارے جسم سے نکلنے لگے گل سا چہرہ کمھلایا منکا ڈھلا آہ کا نعرہ کیا اتنا منہ سے نکلا ای والد نامدار مین
کوڑے کی سختی نہ تھی خنجر تلوار سے قتل کیجیے آج مجھ بدنصیب کا ماتم شاد کیجیے یہ کہکر ضرب کے صدمہ سے
پھڑکی تڑپی سارے جسم کو جنبش ہوئی داؤد جادو کوڑا لیے کھڑا ہی وزیر اسیر لپٹ گئے کہتے ہین ای شہریار
اب کی کوڑے مین مر جائیگی پروردہ مہد ناز و نعم ہی سپرد ظلم و ستم بس اسیقدر سزا کافی ہی رحم کیجیے زیادہ
سزا نہ دیجیے اگر یہ بات سچ ہوتی کیا مجال تھی چھپا سکتی افلاک جادو بھی تھر تھر کانپ رہا ہی اب سب
افلاک جادو کو برا کہہ رہے ہین کہ اس ملعون نے بڑا غضب کیا ملکہ پر تہمت رکھی اتنی بڑی سزا اُٹھا کر قدرت
کے سامنے کیا مکر کی صاف صاف کہدیتی جب داؤد بڑھتا ہی کہ دوسرا کوڑا مارے وزیر ہاتھ باندھتے
ہین کہتے ہین بس حضور بس مگر قضا ہے کا کوڑا کھا کر جو ملکہ لالان خون قبا کے جسم کو جنبش ہوئی ایڑیان مین
بین درگئین بس گھنگرو کا منہ کھل گیا دانہ شرر کا زمین پر گرا ختہ زمین پر ڈھلکتا ہوا چلا ملکہ لالان خون قبا کی
نگاہ پڑی اپنا دکھ درد بھول گئی ہاتھ بندھے ہوے بیدست و پا اگر ہاتھ کھلے ہوتے دانہ کو اُٹھا لیتی سر
ٹکرانے لگی نگاہ اُسی دانہ پر وہ دانہ آخر ڈھلکتا ہوا قریب دیوار جا کر ٹھہرا ملکہ لالان خون قبا دیکھ رہی ہی
دیوار مین ایک روزن تھا اُس روزن سے ایک چوہا نکلا اُسنے دانہ شرر کا منہ مین لے لیا روزن مین جا کر
غائب ہو گئی اب تو ملکہ نے ہاے کا نعرہ مارا ضرب تازیانے کا صدمہ کم یہ قلق اتنا کا دل بلگیا کلیجہ مین ناسور
قلب ناصبور دل سے کہتی ہی ای لالان خون قبا جیتے جی یہ مصیبت اُٹھائی اُنگلیون ہاتھ سے
کھو بیٹھے ناگن نے اس اعتراض کو نہ سمجھا قسمت نے شرر کا دانہ بنا دیا چوہا کہا جائیگی افسوس صد ہزار
افسوس پاس خنجر میشہ ماجھرانی کی نعمت جان گئی اس خیال مین قلب کو تڑپن دل مین پھڑکن کلیجہ مین
درد رنگ زرد جو ہونٹون پر آہ سرد سینون سے سرد سے مارتی ہی مگر داؤد جادو نہین مانتا
چاہتا ہی پھر کوڑا مارون کہ دروازے سے بارگاہ کے صدا دو نے پہنچنے کی آئی کوئی یہ کہکر روتا ہی پاس

خدائی مین آگ لگے خداوند داؤد کے ہاتھ مین کوڑہ ٹپکے ابھی شہر داؤدیہ مین آگ لگجاے آسمان پھٹ
پڑے زمین کے طبقے اُلٹ جائین کوئی خداوند دنیا مین باقی نرہے سب گھبرائے کہ کون زبان درازی جو ایسے
کلمات کہتا ہی ملکہ لالان خون قبا تڑپ تڑپ کے بیہوش ہو گئی دو صدمے کال قلب پر پہونچے تاب
نہ اسکی بیہوش مدہوش سنکا ڈھلگیا موت کے آثار چہرۂ زیبا سے ہویدا ادھر تو داؤد جادو کی نگاہ اس حال
پر ملال پر اپنی دختر بلند اختر کے پڑی مہر پدری نے جوش مارا کوئی خطاے فاش آنکھ سے نہین دیکھی فقط افلاک جاہ
کی زبانی اسقدر صدمہ عظیم ہوا قریب تھا کہ روح جسم سے نکلجاے آنکھوں مین آنسو بھرے ہوے تھے اسی حال
مین یہ صدا سنی سر اُٹھا کر دیکھا ناگن جادو وزیرزادی ملکہ لالان خون قبا کی دونون ہاتھون سے سر پیٹتی
ہوئی کلمات گذشتہ زبان پر جاری سامنے خداوند داؤد کے آکر پہونچی آنکھ ملا کر کہا کیون خداوند یہ کیا
ستم کیا او جلاد اپنے نخل مراد کا اپنے ہاتھ سے قلم کیا اس پھول پر رحم نہ آیا گل سے چہرہ کی حالت تو دیکھ مگر
تو جلاد و جفا کار ہی ایسے چمن حسن کو پامال کیا تیرے ہاتھ قلم ہون ایسے نازک بدن کو کیونکر کوڑا مارا ایسے کیا
خطا ہوئی یہ کہکر ایک دو ہتڑ داؤد جادو کے مُنہ پر مارا کہا مارے مجکو بھی کوڑا مار تلوار کھینچ نہین تو بوٹیان
کاٹ کے پھینکدونگی ہین ارے ابھی تو بھی خطا لگی دن سے سجدہ کرنے کو نہین آئی جو سجدہ نہ کرے
اُسکو جلادے خاک مین ملادے ارے جلاد سنا تو میری بی بی نے تیری کیا خطا کی جو ایسی سزا اسے کامل
دی داؤد جوش محبت مین دختر کے بدحواس تو ہو چکا تھا ناگن جادو وزیرزادی نے جو سر دے مارا
ایسے کلمات سخت کہے داؤد نے ہاتھ ناگن وزیرزادی کا پکڑ لیا کہا بیٹا سُن تو کہ کیا سوز کہ گذرا میرے
کلیجہ کے ٹکڑے ہو گئے ہین اُسکے جسم پر زخم پڑے میرے قلب مین ناسور ہوا جو کبھی اچھا نہو گا مگر بیٹا
حال تو سن لے ناگن نے دامن تھام لیا کہا بتلایئے کسی کی چوری کی کسی کا گھر لوٹا کسی کو ذبح کیا
آخر ایسا کون سا گناہ ہوا جسکی یہ سزا ملی سمجھ گئی اس ہفتہ مین باغ مین نیا گل کھلا تھا ہر ایک گلعذار
مردانے کپڑے پہن کر آراستہ ہوئی تھی کوئی جمعدار کوئی کپتان بنا تھا لڑائی کے سامان ہوے
تھے سٹی کے تیر مٹی کی کمانین بنائی تھین تلوارین سپرین بانس کی اُسپر چاندی کے ورق لگائے
گئے تھے کوئی رستم کوئی سہراب بنا تھا کسی کا افراسیاب نام رکھا اسی بات پر شاید آفت آئی ہو
سیان خداوند صاحب ذرا تواریخ دیکھیے وہ افراسیاب جو رستم سے لڑتا تھا اور تھا بی ہماری
رستم بنی تھین جسکا افراسیاب بنایا تھا اُسپر تیرے تلوارین مارین ملکہ نے کمر مین ہاتھ ڈال کے کھینچا

تخت سے آتا ہی شہنشاہ افراسیاب ہی تھین جب تخت سے گرایا تھا بہت روئی تھین انہون نے
شاید آنکھ لگ لگائی ہوگی تو حضور آپ کے بندے افراسیاب کا ذکر نہین ہے ذرا تو ایچ شنکر ملاحظہ
کیجیے کجا رستم دا افراسیاب کہان یہ خانہ خراب یہ کہکے چیخین مار کے رونے لگی داؤد نے گلے سے
لگایا کہا بی بی بات تو سنو تم اپنے کو ہلاک نہ کرو ناگن نے کہا میری بلا مرگی مین زندہ رہونگی پہلے
تمکو اندھیری گور مین سلا دونگی اور مین تو ضرور سنکھیا کھا کے جان دونگی آپ مجھکو رونے پیٹنے کو
منع کرتے ہین اپنی بی بی کو دیکھکر میرا کلیجہ پھٹا جاتا ہے داؤد سمجھا کہ حقیقت مین اسنے ملکہ کے ساتھ
بڑی شفقت کی ہے ساتھ کھیلکر بڑی ہوئی ہے اسکی سمع پر صدمہ ہے اسوقت اسکی بات کا بُرا نہ ماننا
چاہیے میری بیوی کی عاشق صادق ہے پیشانی پر بوسہ دے کے کہا بی بی سنو بڑی قیامت کی خبر سنی
ہے سوانگ بنے کا اپنے باغ مین تمکو اختیار ہے جسطرح چاہو کھیلو کودو منع نہین کرتا افلاک جادو نے
مجھکو خبر دی کہ طلسم کشا اسد غازی پہلو مین ملکہ لالان خون قبا کے بیٹھا ہے شب مین نے ساحر بھیجکر
گرفتار کر منگایا ناگن وزیرزادی نے کہا ایک جشن مین طلسم بنایا تھا اگر شیر کوئی نہین بنا گئے تھے کہتے تھے کہ
بنا دینگے ایک مرحلے پر انہون نے کانون کانون کی شمعی شیر کا بہت بہی نہین بنایا پہلو مین کیونکر آیا مین بچہ بہلا
خوب جانتی ہون لڑکے کو لے بھاگتی ہون ایک لڑکا بنا تھین اسکے پیٹ مین شراب بھر دیتے ہین مین جب نہا جاتی
ہون پیٹ چاک کرکے الگ ڈال دیتی ہون اسکے ماں باپ روتے ہوئے آتے ہین پھر محلہ والے اسکے ماں باپ کے
سمجھاتے ہین لڑکے کا لاشہ اٹھتا ہے یہ بڑا عمدہ سوانگ بنایا جاتا ہے کئی دن مین ختم ہوتا ہے داؤد جادو نے کہا یہ تو نام بھی اسد
غازی کا نہین جانتی کہاری ناگن سن تو کیسا سوانگ اسد غازی پوتا صاحبقران کا جو شہنشاہ طلسم
ہوشربا افراسیاب جادو سے لڑتا ہے اسکو کہا کہ باغ مین ملکہ لالان کے موجود ہے یہ سنکر ناگن پیٹنے
لگی کہ خداوند شتر آسمان پھٹ پڑے گا ہماری ملکہ کے باغ مین مردوا یہ کون صاحب کہتے ہین ذرا انکی
صورت دکھا دیجئے انکی ڈاڑھی مونچھین مونڈ ڈالون ڈائن بنکے کلیجہ کھا جاؤن رات کو جو باسی بولتا ہے
اسکی آواز سے تو میری بی بی ڈرتی ہین نہ کہ مردوا پاس بیٹھے واسطے اپنی خدائی کا مجھے کہنے والے کی صورت
دکھا دے ہے ایسی بھولی بھالی ہے یہ سنتے داؤد چونکہ جلایا ہوا تھا مہر بدی سے بیقرار تھا کہا
یہ صاحب افلاک جادو کہتا ہے کہ مین نے آنکھون سے دیکھا یہ سنتے ہی ناگن بلبلی خوب غور سے
افلاک جادو کی صورت دیکھی جھک کر سلام کیا کہا میان افلاک صاحب واہ واہ آپ کئی دن سے

ہمارے گھر پر نہیں آئے اسٹھائی میوہ نہیں لائے اب ہمارے کپڑے پھٹ گئے تمھان نہ منگوا دو گے
ملکہ کے ساتھ شادی نہ کرو گے یہ کہکے داؤد جادو سے کہنے لگی افسوس آپ نے ذرا مجھے نہ پوچھا
یہ بھڑوا کلموہا کئی مہینے سے روز مرہ گھر پر آتا تھا روپیہ اشرفیاں میوے مٹھائی لاتا تھا کہتا تھا ناگن تجکو
لاکھوں روپیہ دینگے تنہائی میں ملکہ لالان خون قبا سے ملاقات کرادو اس بات کی خطاوار ہوں نقد
روپیہ میں نے کبھی نہیں لیا مٹھائی میوہ کھایا مگر ملکہ سے کبھی ذکر نہیں کیا دم دلاسے میں اسکو رکھا
جب اسکا روپیہ بہت صرف ہوچکا اور کچھ اسنے پھل نہ پایا تب جھلا کے ایک دن کہنے لگا اچھا ناگن
تجنے ہمارے ساتھ پیچ کیا تمھاری ملکہ کو قتل کراؤنگا میں نے کہا جا بھڑوے وہ دختر خداوند میں تو کیا
کر سکتا ہے ہم اپنی بی بی کو کبھی بدراہ نہ کرینگے ایسا واہیات پیغام نہ ہونچا ئینگے ہاے جو میں جانتی
کہ خداوند ایسے شتلے مزاج میں تو کتنا پاکرتی بلا سے کسی لونڈی باندی کو پھسلادیتی خیراب تو یہ ہولی
بیکی کہ نمو الا جو بتیا کہا تا ہے مگر یہ تو مجھ تک پہونچا تھا میں نے اسکے ساتھ برائی کی میں نے اسکی مٹھائی
میوہ کھایا مجھ پر آشنائی کسی کی جوڑتا تو البتہ فرا تھا یہ باتیں سنکر داؤد گھبرایا کہا ناگن سچ کہتی ہو میرے
سر کی قسم تو کھا ناگن نے کہا خداوند تمھارے سر کی قسم تمھارے باپ دادا کے سر کی سوگند خود
اس نگوڑے سے پوچھے ملکہ کو ڈھے مارے اسکو جوتیاں مارئیے تب قبولے گا داؤد جادو تیغہ
کھینچ کے طرف افلاک جادو کے لپٹا کہا کیوں رے نمک حرام ہماری نور چکیدہ خالص قدرت پر
نگاہ ڈالی بڑی مستی سوار ہوئی افلاک جادو نے گھبرا کر کہا حضور میں تو اس بات کو نہیں جانتا ناگن
وزیرزادی کے گھر پر کبھی نہیں گیا داؤد نے کہا پھر تو نے جو خبر سنائی لیس طلسم کشا کہاں ہے تو آپ ہی
کہتا ہے سارا باغ چھان ڈالا کیوں نہ ڈھونڈھ کے لایا مجکو ناگن وزیرزادی کا قول سچ معلوم ہوتا ہے
چاہتا تھا افلاک نے کچھ جواب دے چونکہ حال پر ملال دختر ملیا اختر کا دیکھکر تاب ضبط باقی نہ رہی تھی
زمین سے جلی خاک کی اٹھا کر سر پہ افلاک کے ڈالدی افلاک نے چیخ ماری ہر سر بو دہر تن ہوے افلاک
جادو سے شعلہ ہاے آتش نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے دم بھر میں جلکر خاک ہوا ماری
کا قصہ پاک ہوا خود آتش جہنم واصل ہوا نتیجہ بغض وحسد سے یہ ثمر حاصل ہوا آواز آئی کشتی مرا نام من افلاک
جادو بود افسوس مردم وجان دادم بمطلب خود نرسیدم اب داؤد جادو نے ناگن سے کہا
جو جیا ابن بھیا نے کیا ویسی سزا پائی ملکہ لالان خون قبا کو اٹھا کے باغ میں لیجا علاج کر مگر خبردار کسی

غیر کو کبھی اپنے باغ مین نہ آنے دیتا لالان خون قبا سے زیادہ مجھے تجھ سے محبت ہی اسوقت تلف
صدمہ عظیم ہی تو اسکی وزیر و ندیم ہی امرا کا خیال رکھنا ناگن وزیر زادی نے کہا حضور سب کھیل ہوتے
تو بہلی ایک ایک کتاب خرید ینگے کتب خانہ کا کھیل کھیلین گے گر اسمین بھی خرابی ہی مولوی ہو بنے گا
اسکو مردانے کپڑے پہننا ہونگے مگر پڑھیا تو جانینگے خوب خدائی آپ کرتی ہین آج سے اعتقاد کامل ہوا
داؤد نے کہا بیٹا اب جا د حقیقت مین ہمارے ہاتھ کاٹنے کے لائق ہین ہین بے سمجھے اتنا بڑا کام کر گذرا
آج کل بڑے تردد مین تھا اب ناگن نے ہوادار منگا ملکہ لالان خون قبا کو اسپر سوار کیا لیکر باغ مین
آئی مگر داؤد جادو جی کو کوڑا مار کر بہت شرمندہ ہوا خورشید جادو سے کہا تم اپنا جلال دکھاؤ خواجہ
عمرو کو تلاش کر کے پکڑ لاؤ خورشید جادو مع بارہ ہزار جادوگرون کے برائے تلاش خواجہ عمرو چلا
داؤد جادو بیچ مین دوشالے سے منہ لپیٹ کر پڑ رہا مگر ناگن ملکہ کو لیے ہوے باغ مین آئی زخمون پہ
پٹیان چڑھا مین ملکہ لالان خون قبا کو ہوش آیا اٹھتے ہی سر پیٹنے لگی کہا ناگن ہم لٹ گئے شاہزادے
سے جیت گئے کس حسرت سے اس شیر بیشۂ جرأت کی جان گئی آنکھون کے نیچے وہ صورت پھرتی ہی
مین زندہ نہ رہونگی تڑپ کے اپنی جان دونگی اسے نہ تکا سو جاتا مجھ بدنصیب کو خیال آیا کہ انجام

کیا ہوگا جو جا کر بیٹھے اشعار	دریغ درد دلم چشم اشکبار دگر	کہ داد خویش ستانم ز گریہ بار دگر
بہار عمر گذشتہ چو نونہال چمن	مرا ہمیشہ بود چشم بر بہار دگر	نہ یار خویش بود آن نہ یار بیگانہ
کہ پیش یار شکایت بود ز یار دگر	ہزار شیشۂ ہستی کرد از ہوس مصحفی	ہنوز از دل من ہست خار خار دگر

ان اشعار کو پڑھ کر اسطرح بلک کر روئی کہ ناگن کا کلیجہ منہ کو آیا کہا واری ذرا سن تو لیجیے آپ نے
تو بات کرنا مشکل کر دی کس بات کا غم ہو فرمایئے تو ملکہ نے کہا تو نے دانہ شکر کا اس دانا سے روزگار کو بتایا
تھا گھنگرو کا منہ کھول کر اسمین چھپایا جب اس جلاد نے مجھکو مارا جسم کو مجھ بدبخت کے جنبش ہوئی
وہ دانہ گھنگرو سے نکلکر قریب دیوار کے ڈھلکتا ہوا ہو پہنچا وہان روزن سے ایک چوہیا نکلی دانہ
منہ مین دبا کر لیگئی مجکو داغ تازہ دیگئی اے امن بیکسی بے بسی مین کیا گذری ہوگی ناگن نے ہنس کر
کہا حضور پھر کیا کرین آپ کی جان تو بچی دانے وانے کا کون شمار کرے وہ چوہیا قول سعدی کی پابند
ہوئی شعر تمتع ز ہر گوشۂ یافتم ، ز ہر خرمنے خوشۂ یافتم ، اسنے بھی خرمن محبت سے ایک دانہ
پایا کمبخت کر گئی تخم الفت طلسم کشا مزرعہ دل مین بو گئی چوہیا جو فروش گندم نما کیون حضور تلاش کی

سب باتیں آ گئیں لیکھا جو بخشش سو سو ملکہ نے ایک دوہتھڑ مارا کہا او ناگن تیری زبان میں چھالے
کاٹے یہ مسخرے پن کا وقت ہے جیسے منھ میں چاول بھرے ہوتے ہیں وہ اسطرح چبا چبا کر باتیں کرتا
ہیں آپ وہ دانہ حرام ہے شکوہ دل لگی سے کام ہے ناگن نے کہا جلدی کیا ہے دانہ کو چوہیا کھا نہ سکیگی کہیں
ڈال دیگی میں جا کر تلاش کرونگی چوہا جنوگی نا چوہیا کو مارونگی یا پکڑ لاؤنگی ملکہ لالان خون قبا رونے
لگی کہا واہ بی ناگن آج تو تنے خوب زہر اُگلا ہماری جان پر بنی ہے تو نے جلد تدبیر کرو یہ کہکر خنجر اُٹھایا چاہا
اپنے شکم میں مارے ناگن نے ہاتھ پکڑ لیا کہا نہ گھبرایئے جب اپکی چھاگل سے دانہ گرا میں چوہیا بنکے پہونچی
دانہ اُٹھا لائی پھر آکر بھروسے افلاک کو قتل کیا ہے کیسے میاں داؤد پر کیا رنگ جمایا ایسی روئی پیٹی کہ
وہ خود گھبرا گئے افلاک میاں کتے کی موت قتل ہوئے چلیے ملاحظہ کیجیے طلسم کشا صاحب اس کمرے میں
آرام فرماتے ہیں واری خوشی کی خبر یکایک سنیں کہتے ہیں کہ انسان کو شادی مرگ ہو جاتا ہے یہ سنکر ملکہ
لالان خون قبا ناگن کی بلائیں لینے لگی ناگن تو نے بڑے احسان کیے کیا شکریہ ادا کریں ناگن نے
ہاتھ تھام لیے آنکھوں میں آنسو بھر لائی کہا حضور ہماری جان تمہارے قدموں پر نثار ہے میں دل سے
پیروی میں مصروف ہوں خدا انجام بخیر کرے ملکہ نے کہا ناگن برا ہے خدا اُن سے آفت کا ذکر نہ کرنا
اگر خون کو پوچھینگے میں کہدونگی کہ اندھیرے میں گر پڑی اگر سن پائینگے آفت برپا کرینگے ہائے ناگن
کیا کروں آٹھ پہر تلوار پر سان ہے ہر وقت خوف ہے یہ کہکے ناگن کا ہاتھ تھامے ہوئے اس کمرے میں
آئی دیکھا چھپر کھٹ پر اسد نامدار آرام کر رہے ہیں ناگن نے بڑھ کر پاؤں پر ہاتھ رکھا سحر اُتارا اسد
بیدار ہوئے اب ملکہ نے قصد کیا کہ کمرے سے باہر نکلے دونگی پردے میں آنکھوں کے چھپا دونگی یہ
عاشق و معشوق مصروف عیش ہوئے مگر اس حقیر نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح عرض کیا ہے
دانہ شیر کا بنانا قلب پریشان ہوا ناظرین کا دل مشتاق ہوا واضح رہے ناظرین والا تمکین ہو کہ جب ناگن
نے قصد کیا کہ اسد غازی کو مخفی کر دوں سحر کر کے بصورت شیر بنایا ایک درہ کوہ میں جا کر چھپایا درہ کوہ
پر بھی سحر کر دیا کہ یہاں سے کہیں جا نہ سکیں جو کوئی دور سے شیر کو دیکھیگا آپ بھاگ جائیگا شیر نیستان
جرأت کے قریب کون آئیگا بہر نوع اس طرح اسد شیر دل کو بچایا ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے
مصروف عیش و نشاط ہوئے ہر روز کہتے ہیں کہ میں جا کر داؤد جادو کو مارونگا تخت بدبخت کا
الٹ دونگا ملکہ وہ دیو زادی عقل سے شاہزادے کو روک رہی ہیں ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا۔

دو کلمہ داستان حیرت بیان گوہر آبدار قلزم طراری و نہنگ بحر زخار عیاری آفتاب عالمتاب آسمان خنجر گذاری ماہ درخشان برج بردباری قاتل ساحران خودسر اعنی مہتر خواجہ عمرو ساقی نامہ مصنف

پھر نکہت زلف یار آئی
آنکھوں میں جان زار آئی
لیلی تری زلف دیکھنے کو
اب نوبت وصل یار آئی

یا عطر فشان بہار آئی
پھر دل پہ کھنچی شبیہ ساقی
شب نکلے ہزار بار آئی

تم آئے تو دیکھنے کو اے جان
پھر بادہ کشی کی بار آئی
فرقت کی شبین قمر نے کاٹین

سابق میں تحریر ہوا کہ مہتر مہتران و بہتر بہتران یعنی خواجہ عمرو نامدار بصورت افراسیاب سامنے داؤد جادو کے آئے کنیزان سامری نے پہچانا تخت زبرجدی چھوڑ کر بھاگے گلیم اوڑھ کر نکل گئے صدہا مسافرون کو مارا اتون کو جا کر مہاجنون کو لوٹا حوالی شہر داؤدیہ مین غدر ہو گیا اب داؤد جادو کے بعد مقدمہ ملکہ لالان خون قبا خورشید جادو اپنے وزیر اعظم کو برائے گرفتاری خواجہ عمرو روانہ کیا یہان خواجہ عمرو ایک درہ کوہ مین بشکل ساحر تاک لگائے بیٹھے ہین کہ کوئی مسافر نکلے وہ چار کوڑی کا روزگار کرون کئی دن سے آب و دانہ کی بھی مشکل ہے دیہات و قریات سے بہ مشکل ممکن ہوتا ہے دیکھا کہ ایک حلوائی گرم گرم پوریان بڑی بڑی برفی کی ڈلیان بری بھری تھالی ہاتھ پر رکھے کہین جاتا ہے طریقہ سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی رئیس کے واسطے جھکو لے کر چلا ہے خواجہ عمرو یہ تمام رنگ روغن عیاری کا مکار عمدہ کھانا دیکھ کر پانی منہ مین بھر آیا ہے ایک سوداگر نحیف و ضعیف کی صورت بنکر تیار ہوئے عصا تلخ بادام کا ہاتھ مین سوتیون کے مالے گلے مین جیب مین روپے اشرفیان کھنکھناتے ہوئے درہ کوہ سے باہر نکلے پکارا میان حلوائی پوریان بیچو گے اُسنے کہا گسیان ٹھاکر صاحب کے واسطے لیے جاتا ہون یہ بکری کا مال نہین ہے عمرو نے کہا اچھا بھائی جاؤ ہمارے شہر مین اتنی بڑی ایک پوری روپیہ کو بکتی ہے پچاس روپیہ سیر برفی ہے اس شہر مین مہنگی بڑی ایک پوری دو روپیہ کو بکتی ہو گی برفی کا بھاؤ سو روپیہ سیر کا ہو گا یہ سنکر حلوائی پلٹ پڑا جی مین کہا بڑے سخی داتا کا سامنا ہوا کہا حضور آپ لے لیجیے آپ کے کہنے پر ترس آیا آپ مسافر ہین ہم خدمت گزاری کو حاضر ہین عمرو نے کہا کنارے آؤ درہ کوہ مین جا کر بیٹھے کہا میان حلوائی صاحب ہمکو گنتی نہین آتی ہمارے شہر مین کھانا ضرور لیتے ہین ہم دو روپیہ رکھدین لو یہ

بات کرو ایک پوری رکھو اسپر ایک ڈلی برفی کی رکھتے جاؤ حلوائی نے کہا بہت خوب آپ کی خاطر
ضرور ہے سب پوریاں مٹھائی شمار کرکے اسی تھال میں رکھیں روپے گن کر حلوائی کو دیے کہا بھائی ہم
تھال بھی نہ دینگے ہمارے شہر کا یہ دستور نہیں ہے حلوائی سوچا ایسا نہو کوئی راہ گیر آجائے اس بہتیے
کو سمجھا دے جلدی روپیہ لیکر انٹی میں رکھے کہا میاں سوداگر صاحب آپ کی باتیں برفی سے زیادہ
میٹھی ہیں تھال سمیت لیجیے اب مجھے جلدی ہے جاکر اور پکاؤں ٹھاکر صاحب کے واسطے لیجاؤں
حلوائی کے ہاتھ میں چاندی کے کڑے تھے عمرو نے کہا کیوں بھائی ایسے کڑے پانچ اشرفیوں کو ملتے
ہیں حلوائی نے کہا نہیں میاں چھ اشرفی کے ہیں عمرو نے کہا یہ بھی ہمیں دیدو چھ اشرفیاں لے لو
حلوائی نے جلدی سے کڑے اتارے پیرو مرشد نے کڑے بھی لیے چھ اشرفیاں حوالے کیں کہا بھائی
ہم ہوا دم سیر کو آئے ہیں صبح کو لاکر دیجایا کرو حلوائی بہت اچھا کہکر بھاگا خواجہ عمرو دوسرے پہاڑ
پر جا بیٹھے کڑے اور تھال زنبیل میں رکھ لیے پوریاں برفی نوش فرمائیں پانی پیکر شکر کیا پروردگار
تو رزاق مطلق ہے اس صحرا میں یہ نعمتیں پہونچائیں حلوائی دوڑا ہوا گھر پر آیا جورو سے کہا آج بڑے
سخی داتا کا سامنا ہوا روپیہ اشرفیاں لایا جورو بھی خوش ہوئی اب انٹی سے روپیہ اشرفیاں نکالیں
دیکھا ایک لڈو بنکر رہ گیا سر پیٹنے لگا جورو نے لڈو میں سے لیکر قلیل سا زبان پر رکھا مزا جو چکھا عمدہ
چورن ہے میاں بی بی روتے پیٹتے چلے کہ جاکر خداوند سے فریاد کریں صحرا میں آکر دیکھا لشکر وزیر اعظم
خورشید جادو کا اترا ہے خورشید بجاہ و جلال کرسی پر متمکن ہے حلوائی نے آکر دہائی دی کہا وزیر صاحب
ایک بڈھے نے مجکو لوٹ لیا خورشید جادو حال سنکر سمجھا یہ کام عمرو عیار کا ہے اسی وقت صدہا
ساحر واسطے تلاش خواجہ عمرو کے روانہ کیے خود آکر بارگاہ میں بیٹھا عمرو نے بھی راہگیروں کی زبانی سنا
کہ وزیر اعظم وارد ہوا عیاری کی فکر میں آیا ہے ایک ساحر کی شکل بنکر نکلے جس ملازم کو خورشید کے جان پایا
کسی کو فقیر بنکر مارا کسیکو عورت بنکر دھوکا دیا کبھی بصورت برہمن کنویں پر جا بیٹھے جو ادھر سے نکلا
پانی پلا کے بیہوش کیا ہر روز صبح کو سامنے خورشید جادو کے دو چار لاشے آتے ہیں جو ساحر برائے
تلاش گیا زندہ نہ پلٹا تیسرے دن غصہ میں بیرون بارگاہ آیا کہا صاحبو تم لوگوں کے ہاتھ سے عمرو عیار
نہ مارا جائے گا بدولت خود جاتے ہیں فوراً گرفتار کرکے لاتے ہیں حضرت گھبراتے ہونگے امورات
سلطنت و انتظام خدائی میری ذات پر موقوف ہے رفقا نے عرض کی آپ کلید عقل خداوند ہیں تکلیف

نذر فرمایئے ایک عیار تین روپیہ کا پیادہ ذلیل و خوار مکار غدار کے واسطے آپ ایسا عالی وقار جائے
غلام کو وہ وحشت چھانینگے جسطرح بنے گا گرفتار کر کے لائینگے خورشید جادو نے کہا یارو بڑی غیرت
کی بات ہے اس تین دن کے عرصہ میں کئی سو ساحر مارا گیا کوئی اُس ظالم کو گرفتار کر کے نہ لایا میں عیارے
جنگل کو سحر بند کر دو نکالتا جاتا ہوں کے ساتھ چلا آئیگا خورشید بیرون بارگاہ یہ باتیں کر رہا ہے اسباب
سحر جھولی میں رکھ چکا ہے قصد ہے پرواز پیدا کر دوں تلاش عمرو میں جاؤں کہ صحرا سے گرد اڑتی ہے
دیکھا ملکہ صبا رفتار گستاخ انداز با انداز عیاری سے آراستہ نیمچہ ہاتھ میں طراری بات بات میں اسی جانب
آتی ہے مگر ہوا عیار بھی شہنشاہ طلسم ہوش ربا کی آتی ہے یقین ہے کوئی خبر تازہ لاتی ہے صبا رفتار نے آکر
خورشید جادو کو سلام کیا نامہ افراسیاب کا خورشید جادو کو دیا خورشید جادو نے کھولکر نامہ
پڑھا لکھا تھا اے خورشید جادو ما بدولت کو کتاب سامری سے ثابت ہوا کہ عمرو عیار باغ سیماب سے
بھاگ کر صحرائے ہفت داو دیو میں پہونچا کئی سو ملازمان قدرت ہلاک کیے ما بدولت نے صبا رفتار کو
روانہ کیا ہے مگر کبھی اسکو نہ پاؤ گے اس ہوس میں ہلاک جاؤ گے ہمراہ صبا رفتار کہ وتنہا صحرا میں جاؤ
یہ بتلا دیگی تم سحر کر کے گرفتار کر لینا خورشید کا چہرہ یہ مضمون پڑھکر سرخ ہو گیا صبا رفتار سے کہا
تمنے بڑا احسان کیا چلو میں تمہارے ہمراہ چلتا ہوں رفقا نے کہا حضور ہم آپکو تنہا نجانے دینگے
صبا رفتار نے کہا صاحبو جب تم دس بیس ملکر چلوگے وہ بلائے روزگار ہے منزلوں نکل جائیگا
کسی کے ہاتھ نہ آئیگا خورشید نے کہا تم سب بیٹھو اپنے مقام پر ٹھہرو حقیقت میں یہ عیارہ ہر
ہر صورت میں اسکو پہچان لیگی سب نے سر جھکا لیا خورشید صبا رفتار کے ہمراہ ہوا صبا رفتار
نے کہا حضور آپ الگ الگ آئیے میں پہچان کر اشارہ کر دونگی آپ سحر کر کے گرفتار کیجیے گا خورشید
نے جو مناسب وقت معلوم ہو تمہاری رائے پر ہم کار بند ہیں اس سلطان زادہ سے
غضب کیا سامنے خداوند کے افراسیاب بکر آیا ہزاروں کو قتل کیا [illegible] بڑا قلق ہے
ملکہ صبا رفتار تمکو بھی انعام ملیگا قدرت تمہاری بڑھاونگی سب کچھ انکے اختیار میں ہے مگر خواجہ عمرو
کے نام سے وہ بھی گھبراتے ہیں ہمیشہ میں فرماتے تھے بڑا بندہ بے ادب ہے مجھے اسکو جلاد ساحران
بنایا ہوگا اب تقدیر جدید کرینگے صبا رفتار ساں بان کرتی ہوئی چلی آتی ہے جب صحرا میں پہونچی نخلستان
کی آڑ پکڑی ایک طرف دوڑی پھر گھبرائی ہوئی آئی کہا ذرہ اعظم میں نے خواجہ عمرو کو دیکھا

اب جھاڑی میں گلستان کے بیٹھا ہے کسی عورت کی صورت بنا چاہتا ہے لہنگا پہنو ابھی رکھا ہے آپ
چلئے سحر کیجئے زمین پر بیٹھا ہم لیگی میں گرفتار کر لاؤنگی خورشید خوش ہو گیا ہمراہ صبار فتار کے چلا پچاس
قدم آگے صبار فتار نے کہا دیکھیے وزیر اعظم وہ سامنے آزمین چتون کی ساربان زادہ بیٹھا ہے جلدی
سحر کیجیے خورشید نے کہا مجھکو نہیں معلوم ہوتا صبار فتار نے کہا بڑے آدمیوں کو کم سوجھتا ہے روپیہ کا نشہ
ہوتا ہے بخوبی نگاہ اٹھا کر دیکھیے تساہل نہ فرمائیے خورشید جادو آگے بڑھا ہر چند کہ کچھ معلوم نہیں ہوا مگر صبار
کے کہنے سے گولا پھینک مارا ادہر متوجہ ہوا صبار فتار نے گلے میں حلقہ کمند کے ڈال دیے کیونکہ بیان
خورشید سب سمجھا یہ کہکے نعرہ کیا نعرہ عمرو عمروم کلگار سپہر قیصر بہرم ٭ رنگ شرع بخشاب بہ باغ بیرم
در مجلس خسروان چو گردم ساقی ٭ تیغ و سپر و سبو و ساغر بیرم ٭ خورشید دنگ ہو گیا ارے کلکے پہنچا
عمرو نے قراق سے حباب بیہوشی مارا چرخ کھا کے خورشید زمین پر گرا عمرو نے خورشید کو اٹھا کے اندر
زنبیل کیا ایک گنہگار کو زنبیل سے نکالا سر اسکا کاٹا اپنے سر کی صورت بنایا سر اسکا کیا فرق نہ
معلوم ہوتا تھا اب بصورت خورشید نگر نیار ہوئے سر رومال میں باندھ لیا ہنستے ہوئے چلے لشکر والے
دوڑے کہا ہے وزیر اعظم یہ کسکا سر ہے خواجہ عمرو نے کہا بدولت کے جانے کی دیر تھی گھیر کے دام صبا
حرامزادی ہوا ہوگئی عمرو کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکی لوگ کہتے ہیں عمرو ساحر نہ تھا ایسے ساحر زبردست کو
میں نے مارا اسکے سپر چار طرف سے مجھکو گھیرے ہوئے ہیں بچا یو میرے ہوش پراگندہ ہیں اگر باتیں
خلاف سرزد ہوں گھبرانا نہیں میری حفاظت میں مصروف رہو میرا جی چاہتا ہے اپنا گلا کاٹ لوں حیرت
کا آئینہ دل پر جوش ہے سارا کمال سحر کا فراموش ہے جلد خدمت میں خداوند کی مجھکو لے چلو یہ کہکر تخت پر
سوار ہوئے سر آگے رکھ لیا مصاحبوں سے کہا تم سحر سے اتار کے چلو ساحروں نے فوراً سحر کیا تخت
اڑاتے ہوئے چلے مگر باتوں سے خورشید جادو کی سب گھبرا رہے ہیں کبھی خلاف ہوکے کہتا ہے یارو
دیکھو غضب ہو گیا دامنہ جادو آتی ہے مجھکو آنکھیں دکھاتی ہے کبھی کہتا ہے وہ ساحر شمشیر آگیا اب مجھکو زندہ
نہ چھوڑے گا خنجر اسکے ہاتھ میں ہے کدھر ہے پچھوا رہو کر آیا ہے شتر سوار بہت سے ساتھ ہیں سب بھوت
پلید چلے آتے ہیں یارو مجھے چھپا ڈالیا ساتو کہاں ہیں یا سر پر چڑھے بیٹھیں ہم الکس بھی ہمسراہ ہیں
ساربان زادے کیکے فخرا ہیں یہ کہتے ہیں عمرو کو کہنے ملا یارو میرا نام نہ بتانا جلدی مجھے خدمت خداوند
میں لے چلو وہاں شیطانوں کے افسر ہیں سبھوں سے بہتر ہیں جان بچا لینگے ورنہ سب بھوت پلید

مجکو کہا جائینگے ساتھ والے ان باتون پر رو رہے ہین کہتے ہین ہمارے وزیر اعظم کو کیا ہوا خواجہ عمرو
کو قتل کیا مگر دیوانے ہوگئے کپڑے لپٹے ہوے ہین ایسا نہو اپنے کو تخت سے گرا دین اسی طرح شہر مین
آنے خبر کوچہ و برزن مین مشہور ہوا خورشید جادو نے جاہ و جلال دکھایا عمرو کو مارا مگر قلب الٹ گئے
ہاے واے کرتا ہوا آتا ہے ہر شخص اگر دیکھتا ہے منہ پر مردنی چھائی ہوئی ہوش و حواس پراگندہ باتین خلاف
کرتا ہے کبھی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے آنکھین پھاڑ پھاڑ کر ایک ایک کی طرف دیکھتا ہے بموجب مضمون شعر
آنکھ جسپر پڑ گئی دیکھا اُسے بیباک تھا ۔ پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا ۔ غول کے غول تخت کے
ساتھ ہین لڑکے دوڑے چلے آتے ہین چہرے کو میان خورشید کے دیکھ رہے ہین کہ وقت زوال ہے
چہرہ کبھی زرد کبھی لال ہے منہ پر ہوائیان اڑ رہی ہین ہر طرف غل مچا ہے دیکھو یارو بچاؤ کالے کالے لوگ
پرے باندھے کے آتے ہین چھپان سرون پر منہ پھیلاتے ہین مجکو لاتے ہین ہرکارون نے جو یہ حال دیکھا
گھبراے سامنے داؤد جادو کے آئے کہا یا خداوند آپ نے سنا بڑا غضب ہوا خورشید جادو نے
عمرو کو تلاش کرکے مارا مگر سری دیوانہ ہوگیا عمرو کے قتل کا بہانہ ہوگیا روتا پیٹتا آتا ہے عجب عجب طرح سے
کلمات کہتا ہے ہزارون آدمی بازار مین جمع ہین اسکی جوانی کا افسوس کرتے ہین وہ کہتا ہے دمامہ و شمشش
پہچانا نہین چھوڑ سکتے طرفہ کلام سے اُسکے ثابت ہوتا ہے کہ پیر عمرو کے خورشید جادو کو لپٹے ہوے ہین
پہچاننا اُسکا دشوار ہے نہایت نحیف و زار ہے داؤد نے حکم دیا جلد میرے سامنے لاؤ بڑے شخص کو اُسنے مارا
اگر میرے خورشید پر زوال آیا انتظام خدائی مین فرق پڑا بڑا ساحر کامل ہے عالم فاضل ہے اسکا بدحواس ہونا
خالی از علت نہین داؤد کھڑا ہوگیا تخت سے اُترا ٹہلنے لگا دیکھا کہ خورشید جادو رومال مین سر عمرو کا
باندھے ہوے مگر مضطر بدحواس چہرہ اُداس لپٹا جھکتا سامنے آیا سر عمرو کا قدمون پر ڈال دیا چیخین
مارکر رونے لگا کہتا تھا یا خداوند مجھے اس دشمن بیجادون سے بچائیے مجھ کو پکڑنے آتے ہین تمام بارگاہ
آپ کی انھین لوگون سے بھری ہے آپ کی بھی پوشیان نوچ کے پھینکدینگے مین آپکا دامن دولت
نہ چھوڑونگا لشکر مین قرنا کرا دیجئے اپنے افسرون کو بلانے داؤد نے خورشید کو گلے سے لگایا کہا اے
وزیر اعظم نہ گھبراؤ کلمات حسرت و یاس زبان پر نہ لاؤ میرے سامنے کون تمھین مار سکتا ہے دمامہ و شمشش
کی کیا حقیقت ہے آگ مین جلا دونگا سیکو پھونک دونگا خورشید نے کہا میرے ساتھ آئیے اچھے
تو اپنے دل کا حال کہون آپ کی خدمت کرون عمرو کا سر کہین کھو دیجئے کہ پیر اسکا سر دیکھ دیکھ کے

درستے میں آمادۂ حرب و پیکار ہوتے ہیں داؤد نے فوراً سر عمرو صندوق میں بند کیا دل میں بہت
خوش ہوا کہ آج رکن اعظم اسلام گرا اب مہرخ و بہار کی کیا حقیقت ہے ایکدن میں شکست فاش کھا لیگی
آگیا فرسلیگی بھاگ جائیگی یہ شخص انکا سر پرست تھا عیار زبردست تھا کوئی اسکا ہمسر نہیں ما لاکھ
ساحران اسی نے برباد کیے گھر کے گھر مٹا دیے ابد دولت کا اقبال تھا کہ ایسا شخص مارا گیا حسب الحکم
میں شک نہ تھا اُسکا سر پیش سلطنت آیا مگر خورشید جادو زندہ بچ گیا بڑا اپنے وزیر اعظم کا غم ہوا ہاتھ
تھام لیا ایک کمرے میں لایا اور کہا ای خیر خواہ بیٹھ جا کہا حضور علاج بیراز کریں مرجانے دیں
آپ کا نمک تو پاک ہوا مجھ پر جو گذرے گی وہ گذرے گی نمک سرکار سے ادا ہوا اپنے خداوند
پر فدا ہوا داؤد نے کہا ہم سمجھاتے ہیں تم وہی کیے جاتے ہو ہم ایک ایسا سحر کرینگے سب بھوت پلید
بھاگ جائینگے اب ہم تم کو تمھیں تدبیر معقول بتائینگے گنبد سامری میں لے چلینگے وہاں کوئی بھوت
پلید نہ جاسکیگا مگر مفصل بتاؤ تمھارے دل پر کیا گذرتی ہے کہا ایک جام شراب پلوائیے نشہ میں
گذشتہ حال کہوں داؤد نے کنیز دختر سے کہا منہ سے گارا کہا لو پیو گو کہ میں تمھارے جان کی کہتا
کہتا ہوں خورشید نے جام شراب بھرا ہاتھ پر رکھکر کہا حضور اُلٹ کر دیں کہ برکت ہو میری جان
بچنے کی صورت ہو داؤد نے بقصد شراب پی پیتے ہی گھبرایا کہا ای خورشید جادو وہی حال میرا
بھی ہے ہیبتناک و مارے لنگا اٹھا سینہ تک گھری ہے تشویش کے بھی دل کو لگی ہے فوجیں چلی آتی ہیں خورشید
نے کہا یا خداوند مبارک آپ کے سر پر بھی آسیب چڑھا ذرا ٹھیرے داؤد جادو گھبرا کر اٹھا عمرو نے
وہ بیہوشی ڈالی تھی کہ جنون میں آ کر تھوڑے میں دیوانہ ہو کر گر پڑا عمرو نے نعرہ کیا ہم سپہر عیاری
و تعلب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران ہے یار عمرو نامدار زبان میں سوزن دیا اٹھا کر بند زنبیل کر لیا
کہا داداجان اللہ حفاظت سے رکھیے یہ خداوند طلسم ہوش ربا سحر و ساحری میں یکتا اس وقت کی
عمرو کی خوشی بند قبا ٹوٹ گئے عرض کی ای کریم کارساز و ای مالک بے نیاز مجھ مور ضعیف مشت
استخوان کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا اس ظالم اظلم کو میرے ہاتھ سے گرفتار کرایا وہ صندوق ارتنگ خواجہ
عمرو کو دے دیا رنگ روغن عیاری کا نکال کر بشکل خداوند لود تیار ہوا تاج خداوندی بر سر
لباس فاخرہ زیب جسم انور خراماں خراماں پکارتے ہوئے آئے ای وزیر اعظم خورشید جادو جو دو
بہشت میں ہو بیہوشی تمھاری دفع ہو عمرو ایسے شخص کو تم نے مارا کل وزراء دربار میں حاضر ہیں سب نے

یہ باتیں ہین دیکھا خداوند آتے ہین پڑھ کر سب نے پوچھا خورشید جادو کہان گیا جواب دیا کہ ہین
تقدیرات قدرت مین کیا دخل ہے خورشید نام تھا برج عقرب مین گیا اگر یہان رہتا گردش فلکی سے اسپر
زوال آتا قدرت پرستون کو ثابت ہے ستارہ اُسکے طالع کا قمر تھا زمانہ غروب قریب پہونچا تھا اُسے چندے
قدرت نے بہشت مین بھیجا گردش سیارگان سے محفوظ رہا خوشی خوشی آئیگا پھر ایکدن دربار روشن
ہو جائیگا جلال خداوندی سے خوف کرو خورشید کا نام نہ لو سب نے سر جھکا لیا اب عمرو آکر تخت طلائی
پر جلوہ فرما ہوا گنبد سامری مین جانا موقوف کر دیا طرح دیا تا زمانے کہ وزیر اعظم آئیگا قدرت گنبد جاری
و جمشید مین وہ خلا ذکر ینگے اب خواجہ عمرو نے وزرا سے باتین کرنا شروع کین مگر تاکن وزیرزادی روز براسے
خبر آتی تھی آج یہ خبر وحشت اثر سنی کہ عمرو مارا گیا خورشید پر بھی زوال آیا گھبرائی ہوئی خدمت مین ملکہ
لالان خون قبا کے آئی علیحدہ بلا کر کہا حضور بڑا غضب ہوا خواجہ عمرو کو خورشید جادو نے مارا خورشید
جادو کو آپ کے والد نے کہین چھپا دیا ہے شہنشاہ طلسم کشا کو خبر نہ کیجیے گا ورنہ سر کٹا کے جان دیگا اپنے
والد نامدار کے سلام کو چلیے اب وقت غفلت نہین ہے خداوند کو بربادی سلطان کا خیال ہر وقت
ہی ذکر آٹھ پہر یہی فکر شہر جادو سے کل پوچھتے تھے کہ ہماری صاحبزادی کا مزاج کیسا ہے اشہر جادو نے
ہشت افلاک کا حال کہا عرصہ ہوا نہ ملنے قدرت نے پوچھا رنگ روئے ملکہ لالان خون قبا
متغیر ہو گیا کہا کیون اے وزیرزادی اب کیا کرون بڑے جال سے پالا پڑا آٹھ پہر تلوار برساتے ہین
ہر روز یہی فرماتے ہین مین جاکر داؤد جادو کو قتل کرونگا دیکھیے یہ حال کیونکر مخفی رہتا ہے آج آخر
وقت مین برائے تسلیم والد نامدار جاؤنگی مگر خوف سے دل کانپتا ہے تاکن وزیرزادی نے کہا
حضور جب سامنا ہونے کو سنبھلے کا ہاتھ پاؤن مین رعشہ منہ رو سے ہوا پہ تغیر نہ آنے پائے
آپ کے بشرے سے رنگ عشق نہ ٹپکے ہاں اس خیال سے لونڈی کا کلیجہ دھڑک رہا ہے جب دن
تھوڑا باقی رہا ملکہ لالان خون قبا نے اسد غازی سے کہا اے شہریار مین تمہارے لیے چند ساعت دربار
خداوند داؤد مین جاتی ہون بہت جلد واپس آتی ہون مگر برائے خدا باہر بارہ دری سے لشکر لعنت
لانے کا ذکر قتل خواجہ عمرو تو نہ کیا مگر دبی زبان سے یہ کہا کہ خداوند کو آج کل بڑی فکر ہے وہان کی
جو خبر پاؤنگی شب کو عرض کرونگی مگر شہریار احتیاط شرط ہے یہ نکتہ سمجھا کر اسد نامدار کو بارہ دری مین
چھوڑا کنیزون کو بخوبی سمجھا دیا کہ انکو برائے سیر باغ نہ نکلنے دینا خود سنگاری مین فرق نہ ... کو ...

تکلیف شاہزادۂ والاقدر کو نہ پہونچے یہ فرما کر لباس تبدیل کیا ہوادار پر سوار ہوئی تاگن کو مع چند
مصاحبون کے ہمراہ لیا طرف دربار داؤد کے سوار ہوئی مثل باد بہاری چلی مگر خواجہ عمرو نے
انہیں جادو سے بتحت عشق اسد نامدار بقدر ملکہ لالان خون قبا دریافت کیا تھا دل مین بہت
خوش ہوا سوچا کہ وہ شیر دل نذر کردۂ بزرگان صاحب شوکت وشان یقین کامل ہے یہان تک پہونچا
گر عقل سے دریافت ہوتا ہے کہ ملکہ لالان خون قبا کے ہمراہ کوئی عقلمند ہے اُسنے کسی صورت سے بچایا اس
راز کو چھپایا انشاء اللہ تعالیٰ پتا لگاؤنگا ابتو چندے سلطنت کرو دو چار کوڑی کا روزگار کر لو ایسا وقت
پھر نہ ملیگا بیٹھے بیٹھے فرمایا مابدولت کو اپنے بندون کے حال پر رحم آتا ہے مروت زیادہ ہے اسی وجہ سے
ہر ایک کا مزاج برہم رہتا ہے ہماری یاد مین فرق پڑتا ہے مصرع پراگندہ روزی پراگندہ دل ۔ قدرت
چاہتے ہین سب امیر صاحب مال و دولت ہو جائین تکلیف رنج وملال سے ہمارے بندے چھوٹ
جائین جسکو جو میسر ہو روپیہ پیسا اشرفی جواہر نقد و جنس قصر خداوندی مین جمع کر دو شرف کورنش
حاصل ہو قدرت کو دل وجان منظور ہے بعد ایک ہفتہ کے دونا کر کے واپس دینگے خزانۂ خداوندی
سے فرشتے لاکر لا دینگے بعد اسکے پہر بہر کا مال شہر داؤدیہ مین ہن برسائینگے دنیا دولی دکھائینگے سلاطین
کو ترسائینگے تمھاری امارت دیکھکر تڑپ تڑپ کر مر جائینگے ایکدن مین صاحب زر و دولت ہو جاؤگے
مال بیحساب پاؤگے سب وزرا امرا دعا دینے لگے قصر عالی منزلت مین بلا تکلف مال جمع ہونے لگا
کسی نے قصور نہ کیا مہاجنون کو جو خبر ہوئی یا تو وہ روپیہ سیکڑا پہ قرض دیتے تھے دونا ہونے کا
جو غلغلہ سنا اشرفیون کے توڑے جواہرات کے صندوقچے قصر مین لا کر رکھا تھا جنچہ مال پہ اپنے
اپنے نام کی چٹھیان لکھکر لگا دین جسکو میسر تھا وہ قرض مانگتے پھرتے تھے عورتین پڑوس مین دوڑتی
پھرتی ہین ایک ایک سے کنگنی چھلی ہی لاؤ اپنے ذرا جوشن اور طوق دینا ہے مین بعد ایک ہفتہ کے
دیجاؤنگی اُسنے کہا بی بی ہم خود جاکر خزانہ خداوندی مین جمع کرینگے دونا کر کے لائینگے تمھین بھی دو زیور
دکھائینگے دیکھنے والون کے منہ مین پانی بھر آئیگا ہم آپ اپنی آبرو بنائینگے بعد ایک ہفتہ کے دونا ہو
ملیگا مانگے نہین دینگے اب دیکھیے ہُن کب برستا ہے سونے چاندی کے واسطے دل ترستا ہے مین سونے
کی ایک بڑی سی سل بنوا رکھینگے مین ڈھولکی دل کے حوصلے نکالونگی ایک کنٹھی ہو سونے کی چھاگل
نہین پہنی پانچ سیر کی چھاگل چھ سیر کا طوق تو دماشہ کا کون حساب کڑے پہنو کے سیر سیر سے تول کر دیدینگے

سنار بنا لائیگا سر سے پانؤن تک سونے مین پیلی رہونگی زیور بھی اپنا جمع کرا دی انگوٹھیان چھلے
بھی اپنے رکھ لیے میان سے چھپا کر جو مین نے پیسے جمع کیے تھے وہ بھی بوتل مین باندھ کر ڈال دی
اب روز رتجگے ہونگے مہان گھر مین بھرے رہینگے ہوا مجلو وصول کا بڑا شوق ہے قلنگے باتے کا بھی دف
ہو اگر اللہ رحم کریگا بڑے دھوم سے رتجگا ہوگا شہر مین ہر کو و برزن مین یہی ذکر ہے ہنگامہ بپا
ہو رہے ہین کہ تو بار دا جل خداوند داؤد اپنے بندون پر مہربان ہین اہالیان شہر داد دیہہ پر سر
احسان ہین گھر گھر جشن رہیگا ایک کا ایک دست نگر نہ ہیگا کوئی رنج و ملال مفلسی نہ سہیگا لیکن شہنشاہ
اوج عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیک طرار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار نے شکل
داؤد جادو سریر جہانبانی پر جلوہ فرما تھا جنون اور جوہریون کا روپیہ چھکڑون اور تھیلون پر لدلد کر
آرہا ہے خزانہ دار داؤد کو الگ بلا یا کہا سب صندوقچے جواہرات کے نظر ثانی کرا دو خزانہ دار صندوقچے
لاتا ہے ہر دم شد گوشے مین لیجا کر جواہرات لے لیتے ہین کنکر پتھر بھر دیتے ہین کہ بڑھ کر ہرکارے
نے خبر دی تو حلیدہ خالص قدرت برائے زیارت حضور پر نور تشریف لاتی ہین عمرو سنبھلکر بیٹھا
تاج کو سر پر کج کیا ایک ایک پر غصہ کرنے لگا ایک جادوگر نے آکر پایہ تخت کو بوسہ دیا سجدہ کرنے
کے لیے سر جھکایا خواجہ عمرو نے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ مارا دو ٹکڑے ہوئے فرمایا بیحیا نہ صبح نہ شام تو ہی
نے سیکھا سلام یہ وقت سجدہ کرنے کا تھا اہالیان دربار تھرا گئے مرد ہا سامنے عصائے مرصع کار پر تکیہ
کیے کھڑا تھا اسکی جانب سر اٹھا کر دیکھا کہا اس بیحیا کی ناک کاٹ تو ناک اور دون کو کان پھول رو برو
قدرت یہ بے ادبی کسی کی ناک کٹی کسی کے قتل کا حکم دیا دو چار لاشے سامنے لوٹنے لگے تیغ خون آلود
کھینچا ہوا سامنے رکھا ہوا ملکہ لالان خون قبا جلوہ آرا ہے تار گز جیسے ہی اندر بارگاہ کے آئی وزرا
امرا نے سلام کیا کہا اسوقت حضور خداوند قدرت تو بڑا غصہ ہے کئی ساحرون کو اپنے ہاتھ سے قتل
کیا اور لاشے اٹھانے کا حکم نہین دیا دو چار کی ناکین کٹین دیکھیے کیا ہوتا ہے ملکہ لالان خون قبا یہ سنکر
گھبرا گئی پلٹ کے کہا ہونا گن پلٹ چلو اسوقت خداوند قدرت کا سامنا نہ کرو ناگن وزیرزادی نے
کہا حضور ابتو آ چکے جو خدا کو منظور وہ مالک و مختار ہے بندے کی عقلمندی بالکل بیکار ہے بسم اللہ پڑھیے
پنجتن و کریم کا نام لیجے خوف نہ کیجے ناگن کے کہنے سے ملکہ لالان خون قبا آگے بڑھی ورنہ سالار
نے پردہ اٹھایا چوبدار نے آواز دی نور چلیدہ خالص قدرت نگاہ رو برو خواجہ عمرو نے سر اٹھایا

ملکہ لالان خون قبا ڈرتی ہوئی واسطے تسلیم کے جھکی خواجہ عمرو نے دیکھا رنگ رو متغیر چہرہ پر خشکی ہے
آنکھوں پر تری چاہتا وصل محبوب سے دل نکال ہو چہرہ خوشی سے لال ہو خواجہ عمرو نے از نظر لطف کے دونو
ہاتھ پھیلا دیے سر سینہ سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا پہلوے تخت میں کرسی جواہر نگار پر بیٹھنے کا حکم دیا ملکہ
ناگن سے ملکہ لالان ناگن نے جلدی پایہ تخت کو بوسہ دیا پوچھا یہ کون صاحب ہیں اشہر جادو نے
دست بستہ عرض کی خاص مصاحب ہیں پلٹ کر غصہ میں فرمایا بیجا تو کیوں بول اٹھا قدرت سب کو
پہچانتے ہیں ذرہ ذرہ کا حال جانتے ہیں تیرے بھروسے پر خدائی نہیں کرتے اشہر جادو نے گھبرا کر
دست بستہ عرض کی غلام سے قصور ہوا ڈرا کہیں ہاتھ تلوار کا نہ ماریں قدرت کا کوئی کیا کریگا یہ تو
سر جھکا کر خاموش ہوا ہی ناگن سے ملکہ ملا کر کہا وزیر زادی صاحب مزاج اچھا ہی ناگن تھرا گئی قریب
تھا خوف سے غش آجائے اپنے کو بمشکل تمام سنبھالا کہا لونڈی دعا میں مصروف رہتی ہو فرمایا کہ ہم تو ہم
سب کے دل کا حال جانتے ہیں مگر تم ہماری صاحبزادی کی بڑی خیرخواہ ہو کیا کہنا ہم تمکو بہت سرفراز
کرینگے کیا خوب انتظام ہی مگر اتنا عجیب ہو کہ ہم سب حال سے ماہر ہیں تمام عالم کے حالات ہم پر عیاں ہیں
ناگن کا رنگ رو اڑ گیا ساری عقلمندی بھول گئی جی میں کہتی ہو آج تو خداوند صاف صاف فرماتے
ہیں صرف نام اسد لینا باقی ہو اے خدائے کارساز اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچانا ملکہ لالان خون قبا
سے اشارہ کر رہی ہو کہ حضور سنتی ہیں آج قدرت کے رمز آمیز کلام ہیں اسکے بد انجام ہیں ملکہ لالان خون
قبا بھی مثل برگ بید کانپ رہی ہو خواجہ عمرو نے دیکھا مہ جبین نازک مزاج پروردہ مہد ناز و نعم ہی پسینا
ہو خوف سے دم نکلا ہے دل میں سمجھ گیا بیشک اسکے باغ میں میرا پھول ہو دریافت ہو جائیگا
مگر ملکہ لالان خون قبا کی پشت پر ہاتھ پھیر کر کہا ایہا الحاضرین ہماری نورچشمی خالص قدرت ہو
تمثال خورشید جمال کا تیر اقبال ساطع و لامع ہو صاف ظاہر ہوتا ہو کہ طلسم ہوش ربا کی حکومت کریگی
ہمارا سب ملک اس شہنشاہ خوبی سرو باغ محبوبی کے زیر حکم ہوگا آج تک کسی نے ایسی سلطنت نہ کی
ہوگی طلسم ہوش ربا عدالت سے معمور ہر خرد و کلان مسرور پچتا ہیں دعقاب شانہ زلف معمور
ہوگا روباہ و شیر ہم پہلو خوف شمشیر عدل سے چور نگہبانی کرینگے کوئی دزد دیدہ نگاہ سے کسی کو
نہ دیکھیگا قزاقوں کو عمدہ نگہبانی جلادوں کو خوف دربانی عدالت میں کوئی نوشیرواں کا نام
نہ لیگا نام جلیہ جمشید کا مٹ جائیگا تمام عالم میں شہرہ عدل و فیض و سلطنت ہوگا اوج پر آفتاب

ہمت ہو گا کل اہالیان دربار زبان گہربار سے کلام فیض انجام سن رہے ہیں سوائے درست و بجا کے
کیا کہہ سکتے ہیں خوف سے مثل تصویر سب ہو سکتے ہیں عرصۂ دراز تک ایسے کلام کہے ناگن کی خلق و
فطرت کی تعریف کی اپنی غیب دانی کی توصیف کی پھر فرمایا اے نور نظر پارۂ جگر اپنے باغ میں جا و
عیش و عشرت میں مصروف ہو ملکہ لالان خون قبا میں جان تازہ آئی ناگن کا ہاتھ تھام کے ہوادار
پر سوار ہوئی دارالامارۂ شاہی سے نکلی کہا کیوں ناگن آج خداوند نے کیسی باتیں کیں سراسر رمز کی گھاتیں
تھیں دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے ناگن نے کہا حضور میرے کلیجہ پر چھریاں پھر رہی ہیں ہر کلام سے صاف
ظاہر ہوتا تھا کہ ایک مرتبہ فرما دیتے کہ اسد غازی کو تم نے اپنے باغ میں چھپایا ہے حضور میرے انتظام کی
تعریف نہ تھی صاف پایا گیا کہ آخر ظاہر ہو گیا ہے کہ میں نے اسد غازی کو بچایا ملکہ لالان خون قبا
نے کہا ہوں ناگن میں گلا کاٹ کے مر جاؤں گی آگے خدا جان بچائے بڑا ہی خیال ہے اُسی حالت میں لرزاں
ترساں باغ میں آئی اسد غازی مسند پر جلوہ فرما تھے کنیزیں خدمت میں مصروف ملکہ آکر خاموش
بیٹھی ناگن کے بھی ہوش اڑے ہوئے ظاہر میں دل کو شگفتہ کیا اس خوف سے کہ اسد غازی کو نہ
ظاہر ہو جائے اسد نے پوچھا کیوں ملکہ میں تم کو متفکر پاتا ہوں صاف بتلاؤ میں ابھی تلوار کھینچ کر دربار
میں وارد و جلوہ کے جاؤں بیجا کا تخت الٹ دوں تمہارا بال بیکا ہو اپنی عقلمندی سعدو کا ابھی
کل مجھکو ضرور جاؤنگا ان کلمات شجاعت آیات پر ملکہ لالان خون قبا زار زار مثل ابر نوبہار رونے
لگی کہا صاحب تمہارے دشمن کون نے ہم کو مارا جب وقت آپکا جانے کو جی چاہے ایک ہاتھ تلوار کا لگا کے
اس بدبخت کا جھگڑا پاک کیجیے پھر اختیار ہے جہاں چاہے جائیے ناگن وزیرزادی بھی قدموں پر گر پڑی
کہا حضور ہم سب کی جان آپ کے قدموں پر نثار ہے یہ کنیز آپ کے ہر مقدمہ کی رازدار ہے جلدی کرنا
بیکار ہے میں تمکو عرض کرونگی پھر آپ جائیے گا ابھی دو دن تامل فرمائیے ہم خوب جانتے ہیں آپ
آفتاب عالمتاب جرأت و شوکت ہیں صاحب ہمت و سخاوت ہیں آپ کا چھپکر بیٹھنا بہت مشکل ہے
یہ کنیز بھی جاہل نہیں ہے ایسے موقع پہ عرض کرونگی کہ کوئی سامان معقول ہو مطلب دلی حضور کا حاصل ہو
انشاء پھر یہی دعا کرتے ہیں انہیں باتوں میں خداوند آسمان چہارم اعنی نیر اعظم عرش تخت سنہرے پہ
جلوہ فرما ہو کر پردۂ حجاب حمل رب الکبر میں مختفی سعید شوکت ہوا شہیر ماہ تابان اقلیم فلک بہ ہوش
بر رسالت احکام نبوت فرقۂ ثابت و سیارگان میں مصروف ہدایت ہوا کنیزان ملکہ لالان خون قبا

نے سامان روشنی مہیا کیا محفل خلد منزل میں مسند ناز پر دونوں عاشق و معشوق بصد شوکت و ناز متمکن ہوئے جام ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی خیر خواہان محفل خوش و دشمن دردمند تھا صدہا حور تمثال تانیں مار رہی تھیں ساحرہ بصد ناز و ادا یہ غزل حسرت آمیز شروع کی

غزل

بلندیوں پہ ہے اپنی پستی یہ اوج کس خاکسار میں ہے　　پسند آئی فلک پرستی وہ سرفرازی غبار میں ہے

خوشی شب و روز و بر و دوشی تبسم دلگیر گفتگو تھی　　ہمیشہ غنچہ دہنے کی جو خوشی ہے شگاف مزار میں ہے

عجب طرح کی پڑی ہے مشکل ہولی ہے آغوش میں مقابل　　بدن کو قید کفن ہے مشکل کفن جو قید مزار میں ہے

بدن سے لپٹا کفن کا جھگڑا الجھ میں ڈھیلے ہیں سر پچتہ　　سمجھ کے اٹھے تھے جلے تنہا سو یہ بکھیڑا مزار میں ہے

ذراغ زیر لحد کہاں ہے وہاں بھی تکلیف امتحان ہے　　بدن تو اسود رہ جب ناتوان ہے زمین امید فشار میں ہے

اسی طرح انتشار میں تھا ارے جب اختیار میں تھا　　جو عالم اسکا کنار میں تھا وہ حال اپنا فشار میں ہے

بھرا دے خنجر سا مرے عمل اسم نے قاتل لگاؤ کسکا　　دبے ہیں زانو کے نیچے عضا رگ گلو اختیار میں ہے

یہ ساری جھل بل تھیں بھلا دیں کبھی بند کیا ہو دکھلا دیں　　جو گود میں آ تو بتا دیں کہ یہ مزا اختیار میں ہے

یہ بیخودی کا ہوا ہے عالم کہ سو گیا تھا جو یار کچھ دم　　کئی برس ہو چکے ہیں ہم یہ یقین ہے دلبر کنار میں ہے

نہ پوچھے لطف زندگی کا ہوا ہے وہ حال زار میرا　　کہ حسب جیسے تمہارا وعدہ تزلزل اعتبار میں ہے

لیں از رفتار غفلتیں ہم میں نصیب عزتیں بھی کم ہیں　　زمین کے آغوش میں جو ہم ہیں زمین فلک کے کنار میں ہے

تسلیم کیا جبھی سے ہوگا نہیں ہے تقدیر میں جو لکھا　　سوائے سرکشتگی بجا گجونے کے کیا انکار میں ہے

لیکن خواجہ عمرو بن امیہ ضامری مبشرہ شناس نیک اساس عیار کامل عاقل علوم عیاری میں فاضل بڑے بڑے صالمین کی آنکھیں دیکھیں زبرجد نگار میں گئے جو زبرجد شاہ کی بدعتیں اوان اول میزبان خراسانی پہلوان لاثانی کا برسم ایلچی گری دربار زبرجد شاہ میں جانا اور اُس ملعون کو سجدہ کرنا پھر طبل جنگی بجنا اعواک رعد آواز کا میدان میں آنا وزادل بدیع الزمان کا زیر ہونا اور جاکر زبرجد شاہ کو سجدہ کرنا اور دربار میں کل اہل اسلام حیران پریشان مضطر شدند لیکن اس ارسطو فطرت لقمان حکمت نے اس مشکل کو حل کیا پھر اعواک رعد آواز کو جاکر مارا اسکی ماں عنظروت کو للکارا لاشہ اعواک رعد آواز لیکر میدان میں آئے زبرجد شاہ کو ذلیل کیا اعتقاد خدائی میں اُسکی فرق پڑا شہر فرعونیہ میں کسیقدر اُس سے بڑھ کر قیامتیں دیکھیں دربند دوم فرعونیہ قلعہ لقرہ و سکندر شلہ لقرہ کو بھی فتح کرتے

بڑے عجائب و غرائب دکھلائے لقا بدار سیہ پوش کو برائے مقابلہ مسلمانان بھیجا اُسنے سامنے صاحبقران
کے بدیع الزمان اور قاسم کو قتل کیا بڑی بڑی بدشگنیاں کیں شوکتیں دکھائیں آخر خواجہ عمرو نے
جا کر طمران جادو کو عیاری کر کے مارا سرداران نامی کو چھڑایا لقا بدار الف پوش بنکر لقا بدار سیہ پوش
کو مارا اسی روز زمین ملک سکندریہ کی کانپتی تھی شہناز جادو و بڑے کر و فر سے برائے مدد سکندر شاہ
آیا خواجہ عمرو سوداگر بنکر اُسی وقت دربار میں پہونچے سامنے لقا کے تاج شہناز جادو کا لیا اُسنے کہا
سوداگر صاحب لائیے دیکھ پیچے خواجہ عمرو نے کہا حضور کیا طلب فرماتے ہیں شہناز نے کہا میرا تاج دیجیے
عمرو نے کہا حضور میں نہیں سمجھ سکا آپ کو قیمت ملا تھیں شہناز نے کہا کہ یہ تاج تو میرا ہے خواجہ عمرو
نے جواب دیا کہ سبحان اللہ واہ حضور والا جسکی چیز اُسکے پاس یوں آپ رئیس ہیں دربار میں بلا کر لوٹ لیجیے
ایک حبہ نہ دیجیے شہناز جادو بگڑا کہ بڈھے تیری کمبختی آئی ہیں میرا تاج ابھی دیکھنے کو لیا اب اپنا
بتاتا ہے عمرو اپنے مقام سے اُٹھا کہا اے شہنشاہ میں خداوند کے کان میں جو اصل بات ہے وہ کہہ دونگا
قدرت کو کان ہوجانے شہناز نے کہا کیا مضائقہ لقا نے سر جھکایا عمرو نے کان میں منھ لگایا اور اپنا
ہاتھ پھونک کر ایک دھول قدرت کے لگائی تڑاخے کی آواز آئی بائیں ہاتھ سے تاج بھی لیا نعرہ
کر کے نکلے ساحر پکڑنے کو دوڑے راہ میں اگر نام جادو کو مارا ساحر بنکر محیط حبشی پر سوار ہوئے
دریا کے اس پار آئے اگر عیاریوں کا عمرو کی ذکر ہو تا روز حشر و فتر تمام ہو تعجب ہے ایسا کامل اکمل
جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اگر کسی شخص کی پیشانی پر شکن پڑے سطر بنا کر اس سے حرف پیدا ہوں
مطلب دل سے آگاہی ہو جائے خلاصہ کلام باتوں سے ملکہ لالان و ناگن کے گمان غالب ہوا تھا
کہ اسد نامدار باغ میں ملکہ نور کے ضرور موجود ہے جیسا ہوئی ہوا اور سنگا یا لباس خداوندی زیب
جسم فرمایا سوار ہو کر کہا ہمکو در باغ نور چکیدہ خالص قدرت پر لے چلو چند ساحر ہمراہ لیے وہ پری
گرتھ ہوئے چلے باغ میں ملکہ لالان خون قبا کے منھ و لسبت ہو دروازے پر محلدار ہر وقت
بیٹھی رہتی ہے دروازے میں قفل روزن در سے دیکھا خداوند داؤد جواد پر سوار چلے آتے ہیں
چند ساحر بھی ہمراہ ہیں اسی جانب آتے ہیں محلدار بدحواس دوڑتی ہوئی ملکہ لالان خون قبا کے
سامنے اکر گر پڑی کہا حضور برائے خدا تاج کا ماڑ دینگ موقوف کرو خداوند داؤد آتے ہیں
یہ سنکر ملکہ لالان کے ہوش و حواس اُڑ گئے گھبرا گئی چہرے پر اداسی چھا گئی ہاتھ پیروں میں رعشہ

آگیا قریب تھا روح جسم زار سے نکل جائے اسد نامدار بھی مسند پر مسلح و مکمل بیٹھے ہیں ملکہ لالان خون قبا
کو جو متغیر دیکھا کہا خیر تو ہی کیوں گھبرا گئیں دروازہ کھول دو وہ بچا آئیگا تو کیا کر لیگا ساری خدائی
کر تا بجلا دونگا ناگن چیر کر پھینکدونگا اُسکی قضا ہی اُسکو یہاں کھینچ لائی ہے ملکہ لالان تو مثل
تصویر خاموش ہوگئی ناگن قدموں پر اسد غازی کے گر پڑی کہا حضور برائے خدا و رسول جرأت کی
کلام نہ فرمائیے ہماری سب کی جان بچائیے جلدی کمرے میں جا کر چھپئیے ہم نے آپ سے ذکر نہیں کیا آج
دربار میں خداوند نے ایسی باتیں کی تھیں جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ کسی نے کہدیا کہ طلسم کشا
کو ہملوگوں نے چھپایا ہے آخر ہفت اقلیم پر خدائی کرتے ہیں ایکدن میری باتوں میں دھوکا کھایا
اب اُسکا بخوبی ثابت ہوگیا ہوگا بمشکل تمام اسد غازی نے مخفی ہونا قبول کیا ناگن نے چاہا تھا
تلوار وغیرہ اسد غازی سے لے لیں اسد نے اس بات کو نہ مانا رولے سے ملکہ لالان خون قبا
کے کمرے میں جا بیٹھا ناگن نے جلدی دروازہ بند کیا اب صحبت عیش و نشاط کیونکر مٹا سکے
کیا کیا چیز اُٹھائے چلیں جو کمرے سے علاوہ ان پہ تہ دالان کل سامان عیش و نشاط مہیا سارا قصر اشیاے
نادرہ سے بھرا ہوا ہر کسی شے کو اُٹھا نہ سکی مگر یہاں تک شراب کی بہا نہ سکی ملکہ لالان خون قبا دریائے
جواہر میں غوطہ مارے ہوئے مثل عروس شب اول عطر سہاگ کی جسم میں بو خوشرو خوشنما سلیقہ بجوس
بالوں کو نوچتی ہوئی ہونٹوں کو اسقدر چبایا کہ یاقوت احمر کے ٹکڑے معلوم ہوتے ہیں ماتھے سے افشاں
چھوڑائی مگر جلدی میں کیا بن پڑتا ہے وہ بگڑ بناؤ سے بہتر خورشید جمال پری پیکر مضطر و شمسہ و کنیزیں
افتان و خیزان حیران پریشان آپس میں اشارے و کنائے کرتی ہوئیں کہ آج ملکہ لالان خون قبا کے
ساتھ ہماری بھی ناک چوٹی کٹی سب کی شامت آئی دیکھیے اب کیا ہوتا ہے دل دھڑکتا ہے دھڑکے
کو باغ میں بٹھایا باپ کا مطلق خیال نہ آیا لوٹے کھائے مگر محبت سے ہاتھ نہ اُٹھایا اب مزہ داری
کی کیفیت حاصل ہوگی دیکھیے خداوند داؤد کیا کیا قیامتیں برپا کرتا ہے آفتیں ڈھاتا ہے ایک ایک
سزا کا سزاوار ہوگا سارا باغ آتش بہار ہوگا محلدار نے بڑھ کر قفل کھولا ملکہ سر جھکائے ہوئے ٹکڑی
ہر سفید چادر محمودی کی اوڑھے ہوئے ناگن وزیر زادی پہلو میں شہنشاہ اوج عیاری ہوادار
سے اُترے باغ میں آئے ساحروں کو باہر چھوڑا جیسے ہی باغ میں قدم رکھا ملکہ لالان نے خوب
جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے سراپا دیکھا دلہن بنی ہوئی ہے ہاتھ تھام لیا ناگن سے کہا بی تیری کی

صاحب ہمارے قریب آؤ تمھاری عقل و فطرت پر ہمکو ناز ہے ناگن بھی مارے خوف کے کانپ گئی کہا
سراسر حضور کی پرورش حضور کی ایک ادنی کنیز بے تمیز ہوں اب خواجہ عمرو سب کے چہرون پر
بغور نگاہ ڈال رہے ہیں رنگ رُو سب کے متغیر اب یقین کامل ہوا اپنی راے پر آفرین کی اسطرح
دیکھتے بھالتے باغ کو چلے آتے ہیں درختون پر جال مقیش کے پڑے ہیں لالٹینین مثل قطرہ ہا سے

روشن ہے چمن پر لوجوانان چمن تعلیم
باغبان سمجھے فلک پر کوئی تارا ٹوٹا
سرخی لالہ و گل ہے شفق صبح سمن

پھول جو چاندنی کا ہے گل مہتاب ہے
ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا ہے گلشن
چھپ گیا چاندنی کا پھول جو تھا تون میں گرا

ہر شجر نور میں ہے غیرت نخل ایمن
ہر چمن نور میں مطلع گل خورشید کا ہے
نخل کچھ میں کو ہوا صاف کے چاند گھن

سارا باغ گلہاے رنگا رنگ سے مملو شب کا وقت گلون کی بھینی بھینی خوشبو نسیم اٹھکھیلیان کر رہی ہے اس
گلعذار کی محبت کا دم بھر رہی ہے تمام کیفیت و آراستگی باغ و رنگ روے گلعذاران بنگاہ غور
دیکھتا ہوا عمرو بارہ دری میں پہونچا وہان بھی دیکھا کل سامان عیش و عشرت مہیا ثابت ہے کہ ابھی
کوئی صاحب صحبت اُٹھ گیا ہے دم بدم یقین بڑھتا جاتا ہے آکر مسند پر خواجہ عمرو بشکل داؤد جادو بیٹھے
قریب ایک طرف ملکہ لالان خون قبا کو ایک جانب ناگن وزیرزادی کو پہلو میں جگہ دی چہار
جانب نگاہ اُٹھا کر دیکھا کہا کیون بی ناگن بدون صاحب صحبت اس محفل میں سناٹا ہے اُس شیر دل
کو ہمارے سامنے بلاؤ اب نہ چھپاؤ ہم کیا تمھارے بھروسے پر خدائی کرتے ہیں جلد بتلاؤ کہان
چھپایا ہے تو نے ہمارے مصاحب افلاک جادو کو ہمارے ہاتھ سے قتل کرایا سب خطائین معاف
کین خیر کچھ نہ کہینگے سنتی ہے کچھ جواب نہیں دیتی جب ناگن کچھ نہ بولی طرف ملکہ لالان خون قبا
کے متوجہ ہوے کہا کیون اے نور نظر ہماری بات کا کچھ جواب نہیں ملتا بتلاؤ صاحب خانہ کہان ہیں
لالان نے گھبرا کر کہا بابا جان میں صاحب خانہ ہوں اور سواے میرے یہان کون مالک ہے خواجہ
عمرو نے کہا اپنے مہمان عزیز کو بلاؤ جن صاحب کے واسطے یہ جلسہ آراستہ ہوا ہم اُنکی ملاقات کے مشتاق ہیں
جو صاحب نہادون میں فائق ہیں ہم بھی دیکھین کیسے بہادر ہیں عزم و شوکت کے بہادرین اپنا نظر کردہ
کرین سپہ سالاری کا عہدہ دینگے ملکہ لالان خون قبا نے تھرا کے کہا حضور میں نہیں سمجھی میرے یہان
کوئی مہمان نہیں آیا نہ میں نے کسی کو بلایا جب تو خواجہ عمرو نے جھولی میں ہاتھ ڈالا بڑا سا فولادی
گولا نکالا کہا تم سب صاحبون نے ہمکو نادان سمجھا ہے ابھی سحر کرتا ہوں کہ جانبکے جہان ہوگا وہ ڈرا آئیگا

پھر عمر بھر آدمی نہ بناؤنگا کسی دھوبی کے سپرد کردونگا بقول سعدی بیت سگ بن خر اگرچہ بے تمیز است و
چون بار بردہی عزیز است یہ کہکر کچھ پڑھنا شروع کیا ناگن نے کہا بی وزیرزادی صاحب کچھ زہر اگلو جادو
سحر دفع کرو ناگن نے کہا میری کیا مجال خواجہ عمرو نے کچھ پڑھ کر گولہ اچھالا کہا دیکھو او لالان خون قبا
ایکی مرتبہ جو گولے کو جنبش دونگا وہ شخص گدھا بنجائیگا قضائے کار اسد نامدار روزان درسے یہ معاملہ دیکھ
رہا تھا سوچا غضب ہوا اب یہ سحر کریگا میں گدھا بنجاؤنگا دن رات دھوبی کے کھونٹے میں بندھا رہونگا اب
کچھ تدبیر کرنا ضرور لازم ہو نکل کے اس سے لڑو بھر دل کا حوصلہ نکالو یہ تو صاف ظاہر ہو کہ یہ بچا ہر ساحر
ہو مگر جب تلوار مروان عالم کی کھینچی برق شمشیر چمکی خدا بچائیگا تو ہو سکتا ہے بچا سکیگا یہ سوچ کر دروازہ کھولا

وہیں سے نعرہ کیا نعرہ اسد	اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران	او دا ؤد جادو و عورت کو کیا در الکا

مردوں سے آنکھ چار کر قبضہ پر ہاتھ دھر ناحق بڑبڑاتا ہو کلوا بھیروں کو جلاتا ہو خدا بچائے پیچھا بیدار کرنے
والے سے نہیں ڈرتا ہو اب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اسد نامور شیرانہ تلوار کھینچکر کمرے سے نکلا ملکہ لالان خون قبا
و ناگن مثل بید تھر تھر کانپیں بصورت آئینہ حیران بشکل زلف پریشان مثل نقش با آتی مقام پر جم گئیں اپنے
مقام سے ہل نہ سکیں مگر خداوند داؤد گولہ ہاتھ میں لیکر اٹھے کہا تبلا دادا سرکش برباد کن خانمان سلیمان
بد دولت کے سامنے جرات دکھاتا ہو جلکر سنگ سیاہ بنا دونگا تلوار ہاتھ سے پھینک قدموں کا بوسہ دے کے
بوسہ دے سجدہ کر بیان تیرا دیوانہ پن نہ چلے گا خواجہ عمرو تو گولے کو لیکر بڑھے اسد شیر دل سوچا
اگر اسکا سحر مجھپر چل گیا ہاتھ پاؤں بالکل بیکار ہو جائینگے بہت جلد تلوار کا وار کرکے سر کاٹ لوں
ہو تمہ اسکا نہ اٹھنے پائے مثل برق وار چلا چل جائے خرمن حیات اسکا جل جائے سارا سحر کرنیکا
حوصلہ نکل جائے پس شاہزادہ شیرانہ چاہتا خواجہ عمرو تو خالی ڈرا رہے تھے اسد غازی تلوار
لے کر سر پر پہونچا چاہتے تھے کہ ایسا ہو کر اس بغیر مہلت کا وار پڑے دو ہی ٹکڑے ہوجائے چاپلوس
کے الگ جا کر تو دور کھڑے ہوئے مگر للکارنے لگے ارے تلوار پھینک دے ورنہ جانور بنا دونگا
آنکھیں پھوٹ جائینگی قدرت کو نگاہ بد سے دیکھتا ہو اتنا اسد شیر دل اور زیادہ شیر ہوا نعرہ
کرکے شیرانہ جھپٹا یہ کہتا ہوا کہ مردان عالم کہیں ہاتھ سے تلوار پھینکتے ہیں اب ملکہ لالان خون قبا
اور ناگن نے دیکھا کہ جب اسد غازی تلوار کھینچے ہوئے قریب پہنچا ہو قدرت کو دھکے بچا گئے

جاتے ہیں دور ہی سے للکارتے ہیں خبردار میرے پاس نہ آنا اسد شیر دل ابن ہمارا گیا پھبکیوں کو کیسے
مانتا ہوا اپنے سامنے شیر کو روباہ جانتا ہے کنیزوں نے انہیں کہا سبحان اللہ کیا شان ہے طلسم کشا
خداوند کو جھکاتا پھرتا ہے گرد ستون بارگاہ کے خواجہ عمرو چیخ مارتے ہیں اے اسد شیر دل شاہزادہ
جہان پر پاؤں ہاتھ تلوار کا ماروں سر کاٹ لوں مگر خواجہ عمرو تو شعلۂ جوالہ ہیں اسد غازی بھی ہم
سردار و ہم عیار تعلیم کردہ انہیں پیر مرشد برحق کا ہے بچپن سے فن عیاری کو حاصل کیا ہے طرار فرار دلاور
نامدار صف شکن تیغ زن صاحب طبل و علم محترم و محتشم جنگ دیدہ کار آزمودہ ایک مقام پر جست
کرکے اسد شیر دل جا پڑا سایہ میں تلوار لے لیا جو خواجہ عمرو گھبرائے قریب تھا کہ تلوار پڑے خواجہ
عمرو نے جلدی بائیں آنکھ کا تل دکھایا کہا کچھ شناسی نہیں آئی ہیں اپنے بیگانے کو نہیں پہچانتا بڑے سپاہی بنتے
ہیں کان پکڑ کے تلفیز ڈالوں گا اسد غازی نے جو خواجہ عمرو کو پہچانا تلوار پھینک کے لپٹ گئے چیخیں مار مار
کے رونے لگے لالان خون قبا نے کہا اے ناگن بڑا غضب ہوا شاہزادہ اسد سحر میں مبتلا ہو گیا دیکھو
چیخیں مار مار کے روتے ہیں قریب تھا کہ ملکہ لالان کی روح قالب سے نکل جائے اسد غازی نے
پکار کر کہا ملکہ قدمبوسی کرو ہمارے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ہیں ملکہ لالان خون قبا و ناگن وغیرہ کے
ہوش و حواس اڑ گئے اسد غازی سے کہا حضور ان سبھوں کو صورت اصلی دکھائیے اب تو خواجہ عمرو نے زمین
پر پاؤں کی ٹھیکی دی بلند ہوئے آواز دی واوا آدم در ولش ازکل عالم پیش یہ کہکر منہ پر ہاتھ پھیرا دنیا کی
ہوا بدل گئی بصورت اصلی زمین پر بچھڑے ملکہ لالان خون قبا نے جھک کر سو دب سلام کیا کنیزیں صورت زیبا
دیکھ کر عاشق ہو گئیں اسد غازی سے کہا دیوانو کچھ شناسی نہیں آئی ہیں ہمارے قبلہ و کعبہ ہیں ملکہ لالان خون قبا
نے کئی کشتیاں جواہرات کی بطور نذر پیش کیں اسد غازی سے اشارہ کیا حضور یہ تو پوچھیے کہ داؤد
جادو کہاں ہیں خواجہ عمرو نے کہا ہماری جیب میں ہیں اور تمام کیفیت مفصل سامنے اسد غازی کے
بیان کی ملکہ لالان خون قبا وغیرہ کے ہوش و حواس اڑ گئے کہا اب میں جا کر تخت خدائی پر بیٹھوں گا اے
نور نظر اسد نامور تم اسی باغ میں رہو خدا چاہتا ہے تو اس رنگ میں لوح حاصل ہوگی اب جا کر تیرا کام بنا
گا اے نور نظر ملکہ لالان خون قبا تم دونوں وقت بموجب قاعدہ قدیم دربار میں حاضر ہوا کرو گھڑی دو
گھڑی بیٹھ کے چلی آیا کرو ناگن نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری حقیقت میں آپ نے بڑا کام کیا مگر بڑے
بڑے ساحر خدمت میں رہتے ہیں ایسے نہ ہو کہ پہچانے جائیں خواجہ عمرو نے کہا خدا مالک ہے وہ سب نالہ ہائے زمین

کہو تو السبین لڑوا کے خاتمہ کر دون دار الامارۂ شاہی لاشون سے بھر دون داؤد بڑا شخص تھا جسکو بین نے
بکرا فضل پروردگار شریک ہوا ورنہ میری کیا حقیقت ہی مگر اُسکی عنایت وہ مسبب الاسباب ہی ذرہ ذرہ
اسکی مدد سے کامیاب ہوا ابھی اُسکا زمین سے نکلنا مناسب نہیں ہی شاید اسلام اذنیا نہ کرے مغرور مبادا ہی
طلسم ہوشربا ایسے مقام مین خدائی کی ناگن نے کہا خواجہ عمرو حقیقت مین اگر داؤد جادو آپ کا
شریک ہو جائے تو افراسیاب جادو کو سحر وساحری مین بڑی مشکل پڑے مگر اسکا ہمارے دل کو
اعتبار نہین نہیں معلوم کیا فساد برپا کرے مگر آپ خود ارسطو فطرت لقمان حکمت ہین جالینوس آپکے
خرمن فہم و فراست کا خوشہ چین ہی ارسطاطالیس مکتب علم و ہنر کا حضور کے طفل ابجد خوان لقراط آپکے
فہم حیث ولیاقت کا دربان افلاطون اگر موجود ہوتا علم ادب کا سبق پڑھتا دائرہ اعتدال سے نہ بڑھتا
ای فخر عیاران عالم ای معزز و مکرم اولاد بنی آدم خداوند کریم آپ کو طلسم ہوش ربا پر مظفر و منصور کرے
فکر و انتشار دل تردد منزل سے دور کرے دوست شاد دشمن پامال ہون عدوے سرکار کے ہجوم
لشکر رنج وملال ہون مین ہر روز دربار مین ملاعالم کو ہمراہ لے کر حاضر ہوا کرونگی مگر حضور میری عقل
ناقص مین یہ آتا ہی کہ افراسیاب جادو کو اب ناسخر پر فرمایئے کہ لوح طلسمی لیکر ہمارے پاس چلا آئے
ہم لوح کو اپنے پاس رکھینگے خواجہ عمرو نے کہا ای ناگن افراسیاب وہ پر فن ہی اگر دمین سے جیسے جیسے
کتاب سامری دیکھے صاف سمجھ لے کہ عمرو نے داؤد کو گرفتار کر لیا دہن سے جیسے جیسے انتظام ہوسکتا ہی
اپنی جانب سے تحریک مناسب نہیں ہی یہ مقدمہ نہایت غور طلب ہی اپنی کتاب عقل کو انسان
بالاے طاق رکھے فراست پہ ناز نہ کرے رب بے نیاز کی عنایت کا منتظر رہے دیکھو انشاء اللہ
پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی یہ مقدمہ لوح طلسمی ہی آہسن بڑے بڑے سکوے افراسیاب
کریگا مگر میرا پروردگار بآسانی پہونچا دیگا غرض چند ساعت خواجہ عمرو باغ مین ملا لالان خون قبا
کے ٹھہرا پھر اسی طرح صورت داؤد جادو کی بنا کر تاج ولباس سے آراستہ ہو کر اسد غازی سے
رخصت ہوئے بخوبی سمجھا دیا خبر دار ہماری راے کے خلاف نہ کرنا ای نور نظر اگر اس حال مین کوئی
فتور پڑا عمر بھر لوح طلسمی حاصل نہ ہوگی افراسیاب ایک دن مین سب کو قتل کریگا ہمسے کچھ نہ ہوسکیگا
بخوبی سمجھاتے ہوے کلمات نصیحت فرماتے ہوے ملکہ و ناگن دلکیز مین تا بہ در باغ پہونچانے
آئین دیکھا بڑے بڑے ساحر در باغ پر دست بستہ حاضر ہین وہ رعب اپنا ڈال دیا ہی ایک ساعت

بات نہیں کر سکتا تھا غرض تصویر خاموش دریاے خوف خداوندی کے جوش جیسے ہی بیرون باغ تشریف لائے سب نے قدموں کو بوسے دیے ہوادار پر سوار ہوئے للقیب آگے بڑھے شیران سلطنت نے شیران ہیبت نے پایہ پر ہوادار کے ہاتھ ڈالا اس کروفر جاہ و حشم سے داخل دارالامارۂ شاہی ہوئے مگر آٹھ پہر دل میں یہی خیال کہ خواجہ کیا تدبیر کروں کس حیلے سے افراسیاب کو بلاؤں پاے عفرت لنگ آئینۂ عقل زنگ آلود کوئی صورت ذہن میں نہیں آتی بہر نوع خواجہ عمرو اس فکر و تردد میں بصورت خداوند داؤد ملک داؤدیہ میں ہیں دیکھیے کس طرح فتح حاصل ہو کیونکر تسکین دل ہو حالات حشمت آیات اپنے مقام پر تحریر ہوتے

دو کلمہ داستان فطرت بیان ملکہ صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کمند انداز جنگجو افراسیاب جادو نے نامہ دیگر بصلاح ملکہ صورت نگار روانہ کیا اور کیفیت آوارگی مہتر برق فرنگی و مہتر ضرغام شیر دل راہ میں گرفتار کرنا صرصر و صبا رفتار کو اور بلا کے لانا افراسیاب کو مع لوح طلسمی شہر داؤدیہ میں و دیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ

بیا اے ساقی خورشید پیکر
بیا اے پردہ دار محرم راز
بیا اے باغبان نخل امید
بیا اے چارہ ساز دلفگاران
بیا اے تاج فرق کج کلاہان
بیا اے دشمن ایمان بیا زود
وہاے ساقی بیت الحل آر
بیا قفل در میخانہ وا کن
عمل از دل بحکم اشربا کن
بیا اے پیشواے مے پرستان
دماغ جان معطر کن زخوشبو
زاحسان خشک لب را تر زبان کن
بہ بین ہر سو سیہ مست ابر آمد

بیا اے راحت جان روح پرور
بیا اے رونق کاشانۂ ما
بیا اے آسمان ماہ و خورشید
بیا اے آبروے بادہ و جام
بیا اے خسرو جادو نگاہان
خیال قلب ہاے مردہ ام کن
بکف جام و صراحی در بغل آر
بدہ تکلیف چشم مست خود را
پر از مے شیشہ و جام و سبو کن
بیا اے ناخداے کشتی مل
روان با دم مرادم گشت ہر سو
سپہر و آتشیں بازار خود را
بہ بین وقت وداع صبر آمد

بیا اے شاہد سرمست و طناز
بیا اے آبروے خانۂ ما
بیا اے رہبر آشفتہ کاران
بیا اے آرزوے قلب ناکام
بیا اے مسیح دوران بیا زود
علاج خاطر افسردہ ام کن
تماشاے ہجوم مدعا کن
زرنگ مے حنا کن دست خود را
بیا اے کعبۂ امید مستان
زجا برخیز و کن نظارۂ گل
خمار کشتی مے را روان کن
فروزان کن چراغ کلہ خود را
خرامان شد صبا در صحن گلشن

نظر بر ریگستان نکہت بدہ مست
سرور افزا ہوائے برشگال است
درنگ آخر چرا در کار خیر است

گل افشان جابجا باد بہار است
چہ شیشہ آخر کہ جام از بادہ خالیست

چہ گلکاری بہ فرش سبزہ زار است
بیا نظارہ کن ہنگام سیر است

چہرہ محتسبان میخانہ عقل و فطرت و عیاری و ساقیان ساغر رحیق
میکدہ خنجر گذاری جام گلگون شراب مضامین نیرنگ سازی فہم و فراست کو یوں پیش کرتے ہیں
شیشہ مصنف سخن سنجان نیرنگ و بلاغت ، رقم کرتے ہیں با فہم و فراست ، سابق میں تحریر ہوا
کہ افراسیاب جادو نے بہ صلاح ملا صورت نگار زوجہ و درود عرضیان خدمت خداوند داؤد میں
روانہ کیں جبکہ ہر صرصر شمشیر زن بعدہ صرصر صبا رفتار ، دونوں الگ الگ طرف شہر داؤد کے جاتی
ہیں خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار خداوند داؤد بنے ہوئے دارالامارۃ خداوندی میں تخت خدائی
پر بصد صولت و شوکت جلوہ فرما ہیں ہر ساعت ہر وقت یہی تصور ہے کہ اے عمرو اتنا بڑا کار نمایاں
کیا کوئی مطلب حاصل نہوا افراسیاب جادو و انتہا کا عقلمند ہے اگر تحریک طلب لوح کروں فوراً
بدگمانی ہو کہ خداوند لوح کیوں طلب فرماتے ہیں سارا بنا بنایا کھیل بگڑ جائے آخر کہاں تک اس
تخت حکومت پر بیٹھے ہیں ہزارہا ساحران زبردست کا روز سامنا ہے اگر ان میں سے ایک بھی ساحر
بھی آگاہ ہو جائے جان بچانا دشوار ہے آخر کیا کروں اسد غازی کو ساتھ لے کر طرف لشکر مہرخ
کے کوچ کروں یہ بات بھی سراسر بیکار ہے حاصل ہونا لوح کا بہت دشوار ہے اس فکر میں عمرو بیٹھا ہے
گرد ہزارہا ساحران غدار دست بستہ حاضر ہیں مقدمات عدالت در پیش مگر خواجہ عمرو کو اپنی جان
کا لپس و پیش کہ ایک مرد ہا دست بستہ آگے بڑھا عرض کی کہ یا خداوند ملکہ صرصر شمشیر زن عرضی
افراسیاب پرفن لیے ہوئے حاضر در دولت ہے امیدوار باریابی ہے نام ملکہ صرصر شمشیر زن کا سنکر
خواجہ عمرو کے ہوش اڑے سوچا ایسا نہو یہ ظالم مجکو پہچان لے ساری ہوا بگڑ جائے شفقت برباد
ہو نہیں معلوم کیا افتاد ہو یہ سوچکر خواجہ عمرو نے وزیر سے فرمایا کہ اب قدرت چہرہ زیبا ہر کس و ناکس
کو نہ دکھائینگے پردہ حجاب نقاب میں رہا کرینگے جلد نقاب لاؤ وزیر نے نقاب حاضر کی خواجہ عمرو
نے نقاب چہرے پر ڈالی حکم دیا صرصر کو سامنے لاؤ صرصر سامنے آئی خواجہ عمرو نے دیکھا صرصر مثل
شعلہ جوالہ ناز کرشمہ دست بستہ سامنے چہرہ زیبا گو آلودہ بھی رعنائی سے خالی نہیں ہر ذرہ گرد
پیشانی نورانی پر چمک رہا ہے معلوم ہوتا ہے کہ افشان چنی ہے یا صفحہ ماہ پر ہجوم سیارگان بھولی بھولی

صورت چہرے پر ملاحت ہونٹوں سے سجائی ظاہر آب چاہ ذقن طیب و طاہر ہمی تھد لالہ عذار سمن بر یاقوت لب کا نور گوش آنکھیں قتال عاشقاں پلکیں تیز دل دوز اس سج دھج کو دیکھا اور بیقرار ہوگیا کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا قریب تھا کہ منہ سے آہ نکل جائے بہ مشکل تمام ضبط کیا تیر مژگان تو دل پر پڑے لب معشوق ہوئے خنجر ابرو نے ذبح کیا شمشیر نگاہ نے خون بہایا بیقراری میں یہ اشعار زبان سے نکلے غزل

بہت بے چین بیری خلط بسمل میں رہتے ہیں
کسی سے پوچھ لینا تھا انھیں بس دل میں رہتے ہیں

اشارے مجھ سے تیغ ناز کے بسمل میں رہتے ہیں
کہ ہم بھی حسرت نظارۂ قاتل میں رہتے ہیں

کسی پر راز خود رفتگی ہونے نہیں دیتے
تڑپنے کی طرح ہم یار کی محفل میں رہتے ہیں

ہمارے نالے ہیں یا بات ہو بھولی ہوئی کوئی
کہ آ سکتے نہیں دل سے لبوں تک دل میں رہتے ہیں

نہ ہو مجھ سے لیں مثل نگاہ نارسا ہم بھی
جہاں سے چلتے ہیں پھر اسی منزل میں رہتے ہیں

اعانت شوق بیحد کی کشش جب تک نہیں کرتی
بہت سے نقص جذب الفت کامل میں رہتے ہیں

برابر دید کی پیاسی ہیں حسرت دونوں آنکھوں میں
شب و روز امتحان شاہد عادل میں رہتے ہیں

فراق یار میں کہتا ہوں استقلال سے اپنے
جو ثابت آشنا ہیں ساتھ ہر مشکل میں رہتے ہیں

نہ پہونچاؤں کبھی آغوش تک اس بحر خوبی کے
اشارے دور ہی سے کشتی و ساحل میں رہتے ہیں

مجھے ڈر ہے دل شیدا کو عقل اک دن نہ بہکا دے
یہ کیسے شور سے شیدا اور غافل میں رہتے ہیں

کسی کی شوخیوں کا کچھ پتا ملتا ہے یاروں کو
وہ انداز اضطراب عاشق بسمل میں رہتے ہیں

نکلتا ہے دم تو سامنے آنکھے ہے آسانی
مگر دم توڑنے والے بڑی مشکل میں رہتے ہیں

کسی کی وصل کی شب مختصر کتنی ہی ہو جائے
نکلنے والے ہیں جو حوصلے کہ دل میں رہتے ہیں

کوئی کہدے کہ کھو بیٹھا عاشق تھا وہی اک دن
وہ دن بن بن کے بھیرے سے بد بیدل میں رہتے ہیں

ادھر مجنوں دکھائی دے ادھر لیلی کو لے بھاگیں
یہی وعدے ہمیشہ ناقہ و محمل میں رہتے ہیں

نہ دے کچھ چھوٹ کر منہ سے گواہی قتل عاشق کی
یہ چھالے کس لیے پھر خنجر قاتل میں رہتے ہیں

خدا آباد ہیں ہم کو لوٹ لینگے حسرت و ارمان
کہے دیتا ہوں میں کچھ دن کبھی اس منزل میں رہتے ہیں

قضا آتی ہے سر سے ہی ادا اپنا ستانی ہے
شہیدوں پر بکھیرے گوشۂ قاتل میں رہتے ہیں

تمھارے وصل کے ارمان تمھی سے بڑھ کے ہیں جن
نکالے جاتے ہیں یہ فتنہ اگر جس دل میں رہتے ہیں

سراپا درد بجانے کو ہم کیا آکے بیٹھے تھے	اُٹھا دیتا ہے تو پھر بھی تری محفل میں رہتے ہیں
تڑپ کر کیوں نہ آغوش عدو سے وہ نکل آئیں	بہت آ آ کے یاد عاشق بسمل میں رہتے ہیں
جلال اگر طریق عشق میں بہکا نہ دے کوئی	ادھر شیخ بھی نہ کر یا خضر جیسے منزل میں رہتے ہیں

ملکہ صرصر شمشیر زن واسطے سجدے کے جھکی پائے تخت کو بوسہ دیا عرضی افراسیاب کی ہاتھ پر رکھی عمرو نے کاغذ اُٹھا لیا وزیر کو دیا نامہ کو پڑھو عمرو تو سماعت مین نامہ کے مصروف ہوا مگر صرصر عیار بھی جو اس بار مین ہزار مرتبہ آچکی ہے رفیق و صاحب بارگاہ ڈال رہی ہے افراسیاب نے حکم دیا تھا کہ اے صرصر نگاہ دربار خداوند دیکھنا سمجھنا شہزادہ دیو کی ہوا تو نہین بگڑی اس وجہ سے نگاہ اُسکی چار جانب ایک ایک کو بغور غل مین تول رہی ہے سب سے زیادہ چہرے پر داؤ دیکھے نگاہ ہے زبان سے صفت و ثنا کر رہی ہے سراپا کو بنگاہ غور دیکھ رہی ہے ایک یہی بات نئی ہے کہ خداوند نے نقاب چہرے پر ڈالی ہے ولیکن ہے کہ نقاب چہرے سے ہٹے زیارت خداوند سے مشرف ہون اہل حال بارگاہ والون کیا سبب ہے کہ خداوند آج نقاب پوش مین کیون بندون سے حجاب ہے کیا وجہ کہ چہرۂ زیبا پر نقاب ہے اس خیال مین صرصر شمشیر جھک جھک کر دیکھتی ہے عمرو خوف سے آنکھ چراتا ہے نگاہ نہین ملاتا قضائے کار چونکہ عمرو عاشق زار صرصر ہے بیتابی دل ترقی پر ہے طرف وزیر اعظم کے متوجہ ہو کر بغور سن رہے ہین اپنے مطلب کی بات نکلی جو خواہش دلی تھی وہ پوری ہوئی خود افراسیاب تحریر کرتا ہے کہ لوح طلسمی اگر قدرت قبول فرمائیں عمرو و اسد کے ہاتھ سے میری جان بچائین مین بادشاہ ہون ایک سر ہزار سودے اُسی نامہ مین ایک پرچہ ملا صورت نگار بدرت سے لکھا ہے اسمین منسج ہے دیو صاحب مجھ پر احسان ہوگا مین نے آپکی محبت کے بھروسے پر شہنشاہ سے اقرار کر لیا اگر عذر کروگے گوشمالی کرونگی راز و نیاز کی باتین یاد کرو ہمیشہ ستاتے ہو اس حسرت مین عمر بسر ہوگی مطلب دلی حاصل نہوگا ہمکو راضی رکھو ہمیشہ بڑے بڑے کام ہین اس حیلہ سے ہم بھی آئینگے ایک نگاہ دیکھ جائینگے اُنکو نہین دیکھینگے کچھ راز دل کہینگے اس مضمون کو سنکر خواجہ ہنستے جاتے ہین کیسی زمانے مین ہماری بھاوج ہمکو بہت چاہتی ہے انکی محبت اتنا بتک باقی ہے مدت سے قدم بوسی کو نہین آئی اگر آئیگی جو بنان لکھا ہے کی ایک ہفتہ بجانے دونگا اُسکے مہمان رہینگے بڑی کیفیت ہوتی ہے ہنسی ہنسی مین روتی ہے صرصر شمشیر زن آواز بھی بگوش ہوش سن رہی ہے دل مین شاد اجالا اتفاقات قضا و قدر سے عمرو جو کئی مرتبہ تحریر صورت نگار پر تنہا جسم کو جنبش ہوئی اسی وقت

لقاب چہرے سے ہٹی صرصر کی آنکھ سے آنکھ لڑی تو صرصر نے بخوبی پہچانا مگر تامل کر کے منھ پھیر لیا
خواجہ عمرو سمجھے مجکو نہین پہچانا بند نقاب درست کر لیا جواب مین نامہ کے حکم دیا افراسیاب کو
تحریر کرو ہم بوجہ سے کیا کرینگے اگر قدرت کا دل چاہے الٰہی ایسی روز خشتیان بنا کر پھینکا کرے
گا دیجئے صاحب کے خط کا جواب لکھو کیون دیوانی ہوئی ہے یہو ۔ بکا کرتی ہے یہ سفاہت
طلسم مین ہمین تجکو کیا دخل ہے اپنی اگلی پچھلی باتین یاد کر اپنی غرض کو آپ ہی آئیگی ناسنے نہ آنے کا تجکو
اختیار ہے مگر ہمارا دل تیری محبت مین بیقرار ہے فرصت کر کے آ ہمارے پاس رہنا خلاف کرو گی
تو جانے گی یہ تفصیل سوال و جواب ایک ہی جگہ ملفوف کر دیا وزیر نے ہاتھ مین ملکہ شمشیر زن کے
دیا سلام کر کے بھاگی دل سے کہتی ہے گھوڑے نے بڑا غضب کیا خداوند داؤد کو پکڑ لیا قدرت کی
شکل بنا بیٹھا ہے چل کر افراسیاب سے حال کہون وہ آن کر اس بڈھے کے بچے کو قتل کرے
سزاوار یقین ہے کہ اسد غازی بھی اسی مقام پر ہو گا یہ دل سے سوچتی ہوئی مثل باد صرصر اڑی
ہوئی جاتی ہے یہان خواجہ عمرو اب بہت خوش ہین ایک پہر کا عرصہ گذرا تھا کہ عرض بیگی پڑھکے
آگے آیا عرض کی ملکہ صبار رفتار کمند انداز مع نامۂ افراسیاب و صورت نگار حاضر ہے عمرو جی
مین کہتا ہے پہچانے مجھے انتظام کیے ہین بیساختہ حکم دے دیا لاؤ یہ بھی بانہانے عیاری سے
آراستہ سامنے آئی نامہ پیش کیا اسی طرح خداوند لقی نے وزیر سے پڑھوا لیا ملکہ صبار رفتار
صرصر سے زیادہ تیز رو ہے اسکو نگہداشت افراسیاب جادو سے پائی ہے خاص فکر انتظام
مین آئی اسی طرح اسکی بھی نگاہ خواجہ عمرو پر پڑی اور بخوبی خواجہ عمرو کو پہچانا خواجہ عمرو نے
اسی طرح پشت پر نامہ کے جواب لکھوایا صبار رفتار کو بھی دیدیا صبار رفتار آداب و
تسلیمات بجالائی دعائین بھی دین پڑھ کر سراپا کی بلائین لین پشت پھیر کر بارہ دری سے
نکلی دل سے کہتی ہے واہ واہ ای صبار رفتار بنا تماشا دیکھا خداوند بدل گئے عمرو خداوند بنا
ہوا بیٹھا ہے کیا قیامت کا پرکالا ہے جہان کمند وہم و خیال نہ پہونچے وہان جا کر عیاری کرتا ہے
بموجب شعر ۔ لا اعلم نہ جہان وہم فرشتہ کسی عنوان پہونچے ۔ بالفرض جا کے وہان حضرت انسان پہونچے
ہاے وہم و خیال تنگ حوصلہ فرہنگ مگر واہ رے ظالم کیونکر پہونچا خداوند کو نہین
معلوم کیا کیا چلے جلدی اپنے شہنشاہ سے اطلاع کرون وہ مثل برق جہندہ چشم زدن مین

پہونچے گا گھوڑے کی گردن لیگا گھوڑا بھاگ نہ سکیگا اب ناظرین پر واضح ہو کہ اول حال ضرغام شمشیرزن
آئی خواجہ عمرو کو بھیجا نامہ و جواب نامہ پاس آگے ضرغام شمشیرزن دو چار کوس پیچھے صبار کمال
دونوں مکار غدار خدمت افراسیاب مین جاتی ہیں دیکھیے پہونچیں یا نہ پہونچیں دو کلمہ داستان
برق و ضرغام بیان ہوتے ہیں سابق مین تحریر ہوا کہ برق و ضرغام کو عمرو نے صحرائے بیابان میں اپنے سے
جدا کیا دونوں روتے ہوئے جب کوس دو کوس نکل آئے تھک کے ایک نخل کے سایہ مین بیٹھے
اپنے حال زار پر روئے ایک نے دوسرے سے کہا بھائی رونا بیکار ہے صبر کرو دل پر جبر کرو اسے
پیدا کرنے والے کو حاضر و ناظر جانو خواجہ عمرو کی شکایت بھی بیکار وہ بھی مجبور و ناچار ہو کے
بیاسے نہیں معلوم کس آفت مین پھنسے ہوش و حواس بر جا نہ رہے وہ غصہ جو پیرا آتا اچھا اسمین
بھی بہتر ہوگا مصرع خطائے بزرگان گرفتن خطاست ہ انکی بدعت سے انجام مین راحت ہوگی
نگاہ خشم آگین صورت زحمت دکھائے گی ہمارے مالک و مختار نے جو مناسب جانا وہ کیا اسکا
پھل پائیں گے ہمارے پیر و مرشد آج گوشمالی کرینگے کل گلے سے لگا لینگے دل سے عزیز رکھینگے
اب اپنے خدا سے رجوع کرو بموجب شعر مشکلے نیست کہ آسان نشود ہ مرد باید کہ ہراسان نشود ہ
برق نے کہا بھائی ضرغام ساتھ رہنا مناسب نہیں یہ تو خوب آگاہ ہو کہ طلسم ہوشربا کے
سنگریزے بھی ہمارے دشمن ہیں خنجر با ہیر ہمارے رہزن ہیں اگر آفت آئے دونوں
گرفتار ہو جائیں ایک قید ہو ایک رہا رہے شاید کچھ تدبیر بن پڑے ضرغام نے قبول کیا
برق الگ چلا ضرغام نے ایک جانب رخ کیا اول حال برق بیان ہوتا ہے کہ قریہ قریہ پھرتا ہے اگر
ساحر کو جہاں پایا لاکھ پتھر مار لیا رات کو کسی نخل کے اوپر چڑھ کے بیٹھ رہا صبح کو پھر چل نکلا
اسی طرح چند عرصہ گذرا ایک دن ایک صحرائے سبزہ زار مین برق فرنگی کا گذر ہوا چشمے پر
بیٹھ کے منہ ہاتھ دھویا اپنی غربت پر بہت رویا دعا کی کہ اے رب اکرم بانی بنائے ہستی آدم آہ
تیرا بندہ گنہگار بہت بیقرار ہے مدد کر اس بلا کو دور کر جادۂ عیش و راحت کا نشان ملے یہ غربت زدہ
تا بہ منزل مقصد پہونچے مدد اہل اسلام مین جان شامل ہیں ہر وقت پر اسقدر تشنیع نہ دین
زبان طعن نہ کھولیں اتنے عرصہ دراز تک مارے مارے پھرے کیا کیا ہمارے ہاتھ سے کوئی
کام ایسا بن پڑے جس سے فنای طلسم ہوشربا کی صورت نکلے قسمت مدد صاحبقران کو پہونچے آہیں

خوشی خوشی جاکر صاحبقران سے ملین تواریخ مین ہمارے نام لکھے جائیں کہ برق فرنگی نے
بڑا کام کیا ہوش ربا مین کیا گیا نام کیا شاعر نظم کرین منشی احمد حسین صاحب قمر جلد پنجم
طلسم ہوش ربا ہماری تعریف مین لکھین یعنی اہل اسلام مشہور ہون خاکساری عطار کہ قصہ غرور
سے سنا کر انجام پنجم بعد مردن باغ جنان کی سیر اشعار

آن خاکہ کہ امدش لحد نام
در دیدہ نکوتر از لب حور
آن چیز کہ بایدم سبب سوز
بہبود ہمہ کسان ور انست
روزے کہ شود بہار محشر

روشن کنیش ز نور اسلام
از سنگ لحد صاف دین ساز
گذار مرا بہ من دران روز
چیزے کہ درو رضا نداری
چون سبزہ برآرم از زمین سر
از مہر رسول رب اکرم

آن کن کہ نشایدم لب گور
گر شب رہ معصیت ہم باز
چیزے کہ رضاے تو در انست
بر بندۂ خود روا نداری
انعام کنی مراد ران دم

اپنی غربت اور تنہائی پر خوب رویا فوراً دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا سامنے سے غبار
نمایان ہوا اب جو بہ نگاہ غور دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن مثل باد صرصر اڑی ہوئی آتی ہے جی مین
کہتا ہے برق دعا مقبول ہوئی سعادت کونین حصول ہوئی اُستانی صاحب کو گرفتار کرو ان کی
صورت بنو جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا انشاء اللہ دریاے فکر سے گوہر مراد ہاتھ آئیگا
یہ سوچکر زمرۂ نخلستان مین چھپا سر راہ کمند بچھائین آنکھوں پوش کیا دام بچھایا ملکہ صرصر شمشیر زن
نادانستہ اس مقام پر آئی جست کر کے بیچ مین حلقہ ہاے کمند کے پہونچی برق نے شیر کی آواز
دی صرصر کی برق نے کمند کھینچی جھٹکا مارا دونون پانون ملکہ صرصر شمشیر زن کے پھنسے برق
نے ہوا پر قبضہ کیا منہ کے بل زمین پر گری برق نے تڑپ کے حباب بیہوشی مارا صرصر
بیہوش ہوئی گود مین اُٹھا کے گوشہ مین لایا اس سرو قامت کو ایک نخل سے باندھا
اب ہوشیار کیا ملکہ صرصر کی آنکھ کھلی برق کو سامنے دیکھا تڑپ گئی برق نے صرصر کو جھک کر
سلام کیا کہا اُستانی صاحب آداب و تسلیمات مادر مہربان کہان سے آتی ہو کچھ اپنے بچون
کی بھی خبر رکھتی ہو پیدا کر کے پھینکدیا باپ کو تو ہمیشہ کم محبت ہوتی ہے مگر مان ایسی ظالم نہ دیکھی تھی
بڑی سنگ دل ہو ملکہ صرصر شمشیر زن نے کہا نگوڑے کچھ شامت آئی ہے مجھے ایک کام کو فرستادہ

نے بھیجا تھا وہاں سے آتی ہوں مگر شے دیوانے تیرے اُستاد کی جورو جو ملکہ سرو تمین تن ہے اُس نے ایسی
باتیں کیا کر دیجیو سے سامنے کے سامنے میرے گرفتار کرنے سے کیا فائدہ ہوگا برق نے کہا اُستانی صاف صاف
بتا دیں نے جنگل میں بڑی مصیبت اُٹھائی ہے سارا اُستاد کا غصہ تمہیں پر اُتار دونگا کسی کنوئیں میں ڈال دونگا
کوئی حال سے بھی نہ آگاہ ہوگا ملکہ صرصر شمشیرزن نے کہا تجھے اختیار ہے مار ڈال عوض میں میرے خون کے
افراسیاب تجھے قتل کریگا میری عیاریاں تیری بو بیان [illegible] میں گی برق نے کہا جو کچھ گذرنا ہوگی
گذر جائیگی میرا کوئی کیا کرسکیگا خدا اُستاد کو سلامت رکھے انکا البتہ ڈر ہے تجھے بہتر معشوق تلاش
کر دونگا اسوقت اُستانی تمہارے کلام سے بے صداقت نہیں آتی کہیں دور سے آتی ہو پسینہ
پسینہ ہو رہی ہو اور یہ بھی بشرہ سے صاف ثابت ہے کسی بڑے کام پر گئی تھیں ملکہ صرصر شمشیرزن
نے لاکھ انکار کیا مگر اِس طرح سے نالا مگر برق نے نہ مانا آخر تلاشی لی تو بٹوے سے عیاری کے وہ کاغذ
نکلا اُسمیں پتہ نشان تحریر ہر طرف سے افراسیاب کے نام طرف سے خداوند داؤد کے
جواب بعقدمہ لوح برق خوب ہنسا شادی مرگ ہوگیا کہا اُستانی صاحب یہ تو بڑا مژدہ جان بخش
ہاتھ آیا شہنشاہ کو علم ہے پر لوح لیے بیٹھے ہیں کوئی خداوند داؤد میں انکی خدمت میں لوح بھیجی جائیگی
ملکہ صرصر شمشیرزن نند ہو گئی ہوش و حواس پراگندہ جواب دیا ارے کچھ دیوانہ ہوگیا ہے یہ کاغذ
کئی سال ہوئے جب لکھا تھا تجھے اس حیلے سے قتل کرتا ہوں قتل کر تیرے اُستاد کو بھی یقین نہ ہوگا
ہوگا برق نے کہا اُستانی یقین ہے کسی لونڈے لاڑی کو سنا دیں سے خواجہ عمرو کی آنکھیں دیکھی ہیں
قوم کا فرنگی ایسی ایسی دور کی بہت دیکھی ہے تم ایسی حیلہ بیان میری جیب میں پڑی ہیں اب
صاف یہ ہے کہ تمہاری صورت بنکر کوہ بلور پر جاؤنگا عیاری کرکے افراسیاب کو بیہوش کرونگا
لوح لیکر اپنے طلسم کشا کو دونگا ایسا مطلب عظیم عنایت رب کریم سے حاصل ہوتا ہے خط میں سب
پتہ نشان موجود ہے تم تمہارے فرزند دلبند میں صرف اشارہ کافی ہے ملکہ صرصر شمشیرزن خاک بسر
بحر بیقراری کا جوش پراگندہ ہوش اب کیا جواب دے برق نے وہ نامہ کسوت عیاری میں رکھا
سامنے صرصر شمشیرزن کے رنگ روغن نکالا صورت صرصر کی بنا پوچھتا جاتا ہے کیوں اُستانی صورت
بھی ہو سراپا میں تو فرق نہیں ہے افراسیاب تو نہ پہچان سکیگا اُستانی ہو جو نکتہ رہ گیا ہو تسلیم
کر دو دیکھو بلا فرض پر تل بنا دوں یہی نکتہ باقی تھا صرصر جھلا کر جواب دیتی ہے میری بلا پوچھ جانے

آئینہ مین دیکھ لے تیر آستانہ و استانی دونون بھاڑ مین پڑین جب برق بخوبی صورت صرصر بن
چکا صرصر کو نخل سے کھولا اور گود مین لیکر درخت پر چڑھا شاخین کاٹ کر مچان بنایا اسپر صرصر
شمشیر زن کو بٹھلا دیا کمندون سے ہاتھ پاؤن باندھے کہا کیون استانی ہمین کسقدر ستایا
خیال ہو اب چند سے اس حجرہ تنگ مین رہو چکارے مار کر صرصر نے کہا ارے او پاجی مین بھوکو
کے مارے مر جاؤنگی برق نے کہا واہ استانی فرزندان کو بھوکا رکھیگا یہ کہہ کے ٹکڑے شیرمال کے
نکالے سامنے ملکہ صرصر شمشیر زن کے رکھدیے ایک جام مین پانی بھر کہا لو استانی یہ ٹکڑے
شیرمال کے کھانا پانی پینا آبرو بچانا تم کم خوراک ہو ایک ٹکڑے مین پیٹ بھر جائیگا صرصر
شمشیر زن نے کہا ارے بیجیا ہاتھ تو میرے بندھے ہین برق نے کہا استانی بڑی بیوقوف ہو
مثل کتے کے ... سے اٹھا کے کھا لینا زبان نکال کے پانی چاٹنا صرصر چپ ہو گئی جب برق
درخت سے اترنے لگا صرصر شمشیر زن نے کہا ارے او نالائق جانوران صحرائی منقارون سے
مجھکو ہلاک کرینگے بوٹیان نوچ نوچ کر کھا جائینگے برق نے کہا حقیقت مین جائے استاد خالی
مین بھول گیا یہ کہکے اپنی جیب سے ایک بانات کا ٹکڑا نکالا اسمین گھنگرو ٹانکے مثل بچے کے
اسکو بنا یا گلے مین ملکہ صرصر کے باندھ دیا کہا استانی جب کوئی طائر کلان آئے گردن ہلا دینا
گھنگرؤن کی آواز بلند ہوگی طائر بھاگ جائیگا کبھی تمہارے پاس نہ آئیگا صرصر شمشیر زن مجبور
و ناچار بصد حال زار نخل پر رہی گر برق فرنگی بصورت صرصر شمشیر زن کوہ بلور کیطرف
چلا دو کلمہ داستان ضرغام شیر دل بیان ہوتے ہین یہ جو برق فرنگی کے ساتھ سے جدا ہوا
حیران و پریشان ایک صحرا مین آکر ٹھہرا اسی فکر مین کیا کرون کہان جاؤن اسی سوچ مین
تھا کہ صبا رفتار کمند انداز کو سامنے سے آتے ہوے دیکھا بطور مذکور بالا صبا رفتار
کو گرفتار کیا اسی طرح اسکے پاس سے بھی نامہ نکلا ضرغام شیر دل مثل گل شگفتہ ہوا یہی خیال
آیا بشکل صبا رفتار بسرے کوہ بلور پاس افراسیاب جادو کے چلو اگر خداوند کریم اپنا
فضل شریک حال کرے لوح طلسمی افراسیاب جادو سے لین امیر کامل نے رہبری کی
خضر بیابان کرامت نے راہ بتائی آپ تامل کیا اسی طرح صبا رفتار کو درخت پر
پتون مین چھپایا آپ بصورت صبا رفتار کمند انداز بصد عز و ناز طرف کوہ بلور کے چلا

لیکن افراسیاب خانہ خراب بر سر کوہ بلور لوح لیے ہوئے بیٹھا ہے عیش و آرام ترک کر دیا ہے
ملکہ حیرت جادو و سعور و صورت نگار و سرما و ابرق و ملکہ صنعت سحر ساز وغیرہ خدمت
میں موجود ہیں چونکہ لوح پاس ہے اس وجہ سے کل مقام کی آمد و رفت موقوف رکھی چاہتا ہے
لوح مقام محفوظ پر رکھ لو فتح جاکر صرصر و بہار وغیرہ کو ستانے کا حال دو دن و سپیدہ دم صورت نگار
سے بھی ذکر ہوا تھا پھر یہی فکر ہے کہ صرصر و صبا رفتار ابھی تک نہیں پلٹیں نہیں معلوم خداوند
نے کیا تجویز کیا صورت نگار کہتی ہے خداوند مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہیں سوال و جواب کیسا
صرصر کہیں جاتا ہے آپ جلسے میں زبردستی لوح انکے سپرد کر دی میرے کہنے سے طرفت نہ کریئے لوح
اپنے پاس رکھ لیجئے افراسیاب کہتا ہے عیار بیچان پلٹ کے آئیں تو تسکین کامل ہو ای صورت نگار
مجھکو خوف ہے شاید کسی وجہ سے ساربان زادہ شہر داوری میں پہونچ جائے کچھ دام کر چھپائے یہ
مقدمہ لوح طلسمی ہے ہر وقت اسی میں جان لگی ہے صورت نگار نے کہا شہنشاہ عقل کے ناخون لیجیے
ساربان زادہ سواری جمشید سے سوا ہے ملک خداوندی میں جا سکتا ہے مشکل جائے اور آپ کے
خداوند بھی ہو گئے وہ انکے ملک میں جاوے اور انکو حال معلوم ہو جو ساربان زادہ طرف ملک خداوند
کے آکر فساد مچائے تو انکی آنکھیں بند ہو جائیں دربار خداوندی میں ہماری سرکاری کا کیا ذکر ہے ای
شہنشاہ آپ کے اعتقاد میں فتور ہے سراسر عقل کا قصور ہے خداوند ایسے ہیں کتاب سامری
آپ کو سپرد کر دیتے ہیں افراسیاب کہتا ہے ای صورت نگار ان مقامات میں دم مارنے کی
جگہ نہیں ہے خداوند لقا کو دیکھو عمرو کے ہاتھ سے ڈاڑھی منڈوا لی اس سے بڑھ کے زحمت
کیا ہو گی صورت نگار نے کہا لقا کو کیا لیاقت اپنی پشت کی خبر نہیں رکھتا خداوند والد ہیں ان
ہمہ گیر سحر و ساحری و علم کتابت میں بے نظیر اگر بگڑ جائے تو تمکو مشکل پڑے افراسیاب جادو نے
کہا خداوند داؤد ایسے ہی ہیں مگر عمرو بھی قیامت کا پرکالا ہے اسکی عیاری نے مجکو دیوانہ بنا رکھا ہے
صاف تو یہ ہے اسی کے خوف سے یہاں آکر بیٹھا ہوں لوح ہر وقت اپنی نگاہ کے سامنے رکھتا ہوں
یہ راتیں کس سختی سے کاٹی ہیں نیند اپنے اوپر حرام کر دی ہے بدون واپس ہوئے صرصر و صبا رفتار
کے میں نہ جاؤں گا یہ ذکر تھا کہ سامنے سے بونڈا گرد کا اڑتا دیکھا ملکہ صرصر شمشیر زن باہنا سے
عیاری سے آراستہ بنتی ہوئی آتی ہے صورت نگار نے کہا و شہنشاہ ملکہ صرصر بھی آ پہونچی ہوا

زمانے کی معتدل ہوئی اب تسکین دل ہوئی معتبر برق فرنگی بصورت صرصر ٹہوکا کر بالا سے کوہ
آیا پہلے افراسیاب نے یہی پوچھا کہو صرصر دربار خداوندی میں خیر و عافیت ہے برق فرنگی نے
کہا حضور سب طرح ساحری و جمشید کی عنایت ہے ملک خداوندی آباد رعایا دلشاد شہر زرریز زمین
حسن خیز قدرت کے جاہ و جلال خرد و کلاں مرفہ حال وہاں کے قانون میں عورتیں صاحب اختیار
مرد بالکل بیکار ذمام وصل عورت کو جھڑکی دی اسنے خداوند قدرت سے فریاد کی کہ حضور میں اپنے
مردوے سے راضی نہیں قدرت نے فوراً حکم دیا بس مردوے کے علم سے تو باہر ہوئی جان تیرا جی چاہے
بسر کر اچھا وضعدار کوئی شوہر پسند کر لے بازار میں ہزار ہا حسین بیٹھے ہیں کسب کر رہے ہیں مرد
بیچارے نے پہلے تو جورو کو چھوڑ دیا جب وہ بازار میں جا کر بیٹھی حسین تھی قدر ہوئی پوچھی گئی زیور
بنوالیا لباس اچھا پہنا اب تو میاں بھی دوڑے ہوئے گئے جورو سے ہاتھ جوڑ کر خطا معاف کرائی
اسنے کہا میاں پڑے رہو چلیں بھر اگر جو کوئی پوچھے کہدینا ہماری بیاہی ہے وقت بیوقت تمکو
بھی بلا لینگے تم کو شوہر و نے غنیمت جانا اون بیچارے رہنے لگا ملک واؤدیہ میں ایسے نظام شست
جاری ہیں بدعت سے عورتوں کی مرد بہت عاری ہیں افراسیاب نے کہا عوض کا حال کہو
صرصر نے کہا وہ بھی معقول تحریر ہے پڑھ لیجیے نوشتہ تقدیر ہے حرف حرف سے مطلب دلی آشکار
ہر دائرہ خنجر آبدار یہ کہکے نامہ افراسیاب کے ہاتھ میں دیا نامہ تو اصل ہے اول سوال افراسیاب
جواب لاجواب لکھا تھا کہ میں لوح لے کر کیا کرونگا اگر جی چاہے ایسی ایسی لوحیں روز بناؤں
بازار والوں کو تقسیم کر دوں آئندہ تو ہمارا بندہ خاص الخاص ہے دلشکنی تیری قدرت کو گوارا
نہ ہوگی صورت نگار نے کہا بس چلیے قدرت صاف صاف فرماتے ہیں حقیقت میں انکو
کیا ضرورت ہے انکے نزدیک اسکی کیا حقیقت ہے افراسیاب نے کہا کہ دوسری عیارنچی کو بھی انہنے
دو تو دل تردد منزل قرار پکڑے اسپر برق فرنگی بہت گھبرایا متردد ہوا پوچھا اے شہنشاہ بعد میرے کیا
اور کسیکو بھی روانہ کیا تھا افراسیاب خانہ خراب نے کہا اے صرصر جس وقت سلمان فرجبر کے باغ
سیماب میں پہونچے سیماب الیا سحر بلا گیا دل تڑپ رہا ہے کہ سیماب الیا خیرخواہ کہاں سے
پاؤں اسنے جان دیدی اپنی حیات میں لوح کی بڑی حفاظت کی اب دل پریشان ہے کہ لوح کہاں رکھوں
تیرے بعد میں نے صبار فتار کو بھی روانہ کیا سمجھا دیا کہ دربار خداوندی کو بہ نگاہ غور دیکھنا

ایسا نہو کوئی عیار طرار مکار غدار وہان پہونچ گیا ہو صورت نگار نے کہا ای شہنشاہ آپ کے
دماغ مین کچھ فتور آگیا جب مقدمہ مین خداوند کے ایسی ایسی باتین سوچتے ہین اور کسی کی کیا حقیقت
ہی صرصر شمشیر زن اپنی آنکھون سے جو دیکھ کے آئی ہین اب اُسمین آپ شاخین نکالتے ہین چلیے
صبا رفتار بھی ملجائیگی آپ سوار ہو جیے کلام ملکہ صورت نگار کی صرصر نقلی نے بھی تائید کی
کہا ای شہنشاہ ملکہ صورت نگار بہت بجا ارشاد فرماتی ہین آپ بیخوف و خطر چلیے یہ لونڈی بھی ہمراہ
چلیگی ہر بات کا خیال رکھیگی میرے سامنے نگوڑا مکار عیار کیا کر سکتا ہی عمرو وغیرہ سب تباہ
ہوئے مستی ہون اِدھر اُدھر جابجا ٹرپ ٹرپ کے مرے لشکر مرخ مین رونا پیٹنا پڑا ہی خواجہ عمرو
و اسد نامور کا نشان ملتا نہین معلوم کہان ڈوبے جسدن قصد کیجے گا ان سب کو بھی
مار لیجیے گا برق فرنگی چاہتا ہی صبا رفتار تو آنے پائے افراسیاب کو لے نکلون راہ مین عیاری
کرون کسی نہ کسی صورت سے لوح لے بھاگون افراسیاب خانہ خراب اچھا اچھا کر رہا ہی کبھی کہتا ہی
لوح کے نام سے میرا دل گھبراتا ہی جی چاہتا ہی اپنے ہی پاس رکھون کسی کے سپرد نہ کرون مگر مجھکو
ہر وقت تکلم کی وبالی درپیش رہتی ہین کہان لوح کو چھپاتا پھرون ہنوز یہ باتین ناتمام تھین کہ دیکھا
صبا رفتار آتی ہی گرتے پڑتے ہانپتے برق فرنگی کے ہوش و حواس تاڑ گئے جی مین کہتا ہی ہی ہی بڑا
غضب ہوا مجکو ضرور پہچانے گی سعدی شفقت ضائع ہوئی مگر اب کیا کرون کہان جاؤن آتی ہی
تو آنے دو جہان تک بنے گا اسکو بھی دھوکا دونگا ورنہ زہر کھا کے مرجاؤنگا ای برق فرنگی
جہان وزودان بہرا گھر ہارے استاد بھی یاد کرینگے کہ ہمارا کوئی شاگرد تھا کارنمایان کرکے گیا
اپنا نام کر گیا یہ سوچ سمجھ کے ٹہلنے لگا دوسرے ضرغام نے دیکھا کہ صرصر شمشیر زن بھی موجود ہی
ہی گھبرا اٹھا لیک قدر دونون جانب یہ خائف وہ ترسان یہ حیران وہ پریشان یہ مضطر وہ متفکر اسکو
ششش و پنج وہ ششدر اپنے مقام پر دونون امید و بیم مین مبتلا دونون کا ایک حال مگر ضرغام
شیر دل بھی بصورت صبا رفتار سینہ سپر کیے ہوے مگر آنکھین چرائے ہوا سینہ پر دوپٹہ سے
کچھ کچھ چھپاتا ہوا برق فرنگی کو تو پہچان ضرغام شیر دل کو انھین ضرغام نے آکر سلام کیا افراسیاب
خانہ خراب نے کہا کیون ای خیر خواہ صرصر شمشیر زن بھی کہتی ہی وہان سب خیر و عافیت ہی تم کہو
کیا صورت ہی ضرغام کے منہ سے بلا وقت ملکہ صرصر شمشیر زن بات نہین نکلی اپنا سر جھکا کے

کہا حضور کاغذ مین سب کچھ لکھا ہی عرض کرنا بیجا ہی مگر برق نے کنکھیون سے جو دیکھا قد و قامت
مین شک ہوا جانچ کے پلٹ پڑا قمر نام نے بھی نگاہ ملائی دل مین غیرت آئی ایک صورت
سے کیا ڈھونڈتے ہو اگر پہچان لے تو تجھ ڈالو دونون کی آنکھین چار ہوئین مثل مشہور ہی آنکھین
ہوئین چار۔ دل مین آیا پیار ایک نے دوسرے کو پہچانا دوڑ کر صبا رفتار آشنائی کہ کے
لپٹ گئی ملکہ تم بے مثل و بے نظیر ہو صرصر شمشیرزن نے کہا بوا تم روشن ضمیر ہو لیکن
خوب باتین ہوئین اشارون مین عیاری کی گھاتین ہوئین قمر نام اشارہ کرتا ہی کہ آگ لگاؤنگا
برق فرنگی مسکرا کر کہتا ہی تڑپ تڑپ کے بجلی گراؤنگا نامہ دیا ہوا صبا رفتار کا پڑھا گیا
ملکہ صورت نگار نے کہا لو شہنشاہ اب کوئی تردد دل مین باقی نہین رہا افراسیاب نے
کہا ای صورت نگار ابھی دو چار دن تامل کرو اسی پہاڑ پر تخت سحر بڑے بڑے ساحرون کو بلاؤن
خیرخواہان دولت یہان آئین اس مقدمہ مین انجمن مشاورت ترتیب دو اس جلسہ مین ہر بعید و
قریب بزرگان دین سے صلاح کیجاے تب قلب مضطر تسکین پاے افراسیاب خانہ خراب
لاکھ حیلہ حوالہ کرتا ہی مگر ملکہ صورت نگار کا یہی قول ہی ای شہنشاہ آپ کو ناحق ہول ہی ادنا بندیان کام
صورت نگار صرصر و صبا رفتار کر رہی ہین ہوا باندھتی ہین ہر مرتبہ بڑھ بڑھ کر عرض پیرا ہین ای
شہنشاہ شکوک بجا ہین کیا بزرگان دین قدرت سے بہتر ہین ملکہ صورت نگار کی راے سے اسی
اٹھیے سوار ہوجیے دونون لونڈیان ہمراہ چلین مقدمہ لوح سے مہلت پائین اور کام مین مصروف
ہون عیاریان کرین مسلمانون کو گھس گھس کے پکڑین سالہا سال گذرے لڑائی مین آگ لگے
سب مسلمان مارے جائین ملازمان شاہی مہلت پائین افراسیاب کا تو دل نہین چاہتا مگر
کہنے سے ان سب کے ناچار ہوا تخت پر سوار ہوا لوح رومال مین لپیٹ کے اپنی کمر مین رکھی
مصور و صورت نگار و سرہانے برف انداز ابرلق کوہ شگاف و ملکہ حیرت جادو و صرصر
و صبا رفتار ہمراہ افراسیاب یہ سب تخت پر سوار ہوے حیرت نے کہا اے شہنشاہ کچھ فوج
طلب کر لیجاے افراسیاب نے کہا راہ مین صدہا ملک طلسم کی فوج کی کیا احتیاج ہی کل ہوش ربا
مین دین سامری کا رواج ہی جہان سے مزاج مین آئیگا فوج ہمراہ لے لین گے صورت نگار نے
چاہا سحر کر کے تخت بلند ہو مصور کو چھینک آئی افراسیاب خانہ خراب نے کہا ای صورت نگار

دیکھو چھینک ہوتی ہے آج کے دن ٹھہر جاؤ کل چلینگے ملکہ صورت نگار نے کہا اجی چھینک کیا ہے اب
تساہل نہ کیجیے اندیشہ کو دل مین راہ نہ دیجیے کئی دن سے اس پہاڑ پر مین کہان تک سنگ صبر
وشکیبائی دل پر رکھین برق و ضرغام نے ملکہ صورت نگار سے اشارہ کیا سحر کرو شہنشاہ کو لیکے
مصور و صورت نگار نے سحر کیا تخت بلند ہوا لکہ ابر افراسیاب کے سر پر بعد گرد فز
سمت ملک داؤد یہ چلا دو کلمہ داستان حیرت بیان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار جان کیجے
مین خواجہ نے یہ دستور قرار دیا ہر دن کو دار الامارۂ شاہی مین بجنگل داؤد مصروف عدل و انصاف
شب کو باغ مین ملکہ لالان خون قبا کے آتا ہر شب بھر ملکہ لالان خون قبا و اسد نامدار سے صحبت
رہتی ہے کئی مرتبہ اسد نے کہا نانا جان زنبیل سے داؤد جادو کو نکالیے اسکو سمجھا مین راہ راست پر
لامین شاید مسلمان ہو کر لڑائی کا افراسیاب خانہ خراب سے سامان ہو عمرو نے کہا ای نور نظر
ان مقدمات مین تم کچھ دخل نہ دو ہماری راے ناقص پر چھوڑ دو ایک دن ملکہ مہر شمشیر زن و صبا دنیا
آئین شب کو عمرو نے ملکہ لالان خون قبا سے کہا تو خدا نے سامان اپنی قدرت سے پیدا کیا
آج صرصر و عیار فتار نامہ افراسیاب کا لیکر آئی تھین مراد تحریر یہ تھی کہ لوح کو اپنے پاس
رکھیے میرا احسان ہوگا مین نے جو مناسب جانا جواب لکھ بھیجا مسبب الاسباب نے سبب تو
پیدا کیا ہے انجام بخیر ہو ضرور افراسیاب خانہ خراب آئیگا لوح طلسمی میرے پاس لائیگا مین انکار کرونگا
کہ مین لوح اپنے پاس نہ رکھونگا ای لالان خون قبا اسوقت عقلمندی کو کام فرمانا بہت مجکو
لپٹ جانا افراسیاب کی سفارش کرنا بہت اچھی طرح گذارش کرنا مین لاکھ انکار کرون تم ایک
نہ ماننا لوح ہاتھ سے افراسیاب کے لیکر اپنے گلے مین پہن لینا پھر جو کچھ بن پڑے گا دیکھ لینا اسوقت
کی مشکل کو خدا آسان کرے کہ افراسیاب لوح دیکر چلا جاے بعد حصول لوح انشاء اللہ میان
داؤد جادو صاحب کو زنبیل سے نکالونگا بخوبی سمجھاؤنگا اگر خداوند کریم نے اپنا فضل کیا اور
یہ مطیع الاسلام ہوا بہتر بکیفیت افراسیاب جادو سے مقابلے ہونگے اسد غیور دل جلالت کی
جانب جائینگے ہم ملکہ مہرخ وغیرہ کو نامہ لکھکر لامینگے بڑی کیفیت سے مقابلے ہونگے خیمہ
فرحت اثر سنکر خوشی سے ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ سرخ ہو گیا تاگن وزیر زادی نعمی پڑھکر
مبارکباد دی کہا ای شہنشاہ عیاران آپ کی راے معقول ہے سب کو بدل و جان قبول ہے ملکہ

لالان خون قبا نے اسد غازی سے اشارہ کیا آج تو خواجہ صاحب بہت خوش ہیں آپ فرمایئے آج تو قربان جاؤں اسد نے کہا میرے کہنے سے نہ جائینگے ہزاروں صلواتیں سنائیں گے تمہاری خاطر مد نظر ہو کچھ پیشکش کرو مہربانی فرمائینگے انکے دل میں اپکا کا لحاظ ہے جا بجا ملکہ لالان نے کئی لاکھ روپیہ و موتیوں کا مالا گلے سے اتار کے کہا ناماجان یہ مال حضور کے لائق ہے خواجہ عمرو نے جلدی سے لے لیا کہا بیٹیا تمہاری دلشکنی مجھکو منظور نہیں کیا الفت نوازی کی مشتاق ہو اچھا سازندوں سے کہو ساز درست کریں جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوا مسند پر قران السعدین اسد شیر دل و ملکہ لالان خون قبا حسن میں بے نظیر وہ جلالت و شوکت میں یکتا ایک ماہ تابان دوسرا مہر درخشان گرد ہجوم سیارگان خواجہ عمرو قریب سازندوں کے آئے نئی جو بجائی رنگ محفل دگرگون صدائے آہ او روا ولبند ہوئی ہر ایک نازنین مثل مرغ بسمل تڑپ رہی جو واقفکاران علم موسیقی ذبح ہوگئے سماں بھی خوب ملا ہوا عمرو کا بھی دل لگ گیا مدتیں گذریں اپنے آقا سے جدا فراق صاحبقران میں مبتلا صورت پر نور صاحبقران عمرو کی آنکھوں میں پھرنے لگی ندی اشکوں کی آنکھوں سے جاری ہوئی یاد میں اپنے آقا کے انداز معشوق طرحدار کے یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہوئے اشعار

رو رو کے وصل یار میں بے نور آنکھیں ہو گئیں
رخصت رفتہ صورت ناسور آنکھیں ہو گئیں

ضعف سے طاقت نہیں بے نور آنکھیں ہو گئیں
دست و پا بیکار ہیں معذور آنکھیں ہو گئیں

ذوق ساقی میں مژگان وابستہ تاک میں
آنسوؤں سے خوشۂ انگور آنکھیں ہو گئیں

کس نشیلی انکھڑیوں سے لڑ گئی گلشن میں آنکھ
نرگس شہلا کی کیوں مخمور آنکھیں ہو گئیں

نوح کی کشتی قد خم گشتہ میرا بنگیا
اشکوں سے طوفان اٹھا تنور آنکھیں ہو گئیں

دیکھ کر میں گر پڑا غش کھا کے موسی کی طرح
میری خاطر اسکی برق طور آنکھیں ہو گئیں

لوٹ لیتی ہیں متاع دل ہر اک انسان کا
اسلیے رہزن تری مشہور آنکھیں ہو گئیں

خانہ ہائے چشم میں یہ سیمبر رہنے لگے
ہم فقیروں کی تو ذی مقدور آنکھیں ہو گئیں

دیکھ کر آنکھیں تری پیدا ہوا آزار دید
شکل نرگس میری بھی رنجور آنکھیں ہو گئیں

شیشۂ دل سنگ الفت سے کیا یاں چور چور
تشنہ مے سے جو اسکی چور آنکھیں ہو گئیں

تیر مژگان کے تصور نے مشبک کر دیا
صاف مثل خانۂ زنبور آنکھیں ہو گئیں

ایسی کین تیغ نگہ نے ان دنون خونریزیان — قاتل عالم تری مشہور آنکھین ہو گئین
ناتوانی نے انھین نظرون سے پنہان کر دیا — داخل مژگان مین باب ستور آنکھین ہو گئین
نورافزا حسن ہر اس حور کا کیا ای قلق — جلوۂ رخسار سے پرنور آنکھین ہو گئین

خواجہ عمرو بھی جو ان اشعارون کو گا کر اسقدر زار زار روئے کہ غش آگیا اسد غازی و ملا لالان خون قبا دونون گھبرا گئے گلاب کیوڑا چھڑک کر ہوشیار کیا ملا لالان نے پوچھا کیون حضور اسوقت کیا قلب پر صدمہ پہونچا خواجہ عمرو نے کہا ای بی بی اس اسد کی محبت مین اپنے آقاے نامدار مولاے قدر شناس زلزلۂ کاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران سے جدا ہوا لاکہ معشوق اسکے ناخن پا پر نثار معشوق عاشق خصال آفت باکمال ناز اٹھانے والے مجھ ایسے ذلیل کو یہ مرتبہ دیا کہ فرزند اسکے عم نامدار پوتے اسکے جد عالی تبار کہتے ہین کہ ایک شب اگر کہین جاکر مین رہتا تھا خاصہ نہ نوش فرماتے تھے بمحبت و شفقت اپنے پہلو مین بٹھاتے تھے سالہا سال گذرے کہ وہ روے زیبا آنکھون سے پنہان ہو زندگی وبال قلب پر ہجوم غم و ملال جی چاہتا ہے پروانہ پیدا کرون زیارت سے مشرف ہون بیان پر خواجہ عمرو کے اسد غازی خوب زار زار مثل ابر بہار رویا کہا نانا جان حقیقت مین آپ نے بہت بجا فرمایا میرے واسطے آپ نے کوہ رنج و الم سر پر اٹھایا حضور خوب آگاہ ہین کہ اس حقیر پر تقصیر کو جناب والدہ ماجدہ ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر لقبہ اختر اسیر با توقیر نے کس ناز و نعم سے پرورش کیا مگر جب بیناز سند عازم طلسم کشا ہو کر بصحبت حضرت حاضر ہوا تو زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ اے اسد مین تجھکو اپنے برادر بجان برابر مع اس گروہ لشکر شکن پر نثار کرتی ہون میرے بھائی کو ہمراہ لے کر آنا تماشہ نہ دکھانا وہ لڑکا اسوقت تک مجھے یاد ہے رسائی اسون جان کی حاصل ہو ہر بس حضور کی کوشش سے سب کچھ ہوگا ہم ان صعوبات سحر و ساحری مین مجبور و ناچار ہین جب پروردگار عالم اپنا فضل و کرم شریک حال کریگا اور لوح طلسمی حاصل ہوگی اسوقت تسکین دل ہوگی جو کچھ جانبازی اور سرفروشی میرے لائق ہے حضور ملاحظہ فرماینگے یہ سنکر خواجہ عمرو نے گلے سے لگایا فرمایا ای اسد شیر دل جرأت تیری میرے دل پر نقش ہے مگر اس طلسم ہوشربا مین ساحران خرس پیکر افسونگر حیلہ ساز شعبدہ باز شمار سے باہر ہونٹھ چلاتے ہین لشکرون کو تہ و بالا کرتے ہین ستاری پر مرتے ہین حافظ حقیقی مالک تحقیقی انکے شر سے بچائے انھین

باتوں میں وہ رات تمام ہوئی ستارۂ سحری آسمان پر چمکا فتاح طلسمات عالم یعنی نیر اعظم بوج ضیا و
فیض شعاع ہمراہ لیکر مرحلۂ فلک چہارم پر سرگرم فتاحی و مصروف سیاحی ہوا خواجہ عمرو نے تبدیل صورت
اپنی تبدیلی کی بصورت داؤد نیکر شعار ہوا تاج سر پر رکھا لباس فاخرہ زیب جسم کرکے ملکہ لالان خون قبا
کو بخوبی سمجھایا کہ بعد چند ساعت دربار میں آنا جسطرح کہدیا ہے لوح طلسمی افراسیاب سے لیکر اپنے
گلے میں پہن لینا ناگن کو بخوبی تسلیم کردیا اسی طرح ہوادار پر سوار ہوکر مع مشیران سلطنت و وزیران
باہیبت داخل بہار خداوندی ہوے اپنے اپنے مقام پر ساحر آکر بیٹھے دربار عدل و انصاف گرم ہوا
بعد چند ساعت ملکہ لالان خون قبا و ناگن وزیرزادی مع چند کنیزان محرم راز بعد کرشمہ و ناز
داخل بارگاہ ہوئیں یکایک ہرکارے دوڑتے ہوے آئے بعد دعا و ثنا عرض کی وہ لکہ ابر سفید رنگ
آسمان پر چمکا دیکھا افراسیاب جادو آتا ہے اب عمرو سنبھل کے بیٹھا وزیرزادی کو واسطے استقبال کے
بھیجا دوسرے ہرکارے نے عرض کی ہمراہ افراسیاب ملکہ صورت نگار و مصور و سرما و ابریق و
صرصر و صبا رفتار عیار بچیاں بھی تخت پر سوار ہیں نام عیار بچیوں کا سنکر خواجہ عمرو کے کلیجہ پر
خنجر غم و الم پھر گیا ہاتھ پاؤں میں رعشہ مگر کلیجہ پر سنگ صبر رکھا پروردگار عالم سے التجا کی اے معبود
حقیقی اس مہم عظیم کو تو سر کریگا لوح طلسمی دلوانے کا صرصر و صبا رفتار بھی ساتھ ہیں ہر رنگ میں
پہچان سکتی ہیں مگر تو پردہ پوش عالم ہے عالم محکم اُنکی نگاہ سے مجکو بچانا جیسے باطن اُنکا کور ہے ظاہر میں
بھی نابینا بنانا عمرو پریشانی میں جنکو بدلا ہوا یہ روح پر صدمہ افراسیاب جادو بیرون بارگاہ
تخت سے اُترا برق فرنگی و ضرغام شیر دل پہلو میں مگر دلوں میں افسوس کرتے جاتے کہ راہ
میں پہلا بچہ قالبص ہوا اب یہاں ہم کیا کرسکینگے اگر لوح داؤد جادو کو افراسیاب نے
دیدی پھر دستیاب ہونا دشوار ہے سنتے ہیں بڑا مکار و غدار ہے آپس میں اشارے کنایے کرتے ہوئے
عقب میں افراسیاب جادو کے داخل بارگاہ ہوے افراسیاب نے بڑھکر پایۂ تخت خداوندی
کو بوسہ دیا واسطے سجدے کے جھکا صرصر و صبا رفتار نقلی بھی گرد تخت پھریں اوروں کی پشت
پر عمرو ہاتھ پھیرتا ہے مگر عیار بچیوں کے خوف سے آنکھ چراتا ہے دل سے کہتا ہے کہاں جیسوں ان
ظالموں کے ہاتھ سے کیونکر بچوں ملکہ صورت نگار بلائیں لے رہی ہے ہاتھ اُٹھا کر دعائیں دے
رہی ہے اسی پریشانی میں خواجہ عمرو کی نگاہ اُٹھی برق فرنگی سے آنکھ چار ہوئی بھوری بھوری

آنکھیں دیکھکر دل باغ باغ ہو گیا فرمایا صرصر مزاج تو اچھا ہی ذرا مجھسے آنکھیں چار کرو بڑی بیمروت
ہو تمھاری عیاریوں کے بڑے شہرے ہیں برق فرنگی نے سر اُٹھایا اپنے اُستاد والا نژاد کو تخت
خداوندی پر پایا ضرغام کے چٹکی لی پکار کر کہا خداوند سے آنکھ ملاؤ دولت حسن وجمال طلب
کرو ضرغام نے بھی سر اُٹھا کر اپنے والد نامدار کو پہچانا خوشی سے جامہ میں نہ سماتے تھے خواجہ
عمرو نے بھی عنایت پروردگار پر وجد کیا کلاہ فخر کو آسمان پر پہونچایا افراسیاب جادو کو اپنے
پہلو میں جگہ دی ملکہ صورت نگار قریب تخت کے شانے سے شانہ ملا کر بیٹھی صرصر وصبا رفتار
نے تعریفیں شروع کیں یا خداوند جہان پناہ آپ کے تصدق سے شہنشاہ باغ سیاب میں غالب
آئے کوکب روشن ضمیر سے لڑ کر لوح لائے اب حضور اپنے پاس رکھ لیں اپنے بندوں کو مہلت
دیں باغیوں کو غارت کیجیے مسلمان آپ کو اور آپ کے پوتے دو سیہ بختیوں کو بُرا کہتے ہیں لیکن
سنبت ایزدی میں کسکو دخل ہی ظاہر میں تو سراسر گنہگار ہیں باطن میں نہیں معلوم کیا اسرار ہیں خواجہ
عمرو نے کہا کنارے بیٹھو زیادہ گستاخی نہ کرو اب یہ دونوں پہلو میں افراسیاب کے آ کے چپکے چپکے
کان میں کہہ رہے ہیں ای شہنشاہ لوح جلد نظر دیجیے دیر نہ کیجیے افراسیاب خاموش بیٹھا ہی صورت نگار
اُٹھی گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی شانے پر ہاتھ رکھکر کہا دلبر صاحب مجھکو تو گھور گھور انکھیوں
میں کھائے جاتے ہو آنکھیں جھکاؤ خواجہ عمرو نے مسکرا کر ہاتھ سر پر کھسیا کہا کچھ دیوانی ہوئی ہی
آج کل تو تجھپر خوب جوبن ہی چراغ حسن روشن ہی آج کسی طرح تمکو نہ جانے دونگا بھائی مسعود
سے پوچھ لونگا مسعود قہقہہ مار کر ہنسا من ہی من کہنے لگے کہا بھائی صاحب آپ ہی انکو خوب
راضی کرتے ہیں رات کو آپ کو یاد کرتی ہی آپکا نام لیکر فریاد کرتی ہی مجکو لات مار کر پلنگ سے نیچے
گرا دیتی ہی بڑی زبردست ہی صورت نگار نے کہا تم چپ رہو اپنی چونچ سنبھالو میں اپنے دلبر کو سمجھا لونگی
کیا میں اسکی محبت سے انکار رکھتی ہوں وہ مجھے راضی کرینگے میں انکو خوش کرونگی یہ کہکے دامن تھام
لیا کہا دلبر صاحب آج کہنا میرا ضرور مانو لوح طلسمی اپنے پاس لیکر رکھو یا ہوش علی پری چہرہ خورشید تن
کے پاس حفاظت سے رہیگی خواجہ عمرو نے کہا مجھے عشق میں لوح لیکر کیا کرونگا ایسی لوحیں کہو تو
ہزاروں بنا دوں تیرے ہاتھ سے طلسم فتح کرادوں تیرا طلسم تو میں نے بنایا ہی یاد ہی یا بھول گئی
صورت نگار نے کہا زیادہ نہ بکو مطلب کی بات کہو لائیے شہنشاہ لوح نکالیے افراسیاب جادو

دل دھڑک رہا ہی کسی طرح دل گواہی نہین دیتا لیکن مصورہ صورت نگار و صرصر و صبار قتار و
وزیران سب یہی کہ رہے ہین حضور لوح نذر دیجے افراسیاب دیوانہ ہوگیا کس کس کو جواب دے
جب افراسیاب نے گھبرا کے سر جھکایا ملکہ صورت نگار نے جیب مین افراسیاب کے ہاتھ ڈالکے
لوح نکال لی افراسیاب سے یہ نہو سکا کہ ہاتھ سے صورت نگار کے لوح چھین لے سر جھکایا کہا بی
صورت نگار تمکو اختیار ہی ملکہ صورت نگار نے کہا دیو صاحب لیجے خواجہ عمرو نے کہا مین لوح نونگا
ملکہ لالان خون قبا کھڑی ہوگئی دست بستہ عرض کی ای والا نامدار شہنشاہ آپ کے بندۂ خاص
مین طاعت گزار با اختصاص آپ کو انکی مدد واجب و لازم ہی لوح کی حفاظت سے چشم پوشی آپکی
بندہ نوازی سے دور ہی یہ کہکے صورت نگار سے کہا لاؤ مجھی امان لاؤ مجھے دو مین قدرت کو بھجادونگی
فرشتے آکر آسمان پر لیجا سکینگے صورت نگار نے فوراً ملکہ لالان خون قبا کو لوح دیدی ملکہ نے کلے مین
پہن لی افراسیاب نے لوح کو نگاہ یاس سے دیکھا اب عمرو طرف افراسیاب جادو کے پلٹا کہا ای
افراسیاب لالان خون قبا نے تمہاری سفارش کی بجا جی صاحب نے گذارش کی اب ہمکو یہ منظور
ہوا بالکل جھگڑا پاک کر دین بالکل بگاڑ نہ رہے خاتمہ ہوجاے افراسیاب جادو نے کہا آپ مالک
ہین جو مناسب وقت ہو تجویز فرمائیے اب خواجہ عمرو کا دل بہت مضبوط ہی کہا ای افراسیاب خانہ
خراب تیری عیش پسندی نے لاکھون بندے قتل کرائے اسوقت مشیت مین گذرتا ہی کہ مسلمانون
کے ہاتھ سے تجکو بچاؤن آتش قہر و غضب سے جلادون جہنم مین پھینکدون افراسیاب سر جھکائے
ہاتھ باندھکر سامنے کھڑا ہوگیا کہا یا خداوندا الامان کیا مجال جو ذرہ کو دل مین جگہ دون حساب کر
مسلمانون کو مارڈالون گا اب طلسم مین عذر ہو نے پائیگا خواجہ عمرو نے کہا اب تجکو موت ذلیت
مین بھی دخل ہی اگر ہمنے بندگان مغضوب کی موت نہ مقرر کی ہو تو کیونکر قتل کریگا خود طلسم کشا تیرا
قاتل ہی تقدیرات خداوندی مین تو دخل دیتا ہی بڑا جاہل ہی ہمارے نانا دادا سامری و جمشید تحریر
فرما گئے ہین کہ اسد غازی بادشاہ طلسم ہی طلسم کو آکر فتح کریگا ساکنان طلسم کے خون سے ہاتھ
بھریگا او غافل یہی زمانہ ہی تو نے کتاب سامری مین لکھا دیکھا ہی کہ عمرو کی قضا کسی ساحر کے
ہاتھ سے نہین ہی وہ جلاد ساحران ہی آفتاب عالمتاب عیاری کل عالم مین تابان و درخشان ہی اب
ہمکو تقدیر جدید کرنا منظور ہی ان احکام قدیم کو مٹانا منظور ہی تو باتین بناتا ہی غرور مین اینٹھا جاتا ہے

باہر ہوا جاتا ہی تجھ السیا راز دار پادشاہ عالی وقار الیسا بیوقوف ہی ہر وقت عیش و عشرت مین
مصروف ہی دیکھو دیدۂ حقیقت نگر کان پر ہاتھ دھرا کتاب سامری ہمکو دے اُسکو پھر عجائبِ
اسمین بھی ایک نکتہ ہی حرف حرف اسرار سے معمور ہی غفلت سراسر قصور ہی جب خداوند نے
کتاب کا نام لیا افراسیاب نے کہا اے خداوند کتاب سے ہر وقت کام رہتا ہی یہ تو جام جہان نما ہی
اسکے ملاحظہ سے بڑا مطلب نکلتا ہی حضور کے بیان سے ایک مہینے کے عرصہ مین تیار ہو جائیگی
تمام حالات طلسم کس مین درج کیجیگا؟ اُودنے کہا قدرت مہینون کا کام ایک گھنٹے مین کر سکتے
ہین اتنے ہی عرصہ مین بالاے عرش اعلی جائینگے گردش سیارگان ملاحظہ فرما کر چشم زدن مین
آئینگے کتاب ترتیب کر دینگے یہ کیا مشکل ہی آج دریاے رحمت خداوندی جوش مین ہی منظور ہی
ہمارے بندے قتل نہون تکلیف نہ اُٹھائین آٹھ پہر لوجا بات کرین افراسیاب نے سر
جھکایا صورت نگار آتشکدہ مسی ہوئی کہا اے شہنشاہ سجدۂ شکر یہ ادا کرو قدرت پر جان و مال فدا
کرو تقدیر نو فرمائینگے کتاب سر نو سے بنائینگے نقل مین کتاب وہاب لیجیے ہو پیش کرو مین ابھی
تفا فنا کرکے بنوا لونگی قدرت کا پیچھا نہ چھوڑونگی میری بات مین انکار نہین کر سکتے افراسیاب
نے کہا اے صورت نگار کتاب مین چھوڑ کر نجاؤنگا مشکل پڑیگی مین حالات آئندہ و گذشتہ سے
محروم رہونگا صرصر و صبا رفتار آگے بڑھین کہا اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا قدرت تو فرماتے
ہین کہ ابھی عرش اعلی پر جاؤنگا کل نسوبات فلکی ملاحظہ کرکے درج کتاب کر دونگا تقدیر اسکا آئندہ
منسوخ فرمائینگے احکام جدید بنائینگے سامری جمشید کے علم خاک مین ملین جو دل مین آیا لکھ گئے
ہائی نگوڑے اسد غازی کو ہمارے بھولے شہنشاہ کا قاتل قرار دیا وہ خود ہمارے شہنشاہ
کے ہاتھ سے بموت مارا جائیگا ہم خود جان پائینگے اس ظالم کو قتل کرینگے بی مہ جبین کے
ٹکڑے اُڑائینگے ملکہ صرخ و بہار کو خاک مین ملائینگے یا خداوند ہم دونون کی پشت پر دست شفقت
پھیریے اپنا نذر کردہ کیجیے پھر کسی کی نظر نہ لگے جو نگاہ بد سے ہمکو دیکھے اندھا ہو جائے خواجہ عمرو
کو جانور بنا دیجیے برق فرنگی پردہ ابر مین چھپے قران کالیا سنگ سیاہ ہو جائے جانسوز کے جسم
مین سوزش ہو ضرغام کو شیر [illegible] نے کہا جا مین یہ کلمے جو دونون قہقہے مار کے ہنسے کہا لو قدرت
کے صدقے دعائین قبول ہوئین امیدین حصول ہوئین پردۂ حجاب باری آنکھون سے اُٹھ گئے

جو ہنسے کہا اسی حال مین سب کو دیکھ رہے ہین عمرو دیوانہ ہو گیا جنگل مین مارا مارا پھرتا ہی مگر پردے
کی باتین حلالی دیکھے گا حرامی کو کچھ خاک نظر نہ آئیگا سب دربار والے کہنے لگے ہان ملکہ سچ ہی ہم بھی
دیکھ رہے ہین ملکہ صورت نگار نے بغل سے کتاب افراسیاب جادو کے نکال لی کہا لو بھیا
جلدی تیار کرو رنگ رہے افراسیاب جادو متغیر مگر سامنے داؤد جادو کے کچھ بول نہین سکتا
خاموش حیران حیران ایک ایک کو دیکھتا ہی صرصر و صبا رفتار و صورت نگار کی ایک رائے ہی
خواجہ عمرو نے کتاب ہاتھ سے ملکہ صورت نگار کے لی لیتے ہی کھڑا ہو گیا کہا ہم ابھی بنا کے لاتے ہین
اپنی بھاوج کی بڑی خاطر منظور ہی جو کہے گی ہمکو بدل و جان کرنا پڑے گا وہ بھی ہماری بڑی خاطر و مدارات
کرتی ہی ہر چند کہ قدرت کو انتہا کی محنت پڑے گی مگر خود تیار کر کے لاتے ہین وہ تقدیر مضبوط ہو
کہ ورق الٹ جائے صرف کتاب کا نام باقی رہے آج شیرازہ بندی اجزائے کتاب زمین و آسمان
منظور ہی دشمن کو زیر و زبر کرنے مین سرور ہی خداوند قدرت کی بات لاجواب دشمن ہمارا بے کتاب
شکنجہ مصیبت مین کھنچا جائے گا تقدیر کا لکھا ہوا پیش آئیگا مضمون اصلی درج ہو بس کلام کو قطع
کرو یہ کہکر قدرت ایک کمرے مین تشریف لے گئے دروازے اندر سے بند کر لیے کتاب سامری
خواجہ عمرو کے ہاتھ مین دل سے کہتا ہی اس کتاب کا تو خاتمہ کرو جس وقت جو جی چاہتا ہی اسمین لکھ
لیتا ہی عیاری کا رنگ نہین جمنے دیتا ہی یہ سوچ سمجھ ایک کونڈا پانی کا لبریز رکھا تھا حرف حرف
کو بھگو کر دھویا نقطہ نقطہ تا بالکل کتاب سامری کو حرفون سے صاف کیا ویسی ہی ایک کتاب جلد
بندھی ہوئی اپنے زنبیل سے نکالی بڑا افسوس ہی کہ کتاب کے بدلے کتاب دینا پڑی ہر چند کہ انکے لئے
مین کاغذ کی کل شہر مین تیار ہوئی کاغذ نہایت ارزان ہی دو آنے دیکر جلد بند صوالی ڈیڑھ آنے کا
دستہ کاغذ کا لگا بالحساب نقصان ہو ہی جاتے اسد بیدرد اسکو کیا سمجھے مگر مجبور دل سے فرمایا وقت پر
دیجیو نفع نقصان ہوتا رہتا ہی سوداگر سب طرح کے جر سہتا ہی اب خواجہ عمرو نے بیچ مین سے کتاب
کو کھولا عمدہ قلم خوشنویس کے لکھنے کا نکال کر پہلے لکھا یا فتاح العلیم بسم اللہ الرحمن الرحیم بعد اسکے
حمد الٰہی و نعت جناب رسالت پناہی و اوصاف زلزلہ آفاق ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران و حالات
جرأت و شوکت اسد نوجوان لکھے پھر تحریر فرمایا منم ہنر پیشہ طراری گوہر بے بہائے قلزم خنجر گذاری
نہنگ بحر خار عیاری جوہر شمشیر سبکاری و غداری سرہنگ سرہنگان بساط بلاد بنی آدم مولانا عمرو

مکرم جامع الفضل والکرم دوندہ بے درنگ قاتل کافران باج گیر بدکیش ساحران برہم زن صف
کافران جہان شہسوار عرصہ جلادت شناور موج بیباکی مفتی احکام عقل و فطرت قاضی مسند شوکت
وجرأت مہر آسمان جاہ و وقار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار او افراسیاب خانہ خراب لوح طلسم ہوشربا
نے لی کتاب تیری خاک مین ملا دی حرف حرف اسکا دھویا تیرے بزرگون کا نام ڈبویا او بے آبرو
اب مناسب یہ ہے کہ غاشیہ اطاعت کو دوش ہوش پر رکھ کے مثل غلامان حلقہ بگوش در دولت اسد
نامدار پر حاضر ہو سامری و جمشید پر لعنت کر مذہب اسلام اپنی اطاعت کر ورنہ ایسی بری طرح پیش
آؤنگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تیرے حال زار پر روئینگے۔ انشاءاللہ اسد نامدار براے فتح
مراحلات طلسم ہوشربا جائیگا تو اپنی سرکشی کی سزا پائیگا خوب نام کو میرے یاد رکھ تیری کتاب
اُڑانے والا اگر فقرات نثر سنا مندرجہ بالا در مین یہ مضمون آبدار تصنیف کردہ مصنف عالی وقار یاد رکھ نظم

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اُڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہان گیر عالم کا عیار ہون

مرے کرتب کا شہرہ ہے جہان
صبا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد با پشتہ ہو

ترا دشمن و بدکیش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھاتی ہے ہر قدم
ہے دوندہ جہان گرد طرار ہون

عمرو نے دو تین ورق کامل نظم سجع اشعار آبدار سلسلہ وار
تحریر فرمائے تنبیہ و تادیب کچھ حالات ساحران گذشتہ و کیفیت عقل آباد و جادوداران
وام الجبال دریا جنگار وغیرہ بہ لطف انعدی ہر اشتیاق ناظرین بڑھا او افراسیاب محزون
واندوہگین ہو کتاب کو بند کیا اگرچہ حیران بہت ہو جھوٹے زربفت کا میں کتاب کو
رکھا یہان دار الامارۃ شاہی مین افراسیاب وغیرہ بیٹھے مین ملکہ صورت نگار بی بی کہ رہی ہے
اب قدرت برج آسمانی مین کچھ رہنے جو ملاحظہ گردش سیارگان سے یقین ہے مہلت
حاصل ہو صرصر و صبا رفتار کہتی ہین بی بی صورت نگار صاحب تمہارے اعتقاد مین فتور ہے سراسر
عقل کا فتور ہے اتنے عرصہ مین قدرت سے ساتون آسمان طے کیے ہونگے آیا جانتے ہین فقط
ہم تم لوگون کے دکھانے کو کتاب مین اشارہ ہے ہوا کل ادراک زمین و آسمان پیدا کرنے والے
کے پیش نگاہ مین تھے یک چشم زدن مین تمام عالم کو بنایا اپنے بندون کو کیا کیا تماشا دکھایا
آنکھ نزدیک ہے سب کچھ آسمان ہے ہر طرح اسکا اپنے بندون پر احسان ہے اعتقاد درست رکھو شک

کو دل مین راہ نہ دو خداوند آیا چاہتے ہین افراسیاب خاموش بیٹھا ہی حیران و پریشان مضطر و
مشوش سب کی صورت دیکھ رہا ہی یکایک کمرے مین سے آواز قدرت کی آنی ثابت ہوتا ہی کسی سے لڑ رہے
ہین کبھی غل مچاتے ہین کبھی کسی کو جھڑکتے ہین کبھی ہنسنے کی آواز کبھی سوز کبھی ساز ناگاہ دروازہ کمرے
کا کھلا سب نے دیکھا کہ قدرت کتاب بغل مین دبائے ہوے پسینے پسینے جس سے صاف ظاہر ہوتا ہی
کہ کوئی بڑا سفر عظیم کر کے آئے ہین چہرے پر گرد غبار پڑا ہی لڑکھڑاتے ہوے آتے ہین سب کھڑے
ہوگئے افراسیاب نے گھبرا کر پوچھا یا خداوند کتاب تیار ہوگئی قدرت نے کہا او بندہ بے ادب
آج قدرت نے تیرے واسطے بڑی تکلیف اٹھائی بڑی محنت مین کتاب بنائی گرمی رکھی ہی پختگی
نہین ہوئی حرفون کو اضطراب ہی سطرون کو مثل زلف مہوشان پیچ و تاب ہی ہر نکتہ خشم قہر و
غضب دارے خنجر آبدار ہر ایک صفحہ دریائے قہار الف نیزۂ جان ستان ساری کتاب مین
صفوف قتال و جدال کا سامان عیان ایک ہفتہ کی تمہارے واسطے تکلیف ہی خبردار ہرگز
ہرگز کتاب کھول کر نہ دیکھنا ورنہ سب وار شہر جل جاینگے استخوان جل جاینگے کتاب کو بغل مین
دبائے رہنا خبردار ہوا نہ لگنے پائے ورنہ صورت بربادی دیکھو گے زندہ نہ بچو گے تین شبانہ روز
جاگتے رہنا سامری جمشید کا نام جپنا خبردار شراب و کباب سے بھی ترک رہے کھانا بھی مزے کا نہ کھانا
امور سلطنت نہ دیکھنا یہ مقدمات دین و آئین ہین سب سختیان یا بدولت سہتا ہے اور پڑھین چند
باتین موافق تمہاری حقیقت کے بتا دین سب طرح احتیاط لازم ہی ذرا فرق نہ پڑے مضمون کتاب
خراب ہو جائیگا ملکہ صورت نگار نے کہا نہین خداوند ہم سب شہنشاہ کے ساتھ جاگین گے
بسہل و آسانی ایام احکام کو کاٹ دینگے افراسیاب نے کتاب لیکر بغل مین دبائی بڑا خوف
یہی ہی کہ ہوا نہ لگنے پائے قدرت ہاتھ تھام کے ملکہ لالان خون قبا کا اٹھ کھڑے ہوے کہا
بس قدرت کو زیادہ فرصت نہین کلام کرنے کی مہلت نہین ابھی مشقت شاقہ باقی ہی
لوح کو لیکر عرش اعلی پر جائینگے فرشتون کے سپرد کر دینگے افراسیاب نے دست بستہ
عرض کی یا خداوند یہی سب سے بہتر ہی کہ لوح پر وہ دنیا مین رہے خواجہ عمرو نے تیوری پر
بل ڈال کے کہا تجھے اب کیا دخل ہی جو مناسب وقت ہوگا وہ کرینگے ارے بیوقوف لوح کو
جلا کر خاک سیاہ کر دینگے اب ہزار برس تک طلسم کو زوال نہو گا کبھی تجکو رنج و ملال نہوگا جا

عمر بھی تیری چڑھادی کوئی دنیا مین تجھ سے آنکھ نہ ملا سکیگا بدولت خود مسلمانون کے مٹانے
مین مصروف ہونگے سب حال تجھپر کھلجائیگا یہ کہکے عمرو ملکہ لالان خون قبا کا ہاتھ تھامے ہوئے
ہوادار پر سوار ہوا امرا وزرا آکر گرد کھڑے ہوگئے فرمایا کہ ہم باغ مین اپنی دختر بلند اختر کے
جائینگے افراسیاب قدمبوسی کرکے رخصت ہوا جب تخت پر سوار ہونے لگا برق فرنگی و
ضرغام نے جو بصورت صرصر و صبا رفتار ہین افراسیاب خانہ خراب سے عرض کی ای شہنشاہ
دوران ہمکو دو چار دن دربار خداوندی مین ضرور رہنا چاہیے اور تقدیرات معقول کرائینگے
شاید یہان کوئی عیار مکار غدار آئے اُسکا بھی حال قدرت سے عرض کرینگے قدرت کو ہزار
طرح کے کام ہین تمام عالم کے اہتمام ہین داؤد نے بھی پلٹ کے کہا ای بندۂ خاص ملکہ صرصر
و صبا رفتار کو یہین چھوڑ جاؤ یہ عیاران اسلام کو خوب پہچانتی ہین لشکر مہرخ کا بھی حال بخوبی
جانتی ہین ایک ایک کا نام دریافت کرکے پردہ ہاے غفلت اُنکے دلون سے اُٹھادینگی پھر
کوئی سرکشی نہ کریگا ہر ایک دشمن تیری محبت کا دم بھریگا افراسیاب خانہ خراب گرد تخت
کے پھرا دوبارہ قدمون کو بوسہ دیا ملکہ صرصر و صبا رفتار کو یہین چھوڑا ملکہ صورت نگار دختر ساسان
مذکور کو ہمراہ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف کوہ بلور کے چلا راہ مین کہتا ہی ای صورت نگار اسوقت
میرے دل کا عجیب حال ہی خود بخود قلب پر ہجوم لشکر غم و ملال ہی قدرت نے یہ بڑی مشکل
کی بات بتائی جلدی مین کتاب بنائی کچی رکھی بغل مین دبائے ہوئے ہون بڑا خوف تو یہی ہی کہ ہوا
نہ نکلنے پائے تین شبانہ روز جاگ کر بسر کرنا ہوگا صورت نگار سمجھاتی ہی ای شہنشاہ آپ قدرت
کا شکریہ ادا نہین کرتے کہ اتنے عرصہ مین بالاے آسمان پہنچ گئے کل بروج ستیارگان ملاحظہ کیے
احکامات قدیم منسوخ فرمائے نئی تقدیرین بنا کر لائے قدرت نے اتنی بڑی تکلیف اُٹھا کر محض
شفقت تمھارے سپردگی اسپر اسقدر آپ گھبراتے ہین مجکو ہمیشہ سے آپ جانتے ہین بچپن مین
سر پر ہاتھ دھر کے بیاہ کے لائے یہ میان مصور صاحب ہمیشہ کے سو کھے ہین انھین کھیل کی
پڑی ہوئی ہی برسون انکے پہلو مین سوئی کیا میرے آنکے کسی بات کا پردہ ہی میری خاطر سے
سب کام کیے ورنہ کتاب سامری تین مہینے کے بعد تیار کرتی تھی یا ایک گھنٹہ مین بنا کر دیدی
پھر بتلاؤ کیونکر نہ کچی رہجاتی ہم بھی آپ کے ساتھ کوہ بلور پر حاضر رہینگے سوتے جاگتے کی حفاظت

سینے میں دن کی شفقت عمر بھر کی چین اسیر ہیں آپکو اعتراض ہر بات میں ناغافل افراسیاب
کہتا ہے میں کیا کرون میرے دل کو آرام نہیں آتا دل بیقرار ہے کہتا ہے پلٹ پڑون لوح قدرت
سے مانگ لاؤن کیا لوح رکھنے کی مجکو جگہ نہیں ملتی ہزارہا ملک میرے قبضہ میں ہیں کاشکے خدمت
میں شہنشاہ تو سن کے بیحد بیتاو ہان ہوا لاکہ مشکل ہے جو جو چیزیں میں نے اُسکے سپرد کی ہیں انمین سے
آج تک کوئی آگاہ نہیں ملا صورت نگار نے کہا قدرت سے بڑھ کر کون ہے بادہ نگہبانی کریگا اب
لوح طلسمی دنیا سے معدوم ہوئی خواجہ عمرو واسد سر پٹک پٹک کر مرین اگر عمر نوح پیدا کرین تو بھی
آسمان تک نہ پہونچ سکین افراسیاب جادو نے کہا ای ملکہ صورت نگار تیرے کلام سب راست
و درست ہیں مگر میں اپنے قلب کو کیا کرون دل تردد منزل کسی طرح قرار نہیں پکڑتا خود بخود انجمن ہے
کسی طرح سے چین نہیں آتا مصور صورت نگار وسہا وابرق کوہ شگاف سب مخاطب ہو کر
سمجھانے لگے ای شہنشاہ عالم چونکہ حبشہ رنج وملال بیحد اٹھاے ہیں اسوجہ سے آپ کو تردد و انتشار
ہے اب بہت جلد چلکے کتاب ملاحظہ فرمایے گا تیسرے دن سب رنج وملال خاطر اقدس سے دور ہو گا مگر
افراسیاب سر جھکاے ہوے تخت اڑا ہوا اُسی حال پر ملال میں ارث کوہ بلور کے جاتا ہے حال اسکا آیندہ تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو کا بہکانا داؤد جادو کو اور تائب ہونا اسکا افعال قبیح سے بیان کیے جاتے ہیں

نظم

کٹتی ہے میری تیغ زبان سے زبان تیغ — کیونکر سخن فروش ہون سوداگران تیغ
میرے نقش کی دیکھ کے معجز نما بیان — کیا دور ہے کہ دم نہ رہے درمیان تیغ
حساد سر سے پاؤن تلک غرق ہین وجلین — جوہر اگر دکھاؤن میں اپنے لبان تیغ
یہ دل خراشیان مرے اشعار طبع کی — سینہ پہ منکرون کے ہین لاکھون نشان تیغ
ہرگز نہ کر سکے مرے خامے سے سرکشی — پیدا ہے رگون سے ہر معجز بیان تیغ
خجلت سے آب آب سخن کی ہے آب تیغ — کیونکر چھپے چھپاے سے شرم نہان تیغ
مت پوچھ مجھ سے خون شدہ دل کا ماجرا — ہر گل زمین شعر ہے ہر آسمان تیغ
ہو وے نہ میری محبت کا طبع کے سامنے — سرگرم لاف و دعوے برش زبان تیغ
کیسی شکست رونق بازار ہو گئی — ہر تختہ بند و بست قفل ہے دکان تیغ

اک بات مین تمام ہو بیان کار مدعی
کیا بات میرے حرف پہ انگشت رکھ سکے
گر شوق زخم عشق کی لذت بیان کرون

کسکی بلا ہو بار کش امتحان تیغ
ہر خط پہ نکتہ چین کو ہو وہم و گمان تیغ
ہر گز سپاہ نہ کھائے بجز استخوان تیغ

گوہر آبدار سخن کو آویزہ گوش حق نیوش ناظرین والا تمکین کرکے جوش طبع گہر باریون دریا دکھاتا ہے کہ خواجہ خواجگان عالم صاحب جود و کرم محترم و محتشم کہ نازش سیدان جلالت سر خیل دوندگان باشوکت ذی وقار خواجہ عمرو نامدار لوح طلسم ہوشربا افراسیاب خانہ خراب سے لیکر کتاب سامری کو بے آبرو کرکے دھو دھا کے خاک مین ملا یا ملکہ لالان خون قبا کو ہمراہ لیا وزیران سلطنت و مشیران ہیبت کو دارالامارۃ شاہی مین چھوڑا کہا آپ سب صاحب حاضر رہین ماہ دولت چند عرصہ مین تشریف لاتے ہین ملکہ لالان خون قبا و ملکہ ناگن و کنیزان ملکہ معہ خوشی سے خواجہ عمرو کے ہمراہ خرامان خرامان داخل باغ ہو مین جیسے ہی باغ رنج والم سے فراغ اسد نامدار گوش بر آواز بیٹھے تھے کنیزون سے کہ رہے تھے دیکھیے آج ہمارے نانا جان پر کیا گذرتی ہے افراسیاب ہمہ دان ہے گیر سحر و ساحری مین بے نظیر ہر رنگ مین ہمارے نانا جان کو پہچان لیتا ہے ایسا نہو خدا نخواستہ کتاب سامری دیکھ لے تو غضب ہو جائے تخت پر خداوند بیٹھے ہین بھاگ بھی نہ سکینگے اگر اس صورت مین پہچان لیا تو آج زندہ نہ چھوڑیگا اس خیال مین اسد نامدار مسلح و مکمل ہو قبضہ تیغ پر رکھے ہوئے آمادہ مرگ و محیاسے قضا دروازے پر باغ کے مثل رستم کھڑے ہیں کنیزون سے ہر مرتبہ فرماتے ہین برائے خدا جاکر خبر لاؤ دیکھو افراسیاب سے کیا گفتگو ہوتی ہے اگر پہچان لیا ہو تو مجھ سے آکر جلد جلد بیان کرو مین بھی تلوار کھینچکر جا پڑون شہر جرکر اپنی جان دو دون میرے واسطے زندگی موت ہے لطف عیش و آرام فوت ہے کنیزین ابھی جانے نہ پائی تھین کہ باغ مین صدا آئی خواجہ عمرو کیصورت زیبا نظر آئی ملکہ لالان خون قبا کا خوشی سے چہرہ گلنار ناگن وزیرزادی خوشی سے اکڑتی ہوئی بیچ و تاب مدارد کنیزین خوشی خوشی پھولی ہوئی ہین ہر ایک کے چہرے سے خوشی آشکار غنچہ ہائے خاطر شگفتہ ملکہ لالان خون قبا کے گلے مین لوح طلسمی مثل آفتاب تابان یا ماہ درخشان چمک رہی ہے اسد غازی دوڑکر خواجہ عمرو سے لپٹ گیا کہا نانا جان فرمائیے خیریت تو ہے لوح طلسمی ملی یا نہین عمرو اسقدر خوش تھا

جیسا خضر با الحان داؤدی یہ اشعار عاشقانہ شروع کیے ہاتھ طرف آسمان کے اٹھائے اشعار دعائیہ

ہر ایک محو ابروے شہ جہ سوار ہے
خوش ان کو اتنون مین کنھیا لو رہے
تا بید ایزدی سے مہر کشان دھر
خورشید و ماہتاب مین جبتک ضیا رہے
فرق حباب تا ہو قلم تیغ موج سے
جاری جہان مین اسکا فیض و بخار ہے

یہ آستانۂ قبلۂ اہل وفا رہے
حسن ضیاے گوہر دندان کے سامنے
اقدام پاک شاہ پہ ہر دم جھکا رہے
تا ہے رواج عشق گل و عندلیب کا
لعل صدف مین تا کہ دُر بے بہا رہے

صحبت مین عاشقون کا یونہین جمگھٹا رہے
شرمندہ کسطرح نہ دُر بے بہا رہے
یارب ہر تا کہ قفس مین یہ ہما آسمان
جبتک چمن مین سرو پہ قمری فدا رہے
خطبہ ہو ہر دیار مین میرے حضور کا

سنکر خواجہ عمرو کی زمزمہ سرائی خوشی مین اسد غازی کو لگے

لگانا فرحت مین اشعار آبدار کا نا شروع

جو کھل کر انکا جوڑا بال آئین سر سے پانون تک
ہم انکی چال سے پہچان لینگے انکو برقع مین
یہ جتنے سرو ہین سب اسکے قد پر زہر کھاتے ہین
مرا دل ایک ہر دون خوش ادا کس اداکو مین
سراپا شوق جائین سر کے بل ہم جیکے چلتے ہین
سنون بے پردہ تو بھی وہ گھڑی ہو ہو کے شوخی سے
بنایا اس لیے ہے خاک کے پتلے کو بھی انسان
سراپا پاک ہین دھوئے جنھون نے ہاتھ دنیا سے
مزا اتنا ہی ذوق افزون ہو جتنے زخم افزون ہون

بنا ہین آج کے لین سو سو بلائین سر سے پانون تک
ہزار اپنے کو وہ جسم چھپائین سر سے پانون تک
چمن مین سیر کو کیونکر نہ جائین سر سے پانون تک
کہ مین وان تو ادائین ہی ادائین سر سے پانون تک
مثال شمع وہ ہمکو جلائین سر سے پانون تک
حسین چلمن مین در پردہ دکھائین سر سے پانون تک
کہ اسکے درد کا پتلہ بنائین سر سے پانون تک
نہین حاجت کہ وہ پانی بہائین سر سے پانون تک
نہ کیون ہم زخم تیغ عشق کھائین سر سے پانون تک

گلعذارون کے قہقہے عندلیبان خوش نوا کے چہچہے گلون کا پھولنا غنچون کا مسکرانا سرو چمن اکڑنے لگے نوجوانان چمن کے پھول کھلے نرگس کے اشارے طائران چمن کے چہکارے سوسن خوش آواز لعبتناز زبان درازی کا قصد کرتی ہے محبت باغبان ازل کا دم بھرتی ہے سنبل سنتے زلفون کو درست کیا تحمل چمن سنان بلبلین خوش حال خواجہ عمرو اسد غازی کو ساتھ لیے ہوے بارہ دری مین آئے فرمایا بسم اللہ یہ لوح طلسم ہوش ربا ہے پروردگار نے اپنا فضل و کرم شریک حال کیا آتے ہی بڑے عیار منزنے دعوا کیا کہ لوح اپنے ہاتھ سے مجھے دے کر

چلا گیا اسد نامدار نے خوشی خوشی لوح طلسمی گلے میں پہنی پوچھا کیوں نانا جان کتاب سامری
کا کیا ذکر ہے خواجہ عمرو نے کہا کتاب سامری میں نے افراسیاب خانہ خراب سے لیکر دخترالی
ملعون کی بے آبروئی ہوئی انشاء اللہ اب بڑے فتاحی طلسم تمہارا جانا ہوگا مع سامان لشکر کشی
افراسیاب کریگا یقین ہے ضرور لڑے گا گھبرا کر ملکہ لالان خون قبا نے عرض کی اے خواجہ عمرو
اب مقدرہ میں والد نامدار کے حضور کو کیا منظور ہے خاص اب وقت عیش و سرور ہے خواجہ عمرو
نے کہا مجھے اسی کا انتظار تھا طبیعت کو انتشار تھا کہ اتنا بڑا بادشاہ زبردست اگر بگڑ جائے کون
سنبھال سکے اب صاحب لوح موجود ہے کیا زبان ہلا سکتا ہے مگر خدائی کرچکا ہے کیونکر نصیحت و
وصیت کو مانے گا اسد غازی نے کہا نانا جان اصل تو یہ ہے کہ اب قتل ہونا داؤد جادو کا مجھ
بہت شاق ہے خدا کرے وہ مسلمان ہو دل اس مژدۂ جان بخش کا مشتاق ہے خواجہ عمرو نے
کہا بخدا و رسول مجھے بھی نام سے داؤد کے بہت محبت و نہایت صاحب شوکت لیاقت ہے
یہ فرما کر اسد غازی کو ایک دنگل زرین پر بعد شوکت و حشمت جگہ دی ملکہ لالان خون قبا
خوف سے کمرے میں چھپ گئی کنیزیں تمام دست بستہ اپنے اپنے عہدوں پر حاضر ہیں مگر رنگ
ہر ایک کا متغیر حیران و پریشان ششدر و متحیر ایک سے ایک اشارہ کرتی ہے کہ لو اب خداوند
زنبیل سے خواجہ عمرو کی نکلتے ہیں دیکھیے کیا قیامت و مصیبت برپا ہوگی مگر خواجہ عمرو بن امیۂ
ضمری نامدار نے اپنی صورت اصلی بنائی داؤد جادو کو زنبیل سے نکالا ستون سے خوب کسکر
باندھا کر زبان میں دو دو سوزن فتیلہ رفع بیہوشی ناک میں دیا داؤد کو ایک چھینک آئی ہوش
آتے ہی آواز دی اے بندگان کس جلد حاضر ہو ساختۂ قدرت خواب استراحت سے بیدار
ہوئے خواجہ عمرو نے پکارا اے داؤد جادو چشم خود را واکن و حال خود را تماشا کن سامنے پہلوان
دوران گرشاسپ جہان غارت کن سلطان سرکوب افراسیاب خانہ خراب اسد عالی جناب
موجود ہے شکر قدمبوسی کر تو نے بڑا اپنے نفس پر ظلم کیا معاذ اللہ خداوند بنکر بیٹھا جامۂ خودی سے
باہر آ اور چشم بصیرت وا کر

اشعار

سحر ہے ہشیار خواب کب تک بہت بڑی منزل عدم ہے	نسیم جاگو کمر کو باندھو اٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے
نسیم غفلت کی چل رہی ہے اندھیری میں قضا کی نیند ہے	پھر ایسا سوؤ گے سو رہو گے کہ جاگنا ختم اک قسم ہے

جوانی وحسن وجاہ ودولت یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے
لبان دست سوال حائل تہی ہون ہر ایک مدعا سے
مآل کار جہان فانی کبھی نہین ایک قاعدے پر
دریغ کرتا نہ زور بازو شکست ساری کہ دہر تون کو
زبان رہ کو بہک ہے جو سر درود شینہ جوش بدہ ہی
یہ سحر عمر مختصر سعیت کمال ہمکو پسند آیا

اجل ہو استادہ دست بستہ تو بد رخصت ہر ایکدم ہی
نیاز ہی بے نیاز یون سے بغل مین دل صورت صنم ہی
جو چار دن ہو وفور راحت تو لیجا اُسکے غم و الم ہی
ہوس نہ رہجاے کوئی قاتل کہ سر تہ خنجر دو دم ہی
ہو وصال شب تمنا ہر ایک لب سے ابھی بہم ہی
نسیم جا گو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہی

ہزارہا بندگان خدا کو برگشتہ کیا ای برگشتہ راہ ضلالت وای گم کردہ رسم و راہ حقیقت ابھی زبان
مین طاقت کلام ہی اس سرکشی کا بد انجام ہو وقت سکرات کوئی کام نہ آئیگا اعمال قبیح صورت مہیب
دکھائینگے اُسکی صورت ہیبت ناک دیکھکر ڈر جائیگا مسطور ہی کہ جب انتقال انسان قریب آتا ہی مہیب
مہیب اشکال عجیب سامنے ظاہر ہوتی ہین اگر صاحب جاہ وحشم ہی بادشاہ کل عالم ہی وزیر و امیر
ہی شمشیران ہاتو فیر پہلوانان وجوانان شمشیر زن کو یہ کہکر پکارتا ہی کہ یارو ان لوگون کو میرے
سامنے سے ہٹاؤ مجکو ڈراتے ہین بلکہ دھمکاتے ہین جب کوئی بھی جواب نہین دیتا اس مضطر و
بیتاب کی خبر نہین لیتا خوب ظاہر ہی کہ آفت و بلا زر و جواہر دینے سے ٹلجاتی ہی بس گھبرا کر کہتا ہی
یارو دروازہ خزانے کا کھول دو ان سبھون کو روپیہ پیسہ دے کر ٹالو وہان سے صدا بلند ہوتی
ہی او بدمآل اب ہم سے کیا ہو سکتا ہی یہ وہ وقت ہی کہ ہر چیز کو سکتا ہی ناحق کے لیے پھر کتنا ہوا انشا
ممکن ہی کہ مجھ سے تجکو دو گز کفن ملیگا اول مجکو خدا کی راہ مین نہ لٹایا بازاد آخرت نہ بنایا اب
تیرا وقت آخر ہی بس و غیر ممکن ظلم و بدعت کرکے مجکو جمع کیا مار و عقرب بنکر تیرا ساتھ دونگا
ہر مقام پر نیش زنی کرونگا جب مال سے یہ جواب سنتا ہی او داؤد جادو گوش ہوش سے
سن وہ شخص اور زیادہ سر دُھنتا ہی خیال مین آتا ہی کہ مین نے ننھے بچے اہل وعیال کو پرورش
کی وہ ضرور کام آئینگے ان صورت ا سے مہیب سے مجکو بچا لینگے گھبرا کر بیٹی بیٹا جورو بھائی
قوت بازو کو پکارتا ہی کہ یارو میری مدد کرو اس بلاے ناگہانی کو رد کرو ای داؤد پنبۂ غفلت
گوش ہوش سے نکال کر سن جنکے واسطے دنیا مین جان لڑائی ذلت اُٹھائی جمع کرکے اُنکو پہنچایا
وقت فاقہ کشی عیال اور بیوی کا تکی کو بھول جاتا ہی بار گناہ عظیم اپنے سر پر اُٹھاتا ہی سن وہ کیا خوب

جواب دینے مین کیا اچھی طرح اپنے سرپرست کی خبر لیتے ہین انھین کی زبان سے یہ جواب ہوا اپنے بزرگ خانہ سے خطاب ہوا ای شخص ہم مجبور و ناچار ہین ہم سے کچھ نہین ہوسکتا ایک کام کرینگے کاندھے پر سوار کرکے مکان تنگ و تاریک مین بند کر دینگے پھر کبھی جا کر تیری خبر بھی نہ لینگے بسے زیادہ امید نرکھ و اللہ سوت چلے تب وہ شخص مایوس و نا امید ہو کر درگاہ رب بے نیاز مین بہ گریہ و زاری عرض کرتا ہی کہ اگر ایک سال کی مہلت ملے کل احکام الٰہی ادا کرون وہ جو سامنے بصورت مہیب ڈرانے والا کھڑا ہی کہتا ہی اب وقت مہلت نہین ہی موت سے فرصت نہین ہی یہ کہتا ہی چھ مہینے کی مہلت ملے کل اعمال نیک کرونگا وحدانیت پروردگار عالم کا دم بھرونگا جواب دینے والا کہتا ہی کہ غیر ممکن اب ان مہلت کہان یہ شخص گستاخانہ آخر مین عرض رسا ہوتا ہی اگر ایک شب کی مہلت ملے مین اپنا سارا مال راہ خدا مین لٹا دونگا المواریدہ اعمال قبیح سے توبہ کرونگا جواب دینے والا کہتا ہی اب مہلت ناممکن مجبور و ناچار ہو کر چند ساعت کی امید کرتا ہی اسوقت بھی جینے پر مرتا ہی مگر قابض ارواح جسم سے روح کو کھینچکر دماغ مین بند کر دیتا ہی تمام اہل و عیال کے رونے کی صدا اسن سا ہی کلام کرنے کی طاقت نہین بولنے کی لیاقت نہین گھبراتا ہی کہ سب عزیز و اقارب کیون روتے ہین کسواسطے اپنی جان کھوتے ہین ای داد و بیداد جب باب قبر بند ہوا تب راز اصلی کھلا اعمال کی پرسش صدمہ فراق احباب مکان تنگ و تاریک نکیرین نے کیا پوچھا اسنے کیا جواب دیا ہوش کم اس برگشتگی و سرگشتگی کا انجام جہنم

نظم

ہو رخصت جان حال مین بتلا نہین سکتا	رہوار سبک تیز ہی ٹھہرا نہین سکتا
وہ ضعف ہی اسدم کہ کہین جا نہین سکتا	مین عمر گذشتہ کی طرح آ نہین سکتا
کچھ خال سے بھی کم ہی کنار لحد تنگ	آرام کہان پانؤن تو پھیلا نہین سکتا
سیاح عدم قید تعلق سے ہین آزاد	دام رگ تن روح کو الجھا نہین سکتا
دن رات بھڑکتے ہین مرے جسم کے شعلے	بھاگا کوئی تار خسم جبکہ آ نہین سکتا
رکتے نہین سیاح عدم اشک کی صورت	جب آنکھ سے ٹپکا کوئی ٹھہر نہین سکتا

مشکل ہے نسیم اب کہ میسر ہوں وہ راتیں
کھولے ہوئے آرام سے بستر پا نہیں سکتا

دیگر اشعار ابدار عبرت آمیز

ہر شخص کو ایک دن ہی مرنا
مٹنے کو بنی ہیں مورتیں سب
کیا زور امانت خدا میں
لے دیکھ کہ خواب ہے یہ دنیا
پھر رک نہ سکا وہ جسکی آئی
سبکا عدم و وجود ہے ایک
ہو نسبت اگر بصورت نوح
مرنا برحق ہے موت حق ہے
جس گھر میں تھے حضرت سلیمان
پہونچی یہ موت وان بھی لیکن
اس دم کا اعتبار کیا ہے
جائے تو وداغ زندگانی

بوڑھا ہو طفل ہو کہ برنا
جانے کے لیے ہے سب کا آنا
کیا دخل مشیت خدا میں
فرصت نہیں منہ سے بولنے کی
بیٹا ہو کہ باپ ہو کہ سب لی
جو ماں کے کنار میں پلا ہے
اک دن نکلے گی جسم سے روح
یہ بات مگر سمجھنے کی ہے
کیا کیا نہ کچھ انتظام تھا وان
سو قوت اک آدمی پہ کیا ہے
اس سانس پہ اختیار کیا ہے
تا حق جینے کی یہ ہوس ہے

مٹی میں ملی ہیں صورتیں سب
گذریاں ہیں اسقدر زمانہ
اک نقش بر آب ہے یہ دنیا
مہلت نہیں آنکھ کھولنے کی
نابود اور لفظ بود ہے ایک
آغوش لحد میں اسکی جا ہے
سب کے لیے ایک ہی سبق ہے
اچھوں کو قضا بھی چاہتی ہے
پہنا دیتے تھے انس اور جن
ہر چیز کے واسطے فنا ہے
آئے تو خدا کی مہربانی
اس موت پہ کب کسی کا بس ہے

کیوں اے داؤد لحد میں براے نکیرین کوئی جواب سوچا ہے یہی کہوگے میں خدا ہوں سحر و ساحری میں یکتا ہوں سوچو تو یہ شیاطین ساتھ ہونگے جہنم سے بچا دینگے یہ سیلات سکرات و اموات و قبر جو بالتصریح خواجہ عمرو نے بیان کیے داؤد کم عقل ہے مثل بید تھرایا تمام جسم پسینے میں ڈوب گیا آہ کا نعرہ کیا کہا خواجہ عمرو براے خدا بس مجھکو جلد کھولدو قدموں پر اس شیر بیشۂ جرات کے گردن عذر عفو تقصیرات کروں للہ مجھکو صورت نجات بتاؤ گم گشتۂ راہ ضلالت کی رہبری کرو جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ داؤد الیا بیتاب ہواسوں سے سر گرانے لگا خواجہ عمرو گھبرائے کہیں ایسا نہو جسم سے اسکا مرغ روح پرواز کر جائے باپ کی بدحواسی پر ملکہ لالان خون قب سر پیٹنے لگی کنیزوں میں صداے گریہ وزاری بلند ہر ایک خرد و کلاں دردمند خواجہ عمرو

نے جلدی سے پڑھکر زبان سے داؤد کی سوزن نکالا کمند ون کو کاٹا داؤد لڑکھڑا کر
زمین پر گرا کبھی قدموں سے اسد غازی کے لپٹتا تھا کبھی گھبرا کر خواجہ عمرو سے کہتا تھا
ای شہنشاہ عیاران ای صاحب ایمان برائے خدا کلمۂ طیبہ زبان سے جلد فرمائیے تا قرار
وحدانیت رب اکبر کرون اس سرکشی سے تائب ہون ہر چند عمرو سمجھاتا ہی باتون مین ٹالتا ہی
کہتا ہے ای داؤد ہماری بات تو سنو ابھی کلمہ نہ پڑھو مطیع الاسلام ہوا افراسیاب خانہ خراب
سے لڑائی کا سامان کرو اور ہزارون کو صاحب ایمان کرو راہ خدا مین جہاد کرو طلسم کشا
کی امداد کرو جہاد کے بڑے بڑے شرف ہین انشاء اللہ بخشے جاؤگے ایسا وقت پھر
کبھی نہ پاؤگے داؤد جادو جواب دیتا ہی ای لطیفہ کردہ ہفت پیغمبران مین نے کوہ
گران معصیت اپنے سر پر اٹھایا رب اکبر سے ہمسری کا دعوی کیا نجات ناممکن اب اور
دوسرا بار اٹھاؤن کیونکر متحمل ہون راہ دور و دراز زاد سفر سے ہاتھ خالی منزل بیکشان
ایسا بار عظیم سر پر لکر کیونکر منزل طی کرونگا یہ جسم خاکی پروردہ صد ناز و نعم اسیر پنجۂ
رنج والم یہ نحیف و ضعیف اس بار معصیت کے اٹھانے کے لائق ہی یہ استخوان پہ صدمہ
پہونچے گا عیش و آرام کے عادی تکالیف یہ بربادی اب یہ بہت بڑا احسان ہی کہ بہت جلد راہ
ضلالت سے نکالیے باغ ایمان کی سیر کرائیے شاید کسی پھول کی بو دماغ مین پہونچ جائے
غنچۂ دل پژمردہ خاطر شگفتہ ہو اب آپ کے غلام ناکام سے کوئی کار دنیوی ممکن نہین اپنے
گناہون کبیرہ سے قلب مطمئن نہین کلمہ بتائیے عقاید دین مبین تعلیم فرمائیے ایک گوشۂ
تنہائی مین بیٹھکر عبادت پروردگار عالم کرون کیا عجب ہی کہ عذاب دوزخ سے رستگار ہون

خواجہ عمرو نے کہا ای داؤد وہ رحیم و کریم ہی سمیع و علیم ہی شعر

ہم حشر مین کہین گے خدا سے قدیر سے ٭ کیا کیا گنہ کیے تری رحمت کے زور پہ ٭٭ اسی شعر پر
حقیر مصنف نے مصرع لگا دیے ہین لائق ملاحظۂ ناظرین والا تمکین ہین صرف داؤد
اور خواجہ عمرو سے کلام تھا اگلا شعر اس مقام پر لکھا مخمسہ

روز نشور قہر سمیع و بصیر سے ٭ کانپینگے جسم دہشت حبس المصیر سے
پلہ قوی ہی ملے جناب امیر سے ٭ ہم حشر مین کہین گے خدا ے قدیر سے

کیا کیا گنہ کیے تری رحمت کے زور پر

وہ رحیم و کریم خالق بے نیاز رب کارساز رحمت اسکا شیوہ ہی گناہگارون کے گناہ بخشتا ہو اسکی ثنا و صفت مین زبان انسان ضعیف البنیان قاصر ہی ابیات

بہر چہ آفریدی و بستی طراز
جہان گردش انجم و آسمان
نبود آفرینش نو بودی خدا
نہ چون کردہ شد بر تو رحمت فزود

نیازت ندای از ہمہ بے نیاز
کہ چند انکہ اندیشہ گرد و بلند
نباشد ہمہ ہم تو باشی بجاے
ز تعظیم تو پیش تو ہست و نیست

چنان آفریدی زمین و زمان
سر خود بیرون ناورد از کمند
نہ خلوت بدی کافرینش نبود
اگر باشد و گر نباشد یکے ست

داؤد نے کہا خواجہ سنداسکرات نے آپ کے جھکو مارا روح قالب مین بھیجین ہی حقیقت مین وہ کب الشرین دہر مین ہیں ان رحیمی اسکی صفت لیکن قہار و جبار بھی نام ہی اسوقت آنکھون کے آگے تاریکی چھا گئی لذت عیش و عشرت دنیا نگاہون سے گر گئی میری دستگیری فرمایئے زیادہ نہ بھٹکایئے عمرو اسد سے اشارہ کرتا ہوا ای نور نظر تم کسی طرح اسکو سمجھا دو ابھی کلمہ نہ پڑھے افراسیاب سے اسکا مقابلہ کرنا بڑی مشکل ہی تم براے طلسم کشائی جاوگے ملکہ مہرخ و بہار پر افراسیاب جادو لشکر کشی کریگا وہ ہنگامے ہونگے کہ نہایت مشکل ہوگی آخر کیونکر تسکین دل ہوگی افراسیاب قصد کریگا کہ طلسم کشا کو ستاؤن مرحلات طلسم پر بر سر طلسم کشا لشکر کشی کرون یہ ساحر زبردست جو ہمارے ساتھ ہوگا افراسیاب سے برابر لڑیگا قدم نہ بڑھانے دیگا یقین کامل ہی سوائے طلسم نہ ہونے کے اور کسی شرف مین افراسیاب اس سے زیادہ نہین ہی کاہن ساحر زبردست اور ستارہ شناس خوشرو خوش لباس اسد غازی یہ سنکر اٹھے داؤد جادو کو گلے سے لگایا کہا ای نہنگ محیط افسونگری وای ڈوبے باسے دریاے ساحری آپ ہمارے بزرگ ہین اب ہر امر مین صلاح نیک دیجیے فتح طلسم کی تدبیر کیجیے آپ اس طلسم کے رازدار ہین صاحب جاہ و وقار ہین آپ کے نام سے ساحران ہوش ربا تھراتے ہین آپکی ہیبت و شوکت سے مکانات کے دم بہو نیز آتے ہین صرف آپ خداے زبر کیجیے مطیع اسلام ہوجیے گی تو قبول ہی سعادت دارین حصول ہی نظم

نشان گوکہ پردہ موجود ہی
سلیمان کا لشکر کرے مور سپت

رگ جان سے نزدیک معبود ہی
ہین مخلوق اسی کے زوال و کمال

اگر اسکی قدرت کا ہو بند و بست
غرض ہی ہمون کا برابر خیال

نہیں یاں حقیقت مین جاسے کلام	ہین اوصاف اُسی کے اُسی پر تمام

یہ کلام نصیحت انجام جو داؤد جادو نے زبان معجز بیان اسد نامدار سے سُنے اور زیادہ بیقرار
ہوا اسقدر رویا کہ ہچکی لگ گئی قریب تھا کہ دم نکل جائے بمشکل اپنے کو سنبھالا اتنا جواب دیا ای
آقاے نامدار وای مولاے قدر شناس ای رہبر راہ حقیقت وای خضر بادیۂ طریقت آپکے
کلام فیض انجام صفحۂ دل پر نقش ہوے روح کو راحت وہ قلب کو فرح بخش ہوے مگر غلام کی اب
راے یہی ہی کہ تائب ہو کر ایک گوشہ مین بیٹھ کر عبادت کرو امورات دنیوی مین اب ملوث نہو
زیادہ حضور تعریف نفرما مین کلمۂ طیبہ تھا مین غلام اپنے گناہان کبیرہ کو یاد کرتا ہو دمبدم فریاد کرتا ہی
کیون شہریار پیدا کرنیوالے کا ہمسر بنکر بیٹھا اس خیال مین اتحان جسم لرزان ہین جسکے کنگرۂ صنعت
قدرت تک طائر وہم وخیال نہ پہونچے اُسکا ہمسر بنے اس سے بڑھکر اور کیا گناہ عظیم ہو وہ رحیم وکریم
ہی شاید میری غربت پر رحم کرے جسقدر حضور سمجھاتے ہین عبرت بڑھتی جاتی ہی روح قفس جسم خاکی مین
گھبراتی ہی اب اسد وعمرو مجبور ونا چار ہوے اسد نے کہا نانا جان آپ کے کلمات نصیحت آیات
قلب پر اسکے تاثیر کامل کر گئے یہ نقش اب نہ مٹے گا اسد وعمرو نے حکم دیا داؤد نے طریقہ پر اسلام کے
غسل کیا طریقہ وضو بتلایا کلمہ پڑھایا داؤد جادو طیب وطاہر ہوا بصدق دل دائرۂ اسلام
مین آیا داؤد کو ایک لمحہ جب اسد ناگوار ہو عرض کی حضور دربار مین چلین کل سردارون
کو مطلع کرادون جو سرکشی کرے اُسکو سزا دون اسد نامدار لوح گلے مین پہنکر مسلح ومکمل
ہوے خواجہ عمرو بلباس عیاری سے آراستہ ہو کر ہمراہ داؤد بیرون باغ آئے
وزرا امرا نے دیکھا ایک جوان ماہ طلعت مہر صورت نیمچہ صاحب شوکت وجرات موافق
شعر سعدی علیہ الرحمۃ شعر بالاے سرش ز ہوشمندی ٭ می تافت ستارۂ بلندی
سپر فولادی پشت پر تیغہ برق مثال زیب کمر خود زرین بسر زرہ سونے چاندی کے کڑیون
کی زیب جسم انور سرو قد خورشید خد فتح وظفر دست بستہ پہلو مین آثار جلالت وشوکت چہرۂ زیبا
سے ہویدا آصف شکنی صفدری ناصیہ سے پیدا آگے آگے اپنے خداوند کو دیکھا دست بستہ
اُسی جوان صاحب لیاقت کی پشت پر مثل چاکران کمترین ایک شخص دُبلا پتلا نا مینا بلباس
عیاری سے آراستہ ساتھ ساتھ چلا آتا ہی سب حیران پریشان کہ یہ کیا ماجرا ہوا آج تو خداوند کسی کے

تابعدار معلوم ہوتے ہیں مگر خاموش ہمراہ ہو لیے آکر دار الامارہ میں پہونچے داؤد تخت پر نہ بیٹھا
مقام صدر پر بھی نہ بیٹھا مقام صدر پر پلنگ بہر اسد غازی بچھایا اُسپر شاہزادے کو جگہ دی آپ کرسی پر
بیٹھا ایک جانب خواجہ عمرو و وزرا امرا دست بستہ حاضر ہیں امیدوار ہیں کہ دیکھیں قدرت کیا فرماتے ہیں
داؤد نے سر اُٹھایا پکار کر بہ آواز بلند بعد ازین ایہا الحاضرین پہچانو یہ شیر بیشۂ وغا فاتح طلسم ہوشربا
شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی و مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری
آ پہونچے تمکو کیا خبر ہے خواجہ نے ہمکو گرفتار کیا احسان انکا کہ نہ قتل کیا اگر قتل کرواتے تمکو خبر بھی نہ ملتی
میری صورت بنکر افراسیاب جادو سے لوح طلسمی لے لی کتاب اُس بے کتاب کی ڈھونڈ ڈالی
طلسم کشا کو لوح ملگئی عرصۂ زمانہ تک اُس نے بچایا اس شیر صولت کو گنبد نور میں قید رکھا مگر قتل
نہ کر سکا انکے خدا نے انکو بچایا اس قید شدید سے چھڑایا جو مجھکو کذبی ثابت ہوا میں نے دعوے
باطل کیا تھا اُس پیدا کرنیوالے کا ایک حقیر بندہ ہوں جن صاحبوں کو اطاعت دین اسلام منظور ہو
اِس شیر صولت کی اطاعت کریں ورنہ میرے شہر سے نکل جائیں یہ کہنا بھی مجھکو بجا اسوقت کی میری
باتکو دل میں جگہ دو صفحۂ دل پر ایک ایک حرف کو نقش کرو طلسم ہوشربا ضرور فتح ہوگا اسے نامدار
قاتل افراسیاب ہی بہت قریب زمانۂ انقلاب ہے جو انکا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا ورنہ بخجلت
میں ٹھوکرے کھائیگا دربدر ہوجائیگی جان بچانی مشکل ہوگی دریاے ہوشربا میں تلاطم ہوگا آمد طوفان کی
قریب ہے حجت مسلمانان کشتی نجات ہے ہم تمہارے فرشتے راہ راست بتادی آیندہ اختیار ہے ہمکو
آج سے خداوند کوئی نہ کہے داؤد ذلیل بندۂ رب جلیل نام ہے دیکھو یارو باطل پرستی کا بد انجام ہے
ایسے کلمات عبرت آمیز جو داؤد جادو نے جب اپنی زبان سے کہے دربار میں ایک شور بلند
ہوا ہر ایک وزیر امیر قدموں سے داؤد جادو کے لپٹ گیا کہا اے شاہنشاہ ہمنے دل و جان سے
اطاعت دین اسلام قبول کی افراسیاب سے باپ سے لڑینگے جان دینگے انکا ساتھ تا بہ حیات
نہ چھوڑینگے محبت سے اِس شیردل کی منہ نہ موڑینگے کیا دولت لازوال پائی نعمت عظمیٰ اسلام
ہاتھ آئی داؤد نے سبکو مطیع الاسلام کرایا قدموں پر اسد و عمرو کے گرایا اُسی وقت کارگزاروں
کو بلا کر حکم دیا بہت جلد ایک عبادت خانہ تیار ہو ہم اُس میں بیٹھ کر عبادت کرینگے فوراً
ایک قصر مختصر مثل مسجد کے درست ہوا داؤد محراب عبادت میں صحیفۂ ابراہیمی لیکر بیٹھا چند صحیفہ خوان

جمع کیے انکو اپنی صحبت مین جگہ دی شاہنشاہ داؤد بندۂ خاص معبود کا یہ انجام ہوا کہ ہر وقت عبادت الٰہی مین مصروف لباس کہنہ پیوند دار جسم نحیف و ضعیف مین جب طاقت عبادت نہ رہتی اسوقت ایک ٹکڑا اٹھالیتا چند قطرے پانی کے پیتا کہ قلب کو تسکین رہے مگر شاہنشاہ اوج عیاری نے چار پانچ لاکھ ساحرون کا لشکر جمع کیا ایک نامہ مندرج کل احوال یعنے حصول لوح وغیرہ کا حال درج کرکے ایک ساحر تیز رو کو دیا کہ یہ نامہ جلد ملکہ مہرخ کو پہونچا دو زبانی بھی ہدایت کرنا کہ شہر داؤدیہ سے طلسم کشا نے کوچ کیا ہی آپ لشکر کو لیکر آئیے انشاءاللہ راہ مین ملاقات ہوگی نامہ دار اسی طرف چلا عمرو نے کوچ کا قصد کیا ملکہ لالان خون قبا کو حاکم ملک داؤدیہ قرار دیا ملکہ ناگن کو بخوبی سمجھایا کہ تم ملکہ کی حفاظت کرنا واضح رہے ناظرین ہو کہ خواجہ عمرو مع اسد نامور و مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے روانہ ہوے انکو راہ مین چھوڑیے ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو کا پہونچنا کوہ بلور پر اور کتاب دیکھکر گھبرانا اگاہ ہونا کہ لوح طلسمی ہاتھ سے گئی کتاب سامری بھی مٹی نہایت بیقرار ہونا اور طعن کرنا صورت نگار پر اور صورت نگار کا شرمندگی مین روانہ ہونا طرف شہر داؤدیہ کے آمادۂ قتل داؤد ہوکر و دیگر مقدمات متعلق داستان ہذا ساقی نامہ

ساقی اک جام اور دینا
دکھلا کہین آفتاب لٹھ
دم پر اب ضعف سے بنی کہ
ہی پردۂ ہجر بیچ کا اوٹ
ای کشتی دختر رز کے ملاح
صحبت اب تھوڑی دیر ہی اور
کہدے یہ مری طرف سے لٹھ
اب حال بہت چھپا نہ دل کر
پھر دل کی غم سرا ہو آباد

اٹھتا ہون بس اب [illegible] لینا
ہوتا ہی ساز نشہ پامال
ایذا سے فراق جانکنی ہی
شیشے کی سن رہا ہون قلقل
دے راحت روح شیشۂ راح
ہان جلوۂ دختر رز دکھا دے
آیا ہی ترا لقب سیہ ای ماہ
کچھ ذکر نہین اب خدا نہ کردہ
دیدا سے تیرے دوست ہون شاد

ای مہر سپہر شب مراد کے ماہ
بس بندہ نواز مہربانی
دل پھر سے پڑ رہی ہی اک چوٹ
آنکھون سے نہان ہی ساز دل
چلنے مین آخری ہی یہ دور
بچھڑے ہوے دوستی ملادو
الجھن ہی بہت خوش اسکا دل کر
اسواسطے پھر کیب ہی پردہ
کر قصۂ غم خوشی سے آغاز

دم بستہ ہی کھول پردۂ راز
منھ مین جو بھر آیا اُسکے پانی

ساقی نے یہ شکے پلائی
کی خامہ نے یون گہر فشانی

دریا کی طرح طبیعت آئی
غزل زیب الف محقق

تا باد صبا را بہ گلستان اثرے ہست
گل را نظرے جانب صاحب نظرے ہست

ہشیار ستمگر کہ لب نالۂ مظلوم
پوشیدہ ز چشم تو خدنگ اثرے ہست

تا ہست بہ بستانِ جہان فیض سحابی
از شجرۂ امید امید ثمرے ہست

غم نیست اگر روشنی دیدۂ من رفت
با چشم ترم شعلۂ آہ جگرے ہست

سیاحانِ دشتِ پرہول معانی ورہ نوردان جادۂ خوش بیانی اِس داستانِ شوکت بیان کو
یون تحریر فرماتے ہین شعر محرزانِ قصص صاحبان ذہن وذکا رقم یہ کرتے ہین اب داستان ہوشربا
جبکہ افراسیاب خانہ خراب بیخ طلسم خواجہ عمرو کو دیکر کتاب سامری کو بغل مین دبائے ہوے
حیران و پریشان لرزان وترسان افتان وخیزان ہردم یہی کہتا ہوا جاتا ہی ہاے کتاب خاص کو
اسکا بدانجام ہی اِس زور سے بغل مین دبائے ہون کہ شانہ ٹوٹا جاتا ہی اسپر ڈر ہی کہ بربادی نصورت
اپنی آئینہ خیال مین دکھائے کہین ہوا نہ نکل جائے اِس انتظام مین گو زندگی شکل ہی باد ہوائی باتون
پر طبیعت مائل ہی دیکھو صرصر وصبا رفتار بھی دہین ٹھہر گئین خداوند نے انکو کیون روک لیا
اب مجھکو یاد آیا اُسوقت نہ مجھکو دیوانہ بنادیا سواے بیخ دینے کے نشیب و فراز نہ سوچا اب
بڑے بڑے خیال آتے ہین ہوا نکلنے کے خیال سے ہوش اُڑے جاتے ہین کیونکر ہوا کو روکون
صرصر وصبا رفتار ساتھ ہوتین اسم بانستے ہین کوئی ہوا کے باندھنے کی تدبیر بتاتین اسی حال
خراب مین بر سرکوہ بلور پہونچا ہزار ہا کنیزین آکر حاضر ہوئین تخت براے افراسیاب سیہ بخت
آراستہ ہوا افراسیاب نے کہا مین تخت پر بیٹھکر کیا کرونگا مین خیال محال مین مبتلا ہون نام
سامری وجمشید جپتا ہون کتاب خاص دستیاب ہوئی دیکھیے کب مہلت ملتی ہی مین شبانہ روز
یہی مصیبت ہی سرباد وابرق وغیرہ باتون مین بہلاتے ہین حیرت جادو ناز وکرشمہ کرکے اپنی جانب
متوجہ کرتی ہی لیکن افراسیاب بچین وبیتاب کتاب بغل مین لیے بیٹھا ہی حیران حیران ایک ایک
کا منھ دیکھتا ہی صورت نگار بہت خوش ہی ملکہ حیرت جادو سے کہتی ہی کیون بوا حیرت تمنے
دیکھا خداوند مجھسے دل لگی کرتے ہین مدت سے مجھ مرتے ہین تمھارا ساتھ سنو تو مین بھی دوچار

دل نہ آتی ہمارے میاں مصوّر وہان رہنے کو نہیں منع کرتے صاف تو یہ ہی کہ وہ سب جادوگرون
کے خداوند ہین اولاد سامری ہین مرتبے اُنکے بلند ہین اُنسے کسی بات مین انکار کرنا بیکار ہی اُنھون
نے پیدا کیا ہی ننگا تھا دیکھین سے تو کیا ہوگا حیرت کہتی ہی واہ ہوا خداوند ہین تو ہوا کرین کیا
سبکی آبرو لینگے انہین باتون مین دو شبانہ روز بسختی افراسیاب نے کاٹے جبکہ معلم عالم آسمانی
خوانندہ کتب نکتہ دانی ادیب خوش نویس بے نظیر اعنی ماہ منیر طفلان ثابت و سیارگان کو چھٹی
دیکر قصر مغرب مین داخل ہوا اور مجتہد عصر آفتاب عالمتاب جماعت شجاع ہمراہ لیکر منبر فلک چہارم پر
خطبہ خوان ہوا اور زر روشن عیان ہوا افراسیاب نے کہا وہ جو بڑی سختی سے مین نے دو دو
راتین کاٹین اب تو آج تیسرا دن ہی سب صاحبون کی طبیعت مطمئن ہی کتاب کھولون پختہ ہوگئی ہوگی
صورت نگار نے کہا آج کا دن گذر جانے دیجیے شکوہ ملاحظہ کیجیے افراسیاب نے کہا بدولت
کی جان پر بنی ہی تو دن اور رات کا ذکر کرتی ہی اب ما بدولت سے صبر نہین ہو سکتا اگر ایک آدھا
ورق کچا رہ جایگا پھر بچھا جایگا سلطنت کرتے گو زمانہ گذرا کتاب کو کچا پکا نہ سنا تھا الٰہی قدرت
نے نیا لعنت فرمایا ہی دیکھیے انجام بخیر ہو اب کھولتا ہون صبر ما بدولت سے نہین ہو سکتا یہ کہکے
افراسیاب نے کتاب کو خروان سے نکالا سب سردار مصاحب گرد گھیرے ہوئے ہین
نگاہ سبکی لڑی ہوئی ہی سب سے زیادہ صورت نگار کی جان رہی ہی کہتی ہی کیا جلدی قدرت نے
میری خاطر سے کتاب بنا دی شاہنشاہ صاحب مہینون سرگردان رہتے جب کتاب ملتی مین نے
اُسی وقت تیار کروا دی ہان شاہنشاہ کھولو تو حرف حرف پر نگاہ ڈوالو ایک ایک سطر مشابہ
بہ زلف محبوب ہوگی عبارت بہت خوش اسلوب ہوگی ہر دائرۂ عشرت فزا نکتہ اسکا خال چہرۂ
معشوق دلربا افراسیاب نے کہا اب خاموش رہو سامری و جمشید کا نام لو کتاب کھولتا ہون
سب نے کہا کھول دیجیے مضامین فرحت آگین پر نگاہ پڑے تسلسل عبارت سے طبیعت اُسکے
افراسیاب نے ڈرتے ڈرتے کتاب کو کھولا پہلا صفحہ سادہ پایا صورت نگار نے کہا دیکھیے حکم
کے خلاف ہو گیا حرف اُڑ گئے کاغذ صاف ہو گیا ہم منع کرتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا ہم ناحق خدا
سے شرمندہ ہوئے افراسیاب نے بصد پیچ و تاب کہا اے صورت نگار تمھاری زبان
نہین رکتی میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین مجھکو رنگ دگرگون معلوم ہوتا ہی یہ کہکے جو ورق الٹا

صاف وشفاف حرف کیسا نقطے کا بھی نام نہین سفیدی اسکی جسے شیر سوادسے کام نہین جب دس
بیس ورق اُلٹے عبارت ظاہر ہوئی صورت نگار نے کہا او شاہنشاہ بہت کچھ لکھا ہی تمھاری تقدیر کا
نوشتہ ہی نامن کو گھبر لگئے کتاب بڑی تھی ایکدن پشیتر تمنے کھول کر بھی رنگی تھی اتنے ورق بھی نہین بنے
تھے تک بن جائینگے بروقت کاہل جانے کے حرف پیسنگے چمن گئے اب تمھر بنانے والے کا کام ہی
ہر طرح قدرت کا کام ہی افراسیاب نے حرفون پر نگاہ ڈالی کہا ہماری زبان ورانہ دیکھ تو کیا لکھا ہی سیاہی
حروف دیکھکر میری آنکھون مین اندھیرا آگیا ہی اسے عربی فارسی پڑھنے والون کو لاؤ اس مین
سو حل لکھا ہی جلد ترجمہ کراؤ اس تحریر پر پیچ کو سترجم صاحب سمجھینگے منشی احمد حسین قمر کو بلاؤ وہ
ترجمہ بہت صاف صاف کرینگے مین نے عبارت اُنکی دیکھی ہی زبان صاف وشفاف ہر شخص جوان
خواندہ ناخواندہ خاص وعام نے اُنکی زبان کو پسند کیا ہی ہمسانے شاہنشاہ حضور ان خطاب دیا ہی
ابریق نے کہا حضور مین نے فارسی پڑھی ہی اُردو کی کتابین بھی اکثر دیکھی ہین مجھے دیجیے افراسیاب
نے کہا میرے پاس آؤ اے بھائی جلد اسکا مطلب سمجھاؤ ساری کتاب مُعمّا اسمعا مین سے بترا
صرف دو ورق لکھے ہین اس مین تمام ہوشربا کا حال کیونکر معلوم ہوگا ابریق نے سر جھکا کے
کہا حضور اول کا لفظ مین نے ہجے کر کے نکالا ہی زیر زبر بھی بنے ہین دیکھیے لکھا ہی یا فتاح العلیم
اُسکے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم اب آگے مین نہ پڑھونگا شاہنشاہ خفا ہونگے افراسیاب نے کہا کیا
کیا خطا ہی پڑھنے مین کیون عذر کرتے ہو کہا حضور مین نے دونون ورق پڑھ لیے لفظاً لفظاً پڑھون
یا خلاصہ بتادون افراسیاب نے کہا میان وزیر صاحب تم کہکو سمجھے سے معلوم ہوتے ہو
کتاب کا پڑھنا ہی یا بھانڈون کی نقل ہی ابریق نے کہا زبان سنبھالیے کوئی کلمہ کثت منھ سے
نہ نکالیے ہم بھی قوم کے شریف ہین دیکھیے کپڑے بھی عمدہ پہنے ہین باپ دادا جولاہے تھے ہم تو
تھان کے تُرسے ہین اجو تانا تمھاری نہین کرتے ہین وزارت کا دم بھرتے ہین یہ سارا مضمون
خواجہ عمرو عیار کے ہاتھ کا لکھا ہی یوح اُسنے خداوندوا ڈونگرآپ سے لے لی کتاب سامری
ڈھونڈ لی پونے دو سو خداوندون کے پرستارون کی آبروئی خوب دریا دلی دکھائی اتنجو
افراسیاب جادو چیخنے لگا کہا لو صاحبو غضب ہوگیا لوح طلسمی ہاتھ سے گئی اب طلسم کشا سرکشی کریگا
ایک ایک ملازم سرکشی کریگا آجتک بدولت مسلمانون سے منھ نہ پھیرتے تھے جب قتل کیا شکست کی

اب طلسم کشا کے سامنے سے بھاگنا پڑیگا وہ لوح طلسمی چھپا لیگا جانیکا خوف تو بڑی چیز ہی اُس ناچیز کے
سامنے سے منھ پھیرونگا اگر ایک سحر کرون طنابین آسمان کی زمین پر کھینچ دون طبقات زمین آسمان پر
پہونچاؤن میری افسون گری نے نام سامری و جمشید روشن کیا مگر یارو عمرو نے خداوند داؤد
کو کیونکر گرفتار کر لیا کیا کرشمہ کیا یہ سارہبان زادہ وہان کسطرح پہونچا اب نہین معلوم قدرت پر کیا
گذری ہوگی کیون ای صورت نگار تمنے ہمکو ڈبو دیا ارے یہ تو دیکھو صرصر و صبا رفتار کہان ہین
گئی دن سے میری آنکھون سے نہان ہین جو کہ میرے ساتھ گئین وہ صرصر و صبا رفتار نہین آئین
کہین سے ڈھونڈھکر تحفہ سامری لاؤ خدمت مین ایہان زمرد پوش نانی اماّن کے جاؤ انکے پاس
اوراق متفرق موجود ہین اول اُس مین حال صرصر شمشیر زن و صبا رفتار دیکھکر دریافت کرو
ابریق نے کہا غلام ابھی جلد جاتا ہی کوہ بلور پر قیامت برپا ہوئی اب ملکہ صورت نگار بھی گھبرا
گئی ہی یہ کیا نقشہ ہوا افراسیاب کہتا ہی ای صورت نگار تو نے مجھکو تباہ کیا کسی کام کا نہ رکھا
دربار خداوندی مین ایسی باتین کین مجھکو گھبرا دیا ای صورت نگار مین سچ کہتے ہونگا اسے

مضمون غزل زیب النسا یاد آیا غزل

روز نوا ہم سری چو آید آشنا دشمن شود
خرم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود

ہر کہ پیش از وقت درمان خواہ درد سر بود
گر کشش بو علی باشد دوا دشمن شود

چون ز بلبل بخت برگردد بہ سر غم باغبان
حسن گل را جنبش باد صبا دشمن شود

رو بسوے ہر کہ آرم رو بگرداند ز من
بخت چون گردد زبون بر تن قبا دشمن شود

بر مراد ما نزد در ہم اگر باد مراد
در محیط عافیت ہم ناخدا دشمن شود

نیست مخفی در دل ما کسے چون دشمنی
ہر کہ با ما دشمن است او را خدا دشمن شود

سراسر میرے ساتھ سب نے دشمنی کی حقیقت مین میری عقل میری دشمن ہو گئی خاص اس راہ
مین تو رہزن ہوئی شیرو زر پر سب ساتھ تھے کسی نے صلاح معقول نہ دی بیچ دریا مین کشتی ڈوبی
اس اثنا مین ابریق وزیر پردہ ظلمات سے جاکر رقعہ جمشیدی لایا پہلے افراسیاب جادو
نے اس مین حال صرصر و صبا رفتار دیکھا کہا صاحبو وہ بیچاریان فلان صحرا مین درختون پر
بندھی پڑی ہین ابریق جلد جاکر لاؤ ابریق کوہ شگاف گیا صرصر شمشیر زن و صبا رفتار کو

اٹھا کر لایا دیکھا کہ وہ بیچاریان بندی پڑی ہین پٹیان بیہوشی کی دماغ پر چڑھی ہین بیہوش ہین بعد ہوش افراسیاب
جادو نے کہا انکو ہوشیار کرو جب دونون ہوشیار ہوئین دیکھا عجب صحبت ہی شاہنشاہ غصے مین کانپ
رہے ہین حیرت جادو بال کھوسے پیٹ رہی ہی صورت نگار بدحواس تمام دربار محفل خاموشان
رنج و ملال ہر ایک کے چہرے سے عیان افراسیاب نے کہا ای صرصر و صبارفتار ہمنے تمکو
کہان بھیجا تھا دونون نے کہا ای شاہنشاہ ہم شہر داؤدیہ مین گئے جبکہ باخداوند مین پہونچے
دیکھا بخوبی پہچانا ساربان زادہ تخت خدائی پر موجود ہی وہان ہمنے بولنا مناسب نجانا کہ ذرا تم سے
بیٹھینگے سب امیر وزیر اسکی خدمت مین حاضر ہین ہمکو گرفتار کریگا اسوجہ سے ٹالا جواب نامہ لیا پہونچ کے
پہلے گرجا کر شاہنشاہ سے عرض کرینگے انتظام ہو جائیگا راہ مین ایک کو برق نے گرفتار کیا ایک
کے لیے جنگل مین شیر بیٹھا تھا یعنے نگوڑا ضرغام شیر دل چھپا ہوا تھا اُسنے دام تزویر بچھایا ہمکو
پکڑ کے درختون پر باندھ دیا کاغذ لے لیے یہ فرمایئے ہمارے بعد کیا ہوا افراسیاب جادو نے کہا
ای صرصر شمشیر زن اب زندگی دشوار ہی بیان کرنا بیکار ہی تم دونون کی صورت بنکر برق و ضرغام
یہان آئے کاغذ تو سند کے اُنکے پاس موجود تھے مجھکو لگا کر شہر داؤدیہ مین لیگئے مگر مین نے عیارون
کی بات کا اعتبار نہین کیا جو کچھ کیا صورت نگار کا فعل ہی مین نے اسکے اعتبار پر لوح حوالے
کردی اُسنے آپ سے ناز و نخرے سامنے خداوند داؤد کے بیچ ساربان زادے نے خوب سینہ
کو ملا دلا چھاپ بوسے لیے دست درازی کی مرشد زادے صاحب ہنسے دیتے تھے ایسے نامردی بی نگاہ
سے نہین گذرے جورو کی یہ گت بنے اور شوہر خوش ہو یہی دبدبہ مکے جاتی تھی
لوح دیدیے بعد لوح حاصل ہونے کے اُسنے کتاب دُھو ڈالی صرصر و صبارفتار کو سناٹا آگیا
کہا ای شاہنشاہ حقیقت مین بُرا ستم ہوا یہ تازہ غم ہوا کیون بی ملکہ صورت نگار صاحب آپ
نے بڑے مزے اڑائے ساربان زادہ ایسی باتون کی فکر مین رہتا ہی خیر ہوئی اگر تم رات کو
رہجاتین وہ نگوڑا بدمعاش عیار مکار تمکو شراب پلا کر خراب کرتا اب کیے کیا ہوگا شاہنشاہ جہان
دینے پر آمادہ ہین اب کچھ تدبیر کرو ناحق کی کائین کائین سے کیا فائدہ یہ کہکے دونون
عیار بچیان اُٹھین افراسیاب کے قدمون سے لپٹ گئین کہا ای شاہنشاہ اپنی جان دینگے عیاری کرینگے
عمرو کا جی چھڑوا دینگے مگر بی ملکہ صورت نگار صاحب قدرت کی بنو کہلاتی ہین ساحرہ بھی زبردست

زمین ساری آگ بھی انہیں کی لگائی ہوئی ہے اب کچھ فکر معقول کریں لونڈیاں تو ہر وقت سر تیلی پر سے کیے ہوئے ہیں ہم مجبور ہیں کہ سحر نہیں جانتے عیاریاں کرنے میں کمی نہ کرینگے اب سب نے صورت نگار کو برا کہنا شروع کیا جو مہر انتخابی ہے جس سے انگھیں ملاتی ہے وہی کہتا ہے واہ بی صورت نگار بڑا احسان کیا لوح کو ہاتھ سے کھو دیا اب طلسم کشا کس سے دبے گا ساحروں کو کس کے قتل کریگا فخر رستم و اسفندیار ہے جرأت و شمشیر زنی میں صاحب وقار ہے اب اسکی بن پڑی لوح طلسمی مل گئی بعض کہتے ہیں شاید شل فرخ و بہار و باغبان بی صورت نگار صاحبہ بھی ملگئیں لگا کر شاہنشاہ کو لے گئیں اب کسی مقام پر بڑا دھوکا دینگی شاہنشاہ کے جان جانیکی فکر کرینگی اتنا بڑا کام کیا صاحب خوب نام کیا اب طلسم ہوش ربا کا ہیکل بجیگا بڑے بڑے لوگ طلسم کشا کے دستار میں مرحلجات کا فتح ہوتا گیا مشکل ہوئی قدم با قدم رہبری کرگی جو ساحر مکر و حیلہ کرنیکا ارادہ کریگا طلسم کشا لوح دیکھے گا سنا ہے کہ وہی مضمون لوح میں نکل آئیگا عجب صورت ہے لوح طلسمی بڑی نعمت ہے نگہبان طلسم کشا اگر سامری و جمشید بھی سحر کریں صاحب لوح پر تاثیر نہو ان باتوں کو سن سنکر یہ نقشہ ہوا کہ صورت نگار سن ہو گئی بے اختیار رو نیلگی کہا صاحبو زبان سنبھالو ایسے کلمے زبان سے نہ نکالو میں سامری و جمشید کی بہو ہوں مسلمان سے سازش کرونگی اپنے نانا دادا کو برا کہلواؤنگی میں کیا آگاہ تھی کہ ساربان زادہ خداوند داؤد بنا بیٹھا ہے مگر خیر ای شاہنشاہ جو کچھ ہوا میری ذات سے ہوا اب یا جاکر جان دونگی یا لوح کی فکر کرونگی اگر داؤد جادو نے اطاعت مسلمانان کی ہے سحر و ساحری میں بیشک مجھ سے زیادہ ہے مگر عیاری مکاری جو کچھ مجھ سے ہوسکیگی تامل نہ کرونگی میاں داؤد کی بوٹیاں کاٹونگی اور یا زندہ نہ پلٹونگی اسوقت مصور کی بیقراری زوجہ کے واسطے اشکباری کہا ای ملکہ عالم میں بھی تمہارے ساتھ چلونگا جو تصویر انکا تیار ہے اس مغرور بدمست بادۂ غرور کو دیوانہ نکردوں تو نام میرا نبیرۂ جمشید نہ رکھنا صورت نگار نے کہا صاحب داؤد کے سامنے سحر و ساحری کا کام نہیں اگر ہو خفا ہو بلادیگا آسمان کو زمین سے ملادیگا نہیں معلوم کیا کیا تدبیر کرونگی کسی کی میرے ساتھ ضرورت نہیں اب مجھے طعن و تشنیع نہیں سنے جاتے اگر یہ کام میرے ہاتھ سے ہوا میں کسی کو منھ نہ دکھاؤنگی اب تو ہر ایک کی زبان پر یہ جاری ہے کہ ملکہ صورت نگار طلسم کشا کی شریک ہو گئی لوح جا کر دیوادی اب بر لے شرکت جاتی ہیں یا لوح لیکر آتی ہیں جو کچھ ہوگا اظہر من الشمس ہو جائیگا

لینے والون کو بخوبی یقین آئیگا جسطرح شاہنشاہ طلسم ہوشربا کی لونڈیان باندیان شریک مسلمانان ہوئین اُسی طرح ہم بھی اسد کا ساتھ دینگے اب شاہنشاہ سے سر میدان لڑینگے یہ کہکر لباس تبدیل کیا اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جوش فکر مین گویا دریاے سحر مین غوطہ مارا اُسوقت افراسیاب کو بھی انتشار ہوا صورت بیقرار ہوا مگر صورت نگار نے کسی کا کہنا نہ مانا ملکہ حیرت جادو نے جو زیادہ کہا صورت نگار نے خنجر کھینچکر گلے پر رکھ لیا کہا ای زوجۂ شاہنشاہ اب کچھ نفرمایئے لونڈی بہت ذلیل ہوئی لائق منھ دکھانے کے کسی کو نہین رہی ایسی سخت جان ہون کہ موت نہین آتی یہ کلمات کلانے سُنکر دل صورت نگار شاہنشاہ کی دشمن ہین اپنے ناناجان داداجان کے بندون کے لیے رہزن ہین عزت و آبرو بالکل ڈبوگئی ملکہ حیرت جادو نے دیکھا اُسکو انتہا کا رنج و غم ہے سامری و جمشید کی بہو کہلاتی ہے خطاے فاش ہوئی بہت شرمائی ہے کہا اچھا بی بی سامری و جمشید کے سپرد کیا صورت نگار آمادۂ قتل شاہنشاہ داؤد جادو ہوکر طرف ملک داؤدیہ کے روانہ ہوئی حسب حال اِس معاملہ کے ناظرین یہ غزل ملاحظہ فرمائین غزل

خطا بجا ہے کسکی کیا اور کفیل کیا ہوگی ۔۔۔ مرے نجات کی یارب سبیل کیا ہوگی

صنم تو ایک ہی کعبہ جو تم بناتے ہو ۔۔۔ بناے کعبۂ دل ای خلیل کیا ہوگی

کسی ہی ایسی کہ ہی نون تیغ ابروے یار ۔۔۔ اب اِس سے بڑھ کے کوئی تیغ اصیل کیا ہوگی

ہرن کی آنکھ کہ چیتے کی رنگی اگر ۔۔۔ تمھاری چشم و کمر سے ذلیل کیا ہوگی

ہمیشہ فرقت سنگین دلانکا غم کھایا ۔۔۔ غذا کسی کی اب اس سے ثقیل کیا ہوگی

قیامت آئی بھی گذری بھی پر نہ وصل ہوا ۔۔۔ اب اسطرف سے بھلا اور ڈھیل کیا ہوگی

ہرا کی آنکھ کی الفت کا روگ نرگس کو ۔۔۔ غرض جو ہی تو یہی ہے علیل کیا ہوگی

ملے کے دوستون کی وہ اگر بنے رہبیل ۔۔۔ قبول خادمین تو سلسبیل کیا ہوگی

ملکہ صورت نگار تو اُدھر سے جاتی ہے وقت پر ذکر ہوگا اسد غازی مع فوج ظفر موج شہر داؤدیہ سے کوچ کرکے روانہ ہوگئے یہ بھی حال اپنے مقام پر تحریر ہوگا

در ذکر داستان حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق اسیر طرۂ گیسو ذبیح خنجر ابرو حسن و جمال زین یکتا ملکہ لالان خون قبا کے بیان ہوتے ہین

بعد جانے اسد نامور کے وہ باغ جس میں کئی مہینے گل گلزار صاحبقرانی کا گذرا با آشوبِ ہجر جلسۂ عیش و نشاط آراستہ رہا اب جو بعد جانے اُس سرو قد کے باغ پر نگاہ پڑی خارِ فراق دل میں کھٹکا ہر پھول شعلۂ آتش معلوم ہونے لگا تماشے باغ دیکھا آہ کا گمان ہوا سنبل کو دیکھکر اور زیادہ دل پریشان ہوا رعنائی پھولوں کی کب آنکھوں میں سماتی ہے نرگس بھی غصہ میں آنکھ دکھاتی ہے طائروں کی زمزمہ پرائی سے سر پھرتا ہے قطرۂ اشک آنکھوں سے چنگاری بنکے گرتا ہے یاد گل رخسار اسد نامدار میں گھبراتی ہے سرو چمن کو دیکھا صورت قامت محبوب آنکھوں میں پھر جاتی ہے نظم مصنف

بیتابیِ دل جو زار پائی
دل کے وہ تمام زخم آئے
آنکھوں سے تھے رخنہ اشک جاری
دم رکتا تھا بار بار اسکا
تھم جاتی کبھی جو آنکھ دکر
پڑتے تھے بدن پہ آبلے سے
روکے ہوئے اسکو لاغری تھی
گہ عزلِ توان وتاب کرنا
فریاد نے گر کبھی کیا جوش
صبر آکے پکارا ابیٹھ نامرد
سونے دیتا نہ بخت بیدار

سو بار اُٹھے اٹھا بٹھائی
برباد ہوا سب مثلِ نکہت
پھولوں پہ پڑی تھی اوس ساری
سر عقل سے ہوگیا تھا خالی
پھراتے تھے وحشیٔ خفقان گر
بھولے سے جو اسطرف کو آتی
تھامے استون کو بے پری تھی
بالین پہ جو شب کو خواب آتا
کم گوئی یہ کہتی تھی کہ خاموش
سر کھینچا اگر کبھی فغان نے
رونے دیتا نہ ضبط زنہار

پھوٹی قسمت کو رو کے جاسے
اڑتی تھی غبار بنکے رنگت
اللہ رے اضطرار اسکا
چہرے پہ ذرا نہ تھی بحالی
تپ چڑھتی سموم کے چلنے
ساتھ اُسکے صبا بھی خاک اڑاتی
گہ عقل پہ کچھ عتاب کرتا
بیداریوں کا ادب بٹھاتا
پہلو سے اگر کبھی اٹھا درد
کھولا نہ دہن کا در زبان نے
راحت سے پئے دل جگر آزار

آزاد ہی عشق کا گرفتار
آٹھ پہر خاموشی سے کام گرفتار رنج والام صحبت گذشتہ کی یاد

قلب مائل فریاد دل صرفِ بیقراری آنکھیں آشناے اشکباری خواب وخور حرام تڑپنے سے ہر وقت کام اگر کسی نے کچھ کلام کیا ٹھنڈی سانس بھر کے رہگئی لیکن جواب نہ دیا ناگن وزیر زادی ہر چند بہلاتی ہے دل نہیں بہلتا لاکھ لاکھ ضبط کرتی ہے مگر قلب نہیں سنبھلتا جب ایک ہفتہ اسی عالم میں گذرا آب ودانہ بالکل ترک ہوگیا آٹھ پہر غم کھاتا خونِ دل پیتا ناگن نے محبت سے گلے میں ہاتھ ڈال دیے کہا کیوں واری آپ کو چپ لگ گئی ہمارے کلام کا جواب

نہین ملتا آخر اسکا انجام کیا ہوگا وہ مردِ بیزادہ حشم گستاخی افراسیاب ایسے ظالم سے لڑائی اسکے واسطے دعا کیجیے کہ خدا دشمن پر مظفر و منصور کرے آپکا لگانا نہ پایا اسکے واسطے مضر ہے وہ بھی وہان گھبراتے ہونگے اگر انکے قلب کو اطمینان ہوا پراگندہ خاطر ہے انتظام جنگ مین فرق آیگا دشمن کی بن پڑیگی لڑائی مین طبیعت کیونکر لگی خدا نے ایسا فضل شریک حال کیا ہے تو بالکل بیدست و پا ہے ابتو انکو ہیچ جاسمی لی کسی کا سحر بھی تاثیر نہ کریگا جرأت و شوکت مین فرد ہین ساحنا مرد ہین شمشیر زنی سے انکی عقرا ہینگے سب کفار سامنے سے روبفرار لائینگے اسی ہفتہ عشرے مین انشاءاللہ ضرغام شیر دل عیار انکا فتح نامہ لیکر آپکا سٹن بھیجیگا افراسیاب خانہ خراب مارا گیا اس ہنگامہ گیرو دار مین آپکو کیونکر ساتھ لیجاتے واسطے برحال ملکہ حجین الماس پوش آپکو بھی تو لشکر مین چھوڑا ہے۔ اسنے ذہن لیا بعد فتح طلسم سب ایک مقام پر ہو جائینگے عیش و راحت کے سامان مہیا ہونگے ہلے خدا صبر کیجیے دل شادو مسرور کراسنے سمجھا بیٹے آٹھو پہر رونا بہتر نہین ہے دشمنون کو بڑا عارضہ ہوجاے قسمت پر رو زسینہ نہ کمائے جب ناگن اس آوارہ دشت رنج و محن کو اسطرح سمجھایا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر جواب دیا مصرعہ کیا بتاؤن کہ جو حالت دل ناشاد کی ہے ۔ای خیر خواہ مین بد نصیب سب کچھ سمجھتی ہون مگر دل بیقرار نہین مانتا آٹھ آٹھ آنسو روتا ہے لہذا لمفرد بالضرور پڑھتا جاتا ہے غزل

فراقِ یار مین مجھپر اذیت بڑھتی جاتی ہے　　شبِ ہجران تو گھٹتی ہے مصیبت بڑھتی جاتی ہے

عروجِ حسن ہے انکا محبت بڑھتی جاتی ہے　　ہمارا آنی ہے جو میری وحشت بڑھتی جاتی ہے

مجھے منظور ہے دم بھر نہ وہ اوجھل ہون آنکھون سے　　انھین پروا نہین کچھ اور نفرت بڑھتی جاتی ہے

نجانے کسطرح انکی طبیعت مین تلون ہے　　خدایا خیر کرنا اب محبت بڑھتی جاتی ہے

غم و رنج و الم کی ہجر مین دل پر چڑھائی ہے　　غضب کی جا ہے اس لشکر کی کثرت بڑھتی جاتی ہے

ترے گیسو کے سودے مین نکلتے ہین جن ایسے بھی　　غریبون کی مصیبت پر مصیبت بڑھتی جاتی ہے

نباہ اسکا بہت دشوار ہے اب دیکھیے کیا ہو　　وہ کم کرتے ہین اور میری محبت بڑھتی جاتی ہے

دکھایا یاس کو مشقِ سخن نے رنگ یہ اپنا　　خدا کے فضل سے اسکی طبیعت بڑھتی جاتی ہے

ابتو اپنی زندگی سے بیزار ہون شاہد مرگ کی خواستگار ہون مجھے کیا کہون دل مین آتا ہے کہ اپنی جان دون یا کچھ کھا کر سو رہون کہ اس بلاے رنج فراق سے چھوٹون شعر غم فراق کو مین جانون یا خدا جانے

جو میرے دل پہ گذرتی ہی کوئی کیا جانے شعر نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ٭ حدیث دل بکہ گویم
عجب غمے دارم ٭ ہر وقت خیال خام تصور ناتمام درپیش ہی اگرچہ یہ بھی پس و پیش ہی کہ افراسیاب بڑا بادشاہ
جابر و قاہر ہی اُسکے سحر و ساحری کا حال سب پر ظاہر ہی ایسا نہو کہ دھوکا دیکر یہو سے دہ تو بیچے
مسلمان میں نیک و بد دنیا کا نہیں جانتے دوست دشمن کو نہیں پہچانتے مین اگر ساتھ ہوتی ہر وقت
بھاتی رہتی کہ صاحب بارگاہ سے باہر نہ جاؤ اس زمانے میں کسی سے نہ ملو دربارگاہ پر پہرے مقرر
کرتی غیر اُنکے سامنے نہ آنے پاتا بخوبی انتظام ہو جاتا ناگن وزیرزادی نے جواب دیا جوش محبت میں آپکو خیال
ہی ناحق کا رنج و ملال ہی خواجہ عمرو ایسے عیار اُنکے بزرگ چاہنے والے اُنکے ساتھ میں جو آڑتی ہوئی
چڑیا کو پہچانتے ہیں ارسطو و لقمان کو طفل مکتب جانتے ہیں اُنسے بہتر کیا انتظام کرتیں دوست دشمن کو
کیونکر نہ پہچانینگے ان خیالات کو دل سے نکالیے رنج و الم کو مٹا لیے ملکہ نے کہا ناگن یہ سب دل گھبراتا ہی
کلیجہ منہ کو آتا ہی آخر سب کنیزوں نے باہم صلاح کرکے کہا بی وزیرزادی صاحب اگر آپ کے نزدیک
مناسب ہو تو ملکہ کو واسطے سیر و شکار کے صحرا میں لے چلیے یقین کامل ہی کہ وہاں جا کر دل بہل جائیگا
طبیعت کو فرحت ہوگی قلب ناصبور آرام پائیگا اس رائے کو ناگن وزیرزادی نے بھی پسند کیا کہا
اچھا جو اچھا جلد واسطے شکار کے انتظام کرو صید گیر چیلے قراول وغیرہ کو حکم دو کہ جلد در دولت پر حاضر ہوں
اسیوقت سب کارگذاران شاہنشاہی انتظام میں مصروف ہوے چیلے میر شکار کتوں کی جوڑیاں
چیتوں کی چار پائیاں باز بہری جرہ لگر جھگر وغیرہ رات ہی کو ان سب اشیا کا انتظام ہو گیا جبکہ
شہسوار فلک چہارم یعنی آفتاب عالمتاب برائے صید و شکار کنہ شعاع ہاتھ میں لیکر صحراے فلک میں
داخل ہوا ناگن وزیرزادی نے ملکہ کے قدموں پر ہاتھ رکھا ملکہ نے کہا ای وزیرزادی کیا میں سوتی
ہوں اپنی تقدیر کو روتی ہوں یہ کہکے آنکھیں ملتی ہوئی خوابگاہ سے اٹھی ناگن نے طشت و آفتابہ منگوایا
منہ ہاتھ دھلوایا باتوں میں بہلایا ملکہ نے مردانہ لباس پہنا خود زرین سر پر رکھا گلگتا چست زرہ جسم پر درست
کمان کیانی مثل ہلال پہلوے ماہ تاباں میں تیروں کا ترکش مثل دم طاؤس بائیں شانے پر حمیص و تیر و لبلدوز
جو طائر وہم و خیال کو شکار کریں مثل سنگ سے پار گذریں نیمچہ برق مثال زیب کمر سپر پشت پر مثل قرص
قمر ایں آن بان سے ملکہ بارہ دری سے برآمد ہوئی مادیان عربی برق رفتار صرصر کردار آراستہ ہو کر سامنے
آئی دامن زرہ گردان کر پشت مادیان پر سوار ہوئی نیزہ ہاتھ میں لیا مادیان کو کاوے پر لگایا بارہ ہزار

نازنینان پری پیکر لباس مردانہ پہنکر مرکب ہاے تازی و کچھی و ابلقی پر سوار ہوئین اس کروفر سے برائے شکار سمت صحرا چلین ناگن کا توسن ہمرکاب ملکہ کے تہا جو ہواے سحری چلی فرحت تازہ و سرور بیاندازہ حاصل ہوا ملکہ نے کہا کیون اے وزیرزادی یہ سفر خدا ایسا مبارک کرے کہ ہمارے پردیسی اپنے باغ سے کنیزین صحرا مین خبر لیکر آئین کہ حضور جلد چلیے طلسم کشا طلسم کو فتح کرکے آئے کیون ناگن اگر اسد دلاور ہمارے باغ مین آئین اور ہمکو وہان نپائین یقین تو ہی کہ بہت گھبرائین چلتے وقت بھول گئی کنیزون کو بٹھا دیتی کہ اگر وہ چہین ملکہ کہان گئین تو سب کنیزین کہین کہ حضور آپ کے فراق کا صدمہ اُنسے نہ اُٹھ سکا ملکہ کا انتقال ہوا ناگن نے کہا واری ایسی باتین نہ کیجیے وحشت ہوتی ہی یہ فکر بیجا اس کموتی ہی دیکھیے صحراے سبزہ زار ہی ہر گل بوٹے پتا نہ بہار ہی دیکھیے جھاڑیون سے ہرن نکلنے لگے اپنے مقام سے اُٹھے تیر کمان سنبھالیے شکار کیجیے باندارون نے باز چھوڑے بہری نے طائرون کے کان کھوے باز بھی شکار سے باز نہ آیا ہر پرند کا خون بہایا شکاری کتے ہرن پر جا پڑے تازی بات ہی ستو زور بیان کرنے لگے ناگن نے ملکہ کو شکارگاہ مین بہلایا دن بھر شکار کھیلا شبکو بارگاہ استادہ کرائی صحبت عیش آراستہ کی ملکہ لالان خون قبا ہر روز شکار مین مصروف رہتی مین مگر فراق اسد کا رنج سہتی ہین انکو تو اس حال مین چھوڑیے دوسرا اظہار مضمون شکار کیجیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان بدکردار ملکہ صورت نگار کے تحریر ہوتے ہین جلادون کاشتکار زمین طلسم مین تخم غم ظالم بوتے ہین ساقی نامہ مصنف

ہی ساقی جنگ کو کہان ہی
کس رند کے قتل کا ہی سامان
آیا ہی زمانہ اور ساقی
ظاہر ہی کہ خوب جنگ ہوگی
رندون کا یہی کلام ہوگا
روشن ہی قمر پہ حال انجام
مجھے روتا ہی خندۂ گل کا
ہم کسی نشانہ مین سے پوچھینگے

کیون بادہ کشون سے سرگران ہی
مقتل ہی کہ تیرا میکدہ ہی
بدعت کا ہی اتحاد و ساقی
ہی بادہ کشون کا حال ابتر
اس ظلم کا انتقام ہوگا
غزل مومن حسب حال مضمون
دھیان ہی مجھے فصل گل کا
سبب آشفتگی کا کل کا

ہی موج شراب تیغ بران
کہتی ہی کہ شیشہ مین خون بھرا ہی
اس دور مین کیا آتنگ ہوگی
بچ بچ کے کا خون زمین پر
گر بھر پلا دے ساقیا جام
وہ ہنسے سنکے نالہ بلبل کا
ہوش دیکھا ترے تغافل کا
لاش کسکی ہی یہ عدو سے پوچھ

میں ہوں کشتہ ترے تغافل کا
نکہت اس زلف کی صبا میں ہو
میں نے دعوے کیا تجمل کا
حیلۂ بیخودی سے ہر موہن

حال ساقی سے کہہ کے روتا ہوں
اڑ گیا رنگ بوئے سنبل کا
تار شب نے یہ ہوا باندھی
توڑنا ہے کسب شیشۂ مل کا

کہ تحرک ہے خندۂ قلقل کا
جلوہ دکھلاتے تھا وہ در پردہ
ہو گیا گل چراغ بلبل کا
نالہ ہائے خون خوار خون خواں

شور شعار حالات حیرت آیات مکاری ملکہ صورت نگار کے صفحۂ قرطاس پر یون تصویر کھینچتے ہیں کہ ملکہ صورت نگار جادو زدہ بسبب تصور زشت رو بقہر و غضب تمام طرف شہر داؤدیہ کے [illegible] قتل شاہنشاہ داؤد روانہ ہوئی مگر داؤد پاک باطن کلمات نصیحت آیات خواجہ عمرو نیک صفات سے ایسا خائف و ترسان ہوا کہ تائب ہو کر عبادت خانے میں بیٹھا ہر وقت رکوع و سجود دل سے یاد معبود تسبیح میں اپنے کو تحلیل کیا تقلیل غذا ترک لذات یا دہمات زندگی سے بیزار مطیع احکام پروردگار سرشار جام عبادت مست بادۂ شراب وحدت مشتاق دور غمخانۂ ازل محو پیالۂ صہبائے محبت لم یزل صحیفہ خوان پاک باطن کی ہر وقت صحبت سحر و ساحری کے نام سے نفرت بسبب [illegible] ملکہ لالان خون قبا کے شہر داؤدیہ میں جابجا استادہ ہر کوہ و برزن و بیابان شہر سنسان فوج جنگی مختصر ہر کس و ناکس سر دو و حیران صورت نگار جب قریب شہر داؤدیہ پہونچی بشکل طائر ایک نخل پر بیٹھی دل میں سوچی کہ اے صورت نگار ستم کیا ہے تجھ چلی آئی یہ نہ سمجھی میں داؤد سے کیا مقابلہ کرونگی وہ بلائے روزگار ہے سرگروہ ساحران طلسم ہوش ربا کل علوم شعبدہ بازی میں یکتا اگر بگڑ گیا افراسیاب کو شکل پڑیگی تو اس سے سحر و ساحری میں کیا لڑیگی یہ تو خبر پا چکی ہے کہ طلسم کشا مع فوج ظفر موج برائے طلسم کشائی گیا ہے اور میں آئندہ روز سے یہ بھی سنا کہ داؤد جادو شہر میں موجود ہے آخر سوچی کہ طائر بنی ہوئی شہر میں چلوں پہلے وہاں کا مفصل حال دیکھوں جو کچھ کروں سمجھ بوجھ کے کروں ایسا نہ ہو شرمندہ ہو کے پلٹوں یہ سوچ کر بشکل قمری اڑی دیوار شہر داؤدیہ پر آکر بیٹھی نگاہ اٹھا کر کل شہر کو دیکھا بسبب ہونے کسی حاکم کے الامان شہر ویران و پریشان عرصہ دراز تک دیوار قلعہ پر سے بیٹھ کر چار جانب دیکھا کہیں سامان معقول نہ پایا وہاں سے آڑی خدا اسکو اڑائے پھرتے پھرتے قریب عبادت خانہ ایک قصر پر آکر بیٹھی مسجد کو دیکھکر جلگئی سمجھی کہ یہ مکان نیا تعمیر ہوا ہے اور کسی نے قصور کیا ہے اس مقام پر مکان کا محل نہ تھا بجلی بنا خیرو دیکھوں

انجمن کون رہتا ہی بہ نگاہ غور اِس ملعونہ نے دیکھا ایک شخص نحیف وضعیف محراب عبادت
مین مصروف صحیفہ خوانی آئینۂ رخسار سے ظاہر حیرانی مضطر و دلریش وحیران سوے سر طرہ پریشان
بگوشۂ تنہائی بسر وراز خویش و بیگانہ ہمہ راز شاہراہ دنیا بیرون مشتاق لیلاے حقیقت بصورت
مجنون در جوانی از کثرت اندوہ پیر و در پیری از حسرت جوانی دلگیر تمام جسم غبار مین نہان کثرت
عبادت سے تمام بدن پر جھریان بوریاے بیریا پر تکیہ زمین سے نفرت کثرت سجود سے پیشانی
پر گھٹا مثل ستارۂ سحری درخشان محبت پروردگار کا مشتاق گنا ہون سے بری گرد چند صحیفہ خوان بجوارت
بجا بجا روشن نقوش بوریاے بیریا سے وہ مقام رشک گلشن صورت نورانی دیکھکر صورت نگار
حیرانی بصورت تصویر خاموش دل مین حیرت کا جوش دل سے کہتی ہی ای صورت نگار یہ کوئی
بڑا عابد ہی حقیقت مین کامل واکمل بڑا زاہد ہی نور اسلام سے چہرہ رشک آفتاب عالمتاب اس کور ظاہر
و کور باطن نے بعد عرصہ دراز پہچانا کہ یہ تو شہنشاہ داؤد ہین اب جو اس ملعونہ نے بخوبی پہچانا خصہ
ستمرانی یہ تو اچھی طرح سمجھ گئی کہ اُسنے سحر سے توبہ کی اسباب سحر کا کہین قصر مین نام نہین ساحر بھی کوئی
اس مقام پر نہین ہی سمجھ گئی کہ یہ گوشہ نشین ہی مطمئن ہوکر بصورت اصلی تیار ہوئی آواز دی او مکار
سنو ملکہ صورت نگار خاتون مصنفہ جادو نبیرۂ خداوند سامری یہ کیا حال پھیلایا ارے سب سجدہ
کرتا تھا اب تو کسکو سجدہ کرتا ہی کسکی محبت کا دم بھرتا ہی لاڈلی بیٹی نے تمھارے طلسم کشا کو گھر مین جگہ دی
سحر تک نے لادی مگر اب بھی راہ پر آ سامری و جمشید کو خدا جان بڑے وسوسون کو پہچان ورنہ
ابھا سنین بربار کروںگی آتش قہر وغضب مین پھونک دونگی تیرے سبب سے مین بدنام ہوئی
افراسیاب نے وہ کلمات کہے جو کبھی ہماری لونڈیون سے نہ سنتے تھے داؤد جادو نے جواب دیا
ای صورت نگار مین تارک دنیا ہوا مجھسے ایسے کلام بیکار مین بیچ وغیرہ عمرو نے ہی تجھکو ذلت دی
وہ لشکرکشی کرکے مقابلہ حیرت مین پہونچے ہون گے اگر دعوے ہی تو جا کر مقابلہ کر مہرخ و بہار و
باغبان وغیرہ سب وہان موجود ہین تیری سرکشی کا جواب دینگے ہم فقیر گوشہ نشین تارک دنیا
جو کام کیا اُسکا انجام برا تھا نعمۂ ق ست. اسد نامدار کے راہ ضلالت سے نکلا چشمۂ ہدایت پر
پہونچا آب تاب مذہب حقیقت سے سیراب ہوا ان باتون کو سنکر صورت نگار اور بھڑک گئی آواز
دی او زبان دراز ان باتون سے کیا نتیجہ اب آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہو مین آئی ہون لمازبان

داؤد نے جو بیرون مسجد سے یہ سُنکر دیکھا کہ صورت نگار ایک دیوار پر سے کلمات سخت ہمارے
شاہنشاہ کو کہہ رہی ہے چند مصاحب چند خدمتگار بیقرار اشکبار دوڑے ہوئے سامنے
شہنشاہ داؤد کے آئے عرض کی اے شاہنشاہ گیتی پناہ یہ فاحشہ کیا بک رہی ہے اسکو سزا دیجیے
اسبابِ سحر ہم حاضر کریں توبہ شکنی کیجیے یہ حرامزادی شغل آپ سے کیا مقابلہ کریگی ایک ہی دانے میں
اس کے پھاٹک جائیگی بھاگتے ہوئے راستہ نہ ملے گا اسی دن کے لیے خواجہ عمرو آپکو منع کرتے تھے
کہ مطیع الاسلام ہو جیے سحر سے توبہ نہ کیجیے جسکو آپ کی کنیزان کتر سے نگاہ ملانے کی پہلے لیاقت
نہ تھی اب اسبب تائب ہونے کے آپ سے کلام کر رہی ہے دم افسونگری کا بھر رہی ہے ہر وقت باب توبہ
وا ہے آپ بندہ معبود حقیقی ہیں کیا پروا ہے توبہ کر لیجیے گا جلد اٹھکر اسکو سزا دیجیے گو آہن ترنج و نارنج لائیں
اشارۂ ابرو میں حضور کے خنجر اسکے گلے پر پھر جائیگا یہ باتیں سُنکر شاہنشاہ داؤد نے بہ نگاہِ حسرت
دیاس طرف مصاحبانِ نیک اساس کے دیکھا کہا اے خیرخواہانِ دولت صرف دنیا سے ناپائدار
میں تم ہمارے ساتھ ہو قبر میں ہمراہ نجاؤ گے وہاں اعمال کی پرسش ہوگی ایک بارِ عظیم سر سے
نہیں اُترا دوسرا اپنا سر پر کیونکر اُٹھاؤں پیدا کرنیوالے کو کیا جواب دوں یہ سب باتیں صورت نگار
سُن رہی ہے آنکھوں سے دیکھتی ہے کہ صدہا مصاحب و ملازم نمکخوار داؤد کے قدموں سے لپٹے ہیں
سحر کی ترغیب دے رہے ہیں مگر داؤد توبہ توبہ کرتا ہے ٹھنڈی سانسیں بھرتا ہے ہر ایک سے
یہی کلام ہے یارو توبہ شکنی کا برا انجام ہے مصاحب کہتے ہیں دیکھیے حضور ایک شعر ہمکو کسی شاعر کا
یاد آیا اسکے پابند ہو جیے جان بچائیے شعر ناہد کا دل نہ خواہاں سیکڑوں توڑیے ؎ سو بار توبہ کیجیے
سو بار توڑیے ؛ داؤد نے کہا یارو کیا باتیں بناتے ہو شاعروں کے کلام سناتے ہو شاعرانِ شیریں
سخن مضامین نو و کہن کے پابند ہوتے ہیں رشتۂ نظم میں موتی پروتے ہیں مگر احکامِ امر و نہی میں یہ خیال
ٹھیک نہیں ہے ربِ اکبر کا کوئی شریک نہیں ہے میں ہرگز توبہ شکنی نہ کرونگا جب ملکہ صورت نگار نے
دیکھا کہ داؤد جادو نے سبکو جھڑک دیا اور آپ اسی طرح بخضوع و خشوع محرابِ عبادت میں جا بیٹھا
تسبیح و تہلیل میں مصروف ہوا تب صورت نگار دلیر ہوئی قتل پر داؤد کے شیر ہوئی نیچہ سحر کھینچکر
کودی ملازمان داؤد نے روکا سحر چلنے لگے زمین سے شعلہائے آتش نکلنے لگے مگر یہ ملعونہ زوجہ
مصور جادو ہمشیرۂ سامری ہے سحر و ساحری میں طاق شہرۂ آفاق ان بیچارے ملازموں سے کہاں دبے

سے کب رک سکتی ہی جسنے سحر کیا اُسنے اُسکا پشتارہ دیا وہ گولا اُسی بیچارے کے سینہ پر پڑا تو وہ پشت کو نکل گیا ہزارہا ساحر مطیع الاسلام اِس ملعونہ کے ہاتھ سے مارا گیا گولے مار مار کے ہزارہا نفر گرادیے پنجہ سحر سے دریاے خون بہادیے صداے الامان الامان بلند ہی سحر سے اِس ساحرہ مکارہ کے ہر شخص دردمند اُڑتی ہوئی طرف مسجد کے جاتی ہی اہالیان شہر سینہ اپنے سپر کرتے ہین مگر کسیکا پنجہ اسپر قابو نہین ہوتا جتنے عمدہ افسر زبردست تھے داؤد جادو نے چھانٹ کر طلسم کشا کے ساتھ کردیے یہان چند اہالیان فوج باقی رہگئے تھے وہ صورت نگار پر جلوہ کر رہے ہین مگر صورت نگار مثل برق جہندہ پنجہ سحر تانے کسی پر بھر بھر کے ماش کے دانے پھینکتی ہی کسی پر برق گرگئی کہین آگ بھڑکی کبھی خنجر برسے کبھی آب باران سحر کی طغیانی ہوئی کشتی حیات اہالیان شہر داؤد یہ طوفانی ہوئی ہزارہا بندگان خدا اِس بیحیا کے ہاتھ سے شہید ہوئے سب بیچارے مجبور وناچار سحر انکا اُس ملعونہ پر اثر نہین کرتا آخر ہجرت کرکے در مسجد پر پہونچی در مسجد پر بھی بڑا کشت و خون ہوا مگر یہ خونخوار سنگبار کر صحن مسجد مین در آئی داؤد اُسی طرح سے عبادت معبود حقیقی مین مصروف ہی جان کے خوف سے تیور پر بل بھی نہین آیا نہ اپنے مقام سے اُٹھا نہ گھبرایا تسبیح ایک سو ایک دانے کی ہاتھ مین صحیفہ ابراہیمی کھلا ہوا تلاوت کر رہا ہی دم یکتائی معبود کا بھر رہا ہی صورت نگار نے صحن مین آکر للکارا کیون او داؤد اب بھی ہوشیار نہین ہوتا کیسی غفلت ہی خداے نادیدہ سے بڑی محبت ہی داؤد نے اُس ملعونہ کی بات کا کچھ جواب نہ دیا عبادت الٰہی مین مصروف رہا صحیفہ خوان اُٹھکر بھاگے اُن بیگناہون کو بھی اُسنے قتل کیا ہر فرد بشر کو جان بچانا مشکل ہوا یہ بدکار اندر مسجد کے آئی طرف محراب عبادت کے چلی اوسوقت داؤد نے صحیفہ ابراہیمی کو ہاتھ مین اُٹھالیا پلٹ کر کہا اے صورت نگار مصور عالم سے ڈر مجھ بیگناہ کے خون سے ہاتھ نہ بھر مین تجھے سمجھاتا ہون آتش جہنم سے بچاتا ہون یہ آتش خوار زیادہ بھڑکی شعلہ جوالہ بنگئی لپک کر ہاتھ تلوار کا مارا داؤد نے سر صحیفہ پر رکھدیا اُس ملعونہ خود سر کا ایسا ہاتھ پڑا ذرا فرق نہوا سر اُس قمر کا کٹ کر محراب عبادت مین گرا کیا عاشق رب اکبر تھا اِس سر سے کوئی آگاہ نہوا جسم سے جدا ہو کر سر نے بھی سجدہ کیا لاشہ اپنے حال پر تڑپا فوارہ سے خون دست دعا بنگئے دہان زخم سے آواز آئی

نظم مصنف

ای خالق بے نیاز میرے ای مالک کارساز میرے
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر

عصیان کے حجاب سے ہوں منفعل	عصیان کے حجاب سے عذر خواہ	دامن گل آرزو سے بہرو سے

بندہ گنہگار امیدوار رحمت ہے سر تذر کیا مصرعہ گر قبول افتد زہے عز و شرف ؛ عجب ہنگامہ برپا ہوا اہالیان
شہر بے حساب قتل ہوئے جو باقی رہے جان بچا کر شہر سے نکل گئے اب صورت نگار اسی حال میں معبد سے نکل
باہر آکر دیکھا ہر کو و برزن میں لاشوں کا انبار ہے حسرت و یاس برس رہی ہے سارے شہر میں سناٹا پڑا ہے جو لوگ
بھاگے ہوئے جاتے ہیں انکی زبان پر یہ کلام حسرت انجام ہے چلو یارو شکارگاہ میں چلکر ملکہ لالان خون قبا
سے خبر کریں افسوس ہے وہ شکار میں مصروف ہیں یہاں باپ انکا ہاتھ سے اس روباہ کے شکار ہوا ایسا
یتیم جو ستی اور شہر کو بھی ویران پایا اب صورت نگار بھی گھبرائی عجب نقشہ ہوا انجام اس فعل بد کا سوچی
دل سے کہتی ہوئی صورت نگار تو نے یہ کیا غضب کیا مرقعہ شہر داؤدیہ کو مٹا دیا بیگناہ داؤد شاہ کو
قتل کیا اب ملکہ لالان خون قبا کو خبر ہوچکی طلسم کشا آگاہ ہوگا سارباں زادہ جسوقت اس بدعت کا
حال سنیگا سر دھنیگا اگر لوح طلسم کشا کے پاس رنگینی جہان جا کر تو چھپیگی تلاش کرکے قتل کریگا تیرے خون سے
ضرور ہاتھ بھریگا اسکی بدعت سے کون بچائیگا افراسیاب بھی سامنے سے صاحب لوح کے بھاگ جائیگا سامری
جمشید کی خدائی بھی دیکھ چکی اب تو ناز کرنا بیجا ہے ہر ایک سنگدل پتھر کا پتلا ہے اپنی تدبیر غائب ہے اگر پھر کوئی
آفت آگئی افراسیاب میں کہ چھپ ہورہینگے ہزاروں ساحر مارے گئے بڑے بڑے فرزانگین طلسم شاہنشاہ نے
کیا داد دی انکے اہل و عیال کی بھی خبر نہ لی ہر ہما کی دیتی بھی نہ دی پانچ سیر لکڑیاں چندن کی بھی نصیب نہ ہوئیں
لاشوں نے ٹھوکریں کھائیں طعمہ زاغ و زغن ہوئے یہی ہمارا انجام ہوگا یہ سوچکر بہت گھبرائی خوف طلسم کشا سے
جان بچانے پر آئی ایک گوشہ میں آکر سنہری ایک طائر کی شکل بنکر پیش خانے میں ملکہ لالان خون قبا کے آکر
چھپی اس بات کو دلمیں جگہ دے لی کہ جب ملکہ لالان خون قبا کو خبر قتل داؤد پہونچیگی روتی پیٹتی ضرور آئیگی اور
لاش لیکر خدمت میں اسکے جائیگی کسی کنیز مصاحب کی صورت بنکر ہمراہ جاؤں تب لوح دستیاب ہو اس خیال سے
صورت نگار بشکل طائر قصر لالان خون قبا میں چھپی ہے دیکھیے یہ مکارہ کیا قیامت برپا کرتی ہے اب حال لالان
خون قبا بیان ہوتا ہے تحریر ہوچکا ہے کہ ملکہ لالان خون قبا کو ناگن وزیر زادی شکارگاہ میں لائی ہے کئی دن
میں آب و ہوا سے صحرا سے ملکہ شگفتہ ہوئی بوقت شب شکارگاہ سے پلٹ کر داخل بارگاہ ہوئی ناگن نے
فوراً جلسہ آراستہ کیا گانیوالیاں حاضر ہوئیں قریب تھا کہ دور جام مے گلفام شروع ہو کہ خود بخود ملکہ کے
قلب پر ہجوم غم و الم ہوا دل تردد منزل ہے ابایکا ناگن خدا خیر کرے فوقت شاہزادہ ۔۔ اندر میں قلب کا

اور کیفیت تھی اسوقت اور صورت ہر یاد مین شاہزادے سے کہ مہر خاموشی لب پر تھی اسوقت دریائے
اشک کے چشمۂ چشم سے طغیانی پر آئینۂ قلب پر گرد حیرانی بڑھی جاتی تھی چیخین مار کر روئین سر ٹکرائین آتش ہجران
آتش غم والم سے جل رہے ہین شعلے منہ سے بجائے نفس نکل رہے ہین شہزادودیہ پر کوئی بلا نازل ہوئی
ناگن جلد خبر منگاؤ ذرا خیال تو کرو جتنے ساحران نامی عمدہ تھے وہ طلسم کشا کے ساتھ چلے گئے خدمت
مین والد بزرگوار کے کوئی ساحر زبردست نہین ہے صرف بیچارے الیان فوج مین قبلۂ کعبہ کو کلام
فیض انجام خواجہ عمرو سے وہ عبرت ہوئی کہ سحر و ساحری کے نام سے نفرت ہوئی اگر وہ آمادہ
سحر ہوتے کچھ مقام خوف نہ تھا یہان تو خواجہ عمرو نے دم دیکر لوح لے لی کتاب اُس سے کتاب
کی ڈھونڈالی اب جب کوہ بلور پر پہونچیگا سب حال ظاہر ہوگا عیاری سے عمرو کی ماہر ہوگا کسی
ساحر زبردست کو ضرور بھیجیگا کہ جاکر شہزادودیہ کو برباد کرے یہان کون ہے کہ ساحرون کو روکے گا
شہر گھر جائیگا وہ بیچارے غریب مصاحب افراسیاب سے آنکھ بھی نہ ملا سکین گے یا بھاگینگے
یا جان دینگے ای ناگن یہ رات مجھکو کاٹے کھاتی ہے یہ سارہ رہیب شب نگل جائیگا یا آئی جلد سحر ہو
کہ شہزادودیہ کی مفصل خبر ملے اس تقریر کو سنکر ناگن وزیرزادی بھی گھبرائی کہا حضور نے بہت بجا
ارشاد فرمایا حضور حقیقت مین بڑی غفلت ہوئی خداوند کا توبہ کرنا سحر سے تائب ہونا اگر مشہور
ہوگیا ایک ایک ساحر حقیر ذلیل مقابلہ کا قصد کریگا افراسیاب کے تو طبیعت پر چھریان چلی ہونگی
لی حیرت مثل آئینہ ششدر رہ گئی ہونگی بلکہ لونڈی کو خیال ہے کہ کہین افراسیاب دل کباب اُسی
پیچ و تاب مین خود نہ قصد کرے اُس ظالم کو کون روکیگا افسوس بروقت روانگی طلسم کشا کو خیال
نہ آیا کہ خواجہ عمرو کو بٹھاتے وہ کوئی اسکی تدبیر لطف کر دیتے اب صبح ہو تو لونڈی خود جائے وہان
کی مفصل خبر لائے پروردگار الیان شہزادودیہ کی جان و آبرو بچانا لونڈی کے بھی عزیز و اقارب
وہان موجود ہین سبکو خدا اپنے حفظ و امان مین رکھے دیکھیے کیسی رات پہاڑ ہوگئی کسی طرح سے
نہین کٹتی ہنوز یہی ذکر تھا کہ یکایک عابد شب زندہ دار ماہ نے سجدۂ انجم کو سجادۂ فلک پر رکھکر
برائے اعتکاف حجرۂ مغرب مین داخل ہوا زاہد صومعۂ فلک چارم یعنی نیر اعظم گلدستۂ فلک پر
برائے تسبیح و تہلیل جلوہ فرما ہوا ملکہ لالان خون قبا کا چہرہ فق دل مین قلق کہا ناگن جلد کسیکو
بھیجو شہزادودیہ سے خبر لاوے کل حال اپنی آنکھون سے دیکھ آئے قبلۂ کعبہ کو جاکر تسلیمات عرض

کرے میری بیقراری کا حال کہے کہ شب سے کنیز بہت بیقرار ہی اپنے دست حق پرست سے خیر و خوبی تحریر
فرمایئے کہ دل کو تسکین ہو گلعذار نے کنیز آمادہ ہوئی جب ■ چلنے کا قصد کرتی ہی ملکہ گھبرا کے کہتی ہی ہوا
ٹھہر جاؤ خود والدہ نامدار سے باتین کرنا خدمتگارون سے پوچھ کر چلی آنا ناگن کہتی ہی واری اسقدر
نہ گھبرایئے دل کو ٹھہرایئے ملکہ کہتی ہی مین کیا کرون ہر ایک موئے جسم کو پیچ و تاب ہی دل بہت بیتاب ہی
ناگن نے کہا اسقدر بیقرار نہ ہوجیے ابھی خبر آتی ہی حضور مین جاؤن اپنی آنکھون سے شہنشاہ
کو دیکھ آؤن ملکہ نے کہا میرا ارادہ ہی کہ مین خود جاؤن اب تو یہی دل چاہتا ہی گریبان چاک کرون
منھ پر خاک ملون والدہ نامدار کی خبر نہین معلوم ہوتی دیکھ لے چہرے پر گرد بیٹھی ہی ناگن نے
کہا حضور خدانخواستہ ایسا تو نہ کہیے لونڈی کو وسواس آتا ہی کہ کل ان باتون سے کلیجہ بیٹھا جاتا ہی
سب کو عیش و راحت مین چھوڑ کر آئے ہین خدا کے فضل سے سب طرح خیریت ہی یہ کلام ناگن کا تمام
نہونے پایا تھا کہ طرف شہر داؤدیہ کے شور گریہ و زاری بلند ہوا دیکھا اہالیان شہر خستہ و شکستہ زار زار
بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہین ہزارہا عورتین باموے پریشان فریاد کنان کوئی شوہر کا نام
لیکر روتی ہی کوئی فرزند کے غم مین جان کھوتی ہی کوئی کہتی ہی ہاے جوان بھائی چھوٹ گیا بازو
ٹوٹ گیا چھوٹے چھوٹے بچے خاک اڑاتے ہوے ماں کی انگلی تھامے ہوے کسی کا سر زخمی کسی کا ہاتھ
جھولا ہوا کوئی سرتاپا دریائے خون مین ڈوبا ہوا ہر خورد و کلان بدحواس جینے سے یاس حیران
و پریشان ملکہ لالان خون قبا نے کہا او ناگن ہمارے غم و الم کا ظہور ہوا ناگن وزیرزادی گھبرا کر
دوڑی پکاری صاحبو بولے خدا صبر کرو دل پر جبر کرو بیان تو کرو کسنے لوٹ لیا کیون دکھ دیا کیا
بلا نازل ہوئی شہر داؤدیہ مین وا انکا بنا کسکا گھر لٹا کون بچا چند شخص بدحواس عالم یاس چہرون پر
خاک ملے ہوے فریاد کرتے سر پیٹتے ہوے سامنے ملکہ کے آئے عرض پیرا ہوے حضور آپ کے والد
نیک اساس بعد حسرت و یاس بسیار گلشن جنان ہوے قیامت کے سامان عیان ہوے
صورت نگار یکہ و تنہا آئی اُس ملعونہ نے وہ تصویر صفحہ ہستی سے مٹائی ہر چند ہم سب نے بہت
آپ کے والد نامدار کی خدمت مین عرض کیا بہت کچھ سمجھایا مگر اُس ثابت قدم راہ رضا نے توبہ شکنی
نہ گوارا کی محراب عبادت مین اپنی جان دی تمام شہر کو صورت نگار بدکردار نے قتل و غارت
کیا ہر گلی کوچہ لاشون سے بھر دیا آپ کے نمکخوار خوب لڑے مگر وہ زوجہ مصور جادو تعلیم کردہ

افراسیاب ہی ہم الیسون کے سحر کو کب مانتی ہی ہر ایک کو طفل مکتب جانتی ہی سحر مین کس کس شہنشاہ
کو قتل کیا اس بیگناہ کا خون بیحقیقہ ایرا ہی پر بہا انشاءاللہ اس خون کا بہت جلد انتقام ہوگا اس ظلم
و بدعت کا بد انجام ہوگا یہ حال پر ملال سنکر ملکہ لالان خون قبا نے اپنے کو زمین پہ گرا دیا ہائی کا نعرہ
مارا اے والد نامدار کہکر تڑپنے لگی ناگن وزیر زادی نے فوراً بغلون مین ہاتھ دیکر روکا کنیزون
مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر ایک اپنے اپنے عزیز و اقارب کی خبر پوچھتی ہی شہر والے جواب
دیتے تھے کہ صاحب کسی کا پتا نہین شہر والون مین غدر تھا باپ کو بیٹا بھائی کو بھائی نہ پہچانتا تھا
اس سحر فن نے برف برسائی آگ لگائی شعلے بھڑکے ہزار ہا بندگان خدا دبے نہین معلوم کون
کس طرف گیا کون مارا گیا کون جیتا بچا اب جو زندہ بچے ہین مہینون مین ملینگے بشکل غنچہ سر بستہ آرزو
کھلینگی اس کیفیت کو سنکر ہر ایک بیقرار ہوا ہنگامہ محشر آشکار ہوا کنیزون نے ملکہ کو بڑی مشکل سے
سنبھالا دیکھا فرط رنج و غم سے آنکھین پتھرائی ہوئی ہوش و حواس مین خلل بیقراری مین یہ اشعار زبان پر لائی اشعار

ای والد نامدار میرے	ای افسر تاجدار میرے	ای سالک مسلک طریقت
ای سرو حدیقۂ حقیقت	ای بلبل بوستان اسلام	ای رہرو راہ خوش انجام
خواہش ہوئی تم کو سروری کی	کیا عشق کی راہ سر سے طے کی	کیا خوب ہوا ہی نیک انجام
فردوس مین اب کروگے آرام	بروقت رخصت بعد حسرت کنیز کو وصیت کی تھی کہ بیٹیا نا دیکھ	

راہ اسلام سے منہ نہ موڑنا دامن دولت طلسم کشا چھوڑنا ہماری زیست کا کیا اعتبار ہی آفتاب لب بام
و چراغ سحری ہین ہمارے بعد تمھ سے نام روشن ہوگا جب زبان سے نام پروردگار لوگی ثواب
اسکے ہمکو تا روز قیامت پہونچیگے ای ناگن ایک حسرت بہت بڑی والد نامدار دل مین لیگئے جسدن سے
مسلمان ہوے جب مین برلے تسلیم جانی حتی فرماتے تھے ای نور نظر دعا کرو کہ صاحبقران زمان
کوچک سلیمان افسر مسلمانان ہماری زندگی مین طلسم ہوش ربا مین تشریف لائین کیا روز سعید
ہوا شدن ہمکو عید ہوکہ قدمون سے صاحبقران کے لپٹین وہ دست حق پرست پشت پر رکھکر ہمارے
واسطے دعاے مغفرت کرین بابا جان یہ ارمان دل مین لیگئے کیون ای ناگن ہم گرفتار رنج عظیم ہوے
آج سے یتیم ہوے کوئی سرپرست باقی نہ رہا ناگن نے عرض کی واری رونے کو تو مین آپ کو
کیا منع کرون مگر بڑی خوشی کی بات ہی کہ ابا جان اس ورات قبیح سے تائب ہوے ستم وقت سے

نفس سرکش پر فوراً غالب ہوے جو شخص دعوے ہمسری سب اکبر کرے وہ تائب ہو کر وحدانیت کا دم بھرے حضور اب چلیے اُس کشتہ محبت وفا کی لاش اٹھا کر دفن و کفن کا سامان کرین جس وقت اسد شیر دل و خواجہ عمرو کو یہ خبر وحشت اثر پہونچیگی یقین کامل ہے قیامت برپا کرینگے صورت نگار کو کسی صورت سے زندہ نہ چھوڑینگے خواجہ کو شاہنشاہ مرحوم سے بڑی محبت تھی وہ ضرور اون زن و شوہر کو قتل کرینگے خون ناحق کا بدلا لینگے ملکہ لالان خون قبا نے کہا اے ناگن خیر ہو چنا کیسا چلکے لاش شاہنشاہ کی اٹھاؤ جہان لشکر طلسم کشا کا ہو وہین چلو شرف آخرت یہ والد ماجد کو حاصل ہو طلسم کشا و خواجہ عمرو جنازے کو کاندھا دین اپنے دست حق پرست سے دفن کرین نصیحت کرکے مسلمان کیا تھا وقت آخر بھی وہی تلقین پڑھین ناگن نے کہا حضور بہت مناسب ہے مگر پہلے مین جاتی ہون شہر خالی پڑا ہے ایسا نہ ہو کسی ساحر کو ہوا دی چھوڑ نہ گئی ہو مین ہر جا کر دیکھ آؤن تب حضور شہر مین تشریف لائین اب ہمین اپنی جان کے لالے پڑے ہین ہزار طرح کا خوف ہے آپ مبتلاے غم و الم آپکی راے کا اس زمانے مین کیا اعتبار ہے ہزار طرح کا انتشار ہے ناگن نے یہ کہکے ملکہ کو تخت پر سوار کیا سب نے لباس سیاہ پہنا کنیزون کو ساتھ لیکر ملکہ نالان و گریان چلی ناگن بھی بعد رنج و محن ایک طاؤس پر سوار ہوئی اسباب تحرفات پھاڑ رستہ کیا ملکہ کو بخوبی بٹھا دیا کہ آپ شہر سے دو کوس کے فاصلے پر ٹھہر جائیے کا مین شہر کے نیک و بد کا حال دیکھ آؤنگی اپنے ہمراہ آپکو شہر مین لیجاؤنگی ناگن نے سب طرح کا انجام سوچ لیا کر کیا کرے غالب بگر فتار و غدار ہر وقت در پے آزار ہے طریقہ ظلم و بدعت مین عقل بیکار ہے ہمیشہ صاحب ذات کو دام مصیبت مین پھنسا ہے ہر نازک مزاج کو وہ الم سر پر اٹھاتا ہے بڑے بڑے حکما و عقلا اسکی بدعت سے پامال ہوے جب اسنے گردش دکھائی کچھ عقلمندی نہ چلی منہ کے بل گر پڑے تڑپے پھڑکے سنبھل نہ سکے بڑے بڑے شاہان اولوالعزم کے نام تھے صاحبان فوج و چتر و علم تھے بڑے جاہ و حشم تھے اب انکا کوئی نام بھی نہین لیتا قبر تک کا نشان نہین

نظم

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا — وہ سکندر ہے نہ آئینۂ حیرت افزا
مرتبۂ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد — پایۂ شوکت سنجر ہے نہ تمکب دارا
نقش پا دیکھ سے یہ صدا آتی ہے — کہ سلیمان کا برباد ہوا تخت ہوا

سیکڑوں قافلے راہی ہوے اس منزل سے
گرد اڑتے نہیں دیکھی نہ سنی بانگ درا
کسکی اس بزم میں روشن ہوئی شمع اقبال
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
وہ گل تازہ نہ اس باغ میں ہنستے دیکھا
غنچہ ہی سا نہیں نہ بکھرے جسکے لیے باد صبا
اس خیاباں کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم
کف افسوس ہر اک برگ ہے اس گلشن کا
لیے پھرتی ہے صبا دوش پہ آج انکے غبار
جنکی رفتار سے ہر گام تھے فتنے برپا
انکی صورت کو ترستی ہیں نگاہیں افسوس
صورت نور نظر آنکھوں میں ہے وہ نقشا
جنکی آواز میں تھا ؛ یہ اعجاز مسیح
خواب میں بھی کبھی سنتے نہیں اب انکی صدا
ہو ملاقات تو یہ اہل فنا سے پوچھیں
اے مقیمان عدم حال کہو کیا گذرا
ہمدمو کیا ہوئیں جلسیں جو بہم رہتی تھیں
کیا ہوا ہمنفسو رابطہ صبح و مسا
نہ وہ ہنگامہ صحبت ہے نہ وہ بزم نشاط
نہ وہ انداز سخن ہے نہ زبان گویا
رابطہ و اخلاص جو آپس میں تھے معمول گئے
دفعتاً ہمسفر و ایسا ہمیں بھول گئے

انجام سراسر بیکار عقل و شعور پر ناز بیجا خدا گردش فلکی سے بچائے کچھ انسان کا زور نہیں چلتا ناگن نے سب کچھ انتظام کیا مگر کیا سود تھا کہ صورت نگار بیکارہ طائر بنی ہوئی قصر میں ملکہ لالان خون قبا کے سکے چھپی ہوئی وقت کی منتظر گوش بر آواز اسنے مکر و غدر و عقل و فطرت پر ناز ناگن بصد رنج و محن نالان و گریہ کنان ہر سو نگران شہر میں آئی جہان کہیں پتا کھڑکا اسکا دل دھڑکا ہوشیار ہو گئی سحر کیا کیسی بھاگتی آگے بڑھی دیکھا تمام شہر ویران جابجا لاشوں کے انبار مکانات خالی گلی کوچوں میں سناٹا وہ شہر آباد کہ جس میں انبوہ ہر کشور الکنکا تھا گرم بازاریاں رہتی تھیں جابجا یاروں کے جمگھٹے نازنینان رنگین کے جلوے تھے اب وہاں پر خاک اڑتی ہے ویرانہ دیکھکر دل گھبراتا ہے اشعار

ہر اک سو ہر اک سمت اندھیر ہے
غم و یاس و حسرت کا اک ڈھیر ہے
کروں اور کیا عرض میں بدنصیب
چمن میں یہی کہتی ہے عندلیب
وہ کیا ہو گئی اس چمن کی بہار
کہ ہر گل نظر آتا ہے مثل خار
ہر اک سرو ہے خشک حسرت زدہ
ہر اک سبزہ ہے چشم حیرت زدہ
خزاں کا ہے موسم اسی لیے باغ
اسی دن سے لالہ کے ہے دلمیں داغ
اسی دن سے ہے خشک نرگس کا جام
اسی دن سے بلبل کا نالہ ہے کام
طبیعت ہو کیونکر نہ غنچوں کا شق
کہ ہوتا ہے بلبل کے غم سے قلق
غرض ایسے گلزار کو نامراد

فلک دیکھکر ہوگیا شاد و شاد | یہ بربادی و ویرانہ دیکھکر قریب تھا کہ ناگن کا کلیجہ پھٹ جاوے

در و دیوار سے لپٹ لپٹ کر خوب روئی صورت نگار جو عیش خانہ میں چھپی بیٹھی تھی آواز رونے کی
اسکے کان میں آئی جھٹ کی یہ نگاہ جو غور دیکھا ملکہ ناگن وزیر زادی کو پہچانا اور زیادہ اپنے کو مخفی کیا
ناگن پھرتی پھراتی اشک حسرت چشم پرنم سے بہاتی ہوئی نشۂ غم و الم سے ڈگمگاتی ہوئی اُس حجرہ
میں آئی دیکھا یہاں بھی صد ہا لاشے پڑے ہیں چند عزیزوں کو جو اپنے مردہ پایا غم و الم سے کلیجہ
منھ کو آیا ہر ایک کی لاش پر خوب پیٹی چیخیں مار کر رونے لگی نام لیکر ہر ایک کا پکارا مردے کیا جواب
دیتے اور زیادہ اضطرار بڑھا سکتے کا عالم ہوا صورت نگار نے جو دیکھا کہ وزیر زادی کا یہ نقشہ
ہے مثل تصویر خاموش دریائے غم و الم کا جوش کبھی اٹھتی کبھی بیٹھتی تڑپتی پھرتی سحر کی بھول کا بھی کچھ
خیال نہ رہا شانے پر سے گر گئی صورت نگار نے جب اسکو بہوت پایا چپکے چپکے سحر کرنا شروع کیا
ناگن غافل از شعبدہ بازی فلک گرفتار اسکے تاثیر سحر سے تھرائی زمین پر گری بیہوش ہوئی یہ موقع
جھپٹی اسم سحر کا پڑھکر گولا مارا ناگن کو غرق زمین کر دیا اب مطمئن ہو کر بیٹھی سحر سے اپنی صورت ناگن کی
سی بنائی خوشی سے پیرہن میں نہ سماتی تھی اپنی عقل و فطرت پر ناز دل سے کہتی تھی بڑا کام کیا
طلسم ہوشربا میں نام کیا لوح طلسمی ملنا کتنی بڑی بات ہے ابھی کل انتظام ملکہ لالان خون قبا میرے
ہی ہاتھ ہے اب چلکے ملکہ صاحبہ کو ترغیب دونگی لشکر میں طلسم کشا کے بیٹھونگی رات کو سوتے میں لوح
طلسم گلے سے اسد غازی کے اتار لونگی افراسیاب کو دونگی بہت راضی ہوگا سلطنت طلسم ہوشربا
اب ہمارے خاندان میں رہیگی داؤد جادو مر چکا عہدہ خداوندی میرے شوہر مصور کو دیگا
اسطرح کا ہمیں کو اختیار رہیگا بی حیرت جادو بھی میری دست نگر رہیگی جب کبھی بات پڑیگی جواب
دونگی میں نے تو سبکی جان بچائی مذہب سامری میرے ہی دم قدم سے ہے داؤد جادو کو مارا
لوح طلسمی لشکر خدا پرستان سے لائی ایسے وقت پر کسی نے جانبازی نہ کی ہتھے سر ہتھیلی پر رکھا زندگی
میں موت کا مزا چکھا جب تو لوح طلسمی لائی عمرو ایسے عیار کے چونا لگایا شہر داؤدیہ کو مثل نقش قدم
مٹایا افراسیاب ہمیشہ دبتا رہیگا ایسے خیالات محالات کر کے دل میں بہت خوش ہوئی بصورت
ناگن تیار ہو کر طرف لشکر ملکہ لالان خون قبا کے چلی یہاں ملکہ لالان خون قبا دو کوس جب
شہر قریب رہا بموجب فہمائش وزیر زادی کے ٹھہر گئی دیکھا کہ ملکہ ناگن بصد انداز وہ دھن آئی ہے

مگر بدحواس و عالم یاس خون منھ پر ملے ہوئے سر کے بال کھلے ہوئے نالان و گریہ کنان حیران و پریشان
ملکہ نے گلے سے لگا لیا پوچھا اے خیر خواہ جلد بتلا کہ شہر کی کیا صورت ہے اُس مکارہ نے اشک خون بہا کر
بیلکے جواب دیا کس زبان سے اس حال مصیبت مآل کو بیان کرون حقیقت مین جلاد کا کام کیا اپنے
نزدیک بڑا نام کیا تمام گلی کوچہ لاشون سے معمور ہے حسرت و حرمان کا دور ہے بڑے بڑے
رئیسان عالیمقدار صاحب اقتدار اُس مکارہ کے ہاتھ سے بیجان ہوئے شہر مین قیامت کے
سامان عیان ہوئے اول یہ کنیز مسجد مین گئی لاش شہنشاہ عبادت خانہ مین دیکھا کلیجہ پھٹ گیا عین
محراب مین مسجد کے یہ ثابت قدمی کی جان دی کل صحیفہ خوان بھی مارے گئے اب حضور شہر مین تشریف
لیچلیں اور سب طرف سے اطمینان خاطر ہے یہ کنیز خود اپنی آنکھون سے سارے شہر کو دیکھ آئی وہ
ملعونہ سبکو قتل کر کے چلی گئی یہ بھی بخوبی ثابت ہوا کہ کسی اور ساحرہ کو شہر مین نہین چھوڑا غرض ملکہ
کو سمجھاتی ہوئی بہلاتی ہوئی شہر کی طرف لیچلی سب کنیزین روتی پیٹتی بال سر کے کھلے لباس سیاہ پہنے
ہوئے ساتھ ساتھ صورت نگار مکارہ نے سب سے زیادہ اپنا حال تباہ کیا ایسی ہائے واے
کر کے تڑپی کہ خود ملکہ لالان خون قبا سمجھانے لگی کہا اے ناگن اگر تم اپنا حال ابتر کرو گی تڑپ تڑپ کر
جان دو گی پھر ہماری دستگیری کون کریگا ہمکو دیکھو کہ باپ کا سایہ ہمارے سر سے اُٹھ گیا عین
کم سنی مین یتیم ہوئی جنکو وارث قرار دیا دامن دولت تھاما وہ ہنوز سفر مین مین خدا اُنکو دشمنون
سے بچائے اپنے حفظ و امان مین رکھے تمام طلسم ہوش ربا اُنکا دشمن ہے اب صرف تمہاری محبت و
خیر خواہی کا سہارا ہے تم اپنے ہوش و حواس درست رکھو ہر امر مین صلاح نیک دو صورت نگار
نقلی نے کہا حضور مین جان تک نثار کرنیکو حاضر ہون مگر کیا کرون دل نہین مانتا صبر نہین ہو سکتا
آپ کے والد نامدار کی پرورشین یاد آتی ہین آپ سے زیادہ تر مجھکو چاہتے تھے بجائے فرزند
پرورش کیا عزت و آبرو مرحمت فرمائی اسی طرح کے فقرے بناتی ہوئی ملکہ کو لیکر شہر مین داخل ہوئی
ملکہ نے جو ایسے شہر آباد کو ویران پایا ہر مقام پر کھڑی ہو کر روئی مصاحبین کنیزین اپنے اپنے
عزیزون کی لاشون پر خوب پیٹین ناگن نقلی نے فوراً سب کے لاشے اٹھوا کے دفن کرائے
لاش شاہنشاہ داؤد کے واسطے ایک صندوق سیاہ آراستہ کیا اُس کشتۂ حسرت و یاس کو اُسمین
رکھا مگر لاشے دفن کرانے نہین رات ہو گئی آخر یہ صلاح ٹھہری کہ شبکو جلانا مناسب نہین ہے صبحکو دفن

لشکر ظفر اثر طلسم کشا کے روانہ ہونگے آخر کار انھین قصر ہاے ویران مین آکر مقام کیا لیکن اُس رات کا سناٹا ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم والم سے اپنے عزیزون کے ماتم مین چاک گریبان ملکہ لالان خون قبا مضطر و پریشان ملکہ کی بیقراری و حالت گریہ وزاری دیکھکر صورت نگار مکار بار بار عرض کرتی ہو حضور آرام فرمائین کنیز بیدار رہیگی حضور ہزار رحکا دل کو وسوسہ ہو ایسا نہو کہ افراسیاب خانہ خراب کسی اور ساحر کو روانہ کرے اور وہ آکر ہماری آپکی گرفتاری کا قصد کرے مین براے نگہبانی گرد قصر کے پہرہ دونگی ملکہ نے کہا اے مونس و ہمدم تیرے پاس بیٹھنے سے کسی قدر غم غلط ہوتا ہو حقیقت مین مجھکو بھی اسکا خیال ہو کہ خود افراسیاب نہ چلا آئے تو غضب ہو جائے اگر اُسنے یہ قصد کیا کہ مجھکو اپنے قبضہ مین کرے کنیزون سے تقریر کرائی کہ مین ملکہ لالان خون قبا پر مائل ہون عرصہ دراز سے تیغ ابرو کا گھائل ہون مین نے کبھی جواب نہ دیا ہمیشہ سکوت کیا رعب و داب سے جناب قبلہ و کعبہ کے اُس خانہ خراب کا کبھی زیادہ دم کنے کا حوصلہ نہ پڑا اب ہم یتیم ہوے اُس کینہ دیرینہ کو ظاہر کریگا پس ایسے وقت مین غافل ہو کے سونا مناسب نہین ہو اگر شاید وہ بیحیا بانی مکر و دغا بہ ارادہ خام آئے ناکام جائے مین اُسیوقت اپنے کو ہلاک کرون خنجر موجود ہو مجھکو مردہ پائے عمر بھر پچھتائے ای ناگن کیا بتاؤن جبدن سے شاہزادہ عالیوقار اسد نامدار رخصت ہوکے گئے ہین خواب نایاب آنکھ پیچ و تاب ہی شب بھر تارے گن گن کے سحر کرتے ہین رات دن تڑپ تڑپ کے بسر کرتے ہین بقول

نواب مہدی علیخان صاحب کا مخمسہ

ہم کسی کے منتظر جو ہین تو گھبراتی ہو نیند
حسب عادت جو اکیلے ہین اچٹ جاتی ہو نیند
دیو بنکے شب وحشت مین دھمکاتی ہو نیند
تارے گنتے ہین نہین آتی نہین آتی ہو نیند
دل کو تڑپاتا ہو ہجر آنکھون کو ترساتی ہو نیند

ہان تصور مین بھی اُسون تک نہین آتی ہو نیند
اور اگر آئی بھی تو آکر پلٹ جاتی ہو نیند
منظر فرد الم سے سخت گھبراتی ہو نیند
گھر مین آنکھون کے قدم رکھنے نہین پاتی ہو نیند
دونون پلکون کے طمانچے رات بھر کھاتی ہو نیند

بوستان دہر مین ایسا کھلا مانند خار
وحشتین مجھپر شب فرقت مین ہوتی ہین ہزار
ایک بوسیدہ سا پنجرہ ہو نہین یہ جسم زار
فرش راحت پر مجھے جسوقت یاد آتا ہو یار

مرغ دل ایسا پھڑکتا ہی کہ اڑ جاتی ہی نیند

مارے مارے پھرتے ہین جنگل مین لگا ہے کوہ مین
خاک اڑاتے ہین کبھی تنہا کبھی انبوہ مین
عمر آخر ہو گئی ای ہمدمو اس توہ مین
کون ہی راحت رسان اپنا شب اندوہ مین

موت بھی آنکھین چرالی ہی جو شرماتی ہی نیند

ای مسیحا غور سے اس سمت فرما تو نگاہ
آنکھین پتھرائی ہوئی ہین منتظر بے اشتباہ
بڑھ کے دکھلایا بتون کے عشق نے روز سیاہ
سو وُن کیا آنکھون کے ڈھیلے ہو گئے ہین سنگ راہ

آ کے میری خوابگہ مین ٹھوکرین کھاتی ہی نیند

دیدہ وابستہ بہ ہی دوستداری یار کی
پھر ہی فرض عین ای دل پاسداری یار کی
ہی مآل زندگانی ہمکناری یار کی
عین راحت ہی مجھے خدمتگذاری یار کی

تلوے آنکھون سے جو سہلاتا ہون آ جاتی ہی نیند

ایک غافل کا تصور ہر گھڑی ہی سو وُن کیا
سوز الفت کی بدولت داغ ہی سو وُن کیا
بند اپنے شیشۂ دل مین پری ہی سو وُن کیا
خواہش دیدار آنکھون مین بھری ہی سو وُن کیا

پتلیون مین اپنی جا تل بھر نہین پاتی ہی نیند

عشق مین آزاد اور مجبور دونون ایک ہین
فاختہ اور بلبل رنجور دونون ایک ہین
دیدۂ نرگس مخمور دونون ایک ہین
مرغ بسمل عاشق مہجور دونون ایک ہین

اسکو پھڑکاتی ہی مرگ اور اسکو تڑپاتی ہی نیند

ناتوانی مین غشی کے سے ہمیشہ ہین جو ڈھنگ
ہوش مین آنے سے دل کو ہی نہایت عار و ننگ
کیسی راحت کیسی عشرت کسمین باقی ہی امنگ
کیسے تکیے کیسی توشک کیسا ہوتا ہی پلنگ

مین وہ غافل ہون میرے گھر آ کے پچھتاتی ہی نیند

ہجر مین آرام ہی تکلیف قلب زار کی
ایک حالت ہی مری اور نرگس بیمار کی
مہربان من قسم ہی دیدۂ بیدار کی
بھول جاتا ہون مین غفلت مین کہانی یار کی

بدلے راحت کے اذیت مجھکو پہنچاتی ہی نیند

شغل نالہ قبر مین کیونکر ہو مجھ زار کو
مر کے بھی ہی ہجر کا غم قلب حسرت بار کو

صور کا ہوتا ہے دھوکا خفتہ و بیدار کو
سوتے سوتے جب پکار اٹھتا ہون اپنے یار کو
مرقد ون تک سونے والون کی اچٹ جاتی ہے نیند

ای قمر کچھ خبر ہے وہ لالہ رو دلبر کہان
سیر جنت کی کہان اور بجھسا بد اختر کہان
ہر تصور ہے تصور اعتبار اسپر کہان
یار گل اندام کا زانو کہان اور سر کہان
ہجر مین سوتا ہون مجھکو خواب دکھاتی ہے نیند

یہ اشعار حسرت خیز مصیبت انگیز پڑھکر ملکہ لالان خونین قبا اسقدر روئی کہ غش آگیا مصاحبان خاص کا قلب سحر آگیا گلاب کیوڑا چھڑکا بہ مشکل اُس آفت رسیدہ ہجران دیدہ کو ہوش آیا اسی طرح بیقراری و اشکباری مین وہ شب رنج و مصیبت بسر ہوئی ناگاہ مسافر منزل افلاک رہگراے جادۂ آسمان ہوا ناگن نقلی نے بہ تعجیل تمام سامان سفر آراستہ کیا بارہ ہزار کنیزان ماہ پیکر و رئیسان نیک سیر سیاہ پوش ہر ایک کے قلب پر بحر رنج و الم کا جوش لاشۂ شاہنشاہ داؤد و بندۂ خاص مسعود و ہمچنین شاہ سیاہ سیاہ کھنچی ہوا گریان و نالان خاک برسر کنان طرف لشکر ظفر اثر شاہزادہ اسد [illegible]

دو کلمہ داستان شوکت بیان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران اسیر پادشاہ گیتی ستان و کیفیت لشکر نکبت اثر زمرد شاہ گمراہ بیان ہوتے ہین ساقی نامۂ مصنف

ساقی جام جہان نما دے
کیفیت دو جہان دکھا دے
کل ہو مرا خار غم شتابی
منگوا دے پھول کی گلابی
وہ بادہ پلا جو مست کر دے
وہ مے جو سخن پرست کر دے
جب نشہ مین دونون لب ہلاؤن
مردہ مضمون کو جلاؤن
کھولون جو زبان مین ہنرمند
بلبل کا ناطقہ کرون بند
صیقل جو ہو بادہ سے مکرر
پھر تیغ زبان کے دیکھ جوہر
ہو ملک سخن کی شہریاری
سکہ مرے نام کا ہو جاری
پھر سوز و گداز کا بیان سن
پھر درد بھری ہوئی فغان سن
گلدستہ بناؤن شاعری کا
پھر سحر دکھاؤن سامری کا
حرف اسمین ہوئی ہر خوش بیانی
حیرت آگین ہے یہ کہانی

عندلیبان خوش الحان بوستان سخنوری و زمزمہ سرایان حدیقۂ افسونگری شاخسار گل چمنستان بیان مین مصروف رنگین زبانی ہین شعر سخن سنج و غواص دریاے ہوش و چینین رکینت گوہر بہ دامان گوش سامعین مین تحریر ہوا کہ زمرد شاہ باختری نے نامہ بطلب ساحران طلسم ہوش ربا کے روانہ کیا تھا جس زمانہ مین افراسیاب

دل کباب بصد اضطراب متردد و متوحش بر سر کوہ بلور نگین ور نجور فکر حصول لوح مین تھا اُسی تردد مین
زمانہ لقا بیچارا کا ہوچکا افراسیاب نے صیقل جادو کو بلا کر حکم دیا کہ اے صیقل جا دخت مین خداوند لقا
کی جاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ زنگ کبر و نخوت آئینہ خاطر پر نہ آنے پائے مثل آئینہ دل صاف رہے
وہ مقام دربار خداوند ہی قدرت کو کبر و نخوت کسی کا پسند نہین ہی جو یہان سے گیا دو چار دن لڑا
مسلمانون سے سر کو پٹا قدرت نے تقدیر کرکے غالب کرایا پس اُسکے دل مین غرور آیا قدرت نے فوراً
عیارانِ اسلام کو حکم دیا وہ بلاے روزگار تعلیم کردہ عمرو مکار اُنہون نے چشم زدن مین مار ڈالا
پس خبردار خبردار عیارون سے ہوشیار رہنا اُنکے مکر مین نہ پھنسنا صیقل نے دست بستہ عرض کی آپ
مالک ہین جو سمجھایا عنایت و پرورش عیارون کی کیا مجال ہی کہ قریب آپکے غمخوارون کے آسکین
اور غلام کبر و غرور بھی نکریگا جاتے ہی مسلمانون کا خاتمہ کریگا قدرت کو بالاسے فیلطول پہونچا دیگا
غرض صیقل مع بارہ ہزار ساحرانِ غدار طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا یہان لشکر اسلام
مین بادشاہ جمجاہ سعد بن قباد بارگاہ سلیمانی مین سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہین تمام سرداران
نامی و پہلوانان گرامی فرزندانِ صاحبقران عالیشان اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہین مگر بادشاہ
کو کمال انتشار کُل سردار بیقرار گزارش کرچکا ہون کہ صاحبقران عالیمقدار عرصہ دراز سے لشکر نصرت
مین بادشاہ نے ہرکارے صاحبقران کی جستجو کے واسطے بھیجے مگر ابھی تک خبر نہین دریافت ہوئی
احوال صاحبقران زمان کا ناظرین پر بخوبی واضح ہی تحریر ہوچکا ہی کہ صاحبقران کو اُسی حالت زندان
مین مرکب نکال لیگیا تھا قلعہ ہوشنگ وزیر پہونچے وہان سے گذرا آہن حصار مین ہوا بڑی
بڑی سخت لڑائیان ہوئین اب مع ہوشنگ نوجوان و شاہنشاہ زرین علم کے فوج ظفر موج
ہمراہ لیکر طرف کوہ عقیق کے آتے ہین اسی وجہ سے بادشاہ اسلام گھبراتے ہین کہ دنگل آصفی پر
غاشیہ پڑا ہی نہونے سے صاحبقران کے بارگاہ مین سناٹا ہی عیاران طرار خنجر گذار رسالت مہتر
چہرہ وہ سرہنگ بحر عیاری کے نہنگ سامنے بادشاہ کے حاضر ہین بادشاہ نے جواہر ابن عمرو
سے فرمایا کیون اے جانشین خواجہ عمرو کچھ جد عالی تبار کی کیفیت نہین معلوم ہوئی جواہر نے
عرض کی غلام خود بھی گیا جا بجا تلاش کیا کہین پتا نہ ملا آخر مجبور ہو کر واپس آیا مگر چند عیار
مین نے بھیجے ہین یقین ہی بہت جلد خبر لائین یہ کلام ہنوز تمام نہونے پایا تھا کہ لشکر افقات [illegible]

طبل شادیانی بلند ہوئی بادشاہ نے فرمایا ای جواہر خبر تو دو لقا کے دربار مین کیا خوشی ہوئی جو شادیانے
بجتے ہین کیا کوئی ساحر طرف سے افراسیاب کے آیا عرض کی کہ حضور ہر کارے ہر وقت اُبان
موجود رہتے ہین خبر لیکر حاضر ہوتے ہونگے کہ ناگاہ ایک نامیان خبیری وغیرہ حاضر ہوے بعد دعا و ثنا
کے عرض کی کہ صیقل جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار طرف سے افراسیاب نابکار کے آیا ہی
وہ بیجا بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہی بادشاہ نے فرمایا مقام انتشار ہی کہ جد غالب و قار موجود نہین ہین ساحر
اگر اپنے سحر کی نیرنگیان دکھائیگا بندگان خدا کے سر پر بلاے تازہ لائیگا جواہر نے عرض کی
حضور نہ گھبرائین خدا چاہیگا تو رات ہی کو روسیاہ کو قتل کرینگے اپنی جان لڑا دینگے یہان تو یہ ذکر
ہو رہا ہی کچھ عیار اپنے لشکر سے نکلکر طرف بارگاہ لقا سے بھیس کے چلے یہان زمرد شاہ باختری
تاج نخوت بر سر تخت ناموت پر بیٹھا تھا کہ صیقل جادو آکر حاضر ہوا نامہ افراسیاب پیش کش کیا
واسطے سجدے کے جھکا لقا نے صیقل کو خلعت دیا نامہ پڑھوا کر خاموش ہو رہا افراسیاب نے اپنی تمام
مصیبتین تحریر کی تھین حال ہائی اسد نامدار اور عیاریان خواجہ عمرو عیار کی شرکت ناگہ ماران
تڑین کن اسلر جادو وغیرہ بہ تصریح تحریر کی لقا نے کہا وہ بندۂ مغضوب ہمیشہ جوتیان کھائیگا اللہم قہر و قتم
فتح ہوجائیگا قدرت کو کئی سال گذرے آجتک براے زیارت ما بدولت نہ آیا قدرت کو بھی غصہ ہی
طلسم ہوشربا کو خاکین ملا دینگے افراسیاب کو جوتیان کھلوائینگے بڑا بیجا مغرور ہی قدرت کی قدر بھی نہ کرنا اسیر
قصور ہی صیقل نے عرض کی کہ یا خداوند اب تو معاف فرمائیے مین یہانسے جاکر شاہنشاہ کو اپنے ہمراہ لاؤنگا قدرت کے
قدمون پر گرواؤنگا بختیارک نے قہقہہ مارکر ہنسا کہا میان صیقل صاحب آپکو یہانسے واپس جانے کی بھی امید ہی
یہ دربار قدرت ہی اسمین بڑا بھید ہی جو ساحر ہوشربا سے آیا زندہ پلٹ کر نہ گیا فرزندان خواجہ
کے ہاتھ سے واصل جہنم ہوا یہی آپکا بھی حال ہوگا صیقل کانپنے لگا کہا میان شیطان صاحب
ذرا زبان سنبھالو ایسے کلمات نامبارک منہ سے نہ نکالو ابھی تو نئی نئی میری شادی ہوئی ہی
جوان جورو کو چھوڑ کر آیا ہون جلدی مین ہاتھ بھی نہین لگایا بختیارک نے کہا محلہ مین دو چار
جوان ضرور ہونگے یہان صیقل صاحب مثل مشہور ہی ہمسایہ ماں کا جایا انکا بھی حصہ ضرور ہی بھی
تمھاری جورو باکرہ ہوگی اگر خون محلہ والون کی گردن پر ہو تو بہتر ہی صیقل بہت بگڑا کہا یا
خداوند اس شیطان کو منع کیجیے بختیارک نے کہا جو ہونیوالا ہی وہ کہتا ہون اور اگر آپکو منظور ہی

کر جاکر چوروں سے ملین وصل کے نشے اُڑین عیاروں سے ہوشیار رہیے طبل جنگی بجوائیں جلدی کیجیے ایک وجہ سے تو آپکی تقدیر زبردست معلوم ہوتی ہے کہ جو ساحروں کے واسطے ملک الموت ہیں یعنے زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران امیر عالیشان صاحب اسم اعظم محترم و محتشم سپہ سالار خداوند القاجرات و شوکت میں یکتا ہے وہ لشکر میں نہیں ہیں زخمی ہو گئے تھے مرکب نکال لیگیا یہ تو ہم خوب جانتے ہیں کہ اکیلے گئے ہیں ہزاروں کو لیکر آئینگے کسی اور ملک پر آفت برپا ہوگی کسی معشوقہ کو بیاہ میں لیے بیٹھے ہونگے مزے اُڑ رہے ہونگے صدہا کافر قتل کیے ہونگے پہلوانوں کو بادشاہوں کو ساتھ لاوینگے اپنا جاہ و حشم دکھائینگے اے صیقل جادو صاحبقران نہ آنے پائیں کہ طبل جنگ بجوا و مسلمانوں کا خاتمہ کرو ایک بات اور ہماری یاد رکھو یہ ساحروں کا بہت بڑا دستور ہے ظاہر میں قتل کرتے ہیں اصل میں وہ شخص زندہ رہتا ہے جب یہاں ساحر صاحب مارے جاتے ہیں وہ زندہ ہوکر چلے آتے ہیں اے صیقل مسلمانوں کی صفائی کرو عیاروں سے بچے رہو یہ سنتے ہی صیقل نے کہا ملک جی میں ایک دن میں کل مسلمانوں کو قتل کرونگا دوسرے دن سران سپہ سرکشوں کے لیکر طرف ہوشربا کے جاؤنگا ملک جی آپ فوراً طبل جنگی بجوا دیجیے اب تامل نفرمایئے بختیارک تو اسی بات کی آرزو رکھتا تھا حکم دیا نقارہ رزمی گڑگڑایا صداے طبل جنگ لشکر کفار میں بلند ہوئی جو جاسوسان لشکر اسلام ہر واسطے خبر کے موجود تھے حال دریافت کرکے طرف لشکر اسلام کے چلے یہاں بارگاہ میں بادشاہ جہانپناہ جواہر بن عمرو شعبان خنجر گذار پر تاکید کر رہے ہیں کہ اے فرزندان خواجہ نامدار تم خود نہ جاؤ گے جب حال تیار کا حال مفصل نہ معلوم ہوگا جواہر نے عرض کی اب غلام کا جانا غیر ممکن ہے صیقل جادو طلسم ہوشربا سے آیا ہے سحر کی لڑائی ہوگی ہم ایسے غلاموں کا لشکر میں نہ ہونا باعث خرابی ہے مگر خاکسار اور عیاروں کو بوقت سحر ضرور روانہ کریگا کہ فوراً جائیں سرداروں کی خبر لائیں یہ سخن ابھی ناتمام تھا کہ ناسیان خیبری و توسیان خیبری و سرہنگ کجی و ابوطاہر و خنجر آکر حاضر ہوے اتنا تھا کہ دعاے جاندرازی دی

نظم

ای فریدون بارگاہ و جم حشم	کاسہ گر ہے تیرے در کا ایک جم	آسمان عز و تمکین و شرف
معدن جود و سخا و بحر شرف	کیقباد و قیصر و نوشیروان	حاکمان ہند و شاہان جہان
ہوتے گر طہمورث و شاہ جہان	آپ کے بے شبہ ہوتے مدح خوان	ہو بدم لب پر یہی اپنی دعا

اے خدا جبتک ہے قائم کائنات
خندۂ گل ہے بہار بوستان
ہے خزان جبتک جہان مین اور بہار
ہو ترقی عمر و مال و جاہ مین

ہے سراے دہر کو جبتک ثبات
عشق جبتک ہے گل و بلبل مین ہے
سنبل پیچان ہے جبتک سوگوار

بلبلین جبتک کرین گرم فغان
نشہ جبتک جام ہاے مل مین ہے
روشنی جبتک ہے مہر و ماہ مین

اے شاہنشاہ عالم پناہ بختیارک نے صیقل جادو کو خوب بھڑکایا

صاحبقران کا ہونا بھی بخوبی سمجھا دیا اب اُسنے طبل جنگی بجایا ہے کل اسکا ارادہ ہے کہ لشکر ظفر اثر سرکار دولتمدار سے مقابلہ کرے غلامان حضور کو اذیت دے بادۂ کبر و نخوت سے چور ہے اسکو سحر و ساحری پر بڑا غرور ہے یہ خبر سنکر بادشاہ جمجاہ نے حکم دیا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ربانی و تائید ایزدی طبل جنگی بجے جواہر بن عمرو نے جاکر قلابہ چینی وکبابہ چینی داروغۂ نقارخانہ سلیمانی و سکندری کو حکم دیا نقارۂ سکندری پر چوب پڑی تمام لشکر مین شہرہ ہوا طبل جنگی بجا کل لشکر کفار سے مقابلہ ہے مگر سرداران نامی و گرامی ملول و حزین ہین کہ ساحران بیدین سے لڑنا پڑیگا ہمارا حوصلہ نہ نکلے گا ابھی اپنی بارگاہون مین سر جھکائے ہوے مکدر بیٹھے ہین اپنے افسر عالیوقار صاحبقران نامدار کی یاد مین دل مائل فریاد مگر جواہر بن عمرو طبل جنگی بجا کر بیرون بارگاہ آیا رنگ و روغن عیاری کا نکالکر صورت تبدیل کی بصورت خدمتگار تیار ہو کر طرف لشکر کفار کے چلا یہان صیقل بارگاہ لقا مین بیٹھا ہوا بلبلا رہا ہے کہتا ہے ایک مسلمان کو بھی زندہ نہ چھوڑونگا عیارون کے سر توڑونگا زندان عمرو کے نام کا دشمن ہون بختیارک نے کہا میان صیقل زبان کو روکیے بد لگامی نہ کیجیے مرشد زادون کے مقدمہ مین کوئی کلمہ سخت نہ کہیے میرے کان نہین سن سکتے ہین مین شراب مین آپکو بیہوشی پلاؤنگا ذبح کرڈالونگا صیقل نے کہا ملک جی کیا بیہودہ بکتے ہو مسلمانون کی تعریف کرتے ہو بختیارک نے چپکے سے کہا اے صیقل مجھسے زیادہ مسلمانون کا کون دشمن ہے مگر اے صیقل جادو کیا کرون ڈرتا ہون مرشد زادے یہان موجود ہونگے تمہاری تو گردن ضرب دینگے میرے واسطے بھی باعث خرابی ہے زندگی دشوار ہو جائیگی اگر فرزندان عمرو پر قابو پاؤن بوٹیان کاٹکر کھا جاؤن یہ جو بختیارک نے کہا خدمتگار سر پہ رومال جھل رہا تھا پشت پر ملک جی کے چپکے سے خنجر چبھویا ملک جی نے پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو نے جھک کے سلام کیا بختیارک تھر تھر کانپنے لگا جواہر نے چپکے سے کہا کیون ملک جی ہماری بوٹیان کاٹوگے بختیارک بہت گڑگڑایا ہاتھ باندھنے لگا توبہ کیکر کان پکڑے صیقل

نے پلٹ کر دیکھا کہا ملک جی کیون کان پکڑتے ہو کسواسطے توبہ کرتے ہو کیا خدمتین خداوند لقا
کوئی گستاخی کی بات ہوئی بختیارک نے آنکھ سے اشارہ کیا لقا بے بقا سے ڈرتا کیا
ہو ملک الموت سر پر کھڑے ہین بول نہین سکتا صیقل نے کہا کہان بختیارک پلٹا جواہر تو
گیا تھا اب بھلا کب ٹھہرتا ہی قضاے کار ایک خدمتگار بیچارہ ہیبت کا مارا ستون کی
آڑ پکڑے آنکھ لڑان بغلین دبائے سر جھکائے ٹھٹکا رہا تھا بختیارک سمجھا کہ جواہر بن عمرو ہی صیقل
سے کہا لینا یہ عمرو کا فرزند کھڑا ہی مجھکو ڈراتا ہی صیقل نے جھپٹ کر تلوار کا ہاتھ مارا اُس خدمتگار
کے دو ٹکڑے ہوئے غل ہوا کہ عمرو کا بیٹا مارا گیا اُس خدمتگار کا بھائی قریب کھڑا تھا سر پیٹنے لگا
چلایا کیسی رسوائی ہی حضور یہ تو میرا بھائی ہی ایسی بدعت کسکو بھائی یہ تصویر صفحہ ہستی سے مٹائی
اب اس مقام پر بجا دہو گیا ہی بختیارک نے جھڑک کر اُسکے بھائیکو دھکیل دیا کہا ابے بیٹھ یہ عمرو
کا فرزند ہی تو ناحق دردمند ہی جب اُسنے سنا نا بھائی کی لاش سے لپٹنے لگا رو رو کے چلایا ہاے
میرا مارا تھا یا دریاے خون مین نہایا ملک جی نے دھوکا کھایا صیقل بے عقل سے میرے برادر کو
قتل کرایا مین ایسی نوکری سے باز آیا یہ جو حال بختیارک نے دیکھا کہ بیچارہ بھائی کے غم مین جان دیتا
ہی کسی کا کہنا نہین سنتا ہی پکار کر کہا ارے جلدی پانی لاؤ اسکا منھ دھلاؤ حال کھلے یہان صیقل کی
آبرو بڑھے جواہر بن عمرو خلوتخانہ مین آکر ٹھہرا غلغلہ جو سنا کہ فرزند عمرو مارا گیا جھپٹ کر اندر آیا دیکھا
ملک جی صیقل کی تعریف کر رہے ہین کہ اے صیقل تمہاری تیغ جوہر پر صیقل ہوئی کدورت زنگ
بخبر بدعت سے زائل ہوئی ہمیشہ ہمارے اشارے کا خیال رکھنا ہم عیاران اسلام کو خوب
پہچانتے ہین ایک ایک کی حقیقت جانتے ہین صیقل کہتا ہی ملک جی دیکھنا گھس گھس کے فرزندان
عمرو کو مار ڈالونگا ہر ایک مسلمان کو للکارونگا لقا بھی تخت پر کھڑا ہو گیا کہ دیکھین کون مارا گیا یہی
کہتا ہی جلدی پانی لاؤ اس اثنا مین جواہر پشت پر بختیارک کی پہونچا خدمتگار تو بنا ہوا تھا مصاحب
صیقل کے قریب کھڑے ہوئے ہین بختیارک نے جیسے ہی خدمتگار کو دیکھا کہ کھڑا ہوا ہی کہا ارے
جلدی پانی لا اس مردے کا منھ دھلا جواہر نے کہا کہ دیکھیے وہ پانی لایا جیسے ہی بختیارک
نے منھ پھیرا جواہر نے ایک دھول سر پر بختیارک کے ماری رفیدہ سر سے دور گرا آتش جادو
صیقل کا مصاحب برابر کھڑا تھا اُسنے پلٹ کر کہا او خدمتگار یہ کیا کیا جواہر نے کہا تو بھی لے یہ گھر

خود آنکھوں کو پھر خنجر مارا شمشیر پر بھی قبضہ کیا وہ جادوگر ہائے کا نعرہ مار کر گرا جواہر اندھیرے میں پلٹ
نکلا ملک جی نے کہا لینا صیقل جادو سر پیٹنے لگا ساحر کے مرنے سے تاریکی پھیلی بعد سنگ بار
و برق باری کے آواز آئی کشتی مرا نام تھا شمشیر جادو بربرادا صیقل نے دیکھا رنگ حیات شمشیر
دور ہوا لاشہ بھی پڑا ہے صیقل نے کہا واہ ملک جی کیسا فرزند عمرو کو قتل کرایا آپ نے دھول
کھائی پیارے مصاحب شمشیر جادو مارا گیا اب مردے کا جو منہ دھلایا جیسی صورت تھی ویسی ہی تھی
کچھ تبدیلی نہوئی بختیارک بہت شرمندہ ہوا کہا میاں صیقل صاحب فرزندان عمرو کا منہ
دیکھا ہو گیا نقاش سے رونا پایا صیقل گھبرایا کہا ملک جی میں اب اپنی بارگاہ میں جاتا ہوں
وہاں انتظام کرونگا کسی غیر کو اپنے بیان نہ آنے دونگا بختیارک نے کہا جائیے مگر ملک سالوت کا
دیکھ سکے بہت احتیاط کیجیے گا مصروف عیش و نشاط نہو جیے گا ورنہ جان جائیگی صیقل تھرا
ہوا مصاحبوں کو ساتھ لیکر طرف اپنی بارگاہ کے چلا جواہر نے پیچھا کیا جب صیقل جا کر اپنی بارگاہ
میں پہونچا ساتھ والوں سے کہا صاحبو خیال رکھنا دیکھو کوئی غیر نہ آنے پائے سب ساحر گھبرائے
ہوئے کہتے ہیں حضور اپنے بیگانے کو کیونکر پہچانیں خداوند کے سامنے شیطان درگاہ خداوندی ہوچکا
سارا دربار بھرا ہوا قدرت کے خاوند بتنغم خون آشام ایسے مقام پر ساربان زادے کا فرزند محمود
خنجر شمشیر ایسے صاحب جوہر کو مار کے نکل گیا کوئی کچھ نہ کر سکا بختیارک نے بھی دھول کھائی صیقل
نے کہا چپ رہو ذکر نہ کرو وہ شیطان ہے کچھ دلمیں وسوسہ نہ ڈالے ہمکو تمکو آپسمیں نہ لڑوا دے
یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ خدمتگار نے بڑھکر عرض کی ملک جی دروازے پر کھڑے ہیں صیقل دوڑ کر
باہر آکے جو دیکھا تو حقیقت میں ملک جی ٹہل رہے ہیں صیقل نے جھک کر سلام کیا کہا ملک جی آئیے
سرفراز فرمائیے بختیارک نے کہا اے صیقل جادو مجھے تمہارا بڑا خیال ہے شمشیر جادو کے قتل ہونیکا ملال ہے
خود قصد کیا کہ تمہاری نگہبانی کروں صیقل نے کہا آپ تکلیف نکریں اندر بارگاہ کے چلکر تشریف رکھیں
بختیارک نے کہا خیر تمہاری خوشی صیقل بختیارک کو اندر لایا مسند پر بٹھایا مصاحبوں نے اشارہ کیا
شراب و کباب لاؤ گلابیاں شراب کی کشتیاں کباب کی آئیں بختیارک نے کہا اے صیقل تم آزردہ ہو تو میں
ایک بات کہوں مجھے تمہارے ساقی بچوں کا اعتبار نہیں میں اپنے ہاتھ سے پیونگا اور تمکو بھی اپنے ہاتھ سے پلاؤنگا
ایسا نہو کہ ان لوگوں کی صورت بنکر کوئی عیار چلا آئے صیقل نے کہا آپکو اختیار ہے آپکی جرأت کے آگے سبکی عقل دنگ ہے

بیچارہ آپکے مہمان ہین ہمارے سر پر احسان ہین بختیارک نے گلابی اٹھائی جام بھر کے پہلے صیقل کو دیا
صیقل سلام کر کے پی گیا بختیارک نے سبکو دینا شروع کیا چند عرصہ مین سبکو شراب پلائی تھوڑی دیر
مین سبکی آنکھون مین چربی چھائی صیقل بیٹھے بیٹھے گھبرایا کہا ملک جی دیکھیے تخت خداوند اڑتا ہوا
آیا بختیارک نے کہا قدرت کی ناتگس پیچھے پکار کے کہیے خداوند لقا پیچھے آئیے صیقل گھبرا کر اٹھا
بیہوشی کام کر چکی تھی ڈگمگا کر گرا سب صاحب لینا لینا کہکر اٹھے چشم زدن مین برلب فرش ہوگئے
نعرہ ہوا منم جواہر بن عمرو صیقل جادو کی زبان مین سوزن دیا مشکین باندھ کر پشتارہ پشت پر لگایا
سراپچہ چاک کر کے طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا جواہر بن عمرو صیقل کو لیے جاتا ہے مگر بختیارک
جب اپنی بارگاہ مین آیا سوچا اب صیقل جادو کا بچنا دشوار ہے اے بختیارک اگر خیر و عافیت سے
صبح ہو جائے اور یہ لشکر اسلام سے لڑے کیا عجب ہے فتح حاصل ہو آج کل صاحبقران زمان بھی
نہین ہین مین خود جا کر صیقل کی حفاظت کرون اسکی خبر لون یہ سوچتا ہوا اٹھا چند ملازمون
کو ساتھ لیکر دربار گاہ صیقل پر آیا دروازے پر دیکھا خادم و خدمتگار بیہوش پڑے ہین گھبرا کر
اندر آیا دیکھا صیقل ندارد اور ساحر بیہوش پڑے ہین بختیارک نے سبکو ہوشیار کیا کہا ارے
کمبختو مالک کو اپنے ہاتھ سے کھو یا کون یہان آیا تھا سبنے کہا میان شیطان صاحب آپ ہی نے
تو سبکو شراب پلائی بختیارک نے کہا میری شکل بنکر عیار آیا ہوگا وہی تھا عمرو کا جواہر بڑا مکار ہے
حقیقت مین بلائے روزگار ہے مگر تم سب بلوہ کر کے لشکر اسلام پر جا پڑو جہانتک ہو سکے سحر کرو
ہم خداوند کو تخت پر سوار کر کے لاتے ہین ساحرون نے کہا غلام ابھی جاتے ہین اپنے افسر کو ابھی
چھڑا کے لاتے ہین بارہ ہزار جادوگر فوراً سوار ہوئے اسباب سحر ہاتھون مین لیکر چلے بختیارک نے
آکر اس خفتہ بخت کو جگایا لقا جیا اٹھا گویا فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا کل لشکر نجس اثر مین قرنا بولی
ہر ایک سردار ہوشیار ہوا فوجین طرف لشکر اسلام کے چلین جس وقت کہ شاہنشاہ خاور نیزہ خط شعاعی
سنبھالکر بارادہ جنگ و پیکار شبدیز فلک چہارم پر سوار ہوکر داخل میدان کارزار ہوا شاہ زنگ
سیاہ ہزیمت خوردہ پریشان و مضطر میدان چرخ سے افواج کواکب کو پھیر کر طرف ظلمات مغرب گیا

نظم

سو بفجر لایا ستارہ سحری زفلک بکار
سحر زکانہ قصیدہ این حشم کرد

دمیدہ صبح کہ فرزندان انجم
دم گرگ بنود و گلہ رم کرد

شد عیار ز چشم یعقوب فلک ماہ
علم آفتاب نکلا جب

فوج انجم ہوئی گریزان سب	شہ خاور سپہر گرد ہوا	رونق تخت لاجورد ہوا
ہوا میدان چرخ سے اکبار	شہ انجم سپاہ رو بفرار	لشکر اسلام میں صداے تکبیر

بلند ہوئی اپنی بارگاہوں سے سرداران نامی و پہلوانان گرامی نکلے طرف دربار دولت شاہنشاہ عجم
کے چلے جلوخانہ میں آکر ٹھہرے ایک جانب سے رستم پیلتن و پیلان کشندۂ قزل ہندی و دوتی ہندی
سرفتنۂ ملک زنگستان علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران بصد عظم وشان آکر ٹھہرے انکے بعد
دارائے ہند لندھور بن سعدان جانشین امیر گیتی ستان دوسری جانب سے مالک اژدر و صاحب
نیزۂ دوسر غلام نبی و جاکر حیدر و خاقان ابن الخاقان و بہرام گرد بن خاقان چین صاحب تاج و
نگین و شاہزادۂ خاور سیاہ و ایرج نوجوان و تورج بن بدیع الزمان و ہاشم تیغ زن و
خورشید بن ہاشم تیغ زن وغیرہ دردولت شاہنشاہی پر حاضر ہیں بعد ورود شاہنشاہ گیتی
ستان میں ناگاہ مژدہ ہے نے برنگ آوازی بادشاہ جمجاہ برآمد ہونے کو ہیں پردۂ زنبوری کھنچا غرام
کی صدا بلند ہوئی دیکھا سعد بن قباد بصورت نورانی تخت سلیمانی پر جلوہ فرما ہے پریان گل اندام
پری پیکر سمن بر حسین مہ جبین بصد عشوہ و ناز تخت شاہنشاہی کاندھے پر لیے ہوئے کہاروں
نے تخت کو بڑھکر کاندھا دیا سرداران صف شکن نے مجرا گاہ سے مجرا کیا بادشاہ جمجاہ سبکا مجرا
لیتے ہوئے جلوخانہ سے باہر نکلے تھے کہ سامنے سے جواہر بن عمرو بصد کر و فر گردن میں ایک پشتارہ
بدوش نمایاں ہوا بادشاہ نے پوچھا اے نور نگاہ شاہنشاہ عیاران کسے گرفتار کرکے لائے
عرض کی حضور کا اقبال شریک حال ہوا اس نے جانبازی کی صیقل جادو کو گرفتار کرکے لایا
ہوں حضور بارگاہ شاہی میں تشریف لیچلیں اس کو دربار میں سمجھائیں اگر مطیع الاسلام ہو بہتر
ورنہ قتل کیجیے اسکی خودسری کی سزا دیجیے لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے کہ یہ بارہ ہزار ساحروں کا سردار ہے
اسکی جستجو میں سب آئینگے آگت ڈھائینگے جلد سرکار تدبیر فرماویں بادشاہ جمجاہ مع سرداران نامی آکر
بارگاہ شاہی میں سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ہوئے سرداران عالی وقار حسب مراتب اپنے اپنے مقام پر
دنگلہائے زرنگار پر بیٹھے جواہر بن عمرو نے صیقل جادو کا پشتارہ کھولا زبان میں اسکی سوزن
دیا ہوا تھا بادشاہ نے فرمایا اسکو ہوشیار کرو جواہر نے بڑھکر فتیلہ رفع بیہوشی ناک میں دیا صیقل کو
چھینک آئی اپنے کو اس بارگاہ میں پایا نگاہ اٹھا کر جو دیکھا محو تماشا ہوا نظم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار
تو گوئی کہ یک عرش و کرسی ہزار
عجب بارگاہ و معلا اساس
ز قابین و جازم نبودے قیاس

قدرت پروردگار کا ظہور شیران دشت نبرد و تاجداران جلیل

شیران جلیل و سرداران صف شکن سے وہ جیشہ بمعبود صیقل گھبرایا آنکھین بند کرلین سمجھا مین نے خواب پریشان دیکھا جواہر نے آواز دی ای صیقل چشم خود را واکن و حال خود را تماشا کن دیکھ کل تو اپنے مقام پر کہتا تھا کہ میں کو مسلمانون کو قتل کرونگا یا اب عنایت سے پروردگار کے پنجہ شاہباز اجل مین گرفتار ہوا شاہنشاہ گیتی ستان سامنے موجود ہین سامری و جمشید پر لعنت کر مطیع الاسلام ہو جیشہ شیران دشت نبرد مین تیرا بھی نام ہو بادشاہ نے خود زبان معجز بیان سے فرمایا ای صیقل جادو سامری و جمشید بھی مثل تیرے ساحر تھے انکو اپنا خدا جانتا ہی کہ جسے تو دربار لقا مین آیا ہوا ہی اُس بیچارا کا بھی حال دیکھا اپنی پشت پر کی زنجیر نہین رکھتا بیٹھا تقدیرین عجب راکرتا ہی معبود حقیقی اپنے پیدا کرنیوالے کو سجدہ کر تو ہی دیکھ کہ ملکہ بہار جادو کو کیسے کیسے مرتبے ملے غنچہ آرزو کھلے ملکہ مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت وغیرہ یہ سب ارکین سلطنت طلسم ہوش رُبا تھے تو نے اپنی آنکھون سے دیکھا ہوگا خواجہ عمرو کا ساتھ دیا سر ہتیلی پر رکھے ہوے افراسیاب ایسے بادشاہ سے لڑ رہے ہین خدا انکو ہر معرکہ مین مظفر و منصور کرتا ہی اب انصاف کر کہ یہ لوگ قابل مقابلہ افراسیاب ہین مگر خدا کی قدرت سے کیا کیا کام کر رہے ہین دم وحدانیت پروردگار کا بھر رہے ہین وہ کریم کارساز بمصداق وحدہ لاشریک لہٗ اکیلا ہی معاذ اللہ ان سگہاے ناپاک و ملعونان جلساز کو اُس بے نیاز کا ہمسر بنایا و ز حشر کا کچھ خوف نہ آیا نظم

ہی وہ پیدا کنندۂ دارین
رازق انس و جن و خالق کونین
لائق حمد ہین صفات خدا
وحدہٗ لاشریک ذات خدا
کرو لطف و کرم پہ اسکے قیاس
ہان بجا لاؤ اسکا شکر و سپاس
دیکھو قدرت کی اسکے جلوہ گری
کر دیا ہمکو جامۂ بشری
اسکی کیا نعمتون کا شکر کرون
صفتین اسکے ہین بیان سے فزون
ہر بن مو اگر زبان سے بنے
تب بھی خالق کا شکر ہو نہ سکے
بیان اسکا اوصاف مین کیا کرون
کہ تحریر و تقریر سے ہی فزون
عجب باغ قدرت کی ہی یہ بہار
کہین لالہ زار اور کہین سبزہ زار
کہین پر ہی نسرین کہین نسترن
شگفتہ کسی جا گل یاسمن
کسی جا چمن مین ہی سوسن خموش
کسی جا عنادل کا برپا خروش
کہین پہ ہی نرگس کو سکتا ہوا

کوئی گل کھلا ہی مہکتا ہوا	کوئی گل ہی گلزار میں باغدار	اداسی کسی گل پہ ہی بیشمار

ایک عرصہ تک بادشاہ جہجاہ صیقل روسیاہ کو سمجھایا کیے مگر زنگ کفر اسکے دل سے نہ دور ہوا شعر
گلیم بخت کسانیکہ بافتند سیاہ ۔ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ۔ اسوقت سرداران نامی نے
عرض کی ماشاءاللہ اسقدر حضور نے اثبات وحدانیت مین کلام کیا فصاحت و بلاغت کلام
سحر نظام مین ہی مگر یہ کور ظاہر و کور باطن گم گشتہ راہ ضلالت و غول بیابان جہالت کبھی راہ پر
نہ آئیگا حکم دیجیے کہ طائر روح اسکا طعمہ شہباز اجل ہو مرنے سے اس بیحیا کے جہنم مین روح سامری
و جمشید بیکل ہو بادشاہ نے حکم فرمایا جلاد لشکر ذوالخمار عادی کو بلاؤ اسکو قتل کرے
ذوالخمار عادی فوراً حاضر ہوا ہاتھ پکڑ کر صیقل جادو کا کھینچا بیرون بارگاہ شاہی لایا
بادشاہ جہجاہ بھی باہر نکل آئے تمام سردار مسلح و مکمل ہمراہ رکاب چونکہ میدان کارزار مین
جانیکا قصد تھا کل لشکر بھی تیار ہی کمربندی ہو چکی ہی پلٹنین رسالے آگے پیچھے بادشاہ جہجاہ اب
بھی فرما رہے ہین اسکو سمجھاؤ راہ راست پر لگاؤ سب سردار حسب الارشاد شہریار قریب اسکے
ہرچند اس سخن ناشنو کو سمجھاتے ہین مگر یہ بیحیا یہی کہے جاتا ہی جان میری نام سامری و جمشید
پر نثار ہرگز خدائے نادیدہ کو سجدہ نہ کرونگا یہی جاندونگا ذوالخمار عادی تلوار کھینچکر سر
صیقل پہ آیا بموجب قاعدے کے کہا اے صیقل رشتہ حیات تیرا منقطع ہوا ساغر عمر لبریز ہو چکا
دیکھ اب بھی بادشاہ جم جاہ سمجھاتے ہین لقا پر لعنت کر اگر یہ نہین قبول ہی ہوس دلی ظاہر کر
جو کھانا ہو کھالے اگر کسی کے دیکھنے کی آرزو ہو بیان کر وہ مغرور چپکا بیٹھا رہا کبر و نخوت سے
کچھ جواب نہ دیا گونگا بہرا بنگیا بادشاہ حکم اول دے چکے ہین اب قصد ہی کہ حکم ثانی برائے
گردن زدنی صیقل دین کہ یکایک لشکر مین ہنگامہ ہوا ہزارہا شعلہ بجز کا آگ برسنے لگی
رسالون مین صدائے فریاد بلند ہوئی بادشاہ گردون بارگاہ نے سر اٹھا کر دیکھا مرکب اپنے
اپنے سوارونکو پشت پر سے گرا کر بھاگے جاتے ہین بعضے بدلگامی دکھا رہے ہین صدہا
پیدل زمین پر گرے مثل مرغ بسمل تڑپنے لگے ایکجانب سے دریا جوش مارتا ہوا آتا ہی
ہزارہا بندگان خدا انمین گر کر ڈوب رہے ہین سیاہ آندھی اٹھی صدہا خیمے گر گئے جاسوسان
لشکر اسلام نے بڑھکر خبر دی بارہ ہزار ساحران غدار ہمراہیان صیقل نابکار آپڑے ہین

لشکر پامال ہو رہا ہی یہ خبر وحشت اثر بادشاہ عالیوقار سنکر فوراً پشت مرکب پر سوار ہو سب سے
پہلے سرخیل وفاداران مقبل وفادار غلام صاحبقران عالی تبار بارہ ہزار تیر اندازون کو لیکر ایک
گوشہ مین آیا ساحرون پر تیرون کی بوچھار گوشون سے کمانون کی کڑک عقاب تیر پر کھول
کے آئے مرغ روح ساحرون کو شکار کیا سو پچاس ساحر مر کر گرے اور زیادہ اندھیرا
ہوا جو جادوگر مرا اُسکے مرنے کی علامت برپا ہوئی آوازین آئین کُشتی مرا نام فلان بود این اثنا
مین مقبل نے زبانی کورد کا کُل سردار گھوڑون پر سوار ہوے نعرے کرکے لشکر ساحران پر
جا پڑے آمادہ و سرفروشی ہوے اگر جادوگر سحر کرتے ہوے قریب صیقل کے پہونچے زبان
سے سوزن اسکے نکالا صیقل رہا ہوا غصہ مین تھراتا ہوا اُٹھا زمین سے سنگریزے اُٹھا کر
طرف آسمان کے پھینکے لشکر اسلام پر اُس سنگدل نے پتھر برسائے اب ساحرون نے صیقل
کے پاس جھول سحر کی پہونچا دی صیقل سحر کرتا ہوا بڑھا جس سردار کو جان پایا قتل کیا قید
ہو کر آیا تھا جھلایا ہوا تھا گھسے فولادی مارنا شروع کیے صیقل چاہتا ہی کہ مین بالکل صفائی
کر دون ایک مسلمان کو زندہ نچھوڑون زیادہ خرابی یہ ہوئی کہ مین پڑاو پر لشکر اسلام کے
یہ سحر کر بیٹھا ہی لشکر مین صیقل کھڑا سحر کر رہا ہی مگر سرداران نامدار و غازیان دیندار و مجاہدان
تہور شعار ہر چند کہ سحر سے مجبور و ناچار بلاے تازہ مین گرفتار ہین لیکن اگر کسی ساحر کو پاگئے
یا تو نیزہ مارا سینہ پر کینہ پر ساحر کے پڑا ساحر تڑپ تڑپ کے جہنم واصل ہوا اگر اُسکا سحر چل گیا
تو یہ گھوڑے سے گرے وہ غالب آیا اگر کوئی سردار سپاہی یا سوار قریب جادوگر کے پہونچا
غصہ مین لپٹ پڑا شل کر پاس کشتہ جبر کر پھینکدیا چھاتی پر چڑھ بیٹھا سر اُس خودسر کا کھینچ لیا
اسطرح ساحرون سے لڑ رہے ہین جانبازی مین مشغول ہین مگر مردان عالم کا زور نہین چلتا
لشکر پامال ہو رہا ہی بادشاہ گردون بارگاہ حیران پریشان تاجداران جلیل جابجا سحر مین گرفتار
کوئی گھوڑے پر سے گرتا ہی کسی کی تلوار نیام سے اُگل رہی ہی اپنا حربہ اپنے گلے پر چلتا ہی ہنوز اس
مصیبت تازہ مین اہل اسلام گھرے ہوے ہین کہ یکایک چار سو نقارے پر چوب پڑی دیکھا
زمرد شاہ باختری لقا پرست نشہ شراب کبر و نخوت سے مست تخت نکبت پر سوار کل لشکر کو ساتھ
لیے ہوے آپہونچا ہی جو یہانے سُن پایا کہ صیقل جادو رہا ہوا سمجھا کہ مسلمان مردود ہوے ہین چلکر

قتل کرون بختیارک بھی بخوبی سمجھا چکا ہی کہ یا خداوندا آج کل صاحبقران لشکر مین نہین ہین چلو مسلمانون
کو مارین شکست دین تمام سنجانی باختری ششتری حصاری اِس سمجھا کے ساتھ بے تکلف تلوارین
تولے ہوے یا تو نام سے اہل اسلام کے بھاگتے تھے آج سینے سپر کیے ہوے للکار رہے
ہین لینا لینا کی صدا بلند لقا نے بھی نعرہ کیا بھیا نامرد پکار اُٹھا قسم خداوند زمرد شاہ باختری
ہی مسلمانو قدرت نے ہزار پیشتر یہ تقدیر کر چکے تھے کہ ہاتھ سے اپنے بندۂ خاص صیقل جادو
کے مسلمانونکو شاہنگے صیقل کو شیر قدرت بنائنگے اب بر سرِ ملک باختر قدرت جائینگے جب تبدیلات
پر پہونچین گے تقدیرات رنگا رنگ کرکے جسقدر بندے قدرت کی محبت مین مارے گئے ہین
سبکو زندہ کرینگے ایسے کلمات کبر و غرور زبان سے بکتا ہوا لشکر اسلام پر آ پڑا یا تو تخت پر سوار
تھا یا یک پکارا قدرت کی سواری کے واسطے مرکب لاؤ قدرت آج اپنے ید قدرت سے
مسلمانونکو قتل کرینگے جوان تو قدوار ہی تیغہ کھینچکر مسلمانون پر جا پڑا جو لوگ سحر مین مبتلا تھے انکو
قتل کرنے لگا اُسوقت سرداران نامی کی بیکسی و بے بسی رنگ فق دل مین قلق عالم یاس
چہرے اُداس دیکھتے ہین کہ وہ نامرد بڑھ بڑھ کر غازیان دیندار کو قتل کرتا ہی رہ رہ کے
پیچ و تاب کھاتے ہین سوزش قلبی سے سینہ مین دل کباب ہو رہے ہین دانتون سے بوٹیان چباتے
ہین کیسا انقلاب ہی اِس سبب سے پیچ و تاب ہی وہ نامرد کہ جو نام سے ان غازیان دیندار
کے فرار کرتے تھے آج قتل کرنے پر آمادہ ہین سنگدل مین جلادوے زیادہ ہین لقا بقول بختیارک
جسطرح بن پڑے مسلمانون کو قتل کرو ہمارا بندگان خدا ان نامردون کے ہاتھ سے قتل ہو رہے
ہین لاشے زمین پر پھڑک رہے ہین آتش سحر نے خرمن ہستی مسلمانان جلائی ا ازان لقا
مسلمانون سے چلے ہوے گھوڑے دوڑاتے پھرتے ہین اہل اسلام کی پامالی لشکر کفر و
ظلام کی بحالی بادشاہ لشکر اسلام سعد بن قباد ایک گوشہ مین کھڑے ہوے یہ قیامت
دیکھ رہے ہین مرکب شاہنشاہ کا بھی بدلگامی کر رہا ہی ہر چند چاہتے ہین روکین نہین رکتا
اگر زمین پر پاؤن رکھتا ہی سم پھنکے جاتے ہین بدحواس ہو کر ڈراسے بھڑکتا ہی بادشاہ بچری
جاتے ہین رن مین نہین زُنی ہر ہر تہ یقین ہوتا ہی اب مرکب سے گر پڑونگا اور تاجداران جلیل کا
بھی یہی حال ہی بادشاہ نے بہ نگاہ حسرت طرف آسمان کے دیکھا زمانا بیگانہ ساحرون نے قیامت

کردی تھا آمادہ بیداد ہی براے مسلمانان جلاد ہی آج نامردون نے قابو پایا ہی یامان مدینگے
دیکھو بار دجب اُس صاحب اقبال کا قدم لشکر مین نہین ہوتا جان پر بنجاتی ہی جد عالی تبار نہین یا
ساحرون کا غریو ہی وہ موجود ہوتے اسم اعظم پڑھکے چشم زدن مین ساحرون کو واصل جہنم کرتے
اب اپنے بے نیاز سے رجوع کر دیجئے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے بادشاہ جم جاہ نے تاج سر سے
اتار احتیاج بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار اُٹھے ای پروردگار اس مصیبت سے اہل اسلام کو بچا
کبھی بلک کر دعا کرتے ہین کبھی مقبل کو اپنے قریب بلاتے ہین فرماتے ہین ای مقبل وفادار وای نمکخوار
قدیم ناموس کے رازدار اب کوئی صورت فتح کی نہین معلوم ہوتی تو میدان کارزار سے
نکل جانا ممکن کرکے ناموس صاحبقران کو جلد سوار کر براے خدا جس جانب مناسب جان
نکلجا بلکہ اگر جاسکے تو اپنے کو ملک باختر پہ پہونچا کُل ناموس قلعہ ذوالامان مین موجود ہین مظفر
بن ضیغم خون آشام کوتوال و شاہ سلیمان فارسی وہان کا بادشاہ ہی یہ دونون
نہایت خیرخواہ ہین ناموس کو وہان پناہ ملیگی سواران سیخان سن پہنچینگے فوراً براے حفاظت
کرینگے یہان ناموس کا ٹھہرنا اب مناسب وقت نہین ہی ہم یا قتل ہون یا گرفتار ہو جائین کچھ
معیوب نہین ہی مستورات کے لیے سب طرح خرابی ہی خیال حرمت ناموس مین بڑی تباہی
ہی تمہارے ساتھ جانے سے یہ کام بہتر ہی صاحبقران بھی راضی ہونگے یہ کلمات حسرت آمیز مصیبت
خیز سنکر مقبل چیخین مارکر رویا قدمون سے لپٹگیا عرض کی ای شاہنشاہ اگر غلام اسوقت بدن
زندہ نکل گیا تو صاحبقران کو کیا منہ دے سیاہ دکھائیگا صاحبقران فرمائینگے کہ میرے فرزند نور نظر
و سرداران خوش سیر میدان کارزار مین مارے گئے تو نے اپنی جان بچائی کیون نامرد شرم
نہ آئی اُسوقت غلام کیا جواب دیگا یہ خدمت غلام کے سپرد نفرمایئے غلام ہرگز نجائیگا گستاخی
معاف آنکھون سے دیکھ رہا ہون علم شاہ نوجوان و قاسم عالیشان و شاہزادہ نورالدہر
بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان وغیرہ مبتلاے بلاے ناگہانی ہین دشمن اُنکے قتل ہوا
چاہتے ہین اسوقت کیونکر ہو سکتا ہی کہ غلام خانہ زاد جان بچائے یہ کہکر کمان کیانی دوش
سے اُتاری بارہ ہزار تیراندازون کو آواز دی جو جو سب بچے ہوے تھے اپنے
افسر کی آواز سنکر قریب آئے مقبل تیراندازی کرتا ہوا بڑھا دریاے لشکر لقا

مین نشانہ خود لگایا صدہا غلام نے اپنی جان دی بادشاہ نگاہِ حسرت سے دیکھ رہے ہین ایکبار تمام
پر مقبل بھی اُڑتے اُڑتے تھم گیا معلوم ہوا کسی کے سحر کی تاثیر ہوئی بادشاہ و ملک سمجھ گئے جانتے
تھے کہ صاحبقران نے مقبل کو مثل فرزندون کے پرورش کیا ہی اسکا یہ حالِ پرملال دیکھکر کلیجہ
منہ کو آگیا اور یہ بھی دیکھا کہ لقاے بجیار ستمانہ اُڑتا ہوا طرف بارگاہِ ناموس کے جاتا ہی تو
کلیجہ مین شعلے بھڑکنے لگے قریب تھا حجاب سے روح جسمِ خاکی سے نکلجاوے اُدھر محلدارون نے
ناموس کو خبر دی حضور سب فرزندانِ صاحبقران گھر گئے ساحرون نے سحر سے سبکو بیکار کر دیا
لقا اُڑتا ہوا اسطرف آتا ہی کنیزان جانباز در دولت پر اُڑ رہی ہین یہ سنکر ناموس شاہنشاہی
نے بال کھول دیے بجادے بچھائے سب بیبیان دعا مانگنے لگین کنیزین سر پیٹ رہی ہین محل مین
شورِ گریہ و زاری بلند ہر شخص دردمند شاہزادیون نے خنجر کھینچکر سامنے رکھے جام زہر بھرے گئے
دو ہشت چل رہا ہی کنیزین بڑھ بڑھ کے جھروکے سے رہی ہین لقا آگے بڑھ آیا ہی کئی ہزار جان نثارون
نے جان دی شاہزادیون نے سر زمین پر دے مارا جان دینے پر آمادہ ہوئین رجوع قلب سے
طرف درگاہِ بے نیاز کریم کارساز کے فریاد کی پروردگارا ہماری ذلت جائز نہ رکھ حکم دے
ملک الموت کو قبض روح کرے یہ سب صاحبانِ عصمت و عفت ہین یہ دعا ہدفِ مراد پر پہونچا
بادشاہ عجاہ بھی نوبت بجان کار و باستخوان ہین کہ ناگاہ دامنِ صحرا سے گرد اڑی عظیم

ازدامنِ دشت کوہ و اد تنگ	گردے برخاست تو تیارنگ	ازدامن دشت آن غبارے
رخسار نمود شہریارے	اہل اسلام دیکھنے لگے وہ گرد برائے تشنہ کامان صحرائے	

محبت و آوارگان دشت غربت و عزیت ابرِ رحمت تھی دافع ظلمت و کدورت تھی دیکھا
آگے آگے ساٹھ علم نشان ساٹھ ہزار سوار اسکا ہر ایک علم کے پھریرے پر حمد الٰہی
و نعت رسالت پناہی مرقوم آمد آمد فوجِ ظفر موج کی دھوم سب نے دیکھا کہ زلزلۂ قاف ثانی
سلیمان لیشت اشقر پر سوار تخت پر ایک بادشاہ عالیجاہ پہلو مین ایک پہلوان پشت پر
کثرت سپاہ حامیان اسلام پڑے ہوئے تڑپ رہے تھے کوئی بیہوش کوئی زخمدار
صاحبقران زمان کو دیکھکر دوڑے عرض کی ای شہریار جلد تشریف لائیے لشکر کا خاتمہ
ہی دیر نہ لگائیے جادوگرون نے قیامت برپا کر دی ہی وہ دیکھیے آگ برس رہی

یہ سنتے ہی صاحبقران نے اشقر دیوزاد بڑھایا نعرہ کیا یا شیدا ی کفاران بحیادا ی نابکاران پردہ غاہر کردانند وانند وہر کہ ندانند بشناسد منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان قاتل سلوان نعرہ

امیر عرب ضیغم روزگار　بحکم خدا بستہ شمشیر چار　یکے تیغ صمصام و قمقام نام
یکے تیغ ضرب یکے ذوالحجام　بن کافران از جہان پاک کرد　سر سرکشان جملہ در خاک کرد

ایک جانب سے ہوشنگ نوجوان ایک سمت سے شہنشاہ زرین علم بصد شوکت و حشم مع فوج قلعۂ آہن حصار ہوشنگ کے سرداران نامدار تلواریں کھینچکر آ پڑے دریائے خون بہا دیے جواہر بن عمرو قریب صاحبقران پہونچا عرض کی ای شہریار سحر سے صیقل کے لشکر اسلام کا خاتمہ ہی ہر ایک بہادر سحر میں مبتلا ہی اسم اعظم باواز بلند پڑھیے صاحبقران نے اسم اعظم پڑھنا شروع کیا ساحروں کے سر پھٹنے لگے نعرۂ صاحبقرانی سے کلیجے پھٹنے لگے سحر میں جو ذرا کمی ہوئی فوج ساحران میں ابتری ہوئی سرداران صاحبقران بھی سنبھلے ہوش و حواس بھی درست ہوے لڑائی پہ چست ہوے بڑھ کے نعرہ کیا اول سب سے علم شاہ نوجوان شال شیر زمیان کارزار میں آکر گونجا نعرۂ علم شاہ نوجوان

ارشد اولاد امیر عرب　کیست علم شاہ چو رستم لقب
علم شاہ روی شہ فیل زور　دیگر　کہ بر تخت مرزوق افگندہ شور

دوسری طرف سے آواز آئی نعرہ لندھور

جزیرہ ہاے دریا گرفتم تا بہ ہندوستان　اگر نامم بپرسی منم لندھور بن سعدان

ایک جانب سے نعرہ ہوا نعرۂ مالک اژدر

منم مالک اژدر خشمگین　سپہدار در لشکر اہل دین

نعرۂ بہرام گردن خاقان چین

منم گرد بہرام خاقان چین　کہ از ہیبت من بلرزد زمین

بادشاہ جاہ نے مرکب جنگ سیاہ قیطاس کو بڑھایا بصد صولت و شوکت نعرہ کیا نعرۂ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم　بہار گلستان کاؤس و جم　منم صف شکن صاحب عز و جاہ

چل نا مور سعد عالم پنا ہ | گر صاحبقران نے ملاحظہ کیا مین بڑا و پر تلوار چل رہی ہی ہزار ہا

اہل اسلام مارے گئے گھوڑے کوتل پھر رہے ہین صد ہا خیمے گر گئے ہین ملازمان نقا
لڑتے ہوے تا بہ خیمہ ناموس پہونچ گئے ہین اول اُسی جانب رُخ کیا کنیزون نے بڑھکر
محلات کو خبر دی مبارک ہو صاحبقران مع فوج ظفر موج آپہونچے دیکھیے سب سردارون کے
نعرے کی آواز آئی اُس شیر کے آتے ہی زمین مغرائی قریب دروولت ضیغم خون آشام
لقاے بیحیا کا خالو بیدین دبد خو لڑائی مین معروف تھا صداے نعرہ صاحبقران
سنکر بے لڑے بھڑے مثل صید خائف بھاگا روتا پیٹتا قریب لقا کے پہونچا لقا نعرے
کرتا پھرا انتا من چہ تقدیر کردم ضیغم نے قریب آکر کہا ارے بھاگ تیری تقدیر مین آگ
لگے صاحبقران زمان آپہونچے جلدی بھاگ جا ورنہ لشکر سے نکلنا دشوار ہوگا طعمہ نہنگ
شمشیر آبدار ہوگا ساحرون کے دم بند ہین بھاگا چاہتے ہین سرداران حمزہ سنبھل گئے بھانی
باغزیون کے بل نکلگئے بے لڑے بھڑے بھاگے جاتے ہین لقا نے کہا او خالو سے قدرت
آج ما بدولت تقدیر کرچکے ہین کہ بدون قتل مسلمانان واپس نہون گے ضیغم نے کہا شامت
آئی ہی یکایک دیکھا زمین تلے اوپر ہوئی ساحرون مین بھگدڑ پڑی صاحبقران لڑتے ہوے
چلے آتے ہین ساحر لاکھ سحر کرتے ہین صاحبقران پر تاثیر نہین ہوتی جسکو بڑھکر ہاتھ مارا دو
ٹکڑے ہوے ساحر یا سامری یا جمشید پکار رہے ہین کلوا بھیرون کا نام لیتے ہین
گر نہیب شمشیر صاحبقران سے دوہائی دیتے ہین لقا بیحیا پکارا ای بندۂ خاص لقاس ای
صیقل جادو جلد اپنے کو قدرت تک پہونچا حمزہ لڑتا ہوا آتا ہی ما بدولت کو سرکشی دکھاتا
ہی قدرت نے اُسکی قضا تیرے ہاتھ سے مقرر فرمائی ہی اگر اور کوئی حمزہ کو قتل کریگا تیری
لیاقت مین فرق آجائیگا صیقل نے جو نعرۂ قدرت سُنا سحر کرتا ہوا چلا قریب لقا آکے
کہا خداوند کیون غل مچاتے ہو خیر تو ہی لقا نے پکارا اس بندۂ مغضوب کو لینا صیقل جادو
صاحبقران پر سحر کرنے لگا پہلے گرز مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا گرز اچھلکر زمین پر گرا صیقل نے
آواز دی تو بھی کسی گرز کا سوڈا ہی دو چار انجم جانتا ہی سحر کو میرے باطل کیا یہ کہکے
ماش کے دانے پھینکے وہ بھی صاحبقران پر صدقے ہوکر گر پڑے اب تو اُسنے گیند مارکر چلایا

تیغہ سحر کمر سے کھینچا قریب آکے ہاتھ مارا امیر نے تیغہ عقرب سلیمانی کو اسم اعظم پڑھ کے چہرے
کی پناہ کیا وار کو اُس نابکار کے رد کیا جیسے ہی وہ تلوار مار کے پلٹا امیر نے خبردار کہکے
ہاتھ تلوار کا مارا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا تیغہ برق مثال چمک کے گرا ابر سپر کو
ٹکڑے ٹکڑے کر دیا سپر کو کاٹ کر سر پر گری ہر چند سحر کرتا رہا کچھ نہوا شعلۂ شمشیر نے خرمن ہستی
کو اُس بےحیا کی جلا کے خاک کیا اُس نجس کا قصہ پاک کیا مرتے ہی صیقل کے ساحروں کو آئینۂ
شمشیر صاحبقران میں جلوۂ عروس مرگ دکھلائی دیا سنگباری برف باری ہونے لگی آواز
آئی کشتی مرا نام سن صیقل جادو بود اجتو ایک جانب سے عیاران اسلام حقہ ہائے
آتشبازی لیکر ساحروں پر گرے ساحروں کے دم بند کر دیے مگر رستم پیلتن علم شاہ نوجوان فرزند
رشید صاحبقران تیغہ کیتیان زنگی ہاتھوں میں کھینچا ہوا اشتر بالا کبود زنگی پر پڑی ہی ہوئی گرد اُسکے
سردار آلا گرد زنگی و مالا گرد زنگی و کبی ارزال و کپی زرزال دہننگ بچہ دریائی و
ساقط شاہ دربندی تنور گڑ گڑاتا ہوا بگل بجتا ہوا ہلنیس نوروں کی بھی ہوئی بڑی
شوکت و شان سے رنتے ہوے سامنے لقا کے پہنچے للکارا او کندۂ ناتراش و بد معاش
او وحش بادیۂ ضلالت او غول صحراے جہالت آج تو ہزار ہا مسلمانوں کا خون تیری گردن پر
ہی لقا نے جو علم شاہ کو آتے ہوے دیکھا آواز دی او پسر حمزہ قدرت کے جاہ و جلال سے
نہیں ڈرتا ابھی سنگ سیاہ کردونگا بھول گیا تیرے ہاتھ سے زنگستان فتح کرا یا تجھے ملک
زنگستان لقب دیا قدرت سے یہ بے ادبی جا بھاگ جا قدرت کو رحم آتا ہی ما بدولت کو شوکت
دکھاتا ہی علم شاہ نہایت غصہ میں تھے بے اختیار ہنس پڑے فرمایا اب رحم نہ کیجیے او جھوٹے
یہ منھ زوریاں ظاہر ہی کہ تو شیطان کا ٹٹو ہی ہمیشہ جوتیاں کھاتا ہی پھر بیہودہ بکے جاتا ہی مگر
آج تو سنگدلی دکھا بھلا پتھر کا بنا لقا بھی غصہ میں تھا جا پڑا خبردار کہکے ہاتھ تلوار کا مارا جوان
بڑے قد کا دیو پیکر قالب انسان میں سمایا ہوا ہی دو دستوں کا تیغہ لنگر دار جو ہر دار مارا علم شاہ
نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا بجز تلوار کو رد کا تلوار گھاٹ سے آشنا نہوئی زورق حیات رستم
طوفانی ہونے سے بچی اب رستم پیلتن نے اسی جوش و خروش میں ننگا نہ ہاتھ تیغہ کیتیان کا
مارا نشیب شمشیر علم شاہ نوجوان سے لقا ٹھہرا یا سر کو اٹھایا مگر دل سے کہتا ہی نام اسکا ستر ہی

اگر اصل مین ایک پر بھی ہوتا اُڑ جاتا مگر تلوار نہ رکتا تیغہ تڑپ کے گرا پھر کے دو ٹکڑے ہوئے تاج کنا فرق قدرت شگافتہ ہوا جس سر مین غرور تھا اُسپر زخم آیا غرض در خون نکلے نکلا بے عزت ہجا مین سرخ رو ہوا ایک چیخ ماری ای بندگانِ قدرت دوڑو جیتا سپہ سالار قدرت کا قدرت کو مارے ڈالتا ہی تمام اہالیانِ فوج اُس مقام پر آپڑے خوب تلوار چلی لقا کو لیکر کفار بھاگے لاشہ صیقل لیکر چند ساحر طرف طلسم ہوش رُبا کے چل نکلے بعد مرنے صیقل کے زخم سلے بختیارک نے دیکھا قدرت زخمی ہوے ساحر لاشہ صیقل لیگئے مگر مسلمان چلے آتے ہین پڑا دلوٹ لیا بارگاہین جلادین گھرا کے حکم دیا طبل امان بجے ادھر اُدھر طبل امان پر چوب پڑی صاحبقران نے صمصام انتقام کو نیام مین کیا سردارانِ زخمدار کو ہوادار دن پر ڈالا کشتے اُٹھوائے میدان کارزار سے واپس آئے بادشاہِ جمجاہ کو سلام کیا ہوشنگ نوجوان و شاہنشاہ زرین علم کو قدمون پر گروایا بادشاہ نے دونون جوانون کو گلے سے لگایا ہوشنگ نوجوان کو بہت پسند فرمایا آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے تمام کیفیت اپنی صاحبقران زمان نے سامنے سردارون ہفتن کے بیان کی فرمایا ہوشنگ نوجوان نے ہماری جان بچائی پھر اپنا قید ہوکر قلعہٗ آہن حصار مین جانا وہان کے حالات لفظاً لفظاً بیان کیے مگر جواہر بن عمرو سے فرمایا کہ ای نور نظر یہ ساحر جو طلسم ہوش رُبا سے آئے تھے اُنسے کچھ اسد نامدار کی کیفیت ظاہر ہوئی پارہٗ جگر نور نظر بدیع الزمان گرد لشکر شکن سے چھوٹنے کی خبر پائی اسد نے طلسم فتح کیا کچھ لوح کے ملنے کا ذکر سُنا جواہر بن عمرو بے اختیار رو دیا گا عرض کی ای شہریار جب طلسم سے کوئی ساحر آتا ہی اول اسی فکر مین جاتے ہین کہ اپنے والد نامدار و شاہزادگان عالیوقار کی کیفیت دریافت کرین مگر ابکی مرتبہ صیقل جادو زیادہ نہ ٹھہرنے پایا کہ غلام نے جاکر گرفتار کیا ساتھ والے اُسکے یہ کہتے تھے کہ آج کل خواجہ عمرو و اسد نامدار کو ساتھ لیکر تلاش لوح مین نکلے ہین کوئی خداوند داوڈ تھا اُسکو مسلمان کیا لوح ملنے کی تدبیر ہورہی ہی ابھی طلسم ظاہر سے مہلت نہین پائی طلسم باطن کیسا بڑا یہ طلسم وسیع ہی افراسیاب بہت بڑا ساحر ہی علوم شعبدہ بازی سے خوب ماہر ہی خواجہ عمرو ایسے ہی کامل ہین جو ایسے بادشاہ خودسر کو دھوکا دیتے ہین برق و قران بڑے بڑے کام کرتے ہین

گریہ بھی سنا ہے کہ بدیع الزمان والاشان کا ابتک پتا نہیں ملا صاحبقران کی آنکھوں سے آنسو
جاری ہوئے فرمایا مجبور ہوں ناچار ہیں ہمارا فرزند اس بلا میں مبتلا ہوا اور ہمسے کچھ نہیں ہوتا ہے یہ بھی
اکثر سنا ہے کہ طلسم ہوش ربا کا فتح ہونا بہت دشوار ہے دیکھیے اپنی حیات میں پھر ہم اسکو پائینگے یا
بعد مرنے کے قبر پر آئینگے صاحبقران کے ان کلمات حسرت آیات پر تمام اہل ایمان دربار رو دیئے
شاہزادہ نورالدہر قدموں سے صاحبقران کے لپٹ گئے عرض کی اے جد عالی تبار غلام کو رخصت
فرمایئے جاکر اپنے والد نامدار کا پتا لگاؤں یا اس جستجو میں اپنی جان دوں اگر راہ میں غلام کا
کام تمام ہوا مردان عالم میں نام ہوا اگر رہبر عالم نے رہبری کی منزل مقصود تک پہونچے
سعادت دارین حصول ہوئی دعا قبول ہوئی بڑی نامردی ہے کہ ہم آرام سے سوئیں والد نامدار
نہیں معلوم کس مصیبت میں ہیں خواجہ عمرو ایک سر ہزار سودے بیچارہ اسد نامدار کہاں کرے
غلام ہر طرح پر لپٹنے کو تا بہ طلسم ہوش ربا ہو پہنچایگا حال عجائب و غرائب طلسم کھل جائیگا
صاحبقران نے نورالدہر کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا فرمایا انشاء اللہ ہم تم خود اس
بچیا کو شکست دین رو براہ اُڑتے بھڑتے طرف طلسم ہوش ربا کے چلیں خبردار ایسا نہ کرنا
خلاف ہمارے حکم کے اس راہ پر خطر میں قدم نہ دھرنا خوب ہمکو دریافت ہوچکا ہے راستے
طلسم ہوش ربا کے بند ہیں پیچ میں بڑے بڑے دربند ہیں اگر تم ہماری نظروں سے چھپے
پھر ہماری زندگی دشوار ہے نورالدہر کو بٹھا کر جواہر بن عمرو سے فرمایا بارگاہ لقا میں جاؤ
خبر معقول بمقدمہ طلسم ہوش ربا لاؤ جواہر اسی وقت بانہاے عیاری سے آراستہ ہوکر برائے
دریافت خبر طرف بارگاہ زمرد شاہ باختری کے روانہ ہوا ایوان لقا شکست خوردہ افتان
وخیزان باغ مینا میں آیا ستمگاران خرس طینت میمون خصلت گرد آکر جمع ہوئے تعریفیں کرنیلگے
لقا نے کہا صیقل جادو بڑا مغرور تھا قدرت نے اسکو ہاتھ سے اپنے سپہ سالار قدرت
کے واصل جہنم کرایا قدرت نے کیا برجستہ تقدیر کی راہ دور و دراز سے بلایا صیقل کو
مٹایا مگر افراسیاب حرامزدہ بڑا مغرور ہے سراسر اسی بچیا کا قصور ہے اگر قدرت کے نزدیک
پھر گرتا ابتک قدرت مسلمانوں کو بھی غارت کردیتے عنقریب ہوش ربا مٹ جاتا مگر اب قدرت
اُس مست بادہ کبر و نخوت کو خاک میں ملائینگے طلسم ہوش ربا اسد شیر دل کے ہاتھ سے فتح

کرائینگے وہ ہمارے سپہ سالار قدرت کا نواسا ہی افراسیاب کے خون کا پیاسا ہی اس
شیطان درگاہ مین ایک نامہ مشتمل بر تنبیہ و تہدید براے افراسیاب خانہ خراب جلد تحریر کر
آخر مین یہی لکھوا دیا اگر قدرت کی قدمبوسی کو نہ آئیگا بڑی مصیبت اٹھائیگا قدرت بھی بہت
خفا ہین مرت کوہ ہفت زلازل کے چلے جائینگے اسکو بادشاہ ہوش ربا بنائینگے بختیارک نے
نمک مرچ ملا کر نامہ تیار کیا طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ کیا نامہ دار کو راہ مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر ظفر اثر اسد نامدار راہ مین قلعہ پر لڑنا اور پہونچنا
ملکہ لالان خون قبا کا سیح لاشہ داؤد شاہ و ملکہ صورت نگار و عیاری خواجہ عمرو
نامدار گرفتار کرنا ملکہ صورت نگار کو اور آنا مصور جادو کا عمرو کا غصہ مین اسکو بھی
گرفتار کرنا زن و شوہر کو کوڑے مارنا اور عین وقت پر آنا افراسیاب خانہ خراب کا
اور مقابلہ کوکب روشن ضمیر سے

ساقی نامہ مصنف

ارے ساقی مجھے دے جام بھر کر
ترے میخانہ مین گھبرا رہا ہون
ہی اک ساغر کے دینے مین تکلف
ہی اب فوج اسد کی یادگاری
کسی جادوگرِ افسونگری ہی
پھنسے ہین دام الفت مین بہ کلفت
بہ گیسوے بت پریشان روزگارم
بسوزد شکل گلخن قلب غمناک
دمادم شغل آہ و نالہ دارم
زبان پر قصہ فرقت بجانت
کشیدم چند مدت انتظارے
مسلمانم مسلمانم مسلمان
نشان شد آسمان از خوب تا شرق

نہ رندان ازل سے شور و شر کر
مہیاے جفا ہی دور گردون
یہ جام مے ہی یا چشم ناسعت
کوئی ہی فکر عیاری مین حیران
قمر بزم جہان مین ابتری ہی
زل شفعہ بہ غمگین اثر ہین
بہ ابروے بت کہ ازبس لالہ گارم
زخم شکل گل صد برگ زردست
بدل داغ و بلب تبخالہ دارم
مرض دارم علاجے کن خدارا
ندیدم شکل آن ماہ پیکارے
نظر بر عالم ابر و ہوا کن
بہ بین بر گریہ من خندہ برق

جفاے دور گردون مین پھنسا ہون
اٹھے رندون سے کیونکر دور گردون
یہ کب تک میکدے مین بادہ خواری
کہین ہی شعبدہ بازی کا سامان
مگر ہم بادہ خواران محبت
ہم اپنے حال سے خود بیخبر ہین
بگرید شکل شبنم چشم غمناک
جگر خشک از ہواے آہ سرد است
فراق دختر رز بس گرانست
خدارا ای خود آرا کن مدارا
مکن از خون من آلودہ دامان
نگاہے جانب فوق السما کن
چہ سازم در کسوف است آفتابم

بہ گریم ہوش بربود اضطرابم	نظر بر التہاب قلب من کن	بیا برخیز و گلگشت چمن کن
زبان فرقت بنت العنب رفت	سبا و صدمہ و رنج و تعب رفت	ہنگامہ پروازان میدان جانبازی

سر فروشان بازار رزم یکہ تازی اسپ تیز گام کلک کو یون جولان کرتے ہین یعنی مصنف
سخندان دقائق شناس وعقل و شعورہ اسد کے حال کو کرتے ہین اسطرح مسطورہ سابق مین
تحریر ہوا کہ شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی و مہتر مہتران شاہنشاہ عیاران
مع لشکر ظفر اثر شہر داؤدیہ سے بقصد کرد و طرف لشکر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوے تھے اول
ایک نامہ ایسے مضمون کا کہ لوح طلسمی اسد غازی نے پائی ای ملکہ مہرخ ادھر سے لشکر لیکر تم آؤ
ادھر سے ہم آتے ہین اثنائے راہ مین بکیفیت تمام ملاقات ہوگی اور یہ بھی اسد غازی
کا قصد ہی کہ راہ مین جو خارستان ملین انھین بھی فتح کرتے چلین خواجہ عمرو ساتھ ساتھ قطع
منازل و طے مراحل کرتے ہوے جب حد وزیریہ کے قریب پہونچے نافرمان افراسیاب کو شکست
دی مقام سلام آباد کیا گرد اسکا نام سعد بن قباد کے جاری ہوا تسخیرات کرتے ہوے لشکر
دو سدم زیادہ ہوتا جاتا ہی مگر اسی مقام پر ذکر لشکر مہرخ بھی کردینا واجب و لازم ہی یہ تمام سرداران
نامی و ساحران گرامی بارگاہ آسمان جاہ مین جلوہ فرما ملکہ مہ جبین الماس پوش دختر افراسیاب
معشوقہ اسد نامدار تخت سلطنت پر گریا مین اسد نامور کے آنکھ سے بیقرار اشکبار رات دن اختر
شماری مین دن بیقراری مین بسر ہوتا ہی ہرکارون پر تاکید کہ حال طلسم کشا دریافت کرو اول
ملکہ بہار و عیان وغیرہ نے جو ہمراہ تا بہ باغ سیماب ہمراہ اسد عالیجناب گئے واپس آئے
تمام کیفیت باغ غافل و ہوشیار و حالات گنبد نور وغیرہ سامنے ملکہ مہ جبین کے بیان کیے
کہا ہمارے سامنے کوکب روشن ضمیر باغ سیماب مین آئے یقین ہی اسد غازی کو
لوح ملگئی ہی اب وہ غالب ہو کر مراجعت پر ہونگے ملکہ مہ جبین فرماتی ہین آپ لوگون کے
منھ مین گھی شکر ہمین اسوقت یقین آئے جسوقت کوئی نامہ مژدہ بھر خواجہ عمرو
ہم تک پہونچے بقدر لوح افراسیاب بڑی کد و کاوش کریگا نہایت کوشش کریگا خدا
انکی جان اس ظالم کے ہاتھ سے بچائے آفتاب جمال نظر آتے ملکہ مہرخ زمانی مین
ملی اب موج ملنے مین کیا تامل ہی یہ راہ پر خطر طے ہونے کی امید نہ تھی یہ لوگ باغ سیماب

سے آتے ہین کوکب روشن ضمیر نے سیماب کو کشتہ کیا ہوگا اگر اسد نامدار کا داخلہ طلسم باطن مین
ہو تو عجب نہین وہان سے نامہ آنا دشوار ہی بی بی سجدہ شکریہ پروردگار کرو کہ وارث تمھارے بہ
خیر و عافیت ہین بڑی بات تو یہ ہی کہ خود خواجہ عمرو ساتھ ہین یہ کلام ناتمام تھا کہ ملکہ
سرخ موے کاکل کشا نے آکر عرض کی حضور مبارک ہو نامہ دار لشکر ظفر اثر طلسم کشا
سے نامہ لیکر آیا ہی اسد دار بار بابل ہی ملکہ مہ جبین نے خوش ہوکے فرمایا جلد بلاؤ نامہ دار اندر
آیا واسطے مجرے کے خم ہوا پایۂ تختِ شاہنشاہی کو بوسہ دیا نامہ پیش کیا ملکہ مہ جبین نے
سر نامہ پر مہر اسدِ غازی و خواجہ عمرو دیکھی نامہ کو آنکھون سے لگایا ملکہ مہرخ کو دیا کہا نانی
امان جلد اسکو پڑھوائیے شاہزادہ شکیل جادو کو وہ نامہ ملا سونے کا منگایا گیا شکیل نے
باآواز بلند نامہ پڑھنا شروع کیا اسد نامدار نے اول باغ سیماب سے آوارہ ہونا کوہ و دشت
مین پھرنا تحریر کیا تھا اس حال مصیبت مآل کو سنکر دربار مین شور گریہ و زاری بلند ہوا شکیل نے
کہا صاحبو صبر کرو خدا کے فضل سے انجام بخیر ہی سب خاموش ہوے اب پہونچنا باغ مین ملکہ
لالان خون قبا کے اور عشق پردے مین تحریر کیا تھا بعد اسکے خواجہ عمرو کا بصورت ہمدم
داؤد جادو لوح طلسمی حاصل کرنا داؤد کا سحر سے تائب ہونا بعد اسکے سامانِ لشکر کشی کی کیفیت
تمام مندرج تھا آخر مین لکھدیا تھا ای سردارانِ ذیشان ادھر ہم لڑتے بھڑتے آتے ہین بمجرد
ملاحظہ نامہ ہذا مع کل لشکر و سردارانِ نامور کوچ کرکے اسطرف روانہ ہو شتاب راہ مین ہمکو
تمھارے ملاقات ہوگی یہ مژدۂ فرحت و مسرت افزا سنکر نوبت و نقارے بجنے لگے ملکہ
مہ جبین کو نذرین گذرنے لگین ملکہ مہرخ نے فرمایا کیون بی بی کیا جلد پروردگار نے فضل اپنا
شریک حال کیا نامہ دار کو خلعتِ فاخرہ عطا فرمایا ملکہ مہرخ نے اسی وقت لشکر مین قرنا پھنکوائی
منادی نے ندا کی کہ ملازمانِ طلسم کشا و ای جان نثاران کوے وفا آگاہ ہو کہ تمھارے آقا
نامدار و مولاے قدرشناس اسد نامدار فلک اساس نے لوح طلسمی پائی لشکر کشی کا سامان ہو چکا
سجدہ شکریہ پروردگار کرو بہ تعجیل تمام سامانِ سفر آراستہ ہو سلاح سحر سے پیراستہ ہو جلد اپنے آقا
نامدار سے ملین غنچۂ باغ مراد کھلین تمام لشکر مین سامان خوشی مہیا ہوے سفر کی تیاری ہونے لگی
اسی دن ملکہ نے لشکر تیار کیا ملکہ مہ جبین الماس پوش کو تخت سلطنت پر سوار کیا نقارے پر چوب پڑی

پڑی

نقیبانِ بلند آواز آگے بڑھے ایک طرف ملکہ بہار جادو و ایک جانب ملکہ مخمور خوش خو صاحب سطوت
وصولت ایک جانب باغبانِ قدرت و شاہزادہ خورشید زرین سحر تیغ زن صف شکن ملکہ
ہلالِ سحر افگن افسونگری میں یکتا ملکہ سرخ موے کاکل کشا و ملکہ یارانِ زمین کن و ملکہ اسرار جادو
و گلزار چشم و زیور چشم وغیرہ بصد جاہ و حشم دو دو منزلہ سہ منزلہ کرتے ہوے جاتے ہیں جب دو تین
منزلیں طے ہوئیں ملکہ بہار جادو نے ملکہ مہرخ سے کہا اگر آپکی خوشی ہو ہم آگے بڑھیں پہلے جا کر
لشکر طلسم کشا سے ملیں آپ کے ساتھ لشکر بحساب پانچ کوس سے زیادہ سفر ناممکن باغبان
قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم کی بھی راے ہوں کہ ہمارا آگے رہنا مناسب ہے شاید راہ میں کوئی
بادشاہ جلیل طلسم کشا کو روکے اور سحر و ساحری کی پڑے تو اکیلا وہ شیر بیشہ صاحبقرانی کیا
کریگا کوئی ساحر نامی گرامی ہمراہ نہیں ہے ہم لوگ رازدارِ طلسم ہیں ہر ایک بادشاہ کو پہچانتے ہیں
ہر ایک ادنیٰ اور اعلیٰ کا مرتبہ جانتے ہیں جیسا موقع ہوگا ویسا عرض کرینگے حالات اس طلسم کے
قابل عبرت ہیں خدانخواستہ کوئی ساحر دام مکر نہ پھیلائے دھوکے میں لوح طلسمی ہاتھ سے جائے
ملکہ مہرخ نے فرمایا اے آپ سب صاحبوں کی بات سالم ہے بسم اللہ آگے بڑھیے ہم بھی جلدی کرتے
ہیں اسی وقت ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم یہ تینوں سردار عالی وقار
پانچ ہزار فوج جرار اپنے ہمراہ لیکر طاؤسانِ زرین بال و مرکب ہاے صبا تمثال پر سوار ہوے
سحر کرکے مثل باد صرصر طرف لشکر شاہزادہ اسد نامور کے روانہ ہوے ملکہ مہرخ نے بھی کل
سرداروں کو حکم دیا کہ شباشب اٹھاؤ بارگاہ کا لدے لشکر ظفر اثر بہ تعجیل چلے انکا حال بھی وقت
پر تحریر ہوگا لیکن اسد عالیوقار مع چار لاکھ ساحرانِ نامدار راہ کو طے کرتے ہوے آتے ہیں
کسی مقام پر لڑائی پڑی برکت سے لوح محفوظ کے سر ہوئی اب ساحروں میں جابجا یہی فکر ہے اسد
نامدار کو طلسم کشائی کی فکر ہے ایک دن وہ آفتاب عالمتاب صاحبقرانی ایک صحراے سبزہ زار میں
پہونچا دو پہر اس جنگل کو طے کیا زوالِ آفتاب ہو چکا ہے کہ دور سے ایک ریتی کا میدان نظر
آیا کارگزارانِ شاہنشاہی نے بڑھکر عرض کی یہ شہر ہاسے آج اسی جگہ پر مقام کیجیے فرمایا کوس دو
کوس اور آگے بڑھو خیمے بارگاہیں نصب کروا لیں فوج آگے بڑھے یکایک دور سے
ایک دریاے قہار و زخار طلسم سیج آفت زا نظر آیا جہانتک نگاہ کام کرتی ہے دوسرا کنارہ نہیں معلوم

ہوتا غوطہ آتے سے دریا کے گردش گردون کرتی اُس دریا کا مگر موجۂ دریا کو دیکھکر خوف آتا ہی
صورت وہ مہیب ناک کہ قلب شق ہوا جاتا ہی نظم

عجب بحر قہار و زخار تھا
قیامت کا سامان نمودار تھا

نہنگان دریا کا وہ شور و شر
ابھرتے تھے کس جوش مین جانور

وہ گرداب اُسکی مصیبت کا گھر
ہر اک لہر قہر و غضب تھی مگر

بھڑک کر ابھرتی تھین جب مچھلیان
نہوتی تھی ماہیت اُنکی عیان

نہان چشم انسان سے وہ پاٹ تھا
ہر اک گھاٹ تلوار کا گھاٹ تھا

نہ کشتی نہ بیڑہ نہ کا تھین نشان
قیامت کے آثار سارے عیان

ہر اک دم یہ موجون سے تھا آشکار
کہ ہی تیغۂ خونفشان آبدار

یہ روشن ہی دریا سے حال دگر
کہ ہی جوش مین اژدر فتنہ گر

اسد غازی قلب فوج مین ہی
پہلوانان و سرداران نامدار

مرکبہاے صبار فتار سے اُترے خواجہ عمرو قریب آئے پوچھا کیون نورنظر آج اس صحراے
ریگستان مین مقام ہوگا اسد نے جواب دیا حضور ٹھٹھکا ہون دریاے قہار حائل ہی راستہ طرف
کا کیسنے بند کیا ہی انشاء اللہ ظاہر ہوجائیگا یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین ہنگامہ ہوا اسد شیر دل
نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہی ضرغام گھبرایا ہوا ناگاہ سامنے آیا عرض کی ای شہریار لشکر اپنا قریب دریا
فرودکش ہونیکو تھا کہ دریا سے طوفان اُٹھا مچھلیان تڑپ کر نکلین ہزارہا بندگان خدا کو کھینچکر دریا
مین لیگئین نہنگان خون آشام صدہا کو نگل گئے موج آب کند آفت ہی کل اہالیان لشکر کشاکش مین
دمین ہزارہا بندگان خدا کو کھینچکر دریا مین غرق کیا جو ڈوبا پھر نہ ابھرا دیکھیے دریا بڑھتا چلا آتا ہی
پانی زور و شور دکھاتا ہی عمرو نے کہا ای نورنظر معلوم ہوتا ہی کسی ساحر نے مکر کیا دریا بنایا پناہ
پانی شکل ہوئی بندگان خدا کی آبرو کا خواستگار ہی کوئی بڑا مکار و غدار ہی جلد لوح کو دیکھو
آگے بڑھو اہالیان لشکر کو بچاؤ تم طلسم کشا ہو دریا دل دکھاؤ اسد کو سمجھا کر خواجہ عمرو ایک
جانب بھاگے صحرا مین ایک نخل کلان تھا اُسپر چڑھ گئے اب جو عمرو نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا حقیقت
مین ساحران لشکر اسد ہزارہا اُس بحر مصیبت خیز مین ڈوب گئے بڑے بڑے ساحر ڈوبے
ہین گوے ترنج و نارنج دریا پہ مارتے ہین کوئی مطلب نہین حاصل ہوتا ماہیان دریا کا ہنگامہ
تڑپ کر دریا سے نکلین مثل پیکان تیر جسکے سینہ پر پڑین پشت کو توڑ کر پار نکلگئین کبھی نہنگ
نکلا مثل قہر بلا کے کھولکر دو چار کو نگل گیا تڑپ کر دریا مین گرا غوطہ مار کر غائب ہوگیا

کسی سونس نے ابھی سو بچھو بڑھائی شکل کسند پانون مین کسی کے لپٹی کھینچکر لیگی ساحر ہر چند
سحر کرتے ہین مگر اُن جانورانِ دریائی پر سحر تاثیر نہین کرتا جوش و خروش دریا کا بڑھتا جاتا ہی
عمرو تو نخل کے پتون مین چھپا ہوا دیکھ رہا ہی اسد نے پڑھکر لوحِ طلسمی کو گلیسے اُتارا ملاحظہ کیا
اُسمین یہ مضمون نکلا اے فتاحِ طلسم ہوش رُبا آگاہ ہو کہ لوحِ طلسم بدون حصول مہرۂ آبدار
سلیمانی کے بیکار ہی طلسم کشا پر واجب و لازم ہی کہ مہرۂ مذکور کی جستجو کرے جب عکس مہرے
کا لوح پر پڑیگا حالاتِ طلسم باطن روشن ہونگے لیکن اگر راہ مین کوئی دریاے قہار و زخار
ملے اور اہالیانِ لشکر پر صدمہ پہونچے یہ مرحلہ طلسم نہین ہی نہنگ جادو اِس مقام کا حاکم ہی
اِس صحرا و دریا کا ناظم ہی جب تک وہ نہ قتل ہوگا گذر لشکر ظفر اثر کا اِس بحرِ ناپیدا کنار سے دشوار ہی
مگر فتاحِ طلسم پر واضح ہو کہ اپنے کو بالاے کوہِ فلک شکوہ پہونچاے اُسمین حاشیۂ لوح پڑھا جائے
اگر اپنے زمانیکا صاحبقران ہی جراتِ طلسم کشا مثلِ آفتابِ عالمتاب عیان ہی دریاے خوفناک
اِس بحرِ قہار و زخار مین پھاند پڑے برکت سے لوح کے سامنے قلعۂ نہنگ خونخوار کے
پہونچیگا مقابلہ اُس سے ہونا زور وقت پر موقوف ہی اسد نے یہ حال دریافت کرکے ساحرون کو آواز
دی بھائیو آگے بڑھنے کا ارادہ نکرو آپ سو نہنگِ خونخوار سے آبرو بچاؤ یہ کہتا ہوا وہ
نہنگ بحرِ جرات بصد صولت و شوکت بسختی پہاڑ پر آیا اُسمین حاشیۂ لوح پڑھکر بیخوف و خطر دریا
مین پھاند پڑا بے اختیار زبان سے نکل گیا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان
شور افزا * دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرساہا * عمرو نے اور تمام سرداران لشکر نے دیکھا
کہ اسد نامدار دریا مین کود کر غائب ہوے لشکر کنارے سے بھاگ کر الگ جا کر ٹھہرا ادھر
اسد جو پہاڑ سے کودے پانون زمین پر قائم ہوے دیکھا سامنے ایک قلعہ سر بفلک کشیدہ
برج وغیرہ آراستہ دروازہ قلعہ کا بند خندق مین پانی جوش مار رہا ہی صدہا توپین چڑھی ہوئین
گولہ انداز ہل رہے ہین ایک ساحر بصورت مہیب بشکل عجیب سر قلعہ پر بیٹھا ہی اسد نے
سامنے قلعہ کے جا کر نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوارِ م کردار و روز جنگ | بہ رزم دل شیر و چرم پلنگ | شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران | نہنگ خونخوار نے بالاے قلعہ سے دیکھا کہ طلسم کشا سامنے

قلعہ کے آپہونچا گولا اندازون کو اشارہ کیا گولہ برسنے لگا مگر اسد نے نیا سحر کر دیکھا شل آسمان
وہ دریاے قہار سر پر موجود ہی بیان اہالیان لشکر نعرہ اسد نامور کی صدا سُن رہے ہین
توپون کی بھی آواز آرہی ہی مگر وہ دریا بیچ مین حائل اسوجہ سے اہالیان لشکر کو طلسم کشا
اور قلعہ وغیرہ معلوم نہین ہوتا اسد نامدار نے جب دیکھا کہ قلعہ سے گولے چلنے لگے گرز گران
سنگ آسمان رنگ ہشت پہلو ہاتھ مین لیا شل سمندر اُس دریاے آتش کو طی کرتا ہوا
طرف قلعہ کے چلا جاتا ہی ایساہی دل وگردہ ہی کہ اپنے کو گولون سے بچاتا برلب خندق
پہونچ کر نعرہ کیا او ہننگ خونخوار کیون مال خراب کرتا ہی منم شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن
کرب غازی قلعہ مین کھل بلی پڑگئی ہننگ خونخوار نے کہا یارو غضب ہوا طلسم کشا زیر قلعہ
آپہونچا گولا اندازون سے اشارہ کیا ہاتھ کو روکو نعرۂ طلسم کشا کی آواز آئی زمین قلعہ
تھرائی اب جو ہاتھ روکا و عنوان برطرف ہوا بینے دیکھا کہ طلسم کشا گرز کاندھے پر رکھے
برلب خندق کھڑا ہی قصد ہی کہ جست کرکے خندق کو پھاندون ہننگ خونخوار نے آواز دی
یارو اس جوان کو قلعہ مین نہ آنے دو پھاٹک کھولکر نکل پڑو تیر و تلوار و نیزہ سے
ٹکڑے کردو ساحران خرس پیکر جلوہ کرکے آپٹے قلعہ سے نکلے پل تختہ پڑگیا ایک ساحر
زبردست دو رکابے مرکب پر سوار قریب اسد نامدار آیا نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا اچکاتا ہوا
بڑی آن بان سے نیزہ مارا اسد نے سنان نیزہ کو بچا کر گلوگاہ پر نیزے کے ہاتھ ڈالدیا ایک
مارا یون چھین لیا جیسے کسی طفل کے ہاتھ سے نیشکر کو بدر کیا اُس بیحیا نے جھنجلا کر ہاتھ تلوار کا مارا
اسد شیر دل نے بازو بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈالدیا جھٹکا مارا وہ سوار بدکردار منھ کے بل زمین پر آیا
اسد نے قبضۂ تلوار کا مارا کہ سر اُسکا پھٹ گیا اُسی کے گھوڑے پر سوار ہوا نعرہ کرکے دریاے فوج
مین غوطہ مارا کافرون نے سحر کرنا شروع کیا لوح کے سبب سے سحر تو تاثیر نہین کرتا بڑھ کر جسکے ہاتھ
مارا دو ٹکڑے کیا کسی کی بیاض گردن پر ہاتھ مارا صفحۂ ہستی سے مٹادیا کسی کو جھولا کا ہاتھ مارا کسی
کے سر پہ تلوار پڑی سے راکب و مرکب چار پر کالے ہوے کس زور و شور سے شاہزادہ لڑتا ہی

شعر: ترک خنجر دار گردون ہر دم از چرخ برین — در رزم او دید و بگفتت آفرین صد آفرین — کیا
.. تلوار .. کا کھیت .. سے صداے احسنت و آفرین بلند ہوئی ہننگ خونخوار پکار رہا ہی

پائیدہ سحر نگر و صاحب لوح پر سحر تاثیر نہ کریگا اسد للکارتے تھے مین وہ نامرد آتے نہین آ تا کیسا فسر
لشکر ہو مقابلے سے منہ چھپایا مردانِ عالم کے سامنے نہ آیا استادانِ سخنور نے تحریر کیا ہی کہ آفتاب
عالمتاب شہریاری دکوکب افروز شش جہت جانبازی شاہزادہ اسد نامدار کو لڑتے لڑتے دن
تمام ہوا آفتاب عالمتاب لرزان ترسان نہیب شمشیر اسد نامدار سے کاشانۂ مغرب مین جا کر مخفی
ہوا ماہ تابان مع فوج ثابت و سیارگان برائے تماشائے جنگ اسد نوجوان میدان جہان
مین جلوہ فرما ہوا ہر چند کہ پردۂ شب حائل مگر پردۂ اس شیر بیشۂ جرأت کا نہ رہا اسی طرح ہنگامہ
گیر و دار بلند ہی قلعہ سے برابر ساحر چلے آتے ہین ہنگ خونخوار ترغیب دے رہا ہی پکار پکار کے
کہہ رہا ہی ارے یار و طلسم کشا کو قتل کر دیکھیے نامرد ہو ایک شخص کو نہین گرفتار کر سکتے ہر طرف سے
ساحر یلوہ کرتے ہین مگر یہ رستم وقت ہمہ تن چشم بنا ہوا ہر چند کہ تمام جسم چھپا ہوا قطرات خون جسم سے
جاری مگر صولت و شوکت جرأت و ہمت مین فرق نہین ایک عجب عالم یاس ہی دل سے کہہ رہا ہی
کہ ای اسد پہلی ہی بسم اللہ غلط ہوئی لوح خبر دے چکی ہی کہ بزور دعا جعفرانی ہنگ خونخوار کو قتل
کر دیا ہنگامہ بیشمار دبدمہ ساحران غدار قلعہ سے چلے آتے ہین اگر دس قتل ہوے ہزار آگئے
اسطرح اپنے کو تا بہ ہنگ جادو پہونچاؤن جعلادا کیونکر بچاؤن وہ بیچ بالائے قلعہ مین زیر قلعہ
زمین و آسمان کا فرق ہی ای پروردگار کوئی تو سامان پیدا کر ظاہر اتو اس خونخوار کا قتل ہونا
دشوار ہی مگر تو ستار و غفار ہی ای عیب پوش عالم و ای خالق اکرم اس بلائے ناگہانی سے نجات
دے یہ مرحلہ طلسم نہین ہی اسپر یہ بھی واقف کارانِ طلسم جو گئے تھے وہ ظاہر ہوا کہ طلسم ہوشربا
کا فتح ہونا دشوار ہی ای خالق بے نیاز و ای کریم کارساز تیرے نزدیک سب آسان ہی سراسر
تیرا احسان ہی اسی طرح لڑتے بھڑتے وہ رات بھی نہیب شمشیر اسد نامدار سے کٹی شاہ زرین
آفتاب نے سپر زرین کو پشت پر لگا کر نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغۂ مہر کو حمائل کرکے
توسنِ فلک پر جلوہ فرما ہوا اشعار

روز دیگر کاین جہان پر غرور
یافت از سرچشمۂ خورشید نور
ترک روز از افق با تیغ زرین سپر
بندی شب را بہ تیغ افگندہ سر

قلعۂ ہنگ خونخوار مین گھنٹے ناقوس بجنے لگے یا سامری و
جمشید کی صدا مین آئین پوجا پاٹ کرکے نامردون نے کمرین باندھین پھر آ کر شریک

جنگ ہوئے اِس آٹھ پہر مین اسد نے کئی مرکب تبدیل کیے ساحر بر طرح رکب ہی کو پاکتے ہین
اب نہنگ خونخوار نے ساحرون کو حکم دیا یارو آٹھ پہر گذرے تم لاکھون آدمی لڑ رہے ہو مگر
طلسم کشا پر پنجہ قابض نہین ہوتا کمندون مین گرفتار کرو دام مکر پھیلاؤ کسی طرح اِس کو پھنساؤ
یہان تو یہ سامان در پیش ہین اسد نامدار کو بڑے پس و پیش ہین لیکن یہان لشکر مین اسد
نامور کے سب سردار متفکرات بحر نعرہ اسد کی صدا سُنی کان لگائے ہین جب صدا آجاتی ہی
خوش ہوجاتے ہین اگر پہر چار گھڑی آواز نہ آئی طبیعت گھبرائی ہر ایک سردار بیقرار ہوتا ہی
چیخین مار کر روتا ہی خواجہ عمرو اُن سبکو سمجھا رہے ہین کہ یارو نہ گھبراؤ اپنے پروردگار سے
دعا کرو کہ ہمارا آقا کافرون پر مظفر و منصور ہو رنج والم دل پر غم سے دور ہو اگر دریا بیچ
مین حائل ہوتا اپنے کوتا بہ اسد پہونچاتے جان اپنی سٹاتے مگر دریا سد راہ ہی حاکم بحر دریج
دعا کرو اسقدر بیقرار نہو ہر چند کہ خواجہ عمرو بظاہر سبکو سمجھا رہے ہین مگر کلیجہ پر چھری چل رہی
ہی کہ یکایک آسمان پر برق چمکی عمرو نے دیکھا کہ ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت وملکہ
مخمور سرخ چشم طاؤسان زرین بال پر سوار آکر پہونچے دیکھا خواجہ عمرو سر برہنہ
کھڑے ہین اہالیان لشکر سر پیٹ رہے ہین خیمے جابجا سرنگون بارگاہین ہر مقام پر چھپی
ہین سامان حزن و ملال مہیا عیش و راحت عنقا گھبرا کر خواجہ عمرو سے پوچھا اے شاہنشاہ
اوج عیاری خیر تو ہی ہمارے آقاے نامدار کہان ہین دیدار فرحت آثار کے مشتاق ہوکر آئے
راہ مین بڑے صدمے اُٹھائے عمرو نے کہا اے سرداران نامدار واے ملکہ بہار فلک کجرفتار
در پے آزار ہی مین نے کس دقت سے مصیبت اُٹھا کر داؤد کو گرفتار کیا لوح طلسمی افراسیاب
سے لی جب اِس مقام پر پہونچا صدہا اہالیان لشکر اِس دریا مین ایسے ڈوبے کہ آج تک نہ اُبھرے
اسد نے لوح مین دیکھا ٭ وشیر دلیر جوش قہر و غضب مین پچھاڑ پڑا آٹھ پہر گذرے صدا انکے
کی شیر دلیر کے آرہی ہی دریا بیچ مین حائل ہی ان ساحرون مین جو کوئی جاتا ہی موج دریا کمند
بنکے کھینچ لیتی ہی یہ بیچارے سرداران نامی کیا کرین ہر طرح مصروف جانبازی مین ہزارون
نے اپنی جان دی کوئی مطلب حاصل ہوا یہ سنتے کے ساتھ ہی باغبان قدرت ہنسا
طرف ملکہ بہار کے متوجہ ہوا کہا اے گل باغ افسونگری واے سرو دریا مین سحر و ساحری تجھے

حال دریا کا سنا ہنگ خونخوار اس مقام کا حاکم ہے اس دریا کو سحر کینے سکھایا شعبدے کے
بھی لائق ہوا ہے آبرو سے دریا بنایا ہے شاہنشاہ عیاران عالم ابھی جاتے ہین خدایا اسکا
دیکھین کیونکر روکتا ہی یہ کہتا ہوا باغبان قدرت گیند پھولون کا ہاتھ مین لیکر آگے بڑھا
ملکہ بہار نے گلدستہ سنبھالا ملکہ مخمور سرخ چشم نے دانہ یاقوت احمر کا گنٹھے سے نکالا تینون
سردار طرف دریاے قہار کے بڑھے اول باغبان قدرت نے پڑھ کے گیند پھولون کا دریا
پر مارا بہار کا گلدستہ چلا مخمور نے دانہ یاقوت پھینکا لب لعلین کو جنبش ہوئی نگاہ سحر آگین ڈالی
بہار مسکرائین پھول برسنے لگے باغبان نے دریا کو بہ نگاہ قہر دیکھا برق چمکی آسمان سے آگ
برسنے لگی دریا سے شعلے پیدا ہوے یا تو حبابون سے دریا آنکھین نکال رہا تھا یا آنکھین بند
ہوئین چہرا مین ورم آگیا موجون نے براے فریاد ہاتھ بلند کیے برق سحر باغبان نے
دستگیری کی کلائیان کاٹین گرداب جو قصر مصیبت تھے انکی دیوارین گرنے لگین غرا تاکم ہوا
خوف سے ان ساحرون کے مزاج دریا کا برہم ہوا کنارے کنارے غار پیدا ہوے پانی
کو پناہ پانی شکل جابجا خشکی پیدا ہوئی تا بہ ظاہر ہوے خاک اڑنے لگی عمرو دور سے کھڑا
ہوا تعریف سحر بہار و باغبان و مخمور کر رہا ہی لپٹ کر باغبان نے آواز دی ای سرفروشان
لشکر اسلام و ای جوانان خوش انجام جلد کمربندی کرو جو بہادر ہے سحر سنبھالو یہ کہکر باغبان و
بہار و مخمور اس دریاے سحر مین پھاند پڑے عمرو نے دیکھا دریا بالکل غائب ہوا قلعہ
ہنگ خونخوار سامنے لاکھون جادوگر گرد برج مین اسد نامدار عالیوقار بطور شعار مصروف
کارزار تھے وسط مین بہار و باغبان و مخمور جا پہونچے جاتے ہی سحر کرنے لگے باغبان نے
گیند مارا صدہا کو جلا دیا بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے ہزارہا جادوگر جھومنے لگے آنکھین
سرخ ہوئین نگاہ محبت سے ملکہ بہار کو دیکھا آواز دی ای سرو باغ حسن و جمال ہم تجھپر
مرتے ہین ملکہ نے مسکرا کر فرمایا شعر ایسے چودہ ہزار مرتے ہین ؛ کہین ہم برگ رحم کرتے ہین
سامری پرست ظاہرا تو معلوم ہوتا ہی کہ فاقہ مست ہو بھوک سے مرتے ہو کیون اپنے کو
بدنام کرتے ہو اگر عشق صادق رکھتے ہو تلوار کھینچو جانبازی دکھاؤ بعد مرنے کے عاشق کا
نام روشن ہوتا ہی اپنے استاد قیس و فرہاد کے طریقے یاد کرو بیجا نہ فریاد کرو ان بیچاون

نے بہ نگاہ حسرت دیکھا دانت نکال دیے کہا اے گل بوستانِ خوبی وائے بلبل چمنستانِ محبوب تیرے بہار عارضِ حسن پر نثار تیرے سودائے زلفِ معنبر کے خریدار ہیں واسطے ساحری کا انگوٹھا چمکا نہ بیقرار کر ایک ہاتھ تیغ ابرو کا بر جگر لگا عاشقانِ جانباز کا جھگڑا چکا ہم تو جان و دل سے بھی پر نثار ہونے پہ تیار ہیں تیری ہی الفت کا دم بھرتے ہیں سودائے محبت میں سر فروشی پر فخر کرتے ہیں لیجیے خنجر گلے پر دھرتے ہیں شعر تحسین پر ہوں عاشق تحسین پر ہوں شیدا ہر بجان تحسین پر مری جان فدا ہے ؂ ملکہ نے مسکرا کر فرمایا بسم اللہ کیجیے بیکار کر کانہ رانہ مجھے اسقدر درد گل اپنے جلوۂ خود مرگ ملاحظہ فرمائیے سرخرو ہوجیے آپکے خون سے صحرا لالہ زار ہو خزاں میں نئی بہار ہو ان کشتگانِ تیغ ابرو نے دم شمشیر سے گلے رکھے ہائے کلکر چاندی ہزار اناری جسم واصل جہنم مخمور کا جب دانہ یاقوت احمر چلا ہزارہا کا خون ہوا لشکر ظفر اثر شاہزادہ اسد نامدار بھی پہنچ گیا اب تو دونوں لشکر ہل گئے نظم

افغان و غریو کوس برخاست	شد قلب و جناح ہر دو صف بست	ہر سو دم تیز ناسے زوہن
ازدوختہ گشت آتش کین	خورشید برین سپہر اخضر	از نالۂ کرناسے سنجر
برباد یلان آہنی تن	گردید ز کوہ کوہ آہن	کوس از ہم سروران لشکر
میزد بسر تیغ دست بر سر	مرگ آمدہ در کمین جانہا	جا کردہ بگوشہ کمانہا
باران شدہ تیغ و تیر کینہ	آن دوخت وین درید سینہ	در خون یلان دگر و لشکر
گم گشتہ زمین و چرخ اخضر	سرہائے سران فتادہ در خاک	پہلوے دلاوران شدہ چاک

اب جو اسد نے اتنی مہلت پائی گھوڑا بڑھا تا اندر قلعہ کے داخل ہوا ایک پہلو پر باغبان قدرت سحر کرتا ہوا ایک جانب ملکہ بہار بہار حسن دکھاتی ہوئی پھول برساتی ہوئی پشت پر ملکہ مخمور ایک جانب خواجہ عمر و ڈرائی میں مصروف جو ساحر مرکر گرا اسکی کمر ٹٹولنے لگے ہمیانی کاٹ لی کپڑے اتار لیے تلواریں لوٹی جتنے پھرتے ہیں اگر کوئی جادوگر سامنے آگیا اسنے قصد کیا سحر کرے جست کرکے حلقہ کمند کا لگایا گرتے گرتے خنجر مارا سر تن سے اتارا ساحروں کے مرنے سے صدا آرہی ہے لیکن اسد نامدار شیر بیشہ جرأت نہنگ دریائے ہمت سامنے نہنگ خونخوار کے پہونچا نہنگ نے سحر کرنا شروع کیا اسد لوح کو سامنے کردیتا ہے سحر باطل ہوجاتا ہے مجھے بڑے سحر

اُس بچیانے کیے مگر کچھ نہ ہو سکا اسد قریب پہونچ گیا مجبور ہو کر اُس بداختر نے ہاتھ تیغۂ سحر کا مارا
اسد نامدار نے تیغۂ خون آلود پر روکا اُبھاوے سے ہاتھ نکالکر نعرۂ تکبیر کیا ہاتھ تلوار اسکا مانا
برق شمشیر چمک کر گری خرمن حیاتِ نہنگ بدصفات کو پھونکدیا مع گینڈے بچیا کے چار
ٹکڑے ہوے آندھی سیاہ اٹھی قلعہ تیرہ و تار ہو گیا سنگ باری و برف باری ہوئی بعد عرصہ
دراز آواز آئی کشتی مرا نام من نہنگ خونخوار جادو بود افسوس مُردیم و جان دادیم و مطلب
خود نہ رسیدیم تمام ساحران قلعہ زرائی سے عاجز ہو چکے تھے چادر رکھنے لگی آواز الامان بلند
ہوئی اسد نامدار نے تلوار کو روکا نیام انتقام مین کیا رئیسان شہر نے آکر طلسم کشا کی قدمبوسی
کی ملکہ بہار و باغبان انتظام مین مصروف ہوے لشکر ظفر اثر اندر قلعہ کے نہ سما سکا بیرون
قلعہ خیمے بارگاہین استادہ ہونے لگین اسد غازی مع سرداران نامی و ساحران گرامی آکر داخل
بارگاہ ہوے باغبان و ملکہ بہار و ماہ مخمور سرخ چشم آکر طلسم کشا سے قدمبوس ہوے
اسد غازی نے پوچھا اسکا کیا سبب ہی کہ آپ تینون صاحب پیشتر پہونچے اور کل لشکر تو بخیریت
ہی بادشاہ لشکر اسلام کا مزاج کیسا ہی تشریف آوری کا سبب کیا ہی بہار نے دست بستہ عرض
کی کہ فرمان حضور کا پہونچا جیسی خوشی ہوئی اسکو زبان سے نہین عرض کر سکتے ہین ملکہ مہ جبین
الماس پوش بہت بیقرار تھین یا تو آنکو حضور کی خیر و عافیت نہ دریافت ہونیکا تردد تھا
جب مژدۂ فرحت افزا ملا لوح دستیاب ہونیکا حال سُنا اب یہ جلدی ہوئی کہ کوچ کر دو اُسی شبکو
لشکر تیار کیا کئی منزل ہم لوگ ہمراہ رہے خود بخود یہ دل مین خیال آیا کہ لوح حضور کو دستیاب
ہوئی بیان کے قواعد مین کچھ تردد ہوا آپسمین صلاح کر کے آگے بڑھ آئے یقین ہی لشکر بھی
قریب ہو ملکہ مہرخ کو بھی قدمبوسی کی بڑی تعجیل ہی پروردگار ان سبکا کفیل ہی یہ ذکر تھا
کہ سرکار سے آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر دعا دی نظم

الٰہی آب پہ تا ہو زمین زمین کو ثبات	زمین پہ تا ہو فلک اور فلک پہ ہو شمس	فلک بھی چھوڑے نہ تا دامن سبع حیات
زمین پہ خضر کی تا ہو فسانہ دامنگیر	عطا کرے تجھے عالم مین قادر قدیم	بجاہ و دولت و اقبال و عزت و توقیر
تن قوی و مزاج صحیح و عمر طویل	سپاہ وافر و ملک وسیع و گنج خطیر	یہ جلسہ آباد رہے دشمن پامال

دوست دل شاد رہین لشکر ظفر اثر حضور کا آپہونچا علمہاے لشکر اسلام ہوتے ہین اسد نامدار

لشکر کا سنکر اشتیاق دیدار ملکہ مہ جبین الماس پوش مین باہر نکل آئے دیکھا علمدار لشکر ظفر پیکر دوڑ
آگے آگے علمدار انکے عقب مین سردار قلب فوج مین مثل دل کے تخت ملکہ مہ جبین
الماس پوش کا ملکہ مہرخ دنا فرمان و شکیل و رعد و برق جادو و برق لامع وغیرہ پایہ تخت
شاہنشاہی پر ہاتھ رکھے ہوے سواری شاہنشاہ کی مثل باد بہاری آتی ہی ملکہ مہ جبین
الماس پوش نے دور سے جمال اسد نامدار جنگال دیکھا تخت رکھوا دیا ادھر سے اسد نامدار
باشتیاق بڑھے ملکہ مہ جبین قریب آئین دونون مین اشتیاق بھرے ہوے آپسمین آنکھین چار
ہوئین مہ جبین کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوے ملکہ مہرخ نے بڑھکر کہا بی بی
سجدہ شکر پروردگار کرو نہ کارخانہ عظیم سے کریم کارساز نے طلسم کشا کو بچایا تمھارے وارث
کو تمسے ملایا وقت خوش ہونیکا ہی اسد استقبال کر کے ملکہ مہ جبین کو بارگاہ مین لائے ملکہ
بہار و باغبان نے تمام کیفیت نہنگ خونخوار بدکردار کی بیان کی کہا حضور اگر ہم لوگ نہ
پہونچ جاتے آٹھو پہر لڑتے ہوے طلسم کشا کو گذرے تھے خدانے عین وقت پر ہمکو پہونچایا
ماشاء اللہ کس زور و شور سے اس سرکرین لڑے نہنگ خونخوار کو عین گرمی جنگ مین
قتل کیا سکار نے بڑا شعبدہ بنایا تھا راہ مین دریا حائل کر دیا تھا ہر نوع لڑائی فتح ہوئی ملکہ مہ جبین
نے حکم دیا سامان عیش و نشاط مہیا ہو سرداران نامی کو خلعت ہاے فاخرہ سے سرفراز کیا عنایت
رب اکبر پہناز کیا خواجہ عمرو منہ پھلائے بیٹھے ہین ملکہ مہ جبین نے نانا جان کہکے گلے مین ہاتھ ڈالدیے
پوچھا کیون حضور مزاج کیسا ہی خواجہ نے فرمایا بی بی تمھین سلطنت مبارک ہو سب مطلب ہوگئے
ہیچ طلسمی بی اب ہم رخصت ہوتے ہین لشکر مین اپنے آقا کے جاینگے ایک بات کا بڑا افسوس
ہی اسکے بابے پوچھین گے کہان گئے تھے تو کیا کہین گے یہ مثل ہمارے حق مین اصل ہی
بارہ برس دلی مین رہے بھاڑ جھونکا کیے سچ تو یہ ہی کہ ٹکڑے کھاتے دن بہلاتے کپڑے پھٹے
گلے لیو آئے بی بی کمینگی نگوڑا نکمٹھو کس ناقدرشناس کے ساتھ تھا کہ ٹکا لیکر گھر کو نہ آیا اسوقت
کیسی شرمندگی ہوگی نہ دس تک ممکن نہین مانگتے کھاتے گھر کو چلے جاینگے میان اسد صاحب
دولت و جاہ مین آپ لشکر کی بادشاہ ہین ہم کس شمار و کس قطار مین ہین اسد نے کہا نانا جان
آپ نے ہمارے شہزادہ دیہ کو لوٹ لیا مگر اپکا پیٹ نہ بھرا یہ سنکر عمرو غصہ مین بلبلا کہا مٹیا دو ڈال

تمھارے باپ کا معاملہ ہمارا یاد رہا صرف کا خیال کیا لاکھون روپے مصاحبان داؤد کو دیے
قرضدار ہوگئے شہر داؤدیہ مین منھ دکھانے کے لائق نہین ہین ہم جن ڈھونڈھتے پھرتے ہین
علاوہ لڑائی کے اب ہمارا کیا کام ہی جس حال مین ہین شاکر خداے کارساز ہی اپنے آقا کی خدمت مین
پہونچ جائینگے وہان بھی غیر حاضری لکھی ہوگی وہ بھی پوچھین گے طلسم ہوشربا سے ہمارے واسطے کیا
تحفہ لائے یہان پسینہ میسر نہین کیا تحفہ لیجائین آقا کو بھی نفرت ہوگی بموجب مضمون چھوچھا نچھے
کن پوچھا یہ کہکے کرسی سے اُٹھے ملکہ مہ جبین نے دامن تھام لیا کہا سب کچھ حاضر ہی یہ کہکر خلعت پرزر
طلب فرما کر دیا جملہ سردارون نے بقدر ہمت خواجہ کے نذر کیا ملکہ نے پچاس ہزار روپیہ اور حاضر کیے
اور کہا مین حضور کو نہین جانے دونگی عمرو نے گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا کہا اے نور نظر اے پارۂ
جگر مجھے تجھسے محبت ہی بی بی تجھکو چھوڑ کر کہان جاؤنگا مرغ زرین بنکر کرسی پر بیٹھے ساقیان ماہ پیکر
جام و صراحی لیکر حاضر ہوئے ملکہ مہ جبین نے کہا آج تو ہم اپنے نانا جان کی ذرہ نوازی سنینگے مغنیون
کو منع کر دو خواجہ نے کہا اے نور نظر مین تو صرف تمھارے دم سے اس لشکر مین ہون بسم اللہ مین تو
خود کہنے کو تھا کہ آج ہمارا جی چاہتا ہی ایک غزل عاشقانہ تمکو سنائین نئے طور سے آج بجائین یہ تو
خوب یقین ہی کہ تمھارا باپ بادشاہ طلسم ہوشربا سطوت و صولت و ریاست مین یکتا لیکن ذلیل عیار
کا کفیل اُسکے گھر مین تمنے پرورش پائی ہی ہمت و سخاوت تمھارے گھر کی غلام آج سرفرازی منظور کی
تمنے ہمین کیا انکار ہی اسد نے کہا پھر حضور نے پاؤن پھیلائے خواجہ نے جھڑک کر فرمایا او دیوانے تو عقل
سے بادشاہون کے دربار مین دراندازی ضرور ہوتے ہین گر ہماری ملکہ تمھاری بات کب سنیگی بس بی بی تم
اب متوجہ ہو انکو کہنے دو یہ فرما کر خواجہ نے تان لی آنکھ ملا کر ملکہ مہ جبین سے یہ غزل گائی غزل

چرا کے لے گیا دل کو وہ ہم بیدار کیسے تھے — کیا بیخود دکھا کر آنکھ ہم ہشیار کیسے تھے
ہوے واعظ بھی آخر عشق مین اُس بت کے سرگردان — بھلا بیدین ہم تو تھے یہ سب دیندار کیسے تھے
اُسے آتے جو دیکھا اُٹھکے دوڑا بستر غم سے — وہ ہنسکر بولا شوخی سے کہ تم بیمار کیسے تھے
وہ کہتا ہی کہ رو پر وصل مین قطرہ نہین بہتا — ہمارے ہجر مین دیدے یہ دریا بار کیسے تھے
ہوا یہ طول فرقت کو کہ دل سے پوچھتا ہون مین — جبین کیسی تھی میرے یار کے رخسار کیسے تھے
سبحے ای برہمن زاد و پھنسایا ابھی لغت مین — یہ کیا دام بلا تھے رشتۂ زنار کیسے تھے

تمہارے گیسوؤں نے کیوں نہ چھاڑا میری تربت کو ؛ سیہ پوشی یہ کیسی تھی یہ ماتمدار کیسے تھے
وہی میں ہوں کہ ای گل خار ہوں ہر سو چمن میں ؛ دگر نہ آگے تم میرے گلے کا ہار کیسے تھے
وطن کے باغ سیر سبزۂ صحرا سے میں بھولا ؛ چمن ہیں کس روش کے ای جنون گلزار کیسے تھے
عوض مہر و وفا کے اب جفا و جور مجھ پر ہی ؛ مجھے حیرت ہی تیرے وعدہ و اقرار کیسے تھے
الجھکر مرگئے ہمتو بھی یہ سیدھے نہیں ہوتے ؛ پریشان مجھ سے تیرے گیسوے خمدار کیسے تھے
پلٹ کر بارے تا صبح سوے وصل کی شب میں ؛ سحر تک شام سے فرقت میں ہم بیدار کیسے تھے
نہ اک قطرہ لہو کا جسم میں باقی رہا میرے ؛ لہو کے پیاسے ای قاتل لب سوفار کیسے تھے
غزل کہنا نہ آیا حیف تجھکو ای قبول اتبک ؛ مزا پایا نہ کچھ بھی یہ تیرے اشعار کیسے تھے

خواجہ عمرو نے جو یہ غزل گائی عاشق مزاجوں کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے دل بیکل ہو گئے شب بھر خواجہ نے زبانی بوقت سحر اُسی طور سے وہ جلسۂ عیش و عشرت آراستہ ہی دماغ سبکے تر و نگل زرین پر اسد الیاس افسر تخت پر ملکہ مہ جبین الماس پوش ایسی شاہزادی صاحب ہمت و سخاوت حسن میں بے نظیر صاحب جاہ و توقیر سب عیاران نامدار جز گذار اپنے اپنے مقام پر تمکن بارہ کوس کے گرد میں لشکر ظفر اثر فروکش ہی ہر مقام پر دورہ جام بے دغدغہ خیال انجام گردش میں پردے بارگاہون کے اُٹھے ہوئے افسران فوج اپنی اپنی بارگاہون میں ناچ دیکھ رہے ہیں جوش عیش و عشرت میں ہاتھ اُٹھا کر شاہزادہ عالیوقار اسد نامدار کو دعائیں دے رہے ہیں کہ پروردگارا ہمارے افسر کو سلامت رکھنا جسکے دم سے یہ سارا جلسہ ہی کیا لشکر ظفر اثر ہی جرأت و مردانگی میں ایک سے ایک بہتر ہی سب جانباز و سرفروش جمع ہیں انشاء اللہ طلسم ہوش رُبا فتح کرینگے جان لڑا دینگے جہان پائینگے افراسیاب خانہ خراب کو قتل کرینگے نامرد کو ملکا دینگے کیا رُکے گا ہمارے آقاے نامدار کے سامنے سے بھاگ جائیگا شکست فاش کھائیگا اگر مقابلہ کریگا تو ذلت اُٹھائیگا لشکر کیا ماشاء اللہ کئی شہر آباد معلوم ہوتے ہیں جس جانب نظر جاتی ہی بجز آبادی کچھ نظر نہیں آتا ہر کوچہ و بازار آراستہ و پیراستہ جو راستہ ہی وہ مصفا جو کوچہ ہی وہ پر فضا اسطرح کا جلسۂ عیش و نشاط جو آراستہ ہوا فلک کجرفتار کو رشک آیا دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی سنگ تفرقہ پھینکا جاتا ہی شعر یہ دو دل کو یکجا دیکھا تا نہیں ؛ کسی

کا اسے وصل بھاتا نہین وہ اِس سنگدل کو ہر وقت یہی فکر ہے اسکی محفل مین کج خلقی کا آٹھو پہر ذکر ہے
کسی کو مثل نقش قدم مٹائے سہرو جادۂ عیش کو راہ بھلائے کوئی برباد ہو فلک کج رفتار شاد ہو
ہر فرد بشر کو شادمان دیکھکر رشک کرتا ہے وہ بیدم در پے آزار رنج رسانی مین اصرار بانی بناے
ظلم و فساد آمادۂ بدعت و بیداد اسد نامدار نے کیا کیا ظلم سے گنبد نور پر سالہا سال قید رہے
جب قید سے چھوٹے باغ سیماب مین جا کر کیا مصیبت تھی صورت ملک الموت نظر آئی ایسی
مصیبت مین گرفتار ہوئے جان دینا قبول تھا قلب حزین ملول تھا اب ایک شب کی راحت
نصیب ہوئی پہلو مین معشوق خوشرو جلسۂ جام و سبو رنج و مصیبت مین مبتلا تھے دریائے آفت
کے آشنا تھے یہ بانی بیداد خوش تھا اِس محفل عیش و نشاط کو دیکھکر فکر مین ہے کہ سنگ تفرقہ
پھینکون کسی مصیبت تازہ مین مبتلا کرون دیکھیے نیرنگی فلک کیا رنگ دکھلاتی ہے ظاہر ہوا
کہ ایک خبر وحشت اثر آئی ہے اسد نامدار نے تیسرے دن جلسۂ عیش و نشاط کو موقوف کیا عزیزون
سے صلاح ہوئی باغبان قدرت نے کہا اول حضور کو دریا دل دکھانا چاہیے دریاے نیل
تک جانا چاہیے ملکہ بہار و مخمور نے بھی یہی کہا مشورہ کامل قرار پایا ایک بارگاہ عالی واسطے
ملکہ مہ جبین کی نصب ہوئی اُسمین ملکہ مہ جبین کا داخلہ ہوا اِسی مضمون و تخت آئین کا ایک نامہ
طرف کوکب روشن ضمیر کے روانہ کیا خواجہ نے اُسمین تحریر فرمایا کہ ای برادر بجان برابر
عنایت سے پروردگار کے لوح طلسمی حاصل ہوئی کسی قدر تسکین دل ہوئی اسد نامدار
پس فردا ہمراہ باغبان کو ہمراہ لیکر واسطے تماشے خارستان ماہ کے طرف دریاے نیل کے جائینگے
کل لشکر واسطے قلعہ نشینگی نوکر گذار ہین فقط کشش ہے مین بھی عقب مین طلسم کشا کے ضرور جاؤنگا
یقین ہے افراسیاب جادو بر سر صبح وغیرہ لشکر کشی کرے بعد جانے طلسم کشا کے ان سردارون
جانثار سے سرکشی کرے اطلاعاً تحریر کیا اِس لشکر کا خیال رکھنا واجب و لازم ہے وہ مالک یگانہ
حاکم ہے والسلام والاکرام ساحر تیز رو نامہ لیکر اُدھر گیا یہان لشکر مین منادی نے ندا کی کل بوقت
سحر اسد نامور طرف دریاے نیل کے توجہ فرمائینگے باغبان قدرت نے ساٹھ ہزار جوانان
شیر دل منتخب کیے کہ ہمراہ اسد نامدار رہین اب سب سردار اپنی اپنی بارگاہ مین جلوہ فرما ہین
خواجہ واسطے بالادوی کے گئے ہین برق و چالاک وغیرہ حفاظت لشکر کر رہے ہین

ملاقات کرون صورت نگار نے منع کیا اور کہا آپ خداوند طلسم کی دختر ہین بی مہ جبین
الماس پوش کی افسر ہین سوت کے سامنے جانا کیا ضرور ہے ایسا نہو وہ بی جلوتونکے نام سے کرنے لگین
بکو بیری بیجل شاہزادی کو کھلا دین تو مین کیا کرون اسی مقام پر اُتریے ایک کنیز روانہ کیجیے صرف
ایک کاغذ پر لکھ بھیجیے کہ والد نامدار آپ کی محبت مین مارے گئے سیار گلشن جہان ہوئے لاش اپنے
باپ کی لیکر آئی ہون اُنکی وصیت تھی کہ طلسم کشا جنازے کو کاندھا دین تا بہ قبر پہونچا دین اسمین محبت
کا حال بھی کھل جائیگا اگر عاشق صادق ہین کلیجہ تھام کے دوڑے آئینگے اور یہ لونڈی مکرر عرض کرتی
ہے کہ بی مہ جبین کا بھی سامنا نہ کیجیے گا اگر طلسم کشا کہین تو اقرار نامہ اُنسے لیجیے کہ بی مہ جبین استقبال
کو آئین سلام کرین انکا باپ آپ کے در دولت پر ناصیہ فرسائی کیا کرتا تھا اُنکی کیا حقیقت ہے سلام
کرنا انکے واسطے شرف حاصل ہوگا ملکہ تو اپنی وزیر زادی کی رائے کی پابند ہین اسی طرح ایک کاغذ لکھکر
ایک کنیز کو روانہ کیا اسوقت اسد نامدار کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے ٹہل رہے ہین لوح طلسمی
گلے مین سرداران سرفروش کے خیمون پر نظر ہے ملاحظہ کر رہے ہین اپنے اپنے مقام پر سب مصروف
سحر خوانی مسلح کمل ہر وقت تیار آمادہ حرب و پیکار رنگ جنگ افراسیاب سے ماہر ہین بجول
حال ظاہر ہین جسوقت اُسکا جی چاہتا ہے لشکر اسلام پر آپڑتا ہے بقہر و غضب اُترتا ہے مدت مدید عہد بعید
سے یہ جفائین اُٹھا رہے ہین اسوجہ سے ہر وقت آراستہ و پیراستہ رہتے ہین اسد تعریفین سب سردارون
کی جانبازی کی کرتے ہین کہ ہوا سے رونے کی آواز آئی اسد نے پلٹ کر دیکھا چند کنیزان سیہ پوش
خاک اُڑاتی ہوئی آتی ہین اسد گھبرا کر آگے بڑھے کنیزان ملکہ لالان خون قبا کو پہچانا فرمایا کیون
نرگس خیر تو ہے نرگس دوڑ کر لپٹ گئی کہا اے شہریار ملکہ لالان خون قبا یتیم ہو گئین شہنشاہ داؤد
سیار گلشن جہان ہوئے ملکہ عالم جنازہ اُس یزدان پرست کا لیکر آئی ہین اسد نامدار نے گریبان
پھاڑ ڈالا طرف صحرا کنیزون کو ساتھ لیکر چلے اسوقت وہان چند خدمتگار حاضر تھے وہی ساتھ ہولیے اُس
بیقراری مین اسد نے کسی افسر کو خبر نہ کی کنیزون سے حال پوچھتے ہوئے کہ بیان کرو کیا لڑائی پڑی اُسپر
خود چڑھ آیا افلاک نے عجب روز سیہ دکھایا کنیزین عرض کرتی ہین اے شہریار سامان لشکر کشی کہان ہو
حضرت صورت نگار جادو وائے شہنشاہ حق پرست نے توبہ شکنی نہ کی راہ خدا مین جان دی اُس
کلموہی نے عین محراب عبادت مین مرد مومن کا خون بہایا انکی لیاقت اور محبت پر سنگدل کو رحم نہ آیا اسد

نامدار نے پوچھا ملکہ کیونکر بچین کنیزون نے عرض کی حضور حافظ حقیقی نے انکو بچایا کئی دن پیشتر سے
آپ کے فراق مین نہایت بیقرار تھین ناگن وزیر نادی نے سمجھایا چرب زبانی سے واسطے شکار کے
لیکر گئی شکارگاہ مین یہ خبر وحشت اثر سنی وہ حرامزادی سارے شہر کو مسمار مکانون کو گرا کے صحیح و سالم
چلی گئی جب ملکہ کو خبر ہوئی لاش اس ثابت قدم کو حق پرستی کی لیکر کوچ کیا وہ شہر ویران اب
لائق رہنے کے نہین رہا یہ حال مصیبت مال سنکر اسد کا رومال پر رومال تر ہو رہا ہے دل اسکی
مصیبت پر رو رہا ہے جب قریب لشکر ملکہ لالان خون قبا پہنچے دیکھا خیمہ ہاے سیاہ برپا ہین اسد
غازی کا کلیجہ پھٹ گیا ملکہ سر برہنہ سیاہ پوش خیمہ سے روتی ہوئی نکلی صورت نگار ملکہ ساتھ ساتھ
ساتھ جلالی ہوئی کمر کے اسکو سنبھالے لاتی ہوئی جیسے ہی اسد کی نگاہ اس در یتیم پر پڑی ملکہ
مین کرتی ہوئی بڑھی کہا اے شہر یار ہم یتیم ہو گئے نظم

ضبط غم کی توانائی نہین　　طاقت صبر و شکیبائی نہین　　ماجرا ہے سخت مشکل کیا کرون
کیا کرون تھمتا نہین دل کیا کرون　　بس چلے تاب و توان کا کب تلک　　پاس ہو راز نہان کا کب تلک
چہرۂ رشک لالہ گون غمازہ ہے　　رنگ رو پھر مائل پرواز ہے　　پھر ہوا ہے ناخن غم جانخراش
پارہ پارہ دل جگر ہے پاش پاش　　جان پہ اللہ کیسی آ بنی　　حال بگڑا جاتا ہے یہ کیا بنی
چارۂ تدبیر کا امکان نہین　　درد اپنا قابل درمان نہین　　حال ابتر کو دکھاؤن کس طرح
ماجرائے غم سناؤن کس طرح

اسد غازی نے اپنے دامن سے اشک ملکہ کے پاک کیے اور کہا
ملکہ بخدا یہ معلوم ہوا کہ میرے قبلہ و کعبہ کرب نامدار قتل ہوئے مگر انشاءاللہ یہ خون بالا بالا
نہ جائیگا خون بیگناہ سر چڑھیگا جس وقت خواجہ عمرو سنینگے وہ اس خون ناحق کا بدلہ لینگے صورت نگار
نے اپنے واسطے کانٹے بوئے اس سرو باغ حقیقت کو قتل کیا انشاءاللہ جو ظہور ہوگا آنکھون سے
دیکھو گی اے ملکہ عالم اب صبر کرو دل پر جبر کرو دبست جلد دفن کرنا مناسب ہے راہ مین بھی کئی دن
گذر گئے ہونگے صورت نگار تو غرائی دل سے کہتی ہے اے صورت نگار جو خوف تھا اسکا سامنا
ہوا میری جان بچنا مشکل ہے اب یہی علاج ہے کہ طلسم کشا سے لوح لو اگر لوح اسکے پاس رہگئی
مجھکو ڈھونڈھکے ماریگا یہ سوچکر قدمون سے اسد غازی کے لپٹ گئی کہ رو رو کے خوب روئی
کہا حضور اب دیر نہ لگائیے اس مرد موحد کا لاشہ اٹھائیے رونا تو عمر بھر ہے اسد نامدار نے

اگر جنازہ اٹھوایا خود کاندھا دیا تا بہ منزل اول پہونچایا اپنے دست حق پرست سے دفن کیا خود تلقین پڑھی صورت نگار دیکھ رہی ہے دل سے کہتی ہے عقائد مسلمانوں کے بڑے قابل تحسین ہیں کلمات تلقین سنکر وجد ہوا ملکہ لالان خون قبا نے اپنا حال ابتر کیا صورت نگار نے اشارہ کیا حضور ایسا ہو باپ کے غم مین تڑپ کر روح جسم سے نکل جائے اسد نے ملکہ لالان خون قبا کو سمجھایا قبر سے دو دو کی اٹھایا فرمایا صاحب صبر کرو دنیا کا یہ طریقہ ہے بموجب شعر حضرت شیخ سعدی شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت * رفت و منزل بدیگرے پرداخت * ملکہ یہ دنیا مقام عبرت ہے حضرت آدم ابو البشر جنکو رب اکبر نے خلیفہ روے زمین قرار دیا مسجود ملایک کیا واسطے فرحت کے کہ دوسرا انیس ہمدم ہو پہلوے چپ سے حضرت مذکور کے جناب حوا کو پیدا کیا انکے جمال بے مثال پر حضرت آدم کو شیدا کیا دنیا کو انکے ذریعہ سے آباد کیا آخر کیا ہوے چشم زدن مین مثل نقش قدم مٹ گئے بزرگان دین ہادی رہبر بندگان خدا کے افسر صاحبان اعجاز و کرامات جن صاحبون نے مردون کو زندہ کیا کلیم اللہ و روح اللہ لقب پائے اوروں کے مردوں کو زندہ کیا اپنا وقت موت نہ ٹال سکے گردش گردون دون و انقلاب سپہر بوقلمون ہر دم نیا رنگ دکھاتا ہے بیت * ہر دم ازین باغ برے میرسد * تازہ تر از تازہ ترے میرسد * دیگر اشعار آبدار لا کلام

حال شاداب باغ یہ ہے دلکش
انکے تن بن چراغ عقل ہوئے
لالہ کے دل پہ لگے جب داغ
جعفری نے دکھایا تب رنگ زرد
مر گئے جب ہزار غنچہ دہان
تب گلستان مین گل ہوا اظہار
شاخ پر ہے جو سیب زیب چمن
غافلو گل مین جلیھا ف ن
دیکھکر بے ثبات عالم
خاک اڑانے لگی نسیم سحر

جسکو دیکھو وہ ہے پریشاں ترکش
خاک جب ہو گئے قد رعنا
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
جب ہوے خاک صاحب کاکل
ہوا گلشن مین ایک غنچہ دہان
نرگسی چشم مین جو دفن ہین
کسی محبوب کا ہے سیب ذقن
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
ہمہ تن اشک ہو گئی شبنم
اسی اندوہ مین کرو دنیا کی

اس چمن کی ہوا سے جب وہ گئے
تب ہوا سرو خوشنما پیدا
جب مٹے مہوشان مشکل رو
تب نظر آئے گیسوے سنبل
گل ہوا جب چراغ عارض یار
چشم نرگس جھکی ہے سوے زمین
مہ جبینون کے ہین یہی لحان
باغ مین آبشار روتے ہین
جب ہوا صرصر خزان کا دور
گل سوسن کا ہے کبود لباس

یہ گلستان نہین ہو قابل سیر	کرے اللہ خاتمہ بالخیر	ان اشعار عبرت آثار کو سنکر

ہر خورد و کلان کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے بے ثباتی عالم کا نقشہ آنکھون مین
پھر گیا لطف جوش دل سے اُڑ گیا نازنینان مہ جبین و مہ جبینان مہر تمکین بدحواس ہو گئین کہتی
تھین ای شہریار آپ کے کلمات حسرت آیات سے چھریان کلیجہ پر چل گئین حسرتین آنسو بنکر آنکھون
سے نکل گئین کوئی حسرت دل مین باقی نہ رہی بس موت کی یاد ہو دنیاے فانی ایسا مختصر مقام ہی
مسافر کو آرام سے کیا کام ہو معلوم ہوا دنیا عبرت سرا ہی اسکا طالب مطلوب جور و جفا ہو ہر چند کہ
صورت نگار کافرہ بت پرست ہو بادۂ ظلم و بدعت سے مست ہو مگر اسوقت یہ بھی گھبرا گئی قلب پر
بادل غم و الم کی چھا گئی بمشکل ضبط کیا ملکہ کو سمجھایا اشارے مین کہا آج طلسم کشا کو جانے نہ دیجیے
اپنی بارگاہ مین لیچلیے ملکہ نے اسد نامدار کا ہاتھ تھام لیا کہا ای شہریار اب بارگاہ مین تشریف لے چلیے
جو قضا و قدر کو منظور تھا ہوا آپ رنجیدہ نہون والد نامدار کو بڑا شرف حاصل ہوا دامن انکا
غبار گناہ سے آلودہ نہوا توبہ شکنی نہ کی راہ خدا مین جان دی انجام بھی بخیر ہوا آپ کے دست حق
پرست سے دفن و کفن کا سامان ہوا انکی روح کو آپ نے شاد کیا اسد نامدار ہمراہ ملکہ لالان
خون قبا بارگاہ مین آئے صورت نگار نے چھپر کھٹ آراستہ کیا دسترخوان لاکر بچھایا کہا حضور
ملکہ کئی روز سے بے آب و طعام ہین اپنے ہمراہ کھانا کھلائیے اپنی زبان معجز بیان سے سمجھائیے
اسد نے ملکہ کو خاصہ کھلایا آپ بھی نوش کیا اس عرصہ مین مسافر روز باجگر پرسوز سیاحی عالم
بے ثبات کرکے داخل سراے مغرب ہوا شہنشاہ پردۂ ظلمات تخت جلالت آیات فلک پر
متمکن ہوا فوج ثابت و سیارگان کی کمربندی ہوئی صورت نگار نے بہ تعجیل بارگاہ مین روشنی
کی اسد غازی نے فرمایا ملکہ اب تم لشکر ظفر اثر مین چلو ملکہ مہ جبین سے بھی ملاقات کرو ملکہ
مہرخ و بہار وغیرہ بھی تمہارے دیدار فرحت آثار کی مشتاق ہین یہ نہ سمجھنا تم سے یہ لوگ آمادۂ
نفاق ہین مین صبح کو طرف دریاے نیل کے سر کرونگا صرف باغبان قدرت کو ہمراہ لونگا حضور
لوح سے ثابت ہوا کہ ابھی لوح بیکار ہی مہرۂ طلسمی کی ضرورت ہی ساحران طلسم کہتے ہین جبتک
دریاے نیل قبضہ مین نہ آئیگا اس [illegible] تخت و صحبت کا ہی ہونا دشوار ہی ملکہ تو شاہزادے کا
منھ دیکھنے لگی لیکن صورت نگار نے بہ منت عرض کی ای شہریار آج کی شب اس حسرت دیدہ

مصیبت کشیدہ کو سمجھانا ضرور ہی حضور کی فراست سے دور ہی میرے نزدیک تو یہ بہتر ہی کہ آج کی شب یہین
آرام فرمائیے بوقت سحر انکو لشکر مین پہونچا دیجیے گا آپ طلسم کشائی پر کمر باندھیے ہر نوع صبر کرینگی حضور کے
لیے دعاے فتح وظفر مین مصروف رہینگی اسد کے بھی خیال مین آیا کہ سچ کہتی ہی اس شب کو جانا میرا باعث
بیقراری لالان خون قبا ہوگا ملکہ لالان نام فراق سنکر روتی تھی اسد نے اشک اپنے دامن
سے پاک کیے کہا ای شہنشاہ خوبی ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی اس شب کو ہم اسی مقام پر آرام
کرینگے سفر و حضر تمھاری راے پر ہوگا صورت نگار نے فوراً مختصر سا جلسہ آراستہ کیا لباس سیہ سبکا
تبدیل کرایا یہان تو اسد غازی آمادہ ہو چلے کہ شب کو اسی مقام پر رہین صورت نگار اس فکر
مین کہ یہ دونون عاشق و معشوق آرام کرین جسطرح بنے لوح طلسمی لون طلسم کشا کو قتل کرون
لالان خون قبا کا خون بہاؤن مثل شہرداد دیہ انکو بھی سلاؤن لوح لیکر بخدمت افراسیاب پہونچون
عہدہ ہاے جلیل سے مشرف ہون لیکن دو کلمے حال خواجہ عمرو و ملکہ مہ جبین الماس پوش کے
گذارش ہوتے ہین خواجہ عمرو و ملکہ مہ جبین بارگاہ آسمان جاہ مین داخل ہین ساٹھ ہزار کنیزان
زرین پوش حاضر خدمت فیضدرجت مین تین دن لشکر مین جشن نوروزی رہا اب خیال سفر طلسم کشا
مین متردد و متفکر تھین کہ کنیز بے تیز گھبرائی ہوئی آئی عرض کی حضور نے کچھ سنا بی بی لالان خون قبا
دختر شہنشاہ داؤد یہان بھی آکے موجود ہوئین پہلے خبر سنی تھی کہ طلسم کشا کو کچھ ناز نخرے دکھلا کے
اُس بھولے شاہزادے کو لگا کے اپنے باغ مین لیگئین وہ حضور کے اشتیاق مین چلے آئے کسی وجہ
مین اُنکے باپ مارے گئے نیا ڈھکوسلا بنایا لاش کو یہان لا کے پہونچایا بی بی ان عورتون کے چلتر
سے ڈرنا چاہیے آپ کے خوف سے دو کوس ہٹ کے اُترین ایک کاغذ لکھکر بھیجا کہ میرے باپ کو
آکر دفن کیجیے آپ کی محبت مین مارے گئے وہ یہ خبر سنکر دوڑے جب وہان پہونچے یقین ہی مردے کے
سامنے ٹسوے بہائے ہونگے نہین معلوم کیا دام تزویر پھیلایا اُس شہریار کو آج کی شب روک لیا
اب خاصہ وغیرہ نوش فرمائیے مردے کی زبانی ابھی معلوم ہوا شب کو وہین تشریف رکھینگے اب سفر
کیسا جیسے طلسم کشائی کجا واری ہمکو ڈر یہی کچھ کھلا پلا نہ دین عورتین بڑی چلتر باز ہوتی ہین مردون
کو دیوانہ بنا دیتی ہین میرے شوہر سے مجھے لڑائی ہوا کرتی تھی پڑوسن نے مجھکو ایک ٹوٹکا بتلا دیا کہ پیا
ہوتی سے آ کا توڑ لگیا ہکا وانہ چھوٹے پاکھ مین میان کو کھلا و پیٹھ جوتی کے نیچے بیٹھنگے مین نے یہی کیا

اب کبھی سر نہین اٹھاتے بھگو بھگو کے جوتیان مارتی ہون حضور ایسی باتون کا ڈر ہی بعض تو نکا پلٹ
پڑتا ہی مرد کی جان جاتی ہی ان خیالات مین لونڈی بہت گھبراتی ہی جلد کچھ تدبیر کیجیے مین جاؤن ہاتھ
پکڑ کے کھینچ لاؤن مجھسے بی لالان نہین بول سکینگی مین آپ کی خدمتگزار ہون اگر بولین تو سو صلواتین
سناؤنگی صاف کہدونگی ہماری بی بی بیاہتا ہین تم اُڑھری ہو میان سلامت رہین ایسے ایسے
معاملے بہت سے ہونگے رہتا پانی رہجائیگا بہتا پانی بہ جائیگا یہ سنکر ملکہ مہجبین رونے لگی کہا بوا منھ
تم دخل نہ دو مین انکے مزاج سے واقف ہون ذرا مین بگڑ جاتے ہین تلوار چمکاتے ہین مجھے کسی قتل
سے کیا کام گنبد نور پر کوئی آشنائی کرنے نہ آیا نام خدا اب قید سے رہا ہوئے اب سب طرح کے
لوگ جمع ہونگے مجھے چھوٹے ناناجان خواجہ عمرو سے کام ہی جلد انکو بلا کر لاؤ میمہ سوار کرا کے خدمت
مین میرے ابا جان کرب غازی کے بھیجدین اپنی مادر مہربان ملکہ زبیدہ شیرگیر کے زیر سایہ عزت
و دولت بسر کرونگی عمر بھر انکو صورت نہ دکھاؤنگی بی لالان خون قبا کو لیکر بھیجین مزے اڑائین مین
بھلا انکی عاشق نہین ہون نئے لوگ نیا عشق چاہتا ہی بس اب میری بارگاہ مین کبھی نہ آئین ملکہ
مہجبین کا غصہ مین چہرہ سرخ جوش محبت مین آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے ہوئی بات منھ سے
نہین نکلتی سوت کا نام جو سنا ضبط نہین ہوسکتا کبھی غصہ مین الماس کی انگوٹھی اتاری کہا
اسکو چبا جاؤن کلیجہ کٹکے منھ سے نکلا اسے ابھی میرا خاتمہ ہو مگر مین وصیت کرتی ہون بعد مرے
جنازہ اٹھین نہ اٹھین وہ خواجہ عمرو اٹھائین دلارام وزیرزادی نے ہاتھ تھام لیا کہا واری آپکے
دشمن جان دین ایسی کیا دشمنون کو مصیبت ہی مین نے کنیز کو بھیجا ہی خواجہ عمرو آتے ہونگے انسے
شکایت کیجیے وہ خوبی بتا دینگے آپ کے سامنے کسی کی حقیقت نہین ہی خدا وارث کو سلامت
رکھے ایسی ایسی بہت آئینگی انصاف یہ ہی کہ آپ کی محبت کا طلسم کشا کے بھی دل پر نقش ہی اس
مقدمہ مین جو کچھ پیچ ہوگا کھل جائیگا خواجہ عمرو ہی اس بات کا فیصلہ کرینگے اسوقت باتون پر
ملکہ مہجبین و دلارام کے محل مین ہنگامہ جان چار ملکہ بیٹھی ہین یہی کھسر پھسر ہو رہی ہی دیکھو بوا
طلسم کشا نے کیا غضب کیا اب جو قید سے چھوٹے رنڈی بازی کرنے لگے بی لالان خون قبا
کی بارگاہ مین گئے ہین مرد وے کے دل مین ڈر نہین ایک کہتی ہی بوا ہماری بی بی صاحب نے
اپنی محبت ظاہر کر دی یہ بڑی خرابی ہوئی جہان مرد وے کو معلوم ہوا کہ یہ عورت چاہتی ہی بیچاری

جلتے ہین اپنے آپ مین نہین رہتے یارون مین بیٹھکر ذکر کرتے ہین کہ فلان عورت ہم پر مرتی ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے ہماری ملکہ بہت بگڑی ہوئی ہین بڑی ضدن ہین برا مانا منھ پھلایا ہے سوت کا نام سنکر غصہ آیا ہے ایک نے کہا ہوا بیٹھو کچھ بھی اب سنو گا انکے سر پر کودون دیکھینگے ملکہ کو اس مقدمہ مین بہت بگڑنا چاہیے ضد کرین کھانا نہ کھائین ایک پلنگ پر نہ سوئین اچھی طرح بات نہ کرین پہلا مقدمہ ہے ابھی پڑھی لکھی ہون دیکھو سعدی نے کہا ہے مثل گربہ کشتن روز اول ؂ اگر یہ نہ کرینگی پچھتائینگی بار فراق اٹھائینگی یہ باتین جو کنیزون کی ملکہ نے سنین فرمایا صاحبو مین تمھاری بات کا جواب نہین دے سکتی دل کی جو کیفیت ہے کیونکر دکھاؤن اس بیقرار کو کیا کہکے سمجھاؤن اشعار

یاران غم یار من بسر رسید
از یار و دیار من بسر رسید
ترسم کہ شود نہ تیرہ عالم
جز راہ مزار من بسر رسید
اب کرتی ہے سانس بھی گرانی

درد دل زار من بسر رسید
برکندہ دل از دیار و یارم
حال شب تار من بسر رسید
ہر دم ہے کچھ اضطراب دل کو
سب خاک مین ملگئی جوانی

دوری نہ قرار ناپدید صبر
از صبر قرار من بسر رسید
دیکھین بس ازین ہے زیارت
طاقت نے دیا جواب دل کو
ای دلارام وای مصاحبان

ندیم اب ہمکو نہ سمجھاؤ دل ہمارا نہ دکھاؤ صاحبو مین سخت جان نہین ہون ایک آہ مین جان دونگی یقین ہے سنکے تشریف لائین کہدینا آپکے ظلم و بد عہدی نے ہمکو ہلاک کیا آہ جگر سوز نے جلا کر خاک کیا ایک جنازہ دفن کر چکے اس کشتہ حسرت و یاس کی بھی لاش اٹھائیے تا بہ قبر پہنچائیے دلارام ہماری جانب سے سمجھا کے کہنا کہ ای گل باغ خوبی کا نشا نکل گیا ہمراہ معشوق سرو سہی تھی بصد شد و مد باخون مین چمن کھینچے یائی نہ ہا چمن بہار مین گلشن حیات پر خزان آئی صیاد گلچین کی بن آئی یہ باتین حسرت آمیز کرکے زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگی ہچکی لگ گئی بات منھ سے نہ نکلتی تھی کہ خواجہ عمرو پھرتے پھرتے دربارگاہ ملکہ مہ جبین بر آئے محلدار نے پکار کر کہا خواجہ سلامت اندر جائیے عرصہ دراز سے ملکہ عالم آپ کو یاد کر رہی ہین دیکھیے تو محل مین کیا رنگ اچھل رہا ہے آتش غم و الم سے ہم سب کا کلیجہ جل رہا ہے عمرو نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے محلدار نے کہا آپ اندر تشریف لیجائیے آپ کو خود معلوم ہو جائیگا میرے عرض کرنے کی ضرورت نہین ہے عمرو بھی گھبرایا بیقرار ہوکر محل مین آیا دیکھا وہ بارگاہ محل رنج و الم ہے ہر ایک کے قلب پر ہجوم غم ہے بادلہ مہ جبین

الماس پوش کو دیکھا تمام کنیزیں گھیرے بیٹھی ہیں ہچکی لگی ہے رنگ زرد و متغیر ہے دیکھ خواجہ عمرو کو دیکھا
ملکہ مہ جبین نے اٹھکر خواجہ عمرو کے گلے میں ہاتھ ڈالدیئے چیخ مار کر رو دی عمرو نے دامن سے اشک پاک
کیے پیشانی کے بوسے لیے کہا کیوں نور نظر خیر تو ہے دشمنوں کو کیا ایسا صدمہ پہونچا یہ کیا حال ہے مجھے
مفصل کہو ای مہ جبین مجھے چالاک سے زیادہ تجھے محبت ہے اگر کسی نے آنکھ دکھائی ہو اسے فنا کردون
مہ جبین تو فرط گریہ و زاری سے جواب نہ دے سکی دلآرام نے ہاتھ خواجہ کا تھام لیا کہا حضور مجھے
سنیئے آپ کے نواسے صاحب اور معشوق کی آنکھ نے دو روز سے کوئی نہ جانتا تھا لالان خون قبا
کے والد مارے گئے وہ لاش لیکر آئیں طلسم کشا صاحب فوراً تشریف لے گئے میان داؤد کو دفن
کیا ابھی چوبدار نے آکر خبر دی ہے کہ آج شب کو وہیں تشریف رکھینگے انصاف فرمایئے انکو یہ مناسب تھا
کہ ملکہ کا کچھ خوف نہ کریں سوت کے خیمہ میں چلے جائیں یہ مضمون سنکر عمرو کے ہوش اڑ گئے کچھ ضبط
کرکے کہا ای نور نظر مہ جبین لالان خون قبا کے مقدمہ میں ملال نہ کرو انصاف شرط ہے اسی کی وجہ
سے اسد کی جان بچی انکے باپ کی وجہ سے لوح ملی عشق میں اسد کے لالان خون قبا نے
کوڑے کھائے یقین تھا روح جسم سے نکل جائے لیکن اُسنے نہ بتایا اگر اسکا باپ مارا گیا بڑا غضب ہوا
لیکن بیٹیا اسکا خیال رکھنا تیرے برابر کسی کا مرتبہ نہیں ہے نہ ہو سکیگا اگر سو معشوقیں اسد کی ہونگی سبکو
تمہاری اطاعت کرنی پڑیگی تم اسکا ملال نہ کرو بلکہ دعا میں مصروف ہو خدا اسد کی وہان جان بچائے
لوح پر کوئی افتاد نہ پڑ جائے تم کھانا کھاؤ عیش کرو دل آرام تو تمہیں ملکہ کو سمجھاتی یہ زنان صاحبقران
میں ان باتوں کی تاکید اسپر نامکن ہے اگر تمنے ملکہ کو محبت ہے رشک و حسد کو دل میں جگہ نہ دیں یہ کہکر
عمرو گھبرایا ہوا باہر آیا سرہنگ فرنگی کو بلا کہا تونے سنا اسد نامور ملکہ لالان خون قبا کے
خیمے میں لوح لیکے گیا ہے دل میرا تڑپ رہا ہے ایسا ہو کوئی عیار بھی انکے لشکر میں ملی ہوئی چلی آئی ہو
لوح کی فکر ہو گی جاکر بیٹا تدبیر کرو بلکہ زیر پلنگ اسد نامور کے آرام کرو تو بہتر ہے میں بھی وقت پر
آؤنگا برا مجکو تردد ہوا دل مثل ماہی بے آب تڑپ رہا ہے یہ بھی امر سبب سے خالی نہیں ہے اسد
نامدار وہان شبکو کبھی رہنے کا ارادہ نہ کرتا لالان خون قبا کی یہ لیاقت نہیں ہے کہ باتوں میں روک
لیتی یہ بھی کسی عیار کا کام ہے رات کو اسکو روک لیا یہی امر کافی تھا کہ بعد دفن شہنشاہ داؤد ملکہ لالان
خون قبا کو لشکر ظفر اثر میں لاتے ملکہ مہ جبین سے ملاتے ان آئینہ رخساروں میں صفائی ہو جاتی

غبار خاطر رفع ہوتا اور اسکی دھمک بھنا مجکو قتل ہونے کا داود کے بڑا قلق ہی صورت نگار و صورت سے مجھ
ہونگا اگر ان زن و شوہر پر یہ قابض ہو فوراً مجکو خبر دینا ماہے کو زون سے کمال گرا دونگا خون ناحق
داود کا بجلی بدلا ہونگا برق نے کہا استاد مین ابھی جاتا ہون خوب سمجھ گیا غلام کو بھی انتہا کا قلق ہوا
اس مرد خدا پرست کو بیکس و بے بس کر کے مارا مگر کیا ثابت قدم کیسے یزدان پرستی تھا تو پیشکنی نہ کی اپنی
جان دی اگر ذرا ہو نحو ہلا دیتا آسمان کو زمین سے ملا دیتا آپ کے کلام معجز نظام نے اسکے قلب پر تاثیر
کی حضور نے ایسی مسلسل تقریر کی خوف خدا سے ڈرایا صفت قہاری کا قائل ہوا دل وجان سے اپنے پیدا
کرنے والے پر مائل ہوا استاد و شاگرد دیر تک سرگوشی کیا کیے برق نے بہت بہت کہا کہ استاد آپ بھی چلیے
عمرو نے کہا تم جاؤ مین وقت پر آؤنگا برق فرنگی بالباس عیاری سے آراستہ ہوا تڑپ کر طرف
بارگاہ ملکہ لالان خون قبا کے روانہ ہوا بعد جانے برق فرنگی کے خواجہ عمرو بھی لشکر مین
پھرتے ہوئے جابجا اسیان طلایہ کو جگایا ہر ایک سے یہی فرمایا بھائیو ہوشیار رہنا یہ راتین سخت
کی ہین ہین خوف آمد افراسیاب ہے لشکر کشی ہوا چاہتی ہی تمام طلسم ہوشربا مین لڑائی کے سامان
ہین کمال افراسیاب کے تم سب صاحبون پر بخوبی عیان ہین پھرتے پھراتے خواجہ بھی فکر حفاظت
اسد غازی مین روانہ ہوئے لیکن وہان بارگاہ لالان خون قبا کا حال سنیے صورت نگار
مکارہ نے دونون عاشق و معشوق کو شراب پلائی جب رات زیادہ آئی صورت نگار نے اسد
نامدار سے اشارہ کیا ای شہریار ماہ مین ملکہ لالان خون قبا نے بڑی مصیبتین اٹھائین خیال فرمائیے
باپ کا لاشہ ہمراہ تھا ابتک آب و دانہ بھی ترک رہا آج آپ کے تشریف لانے سے غنچہ خاطر انکا شگفتہ ہوا
اب رات زیادہ آگئی آرام فرمائیے تنہائی مین بھی معشوق کو سمجھائیے آپ کا سمجھانا بہت بہتر ہوگا
عاشق کے سامنے اگر معشوق جھوٹ بھی کہے اسکو بمنزلہ حدیث و آیہ ہوتا ہی یہ کہکر صورت نگار
سامنے سے ہٹگئی پردہ کھینچ دیا کنیزون سے کہا باہر چلو اپنے اپنے مقام پر آرام کرو یہ تخلیہ کا مقام ہی
صحبت گل و بلبل مین گلچین کا کیا کام ہی اب عاشق و معشوق تنہا ہے اسد غازی نے ہاتھ
ملکہ لالان خون قبا کا تھامنا چپرکھٹ پہ آئے ملکہ بیتاب ہو رہی تھی باپ کی یاد نہ بھولتی تھی
آنکھون سے آنسو ٹپک پڑے اسد نے کہا ملکہ اب غم و الم کو خانہ دل مین جگہ نہ دو صبر کرو تمکو اگر ملول
و حزین چھوڑ کر جائینگے سفر مین بھی تمھاری یاد رہیگی دل کو چین نہ آئیگا لالان خون قبا نے کہا حضور

جہان جائیے مجکو اپنے ساتھ رکھیے میرے لشکر مین کون ہی ایسا ہو بلکہ مہ جبین ایسے ساتھ دشمنی کرین
سب سردار آپکے مطیع ہین اسد نے کہا ای ملکہ عالم کیا مجال ملکہ مہ جبین سے تجھین ملوا کر جاؤنگا ہر ایک
بخوبی سمجھا دونگا سب سردار تمہارے تابعدار ہین دل وجان سے خدمتگزار ہین دونون کو نشہ شراب تھا
باتین کرتے کرتے سو گئے فتنہ خوابیدہ بیدار ہوا صورت نگار اٹھی پردے سے دیکھ رہی تھی دیکھا
عاشق ومعشوق نے آرام کیا نفیر خواب بلند ہی ہو رہا تھا کر قریب پلنگ کے آئی دیکھا لوح گلے مین ہے
نامدار کے پڑی ہی شاہزادہ غافل سو رہا ہی خوف سے اس شیر دل کے کانپ رہی ہی جانتی ہی اگر
بیدار ہوا ایک طمانچے مین تیرا کام تمام ہو جائیگا اس شیر کے پنجہ سے کون بچائیگا کانپتی تھراتی قریب
پلنگ کے آئی جھول سے مقراض نکال ڈورا لوح کا کاٹا عکس سے لوح کے بھی گھبراتی ہی سحر بھول
جاتی ہی منہ پھیر کر باحتیاط لوح کو اٹھایا رعال مین لپیٹ کر لوح کو جھول مین رکھا اب منظور ہوا طلسم کشا
کو بھی لیچلو اس ظالم کو کیون چھوڑو اب بخوبی اطمینان ہی لوح قبضے سے طلسم کشا کے لیلی اب بیدار بھی
ہوگا تو کیا کریگا اس خیال سے پنجہ کر مین اسد نامدار کے ڈالا سحر کرکے قصد کیا قبہ بارگاہ توڑ کے
نکل جاؤن قضا را کار ہتر برق فرنگی بموجب حکم خواجہ عمرو چھپ کر آیا زیر پلنگ سو رہا تھا آہٹ
سے پاؤن کے آنکھ کھلی دیکھا صورت نگار جادو بصورت اصلی اسد غازی کو پنجہ مین دبا چکی ہی
چاہتی ہی کہ سحر کرکے بلند ہون برق تڑپ کر اٹھا جی مین کہتا ہی ہائے بڑا غضب ہوا یہ ملعونہ کہان
سے آئی صرصر وغیرہ کا البتہ خیال تھا یہ کیا فتنہ ہوا یہ تو زوجہ مصور ہی پلنگ کے نیچے سے دبا
ہوا نکلا پشت پر صورت نگار کے پہونچا صورت نگار کا قصد تھا کہ بلند ہون برق نے چودہ
حلقے کمند کے مارے تڑپکر نعرہ کیا نعرہ برق شعر منم برق رفتار وخنجر گزار [illegible] منم یکہ لیکن گران
برہزار ہا او ملعونہ کہان جاتی ہی حلقہ کمند گلے مین صورت نگار کے پڑے برق نے جھٹکا
مارا اسد غازی پنجہ سے چھوٹے صورت نگار کے الگ گرا صورت نگار گرتے گرتے سنبھلی حفظ
اس منہ سے نکل گئی فوراً کمند جل گئی صورت نگار نے کیکے دو ہتر مارا برق زمین پر گرا شل ہاتھ ہی
بے آب تڑپنے لگا صورت نگار نے کہا او گھر کے پاجی مجبور ہے اب کہ کہان جائیگا افراسیاب
تجکو دربار مین کھینچیگا برق کی زبان بند مجبور ومہر زبان صورت نگار نے اسکی بند کر دی اس
خیال سے کہ غل نہ مچائے بڑھکر برق واسد نامدار دونون کو پنجہ مین دبایا سحر کرکے بلند ہوئی

تا بر قبہ بارگاہ پہونچی تھی لیکن آفتاب عالمتاب آسمان عیاری کوکب درخشان خنجر گذاری خواجہ عمرو بھی اگر
اس بارگاہ مین ٹھہرے ایک قنات گوشہ بارگاہ مین لپٹی کھڑی تھی اُسمین گھسکر سورہے جب برق نے صورت نگار
پر کمند ماری نعرہ کیا اسکے گرنے کا دھماکا ہوا عمرو کی آنکھ کھلی قنات سے گھبرا کر نکلا دیکھا صورت نگار
بلند ہوکر قریب تھی بارگاہ پہونچ چکی ہے قصہ ہی سحر کرکے قبہ بارگاہ توڑ دون عمرو گھبرایا فوراً خیال مین آیا جال
الیاسی نکالا نعرہ کیا او مکارہ کہان جاتی ہے نعرہ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران
زمانے کا مکار و غدار ہون
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو
جہانگیر عالم کا عیار ہون

مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
مرا تیز رفتار ہو گر قدم
نہ پائے مری گرد پاپوش کو

تراشندہ ریش کفار ہون
صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
رو وندہ جا گرد طرار ہون

صورت نگار سحر کرکے بلند ہوئی تھی عمرو جست کرکے برابر پہونچا جال
مارا صورت نگار و برق و اسد جال مین پھنسے اُسی طرح تڑپ کر عمرو زمین پر آیا جیسے ہی صورت نگار
پھنسکر گری عمرو نے حباب بیہوشی مارا صورت نگار کا منکا ڈھلگیا بیہوش ہوئی عمرو نے اسد غازی
کو اور برق فرنگی کو جال مین سے نکال لیا صورت نگار کی زبان مین سوزن دیا کھینچتا ہوا لیکر باہر
آیا ملکہ لالان خون قبا بیدار ہو بیٹھی تھین عمرو نے کہا بیٹا کیون روتی ہو سب طرح خیر ہے مین نے
اپنے دوست صادق محب واثق کے قاتل کو گرفتار کیا معاوضہ خون بیگناہ لیتا ہون یہ خبر لشکر اسلام
مین پہونچی باغبان و بہار و مہرخ و سمار قدرت و ہلال سحر انگن و سرخ موے کاکلکشا وغیرہ ودر
غول کے غول لشکر سے آنے لگے آکر دیکھا کہ صورت نگار کو خواجہ عمرو نے ایک ستون سے باندھا ہے
ہوشیار کر دیا ہے تازیانہ حضرت اسحق کا لیکر کھڑا ہوا ہے صورت نگار کی صورت دیکھکر کانپ رہا ہے کف
منھ سے عمرو کے جاری دیوانہ وار وحشی مثال للکارہ ہا ہے او حرامزادی فاحشہ تو نے اُس مومن دیندار
کو جھٹکا مارا کچھ خوف خدا نہ آیا بتلا کہ اسوقت افراسیاب کیا ہوا وہ گمراہ تیرا مصور کدھر گیا او مکارہ
عیارہ تو نے مثل عیارون کے عیاری کی اور ملکہ لالان خون قبا فرماتی ہین کہ جھوٹے ناداہان
یہ تو اس سے پوچھیے کہ میری وزیرزادی ناگن کو اس حرامزادی نے کیا کیا عمرو نے کہا مین اس
حرامزادی سے کیا پوچھون ناگن کو مار کے اُسکی صورت بنی صاف ظاہر ہے سب اُمورات کا معاوضہ ہوا
جاتا ہے کل اہالیان شہر دادو دیہ کا خون اس حرامزادی کی گردن پر ہے یہ ملعونہ جادوون کی افسر ہے ملکہ

مرّخ وبہارہ وغیرہ ستر و سو سوار گرد عمرو جمیع ہین گرکہ رہے ہین کہ ایسے غضب مین ہمنے کبھی خواجہ کو نہین دیکھا
چاہتے ہین شفاعت کرین مگر حوصلہ نہین پڑتا عمرو نے برق وضرغام کو آواز دی دونون کانپتے ہوے
سامنے آئے ایک ایک کوڑا عمرو نے دونون کے ہاتھ مین دیا ضرغام سے کہا تو میرا فرزند ہی صاحب
ہمت وجرات ہی دیکھون کسقدر تیرے جسم مین طاقت ہی اور برق سے کہا دیکھ بے اگر تیرا کوڑا ہلکا
تم دونون مین سے اگر ایک کا ہاتھ رک گیا تو بسر صاحبقران یہی حال تمھارا کرونگا برق وضرغام
جھپٹے صورت نگار پر کوڑے پڑنے لگے تڑاتڑ خون کے بلند ہوئے بوٹیان اڑنے لگین جب ذرا ان
دونون کے ہاتھ رکتے ہین عمرو تازیانہ حضرت اسحق کا لیکر پڑتا ہی ایک ضرغام پر ایک برق پر
ایک سرا کا صورت نگار پہ پڑتا ہی صورت نگار دوہائی دینے لگی تمام لباس پارہ پارہ چھاتیان
کھلی ہوئین تمام جسم خون مین لال صورت نگار کا عجب حال پکارتی ہی ای عمرو توبہ کرتی ہون
اب کبھی ایسی حرکت نہوگی تیری لونڈی بنکے رہونگی عمرو کہتا ہی او مکارہ تیرے قول وفعل کا کیا اعتبار
ہی تجکو اس مرد خداپرست پر رحم نہ آیا خدا کا خوف نہ کیا محراب عبادت مین اسکا خون بہایا اسی
کے خون نے جوش مارا ہی مین تیری توبہ کو قبول نہ کرونگا اگر وہ مطیع احکام امرونہی ہوتا تیری یہ
مجال تھی کہ اسکے سامنے زبان کھولتی آنکھون کے نیچے اسکی لیاقت پھر رہی ہی سب کمالات نے اسکے قلب
ایسی تاثیر کی دنیاے دون کو ہیچ جانا راہ خدا مین جان دی وہ داخل بہشت عنبر سرشت ہوا تیرے اعمال
زشت نے تجکو مبتلاے بلا کیا اب مین تجکو زندہ نہ چھوڑونگا تڑپا تڑپا کر مارونگا ایک مرتبہ نہین قتل
کرونگا جب باغبان قدرت نے دیکھا صورت نگار قریب بمرگ ہی ایسا نہو دو چار کوڑون مین اسکا
دم نکل جاے دوڑکر باغبان نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہا ای شہنشاہ اوج عیاری بس یہ بڑے ذلیل کی
نہ وجہ ہی سزا اسے کامل ہو چکی عمرو کی آنکھون مین آنسو بھرے تھے نام شہنشاہ داؤد کا لیکر رو رہا تھا ہر
مرتبہ یہ زبان پر جاری ہوتا تھا ای برادر بجان برابر افسوس وقت انتقال تمھارے ہم قریب نہوے کچھ
وصیت ونصیحت کرتے کس حسرت ویاس سے تیری جان گئی اس حال مین جو باغبان نے ہاتھ تھام لیا
عمرو اپنے ہوش مین نہ تھا ایک کوڑا باغبان پہ مارا کہا او باغی اس ملعونہ جہنمی کی سفارش کرتا ہی مین
اسکے زخمہاے جسم پر نمک پاشی کرونگا بلاکر باغبان پیچھے ہٹا عمرو کا غصہ دیکھکر اسد نامدار ایک
سے کہتا ہی خبردار اسوقت نانا جان کے قریب نہ جاؤ کہ مین نے کبھی ایسا بیقرار نہین دیکھا اسوقت

ہوئی نانا جان کو زہر کھائے اور نہ قریب جائے اسوقت کسی کا کہنا نہ مانینگے صبح و بہار بھی بڑھ بڑھکر عذر کرتی ہیں مگر خواجہ کا غصہ ہر ایک پر اُسی حد کا ہی جو باغبان کے ساتھ کیا فرماتے ہیں یا رب خدا اسوقت میرے پاس کوئی نہ آوے اسوقت مجھے اُس مرد خداپرست کی حسرت و یاس کا خیال ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی میں اپنے ہوش میں نہیں ہوں اب ناظرین پر واضح ہو کہ صورت نگار پر تو بیان کو رُسے پڑ رہے ہیں سترہ سو سردار نامدار و اسد عالی وقار غصہ کو عمرو کے دیکھکر کانپ رہے ہیں ہر چند سردار سمجھاتے ہیں مگر عمرو نہیں مانتا کہتا ہی اُسکی ہڈیاں تک شکست کر ڈالونگا زندہ اُسکو نہ چھوڑونگا یہاں تو یہ ہنگامہ ہی

دو کلمہ از افراسیاب و مصور و چند اشعار آبدار حسب حال مقام و حسرت انجام برائے کفار مصیبت و آلام بیان کیے جاتے ہیں

ابر دیکھا تو کہا مے نے بہار اپنا ہی
داغ داغ اپنا یہ سارا تن زار اپنا ہی
ساقیا ہمسے زیادہ کوئی میخوار نہیں
لگے جاتے ہو کہاں تم یہ مزار اپنا ہی
سیکڑوں پھول کھلے ہیں غم و داغ حسرت
دھیان زلفوں ہی میں اب سنبل و ریحان اپنا ہی
اس کے سینے میں خلش اٹھ رہی ہی ای گل
خوں تمہاری جو وہ ہی تو یہ شعار اپنا ہی
سینہ اپنا نہیں داغوں سے گلستاں ہی
ایک مدت ہوئی سنسان مزار اپنا ہی
پڑھکے اشعار یہ ہوتی ہیں پریاں
اندنوں کوچۂ جانان میں گذر اپنا ہی

برق چمکی تو صدا دی یہ شرار اپنا ہی
تجھپہ مرجائینگے ہم ہمسے پکارا رقیب
بیخودی کہتے ہیں جسکا وہ خمار اپنا ہی
ای ستمگر لیے دامن سے چھڑا ہی تو
دل نہیں سینے میں یہ باغ و بہار اپنا ہی
جان دل نکلے کب پر نہ ملا لاشہ
غنچۂ دل نہیں پہلو میں یہ خار اپنا ہی
فقر داری میں ہوتی ہی زیادہ توقیر
نالہ کش دل ہو جو سینے میں ہزار اپنا ہی
مومنو دنیا کو جدا رکب لیسے کیجے
خامہ جادو رقم سحر نگار اپنا ہی

بسکہ سرگرم ستم لالہ عذار اپنا ہی
ہم ترے صید ہیں لیکن وہ شکار اپنا ہی
تھا بنا ہی یہ حسرت نے بنایا دل
یہ وفا ایسا نہ تھا یہ غبار اپنا ہی
دن ہو یا رات ہو کہ چین نہیں ہی عالم
جان ہم پھر سے کسطرح کہ یار اپنا ہی
دل سے تو روکے تو ہم منہ کبھی موڑینگے
جسقدر عشق میں لذت ہو وہ قرار اپنا ہی
اب کبھی دلمیں کبھی ہر آئینے میں جلوہ نما
اب چلیے اسے نا چیر سوار اپنا ہی
دل بہت خوش ہی بہر خوب گذرتی ہی وہ دل

بر سر کوہ بلور افراسیاب سحر ورد مصور جادو و چند سردار انتظار

میں صورت نگار کے مصور ہمہ تن گھبرا کر کہتا ہی ای شہنشاہ جود و سیری بڑے کام پہ گئی ہی ایسا نہو کسی بلا میں پھنس جاے اس فکر میں کہ آسمانسے ایک طائر زمین پر اترا گلے میں اسکے نامہ

بندھا ہوا تھا افراسیاب کے کاندھے پر آکر وہ طائر بیٹھا افراسیاب نے جلدی وہ نامہ کھولا
سرنامہ پر مہر صورت نگار کی پائی تصویر فرحت آمیز خیال مین نظر آئی افراسیاب نے خوشی
مین نامہ کھولا کہا مرشدزادے صاحب سماعت فرمایئے آپ کی گھر والی نے لکھا ہی مصور متوجہ ہوا
افراسیاب نے پڑھنا شروع کیا صورت نگار نے جنگ شہر داؤدیہ کا نقشہ کھینچا تھا لکھا ہی کہ
مین نے حذرا وند داؤد کو ارتھر کے مارا شہر کو تباہ و برباد کیا ایسا شہر کو مٹایا کہ کبھی آباد نہوگا اب
مین بصورت ناگن وزیرزادی ساتھ ملکہ لالان خون قبا کے طرف لشکر اسد غازی کے لوح
کی فکر مین جاتی ہون اے شہنشاہ نہ گھبرایئے کا لوح لیکر آؤنگی طلسم کشا کا نقشہ خاک مین ملاؤنگی
اب میرے ہاتھ سے وہ کیونکر بچینگے انجام جنگ میرے ہاتھ پر موقوف تھا پھر اگر کوئی ضرورت ہوگی
نامہ روانہ ہوگا ورنہ خود ہی لوح لیکر آؤنگی یہ مژدہ فرحت افزا سنکر مصور اپنے جامہ سے باہر ہوگیا
کہا کیون شہنشاہ میری جورو نے کیا کام کیا داؤد ایسے ساحر زبردست کو کس دھوم سے قتل کیا
خدائی کرتے تھے مگر میری جورو سے نہ بچ سکے اب عیاری کرکے گئی ہو بڑا کلیجہ رکھتی ہی مہرخ و بہار
وغیرہ سب کو ماریگی ایک اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچیگا اب طلسم کی سلطنت کا ہمکو اختیار ہی جسکو چاہین
بادشاہ کرین جسکو چاہین وزیر بنائین افراسیاب جادو نے ان غرور کی باتون پر حیرت سے
اشارہ کیا اسوقت تو مرشدزادے آپ سے باہر ہوگئے سفلے پن کے طریقے سب ظاہر ہوگئے ای
حیرت مقام حیرت ہی داؤد پر صورت نگار کیونکر غالب آئی اسکے سحر سے تو مین خائف تھا کسی
غفلت مین اسکو مارا ہو کچھ کیا بڑا کام کیا خوب نام کیا مگر کان مین کہا اے حیرت اسکی وجہ سے لڑائی فتح
ہوئی بہت لمبے لمبے لگتے مین خاطر کرتا ہون اسوجہ سے خاموش ہون کان پکڑکے طلسم سے نکال دونگا یہین
معلوم کیا تھکے رین بیہودہ بکتے ہین حیرت نے کہا اب اسوقت خاموش رہیے کسی طرح لوح طلسمی ملے پھر
سمجھا جائیگا مگر افراسیاب نے مصور سے کہا مرشدزادے مین تو تردد مین ہون یہ رقعہ جمشیدی لیجے
اسمین حال نئی زوجہ صاحب کا دیکھتے رہیے نگہداشت کرنا واجب ولازم ہی بڑے کار بزرگ اپنے
کمر باندھی ہی لشکر قیامت اثر طلسم کشا مین گئی ہو وہان عیاران اسلام موجود ہین ایک ایک یہین
اپنے وقت کا بقراط و جالینوس ہی ایسا نہو کہ پہچانی جائے مصیبت اٹھائے مصور نے رقعہ جمشیدی
ہاتھ مین لیا افراسیاب تو سردارون سے باتون مین مصروف ہوا مصور رقعہ دیکھ رہا ہی کبھی ہنستے کبھی

خوش ہو کر کھڑے ہو گئے ناچنے لگے افراسیاب نے کہا مرشد زادے کچھ خوشخبری سنائیے کیا امر گذرا
مصور کہتا ہے منزلوں کا حال دیکھ رہا ہوں صورت نگار صورت پرناگن کے ہمراہ ملکہ لالان خون قبا
کار گذاری میں مصروف ہے بڑی صاحب وقوف ہے قضاے کار افراسیاب نے سر اُٹھا کر دیکھا مصور نے غم
کی صورت بنالی سر پیٹنے لگے ہائے میری جورو لٹکر پچھاڑ کھائی تڑپنے لگا ہرچند افراسیاب نے پوچھا مرشد
زادے کچھ بیان تو کرو کیا ہوا بد حواسی میں کچھ نہ کہہ سکا تھا منہ سے نکلا اس رقعہ میں پڑھیے میں ابھی بی بی
کی مدد کو جاتا ہوں رقعہ پھینک کر تڑپا مثل برق جہندہ بلند ہوا چشم زدن میں آنکھوں سے مخفی ہوگیا افراسیاب
توحیران کہا ای حیرت مرشد زادے بھی عجب آن کے چھٹے ہیں جورو جورو کرتے ہوئے بھاگے کچھ بھی حال
صاف نہ کہا حیرت نے کہا صورت نگار ہمیشہ سے حسن پرست ہے کسی سے لپٹ گئی ہوگی یہ ناحق دوڑے
گئے میں جوتیاں کھائینگے داڑھی نچوائے آئینگے حیرت تو یہ سخن ہی کی باتیں کرنے لگی افراسیاب نے
کہا میں طائر سحر روانہ کرتا ہوں وہ تھوڑے عرصہ میں پلٹ آئیگا مفصل حال سنائیگا یہ کہکر افراسیاب
نے ماش کے آٹے کا ایک جانور بنایا یا سامری کہکے اسکو اڑا دیا لیکن یہان صورت نگار پر کوڑے
پڑ رہے ہیں کہ مصور آسمان پر چہکا دیکھا تمام لشکر کا جادو ہی سب سردار عمرو کی منتیں کر رہے ہیں عمرو
نہیں مانتا یہ حال پرملال دیکھکر مصور جادو نے نعرہ کیا کہا بادشاہ ای سلطان سامری جمشید کی ہو
پر یہ سحر یہ کہکر بہت سے ماش کے دانے طرف مہرخ و بہار کے پھینکے عمرو تو سایۂ مصور دیکھکر ایک غار میں
گر پڑا اپنے کو چھپایا مگر مصور نے ایسا سحر کیا لشکر اسلام پر اندھیرا چھا گیا مہرخ و بہار سحر دفع کرنے
لگیں مصور اسی اندھیرے میں گرا وہ ستون جسمیں صورت نگار بندھی تھی سحر کر کے اسے اکھاڑا از وجہ
جلدی میں کھول نہ سکا لیکن ستون کو کاندھے پر رکھکر بلند ہوا عمرو نے غار میں سے دیکھا مہرخ و بہار
وغیرہ سے کچھ نہیں ہو سکتا تاریکی دفع کر رہی ہیں کئی سو ساحروں کے سر کٹ کر گر پڑے بس عمرو اسی
جوش میں غار سے نکلا وہی جال الیاسی کاندھے پر رکھکر نعرہ کیا او مصور کہاں جاتا ہے میرے عیار
کو نہ لیجانا یہ کہکر مثل برق کے تڑپا جست کرکے پچاس گز کی بلندی پر پہونچا وہی جال مصور کو مارا مصور
و صورت نگار و ستون سب جال میں پھنسے عمرو نے اسی طرح جھٹکا مارا زمین پر آتے آتے حباب مارکر
بیہوش کیا دم بھر میں بندگانہ ہوا خواجہ عمرو سبحان اللہ اب اور زیادہ سب کے ہوش اڑ گئے مصور کو بھی
مثل صورت نگار کے ستون سے باندھا زن و شوہر دونوں باندھے گئے سوزن زبان میں دیکر مصور کو ہوشیار

کیا مصور نے دیکھا زوجہ کے جسم سے خون بہ رہا ہے عمرو شکل جلاد کھڑا ہوا گالیاں دے رہا ہے اور کہتا ہے کیون
او بجیا تو میرے صید کو لیجاتا تھا قدرت پروردگار کو دیکھا آج عمرو کو پہچانا مصور نے للکارا او ساربان نا
تو نے میری زوجہ کیساتھ یہ بدعت کی اگر چھوڑونگا تو قیامت برپا کرونگا عمرو نے کہا جب تم زندہ بچ جاؤگے
جو بن پڑیگا ■ کرنا یہ کہکر عمرو نے مہتر غام کو اشارہ کیا فرمایا انکو بھی اُسی شکل زوجہ کے انکا بھی حال بناؤ
بلکہ شوہر کا مرتبہ زوجہ سے زیادہ ہے یہ بیرو سامری ہے اُنکی خدمتگزاری اچھی طرح چاہیئے مہتر غام نے جھپٹ کر
مصور کے کوڑا مارا اسکی بھی بوٹیاں اُڑنے لگیں چار پانچ کوڑے پڑے تھے کہ مصور چیخنے لگا پکارتا ہے او ساربان
نادے چورو میری مرجائیگی توبہ کرتا ہون اب کبھی تجھے نہ ڈھونڈونگا کبھی جورو کو گالیاں دیتا ہے کہتا ہے او
مردار تو نے داؤد جادو کو مار کر اپنی اور میری جان پر یہ آفت لی اب اس ظالم کے ہاتھ سے کون بچائے
افراسیاب نالائق کہاں ہے طلسم ہوشربا میں آگ لگے ہم قوم کے برہمن ہیں دُغلی لیکر مانگ کھائینگے
جسکے دروازے پر جائینگے چٹکی آٹا پائینگے اب کبھی سلطنت کا نام نہ لینگے کنارے دریا کے چلکر بیٹھینگے
نہانے والے جو آئینگے سیر دو سیر اناج دیجائینگے عمرو کہتا ہے ابے او نالائق اب میں تجکو زندہ چھوڑونگا
تیری زوجہ نے کام جلادون کا کیا وحید عصر کو مارا تمام گناہ اُسکے اس فاحشہ کے ذمے ہوئے ذرا تو میں
دل ٹھنڈا کرون جی چاہتا ہے اسکی بوٹیاں کاٹ کر چیل کوؤن کو کھلا دون آنکھیں اسکی نکالکر پانو تلے
ملون اسوقت کا لشکر کا ہنگامہ یوں تو عمرو نے صورت نگار کی جھولی سے نکالکر اسد کے گلے میں پہنائی
ہے یہ شیر سلح کھڑا ہوا ہے اشارون سے سردارون کے بڑھکر عرض کرتا ہے نانا جان بس معاف فرمایئے
انکو قید کیجیے آپ کے مذہب میں اسقدر یہ بات درست نہیں عمرو کوڑا پکڑے طرف اسد کے چلا کہا
او دیوانے تو مذہب کو کیا جانے یہ کافر کفر قاتل مرد خداپرست اس لائق ہیں کہ انکو بوریے میں
لپیٹکر پھونکدیں جب عمرو نے اسد پر بھی کوڑا اٹھایا اسد الامان کہکے پیچھے ہٹا کہا حضور کو اختیار ہے
مجھے کیا دخل جو مناسب ہو وہ کیجیے اور کسی سردار کی کیا مجال ہے جو اسوقت عمرو سے بول سکے
سب سنائے میں ہیں لیکن افراسیاب خانہ خراب بر سر کوہ بلور بعد چلے آنے مصور کے تھوڑی
دیر تو سحر اپنی کرتا رہا کسی سے کہا مرشد زادے چور کو پکڑنے گئے ہیں کسی نے کہا بیٹھے بیٹھے گھبرا گئے
تھے سیر کرینگے لیکن حیرت نے کہا صاحب ذرا رقعہ جمشیدی میں دیکھو وہ رونے پیٹنے گئے ہیں کوئی تو
بلا ایسی نازل ہوئی کہ کچھ کہہ نہ سکا سحر کرتا ہوا بھاگا ہائے میری جورو اتنا کلمہ زبان سے نکلا تھا افراسیاب

رقعہ جمشیدی اُٹھایا حیرت نے دیکھا کہ شہنشاہ کی بھی رنگت متغیر ہوئی واے رسوائی کہکر چھاتی پر ہاتھ مارا ریش فش کو نوچنے لگا حیرت نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب اُٹھا کہا یارو ناک کٹگئی صورت نگار ومصور ایک ستون مین بندے ہوئے کوڑے انپر پڑ رہے ہین حقیقت مین صورت نگار نے بڑا کام کیا تھا مگر ساربان ناوہ جہان دیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ اُسکے سامنے کسکا کار چل سکتا ہی پیر فلک کو اُسکے شعبدہ بازی سے سکتا ہی وہ دونون زن وشوہر پکڑے گئے ایسی ذلت کبھی کسی کے واسطے نہین ہوئی خبردار میرے پیچھے نہ آنا یہ کہکر بڑے کروفر سے بلند ہوا شل بلاے مبرم چلا یہان وہ وقت ہی کہ ضرغام وبرق نے صفدر کوڑے دونون کو مارے کہ تڑپتے تڑپتے زن وشوہر دونون بیہوش ہوگئے عمرو کہتا ای ضرغام وبرق ان دونون کو پھر ہوشیار کرو یہ مرے نہین مکارون نے دم چرائے ہین مجکو دھوکا دیتے ہین جبتک انکی ہڈیان باقی رہینگی جبتک مین زمانونگا اسی طرح انکو جہنم واصل کرونگا کہ آسمان سے نعرہ ہوا با شیاطین مسلمانان غضب کیا مرشد زادے پر یہ بدعت آواز سنتے ہی افراسیاب کی عمرو وبرق وضرغام ایک جانب بھاگے عمرو نے گلیم و ڈھال سروا سنبھالے ملکہ مہرخ وبہار و باغبان قدرت وغیرہ نے دیکھا کہ افراسیاب اس غصہ مین آتا ہی کہ دیکھنے والون کا قلب تھراتا ہی ان سبھون نے چاہا سحر کرین افراسیاب نے آتے ہی بہ نگاہ گرم لشکر اسلام کو دیکھا آگ برسنے لگی صداے فریاد و واغیاث بلند ہوئی مگر اس نامدار نے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوار م کہ در روز جنگ | بدرم دل شیر و چرم پلنگ
اسد شیر دل ابن صاحبقران | شہنشاہ نام آور و کامران

افراسیاب نے جو اسد غازی کو بیچ میں پہنچتے ہوئے دیکھا قلب تھرا گیا کلیجہ منہ کو آیا مگر طرف سے اسد کے منہ پھیرا اتنی تو آواز دی یا سامری جمشید مجکو اس غیر ساحر کے سامنے سے بھاگنا پڑا اگر زبان ہلاؤن آگ برساؤن لاکھون کو دریاے سحر مین ڈبودون مجکو ایسکس سے یہ خوف یہ کہتا ہوا کف منہ سے جاری تاج ڈھلکا ہوا برابر ستون کے آگرا ہاتھ ڈالکر ستون کو اُکھیڑا مصور وصورت نگار اسمین بندے تھے انکو جلدی مین کھول نہ سکا مگر یہ بادشاہ طلسم ہوشربا زور مین بھی یکتا ہی بایان ہاتھ مین ستون لیا داہنے ہاتھ سے سنگریزے اُٹھا کر طرف مہرخ وبہار کے پھینکتا ہوا اور سوا اسکے جلا سرداران اسلام نے چھپا کیا لیکن اُسکے سحر کو وہ کب مانتا ہی ایسا ایک کو حقیر جانتا ہی جسکو چھیڑک دیتا ہی وہ خائف ہوکر سہم جاتا ہی مثل نقش پا زمین پر جم جاتا ہی سواے اسد غازی کے اور کسی سے نہین

ڈرتا ہی ہزارہا بندگان خدا کو پامال کیا کبھی سنگدلی کی پتھر برسائے کبھی شعلہ خوئی دکھاتا ہی آگ برساتا ہی عجائب
وغرائب سے مملو شعلہ مزاج یلتمو عمرو نے بھی گلیم سر سے اُتاردی ہی چاہتا ہی کوئی عیاری کرون مگر مہلت نہین ملتی
افراسیاب شل بادصرصر چھٹا ہوا جاتا ہی سرداران اسلام کو قریب نہین آنے دیتا عمرو نے کئی مرتبہ آواز دی ای
ملکہ صرخ وبہار اب اِس ناہنجار کو نکل جانے دو پیچھا نہ کرو وہ جواب دیتی ہین خواجہ ہم خود مجبور وناچار ہین اِس
ملعون کے سامنے بالکل بیکار ہین ہزارہا بندگان خدا پامال ہوئے یہ سحر کرتا ہی اگر آپنے کو نہ بچائین آتش
سحر سے اِس جہنمی کے جل جائین کسطرح اِس تک پہونچین کیونکر جان بچائین اسد نامدار بھر قریب جاتا ہی
مین قریب افراسیاب جادو کے پہونچون مگر افراسیاب شل ہوائے جاتا ہی پیک وہم وخیال کا اُس تک
پہونچنا دشوار ہی بادشاہ طلسم ہوش رُبا بلاے روزگار ہی پلٹکر اسد غازی سے کہتا ہی ادہر جان سے
لوح طلسمی بیکار ہی امروز فردا مین مجھے لونگا مین کیا چھوڑتا ہون اسکی بھی فکر ہو جائیگی مین نے غفلت
کی اسوجہ سے یہ دن مجکو نصیب ہوا اب بدولت نے بیدار مغزی پہ کمر باندھی ہی دیکھو تو کیا آفتین
برپا کرتا ہون اور وہ سکار کمان ہی جسنے رشتہ نادے اور قدرت کی ہو کا یہ حال کیا ہی دیکھنا تو اسکا
بدلہ کیسا لیتا ہون اسطرح للکارتا ہوا نعرے مارتا ہوا افراسیاب جادو اُس ستون کو کاندھے پر رکھے
ہوئے جیسے کوئی پھول کو اُٹھائے ہوئے رہاروی مین جاتا ہی دیکھنے والون کا اِس وقت پر اسکے قلب
تھراتا ہی اسوقت عمرو کی بیقراری غل مچاتا ہی یارو افراسیاب نکلا جاتا ہی اے صرخ وبہار اگر تم پڑھکر
سحر کرو ورنہ افراسیاب کے مجمع مین پڑھکر عیاری کرون اِس حرامزادے کو دام عیاری مین پھنساؤن یا اُس
مصور وصورت نگار بیکر جائینگے قیامتین برپا کرینگے تصویرین کھینچیگا نہین معلوم کیا نقشہ کریگا مگر ان
ناہی جواب دیتے ہین خواجہ کسپر سحر کرین کسکو روکین بلاے روزگار شعلہ جوالہ علم سحر وساحری مین شاق
فنون شعبدہ مین طاق ہماری اِس بیچیا کے سامنے کیا حقیقت ہی یہ اُس قوی وتوانا کی قوت ہی کہ ہم
اُس ظالم کے ہاتھ سے بچ جاتے ہین دیکھیے نعرہ سے اُسکے پہاڑ تھرلتے ہین ہر چند کہ سرداران اہل اسلام کے
سحر کو نہین مانتا مگر یہ سب پیٹے ہوئے چلے جاتے ہین بڑھ بڑھکے اپنی جرات دکھاتے ہین اب افراسیاب
نے پلٹ کے دیکھا کہ تین چار کوس مین پیدل آیا لیکن سردار پیچھا نہین چھوڑتے خیال مین آیا زمین کا
راستہ چھوڑ دون سحر کرکے بلند ہو جاؤن اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی یہ سوچکر افراسیاب نے موتیون کا
مالا گلے سے توڑ کر طرف ملکہ صرخ وبہار وغیرہ کے پھینکا تو بہ موتیون کی ظاہر ہوئی جس پر جوہر انہوا

دانائی افراسیاب ثابت وہ گر کر بیہوش ہوا کسی کے سینہ پر موتی پڑا توڑ کر پشت کے پار نکل گیا کوئی گر کر
گرا کوئی بیہوش ہوا اس حال مین سب کو مبتلا کرکے چمک کر افراسیاب نے خاک اُٹھانے کا قصد کیا شانون
پر خاک ڈالون پر پرواز پیدا کرون اڑکر نکل جاؤن عمرو نے گوشہ سے دیکھا کہ اب افراسیاب سردارون کو
بیکار کرکے نکل جائیگا کچھ بن نہ پڑا یہ بیچارہ جو چاہتا ہی کر گذرتا ہی خدا ہی اسکی بدعت سے بچائے دل مین
عمرو حیران ہی کہ اتنا بڑا معرکہ پڑا کیا کوکب روشن ضمیر کا ستارہ گردش مین آگیا وہ خورشید آسمان جانبازی
ماہ فلک شعبدہ و بازی ہر شغل مین ہمارا خیال رکھتا تھا آج کیا باعث ہوا کہ ہمارے حال مصیبت مآل کی خبر
نہ پائی عمرو نے یہ خیال کیا تھا کہ آسمان پر برق چمکی مگر ابر سفید پیدا ہوا مگر ابر سفید سے جلالت آشکار بجلی کی
طرح برق کی چمک سا ابر ہیبت ناک بہ تعجیل اسی جانب آتا ہی قریب آکر لکہ ابر شق ہوا آفتاب عالمتاب طلسم نور
افشان آسمان عز و شرف کا ماہ منیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بسطوت شاہانہ رستمانہ ابر سے ظاہر ہوا
وہین سے نعرہ کیا ہاش او افراسیاب خانہ خراب مین آپہونچا خواجہ نے کیا کار نمایان کیا خوب بیان
مصور کی تصویر کھینچی خوب کوڑے مارے مین نے قصر جمشیدی سے سب حال دیکھا مرآت واقعہ مین ملاحظہ
کیا یہ سب حال مجھے آئینہ تھا آنے مین البتہ عرصہ ہوا آج افراسیاب کو مین کب زندہ چھوڑتا ہون دیر کرنے
مین کچھ تو سبب ہی یہ بچیلے ادب ہی آج غرور اسکے دماغ سے نکل جائیگا یہ کہکر افراسیاب پر نعرہ کیا
کہان جاتا ہی نعرہ کوکب تصنیف قمر

منم مالک ملک افسون گری	منم رائج سکہ ساحری	منم صاحب شوکت و عز و جاہ
دلیر و قوی پنجہ انجم سپاہ	منم گوہر برج جاہ و جلال	منم آفتاب سپہر کمال
جلالت شعار و فریدون حشم	قوی دست بازو و رستم شیم	شہنشاہ کوکب شہ بے نظیر
ملقب بالقاب روشن ضمیر	جیسے ہی افراسیاب نے کوکب روشن ضمیر کو آتے ہوئے دیکھا فوراً	

زمین پر دونون پاؤن مارے ایک غار ظاہر ہوا زمین افراسیاب کود پڑا کوکب بھی مثل شیر غضبناک
اُسی غار مین پھاندا پشت پر ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اب افراسیاب نے سحر کرکے زمین کو مثل نقب کے
بنایا ہاتھ بڑھا کر سحر کرتا ہی نقب بنتی جاتی ہی افراسیاب جادو و کوکب روشن ضمیر کی چوٹین روکتا ہوا
مصور و صورت نگار کے ستون کو کلیجے سے لگائے ہوئے چلا جاتا ہی انکو بھی بچاتا ہی سحر بھی روکتا ہی
اب ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اُس نقب مین دو درہ رنگین کوکب سو قدم آگے بڑھا ہوا کوئی شی سرخ مثل یاقوت

اسکے ہاتھ میں ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ افراسیاب پر پھینک ماروں لیکن افراسیاب نظر نہیں ٹھہرتا جس طرح
مار سیاہ زمین کو کاٹتا ہوا جاتا ہی اور زمین جگہ دیتی ہی اسی طرح یہ اژدر مہیب زمین کے طبقے کو ہٹاتا ہوا
راہ کو طی کر رہا ہی مگر گھبرایا ہوا کہ آج بے طرح کوکب نے گھیرا ہی اور حقیقت میں کوکب نے ایک ہفت طبقہ
ارکے لعل بے بہا سحر کا بنایا ہی وہ لعل بے بہا گویا کلیجہ کا ٹکڑا ہی خون اپنا اس سحر بنانے میں صرف کیا ہی
کوکب کو اس سحر پر دعوی ہی کہ اگر افراسیاب پر ماروونگا تو اس سخت جان کا مشکل ہی لیکن کوئی
اعضا ضرور بیکار ہو جائیگا آج یہ ہمیشہ اسکے کام آئیگا افراسیاب جادو اس لعل بے بہا کو ہتھیلی میں
کوکب کی دیکھکر کچھ سمجھ گیا ہی اس وجہ سے نہیں ٹھہرتا ہی دو شکلیں افراسیاب کو درپیش ہیں یہی سبب
ہے پس وپیش میں اول تو وہ لعل بے بہا دیکھ لیا ہی دوسرے مصور و صورت نگار کا ستون ہاتھ
میں ہے یہی خوف ہی کہ اسپر کوئی زوال نہ آجاے ورنہ یہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہی سحر و ساحری میں یکتا ہی
کوکب کے آگے سے کیوں بھاگتا کیوں منہ چھپاتا سحر و ساحری میں کوکب روشن ضمیر پر غالب ہی
ہمارے و سو ملک کا بادشاہ عالیجاہ نیرنج و شعبدہ و سحر و کرامات میں بیمثل ہی لیکن آج برے وادی
پڑ گیا ہی اسوجہ سے کچھ بن نہیں پڑتا کوکب اسی کا منتظر ہی کہ کسی مقام پر ٹھہرے تو میں یہ لعل بے بہا
پھینک ماروں ایک آدھ اعضا اس ہیجا کا بیکار کر دوں افراسیاب اس پہلو پر کب آتا ہی برطرف
قیامت کے کاسمپین دونوں کے سحر ہو رہے ہیں کوکب وہ لعل بے بہا نہیں مارتا مگر اور سحر کر رہا ہی افراسیاب
انکو دفع کر دیتا ہی مہرخ و بہار وغیرہ عقب سے سحر کرتی جاتی ہیں اس جادو کو افراسیاب بدخو
کب مانتا ہی ایک اشارے میں دفع کر دیتا ہی صرف کوکب کا خیال ہی سب سے زیادہ یہ خوف ہی خداوند
داود تو دنیا سے اٹھ گئے اگر یہ مرشد زادہ قتل ہوا زمین طلسم ہوشربا میں برکت کسکے دم سے ہوگی
یا کہ وہ ہفت رنگ پر صراط ہفت رنگ نبیرہ سامری و جمشید ہی کہ جسکے قدم کی برکت سے انتظام دریاے
نیل ہی یہ ہمارے امورات مشکلات میں کفیل ہی اے افراسیاب زنہار مناسب نہیں اسے بیفائدہ
ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ یہ داستان شوکت بیان جسطرح کہ سچ سے واقع ہوئی تھی مگر
حقیر پر تقصیر نے گنجلک اسکی نکالی مضمون جلالت مشحون کو مثل آئینہ صاف و شفاف کیا حال یہ ہی
کہ افراسیاب جادو و علم شعبدہ و نیرنج میں کامل و اکمل لشکر سحر سامری و جمشید کا ماہر اول ہی بیکایک
کوکب روشن ضمیر نے دیکھا کہ افراسیاب نے اپنے ہاتھ کے جانب سحر کیا طبقہ زمین کا ٹوٹا اسی جانب

پلٹ پڑا ہمیں معلوم وہاں کیا شعبدہ کیا جب کوکب اُس مقام پر پہونچا دیکھا کہ افراسیاب جادو و تصویر
و صورت نگار کو مع ستون پہلو میں چھپائے ہوئے گوشۂ دیوار سے لپٹا ہوا کھڑا ہے کوکب بولا افراسیاب
یہاں آکے چھپا اب میری زد پر ہے وہ دانہ مثل بے بہا نکالا جو منظور تھا وہ اسم سحر پڑھا افراسیاب پر کھینچ
مارا پیشانی پر افراسیاب کے پڑا سر پھٹ گیا ہر سر مو و ہر بن مو سے شعلے آتش کے نکلنے لگے استخوان افراسیاب
جلنے لگے کوکب نے جھوم کر نعرہ کیا وہ مارا تو خواجہ میں نے نام افراسیاب مٹا دیا اتنے بڑے
سرکش کو خاک میں ملا دیا یہ کہکے سحر کرکے طبقہ زمین کا اُتار دیا اب تو تمام لشکر نے دیکھا کہ لاشہ افراسیاب
مثل ہیزم خشک جل رہا ہے نوبت نقارے بجنے لگے کوکب تو اپنے جامہ سے باہر ہوگئے ایک ایک
سردار سے فرماتے ہیں یہ دانہ بے بہا چالیس روز مشقت کرکے میں نے بنا رکھا تھا استاد نور افشان
بھی اس میں شریک تھے چھوٹے استاد صفدر وصف شکن برہمن رو زمین تن کی بھی ہدایت تھی
کہ اس سحر سے افراسیاب پر غالب آؤ گے مگر سو طرح کے طریقے سے صرف کرنا بھی بہت دشوار ہے کس تول
و شور سے میں نے حرامزادے کو گھیرا کس دانائی سے دانہ مارا اُس دانہ زد کو شاباش کس جنس کا ساحر
تھا ہر طرف سے تعریفیں ہیں کہ اے شہنشاہ سبحان اللہ بڑے شخص کو مارا چراغ ہوش ربا گل کر دیا
کوکب روشن ضمیر لقب ہے اسد نے بھی دوڑ کر گلے سے لگا لیا خواجہ عمرو سے خود کوکب بغلگیر ہوا
کہا خواجہ تم پر عیاری کا خاتمہ ہوا میں نے انجام سحر دکھایا سب تعریفیں کوکب کی کر رہے ہیں اور
کوکب بھی پھولے ہوئے ہیں یکایک وہ لاشہ جلکر خاک ہوا ایک غبار تاریک اٹھا اسمیں سے
برق چمکی آواز آئی او کوکب تو ابھی سفلہ ہے چندے سحر سیکھ تب اے نادان ہوش ربا سے مقابلہ کرنا یہ
طلسم ہوش ربا ہے تم ملکہا ہیان نہ دو پوش تمہاری مہینوں کی مشقت خاک میں ملائی او نادان
افراسیاب کہاں یہ اسکی تصویر تھی تمہیں دھوکا دینے کی یہ تدبیر تھی وہ مثل برق چمک کر آسمان پر
غائب ہوئی اب تو سب کے کان کھڑے ہوئے عمرو نے کہا اے کوکب یہ کیا ہوا کوکب نے کہا خواجہ
بڑا غضب ہوا یہ سحر میں نے بڑی مشکل سے تیار کیا تھا بڑا دھوکا کھایا کاش کے وہ زد پڑتے نکل جاتا
تو اس قدر افسوس نہ ہوتا استاد نور افشان نے کہا تھا کہ اس سحر سے کوئی اعضا افراسیاب جادو
کا ضرور بیکار ہوگا کسی سحر کرز رگ ہیں اس سے کام لینا یہ سحر بڑی مشکل میں درست ہوا ہے دو کو بنک
میں نے چھپا کیا لیتے کرتے چھینک مارتا وہ پریشان ہو رہا تھا ضرور مطلب نکلتا مگر خیر اگر جان باقی ہے

تو ایسے ایسے سو بت تیار ہونگے مگر یہ فاحشہ ماہیان زمرد پوش افراسیاب کی نانی علم شعبدہ مین
کامل و اکمل ہے ہر وقت خاکا افراسیاب مین رہتی ہے وہی آگ دھوکا دیگی تصویر بنا کر چھوڑ دی وہی
اسکو لیگئی اسد غازی نے کہا ای شہنشاہ اب بارگاہ مین چلیے انشاءاللہ میرے ہاتھ سے اسکی موت
ہے اب سرداران نامی و ساحران گرامی بارگاہ آسمان جاہ مین آئے اسد نامدار تخت زرین پر جلوہ
فرما ہوئے کوکب کو اپنے پہلو مین جگہ دی ملکہ مہرخ و بہار گلعذار و باغبان ذیشان و مرخ مو سے
خوشخو و ہلال باکمال و شکیل بعدیل و سعد و برق لامع و ملکہ یاقوت پوش و خورشید
زرین سحر و معمار قدرت وغیرہ اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے اسوقت فلک بارگاہ سیارگان
سرداران سے روشن و منور ہوا بیچ مین آفتاب عالمتاب شہریاری و کوکب شش جہت جہانداری
ماہ آسمان سروری شاہزادہ اسد بن کرب غازی بصد صولت و شوکت جاہ و فرما خواجگی
جواہر نگار پہ رونق افزا ملکہ صبح نے حکم دیا سامان عیش و نشاط مہیا کرو ساقیان پریچہرہ جام
و سبو لیکر حاضر ہوئے جلسہ گرم ہوا رقاصان ماہ جبین مہر تمکین بصد ناز و انداز باہزاران کرشمہ و ناز
مصروف رقص و سرود ہوئے خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے مآل اس جلسہ کا یہ تجویز فرمایا ملکہ مہرخ و بہار سے
کہا ایک شب مین یہ قیامت بپا ہوئی یعنی صبح پروردگار نے بچائی اسد کی جان کی خیر ہوئی ملکہ لالان
خونقبا کا بیرون لشکر رہنا مناسب نہین ہے وہ بھی معشوقہ طلسم کشا ہے بار غم و الم اٹھایا باپ اسکا محبت
اسلام مین شیار گلشن جنان ہوا آپ سب صاحب جائین ملکہ لالان خونقبا کو باعزاز و اکرام لشکر مین
لائین ملکہ مہ جبین الماس پوش سے ملوادین اور بخوبی ملکہ مہ جبین کو سمجھا دین کہ معشوق عاشق
خصال ہے آسمان جاہ و جلال کی بدر کمال ہے باپ اسکا کل کا حاکم تھا طلسم ہوشربا کا نام تھا علام
دعوے خداوندی بادشاہ جلیل فہیم عقیل دانائے روزگار صاحب لیاقت و ذی وقار تھا انجام اسکا
پروردگار نے بخیر کیا ثابت قدم کوہ بخت زہر و جادو کا وحدت حاید و زاہد تسبیح مین تہلیل ہوا پروردگار
اسکا کفیل ہوا ایسی موت کسکو ملتی ہے با وضو مصروف عبادت ہاتھ مین صحیفۂ ابراہیمی ہاتھ سے الیسی کا ذاکر
جان بحق تسلیم ہوا یہ رائے خواجہ کی سب نے پسند کی ملکہ مہرخ سرداران ذیشان کو ساتھ لیکر مع فوج
ظفر موج محافظہ ندین درست کرکے چلین یہان ملکہ لالان خونقبا اس ہنگامۂ عظیم کو دیکھکر غم مین مبتلا
ناگن وزیر نادی سے مایوس ہوا بلک بلک کے روتا کہتی بیچاری ہین واری خدا نے خیر کی

لوح طلسمی بھی یکایک یہ بھی خبر آئی کہ افراسیاب کو کوکب روشن ضمیر نے مارا لڑائی فتح ہوئی سب سردار کوکب
کو لیکر بارگاہ میں گئے ہیں ملکہ گھبرا کر کہتی تھی اب اسد نامدار یہاں کا ہیکو آئینگے میری بارگاہ میں رہنا
نامبارک ہوا خدا نے انکی جان بچائی ورنہ مہ جبین فرماتیں اپنی بارگاہ میں مجھ چھنوا دی کوئی کہتا
افراسیاب سے ملگئیں صورت نگار کو صورت پر اپنی وزیر زادی کے ساتھ لائیں کنیزیں کہتی ہیں
واری آپ کو یہ کون کہہ سکتا ہی کسکی مجال ہی جو ایسے کلمات کہے طلسم کشا اسکی زبان کاٹ ڈالیں آپکے
حالات سے خواجہ عمرو بخوبی ماہر ہیں کیفیتیں آپ کے جاہ وجلال کی کما حقہ ظاہر ہیں ملکہ فراقی ہیں ہوا
کوئی کہنے والے کی زبان نہیں پکڑتا دیکھو تو یکایک کیا انقلاب ہوا والد نامدار یوں قتل ہوئے
حرامزادی مکار صورت نگار نا گہن وزیر زادی کو مار کر اسکی صورت بنکر آئی اگر کوئی سمجھے تو
صاف یہ مضمون پیدا ہوتا ہی کہ ہماری ذات سے یہ فساد برپا ہوا مگر خدا نے فضل اپنا شریک حال
کیا اب ہمارا رہنا یہاں بہتر نہیں ہی اپنے اسی شہر ویران سنسان میں جا کر رہینگے بل مہ جبین کی یہاں
سلطنت ہوئی مہرخ صاحب جو مختار کل لشکر ہیں وہ انکی نانی ہیں بہار وغیرہ انکے باپ کے لازم
ہزار طرح کے فساد برپا ہونگے ہمیں کسی کی بات نہ سنی جائیگی طلسم کشا صاحب جہاں رہیں انہی جان سے
ہمیں رہیں نامہ وپیام سے خبر منگا لینگے ہر طرح دل ترددمنزل کو تسکین دینگے باپ کے مرنے سے
سب حسرت وارمان خاک میں ملے چند دن زندگی کے باقی ہیں بسر ہو جائینگے تقدیر نے برباد کیا
کون ہمکو آباد کر سکتا ہی آج بے اعتنائی ظاہر ہوئی لڑائی کو فتح کرکے ہمارے پاس آتے کہتے لو
صاحب مبارک ہو ہمنے لڑائی فتح کی ہم بھی خوش ہو جاتے مہرخ کے ساتھ خوشی خوشی چلے گئے
یہ باتیں ہوتیں تھیں کہ ضرغام شیر دل حاضر ہوا کہا ملکہ عالم سب سردار آپ کے استقبال کو آتے
ہیں یہ کہکے ضرغام باہر گیا کنیزوں نے کہا کیوں حضور آپ گھبرائی نہیں دیکھیے کل سردار آپ
کے لینے کو آتے ہیں آپ کے مراتب سے تمام عالم آگاہ ہی کسکی مجال ہی جو سر نیاز آپ کے در دولت
پر نہ جھکائے اسوقت طلسم کشا دنگئے بہ سبب حجاب کے ساتھ کوکب کے چلے گئے یہ کلام ناتمام
تھا کہ کئی ہزار نقارہ بجا گاؤ زمین تھرا گئی یہ صدائیں سنکر ملکہ لالان خوفقبا کا چہرہ سرخ ہو گیا جھٹ
لباس تبدیل کیا دریائے جواہر میں غوطہ مارا یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا آگے سب کے ملکہ مہرخ
عقب میں ملکہ بہار ونافرمان وہلال وسرخ مو چار سو شاہزادیاں اندر آئیں ملکہ مہرخ واسطے

تسلیم کے خم ہوئیں ہاتھ بڑھا کر بلائیں لیں ترقی عمر و دولت کی دعائیں دیں دست بستہ عرض کی
بسم اللہ حضور سوار ہوں یہاں صحرا میں رہنے کی کیا ضرورت ہے ملکہ مہ جبین الماس پوش ملاقات
فرحت آیات کی مشتاق ہیں ملکہ لالان خونقبا نے سب سے خوشی خوشی ملاقات کی ایک ایک کو گلے
لگایا زبان معجز بیان سے فرمایا آپ لوگوں نے مہربانی فرمائی میں خود ملکہ عالم کی زیارت کی تمنا رکھتی
ہوں سب شاہزادیوں نے بڑے اعزاز و اکرام سے ملکہ لالان خونقبا کو محافہ زرین میں سوار کیا
کہاریاں حور پیکر حسین مہ جبین وردیاں عمدہ پہنے ہوئے محافہ کو اٹھایا ملکہ مہرخ نے پائے محافہ کے
ہاتھ رکھا سب شاہزادیاں گرد آگئیں اس شوکت و شان سے سواری مثل باد بہاری کے چلی خواجہ عمرو
نے بارگاہ سے نکلکر دیکھا سواری ملکہ لالان خونقبا کی قریب آپہونچی اسد غازی سے کہا کہ اب
خوب فساد ہوگا ملکہ مہ جبین کو سلطنت کا غرور ملکہ لالان خونقبا کو شراب حکومت کا سرور غضب
ہو دونوں میں بھونم بھونا ہوگی لالان خون قبا قتل ہو جائیگی مہ جبین کے زیر حکومت سب سردار
یہ بیچاری بیکس و بے یار ہیں صبح انکی نانی صاحبہ ایک سحر کرینگی بدن میں آگ لگ جائیگی افسوس
مفت میں بیچاری لالان خونقبا کا خون ہوجائیگا مہ جبین نے صبح سے سامان کر رکھا ہے ہاتھ اٹھا اٹھا کر
کوس رہی ہیں بی بہار انکی خالہ اماں صاحبہ نے اقرار کیا ہے کہ میں بہوؤں کی بدھی بناکر پہناؤنگی
سارا بدن پھول جائیگا کلیجہ میں درد اٹھیگا دیوانی ہوکر مرجائیگی یہ سنکر اسد غازی گھبرا گیا کہا چھوٹے
نانا جان برائے خدا جلد جاکر اسکا انتظام کیجئے عمرو نے کہا میں کیا انتظام کروں مہ جبین میرے
باپ کا کہنا نہیں مانینگی وہ کہتی ہیں میرے سر پر سوت لائے ہیں سب سردار میرے تابعدار ہیں اسد
غازی بولینگے تو پیچ پچھواڑونگی شب کو روتی تھی میرا دامن تھام لیا اور کہا کیوں خواجہ ہماری ثابت
قدمی کا خوب بدلہ ملا ابھی طلسم ہوشربا نہیں فتح ہوا اسپر یہ رنگ ہیں ہم اپنی جان سے جنگ میں
ہیں لالان خونقبا کو ضرور قتل کرونگی آنکھیں نکلوا کر تلووں سے ملونگی اور جیا صاف تو یہ ہے کہ
سرداروں کے بھی تیور بدلے ہوئے ہیں بی بہار سیدھی بات نہیں کرتیں میں کس کس سے مقابلہ کرونگا
مگر ای نور نظر ای پارہ جگر انتظام ضروری ہے خزانہ کی کنجی مجھے دو میں جاکے سب کی منھ بھرائی کروں
صبح و بہار وغیرہ کو رشوت دوں بیچاری لالان خونقبا کی جان بچاؤں اسد نے گھبرا کر کہا نانا جان
میں دو لاکھ روپے دونگا مہ جبین و لالان سے فساد نہونے پائے عمرو نے کہا دو لاکھ میں کیا ہوگا

سب شاہزادیاں ہیں اُنکے منھ پڑے ہیں جلا بل صبح لاکھ دو لاکھ پر نگاہ نہ ڈالینگی بی بہار ہزاروں
لا ڈالینگی اِس گھبراہٹ میں اسد غازی سے عمرو نے پانچ لاکھ روپے کا رقعہ لکھوایا یہ بھی کہہ یا خیر اگر ایک
حرکت کر گذرا اب ہمکو سنبھالنا مناسب ہے ہم بھی کچھ قرض دام لیکر ملا دینگے پھر بی بی راضی کرینگے یہ کہکر پیٹ
پکڑے ہوئے دوڑے اندر بارگاہ مہ جبین لباس پوش کے آئے ملکہ مہ جبین کو خبر پہونچ گئی تھی
کہ طلسم کشا نے سب سرداروں کو براے استقبال ملکہ لالان خونقبا کے بھیجا ہے سواری بڑی
دھوم سے آتی ہے مہ جبین بگڑی ہوئی بیٹھی ہے ساتھ والوں سے کہہ رہی ہے بہت وقت پر کوئی شریک
ہنوا میری بارگاہ میں وہ آئینگی بڑا ملال اُٹھاینگی ہاں صبا جو تیار ہو ساتھ ہزار کنیزیں نیچے ہاتھ میں
صف جمائے کھڑی ہیں خواجہ عمرو کو جو آتے دیکھا ملکہ مہ جبین واسطے تعظیم کے اٹھیں اب جو نگاہ
خواجہ پر پڑی دیکھا عجب حال زار سے آتے ہیں چہرہ اُداس عالم یاس آنکھوں میں آنسو بھرے ہوے
تھر تھر کانپتے ہوئے مہ جبین نے کہا نانا جان خدا کے واسطے کچھ حال تو کہیے طلسم کشا کی جان کی خیر
ہے عمرو نے کہا بیٹا اُس نالائق کا نام نہ لو کمبخت بدنصیب بیہودہ دیوانہ آشنائی کر بیٹھا آغاز میں انجام نہ
سوچا اب بڑا غضب ہوا طلسم کشا کی بی جان گئی ہم سب بے موت مرے تمہاری کم ہمتی کا بڑا ملال ہے آج
یہ بھولی بھولی صورت یہ عالم شباب موت کا سامنا کیوں بی بی ہمارا تمہارا جنازہ کون اُٹھائیگا میرا فرزند
بھی لاک بھی مارا جائیگا اب تو مہ جبین گھبرا گئی کہا خواجہ کیا افراسیاب آگیا لشکر کشی ہوئی عمرو نے
کہا افراسیاب بھی ہوا ہے ملکہ لالان خونقبا غصہ میں آتی ہے میاں اسد نے بوقت آشنائی کے جوش محبت
میں کہدیا تھا کہ ہوشربا میں میرے پاس کوئی عورت نہیں ہے اب اُسنے تمہارا نام سنا غصہ میں آتی ہے
بی بی صرخ و بہار اپنی جان کے خوف سے شل کنیزوں کے ہمراہ ہیں وہ کہتی ہے کہ پہلے بی مہ جبین کو
قتل کرونگی سارے لشکر کو سزا دونگی اسد کو اپنے شہر میں لیجاونگی طلسم میں آپ فتح کرا دونگی اُسکا
باپ سب اُسکو حال بتلا گیا ہے شاید کسی نے یہ بھی خبر اُسکو پہونچائی کہ ملکہ لالان خونقبا کو ابھی
شغل میں بی مہ جبین نے کلمات سخت و سست کے کوستی ہیں کہ یہاں کیوں آئی یہ حالات
مصیبت آیات سنکر ملکہ مہ جبین کے منھ پر ہوائیاں اڑنے لگیں دامن سے خواجہ کے لپٹ گئی
کہا نانا جان براے خدا کچھ تدبیر کیجیے میں سحر و ساحری کا ایک حرف نہیں جانتی اور خالہ امان
ملکہ بہار جادو نے بھی ہمارا خیال نہ کیا اُنسے ساز کیا عمرو نے کہا بی جان سب کو عزیز ہو بہار کیا

مثل تمہارے بے تمیز ہی مثل مشہور ہی جو اُسپر عمل نہ کرے سراسر عقل کا قصور ہی مثل جیسے ہاتھ ہنڈیا ڈوئی
اُسکا سب کوئی دیگر مثل جسکی تیغ اُسکی دیگ اُن سب نے دیکھا یہ دختر خداوند ہی مزاج بدعت پسند ہی دیکھیے
قریب پردے کے چلکر پائے پر محافہ کے ہاتھ رکھے ہوئے سب صاحب ساتھ ہین اہالیان فوج بھی
پہونچ گئے صاف ظاہر ہی کسی بادشاہ جلیل کی سواری آتی ہی جتنا بڑا ہیرو سا ہی مشہور ہی کہ طلسم کشا
ہی وہ بارگاہ مین بیٹھے ہین اُٹھتے ہین لیکن اب ہی نور نظر اب ایک تدبیر ہی کہ سب کنیزون کو آراستہ کرو
قریب پردے کے چلکر ٹھہرو جسوقت وہ خونخوار محافہ سے اُترے بہن کہکے لپٹ جاؤ اور کہو کہ ہمشیرہ
ہم تمہارے دیدار فرحت آثار کے مشتاق تھے افسوس تمہارے والد نامدار عجب حسرت سے
قتل ہوئے بڑے عابد و زاہد تھے بیشک راہ خدا کے مجاہد تھے ہمکو انکا نہایت قلق ہی آپ کا ہمپر
بڑا احسان ہی سب کی جان آپ کے سبب سے بچی لوح طلسمی آپ کی کوشش سے ملی ایسی ایسی باتین
خوشامد کی کرو اشکِ حسرت بھی آنکھون سے ٹپکاؤ مثل مشہور ہی مصرع خوشامد کرو ہر کس را خوش آمد
شاید اُسکو رحم آجاے سر جھکانے والے کو کوئی قتل نہین کرتا اور روپیہ بھی کسی قدر دو کہ اُسکی
کنیزون کو رشوت پہونچادو مہ جبین نے کئی لاکھ روپیہ کا زیور اتارکے خواجہ کو دیا عمرو
نے لیکے زنبیل مین رکھ لیا کہا بیٹا اسد سے یہ ذکر نہ کرنا کلمۂ رشوت زبان سے نہ نکالنا رشوت کا
بڑا جرم ہی لینے والا دینے والا دونون گرفتار ہوتے ہین خوب مہ جبین کو سمجھا کر خواجہ تو بارگاہ سے
باہر گئے یہ آراستہ ہوکر قریب دربارگاہ آکر ٹھہرین کنیزون نے صفین باندھین اُدھر ملکہ لالان
خون قبا امید و بیم مین محافہ سے کانپتی ہوئی اُترین دیکھا ملکہ مہ جبین دربارگاہ پر برائے استقبال
حاضر ہین اُترتے ہی ادھر سے مہ جبین نے ہاتھ بڑھائے ہمشیرہ کہکر اُدھر سے ملکہ لالان خون قبا
نے بہن بہن کہکے سر جھکایا بہار وغیرہ نے خوشی خوشی دونون کو بغلگیر کرایا مہ جبین نے ہاتھ تھام
لیا لاکر مسند پر پہونچایا دونون شاہزادیان ایک مسند پر جلوہ فرما ہوئین اجتماع نیرین و قران السعدین
ظاہر ہوا او ماہ تابان ایک برج مین دو گوہر بے بہا ایک قلزم حسن ایک درج مین دو گل رعنائی ایک
چمن مین دو سرو زیبائی ایک گلشن مین غرض تمام شاہزادیان آفتاب جمال حور تمثال مہ جبینون کا
جمگھٹا پریون کا اکھاڑا ملکہ مہ جبین نے کل مصاحبان ملکہ لالان خون قبا کو خلعت فاخرہ سے
مخلع کیا جلسۂ عیش و نشاط آراستہ ساقیان شوخ و شنگ جام مئے گلرنگ لیکر حاضر ہوئے دور جام

گردش مین آیا دونون معشوقان طناز بصد کرشمہ و ناز کیسین باتین کر رہی ہین خوف دونون کے دلسے
دور ہوا قلب مضطرب کا سرور رہا ایسا اسد نامدار بارگاہ مین منتظر بیٹھے تھے کہ خواجہ آکر پہونچے اسد نے پوچھا
حضور کیسین دونون سے بخیر ملاقات ہوئی عمرو نے کہا بیٹا مین نے جان لڑادی بڑی کوشش کی لیکن روپیہ
بہت صرف ہوا ایک ایک کو رشوت دی مگر ایسا انتظام مین نے کیا کہ دونون برابر سے بیٹھین اب جلسۂ عیش
آراستہ ہی گانا ہو رہا ہی اسد نے کہا نانا جان مین بھی اندر جاؤن عمرو نے کہا ابھی تو دونون کو غصہ آجائیگا
ابھی سب کام بنا ہوا بگڑ جائیگا اسد نے کہا نانا جان میرا دل اسوقت بیقرار ہی عمرو نے کہا لاؤ کچھ روپیہ
صرف کر دو تو مین یہ تدبیر کرون اسد نے خوشی مین یہ بھی سنکر حاضر کیا عمرو اٹھا بارگاہ مہ جبین مین گیا
دیکھا نہایت محبت سے دونون مسند پر جلوہ فرما ہین عمرو کو دیکھا سب اٹھے مہ جبین نے کہا نانا جان
سب حضور کی ذرہ نوازی کے مشتاق ہین عمرو نے کہا صاحبو برات تو جمع ہی مگر دولہا بغیر یہ برات
سونی ہی اے مہرخ و بہار جا کر اسد نامدار کو بھی لاؤ سب نے کہا بہت مناسب ہی جملہ شاہزادیان
جا کر اسد نامدار کو استقبال کرکے لائین اب تو بیچ مین یہ ماہ رخسار رستم خصال دو نجم درخشان دو دلہن
جانب اسد نے دیکھا لالان و مہ جبین کے دماغ تر ہین شیر و شکر پاے پھر خواجہ سے عرض کی
کہا نانا جان آج تو آپ کی ذرہ نوازی کا دن ہی شکر ہی کہ آج ہر ایک مطمئن ہی عمرو نے بھی جو اسد
نامدار کو اس شان و شوکت سے دیکھا نقشہ اپنے آقاے نامدار صاحبقران عالی وقار کا آنکھون
کے نیچے پھر گیا شرفی کی اسد کو دعا دیکر ذرہ نئے طور سے بکمال صداے دلکش ہر ایک کی طبیعت بھر آئی

عمرو نے جوش بیقراری مین بالحان داؤدی یہ غزل شروع کی غزل

پل بھی جا ذوق نگر پیش وپس جام شراب
لب پہ توبہ ترے دل مین ہوس جام شراب

لب تک نہ سکے جو ہوئی دسترس جام شراب
بن گیا خال لب اسکا مگس جام شراب

بازگشت اپنی ہی یون جانب قسام ازل
جیسے ساقی کی طرف باز وپس جام شراب

دست بدست سے کی لوٹ کے فریاد بہت
نہوا کوئی بھی فریاد رس جام شراب

محتسب شعلۂ آواز سے جل جاویگا
گرچہ ٹوٹا دل آتش نفس جام شراب

رات میخانے مین ساقی جو نشہ مین بہکا
نہین شیشہ کو لگا کہنے خس جام شراب

مرغ دل نرگس میگون کی ہی مژگان مین اسیر
تازہ مضمون ہی جو باندھون قفس جام شراب

ساقی اس دور میں کب آنکھ چرا سکتا ہے | رات بھر گشت کرے گر نہ کسی جام شراب
نوشدارو سے بھی بہتر ہے دم رنج خمار | ساقیا شربت فولاد ہے یہ جام شراب
مجھ سے تا قلقلۂ عیش گذر جاتا ہے | بے زبان ہے جو وہان جرس جام شراب
الٰہی چشم سیہ مست کو تیرے دیکھا | ورنہ اب تک نہ سنا تھا فرس جام شراب
سنگ میخانے کی غفلت ... نہ بیچے ہرگز | سم جمشید پہ آڑ کر عکس جام شراب
بادۂ صاف مین آیا ہی کمان سے نکلا | عکس مژگان ترا ایکش ہے تن جام شراب
ذوق جلدی ہے گلرنگ سے بھر ساغر دل | لب نازک کو ہے اسکے ہوس جام شراب

خواجہ عمرو نے اس لطف سے غزل خوانی کی کہ سامعین کی زبان سے صدائے احسنت و آفرین بلند ہوئی اگر جمشید جم ہوتا اس محفل خلد منزل کو دیکھکر رشک کرتا راجا اندر پریون کے اکھاڑے کی جانب متوجہ ہوتا و شبانہ روز جلسہ آراستہ رہا تمام دین و دنیا فراموش کی لشکر اسلام مین دریائے عیش و عشرت کا جوش بعد دو دن کے جلسہ برخاست ہوا ملکہ لالان سرخ جبین سے رخصت ہوئین اپسین وہ شہر بدل گیا بنا ہوا جلوس سے بارگاہ ملکہ جبین مین بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ لالان خونقبا استادہ ہوئی اب بارگاہ مین اسد نامدار آکر داخل ہوا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر و سرداران خوش تدبیر جمع ہوئے کوکب نے کہا اے شہریار افراسیاب نابکار رنجیدہ ہو کر گیا ہے اب اس معرکہ مین غفلت نہ کرنا سامان لشکر کشی ہو تو عجب نہین ہے یا خود وہ فکر ہی مین آئے یا کسی مکار و غدار کو بھیجے اب بہت جلد سامان سفر تیار ہو جا لیکن بمشقت خواجہ عمرو عیار ہو آپ دریا دل دکھائین طرف دریائے نیل کے مع لشکر ظفر اشتمال آپ کی کنیز ملکہ بہاران شمشیر زن کو روانہ کرتا ہون انشاء اللہ مین بھی وقت پر پہونچونگا یہ صلاح نیک سب کو پسند آئی کوکب تو بجلی بنجا کر طرف طلسم نوراقشان کے روانہ ہوا اسد نامدار نے باغبان قدرت کو حکم دیا اے خیرخواہ بلا اشتباہ تم اپنے جوانان صف شکن و سرداران تیغ زن آراستہ کرو ہم سے ایک روز پیشتر اٹھا لے بارگاہ کو لیکر بڑھو صرف راہبری کی ضرورت ہے باغبان قدرت نے عرض کی دو دن کی مہلت ملے جو سامان سفر مہیا کیا جائے ادھر افراسیاب مین نیاز مند کو بڑا انتشار رہا کل انتظام بیکار ہوا باغبان کو مہلت ملی اب تمام لشکر مین مشہور ہوا پس فردا طلسم کشا بطرف طلسم کشائی تشریف لیجائینگے موج طلسمی چل چکی

حمزۂ طلسمی کی ضرورت ہے اب دریاے نیل پر لشکر کشی ہے اب قریب دریاے نیل خون کے دریا بہینگے انشاء اللہ مرحلہ جات بھی فتح ہونگے لیکن حقیقت میں افراسیاب خانہ خراب بڑی بڑی کوشش کریگا تا عمان ور بند طلب ہونگے خواجہ عمرو نے بھی بلا کر مہتروں مہتر چالاک بن عمرو و مہتر برق فرنگی و مہتر قران و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل کو حکم دیا کہ آپ سب صاحب لشکر اسلام کی حفاظت کریں میں ہمراہ طلسم کشا ضرور جاؤنگا یہ سب طلب ہوکے کیونکر تسکین ہو کہ اسد غازی معرکۂ عظیم بپا ہے تمام دریاے نیل لشکر طلب ستر آتا ہے اب لشکر ظفر اثر میں اسد کے روانہ ہونے کی تدبیر ہو رہی ہے آنکو اس حال عشرت مآل میں چھوڑیے وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب جادو و عیاری ملکۂ صرصر شمشیر زن تدبیر لوح طلسمی میں یہ مضامین دلنشین لائق ملاحظۂ ناظرین فصاحت آئین ہیں بیان ہوتے ہیں ساقی نامہ تصنیف مصنف

اے ساقی مہوش کدھر ہے
فریاد زدست دور گردون
ساماں مصیبت و بلا ہیں
ساغر کی بجوری سے بھرے
رندوں میں نہیں ہے ہوش باقی
تو پیر مغاں بھی گھورتا ہے
ہے بنت عنب بھی ڈر سے لرزان
ہے قصر زبان کا صاف دربند
کیا دور ہیں گردشیں دکھا کے
عیاری کی چال چل رہا ہے

اے وہ جسکو بہشت کی خبر ہے
اب لطف شراب ناب کیا ہے
کس رنگ میں آہ مبتلا ہیں
کیسا یہ انقلاب آیا
مجھکو یہ عبث ہے جوش ساقی
ہر جام ہے شکل چشم حیرت
مے خانے میں حشر کا ہے سامان
دیکھیں یہ آسمان کی بانے
کس مکر و دغا سے پیش آئے
دیکھیں کیونکر مہم یہ سر ہو

آمادۂ ظلم دور گردون
کیا جنگل عیش میں مزا ہے
اے ساقی بے خبر خبر لے
ہے ابر غم و الم کا چھایا
مے خانے میں آج غدر سا ہے
ہے موج شراب تیغ عبرت
رندوں سے یہ کہہ رہی ہے ہر بند
مکار و حیل و شعبدہ ساز
آمادۂ بدعت و جفا ہے
انجام بخیر اے قمر ہو

غزل یہ مضمون غم انگیز چونکہ یہ داستان مصیبت خیز ہے موافق مقام غم انجام

ہوئی بلند جو ابھی شرر فشان فریاد
کریگا صورت اسپند آسمان فریاد

وہ دل جلا ہوں اگر ہوسکے تا زبان فریاد
فغان کرے ابھی صیاد باغبان فریاد

اگر یہی رہے بعد فنا بھی جور بتان ۔ کرینگے صورت ناقوس استخوان فریاد
نہ نیند آتی ہی مجھکو نہ موت آتی ہی ۔ خیال زلف مین کیا ہی بلاے جان فریاد
تمھارے اِس دل بیرحم کو دکھا دیگی ۔ ابھی سنی نہین عاشق کی مہربان فریاد
چمن کی سیر مبارک ہو ہمصفیرون کو ۔ بیان قفس مین ہی درد زبان فغان فریاد
جلائیو نہ ایسے ای فروغ آتش گل ۔ کرینگے مرغ چمن بہر آشیان فریاد
یہ ضعف ہی آنکھین تو بھی نظر نہین آتا ۔ بتا رہی ہی تن زار کا نشان فریاد
یہ ضعف ہی کہ دہن سے نکل نہین سکتی ۔ زبان تک آپ کو لائی کشان کشان فریاد
تمھارے ظلم سے ہی کون جو نہین نالان ۔ دہن دہن کی فغان اور زبان زبان فریاد
چلے ابھی قفس جسم مرغ جان ہو رہا ۔ کرون جو صورت ققنس شرر فشان فریاد
ہمارے سوگ نشین اتنے ہین ہمارے بعد ۔ ملال کوفت قلق درد و غم فغان فریاد

چہرہ راقمان داستان دلستان عیاری ومکاری حالات فراستایات قصص رنگین کو یون مسطور فرماتے ہین شعر جو ہین راقمان جلالت نشان ۔ وہ لکھتے ہین اسطرح یہ داستان ۔ جبکہ افراسیاب خانہ خراب با دل کباب حیران پریشان لرزان ترسان مصور و صورت نگار کو لیے ہوئے برسر کوہ بلور پہونچا ملکہ حیرت نے جو اس خرابی مین افراسیاب کو دیکھا اور مصور و صورت نگار کو اس کیفیت مین ملاحظہ کیا کہ تمام جسم پاش پاش سنگے ڈھلے ہوئے بیہوش و بے ہوش افراسیاب کا لباس پارہ پارہ تاج سر پر ندارد حیرت نے بال کھولدیے پیٹنے لگی گریبان پھٹ گئی پوچھا ای شہنشاہ یہ کیا حال ہی مرشد زادے پر یہ کیا سحر گذرا تمام کیفیت افراسیاب نے سامنے حیرت کے بیان کی اور کہا صاجو اصل تو یہ ہی کہ آج ناک کٹگئی نبیرۂ سامری کے لیے یہ ذلت قدرت کی بہو پر یہ مصیبت عمر نے ستون سے باندھکر مارے کوڑون کے دونون زن و شوہر کی سربازار کھال گرادی ۔ بدولت وقت پر پہونچے ورنہ اُس ساربان زادے تین روپیہ کے پیادے کو بڑا خصہ تھا حقیقت مین صورت نگار نے بڑا غضب کیا کہ شہنشاہ داؤد کو بحسرت مسجد مین قتل کیا ای حیرت اگر داؤد سحر کرتا زبان ہلادیتا زمین کو آسمان پر پہونچاتا مگر اُسنے جان دی زبان نہ ہلائی توبہ شکنی نہ کی سُنتا ہی کہ مذہب مسلمانان مین مسئلہ ہی کہ بعد توبہ کرنے کے

وہ شخص پاک وصاف ہوجاتا ہی گناہ گذشتہ اسکے باقی نہین رہتے تو یہ تسلی جرم عظیم ہی وہ احکام خدا نے دیئے
کا پابند حق پسند رہا مجکو بڑا خوف تھا کہ اگر ہمراہ لشکر سلطانان داؤد رُنے آئیگا طبقات زمین ہلا دیگا ایک
تقدیر خداوند لقانے معقول کی کہ داؤد پر تیغ بڑی افتاد پڑی عمرو کو نہایت غصہ تھا اگر مین نہ پہونچتا
وہ انکو زندہ نہ چھوڑتا جلد تدبیر کرو اب انکی مرہم پٹی ہو تمام طلسم مین مشہور ہوا مرشد زادے پٹے گئے
گھوڑے کھانے کا شائے کسی ہمسرے سا تھا ایسا سامنا گذرتا بڑی آبروریزی ہوئی حیرت نے فوراً حکم دیا
جراح آکر سرچو وہو سے زخم دوزی ہوئی تھوڑا عرصہ نہ گذرا تھا کہ ماہیان زمردپوش آکر پہونچی افراسیاب
نے کہا نانی امان دیکھا تمنے کیا غضب ہوا مرشد زادے پر کیا افتاد پڑی عمرو نے مارے کوڑون کے
کھال گرادی ماہیان نے کہا ای افراسیاب تیرے غرور نے اس درجہ کو پہونچایا ذلت پر نوبت ہو پہنچی
اگر مین نہ پہونچتی آج کوکب کے ہاتھ سے تمھارا بچنا دشوار تھا نور افشان جادو نے انتہا کی مشقت کرکے
ایک لعل بے بہا کوکب کو بنا دیا تھا اس لعل کے بنانے مین خون جگر صرف کیا گویا اسکے کلیجے کا ٹکڑا تھا کوکب
اُس سحر کو پورا نہ کرسکا ورنہ ایک عضا تمھارا بیکار ہوجاتا مجھے بیٹھے پردہ ظلمات مین مین نے یہ تدبیر کیا
تاب نہ آئی آخر پہونچی کوکب کو دھوکا دیا اسکو نکال لائی سر اسکا بگڑ دیا چلتے چلتے آواز آئی کہ ای کوکب ابھی
چندے سحر حاصل کرو افراسیاب نے کہا نانی امان بتایئے اب کیا ہوگا لوح طلسم کشا کے پاس ہی پہنچ
گئی مہرہ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہے بدون ہمراہی مہرہ لوح بیکار ہی مرحلہ جات کا راستہ نہ ملیگا مگر
یہ بات کیا کم ہے کہ اسد غازی اپنے زمانے کا رستم جری بہادر صف شکن تیغ زن فنون سپاہ گری
مین یکتا اب ساحران خدا را اسکا کیا کرسکینگے اور جن لشکر اسون نے لوح کا مقام بتایا تا یہ باغ سیماب
پہونچایا وہ اب بھی رہبری کرینگے ماہ دولت کا قصد ہے کہ خود جاکر مقابلہ کرین لشکر کو اسکے ہمراہ مین طلسم کشا
اکیلا رہجائیگا لوح کے چھین لینے کی تدبیر کرینگے ماہیان کو بھی سنا نا آگیا کہا ای افراسیاب حقیقت مین
بڑی خرابی ہوئی فلک دو سپہ آزار ہی کہ دو کاوش بیکار ہی بڑے بڑے شاہان اولوالعزم اسی طرح خاک
مین ملے جب وقت زوال آتا ہی سب تدبیر الٹی ہوجاتی ہی تیری غفلت نے برباد کیا بے انتظامی نے سلطنت
کو آباد کیا اب جو کچھ کرنا سمجھکے کرنا یہ خیال سراسر بیکار ہی کہ مہرہ درخشان سلیمانی کا ملنا دشوار ہی رکن
طلسم تو نے پہلے ہی گرا دیا باغبان الیاس وزیر اعظم منتظم خوش خو زینت سپاہ نمک حلال صاحب جاہ و جلیل
طلسم کار دان ترا مقبل فہیم جری نامدار اسکو ستایا آخر جاکر شریک سلطانان ہوا اگر وہ باغی نہوتا باغ خالی

وہ ہوشیار کار زنگ نہ ملتا باغ باغبان میں بیچا تا ہاتھ پانون پھولتے دام رنگ گل میں گرفتار ہوتا ہیچ ہی
باغ کی شمشیر خونریز ہر برگ نخل اُسکا خنجر سے زیادہ تیز ہر سرو نیزۂ جانستان شاخون پر تیرون کا گمان
اُسکے بزرگون نے یہ رنگ جمایا کس مشقت سے اس باغ کو بنایا اُس باغی نے بحجت مسلمانان میں ایک چشم
زدن میں اُسکو مٹایا مسلمانون کو رستہ ملا غنچۂ آرزو کھلا اگر تو آمادۂ حرب و پیکار ہی میں بھی تیرے ساتھ
موجود ہون مگر اسمین صلاح واجب و لازم ہی مشیران سلطنت و وزیران اُکہت ناظمان طلسم ہوش ربا
درویشان باصفا حکمایان اشراقین ندیمان فصاحت آئین ان سب کا جمع ہونا پر ضرور ہی ان سب کے
صلاح ہو یقین ہی اس مقدمہ میں فلاح ہو یہ کلام حسرت بکام تمام ہونے پائے تھے دیکھا سامنے سے
ملکہ صرصر شمشیر زن مثل باد صرصر اُڑی ہوئی آتی ہی مگر بدحواس عالم یاس گرد و غبار چہرے پر چھایا ہوا
آکر سامنے افراسیاب کے ہوئی زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر قطعہ پڑھا

ای سرو بت سبز تا خسروان بچمند		شکست قمل تا سکان بدرند	
گر ز آتش ہزار رنگا رنگ		بر سر تو سوکاران بر خنند	

ای برق کوہ شگاف نے کہا عیش باد کہو ملکہ عالم کیا خبر ہی لیکر آئین صرصر نے سر پیٹ لیا کہا ای
شہنشاہ ہوا طلسم کی بگڑ گئی آپ جب زمرد کے چلانے کو تین دن جشن رہا لالان خونقبا و ملکہ
مہ جبین الماس پوش سے ساربان زادہ سے ملاپ کرایا سامان عیش و نشاط و اختیار ہا بعد تین دن کے
انجمن مشاورت منعقد ہوئی سب طرح کے لوگ لشکر طلسم کشا مین موجود ہین سب مکارون کا استاد بانی
بنائے ظلم و بیداد ساربان زادہ سے کئی دن صلاح رہی اب یہ قرار پایا کہ طرف دریائے نیل کے کوچ کرو
نہین معلوم یہ راز کس نے بتایا یقین ہی ہیلی بہار و مخمور اس صلاح کی بانی ہون کل طلسم کشا پانچ لاکھ
سے باغبان قدرت سمت دریائے نیل روانہ ہو جائینگے حفاظت لشکر کا انتظام سپرد شہنشاہ کوکب
روشن ضمیر ہوا وہ یہ فرما کر رخصت ہوئے کہ مین ملکہ بران شمشیر زن کو با فواج جرار روانہ کرتا ہون وہ بھی
دریائے نیل پر پہونچیگی اور نے کو فرمایا ہی کہ وقتاً فوقتاً لشکر اسلام کا خبر لیتا ہو لکا عمرو بھی ساتھ
اسد غازی کے جائیگا چالاک کو اپنا نائب قرار دیا ہتر قران منتظم ہین برق کو عمرو نے اپنے ساتھ لیا
اُسکی عیاری پر عمرو کو بڑا ناز ہی مشہور ہی کہ شاگرد رشید عمرو ہی بڑا باہنر ہی یہ خبر وحشت اثر سنکر رنگ
روئے افراسیاب متغیر ہو گیا کہا الامان آپنے سنا دریائے نیل پر جانے کی کس بد بخت نے صلاح دی

ماہیان زمرد پوش سے کچھ آپس مین اشارے کنائے ہوئے ماہیان نے کہا اے افراسیاب اب ہمارا
بچنا دشوار ہے عمرو زرا نکارہ غدار ہے باغبان و مخمور و بہار نے کیا ہو گا اڑتے پھرتے ہین جوش و خروش فوج
دریاے نیل کے جا بجا مسلمانون کے یہ سامان غیب سے پیدا ہوتا ہے کوئی کہرام مچائیگا سارا حال بتا دیگا
اب تو ماہیان زمرد پوش بھی گھبرا گئے کہا اے افراسیاب غضب ہوا اگر مسلمان زبردست دریاے نیل پر پہنچ
گئے پھر طلسم کا بچنا دشوار ہے کہ وہ بطور پرشور گریہ و زاری بلند ہوا ہر کہ بہ درد مند ہوا ماہیان زمرد پوش
نے کہا اس فریاد و استغاثات سے کیا فائدہ ہوگا کچھ تدبیر کرنا مناسب ہے افراسیاب غصہ مین بھرا یا
کہا نانی امان آپ تو پردہ ظلمات مین جا بیٹھے ہین ابھی جا کر دریاے خون بہاتا ہون انکو تا بہ دریاے
نیل نہ جانے دونگا جب ابرو مین فرق آیا لطف زندگی باقی نہ رہا یہ کہکر تاج سر پر رکھا زرہ پہنی اسباب
جنگ سے اپنے کو آراستہ کیا تیغ و ناوک چند ماش کے دانے کارد سحر وغیرہ جیب مین رکھے غصہ مین دستک
دی دیکھا سب نے صحراے گرد آرٹی ایک مشکین پرندہ قلانچیان مارتا ہوا مثل باد صرصر اڑتا ہوا آتا ہے
سر تا پا ابریق مرکب کو دیکھکر چمن ہوگئے دور کا بہ مرکب چوٹیان گندھی ہوئین سر و تن مثل غنچہ گل
زنجیر مسلسل کاکل کوہ سرین کوہ کفل چال مین چہل پہل ناز سے قدم اٹھاتا ہے مثل طاؤس مستانہ وار
جھاتا ہے

نظم در صفت مرکب

وہ چہ مرکب چو برق و باد دسے	طرفہ دیوانہ و پرندہ وسے	خوش خرامے ز آب نازک تر
تیز گامے ز برق چابک تر	تیزی گوش و تیزی کاکل	دستہ بید و دستہ سنبل

چشم زدن مین بالاے کوہ آیا سر جھکا کر سامنے افراسیاب کے ٹھہرا افراسیاب نے غصہ مین قبضہ
شمشیر پر ہاتھ ڈالا سپر فولادی سیہ رو نے اٹھائی پشت بجنس پر لگائی بخت سیاہ کا سامنا ہوا نیل کا
انکا ماتھے پر دیا گیا کمان کیانی حلقہ جانگزا ترکش پر دہن اژدر کی مثال آنکھین غصہ سے لال دامن
گردانکر قصد کیا کہ پشت مرکب پر سوار ہون مسلمانون سے جا کر صرف کارزار ہون اسوقت حیرت
نے پریشان ہو کر بال کھول دیے پیٹنے لگی رکاب سے لپٹی کہا اے شہنشاہ مین آپ کو لشکر مسلمانان مین
نہ جانے دونگی یہ بڑی خرابی ہے اسد غازی کو لوح مل گئی ہے اور کوئی سردار آپ کا سامنا نہ کریگا
اسد غازی سر چڑھیگا اگر آپ مقابلہ کریگے سحر تسخیر تاثیر نہو گا پھر کیا تدبیر ہوگی اگر سامنے جا کر فرار
فرار کیا کیسی ذلت ہے طلسم کشا اور زیادہ دلیر ہوگا جو صاحب زمیگا جرأت دکھائیگا باغ سیب مین گھس آئیگا

ماہیان زمرد پوش سے کہا ای افراسیاب حقیقت مین بزرگون نے کہا ہی سخن شنیدن بیخ دولت
بقول سعدی شیرازی شعر دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ۔ دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ۔ ای افراسیاب
غفلت کا یہ مآل ہوا آخر یہ حال ہوا جو ایسا حقیر سمجھا جسدن تو نے قصد کیا اُسی دن طلسم کشا
کو پکڑ لایا سالہا سال قید رہا قتل کرنا دشوار ہوا آخر عمرو نے رہا کر لیا شہزادہ ذویہ مین
جا کر لوح اپنے ہاتھ سے دیکر کتاب حوالے کی اتنا ہوسکا جام جہان نما ہاتھ مین تھا
اُسپر نگاہ ڈالے کر دیکھین کرنے والا کیا کرتا ہی روتے پیٹتے چلے آئے اب یہ غصہ بیکار ہی
جبتک لوح طلسمی اسد کے قبضہ مین رہے اُس سے سامنا کرنیکا قصد نہ کرو اور کچھ
فکر نکرو افراسیاب نے گھبرا کر جواب دیا کہ پھر نانی اماں کیا کرون خاموش
ہوئے بیٹھو رہون اس ننگ بشر کو جرأت کو دریاے نیل پر جانے دون اتنی بڑی
تدبیر سے کنارہ کش ہون ہر ایک شیر و وزیر اس مقدمہ مین حیران سب گرد افراسیاب
مثل تصویر خاموش کھڑے ہین جب افراسیاب نے ایسے مجبوری کے کلام کیے ہمت
بیقرار ہو کر ملکہ صرصر سامنے آئی عرض کی ای شہنشاہ گردون بارگاہ یہ خیرخواہ کچھ عرض
کیا چاہتی ہی شعر بکے و من حال من گوش کن ۔ و گر گوش نہ آید فراموش کن ۔ ایک شب
حضور اور تامل فرمائین کنیز جاتی ہی اگر نجہ قابض ہوا لوح لیکر خدمت مین آتی ہی پھر شہنشاہ
کو اختیار ہی جسطرح جی چاہیگا جا کر مقابلہ کیجیے گا ایک چشم زدن مین شکست دیجیے گا آپ سے
وہ لوگ کیا لڑ سکینگے صرصر نے جو اسطرح سمجھا کر کہا حیرت جادو نے صرصر کو گلے سے لگا لیا کہا ہوا
صرصر اسوقت مین دستگیری ضرور ہی مین تمکو دولت دنیا سے نہال کرونگی صرصر نے عرض کی لونڈی
کی جان قدم اقدس پر نثار ہی مال کی کیا حقیقت ہی ہماری آبرو و عزت آپکی بدولت ہی سب صرصر
کی تعریفین کرنے لگے کہ حقیقت مین صرصر صاحب عقل و ہوش جانباز سرفروش ہی سب نے سمجھا کر
افراسیاب کو بٹھایا کہا حضور یہ کنیز خیرخواہ جو عرض کرتی ہی قبول فرمائیے آٹھ روز صبر چاہیے
بیشک دل گواہی دیتا ہی کہ یہ لوح لیکر آئیگی بس عیاری مین اپنی جان لڑائیگی افراسیاب نے کہا جو سب صاحبون
کی خوشی اب تو صرصر نے بانہ سے عیاری جسم پر آراستہ کیے ملکہ صبا رفتار کمند انداز بھی آپہونچی صرصر کو
جو اتنے بڑے کام پر آمادہ دیکھا صبا رفتار نے کہا آپ ہماری افسر ہین اسوقت مین ہمارا ساتھ چلنا

ضرور ہی آپ تنہا نہ تشریف لیجایئن اسوقت مین ہم سب آپکا ساتھ دینگے بڑے بڑے عیار وہان موجود ہین ایک ایک اُن مین ارسطو فطرت لقمان حکمت الیسا ہو آپ کے دشمن کسی بلا مین مبتلا ہون اگر ہم موجود ہونگے خبر تو شہنشاہ کو پہونچایئن گے لڑائی مین اپنی جان لڑا دینگے صرصر نے کہا ای صبار فتار تم سے زیادہ کسکو محبت ہوگی ایک ساتھ کھیلکر بڑے ہوے ایک سرکار مین ملازم ہم تم ایک روح دو قالب ہین لیکن اس عیاری مین ہمارے ہمراہ چلنا مناسب نہین ہین یکہ و تنہا جاؤنگی کسی گوشہ مین جاکر بسر ہوگی جسوقت موقع پاؤنگی عیاری کرگذرونگی اور اگر موت قریب ای یہ بھی خوشی کی بات ہی جیسے تمکو ارمین اُسپر جان نثار ہی ہر چند افراسیاب نے بھی کہا مگر صرصر نے قبول نہ کیا یکہ و تنہا طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی بموافق مقام غزل قبول

بزم ہی صورت مین ہر زہرہ شمائل ایک ہی — دل مین سب رکھنے کے قابل ہین مگر دل ایک ہی

جاے سلطان تخت پر اور خاک پر ہی خاکسار — جب سفر دونون کا ہوتا ہی تو منزل ایک ہی

چودھوین شب شرم سے تا صبح نکلیگا نہ چاند — تیرے و در خسار تابان ماہ کامل ایک ہی

ابتداے بحر الفت مین وہ ڈوبے ہین بہت — یہ وہ دریا ہی کہ دھارا اور ساحل ایک ہی

عشق مین کامل ہو نہین وہ دشمنی مین لاجواب — دل سے ضد ہو دور تو دونون کا حاصل ایک ہی

ابرو و مژگان و زلف و خط الفت ہی شروع — سامنا ہی لاکھ دافعون کا مرا دل ایک ہی

جب ترے جیتے ہی دل مین اسقدر ہی بغض پھر — یون بھی چلتا ہون کہ لیتی ہی خون کی منزل ایک ہی

کسکے کسکے خون کا دعوے سنتے پہ روزگار — حشر مین مقتول تو لاکھون ہین قاتل ایک ہی

گرم بازاری قضا ہی پھر رہی ہی تیغ یار — ایک عاشق ہی اگر مشتاق تو بسمل ایک ہی

شکوۂ ظلم و جفاے اہل دنیا کچھ نہ کر — لاکھ ظالم ہون تو ہون غالب عادل ایک ہی

عذر تیرے کیا کرون ای دلربا دل کے سوا — سیکڑون ہین عضو لیکن تیرے قابل ایک ہی

چاہتا ہی زخم کاری سے تڑپتا ہی رہون — ہاے دو ٹکڑے نہین کرتا وہ قاتل ایک ہی

جسطرح چہرہ نما لگتا ہی رنگ و حسن مین — اسطرح ای دلربا چہرے کا بھی تل ایک ہی

جسطرف سب مشتق ہین ہین ادھر ہون ہی قبول — لاکھ ناقص ہین زمانے مین تو کامل ایک ہی

لشکر اسلام مین تیاری روانگی اسد نامدار مین تمام سردار مصروف ہین کوئی طول کوئی حزین کوئی

سنجیدہ کوئی غمگین بعض کا قول ہے کہ یارو ان کیا صاحب نصیب ہین کہ جو ساتھ طلسم کشا کے جائینگے سفر
سے ظفر سے آئینگے ملک فتح ہونگے حاکمان دربند طلسم ہوشربا ہر منزل پر طلسم کشا سے قدمبوس ہونگے
سامان دعوت و ضیافت سلطان اسلام کرینگے علاوہ ازین بعد جانے طلسم کشا کے افراسیاب
خانہ خراب اس فوج پر لشکر کشی کریگا ایک ایک ساحر سرکشی کریگا ہر ایک کو یہ خیال ہوگا کہ لشکر بے
افسر ہے چلکر لوٹ لین یہان بڑی بڑی لڑائیان پڑینگی دوسرے نے جواب دیا بھائی یہ خیال خام نعوذ
ناتمام دل سے دور کرو ایک زمانہ قید مین طلسم کشا کو گذرا افراسیاب نے کیا کیا کد و کاوش کی تھی دیکھیے
مین لشکر کے کیسی کیسی کوشش کی آخر کیا کر سکا خواجہ نے اسد غازی کو رہا کر لیا جبکہ اس حیلہ سے موت
آئی ہو اسکو کون بچائیگا نوشتہ پیشانی پیش آئیگا ایک جانب جو ہمراہ جانے کو اسد نامدار کے قرار
پائے ہین اُنمین کمربندی کے سامان ہین خاص بارگاہ باغبان قدرت پر ساٹھ ہزار جوانان تیغ زن
سر فروش بادۂ جرأت سے مدہوش اُترے ہوے ہین اسباب سفر تیار کر رہے ہین شام صرصر شمشیر زن
پھرتی پھراتی داخل لشکر اسلام ہوئی صورت تبدیل کر کے ایک ضعیفہ فقیرنی بنی دیکھتی بھالتی سامنے
بارگاہ ملکہ لالان خون قباد بارگاہ ملکہ سہ جبین الماس پوش کے آئی دیکھا در بارگاہ ملکہ سہ جبین
الماس پوش پر سرداروں کے جاؤ حاجب دربان بعد شوکت و شان دست بستہ حاضر ہین جب صرصر آگے
وہان سے ٹھری سمت بارگاہ ملکہ لالان خون قبا آئی دیکھا یہان بھی ہاتھا کا بند و بست ہے لیکن ایک مرکب
باد رفتار باساز و یراق مرصع کار کو ایک سائیس باگ مین ہاتھ ڈالے ہوے ٹہلا رہا ہے صرصر نے ایک سپاہی
سے سوال کیا لشکر اسد نامدار مین ایک ایک فیاض سخی بہادر جری جیسے آقا ویسے ملازم بھی ہین اس
مرد سپاہی نے ایک دوانی نکالکر صرصر کو دی اور کہا بڑی بی ٹھری رہو طلسم کشا اس محل مین گئے ہین
تھوڑی دیر مین برآمد ہونگے ہم لوگ بخشا لیسا کچھ ملیگا اپنے بال بچون مین بیٹھکر کھانا اس صلے مین
گھڑی گھڑی نہ آنا صرصر تو ایک عیارہ مکارہ آتا سدا جو پایا ہشیار رکھے دین پر بیٹھ گئی کہا میان سپاہی
صاحب اس بارگاہ مین کون سی بی بی ہین سنا ہے کہ یہان طلسم کشا کے دو محل ہین ایک بادشاہ کی بیٹی
اور ایک خداوندزادی سپاہی نے جواب دیا بڑی بی معاف ہر کوئی خداوند نہین اُسکا شہنشاہ لاو
لقب ہی خداوند کہنے والا بے ادب ہے جناب افصح الفصحا و ابلغ البلغا ناظم بے نظیر فلک سریر مرزا دبیر صاحب
اعلی اللہ مقامہ سخنوران بلاغت گستر کو کس لطف سے نظم فرما گئے ہین رباعی نادان کہان دل کو خردمند کہین

پابستۂ وضع کا پابند کرن + اک روز خدا کو منہ دکھانا ہے دبیر + کس منہ سے مین بندۂ خداوند کہون
بڑھیا نے کہا میان سپاہی صاحب توبہ ہوئی ہم ان باتون کو نہین جانتے دختر شہنشاہ جادو کی بارگاہ
مین سے آج مین شب کو یہین آرام فرمائینگے سپاہی نے کہا کل بوقت سحر وہ آفتاب عالمتاب سپہر جلالت
ملکہ تاز میدان جرأت ہمارے شہریار اسد نامدار کوچ کرینگے آمادۂ سفر ہین دوپہر یہان تشریف
رکھینگے بعد دوپہر بارگاہ فلک اشتباہ ملکہ مہ جبین مین تشریف لیجائینگے بوقت سحر آمادۂ سفر
ہونگے یہ خبر جو اڑتی ہوئی صرصر نے پائی پہر رات گئے گرتی پڑتی وہان سے اٹھی سامنے بارگاہ ملکہ
مہ جبین کے آئی دیکھا اکثر کنیزین گھبرائی ہوئی باہر آتی ہین چوبدارون سے کچھ پوچھتے چلی جاتی ہین
بعد عرصۂ دراز ایک ماہ پارہ بصد ناز اندر سے نکلی پکارتی ہوئی میان نمود ہے صاحب ذرا بڑھکے دیکھو
تو تشریف لانے مین طلسم کشا کے عرصہ کیا ہے سرفت محمد دار بن پڑے تو کہلا بھیجو کہ وقت خاصہ
تناول فرمانے کا قریب ہے ملکہ عالم بکاول کو حکم دیکھین دسترخوان اب بچھا چاہتا ہے ملکہ ہماری انتظاری
مین ہین یہ سنکر صرصر آگے بڑھا واسطے خبر کے چلا وہ کنیز نوجوان تراق پراق خوش مزاج ایک ایک پر
گھڑی پھبتیان کہہ رہی ہے کسی کا منہ چڑھا دیتی ہے کبھی کسی سپاہی کو پکارتی ہے بڑے بھیا میان کیسا پہرا
دیتے ہو بیٹھے ہوئے اونگھ رہے ہو اور طلسم کشا کا وقت قریب ہے کل خانصاحب کی وردی چھین چلی
گیدان پر جرمانہ ہوا رسالدار کی بدلی ہوئی تم کیسے بےخبر ہو ہوشیار نہین ہیجتے اگر کوئی نوجوان سامنے
آیا اوسپر پان کا اوگال پھینک مارا اوسنے پلٹ کے دیکھا یہ قہقہہ مار کے ہنسی وہ بھی ظریف تھا اسنے
کہا کون وصیلے پھینکتا ہے یہ طرار و طرار ہنسکر جواب دیا میان جیسے یہان ہیرے ہوتے ہین اوسکے یہان چھیلے
آنے مین تمھاری ظرافت پر تھوک ہے صرصر نے جو اس کنیز کو بیقرار پایا چند قدم وہ بارگاہ سے باہر بھی
نکل آئی صرصر نے بڑھکے سوال کیا بی بی حسن و جمال کی ترقی رہے چاہنے والون کی بڑھتی رہے
یہ بڑھیا بھوکی ہے کچھ کھلوا دیجیے کنیز نے انگیا مین سے چونی نکالی کہا لے بڑھیا صرصر نے کہا واری مین
بھوکی ہون یہ لیکر کیا کرونگی ایک رکابی پلاؤ کی دو روٹیان خمیری دلوا دیجیے اپنی کچھ جیون جیاتی ہم
ہو کنیز نے کہا او بڑھیا ٹھہری رہ مین تیرے لیے لاتی ہون یہ کہکے دھم دھم دوڑتی ہوئی اندر گئی ایک
طباق پلاؤ کا لیکر نکلی وہین سے پکارتی ہوئی او بڑھیا کہان گئی صرصر نے دعائین دین کہا حضور
اس درخت کے نیچے چلی آئیے میری نواسی بیٹھی ہے کنیز طباق لیے ہوئے دس قدم آگے بڑھی تھی

کہ صرصر نے حلقہ کمند کا ڈالا گرتے گرتے بیہوش کیا نالہ پکڑ کر کنارے کھینچ لائی لباس اور زیور اتار لیا
رنگ و روغن عیاری کا نکالا اسی کنیز کی صورت نیلے بنا ہوئی دوڑتی ہوئی طرف بارگاہ کے چلی مگر
دلمیں سوچتی ہے کہ جسکی صورت بنی اسکا نام نہ دریافت کیا جیسے ہی قریب دروازہ کے گئی اس سے سب
سپاہی جو بیٹھے ہیں جمعدار نے کہا بی غنچہ دہن تم کہاں گئی تھیں اب تو تمہاری آنکھ نہیں لگتی صرصر نے کہا
جمعدار صاحب ذرا اپنے ہوش درست کیجیے میں کسیکی لونڈی باندی نہیں ہوں یہ کیا آپ نے کہا کہ آنکھ نہیں
لگتی میں ویسی سنگار کرنے والی نہیں ہوں ایک کونے میں بیٹھی رہتی ہوں بی نرگس کیطرح نظارہ بازی میرا
شیوہ نہیں ہے میرا نام غنچہ دہن ہے میں ایسے ویسے سے بات نہیں کرتی اسی طرح تراق پراق کرتی جھڑتی
ایک ایک پر پھبتیاں کستی ہوئی اپنی ہوا باندھتی ہوئی صرصر اندر پہونچی دیکھا بارگاہ آسمان جاہ ملکہ
مہ جبین کی کس حسن و خوبی سے آراستہ ہے جا بجا جھاڑ کنول قندیلیں مثل قطرہائے نور لٹک رہی ہیں سامنے
مسند جواہر نگار فرش دیبائے رومی مسند پر ملکہ مہ جبین گرد پریزادان در در گوش ایک ایک سرو قد غنچہ دہن
گل پیرہن شیرین عذار ماہ رخسار صاف ثابت ہے کہ بیچ میں ماہ تابان گرد ہجوم سیارگان مگر ملکہ مہ جبین نے
پوچھا کیوں غنچہ دہن کچھ دریافت ہوا اسنے میں طلسم کشا کے کیا دیر ہے معلوم ہوا یہ بھی ہماری تقدیر کا
پھیر ہے خاصہ ٹھنڈا ہوتا ہے بوقت سحر قصد سفر ہے آج کی شب نہیں معلوم کیا مدنظر ہے غنچہ دہن کو اتنا
جو ملکہ نے منہ لگایا طریقہ کلام کرنے کا ہاتھ آیا کہا ماری میں ابھی وہیں سے آتی ہوں مجکو ایک چوبدار
نے خبر دی طلسم کشا نہیں ٹھہرے تھے بی لالان خون قبا نے دامن تھام لیا رونے لگیں کہا آج
ہماری بارگاہ سے نہ جائیے خاصہ ہمارے ساتھ نوش فرمائیے اسوجہ سے شاید طلسم کشا ٹھہر گئے
لیکن ۔ انکار کیا کہ میرے خاصہ کا وقت نہیں ہے اپکا اگر برا خیال ہے مگر عورت اگر ایسی ہو مرد کیا کرے
رونے لگیں دامن نہیں چھوڑتیں نسخے سجاتی ہیں ناز و نخرے دکھاتی ہیں ہزار طرح مرد کا دل
ببلاتی ہیں مہ جبین نے کہا بوا میں ان باتوں کو کیا جانوں انکا جی چاہے آئیں خواہ وہیں تشریف
رکھیں مجھے انکی خوشی سے کام ہے یہی خوف ہے الہی تیرا لطف ہو با شاد و خرم چلی کچھ اور خرابی نہ ہو یہ
کہکر دوسری کنیز کو آواز دی ہائے گل رخسار دیکھ تو خواجہ عمرو کہاں تشریف رکھتے ہیں وہ کنیز عمرو
کو بلانے چلی صرصر گھبرائی وہاں سے اٹھکر ایک گوشہ میں آئی دیکھا تو عمرو سامنے سے آتا ہے
ایک ایک کنیز پر نگاہ ڈالتا ہوا صرصر نے جلدی سے لوٹا پانی کا بھر لیا پاخانے میں گھس گئی ملکہ جبین

نے اُٹھکر سلام کیا خواجہ نے سر سینہ سے لگا لیا مہ جبین نے سر جھکا کر کہا دیکھیے نانا جان ابھی
تک آپ کے صاحبزادے تشریف نہیں لائے ہیں گھبرا رہی ہوں ہول کھا رہی ہوں الٰہی خیر ہو
دشمنوں کو کوئی صدمہ پہونچے آپ ہی فرماتے تھے کہ افراسیاب ابھی یہیں ہے نہیں گیا کوہ بلور
پر ٹھہرا ہوا ہے لوح کی اُسکو بڑی فکر ہے آئندہ پھر صحبت میں یہی ذکر ہے مناسب ہو تو آپ تشریف لیجا کر
اُنکو سمجھائیں کہ آج کی شب احتیاط لازم ہے آپ یہاں تشریف لائیں خاصہ نوش کر کے آرام کریں
سفر دور دراز در پیش ہے نانا جان مجھکو بڑا پس و پیش ہے عمرو نے کہا بیٹا شام سے مجھکو بھی فکر تھی
لشکر میں یہ وقت آیا سارا لشکر چھانتا پھرتا ہوں اسی خیال میں کوئی عیار بھی نہ آئے چالاک وغیرہ
بھی بازار میں موجود ہیں راہیں لشکر کی مسدود ہیں انشاء اللہ کل ضرور سفر ہوگا عمرو یہ کہکے بھاگ کر
مہ جبین کو باہر گیا اب عمرو کو بخوبی اطمینان ہو گیا اس خیال سے کہ اس وقت تک میں
بارگاہ مہ جبین میں ہو آیا سب کنیزوں کو دیکھ لیا بعد جانے خواجہ عمرو کے صرصر پاخانے سے
نکلی جی میں کہتی ہے اگر اس وقت کچھ کام نہ کیا پھر شب بھر کچھ نہ ہو سکیگا کلیجہ پر پتھر رکھ کے سامنے ملکہ مہ جبین
کے آئی کہا وہ ری اُس وقت میں بھول گئی تھی اب اور ایک بات یاد آئی ہے ایک چیز راہ میں مینے
پائی ہے یہاں عرض کرنے کے لائق نہیں حضور تخلیہ میں چلیں تو میں عرض کروں مہ جبین اُٹھ کھڑی
ہوئی صرصر کو اپنی کنیز خاص ہمدم باختصاص جانکر ہاتھ تھام لیا پردہ اُٹھا کے اس خیمہ میں آئی جہاں
چھپر کھٹ لگا ہوا ہے صرصر نے کہا حضور بیٹھ جائیے ابھی ایک کیدان کہتا تھا لالاان خون قبا کو سفر
میں ساتھ لیجائینگے فرماتے ہیں اُسکا باپ تک انتقال کر چکا وہ یہاں دشمنوں میں کسکے پاس رہیگی
صدمہ تنہائی سہیگی یہ سنکر ملکہ مہ جبین غصہ میں کانپنے لگی کہا او غنچہ دہن میں اس سلطنت کو
خاک میں ملا دونگی تو نے مجھے جلانے کہا خواجہ عمرو تشریف لائے تھے میں اُنسے کہتی کہ حضور میں
یہاں رہ کر کیا کرونگی مجھکو میرے وارثوں میں طرف کوہ عقیق کے روانہ کر دیجیے اگر بی لالاان کو ساتھ
لیجائینگے تو بہت پیچ اُٹھائینگے مجھکو زندہ نہ پائینگے صرصر نے جب دیکھا ملکہ کو غصہ آگیا چہرہ سرخ ہو گیا
برگ گل سے ہونٹھ کانپ رہے ہیں خاصدان سے گلوری نکال کر کہا حضور غصہ نہ کیجیے کہنے والے جھوٹ
سچ بات اُڑا دیتے ہیں طلسم کشا آپ کے نام کے عاشق ہیں لالاان کو کبھی ساتھ نہ لیجائینگے یہاں
تشریف لائینگے ہوتے ہی بخوبی سمجھائینگے غصہ میں منہ خشک ہو گیا گلوری نوش فرمائیے ملکہ نے

گلوری کھائی پان کھاتے ہی کلیجہ خون ہو گیا گھبرا کر کہا ارے میرے کلیجہ میں آگ لگی غنچہ دہن یہ کیسی
گلوری تھی زبان جلنے لگی یا ایک سلاخ آہن کلیجہ میں بھر گئی صرصر نے کہا انگلے شعلے ملا اٹھی بیہوشی
کام کر چلی تھی اتنا کہکر گری اور بیہوش ہوئی صرصر کی ہاتھ پاؤں میں رعشہ عیاری تو کی مگر ہوش اڑے ہوئے
دل سے کہتی ہے ایسا نہو ساربان زادہ آ جائے فوراً پہچان لیگا لیکن اب جو کچھ ہو سو ہو جو اس عیاری میں سر
ہتیلی پر رکھا ہے ت کا مزہ چکھا اگر لوح لیلی ساربان زادہ عمر عیار دیکھ لے سو چکر ملکہ مہ جبین کو گود میں
اٹھایا چھپرکھٹ کے نیچے سلا دیا ہی بیہوشی کی دماغ پر چڑھا دی اوپر چاندنی وغیرہ ڈالکر چھپا دیا
رنگ روغن عیاری کا نکالکر شکل مہ جبین الماس پوش تیار ہوئی ہنستی ہوئی باہر نکلی کنیزیں
سب حاضر تھیں کسی نے پوچھا حضور غنچہ دہن کہاں گئی صرصر نے تیور بدلکر کہا تم ہماری اتالیق
ہو ہمنے کہیں بھیجا آ جائیگی وقت پر یا نہ آئیگی تمہیں کیا فکر پڑی ہے اور شغل گفتگو زبان ہلانا دشوار ہوئی
جو مناسب جانتے ہیں وہ کرتے ہیں مصرع امور مملکت خویش خسروان دانند سب خاموش
ہو رہیں اب صرصر مسند پر آ کر بیٹھی لیکن عمرو کے خوف سے دل کانپتا ہے خیال میں ہے کہ ای
صرصر دیکھیے آج کیونکر جان بچتی ہے لیکن ابھی عمرو آیا تھا چلا گیا یقین ہے کہ انتظام میں مصروف ہو
اپنے نزدیک بی صورت نگار نے بڑا کام کیا اس مقام پر ہوتیں تو معلوم ہوتا دیکھیے فلک کیا دکھاتا ہے
کسطرح کا سرکہ پیش آتا ہے طلسم کشا بھی تعلیم کردہ عمرو ہے صاحب شوکت افسر فخر شاہان روزگار
نیزدار وہم عیار اس فکر میں بیٹھی تھی کہ کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں عرض کی کہ حضور طلسم کشا صاحب
آتے ہیں صرصر نے حکم دیا بکاول کو بلاؤ جلد دسترخوان آراستہ کرے فوراً دسترخوان بچھا کھانا مائدہ
چنا گیا آپ سر جھکا کر بیٹھی عطر کی روئی آنکھوں میں لگالی آنسو بھر آئے یکایک دولت بسم اللہ الرحمن الرحیم
کی صدا بلند ہوئی رعب سکندری و حشمت جمشید ورود مسعود ہوئی کنیزیں واسطے استقبال کے دوڑیں دو چار نے
عرض کی حضور برائے استقبال چلیے طلسم کشا بارگاہ میں آ گئے صرصر نے کہا میں تو دسترخوان
پر بیٹھ چکی دسترخوان سے اٹھنا بڑا گناہ ہے آتے ہیں تو آنے دو آپ چلے آئینگے کہ دیکھا سامنے سے
یکہ تاز میدان جلالت شہسوار معرکہ شوکت و حشمت آفتاب عالمتاب آسمان جرأت ماہ تابان فلک
سطوت و صولت شاہباز اوج جانبازی اسد بن کرب غازی مسلح کمال تمکین صرصر نے دیکھا
ماہ حسن اسد غازی کا کمال ہے یہ حقیقت میں جاہ و جرأت و لیاقت کا رہبر ہے جاہ و جلال

دیکھکر ٹھٹھر گئی لیکن سر جھکائے بیٹھی رہی اپنے مقام سے جنبش نہ کی اسد غازی نے دیکھا ملکہ سر خم
کیے بیٹھی ہیں آنسو بھی آنکھوں میں بھرے ہوے سمجھے کہ ملکہ رنجیدہ ہیں قریب اُسکے بیٹھے کہا کیون
ملکۂ عالم خیر تو ہے مزاج کیسا ہے صرصر نے آنکھ چار نہ کی کہا صاحب خاصہ نوش فرمایئے مجھے زیادہ نہ
ستایئے میں نے آپ کے ساتھ کھانے کی ناحق عادت کی بھوک کے مارے دم نکلا جاتا ہے مگر ناچار
دسترخوان لیے بیٹھی ہیں اب تو خاصہ نوش فرمائیے آتے ہونگے ہم ناحق اپنی جان دیتے ہیں آپکے یہان
کھانا بھی عمدہ پکتا ہوگا وہ خداوندزادی ہیں یہان روکھا پھیکا آپ سے کاہیکو کھایا جائیگا اسد نے
دامن سے اشک پاک کیے کہا ملکہ تمھین ناحق کو ملال ہوتا ہے میں نے تو ابھی کھانا نہیں کھایا کہو کھائیں
کہو نہ کھائیں ملکہ نے کہا ہان صاحب بہانہ منظور ہے میرا اتنا کہنا ٹونگا ہوگیا اب ہاتھ بڑھایئے باتیں
نہ بنایئے اسد نے خاصہ نوش کیا صرصر بات بات میں ٹالتی گئی بعد خاصہ کے صرصر نے کہا ہمکو نیند آئی
ہے اسد نے کہا ملکہ کا ہے کو سوؤگی یہ شب غنیمت ہے کل روز فرقت ہے تمھاری یاد میں بیقرار رہینگے صدمۂ ہجر
سہینگے صرصر تو ایک بلاے روزگار ہے جواب دیا صاحب صبح کو جو کچھ ہوگا ہو جائیگا ان دھڑکون میں جان
گئی یہ کہکر طرف تخلیہ کے چلی اسد غازی ہمراہ کنیزین ٹھہر گئیں اس خیال سے کہ عاشق و معشوق جاتے
ہیں کنیزون میں جا بجا چرچا ہے شاہزادے کے دم قدم سے بڑی آبادی تھی کل اس بارگاہ میں سناٹا
ہو جائیگا خدا اس سفر کا آل نیک کرے دیکھو صاحبو آج ہی سے اُداسی پائی جاتی ہے خود بخود طبیعت گھبراتی
ہے مگر صرصر ربط و ضبط دکھاتی ہوئی شرماتی ہوئی ساتھ اسد غازی کے تخلیہ میں آئی چھپر کھٹ پر بیٹھ گئی
اسد نے چاہا گلے میں ہاتھ ڈالے صرصر نے کہا صاحب بیٹھو ایک جام شراب کا نوش فرماؤ آرام کرو
دو پہر سے زیادہ شب گذر چلی ہے صبح کو تیاری سفر ہے ہزار طرح کا خوف و خطر ہے اسد سمجھے ملکہ کا جی چاہتا ہے
گلابی کھینچی جام لبریز کیا ملکہ کو دیا صرصر نے دو قطرے پیے گھمائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا لیجے حضور
آپ نوش کیجے اسد نے بلا تکلف جام پی لیا نہ سمجھا کہ یہ جام زہر ہے موج شراب سانپ کی لہر ہے پی گیا
پیتے ہی دم گھبرایا کہا ملکہ یہ کیسی شراب ہے پیتے ہی کلیجہ کباب ہو گیا دل بیتاب ہو گیا صرصر نے کہا
صاحب گرمی میں آئے ہو ذرا آنکھ کھولو فرحت تازہ سرور بے اندازہ حاصل ہو تسکین دل ہو اسد
یہ کہکر اُٹھے خدا خیر کرے دشمن کا دور ہے یہ رنگ بیطور ہے قصد کیا تھا کہ مہ جبین کا ہاتھ تھامیں یہ
دل کو یقین ہو چکا تھا کہ اسی شراب میں فتنہ ہے بے سمجھے پی لیا حق کا قصد ہے یہ کہتے کہتے شاہزادہ

اور گھبرایا چپرکھٹ پر گر کر بیہوش ہوا اسوقت صرصر کی خوشی پھولون نہ سماتی تھی جامہ سے باہر
ہوئی جاتی تھی مگر خوف جان لرزان ترسان باہر بارگاہ کے مستعد جنگ رہا ہی حاضر باش و ناظر باش
کی صدا آتی ہی صرصر نے لوح گلے سے اسد غازی کے اُتاری باحتیاط رومال مین لپیٹکر اپنے پاس رکھی قصد
ہوا کہ طلسم کشا کو بھی لیچلون بارگاہ مین روزن کرکے دیکھا تو سوہی طلسم کشا کی بارگاہ ہی ہزار ہا ساحر گرد
پھر رہا ہی پرندہ پر نہین مار سکتا وہ ذرہ سی کیا لیاقت ہی گھبری ہوکے سوچنے لگی دل سے کہتی ہے اری صرصر
طلسم کشا کا لیجانا دشوار ہی کدھر سے جاؤن تابکوہ طور لیکر پہونچون اگر کسی نے دیکھ لیا زندہ بچنا
مشکل ہوگا گھبرا کے صحن بارگاہ مین آئی ستارون پر نگاہ ڈالی صاف ثابت ہوا کہ ستارہ سحری چمکا چاہتا
ہی یہ خیال ہوا کہ شب اسی مقام پر بسر کیجیے گذشتہ بارگاہ مین چھپ رہیے مگر سوچی عیار طلسم کشا کا ضرغام
شیردل واسطے جگانے نماز کے آئیگا جب اسد کو بیہوش پائیگا فوراً ہنگامہ برپا ہو جائیگا پھر جان بچکو نگی
آخر چھری خنجر کی نکالی ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگانا شروع کی انگلیون سے قطرے خون کے ٹپکنے
لگے لیکن جان دیے ہوئے کھود رہی ہی چند عرصہ مین زیر سایہ نخل دہنہ نقب کا توڑا سر نکالا دیکھا
معلوم ہوا یہان سناٹا ہی گرد مین آئی ہوئی نقب سے نکلی صحرا کا رستہ لیا طرف کوہ طور کے روانہ ہوئی
یہان اسد غازی چپرکھٹ پر بیہوش پڑے ہین کہ صداے مرغ سحر بلند ہوئی عمرو پہر رات رہے تک
لشکر مین پھرا قلیل رات باقی تھی کہ جاکر لیٹا لیٹتے ہی خواب پریشان دیکھا گھبرا کے اٹھا باہر اپنے خیمے
کے آیا دیکھا ستارہ سحری چمک چکا ہی الیان طلایہ پلٹ رہے ہین سجادے جابجا بچھے ہین سرداران
لشکر وضو کر رہے ہین عمرو کو دیکھکر سردارون نے سلام کیا عمرو نے کہا یارو خدا خیر کرے مین نے
ایسا خواب پریشان دیکھا کہ حسبتہ دیا ایک خدمتگار سے اشارہ کیا برق فرنگی و ضرغام
شیردل و جانسوز مین قران و چالاک کو جلد لاؤ مین جب تک واجب خدا کو ادا کرون دو رکعت
نماز پڑھون عمرو نے تعجیل نماز سے فراغت کی پانچون عیار سامنے آئے عمرو نے کہا اے خوش انجام
بیٹا ضرغام شب کہان بسر کی ضرغام نے عرض کی مین دردولت ملکہ مہرجبین پر تھا عمرو نے کہا
کچھ افتاد پڑی جلد بارگاہ ملکہ مہرجبین پر چلو پانچون عیارون کو ساتھ لیکر بارگاہ ملکہ مہرجبین
آیا دیکھا پہرہ دار لیسا دل کمیدان رسالدار بڑے بڑے سردار حاضر ہین باغبان قدرت بعد صولت
وشوکت مسلح علم سیاب سحر سے درست چالاک وچست مثل باز منتظر ہی کہ اسد غازی برآمد ہو

سویرے سے نکل چلیں دس بارہ کوس پر جا کر مقام کریں کہ عمرو سامنے سے آیا باغبان واسطے تسلیم
خم ہوا دست بستہ عرض کی حضور جا کر طلسم کشا کو جلد بیدار کریں زبانی مخبر کے ثابت ہوا وہ ماہ تابان
برج تخلیہ سے ساطع و لامع نہیں ہوئے عمرو نے کہا ای باغبان دیکھوں خلاف کیا ہو کہا ہر صورت
اسعد نامدار دیکھوں تو دل کو قرار آئے باغبان نے کہا کیوں خواجہ کیا ہوا عمرو نے کہا خواب میں بخت
خوابیدہ بیدار ہوا گھبرا کے جاگ اٹھا یہ کہتا ہوا عمرو اندر بارگاہ کے پہونچا دیکھا جبین جلیس کنیزیں
پڑے باندھے کھڑی ہیں عمرو نے دلارام وزیرزادی سے پوچھا آج کیا ہے شاہزادہ بیدار نہیں ہوتا
بلکہ سب سے سویرے اٹھتی ہیں دلارام نے عرض کی رات کم باقی تھی جب آرام فرمایا ہے جدائی کا
شاہزادے کی ملکہ کو خیال تھا قلب پر ہجوم غم و ملال تھا عمرو قریب پردے کے آیا اول آواز دی جب
صدا نہ آئی عمرو پردہ اٹھا کر اندر آیا دیکھا صورت مصیبت ظاہر ہوا کیلے اسعد نامدار چھپر کھٹ پر بیہوش
پڑے ہیں عمرو نے ایک چیخ ماری مہرخ و بہار کو خبر پہونچی دوڑی ہوئی آئیں اسعد غازی کو ہوشیار کیا
اسعد گھبرایا ہوا اٹھا پہلے عمرو نے لوح کو پوچھا اسعد نے گلے پر ہاتھ ڈالا لوح کہاں تھا جو ہمراہ ہوا فرش پر
عمرو نے بیقرار صرصر کا پوچھا ملکہ مہرخ رونے لگیں بیقرار ہو کر کہا خواجہ اپنی کنیز کو تو تلاش کرو عمرو نے کہا
غضب ہوا شاید مہ جبین کو بھی لیگئی کسی کنیز کی نگاہ پڑی کہا حضور دیکھیے چھپر کھٹ کے نیچے کیا ہو آج
دیکھا ملکہ مہ جبین کو بیہوش پایا مہ جبین کو بھی ہوشیار کیا گھبرا کر پوچھا بی بی یہ کیا حال ہے مہ جبین
گھبرا گئی چار جانب دیکھتی دلارام نے کہا دری طلسم کشا کے ساتھ خاصہ نوش کیا تھا مہ جبین نے کہا
مجھے نہیں معلوم عمرو نے کہا صاحبو ہم سے پوچھو جب میں بارگاہ میں آیا تھا اسوقت مہ جبین اصلی تھیں
مگر صرصر کسی صورت پر بارگاہ میں آچکی تھی مجھکو دیکھکر چھپ گئی ہوگی بعد میرے جانے کے یہ آفت برپا
ہوئی اُسنے تخلیہ میں لیجا کر مہ جبین کو بیہوش کیا اسعد غازی کے ساتھ خاصہ نوش کیا لیکن کسطرف
سے وہ نکل گئی ہوا بھی کسی نے نہ دیکھا مہترقران کی نگاہ نقب پر پڑی کہا استاد دیکھیے نقب ہوئی
اسعد غازی کو نہ لیجا سکی لوح لیجا سکی یہ غنیمت ہوا اب تو تمام سرداروں میں ہنگامہ عظیم برپا ہوا نظم مصنف

کسی نے کہا آہ و اغربتا
شمال مصیبت ہوا بار ور
کہا رو کے مہرخ نے کیا خوف ہے

فلک بر سر ظلم و بدعت ہوا
سموم الم کیسی چلنے لگی
ابھی منزل جنگ کرتے ہیں طے

خزاں کا ہوا اس چمن میں گذر
ہر اک شاخ پر میوہ جلنے لگی
لڑائی کے آفات جھیلینگے ہم

بس اب جان پر اپنی کھیلینگے ہم
گئی لوح اب تو د افراسیاب
بہ تعجیل لازم ہو لشکر کشی
ہوائے خزان نے کیا زرد رو
گل لوح اس باغ سے لے گیا
دیا باغبان نے یہ رو کر جواب
جو مرضی ہو خلاق لیل و نہار

مصیبت کے اب سنگ پیش ہیں
خوشی اسکو یان ہو کوئی ہے غضب
بہار اولو العزم نے جھوم کر
گل عیش کی ہم سے سونگھی نہ بو
بس اب جان دینے پر آمادہ ہو
یہیں کیا جو ہو قلب کو اضطراب

نہایت قلق میں ہیں پس و پیش میں
بھلا دینگے ذکر اسے سرکشی
کہا باغبان سے کہ اے نامور
عجب داغ باغی ہمیں دے گیا
ملے لوح تدبیر ایسی کرو
بجز جان دینے کے کیا اختیار

مگر اے ملکہ عالم زندگی بیکار ہے لشکر میں قرنا ہو کہ ہندی کرا او لڑ بھڑ کر مرجائینگے طلسم ہوشربا میں نام کر جائینگے جملہ سرداران نامی و ساحران گرامی اسی بات پر آمادہ ہیں کہ آج لڑ بھڑ کر مر جاؤ ایک جانب سے ملکہ سرخ مو سلاسل کشا ایک سمت سے ملکہ ہلال سحر افگن و خورشید زرین سحر و رعد و برق لامع و ستار قدرت و ملکہ گلزار چشم و زیور چشم و ملکہ مخمور سرخ چشم سب سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر آمادہ مرگ و مہیاے فنا ہوے ہر چند عمرو غل مچاتا ہے کوئی نہیں سنتا ہے ایک کا یہی قول ہے کہ خواجہ اب آپ دخل نہ دیجیے جو آپ کا کام تھا بجا لائے یعنی جانبازی بہ سرفروشی بہ عیاری بجرأت اسکو پورا کیا ہم لوگ سب بدنصیب اپنا کیا اختیار اب اسد نامدار کو بیہوش کر کے زنبیل میں رکھ لیجیے طرف کوہ عقیق کے چلے جائیے ہم سب لڑ بھڑ کے جان دینگے اب ہم مایوس ہوے لوح طلسمی گئی ایسے مقام پر افراسیاب رکھیگا کہ طائر وہم و خیال نہ پہونچ سکیگا کیونکر بعد دل کو پاس ہو فتح سیماب سے لوح گئی آپ شہنشاہ اولوالعزم کو کیا انشاءاللہ کس تدبیر دلپذیر سے لوح لاسے اب شہسوار قضا و قدر ہی آپ کی کیا خطا ہمارے بخت واژگون و طالع نگون نے یہ روز سیہ دکھایا اگر ہم نہ جائینگے افراسیاب جادو لوح مقام محفوظ پر رکھکے خود لشکر کشی کریگا ہم اُسکے لشکر کا بار سنبھال سکینگے خود اقدام کرنا بہتر ہے عمرو نے ایک ایک سردار کو گلے سے لگایا کہا تم جان نثار و سرفروش ہو اتنا تامل کرو کہ میں جا کر واپس آؤن اگر مین پاتا تو لوح لیکر آتا ہون جب مجھسے کچھ نہ ہو سکے اسوقت میں تمکو اختیار ہے مہتر چالاک و مہتر برق فرنگی نے بھی جملہ سرداروں سے دست بستہ کہا حقیقت میں استاد بہت معقول فرماتے ہیں ابھی صرصر لوح لیکر گئی ہے ہم سب جانتے ہیں کیا عجب کہ راہ میں ملجائے ورنہ انشاءاللہ سامنے افراسیاب کے عیاری کرینگے از کوہ طوطا یہ باغ سب جانتے لوح لے دے سے بچھا

نے حضور نکلے جب سن لینا ہمارے عیار جانباز مارے گئے جو مناسب ہو کر گذرو ہم خوب جانتے ہیں آپ سب صاحب نام پر مرتے ہیں اب سب سے زیادہ کام یہ ہے کہ طلسم کشا کو ہوا ایسے کیجئے ایسا نہ ہو وہ خنجر لیکر اپنی جان ضائع کرے سب مرا ہی ہے کبھی فتح کبھی شکست عشق سے بندوبست ضرور ہے وہ حالت کہ ملکہ اسیر قفس ہو ... ہوئے ملکہ صرصر اسد غازی کو بھگاتی ہوئی سب سواروں کو لیکر داخل بارگاہ ہوئی خواجہ نے فوراً صورت بدل عیاروں سے اشارہ کیا اپنی اپنی صورتیں مختلف طور سے تبدیل کر کے طرف کوہ طور کے چلو وہ کلمہ افراسیاب جادو کہیں بیان ہوتے ہیں غزل استاد کمال صاحب

گھر ہو وحشت کا دل دیوانہ ایسا چاہیے ‏ خاک ہی اڑتی رہے ویرانہ ایسا چاہیے

دل میں تو ہو رونق کاشانہ ایسا چاہیے ‏ یار ایسے گھر کو صاحب خانہ ایسا چاہیے

آنکھ ادھر اسکی رہے یارانہ ایسا چاہیے ‏ رام آہو کو کرے دیوانہ ایسا چاہیے

زندہ ہو جائے تغافل کا ترے مارا ہوا ‏ یار کوئی ناز معشوقانہ ایسا چاہیے

قبلۂ خوبان عالم ہو وہ دل اللہ دے ‏ بت جسے سجدہ کریں بتخانہ ایسا چاہیے

آپ چشم مست ساقی اپنے بوسے دے مجھے ‏ لب بلب خود چھلکے پیمانہ ایسا چاہیے

رات فرقت کی بڑی ہوتی ہے اے افسانہ گو ‏ آ سکو کم کر دے کوئی افسانہ ایسا چاہیے

یار کی زلفوں کو مشاطہ نے سلجھایا تو کب ‏ کھو دے میرے دل کی الجھن شانہ ایسا چاہیے

سبزہ میں لوٹے جان سے تشنہ بجکا شک ‏ عاشق گریاں کو آب و دانہ ایسا چاہیے

یوں کسی پردہ نشین کی کیجیے پردہ دری ‏ خود کہے وحشت جنون دیوانہ ایسا چاہیے

دست ساقی میں اشارہ کر رہا ہے شیشے جام ‏ مو بہ مستو خندۂ مستانہ ایسا چاہیے

ڈھیر سے عاشق کے پکر طور پر بجلی گری ‏ کیوں تجھے اے جلوۂ جانانہ ایسا چاہیے

جو شرر اٹھا دل سوزاں سے دل ہی پر گرا ‏ شمع ایسی چاہیے پروانہ ایسا چاہیے

کافر و مومن جسے دونوں ندا پا کر سکیں ‏ برہمن محبکو بت بیگانہ ایسا چاہیے

ہجر کی شب تیرہ بختی کو ہماری اے فلک ‏ دیکھکر شمس دے چراغ خانہ ایسا چاہیے

دیکھکر دل آنکھ کو کہتا ہے دل کو چشم یار ‏ مست ایسا چاہیے دیوانہ ایسا چاہیے

گر پڑے بجلی رقیب روسیہ پر او ترب ‏ کوئی تو انداز بیتابانہ ایسا چاہیے

ہائے کیوں اس جان کے دشمن کو دل دیتا تھا میں	کاش کوئی دوست ہو کہتا نہ ایسا چاہیے

افراسیاب جادو ریحیز پر سر کوہ بطور اشتغال میں ملکہ صرصر شمشیر زن کے مع حیرت جادو بیٹھا ہوا حیرت کی
ای شہنشاہ صرصر بیچاری کیا کر سکیگی پر سے یہ ستے واسطے حضرت لقمان حکمت عمرو کے نام سے عاجز ہوئے وہ
کم حقیقت کیونکر دست انداز ہوگی اگر آپ حکم دیں میں جا پہنچے کو ہو چاہتی ہوں صرصر کی مدد کروں اگر اسکا ہاتھ
بے لوح ہو پہنچے اور عیاران طرار اسکو گھیر لیں میں انکو بچا دی چاہیں تو مرکر لونگی میرے ہاتھ سے نکو بچکے کہاں
جائینگے حکم سے سامری کے ذلت اٹھاینگے اگر شاید اسنے عیاری کی اور ہمارے میں عیاروں کے پھنس گئی ہو
سنکر بڑا ملال ہوگا افراسیاب نے کہا ای حیرت جادو تیرا جانا لشکر اسلام میں مناسب نہیں ہے ایسی صورت تا
و مسعود ہے کیا ہو کہ کذب جا بر سامری و جمشید کی خدائی میں آگ لگی خداوند لقا بے تقا جو جی چاہتا ہے
تقصیر کو بخشتے ہیں نہ کسی کی برائی سے مطلب نہ بھلائی سے کام اگر کوئی افتاد تجھپر پڑے یا عمرو ظالم اظلم گرفتار
کرکے کیسی ذلت و رسوائی ہو ابھی تک میری آنکھوں کے نیچے پھر رہا ہے مرشد زادے پر کس قیامت کے
کوڑے پڑے ہر چند میں نے اس خبر کو بہت چھپایا مگر پرچہ اخبار ہفتہ وار جو مطبع نامی و گرامی مسمی بہ اودھ اخبار
منتظم جسکے منشی نولکشور صاحب عالی وقار ہیں اس پرچہ میں مفصل و مشرح حالفظاً لفظاً یہ اخبار بہیئت
آلہ درج تھا خدا کی صحت اس مطبع نامی گرامی پر ختم ہے مہتمم مطبع کا علم ہے کہ جس خبر کو مفصل سنو
بہیئت درج کرو مہتمم صاحب لیق کار گذاران مطبع منیم اپنے مالک کے خیر خواہ صاحبان علم و فضل کا مطبع موصوف
مجمع ہے مطبع منشی نولکشور خانہ میں کام ترقی پر ہے ای حیرت اب خبر مخفی نہیں رہ سکتی تجھکو حکم دوں اور ذلت اٹھاؤں مگر دل
سے اگر مانا ہے کہ صرصر خاک چھانیگی ہماری بربادی کا اسکو بڑا غم ہے عمرو کی عیاری کا وہی جواب دیتی ہے یقین ہے کہ لوح
لیکر آئیگی سرہانے سے برف انداز و ابریق کوہ شگاف والا صنعت سحر ساز دہ جزہ حاضر میں قول افراسیاب
کی تصدیق کرتے ہیں مصور و صورت نگار کیسی ہوش درست ہوئے ہیں مصور کہتا ہے شہنشاہ اب عمرو
کی میرے ہاتھ سے قضا ہے بچ جاؤں تو اس بدبخت کا مزہ چکھاؤں اگر دیوانہ کرکے نہ مارا تو نام اپنا مصور سیو
سامری نہ رکھا افراسیاب کہتا ہے مرشد زادے اب تمکو پریوں قمر سے نکلے دونگا تمہاری ذات سے بڑی
برکت ہے جسے خیال آیا کہ فلک ستمگر کیا ہے کیا مذہب تباہ و برباد ہوا اور جادو کے پہنچنے حق سمجھ کیا ہفت اقلیم میں
مشہور ہو جائیگا کہ سامری پرستوں کے خداوند مسلمان ہو کر مارے گئے مسلمان اپنے مذہب کا اور زیادہ شرف بیان
کرینگے اسمیں کتنے ہونگے سامری پرستوں کا کیا بڑا مذہب ہے جو ہر ست خداوند لقا میں وہ بجا کہتے پھرتے ہیں ایک

خداوند مسلمان ہوگئے مصور نے کہا ہمارے گھر کا غلام تھا صرف خداوند نام تھا میں نے خود اسکو بددعا
دی تھی اسی کا یہ انجام ہوا افراسیاب نے کہا ساری خرابیاں خداوند لقا کر رہے ہیں انکو یہ سب ناگوار ہوا
کہ میں برائے قدمبوسی نہیں گیا مرشدزادے آپ گواہ رہیے میں اقرار کرتا ہوں اگر صرصر شمشیرزن لوح لیکر
آئے خداوند لقا کا پوجا پاٹ کرونگا خدمت میں آکی جاؤنگا طلسم ہوش ربا میں قدرت کو بڑی دھوم
سے لاونگا سارے طلسم کی سیر کراؤنگا قدرت کو بڑی ہوس ہے کہ ابھی قبلولات پر پہونچیں یہ کام میری
کوشش پر موقوف ہے جسدن قصد کرونگا اسی دن تخت ہوا پر سوار کرکے قدرت کو لیجاؤنگا قدرت کا قول
ہے جسدن بالائے قبلول جاؤنگا تعدیات رنگا رنگ کرکے مردوں کو جلاؤنگا افراسیاب یہ باتیں کرتا ہی
طرف لشکر اسلام کے نگاہ ہے کہ ایک دیکھا دور سے بونڈا لاگرد کا اڑا افراسیاب نے کہا کیا عجب ہے کہ صرصر
شمشیرزن آتی ہو لیکن راہ میں یہ سرگذرا عمرو جو جاتا تھا پانچ کوس لشکر اسلام سے نکل کے ایک پہاڑ پر آیا
دور سے دیکھا صرصر چلی ہوئی جاتی ہے عمرو سمجھا کہ ابھی لوح اسکے پاس ہے پہاڑ سے کود کر دوڑا لیکن صرصر
اتنا بڑا کام کرکے آتی ہے پشت پہلے سے ہوشیار جہاں پتہ کھڑکا بچہ کھٹکا سنبھل گئی چار جانب دیکھنے لگی اسنے
جو پلٹ کے دیکھا عیار معلوم ہوا دل سے کہتی ہے کہ اری صرصر یقین کامل ہے کہ عمرو آپہونچا اب تو صرصر تیز چلی عمرو
چاہتا ہے کہ اسکے برابر ہو پہونچوں ہزار دو ہزار قدم کا فاصلہ ہے نہیں پہونچ سکتا یہانتک کہ صرصر سامنے کوہ لاجورد کے
پہونچ گئی کہتا تو اسکو ہو چکا تھا دور سے آواز دی کہ شہنشاہ میں لوح لائی مگر انتہائی تھک گئی ہوں بانک
سنج گئے ہیں تجھے عیار تکتے ہیں یہ سنکر افراسیاب اٹھ کھڑا ہوا خود جست کرکے پہونچا صرصر کو گود میں
اٹھالیا کہا اے صرصر بڑا کام کیا لوح طلسمی لائی صرصر نے کہا لونڈی نے جان لڑا دی افراسیاب نے لاکر پہاڑ پر
صرصر کو اتار دیا ملاحیرت کی انیس جلیس حشمت کی ہمراہ والیاں صاحبان سرداران لبق سب نے آکر
صرصر کو گھیر لیا عمرو نے دور سے دیکھا کہ صرصر کو افراسیاب گود میں اٹھا لیگیا غش کی آئی پکڑ کر دیکھا کہ جلوہ
سنگاصرہ ہے تعجیل صورت تبدیل کرکے ایک ساحرہ حسین کی شکل بنکر تیار ہوا قریب پہاڑ کے گیا افشاں چنیں بیک
مبارک کہتا ہوا بالائے کوہ پہونچا ایک کنیز نے پوچھا تو تم کون ہو ہنسکر کہا خیلا دیوانی ہوئی ہے تیری آنکھوں میں
چربی چھائی ہے شمع رخسار میرا نام ہے محفل افروزی ہمارا کام ہے ہم نہ ہوں تو محفل میں اندھیرا رہے ہزاروں
اس شمع جمال کے پروانے ہیں سودائے زلف عنبریں میں دیوانے ہیں ہمیشہ ہمارا اعتماد السبتر قریب رہتا ہے
اسوقت ایسی گھبرائیں عمرو یہ کہتا ہوا غولوں میں ملگیا چلے تو عرصہ دراز تک ہنگامہ رہا افراسیاب نے کہا یارو

غل مچاؤ الیاس سنو عیاران اسلام آپہونچین صرصر نے کہا حضور سب عیار چل چکے ہین صحرا مین مین نے عمرو کو دور
سے دیکھا تھا جب تو مین نے غل مچایا وہ ضرور سا گیا ہوگا گھونگھا اچھلا وہ ہی ہوا کا پتلہ ہی لیجیے لوح تو اپنے پاس رکھیے
عمرو نے جو دیکھا کہ صرصر نے کمر سے لوح نکالی ہاتھ پر رکھکے افراسیاب کو نذر دی افراسیاب نے لوح کو رومال
مین لپیٹا تخت پر اپنے سامنے رکھ لیا صرصر سے حال پوچھ رہا ہے صرصر کیفیت عیاری عرض کرتی ہے عمرو کبھی داہنے
کبھی بائین حیران کہ کیونکر لوح طلسمی لون کون سی عیاری کرون افراسیاب ایسا ساحر زبردست گردو پیش
گھیرے ہوئے بیٹھے ہین افراسیاب نے فوراً ایک کاغذ اپنے ہاتھ سے لکھا جیب سے سونے کی تیلی نکالی اسکے
ہاتھ مین کاغذ دیا عمرو بچشم خود کھڑا دیکھ رہا ہے وہ تیلی کاغذ لیکر مثل برق آسمان مین ڈوب گئی کوئی نہ سمجھا
کہ افراسیاب نے یہ کیا حیلہ کیا عمرو چاہتا ہے کہ جان جائے مگر لوح ہاتھ آئے کبھی قصد کرتا ہے تخت پر
لوح رکھی ہے جھپٹ کے گر پڑون لوح اٹھاؤن مگر افراسیاب کا خوف دل سے کہتا ہے کہ عمرو افراسیاب
جلا کے خاک کر دیگا زندہ نہ جانے دیگا اس خوف سے عمرو کھڑا ہوا دیکھ رہا ہے مگر یہ خیال ہے کہ دو چار پہر یہ
یہان رہیگا کچھ عیاری کرونگا لوح نہ لیجانے دونگا عمرو دل سے یہ باتین کر رہا ہے کہ سامنے سے ایک زمیندار کو
دیکھا انگوچھا سر پہ دوہری ہٹ الی مارکین کی دھوتی آدھا جینو گلے مین پڑا ہوا کمبخت کے نام کی تلوار چاندی
کے تار کا اسپر کام کیا ہوا کوٹھی سنہری الٹی کٹھری کا قبضہ برچھی سی سپر پشت پر جھرووا جوتا پہنے ہوئے پہاڑ پر
چڑھ کر آیا غل مچاتا ہوا اے شہنشاہ دہائی ہے تحصیلدار کی بدعت سے آپکی رعایا تباہ ہوتی ہے فصل کی منگی
خشک سالی ہوئی ہے دانہ پیدا نہین ہوا اسپر یہ بالا پڑا تحصیلدار ظالم سے پالا پڑا اسامیان بھاگی جاتی ہین گویا
بیل کی پلک کلین کسی گھر مین لگیا باقی نہین تحصیلدار صاحب نے وارنٹ مع قرقی بھیجا ہے صبح سے آفت برپا
ہے زمیندار نے یہ باتین تمام نہ کی تھین کہ چپراسی بھی آکر پہونچا یہ چپراس کا گلے مین ڈالے کمر باندھے ہوئے
گرد پڑی ہی ویسی ہی غل مچاتا ہوا اسے کہان بھاگا جاتا ہے ٹھہر جا زمیندار نے کہا خداوند گسیان ملاحظہ کیجیے گھر بار کی
ٹھلیا لٹیا قرق ہو گئی اب نقد جان باقی ہے اسکے بھی لینے کے طالب ہین چپراسی نے آتے ہی کمر مین
ہاتھ ڈالدیا کہا حضور یہ گنہگار سرکاری ہے تحصیلدار کے سامنے سے بھاگا ربیع کی ادھگری باقی ہے خریف
دخریف کا بھی روپیہ ادا نہین کیا یہ بڑا سرکش ہے کئی مرتبہ قید خانہ سے بھاگا وارنٹ سے نکل گیا جمعدار
ابتک بچارے قید مین ہین دونون مین چاؤن چاؤن ہونے لگی افراسیاب ہان ہان کرتا ہے چپراسی
کہتا ہے حضور مین لیجاؤنگا آپ کون ہین جو دخل دیتے ہین زمیندار نے کہا ہمسے گسیان بادشاہ ان داتا

دونوں میں لڑائی موقوف نہیں ہوتی افراسیاب نے کہا تامل کرو ہم فیصلہ کیے دیتے ہیں دونوں جاکر
کنارے بیٹھے عمرو نے نگاہ ملائی زمیندار حبتر قران نامدار جرائی عیار کامل حبتر ضرغام شیردل آپس میں جنگ میں جا ملیں
عمرو بشکل کنیز اٹھ کر کہا زمیندار صاحب مجھو ہاتھ اٹھا کر طرف افراسیاب کے کہا ہم فیصلہ کرادینگے اب دونوں
سر جھکا کے بیٹھے قران سے ضرغام شیردل نے اشارہ کیا قبلہ کعبہ آپ ہوئے خلیفہ کچھ تدبیر کرو قران نے کہا بیٹا
کیا تدبیر کروں افراسیاب چست و چالاک بیٹھا ہے لوح کو دیکھ رہا ہے کیا آنکھوں میں خاک ڈالوں کہو تو جاکر
چھاتی پر چڑھ بیٹھوں ایک لغد اماروں کہ سر پھٹ جائے ضرغام نے کہا خلیفہ یہ بھیا طلسم بندی ہے بدون دست
زبردست طلسم کشا قتل اسکا ناممکن ہے قران کہتے ہیں شب تو ہو لے دو تاریکی میں اندھیر مچا دینگے ایک
پہلو سے عمرو نے حبش کو دیکھا کالے کالے موٹے موٹے ہونٹ گھٹنا چست بڑے بڑے پیٹ چلنے میں ہلتے
ہیں گویا دو گرے پہاڑ کے آپس میں گرتے ہیں تیغہ ہاتھ میں سپر پشت پر افراسیاب کو جھک کر سلام کیا
ملکہ حیرت سے حبش کی لونڈی کا بہرانہ ملا جب ملکہ حیرت نے کہا نقوت آسکے تو بدلوا دیا جائے وہ حبش پہلو
میں حیرت کے ٹہلنے لگی عمرو نے آنکھ ملا کے دیکھا دلمیں خوش ہوئے کہ بھورا بھی آپہونچا ہاتھ پھیلا پھیلا کے
افراسیاب سے باتیں کر رہا ہے ملکہ حیرت نے بلا گلشن ہماری خواص کہاں ہے کنیزیں دوڑیں عمرو نے
دیکھا سامنے سے ایک مہ جبین سرو قد غنچہ دہن سیمتن لیلا ساقد بھولی بھولی صورت واسطے مجرے کے آ ہولی
افراسیاب سے جو نگاہ دوچار ہوئی اسنے سینہ ابھار کے سلام کیا افراسیاب آن بان کو گلشن کے دیکھ کر غنچہ دل
شگفتہ ہوا گلچینی گلشن حسن و جمال کی کرنے لگا تیر دلدوز مژگان تو دل پر ٹوٹے افراسیاب بیچین ہو گیا کہا
گلشن کیوں مزاج کیسا ہے نشیلی آنکھیں جھپکا کے شرما کے جواب دیا شہنشاہ سر میں سبب خلل دماغ اچھا ہے
کئی دن سے بدن میں بخار رہتا ہے یہ لیکر ہاتھ بڑھایا افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا نبض دیکھنے لگا آنکھ سے
اشارہ کیا گلشن نے مسکرا کر منہ چڑھا دیا انگوٹھا دکھایا ایک ہاتھ سے زانو میں افراسیاب کے چٹکی لے لی
افراسیاب اس ناز و ادا پر تڑپ گیا قریب بٹھلایا گلشن محبوبم تمہارا علاج کرینگے حکیم سے نسخہ لکھوا دینگے
مسکرا کر جواب دیا مجھے آپ سے علاج کیا چاہیے کا اشارہ طرف حیرت کے کیا کہ اپنی جورو کے سودے کی دوا
کرو ہم حکیم خطرۂ جان ہیں ہم سے خوف ایمان افراسیاب گلشن کو دیکھکر باغ باغ ہو رہا ہے جو بات کرتا ہے یوں
جواب ملتا ہے گلشن کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں افراسیاب نہال ہوا جاتا ہے گلشن بھی زانو دبا کے بیٹھی عمرو
نے جو بہ نگاہ غور دیکھا گل گلشن عیاری سرو بوستان طراری نامی رعنا سوختن جستن چالاک میں عمرو زانو دبا کے

افراسیاب کا بیٹھا ہو عمر و بشکل کنیز ہنستا ہوا اٹھا پکار کر کہا بی گلشن اب تو بقرب شہنشاہی ہو ذرا ہمارا
بھی خیال رکھنا چالاک نے خواجہ کو پہچانا سکرا کر جواب دیا میں سب کا خیال ہے اپنے کام میں ہر وقت رہو ہمارے
سر میں درد ہے مجھ سے بات نہ کرو عمر و پیچھے ہٹ آیا پانچوں عیار عیاری میں پانچ محفل میں افراسیاب کے
ہو گئے ہیں باعث یہ ہوا صرصر محل ماندی آئی ہوئی افراسیاب کو بکر قصر میں جا کر سو رہی افراسیاب نے
کئی مرتبہ پوچھا صرصر کہاں ہے حیرت نے کہا صاحب سکا گردہ دیکھو رات بھر لشکر اسلام میں رہی عیاری سے
نقب کھودی کس مشکل سے لوح لیکر آئی اب جو لیٹی بیہوش ہو گئی گلشن نے دست بستہ عرض کی اسوقت حضور ایک
طائفہ کو حکم دیجیے جلسہ آراستہ کر لیجیے آنکھوں کو گردش دیکر کہا دور جام بھی ہو اسوقت شراب پینے کو دل چاہتا ہے
افراسیاب نے کہا اے گلشن چند ساعت تامل کرو لوح طلسمی کا انتظام کر لیں پھر کاسہ و جلسہ آراستہ ہو آج شب بھر
اسی مقام پر رہینگے گلشن ہر بات میں تمہاری خوشی کرینگے گلشن نے شرما کے کہا اے شہنشاہ لوح طلسمی اب
انتظام کیا آپ سکون بہتر ہو اپنے پاس رکھیے یا ملکہ حیرت کے سپرد کر دیجیے ایک بڑے سے صندوق میں
رکھکر بھاری لوہے کا قفل لگا دیا جائے وہ قفل کوئی نہ توڑ سکیگا افراسیاب ان بھولی باتوں پر ہنس پڑا
کہا بی گلشن سو منزل پر لوح تھی ہر حالات طلسمی بیچ میں بند سے ہوئے تھے وہاں تو مسلمان اڑتے پھرتے جا
پہونچے یہ چیزیں صندوق میں رکھنے کی ہیں گلشن نے کہا واہ شہنشاہ مجھکو دیجیے میں اپنے پاندان کی ڈبیا
میں رکھ چھوڑوں میری اشرفیاں پڑی رہتی ہیں وہ قفل کیسے کھولے سے نہیں کھلسکتا دن رات جسوقت
آپ مانگیے امانت حاضر کروں گی افراسیاب نے کہا تو کیا جانے یہ بہت بڑی چیز ہے جان سے زیادہ عزیز ہے
ایسے مقام پر بھیجوں کہ ملازم و جنات بھی نہ جا سکے ایک ایک لمحہ مجھ پر شاق ہے ایک شخص کو بلایا ہے آیا چاہتا ہے
گلشن چلکے کہا شہنشاہ وہ کون شخص ہے کہاں سے بلایا نام کیا ہے کوئی بڑا بادشاہ ہوگا افراسیاب نے
کہا اسکا نام موفشان ہے سعل میں ہے جانبازی سرفروشی اسکے تابع ہیں ہر اور وقت پر نام بتا دینگے
سو ہند چالاک چاہتا ہے کہ دم عزیز میں بیٹھا اُن نام و نشان پوچھوں کوئی عیاری کر گذروں لیکن افراسیاب
باقی جو بند ہو شیار چوکتا ہر طرف دیکھتا ہے کسی چالاک کو خبرک دیتا ہے کہتا ہے اے گلشن ادھر باتیں کر دو لوح
ناسمجھ والان باتوں سے تجھے کیا کام ہے تو تو ایسی کھود کھود کے پوچھتی ہے جیسے کوئی عیار بنا لگا ہے مجھے تیری
باتوں سے خوف آتا ہے یہ کلمات سنکر چالاک گھبرا گیا نہایت خائف ہوا اپنے مقام سے اٹھا سرا اسکے
کہا شہنشاہ آپ تو ہر ایک کو عیار جانتے ہیں اپنی کنیزان قدیم کو نہیں پہچانتے ہیں یہ کہکر پشت پھیر کھڑا ہو گی

الگس پریشانی کرنے لگا عمرو سے آنکھ ملائی اشارہ کیا حضور سنتے ہیں جو کچھ تدبیر کرنا ہو کیجیے لوح جایا چاہتی ہے
عمرو گھبرایا مسکراتا ہوا آگے بڑھا برق بھی بڑھا قران ضرغام یہ کہتے ہوئے اٹھے حضور ہمارا فیصلہ کر دیں
تحصیلدار صاحب کانوں میں آفت مچا رہے ہونگے اب یہ سوچکر حضرت قران بڑھا کہ چالاک تو مایوس
ہوا اشکل گلشن سر پر موجود ہے مگر رنگ نہیں جمتا اب مجبوری کو لپٹ پڑو یا تو اپنی جان دو یا لوح لیکر بھاگو
پروردگار بچانے والا ہے شاید کوئی سامان ہو چپ اب چھوٹوں عیار اپنے طور سے آگے بڑھے اپنی
کر رہے ہیں افراسیاب کسی کو جواب نہیں دیتا لوح پر ہاتھ رکھے بیٹھا ہے ہر چند کہ اسوقت صورت
زیبائے گلشن پر مائل ہے لیکن اب بات کا گلشن کے بھی جواب نہیں دیتا محفل میں ذکر شراب و کباب
ناچ رنگ کا نام نہیں اب عیاری کیا کریں آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہیں ہوش پراگندہ کچھ بن نہیں پڑتا
دن قلیل باقی ہے افراسیاب طرف صحرا کے دیکھ رہا ہے کبھی لوح ہاتھ میں لیکر ٹہلتا ہے کبھی بیٹھا کبھی اٹھا تحیر
ستردو کبھی حیرت سے کہتا ہے بڑا اوصر ہوا حیرت جواب دیتی ہے مجکو حکم ہو میں جاؤں جسکو فرمایئے بلا لاؤں
افراسیاب نے کہا کسی کے جانے کا کام نہیں ہے اے حیرت جادو وائے زینت پہلو کوئی لفظ زبان سے
نکال نہیں سکتا جانتا ہوں کہ دیوار در ہم گوش دارد یقین کامل ہے اس جلسہ میں عیار ضرور موجود ہوں
اب کسی طرح پر دل کو اطمینان نہیں آب و دانہ حرام ہے جسکو بلایا ہے وہ گمنام ہے حیرت نے سر جھکا لیا افراسیاب
پھر ٹہلنے لگا یکایک صحرا سے گرد اٹھی افراسیاب دیکھنے لگا کسی کی نگاہ اسی جانب اٹھی دیکھا کہ ایک زنگاو
برابر فیل مست کے دم اٹھائے ہوئے آتا ہے زیر کوہ آکر حسب کی مثل برق پہاڑ پر آیا منہ اٹھا کر سامنے افراسیاب
کے کھڑا ہوا اپنی زبان میں باتیں کیں کہ کوئی نہ سمجھا افراسیاب سر ہلاتا جاتا ہے پشت پر زنگاو کے ہاتھ
پھیرتا جاتا ہے اب اسوقت عیاروں کی بیقراری جانچے ہیں افراسیاب سے لپٹ جائیں اپنی جان مٹائیں کیونکر
ہاتھ سے افراسیاب کے لوح لیں گدھے نے بیل کہاں سے بلایا مگر کچھ چارہ نہیں ہے افراسیاب نے چند
باتیں کر کے لوح اٹھائی بیل نے منہ کھولا افراسیاب نے بیل کے منہ میں لوح ڈالدی زنگاو نے منہ بند کر لیا
جھم سے پہاڑ پر سے کود ادھر ادھر دوڑی کرتا ہوا طرف صحرا کے جاکر چشم زدن میں غائب ہو گیا عیار بدحواس ہو کر
پہاڑ سے کودے کئی کوس تک گئے مگر بیل کا نشان نہ ملا نقش پا تک نہ پایا روتے پیٹتے خاک اڑاتے طرف
لشکر اسلام کے چلے زیر کوہ آکر دیکھا افراسیاب تخت زریں پر بیٹھا ہوا مونچھوں پہ تاؤ پھیر رہا ہے اب
سامان عیش و نشاط مہیا ہو رہا ہے عمرو نے کہا اب بالائے کوہ جا کر کیا کریں چلکر سرداران لشکر سے اطلاع

کرین۔ دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اب لوح کا کاہیکو پتہ ملیگا پانچون عیار خاموش ملول و حزین چلے جہان لشکر اسلام
مین ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ انتظار مین خواجہ و عیارون کے بارگاہ مین بیٹھی ہین اسد نامدار سر جھکائے ہوئے
اپنی غفلت پر نادم و پشیمان کہ ہرکارون نے بڑھکے خبر دی چیونٹی عیار آتے ہین اسد نامدار خواجہ عمرو کو
دیکھکر برائے تعظیم اُٹھے مگر آنکھون مین آنسو بھرے ہوے عمرو نے سر اسد نامدار کا سینہ سے لگایا دامن سے
اشک پاک کیے کہا اے نور نظر نہ گھبراؤ انشاء اللہ لوح کی فکر ہوگی ملکہ مہرخ وغیرہ نے جو یہ سنا گھبرا کر پوچھا کیون
خواجہ انجام لوح کا کیا ہوا عمرو نے کہا کیا کہون ہم سب جلد پہونچ گئے تھے مگر افراسیاب اپنے ہاتھ مین لوح
لیے بیٹھا رہا آخر ہم کیا کرتے سوا اسکے ایک بیل آیا افراسیاب نے اُسکے منھ مین لوح ڈالدی وہ مثل برق
چمک کر غائب ہوگیا ملکہ بہار شگوفہ باغبان کے جسم مین رعشہ سرخ رو پریشان رعد و برق زہرہ بے
ہلال سحر افگن کا سپیدہ اُسوقت لشکر اسلام مین ہنگامۂ عظیم برپا ہوا ہر سردار کو یاس ہر ایک کی زبان پر یہی
کلمہ جاری ہوا اب طلسم ہوش ربا کا فتح ہونا مشکل ہے اب لوح کیونکر ملیگی اُسوقت باغبان قدرت سب سردارون
کے قریب آیا کہا صاحبو ایسے کلمات حسرت آیات زبان سے نہ نکالو جسطرح اب تک ملی تھی اسیطرح ہوویگا
پھر دلوائیگا اے شہنشاہ اوج عیاری اب ہماری رائے یہ ہے کہ انجمن مشاورت منعقد کیجیے شمع رائے روشن چراغ
عقل گل نہ کیجیے ہوش و حواس درست مین جنگ پر چسپ ہین جو ہونا تھا ہوا عمرو نے کہا میری رائے بھی
یہی ہے چالیس سردار ایک مقام پر بیٹھین اس مقدمۂ خاص مین صلاح کرین اگر آپ لوگ بتلائین کہ فلان مقام
پر لوح گئی اگر وہ ساحر آسمان پر رہتا ہوگا اپنے کوشش و حامئ مظلوم سے پہونچاؤنگا اگر تحت الثری مین ہوگا تو
مثل قطرۂ آب جذب ہوجاؤنگا سب سے زیادہ ملکہ بہار جادو کو افسوس ہے اپنی بارگاہ مین سر جھکائے
ہوئے آئی چھپرکھٹ پر لیٹی ذرا آنکھ بند ہوئی تھی کہ سعد بن قباد کو عالم خواب مین دیکھا چاہا کچھ کلام کرین
بخت خوابیدہ نے مدد نہ کی آنکھ کھل گئی گھبرا کے چار جانب دیکھنے لگی آنکھون مین آنسو بھرے ہوے چہرہ
اُداس عالم یاس کبھی خیال مین آتا ہے ہمارا افراسیاب سے بے عقل دل خانہ خراب در پئے آزار کس امر کی
فکر کرین کیا کیجے دل کو سمجھائین ایسے خیالات محالات مین طبیعت کو اُلجھن پھر وہی قدرۂ زبر داوی انگڑائی
دیکھا ملکہ بہار حال پر ملال مین بیٹھی ہین گل سا چہرہ کمھلایا نرگسی آنکھون مین اشک حسرت اُلجھے رخسار پر
غبار حیرت گیسوان عنبرین مایل بہ پریشانی گھبرا کے ہویدا ہے سرو سا اُس سروسہی قد نے اُٹھکر بلائین لین
پوچھا کیون ولی ہوشت کیا تردد ہے کیا انتشار ہے اسوقت حضور کو بہت متوحش پاتی ہون رنجیدہ دیکھکر

ت گھبراتی ہوں کون ایسا رنج تازہ در پیش ہوا کا ہیکو لیس و پیش ہوا ملکہ نے ٹھنڈی سانس بھر کر کہا اے
سرو سہی قد میں اپنے حال سے آپ بےخبر ہوں ظاہرا نہ کوئی غم ہے نہ الم ہے فلک کج رفتار در پئے ظلم و ستم ہے
فرما کر طرف آسمان کے سر اٹھایا یہ اشعار حسب حال مخفی زبان سے نکلے اشعار

یارب این آفت جان ہمدم بیچارہ کیست
یارب آن شاہ رخ و بادشہ کشور حسن
گر درین انجمن آن اہل افسانہ کیست
خندہ لبیان بنگاہے دل خود باختہ اند
گر بہ لطف ار پرسی کہ تو دیوانہ کیست

بادہ لعل لبش ار کہ بجز الف نیست
دوش بر دوش ہوا و گہر یکدانہ کیست
دار و دام وزبین گرچہ نگاہے کرے
یارب این دلبر سر ار نرگس مستانہ کیست
گفتمش مخفی سودا زدہ دیوانہ ایست

یارب این پرتو خورشید ز کاشانہ کیست
بزم آرائے کہ در بادہ بپیمانہ کیست
گفت افسانہ لبیار نہ الست کسے
تا گرفتار کرا دو ہلیں جانانہ کیست
شد بامید ہمین خانہ عمرم ویران
گفت مخفی بہ کسی عاشق دیوانہ کیست

اس حسرت و یاس سے ملکہ یہ اشعار عاشقانہ پڑھے سرو سہی قد بے اختیار رونے لگی کہا حضور حقیقت میں
آپ نے آتش عشق کو خوب کانوں سینہ میں چھپایا چپکے چپکے کلیجے کو جلایا لللہ حال بیان کیجیے فسلو کو اسقدر
کام نفرمایئے کہا اے سرو سہی قد ہائے وائے کرنے سے کیا نفع ہوگا جو دل پر گذرتی ہے وہ گذرتی ہے کس سے
کہیں کہ مضمون جان و صدمہ سر پر بلائے تازہ نازل ہے جان بچانا مشکل ہے سرو سہی قد نے کہا و ری میں
سمجھی جس وجہ سے آپ کی بیقراری ترقی پر ہے آج کل لشکر میں کاظم ہے میں کسی سے ذکر نہ کرونگی آپ
دو چار دن کے واسطے طرف کوہ عقیق کے تشریف لیجائیے شہنشاہ گیتی ستان کو دیکھ آئیے شاید کوئی
ساحر زبردست گیا ہو اُسنے دشمنوں کو رنج و ملال پہونچایا ہو اس وجہ سے حضور کی طبیعت کو بھی انتشار ہے
دل تردد منزل بیقرار ہے مشہور ہے شعر دل را بدل رہیست درین گنبد سپہر از سوئے کینہ کینہ وز سوئے مہر مہر
اگر پاؤں میں معشوق کے کانٹا گڑے قلب عاشق میں خلش پیدا ہوئی اگر گلزار رخسار معشوق جھونکے سے
ہوائے گرم کے کملایا عاشق زار مثل بلبل نالان و زار رہا حضور دل کو دل سے راہ ہے کیا عجب ہے کہ کوئی
صدمہ شہنشاہ گیتی ستان کو پہونچا ہو بڑے بڑے ساحر یہاں سے جاتے ہیں زمین پر سر اٹھاتے
ہیں ماشاءاللہ کیا صاحب لیاقت بندگان درگاہ والا ہیں انکی شان و شوکت کا ذکر کیا ہزارہا ساحران
نامی ایسے کہ سطح میں سحر و ساحری میں جنکے مرتبے سطح میں اگر حکم دیں مثل چاکران کمترین خدمت میں حاضر
ہوں مگر زبان خواجہ عمرو کے سنا شہنشاہ نے ساحروں کا ساتھ دینا قبول نہیں فرمایا سکل خان جادو
بادشاہ طلسم گوہر بار سلیمانی فتح کردہ نور الدہر بن بدیع الزمان و شہنشاہ شہریار جادو ساحران خوشخو

شاہان طلسم ہمراہ اسپ پہ مجنون خداوند سلوان کملانے ہیں مگر ایک تاکید ہے کہ ہماری مدد کو نہ آنا اور نہ انکی
تمناے دلی ہے کہ ہمراہ لشکر ظفر اثر جہاد کریں مگر حضور نے نہیں قبول کیا اور ظل اللہ نے سلطنت بزور
شمشیر لی نقابدار نیکے لیے ایسے مقام پہ مدد کی کہ صاحبقران نے خوشی ہوکر سلطنت دی تعریفیں بادشاہ کی
جو ملکہ سرو سہی قد نے کیں ملکہ بہار جادو مثل گل شگفتہ ہوگئیں یاد آنکھوں میں آنسو بھر کے آئیں پس
پڑھیں کہا اے مونس وہمدم تو نے سنا ہی خواجہ عمرو مختصر مختصر سنا جو تاریخ تو اٹھا کے دیکھ میں مقام نشان
بتا دوں جس مقام پر کہ صاحبقران کو فرامرز بن قارن مدنی نے عالم فقر میں گرفتار کیا تھا میں پر
کھینچا شہنشاہ گیتی ستان نقابدار سیہ پوش بنکر براے مدد لشکر اہل اسلام آنے تھے اور سیہ پوشی کا
باعث یہ تھا کہ یہ شکم مادر میں تھے کہ والد نامدار قباد شہریار عین شباب میں قتل ہوئے ہمارے
شہریار بڑے صاحب حسب و نسب ہیں والدہ ماجدہ انکی ملکہ ماہ مغربی دختر بلند اختر سکندر بن
اسکلان والد نامدار قباد شہریار نبیرۂ نوشیروان نے بچپن سے صاحب شوکت و لیاقت و جرأت
ہیں سرو سہی قد نے دیکھا ملکہ نے خوشی خوشی حالات تولد سعد شہریار و کیفیت حصول سلطنت اپنے
کی ذکر سے معشوق کے پیچ و غم رفع ہو گیا چہرے پر سرخی آگئی سرو سہی قد بھی چھیڑ چھیڑ کے حال پوچھ
رہی ہے اس ذکر میں ملکہ نے گھڑی گھڑی کھائی منہ ہاتھ دھویا کہ کنیز نے عرض کی مہتر برق فرنگی آپ کو بلانے
آئے ہیں ملکہ نے کہا بلا لو برق فرنگی سامنے آیا براے تسلیم خم ہوا ملکہ بہار نے پوچھا کہو مہتر صاحب خیر تو
ہے تڑپ گیا کہا ملکہ کیا عرض کروں جو جادو پیش ہوئی آپکو بخوبی معلوم ہی نہیں معلوم ہوا افراسیاب
نے لوح کہاں بھیجی اب باغبان قدرت نے صلاح دی ہے کچھ نشان ملکہ مخمور بنا بنگی وہ بھی راز دار
طلسم میں کہ سب صاحب مجکر صلاح کریں اب اسمیں دیر مناسب نہیں ہے البتہ خوا افراسیاب
لشکر کشی کرکے آجاے اب لوگ طلسم کشا کو ساتھ لیکر براے نوح لشکر سے نکل جائیں یہاں جو لشکر
ہر گنڈر گی جھیلینگے مرنے والے اپنی جان پر کھیلینگے ملکہ بہار اٹھیں ہمراہ مہتر برق فرنگی بارگاہ آسمانجاہ
میں آئیں دیکھا سب سردار جمع ہیں خواجہ عمرو فرمارہے ہیں یارو جو کام کرنا ہو کرلو پھر دو پہر میں
آفت آیا چاہتی ہے افراسیاب جادو نے مقدر لوح سے فرصت پائی اب وہ خود لشکر لیکر آئیگا اسکے
سحر و ساحری کا کون بار اٹھائیگا آخر باغبان قدرت و ملکہ بہار نے کہا اے شہنشاہ اوج جیدی آپکی
ذہانت و متانت کو کیا کام اسکے تو ہم نگر ایسے مرد ہیں فرماتے ہیں یہ سب خبریں افراسیاب جادو کو پہنچیں گی

جس انتظام کا قصد کیجیے گا اُسکے دفعیہ کا وہان انتظام ہوگا ایک خیمہ بطور تخلیہ الگ استادہ کرا کے چند
مشیران سلطنت و امیران اُمہت کو ہمراہ لیجیے وہان بیٹھکر پہر دو پہر مین صلاح معقول کیجیے آپ ہم
سب صاحب کاربند ہون اس رائے کو عمرو نے پسند کیا الحاصل بلحاظ خاطر ناظرین ہو کہ ایک خیمہ کنارے پر
لشکر اسلام کے استادہ ہوا عمرو و اسد نامدار و مہتر برق فرنگی و ملکہ مہرخ سحر چشم و ملکہ بہار جادو و باغبان
قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و برق و ملکہ برق لامع شاہزادہ خورشید زرین سحر و شکیل جادو و نورنگاہ
مہرخ خوشخو یہ بارہ سردار و خواجہ عمرو نامدار اس خیمہ مین تخلیہ مین آکر بیٹھے اسد غازی مقام صدر پر گرد
یہ سب خیر خواہان دولت صاحبان فطرت و لیاقت جمع ہین صلاحین بمقدمہ لوح طلسمی ہونے لگین
ملکہ بہار جادو نے کہا اے شہنشاہ اوج عیاری کیا عجب ہے کہ یہ لوح افراسیاب نے دربند مہر و ماہ بھیجدی
ہو اگر حقیقت مین لوح وہان گئی تو بیچ مین مقام طلسم صندل خاص رہگذر ہے کسکو ایسا درد سر ہے کہ اول
طلسم صندل کو فتح کرے تب تا بہ دربند مہر و ماہ پہونچے یہ راستہ مدت مدید سے جاری مخمور نے کہا یہ صلاح نا پسند
ہے ہم بارہ سردار قصد کرین بہر کامل پہونچاینگے نشان لوح عنایت سے پروردگار کے ملجائیگا عمرو نے کہا
ان سب سرداروں کا لشکر سے نکلنا مین مناسب نہین جانتا اگر ملکہ مہرخ و بہار و باغبان قدرت لشکر
ظفر اثر مین نہونگے لشکر کا تھمنا دشوار ہے یہ صلاح بالکل بیکار ہے اسد نامدار نے فرمایا ایسے ایسے اعتراضات
بیکار ہین جیسے سے لوح منظور ہے اسی طرح کی صلاحین مختلف ہو رہی ہین کوئی امر ابھی قرار نہین پایا خواجہ و
اسد نامدار اسی تخلیہ مین موجود ہین دیکھیے فلک کیا سامان دکھاتا ہے گردش ناہنجار سے کیا پیش آتا ہے

انکو اسی حال مین چھوڑیے

**دو کلمہ داستان حیرت بیان افراسیاب خانہ خراب سے کہ لوح کو روانہ کر کے برسر کوہ بلور
معروف عیش و سرور ہے قہر و غضب مین آنا لشکر اسلام پر اور گرفتار کر کے سب کو
لیجانا اور رہا ہونا مدد بران سے و عیاری خواجہ عمرو بصیرت حیرت اور دریافت ہونا مقام
لوح کا افراسیاب سے اور روانہ ہونا طرف طلسم صندل کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ**

کوئی اب تو ساغر پلا ساقیا
یہ میکدہ باعث خلفشار ہے
کوئی آفت تازہ آنے کو ہے

شراب غم دل پلا ساقیا
مصیبت کا سامان ظاہر تمام
فلک رنگ غم کا دکھانے کو ہے

عجب رنگ پر ہے زمانہ ترا
میکدہ مین غم و تعب سب ہین جام
کریگا کوئی آکے پھر سرکشی

عبث ہی غرہ ہون پہ شکل کشتی
نہ اس وقت کر ساقیا تو درنگ
کہ بدمستون کا سیکڑے مین ہی دور
عبث ساقیا ست مدہوش ہم
لئے عیش ہی صورت جام زہر
تجھے اپنی ناز و ادا کی قسم
تجھے مہر پیر مغان کی قسم
فلک ہی مہتاب کرہ ماہ منیر
دردیکہ در آئین وفا ہمرہ جان نیست
روز طرب ہمچو شب ماتمیان نیست
گر قدر شناسی در اشک سحری را
کین قاعدہ در سلسلۂ تیر و جان نیست
خوش باش ولا ہمہ غمہا کہ درین دہر
ہر چند کہ از منزل مقصود نشان نیست

اٹھا ساقیا جام مل بے خطر
کہ رندون سے لازم نہین غم جنگ
یہ میخوارون پر ظلم و جور و ستم
کہ مینائے مے پنبہ در گوش ہی
غلام تو میخانہ مین دمبدم
بلاخیز زلف دوتا کی قسم
بدہ جام مے تا شود رفع غدر
فراخستہ لطف ہوا وج گیر
دردیست کہ این قابل پیدا و نہان نیست
ای خاک بران سر کہ براہ تو نشد خاک
زین گونہ دوے در صدف سینہ کہ کان نیست
تا چند زنی تیر نگاہ از خم ابرو
شد راہ گدا راز دم ہر کمان نیست

تباہی کا ہی دور پیش نظر
ترے ساقیا آج تیور ہین اور
کرم کر کرم کر کرم کر کرم
سنے کون فریاد رندان دہر
تجھے ساقیا جام مے کی قسم
تجھے بادۂ ارغوان کی قسم
قدبان خود را بیفزا اے قدر
اشعار مخفی موافق مقام
از بخت سیہ شکوہ ام نیست کہ چون نیست
ای وائے بر آن دل کہ ز دردت تپشان نیست
با زلف دل آشوب ز با سلسلہ گسل
مجروح ترا حوصلۂ تیر و کمان نیست
نومید مشو مخفی و مردانہ قدم نہ

چہرہ گرفتاران محبس ظلم و جفا اسیران دام حسرت و انجام محنت

و بلاخانہ زنجیریان مین یون نقل کرتے ہین سخن مصنف فصیحان جادو بیان و سبدم ہار رقم کرتے ہین حال اندوہ و غم ہو افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے لوح طلسمی کے فرحان و شادان بر سر کوہ بلور بعیاد سرور مصروف عیش و نشاط ہوا حیرت جادو سے کہا ہی اے خاتون محل لوح مین نے ایسے مقام پر بھیجی ہی اگر تمام عالم جستجو کرے سایہ نشان لوح مین نہ پہونچ سکے ملکہ حیرت کے بے اختیار منہ سے نکل گیا اے شہنشاہ کیا طلسم مین لوح کو روانہ کیا افراسیاب نے ہنسکر کہا اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان اے سرو باغ خوبی اے غنچہ حدیقہ محبوبی جان و مال ترے نام پر نثار ہی مگر اس مقدمہ مین تفتیش بیکار ہی سب صاحب اس بات کو بگوش ہوش سن لین مقدمہ لوح مین کبھی کوئی صاحب کلام نہ کرین مجھسے نہ پوچھین ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کو مین نے آگاہ نہین کیا اس گوہر آبدار کو صدف قلب مین چھپایا جیب مین نے ملکہ حیرت کو آگاہ نہ کیا اور کسی کی کیا حقیقت ہی اب کل کام

مابدولت اپنے ہاتھ سے کرینگے مسلمانون نے بڑے صدمے پہونچائے اب مابدولت کے پنجۂ ظلم سے
بچکر کہان جائینگے اب مابدولت کسی کا پاس و لحاظ نہ کرینگے بی حیرت جادو اپنی ہمشیرہ صاحبہ کو لکھ
بھیجیے کہ رومال سے ہاتھ باندھ کے چلی آئین ورنہ اب جان بچنا دشوار ہے کسی سردار کو نہ بھیجونگا اپنے
دست زبردست سے جاکر سحر کرونگا میرے حربے کو کون روک سکیگا اگر سامری و جمشید ہوتے
مابدولت کو بجائی مانتے مین خداوند طلسم ہون میری وجہ سے نام سامری و جمشید روشن ہوا کون
انکو جانتا تھا یہ مذہب تو ہمیشہ سے بے کانڈ کا کونڈا ہے خداوند تھا بگڑے بندون کے ہاتھ سے
بھاگتے پھرتے ہین سامری و جمشید جو چولہ بدل گئے آگ مین جل گئے لات و منات کا آجتک کچھ پتہ
نہین ملتا پھر کسکو خداوند جانون مین اپنے طلسم کا خداوند ہون کسکی مجال ہے جو مجھے اُسکے اشارے مین
سحر تیار کرتا ہون چونکہ اب دماغ افراسیاب گرم ہے نشہ مین لبلبا ہے شان و شوکت دکھلا رہا ہے حیرت
جادو ایسی معشوقہ پہلو مین نشۂ شراب سے مست بادۂ دولت سے سرشار ساغر صہبائے ملکت و حکومت
سے اپنے جامے سے باہر ہے رات اسی عیش مین بسر کی نازنینان ماہ رخسار کی ادا سے رنگ سفید وقت طلوع امید
فرش پہ ستارے مثل نجم درخشان لباس سے نازنینان ماہ پیکر کے گرے ہین وہ فرش رشک آسمان
ہوا ہے شمع ہائے سومی و کافوری لہرا مین لگن مین پروانون کا انبار درختون پہ طائران خوش الحان مصروف
ثنائے رب دوجہان شراب کے نشہ کا اثر آنکھون مین معشوقون کے نیند کا خمار افراسیاب نے چاہا در
برخاست کرے کہ حیرت جادو نے دیکھکر کہا اے شہنشاہ اب مین مسلمان لشکر کشی کرون مقابلہ مسلمانان
کے جاؤن جاتے ہی جنگ آغاز کردون میدان جنگ لاشہائے مسلمانان سے بھردون افراسیاب
نے کہا اے ملکۂ عالم میرا یہ قصد ہے کہ اب کی مرتبہ اسطرح کی لشکر کشی کرون کہ ایک ہی مرتبہ خاتمہ ہو جائے
لڑائی کو بہت طول ہوا تو مسلمان کو مرتبہ جاہ و حشم حصول ہوا مابدولت نے بھی غفلت کی انتظام
کا خیال منوالسما اب کی مقابلہ مین خاتمہ ہے حیرت جادو نے کہا قلعۂ جمشیدی مین ملاحظہ تو فرمائیے
کہ اب مسلمان کس حال مین ہین الیاس منو کہ اسد غازی کو ہمراہ لیکر فرار ہ[illegible] زار کرین طرف کوہ عقیق
کے بیٹھ[illegible] بڑے بڑے نامگزار سرداران عالی وقار ہمراہ طلسم کشا موجود ہین موج طلسمی سے تو نہ
[illegible] اب مجوس ہوے جان بچا کر نکل جائینگے انکا روکنا ضرور ہے تنیدہ فساد برپا کرینگے جاکر لشکر جمع ہو کے
ملینگے پھر اُنپر فتحیاب مشکل ہوگا دشوار ہوگا وزرا نے بھی کلام لیاقت انجام حیرت کی تائید کی کہا اے شہنشاہ

حقیقت مین ملکہ نے بہت بجا ارشاد فرمایا یہ خبر تو آئی تھی لوح طلسمی نکل جانے سے سلمان بہت بدحواس تھا
لوح طلسمی لینے سے بہت تلملاتے تھے جزیرہ سے باہر ہونے جاتے تھے آن سب کو یقین ہو گیا ہے خبر لینا واجب
لازم ہے افراسیاب نے پوچھا یہ سب سچ کہتے ہین پر خیال ملکہ مخمور و بہار جادو کا ہے یاد بہار جادو کی رنگت رو
متغیر یاد مخمور مین نشہ اثر کیا ساغر دل شراب غم و الم سے بھر گیا پھر اگر رقعہ جمشیدی اٹھایا مضمون لشکر
سلمان دیکھنے لگا چند سطرین پڑھکر بہت خوش ہوا رقعہ کتاب مین رکھ دیا تاج پہن کے لباس جسم پر
آراستہ کیا کہا ای حیرت لو آج تمھاری آرزو دل پوری ہوئی دو عیار گیارہ سردار ایک خیمہ مین بیٹھے ہوئے
صلاح کر رہے ہین تم کہتی تھین وہ بھاگ جائینگے وہ آمادہ حرب و پیکار ہین یہی صلاح ہو کر لڑین پھر ہم
لوح طلسمی کی جستجو کرین طلسم کشا بھی اسی خیمہ مین ہے ساربان زادہ بھی موجود ہے بہار و مخمور باغبان
روح رواں لشکر ہین رعد برق و برق لامع کلان افسر ہین اسلحہ یہ جملہ سردار ایک خیمہ مین اکٹھا
ہوئے ہین مین جا کر ان سب کو لاتا ہون ایسے مقام پر قید کرون عمر بھر پانی نہ ترپ ترپ کے
مرین سوت آنکھین اور موت نہ آئے حیرت جادو نے کہا مین بھی چلون ساتھ حضور کی مین بھی
جا کر شمشیر مارون ابرق نے کہا حضور جانے ہی پر تم رساؤن افراسیاب ہنس پڑا کہا ای وزیر اعظم
ملکہ بہار و مخمور و باغبان وغیرہ اس جلسہ مین موجود ہین کیا کسی کی مجال ہے جو انکے سامنے جاسکے
یا سحر کرکے ہونٹ ہلاسکے یہ ایدولت کے تعلیم کردہ ہین تم لوگون سے برابر مقابلہ کرینگے اور کہین بہار
کا گلدستہ چل گیا تھے جوادی مخمور شرابی بنا دیگی بیہوش کرکے قتل کریگی جو اسکے مقابلہ مین جاسکے
سحر اتر جائے تم لوگ جا کر کیا کروگے ایدولت جاتے ہین یہ کہکر افراسیاب جادو بقہر و غضب تمامت
لشکر اسلام چلا ستارہ تھا کہ چمک کر آسمان مین ڈوب گیا بعد جانے افراسیاب کے حیرت کو بیتابی
شانی بیقرار ہو گئی وزیرزادیون سے کہا شہنشاہ یکہ و تنہا گئے ہین سلطان زادہ دوسر انگوڑا بھو ریا
دونون سکار جلساز اس جلسہ مین موجود ہین ایسا نہو کسی دام مکر مین آجائے شہنشاہ کو پھنسائین
اپنے کو خداوند بنا مین ساری سحر و ساحری بھول جائین لہذا میرا جانا واجب و لازم ہے جسطرح
بنے مین اپنے کو پہونچاؤن وزیرزادی سے سرخ و موش کی لونڈیان غلام بھی ساتھ چلین کہ جی کی لڑائی
بھی دیکھنے کے لائق ہے شہنشاہ بر سحر مین کون فائق ہے خوب سحر ہونگے ہم لوگ بھی چلکر شرکت کرین
جنگ سحر و ساحری کا تماشا بھی دیکھین حیرت نے کہا نہین شہنشاہ منع کر چکے ہین تمہارا چلنا مناسب نہین

میں دیکھ و شنا جاتی ہوں وزیران سلطنت و مشیران مصاحبت کو روک کر آپ خود دیکھ و شنا طاؤس نسرین بال
پر سوار ہو کر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی لیکن یہاں خواجہ کو شب بھر اسی مشورے میں گذری کہ
اس سحر ایک کی مخالف ہر باغبان البار ازدار بھی معترف ہو کر ای شہنشاہ عیاران وای افسر خنجر گذاران حقیقت
میں ابھی افراسیاب نے ایسے مقام پر لوح بھیجدی کہ ہم میں سے کوئی اس مقام کا نشان نہیں سمجھ سکتا
تو کلت علی اللہ سفر کیجیے شاید گوہر مراد دستیاب ہو عمرو نے کہا ای باغبان عالیشان سفر کی کیا احتیاج
ہو اسی مقام پر جنگ شروع ہو جائیگی کوئی سردار ایسا بھی آ جائیگا کہ لوح طلسمی کا بھی حال کھل جائیگا عجب اس
مقدمہ میں آپ سب صاحب حیران ہیں بہر سفر و حضر دونوں کلمات میں الٰہی ایسی صلاحیں بیکار ہو رہی ہیں
کل لشکر اسلام چند قدم ہٹ کر فروکش ہو کمیدان و رسالدار اپنے اپنے خیموں میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں یعنی
ہمارے آقائے نامدار اس خیمہ میں جلوہ فرما ہیں دور سے ہلوگ نگاہیاں ہیں یکایک سب نے دیکھا کہ آسمان
سے ایک ابر سیاہ مثل اژدر مہیب شور زن پیدا ہوا اس میں برق کی چشمک زنی ہے اسقدر جلد زمین پر گر اکر
آنکھیں سب کی جھپک گئیں اب جو آنکھیں کھولکر دیکھا افراسیاب جادو بصد قہر و غضب دروازے
پر اُس خیمہ کے کھڑا ہے غصہ میں کانپ رہا ہے سبھوں نے چاہا کہ مجاہدین کرای مہرخ و بہار وغیرہ ہوشیار
ہو جاؤ دشمن آ پہونچا افراسیاب نے طرف لشکر کے کچھ اشارہ کیا سب پر پتھر برسنے لگے لشکر کو
اس بلا میں پھنسا کر پردہ خیمہ کا اٹھا کر دیکھا سرداران مذکور بیٹھے مشورہ کر رہے ہیں اسوقت بہار
کے منہ سے یہ نکلا تھا کہ خواجہ نہ گھبرائیے باغ عالم میں کبھی خزان کبھی بہار ہے باغبان قضا و قدر
مالک و مختار ہے انشاء اللہ یہ لوح کا ملیگا غنچہ آرزو کھلیگا یہ سنکے افراسیاب نے نعرہ کیا او بہار
دیکھ غنچہ آرزو کھلتا ہے تیرا گل حیات خاک میں ملتا ہے افراسیاب کو دیکھکر سرداروں کے ہوش
اُڑ گئے قصد کیا اپنے اپنے مقام سے اٹھیں افراسیاب نے زبان ہلانے کی مہلت نہ دی سامری
کہکر ایک دو تھر زمین پر مارا شعلہائے آتش اس ناری کے منہ سے نکلے کل بارگاہ میں مردود کے
سحر سے دھواں چھا گیا ہر ایک کا قلب تھرا گیا سب گر کر بیہوش ہمہ فراموش ہوا دامن گرد اٹھا ہوا
آستین چڑھاتا ہوا باہر خیمہ کے آیا کچھ اشارہ کیا آندھی سیاہ مثل خیمہ شل تنکے کے اڑ گیا دور سے
اماں لشکر نے دیکھا کہ سب سردار مع خواجہ برق بیہوش پڑے ہیں افراسیاب دونوں پانوں
مار کر غرق زمین ہوا بعد تھوڑے عرصہ کے طبقہ زمین کو ہاتھ پر رکھکر ابھرا پھر غصہ میں نعرہ کیا لشکر کی

جنبش کرنے لگا اتنے میں طبقہ زمین کو لیکر مع سرداران و خواجہ وغیرہ کے بلند ہوا معلوم ہوتا تھا کہ ایک
تنکا اٹھا لیا طبقہ زمین ہاتھ پر تاج شاہی بر سر بند قبا ٹوٹے ہوئے گریبان زرہ کی الجھی ہوئی نور سے
اڑتا ہوا طرف آسمان کے زمین سے کئی ہزار گز بلند وہ خود پیوند روانہ ہوگیا لشکر میں فریاد و الغیاث کا شور
ہوا صحرا میں دختر چالاک بن عمرو پڑا ہوا سو رہا تھا غلغلہ جو ہوا آنکھ کھل گئی دیکھا سپاہ آدمی مرے پڑے
ہیں کسی کا سر پھٹ گیا کسی کا ہاتھ ٹوٹ گیا پوچھا ماجرا کیا ہے [illegible] ہوئی سرداران نے
کہا ای نورنگاہ خواجہ عمرو پر غضب ہوا افراسیاب جادو آیا تھا لشکر پامال کیا پھر پیاسا کے سنگدل
نے صدہا کو مارا خواجہ عمرو و اسد وغیرہ کو مع طبقہ زمین اٹھا کر لے گیا وہ دیکھو آسمان پر کٹکتا ہوا جاتا ہے
چالاک کے ہوش اڑ گئے بتعجیل سرخ ہوئے کا گلشاد ہلال سحر افگن وغیرہ چند سرداروں سے بلا کر کہا
صاحبو کارگذاری کرو لشکر کو روکو ایسا نہو گھبراہٹ میں بخوف جان بھاگ کر نکل جائیں پھر لشکر کا جمع
ہونا دشوار ہوگا میں جا کر دیکھوں کہ ان سب کو کہاں لیگیا اگر موقع پاؤنگا دیکھا ہوا واپس آؤنگا آپ
لوگوں کو خبر کر دونگا جیسا موقع ہو آپ لوگ نامہ سنج مضامین حال گذشتہ لکھ طرف طلسم نور افشاں کے بھیجے
روانہ کر دیں کہ سب دوران اس حال مصیبت کل سے آگاہ ہو جائیں آئندہ جو منظور پروردگار ہے یہ کہکے
چالاک نے فوراً ہاتھ سے عیاری ذات پہ آراستہ کیے جس طرف افراسیاب جادو گیا تھا اسی سمت
یہ بھی پاس شاطری مارتا ہوا چلا مگر دل سے کہتا ہے ای چالاک راہ میں عیاری کرنا افراسیاب پر دشوار ہے
کہ وہ کاوش بیکار ہو گیا نہ ہر زمان افسوس لشکر کا کوئی سرپرست باقی نہ رہا اگر اسد غازی کو لیگیا تھا تو بدیع
الجمال رہا [illegible] انتظام کر سکتا اب کون فرہاد کو بھیجے مہرخ و بہار و باغبان وغیرہ بھی گرفتار
ہو گئے مایوس ہوتا ہے چالاک ادھر جاتا ہے لیکن افراسیاب طبقہ کو لیے ہوئے سناٹا بھرے ہوئے
جاتا ہے باغبان وغیرہ بیہوش ہیں آنکھیں پتھرائی ہوئیں اگر سرد ہوا سے آنکھ کھل گئی اپنے حال زار کو دیکھ
رہے ہیں کہ طبقہ زمین سے گر پڑے ہیں افراسیاب نہیں معلوم کہاں لیے جاتا ہے دل سے کہتے ہیں
کہ کچھ اور نہ کرے [illegible] اس مقام سے چھوڑ دے استخوان ریزہ ریزہ ہو جائیں نہ ہاتھ پاؤں میں
طاقت نہ آنکھوں میں بصارت ساتھ والے سب بیکار خواجہ عمرو ہم سے زیادہ مجبور ہیں ناچار آج
افراسیاب کو ہم پر [illegible] دست کا ... زندہ نہ چھوڑیگا شل نقش پا [illegible] ہوگا قضا سے کار افراسیاب
آسمان [illegible] زعفران [illegible] میں پہونچا ملکہ زعفران زعفران پوش اپنے کوہ فلک شکوہ پر بیٹھا تھا

ہوا اور مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی کئی ہزار کنیزان خوش رو تھین باہوش ہوکر حاضر ہوئین ایک کنیز نے پکار کر کہا
حضور دیکھیے آسمان سے کیا بلا آتی ہی زعفران نے سر اُٹھا کر دیکھا وہ کیفیت نظر آئی کہ زعفران کا چہرہ
زرد ہو گیا بہ نگاہ غور دیکھکر پہچانا کہ افراسیاب جادو طبقہ زمین کا ہاتھ پر لیے ہوے چند ستارے اُس
طبقہ پر چپک رہے ہین کئی مرد بھی بیہوش پڑے ہین اب افراسیاب اُس کی بستی پر آیا ہی زعفران یہ کہکر اُٹھ
کھڑی ہوئی اور کہا ارے صاحبو جلد آراستہ ہو جاؤ محفل کو بھی درست کرو شہنشاہ افراسیاب کچھ گنہگارون کو
پکڑ لائے ہین زمین پر اُتارا ہی میری سرحد مین اُنکو قتل کریگا گنہگارون کے خون سے ہاتھ بھریگا مین جا کر استقبال
کرون ورنہ باعث خرابی ہوگا۔ کہکر زعفران جادو کوہ سے اُتری آراستگی محفل کو حکم دیا آپ خرامان خرامان
چلی گر افراسیاب زمین پر اُتر رہا ہی اُدھر سے چالاک بن عمرو اُفتان وخیزان آکر پہونچا نخل کی آڑ پکڑ کر اُسنے
بھی دیکھا کہ افراسیاب قریب آکر ایک چشمہ کے جوش مین اُتر رہا ہی اُدھر سے چالاک نسپینہ لپیٹ تاج جھلکا
ہوا تیور پر بل زمین پر اُسنے اُترتے چشمہ کو نگاہ قہر سے دیکھا وہ چشمہ جوش مار کر اُبلا افراسیاب لے وہ
طبقہ زمین کا جسپر سرداران نامی وخواجہ عمرو واسد نامور وغیرہ بیہوش پڑے ہین چیخ مار کر چشمہ پر پھینک
مارا چالاک دور سے دیکھ رہا ہی اُس آب بحر مین ایک جوش وخروش پیدا ہوا موج دراز تک ہو جین بلند
کبھی مچھلیان نکلتی تھین کبھی نہنگان خون آشام گھبراے ہوے لب دریا سے سر ٹکراتے تھے کبھی پانی
سے دھوان نکلا دیر تک صداے ہاہو بلند ہی بعد عرصہ دراز پانی کو سکوت ہوا جوش وخروش موقوف
ہو گیا چالاک نے دیکھا اب وہ آب نایاب مثل آب گوہر صاف شفاف موج مار رہا ہی تیرہ حباب بسطح
آب مین قائم ہین صاف اُن حبابون سے ظاہر ہی کہ چشمہ کی آنکھین پتھرا گئین اب افراسیاب نے
چند سنگریزے اُٹھا کر دریا مین پھینکے وہ سنگریزے دریا مین گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اب چالاک نے
دیکھا تیرہ پیر کوے جو دریا کے کنارے پر ہوتے ہین اکثر ناظرین نے دیکھا ہوگا سیاہ رنگت قد بہت
سے کمتر پیدا ہوتے یہ تیرہ پیر کوے نمایان ہو کر مثل شعلہ جوالہ طرف اُن حبابون کے جھپٹے ایک ایک
پیر کوا ایک ایک حباب سے لپٹ گیا کبھی زبان سے اس حباب کو چاٹتے ہین کبھی گرد چونچ مارتے ہین
افراسیاب اسطرح اُن غرقابان دریاے مصیبت وگرفتاران لطمۂ آفت کو بلاے سحر مین پھنسا کر پلٹا
ملکہ زعفران زعفران پوش یہ کیفیت دیکھکر بدحواس کھڑی کانپ رہی ہی منھ سے آواز نکلتی تھی جب
افراسیاب پلٹا ملکہ زعفران نے جھک کر سلام کیا افراسیاب کی نگاہ جمالی جہان آرا سے زعفران

پھر پڑی ہنسنے لگا پوچھا ای ملکہ عالم تم کہان ہوش کی سامنے کوہ زعفران ہی سرحد کیمیر مین حضور تشریف
لائے یہ کسکو حضور نے قید کیا یہ کون لوگ تھے افراسیاب نے زعفران کے ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا اسنے
پر نگاہ کیمیا کی واہ صورت زعفران کی بہت پسند آئی جواب دیا مسلمانون نے بہت سر اٹھایا
تھا عیارون نے فتنہ ہنگامہ مچایا تھا لوح بھی لیلی ارادہ طلسم کشائی کا رکھتے تھے ما بدولت کو جب خیال
آیا لوح چھین لی سب کو لاکر اس تالاب مین قید کیا ای زعفران یہ سحر ساختہ سامری ہی اس سحر کے طریقے
مین افسونگری بھری ہی یہ سحر ابر دوار ہی دریا پر کرتے ہین ما بدولت نے تالاب پر کیا اب یہ سحر نایاب ہوا
دیکھنے والا آب آب ہوجائے ابر دریزی ہو اس آب سحری کی ایک ایک موج سنان جانستان یا خنجر بران
گرداب محیط آفت کنارہ اسکا کنارا صحراے قیامت یہ پیر کوہ جو مقرر کیے ہین چشم دشمنون کے چاٹ رہے
ہین چالیس دن مین گھلکر پانی پانی ہوجائینگے اب پناہ پانی مشکل ہی ہر ایک پیر کو امیر ہو دشمن کے ستانے
کی کامل تدبیر ہی بارے استقبال افراسیاب ہزار ہا کنیزین بھی کوہ سے اتر آئی ہین چالاک بھی لپٹا ہوا آیا ہی
ایک کنیز کی شکل پر مجمع عام مین ملا ہوا چلا آتا ہی یہ سب باتین سن رہا ہی مصیبت پر اپنے سوارون کی سر دھنتا
رہا ہی افراسیاب بالاے کوہ آیا زعفران نے تخت آراستہ کیا افراسیاب اسکے تخت پر بیٹھا گرداگرد کنیزان مہ
پوش جمال زعفران پہ ہر روز فرشتہ افراسیاب نگاہ حیرت سے دیکھتا تھا پتلی آنکھ ملیون پر جو نگاہ پڑی نشہ ہوگیا
جھومنے لگا دل سے کہتا ہی زلفین عنبرین کو اگر سنبل سے مثال دون سراسر خطا ہی پیشانی نورانی پر
ماہ عالم افروز کا دھوکا ہی خال کو کس سے تشبیہ دون ستارہ سحری کہون یہ مثال بہت سعید ہی ابرو
ہلال عید ہی آنکھون کو چشم غزال سے مثال دینے مین دل کو وحشت ہی اسکے نظارہ سے دیدۂ دل کو
فرحت ہی گردش چشمان دلربا سے لیل و نہار کو حیرت ہی نرگس خود آنکھین چراتی ہی ان سے کب
آنکھ ملاتی ہی لب غنچہ سوسن دندان در مدن بات مین مسیحائی کلام معجز نظام مین دلربائی سینہ پر ناز
پستان میوۂ باغ رضوان ہوے میان نازک معدوم عنقا کی جستجو غیر معلوم آگے مقام حجاب ہی ادب
… دو دریا ش کہتا ہی شگاف فلک دو زبان کا نشان ملا یا صدف گہر خوبی کہون غنچۂ ناشگفتہ
… مثال دون ساق بلورین شمع انجمن زیبائی کف پا سے مثال پنجۂ مرجان ہاتھ اسنے سراپا حسن
[illegible] … صحراے سبزہ زار کوہ خلاب شکوہ پر چمنستان کی بہار
… کی ایک ایک نخل زمرد سبز و شاداب دلربائی جب نسیم گل آتی ہی صبا عطر مجموعہ لاکر

سنگھاتی ہی افراسیاب نے جو کچھ رنج و ملال اٹھایا اس مقام پر بہار کو دیکھکر غنچہ تمام شگفتہ ہوا پہلو
مین معشوقہ زعفران ایسی خوشبو گرداگرد کنیزان ماہرو سلسلے باغ پر بہار لپٹین پھولون کی آرہی ہین کنیزان
گلعذار جوبن اپنا دکھلاتی ہین جوانان چمن اکڑ رہے ہین عندلیبان خوش نوا شاخ گل پر بہ نہال

فاختاؤن کو کو کو و بلبل نعرہ
پھول جو چاندنی کا ہی گل مہتاب ہی
ٹوٹ کر کوئی زمین پر جو گرا ہر اس سمن
ہر چمن نور مین مطلع گل خورشید کا ہی
شبہہ گلچین کو ہو اصاف کہ ہی چاندنی
آب و تاب ایسی ہو مین لگی شناوری
شورش برگ درختان ہو صدائے ارغن
باغبان مست صبا مست نسیم گل مست

نور پر آئی ہو اس سال بہار گلشن
ہر شجر نور مین ہی غیرت نخل ایمن
گل کے تختے جو شگفتہ ہین کئی آتش کے ہین
سرخی لالہ و گل ہی شفق صبح سمن
آتش گل کو صبا دے بھی بھڑکاتی ہی
جہری سے سمجھو جانتے مین ورد مدن
فصل گل آئی ہی کیا باغ مین آگ لگی
بلبلین نغمہ سرا ایک ہی قہقہہ زن

غیرت طلعت زرین ہی ہر ایک مرغ چمن
باغبان سمجھے فلک سے کوئی تارہ ٹوٹا
باغبان کہتے ہین سب پھول ہی شام سمن
چھپ گیا چاندنی کا پھول جو چہرہ مین کوئی
شعلون کی روش ایک ایک بختا چمن
دل انگیز ہی ایک ایک ہوا کا جھونکا
رنگ گل کھلتے ہین سارے جوانان چمن
افراسیاب کی کبھی چشمان پہ نگاہ

کبھی پھینکی گلشن حسن ملکہ زعفران پوش محبت کا دل مین جوش حسن دلفریب دیکھکر پھول گیا کس کام کو
مین آیا تھا وہ بھی بھول گیا یہ حال پر ملال جو چالاک نے دیکھا دل مین سوچا کہ ای چالاک اگر عیاری
کی کل اپنا لیان جب کو مع افراسیاب بیہوش کیا کیا مراد حاصل ہوگی رہائی سرداران نامی کی غیر ممکن
اب کیا تدبیر کرون آنکھون مین آنسو بھر آئے ہر طرف افراسیاب کو جو دیکھا مصروف عیش و نشاط و جشن
فرحت و انبساط چالاک کا غنچۂ خاطر پژمردہ ہوا اور ناچار اپنا دستہ اٹھا ادھر اک نخل کے سایہ مین اگر ٹھہرا
تختۂ عقل پر مہرۂ فکر کو چلایا شکلین بے انتہا سامنے آئین خانۂ فرح و انبساط کی صورت نہین دکھاتی
مین ستارہ گردش مین فلک بہادری کی کوشش مین کبھی سوچتا ہی جا کر لشکر مین خبر کرون افراسیاب
جادوگیان مصروف عیش رہے وہ لوگ سحر کرکے قیدیان بلا کو رہا کر لین تالاب کو خاک مین ملادین
لیکن پھر کہتا ہی وہ سحر خانہ خراب افراسیاب ہر گز کسی تاب بھر کر جو اس تالاب پر دست انداز ہو کوئی
اسکا ہمسر ہو تو اسکو یہ شرف میسر ہو بعد چند ساعت کے اسکا طرف باغ سیب کے چلا جائیگا پہرے
کیا ہاتھ آئیگا اگر جاکر بہار پر سختی اٹھاؤن افراسیاب کو بیہوش کرون سراسر عقل کے خلاف ہی اچھے
بیہوش ہونے سے سحرۂ اثر کا جب یہ قتل ہو تب سحر سے قتل ہو تا اس پچھتا کا دشوار ایسے مقام پر کوشش

بیکار جب کچھ عقل نے کام نہ کیا سوتا ہوا قریب اُس چشمہ کے آیا دیکھا وہ پیر کو سے حبابون سے لپٹے ہوئے
مین کراہنے کی سرداروں کے آواز آتی ہے ایسی دردآمیز صدا ہے سنکر دل دکھتا ہے کبھی صدا سے بہار
آتی ہے کبھی آواز ممنور کبھی اپنے قبلہ و کعبہ کی صدا سنتا ہے کہ آہ آہ کر رہے ہین کبھی صدائے اسد شیردل ایسی
دردآمیز مصیبت خیز آتی ہے کہ جی چاہتا ہے اپنا گلا کاٹ ڈالون مگر یہ صدائے وحشت انگیز سنون افراسیاب
کی زبان سے سن چکا تھا کہ یہ پیر کو سے چاٹتے چاٹتے جسم ان سب کے کلجا ئینگے اندر چالیس دن کے
استخوان پانی ہوکر بہ جائینگے ان خیالات سے اور زیادہ دل بیقرار ہوتا ہے کبھی بلکتا ہے کبھی روتا ہے
کبھی قصد کرتا ہے کہ مین بھی اس دریا مین پھاند پڑون اپنے باپ کے ساتھ ڈوب جاؤن جان جائے
ای چالاک نام نہ ڈوبے بحر مصیبت کا جوش پراگندہ عقل و ہوش کوئی تدبیر نہین سوجھتی دل سے
کہتا ہے اگر اپنے کو تالاب مین گرایا ڈوب کر مرے گو ہر مراد دستیاب ہو گا ایسی جگہ مر ہزار دو ہزار
کو سے ڈوبا آخر خیال مین آیا کہ طرف قصر جمشیدی کے جلو چلکر کوکب روشنضمیر کو خبر کردو یہ افراسیاب
کا ہم نبرد ہے حقیقت مین یہ پانی اُسکی پاپوش کی گرد ہے بیشک وہ رہا کر لیگا افراسیاب کو خبر بھی نہوگی
یہ سوچکر طرف طلسم نورافشان کے چل نکلا دو کلمہ ملکہ بران شمشیرزن کے سنیے کہ انکا داخلہ باغ نگارین
مین ہے یہ خبر بخوبی سن چکی تھی کہ طلسم کشا کو لوح ملی اب طلسم کشا واسطے طلسم کشائی کے جاینگے افراسیاب
لشکرکشی کریگا بڑے بڑے مقابلے پڑینگے باغ نگارین مین مسند جواہرنگار پر جلوہ فرما ہے ملکہ مجلس و ملکہ عمران
جادو و ملکہ شگوفہ سحرساز کئی سو شاہزادیان دست بستہ حاضر ہین ملکہ بران نے ان سب سے بیان
کیا کہ صاحبو یقین ہے طلسم کشا برائے طلسم کشائی گئے ہون افراسیاب لشکر جرخ پر قیامت برپا کریگا
خبر لینا واجب و لازم ہے ملکہ شگوفہ نے عرض کی کسی ساحر کو روانہ کرون ابھی خبر منگاؤن مجلس نے دست بستہ
عرض کی اجی جان مین جاؤن وہان کا حال اپنی آنکھون سے دیکھ آؤن ملکہ بران نے فرمایا اسوقت
خودبخود دل کو انتشار ہے خدا خیر کرے ایسا ہو افراسیاب نے فساد عظیم برپا کیا ہو جبتک کوئی یہان
سے پہونچے کوئی خرابی درپیش ہو جائے شگوفہ نے قریب آکر عرض کی حضور تو خبر اپنے والد نامدار کی
زبان سے سن چکین کہ افراسیاب آیا آپ کے والد سے مقابلہ ہوا بدون حصول لوح پلٹ گیا قمر
مصور و صورت نگار کو زنہاری مین لے گیا اب سب طرح خیر و عافیت ہے ملکہ بران نے کہا ای شگوفہ
ابھی جو میری آنکھ لگی شاہزادہ ایرج نوجوان کو عالم خواب مین دیکھا فرماتے تھے کہ ملا اسد غازی

کی خبر لو ہمارے بھائی پر بڑی مصیبت ہے غفلت تمکو مناسب نہیں ہے ای شگوفہ مین نے چاہا اور کچھ
پوچھوں بخت بیدار سو گیا آنکھ کھل گئی کیا دل کی کیفیت کہوں نظم

برگشت زمن چو یار برگشت
گفتم رخ آرزو بہ بینم
باز آمد و شرمسار برگشت
از آتش دیدہ داد اشک
صیاد کہ از شکار برگشت
در کوچۂ عشق خار ریزد
گر از دل من قرار برگشت
بس گریہ کہ در گلو گرہ شد
آئینۂ اختیار برگشت
از دیدہ خیال دوست امشب
از دیدۂ اشکبار برگشت
کے غنچۂ دل شگفتہ گردد
آنکس کہ ز کوے یار برگشت
بنشینم و صبر باکنم یار
از من رخ روزگار برگشت
خوناب دل از کنار برگشت
صد دہ بہ نصیب غم دل
تا دیدہ مرا ز عہد برگشت
پندار کہ خون دل بریزد
ہر گہ کہ ز ما بہار برگشت
صد شکر کہ دیدہ شد عشقم
تا یار مرا شود خبردار

ای شگوفہ عجب کشاکش مین ہوں کچھ بن نہیں پڑتا مگر یہ خواب بیدار دیا ہے صادق ہے اس حسرت
سے فرمایا کہ ملکہ ہمارے بھائی کی خبر لو اسوقت تک یہ نقشہ آنکھوں کے نیچے پھر رہا ہے حقیقت
مین اسد نامدار سے وہ انتہا کی محبت رکھتے ہیں مدتوں ساتھ رہا فرماتے تھے کہ مجھکو طلسم ہوش ربا
مین لیچلو مین چلکر اپنے بھائی کو رہا کروں یا جان دوں مین نے جواب دیا تھا ای شہریار طلسم ہوش ربا
ہولناک ہے افراسیاب ساحر کیسا ہے کہ وہ کاوش بیکار ہے وہان جانا دشوار ہے ای شگوفہ کیا کہوں کیسا
وہ شیر دل تڑپتا تھا اسد غازی کے گرفتاری کا حال سنکر کلیجہ اُنکا دھڑکتا تھا اگر مین انکو وہان
لاتی کسی بلا مین مبتلا ہو جاتے سیدھے سپاہی ہیں یہ نہیں جانتے کہ طلسم کیا چیز ہے کہتے تھے کہ جاتے
ہی افراسیاب کو قتل کرونگا ای شگوفہ مین نے اکثر کہا کہ افراسیاب سحر بند ہے اُسکا قتل ہونا ناممکن
تو جواب دیا کہ جب تلوار کھینچ لی کوئی سحر طلسم سامنے نہیں آتا بھلا ایسے جاہلوں کی بات کا کیا جواب
مگر آج مین نے انکو بہت پریشان پایا خواب مین بیقرار ہو کر فرمایا کہ ہمارے بھائی کی خبر لینا بیشک
اسد غازی پر کچھ افتاد پڑی ایک ہفتہ سے کچھ احوال نہیں معلوم مین خود جاؤنگی دیکھوں کیا
ہنگامہ درپیش ہے یہ باتیں تھیں کہ آسمان پر برق چمکی دیکھا ماہ رخسار نامے کنیز ملکہ مہرخ کی بال
کھولے ہوئے گریبان ڈالان سوے سر سراسر پریشان آکے پہونچی ملکہ بران نے کہا ماہ رخسار
خیر تو ہے قدموں سے لپٹ گئی اور رونے لگی کہا حضور چشم بد دن مین گلزار لشکر مین خسران آئی

فلک کجرفتار نے عجیب کیفیت دکھائی اسقدر بیقرار ہو کہ کلام کرنا دشوار ہوا اور روتے روتے ہچکی لگ گئی رونے پر ماہ رخسار کے سب اہالیان دربار رونے لگے ملکہ بران نے اپنے ہاتھوں سے ماہ رخسار کے آنسو پونچھے کہا ماہ رخسار بیٹا مفصل حال بیان کرو کلیجہ ٹکڑے ہوتا ہی ہمارے دل کو پہلے خبر ہو چکی ہی ہم ابھی اسی ذکر میں مصروف تھے آخر وہ خواب وخیال ہمارا ظاہر ہوا رونے سے فارغ ہو کر ماہ رخسار نے ضبط کر کے کہا حضور اول لوح طلسمی قبضے سے گئی اب آج گیلہ سردار دو عیار ایک خیمہ میں صلح کر رہے ہیں افراسیاب آکر سب ہی صاحب کو گرفتار کرکے لے گیا اب لشکر کا کوئی دستگیر نہیں ہر فوج کے بچنے کی کوئی تدبیر نہیں ہی لشکر میں تلاطم ہی فوج والے بھاگے جاتے ہیں تین افسران نامی اہم عمرو واسد نامور و ملکہ مہرخ خوش سیر یہ بھی گرفتار ہوئے اب لشکر کو کون سنبھالے جوہر داران نامدار میں انکی کون سنتا ہی اگر دو چار دن یہ لوگ لشکر میں نہ آئے پڑاو چھوٹ جائیگا یہ حال مصیبت مکمل سنکر ملکہ بران بیقرار ہو گئی شگوفہ سے اشک ملکے کہا دیکھیو نیا گل کھلا یہ فرماکر اسیوقت اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا اختر مو جاریہ چوٹے سے نکالکر چلا یا فرمایا یہ بھی دریافت ہی کہ افراسیاب ان سب صاحبوں کو لیکر کہاں گیا کہیں قید کیا یا خدانخواستہ ان قتل میں مصروف ہی ماہ رخسار نے عرض کی چالاک بن عمرو بہ جستجو خبر سب صاحبوں کو ہمارا کر گئے ہیں وہ ابھی نہیں آئے ہیں اول حضور لشکر اسلام میں چلیں اہالیان فوج جو گھبرائے ہوئے ہیں انکو تسکین دیجیے یقین ہی چالاک بن عمرو خبر لیکر آئینگے جیسا مناسب وقت ہو انتظام کیجیے بران نے کہا بیشک پہلے لشکر ہی میں جانا مناسب ہی یہ فرماکر طاؤس منقار پر سوار ہو کر کچھ و تنہا چلیں مگر صورت شاہزادہ ایرج نوجوان آنکھوں کے نیچے پھر رہی ہی اوس بیقراری میں یہ اشعار زبان پر جاری ہیں اشعار

بجاے اشک آنکھوں سے لہو بیہم نکلتا ہی	بھرے سینہ میں شاید حسرتوں کا دم نکلتا ہی
دل ناشاد سے یون نالۂ پر غم نکلتا ہی	عزاخانہ سے جیسے صاحب ماتم نکلتا ہی
بہت اس شوخ کی آنکھیں (کذا) یاد آتا ہی	کوئی بادام میں بادام جب توام نکلتا ہی
جگہ دیتا ہیت دل میں نہ یاد ہوک مژگان کو	یہ وہ کانٹا ہی جو پاے جگر سے کم نکلتا ہی
یہ رعب حسن ہی جب وہ مخاطب ہم سے ہوتا ہی	جواب اسکے حضور اپنی زبان سے کم نکلتا ہی
گذرتا ہی جہان سے جب تمہارے دید کا کشتہ	تو اسکا آنکھوں کے رستہ سے اکثر دم نکلتا ہی

ادا پر اس ستمگر کے نہ تلوارین چلین کیونکر	کہ اُسکے بانکپن پر اور ہی عالم نکلتا ہی
الجھتا ہی عبث ہر دم یہ کہدے کوئی شانہ سے	نکالے سے کہین ان گیسوون کا خم نکلتا ہی
ملا استش رازدان عشق کرتا ہون جو پہلو مین	سوائے دردِ دل کوئی نہین محرم نکلتا ہی
وہ بد قسمت ہون جب بہر دوا تجویز کرتے ہین	زہر مین ای فلق تریاق مثل سم نکلتا ہی

اس حال پر ملال مین بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان یادِ ابروے دلدار مین چھری کلیجے پر
چل رہی ہی آہ آتشناک قلب سے نکل رہی ہی کبھی خیال آتا ہی اگر کوئی محبوب قریب ہوتا جا کر نظارۂ
جمال کرکے عرض کرتی ای شہنشاہ خوبی و ای سرو باغ محبوبی آپ سے جو فرمایا جان نثار حاضر ہی
جستجو مین آپ کے بھائی صاحب کے نکلے ہین دعا کیجیے مقام انکا دستیاب ہو جان لڑا مین
اُنکو قید سے چھڑا لاؤن لیکن یہ بھی خیال خام تصور ناتمام ہے ایسے خوش نصیب نہین ہین کہ کوے
محبوب مین گذر ہو سیر بہشت مین عمر بسر ہو مگر سابق مین تحریر ہوا کہ وہ طلودے جب افراسیاب
جادو چلا تھا حیرت جادو بیقرار ہو کر جستجو مین اپنے شوہر کے روانہ ہوئی اتفاقات قضا و قدر سے
ادھر حیرت جادو آئی ہی ادھر سے یہ مبہوت عشق گرفتار محبت اسیر زندان مصیبت سوختہ تن
ملکہ بران شمشیر زن جسنے اسد نوجوان مین نکلی ہی حیرت جادو سے سامنا ہوا اُسنے ملکہ بران
کو دیکھا شاید حیرت کو کچھ خبر معلوم بھی ہو چکی ہی کہ افراسیاب نے کچھ کار نمایان کیا دیکھتے ہی بران
کو مثل شعلہ جوالہ بھڑکی دہن سے للکارا چھوکری کہان جاتی ہی تمہارے مددگار سب خاک مین ملے لیو
طلسمی شہنشاہ نے چھین لی تمہاری بھی قضا دامنگیر ہوئی اب مجھسے بچکر کہان جاؤگی بڑے بڑے
صدمے اہالیان ہوش ربا کو پہونچانے مین کس جوش مین تھے پل پڑ رہے تھے ادان تڑا دیا ہے خون اُن
خشک کیا آجتک اُسکا ملال ہی اب آج تمہارا اچھا محل ہی ملکہ بران شمشیر زن اسوقت سنا اُجاڑ دو محبت
اسیر نوجوان مین مدہوش غم دین و دنیا فراموش سر جھکائے ہوئے جاتی ہی حیرت نے جو آواز دی
صدا سحرت کان مین آئی پلٹ کر دیکھا فرمایا ای حیرت تو بڑی بے غیرت ہی تو نے اور تیرے سنگ
نے کیا کیا ذلت اٹھائی لیکن شرم نہ آئی پھر منہ چڑھتی ہی یہ سحر چلنے لگے مثل صحرا جلنے لگے کبھی آگ برسی
کبھی بارش آب دونون حسین جمیل یہ حور ہیکل وہ سیم بر یہ سرو باغ خوبی وہ رنگ دروے گل حدیقۂ
محبوبی یہ سحر و ساحری مین طاق وہ فن افسونگری مین شہرۂ آفاق بجلیان چمک رہی ہین کبھی رعد

لی گرج برق کی تڑپ حیرت نے سحر کیا باران لڑائی کبھی باران نے اختر مروارید چکایا حیرت گھبرائی
ایک کا پنجہ دوسرے پر قابو نہیں ہوتا ایک نے آگ برسائی اُسنے باران تیر برسا کر ٹھنڈا کیا اسنے گولہ
مارا اُسنے رد کیا سوال جواب الہیین ہو رہے ہیں فضائے کارزار میں مہتر چالاک بن عمرو کوہ زعفران
سے یہ حال ملال اسد وغیرہ کا دیکھکر چلا تھا اس خیال میں کہ اپنے کو تابہ قصر جمشید پہونچاؤں کیفیت
گرفتاری طلسم کشا سناؤں اس مقام پر آکر پہونچا دور سے دیکھا صحرا میں ہنگامہ گیرودار بلند ہے گھبرا گیا
خداوندا یہ کیا ماجرا ہے کون لڑ رہا ہے جب سکے قریب آیا دیکھا ملکہ باران شمشیرزن و حیرت پرفن دونون
الہیین سحر و ساحری میں مصروف ہیں وہ بلبلین ہیں کہ گتھی ہوئی ہیں وہ ستارے چمک رہے ہیں
دو دو قمین تڑپ رہی ہیں حیران کہ ای چالاک یہ کیا ماجرا ہے شاید یہ خبر وحشت اثر سنکر ملکہ باران چلی
تھیں راہ میں حیرت نے روکا دونون سحر و ساحری میں بے نظیر ہیں غالب و مغلوب ہونا دشوار
کچھ تدبیر مناسب ہے کہ اسوقت کر نکل روغن عیاری کا نکالا صورت ملکہ صرصر شمشیرزن کی بنکر تیار ہوا
گوشہ سے نکلا آواز دی ای خاتون محل شہنشاہ ای ملکہ حیرت عالیجاہ آج یہ دختر کوکب نہ جانے پائے
شہنشاہ نے کل کا خاتمہ کیا اسد وغیرہ کو قید کر لیا بس آج لڑائی کا خاتمہ ہے میں بھی آپہونچی اس
چھوکری کو گرفتار کیجئے مہلت نہ دیجئے حیرت نے جو صرصر کو آتے ہوئے دیکھا خوش ہو گئی کہا
صرصر قریب آنا یہ دختر کوکب بڑی منہ دراز ہے مجھے لڑ رہی ہے میں کیا اب اسکو جانے دونگی تو تماشا
دیکھ صرصر نقلی نے کہا واری میں آئی یہ شوخ دیدہ گیسو بریدہ سیر کیا کر سکیگی یہ کہتا ہوا چالاک برابر
حیرت کے پہونچا پہلو میں آکر آواز دی ای ملکہ عالم بچیے دیکھئے اُسنے گولہ پھینکا اختر مروارید نکالا
حیرت اُدھر لپٹی چالاک قریب پہونچ چکا تھا حلقہ کمند مارا گلے میں پڑے اور کھینچ لپٹی چالاک
نے جھٹکا مارا گرتے گرتے حباب بیہوشی مارا حیرت گر کر بیہوش ہوئی اب نعرہ کیا نعرہ چالاک

عیاری من آتم حیت و چالاک	بچشم دشمن بیاندازم کف خاک	نہ آید باد گرد تیز گامم
خلیفہ اولم حب لاک نامم	ملکہ باران نے دوڑ کر چالاک کو گلے سے لگا لیا کہا ای چالاک	

کیا کام کیا ہے منہ دراز سے اس سے مقابلہ ہو رہا تھا حرامزادی چوٹ نہ کھاتی تھی چالاک چیخکر
رو دیا کہا ای ملکہ عالم ہمارے برابر کون نالائق ہوگا قبلہ و کعبہ گرفتار ہوئے سب معاملہ آنکھوں
سے دیکھا اور اسباب طلسم کا ملتفرز میں کا اُٹھا کر لے گیا سرحد زعفران کوہ میں ایک تالاب پر

لیجاکر سب کو پھینکدیا ایسا سحر بنایا مین نے کبھی آنکھون سے یہ شعبدہ نہین دیکھا مگر اب اسوقت ایک صلاح مین بڑی فلاح ہی حیرت کو گرفتار کیا آج افراسیاب کو وہ داغ دو کہ عمر بھر یاد رکھے حیرت جادو کو اپنی شکل بناؤ تم شکل حیرت بنو اور اس ملعونہ کی زبان مین سوزن دو گرفتار کرکے بر سر کوہ زعفران لیجاؤ افراسیاب سے کہنا مین نے راہ مین بران دختر کوکب کو گرفتار کیا چونکہ یہ دختر کوکب ہی اسکے قتل ہونے سے بڑا مطلب ہی میرے قتل کرنے سے یہ نہ مریگی آپ سحر کرکے اسکو قتل کیجیے کوکب کو داغ تازہ دیجیے باتون مین سمجھانا یہ کلمات سنانا کہ روح روان نور افشان ہی جاہ و جلال اسکا مثل آفتاب عالمتاب درخشان ہی کوکب کی کمر ٹوٹ جائیگی داغ اولاد نوجوان مین ساری سحر وساحری بھول جائیگا ایک دن مین چلکر طلسم نور افشان مین قبضہ کریجیے جب افراسیاب مشغول ہوکر اسکو قتل کریگا مین تمھارے عقب مین آتا ہون جسطرح بن پڑیگا زعفران کو بیہوش کرکے افراسیاب کو بیہوش کرینگے یہ تو ظاہر ہی کہ اسکا قتل ہونا ممکن نہیں اسکو بیہوش کرکے یہین پر رہنے دینگے زعفران زردرو کو بھی قتل کرینگے وہان سے بلبلہ جوشش مین نالہ سپہر گردش دریاے خون روان خشک کردیگا اور ان کو اپنے چہرا دو جب افراسیاب بیدار ہو گا لاشہ اپنی ہم نشین کا دیکھکر سر ٹکرا ٹکرا کر جان دیگا اسکی بدحواسی مین لوح طلسمی کی فکر نکرینگے چستی وچالاکی جو چالاک نے صلاح ملکہ بران سے بیان کیا بران خوش ہو گئی شکل گل شگفتہ ہوئی کہا ای چالاک کیا خوب بات سوجھی ہی مین بڑے لطف سے اس حرامزادی کو اپنی شکل بناؤنگی آپ اسکی شکل بنکے اسکو لیجاؤنگی بیشک ہاتھ سے افراسیاب کے قتل کراؤنگی مگر تم اپنے کو جلد پہونچانا ورنہ ٹکا چالاک نے کہا مین برابر تمھارے پہونچونگا آتے ہی زعفران کو پکڑ لونگا دیکھو تو کس خوبصورتی سے حرامزادی کو بیہوش کرتا ہون اے ملکہ عالم اس عیاری سے بڑا لطف ہو گا قبلہ وکعبہ بہت تعریف کرینگے تمام طلسم ہوش ربا مین مشہور ہو جائیگا کہ ملکہ بران ذی شان و چالاک جلالت نشان نے ملکہ حیرت جادو ایسی ساحرہ کو مارا ملکہ بران بھی گھبرائی ہوئی چالاک بھی منتشر ناظرین پر واضح ہو کہ اس عیاری مین بہت بڑا عیب ہی مگر چالاک نے اسوقت اسکے عیب وہنر کو نہین سمجھا چونکہ اپنے والد نامدار و سرداران عالی وقار کو مجھ سے بجز مصیبت دیکھکر آیا ہی راے سالم نہین ہی معلوم ہی اس عیاری کی وقت پر تحریر ہوگی موافق رسنکے سنجان عالی وقار تقریر ہوگی جو کچھ چالاک نے کہا بران نے قبول کیا

حیرت کو بشکل بران و بران کو بشکل حیرت آراستہ کیا زبان مین حیرت کے سوزن دیا بران
نے ایک تخت سحر تیار کیا حیرت کی شکلین باندھ کر اسی تخت پر ڈال دیا سحر بھی صورت کا حیرت
کے تیار کیا چالاک سے کہا اے ہمزا سوز تمھارے حکم کے بموجب مین بر سر زعفران کوہ جاتی ہون مگر
تم ہو صہ نہ کرنا بہت جلد آنا چالاک نے عرض کی کہ اے ملکۂ عالم میرے دل کو لگی ہوئی ہے سر کو پانون
بناؤنگا مثل باد صرصر اڑا ہوا آؤنگا اس حال پر ملال مین سرداران نامدار و والد عالی وقار کو دیکھا ہے
میرے دل کو صبر آئیگا اے ملکۂ عالم جب پیر کوے جبالون کو جاتے ہین کراہنے کی آواز آتی ہے کہ زمین
تھراتی ہے میرے کلیجے پر چھریان چل رہی ہین کبھی ایسا سحر نگاہ سے نہین گذرا ملکہ بران نے کہا
افراسیاب کا ہفت اقلیم مین مثل نہین ہے اے چالاک قبلہ و کعبہ مرد سپاہی ہین جرات کے جوش
مین افراسیاب پر جا پڑتے ہین ورنہ کوئی اسکا ہمسر نہین ہے بخوبی آپسمین صلاح کرکے بران
شمشیرزن نے بصورت حیرت تخت آڑایا چالاک باہنائے عیاری سے آراستہ ہوکر مثل ہوا کے
آڑتا ہوا طرف زعفران کوہ کے چلا ان دونونکو راہ مین چھوڑیے دو کلمہ حال افراسیاب کے بیان
لکھے جاتے ہین مخمسہ موافق مقام

عنادلِ گل روے تو گلعذار انند — اسیر دام بلاے تو دل شکار انند
عبار راہِ وفاے تو شہسوار انند — غلام نرگس مست تو تاجدار انند
خراب بادۂ لعل تو ہوشیار انند

ہمارے سد نظر تھے بہت نشیب و فراز — نہ کوئی واقف اسرار تھا نہ محرم راز
پہ کیا کرے کہ یہی اقتضاے ناز و نیاز — ترا حجاب و مرا آب دیدہ شد غماز
وگرنہ عاشق و معشوق راز دار انند

خرام ناز سے پامال ہے جہان یکسر — ہے عاشقون کا ترے ساتھ اک لشکر
دلے نہین تجھے حال پر کسی کے نظر — بہ زیر زلف دوتا چون کشی نگہ بنگر
کہ در یمین و یسارت چہ بیقرار انند

ہمارے جلنے سے کیا تجھکو کیون لگی ہے لو — سنے نہ ایک تری تو جو باتین باتین سو
یہان نہین کوئی دیوانہ جو کرے تگ و دو — نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو

اگر سخن کرامت گنا بکار باشند

لکھے ہے یہ پریشان و لکھنا یہ رنگ سخن
لگے ہے تیرہ درون و اعدا کی بات نہ سن
ہر تازہ تو یہ ابھی یاد کر شراب کہن
بیا بہ میکدہ و چہرہ ارغوانے کن

مرو بصومعہ کانجا سیاہ کار انند

وہ کون ہے کہ نہیں پاس بند دام ہوس
پڑا ہے شور زمانے میں اے نسیم نفس
ہوئے ہیں زمزمہ سنج و فغاں و ناکس
بہ فن بران گل عارض غزل سرایم و بس

کہ عندلیب تو از ہر طرف ہزار انند

سیاہ پوش ہے کہ خلق اک جہان غمگین
ہمارے کہنے کا جو اگر نہ آئے یقین
وہ کون ہے کہ پریشان و خستہ حال نہیں
گذار کن چو صبا بر بنفشہ زار بہ بین

کہ از تطاول زلفت چہ سوگوار انند

ہیں در چند ہوسناک عاشق و دشمن
ہیں خاریاں تہ پا دل ہیں زیر ران توسن
ہوئے ہیں راہ ہر و جلوہ گاہ رشک چمن
تو دستگیر شو اے خضر پے خجستہ کہ من

پیادہ میروم و ہمرہان سوار انند

نہیں امید رہائی نہ آرزوے خلاص
ہے ناگوار باجی کو گفتگوے خلاص
نہ مجھ سے ہی کی تک و دو نہ جستجوے خلاص
ز دام زلف تو دل را مباد روے خلاص

کہ بستگان کمند تو رستگار انند

ہے سر پہ خاک کہ گرد ہے لباس بدن
غبار فرق سے تابندہ جبین روشن
کدورت دل غمگین عجیب ہے این
ز نقش چہرۂ حافظ ہمی توان دیدن

کہ ساکنان در دوست خاکسار انند

مورخان جادو تقریر و کاتبان فصاحت تحریر اس داستان حیرت بیان کو بعبارت سلیس کیفیت ظرافت یوں تسطیر فرماتے ہیں کہ افراسیاب جادو بعد شکوہ بر سر زعفران کو خوش بٹھا کے ناچ سامنے ہو رہا ہے پری رخساران حور طلعت معشوقان خوبصورت سامنے حاضر ہیں زعفران زعفران پر ایسی غنچہ دہن یاسمن بوئے خوش حسین جمیل بصد ناز و ادا اشکن جام مۓ ارغوانی گردش میں نشہ دولت سے

بدست ساغر بادۂ کبر و نخوت کا خمار کبھی غافل کبھی ہشیار رچاہتا ہی زعفران کو تخلیہ مین لیجاؤن اُس سند رو عدہ ستم کالا کرون مگر زعفران اپنے کو بچاتی ہی کبھی تیور پر بل آیا کبھی منت کبھی خوشامد افراسیاب نشہ مین کہتا ہی ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان ہمارا کہنا مانو تو تمہارا مرتبہ بڑھا دینگے بادشاہ طلسم ہوش ربا بنا دینگے حیرت جادو کیا شئی ہی تیری محبت مین دل بیکل ہی تنہائی مین چلو تم سے ہمین کچھ کہنا ہی زعفران گھبرا گئی جواب دیا ای شہنشاہ مین تو حاضر ہون ارشاد فرمایے سب کنیزین حاضر ہین بدمستی نہ کیجیے ہاتھ و سینہ مم نہ بڑھایئے دست درازی ہمکو ناگوار ہی زبردستی بیکار ہی دیکھو مجکو ہاتھ نہ لگاؤ سلیقہ سے بیٹھو مین بدنام ہو جاؤنگی تمھارا یہی کام ہی ایک کو ساتی ایک کو بد حالی حیرت ایسی معشوقہ کو شفقت بناتے ہو حسن مین بے نظیر صاحب تحریر و تقریر سحر مین زبردست شراب حسن سے مست صاحب حسب و نسب بیٹی حیات جادو کی جسکا سحر مین ڈنکا ہی قلب پہر سامری کے اُسکا نام کا سکہ ہی دونون بجا لائے اُسکے نیرنگ عنقا صورت گیرنگ عنقا صورت شاہزادگان والاقدر دایہ اُسکی ملکہ سوسن زبان دراز خود سحر و ساحری مین یکتا مسلمانون سے کیسا کیسا لڑ رہی ہی اسوقت جوش مین آپ ایسا فرماتے ہین مین کیا امید کرون گھڑی بھر کے لیے بدنام ہون بس معاف فرمایئے افراسیاب نشہ مین کہتا ہی ای زعفران تم سے ہمیشہ یہی رسم و راہ رہیگا اس بہار گوشہ گلدستہ آراستہ کر دونگا تختگاہ ہوش ربا قرار پائیگا ہر ایک بادشاہ تمھاری قدمبوسی کو آئیگا یہ کہکر افراسیاب نے یہ اشعار عشق آمیز محبت انگیز سامنے زعفران زعفران پوش کے پڑھے کہا او ملکہ عالم ان اشعار کو بگوش ہوش سنو نظم دل پذیر

ہو ترے کان زلف عنبر لگی ہوئی
پر کیا کرین کہ مُہر ہی شہپر لگی ہوئی
ہمت کو عشق دیکھو ناس خاکسار کی
ہو جانس سی کلیجے کے اندر لگی ہوئی
سینے مین دو ملے مینے والے ہزار بار
گھڑی ہو نقاز گلے او پر لگی ہوئی
ای ذوق دیکھو دختر رزکو منہ نہ لگا

رخ بھی یہ نہال برابر لگی ہوئی
جانے بغیر خون کوئی رستی ہی تیری تیغ
ہر تن پہ خاک کوچۂ دلبر لگی ہوئی
گرتی ہی زیر برقع فانوس تاک جھانک
گندے ہی اسکی راہ گندے بہ لگی ہوئی
منہ سے لگا ہوا ہو اگر جام ہو تو کیا
چھٹتی نہین ہی منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

بیٹھے بھر سے بہو سے مین ہم کی طرح ہم
ہی یہ تو بات اسکو ستمگر لگی ہوئی
نکلے ہی کب کسی سے لگی اُسکی غزوکی تو
پروانے سے ہی شمع منور لگی ہوئی
یہ چاہتا ہی شوق کہ قاصد بجائے مہر
ہو دل سے یاد ساقی کوثر لگی ہوئی
زعفران زعفران پوش ان

اشعار کو سنکر ہنس پڑی کہا ای شہنشاہ اب کو تو پورے دیوان شاعرون کے یاد ہین ایک خود

بھی گفتگو مین نظم و نثر سے ماہر ہین اس لگی ہوئی کو بجھایئے ایسے اشعار زبان پر نہ لایئے جنہین
زعفران زعفران پوش اپنے کو بچاتی ہی لیکن افراسیاب نہین مانتا کبھی غصہ کرتا ہی کہتا ہی زعفران
تم ہماری بات کو نہین سمجھین اگر موتی پڑے دون مجھسے زیادہ تمکو محبت ہو ابھی ہاتھ پھیلا کے لپٹ جاؤ
سعد مثل اصلی کی خود خواہش کرو زعفران ہاتھ باندھنے لگی کہا اے شہنشاہ واسطہ سامری کا ایسا ارادہ
نہ کیجیے اگر آپ نے سر سے میرا دل الٹ دیا اور باعث میری رسوائی کا ہوا جیسے ہوش آئیگا اپنے کو ہلاک
کر ڈالونگی مصیبت مین میری جان جائیگی افراسیاب اور زعفران سے یہ باتین ہین عشق و محبت کی گھاتین
ہین بیکایک آسمان پر بجلی چمکی دیکھا ملکہ حیرت جادو ہران شمشیرزن کی شکلین باندھے ہوئے تخت
اڑاتی ہوئی آتی ہی زعفران شرما کر کھڑی ہو گئی افراسیاب بھی حیرت کو دیکھکر ذرا پہلو تہی کرنے لگا
اس خیال سے کہ حیرت آزردہ ہوگی سنبھلا بیٹھا ناچ وغیرہ موقوف ہوا حیرت نے جو خدمت ناظرین مین
عرض کیا تھا کہ اس عبارت مین بڑا امر معیوب واقع ہوا اب وہ خرابی ناظرین پر روشن ہوتی ہی یعنی جیسے ہی
تخت حیرت قریب آیا افراسیاب بطور خوشامد کھڑا ہو گیا بے اختیار پکارا اما صاحب آئین تمہارا
نہایت مشتاق تھا ہی ملکہ عالم تمہارا اسوقت کیونکر آنا ہوا اس دختر کوکب کو کہان پایا میری آنکھین
تمکو ڈھونڈھتی تھین یہ کہکے بے اختیار اشعار شوقیہ پڑھنے لگا اشعار شوقیہ

کیا ہو زبان خامہ سے شرح کلام شوق
دفتر ہو گر لکھون سخن نا تمام شوق

یہ آج سے نہین ہی یہان انتظام شوق
مدت سے ہی علاقۂ دل ہاے نام شوق

ظاہر ہی قدر و منزلت و احترام شوق
زاہد بیان کعبۂ دل ہی مقام شوق

کہتا چلا جو نامہ بردن سے پیام شوق
لکھتے تک بھی یار کے منہ وا اختتام شوق

رہ جائے نہ کوئی حسرت و اندوہ و یاس کو
در پئے خاک دل پہ ہی یہ اذن عام شوق

دکھلاے کیون سپہر طلسم جمال یار
جام جہان نما سے زیادہ ہی جام شوق

ترساؤن اسکو ترک ملاقات یار سے
جی چاہتا ہی دل سے مین لون انتقام شوق

رہتی ہی دل مین یاد تری چشم مست کی
ملنا شراب عشق سے رہتا ہی جام شوق

چھوڑا نہ کوے یار کو دیوانگی مین بھی
مجنون کے بعد ہم پہ ہوا اختتام شوق

پابست عشق زلف سے چھٹنا محال ہی
مرغ دل حزین ہی گرفتار دام شوق

زینت کے وقت کرنے مین جب ذوق وصل کا — بنتا ہر لاکھ ہونٹون پہ رنگ کلام شوق
رکھتا ہر راہ عشق مین ای کبک گر قدم — بلبل سے پہلے سیکھ لے طرز خرام شوق
دیتا نہ جان اپنی جو پشیمان یار پر — ہوتی نہ اختیار مین میرے لگام شوق
باقی ہر عشق رفتہ کا پیری مین بھی نشان — داغ دل و جگر مین قلق نقش کام شوق

یہ اشعار عشق آمیز جو افراسیاب نے آنکھ ملا کر ملکہ بران سے پڑھے یہ معشوق نا کتخدا ان کلمات
ذوق شوق سے گوش حق نیوش نا آشنا صاحب شرم و حیا خالی از ناز و ادا حسین سیدھ پرد ا
دختر کوکب روشن ضمیر عالی جاہ صاحب حشمت و ثروت گل گلزار حدیقہ سلطنت یکتا زمین میدان
جرات شہسوار عرصہ شوکت عاشق جان ایرج نوجوان معشوق دلستان یہ کلمات سنکر ہوش و
حواس پراگندہ ہو گئے دل دھڑکنے لگا کلیجہ خیال عصمت مین بیٹھ گئے لگا دل سے کہا او خانہ خراب
یہ کیا کیا بیٹھے بٹھائے اپنے کو رسوا کیا اس بیچارے کیونکر آبرو بچیگی مرو شرابی جاہل جیل ہرزہ بانی کا
عادی نشہ نخوت سے چور ست ہنر ور ایسے ایسے جو خیال نکال دل مین آئے تخت تو زمین پر
اُٹھا ما لیکن رنگ متغیر چہرہ اوس عالم یاس خیال آبرو ریزی در پیش جان جانے کا پس و پیش
شرمندہ از کردہ خویش مغموم مہموم دلریش بشکل تصویر خاموش دریائے قہر و غضب کا جوش
سر جھکا کر کرسی پر بیٹھی بات کا افراسیاب کے جواب بھی نہ دلیلی افراسیاب کیا سمجھا کہ حیرت
کو غصہ ہی زعفران جادو جو میرے پہلو مین بیٹھی تھی حیرت کو انتا کا ناگوار ہوا زعفران سے
کہا دختر کوکب کو ستون سے باندھ دو زعفران نے اسی عالم مین حیرت کو بشکل ملکہ بران ہی ستون
سے باندھ دیا اب افراسیاب طرف ملکہ بران کے اپنی زوجہ جان سے کہا عذر کرنے لگا کہ ملکہ
حال تو کہو دختر کوکب کو کہان پکڑا کیونکر سحر کیا ملکہ بران نے ڈرتے ڈرتے سر جھکا کر اتنا جواب دیا
کہ مین راہ مین آتی تھی وہان یہ ملی لڑائی ٹھری مین سحر مین غالب آئی گرفتار کر کے لے آئی اتنا سنتے ہی
سلطنت کو اسکو قتل کیجیے یا سزا دیجیے دل سے کہتی ای بران یہ کیا غضب ہوا گوڑے چالاک مکار نے
مجکو عجیب بلا مین پھنسایا دیکھین تقدیر کیا دکھاتی ہے کیسی پیش آتی ہے کبھی آنکھین پھاڑ پھاڑ کے چہار
جانب دیکھتی ہے کہ چالاک کمبخت نے یا در اینکا تو مین کیونکر بچا نونگی جسقدر افراسیاب عذر کرتا جاتا ہے بیحیا
شرم و حیا کو غرق ہے حیرت دغیرت بڑھتی جاتی ہے زعفران جادو اس خون مین کنارے آکر ٹھہری ہے کہ

حیرت جادو نے مجھکو پہلوے افراسیاب مین دیکھ لیا دیکھیے کیا قیامت برپا کریگی کبھی سراپا کو حیرت
نقل کے دیکھتی ہی چہرے سے حقیقت مین قہر و غضب آشکار ہی ماتھے پر غصہ سے پسینہ چہرۂ گلنار ابرو پر شکن جنگ
آمادہ زعفران خوف کے مارے مری جاتی ہی دل سے کہتی ہی کہ اے زعفران افراسیاب ہرچند کہ صاحب
تخت و تاج ہی مگر سفلہ مزاج ہی یہ وجہ مین بدنام ہوئی حیرت اپنے دل مین سمجھی ہوگی یہ میری سوت ہی
یہ خیال محال میرے واسطے موت ہی کہان چلی جاؤن اگر میرا گھر ہوتا کسی حیلے سے چلی جاتی منہ چھپاتی اب
ٹل جانا بھی باعث خرابی ہی اپنے اوپر الزام آئیگا حیرت کو کون سمجھائیگا کیونکر اسکے دل سے خیال نکلے زعفران
اس تردد مین کھڑی ہوئی کانپ رہی ہی یہان اس مصیبت مین افراسیاب حیرت مین مگر معتبرین معتبر
چالاک بن عمرو راہ کو طی کرکے بشکل ساحرہ تختبان اُنھا کے پہاڑ پر پہونچا دل پر پتھر رکھ لیا ہی کنیزون
مین آکر شریک ہوا اس محفل خاموشان کو دیکھکر اب یہ بھی گھبرایا یہ دیکھا کہ افراسیاب ملکہ پر ان سے
منتین کر رہا ہی دم محبت کا بھر رہا ہی یہ بیچاری آفت کی ماری تو گرفتار دام عیاری اسیر محبس مکاری سر
جھکائے بیٹھی ہی گل سا چہرہ کمھلایا کچھ غصہ کچھ حجاب دل مین غمگین زنخون کو پیچ و تاب خاموش سر جھکائے
ہان ہان کیے جاتی ہی اب چالاک آل کو سمجھا دل سے کہتا ہی اے چالاک یہ تو نے کیا کیا یہ مقدر عیاری ہی افراسیاب
کی زوجہ کی شکل بناکر ان کو بھیجا اے تجھسے بڑی نادانی ہوئی کاش کے مین صورت حیرت بناکر آتا ایسی باتین بناتا
افراسیاب کے ہاتھ سے حیرت کو قتل کراتا بھلا اس بیچاری سے کیا ہو سکیگا جسکو بات کرنا دشوار ہی اگر اسپر کوئی
افتاد پڑی یا افراسیاب نے ہاتھ لگایا یہ صاحب عفت و عصمت اپنی جان دیدیگی بدنامی میرے ذمے رہیگی
اس عیاری پر سب تھوکا دان بنائینگے زمرۂ عیاران سے نام نکل جائیگا ایسی ایسی باتین سوچکر چالاک کا قصد ہوا
مین اپنے کو خنجر مار دون پھر دلکو مضبوط کیا کہا اے چالاک اپنے کو سنبھالو اس حماقت کا دفعیہ کرو یہ سوچکر بشکل
ساحرہ قریب زعفران پوش لگتا یا بلا تکلف ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ آپ کیون حیران کھڑی ہین
ایسے ایسے مہمان آپکے گھر مین آئے ہین شراب کباب کا سامان کیجیے گویون کو بلائیے زعفران نے گھبرا کر کہا
بوا مین کیا کرون ہو وقت عجب مصیبت مین ہون افراسیاب تو بیلوث ہی مجھکو حیرت کے آنے سے بڑی حیرت
ہی مین اُسکے پاس بیٹھی تھی حیرت نے مجھکو دیکھ لیا اب ناحق کو منہ لٹکائے بیٹھی ہی نہ منہ سے بولتی
ہی نہ سر سے کھیلتی ہی مین ناحق گنہگار بنی نہ لینا نہ دینا مجھے اس بیہودہ سے کیا مطلب بے سبب
مجھے بھول ہی مین اپنی سلطنت پر بھولی ہین چالاک نے کہا ملکہ وہ کیا کریگی تم کیا کسی کی لونڈی

باندی ہو گیا کسی کا دیا کھائی ہو گی ارے چلو میں ایک تدبیر بتلاؤں ابھی صفائی ہو جائے مطلب
کی بات نکل آئے زعفران تو گھبرائی ہوئی تھی کہا ہاں ارے ستھری بتلا چالاک زعفران کو تنہائی
کے خیمہ میں لے گھسا ہوا تھا کہ گھبرا دیا جیسے ہی زعفران بیٹھی چالاک نے جھٹ پٹ گلوری میں پہنچی
لاؤں کہا ملکہ گلوری تو کھا لیجے پھر میں سب کچھ عرض کروں گی زعفران نے گلوری کھائی ایک حلق سے
اتری گھبرا کر کھڑی ہو گئی کہا ہوا اس گلوری میں کیا تھا چالاک نے کہا سنکھیا زہر زعفران ارے
کمبخت چلی لڑکھڑا کر بیہوش ہوئی چالاک نے لباس اُسکا اُتار زیور لیا چٹائی میں لپیٹ کر گوشہ بارگاہ
میں چھپا دیا آپ بہ تعجیل تمام رنگ روغن عیاری کا نکالکر صورت زعفران جادو کی بنکر تیار ہوا باہر
نکلا نکلتے ہی چالاک نے رنگ جما دیا کنیزوں پر غصہ مصاحبوں پر آفت کسی سے کہا او شفتل کیسی بیے
ڈرنے کھڑی ہے وہ بلا سر ڈھانپ جب دیکھو کمبخت کا جھنڈا سا سر کھلا ہوا ہے جوانی پھٹ پڑی جگہ سے
کو ڈھونڈھتی ہوگی نوکری کرنا کیا ضرور ہے دو مہینے چار مہینے مونڈھے پر بیٹھ بازار کی ہوا کھا جب دیکھو
کسی وقت ہوش درست نہیں کمبختوں نے میری زبان خراب کر دی میں اول فول بکنے لگی کسی کے
کوڑا مارا کسی کی چوٹی پکڑ کے کھینچ لی ساقی بچے لے سیخ پکڑ کر پانچ جوتیاں برابر ماریں کہا گھوڑے
بدذات پاجی شہنشاہ آئے میں ذرا سی مسی لگا لے آنکھوں میں کاجل دے اُجڑا بچھڑا گھر ہو رہا ہے
بگوڑے شہنشاہ مردم شناس بھی ہیں اگر پسند کیا تم پھر کو فرصت ہے محفل میں ہنگامہ ہو گیا سب کو
مارتا پیٹتا کہتا جھکتا سامنے افراسیاب کے آیا کہا اے شہنشاہ اسوقت ملکہ عالم کو اور کچھ خیال ہے
انکے مزاج پر تیور ہے دم بھر نہ کلام کیجیے یہ کہکر بیچ میں افراسیاب اور حیرت تقی کے کھڑا
ہوا بران کے کاندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا اے ملکہ عالم آپ کا مطلب سمجھی بادشاہوں کی بات
کا خیال بیکار ہے بقول سعدی گاہے بسلامے برنجند وگاہے بہ دشنامے خلعت دہند اسطرح
کی باتیں کرتے کرتے جھکی کان میں کہا اے ملکہ بران نہ گھبراؤ میں چالاک بن عمرو ابھی حیرت
جادو کو قتل کرواتا ہوں بران میں جان آگئی بہ نگاہ حیرت دیکھکر کہا بھیا چالاک خدا کے
واسطے میری عزت و آبرو بچا لے یہ ملعون بھیا مجھکو ہاتھ نہ لگانے پائے چالاک نے کہا کیا
مجال بران کو مطمئن کر کے پھر طرف افراسیاب کے پلٹا کہا شہنشاہ ملکہ کی خفگی کا باعث بھی
آپ سمجھے وہ تو کس مصیبت سے بران کو گرفتار کر کے لائیں آپ نے صرف ستون سے باندھ دیا

نہ سزانہ جزا سنتے تو بڑے بڑے بیچ دہلاں آپ کو پہونچاتے بڑے بڑے ساحران نامی مارے
پل پر بزادان توڑا دریاے خون روان کو خشک کیا اسی کے وجہ سے آپ کے استاد عشاق
سبزہ رنگ مارے گئے جبتی بادشاہ عالیجاہ کی ہے سوائے آپ کے اسکو کون قتل کریگا سحر کا ل جگر
ایک گود مارے سر بعبث جاے طلسم نورافشان مین قیامت برپا ہو کوکب زندہ نہ بچیگا غم مین
جبتی کے جان دیگا اب آپ کیون دیر کرتے مین ایسا صید کسکو ملتا ہے مگر خبردار کشتہ سحر نہ کیجیے گا تیغ تلوار
سے مارئیے ایسا دن پھر کبھی نصیب نہوگا افراسیاب نے کہا اے زعفران حقیقت مین نتیج ملا عالم
کا حساب سے ہے بران ثانی کوکب ہے اسکو سحر کے گرفتار کیا بڑا کام کیا مین ابھی اسکو اپنے ہاتھ سے
قتل کرتا ہون میرے دل پر بھی سوزش ہے کہ ماہ آسمان طلسم نورافشان کوکب کی روح روان ہے کوکب
دیوانہ ہو کر نکل جائیگا تاج بخت سے ہاتھ اٹھائیگا یہ کہکر افراسیاب نے کہا ملکہ ہو مین تلوار
سے اسکو قتل کرون کشتہ سحر کرنا حقیقت مین بہتر نہین ہے یہ کہکر افراسیاب جادو تخت سے
کود اور اکھو لنے لگا تیغ تولنے لگا بران سے کہا لو ملکہ تمھاری خاطر سے اسکو قتل کرتا ہون بران
سنکر پھر بھی کچھ جواب نہ دیا بات بات پر خون خشک ہوا جاتا ہے کلیجہ پر خنجر غم و الم پھرتا ہے چالاک
الگ ہوا یہ بھی خیال آیا ہے چالاک جب حیرت مریگی اسکے مرنے کی علامت برپا ہوگی ہیر غل مچائینگے
حیرت کے نام کی آوازین سنائینگے سب طرح خرابی ہے دیکھیے اس بیوقوفی کا کیا انجام ہوتا ہے ایسی حماقت
کبھی سرزد نہین ہوئی یہ سوچ رہا ہے خوف مین ہوش درست نہین مگر قضاے کار افراسیاب جب
تخت سے کود تیغ کھینچکر دم شمشیر پر ہاتھ رکھا ایک جھونکا ہوا کا چلا نخل سے پتہ ٹوٹکر گود مین افراسیاب
کے گرا افراسیاب نے نگاہ ڈالی صاف تحریر تھا گویا نوشتہ تقدیر تھا طرف سے ماہیان زمرد پوش
کے مرقوم ہے او غافل بچہ کو قتل کرتا ہے آنکھ سے نہین سوجھتا ہے بران بشکل حیرت کھڑی ہوئی
ہے آج آبرو اسکی بنا دے پھر کبھی کوئی ایسی گستاخی نہ کرے یہ مضمون پڑھکر افراسیاب کے
ہوش اڑ گئے فوراً بران کا ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ ذرا کنارے چلو مجھے تم سے کچھ کہنا ہے ملکہ نے
ہاتھ تو چھڑا لیا منہ پر ہوائیان اڑنے لگین ہاتھ باندھکر کہا حضور تنہائی مین کیا کام ہے افراسیاب
نے کہا کچھ ضرورت ہے یہ کہکر آگے بڑھا چاہا ہاتھ دونون بران خوف آبرو سے خود آگے بڑھتی
کہتی ہوئی حضور مین چلتی ہون ہاتھ نہ لگائیے اب بران کو کچھ بن نہین پڑتا آگے آگے

افراسیاب سے کے چلی جاتی ہو افراسیاب چاق و چوبند اس امر پر آمادہ کہ آج بران کی آبرو مٹادون
چالاک تو بشکل زعفران باہر آیا افراسیاب جادو نے پلٹ کر کہا خبردار کوئی میرے ساتھ نہ آئے
مین اپنی بی بی سے کچھ باتین کرونگا کنیزون کی تو کیا مجال جو قدم آگے بڑھائین یا ساتھ مالک کے
تخلیہ مین جائین مگر چالاک کئی مرتبہ حضور حضور کہکے بڑھا کتا جاتا تھا شہنشاہ سنبے تو افراسیاب
نے زعفران کو تو پہچانا نہین پلٹ کے جھڑک دیا کہا او زعفران ہمارے تخلیہ مین نہ آنا یہ کہکر غصہ سے
نگاہ ڈالی چالاک نے دیکھا جسم سے چنگاریان نکلنے لگین جانئے ہوا ایسا نہو کہ آتش قہر و غضب
افراسیاب سے جل جاؤن گھبرا کر یہ تو پیچھے ہٹا افراسیاب پردہ اٹھا کر خیمے کے اندر آیا اسوقت
تک بران آگے تھی لیکن چونکہ کئی پردے پڑے ہوے تھے وہان پر اندھیرا تھا بران جھجک کر
پیچھے ہٹی افراسیاب آگے بڑھ گیا جانتا ہے کہ بران میرے آگے جاتی ہے پیاری کہتا جاتا ہے کبھی کہتا ہے
میرا جان وہاں تجھپر نثار ہے تو معشوق گلعذار ہے یہ کہتا ہوا افراسیاب چند قدم آگے بڑھا تھا
اب بران کو اپنے قریب نہ پایا گھبرا کر پلٹا پکارا جان جہان کہان شہر گئین اب آج تمکو نہ چھوڑونگا
دیکھا پردے سے لپٹی ہوئی بران کھڑی ہے اندھیرے مین اچھی طرح صورت نہین معلوم
ہوتی ہاتھ پکڑ کے کھینچا گلے مین ہاتھ ڈالدیے تڑاق سے بوسہ لیا جسکا بوسہ لیا اُسنے آواز دی
ابا جان مجھے تنہائی مین کہان لائے کچھ دیوانے ہوگیا دختر محل نبا لگے بدنام ہو جاؤ سے گا اب جو
افراسیاب نے بہ نگاہ غور دیکھا خوبصورت اپنی بیٹی کو پایا افراسیاب نے جھلا کے ڈھکیل دیا
کہا حرامزادی تو یہان کہان آئی گرتے گرتے وہ عورت بالی ہوگئی افراسیاب شرم سے
آب آب دریائے خجالت مین غرق گرفتار حیۂ غیرت پابند زنجیر موج حیرت دل سے کہا افراسیاب
یہ کیا ہوا فوراً گود مین ایک پرچہ گرا اُسکو جو پڑھا طرف سے ماہیان زمرد پوش کے لکھا تھا
او بڑدے گدھے اوسکے پیچھے جتنی دیر مین تو آگے بڑھا اتنے عرصہ مین برہمن وہمن تن بران
شمشیر زن کو لے گیا جلد جا جلد سے وہ تالاب پر پہونچی ہوگی سب کو رہا کریگی افراسیاب گھبرا گیا
شرم سے پسینہ آگیا اب اسوقت قید حیرت کو بھی چھوڑا سحر کیا مثل شعلۂ جوالہ بشر کا چالاک باہر
کھڑا ہوا کانپ رہا ہے دل مین سوچتا تھا کہ ارے بڑا غضب ہوا اس گوہر بے بہا کی آبرو گئی کیا
رو سے سیاہ کسی کو دکھاؤنگا یکایک دیکھا کہ افراسیاب خیمہ سے کڑک کر نکلا آتش خور گرد لپٹے

سحر و ساحری سے ملونگا ۔ قہر جو ڈالی خیمہ جلنے لگا یہ معاملہ عجیب و غریب دیکھکر کنیزین چیخین مارکر بھاگین چالاک بھی بخوف جان پہاڑ سے کود کر بھاگا حیرت اسی طرح ستون سے بندھی رہی گئی پہاڑ پر سناٹا ہو گیا حیرت بیہوش اسی عالم مین ستون سے بندھی ہوئی نہ یارے نہ مددگارے پہاڑ پر نہ انسان نہ حیوان چالاک جب زیر کوہ آیا حیران کہ خداوندا یہ کیا شعبدہ ہوا افراسیاب شرارہ بنکر کہاں گیا بران پر کیا گذری کہین پیٹ مین خنجر مارکے مر تو نہین گئی لیکن اگر بران نے جان دی افراسیاب غصہ مین کیون بھاگا چلو چلکر تالاب پر تو دیکھین چالاک تو اسی طرح باتمامہ عیاری سے آراستہ اپنی صورت اصلی پر مگر بدحواس عالم یاس کبھی سوچتا ہے شاید افراسیاب قیدیان بلا کو قتل تو کرنے نہین گیا افسوس نہ لشکر مین جاسکتا ہون نہ کوئی تدبیر ممکن دمبدم ترقی حیرت اس پریشانی حیرانی مین چالاک آخر مجبور ناچار ہو کر طرف تالاب کے چلا اسکو راہ مین چھوڑیے دو کلمہ حال حیرت ملکہ ایران شمشیرزن کے سنیے

نظم

از حبیب نمونہ الست با من
بو دم بہ غم تو آشنا من
سیرفت غم و محبت از پیش
ز ابتدا بہ بود مدعا من
از جذبہ عشق گشتم آخر
برگشتہ ز دم با بتدا من
بنشینم و صبر را کنم یار

دامن ہم شدہ چاک تا بدامن
ما رستگیم محال عشق ست
چون بادہ و آتش از فنا من
تا گفت دعا اثر ندارد
سرگشتہ و زار ۔ بینوا من
من قوت طالع ندارم
تا یار مرا نمود خستہ بیمار

زان پیش کہ چہرہ برفروزی
از عشق کجا شوم جدا من
صد تیر غمت بامتحان زد
شرمندہ گشتم از دعا من
در راہ عدم چو انتہا نیست
بیہودہ روم رہ دعا من
دیگر اشعار آید از ذوق

نشہ دولت کا بداطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان چڑھا

عشق کے ڈھب پہ نکوئی خر انسان چڑھا
اسکے قابو پہ چڑھا تو یہی نادان چڑھا

چڑھ گیا جبکہ زمین توسن وحشت اپنا
دیکھیے افلاک پہ ہم خاک بیابان چڑھا

مین نے دیکھا نہ کو تو اس ابرو کا خیال
لیکے خنجر مری چھاتی پہ وہین آن چڑھا

کیجیے ملت و دین کتنے کرے گا برباد
بادکے گھوڑے پہ وہ دشمن ایمان چڑھا

مصحف رخ پہ ترے رنگ سنہرا ٹھہرا
واہ کیا خوب ہے سونا سر قران چڑھا

جب لڑی آنکھ تری کوئی نہ تھا دل کے سوا — فوج مژگان کے نہ سنمہ بر سر میدان چڑھا
ناز سے تان کے ابرو سے لگا تیر نگاہ — چلّہ جلد اپنی کمان پر مژہ سے قربان چڑھا
دیکھو قسمت کا لکھا اُسنے پڑھا خط سویا — وصیان پہ پیرانہ مضمون کسی عنوان چڑھا
غمزۂ یار کو دے سونپ متاع دل و جان — چور تھا پر نظر اپنی نہ نگہبان چڑھا
اشک آنے نہیں مژگان پہ کہ یا دن سے نہیں — پانی سو نیزے دیا باندھ کے طوفان چڑھا
حضرت عشق کی درگاہ میں آکر ای ذوق — دل و دین دیتے ہیں سب گبر و مسلمان چڑھا

استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہے کہ جس وقت افراسیاب جادو بخیال خام و بہ تصور ناتمام برائے آبروریزی ملکہ بران شمشیرزن کو لیکر خیمہ میں گھسا اور چاہا کہ دست انداز ہو یہ نکتہ تحریر کرچکا ہوں کہ اُس خیمہ میں اندھیرا تھا افراسیاب آگے بڑھا بران پیچھے رہ گئی اُسوقت عاشق صادق کوکب ستارہ شناس فلک اساس صفدر وصف شکل برہمن روئین تن نقشہ جات ملاحظہ کر رہا تھا بروج فلک پر نگاہ تھی دیکھا ایک ثابت ہوا کہ بران شمشیرزن کا ستارہ گردش میں آیا افراسیاب جادو در بے آبرو ہے ایسے لطف سے سحر کر کے غرق زمین ہوا چشم زدن میں اُس خیمہ میں پہونچا بران کو اُٹھا لیا ایک پتلہ بصورت دختر افراسیاب بنا لیا بران کو لاکر ایک پہاڑ پر پہونچایا ہوشیار کیا دیکھا رنگ روے بران متغیر خوف آبروریزی میں متردد تھی استاد کو اپنے دیکھ کر لپٹ گئی رونے لگی برہمن نے گوشمالی کر کے کہا او نادان بیوقوف عیاروں کا کام تو نے کیا یہ کام عیاروں کا ہے کسی کی زوجہ کسی کی معشوق بنتے ہیں چونکہ عیار مکار ہوتے ہیں جو صورت بنائی اس وضع کو نباہ لے گئے تو ان باتوں کو کیا جانے جورو افراسیاب کی بنکر دوڑ پڑی اگر مجھ ایسا جانباز ہوتا شیر کے نیچے سے کیونکر رہائی پاتی بران کے ہچکی لگ گئی کہا استاد میں ان باتوں کو کیا جانوں ہو چالاک نے کہا وہ میں نے کیا برہمن نے کہا ای بران حقیقت میں چالاک بلا کا عیار ہے سر خواجہ نامدار ہے مگر واسطے بر حال عیاران ایک سر ہزار سودے سے سرفروشی کرتے ہیں آپنے بھی اپنے سرداروں کو مع خواجہ اس حال پر ملال میں دیکھا ہوش اُسکے درست نہ تھے خیر مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ افراسیاب ابھی تک کوہ زعفران پر موجود ہے تو اپنے کو جلد بر سر تالاب پہونچا ای گوہر صدف قلزم افسونگری وای گل شاداب حدیقۂ ساحری مثل دریا مغرور ان

کن حسرتوں سے کٹتے ہیں فرقت زدوں کے
مجھسا نصیب جہان میں کوئی ہی برا نصیب
چھپکر وہ شب کو آتے ہیں جب تک تھی سحر
ہم آزما چکے ہیں فلک بارہا نصیب

خنجر کی بغل میں یار ہی انکا خوشا نصیب
کرتا ہی بیوفائی دلبر کا کیا گلہ
بگڑ گیا ہی مرا بارہا نصیب

محبوس زلف یار ہی مدت سے مرغ دل
ہوتے ہیں قسمتوں سے شفیق آشنا نصیب
جس سے ملا بادل ہے ہوئی تیغ اسکی ذات سے

ان اشعار فراق آمیز کو ملکہ بران شمشیرزن پڑھتی جاتی ہی اور لڑتی
جاتی ہی یاد معشوق جو آگئی اور جرأت بڑھگئی تڑپ تڑپ کے لڑنا شروع کیا کبھی حباب توڑے کبھی
موجوں کے ہاتھ کاٹے کبھی سپر گرداب کو قلم کیا فوج ماہیان کو درہم وبرہم کیا کس زور وشور سے
ملکہ بران اس تالاب پر لڑ رہی ہی یاد ابروے خمدار محبوب میں ہر چند کہ خنجر کلیجہ پر چل رہا ہی مگر جرأت
بڑھتی جاتی ہی صد ہا نہنگان خون آشام کو چیرکر پھینک دیا ہر مرتبہ نہنگ منہ پھیلا کر آتے ہیں
سامنے سے ملکہ بران کے بھاگ جاتے ہیں کبھی مچھلیوں سے لڑائی ہوئی کبھی کسی سونس نے منہ
نکالا چاہا بران کو نگل جاے اس صاحب سطوت وصولت نے دونوں کلوں میں ہاتھ ڈالکے
چیرکے پھینک دیا کبھی تڑپ سکتہ پر چشمہ کے پہونچتی ہی جب مچھلیاں زیادہ گھیرتی ہیں برق بنکے
آسمان پر اڑجاتی ہی پھر تڑپ کر زمین پر آتی ہی اس آمد ورفت میں فوج ماہیان کو پامال کیا اور
نہنگان دریا سرکشی بھولے جلکر خاک ہوے تھوڑے عرصے میں تاریکی چھائی صداے ہیبت ناک
آئی کشتی مرا تمام سن نہنگ خونخوار وماہی آتشبار بود افسوس مردیم وجان دادیم وبہ مطلب
خود نرسیدیم عرصہ دراز تک اندھیرا رہا آندھی اٹھی سنگ باری وبرف باری ہوئی ملکہ بران
نے جو انتہا کا اندھیرا دیکھا مشعل سحر کو روشن کیا دیکھا تمام سردار فرش زمین پر بیہوش پڑے ہیں
ایک جانب خواجہ عمرو وبرق ایک سمت اسد نامدار ایک طرف ملکہ مہرخ وبہار ودیا عیان قمر
در مدو برق وبرق لامع پڑے ہیں زمین پر تڑپ رہے ہیں بران نے بڑھکر اپنی پیشانی پر
نشتر مارا خون چلو میں لیا سبھوں پر چھڑکا چلے سب سے خواجہ عمرو وبرق واسد نامدار کو ہوشیار
کیا عمرو اٹھ کھڑا ہوا ملکہ مہرخ وبہار وغیرہ بھی اٹھتی ہیں مگر سحر افراسیاب سے لڑکھڑا رہی ہیں
بران ایک ایک کے منہ پر چھینٹے دیتی ہی یہ محفوظ رہے کہ عمرو واسد وبرق اچھی طرح ہوشیار
ہو چکے ہیں اور سب پر کسی قدر غنودگی باقی ہی ملکہ بران چاہتی ہیں کہ سب سحر سے بخوبی نجات پائیں بہار
سے سب کو لے جائیں بہار وغیرہ خود ساحر زبردست ہیں اپنے اپنے سحر آپ اتار رہی ہیں مگر غنودگی سحر

افراسیاب ہی دفع ہونے مین کدو کوشش ہو یکایک صحرائے گردآری عمرو نے دیکھا نور نظر پارہ جگر
چالاک بھاگا ہوا آتا ہی مگر بدحواس پراگندہ و پریشان مضطر و حیران جیسے ہی خواجہ عمرو کو کھڑے ہوئے
دیکھا بیقرار ہوکر دوڑا آکے قدمون سے لپٹ گیا چیخ مار کر رو دیا عمرو نے کہا ای نور نظر خیر تو ہی عرض
کی حضور کو اس حال زار مین دیکھا قریب تھا کلیجہ پھٹ جائے کہ افراسیاب آیا جاتا ہی بڑے
زور شور سے چلا ہی عمرو نے چاہا چالاک سے سب حال پوچھے اتنا چالاک کے منہ سے نکلا کہ ملکہ
حیرت جادو بر سر کوہ زعفران مضطر حیران ستون سے بندھی کھڑی ہی زیادہ عمرو نہ پوچھنے پایا
کہ یکایک آسمان سے نعرہ ہوا اسم شہنشاہ طلسم ہوش ربا بران کو دیکھکر جل گیا دین سے
وہ اتنا او چھوکری تو نے غضب کیا میرے قیدیون کو چھڑا لیا لی تیری قضا دامن گیر ہوئی اب تیرے
قتل کی تدبیر ہی بران نے بہار وغیرہ کو آواز دی لو جلدی ہو سنبھلو ملک الموت سے سامنا ہی سب کہتے
تھے جب پنجہ کل چلو ہمارا کاشانہ تھا آخر اسی مصیبت کا سامنا ہوا رنگ روے بہار متغیر ہوا باغبان
کانپنے لگا برق و رعد تڑپ گئے مگر سب سلح ہوا سے سحر سنبھالے سب سے پہلے خواجہ عمرو نے
جیسے ہی افراسیاب کو آتے ہوئے دیکھا گلیم اوڑھ کر کنارے چھپا برق فرنگی بھی عیار تیز رو ہی یہ
بھی ایک طرف چھپا سامنے سے ہٹ گیا مگر اپنے بھتے حقہ آتش بازی داغ دیا مرغ و بہار و باغبان
وغیرہ نے گولے ترنج و نارنج کے افراسیاب پر مارے افراسیاب ایسے سحر کو کب مانتا ہی ان سب کو
حقیر جانتا ہی زمین پر کود اسپ سے سحر کو دفع کیا اسد نامدار نے جو افراسیاب کو دیکھا جوش جرأت مین

قبضہ پہ ہاتھ ڈالا اور نعرہ کیا کہ او اسد	اسد شہسوار کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران	اسد نے جو نعرہ کیا افراسیاب

نے پلٹ کر دیکھا جل گیا طرف اسد کے جھپٹا بران نے دیکھا غضب ہوا اگر اسد نامدار کو پنجۂ آتش
قہر و غضب مین جلا دیگا اگر خدا نخواستہ اس شیر دلیر پہ کوئی افتاد پڑی ای بران ساری کدو کاوش
بیکار ہوجائیگی دولھا کے دم سے برات ہی چولی دامن کا ہمارا اسکا ساتھ ہی کتب معتبر مین
بہ تصریح لکھا ہی کہ یہ شیر دل طلسم کشا ہی یہ سوچکر جھپٹی بیچ مین آگئی افراسیاب پر گرز کھینچ مارا
افراسیاب ضرب سے گرز کے زمین پر گرا مگر یہ سنکا کا گرا پھر غصہ مین اٹھا ملکہ بران نے آواز
دی ای اسد شیر دل بیٹے الٹا ہٹو یہ بچیا آپ کو گرفتار کرلے یہ دیکھکر سب سردار افراسیاب

سے ڈرنے لگے آتش سحر برسادی برق فرنگی نے جو دیکھا کہ افراسیاب چاہتا ہے کہ ڈر کر اسد کو
پکڑ لون برق فرنگی نے بھی نکالا ایک حقۂ آتشبازی کا داغ کر افراسیاب پر مارا افراسیاب بطرف
برق کے پلٹا اور ڈانٹا و سپہ بیے جزدار کیون قہری قضا آئی ہے اب عمرو نے دیکھا کہ اسد و برق
گرفتار ہوا چاہتے ہین عمرو بیزار ہو کر دورا سوچا کہ ایسا غضب نہو کہ یہ سردار شتن اگر گرفتار ہوا
سارا لشکر بھاگ جائیگا اگر خدا نخواستہ برق پکڑا گیا بازو ٹوٹا یہ سوچکر عمرو نے زنبیل سے جال الیاسی
نکالا برق و اسد پر جال مارا دونون جال مین پھنسے دونون کو کھینچکر عمرو نے زنبیل مین ڈال لیا
اور ایک جانب بھاگا اب عمرو کے خیال مین آیا کہ حیرت جادو زعفران کوہ پر بیٹھی ہوئی ہے
اسکو چلکر لینا چاہیے یہ سوچکر عمرو تو طرف زعفران کوہ کے چلا جہان افراسیاب جادو سے
بہار وغیرہ سے جنگ سحر ہو رہی ہے مگر افراسیاب نے ایسے ایسے سحر کیے چہار طرف سے گھیر لیا
باغبان وغیرہ کا نکلنا مشکل ہوا کبھی بران سینہ سپر کر کے لڑتی ہے کبھی ملکہ بہار بڑھکر گلدستہ
مارتی ہے کبھی تڑپ کر برق لامع گرتی کبھی رعد نے غصہ مین آکر چیخ ماردی باغبان قدرت
نے کئی زخم کاری ہاتھ سے افراسیاب کے کھائے لیکن افراسیاب حیران ہے کہ اسد غازی تلوار
کھینچے کھڑا تھا کہان غائب ہوا برق عیار کہان گیا اندھیرے مین کچھ سوجھتا نہین ہر چند یہ عیار
سردار افراسیاب پر غالب نہین ہو سکتے مگر دیوانہ کر دیا لیکن طلسم ہوش ربا مین خبر اڑا اتفاق مین
انسو گری مین طاق آخر افراسیاب مجبور ہو اس ہنگامۂ سحر مین سے نکل کر الگ ہوا بہار نے کہا
ای باغبان بچا افراسیاب اور کچھ تدبیر کرتا ہے مگر ایسے سحر سے کون ہوشیار ہو سکتا ہے پلک جھپکانا
دشوار ہے پیچھے ہٹ کر افراسیاب نے ایک وہ پتھر زمین پر مارا بسامری کا نعرہ کیا زمین سے شعلے
آگ کے نکلنے لگے غبار زرد بلند ہوا سب سے پیشتر باغبان دردمند ہوا اثر کرگیا اسکے زمین پر
گر ایران سفر چاہا اپنے کو سنبھالون نہو سکا یہ بھی زمین پر گری بہار کا گل سا چہرہ کملایا باغبان کا
زوال آیا اب بہار کب بچ سکتی ہے برق لامع کو تڑپن رعد کو الجھن مچھر کو غشی طاری ہوئی نشۂ
بادۂ سحر نے مست کر دیا سب گر کر بیکار ہوے افراسیاب نے خنجر کھینچا چاہا کہ ان سب کے
سر کاٹ لون پر ان کی پوشیان آڑا دون اسوقت ان سردارون کا بیقرار ہونا ایک ملک کے
کے رونا اپنے معبود حقیقی رب حقیقی سے رجوع کی تڑپ کر آواز دی شعر یا اکرم الاکرمین و رحیمی و غفور ر

دست ناگیر کردرماندہ وبے بال وپر ہم دکھیں اوصاف رب اکبر بیان کیجے اے رب دو جہان اے خالق کون و
مکان تو خالق یکتا صانع مہر وماہ بادشاہ عالیجاہ نظم مصنف قمر

خدایا توئی ہست شاہ جہان

بنا کردۂ تو زمین و زمان
کنی ذرہ را آفتاب از نظر
بہ آواز کن خلق کردی جہان

درخت و گیاہ و ثمر ساختی
سفیدی بہ شب سیاہی از سحر
زمین را تو بر آب دادی مقام

بیک قطرۂ تو گہر ساختی
توئی ساختی ہر چرخ سیارگان
ندانم فلک را چہ کردی قیام

یہ تو سب بلک رہے ہیں تڑپ رہے ہیں اپنے پیدا کرنے والے کے دل سے یاد بیقراری کی فریاد افراسیاب تیغہ کھینچے ہوئے چلا آتا ہے اس بے حیا کو کب رحم آتا ہے گران بیکسوں کا تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا آسمان سے نعرہ ہوا خبردار او بیحیا کیا کرتا ہے ستم صاحب جادو تو قہر الٰہی شہنشاہ کوکب روشن ضمیر دیکھا افراسیاب نے کوکب تلوار کھینچے ہوئے نعرہ کرتا ہوا آتا ہے مثل برق تڑپ کر زمین پر گرا ایک گولہ مارا افراسیاب کی چھاتی پر پڑا افراسیاب اس سحر کو دفع کرنے لگا کوکب نے [illegible] کو اشارہ کیا سب بھیے سحر اتار آواز دی جلد نکل جاؤ میں اس بیحیا سے سمجھ لونگا بران سے آنکھ ملائی کہا اے نور نظر اس لڑائی میں [illegible] کیسا اُٹھے جلد سے ایسے خوف صحرائی کے سامنے کھڑے ہو [illegible] سراسر حماقت ہے جاؤ طرف قصر جمشیدی کے میرا خیال نہ کرنا خدا ملکہ بران وبہار وباغبان وغیرہ اُٹھ اُٹھ کے بھاگے افراسیاب نے چاہا ان سب کو روکے کوکب سینہ سپر کر کے سامنے آیا کہا او نامرد اژدری وابدلی اُدھر کہاں جاتا ہے مردان عالم سے آنکھ چار کر بے حیا ارے کرم چارہ ڈھونڈھتا ہے افراسیاب طرف کوکب کے بڑھا کوکب نے دور ہی سے دو تین گولے مارے افراسیاب پر چادر گلنار گری گنبد خونی میں چھپا کوکب سوچا اب ٹھہرنے سے کیا فائدہ اب یہ سحر دفع کر کے نکلے گا فساد برپا کرے گا قتل ہونا اسکا ممکن نہیں اس سے مقابلہ کیا ضرور ہے عقل سے یہ بات دور ہے یہ سوچکر دونوں بازون زمین میں مارے غرق زمین ہو کر غائب ہوا افراسیاب نے بعد عرصہ دراز اس چادر خونی کو دفع کیا اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا کسی حریف کا نشان معلوم نہیں ہوتا مثل غول صحرائی کے جنگل میں دوڑنے لگا اب ناظرین اس داستان

حیرت بیان کو ملاحظہ فرمائیں قصہ حسن جانفزا

کسے بہ غمکدہ تا کے بعید من باشد
بگوشۂ جگر افشان و نالہ زن باشد
ز داغ رشک عدو گرم سوختن باشد
خوش ست خلوت اگر یار یار من باشد
نہ من بسوزم و او شمع انجمن باشد

بتنگ آئے ہیں اب تجھکو چھوڑ دینگے ہم
کہ غیر سے بھی ملاقات ہو اگرچہ کم
ہمیں پسند نہیں یہ وفا یہ لطف و کرم
من آن نگین سلیمان بہیچ نستانم
کہ گاہ گاہ برو دست اہرمن باشد

کہاں تلک رہے خاطر میں حزن و رنج و ملال
بس اُسکی محفل دلچسپ سے عدو کو نکال
کہاں تلک ستم رشک سے ہو جان پامال
روا مدار خدایا کہ در حریم وصال
رقیب محرم و حرمان نصیب من باشد

عدو کی بات بھلی اور برے مرے اشعار
کہاں ہو جلد پہونچ ہدہد صبا رفتار
پسند نالۂ زاغ اور رد نوائے ہزار
ہمائے گو مفگن سایۂ شرف زنہار
دران دیار کہ طوطی کم از زغن باشد

وفور وحشت و جوش قلق ہے روز افزون
اگرچہ خوار و زبون دشت بیکران ہون
نہیں ہے صبر و شکیب و قرار و تاب و سکون
ہوائے کوے تو از سر نمی رود بیرون
غریب را دل آوارہ با وطن باشد

میں کیوں وہ بات کروں جس سے ہو وہ شوخ خجل
ہر ایک حرف ہو بیان دل شگاف تا بگسل
وفور ولولے کے انفاس سے ہے حاصل
بیان شوق چہ حاجت کہ شرح آتش دل
توان شناخت ز سوزیکہ در سخن باشد

ہر سخن آگے تیرے کیا ہے دم بخود حافظ
تو رہنماے سخن اور نابلد حافظ
مجال ہے جو کرے تجھسے جد و کد حافظ
بسان سوسن اگر دہ زبان شود حافظ
چو غنچہ پیش تو اش مہر بر دہن باشد

مہر سپہر عیاری و قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار بیک طرار عمرو بن امیہ نامدار قید سحر تالاب سے رہا ہو کر طرف کوہ زعفران کے قطرہ زن ہوئے دریاے عیاری جوش میں قلزم مکاری

خروش میں کوہ زعفران پر پہونچے دیکھا حقیقت میں حیرت زرد رو ستون سے بندھی ہی بیہوش ہے
مرہوش زبان میں سوزن مل لاکھون روپے کا پہاڑ پر پڑا ہی پہلے خواجہ نے سب مال اُٹھا کر زنبیل
کیا سب چیزیں اُٹھاتے جاتے ہیں لو دادا جان کہکے روتے جاتے ہیں خیمے تک اُکھڑ لیے ایک عجیب
حیرت کے آنے حیرت کی زبان میں سوزن بیہوش دم ہوش عمرو نے اُٹھا کر حیرت کو تہ زنبیل
کیا پکار کر کہا دادا جان اُسکو اچھی طرح رکھیے کا زوجہ بادشاہ طلسم ہوشربا ہی سحر و ساحری میں یہ
بھی یکتا ہی اسپر کوئی زوال نہ آنے پائے حفاظت سے رہے ورنہ افراسیاب بُری طرح پیش آئیگا
پھر کے رنگ روغن عیاری کا نکالا کلیہ پر چہرہ کیا صورت حیرت کی بنکر تیار ہو اور ویسا ہی لباس ویسا ہی
زیور زیب جسم کیا مگر خوف سے ہاتھ پاؤں میں رعشہ دل سے کہتا ہی ای عمرو اگرچہ عیاری خالی گئی تو ہم
عمر بھر لوح کا پتہ نہ لیگا یا لاہوت نے یہ رستہ بتایا ہی یا دستیاب ہونے لوح کا وقت قریب آیا ہی عنایت
پروردگار پر نگاہ کی نہ واہ کی کوہ زعفران سے اُترے بصورت حیرت روتے پیٹتے ایک
جانب چلے یہ کہتے ہوئے خواجہ جاتے ہیں یا ساری جمشید طلسم ہوشربا میں آگ لگے افراسیاب گھوڑا
مارا جائے اب بیک ملک کر بسر کرونگی سلطنت کا نام نہ لونگی اگر کوئی عیار آکر قتل کرے اتنا کون بچانے والا
شتاب ہو کس بنکر قبر ساری پر جاؤنگی داغہای دل کے پھول چڑھاؤنگی اشکوں سے چھڑکاؤ کرونگی ساری
کی پھری نکرو میں بہونگی دنیا داروں سے کیا بنہ لونگی سب ہنسے مطلب کے خواہاں ہیں ای حیرت بیگم
نوجوان ہوں جہان جاؤنگی وہ خاطر کریگا بڑھاپے کا کون سکا نا افراسیاب بڑھا اسنہ نکالیگا پانی
خالا بنایگا بلک بلک کر جو حیرت نقل سکتی ہیں کہیں افراسیاب خانہ خراب بید جانے کو کب رو
جنگل میں دیوانہ وار وحشی مثال دوڑتا پھرتا ہی لباس پارہ پارہ تاج ڈھلکا ہوا سینہ خون آلود کھینچا ہوا
ہاتھ میں خنجر خون کے زرہ پہ بچے ہوئے گھبرا کے زیر نخل ٹھہرا کان میں حیرت کے بین کرنیکی آواز
آئی صدا اپنی معشوقہ کی سنکر طبیعت گھبرائی صدا پر حسینا گلستان سے نکلکر دیکھا حیرت چاک
بالوں پریشان کھڑی سر پیٹ رہی ہی کلمات مذکور زبان پر افراسیاب کا کلیجہ پھٹ گیا بیقرار ہو کر آواز
دی ای جان جان ای آرام دل مشتاقان خیر تو ہی افراسیاب کو دیکھکر حیرت نے ایک چیخ ماری اسکے
گلے لگ کر سے زمین پر گر کر بیہوش ہو گئی آنکھیں پتھرا گئیں سکتہ ڈھلکیا آثار موت کے چہرے پر افراسیاب
پیٹنے لگا ہائے بی بی یہ کیا غضب ہوا تو نے بڑا صدمہ عظیم اٹھایا ہائے مسلمانوں نے بہت ستایا

نازک مزاج شاہزادی نے کیسے کیسے رنج و ملال اُٹھائے تقدیر نے مصیبت کے دن دکھائے گو چونکہ شاہزادی
آئینہ رو دمہ کو دیکھا تھا شیرہ باخیال میں گذرا یہان ٹھہرنا بہتر نہیں ہے اب اسکو اسی حال میں اُٹھا کر کسی مقام
معقول پر لیچلو وہان چلکر سب حال دریافت کرونگا حقیقت مین مجھسے بڑی خطا ہوئی نکل جانے سے
بران کے ایسا گھبرایا کوہ زعفران پر اسکو چھوڑ کے چلا آیا ای افراسیاب کیا کیا رنج و ملال پہونچے ہین
مسلمانون نے تہ وبالا کردیا جورو بچون کو بہلایا سوچکر بہت بیقرار ہوا اسی خیال مین حیرت لیکر مین
بیٹھا ایک تخت سحر تیار کیا اسپر سوار ہو کر تخت اُڑاتا ہوا چلا ایک کوہ ہے کہ اُسکو کوہ بیزنگ کہتے ہین ملکہ
بیزنگ جادو مع ہزار ہا نازنینان مہ جبین کے مسند جواہر نگار پر بیٹھی ہے اور کوہ فلک شکوہ پر قصر
عالی نہایت تکلف سے تعمیر ہے کوہ بیزنگ عیش گاہ افراسیاب مشہور ہے ملکہ بیزنگ جادو نے
دیکھا افراسیاب تخت پر سوار ملکہ حیرت کا سر زانو پر رکھے ہوئے رنجیدہ و کبیدہ آتا ہے بیزنگ جادو
برائے استقبال اُٹھ کھڑی ہوئی برائے تسلیم جھکی سحر سے بلند ہو کر پایہ تخت پر ہاتھ ڈالدیا کہا ای شہنشاہ
گردون پناہ اسوقت کیا حال لباس پارہ پارہ گریبان دریدہ کی ماند چہرے سے رنج و ملال ہویدا!
افراسیاب نے کہا ای بیزنگ کیا کہون جسدن سے یہ مسلمان میرے طلسم مین آئے ایسے ایسے
رنج و ملال پہونچائے جنکے بیان کرنے سے حجاب آتا ہے بیزنگ نے کہا مین ضرور پوچھونگی گر قصر مین
تشریف لیچلیے یہ تو عیش گاہ حضور ہے تخت شہنشاہی ہمیشہ اس مقام پر رہتا ہے کل سامان عیش و
نشاط مہیا ہے افراسیاب چونکہ گھبرایا ہوا تھا یہ بھی منظور ہے کہ حیرت کو ہوشیار کرون کلام عذر
سے تسکین دون ملکہ بیزنگ سے کہا حیرت جادو کو اندر لے چلو بیزنگ جادو مع چند کنیزون
کے حیرت کو لپٹ گئی باحتیاط اندر بارہ دری کے لیکر آئی افراسیاب تخت پر بیٹھا حیرت کا سر
زانو پر رکھ لیا خفی دستے ہوئے سہلانے لگا اس عرصہ مین سیاح جہان گرد آفتاب منزل عالم کو
طے کرکے مغرب مین پہونچا مسافران شب بسر کرنے کو اکثر اسشام تیرہ فام نے اپنا چہرہ دکھایا
شہنشاہ ماہ عالم افروز کی عملداری ہوئی افواج انجم نے صف باندھی تخت فلک زبرجدی پر
ماہ تابان جلوہ فرما ہوا ملکہ بیزنگ جادو نے برائے روشنی حکم دیا کنیزون نے فوراً جھاڑ وغیرہ
روشن کیے افراسیاب نے بیزنگ سے اشارہ کیا کیا غضب ہے ملکہ کو ہوش نہین آتا ایسا صدمہ
عظیم اُٹھایا دیکھو تو دانت بیٹھ گئے ہین دشمنون کے چہرے پر مردنی چھائی ہے بیزنگ نے پوچھا

آخر ای شہنشاہ یہ کیا سبب ہوا کہ کنیز کو تو آگاہ کیجیے افراسیاب نے کہا ای نیرنگ حقیقت مین
مجھسے بڑی خطا ہوئی عیاران اسلام ملکہ کو گرفتار کر کے بر سر کوہ زعفران لے گئے صورت پر ملکہ بران
کے بنایا مین کمبخت نہ سمجھا بران حیرت بنگئی اب تو سبھے بران بھی عیاریان کرتی ہین ای نیرنگ
سامری جمشید نے خبر کی ورنہ مین گولہ تیار کر چکا تھا اگر ابد دولت کے ہاتھ کا گولہ چل جاتا حیرت
جلکر خاک ہوتی مین پھر ایسی جورو کہان سے پاتا تھی ان کا سبب پس پردہ پہونچا جب آگاہ ہوا
ورنہ سامان بربادی در پیش تھا تب مین نے قصد کیا کہ آج بران کی آبرو لیلون اسکو برہن لے گیا
عجب ظالم نے شعبدہ کیا میری بیٹی کی شکل بنا کر ایک جگہ چھوڑ گیا اس غصہ مین ابد دولت کے
ہوش درست نہ رہے طرف تالاب کے دوڑ پڑا یہ بیچارہ ملکہ بھی دب گئی شاید ملکہ زعفران نے
رہا کیا ہوگا بشکل صبا مین پہونچی بیچاری روتی پھرتی تھی مجکو دیکھکر بیہوش ہو گئی اسوقت سے
ہوشیار نہین ہوئی عجب صدمہ عظیم قلب پر پہونچا نیرنگ جادو بجھکر تلوے سہلانے لگی اور
حال پر ملال حیرت دیکھکر رونے لگی کہا او شہنشاہ حقیقت مین آپ نے بڑا ستم کیا اپنی جورو کا مطلق
نہ کہا اگر بران کی آبرو لیتے تو کیا نفع ہوتا یہ نہ آپ سمجھے کہ کوکب شاہزادہ بادشاہ عالیجاہ آتشین برپا
کریگا ایک تو آپ سے اور انکے دشمنی چلی آتی ہے اور زیادہ بغاوت بڑھتی اب ہٹ جائیے مین ابھی
ہوشیار کرتی ہون ہاے غضب میری بی بی کا پھول سا چہرہ کمھلا گیا ہے ورد صد نازو نعم سے پیچ
ستم میں شہنشاہ حیات جادو کی وہان سے بھی سلطنت کرتی ہوئی آئی آپ کے بیان اور ترقی
ہوئی اٹھارہ سو ملک کی سلطنت کی آپ ایسے گھبرائے ایسی جلیل القدر کو چھوڑ کر پیچھے آئے جسپدر
رنج و ملال کرے زیبندہ اور سزاوار ہے بڑی ساعت بدبختی بچا لیسی ہے جبین آپکو بیاہی گئی جبھی تو حیرت
کہتی ہر گھڑی مین افراسیاب کو چھوڑ دونگی باز رہین جا بیٹھونگی افراسیاب نے کہا ای نیرنگ جو کچھ چاہے
سو کہے مین آج معقول ہون اسکے رنج و ملال سے خود ملول ہون اب نیرنگ نے تلوے سہلانا شروع
کیے ملکہ عالم کیطرف چلا احضور آنکھین کھولیے ملکہ حیرت نقل نے آنکھین کھولین گھبرا کے چہار جانب
دیکھا ہاے کا نعرہ کر کے پھر آنکھین بند کین افراسیاب نے جلدی قریب آکر کہا ای ملکہ عالم خیر تو ہے
حیرت نقل نے کہا ہر گھڑی مین ڈر کے مارے مری جاتی ہون وہ سامنے دیو آتا ہے مجکو کھا جائیگا مجھ
بے والی وارث بیوہ کی کون خبر لیگا نیرنگ نے کہا واری اسقدر نہ گھبرائیے ایسا کلمہ زبان پہ

نہ لائیے سامری جمشید آپ کے وارث کو سلامت رکھیں آپ سہاگن ہیں تم جو یہاں قائم ہیں
دیکھیے شہنشاہ بیٹھے ہیں آپ کو پکار رہے ہیں عجب حال اپنا کیا ہے گردش فلکی سے سب طرح کے
سامان ہو جاتے ہیں آپ سیر سے قصر کوہ نیز رنگ میں آئی ہیں دیو بھوت پلید کیا یہاں کون
آسکتا ہے جب اسطرح بالتصریح نیز رنگ نے بیان کیا تب حیرت گھبرا کر اٹھی افراسیاب کے
گلے میں ہاتھ ڈال دیئے ابا جان کہکے رونے لگی نیز رنگ کو اری جان افراسیاب کو بابا کہہ رہی ہے
افراسیاب پھر تیہ گلے لگا کر کہتا ہے بی بی نہ گھبراؤ میں تمہارا افراسیاب ہوں نیز رنگ کہتی ہے حضور میں تو
آپ کی کنیز ہوں اری جان کہاں ہوش ہیں آپ کے ایسے کلمات اپنی زبان پر نہ لائیے حضور میرا نیز رنگ
جادو نام ہے افراسیاب سنگھاسی نیز رنگ ہران سے سحر کیے چالاک نے نہیں معلوم کیا کھلا دیا روغن
جنبیل کا لاؤ دماغ پر ڈالو اس پاجی نے بیہوشی کھلائی ہوگی دماغ میں فتور آگیا کنیزان نیز رنگ روغن
لائیں افراسیاب نے اپنا ہاتھ دماغ پر حیرت نقلی کے پھیرا نیز رنگ تلووں میں ملنے لگی حیرت نقلی
لڑکھڑا کر پھر گری بیہوش ہوگئی جب خوب تلوے سہلائے گئے رات بھی زیادہ آچلی ہے بڑی مشکل سے
حیرت کو ہوش آیا مگر حیران پریشان چونکی چار طرف دیکھا افراسیاب کے چہرہ پر نگاہ ڈالی پوچھا
اب میں کہاں ہوں افراسیاب نے کہا بی بی تمکو تخت پر سوار کرکے کوہ نیز رنگ پر لایا ہوں نیز رنگ
جادو تمہاری مصاحب اور سب کنیزان خاص حاضر ہیں قصر عشرت گاہ ہے اکثر یہاں آنیکا اتفاق ہوا ہے
تم کہا کرتی تھیں کوہ نیز رنگ نہایت فرحت افزا ہے اسی واسطے تمکو لیکر آیا ہوں کہ رنج و ملال رفع ہو
سرور تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہو لوجہ احسن تسکین دل ہو ملکہ حقیقت میں تمنے آج ہمارا رنج و
ملال اٹھایا معاف کرو اب کبھی ایسی خطا نہوگی البا ہی سبب کا ملتا ہے جو میں تمکو دشمنوں میں چھوڑ کر چلا آیا
یہ کہکر افراسیاب نے چاہا کہ سر قدموں پر حیرت نقلی کے رکھے حیرت نے ایک لات ماری اور زمین پر چلا
چین بہ جبیں مارا پچھاڑ کھائی بال نوچے آنگیا کرتی کے ٹکڑے ٹکڑے اڑا دیئے اپنے کو زمین پر گرا دیا پیٹنے
پیٹنا شروع کیا یا سامری تمہاری خدائی میں آگ لگے پوسنے دو سو جیتر دونکی خدائی بیچ لقا کو زرا
نکول سحرائی مسلمانوں کے ہاتھ سے جو یہاں کہاسے ذلیل ہوکر مارا جائیگا کیسی ان سب بہروں سے
ملکہ تمہاری کیں میں ایسے نا قدرے کے ساتھ بیاہی گئی کاش کسی گھسیارے کے ساتھ شادی ہوتی چین تو
کرتی پاؤں پھیلا کر سوتی ان مصیبتوں میں تو نہ مبتلا ہوتی یہ کہکر سر پٹخنے لگی افراسیاب بڑھا کر میں ہاتھ

تھاسون کہا خبردار او چھلاوے اگر مجھکو ہاتھ لگائیگا تو خون اپنی ایک کر دونگی شکیبا کہا تو گلی کوچون مین گئی بھرونگی
جب تمکو میرا اعتبار نہین تو جورو شوہر کیسے ہی نیرنگ تم نے سنا مجھے سونڈی کا نا گھوڑا دشمن جانتا ہے
راز کی باتین مجھسے چھپاتی ہی کہتے ہین جورو خصم کی رازدار ہوتی ہے اگر جورو اُنکا جواری ہو بیبیان گھر کی
سمجھنے والیان اپنے شوہر کا عیب و ہنر چھپاتی ہین جب یہ مجھکو دشمن جانتا ہے تو اس گھر مین رہکر کیا کرونگی
باہر نکل جاؤنگی اور تیرے منھ مین کالک لگاؤنگی دیکھ تو سہی تجھے چار آدمیون مین کیسا بدنام کرتی ہون
اسنے سبطرح مجکو دبالیا کسی بات سے مجھکو کام نہین جو چاہتا ہے کر گذرتا ہے علاوہ اسکے یہ خرد بندش انجوار
سے اسکو کسی کی ضرورت ہی کیا ہے ایک گھوڑا اگر ڈیلے کا لونڈا اب بھی اسکا آشنا ہے اسکو جنگل سے
اٹھالایا فرزند کیطرح گود مین پالا اب اسکا خورشید تاج بخش نام کہا ہے مجھسے چھپکے وہان جاتا ہے وہ نگوڑا
زنان ستری خوب اسکو ناز و کرشمہ دکھاتا ہے وہان سے بہت خوش خوش آتا ہے ہمارے پہلو مین
راتون کو گھر و ٹھنڈی سانسین بھرتا ہے میری طرف سے پیٹھ موڑکے سوتا ہے سنو بوا اسکی ہین پروا
نہین ماں باپ کی بیٹیان ہین اور بات خواہ ہو یا نہونگا تو سیدھی رکھے راز تو ہم سے نہ چھپائے
افراسیاب نے کہا رو رو نہین یہی خطا مجھسے ہوئی کہ تمکو چھوڑکر چلا آیا مجکو یقین کامل تھا کہ وہان
زعفران جادو اور کنیزین اسکی سجود مین ہارونگی ورنہ مین کاہیکو آتا حیرت نے کہا بس قریب آئیے
مجھے ہاتھ نہ لگائیے جو بات چھپائی ہے صاف صاف کہونگی تو مین کہنگی بس یہی بہتر ہے کہ مجکو دو انگل کا پرزا
طلاق کا لکھکر دیدو مین ٹھنڈے ٹھنڈے میکے میں اپنے ماں باپ کے گھر مین جا بیٹھون یہ تو مین نے غصہ
مین کہا کہ بازار مین بیٹھونگی ارے او گھوڑے سو کہ مجکو چھوڑ کے اودھر دوا کیا کرونگی تجھسے دنیا مین کون بہتر ہے
بادشاہ طلسم ہوشربا جیتی دولت حشمت اور مال تیرے گھر مین ہے دنیا مین کہین نہ ہوگی اگر مین یہ سب
چھوڑکر چلی جاؤنگی تو راتین فراق کی تڑپ تڑپ کے کاٹونگی تیری یاد مین یہ اشعار پڑھا کرونگی

یہ لکھکے الٹو پھلاؤنگی نظم مسلسل
خرمن ہستی عاشق کو نہ کر خاک سیاہ
آہ پر سوز نے اسکا گھر کیا ہوگا
اتنی بھی نظر نہین مجھے مین کیا پیا ہوگا
شوہر شرمندۂ احسان سپر کیا ہوگا

ہجر مین رونے سے او دیدۂ تر کیا ہوگا
اسمین حاصل تجھے او دیدۂ تر کیا ہوگا
دشمنی کی کبھی امید نہ تھی دوست سے
سفر گور مین بے زاد سفر کیا ہوگا
دل فرقت زدہ کو آج سنبھالا ہوگا

ایسے جھگڑون سے فرد سوز جگر کیا ہوگا
آبرو ہو گی نہ دنیا مین کبھی ڈھونڈی
برق انداز بلا ابر سپر کیا ہوگا
دل نہین جو کہ عشق مین ہے شکش داغ
غم غلط شکوت سے ای دیدۂ تر کیا ہوگا

بند مٹھی کو نہ اس باغ میں کھولے غنچہ صفت
گل کا داغ پر طاؤس سپر کیا ہوگا
دامن گور کو بھر دیتا ہے جسم لاغر
اس پری کا مرے شیشے میں گذر کیا ہوگا
کوکب بخت نہ چمکیگا سیہ بختی سے
ایسے ہنگام میں سامان سفر کیا ہوگا

پھر ترے سبزہ زاری صاحب نے کیا ہوگا
ایک تنا ہر تو عجب سے مجھے ہیں اے
اور اس خاک کی چٹکی میں اثر کیا ہوگا
تجھی حشر تک کبھی غمزہ کبھی عشوہ کبھی ناز
سنگ مرمر سے سوا خود اثر کیا ہوگا

جب چلی تیغ خزان باغ میں گلچیں کی نہیں
ہاں ہٹ کا شی لیٹ نذر کیا ہوگا
خانہ دلمین اتر گئی نسی تیغ ادی حور کی
چشم جاناں سے کوئی شعبدہ گر کیا ہوگا
کوچ کے وقت قلق ہی عمل بالک دھیان

یہ کہکے حیرت لعل منہ ڈھانپ ڈھانپ کے خوب بلی دریاے محبت

افراسیاب نے جوش مارا ایک ایک شک حیرت نیز بنکر کلیجہ پر پیا تیر بھی آبدار تھے تو وہ دل کے پار تھے دونوں صبر دست استقلال سے افراسیاب کے چھوٹ گیا شیشہ دل سنگ بدعت محبت حیرت سے ٹوٹ گیا نیز رنگ نے کہا اے شہنشاہ ایسی چاہنے والی بیبیاں کہاں ملتی ہیں کلمات حسرت آیات سننے سے کلیجے کے ٹکڑے ہوتے ہیں آپ شوہر ہیں زوجہ ہیں ہم باہر جائیں تخلیہ کردیں حضور تنہائی میں سمجھائیں یہ کہکر نیز رنگ وغیرہ باہر گئیں افراسیاب نے بیقراری میں سر پاؤں پہ حیرت جادو کے رکھدیا گلے میں ہاتھ ڈالے ہاہا گلے لگائے حیرت لعل منھ ڈاڑھی نوچ ڈالی کہا بس الگ سے بات کیجیے اور دل سے کہتے ہیں ای خواجہ عیاری کیا بڑی چیز ہے جو روا سکی بنکر آئے خدا آبرو بچائے آج تک کبھی ایسا اتفاق نہیں ہوا تھا یہ نئی مصیبت پڑی ہے اللہ مالک ہے افراسیاب نے کہا ملکہ یہ بتا دو وہ راز میں نے تجھسے کون سا چھپایا جسپر تمکو غصہ آیا حیرت نے کہا اے شہنشاہ آپ نا انصاف ہیں آپ کے سامنے کہنا نہ کہنا دونوں بیکار ہیں افراسیاب نے کہا ملکہ بیان کرو جان و مال میرا تمہارے سپرد ہے خواجہ نے کہا او نا سمجھ میں چاہتی تھی اس راز مخفی کو تو اپنے دل میں رکھوں جب کسی دن برادری جمع ہو چودھری سے کہکر تمہارا حقہ پانی بند کرادوں کہ تمکو بھی پتہ دونوں دنیا بر ہیں یہ کہکر افراسیاب کے گریبان میں ہاتھ ڈالا کہا کیوں او ظالم ساری آفتیں تو ہمارے سر پر ہیں ہماری بہار نکل گئی ہمیں تم سے محبت ہوتی تو ہم یہاں کیوں رہتے لشکر اسلام میں جاتے سہو تبہ لوا بہار نے پیغام دیا کہ تم یہاں چلی آؤ ہم تمہیں بادشاہ کریں ہمیشہ یہی جواب دیا کہ ہم اپنے وارث کے قاتل جنہیں ایسی سلطنت میں آگ لگے اگر ہمارے شہنشاہ کی سلطنت مٹ جائیگی ہم ماں باپ کی بیٹیاں ہیں سوئی مار کر بسر کرینگے چرخہ کاتینگے اپنے شوہر کو چھپر بنا کے نکالینگے مگر تو نے خوب اسکا بدلا دیا کیوں صاحب لوح طلسمی

کا حال ہم سے چھپایا ہم لوح طلسمی کو لیکر کیا کرتے اگر ہمکو حال معلوم ہوتا ہم جاکر طلسم کشا کو آگاہ کرتے
حسبدن سے تمنے لوح طلسمی روانہ کی اور حال ہم سے نکہا آٹھ آٹھ آنسو روتی ہون لخت جگر کھاتی
ہون خون جگر پیتی ہون حیرت مین ہون کہ کیونکر جیتی ہون غم کھاتے کھاتے ایکدن مر جاؤنگی تجکو کیا ہے
تو اور دشمن سمجھ کر بیگانہ شاہزادیون مین ذکر ہوا کہ افراسیاب اپنی جورو کو دشمن جانتا ہے مین شرم سے
کٹ گئی سوجب مثل اپنی ماری کس سے کہون ہیٹ سہما دیدے ہون تجھ ایسا نا خلف اگر مجکو
ملتا تو یہ باتین کاہیکو سنتی اب آج اپنی تمہاری جان ایک کرونگی سنو صاحب دو باتون مین فیصلہ ہی
اگر مین دشمن ہون تو لیسی مجکو جانسے دو مین پانچ بیٹے جاؤن خواتشیان کے حوالے کیا اگر دشمن نہین
ہون تیری جورو وفادار ہون کوئی آجتک تیرا بھلا کرم نہین کیا تو صاف بتلا لوح طلسمی کسکے پاس ہی
اور کہان ہے ورنہ اپنی جان دونگی جن شاہزادیون نے مجکو طعنہ دیا ہی اُنکے سامنے سرخرو ہوئی تو زندگی
ہے ورنہ مجھ ایسی کا مرنا بہتر چار عورتون مین ذکر ہو چکا کہ حیرت کو افراسیاب دوست نہین جانتا
افراسیاب نے کہا ملکہ ذرا سی بات کا تونے خنجر باندھا ہے مین نے تم سے ہوسطے نہین کہا کہ سابق
مین مین نے مخمور و بہار و باغبان کو رازدار کیا تھا وہ لوگ طلسم کشا کو جا ملے باغ سیاب ملے پہنچے
اب مین نے لوح طلسمی بڑی مشکل سے پائی اسوجہ سے لوح چھپائی حیرت نے اپنا منہ پیٹ لیا کہا
او ظالم بیمروت مجکو بہار و مخمور سے مثال دیتا ہی وہ لونڈیان باندیان تھین نکل گئین بتلا تو
مین کہان جاؤنگی اگر تو مریگا تو تیرے ساتھ ستی ہونگی جہنم تک تیرا ساتھ نہ چھوڑونگی لیس اب جلدی
صاف بتاؤ ورنہ یہ الماس کی انگوٹھی چبا جاؤنگی افراسیاب نے ہاتھ تھام لیا کہا ملکہ ایسا ارادہ نہ کرنا
مین حال بیان کرتا ہون مگر اسکا کسی سے ذکر نہ کرنا خواجہ نے ہنسکر کہا مین تو عمرو سے کہدونگی اسد
غازی کو ساتھ لیکر جاؤنگی لوح دلواؤنگی طلسم فتح کراؤنگی تمہارا جی چاہے تو بیان کرو نہ جی چاہے
نہ کہو مین تو دشمن دشمن یہ کہکے اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا افراسیاب گال سہلا کر رہ گیا
خواجہ نے کہا اب بیان کرو جلدی افراسیاب نے کہا اے ملکہ عالم بگوش ہوش سنو اگر کوئی قصد
کرے کہ تا بہ لوح طلسمی جاے جس قصر مین تم بیٹھی ہو اول مجکو بیہوش کرے میرے جوڑے مین ڈبیا ہی
اس ڈبیا کو کھولے کلید نکالے یہ تخت جو سامنے بچھا ہے جسپر با دولت جلوہ فرما ہوتے ہین تخت
کو اُٹھاے فرش ہٹاے وہان نقب ظاہر ہوگا اُسمین داخل ہو لیکن ہوشیار جیحان طے کرکے باہر نکلے

صحرائے حیرت خیز و وحشت انگیز ملیگا ای جان جہان اس صحرا کا طی کرنا نہایت دشوار ہی آب و دانہ
ممکن نہین انسان و حیوان کا نام نہین ایسا ہی سخت جان ہو تو اوس صحرا کو طی کرے بعد کئی دن
کے طلسم صندل ملیگا جب اس طلسم کو فتح کرے تب راستہ کھلیگا کیون ای ملکہ عالم کسکو ایسا درد سر
ہی کہ طلسم صندل کو فتح کرے بادشاہ طلسم صندل ملکہ صندل جادو ساحرہ بے نظیر فلک افسونگری
کی ماہ منیر ساحری و جمشید بھی اوسکو قتل نہین کر سکتے لیکن بہ تقدیر اگر طلسم صندل فتح ہوا اور راستہ
کھلا بعد کئی منزل کے ایک دربند ہی اوسکو دربند مہر و ماہ کہتے ہین مہر و ماہ جادو وہان کے حاکم و ناظم ہین
تین لاکھ فوج کی مالک جادو افسونگری کی سالک ہین سنے انکے پاس لوح بھیجدی ہی کیون ای ملکہ
اب کسکی لیاقت ہی کہ مجکو اسی قصر مین بیہوش کرے کنجی پائے نقب مین جائے طلسم صندل فتح کرے
مہر و ماہ جادو قتل ہون لوح طلسمی دستیاب ہو خواجہ نے بسکہ از محبت سے ایک طمانچہ مار کہا اسے
نگوڑے جو ہونا تھا ہو چکا اب کیا لوح بھیجی گئی بس اب چلو آرام کرو نیند کے مارے برا حال ہی مگر میری مجال
چوچو رہی ہین مجکو ہاتھ نہ لگانا بس چپکے چلے سو رہو صبح کو جو کچھ ہوگا سمجھا جائیگا افراسیاب
نے دیکھا اب ملکہ کے چہرے پر بحالی آئی حیرت نے کہا نگوڑے شیطان پر لعنت ہی ناحق مین اپنے
شوہر سے الجھی نہین معلوم تمنے کیا بکا مین کچھ بھی نہین تم لوح لوح بکا کیے مین نے نیند مین سنا
بھی نہین کیون شہنشاہ تمنے تو یہی کہا کہ تخت کے نیچے صندوق مین لوح رکھی ہی افراسیاب
اپنے دل مین خوش ہوا کہ خوب ہوا نیند مین حیرت کچھ نہین سمجھی کہا ہان ملکہ انہین صندوقون
مین لوح رکھی ہی یہ کہکے نیرنگ کو آواز دی کہ ایک گلابی و پیالہ کباب حاضر کرو حیرت نے تعلی سے
کہا شراب کیا ہوگی مین اسوقت تمکو نہین پینے دونگی شراب پی کے دھماچوکڑی مچاؤگے مجھ مین
اسوقت طاقت نہین اور یون تمہاری خوشی کیا مین تیری دلشکنی کرونگی یہ کہکے خود دوڑی
گلابی اٹھا کے لائی جام لبریز کیا گمائی سے پڑیا بیہوشی کی ڈالی کہا لو جام پیو گے یہ کہکے ہاتھ کو
رو کا سکر الیہ اشعار پڑھے اشعار

قسمت سے ملگیا مجھے ساغر شراب کا	چھینا ہی نجم بخت نے برج آفتاب کا
اوس مہ کے ہاتھ مین ہین ساغر شراب کا	مہتاب سے مقابلہ ہی آفتاب کا
ہر سال قبر پر مستانہ پر چڑھاتے ہین	شیشہ شراب ناب کا دونا کباب کا

نصاحت پر کچھ انبس مردن تو باغبان
دے قبر عندلیب مین تختہ گلاب کا

دو بات وصل کی نہیں سکتا ہون شرم سے
عالم ہے اپنے خواب مین گونگے کے خواب کا

سیخ قمر پہ دیکھ کے لخت جگر مرا
کیا کیا جلا بھنا ہے کلیجہ کباب کا

جھڑ رند بادہ خوار پہ سایہ پری کا ہے
ہے یہ قے مین میرے دیکھو پنگ شراب کا

بیجا نہیں ہے گریۂ شبنم دم سحر
لبریز ہو چکا ہے پیالہ گلاب کا

غش آگیا ہے دیکھتے ہی حسن روے گل
بلبل کے منھ پہ دے کوئی چھینٹا گلاب کا

پر نور سجدہ ہے یہ ساقی کے حسن سے
جام شراب پر ہے گمان آفتاب کا

بے وجہ شغل شیشہ زنی یہ نہیں فلق
پیری مین کر رہا ہون مین ماتم شباب کا

نہیں ہنسکے جو یہ شعر ملکہ حیرت نقلی نے پڑھے افراسیاب بست ہو گیا دل مین سوچا کہ اسکا بھی اسوقت جی چاہتا ہے جام ہاتھ سے لیا بدون رد و قدح پی گیا اب افراسیاب جھومتا ہوا اٹھا پلنگ پر لیٹتے ہی بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے سجدۂ شکر پروردگار کا کیا کنجی چور سے افراسیاب کے نکالی اب کھڑے ہو کر سوچنے لگے کہ اے عمرو حیرت کا زنبیل مین رہنا اچھا نہیں افراسیاب بہت پچھتائیگا اب طلسم صندل جانا مشکل پڑیگا یہ سوچکر حیرت جادو کو زنبیل سے نکالا پہلو مین افراسیاب کے سلادیا دونون کو بیہوشی اتنی دی کہ صبح تک ہوشیار ہون اب یہ بھی خیال ہے جب افراسیاب صبح کو اٹھے ہی جوڑے مین کنجی نہ دیکھیگا اسی وقت دوڑ پڑیگا ایسی تدبیر کرو کہ یہ دونون دو پہر تک تو غافل رہین حال ہمارے جانے کا ثابت نہو سوچے کہ برق بھی تو میری زنبیل مین ہے بیچارے کو بھی نکالکر یہین چھوڑ دو ہمارے روانہ ہونے کی لشکر مین خبر بھی کردیگا باغبان وغیرہ اگر مناسب جانینگے ہمارے پاس آئینگے آگاہ تو ہو جائینگے یہ سوچکر برق کو نکالا ہوشیار کیا برق کی آنکھ کھلی دیکھا استاد کمرے مین ایک قصر عالی اسباب عیش سے آراستہ چھپر کھٹ پر افراسیاب و حیرت سو رہے ہین برق تڑپ گیا جھک کے سلام کیا کہا استاد یہ کیا مقام ہے فرمایا بیٹا برق بڑا عیاری کا دم بھرتے ہو دیکھو کس تدبیر سے یہان پہونچے ہم تو اب دم بھر مین جاتے ہین حافظ حقیقی مالک ہے مگر تم ایک کام کرنا تخت اسی طرح بچھانا کنجی جوڑے مین افراسیاب کے رکھنا کنیز کی شکل بنکر ساتھ افراسیاب کے چلے جانا ملکہ مہرخ و بہار کو خبر پہونچانا اے برق حال ہمارا بیان کرنا کہ افراسیاب سے لوح کا حال

پوچھا بیٹا بڑی سختیاں ہیں اول راہ میں طلسم صندل دیکھا جب وہ فتح ہوگا تب راستہ کھلیگا در بسند
مہر و ماہ پر لوح طلسمی ہے برق تڑپ کے رونے لگا کہا استاد راہ سخت و صعب میں غلام کو بھی ساتھ
لیجیے حضور کے کام آؤنگا عمرو نے کہا میرے ساتھ چلنے سے یہ کام بگڑ جائیگا افراسیاب غفلت میں
رہیگا میں دس بیس کوس تو نکل جاؤں وہ جب سے نکلے نکلے روک ٹوک شروع ہو جائیگی تا بطلسم صندل
پہونچنا دشوار ہو جائیگا پھر کامل منزل مقصد تک جو پہونچا تو نظر صحبت حفاظت کے ساتھ
اس کام کو کرنا اگر جا ملک ہو سکے جب تو خدا خیر و خوبی سے لشکر میں پہونچا شہریاران مشتری زن
کو بھی ایک نامہ لکھنا میری جانب سے اتنی تاکید مندرج ہو کہ ای پسر جوہر دار نقش پارہ جگر خواجہ عمرو
عرف اسد کو لیکر طرف طلسم صندل کے لیے [illegible] مقدمہ طلسم ہے اگر ہو سکے تو اپنے کو ضرور پہونچانا
اسد نامدار کے پاس کوئی تحفہ طلسم موجود نہیں ہے بڑی مشکل پڑیگی اور بہار و مجمور و باغبان پر بھی
تاکید کرنا کہ اپنے کو جلد پہونچاؤ ایسا نہو خدانخواستہ اسد نامدار کسی بلا میں مبتلا ہو جائے تمہارے ناز و
ہو ساحران نامدار ہو اس سفر کا پروردگار انجام بخیر کرے برق نے کہا استاد میں سب کچھ سمجھ گیا خدا انجام
بخیر کرے حضور جلدی کیجیے رات بہت کم باقی ہے ابا سنو یہ بھی خواب خرگوش سے بیدار ہو جان بچانا
بھی دشوار ہوگی کنجی تو خواجہ کے ہاتھ میں اب عمرو و برق نے کلا تخت اٹھایا فرش پہ کیفیت تمام ہٹایا
دیکھا ایک تختہ سنگ لیشب کا ہے برق نے نذر کرکے بشراکت خواجہ سنگ کو بھی ہٹایا حقیقت میں
چہرہ نقب ظاہر ہوا مگر اندر نقب کے اندھیرا نمونہ پردہ ظلمات شب فراق اسکی تاریکی سے تمام عمرو
نے چاہا نقب میں اترے برق لپٹ گیا کہا استاد نہیں معلوم اس اندھیرے میں کیا بلا ہو کہ آپ
اترتے ہی پھنس جائیں افراسیاب بادشاہ طلسم ہوشربا ہے شعبدہ بازی اسکا کام ہے جو افراد کے
سفیہان میں وہ دھوکا نہ دیا ہو عمرو نے کہا بیٹا اب تو قصد کر چکے مصرع قدم عشق پیشتر بہتر ہماری
معیت و حسرت پر جائے عبرت ہے سالہا سال گذرے اس طلسم میں آئے جو اصل مطلب ہے اس سے
اب تک خبردار نہوئے یعنی شاہزادہ انجم گروہ رستم شکوہ سرفتنہ ملک باختر پہلوان ختن بدیع الزمان
گرد لشکر شکن زینت آغوش صاحبقران تیغ زن قید ہو کر یہاں آئے اسقدر لڑے ہزاروں ساحر ہمارے
اسد غازی کو کسید لوگے جیتا پایا لیکن آج تک یہ ثابت نہوا کہ بدیع الزمان زندہ ہیں یا مردہ کتنے
روز واران طلسم ہمارے شہر [illegible] لیکن کسی کی زبان سے اتنا نہ سنا کہ بدیع الزمان فلان مقام پر ہے

قید مین جستجو کرکے اس جگہ جاتے سنیر ہیشہ صاحبقرانی کو چھپرا تھے سامنے اپنے آقاے نامدار کے سجدہ
ہوتے ایسے کلمات حسرت خیز غم انگیز عمرو نے اسوقت کہے کہ برق کا کلیجہ پھٹ گیا غضب پر اپنے استاد
کی بہت رویا کہا بسم اللہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے رنج و غم دل تردد منزل سے دور کرے جواب نے
فرمایا بہت بجا ارشاد ہوا حافظ حقیقی کے سپرد کیا شعر بسفر رفتنت مبارکباد • بسلامت روی و باز آئی
برق پہنچے ہنا خواجہ عمرو روتے ہوے اس نقب تنگ و تاریک مین فتیلۂ عیاری روشن کرکے داخل ہوئے
برق غم مین اپنے استاد کے تڑپتا ہوا پلٹا اول وہ پتھر دہن نقب پر رکھا فرش بچھایا تخت اسی طرح آراستہ
کردیا اُن کو لیکر قریب چھپر کھٹ کے آیا ڈبیا مین بند کرکے اُسکو بھی اُسی طرح جوڑے مین افراسیاب
کے رکھدیا اب اسی فکر مین ہوے کہ مین کیا تدبیر کرون کسی سمین ہو جہین کیصورت ہون دیکھا ایک
گوشہ مین کنیزان ملکہ خیز رنگ سوتی ہین ایک حسین نوجوان کو تاکا اُسکے دماغ پر بیہوشی کی چڑھائی
گود مین اٹھا کر اس کنیز کو علیحدہ لایا لباس اور زیور اتار لیا اس ننگی ننگ خاندان کو ایک غار مین
ڈال دیا آپ رنگ روغن عیاری کا لگا کر صورت اس کنیز کی بنکر تیار ہوا جہان سب کنیزین سو رہی
تھین و دلائی اوڑھ کے لیٹ رہا مگر افراسیاب و حیرت کو تاک رہا ہے استاد کے تنہا جانے کا خیال
قلب پر ہجوم غم و ملال دل سے باتین کرتا ہے ای برق حقیقت مین استاد نے بڑا کمال کیا خدا انکو
خیر و عافیت سے لائے یہ نقب تنگ و تاریک ہے اسمین یکہ و تنہا جانا طلسم کا پتہ لگانا انھین کی ذات
پر موقوف ہے جو پتھر کا کلیجہ بنائے تب عیاری کا نام لے خدا وہ دن کرے کہ پھر اپنے استاد کو صحیح و سالم
دیکھین قدمبوسی حاصل کرین دیکھیے طلسم صندل پر جاکر کیا ہوتا ہے پھر دل سے کہتا ہے ای برق تجکو
بھی مشکل ہے اگر کہین افراسیاب نے مجکو پہچان لیا سارا غصہ استاد کا مجھپر نکلیگا اب تو چلے گئے
مجکو یہان چھوڑ گئے تا بلشکر پہنچ جانا دشوار ہے نہین معلوم یہ قصر کہان ہے وسعت طلسم بیپایان
ہے اگر یون بھاگ کے چلا جاؤنگا لشکر مین کیونکر پہونچونگا اسی تردد مین پڑا تڑپ رہا ہے دیکھا یک
گریبان سحر چاک ہوا افراسیاب آنکھین ملتا ہوا اٹھا حیرت کو پہلو مین دیکھا پڑی سو رہی ہے
دل مین اپنے شرمندہ ہوا کہا ای افراسیاب کس محبت سے شراب پلائی اور مادۂ بیجانی سے
لطف اٹھانے لیکن شراب کا انجام خراب ہے اسوقت دل کباب ہوا ناحق کا پیچ و تاب ہوا شراب کا
نشہ ایسا ہوا کہ مین غافل ہو گیا پھر اُٹھ نہ سکا حیرت کو بڑا رنج ہوا ہوگا حیرت کو جگانے لگا ملکہ عالم

اٹھو دن چڑھ آیا دھوپ نکل آئی برق اپنی آنکھیں ملتا ہوا تڑپ سکے اٹھا دوپٹہ سنبھالتا ہوا چہرے کے
گیسوؤں کو درست کرتا ہوا افراسیاب کو جھک کے سلام کیا افراسیاب نے سراپا دیکھا جانتا ہی کہ
ملا تیز رنگ کی کنیز خاص ہی پوچھا کہ سمن عذار مزاج تو اچھا ہی کہا حضور کی جان و مال کو دعا کرتی ہون
ای شہنشاہ آپ ایسے غافل سوئے کہ پہر کروٹ بھی نہ لی پہلے وہ جب مین نے سنا کہ ملا حیرت آپکو
جگاتی تھین عورت بیچاری کیا کرے یہی کہتی تھی کہ صاحب ذرا ہوشیار ہو مین پانی پیونگی پیاسی ہون
نہایت بےچین تھین اور مجھے تو طعنہ دے رہی تھین آپ کے فرشتون کو بھی خبر نہ تھی آپ نے کروٹ
بھی نہ لی مین تو ان باتون سے آگاہ نہین لوگون سے سنتی ہون کہ اگر مرد ویسے نشہ مین بھی ہوتے
تو اسقدر غافل نہین ہوتے خدا جانے آپ کو کل کہان کی نیند آگئی تھی مین تو جانتی ہون کہ شراب
بڑی تیز تھی مین نے دیکھا حیرت بلا رہی تھین آپ جواب بھی نہین دیتے تھے آخر مین مین نے
دیکھا کہ ملا نے اپنا منہ پیٹ لیا یہ کہکے پڑ رہین کہ الہجر دے کبھی بات نہ کرونگی ہم بیاہتے
ہین نگوڑا مردہ بنا ہوا پڑا ہی افراسیاب نے کہا ای سمن عذار مین خود شرمندہ ہون شراب ایسی
تیز تھی کہ پھر آنکھ نہ کھلی حقیقت مین حیرت بہت رنجیدہ ہوئی ہوگی اس عرصہ مین ملا تیز رنگ جادو
مع کل مصاحبون کے اٹھ سامنے آئی بہ رسم تسلیم خم ہوئی افراسیاب نے کہا ملا تیز رنگ جادو کو
جگا دو ہم سے آج بہت خفا ہین تیز رنگ جادو قریب آئی تلوون سے آنکھیں ملین ملا حیرت نے
چشم نرگسی وا کی گھبرا کر آنکھ کھولی حیران حیران چہار جانب نگران نہایت انتشار دل بیقرار و بیدم
تھی حیرت اپنے حال پر ہول پر حیرت کہ ای حیرت مین تو زنبیل مین عمرو کے تھی کیا کیا عجائب دیکھے
پھر تقدیر نہ کھاتے عمرو نے تاکید کردی تھی کہ زوجۂ افراسیاب ہی اسکو کوئی نہ ستائے اس سیر
ہزارون لونڈیان پانون چاٹا کرتی تھین ہزارون گالیان دیتی ہاتھ پھیلا پھیلا کر کوستی تھین کہتی
تھین اس کمبخت نالائق کو خدا غارت کرے اسکا ستیاناس جائے اسکا دھڑا ہمارے شہنشاہ سے
لڑتا ہی ان حالات کو یاد کرکے حیرت کی دمبدم حیرت بڑھتی جاتی تھی اٹھتے ہی سر جھکا لیا افراسیاب
کی جانب سے منہ پھیر کے بیٹھی افراسیاب سمجھا ملکہ میرے سو رہنے پر ناراض ہی آج دن کو راضی کرونگا
اس خیال سے افراسیاب بھی چپ ہو رہا لیکن تیز رنگ جادو بلائین لے رہی ہی آفتابہ لیے
کھڑی ہی کہ حضور منہ دھوئین گلوری نوش فرمائین کیون غضب اعدا مزاج کیسا ہی آج چہرہ بھی خشک کا

اترا ہی ہر چند نیرنگ نے کہا حیرت نے کچھ جواب نہ دیا غصہ مین یہ بولی ہوا مین منہ ہاتھ دھوکے کیا
کرونگی مین تو زندگی سے ہاتھ دھوکے بیٹھی ہون مجھسے کوئی صاحب کلام نکرین مین نہین معلوم کہان ہونگی
برق گھبرایا ایسا نہو کہ باتون مین راز کھلے قریب کے سامنے افراسیاب کے آیا مسخرہ کیا کان مین
جھک کے کہا دیکھیے یہ آپ پر آوازہ ہی غم ملکہ حیرت کا اسیطرح تازہ ہی ملکہ نیرنگ کو منع کیجیے انکو
ستائین جسطرح بیٹھی ہین بیچار رہنے دین اب جلدی کیجیے ملکہ کو سوار کرکے لشکر مین لے چلیے انکے
صحبت کی شاہزادیان وزیرزادیان کنیزان خاص موجود ہونگی وہ بہلا لینگی یہان اور غم پڑھیگا
اس چپیر کھٹ کو دیکھکر جھلاتی ہونگی یہ چپیر کھٹ نامبارک ہوا قصر بھی بڑا ہی اب یہان دیر نہ
لگائیے افراسیاب سمجھا سمن عذار سچ کہتی ہی کہا اے سمن عذار ناحق کا غصہ ہی بس اب غصہ کو
تھوک دو کبھی ایسا ہوتا ہی برق نے کہا ملکہ مجھسے بہت مانوس ہین جب کبھی اس کوہ پر آتی تھین
دل کا حال مجھسے بیان ہوتا تھا اکثر یہ بھی فرمایا کہ سمن عذار ہمارے پاس ہاکرو تمھین اپنا مصاحب
کرینگے مین نے حضور کہانیان بہت یاد کی ہین انکو سنینگی بہت خوش ہونگی افراسیاب نے کہا
اے سمن عذار اسوقت تو تمکو ضرور ساتھ لے چلینگے کہ ہماری خدمت مین رہنا برق نے ہاتھ لوٹ لیا
کہا نہین شہنشاہ مین بی بی کے ساتھ رہونگی آپ سے کبھی بات نہ کرونگی آپ مجھسے بے رخی کرین
تو مین کیا کرون میرا یہان کون بیٹھا ہی جو حمایتی بنے گا اور آپ سے بدلا لیگا مین بی بی کے ساتھ
رہونگی مجھے ساتھ لے چلنے مین آپ کا کوئی فائدہ نہین ملکہ اسمین ہر طرح کی آپ ہی کی برائی ہی دیکھو
مین پھر کہتی ہون کہ آپ مجھے ساتھ نہ لے چلین آپ لاکھ کہینگے مین ہرگز نہ مانونگی برق نے ایسی بھولی
بھولی باتین کین کہ افراسیاب بیقرار ہوگیا کہا سمن عذار تمکو ضرور اپنے ساتھ لے چلینگے پھر برق
نے چٹکی لے کے کہا بس اب نیرنگ کو منع کیجیے زیادہ ملکہ کو نہ ستائین کیون بیہودہ باتین بنائین
افراسیاب نے کہا اے نیرنگ ملکہ کو چپکا بیٹھا رہنے دو طبیعت انکی سست ہی اب مین جاکر علاج
کرونگا تخت تیار کرو با دولت ملکہ کو ساتھ لے کے لشکر مین جا بیٹھینگے وہان مصاحبان خاص کنیزان
قدیم موجود ہونگی وہ موافق مزاج کے بہلا لینگی افراسیاب یہ سبطرح کی باتین کرتا ہی مگر حیرت
مثل تصویر خاموش نیرنگ جادو فوراً تخت لائی سامنے افراسیاب جادو کے حاضر کیا گلدستے
تخت پر آراستہ کردیے افراسیاب جادو اٹھا حیرت کا ہاتھ تھام کر کہا ملکہ چلو لشکر مین تمھارے سب

سردار گھبراتے ہونگے شاید مہرخ و بہار نے طبل جنگی بجوایا ہو اس لشکر کا انتظام تمھاری ہی ذات
خاص پر موقوف ہی ملکہ حیرت نے بنگاہ حیرت چہرے کو افراسیاب کے دیکھا کچھ زبان سے
نہ کہا خاموش اٹھ کھڑی ہوئی افراسیاب تخت پر سوار ہوا حیرت کو پہلو مین بٹھالیا اب برق
تڑپا کہ ایسا نہو مین یہین رہجاؤن تنا ہوا قریب آیا افراسیاب سے اشارہ کیا مین بھی ساتھ لیجیے
چلیے آپ ہم سے وعدہ کر چکے افراسیاب نے فوراً نیرنگ جادو کو بلایا کہا اے نیرنگ ہم تمھاری
کنیز ماہ رخسار سمن عذار کو ساتھ لیے جاتے ہین پھر چلی آئیگی نیرنگ نے کہا شہنشاہ کیا مضائقہ ہی
ہر چند کہ یہ مجکو بہت عزیز ہی مگر حضور کی کنیز ہی افراسیاب نے کہا بی سمن عذار آؤ برق اُچک کر
تخت پر بیٹھا افراسیاب سے باتین بناتا ہوا چلا مگر حیرت منہ سے نہین بولتی افراسیاب بھی برق
سے اشارے کنائے مین کہتا تھا سنو بی سمن عذار مین بادشاہ طلسم ہوش ربا ہون ایک سر بزار
سودا نمکحرامون نے سر اُٹھایا ہی مع اصحاب جانباز وزیران ہمراز مسلمانون سے جا کر
شریک ہوگئے کبھی سامان رزق کا لوح بچانے کی فکر آٹھ پہر یہی ذکر تھکا ماندا آیا سو گیا جاگنے
سے بھی بیدار نہوا ہر چند افراسیاب ایسی باتین کرتا ہی حیرت جادو جواب نہین دیتی اسی طرح
خاموش بحر عبرت و حیرت کا جوش زمین و آسمان حیران دیکھتی ہی دل مین دھڑکن
خوف آبرو ریزی مضطر دل پیش ہر طرح کا پس و پیش افراسیاب کا اب غصہ بڑھتا جاتا ہی
کہا اے سمن عذار کیا عورت ناقص العقل ہوتی ہی اتنی بڑی سلطنت معرض زوال مین افسوس
ہی کہ اسکا بالکل خیال نہو دنیا کے لہو و لعب بعد انتظام سلطنت دیکھے جاتے ہین آٹھ پہر اگر
بادشاہ مبتلاے دام لہو و لعب ہو وہ سلطنت خراب ہوگی سمن عذار درست و بجا کہکر عرض
کرتی ہی جو حضور ارشاد فرماتے ہین اسمین دخل دینا عبث ہی لیکن اپنی پہلو نشین کی خاطر بھی جب تو
لازم ہی دلشکنی نہ کرنا شیوۂ صاحبان وفا ہی آپسمین رد و قدح افراسیاب سے اور سمن عذار
سے ہو رہے ہین یہان دربار مین ملکہ حیرت کے مصور و صورت نگار و ملکہ صنعت سحر ساز
و سرما سے برف انداز و ابریق کوہ شگاف وغیرہ انتظار مین بیٹھے ہین کہ نہین معلوم
شہنشاہ پر کیا گذری خفیہ یان بلا کو قتل کیا یا رہا ہوگئے یکایک ہرکارون نے خبر دی
کہ شہنشاہ تشریف لاتے ہین سب سردار واسطے استقبال کے دوڑے وہان لشکر ملکہ مہرخ

ہیں ملکہ سرخ موے کاکل کشا وغیرہ جو سردار قید ہونے سے بچے تھے بارگاہ میں موجود ہیں اتنے
میں سردار اسد نامدار و خواجہ عمرو و مہرخ و بہار کے واسطے بیقرار ہیں جانسوز ہیں قرآن و ضرغام
شیر دل سے کہہ رہے ہیں کہ چالاک پلٹ کر نہ آیا کچھ احوال مفصل نہ ثابت ہوا کہ ہمارے آقاے
نامدار مولاے قدر شناس پر کیا معرکہ گذرا سواے پروردگار کے کون سا کرے گا افراسیاب سے
کون لڑ سکتا ہے اب بڑا غضب ہوا کہ افراسیاب نے خود کمر ہمت باندھی تو اب بڑی مشکل ہے
روز ساحر آتے تھے اُنسے برابر کے مقابلے ہوتے تھے اب جب یہ خود آئیگا کون روک سکیگا لشکر میں آکر
طبقہ زمین اُٹھا کر لے گیا کوئی اسکا کیا کر سکیگا چالاک ہم سب کو منع کر گئے تم ہمارے عقب میں نہ آؤ ورنہ
جا کر اپنی جان دیتے حقیقت میں ہم اسیر غالب نہ آتے اپنے سرداروں کے ساتھ لڑ بھڑ کر مر جاتے ذلت تو
نہ اُٹھاتے اب کیسی مصیبت ہے کہ خبر تک ملنا دشوار ہوئی اس حسرت میں سب کے سب پریشان تھے
کہ آسمان پر برق چمکی برق کو دیکھکر سب دوڑے دیکھا ملکہ مہرخ و بہار و باغبان و رعد و برق و
برق لامع و ملکہ بران شمشیر زن چلی آتی ہیں سب نے بڑھکر استقبال کیا ہمراہ لیکر سرداران مذکور
کو بارگاہ میں آئے اضطرار میں پوچھا اے ملکہ عالم اسد نامدار و خواجہ عمرو و برق فرنگی کہاں ہیں ملکہ
مہرخ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے کہا صاحبو کیا بیان کریں حال مصیبت کیونکر عیاں کریں افراسیاب
خانہ خراب نے اپنے نزدیک ہم سب کو مار ڈالا ہوتا مگر حافظ حقیقی نے ہم سب کو زندہ کیا چالاک
نے بڑا کار نمایاں کیا ملکہ بران کو لایا تالاب پر لڑوایا مگر خواجہ عمرو و اسد و برق غائب ہوئے
نہیں معلوم افراسیاب جادو گرفتار کرکے لے گیا یا اور کوئی ساحر غدار ہو پہنچا اُسنے اُٹھا لیا کچھ حال
نہ کھلا کیا معرکہ ہوا ہم چھوٹے مگر قید غم و الم سے رہائی نہ ہوئی فلک کجرفتار گردون غدار ہر وقت
درپے آزار ہے ایک لحظہ آرام نہیں ملتا اب کیونکر دریافت کریں کس سے پوچھیں چالاک بھی واپس
نہ آئے خدانخواستہ وہ بھی نہ گرفتار ہو گیا ہو باپ کے واسطے بہت بیقرار تھا لڑکا صاحبو سبحان اللہ
باپ ایسے کامل بیٹا ایسا عیار زبردست اتنے عرصہ میں قیامت برپا کر دی نہیں معلوم کیا کیا
عیاری کی ہیں مفصل نہیں دریافت ہوئیں یہ باتیں تھیں ملکہ مہرخ کو خبر دی کہ حضور چالاک تو
آتے ہیں سب سردار باہر نکل آئے زیر سائبان زر نفتی ٹھہرے سامنے دیکھا کہ چالاک آتا ہے ملکہ مہرخ
نے فرمایا برائے خدا جلد ظاہر کرو کہ اسد غازی و برق فرنگی و خواجہ عمرو پر کیا گذری چالاک

نے کہا کیا عرض کروں میں نے عیاری کر کے حیرت کو گرفتار کیا ملکہ حیرت کو بران شمشیر زن
بر سر زعفران کوہ پہونچا وہان کی حماقت کا عرض کرنا کچھ ضرور نہین ہے پھر تو ملکہ بران نے آکر
آپ لوگون کو رہا کیا عین گرمی جنگ سے قبلہ و کعبہ واسد نامدار و برق عالی وقار غائب ہوئے
نہین معلوم افراسیاب نے سحر کر دیا پھر مین نے ان صاحبون کو ڈھونڈھا ساری مشقت خاک ہوئی
وہ معاملہ سب مین نے آنکھون سے دیکھا تھا بر سر سامنا افراسیاب نے تالاب بنایا سب کو قید
کر کے بر سر کوہ زعفران سُلا تھا مین بران کو لے پہونچا اب نہین معلوم کہان گیا کدھر جا کے تلاش کرون
کس سے پوچھون یہ خبر وحشت اثر محل مین پہونچی ملکہ مہ جبین الماس پوش سنکر پیٹنے لگین مع جہانبان
نامدار روتی ہوئی باہر نکل آئین سب سردار واسطے تعظیم کے اُٹھے ملکہ مہ جبین تخت پر بیٹھین ملکہ
مہرخ کی جانب متوجہ ہوئین کہا نانی اماں اور سب صاحبون سے تو مین کیا کہون مگر آپ سے
ہمکو بڑی شکایت ہے اپنی جان بچائی اُنکا خیال نہ کیا آپ خوب جانتی ہین کہ وہ سیدھے سپاہی ہین
مکاری غداری انکی بلا جانے تلوار کھینچے افراسیاب پر جا پڑے ہونگے وہ کیا جانین کہ یہ ساحر ہے یا
غیر ساحر ہے ہر مرتبہ انکے مزاج کا ہم نے امتحان کیا لڑکر مر جانے کو شرف جانتے ہین دوست دشمن
کو نہین پہچانتے ہین کیا ہماری بدنصیبی ہے کاشکے ہم جب جانتے ہوتے اپنا سر انکے قدم پر نثار
کرتے بیکس بے بس دست و پا شکستہ نہ یارے نہ مددگارے کہنے کو بادشاہ ہین اپنی جان کے
سوا ہماری کس پر حکومت ہے بیکار سلطنت ہے سب صاحب اپنی جان بچا کر چلے آئے انکو سامنے
دشمن کے چھوڑ دیا اتنا تو آپ سب صاحبون نے سمجھا ہوتا کہ سیدھے سپاہی مکر و ساحری
نہین جانتے افراسیاب سے کیونکر لڑینگے جن صاحب کے مزاج مین آتا کچھ مین دبا کے انکو اٹھا لیتے
اگر یہ لیجیے کہ وہ اس حرکت پر خفا ہوتے یہان آکے ہم سمجھا لیتے اپنے ملازم کا کیا سر کاٹ ڈالتے افسوس
دنیا مین کوئی کسی کا نہین بہتر اب تاج و تخت ترک کرینگے انکے نام پر جان دینگے یہ کہکر آنکھون
سے اشک حسرت ٹپکے بیقراری مین یہ اشعار مخفی پڑھے

بستۂ ارباب محبت کو ہے پیچ غم سے دوم	گیسوے آہ پریشان ہے ہاتم سیر دم
روزگارم گر زند زخمے بہ تار و رگے	کاوشم گر یک قدم نبالی ہر ہر دوم
بر سر راہ اجل بنشستہ ہم مرگ چیست	خلق و عالم رفتہ اندین راہ من ہم میروم

گرچہ دنیا ملم زہجران غم بین و باک نیست / سیر دم گرچند گاہے بیش یا کم سیر دم
در غم و اندوہ محنت چیست این بیباقی / مختصیا امروز فردا چون عالم سیر دم

دیگر نظم

او آسمان مجھکو ذرا کچھ ملال دے / ظالم ہماری حسرت دل تو نکال دے
جتنی محبت اُنسے ہے ہمکو انھین نہین / کیونکر کسی کے دل مین کوئی دل کو ڈال دے
مثل کوئی رہرو صحرائے درد و غم / کانٹا ہمارے پاے جگر سے نکال دے

ان اشعار کو پڑھکر دوپٹہ منھ پر رکھ لیا ایسی بیقرار ہو کر روئین کہ بارگاہ مین شور گریہ وزاری بلند ہوا ملکہ مہرخ وبہار وغیرہ سب کانپ گئین ہاتھ باندھنے لگین کہا حضور ہم سب آپ کے لازم ہین بیشک ہم سب سے خطا ہوگئی معاف فرمائیے ابھی ہم سب جاتے ہین انکو تلاش کرینگے یا حضور کو خبر پہونچیگی کہ ہمارے نمکخوار ادھر گرم ہو گئے اور حضور جو معرکہ گذرا اُسکو نہین عرض کر سکتے ہین گرمی جنگ تھی اسطرح وہ غائب ہوئے کہ ہم لوگ نہ سمجھ سکے کسی نے اٹھا لیا ساتھ گذرا چالاک نے کہا مجھکو یقین کامل ہے قبلہ و کعبہ نے لیکر اسد نامدار کو زنبیل مین ڈال لیا ہوگا وہ کیا نادان ہین سمجھتے نہین کہ افراسیاب کے سامنے اسد غازی کا تلوار کھینچنا بالکل بیکار ہے ملکہ مہ جبین نے فرمایا بھیا چالاک جسطرح چاہو مجھکو سمجھا لو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا یہ باتین تھین کہ آسمان سے ابر سرخ رنگ پیدا ہوا چند دیو نے بڑھکر عرض کی حضور افراسیاب آتا ہے حیرت بھی ساتھ ہے سردار استقبال کے واسطے گئے ہین داخل بارگاہ ہوا چاہتا ہے یہ سنتے ہی چالاک نے کہا اے شہنشاہ گیتی ستان حضور چند ساعت صبر کرین مین ابھی مفصل خبر لاتا ہون یہ بڑی بات ہے کہ حیرت جادو بھی ساتھ ہے صنعت وغیرہ بھی موجود ہین ضرور انسے احوال اپنا بیان کریگا اگر خدانخواستہ وہ تینون صاحب قید ہوگئے تو بھی ظاہر ہو جائیگا اسکی جستجو ہوگی حضور کے گھبرانے سے سب نمکخوار پریشان ہونگے ملکہ مہ جبین نے گھبرا کر دوپٹہ منھ سے ہٹا دیا کہا بھیا چالاک مین نہین روتی بسم اللہ جاؤ مگر اپنے تئین دشمن سے بچانا یون بیباک سامنے نہ چلے جانا تمہارے دم سے بڑی ڈھارس ہے چالاک نے عرض کی ہم غلام جانباز ہین اگر ہماری جان جائے شرف کونین حاصل ہو یہ کہکر چالاک نے بانسے عیاری ذات پر آراستہ کیے بارگاہ

سے نکلکر طرف لشکر افراسیاب کے روانہ ہوا یہان ملکہ صنعت و سرمایہ برق انداز و ابریق
کوہ شگافت وغیرہ استقبال کرکے افراسیاب کو بارگاہ مین لائے لیکن برق بھی ساتھ ساتھ
ہنستے ہوئے چلے آتے ہین ابریق کی جو نگاہ پڑی سراپا دیکھنے لگا پوچھا کہ سمن عذار مزاج تو
اچھا ہے برق نے تیوری چڑھا کے کہا صاحب تحسین کیا مجھے گھور گھور کے نہ دیکھو میرا خون بہت
ہلکا ہے کس نگاہ سے دیکھا کہ میرا پنڈا گرم ہو گیا یہ ترچھی آنکھین پھُم ہو جائین جو مین بُری نگاہ سے
دیکھے وہ اندھا ہو سرمایہ نے کہا بی سمن عذار آجکل زبان بہت کھل گئی ہے ملکہ نیرنگ کی صاحب
تماس جواب دین اگر تم سے باتین کرینگے برق نے کہا وہان آنے کی کیا ضرورت ہے مین کسی سے
بات نہین کرتی آپ ایک سے جھگڑتا ہوا ہنستا ہوا کھیلتا ہوا چلا آتا ہے ملکہ صنعت نے دیکھا
کہ ملکہ حیرت کی رنگت متغیر خاموش سر جھکائے ساتھ ساتھ افراسیاب کے چلی آتی ہے جب بارگاہ
مین پہونچی صنعت وغیرہ نے کہا ملکہ تخت پر قدم رنجہ فرمایئے ملکہ حیرت نے حیران ہوکر صنعت کو
دیکھا کبھی وزیرزادیون کی جانب متوجہ ہوئی آنکھون مین آنسو بھر لائی خاموش سر جھکا کر تخت پر
بیٹھ گئی صنعت نے افراسیاب سے کہا کیون ای شہنشاہ آج ملکہ بہت رنجیدہ معلوم ہوتی ہین
افراسیاب نے کہا ای صنعت بعضی بات ایسی ہے بموجب مصرع گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل صنعت
نے کہا فرمایئے لونڈیون سے کیا پردہ ہے افراسیاب نے کہا رات سے ملکہ کا مزاج بگڑا ہوا ہے ذرا سی
بات مین یہ فساد برپا کرتی ہین کہ مجھسے راز کو چھپاتے ہو حیرت مین سے اس راز کو بھی بتلا دیا سلا
غصہ یہ ہے کہ رات کو مین نشہ مین شراب کے سو گیا انھون نے شاید جگایا میری آنکھ نہ کھلی اسپر
قابل سزا و جزا ہون اب اسوقت سے ساری رات موجود ہون یہ سنکر حیرت مثل شعلہ جوالہ بھڑکی
پہلے تو چیخ مار کر رو دی پھر کہا بارو یہ تو بتلاؤ مین زندہ ہون یا مردہ ادے یہ سب سہرے لازم ہین مین
اپنی بارگاہ مین آئی افراسیاب سے لڑا اور نیا جو سنیے صنعت نے کہا شہنشاہ خاموش رہیے
ایسا ملکہ کو مین نے بدحواس نہین پایا نہایت صاحب فہم و فراست مالک سریر سلطنت منتظم
کاروان ہین اسوقت کیا گذری کہ مثل آئینہ حیران ہین یہ کہکر صنعت نے بلائین لین کہا ملکہ مین
حضور کی لونڈی صنعت سحر ساز ہون سب کنیزان حضور موجود ہین کس مقدمہ مین حیرت ہے
دل تردد منزل کی کیا کیفیت ہے حیرت نے کہا ای صنعت جب شہنشاہ طرف لشکر مسلمانان

روان ہوئے میرے دل کو قرار نہ آیا میں بھی انکے پیچھے چلی راہ میں بران سے مقابلہ ہوا میں لڑ رہی
تھی کہ یکایک صرصر پہونچی نہیں معلوم اُسنے کیا کر دیا میں بیہوش ہو گئی پھر جو آنکھ کھلی ہے صنعت
کیا کہوں دیکھ میرا کلیجہ کانپتا ہے اپنے کو عمرو کی زنبیل میں پایا یہ بھی میں نے آواز سنی کہ عمرو نے پکار کر
کہا ای ملازمان سن یہ زوجہ بادشاہ طلسم ہوش ربا ہے دریائے حسن و جمال کی گوہر بیبہا ہے اسکو احتیاط
سے رکھنا ای صنعت کیا کہوں کہ کیا کیا چیزیں دیکھیں کالے کالے مردوے میرے سامنے آتے تھے
کوئی کہتا تھا یہ ساحرہ ہے اگر ہاتھ لگے تو جیتا نہ چھوڑیں خوب پرزے اُڑائیں میں سحر یاد کرتی تھی ایک لفظ
تک یاد نہ آتی تھی لونڈیوں کا تماشا لگا گوری کالی سانولی ہزاروں پھر رہی ہیں کوئی کہتی ہے دیکھو یہ
عورت گھور گھور کر دیکھ رہی ہے اسکی آنکھیں نکال لو ایک ڈوئی اُٹھاتی تھی ایک جلتا ہوا سوختہ لیکر
آتی تھی ایک کہتی تھی ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہے ساحرہ ہے فن ہے اسکا دوپٹہ چھین لو میلی چادر
اُڑھاؤ ایک کہتی تھی اسکا منھ جلا دو اسی زبان سے ہمارے اُستاد کو کوستی ہوگی کیا کہوں جو میری
جان پر آفت تھی اُسی ہنگامہ میں ایک شاہزادی آئی عمدہ تاج سر پر لباس معقول زیب جسم انور
زیور بیش قیمت حسین جمیل ماہ پیکر سیمبر آنکھیں رشک غزال ابرو غیرت ہلال سینہ بہار باغ حسن
میں بہار گلعذار سرو سہی قد خلیق نرم مزاج ملائمت کلام میں لیاقت اُس ماہ جبین نے آکر سب کو منع
کیا کہ نالائقو دور ہو ہر چند کہ ہمارے شہنشاہ کی دشمن ہے مگر بڑے ملک کی شاہزادی ہے قید میں
آکر پھنس گئی ہے جو اسکو زیادہ ستاؤگی ہمارے شاہ کے ساتھ دشمنی کروگی اتفاق ہے شاہان جلیل
پر مصیبت پڑتی ہے اپنے ملک و مال پر لڑتی ہے اس میں خطا کیا ان سب کو میرے پاس سے دور کیا یہ
صنعت میرے پاس بیٹھی فرمایا ای ملکہ عالم نہ گھبراؤ ہمارے اُستاد ظالم نہیں ہیں تمکو کچھ تکلیف نہ پہونچیگی
اُس بیچاری نے مجکو گھڑی گھڑی کھلائی پیاس کے مارے میرا دم نکلتا تھا پانی پلایا تسکین دی دلاسا دیا
ای صنعت اگر وہ نہ آجاتی وہ شفتلین کائیں کائیں کرکے میرا دماغ کھا جاتیں ایک ایک اُنمیں شوخ و
شنگ آمادۂ جنگ ہوا سے لڑتیاں ہیں اُنسے کون بولے نہیں معلوم عمرو نے کہاں سے
لیکر بھر لیا ہے ایک گوشہ میں نے دیکھا سنتی ہوں بڑی وسعت ہے اس نگوڑے ساربان زادے
کی بھی لیاقت ہے شہنشاہ اپنی سمجھا رہے ہیں پھر جو میری آنکھ کھلی صبح ہو چکی تھی یہ فرماتے ہیں میں
سو گیا جاگ اُٹھا ہیں ان حالات کو کیا سمجھوں کیسی شراب کیسے کباب افراسیاب نے گھبرا کر

کہا ای ملکہ عالم اول شب مجھے کس نے صندلی کی تھی کون اپنا گلا کاٹتا تھا الماس کی انگوٹھی کس نے
اتاری یہ کس نے کہا مجھے طلاق دیدو مین نکل جاؤنگی تیرے گھر مین رہکر کیا کرونگی مین نے لوح
کا حال کس سے بیان کیا حیرت نے کہا میری پاپوش جانے جب تم کوہ بلور پر کہ چلے تھے کہ خبردار
کوئی مجھسے لوح کا حال نہ پوچھے پھر مجھے کیا ضرورت تھی مین کیون پوچھتی افراسیاب نے کہا ہی ہی
بڑا غضب ہوا آخر وہ کون تھا صرصر بھی موجود ہی اُسنے کہا ای شہنشاہ معلوم ہوتا ہی وہ عمرو تھا
جب حال دریافت کر چکا انکو سلا دیا آپ جستجو سے لوح مین گیا افراسیاب نے کہا تو کیا جانے
بیہودہ بکتی ہی ملکہ نے شب کو وہ صندلی میرا ناک مین دم آگیا گلا کاٹنے ڈالتی تھین کہ حال لوح کا
بتاؤ مین نے لفظاً لفظاً سب احوال بتایا یہ کہکے جوڑے پر ہاتھ ڈالا کہا لو وہ گیا تو میرے جوڑے
مین موجود ہی یہ بھی اسمین لکھی ہی حیرت نے کہا ای شہنشاہ کیسی ہوا ہی سنو مین رات کو آپ کے سامنے
نہ تھی سحر سے مجکو حیرت ہی آپ بھی صبح سے بکتے تھے کہ سو گیا جاگ اُٹھا شراب بڑی تیز تھی مین حیران
حیران سنتی تھی دل ہی دل مین جلی جاتی تھی اب جب اپنی بارگاہ مین آئی تو میری طبیعت کھلی اب تک
تو مین جانتی تھی مین عمرو کی زنبیل مین بیٹھی ہون جب صنعت نے کلام کیے تب مین سمجھی مین نے
آپ سے لوح کا پتہ نہین پوچھا آپ ناحق مجھے ستم کرتے ہین اب اسوقت بارگاہ مین عجیب غل
ہی برق فرنگی کہتا ہی ای حسن ہائی کوئی کہتی ہی پری میری بی بی زنبیل مین قید ہو تم ایک کہتی ہی نہین
معلوم نگوڑے عمرو نے کیا کردیا پھول سا چہرہ کملا گیا اب افراسیاب کو ایک وحشت ہوئی
کہتا ہی صاحبو غل نہ کرو بات تو سمجھنے دو اس وقت برق فرنگی تڑپ کر آگے بڑھا یہ تو ناظرین پر
واضح ہی کہ صورت سمن عذار کی بنا ہوا ہی ایک موٹا سا جادوگر تاک کے اسکو تو اپنے پاس
ٹھہرایا کہا بچا میرے پاس کھڑے رہو اسوقت جو باتین شہنشاہ کے دربار مین ہو رہی ہین بچا میرا
دل کانپ رہا ہی مجھے خوف معلوم ہوتا ہی جادوگر جب قریب آچکا برق نے تدبیر کامل کرلی تب پکار کر
آواز دی شہنشاہ سنیے سب حال لونڈی کو معلوم ہی ناحق سب صاحب ہلڑ کرتے ہین سب کو خاموش
کیجیے گوش ہوش سے سماعت فرمایئے لفظاً لفظاً بیان کردون افراسیاب پکارا خبردار خاموش رہو سب
اہل ایوان دربار خاموش ہوئے سمن عذار کا منہ دیکھنے لگے افراسیاب نے کہا ہان بی سمن عذار

بتلاؤ دیکھین کیا سرگذشت برق نے کہا حضور سماعت فرمایئے نظم	سہ چیز آمد مسلم نزد شاہان

ہنر یابد ای یار مرد سخندان	من از مال و ہنر چیزے ندارم	ولی فضل سخن دارم بیارم
بیاموز یار و دگر ہم سخن گفتن ار	درون سینہ دارم قصہ بسیار	سنو صاحبو کانون کی سنی نہین

کہتی ہون عرض کرتی ہون آنکھون کی دیکھی ہوئی بات ہے یہ بیان معجزات و کرامات ہے شب کو
لونڈی نے دیکھا ساربان زادہ اول ملکہ حیرت بنا ہوا تھا آپ سے لوح کا حال پوچھا جب آپ لوح کا
حال بیان کر چکے تب اسکو شراب پلا کے بیہوش کیا ملکہ حیرت کو نکالا آپ کے پہلو مین سلایا پھر اسنے اگر
برق فرنگی کو زنبیل سے نکالا اس سے کہا اے فرزند مین اسد کو لیکر چشمے سے لوح مین جاتا ہون تو افراسیاب
کے ساتھ کنیز بنکے جانا ملکہ مہرخ و بہار کو خبر پہونچانا حضور مین چپکے دیکھا کی عمرو و برق نے تخت کو ہٹایا
فرش ہٹایا مہر و نقب ظاہر ہوا عمرو نقب مین گیا نہین معلوم اسپر کیا گذری برق کنیز کی شکل بنکر ہوا
آپ کے ساتھ اس دربار مین آیا اصل یہ حقیقت ہے ملکہ بہت بجا ارشاد فرماتی ہین مین نے سارا حال
اپنی آنکھون سے دیکھا افراسیاب نے کہا حرامزادی تو دیکھا کی غل کیون نہ مچایا مجھکو کیون نہ جگا دیا کہا
حضور یہ نہین باعث تھا بچپن سے مجھکو نانی جان نے پڑھانے مین سمجھا دیا تھا کہ خبردار کسی کی غیبت
نہ کرنا غیبت بہت بری چیز ہے اسوجہ سے مین چپکی دیکھا کی مین نے حضور کو نہ جگایا بزرگون کی بات
یاد رکھی افراسیاب نے کہا ارے غیبت کیسی بد بخت برباد ہوتا ہے مجھکو غیبت سوجھی ہے اگر تو مجھکو
جگا دیتی مین عمرو کو گرفتار کر لیتا برق نے کہا یہ مجھکو منظور نہ تھا کہ ایک بیچارہ غریب تین روپیہ کا
پیادہ پکڑا جاے آپ اسکو قتل کرتے خون کسی کی گردن پر ہوتا نانی امان مجھکو گھر سے نکال دیتین
افراسیاب نے کہا اس حرامزادی سے کچھ تیان مارو اپنی کہے جاتی ہے معلوم ہوتا ہے عمرو سے ملگئی
برق نے کہا او بیوقوف مین اپنے استاد کو کاہیکو گرفتار کراتا مین صاف صاف کہتا ہون
نہین پہچانتا یہ کہکے اپنے نام کا نعرہ کیا نعرہ برق فرنگی ہستم برق رفتار و خنجر گذار ہستم کہ بیکسن
گران بر جبار ہو نعرہ کرکے جس جادوگر کو پہلو مین کھڑا کیا تھا اسکو خنجر مارا وہ لڑکھڑا کے گرا ابتو اس
ہر کی ساحر کے مرنے سے تاریکی ہوتی ہے صداہاے مختلف بلند ہوئین اس اندھیرے مین برق اور
دو چار کو مار کر نکل گیا بعد عرصہ کے آواز آئی کشتی مرا نام سر ہنگ جادو لبود اب روشنی ہوئی
افراسیاب نے سر پیٹ لیا کہا لو صاحبو غضب ہوا عمرو عیار چشمے سے لوح مین سمایا جو مین
جانتا تھا یہ راز کبھی نہ کھلیگا ساربان زادہ بلاے روزگار حیرت پیٹنے لگی کہا اے شہنشاہ جلد تدبیر

لیجیے افراسیاب نے کہا دہان سلربان زادہ جائیگا تو کیا کریگا طلسم صندل کا فتح ہونا دشوار ہی
مین ابھی نامہ پاس ملکہ صندل جادو بادشاہ طلسم صندل کے روانہ کرتا ہون وہ ہشیار ہو جائیگی
عمرو کو پہونچتے ہی گرفتار کر لیگی رسالی نامہ ہر چند ضرور راہ دشوار ہی زناق کا تردد و انتشار ہی یہ لکھکے
ایک نامہ بنام صندل جادو اس مضمون کا لکھا کہ ای ملکہ صندل سلربان زادہ عمرو عیار طرف تمھارے
طلسم کے طلسم کشا کو لیکر آتا ہی بہت ہشیار رہنا آتے ہی اسکو گرفتار کرنا یہ نامہ لکھکر کاسب جادو ساحر
تیز پر کو اسکو نامہ دیا کہا یہ جاکر خدمت مین صندل جادو کے پیش کرنا اور آنکھون سے جو کچھ دیکھا ہی
زبانی بھی تاکید کرنا یہ جادوگر نامہ لیکر طرف طلسم صندل کے روانہ ہوا اسکا حال وقت پر عرض کیا جائیگا
مہتر برق فرنگی افراسیاب سے لاما سے ادا کر کے بارگاہ ملکہ ماہرخ مین آیا تمام کیفیت گذشتہ
ظاہر کی اور کہا خواجہ عمرو نے فرمایا ہی کہ مین یکہ و تنہا اسد غازی کو لیکر طرف طلسم صندل کے جاتا ہون
اگر مناسب ہو تو تم سب صاحب بھی قصد کرو اپنے کو ہم تک پہونچاؤ باغبان نے کہا ابتک ہم راہ سے
ناواقف تھے اس وجہ سے کوئی تدبیر نہ کر سکے اب حال مفصل ثابت ہوا ہمکو جانا واجب و لازم ہو اسی وقت
ایک نامہ حالات خواجہ عمرو کا لشکر ملکہ بران شمشیرزن کے پاس روانہ کیا مطلب یہ تھا کہ وہ بھی آگاہ
ہو جائین بعد نامہ روانہ کرنے کے مہتر قران نامدار بارگاہ مین تھے تمام کیفیت سنی کہا ای ملکہ عالم مین
تلاش مین اپنے استاد کے جاؤنگا جسطرح سے ہوگا اُن تک پہونچاؤنگا کیون او بھیدیے تو کیون
نگیا یہان باتین بنانے کو چلا آیا برق نے کہا مین اگر جاتا تو خبر تمکو کون پہونچاتا ہیرک چترک کے سب
صاحب رہتے قران نے کہا اب خلافت لشکر آپ کے سپرد ہوئی ہی مین جاتا ہون برق نے کہا مین
بیچارہ کا ہے مین ہون مرشد زادے میان چالاک صاحب نائب استاد کے جانشین موجود ہین آپ سے
بہتر کون ہی جو مجکو حکم دینگے بجالاؤنگا قران نے کہا تو بڑا لقر پیارا ہی برق نے جواب دیا کیا مین گونگا ہون
بات کا جواب نہ دون جو مرشدزادے حکم دینگے بجالاؤنگا بارگاہ کے دروازہ پر پہرہ دیا کرونگا مہتر
قران نے کہا کہ بھائی تمکو اختیار ہی یہ کہکر اُسی وقت مہتر قران نامدار ملکہ ماہرخ سے رخصت ہوئے
برای تلاش خواجہ چلے بعد جانے مہتر قران کے باغبان قدرت و ملکہ مخمور سرخ چشم و ملکہ بہار جادو
و رعد و برق و برق لامع اپنے مقام سے اُٹھے ملکہ مہ جبین کے پایہ تخت کو بوسہ دیا عرض کی اے ہم خدمت
نیتجہ رحمت سے رخصت ہوتے مین اسوقت سپاہ مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ

سبکو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور بہار گلعذار تھا کہ غنچہ دہن ہو رہا کیا فرمایا میری گستاخی آپ لوگ معاف فرمایئے کا شہنشاہ نامدار کی خبر وحشت اثر سنکر دل قابو مین نہ تھا ملکہ بہار نے دست بستہ عرض کی آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہین سرداران نامی کی پشت و پناہ ہین بہت بجا ارشاد ہوا حقیقت مین ہملوگون نے اپنی جان بچائی ہے آقا کی فکر کی خطا سے ناش ہو انشاء اللہ اب جا کر فتح طلسم صندل کی تدبیر کرینگے دوسرے سننا جسکے ملکہ مہ جبین نے فرمایا جس وقت کوئی صورت بہبودی پیدا ہو خدا اپنا فضل شریک حال کرے شاید آپ لوگ نہ تسکین خط مسرت منط سے یاد فرمایئے کا لفظاً لفظاً تحریر کرتا ہون جس سے تسکین دل تا صبح کی تدبیر ہو باغبان وغیرہ نے عرض کی انشاءاللہ پہونچتے ہی عرضی پہونچیگی مگر چالاک سے باغبان نے کہا شہنشاہ و خواجہ عمرو لشکر مین نہین ہین ہملوگون کا جانا دشمنون پر ظاہر نہو حیرت ہمارے حال سے واقف نہو ورنہ افراسیاب راہ مین روک لیگا چالاک نے اُسی وقت ایک ساحر کو بصورت باغبان ایک بصورت رعد ایک کنیز کو بصورت برق بلکہ سنو اس کل انداز بالکل بہار جادو ایک حسین کو بصورت ملکہ برق لامع بنا کے انکے مقامات پر جا دی یہ سرداران مذکور الالبیان دربار سے رخصت ہوئے علیحدہ علیحدہ سحر کرکے تلاش مین خواجہ عمرو کے روانہ ہوئے اب تمونہ خامہ ناظرین ہو خواجہ عمرو نامدار نقب مین داخل ہوتے ہین نامہ دار افراسیاب نامہ لیکر جا رہی ہے سردار نامی یہ جستجوئے اسد غازی و خواجہ عمرو جاتے ہین مشتر قران نامدار بھی جلد پہونچتے ہین ان سبکو راہ مین چھوڑیئے انشاءاللہ وقت پر ہر ایک کا حال تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان طلسم اسکندریہ جسکا نام جلد چہارم مین طلسم آئینہ مرقوم ہے نزدیک حضر کے اس طلسم کا نام نامی اسکندریہ ہے پہونچنا ایرج نوجوان کا براے فتح طلسم مذکور و دیگر داستان متعلق طلسم ہذا بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقیا دے شراب آتش رنگ	گرم و سرد زمانہ سے ہون تنگ	بادۂ آتشین ہے لطف پرورد
کرۂ زمہریر ہے دم سرد	ہو طبیب روان محزون ہے	خم بادہ خم فلاطون ہے
ہے اگر التفات فرما ہو	بادۂ عمر دم مسیحا ہو	گرم تر مہر گردی ہو جائے
شب غم نار عنصری ہو جائے	گر عرق ریز فکر درمان ہو	گریہ ماتم آب حیوان ہو
اس سے ممکن علاج عاشق ہے	گرم و تر ہم مزاج عاشق ہے	دھو دے یہ رنگ شربت اعجاز
تر ذرا اشک چشم اہل نیاز	مین بھی ممتاز چارہ سازی ہون	خستۂ ناز بے نیازی ہون

ہے حواسون مین انتشار بہت — خم کے خم لا کے ہی خمار بہت — جوش الفت ہو بے قدر مے دے
نہ صراحی سبو پیاپے دے — پاس ناموس و ننگ اٹھ جائے — ہوش مانند رنگ اڑ جائے
مثل قلقل خروش مین آؤن — صورت بادہ جوش مین آؤن — دور سن تر طلسم باران ہو
رعد سوز سیاہ کاران ہو — خم کے خم متصل کرون خالی — جی مین ہے یہ کہ دل کرون خالی
قلقل مے ہو سوز مستانہ — کہہ دون بیہوشون مین افسانہ — جوش دل کو جو یک بیک آئے
راز پنہان زبان تک آئے — یعنی قلقل مین ہو نہین پنہان — بلبلۂ راہ گمرہان جہان

چہرہ طلسم سازان آئینہ خیال و صیقل کنندگان مرأت حسن و جمال آئینہ صورت نماے مضامین کو زور سکندر کلک سے بدولت طبع ارسطو فطرت یون تجلی فرماتے ہین مشعر راوی این حکایت شیرین زور قلم بر بیاض صفحۂ چین و سابق مین تحریر کیا ہے کہ ایرج نوجوان و قاسم عالیشان طلسم سکندریہ سے قید ہو کر اسطرح آئے تھے کہ ملکہ مرات جادو نے طوفان جادو کو بھیجکر انکو گرفتار کرایا اور لکھ بھیجا کہ طلسم کشا کو خدمت مین خداوند لقا کے لیجا وہ تقدیر کر کے قتل کرینگے یہ لوگ قریب لشکر آکر بہ عیاری شاپور رہا ہوے طوفان قتل ہوا ایرج نوجوان رہا ہو کر لشکر مین رہے شورش جہان طلسم ہوش ربا کو بیان پر حفاظت کا جنگ مہلت نہین پائی کہ طرف طلسم مذکور کے توجہ فرماتے مگر محبت ملکہ شیشہ مے نوش دختر مرأت جادو کا کانٹا دل مین کھٹک رہا ہے اکثر شاپور سے فرمایا ہے کہ کچھ اس گرفتار محبس رنج و مصیبت کا حال معلوم ہوا شاپور نے عرض کی انشاء اللہ مہلت ملا چاہئے حضور عالی تبار سے عرض کیجیے اور طلسم سکندریہ کی فوج لیکر مفتوح فرمائیے اگر یہ تا العقل ہوا تو غلام عیاری کر کے مرأت کو ماریگا طلسم مخروکر ین کنارہ جائیگا اور ایرج نوجوان قصد کرتے ہین کہ حضرت صاحب قران زمان سے عرض کرون مہلت لون لشکر کے چلے سے طرف طلسم سکندریہ کے جاؤن اپنی معشوقہ ملکہ شیشہ مے نوش کو رہا کرون مگر جنگ کو یہان سے مہلت نہین ملتی ہر روز طبل جنگی بجتا ہی مقابلہ مین اکثر زخمدار ہوے صحت کے منتظر رہے مگر جب یاد اس معشوق باوفا کی آتی ہے طبیعت گھبراتی ہے راتون کو کراہتے ہین شاپور سمجھاتا ہے کہ شہریار صبر کیجیے ایرج نوجوان فرماتے ہین اے برادر شاپور ہمارا عشق حقیقی تو ساتھ اس مفتوحہ صنم شکن ملک بران شمشیر زن کے ہے اُسے بعد شرف دل ملاقات کا طالب نہین ہون گو اسی ہماری یاد ہو گر وہ مجبور ہم ناچار وہ بیکس ہم بے بس و مجبور

ہم مجبور وہ بصورت آئینہ حیران ہم مثل زلف پریشان انکو غم ہمکو الم انکو حیرت ہمکو عبرت انکو بحوش ہمکو کاہش اس طلسم مین جو وارد ہوا اس محبوب جانی نے خود حسب حال اپنی زبان پر آفت لی سمجھے تھے ملکہ شیفتہ ذونوش تھے دن بھلا دینگے دل لگی رنگی ہے سمجھے وہ بار سے واسطے یہ جفا سہی گی ہی شاد ہو

میرے دل کا جب ملال ہو سنبھالے سے نہیں سنبھلتا مخمسہ

تمکو اندیشۂ انجام نہیں تم جانو
کہ چلے ہم پہ کچھ الزام نہیں تم جانو
ہم کبھی ہونے کے بدنام نہیں تم جانو
جاؤ اس بن اگر آرام نہیں تم جانو
حضرت دل ہمین کچھ کام نہیں تم جانو

دیدۂ دل مین تمہارے نہیں غیرت کا اثر
ہمکو پرواہ کی ہے طلب نہیں کچھ فکر دگر
آنکھین ہر وقت سے لڑایا نہ کرو آٹھ پہر
چڑھتے نظرون مین ہو لگجاے کسی کی نظر
بیٹھنا خوب لب بام نہیں تم جانو

لیکے آئے تو ہو پیغام مسرت مشحون
روشناسی نہیں کچھ انکا دلکمون کیا مضمون
کشش دل کے سبب از فکر مین ہون
قاصدو مین نہ کرون منع نہ تمکو بھیجون
مجھے اس سے خط و پیغام نہیں تم جانو

تم بتا دو کہ ای جان ہی تمہین کیا منظور
لو جو لینا ہو کہ مجھکو تو ہے دینا منظور
صاف کہدو کہ ہے منظور نہیں یا منظور
دل تو ہو جو دہ کرنا ہے جو ہو منظور
گرہ زلف مین کر دام نہیں تم جانو

جو جفا چاہے کرو ہم پہ جناب عالی
بدزبانی سے نہیں بات تمہاری خالی
ہمتو عاشق مین ہمارا نہیں کوئی والی
طلب بوسہ پہ کہتے ہو کہ دینگے گالی
بات تو قابل دشنام نہیں تم جانو

قہر ہو عاشق جانباز سے کہنا ساقی
بولنا ہی نہ ان انداز سے کہنا ساقی
ہر غضب نرمی آواز سے کہنا ساقی
قتل کرنا ہی ترا ناز سے کہنا ساقی
کوئی بیٹھے ہو تو لو جام نہیں تم جانو

ہان لو باقی کے کہنے کو نہ سمجھو نادان
باقی رنجے کا نہیں مذہب دین و ایمان

سوچ لو رشتۂ زنار میں پھنستے ہو کہاں | تم مسلمان ہو ظفر خوب نہیں عشق بتاں

اور اگر یہ ہی تو اسلام نہیں تم جانو

دردا کہ ز قیدی ستم آزادہ گشتیم
تا بود شکا فندۂ خارا فرۂ ما
تا خوے بویرانہ گرفتیم درین دہر
ما ہاے طلب در رہ عشاق نہادیم
ہر جا کہ در آمد سخن در سس محبت
تا شیفتۂ سلسلۂ زلف تو گشتیم
ما بلبل عشقیم کہ بے واسطہ تحقیق

دیگر

یک لحظہ بہ غم ہاے جہان شادہ گشتیم
محتاج دم تیشۂ فرہاد نگشتیم
نزدیک درین خانۂ آباد نگشتیم
سرگشتہ درین بادیہ چون بادہ گشتیم
شرمندہ ز شاگردی استادہ گشتیم
پابند سر زلف تو آزاد نہ گشتیم
صید قفس و حیلۂ صیادہ گشتیم

شاپور نے کہا اے شہریار انشاء اللہ ملکہ بران کے وصل سے بھی کامیاب ہو جیے گا اس جلد کو بھی خدائی کرا دیگا ایرج نامدار تو اکثر یہ ذکر کیا کرتے ہیں لیکن دو ٹکڑے داستان طلسم اسکندریہ کے ذکر ہوتے ہیں کہ ملکہ مرات جادو و بادشاہ اسکندریہ بعد روانہ کرتے قید ایرج نوجوان کے سلطنت ہو کر بیٹھی مگر اس خیال سے کہ طلسم کشا وہان قتل ہو گیا ہو گا لیکن کہتی ہو کہ کیا سبب ہوا کہ طوفان جادو لشکر نہ آیا مصاحبون نے عرض کی حضور دہ دربار خداوندی ہی وہان جا کر سرورف عیش ہو گا اُسکو پھر دیدار قدرت شب و روز عیش و عشرت سامنا خداوند کا ذوالمبیت کبریائی قدرت سے تقدیر کرائی صحت پاگئے قدرت لے ایک حور بقصور عطا فرمائی ہو گی اُس سے اُسکو پھر صحبت دربار خداوندی میں طلال کہاں باغ بہشت کو زوال کہاں ملکہ مرات نے کہا یہ تو سب کچھ ہے قبول کیا لیکن نظام اعانہ الکہ سیجیا کہ طلسم کشا قتل ہوا اہالیان طلسم جو پریشان رہتے ہیں شادیان کریں خارشت گیا ہر شخص باغ باغ ہو دل کو رنج و الم سے فراغ ہو میں ایک عرضی براے دریافت حال قتل طلسم کشا قدرت کو رقم کرون کیون صاحبو جواب آیا مصاحبون نے کہا حضور دہ دربار خداوندی ہو بندون کی عرضی کون پہونچا ئیگا فرشتے وہان چولی پھرو بھی دبے ہونگے ملک الموت سامنے حاضر رہتا ہو گا مرات جادو کو حیرت ہی کہ پھر اخر کیا کرون کیونکر حال دریافت ہو دربار میں یہ ذکر ہو رہا تھا کہ آسمان پر برق چمکی کنیزون نے بڑھکر عرض کی اے ملکۂ عالم آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ انور جادو مصاحب شہنشاہ

طلسم ہوشربا تشریف لاتی ہین مرأت جادو گھبری ہوگئی واسطے استقبال کے باہر آئی دیکھا انور
جادو مع چند کنیزان کے صبح پوش تخت سے اُتری مرأت جادو کو جھک کر سلام کیا ملکہ مرأت نے
سر سینہ سے لگایا کہا بوا انور تم سے ملاقات مشکل ہوگئی بعد عرصہ دراز آئی ہو ملکہ انور نے عرض کی کہین
ہمن اس زمانے مین ایک سر ہزار سودے طلسم ہوشربا مین آفتین برپا ہین طلسم کشا جو گنبد نور مین
قید تھا اُسنے رہائی پائی لاکھون جادوگر مارا گیا روز رہائی طلسم کشا شہزادہ پرستان مین ناپرسائی تھی زیبا
مرگ ساحران کی طغیانی تھی اب طلسم کشا کو لوح کی تلاش ہے ہم خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے
رہتے ہین لمحہ بھر فرصت نہین ملتی سر پیٹنے کی جگہ ہے ملکہ حیرت جادو زوجہ بادشاہ طلسم ہوشربا
سحر و ساحری مین بے نظیر صاحب جاہ و توقیر دختر حیات جادو ہمشیرہ نیرنگ عنقا صورت
دگیرنگ عنقا صورت اور زیادہ انکی شوکت کیا بیان کرون آنکی لیاقت پر یہی تقریر دال ہے
خورشید خاوری سے بڑھکر اُنکا جاہ و جلال ہے انکو ایک عیار نے پکڑ لیا آنکی صورت بنکے افراسیاب
سے سارا حال لوح کا دریافت کر لیا طلسم کشا کو لیکر واسطے فتح طلسم صندل کے آیا زن و شوہر سے
ناحق کو کئی دن تک فساد رہا صلح ہو سر درد پڑا اٹھا ہم لوگون کو آب و دانہ حرام تھا کئی دن تک رونے
پیٹنے سے کام تھا ہمشیرہ صاحبہ ہمکو فرصت کیونکر ملتی تمھارے یہان تو خیر و عافیت ہے میری
بھانجی ملکہ شیشہ می نوش کہان ہے مین اُسی کے دیکھنے کو آئی ہون آنکھین ڈھونڈھ رہی ہین کہین
چھوکری کی شادی بھی ٹھہرائی کئی رقعہ میرے پاس آئے کسی شاہزادے کا پیغام ہے کوئی تاجر
نیکنام ہے کوئی وزیر اعظم کوئی صاحب جاہ و حشم حسن تو میری بچی کا رشک ماہ تابان ہے اکثر افراسیاب
جادو نے بھی پوچھا کہا ای ملکہ انور جادو دختر بادشاہ طلسم سکندریہ کی شاہزادی تمھاری بھانجی یہان
کبھی نہین آتی مین نے کہدیا حضور وہ مان کی لاڈلی مین ہماری ہمشیرہ گھر سے اُسکو نہین نکلنے
دیتین اب کی میرا ارادہ ہے کہ چھوکری کو ساتھ لیتی جاؤن افراسیاب مردود اُسکو تکین بڑا تانتا مین
ہو اگر کہین نگاہ پڑ گئی سلطنت طلسم ہوشربا ہمارے گھر مین آئی مجھپر اکثر زیچے مین سے نسب
نہین جانا گر صدقے سے سامری کے انکار نہ ہو میرے سامنے بلاؤ مین اُسکی بلائین لون یہ
سنکر مرأت جادو چیخ مار کر رو دی کہا بوا انور جادو کیا پوچھتی ہو خداوند سامری و جمشید نے
مجکو عجیب بلا مین مبتلا کیا گو مرے مسلمانون کا قدم منحوس اس طلسم مین آیا پردہ تا حمزہ کا ایرج

نوجوان قران سعر تا ہونچا سبب سے قلعے ویران ہوئے ہزارہا جادوگر مارے گئے بھائی صاحب آپ کی
اس جوان کے حسن ملیح پر عاشق ہوئیں گھر برباد کرانا شروع کیا آخر مین نے غصہ مین چھوکری کو گرفتار کرکے
قید کیا طوفان جادو کو روانہ کر دیا اُسنے جا کر سب کو پکڑا طوفان نے مجھکو لکھا مین نے حکم دیا خدمت
مین خداوند کے لیجاؤ وہ تقدیر کرکے قتل کرینگے لونڈیا ابتک قید ہے جب کبھی کنیزون کو بھیجا ساوہ دیوانہ
کلام کرتی ہے اُسی کی محبت کا دم بھرتی ہے زیر گھر برباد ہوا مگر وہ بھی نگوڑا مسرت دیا اس سے قتل ہو گیا ہوگا
قدرت نے سنگ سیاہ بنا کے جہنم مین پہنچا دیا ہو تو عجب نہین مین نے عرض مین بدعتین اُسکی لکھدی
تھین کہ آپ کے ہزارون بندون کو بچھاڑے مارا وہ بھی اُسکا باپ بھی گرفتار ہو گیا لیکن طوفان جادو
نے ابتک جواب بھی نہین لکھا دربار خداوندی مین جاکر میرا اچھوا چھا ہے دریا ہے لشکر خداوندی
مین طوفان رہے ہماری کشتی عیش و عشرت گرداب مصیبت مین ہے چھوکری کی جان بچتی نہین معلوم
ہوتی اب تک تو اُسکو خبر نہین کہ وہ جوان قتل ہوا اس امید مین رہتی ہے کہ میرا معشوق طلسم فتح کرکے
آئیگا مجھکو چھڑا لیجائیگا کسی طرح سے اُسکے سحر اُس مسلمان کا نہین اُترتا یہ حال سنکر انور جادو نے حال
اپنا تباہ کیا کہا ہوا خاک تمھارے منہ مین ہاتھ تمھارے ٹوٹین جن ہاتھون سے تمنے اس بھولی چھوکری
کو سزا دی وہ نگوڑی عشق و عاشق کیا جانے چند مہینے ہوئے مین آئی تھی اُسوقت تک رو رو کے
روٹی مانگتی تھی ساتھ والیان جوان مستانیان بازار کی بیٹھنے والیان یہ اُنکی صحبت کا اثر ہے اور تمنے
قیدی کو وہان کیون بھیجا بقول شخصے پیر خود در ماندہ شفاعت کسی کی کیا کریگا وہ خود مسلمانون
کے ہاتھ سے بھاگے بھاگے پھرتے ہین مین ہوش ربا مین ہمیشہ انکے زیان دیکھا کرتی ہون یہان سے
جادوگر برائے مدد جاتے ہین جو گیا جہنم واصل ہوا بڑے بڑے ساحران نامی گئے کوئی پلٹ کے نہ آیا
یہ بھی مجھے خوب معلوم ہے کوئی بیٹا پوتا حمزہ کا قتل نہین ہوا اور جسکو تم کہتی ہو وہ طلسم نور افشان
مین بھی آیا تھا جہانگیر صاحبقران سے لڑا اسپر سبان کوکب ربی پران نے بڑی مہربانی
کی اگر وہ قتل ہوتا ازمین طلسم سکندریہ کی کانپ جاتی خود کوکب کلیجہ پکڑے آتے پران آفتین
برپا کرتی خیر اسکی تدبیر مین کرونگی ذرا چھوکری کو بلواؤ ذرا مین اُس سے بات تو کرون سلطری و جمشید
اسکو زندہ رکھین تم سے زیادہ وہ مجھسے محبت رکھتی ہے ہاے مین جب کبھی آتی تھی خالا جان کہکر
چار چار دن نہ جانے دیتی تھی اُسپر تمنے یہ بدعت کی جلد بلاؤ ورنہ مین اپنے کو ہلاک کرونگی مرات جادو

نے کہا بوا میں ابھی باؤلی ہوں تمہاری لڑکی ہے چاہے قتل کرو چاہے بخشو لیکن اتنا سمجھ لو وہ نگوڑی
سامنے آئیگی سامری و جمشید کو دس صلواتیں سنائیگی اور میں بیچاری کس کیفیت کی ہو رہی ہوں مجھے تو
بالکل دشمن جانتی ہے انور نے کہا بوا تم خفا نہو تو میں ایک بات کہوں تمہیں بات بھی کرنا نہیں آتی
تم بات کرتی ہو کہ ڈھیلے مارتی ہو ایسی سختی سے اس سے کلام کیا ہوگا اسکو ناگوار ہوا اسکو جواب سخت
دیا تم اسکو دشمن جانتی ہیں ہائے وہ تو بچپن سے ضدن تھی ذراسی بات میں دو دو دن کھانا نہ کھاتی
تھی نو مہینے تمنے پیٹ میں رکھا لیکن اسکے مزاج کو نہ پہچانا ہم اسکے رگ و ریشہ کے حال سے واقف ہیں
مرأت جادو نے کہا ہاں بوا سیر اول تو آئینہ ہر میں اس زمانہ کے مکر و فریب کو کیا جانوں یہ کہکے حکم دیا
شجر جادو کو بلاؤ ایک سیہ فام ساحر سامنے آیا ملکہ مرأت نے کہا بھیا شجر جادو میں تمکو نہال کرونگی
تمہارے قید میں ملکہ شیشہ مو نوش ہے صاف بتاؤ اب بھی اسکو اسی طرح عشق کا جوش ہے یا کچھ اور ہے
آئی شجر جادو نے کہا حضور ہر وقت خداے نادیدہ کا نام لیکر دعائیں کرتی ہیں طلسم کشا کے نام پر
مرتی ہیں ہمارے طلسم والوں کو کوستی رہتی ہیں غضنفر سمجھایا انکے خیال میں نہ آیا میرے اور جمشید شاہ پر
فداتی ہیں یا اللہ اس شجر پر تبر برعت تیر اچلے یہ نہ پھولے نہ پھلے ہیں بہار میں قلم ہو جو بات کہتا ہوں
اسمیں شاخ نکالتی ہیں خیر کی بات نہیں کہتیں انور نے کہا نگوڑے شجر بے ثمر بجلی گرے تو بھی چھپکلی کا دشمن
ہو گیا جا باحتیاط ہمارے پاس لیکر آ شجر جادو گیا انور جادو نے رو کر جل تھل بھر دیے مرأت جادو کو
کہی وہ ہتیارے کہ بوا تمنے بڑا غضب کیا میری کلموہی پر جفا میں اب میں تمہارے پاس نہ چھوڑونگی
طلسم ہوشربا میں اپنے ساتھ لیجاؤنگی میرے ساتھ حیرت جادو کی خدمت میں رہیگی پڑھیگی لکھیگی
میں اسکا بر ڈھونڈھ کے وہیں شادی بھی کر دونگی تمہارے پاس قید بھی نہ چھوڑونگی دشمن کے ملنے سے کیا کام
مرأت کہتی ہے بوا تمہیں اختیار ہے اب ذرا اسے آنے تو دو ذرا اس فتنہ انگیز کی باتیں تو سنو بہت خوش ہوگی
انور نے کہا بوا تمہاری بلا سے میں چاہ باتیں کیسی ہیں گواہی یہ ذکر تھا کہ کنیزیں دوڑی ہوئی آئیں
کہا حضور شجر جادو ملکہ شیشہ مو نوش کو لیکر آیا کنیزیں جان جان کو آئی کھل کھل ہنستی ہے کوئی کہتی
ہے مجھے صاحبزادی کے حال پر رونا آتا ہے ارے انکا تو عجیب حال ہے بیہوش ہیں شعر پڑھتی ہیں
گانے والی غزلیں بہت سی یاد ہیں انور جادو نے جو یہ باتیں سنیں کہا بھلا حرامزادیو یہ میں سب کی
باتیں سن رہی ہوں کیا تمہاری طرح یہ وہ جاہل ہے گلستان بوستان سب پڑھ چکی تھی اسی میں کوئی

شعر پڑھتا ہوگا یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا انور جادو نے دیکھا ملکہ شیشہ کی نوش مست بادۂ محبت سرشار ساغر سودا جھومتی ہوئی بال کھلے ہوئے گل سا چہرہ کمھلایا ہوا آنکھیں مثل نرگس بیمار سر جھکائے ہوئے کچھ شرم کچھ حجاب دل ہی دل میں پیچ و تاب ہرچند کہ لباس میلا جسم میں ہے اس سے بھی ایک بناؤ ظاہر بقول میر حسن صاحب مغفور شعر نیکون کا دیکھا ہے ہم نے سبھاؤ کہ بگڑے سے دونا ہوا انکا بناؤ ہونٹھ خشک پیشانی پر شکن مثل غزال صحرائی چوکنا گریبان تا بہ دامن چاک چہرۂ نورانی پر خاک آکر فرش خاک پر بیٹھ گئی انور جادو نے جو اس حال پر ملال میں دیکھا دوڑ کر گلے میں ہاتھ ڈالدیئے پیشانی پر بوسے دیئے پوچھا کیوں بی بی یہ کیا حال ہوا مجھسے دل کا حال کہو مجھے بیجانا ہے تمکو کسیری ہی ہیں مرات جادو نے یہ ستم کیا اسی کا عوض ہو کا عوض تھوک ڈالو چلو میرے پاس چل کے بیٹھو زمین پر کیوں بیٹھی ہو ہرچند انور جادو نے کہا ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا مرات جادو کے منھ سے نکلا ہوا تم کس سے باتیں کرتی ہو لاڈون کا آدمی کہیں باتوں سے اٹھتا ہے یہ سنکر ملکہ نے سر اٹھایا ٹھنڈی سانسیں بھر کے جواب دیا شعر ہم خاک نشینوں کا ستانا نہیں اچھا ہل جائینگے افلاک جو فریاد کرینگے یہ شعر پڑھکر آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے طرف انور جادو کے متوجہ ہو کر کہا خاک اڑان ہم کیا جواب دیں یہ اشعار ہمارے حسب حال ہیں

نظم

ہرچند عشق کا درد تو سب کر چکا علاج
باقی فقط ہے اک ملک الموت کا علاج

جز وصل یار اور ہے بے فائدہ علاج
درد غم فراق طبیبو ہے لاعلاج

آئے تھے کرنے تو مرے دیوانے کا علاج
اپنا ہے اک طبیب کو کرنا پڑا علاج

کیا پوچھیے سماجت شرم چشم یار
کرتا ہے کون نرگس بیمار کا علاج

بہر عیادت آئے تو ہمراہ غیر کے
اچھے مریض عشق کا اچھا کیا علاج

کیونکر کہوں امید شفا تو نہیں مجھے
عیسیٰ کرینگے عشق کے آزار کا علاج

آکر ہماری جان کو لیکر یہ جائیگا
درد جگر ہمارا طبیبو ہے لاعلاج

خود سر کیا ہے دل دیوانہ نا صحا
ایسے جنون زدہ کا کرے کوئی کیا علاج

جانبر مریض عشق کو ہوتے نہیں سنا
کوئی کریگا کیا مرض الموت کا علاج

جراح کو جنون ہے کھوا اپنی فصد سے
تیغ نگاہ ناز کا زخمی ہے لاعلاج

خضابِ لب ہے شربتِ دیدار میں شرابِ لب	ہر چہ مریضِ چشم و لبِ یار کا علاج
صحت پذیر عشق کا آزار ہی نہ تھا	ورنہ قلق علاج سا میرا ہوا علاج

یہ ولولہ دیکھکر بی انور جادو کے بھی ہوش اُڑ گئے کہا خیر تو ہے یہ باتیں تجھکو کس نے سکھا دین بس
بس بی بی چپ رہو سامری جمشید کا نام لو انکے نام کی برکت سے مسلمانون کا سحر اُڑ جاتا ہے
کبھی نہ مانونگی یہ بی بی کوئی سنے کچھ کھلا دیا کسی نے ٹونا کیا آنکھیں تو اسکی دیکھو صاف ظاہر ہے
نظر کسی کی ہوگئی یہ کہکر تصویر سامری جمشید کی منہ سے اتاری چاہا گلے میں مہ نوش کے واسطے
ملکہ نے اتنا طمانچہ مارا کہا خالہ اماں ہٹاؤ یہ کیا ڈھکوسلا ہے میں تو ان نگوڑون پر لعنت کرتی ہون گوش
تمھارے یہ بھی جادوگر تھے خدا کیسا پروردگار وحدہ لاشریک ہے رب اکبر خالق شمس و قمر ہے و
بعید پادشاہ بے وزیر جس نے ہمکو پیدا کیا اسکے منبع میں سلیمان اہل اسلام کے مرتبے رفیع ہیں یہ
دلیل سنکر انور جادو گھبرا گئی کہا ہوا مرات تم سچ کہتی تھیں اسیر سب مسلمانون کا طالب ہے یہ
تو جان دینے کی علامت ہے ہوش و حواس کہاں دیکھو ہم ابھی تدبیر کرتے ہیں ہیں سب حال لشکر
مسلمانون کا بخوبی معلوم ہے مگر آخر یہ امرات طوفان جادو بھی نہیں پلٹا اسکے ساتھ والا کوئی
واپس آیا شجر جادو نے کہا اکثر لوگ اسکے دربار شہنشاہی میں نہیں حاضر ہوئے حکم ہوا کسی کو لاؤ
ایک ساحر کو پکڑ لایا ملکہ انور جادو نے اُس سے پوچھا قدرت نے ایرج و قاسم کے ساتھ کیا کیا
تجھے معلوم ہے کہ قتل ہوئے یا قید ہیں اُسنے کہا حضور کون کسکو قتل کرتا ہر چند کہ مقام صدر ہے گو قدرت
کے لشکر میں ایک عذر ہے قریب لشکر خداوند جا کر ہم لوگ اترے اسی رات کو قدرت نے تقریر کی
یکایک لشکر میں تلاطم ہوا غل ہوا طوفان جادو مارا گیا حمزہ نے خبر سنی وہ آئے خداوند تخت پر سوار
ہوکر آئے ہم نے قدرت کو آنکھوں سے دیکھا ایسے بدصورت ہیں جنگل کے ریچھ معلوم ہوتے ہیں
بڑی سی داڑھی کالی کالی صورت چھوٹی چھوٹی آنکھیں سر جیسے کچی گڑھی کا برج داڑھی کے بالون
میں موتی پروئے ہیں ظریفون کے ذہن خوب لڑے ہیں کہتے ہیں کہ کلی پر اولے پڑے ہیں قد بہت
بڑا ہے تاڑ کا درخت یا ساکھو کا تنا ایک مثل لگی یار نے کہا تھا کہ الو کا پٹھا ہے شاعر نے نظم کیا کہ بولے
کا گٹھا ہے غلام تعریف قدرت کی نہیں کر سکتا ہے تو غلام نے آنکھوں سے دیکھا کہ اسی جوان قیدی
نے جا کر تلوار چلائی قدرت تخت سے کود کے بھاگے ہم بھی حضور عزت و آبرو سے اپنے گھر چلے آئے

یہ سنکر مرات جادو کے ہوش اُڑ گئے کہا او بدزبان چپ رہ جا کتی جرأت سے خداوند کو تو ایسی بات
کہتا ہو اُسنے کہا مین نے سب حقیقت حضور سے نہین بیان کی قدرت پر بڑی بڑی پھبتیان ہوتی
تھین وہ سب مجھکو نہین یاد ہین کوئی کہتا تھا غول صحرائی ہے ایک کہتا تھا عوج بن عوق کا بھائی ہی
یہ مثال تو غلام کو بھی بھائی ہے زیادہ عرض کرنے مین مذہب کی رسوائی ہے ہر چند کہ لنک باذون لے پڑے
پڑے ہیں لنک ہو رہے ہین لیکن یہ ہم پر بخوبی ظاہر ہوا بڑے قلعہ مین چھپے ہین چلانے مین مسلمانون کا نام
سنکے بھاگے جاتے ہین انور جادو نے کہا اس نگوڑے کی گردن مین ہاتھ دو ہمارے حضور سے
نکالو اُسنے کہا حضور مین خود جاتا ہون جب سے وہان سے پھر کے آیا ہون سوچا کرتا ہون آخر کسکو
سجدہ کرون مین مسلمانون سے مل جاؤنگا انور نے کہا پھر دے کو جوتیان مارو اس ساحر کو نکال دو
یہ بڑ بڑاتا ہوا چلا مرات جادو نے کہا یہ سب حال سنا ملکہ شیشہ مو نوش بھی بیٹھی سن رہی ہے سر
اُٹھا کے کہا خالہ امان تسلیم کیا اچھا آپ کا مذہب ہے پھر غصہ کرتی ہو انور نے کہا بی بی تم کلام
نہ کرو مسلمانون کے سحر مین مبتلا ہو وہی سحر بول رہا ہے ہم سحر اتار دینگے دستور ہے جو سحر کرتا ہے جب
وہ مارا جاتا ہے سحر کی تاثیر جاتی رہتی ہے ہم اس نوجوان کو ابھی گرفتار کر کے منگاتے ہین تمہارے سامنے
ملدیہ چڑھاتے ہین ملکہ شیشہ مو نوش نے کہا اُنکا خدا نگہبان ہے ظاہر ہوا اب طلسم کے فتح ہونے
کا سامان ہے انشاء اللہ اُنکا قدم آیا اور یہ طلسم برباد ہوا انور جادو نے غصہ مین حکم دیا کہ تجر ابھی
اپنے باغ مین ملکہ کو لیجاؤ اپنی کنیزون کی جانب بنی سوزن جادو سے کہا اے سوزن تمہارا
سیا اچھا ہے تم لباس حیات اُسکا قطع کرو گی تمہاری زبان مثل قینچی کی چلتی جا کر نگوڑے کی دستگیر
ہے تمہارا اچھی ہی اس کا ساتھ ہے مسلمانون کا گریبان ہے تمہارا ہاتھ ہے سوزن جادو نے کہا
واری ابھی جا کر لاتی ہون یہ کہکر اسباب سحر ذات سے آراستہ کیا پرواز پیدا کر کے سوزن جادو
طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوئی یہان لشکر مین نقد سعیدوان قاسم عالیشان شاہزادہ والا مرج
نوجوان بارگاہ سلیمانی سے اُٹھے شاپور شیر دل ساتھ تو آتے ہو سکا ہی کہا اے شاپور آج
سینہ دل گھبراتا ہے ملکہ شیشہ مو نوش کی جا کر خبر لاؤ بادا جان سے ملت شکار کی ہین اس حیلہ
سے نکل چلین اے شاپور اُسکی گرفتاری کا بڑا ملال ہے شاپور کہتا ہے حضور آپ تو اُسے گرفتار کرا کے
بدست طوفان جادو جہان بھیجا اُسکے نزدیک آپ کے دشمن قتل ہوئے لیس ہیچ اور قید سے

چھوڑ دیا ہوگا ایرج نے کہا ای شاپور یہ غیر ممکن ہے وہ اُنکے خداوندون کو بُرا کہتی ہوگی جفاے
فراق سہتی ہوگی وہ اُنکے خداوندون کی اطاعت نہ کریگی یقین تو یہی ہی اور آیندہ صورت ہے کسی بلا
مین پھنس جاے مگر وہ ثابت قدمان کوے محبت سے ہے بڑی مصیبت مین مبتلا ہوگی ضرور اسیر جفا ہوگی
خدا اُسکی جان بچاے ای شاپور آج تو دربار سے ہم اُنکے جدا لی تیار کی بارگاہ مین داخل ہو چلے کل انشاء اللہ
فرصت شکار کی لینگے طرف طلسم سکندریہ کے چلینگے شاپور نے عرض کی حضور ابھی تکلیف نہ فرمائین
غلام جاکر خبر لائیگا ایرج نے کہا مقدمات طلسم مین کسی طرح کی اشکل ہے ہر شخص طلسم مین جا نہین سکتا
جبتک لوح طلسم دستیاب نہو ہمکو بھی مشکل ہے تم دربند پر نہ جاسکوگے خاص طلسم کی خبر لانا دشوار ہے
کدو کاوش سراسر بیکار ہے انشاء اللہ ہم تم ہمراہ چلینگے ای پیارے اول فکر لوح مناسب ہے دل تردد منزل
اُسکی رہائی کا طالب ہے شاپور نے کہا اُس طلسم مین داخلہ حضور کا بے قاعدہ ہوا اسی وجہ سے فتح نہوسکا
اول یہان سے تشریف نے چلیے علامت کے قریب عبادت خانہ ہشاد ہوا چنانچہ اکبر سے رجوع
کیجیے یقین کامل ہے کہ ضرور ہدایت ہو لوح دستیاب ہو پھر سب طرح آسانی ہے ایرج نوجوان طرف
اپنی بارگاہ کے جاتے ہین اسی وقت سوزن جادو آسمان پر چلی جاتی ہے بمثال ایرج نوجوان پر نگاہ
ڈالی صراحت جادو نے تقریر مین تصویر ایرج نوجوان دکھائی تھی دیکھتے ہی اُسنے پہچانا تڑپ کے جلدی
کمر مین ایرج نوجوان کے پنجہ دیا اُسکے ساتھ ہی ایرج نوجوان صدمہ سے بیہوش ہو گئے لشکر مین غل ہوا قاسم
اپنی بارگاہ سے نکل آئے صاحبقران زمان کو خبر پہونچی آکے دیکھا شاپور تڑپ رہا ہے سرداران اور ایرج
نوجوان بیقرار ہیں اسد نے پوچھا شاپور کیا ہوا عرض کی ای شہریار اک ساحرہ ابھی آسمان سے اتری شاہزادہ
کو اُٹھا کر لیگئی فرمایا کچھ تمکو اسکا احوال دریافت ہے شاپور نے عرض کی کیا گزارش کرون ذہن مین غلام
کے نہین آتا طلسم سکندری مین جاکر وہ صندل رنگ لڑے وہ طلسم فتح ہوا طوفان جادوگر گرفتار کرکے
یہان لایا مین نے عیاری کرکے طوفان کو مارا دختر بادشاہ طلسم انیز عاشق ہوئی ہے صراحت جادو نے
اُسکو قید کیا ابھی یہی ذکر کر رہے تھے کہ مین ہمارے فاتح طلسم جاؤنگا اُس گرفتار رنج و مصیبت کو قید سے
چھڑاؤنگا اسی ذکر مین ہم ساتھ دیکھ رہا گیا عجب ہے مین سے کوئی آکر لیگیا ہو قاسم نے قبضہ پر ہاتھ
ڈالا کہ غلام ابھی جاتا ہے جاکر طلسم کو درہم برہم کرونگا صاحبقران زمان نے قاسم کو روکا فرمایا ہم
ابھی خواجہ زادون سے دریافت کرتے ہین یہ فرماکر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے فرزندان خواجہ

خواجہ زادون سے دریافت کرتے ہین یہ فرما کر بارگاہ سلیمانی مین تشریف لائے فرزندان خواجہ بزرجمہر
کو یاد فرمایا انسے حکم ہوا مقدمہ ایرج نوجوان ملاحظہ فرمایئے کون لے گیا سرداران اسلام کو داغ دیگیا
فوراً خواجہ زادون نے تختہ مقتش پر قرعہ تفکر کو پھینکا آواز دی پروردگار اغیب کا حال جاننے والا تو ہی
ہے شکلون پر نظر ڈال کے یون ثابت کرنے لگے بعد عرصہ دراز سر اٹھایا عرض کی شاہزادہ والاقدر
کو کوئی ساحرہ لیگئی ہر چند ساحران بچیا کو آپ کے فرزندون سے بیری مگر انجام بخیر ہے یہ بھی ثابت
ہوتا ہے کہ وہ شاہزادہ والاقدر منازل عجائب و غرائب کا سیاح ہے اس طلسم کا وہی شیر فتاح ہے اول
رنج و ملال انجام مین ترقی جاہ و جلال اول کوچہ گردی و دشت پیمائی آخر مین تاج گوہر مراد رسائی الیقین ہے
کہ راہ مین صورت رہائی ہو کوئی نازنین ہمدوش مائل ہو کر جیسے سے لوح مین قدم مارے کوئی تدبیر مستقل
نکلے مگر البتہ انکے عیار شاپور شیر دل کا جانا واجب و لازم ہے اور جو کوئی بہادر انکے تعاقب مین جائیگا
رنج و ملال اٹھائیگا صاحبقران نے قاسم سے فرمایا ہے ای نور نظر تم نے سنا تمہارا جانا بہتر نہین خدا کو
یاد کرو اپنے بے نیاز سے فریاد کرو جامع المتفرقین پھر لا ملائیگا لیکن اے شاپور اگر کوئی افتاد پڑے
فوراً ہمکو خبر پہونچانا شاپور نے عرض کی غلام اسی حکم کا پابند رہیگا اب جلد غلام کو رخصت کیجئے شاید راہ
مین کوئی تدبیر بہتر نکل آئے لیجانے والا ملجائے صاحبقران نے فرمایا حافظ حقیقی مالک تحقیقی کے تمکو
سپرد کیا خوشخبری لیکر آنا خواجہ عمرو نے تمکو فخر دودمان عیاران لقب دیا ہے سب طرح کا خیال رکھنا
مزاج سے ایرج کے بخوبی آگاہ ہو آشفتہ مزاج جاہلون کے سرتاج انکے حکم کا خیال نہ کرنا فوراً
ہمارے پاس چلے آنا جیسا مناسب ہوگا ویسی تدبیر کی جائیگی شاپور بہت خوب کہکر باساز عیاری
سے آراستہ ہوا قدمون سے صاحبقران کے لپٹ کے رویا صاحبقران نے سر سینے سے لگایا شاپور
شیر دل کو رخصت کیا شاپور شیر دل اسی وقت تلاش مین اپنے آقا کے نامدار کے چل نکلا

دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہونے مین مخمسہ بطور ترجیع بند

سن زبیش آمد اغیار چو رستم رستم
باچنین رنجش و آزار چو رستم رستم
مردم از راہ کہ بیزار چو رفتم رستم
از جفاے تو من زار چو رفتم رستم
لطف کن لطف کہ این بار چو رستم رستم

جیکو جی بیٹھ گیا ناز اٹھانا معلوم
اٹھ گیا دل تو ساجت سے بچانا معلوم

آہی جان پہ حسد دم تو بچانا معلوم
پھر کبھی تجھ سے طبیعت تو بہلانا معلوم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کس لیے کوئی حریف غم و حرمان ہوگا
تختۂ مشق جفا ہائے نمایاں ہوگا
پائمال ستم رشک رقیباں ہوگا
چھوڑ دے جور نہیں دیکھ پشیماں ہوگا

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

جز آئی جو عدو کو بھی ستائے تو کبھی
جی میں ہے جاؤں وہاں اب کہ آئے تو کبھی
نہ لگے آگ جو اسکو بھی جلائے تو کبھی
گم کردوں آپ کو ایسا کہ نہ پائے تو کبھی

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

رحم ہرگز نہیں آتا تجھے ہم پر ظالم
تری محفل سے چلے سخت مکدر ظالم
دل ٹھہرتا نہیں ٹھہرے کوئی کیونکر ظالم
اے دل آزار جفا کیش و ستمگر ظالم

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیوں نہ آزردہ ہوں کچھ حال سے انکار نہیں
جس سے ہو جاتی ہے صحبت یہ وہ آزار نہیں
مجھ میں تاب ستم غیرت اغیار نہیں
اب کی جو ترک وفا ہم سے تو دشوار نہیں

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

کیا کہے عشق میں پائی ہے سراسر رنجش
بسکہ ہوتی گئی ہر بار فزوں تر رنجش
یعنی موجود ہے ملنے کو برابر رنجش
اب کی بیحد ہے نہایت ہے ستمگر رنجش

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

لاعلاج آہ جب آزار کو اپنے پایا
تو سمجھ پا نہ مجھے میں نے تجھے سمجھایا
عدم آباد کو ناچار سفر ٹھہرایا
یہ سنو گھر کو گیا اور مجھے نے آیا

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

اے صنم رشک سے کیونکہ کوئی ناشاد رہے
دیر ویران سے کعبہ مرا آباد رہے
مثل ناقوس صدا ہجر میں فریاد رہے
یعنی مومن ہوں چلا جاؤں گا یہ یاد رہے

لطف کن لطف کہ این بار چو رفتم رفتم

سوزن جادو شاہزادہ ایرج نوجوان کو لیکر بلند ہوئی اڑتی ہوئی جاتی ہے ایرج نوجوان ایسا شیر دل
پنجہ میں دبا ہوا ہے ہر چند اپنے کو سنبھالتی ہے پھر بھی کاہل اڑتی ہوئی گئی اب خیال میں سوزن کے یہ ہے کہ کوئی
جگہ ملے تو ٹھہری ہو دو گھڑی ٹھہر جاؤں قضائے کار ایک قلعہ ہے کہ اسکو قلعہ انجم حصار کہتے ہیں عملداری
میں طلسم اسکندریہ کے ہے ملکہ انجم ماہ رخسار حاکم ذی ظلم سریر جہانبانی پر متمکن ہے انہیں جلیسیں ہمدم
و ہمرازین حاضر صحبت عیش و نشاط آراستہ کسی مصاحب نے ذکر طلسم اسکندریہ کیا اور یہ بھی کہا ای ملکہ عالم
آپ نے سنا طلسم میں بڑا ہنگامہ ہوا کوئی نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران جاکر طلسم میں پہونچا ہے ہم نے
خبر پائی کہ ملکہ شعشعہ مے نوش دختر مرات جادو اس نوجوان پر عاشق ہوئیں خوب اپنے گھر کو
برباد کیا خونریز اسکے صدہا قتل ہوے طلسم میں بگاڑ پڑگیا اب چند روز سے نہیں معلوم کہ کیا سانحہ
گذرا اگرچہ یہ تو بخوبی ہمکو معلوم ہے کہ مرات جادو نے اپنی بیٹی کو جرم عشق طلسم کشا میں قید کیا اسپر بڑی
بڑی بدسختیں کیں لیکن وہ ایسی سہمت ہے کہ جان کا لگا نہیں باقی نہیں معلوم اب طلسم کشا پر کیا گذری
اہالیان طلسم نے قتل کیا یا جان بچاکر نکل گیا یا دشمنوں کے کان بھرے طلسم فتح ہوا یہ سنکر ملکہ انجم
ماہ رخسار نے فرمایا اگر اس طلسم پر آفت آئی تو ہم کیونکر بچینگے اسی وقت ایک ساحر تیز رو کو خدمت
میں مرات جادو کے روانہ کرو کہ کل حالات اپنی آنکھ سے دیکھ آوے ہماری جانب سے آداب
تسلیمات بھی جاکر عرض کرے بخوبی مفصل حال دریافت ہو کہ اب کیا انجام ہوا اگر طلسم کشا زندہ
موجود ہو تو چلکر ہم بھی اپنے بادشاہ کی مدد کریں اڑیں بھڑیں مصاحبوں نے عرض کی حضور ابھی
جاتے ہیں مفصل خبر لاتے ہیں ملکہ انجم ماہ رخسار نے قصد کیا کہ واسطے مرات جادو کے عرضی
تحریر کروں کہ چوبدار نے بڑھکر عرض کی کہ ملکہ سوزن جادو ایک شخص کو گرفتار کرکے لیکر آئی ہیں
امیدوار باریابی ہیں ملکہ انجم ماہ رخسار نے گھبراکر پوچھا گرفتار کرکے کسکو ملکہ سوزن لائی ہیں کہا
حضور کیا عرض کروں ایک جوان نوخاستہ ہیں سنا تو کبھی ایسی صورت نہیں دیکھی اسکو سحر میں گرفتار
کیا ہے وہ بالکل بیہوش و مدہوش ہے اب حضور کے سامنے آئینگی دریافت کر لیجیے گا ملکہ انجم نے حکم دیا
بلاؤ کنیزوں نے آکر سوزن سے کہا سوزن جادو نے ایرج کو کاندھے سے اتارا زمین پر قایم
کیا سحر سے ہتھکڑیاں بیڑیاں پہنائیں ایرج نوجوان بن قاسم کو مقید کیا ایرج نوجوان اپنے حال
زار کو دیکھکر حیران و پریشان کہ کس آفت میں مبتلا ہوا کس مقام پر پہونچا مگر خاموش سوزن جادو نے

سر زنجیر کو ہاتھ میں تھاما کشاں کشاں ایرج نوجوان کو لیکر بارگاہ میں داخل ہوئی سوزن جادو نے
جھک کر سلام کیا انجم ماہ رخسار نے سر اٹھا کر دیکھا ہزبر بیشہ جرأت نہنگ دریائے ہمت کو پابند غل و زنجیر
پایا لیکن فر و شوکت چہرے سے عیاں ہے سر سراسر پریشان رعب و دبدبہ و شجاعت چہرے سے
ٹپک رہی ہے غصہ میں بل ابروے خمدار پر شیر کے نیز نگاہ میں رستمی مزاج میں ہے مگر حیران چار جانب
نگران لیکن بارگاہ میں قدم رکھتے ہی بطور اہل اسلام صاحب سلامت کی ساحران غدار گڑبڑانے لگے ملکہ
انجم ماہ رخسار اس آن و بان کو دیکھکر تڑپ گئی تیر مژگان ایرج نوجوان تو وہ دل پر پڑے تیغ ابرو سے
کلیجہ فگار دل بیقرار اہالیان دربار کو منع کیا صاحبو کیوں بگڑتے ہو اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہے جو جسکا
مذہب ہے وہ اسکو اچھا جانتا ہے شاید یہ جوان خوشرو خداے نادیدہ کو مانتا ہے یہ آواز جو کان میں ایرج
نوجوان کے آئی سر اٹھا کر ایک حور وش پری نژاد کو سریر جہانبانی پر دیکھا کہ نہایت حسین کم سن غیرت قمر

پری پیکرے رشک حور بہشت	خمیر وجودش ز لایک سرشت	بہار لبہا ماں صد بوستان
خط و خال طاؤس ہندوستان	دگر اشعار مصنف	قدش سرو گلزار راز و نیاز
دہن غنچہ گلشن امتیاز	جبینش منور چو لطف سحر	دو رخسار مانند شمس و قمر
دو گیسو دو مار سیہ سر بسر	چہ دام بلا بہر مرغ نظر	سراپا میں نزاکت شان قیامت

ایرج نوجوان نے کلیجہ پر ہاتھ رکھا ملکہ انجم ماہ رخسار تو پھڑک گئی ضبط نہ کر سکتی تھی جی چاہتا ہے
اٹھکر لپٹ جاؤں سوزن جادو کو کرسی پر جگہ دی کہا یہ کس بیگناہ کو پکڑ لائیں کیا پیشہ جلادی
اختیار کیا یہ جوان کس خاندان عالی سے ہے کیا اسکا گناہ کیا اسکے ہاتھ سے کسی کا خون ہوا جو اس طرح
بیدردی سے گرفتار کیا ہے یا کوئی ساحر زبردست ہے تم نے سراپا سحر میں مبتلا کر دیا گلے میں بہاری
طوق ڈالا ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہیں پاؤں میں بیڑیاں ہیں
کے سامنے اپنے ہتکڑیاں اتنی بھاری بیڑیاں دوہری ہوا کچھ سامری جمشید کا بھی خوف ہے تم تو جلاد
بنگئیں ہوا سوزن تم تو کلیجہ میں کھٹکیں اسم با مسمے ہو گئیں درزی کی سوئی کبھی کانٹے میں کبھی زر بفت
میں قطع و برید تم پر ختم ہوئی سوزن نے کہا ملکہ عالم آپ ناحق خفا ہوتی ہیں میں تھوڑی کھڑے
واسطے آئی ہوں اپنے قیدی کو لیکر چلی جاؤنگی یہ شخص قاتل ساحران طلسم اسکندری ہے اسکے رگ و ریشہ
میں جرأت بھری ہے اس جوان نے جا کر طلسم میں ہزاروں کو قتل کیا ملکہ شیفتہ ہو گئی دختر ملامت
اسکے آئینہ رخسار کی شیفتہ ہو گئیں صفائی پر جال سے فریفتہ ہو گئیں وصل سے کی محبت میں ہزاروں

کو قتل کرایا آخر مین طوفان جادو نے گرفتار کیا ملکہ نے حکم دیا خدمت مین خداوند کے لیجاؤ اسکے
عیار نے طوفان جادو کو مار ڈالا غرض کہ یہ جوان اپنے دادا کے لشکر مین پہونچا بی شیشہ مو نوش
اب تک اسکی محبت مین مدہوش ہین دل پر نہین معلوم کیا گذری ہو ظاہر مین خاموش ہین ملکہ مرات
نے مجھکو حکم دیا کہ جا کر اس جوان کو پکڑ لاؤ قتل کرین اہالیان طلسم کو اطمینان ہو مین یہان سے گئی اسکے
لشکر سے گرفتار کرکے لائی ہون طلسم اسکندریہ میں لیجاؤنگی مین تھک گئی تھی لمحہ بھر کے واسطے ٹھہر گئی
یہ سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار کے ہوش اڑ گئے کہا ای سوزن جرأت و شوکت مین یکتا یہی جوان
طلسم کشا ہے سوزن نے کہا حضور مین مفصل نہین عرض کر سکتی طول طویل داستان ہے اگر مفصل عرض
کرون ہوش دم اس انداز جاتی رہین عیار اسکا بلاے سوز کار ہے کہ ملتے ہی جادوگر کو مارتا ہے اس جوان کو
سحر نہین آتا مگر ساحر کش ہے ملکہ مرأت جادو نام سے اسکے جلتی ہین جاتے ہی قتل کرینگی تمام
اہالیان طلسم اسکے نام کے دشمن ہین وزیران سلطنت اسکو واسطے رزم مین بڑے بڑے سردارون
کو اس ظالم نے مارا ہے اسکی پریشان کانی جائیگی کل اہالیان طلسم جمع ہونگے اسوقت یہ جوان قتل
کیا جائیگا کہ ناظرین کو عبرت ہو پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے یہ باتین سنکر ملکہ انجم ماہ رخسار کا غصہ
سے چہرہ سرخ ہو گیا کہا بی بس ہو چپ سنبھالو جادو کی باتین زبان سے نکالو ہزارون ساحرون
کو قتل کیا یہ بڑی شجاعت ہے ناحق کی حکایت ہے ان لوگون کے ہاتھ مین مسندی لگی تھی ادھر نے
آئے تو اچھا ہوا مارے گئے بڑی خطا تجویز کی بی شیشہ مو نوش کیون عاشق ہوئین اپنی بیٹی کو
سمجھائین جلا دین اس بیچارے کی خطا کیا جوان خوبصورت پایا نہ پڑین واسطے
کرنے لگین ہان صاحب کو ناگوار ہوا بیٹی کو گھر مین بٹھائین ادھر کیون ہاتھ اٹھائین بی سوزن تم نے تو
تار باندھ دیا قتل کرینگی ابھی انہین کے لشکر کا ذکر ہوتا تھا اس شیر کا نام تو بتاؤ بی سوزن
جادو نے کہا کہ ایسے نوجوان فرزند قاسم عالیشان سر فتنہ ملک باختر اسکا لقب ہے ملکہ انجم ماہ
رخسار کی مصاحب نے جواب دیا حضور یہ خداوند کے پوتے مین لاگتی افروز نہ چلیدہ ماہ جبین
قدرت انکے والد تاجدار قاسم صفت شکن پر مائل ہو کر نکل گئین یہ انکے بطن سے ہین ملکہ انجم ماہ رخسار
خوب قہقہہ مار کر ہنسی کہا او بی سوزن سنو بی شیشہ مو نوش کی خطا کیا ان نوجوان کی عشق و عاشقی
خداوند لقا نے اپنے گھر مین جائز رکھی تو بندون کا کیا ذکر قدرت اس امر پر راضی ہوے جب

تو بی کیتی افروز نخل گلبن اگر قدرت چاہے سنگ سیاہ کر دیتے جبیں کو بھی نہ رو کا انکو نہ غارت کیا
پس ثابت ہوا کہ خداوند کے پیارے بندے وہ ہیں جو انکے ساتھ دشمنی کریگا اُسکی شامت ہی باعث
خوشنودی قدرت انکی محبت ہی یہ بندگان مقبول ہیں انکے دشمن ہمیشہ ملول ہیں اب بی سوزن صاحب
آپ تشریف لیجایئے قدرت کے نواسے کو نہ ستایئے جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کیا جائیگا وہ
جرأت سے کہے گا اگر آپکو ناگوار ہی تو صاحبزادی کو سنبھالیے قدرت کے نواسے پر بدعت کرنے
میں خرابی ہے سوزن نے کہا کہ آپکو اس سے کیا کام میں جاکر بہ شفقت پکڑ لائی ٹھنک گئی بہسان
ٹھہر گئی جسطرح لائی تھی اُسی طرح لیجاؤنگی میں دشمن کو یہاں نہ چھوڑونگی ملکہ ماہ رخسار نے کہا تمہاری
کیا طاقت ہے سہیل جادو وزیرزادی سے علم ہوا نیرہ قدرت کے جسم سے قید سحر دور کرو ہمارے
باغ میں لیجاؤ جیسے ہی ملکہ سہیل اُٹھی سوزن جادو نے للکارا دیکھو بی سہیل ہمارے قیدی کے قریب جانا
گناہگار کو بادشاہ کے ہاتھ نہ لگانا سہیل نے کہا جو ہمارے مالک کا حکم ہے وہ کرینگے سوزن نے انگل
گولہ مارا سہیل نے باشلہ کیا سوزن کا گولہ کٹ کے گرا سوزن نے دوسرا سحر کیا سہیل بیہوش ہو کے
گری ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ میں یہ کہتی ہوئی اٹھی اے دشمن ہمارے سامنے یہ گستاخی ہم دربردہ سمجھاتے
میں سمجھ میں نہیں آتا ہم قدرت کے نواسے کے قتل ہونے کی کیونکر اجازت دیں سوزن سہیل کو بیہوش
کرکے ایرج نوجوان پر جا پڑی ایسا سحر کیا کہ ایرج بیہوش ہو کے گرے غضب ہوا انجمہ کہیں دیکھیں تو
انکو ملکہ انجم جھلک کر اُٹھی چہرۂ آفتاب عالمتاب دونوں عارض ماہ تابان محبت میں ایرج کے بہت
غصہ آیا کہ سامنے ہمارے معشوق پر یہ بدعت ایرج چونک کر بیہوش ہو کر ایڑیاں زمین پر رگڑنے لگا
ملکہ کے آنکھوں میں اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا پنجہ کھینچے سوزن پر جا پڑی اُسنے کئی سحر کیے سب
سحر رد کرتی ہوئی قریب سوزن کے پہونچی پنجہ مارا اُسنے گھبرا کر سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا پنجہ کرامت
تھی سوزن کے دو ٹکڑے ہوئے لاش سوزن کا جلنے لگا آواز آئی کہ تھی میرا نام سوزن جادو
بود رشتہ حیات سوزن قطع ہوا ایرج بیہوش پڑے ہیں سہیل بھی باشلہ ہوئی دربار میں سب
کانپنے لگے ملکہ نے فرمایا اے سہیل نبیرۂ قدرت کو باغ میں لیجاؤ ہم بھی آتے ہیں ہماری مراد صرف
یہ ہے کہ حضرت ناز زدہ ہوں جس نے ان لوگوں کو ستایا ہلاک ہوا کوئی آتا جائیگا کہ نواسا مارا جاوے
قتل پر کمر سوزن کے چھری ہے قدرت کے نواسے عذر کے کیونکر فتح نصیب ہو اسی وجہ سے سلطنت کے

ملک برباد ہوے کیا قدرت کو اختیار نہین کہ ان سب کو سزا دین اگر یہ کوئی لے کہ لڑائی ہوئی تھی
اس راز کو قدرت جانتے ہین کیا دخل ہے ملکہ سہیل وزیرزادی نے ایرج نوجوان کو عالم غشی مین جادو کے
پر سوار کیا چند کنیزین ساتھ ہوئین باغ مین داخل کیا سامان عیش ونشاط آراستہ ہوا یہان ملکہ انجم ماہ رخسار
نے دربار مین سب سے کہا کیون صاحبو تم لوگ سمجھے مین نے برا کیا کہ قدرت کے نواسے کو بچا لیا دو ایک روز
انکی دعوت کرونگی پھر بہ شوکت وعزت خدمت مین انکے نانا جان خداوند لقا کے روانہ کردونگی جیسے
سامنے انکے نواسے پر یہ مصیبت تھی مین خاموش ہو رہتی اگر قدرت دستگیر ہوتے فرماتے ہمارے
نبیرۂ خاص قرابت دار با اختصاص کو نہ بچایا کیا جواب دیتی سب نے کہا آپ نے بہت خوب کیا اب
آپ بھی تشریف لیجائیے ملکہ نے سب کو رضامند کرکے بھاری جوڑا نکال کر پہنا دریاے جواہر مین
غوطہ مارا گرد کنیزان ماہ رخسار آگے آگے یہ گلعذار داخل باغ ہوئی دیکھا سہیل نے وسط باغ مین شاہانہ
عمدہ آراستہ کرا مسند بچھائی جلسہ کی تیاری ہو رہی ہے ایرج اب تک صدمۂ سحر سے بیہوش ہے
ملکہ نے آتے ہی ایرج نوجوان کو مسند پر بٹھایا آپ پہلو دباکر بیٹھی آب وسیدہ سحر کے چھینٹے دیے
ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی دیکھا پہلو مین وہی ماہ تمثال حور پیکر سمن عذار سیمین قد سر جھکائے ہوئے
جلوہ فرما ہے سامنے باغ بہشت آئین گلہاے رنگا رنگ شگفتہ ہوے بوقلمون ہر نخل سرسبز وشاداب
زلف سنبل پریشان کو پیچ وتاب غنچے مسکراتے ہین پھول خوشی سے کھلے جاتے ہین نوجوانان چمن
اکڑ رہے ہین گلچین وباغبان اپنی سبز بختی پر لڑ رہے ہین نرگس شہلا دیدہ بازی مین مصروف
سوسن کو اپنی زبان درازی مین وقوف اس باغ بہشت آئین پر جوش بہار ہے زلف سنبل

عطر بیز ومشکبار ہے نظم

جبکہ شگفتگی ہے گلون مین یہ گرم ہے جوبن — فروغ عارض گل ہے ضیاے روشن
بہت دنون مین قدم رنجگی بہار نے کی — کہ ہر طرف ہے گل افشان زمانۂ گلشن
عجیب طرح سے ہوتے ہین منعقد غنچے — اڑا رہی ہے فرشتے نو عروسی گلشن
گھرا ہوا ہے جو ابر بہار صورت شام — جبین شاخ پہ گل کے ہوئے کنول روشن
نہال جھوم رہے ہین دو نور مستی مین — ہواے سرو کا ہر سمت گرم ہے توسن
پڑے ہے مین عکس جو رخسار گل کے ہر جانب — زمین باغ کا رنگین ہے جا بجا دامن

ہجوم شوق مین فرصت نہین ہی سجدون کی — نصیب ہی سر بلبل کو آشیان چمن
ہواے خندۂ بیجم جو گد گدائی ہی — ہر ایک غنچۂ نوخیز کا کھلا ہی دہن
صبا نے سحر محبت سے کر لیا مشتاق — امیدوار ہی بوسون کا عارض گلشن
نہین ہی ایک گھڑی بھی فراغ ہم نفسی — چمن مین نالۂ بلبل ہی دل مین شور محن
اجل کشاکش امید مین پریشان ہی — کہ آجکل ہی فراموش عادت مردن

ایرج نوجوان رسائی پر اپنے بخت رسا کے نازان ہوا نیر اقبال پر آفتاب عالمتاب کا گمان ہوا باغ ایسا خوشنما پہلو مین ماہ سیما باغ مین جوش بہار پہلو مین گلعذار بادہ صحبت یا یہ محفل عیش و عشرت طرف ملکۂ انجم ماہ رخسار کے شاہزادہ متوجہ ہوا فرمایا ای ماہ آسمان خوبی ای اختر تابان برج فلک محبوبی اپنے نام و نسب سے ماہر کرو یہ تو ثابت ہوا کہ مہمان نواز ہو تاج و تخت سلطنت سے سرفراز ہو گہر ریزی زبان معجز بیان کے مشتاق ہین صاف ظاہر ہی کہ آپ صاحب مذاق ہین ملکہ نے مسکرا کر غنچۂ دہن وا کیا منھ سے پھول جھڑنے لگے فرمایا صاحب سلطنت و لیاقت کا کیا ذکر ہی سوزن جادو آپ کو گرفتار کرکے لیے جاتی تھی ہمکو معلوم ہوا کہ آپ خداوند لقا کے نواسے ہین مذہب کے خیال سے بچا لیا سوزن جادو کو قتل کیا ایرج نے فرمایا مین تو خداوند لقا پر لعنت کرتا ہون وہ بجیا بھگوڑا ہمارے ہاتھ سے مارا مارا پھرتا ہی ہماری رشتہ داری سے اُسکو شرف حاصل ہی وہ ایک مرد دروغ گو جاہل ہی ملکہ ماہ رخسار نے سہیل جادو کی جانب اشارہ کیا فرمایا تو بولا سہیل جادو شاہزادے صاحب اپنے نانا خداوند لقا کو برا کہنے مین اُنسے ڈرنا چاہیے بموجب قول شیخ سعدی شعر ہر کہ عیب دگران پیش تو آورد و شمرد بیگمان عیب تو پیش دگران خواہد برد ایرج نے کہا ملکہ برا کہنے کا سبب ہی وہ بجیا بڑا بے ادب ہی دعوی خدائی کرتا ہی اپنی یکتائی پر مرتا ہی ای ملکہ تصور تو کرو انسان دعوے خدائی کا کیسے کیونکر اسپر لعن نفرین ہو اگر ہمکو مہمان کیا ہی مہربانی فرمایئے ہم دولت کونین سے تمکو شاد کرتے ہین مذہب بڑی چیز ہی جو اس سے واقف ہو وہ بڑا بے تمیز ہی لقا کی حماقت ظاہر ہی ہر فرد بشر اُسکی حماقت سے ماہر ہی از باختر تا بہ کوہ عقیق ہمارے بزرگون کے ہاتھ سے بھاگتا ہوا آیا مگر اپنے افعال قبیح سے تائب ہوا اسطرح چند کلمات ایرج نوجوان نے صفت رب اکبر مین بیان کیے اور مذہب لقا مین کچھ فقرات کہے ملکہ انجم ماہ رخسار

نے فرمایا صاحب اس دلیل طول وطویل سے کیا فائدہ ثابت ہوا کہ آپ کا مذہب برحق ہے خداے
نادیدہ خداے مطلق ہے آپ مہمان ہیں خاطرداری ضرور ہے ہم نے دل وجان سے اطاعت دین اسلام
ملت بیضا قبول کی اسی وجہ سے یہ سعادت حصول کی ملکہ سہیل نے اشارہ کیا کہ کنیزوں کو بلاؤ سامان
عیش ونشاط مہیا ہو کنیزوں نے صفیں زرنگار بچھائیں شراب کی کشتیاں کباب کی حاضر کیں یہاں تو سامان
عیش ونشاط مہیا ہو رہا ہے مگر حضرت شاپور شیردل جستجو میں جو شاہزادہ والا قدر کے نکلا بقدرت باغبان
قضا وقدر پس دیوار اسی باغ کے اگرچہ تجارات ہو چکی ہے خیال میں لگا اگر جنگل میں کہیں پڑ رہیں گے
کوئی جانور درندہ وگزندہ شاید آزار پہونچا سکے لہٰذا آج کی شب اس باغ میں بسر کریں صبح کو پھر اپنے
گل حدیقہ جرأت کی جستجو میں مصروف ہوں یہ سوچکر شاپور نے کمند پیچ کی حسبت کر کے دیوار پر آیا شاخ
نخل تھام کر اُترا دور سے دیکھا وسط باغ میں جلسہ آراستہ ہے صدہا نازنینان مہ جبین کا جمگھٹ ہے تو
مزید براں ہے حیران ہیں کہ اس محفل عیش منزل میں رات بسر کرنا ضرور ہے سامان محفل عیش وسرور دیکھ
کرنا واجب ولازم ہے یہ سوچ رہے تھے کہ ایک نازنین شوخ وشنگ سانولا رنگ بوٹی بوٹی پھڑکتی
ہوئی آفتابہ ہاتھ میں تھرکتی ہوئی ایک نخل کے سایہ میں پائجامہ کھول کر بیٹھ گئی شاپور نے منہ
پھیر لیا خیال میں آیا کیا عجب ہے کہ کام نکلے اسی کی صورت بنکر چلو قریب آکر اسکو بیہوش کیا
کنارے لاکر اسی کا لباس اور زیور اتارا اسی کی صورت بنکر تیار ہوئے پائنچے سنبھال کر مسکراتے ہوئے
چلے مگر حیران کہ اے شاپور جسکی صورت بنے ہو اسکا نام کیا ہے یہ سوچتے ہوئے محفل میں آئے نگاہ اٹھا کر
دیکھا آفتاب عالمتاب شوکت وماہ آسمان حشمت وجرأت اپنے آقاے نامدار سوائے قدرشناس
سخاوت اساس ایرج نوجوان بہ فر وحشمت مسند پر جلوہ فرما ہیں پہلو میں ایک شاہزادی حسین جمیل
دوسری جانب ایک ماہ پارہ حسین وشکیل استادہ پہلوے ماہ میں دست بستہ حاضر ہے یعنی سہیل وزیرزادی
کو دیکھکر شاپور محو مطلق ہوئے جی میں کہتا ہے ہمارا آقا کیا صاحب اقبال ہے گرفتار ہو کر آئے معشوق
ماہ لقا کو لیے ہوئے پہلو میں بیٹھے ہیں پاس حیرانی میں کھڑا ہوا جمال سہیل پر نگاہ کبھی واہ کبھی آہ سراپا
پر نظر ہے گویا تصویر تصویر ہے سہیل نے جو ادھر اُٹھا کے دیکھا گلچیرین کا ہے یہ نگاہ حیرت مجکو دیکھ رہی ہے مسکرا کر
فرمایا گلچیرین تمہیں کسی وقت فرصت بھی ہوتی ہے وہ بے تحفہ لیے اپنی حجی سے نہیں نکلتی ہو جبھی سے
ملکہ عالم یاد فرما رہی ہیں صحبت عیش جب سے آراستہ ہے اب آئی ہو تو خاموشی کا کیا باعث کچھ مجھسے کہو کوئی

تجاہ تمھاری دیدی گئی تمھارے سارنگی والے آئے تھے جنکو اسی کے سپرد کی تمھارے پانون مین
ہمیشہ مہندی لگی رہتی ہے تمھاری حاضری ناممکن ہے نثار نثارہ جو شاپور نے پایا قریب ملا سہیل کے
بیٹھ گئی ہاتھ بڑھا کر بلائین لی چپکے سے کہا مین صدقے ہان انکھڑیون پر قربان کیا سراپا ہے قادر مطلق
نے جسم انور نور کے سانچے مین ڈھالا ہے مین تو اس شمع جمال کا پروانہ ہون ملا سہیل نے ہنسکر کہا
دیوانی کیا بیہودہ بکتی ہے دیکھ مین آزردہ ہو گئی یا تنا کچھ کمال دکھاؤ آج مہمان عزیز آئے ہین انکو رجھاؤ
سر جھکا کر چپکے سے کان مین کہا گلبدن یہ رنگ تھند کہا ملا نے جوش محبت مین ایرج نوجوان
کے سوزن جادو ملازم بادشاہ طلسم کو ملا اب معشوق کو پہلو مین لیے ہوئے بے خوف بیٹھی ہین
دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے شاپور نے کہا حضور جوان بھی تو رشک یوسف کنعان صاحب شوکت و شان
حسن و جرأت مین بے نظیر کیونکر عاشق نہون ایسے معشوق کسکو ملتے مین سہیل نے کہا گلبدن انجام
اسکا برا ہے شاپور نے کئی مرتبہ ہنستے ہنستے ملا سہیل جادو کے گلے مین ہاتھ ڈالدیے سینہ پر ہاتھ
رکھا سہیل نے دری ہٹ کے ہاتھ اسکا جھٹک دیا ملکہ انجم ماہ رخسار نے فرمایا ای گلبدن آج
ہماری وزیرزادی سے کیا کھسر پھسر باتین کر رہی ہو کیا گانے کو دل نہین چاہتا تمھاری بہن
کو بلا بھیجین شاپور نے کہا حاضر سامنے ایرج نوجوان کے آکے جھک کے سلام کیا سازندون کو
اشارہ ہوا شاپور بھی تو خنجر ابرو سے سہیل کے گھائل ہوئے ہین ٹھنڈی سانسین بھر رہے ہین
سامنے اپنے مالک سے آنکھ ملا کر یہ خمسہ عاشقانہ شروع کیا مسدس

فزون چمن سے بہار آج یار راہ مین ہے — سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہے
گجر کا شور بھی بار بار راہ مین ہے — ہوائے وُرے خوشگوار راہ مین ہے
خزان چمن سے ہی جالی بہار راہ مین ہے

ہزارون گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہے — دو چند باغ جہان سے بہار راہ مین ہے
خوشبو آؤ بھی اب یکبار راہ مین ہے — گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہے
لہٰذا آج نہایت عبیر راہ مین ہے

ہین اسکو دیکھکے بیہوش یوسف و عیسی — خجل ہین روے سے مہر کے اسکے حور و پری
ابھی سے جان تصدق ہے اسپہ ہراک کی — شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی

ہنوز حسن و جوانی بار راہ مین ہی

بشر کو خوب ہی تدبیر اوج پستی مین
ضرور چاہیے ہوا کا خوف نیستی مین
رکھے نہ تیز ثواب و عذاب ہستی مین
عدم سے کچھ کی لازم ہی فکر ہستی مین

نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط
ہر ایک کام مین انجام پہ نگاہ ہی شرط
رفیق یکدل و یکرنگ خیر خواہ ہی شرط
طریق عشق مین اے دل عصائے آہ ہی شرط

کہین پہاڑ کسی جا کمر راہ مین ہی

حسین ہر حور ہی خورشید ہی پری رخسار
جلا تا مُردے ہی تو وہ سیدم ہزار ہزار
ہلال برق ہی اعجاز ہی پری رفتار
جگہ ہی رحم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر بار

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

نہ فکر کھانے کی اسکو نہ آب کی خواہش
قدم قدم پہ ہی تیزی اسکی افزایش
نہ زینت اسکو ہی منظور اور نہ آرایش
سمند عمر کو اللہ شوق آسایش

عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزار ہین کھٹکے
جواب مین یہی کہتا ہون مین تو ان سب کے
یہ مجھسے کہتے ہین تجھسے ہین ہمنشین سب کے
نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ پڑے دوپہر ہی گرمی کی
زمین ہی آگ ابھی دوپہر ہی گرمی کی
زیادہ لو وہ بھی ہی دوپہر ہی گرمی کی
نہ جائیے آپ ابھی دوپہر ہی گرمی کی

بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی

یہ راہ وہ ہی نہ اسمین ہی کسی کا ساتھ
نہ ہمکو چاہیے جب خضر سے نبی کا ساتھ
جگر کا اشک کا نالے کا دل کا جی کا ساتھ
تلاش یار مین کیا ڈھونڈیے کسی کا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

ہزار رنج اٹھاتا ہو ساتھ ساتھ اپنے
نہین وہ جاتا ہی آتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

ہر اک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے		جنون مین خاک اڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے	

شریک حال بھلا غیر سلا مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے خیال ہی یہی ای ہمنشین تجھے کب سے		رفیق مین نہ ملازم ہین اور نہ مین تو ہی سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے	

ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

یہان یہ ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہو ملکہ کی گرفتاری ظاہر ہی اسلیے بغض و حسد سے
ہر عقیل و فہیم ماہر ہی بقول جناب میر حسن مغفور و مرحوم شعر ۔ دو دل کو اکجا بٹھاتا نہین ہو
کسی کا اسے وصل بھاتا نہین ہو شاپور کی گریبان ساتھ ملکہ سہیل سکے ابھی تک اپنا حال
اسنے ظاہر نہین کیا اب حال دربار مرات جادو سماعت فرمایے مرات جادو تخت پر
پہلو مین انور جادو و ملکہ شیشہ مرنوش کو شجر جادو کے سپرد کرکے طرف باغ کے روانہ
کر دیا جب عرصہ ہوا کہ سوزن جادو واپس نہ آئی تو انور جادو نے مرات سے کہا ابو ازیادہ
مجھے فرصت نہین ہی ملکہ حیرت جادو مجھے یاد کرتی ہونگی اُنکی مصاحبت مین آٹھ پہر حاضر
رہتی ہون علاوہ ازین زمانۂ انقلاب ہی وقت جھگڑا فساد مسلمانون سے مقابلہ عیارون سے
مجادلہ مصاحبان ملکہ کو آرام نہین عیش و راحت سے کام نہین کیا سبب ہوا مین نے سوزن جادو
کو اسواسطے روانہ کیا تھا کہ وہ نہایت تیز رو ہی میری تعلیم کردہ نامہ و پیام لیکر جلد جا کر واپس جاتی ہی
بہت جلد واپس آتی ہی میرا دل گھبراتا ہی مرات جادو نے کہا ابو اجی مجھ پر تو سب حال آئینہ ہی تم نے
جلدی مین اُسکو روانہ کیا لشکر حمزہ مین ایک ساحرہ کا جانا عین دریا سے اتنے بڑے جلیل القدر
سو دو سو جادوگر ساتھ جاتے تو شاید وہ جوان گرفتار ہوتا انور نے کہا مین خود جاتی ہون مرات
جادو نے ہر چند منع کیا انور نے کہا ابا تمہین کچھ خبری مجھے قتل کرنے سے بیر ہی مین اس مقدمہ
کا فیصلہ کر کے جاؤنگی چھوکری کا حال دیکھکر میرا کلیجہ پھٹ گیا اُس موذی کمبخت کا آپ دوا نہ تریاک
میرے دلکو قرار کیونکر آنے مین اسکو خود پکڑ لاؤنگی سامنے ملکہ کے قتل کرونگی جبتک وہ قتل
ہوگا یہ ہوش مین نہ آئیگی میرا ہوش ربا مین دل نہ لگیگا تمہاری بھی دعا کا ربیگا مین اب شیشہ
مرنوش کو یہان نہ چھوڑونگی ہر چند کہ طلسم ہوش ربا مین عذر ہی لیکن مقام حسد ہی اس جوان کے

قتل کرنے سے شہنشاہ خوش ہونگے حقیقت مین میری عقل نے کمی کی مزاج مین برہمی تھی غضب
مین خیال نہ رہا سوزن کو اکیلا بھیجا تھا یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی سو جادوگرنیان ساتھ لیکر چلی یہ
ادھر سے جاتی تھی وہان ایرج نوجوان نے قلعہ ہجر حصار مین ملکہ انجم ماہ رخسار کے ساتھ عیش
مین رات بسر کی جب رات قلیل باقی رہی ایرج نوجوان ساتھ ملکہ انجم کے اُٹھے چھپرکھٹ پر
آکے عاشق ومعشوق نے آرام کیا شاپور شیر دل بشکل گلچہرین کان قریب ملکہ سہیل وزیرزادی
کے آیا سہیل کانے پر شاپور کے چونکہ مائل ہو چکی تھی جب وہ عاشق ومعشوق اپنے مقام پر گئے
سہیل نے ہاتھ شاپور کا تھام لیا گلچہرین جلدی پہنچی مین جواب تو شاپور نے نخرے کرنا شروع
کیے کہا اے وزیرزادی مجھے نیند آتی ہے مین مہلت کہان جو تمہاری صحبت مین چلین اے ملکہ عالم غزل

وقت پیری شباب کی باتین
دل خانہ خراب کی باتین
حرف آیا جو آبرو پہ مری
وہ شب ماہتاب کی باتین
جان ہوتا ہے اور بھی خفقان
چھوڑ شرم و حجاب کی باتین
دیکھ اے دل نہ چھیڑ قصۂ زلف
جیسے ہون مہر و تاب کی باتین

ایسی ہین جیسی خواب کی باتین
واعظ چھوڑ ذکر نعمت خلد
ہین یہ چشم پرآب کی باتین
تجھکو رسوا کرینگی خوب اجل
سن کے ناصح جناب کی باتین
سنتے ہین اُسکو چھیڑ چھیڑ کے ہم
کہ یہ ہین پیچ و تاب کی باتین

اُسکے گھر لے چلا مجھے دیکھو
کر شراب و کباب کی باتین
یاد ہر مہ جبین کو بھول گئے
تیری یہ اضطراب کی باتین
جام کو لب سے لگا اپنے
کس مزے سے عتاب کی باتین
ذکر کیا جوش عشق مین اے ذوق

سہیل نے کہا تجھے تو دیوان کے دیوان یاد ہین چل جلد آج

وہین آرام کرین شاپور نے کہا خوشی تمہاری سہیل کے ساتھ اُسکے کمرے مین آیا سہیل
چھپرکھٹ پر لیٹ گئی کہا او گلچہرین میرے پیر دبا شاپور نے کہا مین خود تھک گئی ہون
ناچتے ناچتے ابھی فرصت پائی تم خود میرے پیر دباؤ یہ کہکے پاس لیٹ گیا چونکہ سہیل بھی
جاگی ہوئی تھی لیٹتے ہی سو گئی شاپور نے دروازے کمرے کے کھولدیے بصورت اصلی بنکر
گلے مین ہاتھ ڈالکر اپنی معشوقہ کے ساتھ چین سے سویا ذرا سی بیہوشی بھی دماغ مین سہیل کے
دیدی کہ بعد عرصہ دراز آنکھ کھلے مین تو قصے اُڑاؤن معشوق پری پیکر کو خوب گلے لگاؤن اس
خیال مین یہ بھی سو رہا یہان شاہزادہ ایرج نوجوان بوقت سحر بیدار ہوئے ملکہ انجم ماہ رخسار

نے اُٹھکر ہاتھ منھ دھویا ایرج نے نماز پڑھی وظیفہ پڑھ رہے ہین دو چار خواصین جو صبح کو
اُٹھین ٹہلتی ہوئی طرف کمرے کے آئین دیکھا بی سہیل وزیرزادی ایک مردوے کے ساتھ
بلا تکلف سو رہی ہین دروازے تک کمرے کے کھلے ہوے ہین اور تو سب چپ ہین مگر سوسن زبان دراز
ہو اُسنے کہا واہ بی سہیل کی بڑی عصمت داری مشہور تھی کیا بیخوف و دھڑکے کو لیے پڑی ہین
نہ مالک کا خوف نہ ساتھ والون کا لحاظ شمشاد سیدھی بھاگی کہ مین جاکر ملکہ سے کہون ملکہ ماہ رخسار
بیٹھی گاوریان بنا رہی ہین کہ غنچہ دہن خاموش سوسن باتین بناتی ہوئی غل مچاتی ہوئی چلی آتی
ہے ملکہ نے کہا بی سوسن آج کیا کچھ پڑا پایا کہا حضور کیا عرض کرون ملکہ غنچہ دہن سے متوجہ ہوئین
کچھ نہ بولی مسکرا کے رہ گئی شمشاد اکڑنے لگی کہا حضور ہم سے سنیے آپ کی وزیرزادی صاحب
ایک مردوے کو لیے پہلو مین سو رہی ہین دروازے بھی کمرے کے نہین بند کیے ایسی بلبلا اٹھین
کہ بند و بست بھی نہ کیا ملکہ نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہو سہیل ایسی نہین ہے نرگس نے کہا چلیے اپنی آنکھون
سے دیکھ لیجیے دیدے پھوٹین جو مین جھوٹ کہون ملکہ اٹھین کہا حرامزادیو جو جھوٹ ہوگا نادے
کھونٹون سے کھال گرا دونگی ایرج نے اشارے سے پوچھا کیا ہے ملکہ نے کہا کچھ نہین مین ابھی آتی
ہون یہ کہکر چلین دروازے پر خواصون کا جاؤ جاؤن چاؤن ہو رہی ہے میان شاپور جاگ
رہے ہین مگر آنکھین بند کیے پڑے ہین اور اچھی طرح پر گلے مین ہاتھ ڈالدیے خواصین کہ رہی
ہین لو مردوا لپٹ لپٹ کے فرے اڑاتا ہے ملکہ انجم ماہ رخسار کمرے تک قریب نہ پہونچنے پائی تھین
کہ خواصون کی آواز سنکر سہیل کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مردوا مجھے لپٹا ہوا ہے خواصین ٹھٹھے مار رہی
ہین اور غل کرتی ہین کہ ملکہ جلدی آئیے سہیل نے اٹھتے ہی ایک چیخ ماری ارے یہ کون ارے
صاحبو دوڑو یہ مردوا کہان سے آیا اور ایک دوہتڑ شاپور پہ مارا ارے اسکا دیکھا [illegible] لیجے
تو کہان سے آیا شاپور کود کر بھاگا سہیل اُٹھکر دوڑی خواصون سے کہتی ہے ارے اسے پکڑو
شاپور دوڑتا پھرتا ہے ہر چند سہیل چیختی ہے بھلا شاپور کو کب پا سکتی ہین ملکہ نے آکے دیکھا کہ
ایک شخص دبلا پتلا ننگا باغ مین دوڑا دوڑا پھرتا ہے اور سہیل پیٹ رہی ہے ملکہ نے پکار کر
کہا او سہیل یہ کیا سحر کہ ہے سہیل نے چیخ مار کر کہا حضور مین لٹ گئی نہین معلوم یہ نگوڑا مردوا
کہان سے آیا مجھ سے لپٹ کے سو رہا للہ طرہ دیکھیے اسکو گرفتار کرا دیجیے منہ سے معقول اٹھکے

یہ کوئی چوٹا آشنائی کیسا ہی حضور میں پہچانتی بھی نہیں شاپور نے کہا ملکہ عالم دوہائی ہی آپ ہی نے
مجھکو بلایا اپنے کمرے میں سلایا اب کہتی ہیں میں نہیں پہچانتی ملکہ نے کہا تو ہی کون شاپور نے
کہا حضور کا غلام ہوں میرے آپ کے مدت سے آشنائی ہی آج انکار کرتی ہیں حضور انصاف
کریں سہیل بیٹھی ہی کہتی ہی حضور کے سر کی قسم میں اس بھڑوے کو نہیں پہچانتی غرض جو ہوا ایرج
نوجوان قبضہ پر ہاتھ ڈالکر اٹھے بارہ دری کے باہر آئے دیکھا ہمارا عیارہ فولادرویش و غمگسار شاپور
نامدار نخل کی آڑ میں پڑے ہوے کھڑا ہی ملکہ انجم ماہ رخسار غصہ کر رہی ہیں سہیل بیٹھی ہائے ہائے کر رہی ہی کہ
روتی ہی کہ ہائے میری آبرو گئی یقین ہی کہ اپنی جان دیدے پیچھے ہی اپنے آقا کو آتے ہوے دیکھا
شاپور نے جھککر سلام کیا ملکہ نے کہا اے شہریار یہ موا موذی لاکا نہیں معلوم کہاں سے آیا ہی میری
وزیرزادی کو اسی نے رلایا ہی آپ کو سلام کرتا ہی نگوڑے کو ایک تلوار ماریے کہ اس کا سر
اڑ جائے ایرج نے کہا ملکہ یہ ہمارا غلام ہی اور قریب آکر کان میں کہا ملکہ یہ میرا عیار فرزند عمرو نامدار
ہی سہیل کو سمجھاؤ اسپر عاشق ہوا ہی ان مجنونوں کا یہی طریقہ ہی جسپر عاشق ہونگے اسے رسوا ضرور کرینگے
شاپور آکے قدموں سے لپٹ گیا ایرج نے سر سینے سے لگایا ملکہ نے ترچھی نگاہوں سے شاپور
کو دیکھا سہیل وزیرزادی روتی ہوئی قریب آئی کہا حضور میری داد نہ لیگی آپ اس نگوڑے بدمعاش کو
کیا پہچانتی ہیں شاپور نے کہا وہ نہیں پہچانتیں تم نے بھی طرح پہچانا یا نہیں رات کو منتیں کرکے اپنے
کمرے میں لائیں وہی گلبرین ہوں ملکہ نے کہا صاحب یہ تو اس سے پوچھیے میری کافر کو کہاں
چھپا دیا شاپور نے کہا ایک نخل کے نیچے پڑی ہی اٹھوا منگوایے کنیزیں گئیں دیکھا گلبرین ننگی
پڑی ہی کنیزیں اسکو لباس پہناکر لائیں جب قریب ایرج کے شاپور کھل ملکے کھڑا ہوا تین لشکر
صاحبقران کی کرنے ملکہ قاسم کے غصہ کا حال بیان کیا اور یہ بھی کہا کہ حضور میں ہیری سے خواجہ زادہ دوران
کے اسطرف آیا شکر ہی کہ حضور کو بعیش و کامرانی پایا ایرج نے کہا اے شاپور سوزان جادو طلسم
اسکندری سے آئی تھی ملکہ انجم ماہ رخسار نے اسکو مار ہی ڈالا مگر وہ بیان کرتی تھی کہ ملکہ شیشہ
مرلوش اسی طرح ساغر بادہ محبت سے مست ہی آٹھ پہر گریہ و زاری سے کام اسی کی شورش کی
وجہ سے ملکہ صرصرت نے اس ساحرہ کو روانہ کیا مگر قضا نے اس بیہودہ کو تیر کا نشانہ کیا اے شاپور
بڑے حیف کی بات ہی کہ وہ سوختہ آتش دوری و افسردۂ شعلۂ مہجوری اس حال پر ملال میں ہو اور

ہم خبر نہیں اگر تڑپ تڑپ کے مر گئی کیسی بدنامی ہو دفتر عاشقان ثابت قدم سے نام نکل جائیگا ذکر عشق و محبت ہمارے نام سے معشوقان طناز کو حجاب آئیگا سہیل نے جو دیکھا اُسی گھوڑے اُٹھائی گیرے سے شاہزادہ ایرج نوجوان باتیں کر رہے ہیں کبھی گلے لگا لیتے ہیں کبھی فرماتے ہیں کہ ای شاپور اب یہاں سے طرف طلسم اسکندریہ کے چلو یا تو چلکر ملکہ شیشہ مو نوش کو رہا کریں یا اُس بغیر مر جان دین شاپور کہتا ہے ای شہریار تا بطلسم رسائی دشوار ہے بے پتے نشان کوشش بیکار ہے حضور یہاں ٹھہرین غلام جاکر پتہ لگا سنے اور اگر پہونچ گیا رسائی ہو گئی تو ملکہ شیشہ مو نوش کو ضرور نکال لاؤنگا ایرج نے کہا ای شاپور یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں ہے ہر چند کہ ملکہ انجم ماہ رخسار نے اگرچہ مین ایسی محبت صرف کی طبیعت بہل گئی مگر کسی طرح کے خیال بین لشکر پر بھی ہے ہم پہ پرستش ساحران دل یاد زلف ملکہ بران مین پریشان اُس مہجور کا بھی خیال سب طرح مشکل ہے سہیل وزیرزادی یہ حالات دیکھ رہی تھی بولی سامنے شاہزادے کے آئی دامن تھام کر کہا ای شہریار میری داد نہ دیجے گا اس گھوڑے کو قید کیجیے ایرج نے کہا ملا سہیل خفا ہو تو مین کہون یہ تو عیار ہے گلیم مین نکڑا ہا گا ناحق سے ستا اپنے گھر سے مین کیون لے گئین سہیل نے کہا حضور مین اپنی گان جانکر لے گئی یہ سمجھی تھی کہ یہ گھوڑا لوشتا ہے حضور فریاد نہ سنینگے تو مین اپنی جان دونگی سنکھیا کھا لونگی آپ بھی مجھ ہی تو قائل کرتے ہیں ایسے چوٹے اُٹھائی گیرے کو کوڑی سے چھڑا دیجیے یہ حضور کو بدنام کرے گا ایرج نوجوان نے ملکہ سہیل کو گلے سے لگا لیا کہا ملکہ یہ ہمارا بھائی ہے آج سے ہماری بھاوج کہلاؤ گی شاہزادہ خاور باہ ملک قاسم ہمارے قبلہ و کعبہ کی بہو کہلاؤ گی اب ہماری خاطر کدورت رنجیدہ نہو سہیل شاپور کے کانٹے سے عاشق تو ہو چکی تھی شرما کے سر جھکا لیا کہا حضور خوب زبردستی بہو بنا لیا انکھیوں سے شاپور کو بھی دیکھ رہی ہے شاپور ہاتھ باندھے کھڑا ہی کہ رہا ہے ملکہ خطا معاف فرمائیے مین تابعدار ہون آپ کا گنہگار ہون سہیل غصہ مین کچھ جواب نہین دیتی دل مین تو مزا کا کا بھرا ہی ظاہر مین ابروے خمدار پر بل لیکن جی کمال کے خیال مین بیکل ہے ملحوظ خاطر سامعین ہو کہ ملکہ انجم ماہ رخسار و کنیزان نامدار و ایرج ذیوقار و شاپور شیر دل عیار سب صحن باغ مین کھڑے ملکہ انجم بھی وزیرزادی کو سمجھا رہی ہین کہ ایرج نوجوان نے کہا ای ملکہ عالم اب ہم ا سے چند سے رنج مفارقت سہو مجھکو رخصت کرو ہم طرف طلسم سکندری کے جائینگے نام طلسم سنکر ملکہ رونے لگی کہا ای شہریار مین سمجھی آپ واسطے ملکہ شیشہ مو نوش کے بیقرار ہین مجھ بدنصیب نے ناحق آپ سے دل لگایا مجھے بھلا دے سوا

محبت مول لیا ہمکو قتل کرکے جائیے جاکر طلسم مین ماہ شیشہ مو نوش سے دل بہلائیے ہماری محبت بیکار وہ مرات جادو کی دختر بلند اختر ہین طلسم مین آپ کی عملداری کرادینگی یہ کہکر رو دی گہرہاے اشک صدف چشم سے نکلکر عارض رشک ماہ تابان پر گرے صاف ثابت ہوا شب ماہ مین ستارے چھپکے کنیزین بھی یہ حال دیکھکر ملول ہوئین ایک ایک کنیز شاہزادے سے منت کرتی ہی کہتی ہی شہریار ہماری ملکہ کو چھوڑکر نجائیے آپکی محبت مین ہمے ملکہ مرات جادو سے دشمنی پیدا کی بجز ضرور دہان ہو چکیگی بموجب ارشاد فیض بنیاد صائب نامدار شعر دوست دشمن میشود آخر بوقت عاجزی ؛ چون نزز خم آہوان رہ می برد صیاد را ، ایرج نے کہا صاحبو آخر تمکو ہم سے کیا امید ہوگی ملکہ نے کہا آپ لوگ نہ دیکھے جانے دیجیے مصرع واے برباد گرفتاری ما ، یہ کہکے دامن ایرج کا تھام لیا یہ اشعار پڑھے اشعار

لائے نصیب کھینچ کے بیداد کی طرف
دن بھر پھرا پھر آیا تو صیاد کی طرف

پاس وفا سے منہ نہ پھرا وقت نزع بھی
دی جان دیکھ دیکھ کے صیاد کی طرف

کیا اضطراب ہو کہ برابر ہین گردشین
سوے چمن کبھی کبھی صیاد کی طرف

مین اجنبی قفس سے قفس مجھسے اجنبی
وہ مجکو دیکھتا ہی مین صیاد کی طرف

اے دام روزگار نہین بخت عندلیب
کیون کھینچتا ہی مجکو تو صیاد کی طرف

آتا ہی دل کچھ اور ہی یہ طرز لطف ہی
میری طرف نہ اُس ستم ایجاد کی طرف

دیکھی جو مین سنے روز جزا اسکی بیکسی
شرما کے ہو گیا اُسی جلاد کی طرف

ہی مجکو جوشش شوق شہادت حیا کی ساتھ
گردن جھکائے جاتا ہون جلاد کی طرف

رو کو خدا کے واسطے یارو کہ جوش شوق
پھر مجھکو لیچلا اُسی جلاد کی طرف

شوق نیاز جون کبھی قہر نگاہ ہون
اپنی طرف ہو نہین کبھی جلاد کی طرف

ایسے سماؤن عدم تنگ ہی لگے
منہ بھی کیا نہ عالم ایجاد کی طرف

عاشق کا دل ہوا ہی مین خوشی کا گذر کہان
آتا ہی کون خانہ برباد کی طرف

مژدہ کسی طرح کا سنتا ہی گر کوئی
مین دیکھتا ہون خاطر ناشاد کی طرف

انکو شگون آمد فصل بہار ہی
تکتے ہین باغبان مری فریاد کی طرف

غنچے کھلے ہوے ہین چلو سیر کو نسیم
جانے دین دام بلبل ناشاد کی طرف

اسطرح ملکہ نے یہ اشعار عشق انگیز پڑھے یہ تو خود چوٹ کھائے ہوے ہین اسی محبوب جانی کا دن
شب و روز ملاقات کا اشتیاق یعنی یاد مین ملکہ بران شمشیرزن کے مصروف رہتے ہین وصل سے
ناامید مبتلاے دام بلاے ہجران آشفتہ سری مین بے سروسامان ہردم یہی خیال ہے کہ کیونکر اس
محبوب جانی یار جاودانی سے ملین کیونکر غنچۂ آرزو کھلین بقول فردوسی شعر صبا بہ گلشن آن گلعذار
بگذری : اذا نفست جیبی نفس لہ نبرے و اس خیال مین ملکہ کے اشک حسرت پاک بہے جو
ہجر گذرتی ہے وہی اس تو گرفتار کو بھی سامنا ہے کہا اے ملکہ عالم سواے صبر کے کیا چارہ نہ جانے مین بڑی
بدنامی ہے وفاداری مین خامی ہے انشاءاللہ جس وقت جان اطمینان کامل پائینگے فوراً ملکہ تمہین
بلا بھیجینگے ملکہ نے کہا اے شہریار مین آپ کے جانے کو نہین منع کرتی مجھے بھی ساتھ لیجیے درد فراق مین
مبتلا نہ کیجیے ہم سے یہ بار نہ اٹھیگا خدا کی عنایت سے چند الفاظ سحر بھی جانتی ہون مراتب جادو سے
تو نہین لڑسکتی کہ وہ بادشاہ طلسم ہے اور کوئی آپ پر دست انداز نہو سکیگا مین دروازے پر آپ کو
قافلہ طلسم سکندریہ کے پہونچا دونگی اور یہ بھی وعدہ کرتی ہون جس باغ مین ملکہ شیشہ مو نوش قید
ہین وہین جاکر اسیے پہلے انھین کو چھڑا لیجیے آیندہ عجائب و غرائب طلسم ہین مجھکو دخل نہین ہے جو کچھ
ملکہ شیشہ مو نوش بادشاہ طلسم کی دختر بلند اختر ہین وہ حال لوح کا بتائینگی اور مجھ سے کچھ نہو سکیگا تو
زہر کھا کر مر جاؤنگی مگر جفاے فراق نہ اٹھاؤنگی امیر حمزہ فرماتے ہین ملکہ یہ بھی بہتر نہین ہے عمر کا طلسم
گدہ نہین ہے نہین معلوم میرے نام طلسم کشائی ہے یا بخت کی نارسائی ہے یہ باتین ہجر انگیز وحشت خیز
عاشق و معشوق مین ہو رہی ہین کنیزین اپنے مالک کو دیکھے رو رہی ہین مگر انور جادو بد خو شعلہ مزاج
سو جادوگرون کو لیے ہوے طرف لشکر اسلام کی جاتی تھی تخت پر روسے ہوا خود غصہ مین بیٹھ والیان
باز و بلا و قرقرے پر سوار نگاہ ملکہ انور جادو کی باغ کی جانب گئی ملکہ انجم ماہ رخسار اسی طلسم کی خراج گذار
ہے تصویر طلسم کشا دیکھے آئی ہے بس اسکی جو آنکھ پڑی دیکھا باغ مین صدہا نازنینان گلعذار بیچ مین
یہ سرو حدیقۂ خوبی بلبل گلزار محبوبی یعنی ملکہ انجم ماہ رخسار اسوقت یہ بھی ذکر ہوتا ہے کہ سوزن جادو
کو مین نے مار کر آپ کو رہا کیا لیکن افسوس ہے شکیبا شعر نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوے
نہ ادھر کے ہوے ؛ بخچے چاہ کے ہتو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوے یہ حال راز و
نیاز دیکھا اور قتل سوزن کا بھی اپنے کانون سے سنا انور جادو نے للکارا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ

انجم ماہ رخسار میں نے سب حال تیری سرکشی کا سنا ہماری مصاحب کو مارا قیدی کو چھین لیا
ہمارے دشمن سے یہ راز و نیاز دھگڑے کئے یہ انداز یہ کہتی ہوئی مثل شعلۂ جوالہ آسمان سے
اتری انجم نے جو انور جادو کو دیکھا کہا او شہریار غضب ہوا مراثت جادو کی بہن پر سب حال
آئینہ ہوا سب اس ملعونہ نے معائنہ کیا ایرج نوجوان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا بڑھکر نعرہ کیا نعرۂ

ایرج نوجوان مصنف قمر
نبرد بر دمان و نبرد آزما
گل گلشن قاسم نامدار

ملک ایرج آن آفتاب منیر
جری صف شکن شیر دشت دلیر

کہ صاحبقران انجم و آفاق گیر
سپہ فارس عرصہ کارزار

شاپور نے بھی گرز سنبھالی جھپٹ کر ایک ساحرہ کو جا ب

مارا پیٹ کے خنجر بھی مار دیا انور نے سحر کیا آگ برسنے لگی ایک ساحر کو ایرج نے تیر مارا حلق کو
اسکے توڑ کے پار نکلا ملکہ انجم بھی چلی باران سحر برسا کر آگ بجھا دی کئی جادوگرنیوں کو ٹھنڈا کیا
دس پانچ کنیزیں ملکہ انجم ماہ رخسار کی بھی جلیں بعض بیہوش ہو گئیں ہنگامۂ سحر گرم ہوا برق چمکی
رعد گرجا ملکہ انجم ماہ رخسار مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہے جس ساحرہ پر جا پڑی اُسنے سحر کیا
انجم نے ماش کا دانہ مار کر اسکو پھونک دیا ایرج نے دو تین جادوگرنیوں کو مارا تھا کہ انور جادو
طرف ایرج کے چلی آواز دی خبردار اے مسلمان تجکو یہ لیاقت ہوئی تلوار کھینچکر آیا کیوں قضا
آئی ہے ساحران طلسم اسکندری کا خون تیری گردن پر ہے اب تیری قضا قریب ہے ایرج نے چاہا
جا پڑوں اس ملعونہ کو زباندرازی کی سزا دوں انور جادو نے بہ تعجیل سحر کیا تلوار ہاتھ سے ایرج
کے گر پڑی زمین نے پاؤں تھام لیے پنجہ پکڑ کر زمین کہ قتل کروں انجم کی نگاہ پڑی بیقرار ہوکر چیخ
نعرہ کیا او ملعونہ کیا کرتی ہے وہ سحر نہیں جانتے اُنپر دست بدعت دراز نہ کر تا یہ کہکے گولا مارا
انور جادو نے گولے کو گولا مارا گولے سے دھواں نکلا برق چمکی سر انور جادو کا اس برق سے
زخمی ہوا ایرج و شاپور تو سحر میں انور جادو کے مبتلا ہو کر گرے مگر انجم ماہ رخسار نے خوب
خوب سحر کیے انور جادو بھی زخمی ہوئی قریب تھا کہ جادوگرنیاں اسکی بھاگیں انجم ماہ رخسار
پنجہ کھینچکے جا پڑی چاہا کہ انور جادو کا سر کاٹ لوں اسوقت انور جادو گھبرائی جلدی میں کچھ اور تو بن
نہ پڑا اس ملعونہ کو خیال آیا کہ میری جھولی میں ڈبیا خاک قبر جمشید کی ہے یہ بات بڑی بھید کی ہے اکثر
گذارش کیا ہے کہ خاک قبر جمشید اگر کوئی شخص افراسیاب پر مار دے تو اسکے بھی قالب پر غبار الم

پچھائے چند ساعت کو بیہوش ہو جائے پس انور جادو نے بہ تعجیل تمام انجم ماہ رخسار کی زبان مین
سوزن دیا کنیزین کچھ بھاگ گئین کچھ قتل ہوئین انور جادو نے ایرج و شاپور و ملکہ انجم کو مع چند
کنیزون کے گرفتار کر لیا سر پہ اپنے ایک بی مرہم جمشیدی کی چڑھالی سو جادوگرنیان لیکر آئی
تھی پچاس قتل ہوئین ملکہ انجم و ایرج و شاپور کو تخت پر ڈال لیا لیکر طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ
ہوئی ایرج کو سلسل و مطوق کر لیا ہے اب جو ایرج نوجوان کی آنکھ کھلی اپنے کو غل و زنجیر مین گرفتار پایا
ایک جانب شاپور ایک جانب ملکہ ماہ رخسار کو دیکھا کہ زبان مین سوزن بیقرار و اشکبار انور جادو
تخت اڑائے ہوئے لیے جاتی ہے ایرج نوجوان نے ملکہ انجم کو بہ نگاہ حسرت دیکھا اشارہ کیا اے ملکہ عالم
تم ہماری محبت مین مبتلائے بلا ہوئین عذر کرکے اپنے کو بچاؤ ہم پر جو گذریگی سمجھا جائیگا رب اکبر ہمکو بھی
قید سے چھڑائیگا انجم نے کہا اے شہریار کیا اپنی جان مجکو ایسی عزیز ہے کچھ کنیز کا خیال نہ کیجیے یہ قید رہائی سے
بہتر ہے اسوقت شاپور کی بیقراری ایرج کی اشکباری انور نے جو عاشق و معشوق کے اشارے
دیکھے جل گئی کہا کیون بی انجم تمھارا بھی ستارہ گردش مین آیا ہمارے دشمن کو گھر مین جگہ دی صاحب
کو ہمارے قتل کیا مرات جادو نے قصور کیا ہے مین دشمن کو قید نہین کرونگی پہونچتے ہی دار پر کھینچ دونگی
سر انکا لیکر خدمت مین شہنشاہ طلسم ہوش ربا کے پہونچاؤنگی اس نگوڑے کے سحر مین چھوکری مبتلا ہے
اسکے قتل سے اسکا بھی علاج ہوگا انجم نے کچھ جواب نہ دیا شرما کے سر جھکا لیا مگر ایرج نے جواب دیا
او ملعونہ کیا بکتی ہے ساحران طلسم ہمارے ہاتھ سے قتل ہوے مین تیرا گنہگار ہون اس بیچاری کی کیا
خطا اسکو رہا کر دے ہم سے بدلہ لے یہ بالکل بے خطا ہے اور سحر کیسا ہم سحر و ساحری کو برا جانتے ہین
وہ شاہزادی سحر محبت مین مبتلا ہے سر بیچکر اسنے یہ سودا خریدا ہے انشاء اللہ اسکا بھی وقت رہائی
قریب ہے تو ہمین کیا قتل کریگی انور کنیزون سے کہتی ہے دیکھو تو اس جوان کا دیدہ دلیری حقیقت
مین بیٹا جرأت کا شیر ہے خوف نہین کرتا موت سے نہین ڈرتا اس طرح باتین کرتی ہوئی انور
جادو نہ ایرج و شاپور و انجم طرف طلسم اسکندریہ کے لیے جاتی ہے

دو کلمہ داستان گرفتار دام محنت اسیر محبس محبت فراق دیدہ ہجران کشیدہ دار
و صحرائے رنج و محن یعنی ملکہ بہاران شمشیر زن کے تحریر ہوتے ہین خمسہ ہوس

	در بزم یار بہرہ دشمن گذر کنم		سویم چو بنگرد سوے دیگر نظر کنم	

گر گریہ سر دہد گلۂ درد سر کنم | ترسم کہ از محبت خویشش خبر کنم

با خویش سر گرانی او بیشتر کنم

کیا کیا امید تھی ترے ہاتھوں سے قتل کی | تھی جی میں آرزو کہ ملے آرزو میری

پر کیا کروں نزاکت دل یاد آ گئی | ترسم ز بیوفائی خود منفعل شوی

گر از امید داری خویشت خبر کنم

دیکھا جو میرے حال پہ ہنستے ہیں شیخ و شاب | کھائی قسم پھر آنے کی با وجود اضطراب

پردہ نشین ہوئے نہ کسی طرح سے حجاب | وقت وداع او من دیوانۂ خراب

با ہر کہ روبرو شوم و گریہ سر کنم

کیسا طلوع صبح کہاں ہر منور روز | ہر گھر میں جلوہ گر ابھی وہ آہ دلفروز

کیا کیجیے ہمنشین گلہ جوش تاب سوز | بے طاقتی شوق بہ بین کز برم ہنوز

نہ گذشتہ یار رو روے براہ و دگر کنم

ناصح و نبیل گننے لگے مجھکو شیخ و شاب | ملنے سے میرے کرنے لگی خلق اجتناب

اب مجھکو یاد آئی مری خانمان خراب | رسوا شدم رسید بجائے کہ از حجاب

دیگر بہ پیش او نتوانم گذر کنم

موسیٰ کی طرح جو شین پھرتا ہوں کو بکو | شوق نظارہ سے ہوئی برباد آبرو

افسوس کامیاب نہیں ہو سکا کبھو | سیلی ز شرم عشق بجائم کہ سوے او

با شوق این چنین نتوانم نظر کنم

اس زمانہ میں ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین میں داخل ہین کنیزون کو براے خبر خواجہ عمرو و اسد تا سور روانہ کیا ہی وقت سحر بیٹھے بیٹھے خود بخود دل گھبرایا بارہ دری سے اٹھکر کمرے مین آئی ٹہلنے لگی ہر چند دل کو بہلاتی ہر گز طبیعت قلب زیادہ پاتی ہر یون جو نگاہ اٹھائی تصویر ایرج نامدار رکھی تھی اٹھالی تصویر کو گلے سے لگایا جوش محبت میں عارض پہ عارض رکھدیا شکایت آمیز کلمہ بیساختہ منہ سے نکل گیا کہ ای شہریار کبھی ہمارا بھی خیال آتا ہی اب کی تو آپ بعد عرصہ دراز تشریف لاے مزاج کیسا ہی کیا آجکل کسی ساحر سے مقابلہ ہی طلسم ہوشربا میں تو ہنگامہ برپا ہی

دیکھیے افراسیاب کے پنجہ سے کیونکر بچتے ہیں اب سامان لشکرکشی ہے افراسیاب بر سر کشی ہے آپ طلسم ہوش ربا سے تشریف لیجائیے اب بڑے غضب کے سحر ہونگے یہاں کی خبر ہم آپ کو لکھ بھیجینگے جوش محبت میں دو چار باتیں جو کہیں ایسی محو حیرت تھی سمجھی کہ میں اصل شاہزادہ والا قدر سے باتیں کر رہی ہوں جب جواب نہ ملا جیسے کوئی سوتے سوتے جاگتا ہے اب جو دیکھا سراسر بیجا ہماری تقریر ہے ہمارے ہاتھ میں اس ظالم کی تصویر ہے ولولہ جنوں کا جوش آیا اب بیہوشی سے ہوش آیا قلب تڑپا دل پھڑکا قلب سے شعلے نکلنے لگے استخوان مثل شمع کافوری جلنے لگے سامنے باغ دل داغ داغ ہر نخل نخل آہ غم سے حال تباہ اشعار

گلبرگ کہیں جو دیکھ پایا
دل تجھ سے بسیتر ہوا تنگ

خونناب دل آنکھ نے بہایا
رنگینی بزم کا سبب تھا دھیان

یاد آگیا وہ عذار گلرنگ
جوں بوئے گل اڑ گئے لب و سامان

وحشت کی ترقی ہوئی دل سے کہتی ہے طرف صحرا کے چلو یا چشم محبوب میں آہوان صحرا سے دل بہلائیں تا بہ وحشت نجد جائیں قیس مجنوں سے پوچھیں کیوں بدنصیب تو نے عمر کیونکر کاٹی شب فرقت کیونکر بسر ہوتی ہے یہ تو ظاہر ہے کہ تڑپ تڑپ کے سحر ہوتی ہے کیا کھایا کیا پیا اتنی تک کیونکر جیا یہاں تو زندگی دشوار ہے دل تردد منزل بہت بیقرار ہے نظم دیگر

اب عشق ہوا ہے مہرباں پھر
سینہ میں خلش سی ہو رہی ہے
پھر داغ کہن ہے تازہ و تر
پھر چہرہ بنا ہے زعفران زار
پھر آنے میں غش پہ غش جو ہیں
پھر سینہ کا زخم خندہ زن ہے
پھر ہے وہی پیچ و تاب دل کو
دمساز ہے نالہ سحر گاہ
غم کرنے لگا ہے غمگساری
پھر گھر مرے واسطے قفس ہے

جیتا ہے جان ناتوان پھر
پھر پہنچا ہے اب پیام الم کا
پھر زخم جگر ہنسے ہے گل سا
پھر دیدہ تر ہے وقف داماں
پھر ہے وہی بیخودی کا عالم
پھر داغ جنوں سے سر ہے گل
پھر آ رہی ہے اضطراب دل کو
گستاخ ہے آہ خونچکاں پھر
دیتی ہے قرار بیقراری
پھر آنکھوں سے خون دل بہے ہے

پھر دل کو طپش سی ہو رہی ہے
پھر آنے لگا سلام غم
پھر چشم ہے خونفشان خونبار
پھر ہاتھ ہے مائل گریبان
پھر ناوک درد دل شکن ہے
پھر نالہ ہے ہمنوائے بلبل
پھر ہمدم و ہمنفس ہوئی آہ
منہ تکنے لگا ہے کچھ فغان پھر
پھر کوچہ یار کی ہوس ہے
پھر سینہ بھی گرم ساز ہے ہے

ان اشعار کو پڑھکر بیقرار ہو کر زور دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت

ہے بصد شوق سے تو ما دو پٹہ منہ پر رکھکر چیخین مار کر رونی ملکہ شگوفہ سحر ساز وزیرزادی سکے کان مین آواز رونے کی ملکہ کے پہونچی گھبرا کے دوڑی کمرے مین آکے دیکھا تصویر ایرج نوجوان ہاتھ مین رنگ رو متغیر صدف چشم سے گوہر بے بہا سے اشک پیہم جاری ہین ہچکی لگ گئی تھی منہ سے بات نہین نکلتی شگوفہ دوڑ کر قدمون سے لپٹ گئی بلائین لینے لگی کہا حضور ہمارے خدا خیر تو ہی ہرچند شگوفہ پوچھتی ہی ملکہ کے منہ سے بات نہین نکلتی گل سا چہرہ کمھلایا ہوا ہاتھ پاؤن ٹھنڈے آہ مین گرمی قریب ہی روح قالب سے نکلجا سے جب تو شگوفہ نے کہا واری مین ابھی اپنے کو ہلاک کر دونگی جلد مجھ سے کلام کیجیے بات کا جواب دیجیے پھر آپ کچھتا ئینگی کون سا ایسا مقدمہ ہی کہ جسکا انتظام لونڈی سے نہین ہوسکتا حضور نے سحر اسقدر تعلیم کیا مہر اپنا کہلوایا پروردگار نے اپنی عنایت سے روپیہ پیسہ سب کچھ مرحمت فرمایا ہی لونڈی سمجھ چکی ہی اب تک مین اس مقدمہ مین تامل کرتی تھی چاہتی تھی حضور بہل جائین جب دشمنون کا یہ حال ہی پھر ہین جستجو مین کیا عذر ہی مفصل فرمایئے آپ ہم سے کیون چھپاتی ہین لونڈی تو آپکی ابتدا سے رازدار ہی جب شگوفہ نے اس طور سے کہا ملکہ بران نے ضبط کر کے فرمایا کیا بیان کرین ناحق کی وحشت ہی محبت مین عقل کی حماقت ہی آج شام سے طبیعت ایسی گھبرائی اُنکی یاد آئی مین سوختہ بخت آپ ہی آپ راز و نیاز کرتی ہون زندگی کے دن مر مر کے بھرتی ہون اسی پریشانی مین کمرے سے تصویر اُٹھالی حضرت عشق کے نیرنگ آشکار ہین صاف یہ ثابت ہوا کہ خود وہ سامنے موجود ہین وہ جو دل مین حالتین پڑی تھین وہی باتین کین اب جو ہوش آیا تصویر کو ہاتھ مین پایا اب یہ ضرور خیال ہی کہ دشمنون پر غم و ملال ہی یا اُنپر کسی نے نگاہ ڈالی میری داہنی آنکھ پھڑکتی ہی یا خدانخواستہ کچھ ہاتون پر اُنکے صدمہ پہونچا ہاتھ پاؤن مین اینٹھن ہی قلب بےچین ہی آٹھ پہر لڑائی اُنکا کام ہی اسی کا بد انجام ہی یہ سیدھے سادے سپاہی کفار مکار غدار ہر وقت در پے آزار گھوڑے مکر کرین عیارون سے کام لین ساحرون کو پھر مدد یا نٹین چھپ کے قتل کرین چاہتے ہین راہ مین کنوئین کھودین حافظ حقیقی اُنکا مالک ہی ای شگوفہ دل تو یہ چاہتا ہی کہ مین خود جاؤن ایک نگاہ دیکھ آؤن لیکن اس زمانے مین خواجہ عمرو برائے تلاش لوح گئے ہین قبلہ و کعبہ قصر مرات مین اکثر جاتے ہین مجکو بھی جستجو ہے خواجہ عمرو ضرور ہی اگر جاؤن رنج و ملال اُٹھاؤن قبلہ و کعبہ کی نگاہ پڑ جاے ستارہ شناسی سے ثابت ہو اپنی جان کا کیا خوف زیادہ غصہ کرینگے

قتل کروا لینگے ہم خود چاہتے ہین زندگی بیکار ہی سر جسم پر سراسر بار ہی مگر قلق یہ ہی کہ قبلہ و کعبہ کہین اس پر نہ دست انداز ہون اور بیشک قبلہ و کعبہ کبھی گوارا نہ کرینگے صاحبقران سے فساد ہوگا ایک ایک مسلمان کو جان بچانا مشکل ہو جائیگی پھر ہماری طبیعت کیونکر تسکین پائیگی ای شگوفہ اگر ممکن ہو تو تم تکلیف کرو اپنی آنکھون سے دیکھ آؤ مین اپنی طبیعت کا امتحان کر چکی کئی مہینہ ہوے اسی طرح گھبرائی سر ہتیلی پر رکھکر واسطے دیکھنے کے چلی تھی اسکا کیا ایک پہاڑ پر پہونچی حقیقت مین وہ قید ہو گئے ایک کنیز شوخ چشم جادو کی نام لیے جاتی تھی مین نے اسکو قتل کیا جا کر انکو قید سے چھڑایا وہی آج بھی طبیعت کا حال ہی دیکھو رات کیسی بہانہ ہو گئی شگوفہ نے کہا حضور لونڈی ضرور جائیگی مفصل خبر لائیگی ملکہ کو سمجھا کے بہلانا شروع کیا شگوفہ نے یہ بھی کہا اتنی رات بسر ہو بہت جلد جاؤنگی ملکہ سے بہدرو کہکے خبر لیکر آؤنگی ملکہ نے جو شگوفہ کو مہربان پایا ذکر اسکا شروع کیا

نظم مصنف

اگر کڑھتی تھی اپنی بے بسی پر
فرقت کی وہ رات تھی بلا کی
افراط غم و ملال کی تھی
ناگاہ ہوئی سحر نمودار
چھپنے لگا انجم جھلملا کر

جیون تیون شب ہجر کی بسر کی
تکلیف اٹھائی انتہا کی
گویا وہ شب تھی امتحان کی
گل ہو گئی شمع ماہ اکبار

اگر روتی تھی اپنی بے کسی پر
تڑپی بستر پہ تا سحر وہ
وہ نصف شب الوصال کی تھی
منزل وہ غضب تھی امتحان کی
نکلا گل صبح کھلکھلا کر

وہ سحر فراق دل مین معشوق سے ملنے کا اشتیاق طائرون کی نغمہ سرائی سے سر پیٹنے لگا اور زیادہ دل گھبرایا کہا شگوفہ دیکھو تو آج صبح کو باغ مین نیا گل کھلا ہی بالکل ویرانہ معلوم ہوتا ہی

نظم مصنف

صورت اسکی بگڑ گئی ہی
سنبل کچھ پیچ کھا رہی ہی
سنتا ہی وہ کب کسی کی فریاد
تھے مین تالسان بجاتے
سیوتی خوشبو اڑا رہی ہی
تھے پھل پھول شاخ ڈالی
یان کون ہی دوستدار اپنا

سوسن نہین لب تمک ہلاتی
کس بل اپنا دکھا رہی ہی
بلبل ہی دید گل مین مشغول
طوطے ہاتھون کے ہین اڑاتے
شبو دم صبح بھر رہی ہی
غم سے نہین انہین کوئی خالی

شبنم پہ تو اوس پڑ گئی ہی
نرگس نہین آنکھ بھی ملاتی
سرکش ہی ہر ایک سرو و شمشاد
خوشبو سے ہی اپنے مست ہر پھول
چنپا تیزی دکھا رہی ہی
سجدہ ہر شاخ کر رہی ہی
کس سے کہون حال زار اپنا

شگوفہ نے فوراً لباس سحر ذات پر آراستہ کیا قدمون سے لپٹ کر

کہا لیجیے آپ کیون گھبراتی ہین دل کو تسکین دیجیے ہونڈی تیزروی سے جائیگی بحکم جامع المتفرقین خبر انکی لیکر آئیگی آپ کو حقیقت مین جاب بھی چاہیے کہ قصر جمشیدی مین جاکر خبر خواجہ عمرو دریافت کرین انکی مرتبہ مقام سخت وصعب پڑگئے ہین خدا خواجہ کی جان بچائے اس مطلب سے دل کو مطمئن کیجیے یہ مین بھی بخوبی آگاہ ہون کہ وہ منتظم لشکر اسلام ہین انھین کے دم سے سرداران ذیشان کو آرام ہی ہر جنگ مین اپنا سینہ سپر کرتے ہین دور دور جاکر لڑے کہان کہان معرکے پڑے اگر لشکر مین ہونگے مین صورت بدل کے کسی عیار سے حال پوچھونگی جس ملک پر جانا انکا ثابت ہوگا وہین اپنے کو پہونچاؤنگی ایسی دلدہی کرکے شگوفہ نے سمجھایا کسی قدر دل کو اطمینان ہوا کہا اچھا تمکو خدا کے سپرد کیا شگوفہ ایک طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر برائے جستجو ایسی نوجوان چلی جب شگوفہ چاہتی ہو کہ طاؤس کو اڑاؤن ملکہ کہتی ہو شگوفہ ٹھہر جا ہماری طرف سے بہت بہت مزاج پرسی کرنا مگر اسطرح نہ پوچھنا کہ اشتیاق ہمارا ثابت ہو نہین پھول جائینگے اور راگ لائینگے سمجھینگے پران ہم پر مرتی ہی بلکہ یہ کہنا کہ یہ سال نے بیان کیا کہ جسکے نام مین اول الف ہو اسکے لیے زمانہ خلاف ہی ہیچ سے ملکہ نے فرمایا ہین خواجہ کی خاطر داری ہے بطور گردش فلکی انکے لیے کچھ ضرر ہی جبرئے آؤ کسی صحبت مین ہون تو بچاؤ کہنا اس وجہ سے میرا آنا ہوا شگوفہ نے کہا حضور مین سمجھ گئی اسی طور سے کہونگی یہ کہکر شگوفہ نے قصد کیا چند قدم چلی تھی ملکہ نے کہا شگوفہ ایک بات اور سن تو شگوفہ پلٹ آئی کہا حضور فرمائیے کہا شگوفہ اگر تمہاری صلاح ہو تو ایک نامہ بھی لکھدین مین نے ایک دن چند شعر نظم بھی کیے تھے مسودہ رکھا ہی مین ابھی صاف کردون زبانی تو کہوگی وہ پرچہ بھی دیدینا پڑھکر خوش ہوجائینگے انھین کے پاس وہ کاغذ ریگا ہر چند کہ ہرجائی ہین لیکن اس کاغذکو بہت احتیاط سے رکھینگے انکو ن سے لگائینگے اور ٹھکرجائی ہن سے مجھے کیا کام ہو جس سے چاہین دل لگائین اپنے کو بہلائین یہ مین خوب جانتی ہون اگر خدا نے اپنا فضل شریک حال کیا اور طلسم ہوش ربا فتح ہوا اور خواجہ نے صاحبقران سے کہکر اس شادی کی تقریب کرائی اور یہ بات راس آئی حسبدن مین جاؤنگی سب حرامزادیون کو نکالدونگی وہ خود بھی کسی محل مین نہ جائینگے خود میرے والد اقرار نامہ لینگے مین تمکو سمجھادونگی پہلی شرط یہی لکھوانا کہ رات کو کہین نہ رہین شگوفہ نے کہا واری وہ دن تو خدا دکھائے شہنشاہ پر کیا موقوف ہی کیا سلطنت آپ کی ہو تو ثبت ہی برا کہا لکھوا دیتے دکیلون سے

صلاح کرکے پانچسو روپیہ سکہ اسکا سب پر اقرارنامہ ہوگا رجسٹری بھی کرا دونگی دولہا میان کو بڑے کنوین جھنکا دونگی وہ شرطین لکھی جائین کہ بیان او کس نہ سکین یہ جو شگوفہ نے کہا خوشی سے ملکہ پران کا چہرہ سرخ ہو گیا کہا شگوفہ یہ تو سب کچھ سچ ہی مگر وہ بڑے نازک مزاج ہین واہیات شرطین سنون ورنہ کاغذ پھاڑکے پھینکدینگے تنہائی مین مجھسے شکایت کرینگے اے وزیرزادی کیسا اقرارنامہ سارا دل کا اقرار و مدار ہی لکھنا پڑھنا بالکل بیکار ہی شگوفہ دل مین کہتی ہی کہ اللہ رے جوش محبت دریاے الفت کی طغیانی ہی خدا اسکا انجام بخیر کرے کہا حضور بس باتین ہو چکین لائیے نامہ مرحمت فرمایئے کہا اے شگوفہ ان باتون سے دل بہلتا ہی روح کو لطف ملتا ہی یہ فرماکر اُنھین قلمدان مع کاغذ امین کلک جواہر سلک پنجۂ نگارین مین لیا بجاے روشنائی سواد چشم کو صرف تحریر کیا یہ مضمون باآفت مشحون بر سبیل

نامۂ اشتیاق از طرف ملکہ بران شمشیرزن برای ایرج صف شکن

اے کشتۂ تیغ دلربائی ‏ وے خستۂ رسیا جدائی ‏ اے آہوے وادی مودت
آوارۂ دشت رنج فرقت ‏ اے ماہ سپہر عشقبازی ‏ اے یکہ سوار ترکتازی
اے بلبل گلشن محبت ‏ اے قمری سرو باغ محنت ‏ مجھسا کوئی بے وفا نہ دیکھا
مجھسا کوئی باوفا نہ دیکھا ‏ اس بات پہ ہو نہین تیرے عاشق ‏ سچ سمجھو اسکو میرے عاشق
گر یاد رہے یہ بات تجھکو ‏ گر دور کہین سمجھکے مجھکو ‏ وان آنکھ کسی سے گر لگائی
تو جان لو اسمین موت آئی ‏ ولیکن اگر آرزو کچھ آئی ‏ تو تیرا ہی خنجر جدائی
گر ہاتھ ہوے کسی کے پابوس ‏ برسون ہی ملوگے دست افسوس ‏ فرقت مین جو ہوے تو خبردار
رکھنا مری یاد سے سروکار ‏ اسکی ہمکو کیا ضرورت ہی جھگڑون سے طبیعت کو نفرت ہی تمہاری

خیر و عافیت سے کام ہی کچھ دل مین خیال آیا اسوجہ سے شگوفہ کو روانہ کیا اگر صلحت ہو جواب ضرور تحریر فرمایئے گا الخط نصف الملاقات ہی زیادہ آرزوے ملاقات مسرت آیات راقم الحروف مہجور پر محن ملکہ بران شمشیرزن آفتاب جرأت و ہمت ہمیشہ تابان و درخشان رہے دوست شاد دشمن پامال ہون جنگ مین ظفر حاصل ہو شکر خدا ہم بھی خیر و عافیت سے ہین جو گذرتی ہی اُسکا لکھنا مناسب نہین عرصۂ دراز مین نامہ تحریر فرمایا ملفوف کرکے سرنامہ پر مہر کرکے کہا لو ہوا شگوفہ شگوفہ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا بہ تعجیل جانا بہت جلد واپس آنا شگوفہ نے

نامہ لیکر جھولی مین رکھا طاؤس زرین بال پر سوار ہوکر بجستجوے ایرج نوجوان روانہ ہوئی تحریر
کرچکا ہون کہ انور جادو ایرج وشاپور شیردل و انجم ماہ رخسار کو قلعۂ انجم حصار سے گرفتار کرکے
لیکر چلا چونکہ طلسم کی راہ دور ہی ایک پہاڑ پر اُترکر گھڑی دم لینے لگی پچاس جادوگرنیان ساتھہ تہین جب
اس کوہ فلک شکوہ پر اُتری ایرج وشاپور زنجیرہاے سحر مین مسلسل ہین انجم ماہ رخسار کی زبان
مین سوزن انور جادو کو بڑا غصہ ہی کہا کیون بی انجم تم ہماری صاحبزادی کی سوت نہین کچھہ مالک کا
خوف نہ آیا تم جانتی ہو مرأت جادو آتشین مزاج ہی فوراً تمکو قتل کریگی اور اس نگوڑے کی
بوٹیان کاٹی جائینگی جب تک یہ قتل ہنوگا سر سے لڑکی کے بھوت کیونکر اُترے گا خیر تو قدمون پر
گر مذہب سے خداے نادیدہ کے تائب ہو اب کبھی ایسی حرکت نہ کرنا انجم نے کہا کیا بیہودہ
بکتی ہو مین اپنے دل کا اختیار ہی سامری جمشید کیا کہتے تیرے سگے بہنگے انکو کیا کوئی خدا جانے
لائق لعنت مین کندۂ جہنم ناری باغی طاغی دشمن خداے عالم یہ کلمات غصہ مین جو انجم نے کہے انور
جادو نے حکم دیا کہ اس زبان دراز کا سر کاٹ لو ہمارے سامنے یہ باتین کنیز تیغ کھینچکر چلی ایرج نوجوان
کو تاب نہ آئی کہا او انور جادو اُس بیچاری کی کیا خطا ہی مجکو قتل کر میرے ہاتھہ سے طلسم اسکندری
کے ہزارون جادوگر مارے گئے اُنکے خون کا بدلہ لے اُسنے کسکو مارا کسکو قتل کیا سوزن کا رشتۂ
حیات قطع ہو چکا تھا جہنم واصل ہوئی انور نے غصہ مین دوسری کنیز سے اشارہ کیا کہ اسکا بھی
سر کاٹ لے مین مطمئن ہوکر ہواکے پاس جاؤن اپنی صاحبزادی شیشۂ مے نوش کو بعیش و فرحت
دیکھون دوسری کنیز طرف ایرج نوجوان کے تلوار کھینچکر بڑھی شاپور تڑپ گیا آواز دی او ملعونہ
یہ میرا آقا ہی مین اسکا نمکخوار ہون پہلے مجکو قتل کر انور نے کہا کہ موسے مونڈی کاٹے کیا مین تجکو
زندہ چھوڑونگی اسوقت اُس کوہ فلک شکوہ پر عجب طرح کا غلغلہ ہوا ایرج نوجوان نے عالم یاس
مین دعا کی پروردگارا ملکہ انجم ماہ رخسار بے سبب ہماری محبت مین قتل ہوتی ہی ہم نے تو راہ جہاد
مین قدم رکھا جب تیغہ پر ہاتھہ ڈالا موت کا مزہ چکھا مرنا جینا یکسان ہی ہر حال مین تیرا احسان
ہر وقت بیکسی و بیبسی مین تو معین و مددگار ہی سب طرح کا تجکو اختیار ہی بیقرار ہوکر ایرج نے
دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا غنچۂ آرزو کھلا نخل تمنا سرسبز ہوا باغ رنج و ملال مین ہواے عیش
چلی گل پژمردۂ خاطر کھلا ملکہ شگوفہ سحر ساز مثل نسیم بہار آکر پہونچی صداے نوحہ و شیون گوش زد

ہوئی نگاہ اُٹھا کر دیکھا شاہزادہ ایرج کو زیر شمشیر پایا ایک ساحرہ کلمات سخت و سست کہ رہی ہے آنکھوں
کے نیچے اندھیرا آگیا جی مین کہتی ہوی شگوفہ حقیقت مین دل سے دل کو راہ ہے وہ جو ملکہ عالم فرماتی تھین
شاہزادے پر کوئی افتاد پڑی وہی حال بہ ملال آنکھوں سے دیکھا وہین سے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار
اگر شاہزادے کا ایک رونگٹا بھی کم ہوا تو ہم بھر کو تجھے قتل کرونگی نہین جانتی کہ ہمارے شہنشاہ
گیتی ستان صاحب جاہ و توقیر یعنی کوکب روشن ضمیر ان سب صاحبوں سے تعلق رکھتے ہین سر
اُٹھا کر جو انور جادو نے ملا شگوفہ وزیرزادی کو دیکھا تو بخوبی آگاہ ہے کہ کوکب سے اور مسلمانان
سے رسم و راہ ہے ترنج زرنگار ہاتھ مین لیکر اُٹھی شگوفہ پر سحر کیے اپنے نزدیک آگ بجھائی شگوفہ
ہنس پڑی شعلہ بھول نہلے کرتے کرتے شگوفہ نے ایرج پر سے قید سحر دور کی شاپور کو بھی رہا
کیا ایرج نے آواز دی ای شگوفہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو بچانا شگوفہ نے جو پلٹ کر اس حسین کو دیکھا
مسکرا کر کہا حضور یہ کون صاحب ہین مین انکو کیون رہا کرون اسی طرح قید مین انکو سامنے اپنے
مالک کے بٹھاؤنگی اگر وہ سمجھ لینگی کہ گنہگار نہین ہے خود ہی رہا کردینگی ورنہ سزا سے معقول ملیگی ایرج
نے کہا ملکہ شگوفہ یہ ہماری خیرخواہ ہے اسنے ہماری جان بچائی شگوفہ نے کہا خیرخواہی کر کی خطا اس سے
زیادہ ہے ایرج نے خود ہر چند کہ ملکہ انجم ماہ رخسار کی زبان سے سوزن نکالا اب تو انجم بھی لڑنے لگی
مگر شگوفہ کسی کے سحر کی کب محتاج ہے تعلیم کردۂ ملکہ بہاران ہے شعلہ جوالہ لڑتی بھڑتی سحر کرتی انور جادو
پر جا پڑی انور نے کیسے کیسے سحر کیے شگوفہ نے سب دفع کیے آخر پنجہ کھینچکر شگوفہ پرانی ہاتھ مارا
اسنے سپر سحر کو اُٹھا دیا زبان سے کچھ اسم پڑھا تلوار اسکی سپر مین اُلجھکے ٹوٹی پہلے ہی شکست ہوئی
اب شگوفہ نے نعرہ کرکے پنجہ سحر مارا انور جادو نے چاہا ہے شون جان بچاؤن مگر شگوفہ کب جانے
دیتی ہے پنجہ سے کب پناہ ملتی ہے انور کے دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا ہوگیا آگ برسنے لگی بعد عرصہ دراز
آواز آئی کشتی مرا نامم بُد انور جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم دس
کنیزین قتل ہوئین چالیس کنیزین الامان کہتی ہوئین ایرج کے قدمون پر گرین مطیع الاسلام ہوئین ملکہ
شگوفہ نے اس کوہ فلک شکوہ پر فرش پرتکلف آراستہ کیا ایرج نوجوان کو لاکر بٹھایا ملکہ انجم ماہ
رخسار پر جو ظاہر ہوا کہ ملکہ بہاران شمشیر زن کی وزیرزادی ہے فریفتہ ہوئی آکر بیٹھی مگر خائف کہ دیکھیے
کیا ہوتا ہے اب شگوفہ نے ایرج نوجوان کے سر سے بلائین لین ترقی جاہ و حشم کی دعائین

وہیں ایرج نوجوان شگوفہ کو دیکھ کر مثل گل شگفتہ ہوئے مسکرا کر فرمایا کیوں شگوفہ کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا عرض کی ای شہریار کیا گذارش کروں دیکھیے اس نامہ کو پڑھیے اور جواب بھی ضرور تحریر فرمائیے
دو دن سے ملکہ عالم کو انتشار ہوا فرمایا تھا کہ ای شگوفہ کوئی خرابی وہاں ضرور ہے دیکھ آ کے دیکھا
حقیقت میں دختر روشن ضمیر ہی ایرج نے نامہ کو لیکر کھولا آنکھوں سے لگایا چھاتی سے زخم دل کا جاگر
کلیجے پر رکھا مضمون کو پڑھا انجم دیکھ رہی ہے کہ نامہ پڑھنے میں شاہزادے کے ہوش درست نہیں
ہیں کبھی آہ کبھی واہ فرماتے ہیں شعر من دانم و دل داند گر نامہ چہا دیدم ۔ صد بار زبیتابی در خود
پیچیدم ۔ یہ شعر کبھی بیقراری میں ورد زبان ہے شعر قاصد رسید و نامہ رسید و خبر رسید ۔ در حیرتم
کہ جان بکدامی کنم نثار ۔ اللہ رے جوش نامہ پڑھنا دشوار ہوا اور انجم ماہ رخسار کا خیال ہے معشوق
کے بدنام ہونے کا ملال ہے اسوجہ سے ضبط کر رہے ہیں مگر ضبط ممکن نہیں عرصہ دراز میں نامہ ختم کیا
شگوفہ نے کہا اب یہ ارشاد فرمائیے کہ آپ کا کیا قصد ہے ایرج نے کہا میں طلسم اسکندری کی جانب
جاؤنگا شگوفہ نے کہا ای شہریار بدون حصول لوح کیونکر رسائی ہوگی ایرج نے کہا تم ملکہ سے عرض کرو
مجھے وہاں تک جانا ضرور ہے جانے میں فتور ہے شگوفہ نے کہا اچھا اب تامل فرمائیے کہ میں جا کر ملکہ عالم
سے عرض کروں مرات جادو بھی وہاں کی خراج گزار ہے کیا عجب ہے کہ گردن تابی کر سکتی ہے ہزار طرح سے
تدبیر لوح ہو جائیگی ایرج نے کہا ای شگوفہ یہ غیر ممکن ہے اگر حیات مستعار باقی ہے پروردگار پہونچا ئیگا
طلسم بھی فتح ہو جائیگا شگوفہ سوچی یہ ابھی جاہل ہیں آسمان جرات کے ماہ کامل ہیں انکو آگاہ نہ کرو
وہاں چلکے تدبیر کیجائیگی کہا ای شہریار آپکو اختیار ہے جواب نامہ مرحمت ہو یہ کنیز خدمت سے رخصت ہو
ایرج نوجوان نے اسی بیتابی میں قلم فراق رقم کو دست گریبان گیر عشق سے اٹھایا بکمال اشتیاق لکھا

نامہ اشتیاق آمیز ایرج نوجوان بطرف معشوق مہان

ای نوگل باغ شادمانی	نوبادۂ گلشن جوانی	شاہنشہ ملک کامرانی
ای زینت باغ زندگانی	ای تازگی دماغ عاشق	پرسازی ایاغ عاشق
ای تازہ شمیم گلشن عشق	ای نور چراغ روشن عشق	ای موجہ نکہت گل عشق
ای سوزش شمع محفل عشق	ای تاب و شکیب بیقراران	کاہنده قلوب دل فگاران
ای شعلۂ ناز فتنہ بازی	ماہر فنون سحر سازی	ای غیرت آسمان گلشت

ای گوہر بحر درج حشمت
ای ماہ سپہر عشوہ و ناز
زیبائش تاج مشکبویان
سرمایۂ عیش و کامرانی
ہو جائے شفا جو ہووے بیمار
ہی دن کو قرار اور نہ شب کو
ہی رات کو شغل اشکباری
پایا گر باغ مین ٹھکانا
وان سے بھی اُدھر ہی کے بہانا
دیکھا شمشاد کو جو بارے
کھٹکا جی مین یہ اپنے کانٹا
بلبل کو قفس مین گل جو دیکھا
ہی سحر نگاہ کا یہ مارا

خورشید سپہر جاہ و اقبال
بیباک زمانہ شوخ و طنّاز
سر حلقۂ زمرۂ حسینان
بخشندۂ عمر جاودانی
ہو بعد سلام شوق دیدار
ہی فکر یہی کہ وصل کب ہو
گاہے لب جو بحالت زار
جب کرو ہین اشک کو بہانا
گذری جو نظر سوئے سنبل
جلنے لگے دل پہ رکھ کے آرے
لائی ہی نسیم نکہت بو
اک نالۂ سرد دل سے کھینچا
منھ کرکے سوئے چرخ ہی بارا

آسائش قلب مضطرب حال
ای نور جمال ماہرویان
سرکردۂ بزم نازنینان
ای صحبت صاحبان آزار
ای جان جہان یہ تم پہ اظہار
دن بھر رہتی ہی بیقراری
گاہے سر کو بشکل بیمار
یہ سرو سے خوب سا لپٹنا
آیا سر مین خیال کاکل
توڑا کوئی پھول بھی چمن کا
گل پھولے مین جب بیابان پہ ہرسو
نرگس کرتی ہی یہ اشارا
پڑھتا ہون یہ ولولے مین اشعار

فراق مین یہ غم بیحساب ہی دل کو — ستم کہ زندگی کی طرف سے جواب ہی دل کو
نہ دن کو چین نہ راتون کو خواب ہی دل کو — خیال یار مین کیا اضطراب ہی دل کو
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

جدائی اُسکی خدایا بہت ستاتی ہی — علاج کیجیے کیا کچھ نہین بن آتی ہی
اجل بھی ہجر مین صورت نہین دکھاتی ہی — نہ یار آتا ہی مجھ تک نہ جان جاتی ہی
نہ اُسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

کرون جو ضبط تو دل کی طپش سے گھبراؤن — خلاف وضع ہی گر کچھ زبان پر لاؤن
فراق یار مین جی کسطرح سے بہلاؤن — غضب مین جان ہی کس سے کہون کہان جاؤن

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار نے کیا کر رکھا ہی حال تباہ
تڑپتا رہتا ہوں بسمل کی طرح شام و پگاہ
کوئی نہین مری فریاد کو پہونچتا آہ
پڑی ہی جان حزین کس بلا مین یا اللہ

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

فراق یار کا صدمہ غضب ستاتا ہی
جو اسکو کہیے تو وہ گالیان سناتا ہی
سدا وصال کا شوق اپنی جان کھاتا ہی
خموش رہیے تو منہ کو کلیجہ آتا ہی

نہ اسکا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دل کو
عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو

ای غنچۂ باغ مہر و وفا و ای رنگ و بوے گل حدیقۂ شرم و حیا اگر حال فراق تحریر کردن قلم سے شعلے نکلین آتش فراق دست و پا کو جلا دے آرزوے دل کو خاک مین ملا دے اس شعر پر خاتمہ کیا

قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش
حسن این قصۂ عشق ست در دفتر نمی گنجد

یہ نامہ ملفوف کرکے ملکہ شگوفہ کو دیا شگوفہ نے کہا ایک ہفتہ تو اس جگہ پر مقام کیجیے مین بہت جلد نامہ لیکر حاضر ہونگی ایرج نے کہا اب وہ دانہ کے اختیار ہی انسان مجبور ہونا چاہی شگوفہ تو نامہ لیکر روانہ ہوئی بعد جانے شگوفہ کے چالیس کنیزون نے جو اطاعت کی خدمت مین حاضر ہین مگر سہم جادو کی صاحب بی انور کی تھی بیٹھے بیٹھے سوچی کہ بچپن سے ہم نے نمک ملکہ انور جادو کا کھایا انجم ماہ رخسار و ایرج نے ہماری ملکہ کو قتل کرایا افسوس ہی کہ اپنی جان بچائین جیکر دشمنون کے ساتھ چین کرین انسانیت سے خلاف ہی جلکر ملکہ مرات جادو کو خبر کرنا چاہیے کہ لاشہ ہماری بی بی کا جنگل مین پڑا ہی ارتھی بھی نصیب نہوئی دس بیس لڑکیان نہ ممکن تھین کہ بی بی کو اپنی جلا سکے کریا کرم بھی نہوا تھے برہمن بھی نہ آسکے ہم اپنے مالک کا مردہ نہ اٹھا سکے یہ سوچکر کسی حیلے سے پہاڑ سے اتری طرف طلسم اسکندریہ کے روانہ ہوئی بعد اسکے جانے کے شاہزادے نے ملکہ انجم سے کہا کہ ہم زیر کوہ جا کر ایک آہو شکار کرین اسکے کباب لائین انجم نے کہا آپ کیون تکلیف کرین مین ابھی

جا کر سحر سے جتنے جانور فرمایئے گرفتار کر لاؤں ایرج نے کہا نہیں وہ جانور ذبح کرنیکے لائق نہیں جنے
میں ابھی لایا شاپور نے شاہزادے کے واسطے مرکب حاضر کیا باقی کنیزیں جو دل سے مطیع ملکہ انجم
ہو چکی ہیں وہ خدمت میں حاضر ہیں ایرج واسطے شکار کے چلے شاپور ساتھ ہو لیا ملکہ نے کہا اے شہسوار
دور نہ جایئے گا ایرج نے کہا سامنے صحرائے سبزہ زار ہے دل میں ہوائے شکار ہے بہت جلد واپس آؤنگا ملکہ
انجم نے شراب وغیرہ عمل کی انتظار میں شاہزادے کے بیٹھی ایرج برائے شکار صحرا میں آئے تھوڑی دور
چلے تھے دیکھا ایک آہو چرنے میں مصروف ہے ایرج نے چاہا تیر ماریں آہو کنوتیاں بدل کے بھاگا ایرج
نے گھوڑے کو کوڑا مارا گھوڑے نے طرارہ بھرا آگے آگے آہو عقب میں یہ جوان خوشرو تھوڑے عرصے
میں شاپور کی نگاہ سے ایرج نوجوان مخفی ہوئے ڈھونڈھتا ہوا شاپور چلا مگر ایرج نے دو گھڑی
اس آہو کا پیچھا کیا قریب ایک باغ کے وہ آہو آکر پہونچا آہو نے جست کی دیوار باغ کو پھاند گیا
ایرج کو غصہ از حد تھا گھوڑے کو زانوؤں میں مسلا چار دن پتلیاں جھاڑ کر مرکب بھی دیوار کو پھاند گیا
باغ میں داخل ہوئے ایک گوشہ میں لا کر مرکب کو ٹھہرایا دیکھا آہو چھلانگیں مارتا ہوا جاتا ہے صحن باغ
میں پہونچا ہے ایرج گھوڑے سے کود پڑے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر کھینچ کمان میں پیوست کیا
تاک کے مارا اسکے پیچھے پر پڑا تو سرکے پار گذرا آہو پھرا کے گرا ایرج سمجھے ایسا نہو تڑپ کے مرجائے
ذبح کر لیں کھینچکر جا پڑے آتے ہی لب ہائی پہونچایا چاہا کہ اسکو لیکر لپٹیں پہلو سے آواز آئی او بے ادب تو
کون ہے ایرج نے دیکھا ایک ساحرہ مع چالیس جادوگرنیوں کے بیٹھی شراب خواری کر رہی ہے اسنے
للکارا ہے اب جو اسکی نگاہ جمال ایرج پر پڑی عاشق ہو گئی کہا اے جوان تو نے خوب کیا آ صحبت میں
بیٹھو اسکے کباب تیار کریں شراب بھی حاضر ہے شہر شہر کے میوہ جوانی کے مزے ہوں یہ کہکے اٹھ
کھڑی ہوئی ایرج حیران حیران دیکھ رہا ہے کہ یہ ملعونہ کیا کہتی ہے وہ چبوترے سے کود کے قریب آئی
ایرج کا ہاتھ تھامنے لگی ایرج نے کہا او فاحشہ شاہنشین کی ہیں اسنے کہا اے جوان ثمرات جاہ و
میرا نام ہے اس صحرا کی مالک ہوں سحر و ساحری میں یکتا صاحب مہر و وفا مال و اسباب بے حساب
جمع ہے مرکب واسطے معقول جو تاجر ادھر سے نکلا اسکو لوٹ لیا چھین کر سلطنت کر سلا مال و اسباب
تیرے ہی واسطے جمع کیا ہے یہ کہکر چاہا لپٹ جائے بوسے لے سلطا ایرج نے ایک طمانچہ مارا اس زور
سے منہ پر ثمرات کے پڑا کہ زمین پر گری گال اسکا سوج گیا غش مرغ بسمل تڑپی اب جادونی غصہ

مین کہتی ہوئی او موے مونڈی کاٹے تیرے ہاتھ کاٹون تو نے تو مار ہی ڈالا ہوتا سامری جمشید
نے بچالیا ایرج نے چاہا کہ اسے جھپٹکر جا پڑون اسکو قتل کرون اب بھلا وہ تلوار کب کھاتی ہے اٹھتے ہی ایک
دانہ ماش کا مارا ایرج زمین پر گرے ہاتھ پاؤن بیکار ہو گئے ثمرات جادو نے آواز دی اس نگوڑے
کو گرفتار کرو جادوگرنیان کشان کشان ایرج کو لیکر چبوترے پر آئین ثمرات تو آنکر مسند پر بیٹھی مگر کلیجا سوجا ہوا
غصہ مین کانپ رہی ہے ایرج کے ہاتھ پاؤن بیکار سامنے جادوگرنیون نے لاکر بٹھا دیا اب ثمرات جادو
اپنے گال سینک سالک سے سنبھلی متوجہ ہوئی کہا او نوجوان ناسمجھ مجھ ایسی حسین روپے والی تجھسے
خواہان وصل ہے اب تو تیرا ناز بھی اٹھا چکی اب کیا انسان ہے کتنا میدان لے ورنہ قسم ہے سامری جمشید
کی بوٹیان کاٹ کر تیرے کباب کھاؤنگی اگر تو نے عاشق جان کر طمانچہ مارا مین نے معاف کیا ایرج نے
غصہ مین کچھ جواب نہ دیا اسنے کنیزون سے اشارہ کیا ارے ظالم کو سمجھاؤ ظاہر مین تو کم سن ہے مگر بالکل
ٹھنڈا مزاج ہے گرمی کا نام نہین کنیزین ایرج کو سمجھانے لگین ایک نے قریب آکے ٹھنڈی سانس
بھر کر کہا اے جوان میرا سمن بر نام ہے مین اسکی مصاحب قدیم ہون اسنے ہزار ہا بندگان خدا کو ہلاک کیا
ہزار ہا قید مین تڑپتے پھڑکتے ہین اسکو رحم نہین آتا اپنی جان بچاؤ ایرج نے کچھ جواب نہ دیا مگر علاوہ
سب خواصون کے یہ نازنین بہت بیقرار ہے ثمرات جادو کے قریب آکر کہا ملکۂ عالم ابھی یہ بیچارہ
تازہ وارد ہے ہوش و حواس درست نہین ہین اس وجہ سے ایسے کلام کرتا ہے ورنہ ایسا کور ظاہر
کور باطن کون ہوگا کہ آپ کی صورت زیبا طلعت جہان آرا پر مائل نہو ثمرات نے کہا اے سمن بر مین
کیا کرون میرا دل بیقرار ہے ہر چند کہ اسنے طمانچہ مارا جی چاہتا ہے قتل کرون مگر دل نہین مانتا تو اس
ظالم کو سمجھا مین بہت سرفراز کرونگی آخر یہ ظالم کیا کہتا ہے کیون جفائے قید سہتا ہے سمن بر
نے کہا آتے ہی آپ نے ایسی بدعت کی ظاہرا یہی خرابی معلوم ہوتی ہے معشوق پر کوئی بدعت
کرتا ہے ثمرات جادو یہ باتین کر رہی ہے جوش محبت مین ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہے اٹھکر ٹہلنے
لگی سمن بر سے کہا تم سمجھاؤ ہمارے وصل پر آمادہ کرو اب ٹہلتے ٹہلتے اسی وحشت جوش محبت
مین قریب در باغ پہونچی قلب پر ہاتھ رکھے ہوئے خیال ابروے خمدار ایرج نوجوان مین
دل زخمی ہے تیر مژگان کلیجہ پر تاثیر کر چکے ہین پیچ و تاب یاد زلف مین پیچ و تاب ناگاہ رونے کی آواز
کان مین آئی ثمرات نے سر اٹھا کر دیکھا ایک سفید گوری صورت غمزدہ پڑی ہوئی ہین کمر مین

خم محمودی کی چادر اوڑھے ہوئے سفید اطلس کا پائجامہ پھٹا ہاتھ میں لکڑی پڑی نخل کے نیچے بیٹھکر
چنچین بار بار رونے لگی اس رونے مین بین کرتی ہر کیون بی بی آج تین دن گذرے کہ خواب مین بھی
نہ آئین بڑھیا ماں کو رونے کے لیے چھوڑا ہماری محبت سے منھ موڑا مین تو تم سے کبھی پیٹھ پھیر کے
نہ سوتی تھی بڑھیا ماں سے کیا خطا ہوئی کہ کفن مین منھ چھپایا اسطرح بلک کے یہ بڑھیا روئی کہ ثمرات
کا قلب پھٹا گیا کلیجہ منھ کو آگیا دروازے سے نکلکر دوڑی قریب جا کے بڑھیا سے لپٹ گئی آنسو پونچھے
بڑھیا نے جو منھ کھولا تو دیکھا رونے سے آنکھین سرخ ہین چہرہ تمتمایا ہوا ثمرات نے کہا کیون مییا کیون
روتی ہو کیا غضب ہر تمھارے بین سے کلیجہ پھٹتا ہر بڑھیا نے سر اُٹھاتے ہی ثمرات جادو کے گلے مین
ہاتھ ڈالدیے اسقدر روئی کہ روتے روتے بیہوش ہو گئی ثمرات نے دیکھا کہ اس بڑھیا کا دم نکلا جاتا
کنیزون کو آواز دی دو تین کنیزین دوڑکر آئین کہا اس بڑھیا کو اُٹھا کر اندر لے چلو صاحبو یا تو یہ دربی تھی
یا تجکو دیکھکر بیہوش ہو گئی کنیزون نے اُٹھایا لا کر ایک کمرے مین لٹایا پنکھا جھلا تلوے سہلائے بڑھیا کا
حال زار دیکھکر اسیج نوجوان کو بھول گئی کنیزون سے کہتی جاتی ہر اسکے رونے نے دل بیقرار کر دیا خانۂ
چشم کو غم و الم سے بھر دیا لخلخہ منگھاؤ اسے جلد ہوش مین لاؤ جب عطر وغیرہ سنگھایا بڑھیا کو ہوش آیا
اٹھتے ہی ثمرات سے پھر لپٹ گئی ثمرات نے بھی گلے لگا لیا پوچھا بڑی بی اپنے کو سنبھالو لیا انسو دم نکلا جاتا ہر
مفصل حال بیان کرو کیا کسی نے لوٹ لیا یا کوئی صدمہ ہو گیا مین نے منھ سے تو ماں کہا ہر میرے دل کو
بڑا قلق ہر جلد بیان کرو مین ابھی اس درد کا علاج کرون میرے کیے سے سب کچھ ہو سکتا ہر مین ساحرہ
ہون روپیہ بھی سامری جمشید نے بہت دیا ہر لات و منات نے صاحب مقدور کیا ہر تو بڑھیا نے
کہا بیٹی لات و منات تجکو سلامت رکھین ہزار برس کا سن ہو بوڑھی ہو کے والی وارث کیا کہون کس
مصیبت مین ہون کہ آج تیسرا دن ہر جنگل مین ماری ماری پھرتی ہون میرا چاند کا ٹکڑا میری آنکھون سے
مخفی ہر آج تین دن کے بعد سامری نام کے درمیان کچھ نقش دیکھا ہر دیکھوں بی بی کلیجہ دھڑکتا ہر ثمرات
نے کہا مفصل بیان کیجیے بڑھیا نے ثمرات کی سر سے بلائیں لین کہا بی بی اس کیفیت یہ ہر کہ لات
و منات نے ایک بیٹی عطا کی تھی جوان خوبصورت تیسرا دن ہر اسنے انتقال کیا سامری جمشید کی خدائی مین
آگ لگ گئی بعد ون میری بچی کے گھوڑون کا گھر خالی تھا اب گھر بھر گیا ہوگا یہ بڑھیا تین دن سے جنگلون مین
ماری پھرتی ہر اپنے ماہ تابان کو کہین نہ پایا اسی جوش وحشت مین ادھر نکل آئی درخت کے نیچے بیٹھکر

رونے لگی شاید اُس گل کی دماغ مین بو نے میری بلبل اپنی آواز مجھکو سنانے لیلیٰ ساحری جمشید کے
تصدق ہو جاؤن روتے روتے جو آنکھ کھلی تجکو دیکھا تیرے مان باپ کا کلیجہ ٹھنڈا ہے آج اپنی بچی کی
صورت کا نقشہ دیکھا کلیجہ ٹھنڈا ہو گیا ہے وہی پتلے پتلے ہونٹ وہی چاند سا چہرہ وہی نخل چمن خوبی وہی قدو
وہی بھولی بھولی صورت وہی میٹھی میٹھی باتین وہی محبت کی گھاتین اُس کمبخت مین بھی تھین جسطرح اماں جان
کہکے تم دوڑ کر لپٹ گئین اسی طرح وہ مرنے والی بھی چمٹتی تھی بی بی مین محتاج نہین ہون ساحری جمشید
نے سب کچھ دیا ہے محبت کی بھوکی ہون یہ کہکے ایک بٹوہ نکالا اُسکو کھولا اُسمین اشرفیان دس پانچ جواہرات
کے نگینے سامنے ثمرات کے پیش کیے کہا لو بی بی اپنی مسند و تکیے مین رکھ چھوڑو کل ضرور ساتھ کر دینا
اسباب منگوا لاؤنگی تیری صورت دیکھکے شاد رہونگی اپنا پکاؤنگی کھاؤنگی دو چار لونڈیان غلام بھی ہین
یہان تمھارے باغ مین سیر ابھی دل مل جائیگا سب اسباب تیرے نام ملکہ ہونگی ثمرات نے کہا اماں جان
مال اسباب میرے پاس بہت ہے یہ تمھارا گھر ہے رہو مین آنکھون پر رکھونگی بڑھیا نے کہا بیٹا تو بتاؤ اس چاند
سے چہرے پر سہرا بندھا یا ابھی کورا ہے بتاؤ مین سب امیرون رئیسون مین جاتی ہون اچھے کسی نوجوان
بانکے ترچھے کے ساتھ اپنی بچی کی دھوم سے شادی کرونگی اتنا جہیز دونگی کہ گلیان بند ہو جائین ثمرات
نے شرما کے سر جھکا لیا کہا اماں جان شادی تو نہین ہوئی دو چار دم ضرور بچے لیے اب آجکل کسی سے لگا
سگا نہین ہے بڑھیا نے کہا بیٹا یہ تو بڑی بات ہے ہمارے بچپن کے سن مین ہمنشین پہ سہرا تی تھین دو چار کا
روز خون ہوتا تھا کئی سنکھیا کھا کے مرے کئی نے گلے کاٹ ڈالے بہت سے نگوڑے فقیر ہو کے نکل
گئے یہ جوانی دیوانی ہے یہ زمانہ کھیلنے کھانے کا ہے پھر بڑھاپے مین کون پوچھتا ہے مگر سُن نگوڑی خدا سو
تو مین ایک بات کہون اپنے کو بگاڑے ہوئی ہو دو انگلیان مسی کی ملو ہونٹون پہ لالی جما لو یاقوت کو
تلملا دو آنکھون مین سرمہ دو تیغ نگاہ پر باڑھ رکھو کُرتی آستینون دار پہنو چھوٹے کُرتے مین سی
دو گی اس نگوڑی ساری کو کھولکے پھینکو ہے پائنچون کا پائجامہ پہنو دن ڈھلے بن ٹھن کے
کوٹھے پر کھڑی ہو دیکھو کتنے مرتے مین پھر اور تدبیرین بتاؤنگی جو ایک نظر تجکو دیکھ لیگا تڑپ تڑپ کے
مر رہیگا تمھاری زلفون کے دام سے نکل سکیگا اب ہم تمکو ناز کرشمے سکھائینگے دو ہی دن مین قاتل بنا دینگے یہ
سنکے ثمرات رونے لگی کہا اماں جان مین نے کبھی کسی مرد سے محبت نہین کی سیکڑون کو قید
مین رکھا رات کو اپنا مطلب نکالا پھر قید خانے مین ڈال دیا مگر آج دام الفت مین ایک ظالم کے جیسی

ہون کلیجہ پر چھری چل رہی ہو وہ نگوڑا انکار کرتا ہو گالیان دیتا ہو نہین معلوم کون ظالم ہو شکار کھیلتا ہوا اس
طرف آنکلا ہو کو میرے باغ مین اگر شکار کیا وہ تیر میرے کلیجہ پر پڑا کیا کہون امی جان کیسا کیسا چھیل جوان
ہو حسین جمیل حیادار عقیل خوبصورت نیک سیرت چاند سے رخسار محبوب گلعذار مین نے اسکو بلا کر اپنے
پاس بٹھایا ہر چند چاہا شراب پلاؤن اس کمبخت سے دل لگاؤن وہ تو بھڑ جاتا ہو لاکھون صلواتین سناتا ہو
کہتا ہو تیری کالی صورت ہو اب مین نے قید کیا ہو قتل کرینگا قصد کیا تھا کہ تمھارے رونے کی آواز نے
مین ادھر چلی آئی امی جان اس غم مین مین نہ جیونگی اسکو قتل کرکے مین اپنے کو بھی ہلاک کرونگی یہ
سنکر بڑھیا نے اُلٹے ہاتھ سے طمانچہ مارا کہا مینہ نگوڑی ذرا مجھے تو اس نامنصف کی صورت دکھا تجھسی
پر کون مائل ہوگا مگر تو خیلا طولہ ہو جو چاہت کے کوچے الگ ہین مردون کو جوتی کے نیچے رکھتے ہین تو نے
اپنی چاہت ظاہر کر دی ہوگی وہ سور کہ پھول گیا مجھے دکھا دے مین ابھی قدمون پر گروادونگی ناک
رگڑیگا ذرا خوب ترسانا لیکایک اسکے دم مین نہ آجانا جب مین دخل دونگی کہ تم میری رائے پر کام کرو
اری سیکڑون ہنسنے گلے کٹوا دیئے یہ کون ہو جو تجھپر توجہ نہین کرتا دیکھ ثابت ہو جائیگا تجھسے ہی حماقت
ہوگی مین ابھی سب حال کھول لونگی قید کیطرح نگوڑے کو باتون مین کھل لونگی ثمرات خوشی مین
پھول گئی کہا امی جان تمھارے صدقے تمھارے قربان جاؤن بارہ دری مین بیٹھا ہو بڑھیا پائنچے سنبھال
سکے بڑبڑاتی ہوئی چلی ثمرات نے کہا امی جان مین بھی چلون کان پکڑ کے ایک طمانچہ مارا کہا بیٹھ نگوڑی تو
وہان جاکے کیا کریگی اب مین اُس نگوڑے کو ترساؤنگی دو دو پہر تیری صورت اُسکو نہ دکھاؤنگی ثمرات
کو وہان ٹھہرا کر بڑھیا بارہ دری مین آئی سمن پری بیچاری کچہری ہی ہاتھ باندھے کھڑی ہو لگی ہو اپنی شہوار
اپنی جان بچائے اب جو وہ ملٹ کرائیگی اسکو قتل کر ڈالیگی امیر حمزہ نوجوان فرماتے ہین لری سمن پر
کو دخل نہ دے مین اس کمبخت کی جانب کبھی دیکھو نگاہ کی تھین بڑھیا آکر پہونچی سمن پر کو آواز
دی او غفس ہٹ جا تو کون ہو یہ جا سے الی کیا تو نے وہ مرگھٹے کو پسند کیا ثمرات علحدہ کی چیز
معشوق پر ہی سمن پر نگاہ ڈالی ہین سمن پر ترآتی ہوئی بارہ دری کے باہر نکل آئی بڑھیا امیر کے
پاس بیٹھی سر سے پاتک بلائین لین کہا میان تجھے صاحبزادے کیا ثمرات مین برائی ہو جو قبول نہین
کرتے سبھی تو صاحبزادے ہو سنی کی عورت نے اسکو بھی نہ چھوڑ دو وہ ملکہ لائی پر اپنے کھلا سیکی لباس اچھا
پہنائیگی گھوڑا خرید دیگی خدمتگار مصاحب نوکر رکھو بازار مین ہو چھکر کرتے پھرو دوسرے بڑا نفع یہ کہ سامرہ

با اختیار ہی بڑے تمھارے مرتبے ہو جائینگے بیٹا چاہنے والے کمین ملتے مین جادوگرنیون مین بڑے
فرزے ہوتے ہین کبھی بڑھیا بنتی کبھی جوان کبھی پانچ برس کی بنکر تمھاری گود مین کھیلنے لگیگی بس غصہ
تھوک ڈالو تخلیہ کراؤن ثمرات کو بلاؤن اسکا مطلب دلی حاصل کرو سر جھکاکر منہ چھپاؤ ایرج نے کہا او
بڑھیا کیا بیہودہ بکتی ہی کمبخت فاحشہ جادوگرنی حتین معلوم کہ سو برس کا سن ہی منہ سے گوہ کی بو آتی
ہی تو ایسا ہمکو سمجھاتی ہی جا دور ہو میرے سامنے سے بڑھیا نے کہا واہ میان تمنے تو الٹی مجھپر آنکھین نکالین
مین کچھ آپ کی چاہنے والی نہین ہون وہی نگوڑی تمھارے پہلے چرسے پر مرتی ہی مین تو کبھی پاخانے
مین لوٹا نہ کمواؤن ایرج نے کہا او بڑھیا تجھسے کون بات کرتا ہی جب تو بڑھیا نے بھی آنکھین نیلی پیلی
کین کہا میان اپنی جان بچاؤ ابھی آکر قتل کر ڈالیگی لاش زمین پر تڑپے گا کوئی کفن بھی نہ دیگا ایرج
نے کہا تیری بلا سے جب بڑھیا نے قریب آکر کہا دشہریار آپ کی جہالت سے لاچار ہین سے آپ کو خواجہ
عمرو نے تعلیم کیا مگر آپ کچھ خاک نہ سمجھے اکثر انھون نے ارشاد فرمایا کہ جادوگرنی کو ذرہ دکھانا اپنی جان کا
نہ بچانا مین حماقت ہی اپنے غلام کو حضور نے اب بھی نہین پہچانا سنئے مین شاپور شیر دل یہ کہکر ایرج نوجوان
مثل گل کے شگفتہ ہوگئے فرمایا بھائی تونے بڑا کمال کیا عجب بلا مین آکر مبتلا ہوا شکار کو آیا تھا خود شکار
ہوا اس ملعونہ نے اس بلا مین پھنسایا بھائی شاپور جلد اس کمبخت کو قتل کرو ملکہ انجم ماہ رخسار
بہار پر انتظار کرتی ہوگی کہتی ہوگی مجھے حیلہ کرکے کہان چلے گئے ہماری محبت مین اس سے ملنے
مال بچھو کا نہایت پریشان ہوگی شاپور نے کہا جو مین کہون وہ حضور کرین مین ابھی اس فاحشہ
کو مار لیتا ہون حقیقت مین ملکہ انجم ماہ رخسار سخت گھبراتی ہوگی غلام ابھی آتا ہی یہ کہکے اُلٹے پاؤن
چلتا ثمرات کے پاس آیا ایک دو ہزار کہا او چھوکری تو تو کہتی تھی کہ وہ راضی نہین ہوتا وہ تو تیرے نام پر
جان دیتا ہی لیکن اُسنے سچ کہا کہ آتے ہی مجھپر بدعت شروع کردی قید کرلیا قتل کا ہو وہ ہوا کہتا تھا اب مین
اپنی جان دونگا مگر ملکہ عالم کا وصل نہ قبول کرونگا یہ بھی کہتا تھا اگر شاید زندہ بچ گیا تو یہ کالی ناگن چھلی
کیونکہ کٹنی ملکہ ثمرات کی نگھیون نے مجھکو ذبح کیا لو اب جلد فرمائشا ذاتشا کہدینا مجھسے خطا ہوئی مین
نشہ مین شراب کے کمتی کرکے قتل کا ارادہ کیا ثمرات نے کہا اری جان میرے سر کی قسم وہ مجھکو بلاتا ہی
شاپور نے کہا تمھارے باپ کے سر کی قسم چلو ابھی حال کھلجائیگا دم بھر مین پردہ اٹھ جائیگا اگر لیا شیشہ چل
کراری چھیلا زیور عمدہ مین سے ہر چند بقول سعدی ہر حاجت مشاطہ نیست روے دل آرام را مگر دنیا کی

ظاہرداری ضرور ہے ان نوجوانوں کو ظاہرداری بہت پسند آئی ہے ثمرات نے فوراً صندوق پٹارے کھلوائے بہت بھاری جوڑا پہنا دریائے جواہر میں غوطہ دار شاپور اپنے ساتھ لیکر چلا مگر سمجھاتا ہوا کہ پیچھے ہی سحر آزمانا منیں کرنا ثمرات نے کہا میں قدموں پر گر پڑونگی شاپور نے کہا نہیں تمہارا زبان سے کہنا کافی ہے معشوق اگر جھوٹ کہتا ہے عاشق کو بمنزلہ حدیث و آیہ ہوتا ہے ثمرات نہال ہوئی بارہ دری میں آکر بیٹھی اُتنے ہی ایرج نوجوان پر سے سحر اتار مگر شاپور نے ایسا سمجھایا ہے کہ گھونگھٹ نکال کر بیٹھی شاپور نے گلزار بیان اُٹھا میں ایک مینا بیہوشی ملائی جام بھر کر ایرج سے اشارہ کیا کہ اپنے ہاتھ سے پلا دیجئے ایرج نے چپکے سے کہا بھائی مجھے محروم رکھو تم اپنے ہاتھ سے شراب پلاؤ ہماری جان بچاؤ اور جو زیادہ ہمکو ستاؤ گے تو ہم ثمرات جادو سے کہدینگے کہ یہ شاپور فرزند عمرو ہے تجھکو قتل کریگا اپنی ہی جان سے ہم بیزار ہیں شاپور نے پکار کے کہا بھلا او چھوکرے ہٹ نخرے تجھکو آتے ہیں ثمرات جادو خود شراب نوش فرمائینگی تجھکو ترسائینگی یہ لیکر جام منہ سے ثمرات جادو کے لگا دیا اُسنے شعر پڑھے شعر ساقی بنور بادہ برافروز جام ما ۔ مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما ۔ ثمرات جوش میں جام پی گئی کنیزوں سے کہا اری تم بھی پیو میری چھوکری کو لغزش نہ لگانا اُسکا خون بہت ہلکا ہے جو اُسکو بھی ہو جائیگا تو سب کی ناک چوٹی کاٹونگی علاوہ اسکے عاشق و معشوق ایک مقام پر بیٹھے ہیں منہ پھیر کے بیٹھو کیا بے غیرتی ہے دیدے میں دیدہ ڈالے بیٹھی ہو یہ کہکے ہر جیائے اشعار عاشقانہ پڑھے

پرتو پڑے جو اُسکے رخ بے حجاب کا
پیدا ہو رنگ سنگ میں لعل خوش آب کا
پردہ میں تو یہ جلوہ ہے اُس رخ کی تاب کا
جب پردہ رخ سے دور کرے وہ نقاب کا
جلوہ ہر ایک ذرہ میں ہو آفتاب کا

شب بزم مے کشی او ر تھے سب جمع آشنا
اک رند مے پرست نے مذکور یوں کیا
یعنی عجیب نقل ہے اور طرفہ ماجرا
کل نکلے شیخ محمد عمر سا فقیہ
دکھلا کے ایک باغ عذاب ثواب کا

دینے لگا وہ پیچ و تفکر مجھے بہ طنز
یعنی جتایا اپنا تفاخر مجھے بہ طنز
جب لکھا خوب ہو تحریر مجھے بہ طنز
کہنے لگا ز راہ تمسخر مجھے بہ طنز
معلوم ہو گا حشر میں پینا شراب کا

جب اس طرح سے پند و نصیحت وہ کر چکے
جانا یہ میں نے یوں تو یہ چپکے نہ ہوئینگے
میں بیٹھا چپکا سنتا رہا وہ کہے گئے
میں نے کہا کہ ہم بھی ہیں یہ خوب جانتے
پر کیا کریں کہ ہے ابھی عالم شباب کا

جو کچھ کہ آپ کہتے ہیں سب سچ ہے پر تو یوں
دعوی جو آپ کرتے ہیں باطل ہے اور جنوں
لیکن تمہارا زہد ہے یہ مکر اور فسون
گستاخی ہو معاف تو اک عرض میں کروں
مجھکو اگر نہ کیجیے مورد عتاب کا

جو طعن میکشوں پہ کرو تم بجا درست
لیکن صلاح و زہد کا دعوی ہے نادرست
ایسا ہی ظاہر آپ نے اپنا کیا درست
تقوی ہمارے اسکے سبب ہے آپ کا درست
پھر سب یقین ہو آپ کے کمال جناب کا

جسدن کہ روز بزم ہو اور سارے بادہ کش
جسدن یہ جلسہ سب ہو تو ہو جاؤ تم بھی غش
پیاسے پکاریں ہاتھ سے ساقی کے العطش
مے اور کنج باغ ہو ساقی ہو ماہوش
اور واں مخل نہ ہو کوئی باعث حجاب کا

مدہوش کر دے باتوں میں تمکو لگا کے منہ
اور جب زروے لطف ہنسی لا بنا کے منہ
پھر دیکھیے کہ بیٹھے کدھر تم چھپا کے منہ
کھینچے ہنسی ہنسی میں وہ منہ سے لگا کے منہ
یہ ریش جسپہ جلوہ ہے رنگ خضاب کا

اک مست ناز حور شمائل پری لقا
از روے لطف بوسہ کرے یوں تمہیں عطا
مستی میں جسکو پاس نہ کچھ بھی شرم کا
گردن میں ہاتھ ڈالکے وہ شوخ بیحیا
دے ذائقہ دہن کو زبان کے لعاب کا

پھر دیکھیں کیونکہ بنتی ہے بیدین و دل دیے
گر تم نے مے کے پینے میں کچھ عذر بھی کیے
جب وہ حریف ہاتھ میں اک جام مے لیے
منت سے یوں کہے کہ ہمارا لہو پیے
گر پی نہ جائے جلد یہ ساغر شراب کا

جس وقت اس طرح سر و سامان عیش ہو
در بھی بخندہ ہو کے کرے ایسی گفتگو
اور مہ جمال سو لا بھی ایسا ہو خوبرو
اسوقت میں سلام کروں قبلہ آپ کو

اگر آپ خوف کیجیے روز حساب کا

اور یون تو ہم بھی جانتے ہین بادہ ہے حرام | اور آپکو بھی بادہ سے انکار ہے مدام
پر اعتقاد ہو گا اسی وقت لاکلام | اور امتحان بغیر تو یہ آپ کا غلام

قائل نہین ہے بندہ کسی شیخ و شاب کا

کرتے ہین مومنون کے لیے مومنان پاک | کیا کیا دعا مین دل سے بوقت امید و باک
ہان رمز تو بھی کہدے بیک آہ دردناک | یارب غم حسین مین سودا ہو جبکہ خاک

سایہ اُسے ملے قدم بوتراب کا

یہ اشعار جو شاپور نے بہ خوش الحانی پڑھے ملکہ ثمرات جادو مست ہو کر جھومنے لگی بیہوشی نے بھی تاثیر کی اور سب کنیزون نے بھی پی ثمرات گھبرا کے اُٹھی کہا امی جان اب مین اپنے میان کے ساتھ جاکر آرام کرون شاپور نے کہا اچھا جم جم جاؤ مزے اڑاؤ ثمرات جوش مین نشہ کے اُٹھی بیہوشی بخوبی تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گری گرتے ہی بیہوش ہوئی شاپور نے نعرہ کیا ایرج نے ہاتھ تھام لیا کہا ہان بھائی سوتے مین نہ قتل کرو شاپور نے کہا اے شہریار آپ کی جرات سے تو ہلاک کیا ساحرہ کو ہر طرح سے قتل کرنا چاہیے اگر کہین بیدار ہو جائیگی جان بچانا مشکل ہو گا ایرج نے کہا سمن بر کو نہ قتل کرنا یہ ہماری خیر خواہ ہے خدا چاہیگا تو مطیع اسلام ہوگی شاپور نے کہا کچھ مضائقہ نہین یہ کہکے ثمرات کے خنجر مارا اس ملعونہ کا شکم چاک قصہ پاک ہوا آندھی اُٹھی تمام باغ آتش بہار ہو گیا بعد عرصہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من ثمرات جادو بود اب شاپور نے سمن بر کی زبان مین سوزن دیا ستون مین باندھا ہوشیار کیا سمن بر کی آنکھ کھلی دیکھا ثمرات کا لاشہ تڑپ رہا ہے وہ شاہزادہ کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہے ایک عیار وہیں نیمچہ کھینچے کھڑا ہے مگر وہ شاہزادہ فرماتا ہے اے سمن بر حقیقت مین تجنے ہمارے ساتھ خیر خواہی کی دیکھو ہمارے عیار نے بر صبا نکر ثمرات جادو کو واصل جہنم کیا یہ فرزند خواجہ عمرو ہین ہزارہا جادوگریان قتل کر ڈالین انکے باپ کا سر برندۂ جادوگران لقب ہے شاپور نے کہا اے سمن بر یہ نبیرۂ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران ہین اطاعت دین اسلام قبول کرو ورنہ کار اکیلا ہے سمن بر نے اشارہ کیا مجھے پہلے ہی سے حضور سے محبت ہوئی ہے اطاعت کو حاضر ہون شاپور نے زبان سے سمن بر کے سوزن نکالا وہ قدمون پر شاہزادے کے گری سمن بر سب جادوگرنیون کی افسر تھی سب نے اطاعت

قبول کی سعادت دارین حصول کی اب ایرج نوجوان و شاپور بخوشی مسند پر بیٹھے سمن بر سے پوچھا یہ
ثمرات جادو کون تھی اُسنے عرض کی طلسم اسکندری کے بادشاہ کی ملازم تھی اسکے مزاج مین ظلم انتہا کا
تھا جو جوان ادھر سے نکلا تاجر جیسے جلیل اُسکو لوٹ لیا پکڑ لائی پہلے اُس سے اپنا منہ کالا کیا پھر قید خانے
مین ڈال دیا کئی ہزار بندگان خدا قید ہین اس باغ مین لاکھون روپیہ کا مال ہے یہ لونڈی نے دیکھا کہ ملکہ
ثمرات جادو بادشاہ طلسم اسکندری کبھی کبھی آتی تھی اسکی بڑی خاطر کرتی تھین اکثر یہ کلمہ کہا کہ ہماری
جان تمھارے پاس ہے ای ثمرات تم باغ سے کہین جایا نہ کرو پہلے حضور بندگان خدا کو قید سے رہا کرین
پھر خزانہ کھلوائین کل جواہرات ملاحظہ فرمائین ایرج اُٹھے ایک جانب باغ کے قصر تھا اُسکو کھلوا دیکھا
دو ہزار بندگان خدا جیسے جلیل صاحبان لیاقت قید مین ایرج کو دیکھکر فریاد کرنے لگے کسی ملک کا تاجر
ہون اس راہ سے میرا کاروان نکلا ثمرات نے مال لوٹ لیا ہمکو قید کیا بیگناہ قید مین کوئی کہتا ہے مین
شاہزادہ ہون بیکسی سے مرنے پر آمادہ ہون یہ رہزن پکڑ لائی اس راہ مین اُسکی سزا پائی ایرج نے
سب کو قید سے رہا کیا سب جوان کلمہ پڑھکے بصدق دل مسلمان ہوئے ممنون احسان ہوئے ایرج
کو بڑی خوشی حاصل ہوئی دو ہزار جوان صاحبان لیاقت جری بہادر صف شکن تیغ زن انکو ہمراہ لیکر
باغ مین آئے سمن بر نے کنجیان خزانہ کی حاضر کین کہا بسم اللہ ان کوٹھون کو کھولیے ایرج نے کوٹھا کھولا
تلوارین سپرین خود چار آئینہ بکتر سے بہت نکلے دوسرا کوٹھا کھولا اسمین صندوقچے جواہرات کے نکلے ایک
صندوقچہ اُسپر غلاف مخمل کا شالی کا چڑھا ہوا ایرج نے وہی صندوقچہ کو اپنے دست حق پرست مین
اُٹھایا غلاف اُتار دیکھا اسپر لکھا ہے کہ اس صندوقچہ مین عجیب نعمت ہے جو اسکو پائے بلا فکر اپنی آتما ن
پر ہو جائے یعنی بانیان طلسم اسکندری نے ایک تختی الماس کی بنائی اسپر حروف لکھے اُسکی تاثیر یہ ہے
کہ وہ تختی جیسے لکھے ہین جو اگر سامری جمشید قبر سے اُٹھ آئین اور سحر کرین اُس شخص پر بالکل اثر
نہو کوئی ساحر اسکا مقابلہ نہ کر سکے ایرج نے شاپور کو اپنے پاس بلایا کہا دیکھو برادر خدا نے ہمارا مشکل
شریک حال کیا اپنی عنایت سے دور دل کا ملال کیا یعنی اسمین لوح محفوظ ہے اسوقت طبیعت بہت
محظوظ ہے شاپور نے کہا آپ صاحب اقبال ہین بسم اللہ جلد کھولیے خدا نے یہ تحفہ اپنے خزانہ
غیب سے دلوایا جب حضور ارشاد فرماتے تھے کہ مین طلسم مین جاونگا بہت خوب کہتا تھا لیکن دل تھرایا
تھا کہ حضور مقدمہ طلسم مین ہزارون خرابیان ہونگی کوئی تو تحفہ پاس ہو اب عنایت پروردگار سے یہ ہوگا

سحر ساحران تو حضور پر تاثیر نہ کریگا وہی بے نیاز کارساز لوح طلسمی بھی دلوایگا اب شاہزادہ ایرج نوجوان نے لوح محفوظ کو بخوشی گلے میں پہنا سمن پری سامنے موجود تھی اسکو جو حال لوح محفوظ ثابت ہوا بہ صد عجز عرض کی ای شہریار اسی وجہ سے ملکہ مرأت جادو بیان اُتر آئی تھیں بعنایت و شفقت فرماتی تھیں کہ ای قمرات ہماری جان تمہارے سپرد ہے تم ہر کس و ناکس کو اس باغ میں نہ آنے دیا کرو لیکن یہ وہ جلاد صاحب بیداد تھی کہ ہر روز دس پانچ بندگان خدا کو گرفتار کرکے لاتی تھی اُنکے سر سے اڑاتی تھی جب وہ مہ کرور ہو جاتا تھا اسکو قید خانہ میں بھیجدیتی تھی پھر خبر نہ لیتی تھی آج اس بدعت لا معلوم کو ثمرہ حاصل ہوا لیکن امیدوار ہوں کہ کنیز کو بھی ہمراہ لیجیے ایرج نے کہا ہم احسان فراموش نہیں ہیں انشاء اللہ تمکو جادوگروں کا قمر بتائینگے تا بطلسم سکندری سے چلینگے استادان سخنور نے اس داستان شوکت بیان کو یون تحریر فرمایا ہی کہ اب ہمراہ ایرج نوجوان چار ہزار صف شکن شاہ و شہریار زادے کہ جنکو قید سے رہا کیا موجود ہیں چالیس جادوگرنیوں کی افسر ملکہ سمن پری کو قرار دیا مال و اسباب کو بار کرایا ملکہ انجم ماہ رخسار کا بڑا خیال ہے دوسرے دن اس شوکت و شان سے طرف ہی کوہ فلک شکوہ کے روانہ ہوے

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ مرأت جادو بادشاہ طلسم سکندریہ کے بیان ہو چکے ہیں مخمسہ

ہیچ سنبل کدہ کا جست پریشان از من
چہ کنم من کہ نہ صحرانہ گلستان از من
اگر کدورت بلبل کوہ و بیابان از من
نہ ہمین می بدان نو گل خندان از من
میکشد خار درین بادیہ و دامان از من

لطف ہے پر ستم آلودہ کرم ہیں آزار
ایکدم بھی تو نہیں شوخی بجائے قرار
دل کہیں اور ہی بیٹھا ہے بغل میں ناچار
پاس آمیزش او الفت ہوس است و لکا
روز و شب پاس من و ہمیشہ گریزان از گل

کسکو ڈھونڈھوں میں کہاں جاؤں کہ باقی نہیں دم
وقت رحم و دم الطاف ہے ہنگام کرم
کیا کروں اسکے نہیں سکتا نہ رہے کہ ہے یہ غم
قمری رنجیدہ الم بہ بنا ہے کہ رودم
تا بہ کی سرکشی ای سرو خرامان از من

اب تلک صدمۂ الفت سے نہیں ہوں آگاہ
کوئی دلدار ہوا اور کوئی ادا سے دلخواہ
کچھ بھی دشوار نہیں میری گرفتاری آہ
بہ تکلم بہ خموشی بہ تبسم بہ نگاہ

میخوان کردہ ہر شیوہ دل آسان ازمن

گر لئے ہین رند قدح کش مری صحبت سے حذر — ایسے ناکام کے جینے سے تو مرنا بہتر
جل رہا ہون مجھے کیا آتش دوزخ سے فرر — نسبت پرہیزمن از زہد کہ غالم بر سر

ہر ستم آلودہ شود دامن عصیان ازمن

کف کشادہ ہی پر افسوس نہین دست کرم — ہین گدا لیک شہنشاہ اقالیم ہمم
گر کوئی لے تو مین جان دینے تلک حاضر ہم — گرچہ موروم ولے آن حوصلہ با خود دارم

کہ بہ تحقیر بود از ملک سلیمان ازمن

قابل چارہ نہین ہی مرا احوال سقیم — رو گئے سر پہ مرے سارے اطباے حکیم
تجکو سوسن کی سی الفت ہی نہ دیتا تو حکیم — اشک بیہودہ مریز این ہمہ اندیشہ کلیم

گرچہ غم را نتوان شست بہ طوفان ازمن

واضح ہو کہ ملکہ مرات جادو بعد روانہ ہونے ملکہ انور جادو کے حیران و پریشان غم مین دختر کے اشک ریزان تخت پر شکن ہو ساتھ والیون سے کہ رہی ہو کہ صاحبو کیا قیامت کا دن ہو کہ اول سوزن جادو کو روانہ کیا وہ واپس نہ آئی ہمشیرہ صاحبہ ملکہ انور جادو چمک کر گئین انکو بھی گئے ہوئے عرصہ ہوا اور اب تک نہ آئین اب دل بیتاب ہو نہایت پیچ و تاب ہو سننے والون کے کان بہرے اگر انپر کوئی افتاد پڑ گئی برادری کے سامنے منہ کالا ہوگا ہر ایک طعن کریگا کہ بہن کو قتل کروا ڈالا اپنی بیٹی کا کچھ نہ کر سکین بہن کا پاس نہ کیا کیسی مصیبت مین پڑی ہون اور حالات مسلمانان جو تواریخ مین ملاحظہ سے گذرے انکو پڑھکر قلب تھرّاتا ہو جس ملک پر ان لوگون نے لشکر کشی کی اُسکو مٹایا خاک مین ملایا ملک عنطل آباد مشہور ہو کہ سترہ لاکھ ساحران زبردست وہان رہتے تھے بادشاہ مالک بن زردشت خسطر ساحرون کا عاقل اپنے مذہب کے علم مین فاضل اُسکا بھی گھر دختر بلند اختر نے تباہ کیا وہ جوان نبیرہ حمزہ صاحب فوج و لشکر مالک تیغ و سپر اُسوقت ہمارے خیال مین نہ آیا ہمین کو بھیجدیا وہان بڑے بڑے لوگ موجود ہین کیا کھیل ہو کہ اتنے بڑے لشکر سے اس جوان کو پکڑ لائین اور انکے عزیز دخل نہ دین بینا ممکن تو کیون صاحبو تمھاری کیا صلاح ہو اس تدبیر مین کیا فلاح ہو کہ مین خود جاؤن اُس نگوڑے جلاد کو خود پکڑ لاؤن سب نے کہا حضور ہم کیونکر کہین لشکر حمزہ مین بڑا انتظام ہو جب وہ لوگ خداوند

سے بہادر لڑنے میں کیسے کیسے سر کو پڑتے ہیں وہ اور کسی سے نہ دبیں گے ہر ایک سحر کشی کر نیچا اگر
دشمن وہاں گرفتار ہو جائیں تو طلسم کی تباہی ہے اب حضور تدارک نہ کریں خاموش ہو رہیں ہم میں سے
کوئی جائیگا مفصل خبر لائیگا جو مناسب ہوگا تدبیر کیجائیگی طبیعت تسکین پائیگی مرآت جادو نے کہا آئینہ
دل پر غبار ہے صاف نہیں ہے کہ آخر کوئی فساد بڑی ساحرہ والیان بڑی بڑی جادوگرنیاں ہیں اگر ایک بھی
واپس آتی دل تردد منزل کو تسکین ہوتی اب مجھ کو کچھ نہیں بن پڑتا میں خود جاؤنگی بہن کی خبر لاؤنگی یہ باتیں
ناتمام تھیں کہ سموم جادو بدخو ہوا کی طرح اڑتی ہوئی آئی سامنے ملا مرآت کے گر پڑی مرآت نے
کہا خیر تو ہے سموم نے کہا ساری ہوا بگڑ گئی ملا انور جادو قتل ہوئیں اول سوزن نے بڑا کام کیا یعنی
لشکر مسلمانان سے جا کر ایرج نوجوان کو گرفتار کر لائی شاہزادی قلعہ انجم حصار ملا انجم ماہ رخسار نے
سوزن کا رشتۂ حیات قطع کیا مگوڑے مسلمان کو پہلو میں لیکر بیٹھی وہاں آپ کی ہمشیرہ پہونچیں انجم و
ایرج و شاپور عیار کو پکڑ لیا ایک پہاڑ پر آکے ٹھہریں قصد کیا طلسم کشا کو قتل کریں عین وقت پر زیبائی
ملکہ ایران کی شگوفہ سحر ساز آئی ملا انور کو قتل کیا اب بی انجم دھگڑے کو لیے ہوئے بالائے کوہ صحبت آرا
ہیں سب کنیزیں نمک حرام شریک ہو گئیں مجھ کو تاب نہ آئی چپکے بھاگی کہ جا کر حضور کو خبر کروں یہ سنتے ہی
مرآت جادو غصہ میں تھرائی کہا صاحبو غضب ہوا بی ماہ رخسار کو یہ دن نصیب ہوا کہ طلسم کشا کو پہلو
میں لیکر بیٹھی ہیں دھگڑے کی محبت میں ملا انور جادو کو قتل کرایا ہمارا خیال نہ آیا ابھی جا کر دیکھو تو کیا
حال کرتی ہوں قلعہ انجم حصار میں آگ لگا دونگی ایک کو زندہ نہ چھوڑونگی سموم جادو نے عرض کی حضور
وہ قلعہ میں نہیں ہیں اسی کوہ فلک شکوہ پر جہاں ملا انور جادو قتل ہوئیں وہیں سامان عیش و نشاط
مہیا کیا ہے پہلو میں طلسم کشا کے بیٹھی بےخوف و خطر مالک کا خیال نہ حضور کا ڈر مرآت نے کہا اب
خوف ہو جائیگا یہ کہکر فوراً تخت سحر پر سوار ہوئی آمادۂ حرب و پیکار ہوئی بارہ ہزار جادوگرنیاں ہمراہ ہیں
سموم جادو سے کہا چل بتلا دے اس باغی کی صورت دکھا دے سموم آگے بڑھی گویا آندھی
چلی ہوا میں بھری ہوئی بجلی چمکتی بارہ ہزار کا لشکر پشت پر روا روی کر کے سب تلاش میں ملا انجم ماہ رخسار
وایرج عالی وقار کے چلیں لیکن ملا انجم ماہ رخسار اسی کوہ فلک شکوہ پر جہاں انور جادو قتل ہوئی
تھی بیٹھی ہے چالیس کنیزیں ہمراہ یاد ہیں ایرج نوجوان کے حال تباہ تحریر کر چکا ہوں کہ ایرج نوجوان
شکار کا وعدہ کر کے یہاں سے گئے باغ میں ثمرات جادو کے پہونچے وہاں سے کوچ کر چکے ہیں گر ملا انجم تیر انداز

ساتھ والیوں سے کہ رہی ہے فلک نے گرفتاری دکھائی نہیں معلوم شاہزادے پر کیا گذری ایسا نہو
راہ میں کوئی اور ملازم ملکہ حیرت کا ملجائے دشمنوں کو گرفتار کرے تو کیسی مشکل ہو کسطرح تسکین دل ہو
اگر میں برائے تلاش جاؤں ایسا نہو وہ اسطرف آئیں مجھکو نہ پائیں تو پھر کیسے گھبرائیں کچھ ہیں جتنیں پریزادیں
کہتی ہیں حضور وہ خوبصورت ہیں صاحب لیاقت وشوکت ہیں کسی اور سے دل لگا لیا ہوگا اب انکا انتظار
بے ثمرہ و بیکار ہے انجم نے کہا انکا ظاہر اتو زود فا نہیں ہیں آئندہ ہماری تقدیر اُنکی محبت میں بادشاہ طلسم کو اپنا
دشمن کیا اب بھی ہمارا خیال نہو تو مقام تعجب ہے یہ باتیں کرہی ہے دم محبت کا شاہزادے سے
بھرہی ہے شب ہجر دور و دراز ہوئی ہے تڑپ تڑپ کر کاٹی جب دم لبوں پر آیا تب سحر فراق نے منہ دکھایا
انجم کے منہ پر ہوائیاں آنکھوں میں حلقے چہرہ زرد ہونٹوں پر آہ سرد دل میں درد بصورت آئینہ حیران
مثل زلف پریشان اب انجم کو یقین کامل ہوا کہ ہمارا ستارہ گردش میں آیا فلک نے اس ماہ اوج صاحبقرانی
سے جدا کیا آنکھوں میں آنسو بھرے ہوئے آنچل دوپٹہ کا منہ پر رکھکے بیقراری میں چیخ مارکر رودی کنیزیں
سمجھانے لگیں حضور اسقدر بیقرار نہو جیے شاید شکار کی جستجو میں راہ فراموش کی ہو بیابان کی رسم وراہ سے
وہ ماہر نہ تھے بیشک وہ راستہ بھولے ہملوگ جائیں تلاش کرکے لائیں حضور کے رونے سے کلیجہ پھٹا جاتا
انجم نے کہا ہماری تقدیر کی خوبی گھر بار چھوٹا یعنی اٹھائی اس بہار پر شب بسر کی ہم آپ جاکر تلاش
کرینگے تلوے بیتاب رہے ہیں پاؤں لپک رہے ہیں آنکھیں اشارے کرتی ہیں وہ صورت زیبا دکھاؤ
ہاتھ دستگیری چھوڑنے میں گریبان چاک کرنے پر آمادہ ہیں حقیقت میں نظم مصنف

تنگ جامہ دری و پاس عزیزان کیسا — دامن یار سے چھوٹے تو گریبان کیسا
پاؤں پڑ پڑ کے مجھے وحشت میں چلایا ہی — میر اشتاق تماہر خار مغیلان کیسا

دیگر

زلف رخ کی عاشقوں کو فکر صبح وشام کیا — رند مشرب میں ہمارا کفر کیا اسلام کیا
اپنی ہستی مٹ گئی ہمکو دوئی سے کام کیا — ہے اگر محبوب لب پر نامہ و پیغام کیا
کچھ خبر دیتا نہیں اُسکی دل آگہ مجھے — شیخ سے کے مانند آب موقوف ہے الہام کیا
ہم سبک روحوں کو لا سکتا نہیں تو دام میں — طائر نکہت ہوں ای صیاد اسیر دام کیا
میرے دل کیطرح سے جلجائے تو آوے قرار — گردشیں لیتا ہے تا بے پر کباب خام کیا
یاد چشم یار نے تو ہمکو اندھا کر دیا — یہ بھی ہم واقف نہیں ہیں صبح کیا اور شام کیا

سنتے ہی پیغام بر سے میں تڑپ کر مر گیا | تھا قیامت پیغام جاناں موت کا پیغام کیا

ان اشعار سنا اور آگ بھڑکائی جان بیقرار لبوں پر آئی قریب تھا کہ انجم ماہ رخسار اپنے کو ہلاک کرے کہ آسمان
سے مراٹ جادو سے ہزار ساحرہ آگئے اُنکے سموم جادو چلی وہیں کسے للکارتی ہوئی بی انجم اب
کہاں جاؤگی ملا انور کو قتل کرایا کچھ ملا عالم کا خوف نہ آیا انجم ماہ رخسار نے جوان سب کو آتے ہوئے
دیکھا آمادہ مرگ و مہیاے قضا ہو کر اُٹھی چہار طرف سے ملازمان مراٹ نے آ کر گھیرا سحر چلنے لگا انجم
زنی جھپٹتی پہاڑ سے اتری چاہتی ہے کہ نکل جاؤں لیکن مراٹ بادشاہ طلسم اسکندریہ پر سب حال آشکار
آئینہ ہو چکا زمین کو ہلا دیا چاہتی ہے انجم کو گرفتار کروں لیکن چہار جانب دیکھ رہی ہے بڑی حیرت ہے کہ کوئی
جوان قاتل ساحران صاحب شوکت و شان کیا ہوا وہ چھپنے والا نہیں کنیزیں ملا انور جادو کی بھاگ
بھاگ کر سامنے ملا مراٹ کے آئیں عرض کرتی ہیں حضور ہم واسطے خبر دینے کے حاضر ہونے کو تھے
لیکن بی انجم نے ہمکو نہ آنے دیا بی سموم تو ہوا خواہ ہیں شل آندھی کے نکل گئیں اگر وہ ہم سے اطلاع
کرتیں ہم بھی اُنکے ساتھ جاتے اب ہم حضور کے تابعدار ہیں یہ کہکے انجم پر وہ سب سحر کرنے لگیں چار
جانب سے اس اکیلی پر بلوہ ہوا مراٹ جب سحر کرتی ہے انجم کو دفع کرنا مشکل ہو جاتا ہے قلب مضطر آگ
ایک طرف سے کنیزوں کی چاؤں چاؤں جادوگرنیوں کی کاؤں کاؤں ساحران غدار کا بلوہ یہ
بیچاری یکہ و تنہا مونس نہ غمگسار نہ یار نہ مددگار اکیلی سب کے سحر دفع کر رہی ہے مراٹ جادو سے
بھی بچنے کی تدبیر کرتی مگر کئی زخم کھا چکی سر سے خون جاری شانہ زخمی آگ برس رہی ہے ابر
چھایا ہوا تنہائی کا خیال شاہزادہ والا قدر کے گم ہونے کا ملال عجب مصیبت میں انجم ماہ رخسار
مبتلا ہے مراٹ جادو آواز دیتی ہے اسکو جلد گرفتار کرو یہی محبوبہ بدر کے ہمارا پاس نہ کیا سوسن
جادو کو تنہا پا کر مارا جلد اسکی مشکیں باندھ لو گرفتار کر کے کشاں کشاں لیچلو مگر وہ انجم اپنے دھن
کو کہاں چھپایا انجم ماہ رخسار بادشاہ قلعہ انجم حصار غصہ میں کچھ جواب نہیں دیتی زخم کھا رہی ہے
دل کھڑا رہی ہے کس کس کساور دے مراٹ کو کیونکر ٹوکے حیران پریشان لرزاں ترساں موت کا سامنا
فراق محبوب ہجر مطلوب دل کو یقین موت خوشی قوت عقل کو زوال یاد زلف میں جان دینا آخر
مجبور ایک نخل کے سایہ میں آ کر ٹھہری سحر کر رہی ہے مگر یقین ہو گیا اب جاؤنگی ہائے انجم افسوس بوقت آخر
جمال بے مثال اُس شیر بیشہ جرأت کا نہ دیکھا اگر سامنا ہو تو آئینہ یہی کہ حضور ہمارا خیال نہ کیجیے گا ہو سکے تو لاش

کو دفن کرانا جنازے کو کاندھا دینا قبر پر ہاتھ رکھکر فاتحہ پڑھنا صاحب ہمکو بھی آپنے تمام ہمارا لیکر یاد کرنا اس حسرت میں ایسے کلمات زبان پر جاری عالم بیقراری میں طرف آسمان کے دیکھا دل کو رجوع کیا عرض کی اے معبود حقیقی اے رب تحقیقی خالق کارساز اس مصیبت سے بچا لے ۔ نظم

زبان چون خط ترسا بیخود و پیچ ۔ ترا خواندن نہ حد بر زبان ست ۔ الٰہی من ترا دانم دگر ہیچ
نہ خاکم بیجھرد اندام بے درد ۔ نہ باد م مے برد خاکستر سرد ۔ اگر خورشید تابانش ہانست
اگر لطفت کرد ربانست بیباک ۔ ز آب و تاب عکسش کافتابست ۔ ز آبم بیکند آلودگی پاک
پس مژگان کمین گاہ دلم بود ۔ کہ مژگان تیر جان غافلم بود ۔ دل مردم زتابش داغہا بست
اگر غم در سر لست و پاسبان ست ۔ اگر فتم لعل اشکے بر رخم جست

بیقرار ہو کر روئی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار نے صحرا سے گرد اٹھی کہ گرد عظیم تمام صحرا تاریک ہو گیا روئے آفتاب مخفی ہوا ۔ نظم

از دم من دشت کوہ اورنگ ۔ گرد سے برخاست تو تبان کے ۔ از دم من دشت آن عجائب سے
رخسار د نمود شہریار سے

لقدرے میں روان قاسم عالیشان نورنگاہ صاحبقران شاہزادہ ایرج نوجوان مرکب باد رفتار پر سوار پشت پر تین ہزار جوان جرار ایک جانب ایک ساحرہ حسین مع جاجیس جادوگرنیوں کے سامنے سے نمایاں ہوئی شاپور نے دیکھا زیر کوہ آگ بھڑک رہی شعلے بھڑک رہے ہیں ہزارہا نخل جلے ہوئے پڑے ہیں ایرج نوجوان نے فرمایا اے برادر شاپور دیکھو تو یہ کیسا ہنگامہ ہے ملکہ انجم ماہ رخسار اس کوہ سے اُتر کے کہاں گئیں شاپور نے بلندی سے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار دریائے خون میں نہائی ہوئی یکہ و تنہا ایک نخل کے سایہ میں کھڑی ہوئی جھوم رہی ہے اور بحالور شیر دل نے ملکہ مرات جادو بادشاہ طلسم سکندریہ کو بھی پہچانا عرض کی کہ اے شہریار ملکہ انجم کو مرات جادو کے لشکر نے گھیر لیا ہے دشمن اسکے قتل ہوا چاہتے ہیں ہمارے آپکے جانے کے بعد یہ آفت برپا ہوئی کسی نے خبر ہیو سنجادی ہوگی آکر اُسنے گھیر لیا ایرج نے وہیں سے مرکب بڑھایا نعرہ کیا او مرات جادو خبردار ملکہ انجم ماہ رخسار پر دست انداز ہونا سمن بر نے پوچھا حضور یہ کیا معرکہ ہے ایرج نے کہا اے سمن بر ملکہ انجم ماہ رخسار بادشاہ قلعہ نجم حصار ہماری دوست صادق محب وافق یہاں ٹھہری ہوئی تھیں کفار نے گھیرا ہے نہیں معلوم انکو کیونکر معلوم ہوا ہمیں جستجو کرنا واجب و لازم ہے یہ کہکے تلوار کھینچکر لشکر ساحران غدار پر جا پڑے سمن بر نے بعد کرد فر

چالیس جادوگرنیوں کو لیکر سحر کرنے لگی ایرج نوجوان کے گلے میں لوح محفوظ پڑی ہوئی اسکے سبب سے
کسی کا سحر تاثیر نہیں کرتا جسنے پڑھکر سحر کیا ایرج نے عمل کو چھپا دیا سحر الٹا پلٹا سینہ پر اسی کے جا پڑا توڑ کر
پار گذرا دوسری پڑھی ایرج نے ہاتھ تلوار کا مارا اسنے سپر سحر کو جوہ کی پناہ لیا تیغہ دودمہ اسکندری تڑپ
کے گرا سپر کٹی ساحر نے چاہا بھاگوں موت دامنگیر تھی جہنم واصل ہونے کی تیاری کی یہی تدبیر تھی تلوار گری
دو ٹکڑے ہوئے لاشہ جلا آواز اسکے مرنے کی آئی دو چار کو ہمن پر نے مارا کسی کو شاپور نے للکارا تھوڑے
عرصہ میں سو جادوگر مرات کے مارے گئے حیران کہ یہ کیا سحر کہ جو اس جوان پر سحر نہیں تاثیر کرتا ہم سے جو تھی
جن لوگوں نے سحر سیکھا اس سے بھی ایرج کو ضرر نہ ہوا لڑتی بھڑتی ہمن پر پہونچی ہمن پر نے کئی
سحر دفع کیے مگر وہ بادشاہ طلسم ہی مرات نیچہ کھینچکر قریب پہونچی ہاتھ مارا ہمن پر نے ہر چند چاہا روکوں
مگر نیچہ چابک کے سر پر گرا سر بخوبی زخمی ہوا چاہا اس ملعونہ نے کہ سر کاٹ لوں ایرج نوجوان نے دور سے
دیکھا نعرہ کیا میں آ پہونچا او مرات ایک موسے جسم ہمن پر کا گرم ہوا قیامت برپا کر دیا یہ فرما کر گھوڑے
کو کودا کیا مرکب طرارہ بھر کے سامنے مرات کے آیا ہمن پر تو بٹ گئی مگر ساحران مرات نے ایرج
نوجوان پر حملہ کیا کئی افسران فوج ہاتھ سے شاہزادہ کے واصل جہنم ہوئے مرات نے بھی خوب خوب
سحر کیے مگر ایرج پر تاثیر نہوئی گھبرا گئی ای مرات یہ کیا ماجرا ہے سحر کسی کا اس جوان پر تاثیر نہیں کرتا اتنے عرصہ
میں ایرج کئی سرداروں کو مار کر قریب مرات پہونچا مرات نے نیچہ سحر کا ہاتھ لگایا ایرج نے سپر بردہ کا
نیام انتقام سے تیغ برق مثال کھینچا مرات کو آئینہ شمشیر میں جلوہ مرگ دکھائی دیا گھبرائی ہے کیا کروں
کیونکر بچوں مگر سپر سحر کو اٹھا دیا گلو ابھیوں کو یاد کیا تلوار تڑپ کر گری سپر کے دو ٹکڑے کرتی ہوئی
سر پر مرات کے بڑی زخم کاری کھایا تڑپ کر اپنے کو زمین میں گرا دیا ایرج نے چاہا چھاتی پر چڑھ بیٹھوں
چیر کر پھینکدوں مگر یہ ساحرہ زبردست ہے تڑپ کر نکل گئی سر سے خون بہتا ہوا چلک کر بلند ہوئی ساحران
کو آواز دی صاحبو نکل چلو اس ظالم جلاد سے بچاؤ نہیں معلوم کیا سبب ہے سحر تاثیر نہیں کرتا چودھوین
صدی کا زمانہ ہے مرات کا بہانہ ہے ساحر فرد فرد اڑے چشم زدن میں باز و عقاب بنکر ہمراہ مرات
نکل گئے ایرج نے چاہا پیچھا کریں ممکن نہوا بہت جلد ساتھ والے نکل گئے ایرج پلٹے دیکھا ملکہ انجم
ماہ رخسار زخموں میں چور ایک نخل کے سایہ میں پڑی ہے ایرج نے بازو تھام کے اٹھایا انجم نے
آنکھیں کھولیں ماہ برج صاحبقرانی کو اپنے سر پر پایا آنکھوں میں نور طلب کو سرور شاہزادہ سے

نے حکم دیا بہت جلد بارگاہ استادہ کرو فوراً بارگاہ استادہ ہوئی سمن پری کو حکم ہوا باحتیاط تمام
ملکہ انجم کو بارگاہ مین داخل کیا زخمہ و نیان ہوئین سرداران شمق آکر فرو کش ہوئے ایرج نوجوان
سے ملکہ انجم نے تمام کیفیت پوچھی شاہزادے نے تمام حال لوح محفوظ کے ملنے کا بیان کیا انجم
کو بڑی خوشی ہوئی کہا آپ صاحب اقبال ہین لیکن حضور بدون حصول لوح طلسمی طلسم کا فتح ہونا
دشوار ہی یہ لوح محفوظ ہی کنیز نے اپنے بزرگون سے اسکے حالات سنے ہین جسکے پاس یہ لوح ہوگی اسپر
کوئی سحر تاثیر نہ کرسکیگا مگر جلد جاٹ پر یہ کام نہ کریگی ایرج نے فرمایا ای انجم تم لوگ عقل کی ناقص ہو ہم تکیہ
اپنے رب اکبر پر رکھتے ہین جو اُسکے نزدیک مناسب ہوگا اپنے بندے کے واسطے سوائے بہتری کے
خلاف نہ کریگا مان باپ سے ستر درجہ مہربان ہی ہر حال مین اُسی کا احسان ہی کس فکر مین تھے کہ لوح محفوظ
ہاتھ آئی لوح طلسمی بھی ملیگی اگرہم طلسم اسکندری کے فتح مین اس راہ عجائب وغرائب کے سیاح ہین
فتح کرینگے ورنہ اسی حیلہ مین جان دینگے ملکہ انجم زخم تمہارا اچھا ہو جلد سامان لشکر کشی کرو تا بہ طلسم جلد
پہونچین زخمی ہوکر گئی ہی فساد برپا کریگی سلطنت نہ ہونے پاوے کہ ہم پہونچ جائین انجم نے عرض کی دو روز
کی حضور مہلت دین مین بنجم حصار سے فوج بھی طلب کرون ایرج نے کہا جو کچھ منظور ہو جلدی واجب
ولازم ہی انجم نے اُسی وقت ایک کنیز کو نامہ دیکر طرف انجم حصار کے روانہ کیا چونکہ ملکہ انجم وہان سے قید
ہوکر آئی تھی قلعہ مین کھلبلی ہی یہ مشہور ہوا کہ ملا انور جادو بادشاہ کو اور جوان تازہ وارد کو گرفتار
کرکے لیگئی خلقت پریشان دار الامارۂ شاہی مین سناٹا ہر ایک کو خوف جان ہر مقام پر یہی ذکر
ہو رہا ہی کہ مرأت جادو ہم سب کو قتل کریگی کیونکر ہم سبھون کی جان بچیگی اس تردد مین سب تھے
کہ اس کنیز نے آکر مژدہ فتح افزا پہونچایا کہ ملکہ نے مع شاہزادہ ایرج نوجوان کے رہائی پائی خود مرأت
زرق برق آئی تھی اُسنے بھی شکست کھائی مثل صید خائف بھاگی اب ملکہ نے اہالیان لشکر کو طلب
فرمایا ہی طلسم پر لشکر کشی منظور ہی افسران فوج مخفی ہوسکے وزرا امرا موجود تھے سب کی یہی صلاح ہی
کہ ملکہ کو عرضی لکھو کہ آپ یہان آکر ایک ہفتہ مقام کیجئے سامان فوج ولشکر کا ہو جائے ہر ایک کی
یہی خواہش ہی کہ حضور کے ہمراہ رہین قدم اقدس پر جان نثار کرین یہ جواب اہالیان شہر سے جب ملکہ کو
پہونچا انجم نے ایرج نوجوان سے عرض کی حضور مین قید ہوکے آئی تھی اہالیان شہر بہت بیقرار ہین
حضور وہان تشریف لے چلین بعد ایک ہفتہ کے سامان لشکر کشی ہوا ایرج نوجوان بموجب کہنے انجم

کے قلعہ انجم حصار پر آکر پہونچے بیرون شہر بارگاہ استادہ ہوئی اہالیان شہر کو یہ خبر پہونچی جوق جوق جان ومال بچا کے گئے تھے خیل خیل آکر حاضر ہوئے ایرج نے تمام مردان عالم کو سرفراز فرمایا اب صلاح ہوئی بعد ایک ہفتہ کے بر سر طلسم سکندری لشکر کشی ہوگی تیاریاں ہونے لگیں یہاں تو سب تیاریوں میں مصروف ہیں

دو کلمہ داستان شوکت بیان ملکہ مرأت جادو و ملکہ بران شمشیر زن کے بیان میں مخمس

خار صحرا جو چبھے خار چمن بھول گئے
تیغ سے تیز جو لگتے تھے سخن بھول گئے
تیر جو کھائے تھے ای تیر فگن بھول گئے
تیرے جور و ستم ای عہد شکن بھول گئے
رنج غربت میں یہ پائے کہ وطن بھول گئے

او چھپے زخموں سے ابھی جان ہے باقی ہم میں
اب وہ آئے ہیں جو فیصلہ ہوا اک دم میں
نہ تو مرتے ہیں نہ جیتے ہیں پھنسے ہیں غم میں
جان کیا مفت گئی صید کے عالم میں
نیم جان کرکے ہمیں صید فگن بھول گئے

تیری آنکھوں نے کیا آہوؤں کو بھی برباد
پاؤں کیا اٹھیں انہیں دشت ختن ہی نہیں یاد
بند ہو گئے رشتۂ نظارہ سے سب ای جلاد
ہائے کیا ہوش ربا ہیں تری آنکھیں صیاد
چوکڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے

باغبان پھولا ہے اس فصل میں ایسا گلزار
لیکن اس درجہ ہے ہاتھ جنون میں اکبار
سیر کرتے ہی مرے دل سے گیا صبر و قرار
چاک کرتے ہی رہے سینے کو تا فصل بہار
دست وحشت مرا پیراہن تن بھول گئے

کیوں خفا مجھسے ہوا ای جان ادھر تو دیکھو
نشہ میں ہوش کہاں رہتے ہیں تم سوچو تو
کی جو تو بے رخی وجہ یہی اسکی سن لو
ہم جو میخانہ سے مستی میں گئے مسجد کو
توبہ ای غنچۂ توبہ شکن بھول گئے

محو تجھ گل پہ جوانان چمن ہیں بلبل
تیرے جوبن سے عوض حال گیا سب کا گل
روئے گل زرد پریشان ہے غم سے سنبل
تکتے پھرتے ہیں تری راہ میں گلچیں ای گل
تیرے کوچے میں ہزاروں کو چمن بھول گئے

بیچے زخموں کا مرے سینہ اصلا جراح
آج میخانہ ہو جا چھلکے رسوا صراحی

زخمی زلف ہوں میں کرتے ہیں یہ کیا جراح
کاشغر سے جو منگاتے ہیں سپیدا جراح
میرے زخموں کے لیے مشک ختن بھول گئے

نہ دہن ہونے کی تیری جو ہوئی ہے شہرت
کھینچی جب شکل تری اے صنم خوش قسمت
پیچ ہے اس بات میں لوگوں کو عبث ہے حیرت
محو اس درجہ ہوئے دیکھ کے تیری صورت
چہرہ پرداز ازل نقش دہن بھول گئے

جب تلک پاس کہاں آئے گلستاں میں ہیں
قید حسبدن سے کیا خانہ زندان میں ہیں
سب یہ پیچ ہے بزم سخنداں میں ہیں
اسعد عشق رہی نالہ و افغاں میں ہیں
یاد محبوب میں ہم طرز سخن بھول گئے

نور دندان سہیل اب نہیں کچھ یاد ہمیں
ہستو عاشق ہیں ترے جلوہ کیا یاد کہیں
لب رنگین سے عقیقوں کو بھی کیا نسبت ہیں
دانت جو ہونٹوں سے لڑ جو گئے نہ سینے میں
تو سہیل اور عقیق یمن بھول گئے

ترے عشاق ہوئے تیغ سے جب بسمل
کھل چلا تھا چمن خلد میں کچھ غنچہ دل
ہوئے فردوس میں سب پاکے شہادت داخل
چمن جوہر تیغ آئے جو یاد اے قاتل
شہدا کو وہیں جنت کے چمن بھول گئے

پیرہن زیست میں جو چاک کیے حد سے فزون
آسماں کام مرے زور ترا اب دیکھوں
ہاتھ شل ہو گئے ہیہات میں اس رنج میں ہوں
دم خفا زیر زمیں پہ سر داے دست جنوں
آشنا چاک گریبان کفن بھول گئے

اے جنوں دشت میں یاد آتے ہیں جو دن ہر دم
گر وطن پہونچے تو جانینگے مزہ پھر بھی ہم
لیتے تھے بوسے سبب ذقن اسکا پیہم
دشت غربت میں جو ہے غذا حنظل غم
اے جنوں ہم مزہ سیب ذقن بھول گئے

آتش فرقت یار لگی نہیں یاد اے دلبر
جو سمجھ کر مدعی انصاف ذرا تو ہی کر
داغ تو جلکے جلاتے ہیں مگر شام و سحر
ایک مجھ پہ دل تھے سماتیں اخگر
داغ تازہ جو ملے داغ کہن بھول گئے

سابق میں تحریر ہوا کہ ملکہ شگوفہ سحر ساز نامہ راز و نیاز عاشق جانباز لیکر طرف ملکہ مہران کے روانہ ہوئی
مراُت جادو شکست کھا کر قلعہ طلسمی میں پہونچی کارگزاروں کو بلا کر حکم دیا کہ بالیان لشکر جابجا تیار رہیں
ساحران نامی آمادہ حرب و پیکار رہیں آمد طلسم کشا قریب ہے یہ معاملہ عجیب و غریب ہے سابق میں طوفان جادو
گیا اُسنے طوفان اٹھا کر طلسم کشا کو گرفتار کیا اب کیا باعث ہوا کہ طلسم کشا پر سحر تاثیر نہیں کرتا انتہا یہ کہ
امیدولت نے شکست کھائی بات سمجھ میں نہ آئی یہ ذکر تھا کہ طائران طلسمی آکر پہونچے عرض کی ای
ملکہ عالم ثمرات جادو کو طلسم کشا نے باغ میں قتل کیا لوح محفوظ اُسکے قبضہ میں گئی تمام مال لدو اکر
باغ ثمرات سے لیگیا بی سمن بر طلسم کشا کے ساتھ گئیں یہ سنتے ہی مراُت جادو کا چہرہ فق ہو گیا
آئینۂ رخسار پر گرد ملال غصہ سے رنگ چہرے کا لال کہا لو صاحبو ثابت ہوا طلسم کشا پر سحر نہ تاثیر
ہونیکا یہ باعث تھا ارے یہ بتلاؤ باغ ثمرات میں طلسم کشا کیونکر پہونچا ہرکاروں نے عرض کی کہ برای
شکار آیا تھا بی ثمرات عاشق ہوئیں اُسی عاشقی میں یہ آفت برپا ہوئی سنا کہ پور شیر دل عیار اُس شیر
دلیر کا بُرقعہ پہنکر آیا بی ثمرات کو مارا خزانہ سے وہ صندوقچہ بھی نکل آیا جسمیں لوح محفوظ تھی تین ہزار
جوان سفید تھے انھوں نے بھی غلامی اختیار کی وہ لشکر طلسم کشا قرار پایا آپ نے جاکر ملکہ انجم کو گھیرا
تھا طلسم کشا باغ سے جاکر شریک جنگ ہوا جب تو حضور کے ساتھ والوں پر حوصلہ جنگ تنگ ہوا
اب قلعہ انجم حصار پر لشکر طلسم کشا کا حملہ و ہر کوچ کرنے کی تیاری ہے یہ سنکر ملکہ مراُت جادو نے ساحروں
کو حکم دیا کہ تم میں کوئی ایسا ہے کہ اپنے کو تا بہ قلعہ انجم حصار پہونچائے لوح محفوظ قبضہ سے طلسم کشا کے
نکال لائے اسوقت بہت سے ساحران غدار حاضر تھے ہر ایک نے کانوں پر ہاتھ رکھا کہ حضور طلسم کشا تک
جانا اور لوح محفوظ کا چھینکر لانا البتہ دشوار ہے لیکن سموم جادو جو خبر لیکر آئی تھی یہ جل بھی بیٹھی تھی
مجمع ساحران سے اُٹھی کہا حضور ایک ہفتہ کی مہلت ملے تو یہ لونڈی جاکر طلسم کشا کو مع لوح محفوظ لائے بعد
قتل انور جادو کئی دن خدمت طلسم کشا میں رہی ہوں وقائع نشست برخاست سے ماہر ہو چکی ہوں مراُت نے
کہا ای سموم اگر تو جاکر لوح محفوظ اور طلسم کشا کو لائے وزیر اعظم اپنا مقرر کرونگی دولت دنیا سے مالامال
کرونگی سموم نے عرض کی حضور کی سلطنت قائم رہے ہمیں سب طرح کی امید ہے یہ کہکر اسباب سحر ذات
پر آراستہ کیا طرف لشکر طلسم کشا کے چلی لیکن مہجور فراق دیدہ آفت کشیدہ گرفتار محبس رنج و الم معتقد
سلسلۂ زنجیر اندوہ و غم شال نخواہر دوش یعنی ملکہ شیشہ مو نوش باغ میں سنجر جادو کے دس میں

کنیزین دل بہلانے کو سمجھانے کو مرأت نے مقرر کر دی ہین گویا بطور نظربندی ہی تحجر جادو نگہبان رہتا ہی
ہر کس کے جانے کا حکم نہین ہی مگر کنیزین ملکہ کی حاضر رہتی ہین ایک کنیز گلشن نامے بہت شگفتہ مزاج ایک
دوڑی ہوئی آئی شیشہ مو نوش کا یہ حال ہی کہ جہانتک ذکر اسیج نوجوان ہوتا ہی دل دیکے سنتی ہی
نہین تو سر دھنتی ہی گریہ وزاری بیقراری کر گلشن دوڑی ہوئی آئی اُسنے عرض کی حضور ایک خبر
فرحت اثر سنانے آئی ہون ابھی ابھی لونڈی نے مفصل خبر سنی ہی ملکہ شیشہ مو نوش نے پوچھا گلشن کچھ
ہمارے مطلب کی بات ہی عرض کی حضور بڑی خوشی کی جگہ ہی دشمنون پر آفت آئی فلک نے ساعت
نیک دکھائی بی انور جادو آپکی خالہ امان لڑائی مین قتل ہوئین اور مہربان آپکی گئی تھین لڑین
شکست کھا کے آئین طلسم کشا کو لوح محفوظ ملگئی بی مرأت بھی عاشق ہوئی تھین مگر شاپور شیر دل
نے بڑھیا نکلے باغ مرأت سے لشکر لیکر آئے بی مرأت کو شکست دی اب بی مرأت پر سب
حال آئینہ ہوا اب حضور سموم جادو بڑا اٹھا گئی ہی کہ مین لوح محفوظ چھین لاؤنگی اور طلسم کشا کو بھی
گرفتار کر دونگی یہ سنکر ملکہ شیشہ مو نوش بے اختیار رونے لگی کہا گلشن مین تو قید مین بیٹھی ہون مین کیا
تدبیر کرون دست و پاشکستہ طائر پر بستہ ہون یہ تو ظاہر ہی کہ ملکہ بہاران شمشیر زن انکی معین و
مددگار ہین با عاشق زار ہین فنون سحر و ساحری مین کامل و مکمل آنکی وزیرزادی نے آکر بی انور کو قتل
کیا اب انکو کسی طور سے خبر ملتی کہ وہ انکی حفاظت مین کوشش کرین اگر خدانخواستہ یہ حرامزادی سموم
جادو پہونچی اور جا کے اُسنے کسی عیاری سکاری سے لوح لیلی تو جان آنکی بچنا دشوار ہوگی بارہ جود
خواصین اسوقت خیر خواہ نمک حلال حاضر تھین سب نے یہی کہا کہ حضور آپ ملکہ بہاران کو آگاہ
کیجیے ایسا نہو کہ یہ حرامزادی جا کر ہوا بگاڑ دے اگر لوح محفوظ قبضہ سے نکل گئی پھر بڑی مشکل ہوگی
گلشن نے کہا حضور اگر خط دین مین تا بہ طلسم نور افشان خط حضور کا پہونچا دون ملکہ شیشہ مو نوش
نے کہا ای گلشن مین تیری لونڈی ہو جاؤنگی تو جلد خط پاس ملکہ کے پہونچا یہ کہکر قلم دوات
منگایا واسطے ملکہ بہاران کے القاب شاہانہ لکھا بعدہ مرقوم تھا یہ کنیز بے تمیز گرفتار پنجۂ تقدیر ذلیل
حقیر ہجران دیدہ آفت کشیدہ از خود فراموش ملکہ شیشہ مو نوش کی عرضی خدمت مین پہونچتی ہی
مرأت جادو نے سموم جادو حرامزادی کو برائے گرفتن لوح محفوظ سمت قلعہ انجم حصار روانہ کیا ہی بہر
خدا جاد ہوا سے گرم طلسم کشا کے جسم نازنین تک نہ پہونچنے دیجیے اگر سموم کا عکس پڑا کل سلیمہ و انصاف جاتا

سواے حضور کے کون دستگیر ہی اس سے بہتر کیا تدبیر ہو جسطرح ہو سکے حضور اپنے کو تا بہ انجم حصار ہو تو جانب خواہ نامہ لکھکر بھیجین اُس گل گلزار صاحبقرانی سرو بوستان جہانبانی کو ہواے گرم حوادث روزگار ناہنجار سے بچانا واجب و لازم ہی چند فقرات ایسے لکھکر یہ غزل عاشقانہ تحریر کی غزل نسیم

پابند زیست تھا نہ اسیر مزار تھا | تھا جوش اشتیاق قدمبوس یار تھا
کیا پوچھتے ہو اب تو اسیر قفس ہون مین | وہ دون کی بات ہی کہ شریک بہار تھا
کیون جانتا تھا حسن پریشانیان مری | ای روزگار مین بھی گر زلف یار تھا
ہو دون سے شرمسار رہا اضطراب مین | پاس کفن مجھے نہ لحاظ مزار تھا
ہوہ بھی سنا خیال سیاہی زلف سے | یکدم کو عکس سرو روان سے مزار تھا
اس جسم بسنہ لبل کیا تو نے ای ہوس | دد استخوان کے واسطے شوق مزار تھا
ہیبت سے تجسبہ کر کے مری جان نکل گئی | ہر ہر دہان زخم دہان مزار تھا
گرتی تھی برگ بازوے قاتل پہ آفرین | جو زخم تھا بہ شکل شگاف مزار تھا
پاتے تھے اہل درد خبر سرگذشت کی | مین بعد مرگ خط جبین مزار تھا
ای جوش شوق تو نے کیا پھر اسہد دام | ورنہ مجھے تکیۂ خواب مزار تھا
کشتہ کیا ہون خاک کو بھی خاک ہو گئے مین | مین سبزۂ مزار کا اپنے غبار تھا
برسون رہا زبان صغیر و کبیر پہ | ہر افسانہ بھی ستم روزگار تھا
سنت بھی کی مگر نہ کسی نے مری سنی | مانند قول یار مین بے اعتبار تھا
مین نے دہان آبلہ مین اسکو لیلیا | سیدا مین زبان نکالی جو خار تھا
ای روزگار مجھسے دورنگی تھی کیا ضرور | مین حسرت خزان نہ امید بہار تھا
مشغل خیال یار رہین گردشین مجھے | آیا کسی کے دل مین جو امیدوار تھا
پوچھی نہ مجھسے یار نے کچھ میری سرگذشت | مین روز باز پرس بھی ننگ شمار تھا
ثابت ہوا کشاکش دنیا سے یہ ہمین | تھے رنج چند نام فقط روزگار تھا
آئے لحد مین بالش و بستر سے ای نسیم | انجام عیش دہر یہ کنج مزار تھا

ماجرای فراق انگیز مصیبت خیز تحریر فرما کر ملفوف کیا سر نامہ پر عرضی کی اخیر مین یہ بھی تحریر تھا فقیر از

فراموش ملکہ شیشہ مونوش گلشن کو نامہ دیا کہا جلد لیجا ملکہ بران کی خدمت مین پہونچا گلشن نے
نامہ چھولی مین رکھا طرف قصر جمشیدی کے روانہ ہوئی یہان ملکہ بران شمشیر زن باغ نگارین مین داخل
مین شاہزادہ ایرج نوجوان کی خبر کا اشتیاق کہ شگوفہ سحر ساز آکر پہونچی مگر خستہ ہوئی ملکہ بران
نے گھبراکر پوچھا کہو ہوا کیا خیر لائین عرض کی کہ حضور نے جو کچھ ارشاد فرمایا سب آنکھون سے دیکھا
شاہزادہ والاقدر گرفتار ہوگئے تھے لونڈی وقت پر پہونچی انور جادو گرفتار کرکے لیچلی تھی اس سے
مقابلہ پڑا آپ کے تصدق سے حرامزادی کو قتل کیا مگر حضور مقدمہ طلسم سکندری درپیش ہے ابھی بڑا پس و پیش
ہے وہ جانے پر تیار ہین پاس کوئی تحفہ طلسمی موجود نہین دیکھیے کیا ہوتا ہے دل انکی مصیبت پر روتا ہے ملکہ
بران نے کہا اے شگوفہ چلکر مین قبلہ و کعبہ سے کہون فرمان انکا مہری دلواؤن وہ لیکر تم پاس مرات
جادو کے جاؤ جسطرح بن پڑے اس لوح سے کہو لوح طلسمی شاہزادہ ایرج نوجوان کے حوالے کرے
اگر انکے دشمنون کو کسیطرح کا ملال پہونچا مین خود جاکر بی مرات کو سزائے کامل دونگی وہ اس طلسم کی تاجدار
ہین لیکن ہماری خراج گذار ہین ہمکو سب طرح کے اختیار ہین اگر اسنے ہمارے حکم کے خلاف کیا تو بی مرات
بہت پچھتائینگی ملکہ بران شمشیر زن یہ باتین کر رہی ہین اور قصد ہے کہ جاکر کوکب روشن ضمیر سے اطلاع
کردون نام سے ایرج کے دل بیقرار ہورہا ہے کبھی گھبراکر فرماتی ہین اے شگوفہ بڑی خرابی تو یہ ہے کہ انکے مزاج
مین جہالت ہے جو تو نے کہا ہے یقین کامل ہے کہ وہ اسکے خلاف کرینگے یعنی ہمارا کہنا نہ سنینگے ہرچند کہ اسقدر
انکی بہت ناگوار ہے تمہارے کلام سے ثابت ہوتا ہے کہ بی انجم سے بھی محبت ہوگئی آخر انور جادو اسکے
باغ مین گئی انکی تو دشمن تھی مگر انجم کو گرفتار کرلائی نہین معلوم کس طور سے بیٹھے ہونگے شگوفہ نے کہا
انجم نے تو بڑا کام کیا پہلے تو سوزن جادو جاکر ہمارے شہریلہ کو لشکر سے پکڑلائی تھی انجم نے سوزن
کو قتل کیا انکو چھین لیا ایک شب وہان گذری تھی کہ انور جادو پہونچی انجم اور انور سے خوب خوب
سحر چلے لیکن انور تو صاحب جرأت تھی سحر و ساحری سے بڑی رغبت تھی انجم گرفتار ہوئی یا تو حضور
محبت ہوئی یا رحم دلی کو کام فرمایا ملکہ بران نے کہا اے شگوفہ ایک تم دنیا مین رحم دل ہو ایک
وہ بے حیا بے نصیب اپنے کو کیون مصیبت مین ڈالتی صورت دیکھ کر پھسل پڑی ہوگی اور انکے مزاج
کی تو مین کیا شکایت کرون خیر کبھی سامنا ہوگا تو پوچھینگی وہ کیا جواب دینگے بہنے اچھے کو مصیبت مین
پھنسایا مجھے پھر نہین کا خیال ہے ہمارے عیش و آرام مین فرق آیا جوانی مین مٹا پیچھے روگ لگایا

[illegible] کے زبان پر یہ اشعار آبدار جاری کیے اشعار مخفی

دلم ز نالۂ فرو ماند آہ من باقیست / بہار رفتہ و سرسبزی چمن باقیست
بہ پیش شمع رخت سوختم ز پروانہ / ہنوز لمعۂ ارباب انجمن باقیست
سقیم کوے تو جانان کجا رود چہ کند / کہ گر بخلد رود لذت وطن باقیست
اگرچہ گرگ صفت چرخ یوسف عمرم / ربودہ از کف من بوے پیرہن باقیست
ز زخم ناوک مژگان مثال ای مخفی / کہ تیغ غمزۂ جادوے صف شکن باقیست

دیگر

زمزمہ کس کی زبان پر بدل شاد آیا / سینہ نہ کھولا تھا کہ پر باندھنے صیاد آیا
قد جو بوٹا سا ترا سرو رواں یاد آیا / غش پہ غش مجھکو چمن میں تہ شمشاد آیا
چھپنے نظارہ کیا صل علی یاد آیا / تیرے حصے میں صنم حسن خداداد آیا
بلبلیں جام سے شوق سے کیا مست ہوئیں / دام لیکر جو گلابی مرا صیاد آیا
خوش قدوں سے دل وحشی کو تعلق نہوا / سرو کی طرح میں اس باغ میں آزاد آیا
چالیں رفتار کی سیکھا ہے وہ گل ای قمری / ٹھوکروں میں کوئی دن کو ترا شمشاد آیا
تونے ای دیوانے اسکو نہ ماری قینچی / پر اڑانے مرے مقراض سے صیاد آیا
رعب سے زرد ہوا چہرۂ مریخ فلک / سرخ جوڑا جو پہن کر مرا جلاد آیا
فصل گل آتے ہی گلچیں کو لیا پھندے میں / جال پھیلانے کو گلزار میں صیاد آیا
تونے ای دست جنوں پاؤں نکالے یا تک / ہتکڑی ہاتھ میں پہنانے کو حداد آیا
لے اڑی دل کو سوے دشت ہواے وحشت / بکھرے جھونکا مجھے کر دینے کو برباد آیا
دل پھنسانے کو لکھا اسنے مہا جال خط / جعلسازی کی طرف پھر مرا صیاد آیا
قید خانے کا بند جانے چمن دہر میں تنگ / پنچھیوں کے لیے کیوں باغ میں شمشاد آیا
دم چرایا یہ قفس میں کر کیا اسنے [illegible] / جعلسازی سے مرے دام میں صیاد آیا
روند کر لالۂ کہسار کو شیریں نے کہا / سیری پابوسی کو خون سر فرہاد آیا

یہ شعر عاشقانہ پڑھتے ہی آنکھوں سے اشک حسرت جاری ہوئے ہچکی لگ گئی غش آنے لگا شگوفہ نے آنسو پونچھے کہا حضور باتوں میں یہ جوش و خروش للہ صبر کیجیے دشمنوں کی جان پر بن گئی

پہلے اس مقدمہ کا انتظام کیجیے بعد جو مناسب ہوگا اسکی تدبیر کیجائیگی معقول تقریر کیجائیگی نفس خدا سے ابتو سیری آمد و رفت کا سلسلہ کھلگیا ہر ہفت عشرہ مین جاکر خبر لادیا کرونگی ملکہ بران شمشیر زن نے کہا ای شگوفہ یہ صدمہ جدائی ہمین زندہ نہ چھوڑیگا ہماری جان بچنا دشوار ہی ہمارے مقدمہ مین کد و کاوش بیکار ہی اب قصد ہوا کہ طرف قصر جمشیدی کے جائین کہ مخلدار نے آکر عرض کی حضور در باغ پر ایک ساحرہ کم سن حاضر ہی کہتی ہی کہ طلسم اسکندری سے ایک کاغذ لائی ہون مگر ملکہ بران کے ہاتھ مین دونگی ملکہ بران نے فرمایا ای شگوفہ جلد بلاؤ دیکھو کس نے نامہ بھیجا ہی مخلدار ہی سے حکم ہوا اپنے ساتھ گلشن کو لیکر سامنے ملکہ بران کے آئی گلشن نے سلام کیا قدمون کو بوسہ دیکر گرد پھری تصدق ہوئی نثار ہوئی ملکہ نے گھبرا کر کہا ای نیک بخت تیرا کیا نام ہی کسکا نامہ لیکر آئی ہی گلشن نے نامہ ملکہ شیشہ مے نوش جھولی سے نکالا ہاتھ پر رکھکر بطور نذر ملکہ کو دیا ملکہ نے جلدی سے کھولا طرف سے ملکہ شیشہ مے نوش کے عذر تقصیرات اپنی مصیبت کے حالات تحریر کیے بعد اسکے لکھا تھا ای شہنشاہ اقلیم ہمت و سخاوت و ای تاجدار ممالک جرأت و شجاعت ای دستگیر بیکسیان و ای یاور غریبان واضح رائے عالی ہو کہ کنیز جرم محبت شہریار ایرج نامدار مین قید ہو فلک گرفتار و گردون غدار آمادہ مکر و کید ہی اس کنیز کی رہائی دشوار ہی اس عبارت کے بعد یہ اشعار تحریر تھے اشعار

چندہ لا آرزو دیدن نگزار ررا
وعدہ قیامت بود طالب دیدار را
لازمہ عاشق ست بر سر دار آمدن
بندگران زینت ست پاے گرفتار را
ہر نفس از خون دل مرو طلبگار عشق
باعث افزونی است رونق بازار را

صحن قفس گلشن ست مرغ گرفتار را
کم نہ ہمین میشود در روش عاشقی
شاد ز خود ساختن خاطر اغیار را
کوہکن از بیدلی تیشہ بکار از زند
رشک گلستان کند سر کہ خار را
مخفی اگر زیست ست رہ گلستان غم

دل کہ گرہ شد بعشق از غم ہجران چہ باک
از رگ جان میکند رشتہ زنار را
سلسلہ دریا چہ شد نالہ زبونی کند
نالہ بود مرہمے سینہ افگار را
رشتہ بگردن کشان تا زپے جلاد عشق
کس نشناسد من سایہ دیوار را

ملکہ بران اشعار پڑھ پڑھ کے روتی جاتی ہین کبھی فرماتی ہین کیا کلام مین شیشہ مے نوش کے سوز و گداز ہی ہر شعر سے عاشق و معشوق مین راز و نیاز ہی تحریر پڑھنے سے کلیجہ منہ کو آتا ہی قلب ٹھہر آتا ہی لکھنے مین جا بجا اشک خونی ٹپکے ہین صاف ثابت ہی کہ شنجرف کے نقطے دیے ہین شگوفہ نے کہا حضور اصل مطلب کو تو ملاحظہ فرمائیے اپنے کو دام تحریر مسلسل مین نہ پھنسائیے

آخر میں وہی کیفیت تحریر تھی کہ سموم جادو برائے گرفتاری ایرج نوجوان طرف قلعہ انجم حصار
لے گئی ہے اُس گلعذار کو اس ہوائے گرم کے جھونکے سے باغبان قضا و قدر بچائے گلشن جاہ و جلال
میں خزاں نہ آئے آفتاب اقبال روشن ہے ظل خدائے کارساز اس شہریار پر پرتوفگن رہے اہاہ جرات
ساطع اختر شوکت لامع و دست شاد ہوا خواہان گلشن عیش و عشرت آباد بحق رب العباد اسکے بعد
دعائے ترقی حسن و جمال ملکہ عالم میں بہت کچھ تحریر کیا تھا ملکہ فقرات پڑھتی جاتی ہے فرمایا کیوں شگوفہ
دعائیں نہیں تمام ہوتی ہیں مجھے تو دعا یہ خوشامد سے دی ہے نام ہی سے ہمارے جلتی ہوگی شگوفہ
نے کہا واری آپ سے کیا رشک کرینگی آپ کو مرتبہ پروردگار نے دیا ہے بران نے کہا کیوں صاحب
دل میں تو یہی سوچتی ہونگی کہ ہم میں اور ملکہ بران میں کیا فرق ہے خیر اگر زندگی ہے تو فرق بتادونگی
سب صاحبوں کو سمجھا دونگی یہ فرما کر نامہ ہاتھ سے رکھا کہا شگوفہ یہ بڑی مشکل ہوئی سموم جادو
بلائے روزگار ہے ضرور جاکر دھوکا دیگی وہ تو بہت سیاہی ہیں کسی فقرے سے لوح مانگ لیگی اے
شگوفہ میں خود جاتی ہوں نہ سہرے گئے اب نہیں پڑیگا مگر قبلہ و کعبہ کو اطلاع دینی ضروری ہے اے
شگوفہ ہم ایک عرضی لکھکر دیتے ہیں تم خدمت میں قبلہ و کعبہ کے پہونچا دینا وہ بھی تدبیر کرینگے
میری جانب سے بدگمانی تو نہ رہیگی یہ فرما کر چند فقرات لکھکر شگوفہ کو دیے اور آپ فوراً طاؤس
زرین بال پر سوار ہوئیں اور گلشن کو ساتھ لیکر طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوئیں

دو کلمے داستان ملکہ مرات جادو کے بیان ہونے میں

مرات بعد روانہ کرنے سموم جادو کے تخت پر بیٹھی ہے مگر نہایت پریشان و مخوف ہے کہ ایسا نہ ہو طلسم کشا
لشکر کشی کر کے لوح محفوظ پاجائے اسکا روکنا دشوار ہوگا سب سردار کہہ رہے ہیں بہت بجا ارشاد
ہوا ہے دن خدا اس جہان سے صدہا سلطان غدار رہے اب تو لوح محفوظ پاس ہے یہ ذکر تمام تھا
کہ آسمان سے برق چمکی ایک جادوگرنی نامہ لیے ہوئے حاضر خدمت ہوئی پایہ تخت کو بوسہ دیا
ملکہ مرات نے پوچھا کیوں اے ساحرہ کہاں سے آنے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا حضور مجھکو ملکہ حیرت
جادو نے بھیجا ہے انور جادو کئی مہینے سے مہلت لیکر آئی تھی ملکہ عالم نے یاد فرمایا ہے اپنی مصاحب
خاص کو بلایا ہے ملکہ انور کا جواش ساحرہ نے نام لیا ملکہ مرات جادو نے کلیجہ تھام لیا چیخ مار کر رو دی
کہا ہماری ہمشیرہ صاحبہ کہ شاہ مرکی جمشید نے اپنی خدمت میں بلالیا اُس کنیزک گلرنگ جادو نامہ

تھا مرات کو رونے دیکھکر پیٹنے لگی گھبرا کر پوچھا واری یہ تو بتا ہے سعاحب خاص ہماری بی بی کو
کس نے قتل کیا کسکی شامت آئی ہے کیا نام سے شہنشاہ افراسیاب کے باہر نہ تھا ہماری ملکۂ عالم کا
جاہ و حشم آسپر ظاہر نہ تھا علاوہ ازین کس سے مقابلہ ہوا کہان لڑائی ہوئی ملکہ انور ایسی ذہین کس و
ناکس اہنر دست انداز ہوتا ملکہ حیرت زوجہ شہنشاہ افراسیاب کی تعلیم کردہ خود سحر مین طاق فسونگری
مین شہرہ آفاق مرات نے کہا بی بی ان شمشیر زن دختر کوکب روشن ضمیر آج کل اُنکے بڑے زور و
شور مین شہنشاہ ہمارے عیش پسند یہ لوگ زورون پر چڑھے ہوے ہین گویا سامری جمشید سے بھی
بڑھے ہین آنکی وزیرزادی شگوفہ نے یہ گل کھلایا تنہا پاکر گھیر لیا سحر مین بھی شگوفہ بلاے روزگار
ہے سامری جمشید کا گھر ویران پڑا تھا خدائی مین اُنکی آگ لگے میری بہن کو بلا لیا بازو میرا ٹوٹ گیا
گلرنگ بھی ہلاک کر دی اور کہا اے ملکہ مرات جاکر مین ملکہ حیرت کو خبر کرون مرات نے
کہا یہ مقدمہ طول طویل بدون تحریر ملکہ کو ثابت نہوگا سمجھ نہ سکینگی مین لفظاً لفظاً تحریر کرتی ہون
مرات نے اُسوقت پرچہ کاغذ اُٹھایا القاب وآداب ملکہ حیرت کو بہت تکلف سے لکھا اُسکے
بعد تمام کیفیت طلسم اسکندری یعنی آنا اسیج نوجوان کا اور پھر قید ہوکے جانا اور اب دوبارہ ہنگامہ
ہوتا انجم ماہ رخسار کی شراکت سوزن جادو کی مصیبت انور جادو کا غصہ مین جانا شگوفہ کا آکر
قتل کرنا سب لفظاً لفظاً تحریر کیا آخر مین لکھا تھا اے ملکہ عالم آپ ہماری بادشاہ عالیجاہ ہین جلد خبر لیجیے
دشمنون کو عذاب دیجیے طلسم کشا قلعہ انجم حصار پہ مع فوج ظفر موج فروکش ہے مین نے ایک کنیز کو روانہ
کیا ہے اگر اُسکا بخت طالع ہوگا کسی حیلہ سے لوح لیلے گی میرا بھی ارادہ ہے کہ لشکر کشی کرون سب کیفیت
لکھکر نامہ کو ملفوف کیا گلرنگ کو نامہ دیا کہا جلد خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے پہونچا گلرنگ
نامے کو لیکر روانہ ہوئی سابق مین تحریر کر چکا ہون کہ ملکہ حیرت جادو رنج و ملال اُٹھا کے لشکر مین
آئی ہے بیٹھا خیال ہے کہ عمرو طلسم کشا کو لیکر طرف طلسم صندل کے گیا ہے دیکھیے یہ دردسر کب ٹلتا ہے وزیرزادیان
عرض کرتی ہین حضور شہنشاہ نے نامہ روانہ کر دیا ساربان زادہ گرفتار ہوکے آتا ہوگا طلسم صندل
تک پہونچا کیا تحصیل ہے صندل جادو بڑی منتظم ہے اگر وہان کوئی جاے تو کیا ہاتھ آئیگا حیرت نے
کہا صاحبو جو اس ساربان زادے نے دریافت کر لیا وہ سب بیکار لوح کا مقدمہ ایسا تھا کہ شہنشاہ
صاف صاف کہدیتے یہ مقدمہ لوح ہے عمرو کو قضا لیگئی ہے دوسرا آتا ہوگا یہ باتین تھین گلرنگ

گھبرائی ہوئی آکے پہونچی حیرت جادو نے پوچھا کہ انور جادو کے آنے مین کیا عرصہ ہی گلرنگ
رونے لگی کہا حضور کس زبان سے عرض کرون ملکہ انور جادو کو دشمنون نے قتل کیا اس نامہ مین
سب کچھ لکھا ہی حیرت نے نامہ کھلوا مرات جادو نے سب کیفیت تحریر کی ہی حیرت جادو پرچلکر
مثل شعلہ سرکش بھڑکی منھ سے دھوان نکلنے لگا غصہ مین کہا گلرنگ بیٹھ جا دیکھو ابھی انتقام لیتی ہون
سب کو مشکین بندھوا کر بلواتی ہون یہ کہکر ایک پرچہ کاغذ کا لکھا آواز دی ای طائر فلک سیر جلد حاضر
ہو جیسے ہی حیرت نے آواز دی آسمان سے ایک طائر اڑتا ہوا آیا حیرت کے کاندھے پر آکر بیٹھا زمزمہ سرائی
کرنے لگا چہکار رہا تھا صاف ثابت ہوتا تھا کہ چہکار سے اسکے یہ آواز آتی تھی شعر بلبلو انشا اثر پیدا
کرد فریاد مین ہو چاہیے منقار چنگی لے دل صیاد مین ۔ حیرت جادو نے کہا نگوڑے کیون چیخین
مارتا ہی جلد جا اپنے کو صحرای حیرت مین پہونچا پہلوے صحرای حیرت مین کوہ فلک شکوہ ہی وہان پہ
کھڑے ہو کر آواز دینا ای ملکہ سہمناک جادو جلد چلو میرا نام لینا کہ بلایا ہی یہ سنکر طائر چلا گیا سب کے
ہوش اڑ گئے کہ حقیقت مین یہ خاتون محل افراسیاب ہی عرصہ نہ گذرا تھا کہ آسمان سے لکا ابر سیاہ پیدا
ہوا ایک ساحرہ تخت پر سوار بصورت مہیب بشکل عجیب کریہ منظر خرس پیکر پشت پر چار ہزار جادوگرنیان
ہزبر ہاے آتشین پر سوار وہ ساحرہ آکر اتری ملکہ حیرت کے قدمون کو بوسہ دیا دست بستہ سامنے
کھڑی ہوئی کہا کیون حضور کیا حکم ہوتا ہی ملکہ حیرت نے کہا ای سہمناک جادو جلد اپنے کو طلسم
سکندری مین پہونچاؤ انجم ماہ رخسار عالم بادشاہ قلعہ انجم حصار نے طلسم کشا کو اپنے گھر مین جگہ
دی ہی مگر لوح محفوظ اسکے پاس موجود ہی کسی ترکیب سے پہلے لوح محفوظ لینا پھر اسکی مشکین باندھکر
اس سرکش کو کنیزون کے سپرد کرنا مگر بی انجم ماہ رخسار کا علاج بہت اچھی طرح پر ہو اہالیان قلعہ
کے آبادی کی تدبیر واجب و لازم ہی ملک ویران نہونے پاے سہمناک نے عرض کی بندی
سمجھ کے اس کام کو کرینگی یہ کہکر فوراً تخت پہ سوار ہوئی اپنے ساتھ والیون کو لیکر طرف قلعہ
انجم حصار کے چلی لیکن ایرج نوجوان بیرون قلعہ انجم حصار فروکش ہین ملکہ انجم نے لشکر گران مرتب
کیا ہی لشکر مین چرچا ہی کہ امروز فردا مین کوچ ہوگا بارگاہین استادہ ہین وردیان تقسیم ہو چلین افسرون
پر حکم قضا شیم صادر ہو چکا کہ کل صبحکو اتالیق بارگاہ وہ لیجا لشکر تیار رہے اسی شب کو سموم جادو اپنی
صورت تبدیل کرکے داخل لشکر ایرج نوجوان ہوئی فقیرنی بنکے پھرنے لگی بیچ لشکر مین بارگاہ کلان

استادہ ہیں اُسمین ایرج نوجوان و ملکہ انجم ماہ رخسار و چند سردار داخل ہین خدمتگار آتے جاتے ہین
سموم جادو کھڑی دیکھا کی ایک خدمتگار کسی کام کو نکلا سموم نے گوشۂ لشکر مین جاکر اُسکو دبانے
کا ارادہ بیچارہ گرا اس ملعونہ نے اُس خدمتگار کو کنارے ڈالدیا آپ سحر سے اُسکی شکل بنکر تیار ہوئی

اِس صورت سے اندر بارگاہ کے پہونچی دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان مقام صدر پر جلوہ فرما ہین
کرسی جواہر نگار پر ملکہ انجم ماہ رخسار ایک جانب ملکہ سمن بہار در تمام سرداران نامی پہلوانان گرامی
غازیان صف شکن ستور شعاران شمشیر زن اپنے اپنے مقام پر بلعبد کر و فر بیٹھے ہین مہتر شاپور
شیر دل بھی خدمت مین حاضر ہے مگر کل امورات کا انتظام اسی کی ذات سے متعلق ہے سموم جادو
ساتھ والیون مین ملکر سنہری رنگ بارگاہ دیکھ رہی ہے کہ ایرج نے فرمایا برادر شاپور کل رات
رہے سے اٹھا بارگاہ کا لدے بہیر وغیرہ روانہ ہوجاے ہم دن نکلتے نکلتے انشاءاللہ سوار ہوکے
عازم کوے دلدار ہونگے شاپور نے عرض کی خدا خیر کرے انجام بخیر ہو آج شام سے غلام کو تردد
ہے انور جادو و منیرہ مرات صاحب حیرت قتل ہوئی اسکا بڑا تدارک ہوگا یقین ہے کہ حیرت
جادو کو خبر پہونچے گی اور وہ خود قصد کرے تو تعجب نہین اور او شہر لر آج ہمارے لشکر مین کوئی
آپ کی فکر مین آیا ہے دل کو یقین کامل ہے شام سے غلام کو یہی فکر ہے کہ آپ کے پاس سے جدا نہون
ایرج نے فرمایا بھائی یہ فرط محبت کا باعث ہے جسکو جس سے زیادہ محبت ہے اُسکو ایسے ایسے خیال
بہت آتے ہین یہان کون آئیگا اور جو کوئی آئیگا تو ہرا پائیگا شاپور نے کہا ایک خیال ہے غلام کو
ایک سر ہزار سودے میرا ہر وقت قریب رہنا ممکن نہین حضور خود بھی سب کچھ جانتے ہین اپنی
حفاظت ضرور ہے ایرج نے کہا ہمکو بخوبی خیال ہے آپ سامان سفر مین مصروف رہین یہ سنکر شاپور
بیرون بارگاہ آیا سموم جادو نے یہ سب باتین سنین جی مین کہتی ہے کہ سامری جمشید ہاتھ سے اس
سوذی فرزند عمرو کے بچائین کیا فہم و فراست ہے عقل سے کتنا ہے آپ کی فکر مین کوئی آیا ہے یہ نہین
جادوگرون مین ملی رہی دو پہر رات گئے دربار برخاست ہوا بعد خاصہ وغیرہ نوش کرنے کے
ایرج نوجوان اُس خیمہ مین آئے جہان آرام فرماتے ہین اب شاپور شیر دل اسوقت حاضر نہو سکا
مصروف انتظام ہے طلایہ وغیرہ مقرر کررہا ہے آب و آذوقے کی فکر ہے وقت سفر کا ذکر سموم جادو
ایک گوشہ مین جاکر لیٹ رہی شاپور شیر دل کو کب آرام آتا ہے جب اُسنے خبر پائی کہ شاہزادے

نے آرام کیا ہر کام سے اپنے کو علیحدہ کرکے صورت بدلے ہوے بہ شکل ایک ساحرہ کے اندر
بارگاہ کے آیا ایک سمت آکر لیٹ گیا نگاہ طرف اپنے آقا کے چھپر کھٹ کے ہی مگر سموم جادو جب
رات کم باقی رہی اپنے مقام سے اُٹھی سر اُٹھاکر چار جانب دیکھا عقل سے دریافت کیا کہ سب سو رہے
ہین یہ ملعونہ اُٹھی شاپور بھی رات بھر جاگا تھا جب فتنۂ خوابیدہ بیدار ہوے یہ بھی سو گیا سموم اُٹھکر
چلی پردہ اُٹھاکر اندر آئی دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار غافل سو رہی ہی ایرج نوجوان کا بھی نشۂ خواب بلند
پہلوے شاہزادے مین لوح مثل ستارۂ سحری چمک رہی ہی سموم تختی کو دیکھکر بیقرار ہو گئی سوچی
اسکو لینا واجب و لازم ہی اگر یہ قبضہ سے اس جوان کے نکل جائیگی پھر اسکی کیا حقیقت ہی ملکہ و شاہ
جادو ایک سحر مین اسکو دیوانہ کردینگی تمام قلعہ انجم حصار لاشون سے بھر دینگی بس اپنے مقراض
جھولی سے نکالی ڈور لوح محفوظ کا کاٹا تختی کو ہاتھ مین لیا رومال مین لپیٹا اب قصد ہوا کہ سحر کرکے
اس جوان کو بیکار کردون پنجہ کمر مین دیکے لے اڑون لیکن ایرج نوجوان کے دیدۂ ظاہری بند ہین
دیدۂ باطنی کھلے ہین اُسی عالم خواب مین معشوق گلعذار سرو قد غنچہ دہن شمع انجمن عاشق خصال
حسین باکمال کو دیکھا کہ دربارگاہ سے تشریف لائی ہین ایرج نے مسکراکر فرمایا اے شہنشاہ اقلیم
خوبی وای تاجدار ممالک محبوبی اسوقت کیونکر اتفاق ہوا سر جھکاکر فرمایا تمہارے دیدار فرحت آثار
کا طالب مشتاق تھا مگر صاحب ذرا ہوشیار ہو جاؤ لوح محفوظ کو کھویا جان تو بچاؤ دیکھو تو سر پر کون
کھڑا ہی ایرج نے گھبراکر آنکھ کھولدی حقیقت مین ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ سرہانے موجود ہی
کچھ سحر پڑھا چاہتی ہی پس ایرج نے نعرہ کیا او ملعونہ خبردار تو کون ہی نعرہ کرکے ایرج نے چاہا
اُٹھون سموم جادو نے سحر کیا ایرج اُٹھتے اُٹھتے گرے انجم ماہ رخسار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ
ایک ساحرہ نے سحر کیا شاہزادہ زمین پر گرا سموم نے جھپٹکر کمر مین پنجہ دیا چاہا ایرج کو لے نکلون
انجم نے نعرہ کیا گو سحر کا مارا ایرج کو چھوڑ کر یہ الگ ہوئی مگر بسبب لوح محفوظ سحر نے اسپر تاثیر
نہ کی انجم نیمچہ کھینچکے اُسکی کہ جا پڑون سموم جانتی ہی یہ شاہزادی ہین کنیز یہ عقل مین بد تمیز اسکے
سحر کو کیونکر روکو گی لوح محفوظ نکالکر چمکادی انجم ماہ رخسار کی آنکھین جھپکین سموم جادو سوچی کہ
اب میرا نکل جانا بہتر ہی ایسی کہ نکل جاؤن یہ تو لوح کو خاطر ناظرین ہی کہ انجم لوح محفوظ دیکھکر گری ایرج
مبتلاے سحر سموم جادو اب سموم کو کون روکے لیکن شاپور شیر دل جو بہ شکل کنیز پڑا ہوا سوتا تھا

اس ہنگامہ کو سنکر آنکھ کھلی ایک جادوگرنی کو دیکھا کہ ایرج پر سحر کر چکی ہی انجم زمین پر گری پڑی ہی
لوح محفوظ اُسکے ہاتھ مین چاہتی ہی پر پرواز پیدا کر کے نکل جاؤن شاپور یہ حال مصیبت مآل دیکھکر
اپنی جگہ سے اُٹھا اُٹھتے اُٹھتے سموم پر حلقے کمند کے مارے گردن مین اس ملعونہ کے پڑے ارے کھینچ
لیئی شاپور نے جھٹکا دیا سموم خم ہوئی شاپور نے جھاپ مار دیا یہ ملعونہ لڑکھڑا کر گری نعرہ ہوا منم شاپور
شیر دل ایک کے خنجر مارا سموم کے خنجر دو سار ہوا صداے گیر و دار بلند ہوئی ایرج کے ہوش درست
ہوئے انجم ماہ رخسار اُٹھی آواز دی بھیا شاپور لوح محفوظ اس ملعونہ کے پاس ہی آواز آئی کشتی مرام
من سموم جادو بود انجم نے کہا یہ وہی کنیز بدتمیز تو ہمارے پاس سے لوح اُٹھا کے بھاگی تھی مرنے سے اسکا مدعا ہر
چھپایا جا ہی شاپور کا قصد ہوا کہ دیکھون لوح محفوظ کہان ہی اُسوقت ستارۂ سحری چمک چکا ہی لشکر مین
بھی بلڑ ہوا سردارون مین بہر سفر کمر بندی ہو چکی تھی یہ ہنگامہ سنکر سب دوڑے قضاے کار ابھی تک
لوح محفوظ قبضۂ ایرج مین نہین آنے پائی شاپور چاہتا ہی تلاش کرون چونکہ علامت مرنے کی جادوگرنی
کے برپا ہی اس وجہ سے نہین سوجھتا کہ لوح کس مقام پر ہی اُسی وقت سہمناک جادو فرستادہ ملکہ حیرت
جادو بارہ ہزار ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوئے بر روے ہوا چلی اسکے بھی کان مین آواز آئی کہ کشتی
مرام من سموم جادو بود وہین سے نعرہ کر کے گری سحر کرتی ہوئی مین بارگاہ مین ایرج کے
اُتری شاپور تو اس ملعونہ کو دیکھکر ہٹا لوح مرنا اُٹھا سکا اُسنے گرتے گرتے ایرج پر ہاتھ ڈالا ایرج کے
پاس لوح محفوظ تو سوجھ نہین ہی سحر نے اُسکے بخوبی تاثیر کی دس پانچ جادوگرنیان اسکی گرپڑین ایرج
کو قبضہ مین کر لیا سہمناک جادو نے لوح محفوظ کو قریب لاشۂ سموم کے پڑے ہوے دیکھا اسنے
اپنے قبضہ مین کیا انجم ماہ رخسار اُٹھنے لگی اب دیکھا شاہزادہ ایرج نوجوان غیرون کے قبضہ مین
ہو گیا کلیجہ منہ کو آیا کئی کنیزون کو جھپٹ کے مارا اب تو سب سردار بھی پہنچ گئے ایرج نوجوان قبضہ مین
سہمناک جادو کے آ گئے انجم ماہ رخسار لڑ رہی ہی شاپور نے کئی جادوگرنیان حلقہاے کمند سے
مارین دو چار کو جھاپ بیہوشی سے بیہوش کیا کسی کو خنجر سے قتل کیا کبھی حقۂ روغن نفط مارا جسپر قطرہ
پڑا جل گیا کبھی چرخی بان داغ دیا شاپور سب کچھ فطرتین کر رہا ہی جان دینے پر آمادہ لیکن کسی طرح
ایرج نوجوان پر قبضہ نہین ہوتا سہمناک جادو اپنے پاس کسی کو نہین آنے دیتی لوح محفوظ چونکہ
پا چکی ایرج بھی قبضہ مین چاہتی ہی کہ اُڑ کر نکل جاؤن ملکہ انجم ماہ رخسار روک رہی ہی تمام جادوگرنیان

قلعہ انجم حصار کی آمادہ مرگ جیسے تھے چار جانب یہی لہر ہے کہ طلسم کشا کو سہمناک جادو نے گرفتار کر لیا
لوح محفوظ اُس ملعون کے قبضہ میں ہے خدا شاہزادے کو بچائے پروردگار اُسکے شر سے محفوظ رکھے یہ بھی ثابت
ہوا کہ ملکہ حیرت جادو نے بحکم افراسیاب مدد بھیجی ہے سہمناک جادو آتی ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے
شاپور نے بُرا کام کیا سموم جادو کو مار ڈالا لیکن جلدی میں لوح محفوظ کو قبضہ میں نہ رکھا اب سہمناک
جادو نے شاہزادے کو گرفتار کر لیا مگر ملکہ انجم ماہ رخسار جانبازی کر رہی ہے سہمناک جادو رہنے والی طلسم
ہوشربا کی یہ کسکو مانتی ہے انجم کو ذرہ سے بھی کمتر جانتی ہے یہاں تو لڑائی کی یہ صورت ہے کہ سہمناک جادو
ایرج کو قبضہ میں کر کے دریا کے کنارہ لشکر تک آپہونچی ہے چاہتی ہے کہ نکل جاؤں انجم ماہ رخسار جانبازی
میں مصروف ہے مگر گلشن کنیز سہمناک جادو کو اودھر روانہ کر کے خدمت میں مرآت جادو کی پہونچی عرض
کی حضور قتل سموم ملکہ انور جادو کا ملکہ حیرت کو بہت ناگوار گذرا سہمناک جادو کو خود براے گرفتاری طلسم کشا
روانہ کیا الغرض ہے وہ پہونچ گئی ہوں اے ملکہ عالم اگر آپکو لڑائی فتح کرنا منظور ہے تو فوراً سوار ہو جیے مرآت
نے حکم دیا لشکر میں قرنا ہوا اُسی وقت لشکر تیار ہوا ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر چلی مرآت جادو بادشاہ طلسم سکندری
فنون سحر میں طاق شہرۂ آفاق گھوڑے پر تیغ تاریخ ہاتھ میں لیے کل ساحر پشت پر ایک ایک سامری ہمدم شکیل
زبان اِس شوکت و شان سے طرف قلعہ انجم حصار کے چلی یہاں سہمناک جادو نے قیامت برپا کی ہے
انجم کو زخمی کیا آگ برسا دی صدہا کو قتل کر ڈالا اب کوئی جادوگر مُنھ پر نہیں چڑھتا صف سے آگے نہیں
بڑھتا ایرج نوجوان کو اپنے پر سوار کر لیا لوح محفوظہ دمل میں لپیٹ کر جھولی میں رکھ لی جب سحر کرتی ہے
کبھی آگ برسائی کبھی آندھی سیاہ چلی سیکڑون بندگان خدا سر گرا کے مر گئے اب لشکر ایرج میں یہ حکم پر بار ہے
سرداروں کے ہاتھوں منہ چلے انجم بھی زخم سے بے قرار ہو کر بلا یک نقارے پر چوب پڑی زمین تھرائی آسمان ہلا آواز آئی
سنو ملکہ مرآت جادو بادشاہ طلسم اسکندری شاپور ایک گوشہ پر کھڑا ہوا لشکر مقدمہ سحر و ساحری
کنارے کنارے تدبیر کرتا پھرتا ہے ڈرتا ہے ایسا نہو کہ میں بھی گرفتار ہو جاؤں اب جو شاپور نے فضا
اُٹھا کر دیکھا مرآت کا حال بخوبی آئینہ ہوا فرزند عمرو صاف باطن خیر خواہ نے اپنے آقا کے نام مدار کے
نام پر جان دینے کو شرف کونین جانا مرآت جادو کو عرصہ دراز سے پہچانتا ہے اب شاپور بد حواس
ہوا الغرض کامل ہوا کہ سہمناک جادو پر کوئی عیاری کرنے شاید آقا کو چھوڑا تبھی کچھ مراد پانے لیکن
اب غالب ہونا دشوار ہے لڑنا بھی بیکار ہے ملکہ چلکر انکے جمالی شعار سے اطلاع کر دو وہ مالک

اسم اعظم صاحب شوکت و حشم وہ اگر وقت پر پہونچ گئے تو اُنسے کوئی ساحر مقابلہ نہ کر سکیگا مگر ای شاپور
تا تریاق از عراق آوردہ شود مار گزیدہ مردہ شود جبتک ہم جائیں صاحبقران کو یہانتک لائیں
گھر بھر مین خاتمہ ہے لوح محفوظ قبضہ سے جاچکی جنپر دارومدار تھا وہ گرفتار ہوئے اب کُلنا بیکار ہے بجز
از جبر کر جان دوا ہے کو ظاہر کرو اس سوچ مین تھا کہ ملکہ انجم ماہ رخسار پر نگاہ پڑی دیکھا انتہا کی
زخمی ہو چکی ہے زمین پر گرا چاہتی ہے شاپور ایک ساحرہ کی شکل بنکر قریب انجم ماہ رخسار کے آیا اور کہا
کہ اس مقام پر غیر ساحر کا ٹھہرنا ممکن نہین ایک نخل کی آڑ پکڑ کے کھڑا ہوا شانے پر انجم کے ہاتھ رکھا
انجم نے پلٹ کے دیکھا شاپور رونے لگا اپنا حال ظاہر کیا کہ کیا کہا ملکہ انجم ماہ رخسار اب کیا تدبیر کریں
انجم شاپور کو پہچان کر رونے لگی کہا ای برادر شاپور غضب ہوا شاہزادہ گرفتار ہوا لوح محفوظ پروردگار
نے اپنی قدرت سے پہونچائی تھی اُسکا یہ انجام ہوا اور یہ ملعونہ سہمناک جادو طلسم ہوش ربا سے
آئی ہے نہایت زبردست ہے ای برادر دوسری خرابی یہ پڑی کہ مرات جادو بھی آپہونچی ہم ایسی
لڑائی کا بار نہ اُٹھا سکتے اسکو کون جواب دیگا مین تو زندہ نہ بچونگی تم نکل جاؤ جاکر انکے قبلہ و کعبہ
جد عالی تبار وغیرہ کو خبر کر دینا اور جو انتظام ممکن ہو بہر نوع ای شاپور ہمارا سحر جواب دیتا ہے یکایک شاپور
نے دیکھا کہ اب فوج مرات جادو بھی زمین مین اُترنے لگی اور ساتھ اسکا بلوہ ہوا مرات کا تخت ایک
مقام پر ٹھہرا آواز دی او انجم ماہ رخسار نمک حرام تونے ہمارا کچھ پاس نہ کیا ہمارے گنہگار کو چھین لیا ہمارے
مرتبہ کو تو نے دیکھا شہنشاہ ہوش ربا نے کیسا تدارک کیا اگر مین عرضپرداز ہوتی خود شہنشاہ اسکو بلوا
لاتے اور کیا کوئی بات رہجائیگی کل مسلمانوں کی تباہی کا وقت قریب آیا کوہ عقیق پر جاکر ایک دن مین
سب کا خاتمہ کردونگی یا اُن سب کو گرفتار کر کے خدمت مین آقاے نامدار افراسیاب عالی وقار کے
بھیجدونگی انجم ماہ رخسار نے اپنے کو سنبھال کر جواب دیا کیا بیہودہ بکتی ہے کیسی نمک حرامی جو تجھ سے ہوسکے
ہرگز قصور نہ کر ہماری ہزار جان نام پر شاہزادہ والا قدر کے نثار ہے ملکہ انجم ماہ رخسار نے جو اسطرح کا
جواب دیا ملکہ مرات جادو غصہ مین کانپنے لگی آواز دی ای ملکہ سہمناک جادو ذرا ٹھہر جاؤ مین ابھی
اس حرامزادی کی ناک چوٹی کاٹے لیتی ہوں یہ کہتی ہوئی مرات تخت سے کودی یہ تو ناظرین پر واضح
ہے کہ لوح محفوظ سہمناک جادو کے پاس ہے اور ایرج نوجوان کو اپنے قبضہ مین کر چکی مرات جادو
نے قصد کیا ہے کہ اپنی جرأت آئینہ کرے دو ملکہ شیشہ مے نوش کے نیچے یہ گرفتار محبس رنج و مصیبت

اسیر زندان صعوبت از خود فراموش ملکہ شیشہ مے نوش باغ مین شجر جادو کے قید ہے کنیز کو نامہ دیکے
خدمت مین ملکہ بران کے روانہ کیا جسدن سے یہ بیچاری قید تھی شجر جادو یا تو بجیا ملکہ سے بات
نہ کر سکتا تھا یا قصد کرتا ہے کہ مین اس محبوب جانی یار جادو دانی پر دست اندازی کرون چونکہ چند کنیزان
خاص ملکہ کی ہر وقت حاضر رہتی ہین اسوجہ سے شجر جادو جز کی بات نہین کہسکتا تھا مگر صورت زیبا
دیکھ دیکھ کر آٹھ پہر محو حیرت رہتا ہے ملکہ نے جو حالات قلعہ انجم حصار سے ہین سر جھکالے بیٹھی رہی ہے
یکایک گلرنگ کنیز طلسم نور افشان سے پھر کر خدمت مین آئی چونکہ یہ بات راز و نیاز کی تھی اشارے
مین کچھ باتین ہوئین ملکہ نے جلد سے قریب بلایا جب ملکہ گلرنگ پاس آئی پوچھا کیون ملکہ بران
شمشیر زن سے ملاقات ہوئی گلرنگ ہنس پڑی کہا انکا دربار دوبارہ دیکھا کنیزان شاہی کا غرور
و قار دیکھا حضور نامہ پڑھتے ہی انکو بڑا غصہ آیا فرماتی تھین ہم سلطنت طلسم اسکندری حرامزادی سے
چھین لینگے اور کیا عجب ہے کہ خود سوار ہوکر قلعہ انجم حصار پر جائین یہان طلسم مین بھی آنے کا قصد ہے
بڑے قیاسے کے مقابلے پڑینگے خود شہنشاہ کوکب روشن ضمیر اس شیر بیشہ جرأت کے نام کے
عاشق ہین وہان بھی جاکر یہ لڑچکے کوکب ممنون و مشکور ہے خدانخواستہ انکے دشمنون کا کوئی ایک
موے جسم کم کریگا کل اہالیان طلسم نور افشان سامان لشکر کشی کرینگے دشمن کو زندہ نچھوڑینگے بی
مرأت کو جان بچانا مشکل ہوگی یہ ذکر تھا کہ نقارے بجنے لگے گھنٹ و ناقوس کی صدائین بلند
ہوئین ملکہ نے گھبرا کر پوچھا دیکھو آج شہر مین کیا غضب ہے کیا بلا نازل ہوئی کسکا گھر لوٹا گیا
گلرنگ گئی ہانپتی کانپتی آئی عرض کی حضور ملکہ مرأت جادو آپکی مادر خونخوار بڑے کر و فر
سے طرف قلعہ انجم حصار کے جاتی ہین طلسم کشا کے قتل کی فکر ہے ہر وقت یہی ذکر ہے شاہی بادشاہ
ہوش ربا نے ابھی کچھ فوج براے گرفتاری طلسم کشا روانہ کی ہے پس یہ بھی بحکم شہنشاہ مع لشکر روانہ
ہوئی ہین یہ حال مصیبت مآل سنکر ملکہ شیشہ مے نوش رونے لگی کہا کیون گلرنگ ہمارے واسطے
تمام عالم انکا دشمن ہوا ایک جان کے لاکھون گاہک اگر مین بدنصیب یہان قید نہوتی وہ ادھر کا
قصد کیون کرتے ابھی بی مرأت کو شکست دی زخمی ہوکر آئین اسیطرح وہ لڑتے بھڑتے اپنے
لشکر مین چلے جاتے اس اقلیم مین کیون بھجتے یہ تو خبر تمکو ہی کہ فرماتے تھے کہ اس بد نصیب کو مین
بے رہا کئے نہ لونگا اسی وجہ سے قلعہ انجم حصار پر مقام کیا کیون گلرنگ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ ہم بھی

اس ہنگامہ مین اپنے کو پہونچائین اپنی جان اُنکے قدمون پر نثار کرین انجم ماہ رخسار نے کیا کیا کام نمایان
کیے اول سوزن کو مارا قید سے اُنکو چھڑایا اور جادو سے مقابلہ ہوا اب خدمتگزاری مین معروف ہی
کیون ای گلرنگ کوئی جادوگرنی ہوشربا سے آئی ہوگی اودھر سے ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر یہ بھیجا
جاتی ہی جسکی فوج کی روانگی مین زمین تھراتی ہی گلرنگ نے کہا حضور شجر جادو آپکی والدہ ماجدہ
کا رازدار ہی لیکن آپ کے نام نامی اسم گرامی کا عاشق زار ہی کئی مرتبہ مجھ سے کہا کہ ملکہ کو راضی کر دو ہم
قید سے چھڑوا دین جان طلسم ہمارے قبضہ مین ہی حضور دلدہی کر کے دریافت تو کیجیے کہ کیا شی اس
ملعون کے پاس ہی مین کہون کہ مین نے ملکہ کو راضی کیا آپ ذرا منہ لگائیے فوراً حال دل کہدے گا
حضور میرے خیال مین یہ ہی کہ لوح طلسمی اسکے قبضہ مین ہی شہر بھی آج خالی پڑا ہی اگر خدا فضل کرے
لوح طلسمی لے غنچۂ آرزو کھلے ہم آپ سب ملکر چلین سامنے بی انجم کے پہونچکر لوح طلسمی پیش کرین اُسوقت
شہرہ ہو کہ ملکہ شیشہ مو نوش چونکہ دختر بادشاہ طلسم ہی اتنا بڑا کام کیا یعنی لوح طلسمی لا کر دی ملکہ
نے کہا مین تو کچھ کلام نہ کرونگی گلرنگ تم رنگ جماؤ میرا تو اُس سے بات کرتے کلیجہ کانپتا ہی اُنکی
کی صورت زیبا آنکھون کے نیچے پھر رہی ہی گلرنگ نے کہا واری مین ایسے طور سے باتین کرون
کہ حرامزادے کے ہوش درست نہ رہین جو دل مین ہی سب ظاہر کر دے آپ میری بات مین ہان
مین ہان ملاتی جائیے مین سمجھ لونگی ملکہ نے کہا گلرنگ سنکر با اختیار ہی گلرنگ اپنے مقام سے اُٹھی
شجر جادو اپنے قصر مین بیٹھا ہوا نظارۂ گل و ریحان مین مصروف گلرنگ نے آنکر سلام کیا
شجر نے پوچھا کیون اسوقت کہان آئین گلرنگ نے کہا میرا سر ہو وے تمھے ہماری کیا قدر ہی تمھنے
مجھے کچھ کہا تھا تمنے اُسکی خبر لی شجر خوشی مین اکڑ جو نے لگا کہا گلرنگ اگر اسکو راضی کر دے تو
تجھے نہال کر دونگا اُسنے کہا مینے راضی کر لیا لیکن آہوے وحشی ہی کمسن ناتجربہ کار ہے مرد کے
نا آشنا چلکر صحبت شراب و کباب آراستہ کرو باتون مین یہ پہلو بھی نکل آئینگے تم مرد وے ہو
جو چاہے کر لینا لیکن اتنا خیال رہے جس دن تیزی سے جس بات کو کہے فوراً کہنا حضور سر بھی حاضر ہی
شجر خوشی خوشی اٹھا گلرنگ نے کہا بیٹھو دے گدھے لباس تو عمدہ پہن لے جنبلی کا تیل تو میسر ہوگا
چراغ کا لیکر لگا لے داڑھی کے بال کھلے ہین خضاب کر لے نہ ممکن ہو تو منڈوا ڈال شجر جادو ان باتون
سے پھولا نہین سماتا بہت بھاری عمدہ لباس نکالکر پہنا منڈے سر پر تاج رکھا گلرنگ سے

کہا تم جاکر فرش وغیرہ آراستہ کرو گلرنگ دوڑی ہوئی گئی کھل کھل ہنستی ہوئی آئی ملکہ نے پوچھا اوسے
کیا کچھ پتا پایا عرض کی حضور ایسا رنگ جمایا دیکھیے شجر اپنے بھیس سے آتا ہی بحکم باغبان قضا و قدر آج
اس شجر ملعون کو قلم کیجیے سرکشی کی سزا دیجیے یہ باتیں تھیں کہ شجر جادو اکڑتا ہوا آکر مسند پر بیٹھا پوچھا
ملکہ مزاج کیسا ہی ملکہ نے تو کچھ جواب نہ دیا مگر گلرنگ نے کہا ملکہ فرماتی ہیں تمھیں ہمارے مزاج سے کیا
کام شجر بہال ہو گیا کہا ملکہ عالم میں تو تابعدار ہوں پھر گلرنگ نے جواب دیا ملکہ فرماتی ہیں اپنی
جورو کے تابعدار ہو گے اب گلرنگ نے باتوں میں لیا پھر جام شراب کا بھی شروع ہوا ایک دو جام
جو شجر جادو نے پیے نشہ میں لپٹا ملکہ شیشہ مونوش کا ہاتھ تھام لیا ملکہ تو رونے لگی مگر گلرنگ
نے ملکہ کا ہاتھ چھڑا کر شجر جادو کو ایک طمانچہ مارا کہا او نالائق معشوق پر کوئی ظلم کرتا ہی ملکہ فرماتی ہیں کہ
یہ تو پہلے بتلا کہ ہماری قید سے کیونکر رہائی ہو گی مرأت جادو تو کہتی ہیں کہ قید میں مار ڈالونگی آخر کون
حاکم ہی شجر جادو نشہ میں بول اٹھا ای گلرنگ اگر بی مرأت سر اٹھائینگی بہت پچھتائینگی دم بھر
میں طلسم کو برباد کرا دونگا سلطنت کو غنیمت جانیں مجھ سے بگاڑنا مناسب نہیں گلرنگ نے کہا میاں
شجر سنو تو ملکہ تمھارے قبضے میں ہیں اب انکو قید سے چھڑا کے اپنے محل میں لیجاؤ گے خاص محل بناؤ گے
شجر نے کہا ای گلرنگ ملکہ عالم کو میں اپنی آنکھوں کے پردے میں رکھونگا گلرنگ نے کہا تو بڑا احمق
بیوقوف ہی آخر دریافت ہو گا ملکہ باغ سے کیا ہوئیں تم کیا جواب دو گے شجر نے کہا میں صاف کہدونگا
وہ دل راضی تو کیا کریگا قاضی ای ملکہ مرأت اس مقدمہ میں دخل نہ دیجیے صاحبزادی آپ کی میرے گھر
میں ہیں انکا داماد ہوا کل انتظام کر لونگا یقین تو ہی کہ اس بات کو سنکر خوش ہو جائیں اگر کچھ ناراض ہوئیں
اسی وقت طلسم فتح کر لونگا گلرنگ نے کہا آخر وہ کون ایسی صورت ہی کہ طلسم فتح ہو جائے شجر نے
کہا ملکہ لوح طلسمی میرے پاس موجود ہی پھر طلسم کا کیا عدم وجود اب تو ملکہ شیشہ مونوش بھی بول اٹھی کہا
وہ لوح کہاں ہی اسنے کہا وہ سامنے جو صندوق کلان رکھا ہی بجائے قفل جسمیں مار سیاہ لپٹا ہی اسمیں لوح
طلسم اسکندری ہی کہ جسپر نگاہ ڈالنے سے ساحروں کے ہوش گم ہوتے ہیں گلرنگ نے کہا پھر
اس صندوق سے لوح کیونکر نکلے شجر جادو نے کہا ملکہ اگر کوئی شخص مجکو قتل کرے تب یہ قفل اژدہاے سیاہ
ٹوٹے اندر اسکے لوح طلسمی ہی کسکی مجال ہی جو مجھ سے آنکھ ملائے مگر تمھارے واسطے بی مرأت سے
لڑونگا میں خود طلسم فتح کرونگا گلرنگ نے کہا صاحب پھر تجھے کیا انکار ہی ملکہ کو اشارہ کیا گلرنگ نے

گوشہ میں جاکر انگشتری الماس کو ٹکڑے ٹکڑے کیا سودۂ الماس شراب میں ملایا خوب اس شراب کو
خراب کرکے جام لبالب کیا وہ جام ہاتھ میں ملکہ شیشہ مو نوش کے دیا کہا او شجر باغ عالم اپنے ہاتھ
سے جام مرحمت فرماتی ہیں شجر باغ باغ ہو گیا اٹھ اٹھ کے سلام کرنے لگا کہتا جاتا تھا کہ میں غلام
ہوں عمر بھر خدمتگذاری کرونگا گلرنگ نے کہا میاں شجر اب تکلف بیکار ہے مجھے تمہارے کام تمام
کیا جس فکر میں تھے اسکا آج انجام ہو گیا بس اب چین کرو کبھی تکلیف نہو گی تا ٹانگ پھیلا کے سونا نصیب
نصیب کو نہ رونا ہم ایسا خیرخواہ نپاؤ گے جلدی قدر نہ کی نوبت پچھتاؤ گے شجر ان میں کیا کرتے
وہ جام پی گیا گلرنگ نے جلدی کباب وغیرہ پیش کیے گلوریاں کھلائیں لمحہ بھر میں گھبرا کر اٹھا کہا
ملکہ میرا کلیجہ کوئی کاٹ رہا ہے دم نکلا جاتا ہے گلرنگ تو نہایت عقیل ہے اُسنے کہا اے شجر ہمارا بھی یہی
حال ہے دم گھبراتا ہے کوئی آسمان پر لیے جاتا ہے شجر گھبرا کر اٹھا اٹھتے ہی ہوئی کلیجہ کے ٹکڑے کٹ
کٹ کے گرنے لگے شجر اوک رہا ہے وہ دلک رہا ہے گلرنگ نے قریب آکے ہاتھ تھاما کہا اے شجر خوش
ہو شجر نے کہا اے گلرنگ اب دم نکلا چاہتا ہے کلیجہ کے ٹکڑے کٹ کٹ کے گر رہے ہیں یہ کہکے تھکا
ایک چمن میں جاکر منہ کے بل گرا ایڑیاں رگڑنے لگا تب گلرنگ نے دل کو مضبوط کر کے اسکے
شکم میں ایک خنجر مارا شکم چاک شجر کا قصہ پاک ہے ظلم و بدعت کہدی شاخ بغض و حسد کی شجر کبر و نخوت
سے یہ شجر کو ثمر حاصل ہوا ذلت و رسوائی سے جہنم واصل ہوا باغ میں اندھیرا ہو گیا نخل جلنے لگے
سینے کف افسوس ملنے لگے شاخیں جھوم کر سرزمین پر ٹپکتی تھیں کلیاں خوف سے نہ چٹکتی تھیں
پھولوں کے رنگ متغیر گل لالہ کے قلب پر داغ سوسن نے نیلی چادر سر پہ کھینچی نرگس ٹکٹکی باندھے
دیکھ رہی تھی آنکھ ڈرا بھولی شبنم پر اوس پڑی گل اشرفی کی رنگت زرد کلیجہ میں درد گلاب عرق
عرق دریاے خجالت میں غرق آندھی سیاہ اٹھی دیواریں باغ کی گریں اس طرح کی صدائے مہیب
آئی شیشہ مو نوش گھبرا گئی گلرنگ جلدی بڑھکر قریب اس صندوق کے آئی دیکھا قفل ہاں
سیاہ تو ٹوٹا پڑا ہے کہا حضور جلدی یہاں تشریف لائیے ملکہ قریب آئی گلرنگ نے صندوق کھولا
ملکہ شیشہ مو نوش نے دیکھا ایک چاند کا ٹکڑا تڑپ رہا ہے یا ستارہ سحری یا آفتاب عالمتاب گلرنگ
نے کہا ملکہ عالم سمجھا ہے ظاہر ثابت ہوتا ہے کہ یہی لوح طلسم ہے ملکہ نے اس تختی کو اُٹھایا خوشی خوشی دامن
میں لپیٹا کہا اے گلرنگ جلدی چلو گلرنگ نے فوراً سحر سے تخت تیار کیا ملکہ کو اسپر سوار کیا چاہیں

کنیزیں اس مقام پر موجود تھیں وہ ہمراہ ہوئیں اب جو تخت ملکہ کا باہر نکلا جسنے ملکہ کو دیکھا وہ ساتھ ہو گیا غرض
اقرار وہی ہوئی جاتی ہے کہ جو ملکہ عالم کا ساتھ دیگا امان پائیگا ورنہ لشکر کی موت مارا جائیگا بارہ ہزار
ساحران غدار ساتھ ہو لیے یہ بھی خبر اڑ گئی کہ شجر جادو واصل جہنم ہوا شجر بغض وحسد قلم ہوا قلعہ
سے نکلتے نکلتے بارہ ہزار ساحران نامی اور ہمراہ ہوئے رہبری کرکے طرف قلعہ انجم حصار کے چلے
اب ناظرین حال قلعہ انجم حصار سماعت فرمائیں وہ وقت ہے کہ سہمناک جادو و مرات بدخو نے
قیامتیں برپا کردیں ملکہ انجم ماہ رخسار زخموں میں چور چور قریب ہے کہ گرفتار ہو جائے لشکر
سامنے میں نخل کے کھڑا سر پیٹتا ہے کبھی اپنے پیدا کرنے والے کو پکارتا ہے عرض کرتا ہے اے رب
دو جہان و اے خالق انس و جان میرے آقا کو بچا لے اس مصیبت سے نجات دے ادھر انجم
ماہ رخسار زندگی سے نا امید اہالیان فوج بھاگے جاتے ہیں شہر والے خاک اڑاتے ہیں یکایک
آسمان پر برق چمکی سب کی آنکھیں جھپک گئیں دیکھا جلوے کوہ سے چودھویں رات کا چاند جیسی
تڑپ سے ضیائے نیر اعظم مانند سب حیران ہو کر دیکھنے لگے کہ دن کو ماہ کامل جلوے کوہ سے کیونکر
پیدا ہوا وہ چاند بلند ہوا جسپر عکس ماہ کامل پڑا مثل بید خشک جلنے لگا جب کئی ہزار ساحر جلکر مرے مرات
جادو کو حیرانی دریائے آتش کی طغیانی اٹھا کر ایک گولہ مرات جادو نے مارا چاند کے دو ٹکڑے
ہوئے جھناکے کی آواز بلند ہوئی وہ ٹکڑے چاند کے زمین پر گرے کئی ہزار ساحر جلکر خاک ہو گئے
چاند نے آفتاب تابان کی تابش دکھائی زمین سحرائی تمدیوں کا ستارہ گردش میں آیا چاند نے خود
برج عقرب کا اثر دکھایا انتہا کا انقلاب ہوا جادوؤں کو پیچ و تاب ہوا چاند کے ٹوٹنے سے بہت
دراز تک اندھیرا رہا صدائیں آہ کی بلند زمین متزلزل آسمان متحرک بعد عرصہ دراز گردش زمین کو
سکون ہوا اب سب نے دیکھا ماہ تابان فلک حسن و جمال بدر درخشان آسمان جاہ و جلال نیر
برج جلالت آفتاب عالمتاب سحاب نصرت صفدر صف شکن ملکہ بہاران شمشیر زن طاؤس زرین بال
پر سوار فوج جاہ و حشم ہمراہ دلیر سطوت صولت و دبدبہ چہرہ بے نظیر سے آشکار نامی نامدار اعظم
وغضب تمام نعرہ کیا نعرہ بہاران
شغال جانم و شیر کشکن
صنم دختر کوکب ذی وقار
لقب گشت بہاران شمشیر زن
صنم ذی حشم صف شکن نامدار
سہمناک جادو و مرات جادو
سنو دیکھا کہ ملکہ بہاران شمشیرزن نے گرتے گرتے دس ہزار ساحران غدار قتل کیے ملکہ انجم ماہ رخسار

کا بازو تھا انجم کہتی ہے ہاں تو پھر غش طاری تھا کسی نے دستگیری کی قلب میں قوت آئی رنج
کو راحت ہوئی آنکھوں میں بصارت ہوئی سر اٹھا کر دیکھا ملکہ بران فرماتی ہیں اے انجم ایسی گھبرائیں
ہوشیار ہو جاؤ انجم نے جھک کے سلام کر کے فرمایا صاحب میں شکر کیا جواب دوں ماشاءاللہ
خوب لڑیں کیا کتنا بڑا کام کیا لڑنے والوں میں خوب نام کیا انجم ماہ رخسار نے عرض کی جی تقویت
تھی کہ حضور ہماری خبر لینگی ان بجیادوں کے ہاتھ سے بچائینگی عین وقت پر آ کر سرفراز کیا آپکی
جرأت پر مردان عالم نے ناز کیا ملکہ بران شمشیر زن نے مسکرا کر فرمایا بس اب زیادہ تعریف
کی ضرورت نہیں ہے لڑائی میں مصروف ہو ملکہ انجم ماہ رخسار بھی سحر کرنے لگی خوف سے ملکہ بران
کے سہمناک جادو تھرائی سحر کرتی ہوئی قریب مرأت جادو کے آئی کہا اے ماہ عالم اے حاکم
طلسم سکندری اب ایرج نوجوان کے گرد ساحران زبردست مقرر کیجئے دختر کوکب آ ہو چکی سحر کا
اُسکے ہوش ربا میں شہرہ ہے سہمناک بحر جرأت نام ہے برسے ایسا سحر دام ہے کس زور شور سے اُسنے
دریاے خونروان کو سنایا پل پریزادان کو توڑا اس جوان سے شاید کسی طرح کا لگاؤ ہے کہ طلسم
نور افشان سے یہان تلک آتا ہے کو اپنی جرأت دکھانا دیکھو اسی جانب لڑتی ہوئی آتی ہے ایرج
کی قید کو چھپاؤ میں بڑھ کر دختر کوکب کو روکتی ہون تم قیدیون کو لیکر نکل جاؤ میں بھی لڑ بھڑ کر
چلی آؤنگی یا اس سہمناک بحر جرأت کو دام مکر میں پھنساؤنگی لیکن حقیقت میں بلائے روزگار ہے
اسپر پنجہ غالب ہونا دشوار ہے اب مرأت و سہمناک نے بڑھ کر صفیں باندھیں گرد ایرج
نوجوان کے کئی ہزار جادوگر مقرر کیے سحر ہونے لگے بران شمشیر زن کے پہونچتے ہی اہالیان
انجم حصار کے قدم جمے بھاگتے بھاگتے پھر تھمے نقیباے فوج آوازیں دے رہے ہیں اے مردان
کوشش میدان جانفشانی زمان پیوستہ شعر روز جنگ ست جنگ باید کرد ، کوشش نام و ننگ باید کرد
مرنے والے آوازیں دیتے تھے شعر آن نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ، آن منم کاندر
میان خاک و خون بینی سرے ، زمین سے آسمان سے خون برس رہا ہے ہواے گرم چل رہی ہے آتش
سحر جل رہی ہے ملکہ بران کے ہاتھ میں خنجر مرواریدی جو تھا کھینچ مارا دس دس کے سینون کو توڑ کے
نکلگیا اس ماہ تابان کا خنجر بعید گرد و فر چل رہا ہے سہمناک و مرأت بھی اسی فکر میں ہیں کہ کسی
تدبیر سے ملکہ بران شمشیر زن کو گرفتار کریں کشان کشان سامنے افراسیاب کے لیجائیں

برق جہندہ پر کون ہاتھ ڈالے جو قریب آیا مارا گیا ملکہ بران ہر چند کد و کوشش کرتی ہین کہ
سہمناک کو گرفتار کرون ایرج عالی وقار کو قید سے چھڑاؤن وہان تک رسائی ناممکن گرد شاہزادے
کے ہزارون دشمن اژدران سحر ماران سیاہ ہیبت اپنی دکھا رہے ہین تختۂ زمین کے تھراتے
ہین ناگاہ آسمان پر برق چمکی سب دیکھ رہے ہین کہ نوبت نقارے کی آواز آئی مرات جادو
حیران کہ یہ کون آتا ہے ابر تیرہ و تار شق ہوا سب نے دیکھا ملکہ شیشہ مینوش بصد جوش و خروش
مع بارہ ہزار ساحران غدار نوبت نقارہ بجتا ہوا آکر پہونچین مرات جادو اپنی دختر بلند اختر کو دیکھ کر
گھبرا گئی حیران تھی کہ یہ کیونکر یہان پہونچی لیکن بہ تعمیل تمام تخت ملکہ شیشہ مینوش اترا مرات جادو
نے آواز دی کہ بی بی یہان کیونکر آئین شجر جادو کہان ہے ملکہ شیشہ مینوش نے جواب دیا اے مادر
مہربان شجر ظلم و بدعت کو مین نے قتل کیا ہے اس نے کہا او بیجا میری مادر مہربان لڑنے گئی ہین یہ میرے
دل کو گوارا نہین کہ مادر مہربان کو صدمہ عظیم پہونچے مین زندہ ہون مجھے بھی لے چل اسنے جواب
سخت دیا حال میرے دل کا حضور پر آئینہ ہے وہ میری آبرو کا بھی خواہان تھا مین نے اس نامرد کو
قتل کیا اب آئی ہون کہ حضور کی شراکت کرون طلسم کشا کہان ہین مجھے بتا دیجئے اپنے ہاتھ سے
مار ڈالون بلکہ میری بدنامی سے لوگون کے کہنے سے مجکو بھی ضد ہو گئی ہے کسکو گوارا ہوگا کہ ان پاپ
پر صدمہ پہونچے ملکہ مرات جادو نے جو یہ باتین ملکہ شیشہ مینوش کی سنین مست ہو گئی پکار کر
کہا مین صدقے بیٹی بھی تو تمھارے واسطے کیا کیا صدمے اٹھائے کہ نوچنے پیٹ مین رکھا بارہ برس
اور دکھائے موت کی لذت زبان پر ہے صدقے سے ساری کے جوان ہو لیکن تم نہ خیال رکھو تو
کسکو خیال ہوگا بھلا یہی شفقت کا کسکو خیال ہوگا دیکھو سامنے قیدی موجود ہے تمھین قتل اور
غیر قتل کا اختیار ہے میرے بعد تمھین وارث سلطنت ہو گھر کو سنبھالو خزانہ دیکھو شیشہ مینوش
بہت اچھا کہتی ہوئی تیغ کھینچے ہوے طرف ایرج نوجوان کے چلی لوگ سمجھے واسطے قتل کے
جاتی ہے جس وقت کہ شیشہ مینوش مع لشکر پہونچی تو ملکہ بران شمشیر زن نے پوچھا تھا یہ کسکی
سواری آتی ملکہ انجم ماہ رخسار نے کہا تھا کہ حضور یہ دختر مرات جادو ہے مگر تعجب یہ ہے کہ جرم
عشق ایرج نوجوان مین قید تھی یا اب آمادہ قتل ایرج نامدار ہے ملکہ بران شمشیر زن نے فرمایا
اسمین بھی کچھ اسرار ہے یہ تو بخوبی آگاہ ہین کہ اسنے مجکو اطلاع دی ورنہ یہان خاتمہ ہو گیا ہوتا۔

یہ دیکھکر ملکہ بران نے بھی دبادبا سحر کرتی ہوئی بڑھین انجم سے کہا یہ وقت جنگ و جدل
ہی مصیبت طلسم کشا مین دل بیکل ہی شیشہ مونوش قتل کرنے جاتی ہی انجم نے بھی اپنے لشکر کو
بڑھایا لیکن ملکہ شیشہ مونوش قریب ایرج نوجوان پہونچی یہ سحرین سہمناک کے مبتلا حیران
پریشان ادا سے بیہوش پڑے ہین ملکہ شیشہ مونوش نے آتے ہی کنیزون کو اپنی اشارہ کیا سب سے
زیادہ گلرنگ معروف جانبازی شہنشاہ اقلیم سحر کرنے لگی شیشہ مونوش نے بڑھکر لوح طلسمی
نکال گلے مین ایرج نوجوان کے پہنائی مرآت نے دور سے دیکھا کہ شیشہ مونوش یا تو قتل کرنے
کے لیے گئی تھی یہ کیا ستم ہوا وہ شیر بیشہ جرات اپنے مقام سے اٹھا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا صدائے
شیرانی زمین تھرائی نعرہ ایرج نوجوان و ملک ایرج آن آفتاب سنبر کہ صاحبقران اعظم و آفاق گیر و
ہزبر دمان و شیر دلاور ما ۔ جری صف شکن شیر دشت وغا ۔ ستم فارس عرصۂ کارزار
گل گلشن قاسم نامدار ۔ نعرہ کرکے شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا ہزبر بیشہ جرات
آمادۂ حرب و پیکار ہوا سب نے دیکھا لوح طلسمی گلے مین مثل ستارہ سحری چہرہ آفتاب عالمتاب سے پیوست
مین تیغہ برق تاب زیر ران مرکب رشک عقاب ایرج اڑتے ہوے آگے بڑھے ملکہ شیشہ مونوش
مع بارہ ہزار ساحران ہمراہ رکاب ایرج مرآت نے سر پیٹ لیا کنیزون نے بڑھکر خبر دی حضور شاہزادی
لوح طلسمی لیکر آئین طلسم کشا کو پہنا دی لوح محفوظ کی کیا حقیقت ہی اب طلسم کشا کا کون سامنا کریگا
نعرہ ایرج نوجوان کی صدا جو بلند ہوئی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اٹھا کر دیکھا آفتاب عالمتاب شہریاری و
کوکب شش جہت افروز جانداری کو پشت مرکب پر دیکھا آپسین نگاہین چار ہوئین سنان ہاے مژگان
دلون کے پار ہوئین ایرج نوجوان کو حیرت ملکہ بران کو غیرت ایرج نوجوان چاہتے ہین کہ اڑ کے اپنے
کو قریب ملکہ بران شمشیر زن کے پہونچائین مگر لوہے کی دیوارین بیچ ہوئی ہین ہر صف پر
تلوار چل رہی ہی ملکہ شیشہ مونوش کو جادوگرون نے چار جانب سے گھیرا ہی مرآت جادو
کی آنکھون مین اندھیرا ہی دل سے کہتی ہی ارے یہ کیا سحر کی کیونکر طلسم کشا چھوٹا اب اس بدبخت
نے لوح کیونکر پائی شمع جادو پر کیا آفت آئی اب اس ہنگامہ مین کون سمجھائے یہ شہور ہو گیا
کہ لوح طلسمی طلسم کشا کو شیشہ مونوش نے حوالہ کردی آتے ہی قید سے اپنے عاشق کو چھڑا لیا
وہان ایرج نوجوان و ملکہ بران شمشیر زن سے پردہ بہ پردہ اشارے ہو رہے ہین ایرج جو

کے کلیجہ پر ہاتھ رکھکر مین گرمی جنگ مین یہ اشعار صداقت شعار پڑھے اشعار مخفی

آتش عشق تو بلبل در دل پروانہ را
بادۂ شوق تو بر لب ساغر و پیمانہ را

از شکنج زلف او حاصل نشد آرام دل
عاقبت کردی بپا زنجیر این دیوانہ را

دیدہ را از لخت دل گنجایش اشکے نماند
تا بکے لبریز خون دارم من این پیمانہ را

بعد ازین مخفی ترا باید در آتش زیستن
کاتش افشا کردہ از راہ شفقت خانہ را

کبھی ایرج کی زبان سے یہ اشعار جاری ہوے اشعار

کمال شوق ہی دیدار یار تھوڑا ہی

زیادہ حیرت اور اختیار تھوڑا ہی
ہماری خاک سے کرتے ہو کیون الگ مجھکو
کہ میرے سینہ مین دم ای نگار تھوڑا ہی
نگاہ کم سے جو دیکھا ہی یار سرکش نے
کہ اب نگاہ مین روز شمار تھوڑا ہی

سحر کو غنچہ کھلا وہ بہار کو سمجھا
بہت یہ کہتے تھے دلمین غبار تھوڑا ہی
بچھے ہوے سیکڑون قلب بری مین سینے
مری نظر مین بھی دلکا وقار تھوڑا ہی

عروج دو دقیقہ جوش بہار تھوڑا ہی
شب وصال لبن اب کم ہی پوچھے کیا ہو
وہ سرو دیکھ کے کہتا ہی بار تھوڑا ہی
تڑپ تڑپ کے سکندہ کا ام ہی روز ہجر قبول

اسطرح کے اشعار جو ایرج نوجوان نے پڑھے ملکہ بران شمشیر زن

مسکرا کر ملکہ شیشہ مو گوش کی جانب اشارہ کیا شیشہ مو گوش شرمائی جاتی ہی ملکہ بران کے جاہ و جلال حسن و جمال کو دیکھکر جسم مین تھرتھری پڑی دل مین کہتی ہی سبحان اللہ کیا پروردگار عالم نے صورت زیبا طلعت جان آرام حسن افزائی ہی نقاش ازل نے یہ تصویر دلپذیر اپنے دست حق پرست سے بنائی ہی مگر ملکہ بران و ایرج نوجوان سے آپس مین اشارے کنائے ہونے لگے اب اس شیر بیشۂ جرأت سے کون لڑسکتا ہی ایک جانب سے ملکہ انجم بادر [illegible] سنبھلی ملکہ بران شمشیر زن نے طبقے زمین کے ہلا دیے باغ سحر و افسونگری کے گل کھلا دیے ایرج نوجوان جس منزل پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا انھون نے لوح کو سامنے کر دیا سحر اسکا باطل ہو گیا ضرب تیغ بیدریغ سے وہ ملعون جہنم واصل ہوا سہمناک جادو [illegible] ہوئی لوح محفوظ اسکے پاس موجود ہی یہ امر ثابت ہوا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے گلے مین ہی اب وہ شیر دشت نبرد لڑتا پھرتا آتا ہی سحر تاثیر نہ کریگا لمحہ بھر مین یہ جوان [illegible] ساحران کو الٹ دیگا چہرے سے کشتگی کے لاکھون گھڑی ہو چکے تنخواہ جیاتی بٹ رہی ہی شاخ نخل حیات ساحران چھٹ رہی ہی ملک الموت جائزہ لے رہا ہی جہنم مین بھرتی کا ارادہ ہی اتنے ہی عرصہ مین ساحر

بھاگنے لگے نعرے سے اس صاحب سطوت و صولت کے زمین کانپی سہناک خائف ہوکر
سوچی کہ مین نکل جاؤن جاکر ملکہ حیرت کو خبر پہونچاؤن اب ٹھہرنا بہتر نہین ہوش ربا سے
زیادہ آج یہان کا طور دیکھا یا تو یہ سعیت چشم زدن مین در عیش و فرحت کھل گیا مسلمانون
کی مدد غیب سے ہوتی ہی کس خوبصورتی سے لوح طلسمی پہونچی ہی یہ سوچکر سحر کرتی ہوئی بڑھی
اس طرف سے ملکہ بران شمشیر زن لڑتی ہوئی آتی تہین سہناک جادو پر نگاہ پڑی کہ اسنے فوج
انجم ماہ رخسار کو ستم ایجاد کر دیا ملکہ بران نعرہ کرکے چار پری کئی ہزار ساحر آفت کرکے پھونک
دیے سہناک جادو نے ملکہ بران شمشیر زن پر سحر کیے ملکہ بران نے مسکراکر برق چمکائی سحر
اس ملعونہ کے پڑہی ہر چند چاہا روکون مہوسکا سر زخمی ہوا ملکہ بران جھپٹ کر قریب پہونچین
چاہا کہ اس بیحیا کا سر کاٹ لون اُسنے گود اُٹھا کر ملکہ بران پر مارا ملکہ اُس سحر کو دفع کرنے لگین سہناک
جادو چیخ مار کر اڑی کہ نکل جاؤن شیشہ مے نوش نے شاہزادے کی جانب اشارہ کیا انجم
ماہ رخسار نے بھی آواز دی کہ حضور وہ ملعونہ لوح محفوظ لیے جاتی ہی شاہزادہ والا قدر نے
کمان کیانی دوش سے آتاری تیر بھال کا ترکش سے نکالا سیر کمان تاکر کا عقاب تیر پر تولتا ہوا
چلا چونکہ سہناک جادو پہ تولتی ہوئی تہی تیر نے دوسرا ترکش تلاش کیا بڑے مقام پہ پڑا گدی
کو توڑ کر پار گذرا زمین پر گری لاش ملعونہ کی جلنے لگی ملکہ شیشہ مے نوش نے بڑہ کر لوح جیب
سے نکال لی سامنے ایرج نوجوان کے بطور نذر پیشکش کی آندہی سیاہ چلی آواز آئی کشتی مرا
نام سن سہناک جادو بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم مرأت جادو
یہ ہنگامہ دیکھکر گھبرائی ثابت ہوا کہ ہاتھ سے بران شمشیر زن و ایرج نوجوان کے بچنا دشوار ہی
اب چلے اپنے قلعہ مین دخل کرون بڑے بڑے پہلوان بھی میرے خراج گزار ہین ساحر بھی
بڑے بڑے مکار ہین کسی تدبیر سے لوح طلسمی لے لینگے تب انکو شکست دینگے اب لڑنا سہر
بیکار ہی یہ سوچکر تخت اُڑاتی ہوئی بھاگی تمام فوج سہناک جادو بھی اسی کے ساتھ ہوئی
ایرج نوجوان نے پیچھا کیا ملکہ بران شمشیر زن نے دیکھا کہ اب یہاں ٹھہرنا مناسب نہین تو دل
کی بیقراری سے مجمع عام مین آنے کا اتفاق ہوا کلام کرنے کا بھی موقع محل نہین ہی یہ سوچ کر
دور سے کچھ ایسے اشارے کنائے ہوئے ایرج کا تڑپ کے اشارہ کرنا کہ آج کی شب رہجاؤ

ملکہ کا اُنگلی دانت کے نیچے دبانا کہ جیسے کنایہ سے صاف ظاہر تھا کہ ٹھہرنے مین بدنامی ہی
دام محبت مین اسیر ہین قفس مصیبت مین پھنس چکے آپ بڑے خوش تقدیر مین قدم دوبا پہنچنے
والے ساتھ مین جو مخل محبت ہو اُسکا ٹھہرنا اچھا نہین ہی پھر جامع المتفرقین کسی حیلہ سے ملا دیگا
اس لڑائی کا ذکر جا کر ہم اپنے والد نامدار سے بھی کر دینگے شاید کسی وقت کوئی ضرورت ہو فلک
ہودم ور پر سرکشی ہی ہوش ربا مین بھی سامان لشکر کشی ہی وہان کی خبر لینا بھی ضرور ہی وقت مین
سر پھیرنا بڑا قصور ہی ایسے ایسے اشارے کر کے سنگ صبر دل پر رکھا طاؤس زرین بال پر
سوار ہو کر طرف طلسم نور افشان کے روانہ ہوئین صراَت جادو نے شکست کھائی طرف قلعہ
طلسمی کے بھاگی ایرج نوجوان نے پیچھا کیا انجم نے بھی کہا اب تامل کرنا بہتر نہین ہی اسی جوش
وخروش مین مرحلہ جات طلسم بھی فتح ہون ورنہ یہ طلسم وسیع ہی اگر لشکر جمع کر لیگی مشکل پڑیگی
اسکے طلسم مین بڑے بڑے نامی پہلوان ہین انکو بھی آپ کے مقابلہ کے واسطے بھیجے گی سب طرح
کی تدبیرین کریگی اُسکی سلطنت مٹی ہی صراَت جادو تخت اڑا کر نکل گئی فوج والے کچھ بھاگے
کچھ لشکر ایرج مین گرفتار ہوے بعد جانے صراَت جادو کے ایرج نوجوان نے قصد کیا اور
آگے لشکر بڑھاؤن ملکہ سمن بر و ملکہ شیشہ می نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار وغیرہ نے آکر گھیر لیا
عرض کی اے شہریار بہتر تو یہی تھا کہ اسی لگاؤ مین اُڑتے بھڑتے چلتے لیکن سب ملازمان جانثار حضور
کے زخمدار ہین ایسا نہو کسی خرابی کا سامنا ہو خدا کے واسطے ذرا فضل اپنا شریک حال کیا اب حضور
کو اختیار ہی بعد دو چار دن کے سفر ہوگا اب یہ سلسلہ نہین چھوٹنے کا بہت سامان لشکر کشی ہوگا
آخر ایک صحراے سبزہ زار مقام خوشگوار کو دیکھکر لشکر فروکش ہوا ملکہ انجم ماہ رخسار نے نہایت
تکلف سے لشکر کو اُتارا بارگاہین استادہ ہوئین غازیون نے کمرین کھولین ایرج نوجوان وشاہ پہ
شیر دل و ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ سمن بر و ملکہ شیشہ می نوش وغیرہ داخل بارگاہ آسمان جاہ
ہوے زخمیون کی زخمبندیان ہونے لگین اب یہی قصد ہی کہ اندر اسی ہفتہ کے طرف طلسم سکندریہ
کے کوچ کرین صراَت جادو سے معرکے بڑے ہین اس شیر بیشہ جراَت کو اس حال مین چھوڑ دیجیے
وقت پر حال خیریت مآل تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان در خوبیے صباے عمدہ قلزم عیاری ونہنگ دریاے

زخار طراری ہنر پرور دشت جرأت رستم رزمگاہ فطرت سرکوب ساحران غدار یعنی خواجہ عمرو نامدار تحریر ہوتے ہین کہ از اسباب سے حال لوح پوچھکر نقب مین داخل ہوے پہونچنا تا بہ طلسم صندل ساقی نامہ

ساقی کوئی جام مے پلا دے
پھر آ پہونچے مین حضرت ہوش
دریا نوشون کا سامنا ہے
دس پانچ برس اُدھر کی دنیا
جو سرخی روے یار کی دے
جسپر زاہد کی رال ٹپکے
جسکا اک نام ہے اداست
متوالا ہے سور جسکا وہ مے
شیشہ ہے جس پری کا مسکن
جو ہو مرے قلب مین سمائی
رکھتی ہے ایسی خوشی جو اسکو
آ پہونچی جو دخت رز پری چہم
وہ آئی کیا مراد آئی
ملنے لگا لب سے لب جام
جب نشہ اپنا رنگ لایا

بیتاب ہون درد سر مٹا دے
لا بنت العنب کو لانا
دو چار خمون کی اصل کیا ہے
وہ مے جو ہو بیمثال سب مین
جو بو عرق بہار کی دے
وہ مہر کہ جسکا برج ہو جام
جسکا دیوانہ ہے سداست
تابان ہے جو آفتاب کی طرح
جیسے پھول کا میکدہ ہے گلشن
جسکا ایوان ہے شیشۂ دل
کھوتی ہے جو فکر وہم وغم کو
کیا مے نے ذرہ پروری کی
مطلب نکلا مراد آئی
پھر تو تن تن کے یان تک پی
لکھنے بیٹھے قلم اٹھایا

ساقی لانا شراب سرجوش
جتنی ہو شراب سب پلانا
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دینا
وہ مے کہ جو ہو حلال سب مین
جسکا مارا مرے تڑپ کے
وہ زہر کہ جسکا ہے دوا نام
ہے نشہ سرور جسکا وہ مے
دیتی ہے مہک گلاب کی طرح
جسپر میری طبیعت آئی
آنکھین ہین جسکی سیر منزل
ساقی سے ابھی یہ کہتے تھے ہم
آمد ہوئی بزم مین پری کی
بے منت خلق و خوف انجام
خالی ہوئے ظرف بھر گیا جی
چہرہ سیاحان صحراے ظلمات

تحریر و تقریر دقتاحان مرحلہجات تسطیر دلپذیر منازل پرخار سخنا مین فرحت آئین کو یون طے کرتے مین شعر سعدی برسن کہ سبوحی زدہ ام خرقہ حرام است ۔ ای کلبیان راہ خرابات حرام است

دیگر قطعہ

از ہوش ربودند مکین برزہ درایان
شور زغن و زاغ بلندست درین باغ
خیر است چرا این ہمہ بیہوش نشستی
ای بلبل خوش لہجہ چہ خاموش نشستی

دیگر شعر مصنف سخن سنج دانائے رمز بیان ہد نویسند این قصۂ دلستان، سابق مین
تحریر ہو چکا کہ خواجہ عمرو نے صورت حیرت زوجہ افراسیاب کی بنکر حال لوح دریافت کیا
برق کو زنبیل سے نکالا سب کیفیت سمجھائی آپ داخل نقب ہوئے برق کا انجام گذارش کر چکا
کہ داخل لشکر اسلام ہوا چند سردار جستجوے خواجہ عمرو مین روانہ ہوئے افراسیاب جادو نے نامہ
بنام صندل جادو تحریر کرکے اپنے ملازم کلنگ جادو کو دیا کلنگ جادو طرف طلسم صندل
کے چلا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار لرزان و ترسان حیران و پریشان نقب مین داخل ہوئے
اسقدر نقب مین اندھیرا تھا کہ تاریکی مین دم گھبرایا قریب تھا کہ روح قالب سے نکلجائے خواجہ
عمرو نے فتیلۂ عیاری روشن کیا اُسکی روشنی سے نقب کو طی کرتا ہوا مگر خائف کہ ای عمرو اگر افراسیاب
بیدار ہوکر آگاہ ہو جائے ابھی آکر گرفتار کرلے سواے پروردگار کے کون معین و مددگار ہے مگر معبود
حقیقی سر پرست ہے ہمارا معین و مددگار تمہارا زبردست ہے مصیبت مین وہی پروردگار مدد کریگا وہی
اس بلا کو رد کریگا ٹھنڈی سانسین بھرتا ہوا عمرو ہر جوہر چلا جاتا ہے ہر قدم پر پانؤن لڑکھڑاتا ہے
اپنے معبود کا نام لے کر سنبھل جاتا ہے افتان و خیزان راہ تیرہ و تار جھیلتا ہوا بہ مشکل تمام نقب سے
نکلا عجب مقامات عجائب و غرائب ہین کہ طائر وہم و خیال کے پانؤن نکلتے مین طی کنندگان منازل
مصیبت کو سکتے ہین چند قدم رہبری کی ہنسی پلٹ گئے دیکھا اُس قصر و عمارت کو پھر نہ پایا دل سے
کہتا ہے ای عمرو یہ کیا صورت اتنی بڑی عمارت کیا ہوئی خواجہ بیٹے برا کیا اس نقب تنگ و تاریک
مین اپنے کو گرا دیا انجام نہ سوچے اسد غازی کو زنبیل مین ڈالکر چلے آئے بہتوہر مقام پر بسر کر لیتے
مگر اسد غازی کو کیون لانے چاہیے تھا ہمراہ ملکہ مہرخ و بہار چھوڑ دیتے جب نشان لوح دریافت ہوتا
بلوا لیتے اب کیا پلٹ جاؤن ہاے کسکو جاکر روے سیاہ دکھاؤن سردار کہین گے عمرو کا جی چھوٹ
گیا ساری مشققین خاک مین ملائینگے اس سوچ مین عمرو راہ کو طی کرتا ہوا جاتا ہے دن چڑھا نیر اعظم بلند
ہوا گرمی صحرا مین شروع ہوئی جنگل نے کرۂ نار کی کیفیت دکھائی ہواے گرم چلنے لگی ہر جھونکے سے
منہ پھنکا جاتا ہے نقیب گردباد دور باش کی صدائین دیتے ہین کہ راہ بند ورنہ کیون اپنی جان
دیتا ہے اس صحرا سے گذرنا دشوار ہے یہ آتش بیدار ہے ہم بھی کسی خوش رفتار کی خاک ہین لیکن تباہ و
برباد زیر افلاک ہین برباد کہین ناموس و ننگ لباس خاکساری سے تنگ اس منزل جادۂ فنا

سے نہیچ سکے آخر بیابان مرگ ہوے عمرو بوندوں کو دیکھکر گھبراتا ہی ہر چند کہ وہ انکی تعظیم کو اُٹھتے ہین
انکا دل بیٹھا جاتا ہی قلب تھراتا ہی موت کا سامنا تشنگی کا جوش پراگندہ ہوش بیہودی مین روتے
ہی مگر دل سے کہتا ہی ای عمرو افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا مکار غدار ہیچ باز شعبدہ ساز ہی
اُسنے ایک فقرہ کیا مجکو پہچانا اگر تساہل کیا حرامزادے نے مجکو بھی راستہ بتلایا اب اس صحراے آفت خیز
مصیبت انگیز سے نکلنا دشوار ہی موت لیکر آئی ہی دمبدم حدت نیر اعظم بڑھتی جاتی ہی خون گھٹتا ہی
کوئی نخل سایہ دار معلوم نہین ہوتا ہی ہر شجر بے برگ و بار سایہ مثل طائر عنقا دھوپ کی شدت آفتاب
کی حدت عمرو تلاش آب مین دوڑتا ہوا پھرتا ہی شدت تشنگی سے جا بجا گرتا ہی کسی مقام پر ٹھہر کے
ہو کر نگاہ اُٹھائی یک نظر کو دوڑایا دور سے دریا موج مارتا نظر آیا عمرو گھبرا کر دوڑا جب اُس مقام
پر پہونچا سواے خاک وہان کیا تھا موج ریگ رواں نے دھوکا دیا پانی کیسا کسی چیز کا کہین نشان
ہلاحیل کا گمان نہین بیقراری کو اسپر قرار ہوا کہ تڑپ تڑپ کے اسی صحرا مین مرے بیابان مرگ
ہونے کون پیاسے کو پانی پہونچائیگا سواے پروردگار عالم کے کون مدد کو آئیگا سامنے ایک درہ
کوہ تھا سختی اُٹھا کر اُس درہ مین آکر بیٹھا اپنی بیکسی پر خوب رویا آنسو بھی خشک ہو گئے ڈھیلے آنکھون
کے نکلے پڑتے ہین مردمان چشم پیاس کی شدت سے اُڑتے ہین صحرا سے سما ہو دوڑ ہی کر ای عمرو پہاڑ نہ
جل کر گر پڑے خبر کسی قدر سایہ تو ہی اب کدھر جاؤن اس سوچ مین عمرو بن امیہ ضمری نامدار بیٹھا ہوا

دعا کر رہا ہی **اشعار مصنف**	ای خالق بے نیاز میرے	ای مالک کارساز میرے
مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر	عصیان کے حجاب سے ہون مضطر	عصیان کے حجاب سے مفر دے
دامن گل آرزو سے بھر دے	دام غم و رنج مین پھنسا ہون	زندان بلا مین مبتلا ہون
ہین جور فلک سے لب پہ نالے	ای رب کریم تو بچا لے	یہ تو عمرو بخوبی جانتا ہی کہ تمام

ہوش ربا مین مجکو سب پہچانتے ہین صورت اپنی بدل لی ہی ایک ساحر کی شکل بنکر بیٹھا ہوا بلک بلک کر
تڑپ رہا ہی صحرا کی حرارت دیکھکر دل کانپتا ہی ہوش اُڑے جاتے ہین کہ عمرو نے دور سے
دیکھا ایک ساحر بدحواس پسینے پسینے گھبرایا ہوا دوڑتا چلا آتا ہی پیاس مین زبان منہ سے نکل آئی ہی
تمازت و حرارت آفتاب عالمتاب سے پاؤن مین آبلے منہ مین چھالے پریشان و مضطر ہر طرف
بیک نگاہ دوڑاتا ہی کہین پانی کا نشان نہین پاتا اگر کسی چشمہ کو دیکھا جھجے آب مین دوڑا

جب قریب پہونچا دیکھا پانی کا کہین نشان نہین اگر کسی قدر پانی پایا اور ہاتھ ڈال دیا چنگاریون کا
لطف پایا ہاتھ جل گیا پھر وہان سے بھاگا اب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ اسی درۂ کوہ کی جانب وہ ساحر
بھی آتا ہی عمرو نے اپنے ہوش و حواس درست کیے اٹھ کر ٹہلنے لگا اس ساحر کو آواز دی ای بھائی
جانے والے یہان تو آؤ اس دھوپ مین کہان مارے مارے پھرتے ہو ٹھیک دوپہر کا وقت ہی
پھر جاؤ لون لگ جائیگی اور دو گنوار تڑپ تڑپ کر مرے اُسکے بھائی بند اٹھا لیگئے تم تو اپنی جان
بچاؤ یہان سایہ مین چلے آؤ وہ ساحر اپنی زندگی سے بیزار پیاس سے مجبور دوڑتا جاتا ہے شخص کو دیکھا
کہا بھائی مین آیا خواجہ عمرو نے کہا ای برادر یہ وقت منزل چلنے کا ہی دیکھو تو آفتاب کی حرارت سے
صحرا تپ رہا ہی اُسنے کہا ای برادر نوکری بری چیز ہی حکم حاکم سے مجبور ناچار خواجہ عمرو نے پوچھا
بھائی کس لیے نوکر ہو کون ایسا جلاد صاحب بیداد ہی جسنے اس دھوپ مین تمکو دوڑایا ساحر نے
جمشید سے خوف نہ آیا اُسنے کہا ای برادر شہنشاہ طلسم ہوش ربا کے ملازم ہین والی طلسم صندل
کے ملازم ہین خواجہ عمرو نے کہا ای برادر طلسم صندل پر جانے مین کیا سر ہی کیا وہان کوئی بڑا
زبردست ساحر ہی اُسنے کہا ان باتون مین شہنشاہ کو دخل ہی ہم کیا جانین حکم ہوا کہ یہ نامہ لیکر
دروازۂ طلسم صندل پر جاؤ ملکہ صندل جادو کو یہ نامہ پہونچاؤ عمرو عیار آتا ہی اسکو گرفتار
کرکے ہمارے پاس روانہ کرو عمرو نے کہا بھائی عمرو عیار کون ہی اُسنے جواب دیا ای برادر ایسا
ظالم ہی کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کا حال چھپایا عمرو نے ملکہ حیرت کی صورت بنکے شہنشاہ سے
تمام حال لوح طلسمی دریافت کر لیا اب اُسی فکر مین گیا ہی شہنشاہ چاہتے ہین عمرو طلسم صندل
مین نجانے پائے ملکہ صندل جادو آگاہ ہو جائے انتظام کرلے اسواسطے ہمکو حکم ہوا ہی کہ جلد نامہ
پہونچاؤ کلنگ جادو نے کہا جو نشان شہنشاہ نے بتلائے ہین اس سے ثابت ہوتا ہی کہ
دس پانچ کوس اور باقی ہی عمرو نے باتون مین گھلا ملا کے کلنگ جادو کو پانی پلایا انکے ہاتھ کا پانی
پینا تھا کہ بناہ پانی مشکل ہوئی کلنگ جادو گھبرایا جوش مین اُٹھا بیہوشی اپنا کام کر چکی تھی اُٹھتے
اُٹھتے گرا خواجہ عمرو نے گردن پکڑ کے کلنگ جادو کو ایک گوشہ مین ڈالدیا رنگ روغن عیاری
کا لگا کر صورت کلنگ جادو کی بنکر تیار ہوے نشان تو دریافت کر چکے تھے نامہ سر سے باندھکر
بشکل کلنگ جست و خیز کرتے ہوے طرف طلسم صندل کے روانہ ہوے بعد تھوڑے عرصے کے

صحرا ہاے سبزہ زار وچشمہ ہاے آب خوشگوار جابجا ملے کسی مقام پر درخت بار اثمار سے سر نیچے کیے ہوئے
کے اشجار نخل ہر ایک سایہ دار طائران زمزمہ سرا صفت میں صناع ازل کے مصروف عندلیبان نغمہ سرا
کو باغبان ازل کی تعریف کا وقت خواجہ عمرو کیفیت صحرا کی دیکھتے جاتے اس راہ قیامت خیز
کو طے کرکے بعد کئی دن کے سامنے قلعہ طلسم صندل کے پہونچے خواجہ عمرو نے سر اٹھا کر دیکھا ایک
قلعہ سر بفلک کشیدہ برجہاے کلان آراستہ پہلے قلعہ میں ایک برج رفیع و وسیع نہایت تکلف
سے صناعان چابک دست نے درست کیا ہی اُس برج پر ایک پریزاد نہایت حسین مہ جبین
گلبدن پوش غارت گر عقل و ہوش ایک طبق مروارید پنجۂ نگارین میں لیے ہوئے خاموش صاف
ثابت ہوتا ہی کہ اُس گوہر یکتاے حسن وجمال کی نگاہ مروارید ہاے طبق سے لڑی ہی جب نگاہ عمرو
وفا سے موتیوں کو دیکھتی ہی ایک بجلی چمک جاتی ہی ہر چند مروارید غلطان ہوتے ہیں ایک ابر
مرواریدی سر پر اس لعل بے بہاے بدخشان حسن وجمال کے سایہ فگن ہی صاف ثابت ہوتا ہی
کہ سیارگان مروارید کا وہ ابر مسکن ہی لڑیاں موتیوں کی اس ابر تا طبق گوہر بے بہا سلسلہ آمد و رفت
گہرہاے نایاب سے شکست نہیں ہوتا ابر سے کبھی پانی برستا ہی کبھی شعلہ ہاے آتش بھڑک کر
غائب ہو جاتے ہیں وہ سحاب شعبدہ و نیرنج عجائب و غرائب تماشے دکھاتا ہی اس کیفیت کو دیکھکر
دیکھنے والے کی آبرو پر حرف آتا ہی قلعہ کلنگ صندلی سیت وسیع قلعہ ہی بلندی تک دیوارون
کی کمند وہم و خیال نہیں پہونچتی جہاں تک نگاہ کام کرتی ہی اُسی قلعہ کی عمارت معلوم ہوتی ہی عرض
دراز تک خواجہ عمرو حیران اس قلعہ کو دیکھا کیے سامنے قلعہ کے خندق آب رواں ایسا
صاف وشفاف سے معمور پھاٹک بند خواجہ عمرو متردد ہیں کہ میں اس قلعہ میں کیونکر داخل
کروں سواے اس پریزاد کے اور کوئی ذی حیات مثل انسان یا حیوان نہیں موجود ہی جسکو
آواز دوں اُسکی معرفت قلعہ میں جاؤں آخر خواجہ عمرو نے اپنے دل کو خوب مضبوط کیا بہ شکل
کلنگ جادو سامنے قلعہ کے آئے پکار کر آواز دی اے ساکنان قلعہ طلسم صندل نام میرا کلنگ
جادو فرستادہ شہنشاہ طلسم ہوشربا نامہ حاضر ہی پاس ملکہ صندل جادو کے پہونچا دو خواجہ
عمرو نے کئی آوازیں دیں کچھ جواب نہیں ملتا وہ پریزاد حسین و جمیل حسن میں بے بدیل گوشۂ
چشم سے خواجہ عمرو کو دیکھ رہی ہی کبھی مسکرا دیتی ہی برق خندہ خرمن ہوش و حواس عمرو کو

جلا دیتی ہے کبھی ابروے خمدار ہلانا نیچی نیچی نظروں سے مسکرانا عاشق کے قتل کا بیڑا اٹھانا شعر

جنبش تیغ کمر سے جب کیا بسمل مجھے ۔ ہنس کے قاتل نے کہا یہ ناز معشوقانہ تھا

سرمگیں آنکھیں شرم آلودہ خاک میں ہمکو ملا چکیں ہو گئیں کیا یہ نگاہیں نیچی نیچی اوپر اوپر حیا لگی

اسکے مسکرانے پر عمرو ذبیح ہوا جاتا ہے حیران جمال محو دیدار ہو کر یہ اشعار آبدار بے اختیار زبان سے نکل گئے اشعار مخفی

کوی عشق ست بناموس سلام است اینجا ۔ صد چو محمود بہر گوشہ غلام است اینجا
طالب دانہ درین دام درافتاد مدام ۔ دانہ گر خال بود دانہ و دام است اینجا

آنکھیں نشیلی مثل جام گردش میں نگاہوں کی چھریاں قتل عاشق کی کوشش میں ان نشیلی آنکھوں پر خواجہ عمرو کی نگاہ پڑی بے اختیار پکار اٹھا اشعار

بادہ در کش کہ درین بزم گہ حادثہ خیز ۔ ہر چہ جز بادہ بود جملہ حرام است اینجا
زہر غم نوش کن و لب بشکایت مکشا ۔ کہ شکایت ز لام شیوۂ عام است اینجا
خوش بیا لاف مزن طاقت دیدارت نیست ۔ پرتو نور تجلی چو تمام است اینجا
در پئے مستی ہر شام خمار سحر است ۔ مخفیا بزم فرخناک کدام است اینجا

جب عمرو آواز دیتا ہے کہ اے ساکنان طلسم صندل ہم سرکش نشین میں شہنشاہ ہوشربا نے بھیجا ہے کسی کی آواز نہیں آتی وہ نازنین مہ جبین خواجہ عمرو سے نگاہ ملا کے مسکرا دیتی ہے خواجہ عمرو کو آنکھ ملتے ہی کیفیت حاصل ہوتی ہے بے قرار ہو کر یہ افسانہ زبان سے خواجہ عمرو کی نکل گئے غزل مومن خان دہلوی

قتل عدو میں عذر نزاکت گراں ہے اب ۔ مجھ میں ستم اٹھانے کی طاقت کہاں ہے اب
وحشت سے میرے سارے احبا چلے گئے ۔ آتا ہے گر تو آ کہ خالی مکان ہے اب
سجدے پہ سر قلم تو دعا پر زبان کٹی ۔ گویا نہ وہ زمیں ہے نہ وہ آسمان ہے اب
قتل عدو نے شوق شہادت سنا دیا ۔ لب پر ہمارے لفظ الاماں ہے اب
پیری میں وصل غیرت یوسف ہوا نصیب ۔ بخت وفا مثال زلیخا جواں ہے اب
کہدیں رقیب سے تری بے التفاتیاں ۔ ناصح ہمارے حال پہ کچھ مہرباں ہے اب

رکھ لے سر اپنے زانوے نازک پہ شوق سے
تیرا مریض عشق بہت ناتوان ہے اب

چشم غضب سے مشورۂ قتل کھل گیا
جو بات دل مین ہے سو نظر سے عیان ہے اب

بیطاقتی سے مجھ مین نہین تاب التفات
بیہودہ فکر جور و سزا امتحان ہے اب

وہ دن گئے کہ لاف وگزاف جہاد تھا
ہوس ہلاک خنجر نازبتان ہے اب

خواجہ عمرو کبھی گھبراتے ہین کبھی گلچینی گلشن جمال اُس پری پیکر کی کرتے ہین کبھی دل پر درد سے ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین کبھی پھر سوچتے ہین کہ کیون یارو مین پلٹ جاؤن شہنشاہ سے جاکر کہدون کہ اہلیان طلسم صندل ہماری بات کا جواب نہین دیتے وہ بلاے روزگار ہے ابھی قلعہ مین آگ لگا دیگا سب کا درد سر مٹا دیگا جب عمرو بہت چیخا چلایا اور کسیطرح جواب نہ ملا پھر تو عمرو نے گالیان دینا شروع کین اور پکار کر کہا کہ لو اب جاتا ہون تمھارے باپ افراسیاب جادو کو لے کر آتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو نے قصد کیا کہ چلا جاؤن دل مین کہتا ہے سمجھا تھا کہ نامے کے ذریعہ سے یہ کیفیت تمام اندر قلعہ کے رسائی ہوگی یہان کوئی جواب تک نہین دیتا باآتی اب کہان جاؤن کیا کرون اس حیرانی و تشویش وپیچ مین عمرو گھرا تھا ملحوظ خاطر ناظرین والاتمکین رہے کہ جبوقت عمرو کھڑا پکار رہا ہے دن بہت قلیل باقی ہے طائر درختون پر بسیرا لے رہے ہین دھوپ مائل بہ زردی سامنے صحراے سبزہ زار ایک جانب قلعہ طلسمی نمودار بالاے قلعہ ایک نازنین ماہ رخسار سر پر اسکے سایہ ابر گوہربار و سپید مہروار یعنی بے بہا کی بارش اس نازنین گلنار پوش کی نگاہون کی سازش عمرو اپنی جان سے بیزار مثل ابر نوبہار چیخ مار مار کر رو رہا ہے کہ یکایک ہوا سے گرد اڑی عمرو سر اُٹھا کے دیکھنے لگا کہ ایک جوان صندلی پوش بصد جوش وخروش مرکب باد رفتار پر سوار دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوے پشت پر بارہ ہزار سوار جوانان جرار لباس صندلی رنگ سے آراستہ اُس جوان نے آتے آتے حکم دیا کرو بینہ قلعہ مین بارگاہ استادکرو کارگزار جو ساتھ تھے انھون نے فوراً بارگاہ صندلی استادکی وہ افسر صندلی پوشان پشت مرکب سے اُترکر خرامان خرامان قریب خواجہ عمرو کے آیا خواجہ عمرو نے سلام کیا اس جوان نے ہاتھ خواجہ عمرو کا تھام لیا کہا آپ میرے ساتھ آئیے بارگاہ مین چلکر تشریف رکھیے ہم نامہ کا جواب ابھی تمکو منگوا دیتے ہین سرفراز کیجیے یہان آپ کسے پکارتے ہین کون جواب دیگا کون نامہ لینے آئیگا خواجہ عمرو نے

سر جھکا لیا اُس جوان کے ساتھ چلے آتے آتے بارگاہ صندلی مین پہونچے بارگاہ مین دنگلہاے
زرین کرسیان مکلل بجواہر موجود ہین سامان شاہی مہیا وہ جوان صندلی پوش مقام صدر پر
آکر بیٹھا سرداران ہمتن جوانان صف شکن دنگلہاے جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئے خواجہ
عمرو کو اُس جوان السوف نے اپنے پہلو مین جواہر نگار کرسی پر جگہ دی ساقی بچون کو اشارہ کیا
جام و سبو لیکر حاضر ہوئے جب کل سامان عیش و نشاط مہیا ہو چکا وہ جوان خوشرو خوش کلام
نیک انجام رستم وقت سہراب زمان خواجہ عمرو سے متوجہ ہوا کہا اے شہنشاہ اوج عیاری و
اے قطب فلک خنجر گذاری مین عرصہ دراز سے آپ کا مشتاق تھا آج قدمبوسی حاصل ہوئی
تسکین دل ہوئی لیکن یہ مقام طلسم صندل ہے دشمنون نے قصد کیا کہ آپ کو لاکر قتل کرین
مین مانع ہوا اور یہی جواب دیا کہ ایک شخص کے قتل ہونے سے کیا لڑائی فتح ہو جائیگی آپ
بہت بدنام ہین اور میرا نام شاہزادہ صندلان صندلی پوش ہے ہمیشہ سے محبت اہل اسلام
کا دل مین جوش ہے آپ برائے خدا جان بچا کر چلے جائیے اپنے کو ساحران مکار و غدار سے بچائیے
صندلان صندلی پوش نے جو اسطرح کہا عمرو لیث کے چہار جانب دیکھنے لگا مگر جواب
دیا آپ کس سے کہتے ہین میرا تو یہان کوئی بھی یار دوست نہین ہے یکہ و تنہا آیا ہون اور اب
مین رخصت ہوتا ہون مین شہنشاہ سے جا کر کہدونگا وہ اور کسی کے ہاتھ نامہ بھیجینگے صندلان
صندلی پوش ہنسا کہا آپ مجھسے کیون چھپاتے ہین ناحق عیاری کی باتین بناتے ہین مین
آپ کے درپے آزار نہین ہون مجھسے نہ چھپائیے اس حالی کی قسم ملکہ گوہر جادو بھی
حقیر پر آپ کے عاشق ہین مجھے بچپن سے فنون سپاہگری کا شوق بڑے بڑے پہلوان زیر کیے
اکثر مین نے ملکہ گوہر جادو سے کہا کہ صاحبقران زمان کے مقابلے کا مشتاق ہون مجکو صنعت
دولشکر کشی کرکے جاؤن صاحبقران اور فرزندان صاحبقران سے مقابلہ کرون تب مجکو
یقین ہو کہ اب مین پہلوان زمانے کا ہوا ملکہ عالم نے ہمیشہ منع کیا رخصت نہ دی آج مجھے
فرمایا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کلنک کی شکل بنکر تشریف لائے ہین مین
جا کر ابھی قتل کرتی ہون جب اُٹھے قصد کیا تو مین مانع ہوا کہ اے ملکہ جو شخص یکہ و تنہا ہو
اُسکا قتل کرنا مناسب نہین ہے مین جا کے سمجھائے دیتا ہون تو اے شہنشاہ اوج عیاری

مجکو دشمن بجانیے اپنے کو ظاہر کیجیے مین آپ کو گرفتاری سے بچا لونگا قلعہ طلسم صندل مین
جانا بہت دشوار ہی آپ نے امتحان بھی کر لیا اتنی حضور نے آواز مین دین کسی نے بھی کچھ
جواب باصواب دیا اگر مین اسوقت موجود ہوتا آپ کے لیے ضرر کامل تھا گوہر جادو اگر
تمکو بے آبرو کرتی گرفتار کرکے بیجاتی صندل جادو بادشاہ طلسم صندل جلا سے روزگار ساحرہ
غدار اہل اسلام کے نام کی دشمن جب اسطرح پر اس جوان فصیح و بلیغ نے خواجہ عمرو کو سمجھایا تب
کسی قدر خوف دل سے دور ہوا خیال آیا ای عمرو حقیقت مین یہ جوان رفیق مکار نہین معلوم
ہوتا جری بہادر صاحبان سپر و شمشیر مکار نہین ہوتے یہ سوچ کر خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان
دوران وای گرشاسپ جہان حقیقت مین کلنک جادو کو مین نے گرفتار کیا مین اُسکی شکل
بنکر آیا صندلان نے کہا کہ اب آپ ذرا صورت اصلی دکھائیے مین عرصہ دراز سے زیارت کا
مشتاق ہون سوائے سچ کے اب خواجہ عمرو کو چارہ نہین ہوا رنگ روغن عیاری کا دفع کیا
صورت اصلی دکھائی اہالیان دربار کو ہنسی آئی صندلان صندلی پوش مانع ہوا ہر ایک کو
اشارہ کیا خبردار یہ امر سراسر لیاقت کے خلاف ہی برائے تعظیم اُٹھا بڑے نکاعت سے خواجہ
عمرو کو جگہ دی عطر وغیرہ حاضر کیا ایک ساقی بچے کو بلا کر کہا کہ خواجہ اس سے کلمہ پڑھوا لیجیے
تب اُسکے ہاتھ سے جام نوش کیجیے خواجہ عمرو نے کہنے سے صندلان صندلی پوش کے
جام شراب پیا جب دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا صندلان صندلی پوش نے کہا ای شہنشاہ
عیاران وای افسر خنجر گذاران اگر ممکن ہو کہ ذکر فرزندان صاحبقران زمان سے سرفراز ہون
سنا ہی مین نے کہ آجکل گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدہ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ
زمرد بے ایمان نور دیدۂ صاحبقران بن بدیع الزمان و نقد روح و روان قاسم عالیشان
ایسے نوجوان ان دونون شیرون کے سلے مین بڑے بڑے دونون شیرون نے
کارہاے نمایان کیے مین تواریخ دیکھا کرتا ہون بعض کتابین مکمل بعض ابھی تک مکمل
نہین ہوئین اُنکی تلاش ہی اور آپ زندہ تاریخ ہین آپ کی آنکھون کا وہ معرکہ دیکھا ہوا
صحیح صحیح بیان ہو عمرو نے کہا ای غضنفر بیشہ جرأت وای یکہ تاز میدان شوکت اس حالات
جلالت آیات کے بیان مین سالہا سال صرف ہون تو ایک لڑائی کا ذکر از لحاف ثانی

سلیمان کا خستہ ہو کس کس کا حال بیان کرون بارگاہ صاحبقران مین مجمع شیران صحبت دلیران
جوانان چیلتن و سرداران صف شکن غازیان جلالت شعار دینداران نامدار شہسواران
معرکۂ شجاعت سرفروشان جوہر ہمت و سخاوت ایک ایک داہنے روزگار نامی گرامی
سرفروش مخمور بادۂ جانبازی رند میکدۂ سرفرازی جانشین حمزۂ صاحبقران والئ ہند لندھور
بن سعدان قوت بازو زینت پہلو مالک اژدر صاحب نیزۂ دو سر غلام نبی و چاکر حیدر
صف شکن و صفدر قالب عزت کی جان صاحبقران نیزہ بازان وہ فخر ہندوستان یہ ہزبر
بیشۂ عربستان یہ دونون جانشین صاحبقران مین یہ شیردل سالہا سال صحبت ہو صبح سے تا
بہ شام و از شام تا بہ صبح ان حالات کا ذکر کرون اور آٹھ پہر یہی فکر کرون کہ اس حال خیر سے تا
مآل کو تمام کرون تو بھی نا ممکن ہے میرے آقائے نامدار صاحبقران عالی وقار کرور سوار کے
بادشاہ سے ہمیشہ لڑے کیسے کیسے معرکے پڑے نوشیروان کی سلطنت سرداروں کے اسکی
شوکت اگر رستم ہوتا آمد فوج دیکھکر کلیجہ پھٹ جاتا مگر ہمارے آقائے نامدار کی کبھی ابرو پر بل
نہین آیا بڑھ بڑھ کے علم فوج قلم کیا فرزند اول امیر حمزۂ صاحبقران گل گلزار صاحبقرانی
شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی بارہ برس کے سن مین سرداران شہر خوارزم سے بگڑی الجھی
بادشاہ خوارزم شمشکل بن شمشاد بدست فیل زور خوارزمی رستم خوارزم کہلاتا تھا سترہ لاکھ
فوج کا مالک جادۂ جرأت کا سالک اپنی تیغ زنی پر گھمنڈ تھا شتر ارتیخ کا قد و قامت دیکھا
مریخ مثال یہ شیر بیشۂ صاحبقرانی بارہ برس کے سن مین اسکے شہر مین گھس گیا بارہ ہزار سے سترہ
لاکھ فوج کو رد کا بارگاہ مین اُسکی خون کا دریا بہا دیا تخت پر چڑھ کر اس دیو کو للکارا ایک ضرب
شمشیر دو پر کالے کیے شہر کو تسخیر کیا اسکی جورو تاریخ جادو سے معرکہ پڑا اس شیر نے بہ سطوت و
صولت اس طلسم کو فتح کیا اہالیان خوارزم و طلسم تاریخ اس شیر کے نام سے تھراتے ہین لہراسپ
تیر انداز دہر بر خوارزمی و سہیل شیر شکار شاہباز کمند زن مشرقی و ابوالفتح فرنگی و لالان زنگی یہ
اس صاحب شوکت کے سردار ہین نامی نامور ذی وقار ہین دوسرا شیر بیشۂ آقائے نامدار کا رستم پیلتن و
پیلکن کشندۂ قوتیل ہندی و دودیل ہندی و قاتل کپتیان فرنگی سرفتنۂ ملک فرنگستان صاحب شوکت شان
علم شاہ نوجوان ایک جرأت اس شیر کی یہ ہے کہ دو پہلوان ہندوستان کے قوتیل ہندی و دودیل ہندی بڑے مرد شیران

آئے تھے ای جوان شیر دل یہ معرکہ اوس ساعت ہوا کہ ہمارے آگے نامدار و جملہ سرداران عدوی و قسلد
تپ محرقہ مین مبتلا ہوئے ایسی ہوا چلی کسی کے ہوش درست نہ تھے بین تحیف و ضعیف کل اسوقت
کا منتظر تھا سب کو اس حالت مین لے کر بچارہ مین قلعہ قضا و قدر ملا اسمین لیکر سب شیرون
کو چھپا دوسرے دن نوشیروان قوبل و ددبل کو لیکر چڑھ آیا طبل جنگی بجوایا مین کبھی بیمارون
کے حلق مین پانی ٹپکاتا تھا کبھی بالائے قلعہ جاتا تھا توپین درست کرنے مین مصروف کبھی بیمارون
کے علاج کا وقت اس مصیبت مین وہ رات کٹی کہ پروردگار کسی بندے کو نہ دکھائے اس ہنگامے
کو دیکھکر رستم کا قلب تھرا گیا کرور سوار و پیدل نے چار جانب سے آکر قلعہ کو گھیر لیا وہ دونون پہلوان
تشنۂ خون دشمن جان صبح کو فوج مثل مور و ملخ کے ہمراہ لیکر قلعہ پر چڑھ آئے مین آپ ہی اکیلا اتنا
دل گردہ کہان کہ سب توپون کو فیر کرتا دو چار فیر کرکے خاموش ہو رہا ہوائی کو ہاتھ سے پھینک دیا
پروردگار پر تکیہ کیا یقین کامل ہوا کہ اب یہ قلعہ مین گھس آئینگے صاحبان فراش کو قتل کرینگے وہ
دونون پہلوان مست ہاتھیون پر سوار خودہائے آہنی برسر زرہ سوئی گربون کی جسم نحس مین پہنے
ہوئے سات سات سو من کے گرز دونون کے ہاتھ مین علاوہ قد و قامت اسقدر بار لادے
ہوئے میدان کو طے کرکے قریب خندق کے پہنچے اہالیان قلعہ تڑپے صحرا سے گرد اٹھی یہی جوان
شیر دل رستم لقب فرزند حمزہ صاحب نقاب دار یاقوت پوش نمایان ہوا اگر پہونچا دونون نے گرز مارے
گھوڑا اس شیر کا ہلاک ہوا ای صندلان صندلی پوش اسنے دونون جوانون کو مع ہاتھی اٹھایا
سات قدم اٹھا کر لے گیا خندق قلعۂ قضا و قدر مین مارا دونون بیچارے کشش باروت دار چاہ ضلالت
مین غرق ہوئے اتنا بڑا زور کرنے کے بعد انکی فوج پر جا پڑا کرور سوار کے بادشاہ کو شکست دی
اسدن سے کشندۂ قوبل ہندی و ددبل ہندی لقب ہوا کپتان فرنگی بیٹا مرزوق شاہ بادشاہ
فرنگستان کا سات سو من کے تیغے سے بروز مصاف کام لیتا تھا انکے ناناکے ملک پر چڑھ آیا قلعہ
پر قبضہ کر لیا اس شیر دل کو جب خبر ہوئی چار جوان سے لشکر کپتان مین گھس گیا ساتھ لاکھ پر
شبخون مارا فوج مین گھسکر کپتان کو للکارا اسنے تیغے کا وار کیا اسی کی تلوار چھینکر اسی تیغہ سے اسکے
دو ٹکڑے کیے قاتل کپتان نام ہوا اس جرأت کا یہ انجام ہوا پھر ملک فرنگستان مین لڑائی پڑی
یہی شیر دل دربار مرزوق شاہ مین گھس پڑا چہ نسخہ لاکھ فرنگیون مین لڑا تخت سے اسے اٹھا لیا

دراصل جنم کیا سرفتنہ ملک فرنگستان لقب پایا اس شیر کا فرزند شاہزادہ خاور سیاد اُسنے سات برس
کے سن مین خروج کیا بارہ برس کے سن مین ترک توسن ایسے پہلوان کو بارگاہ جمشیدی مین مارا فرزند
اسیر شیر گیر بدیع الزمان گرد لشکر شکن فن کشتی مین بے نظیر حسن و جمال مین رشک ماہ منیر تیغ زن
صف شکن ملک سنجان مین جاکر گنجاب بن گنجور بن ملک حرمان درویش کو شکست دی بیٹی اسکی
گوہر ملک کو نکال لائے اُسکے بطن سے شاہزادہ نورالدہر قاسم کا فرزند ارجمند ایرج نوجوان
بدیع الزمان کا نور نظر نورالدہر والا شان پیدا ہوے ان دونون شیرون کی دھاک ہر دیار و دیار ہے
آقاے نامدار کا قبلہ دین ستون اسلام کرب نامدار اُنکا نور نظر نبیرہ صاحبقران شہسوار عرصہ یکتازی
اسد بن کرب غازی جو برائے فتاحی طلسم ہوش ربا آیا ہے زمین ہوش ربا کو ہلا دیا سرکوب افراسیاب
جرأت و جلالت مین نایاب ای صندلان صندلی پوش اونے جرأت اس شیر دل کی ہے کہ
بارہ ہزار فوج سے افراسیاب پر چڑھ آیا کچھ خیال نہ کیا اکیلا لاکھون مین لڑا بڑے بڑے پہلوانون
سے معرکہ پڑا قلعہ جات فتح کیے جرأت کے جھنڈے گاڑ دیے باختر مین اُسکے نام سے بڑے
بڑے پہلتن تھراتے ہین اسد شیر دل کے نام سے خواب مین بڑاتے ہین کم سنی مین کیا کیا کام کیے
لڑ بھڑ کے اپنے نام کیے جوہر تیغ صاحبقرانی دکھائے بڑے بڑے پہلوان صف شکن بڑے
بڑے ہیں پچھاڑے ہر ملک مین اس شیر کی دھاک ہے دیوان قاف سے لڑا افراسیاب جادو
پر چڑھائی ہے بس لینا انشاء اللہ لوح حاصل ہونے کی دیر ہے ٹوک کر افراسیاب جادو کو مار لیگا یہ حالات
جرأت فرزندان صاحبقران زمان سنکر صندلان صندلی پوش بادۂ جرأت سے ست ہو گیا
جھومنے لگا کہا خواجہ عمرو اسوقت تمنے مبہوت کر دیا خانۂ دل کو سودا مین جنگ خونریزی سے بھر دیا
جی چاہتا ہے طرف کوہ عقیق کے کوچ کرون فرزندان صاحبقران سے لڑون یا زیر کر کے انکو اپنا
تاج سر بناؤن یا اُنکا غلام حلقہ بگوش ہون مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہون اسوقت
جرأت کا ناظر ہون خواجہ عمرو نے دیکھکر آواز دی ای صندلان صندلی پوش جو بات کہنا
آغاز انجام سمجھ لینا تجکو فرزندان حمزہ سے مقابلہ کی ہوس ہے صندلان نے کہا خواجہ بہت بیقرار
ہون ہوس دراز سے گوہر جادو جو اس حوالی کی مالک ہے اُسکو مجھ سے نہایت محبت ہے مگر مجکو فنون
سپاہگری کا ذوق ہے جہان پہلوان سُنا گیا جاکر لڑا زیر کر کے لایا اپنا رفیق بنایا یہ ساٹھ ہزار جوانان

صندلی پوش جمع کیے یہ سب سرداران زبردست ہین یہ سب صاحب سیر سرپرست ہین مجکو ان
صاحبون کی صحبت پر ناز ہی یہ نیاز مند آپ کا ان شیرون کی قدمبوسی سے سرفراز ہو دولت دنیا کیا چیز ہی
جسکا اسقدر غرور ہو وہ بد تمیز ہی آپ اگر رہبری کرین اور تا بہ لشکر اسد نامدار لے چلین بیشک اُسکے امتحان
کرونگا اگر وہ مجکو زیر کرینگے حلقہ غلامی کان مین ڈالونگا اور شاید اگر مین غالب آیا لشکر کا اپنے
بادشاہ کردونگا خواجہ عمرو نے کہا کہ ای صندلان صندلی پوش اگر اسد غازی فوج لیکر آئے تو کاوش
بار نہ اُٹھا سکے آب و آذوقہ ممکن نہو لیکن کسی کی تکلیف اُس شیر کو گوارا نہین ہی یکہ و تنہا تمھارے مقابلے
مین آئیگا خبردار سب کو لعل خنگی سمجھانا قول مین مردان عالم کے فرق نہ آئیگا بوقت سحر آمد سے اُس شیر
کی طبقہ زمین کا تھرائے گا صندلان صندلی پوش خواجہ عمرو کی باتین سنکر حیران حیران ساتھ
والون سے اشارے کررہا ہی کہ کیون بار وسنتے ہو تمھاری کچھ سمجھ مین آتا ہی سردار چپکے سے جواب دیتے
ہین حضور یہ شخص عیار ہی اپنی جان بچانے کی تدبیر کررہا ہی یہ یہان سے جائیگا پھر واپس نہ آئیگا اسکو
قید کیجیے ملکہ گوہر جادو کے حوالہ کردیجیے وہ خدمت مین صندل جادو کے بھیجینگی اس بادشاہ
عالیجاہ کو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ بخشے صندلان نے کہا یارو یہ مجھ سے ہرگز نہو سکیگا کہ
آئیگا اسد نامدار کو مقابلہ لائیگا بہتر ہی اگر جان بچاکر بیٹھ رہے اختیار بدست مختار سیر کیا نقصان
ہی بلکہ جان بخشی کا احسان ہی یہ تو تم سب صاحب سُن چکے اور بخوبی آگاہ ہوے کہ دربار صاحبقران
مین مجمع شیران دشت نبرد ہی یہ اُنکا عیار جانباز مصاحبون مین سرفراز ہمارا ذکر تو کریگا ہر سردار
ممنون و مشکور ہوگا اتنے کے واسطے سرداران نامی شاہان گرامی کیا کیا کام کرتے ہین اور پھر بھی
نام گرامی ساتھ نیکی کے نہین لیا جاتا شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت ✻ رفت و منزل بدیگرے پرداخت
سب نے سر جھکالیا حضور کو اختیار ہی ہمسے پوچھنا بیکار ہی عرصہ دراز تک صندلان صندلی پوش
خاطر و مدارات مین خواجہ عمرو کی مصروف رہا کشتیان جواہرات کی نہایت بیش بہا سنگار پیش کین
خواجہ عمرو نہ لیتے تھے صندلان صندلی پوش نے عرض کی کہ یہ آپ کی رونمائی ہی خواجہ عمرو
نے سر جھکا کر کہا ای فرزند ارجمند مین تمھاری دلشکنی نہین چاہتا ہون یہ کہکے کشتیان اُٹھا کر
نذر زنبیل کرلین جب شام قریب ہوئی خواجہ عمرو تکیہ ٹیک کر اُٹھے صندلان سے کہا لو ای
فرزند خدا حافظ اب ہم رخصت ہوتے ہین کل بوقت سحر مع شاہزادۂ اسد نامدار یہ

احقر تمھارے مقابلہ کے لیے آئیگا اسد غازی سے اور تمسے سامنا ہو جائیگا صندلان خوش ہو گیا
خواجہ عمرو رخصت ہو کر ایک طرف نکل گئے مگر صندلان نے بعد جانے خواجہ عمرو کے چونکہ
وعدہ کر چکا تھا سردارون کو حکم دیا کہ طبل جنگی بجے سرداران صندلان حیران کہ ہمارے آقا کو کیا وحشت
ہوا ایک عیار طرار جسنے تمام عالم کو دھوکا دیا چار باتین بنا کر چلا گیا اُسنے اس فطرت سے اپنی جان
بچائی انکو یہ کیفیت ہاتھ آئی مگر حکم حاکم بسر و چشم بجالانا چاہیے نقارۂ رزمی پر چوب پڑی لشکر مین
مشہور ہوا کہ کل صندلان صندلی پوش اور اسد غازی سے مقابلہ ہوگا ساتھ والون کو صندلان
کے تردد ہوا ایک سے ایک کہتا ہی یارو اگر یہ مقدمہ حقیقت مین سچ ہی یعنی عمرو عیار اسد نامدار کو
لے کر آیا ہمارا آقا زیر کریگا آج حوالی طلسم صندل مین ہمارے آقا کا مثل نہین ہی اُسے کون مقابلہ
کر سکتا ہی یہان یہ چرچے ہو رہے ہین خواجہ عمرو اپنی فکر مین تشریف لیگئے ناظرین پر حال ظاہر
ہو جائیگا اس جنگ سے لطف ملیگا خمسہ مومن

خانہ زاد غم و اندوہ ہمراز من است — یاس و محرومی سرشت طبع ناشاد من است
از جفائے طالع من داد و بیداد من است — آنکہ رحم از دل برد تاثیر فریاد من است
وانکہ نسیان آورد خاصیت یاد من است

ہم کبھی تھے مے پرست اور گاہ تھے شاہد پرست — گہ حزین و مضطرب گہ بیخود و بیہوش مست
عاشق بت تھے کبھی گہ محو معشوق الست — نیست در عالم حنائے کہ از قیدم نخست
ہر کجا بینی ہوائے صید ناشاد من است

آنکہ پھر کے ہی کو آتا ہے وہ زیب انجمن — شوق کہتا ہی کہ رو از اُنس بیت الحزن
جب نہین آتا تو کیا جلتا ہی جی کو یہ سخن — ساختن ممنون دیدار و بحسرت سوختن
از تصرف ہائے حرمان خداداد من است

دیکھ لے صیاد کیا ہوگا الفت پرست — ہین خموش اس جور پر اے ترک چشم نیم مست
ہی کبھی ایسا ہی لایا تو کائی پشت بست — حرف عاشق بے زبانے شکوۂ دل نا بجاست
آنچہ ہرگز آشنا با لب نشد داد من است

ایک مشت استخوان ہی بلکہ کچھ اس سے بھی کم — جو کمین مین اپنی ہو سچ تو یہ ہی اسکا کرم

قتل کرتے ہیں مرگوں خجلت زدہ بیٹھے ہیں ہم | آن نگارم مست کہ لائق ہم نشینش نیستم

شرم مے آید مرا آن کس کہ جلادش نیست

جو ہو خود ہر کام میں واماندہ و اصلاح جو | اُس سے مطلب نکلے کیا وہ ہے فریب آرزو
جا ہی رونے کی ہے موسن شادگی تو دیکھ تو | کار دشوارے نظیرے گر بمن آرد کہ او

شاد از تدبیرہاے سست بنیادش مباد

لیکن مہتر مہتران وبہتر بہتران خواجہ عمرو بن امیہ نامدار صندلان صندلی پوش سے وعدہ کرکے آئے درہ کوہ میں آکر آرام کیا بوقت سحر نماز سے فراغت حاصل کرکے اسد نامدار کو زنبیل سے نکالا اسد نامدار حیران ایک صحرائے سبزہ زار میں خواجہ عمرو جلوہ فرما ہیں پوچھا نانا جان یہ کیا مقام ہے خواجہ عمرو نے کہا اے نور نظر قصر نیرنگ سے نقب میں اُترے اب یہان آکر پہونچے ایک پہلوان سے مقابلہ ہے لڑوگے اسد نامدار نے کہا حضور جو شربا میں نام پہلوان کا بھول گئے مفصل فرمایئے کہ کیا کیفیت ہے خواجہ عمرو نے کہا ایک جوان ہے شاہزادہ صندلان صندلی پوش اُسکو اپنی جرأت کا بڑا دعوے ہے فرزندان حمزہ سے مقابلے کا قصد رکھتا ہے اس حوالی میں آپ چلیے اسد نے سر جھکایا عرض کی کہ من آنم کہ من دانم آیندہ جو ارشاد فیض بنیاد اگر آپ کا حکم ہو تو بہرام فلک سے مقابلہ کرین رستم و سہراب سے منہ نہ پھیرین دریائے آتش ہو تو کود پڑین خواجہ عمرو نے کہا بہت زیادہ باتیں نہ بنایئے چلنے کی تدبیر کیجیے وعدہ ہو چکا ہے اُسنے طبل جنگی بجوایا ہوگا اسد غازی نے عرض کی کہ میں حاضر ہون لیکن ایک مرکب تو کہین سے لا دیجئے خواجہ عمرو نے کہا اس ملک میں گھوڑون کی تجارت نہین ہوتی اگر کہین ہین تو پیسے کے سو دو پیسے مانگتے ہین اسد غازی نے کہا جو مزاج میں آئے وہ کیجیے ہم پیدل بھی چلنے کو موجود ہین آخر ہمارا ہم نبرد مرکب پر سوار ہوکر آئیگا پہلے یہی فکر ہوگی کہ مرکب اُس سے کسی طرح سے لین پھر مقابلہ کرین خواجہ عمرو نے کہا آپ ہی ہین مجھے یہ خوف ہے کہ اُس جوان کے سامنے خالف و ترسان ہونا بزرگون کی آبرو نہ ڈبونا مین گھوڑے کی فکر مین جاتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ایک طرف چلے اتفاق سے ایک سائیس کسی رئیس کا مرکب لیکر ٹہلانے کو جاتا تھا خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا رنگ روغن عیاری کا لگا کر ایک سائیس کی شکل بنے جا کر صاحب سلامت کی پوچھا بھائی کسکے نوکر ہو مین بھی نوکر لہا دو باتین کرتے کرتے

ایک جاب مار کر بیہوش کیا مرکب پر سوار ہو کر سامنے اسد غازی کے گئے کہا لائی نور نظر پانچ ہزار کو یہ گھوڑا مع ساز وغیرہ اپنے پاس سے درست کر دونگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے مرکب آراستہ کیا سلاح سامنے اسد غازی کے پیش کیے اسد غازی نے ذات پر آراستہ کیے پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوے خواجہ عمرو نے رکاب پر ہاتھ رکھا مرکب صبا رفتار اُٹھتا ہوا چلا وہان صندلان مع بارہ ہزار جوانان شیر دل آراستہ ہو کر میدان کارزار مین آکر ٹھہرا انتظار کر رہا ہی خواجہ عمرو کی محبت کا دم بھر رہا ہی یکایک سب نے دیکھا کہ صحرا سے گرد اُٹھی وہ شخص ڈبلا پتلا ناتیا ہمراہ ایک جوان شیر صولت رستم ہیبت پشت مرکب پر سوار چہرہ آفتاب عالمتاب رعب وداب ہمراہ رکاب سطوت وصولت غاشیہ بردار مرکب کلانچیان مارتا ہوا مثل غزال صحرا وہ شہب باد رفتار سے بھرتا ہوا آتا ہی نظم

تراسمند ہی وہ تیز رو کہ وقت خرام	نظر سے تیز ہی جسکا نہین جہان مین نظیر
کہ سیرگاہ دو عالم ہی راہ یک روزہ	کہ اُسکا شرق سے تا غرب عرصہ گاہ سیر
وہ پھرتیان ہین وہ چھل بل ہین رخش مین تیرے	کہ حسن کبک دری کو ہی شرم دامن گیر

سلاح عمدہ ذات پر آراستہ تیغ برق تاب زیب کمر

وہ برق قہر خدا تیری تیغ آتش دم	کہ جسکے قہر سے ہو دشمنون کو نار سعیر
جو ہی خدنگ کا تیرے نشانہ جسم حسود	تو ہی تفنگ کا تیری دل عدو نخچیر
جو تیر نکلے کمان سے تری وہ ہو جاوے	طلب مین جان عدو کے روان قضا کا سفیر

محجب رعب و دبدبہ چہرے پر اس شہریار کے دیکھا ہر چند کہ اکیلا ہی مگر فوج جلال وحشم ہمراہ ہی اشعار

شہ بلند نگاہ شہریار والا جاہ	خدیو مہر نگہ خسرو سپہر سریر	جہان مسخر و عالم مطیع و خلق مطاع
فلک مؤید و اختر معین و بخت نصیر	زمین ہو سبز جو تیرے سحاب بخشش سے	تو بوٹی بوٹی سے ہر خاک کی اکسیر

صندلان صندلی پوش حیران جملہ محو دیدار تمام سرداران نامدار حیرت مین تھے کہ یہ عیار اس سردار عالی وقار کو لے کر آیا ہی صاف ظاہر ہی کہ آسمان چرخ نہین مارتا ہی سر پر اس شہریار کے بلا گردان ہوتا ہی رواروی مین گھوڑے کی خاک نہین اڑتی خاک رستم و اسفندیار کی اُٹھ اُٹھ کر قدم اقدس کو بوسہ دیتی ہی ہمراہیان صندلان صندلی پوش بے اختیار ہو کر پکار اُٹھے اشعار

آج وہ دن ہی کہ ای خسرو والا گوہر	کو دوے نذر تجھے لعل تو دریا گوہر

بحر و بر مین ہی سہا تیرے مہیاے نثار — سیم سے زرتملک اس لعل سے لے تا گوہر
ہو ترے فیض قدم سے جو زمین گوہر خیز — ہو نصیب صدف نقش کف پا گوہر
مشتری کہتے ہین جسکو وہ اٹھا لایا چرخ — ٹوٹ کر جو تری شمشیر سے گرا تھا گوہر
صبح اقبال و سعادت کا ستارہ چمکا — جو ترا طرۂ دستار کا چمکا گوہر
جلب خلق مین ہر سینہ ترا آئینہ — معدن علم مین ہی قلب مصفّا گوہر
پرورش دیوے چمن کو جو ترا ابر کرم — موتیا مین ہو فیض غنچہ ہو پیدا گوہر

ہر شخص صفت مین اس شہسوار عالی مقدار کی عروت ہی اور صندلان کی تو یہ کیفیت ہی کہ جیسے کوئی معشوق کو دیکھ کے مبہوت ہوتا ہی گھوڑے کو بڑھایا ساتھ والون کو آواز دی کہ بدو براے استقبال بڑھو ایسے شیر صولت سہراب ہیبت آفتاب طلعت ہنر پیشہ جرأت پرورہ دنیا مین موجود ہین کہ پرائی علداری مین یکہ و تنہا براے مقابلہ تشریف لائے دیکھو توری پر بل نہین ہراس نہین عالم یاس نہین یہ کہکر مرکب کو بڑھایا بارہ ہزار جوان اسکے عقب مین چلے سو قدم آگے بڑھکر گھوڑے کو دیڑا چاہا رکاب پا تھ رکھون اسد نامدار جو خلق مجسم ہین صاحب جاہ و حشم ہین بتعجیل گھوڑے سے کود پڑے صندلان نے چاہا کہ گرد پھرون اسد نے گلے سے لگا لیا کہا اے برادر گھوڑے پر سوار ہو صندلان کہنے سے اسد غازی کے لپشت مرکب پر سوار ہوا ہمراہ اسد نامدار چلا آتا ہی گرد اسکے سوار پیدل گلچینی گلشن جمال کرتے ہوے وا سے قلعہ صندلی رنگ مین آکر ٹھہرے اسد غازی نے مرکب کو مہمیز کیا پکارکر آواز دی اے پہلوان دوران اے فخر سام و نریمان ہم تجھ سے امتحان کے مشتاق تھے صندلان صندلی پوش نے آواز دی اے آفتاب عالمتاب آسمان جرأت وا ے برج تابان برج شوکت و لیاقت آپ میرے مہمان عزیز ہین سرفراز فرمائیے جو کچھ حچہ آتش اس ذرۂ بیمقدار کو میسر ہو تناول فرمائیے پھر میرے آپ کے امتحان ہو جائیگا اسد نامور نے فرمایا کہ اے برادر بدون امتحان لطف صحبت نہ ہو گا تمکو خیال ہو گا کہ اگر مقابلہ ہوتا مین غالب آتا ایسا ہی کچھ مجھکو بھی تصور ہو گا بس لطف صحبت کہان صندلان صندلی پوش نے کہا مین تو بے لڑے بدون مقابلہ غلام حلقہ بگوش ہو چکا آیندہ جو راے عالی اسد غازی نے فرمایا بخدا پنی نانا جان سے سنا کہ تمکو فرزندان حمزہ صاحبقران و جگر گوشگان ثانی سلیمان سے مقابلہ کی حسرت ہی امین سے کوئی شیر میان موجود نہین ہی مگر یہ حقیر خوشہ چین خرمن شجاعت و ہمت ذرۂ خاک در دولت صاحبقران حاضر ہی

امتحان کا مشتاق تمھاری ملاقات کا اشتیاق نانا جان نے جو بیان کیا آخر یہان تک آنا پڑا اب
یہ میدان کارزار ہے یہ عبد ذلیل رب جلیل بھی آمادۂ حرب و پیکار ہے بعد امتحان جلسۂ عیش و سرور آراستہ و
پیراستہ ہوگا یہ فصاحت و بلاغت تقریر دلپذیر اسد نامدار سنکر صندلان صندلی پوش بھی آمادہ
ہوا کہا اے شہریار سراسر بے ادبی ہے دل یہی چاہتا ہے کہ آنکھیں قدم اقدس پر ملون خاک پائے حضور
توتیائے چشم بناؤن امتحان مین آپکی خوشی ہے کیا مضائقہ حربہ کیجیے حوصلہ دل کا نکال لیجیے پھر اس
عاشق زار کی بھی کیفیت کھلجائیگی اسد غازی نے ہنسکے فرمایا اے صندلان صندلی پوش ہمارے مذہب
کا قاعدہ کلیہ ہے جب تمھارے حربے سے پروردگار بچائے گا تب حربہ کرینگے پیشدستی غیر ممکن صندلان
کو اور زیادہ وجد ہوا جی مین کہتا ہے کہ جامۂ جرأت برائے سلمانان قطع ہوا ہے جواب کھلجائے گا یہ سوچکر
نیزہ اٹھایا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان پیچ و تاب دیتا ہوا آکر سینۂ بے کینۂ اسد نامدار پر
نیزہ لگایا اسد غازی نے سنان نیزہ کو سنان پر لیا خواجہ عمرو ملاحظہ فرما رہے ہین ایک نخل
کے سایہ مین کھڑے ہوئے تعریفین کر رہے ہین دو چار جوڑ توڑ جو صرف ہوئے اب صندلان
کو ثابت ہوا کہ فنون سپاہگری مین بے مثل و بے نظیر ہین صندلان کو چونکہ اپنی سپاہگری پر بڑا
ناز ہے جان دیئے ہوئے نیزہ بازی کر رہا ہے شعر دو نیزہ و دو بازو و دو مرد دلیر ، تو گوئی کہ بودند دو نرّہ شیر
ایک مقام پر اسد غازی نے نیزہ صندلان کا کانٹا مرکب کو اُڑا کر کچھ مارا صاف نیزہ ہاتھ سے
صندلان کے نکل گیا چونکہ جوان صاحب غیرت تھا یہ معلوم ہوا کہ نیزہ سینہ کو توڑ کر نکل گیا حجاب سے
پسینہ آگیا قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا آواز دی اے شہریار آپ نے غضب کیا نیزہ میرے ہاتھ سے
نکالا مجھے اور ہی کچھ منظور تھا مگر قضا ہی لیکر یہان آپ کو آئی تھی یہ تیغ برق مثال جب تڑپ کر
گریگی خرمن ہستی کو پھونک دیگی اگر ہمارے ہاتھ مار دن تاپیچ کا نون نیزہ بازی مردان عالم کا کھیل
ہے اسپر ناز نہ کیجیے گا غصہ مین تیغ کھینچکر جا پڑا اسد غازی نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر حرکات
جرأت جو پسند آئی مین خیال مین ہے کہ تلوار نہ چلے جب تیغ قریب سر آکر چمکا دم شمشیر پر دستانہ
مارا تیغہ پٹ پڑا اسد غازی نے کلائی پر ہاتھ ڈال دیا قصد ہوا کہ تلوار چھین لون صندلان صندلی
پوش نے گریبان مین ہاتھ ڈال دیا غصہ سے کف منھ مین بھر آیا کہا اے شہریار کہین قبضہ سے
مردان عالم کے تلوار نکلتی ہے اسد نامدار نے فرمایا اے برادر نیزہ نکلنے سے تک غصہ آیا تمتو کہتے تھے

ہے کہ اپنے لشکر کا بادشاہ کرینگے محبت کا دم بھرینگے تلوار کی لڑائی مین تو جان بچنا دشوار ہی آ گئی
کہ ہمارے تمھارے امتحان کا اقرار ہو بعد ازان صندل پوش نے شرما کر سر جھکا لیا تلوار کو ہاتھ سے
چھوڑ دیا صندلان گھوڑے سے کود پڑا اسد غازی بھی مرکب سے اترے بارہ ہزار جوان ملازمان
صندلان بہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین دونون جوانون مین کشتی شروع ہوئی اسد نامدار کا چہرہ
مثل گل شگفتہ صندلان صندل پوش مرجھایا ہوا دستیان ساتھ زبردستی کے چلنے لگین سامنے
کے داؤ پیچ ہو رہے ہین جو پیچ صندلان نے باندھا فورا اسد نامدار نے توڑا کیا سلسلہ بندھا
ہوا ہی شیر سر ٹکرا رہے ہین جس مقام پر گھڑی دو گھڑی تھم کر لڑے اسقدر پسینہ جاری ہوتا ہی کہ
پتلے بجاتے ہین دن بھر ایک طور سے شاہزادہ صندلان اسد نامدار سے لڑا شام کو روک کر
ٹھہرا کہا ای شہریار آپ مجھ سے خوب لڑے اب شب کو چلئے آرام کیجیے جو کچھ حاضر ہی تناول
فرمائیے صبح کو پھر مقابلہ ہوگا اسد غازی نے کہا ای برادر اسطور مین عرصہ دراز تک فیصلہ نہوگا
روشنی کو حکم دو صندلان صندل پوش نے جواب دیا کیا مین دب کر باتین کرتا ہون ابھی سامان
روشنی ممکن ہی یہ کہکے اپنے سردارون کو آواز دی سامان روشنی آراستہ ہونے لگا اسد غازی نے
بہ نگاہ یاس طرف خواجہ عمرو کے دیکھا خواجہ عمرو نے جوش محبت اسد غازی مین چہار سلیمانی
زنبیل سے نکالکر درختون مین لٹکا دیے بس اہالیان لشکر صندلان کے ہوش اڑ گئے کہ اسقدر
سامان ایک شخص کیونکر لایا آسمان پیر کو بھی ان شیران دشت نبرد کی کشتی دیکھنے کی انتہا کی خوشی
تھی مشعل ماہتاب چراغان و سیارگان روشن کرکے مصروف تماشا ہوئے جوانان شیر دل ہوا نہایت
لطف حاصل ہوا چار پہر رات بڑے زور شور سے کشتی ہوئی ہمراہیان صندلان صندل پوش جرات
اسد نامور کی تعریفین کر رہے ہین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ یارو فنون سپاہگری مین یہ جوان انتخاب
ہی حقیقت مین سرکوب افراسیاب ہی اسی ہنگامہ مین وہ شب بھی بسر ہوئی آفتاب عالمتاب بصد
پیچ و تاب چرخ نیلی پر جلوہ فرما ہوا تماشا کشتی کا دیکھنے لگا یکایک صندلان صندل پوش اسد
غازی کو لے دوڑا شاہزادہ دم کے بھر دیتے پر قدم کے شمار پر شتاب چلا جاتا ہی نو دس قدم اسد نامدار
کو صندلان صندل پوش ریل کر لایا وہان پر آکر پٹک مارا پایان گھٹنا ماہ اوج صاحبقرانی کا جیسا غصہ
مین آکر لنگ مارا صندلان او پر آکر جھپٹا کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر ایسے ایسے زور کیے کہ اگر پہاڑ پر

قصد کرکے زمین سے اُکھاڑ کر کھینچتا تھا لیکن لنگر میں اُس کوہ وقار کے حس و حرکت بھی نہ ہوئی قریب تھا کہ
صندلان کی کنپٹیاں شق ہوں انگلیوں سے قطرے خون کے ٹپک پڑیں آنکھیں حدقۂ چشم سے
نکل چلیں تھک کر ہاتھ اُٹھا لیا اب آپ کے زور کا مشتاق ہوں اسد نامدار مثل شیر غضبناک چست و
چالاک اپنے مقام سے اُٹھا دونوں مونڈھے صندلان کے تھامے شیرانہ ریل کر لے چلا ہر چند صندلان
چاہتا ہے کہ پیچھے ہوں قدم گاڑین مگر وہ بُرا وقت ہے کہ زمین پاؤں کے نیچے سے نکلی جاتی ہے خوف سے
تھراتی ہے پچیس قدم اسد نامدار ریل کر لایا اب پکارا صندلان کے دونوں گھٹنے آشنا زمین ہوئے
چاہا تڑپ کر لنگر قائم کرے حریف زبردست کب لنگر قائم ہونے دیتا ہے کمر بند میں ہاتھ ڈال کر نعرۂ
تکبیر کی صدا بلند کی پہلے زور میں تا بہ گھٹنا دوسرے زور میں تا بہ سینہ تیسرے زور میں سر سے بلند
کیا چاہا زمین پر دے مارے صندلان نے آواز دی اے شہریار الامان آپ نے سر سے بلند کیا
سر نخوت نیاز مند عرش اعلیٰ پر پہونچا اب زمین ذلت سے بچائیے اسد غازی نے فوراً ہاتھ سے
رکھ دیا صندلان قدموں سے لپٹ گیا کلمہ پڑھ کر بصدق مسلمان ہوا پلٹ کر ساتھ والوں کو آواز
دی صاحبو میں نے تو بدل و جان اطاعت طلسم کشا قبول کی جسکو میرا ساتھ دینا ہو دین اسلام
قبول کرے ورنہ اپنے فعل کا اختیار ہے سب نے عرض کی ہم حضور کے مطیع ہیں جس وقت سے
اس آفتاب آسمان اقبال کو دیکھا خواہش تھی کہ قدم بوسی کریں سب سردار دائرہ اسلام میں آئے
ایک ایک سردار کو لا کر صندلان قدم پر اسد غازی کے گراتا ہے خواجہ عمرو کھڑے ہوئے دیکھ
رہے ہیں صندلان صندلی پوش کو محبت اسد نامدار کا جوش ہے حکم دے رہا ہے بارگاہ استادہ کرو
سامان عیش و نشاط مہیا ہو ابھی بارگاہیں استادہ نہیں ہونے پائی تھیں بیچ میں ماہ اوج صاحبقرانی
گرد تمام سواران صف شکن جوانان تیغ زن صندلان نے آکر کہا ہی تھا کہ حضور بارگاہ میں تشریف
لے چلیں آج یہ نیاز مند سرفراز ہوا اب مجھکو اپنی جرأت پر ناز ہوا اسد غازی نے قصد کیا کہ صندلان
کے ساتھ طرف بارگاہ کے چلیں کہ آسمان سے نعرہ ہوا باش او صندلان غضب کیا جسکو واسطے
بھیجا تھا عمرو تو آواز سنکر ایک جانب بھاگا گلیم اوڑھ کر مخفی ہوا مگر وہ برق چمک کر صندلان و
اسد غازی و کل لشکر پر گری آنکھیں سب کی جھپک گئیں بعد عرصۂ دراز دیکھا سب سردار سلسل
و سلوق گوہر جادو و چار سو جادوگرنیوں کو لیے کھڑی ہے صندلان پر خفا ہو رہی ہے کہتی ہے اے

تو نے میری محبت کو فراموش کیا سامری جمشید کو برا کہا طلسم کشا کا مطیع ہو گیا افراسیاب سے
نہ ڈرا خیر جو گذرا سو گذرا اب توبہ کر طلسم کشا کا سر کاٹ کر خدمت میں صندل جادو کے روانہ کر دونگی تجکو
بچالونگی محبت سے اُسکی ہاتھ اُٹھا یہ سنکر صندلان نے کہا اے گوہر جادو میں نے اطاعت دین اسلام
ملت بیضا قبول کی سعادت دارین حصول کی اگر تجکو مجھ سے محبت ہے طلسم کشا کا ساتھ دے یہ کلام
حسرت انجام صندلان کے سنکر گوہر جادو رونے لگی کہا اے صندلان مین تیری عاشق صادق
ہون مجھے کیون تباہ کرتا ہے طلسم کشا کی دوستی مین خرابی ہے ملکہ صندل جادو کے قہر و غضب سے
نہین واقف کسکی مجال ہے کہ طلسم صندل پر دست انداز ہو کیون اپنے کو خرابی مین ڈالتا ہے اے صندلان
تیری محبت مین مین نے سلطنت چھوڑی اس حوالی کے نظام پر اکتفا کیا تیرے ہجر مین تڑپ تڑپ
کے مر جاؤنگی مجھسا عاشق صادق دستیاب نہو گا یہ کہکے گوہر جادو رونی دامن صندلان کا
تھام لیا بیساختہ یہ اشعار آبدار پڑھنے لگی

اشعار

نہان راز محبت تجنے رکھا مثل جان برسون — نہیون دم نہین مارا کیا ضبط فغان برسون
ستاتا ہے جو مجھکو دیکھنا پچھتائے گا ایسا — کہ سر پر خاک اڑا لیگا مرے بعد آسمان برسون
دکھے کیونکر نہ دل صیاد کا اب انکھڑیون سے — سنی ہے عندلیبون نے ہماری داستان برسون
رہا ہے ایسا سودائے تلاش یار ست کر بھی — بکھری ہے خاک میری صورت ریگ روان برسون
بیان سوز دل اک دن کیا تھا دیکھنا سوزش — دہن گلخن بنا اپنا رہی شعلہ زبان برسون
مقیم کوچہ جانان کبھی ہم بھی تھے اے بلبل — ہمارا بھی رہا ہے اس چمن مین آشیان برسون
کفن کی اس سے رکھے خاک امید آپکا کشتہ — رہا دو گز زمین کے واسطے کج آسمان برسون
وہ دیوانہ ہون وحشی جانور تک سنتے آتے ہین — مری وحشت کی مجنون نے کہی ہے داستان برسون
دہن میرے حبیب کم سخن کا تنگ ایسا ہے — رہے ہین جستجو مین جسکی عاجز غیب دان برسون
مراقبہ ہوا ہے میرے دل پر اب کئی دن تک — رہا ہے عہد وحشت مین نزولی پیکان برسون
سبک روحی نے کھا خانہ بدوش ایک مدت تک — رہے ہیں اپنے بال و پر بھی مثل آشیان برسون
مزے مستی مین کیا کیا دختر رز سے اڑائے ہین — جوانی مین رہی ہے صحبت پیر مغان برسون
مٹے پر بھی رہی ہے جستجو یہ اپنے یوسف کی — غبار اپنا رہا ہے ہمرہ کاروان برسون

حلق پا جاتا ہے ناوار کا زخم اندمال اکثر　　مگر بھرتا نہیں ہے زخم شمشیر زبان برسون

صندلان صندلی پوش نے جواب دیا کہ گوہر جادو مجھے تجھ سے زیادہ محبت ہے مگر اب عشق مین اسد
غازی کے سبوت ہون اگر میرا پاس ہے اس شیر دل کی اطاعت کر گوہر جادو نے ان سب کو گرفتار
کیا شاگردون کو بلا کر حکم دیا ہتکڑیان بیڑیان پہنا دو سب کو مسلسل مطوق کر کے لا کے ایک بارگاہ مین داخل
کیا ہمراہیان صندلان کو قید کیا اسد غازی و صندلان کو الگ الگ خیمہ مین رکھا آپ آکر بارگاہ
مین بیٹھی مگر بہت بیقرار کنیزون سے کہتی ہے صاحبو جا کر صندلان کو سمجھاؤ مین اب عرضی خدمت مین
ملکہ صندل جادو کے روانہ کرتی ہون اگر وہان سے حکم قتل آگیا پھر زور کچھ نہ چلیگا کنیزین قیدخانہ
مین جاتی ہین صندلان صندلی پوش کو سمجھاتی ہین یہ کہتا ہے جا کر ملکہ سے کہو مردان عالم نے جو کہا
وہ کیا قول مردان جان دارد و سخن مردان اعتبار جب کنیزین آکر یہ جواب دیتی ہین ملکہ گوہر جادو
گھبرا جاتی ہے جب بالکل جواب صاف پایا تب ناچار ہو کر عرضی لکھی کہ ای ملکہ صندل جادو عمرو
عیار مع اسد نامدار حوالی طلسم صندل مین پہونچا طلسم کشا کو گرفتار کیا عمرو بھاگ کر نکل گیا لیکن
ایک مصیبت تازہ مین گرفتار ہون یعنی شاہزادہ صندلان معشوق بیلر طلسم کشا سے لڑا نہین معلوم
طلسم کشا نے کیا طلسم کر دیا میرے نام سے اسکو نفرت ہوئی جان دینے پر آمادہ ہمراہ طلسم کشا قید ہے
لیکن عمرو کی تلاش ہے جیسا مناسب ہو تحریر فرمائیے یہ عرضی لکھا ایک کنیز کو دی وہ لیکر طرف قلعہ کے
روانہ ہوئی ملکہ گوہر جادو نے اس رات فراق محبوب مین شغل شراب و کباب ترک کیا کبھی گھبراتی ہے
کبھی در زندان پر آتی ہے قاصد کا انتظار کبھی اشکبار کہ دیکھیے ملکہ صندل جادو کیا تحریر فرماتی ہین کنیزین
عرض کرتی مین حضور آپ کو اختیار ہے خواہ قتل کیجیے خواہ جان بخشی فرمائیے گوہر جادو نے آہ کی کنیزین
گھبرا گئین عرض کی حضور اسوقت تو صبر کی آہ نے دل کو بیقرار کر دیا ایسا نہو کہ بجلی گرے خرمن حیات
جلکر خاک ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا صاحبو دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے مین ہر چند سمجھاتی ہون دل خانہ خراب نہین
مانتا اس سنگدل کے دل پر ہماری آہ آتش نشان تاثیر نہین کرتی بے اختیار یہ اشعار پڑھے اشعار

کرین گے ہم سے وہ کیونکر نباہ دیکھتے ہین　　ہم آنکی تھوڑی دنون اور چاہ دیکھتے ہین
گمان قاصد گم گشتہ ہمکو ہوتا ہے　　کبھی جو کوئی کبوتر سیاہ دیکھتے ہین
تمہاری آنکھون کے کیسے بنے سیہ تر ہین　　یہ خوب اصالت تیغ نگاہ دیکھتے ہین

مزا اُڑا لو زمانے کی سن نہ واعظ کی
کہیں کریم بھی اہل دل گناہ دیکھتے ہیں

یقین ہوتا ہے برگشتگی قسمت کا
پھری ہوئی جو تمہاری نگاہ دیکھتے ہیں

رقیب چالیں چلا کرتے ہیں قیامت کی
جب ان سے ہم سے بہت رسم و راہ دیکھتے ہیں

ترے ستائے ہوئے ہیں جو اے شب فرقت
تمام عمر وہ روز سیاہ دیکھتے ہیں

فقیر ہو کے جو بیٹھے ہیں آپ کے در پر
وہ لوگ کب طرف بادشاہ دیکھتے ہیں

امید صبح تو ہمکو کہاں مگر ہر دم
اجل کی ہم شب فرقت میں راہ دیکھتے ہیں

ملال کس کو ہوا ہے منائیں ہم یا وہ
خود آئیں یا کہ بلائیں یہ راہ دیکھتے ہیں

نکالیں گے کوئی راہ وصل کی لیکن
وہ آئیں راہ پہ بس اتنی راہ دیکھتے ہیں

عدم کا کوچ تو درپیش ہے قلق لیکن
نہ توشہ پاس نہ کچھ زاد راہ دیکھتے ہیں

اس حال پر ملال میں شب بسر کر رہی ہے کئی مرتبہ قید خانہ میں آئی یہ بھی اطلاع کی اے صندلان میں نامہ روانہ کر چکی اب حکم قتل آیا چاہتا ہے دیکھ اپنی جان بچا اپنی جوانی پر رحم کھا سلمان کا ساتھ چھوڑ مفت میں قتل ہو جائیگا پھر میرے سمجھانے کچھ نہ بن پڑیگا ابھی تک خیر ہے صندلان نے کچھ جواب بھی نہ دیا بلکہ اسد غازی کی مصیبت پر روتا ہے کہتا ہے اے شہریار گرفتاری حضور کی غلام پر بہت شاق ہے اسد غازی فرماتے ہیں اے برادر تم اپنی جان بچاؤ گوہر جادو سے ملجاؤ تمام طلسم ہوش رُبا ہمارا دشمن ہے کس کس سے ہمیں بچاؤ گے خداوند عمرو کو سلامت رکھے وہ بھاگ کر نکل گئے ہیں یقین کامل ہے وہ کچھ ہماری رہائی کی فکر کرینگے شب یون ہی تڑپ تڑپ کے بسر ہوئی صبح کو گوہر جادو کے پاس طرف سے صندل جادو کے جواب نامہ پہونچا مضمون اسکا یہ تھا کہ طلسم کشا کو قتل کرو عمرو بھی ملجائیگا تلاش کرنا واجب و لازم ہے یہ جواب پاکر گوہر جادو نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہو گوہر صدف قلزم صاحبقرانی و نہنگ دریائے جہانبانی دار پر کھینچا جائیگا سزا سرکشی کی پائیگا سب سمجھے کہ سلسلہ تقریر ہے دو سر شانے کی تدبیر ہے گرکشان صندلان صندلی پوش کو مع اسد نامدار و سرداران شور شعار لیکر میدان خونی میں حاضر ہوئے دارین استادہ ہونے لگیں جلادون نے شمشیرین نکالین آرہ کش تسمہ کش چشم کن سب طرح کا اسباب سیاست موجود ہوا اسوقت ملکہ گوہر جادو روتی ہوئی سامنے صندلان صندلی پوش کے

آئی کہا صرف میں نے تیرے واسطے اتنی دیر لگائی دیکھ اب طلسم سے سرداروں کا آنا لگا ہی قیام جادو
وسقیم جادو کو ملکہ صندل جادو نے بیجا نامہ میں یہی لکھدیا ہی کہ فوراً طلسم کشا کو قتل کرو خواجہ عمرو
کی جستجو میں مصروف ہو اور ایک کیفیت ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ گوہر جادو نے میدان خونی کی
تیاری زیر دیوار قلعہ صندلی قرار دی ہے وہ پریزاد عاشق کش معشوق فریب محفل ساحران کی زیب
بہ نگاہ حیرت اس میدان خونی کو دیکھ رہی ہی وہی مروارید بے بہا کی لڑیاں از طبق تا بسر دلبری
بندھی ہوئی ہیں حسن ہیں وسیدم ترقی نگاہ میں افسونگری اشارے کنائے چیرہ بان کشاریان
اب اسوقت صندلان اسد غازی کو حال زار میں دیکھکر رونے لگا کہا آقا آپ کسی
طور سے اپنے کو بچایئے اسد غازی نے کہا ای برادر کیوں گھبراتے ہو اگر ہماری قضا نہیں ہی تو
ہمکو کون قتل کرسکتا ہی شعر اگر تیغ عالم بجنبد ز جاے ٭ نبرد رگے تا نخواہد خداے
اور اگر موت قریب ہی تو یہ بھی ایک حیلہ ہی پھر حکم مالک حقیقی سے گردن تابی کیا ای صندلان اپنے
پیدا کرنے والے کو یاد کرو کسی سے فریاد کرو اپنا تو یہ اعتقاد ہی بموجب خمسہ

رہے وہ لب کہ ہو جس لب پہ گفتگو تیری — رہے وہ چشم کہ ہو جسکو جستجو تیری
رہے وہ جان کہ جویا ہو چارسو تیری — خوشا وہ دل کہ ہو جس دل میں آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

ہوس کا نام بھی باقی نہیں رہا تن میں — اگر ہی داغ محبت کا قلب روشن میں
تمام ہوگا کئی دن کے بعد مدفن میں — یقین ہی اٹکے گی جان اپنی آکے گردن میں
سنا ہی جا ز قریب رگ گلو تیری

جو تو ہی پاک تو عاشق کا دل بھی طاہر ہو — دوئی کا دخل نہیں اک زمانہ ماہر ہو
وہ ناتواں ہوں جیسے بھول بار خاطر ہو — وہ گل ہوں میں کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہو
وہ غنچہ ہوں کہ نکلتی نہ جسکے بو تیری

ہوا ہی چار عناصر سے اجتماع محال — لیا ہی ذرہ ذرہ نے شش جہت میں خیال
تری فراق میں رہوں رہی ہی فکر وصال — پھرے ہیں مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہی صنم ہمنے چارسو تیری

عدم سے جانب ہستی بحال زار آیا تجھی کو ڈھونڈھنے تیرا گناہگار آیا
خیال جلوۂ عارض کا لاکھ بار آیا شب فراق میں اک دم نہیں قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

چمک ہے دل میں ہمارے بھی نور عرفان کی کہ یہ بھی ایک نشانی ہے دین و ایمان کی
ان آیتوں کی صفت کیا مجال انسان کی پڑھا ہے مینے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہیں رکھتی ہے گفتگو تیری

پہونچیے حال مرا کہیو میرے یوسف سے ہزار جان فدا کہیو میرے یوسف سے
نہ کھول بند قبا کہیو میرے یوسف سے ہر ایک طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

مآل کار نہ تقریر سے ہوا ثابت نہ کوششوں سے نہ تدبیر سے ہوا ثابت
مگر ستاروں کی تاثیر سے ہوا ثابت یہ گردش فلک پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری

بہائے آنکھ سے آنسو برنگ شبنم صبح سفیدی آنکھوں کی دکھلا رہی ہے عالم صبح
وہ طول رات کا وہ انتظار وہ غم صبح شب فراق میں اے روز وصل تا دم صبح
چراغ ہاتھ میں ہے اور جستجو تیری

شبیہ عاشق و معشوق ہے فلک پہ عیاں ہے آسمان و زمین میں یہ شعلہ نور افشاں
یہ حسن و عشق کے جلوے میں دیکھ او نادان جو ابر گریہ کنان ہے تو برق خندہ زنان
کسی میں خو ہے ہماری کسی میں خو تیری

تعجب اسکا ہے کیا گر چمن معطر ہے کہ ذکر یار سے ہر انجمن معطر ہے
فقط نہ غنچہ کا نازک بدن معطر ہے دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
سما ہی کے نہیں جسم میں باقی بو تیری

سنان طبع ذکی تو ہے رستم میدان مقابلہ کرے تجھ سے کوئی مجال کہاں
جو کند ذہن ہیں کہتے ہیں سنکے تیرا بیان زمانے میں کوئی تجھ سا نہیں ہے سیف زبان

رنگی سحر کہین آتش بر دیتری

ان اشعار دعائیہ کو سنکر صندلان صندلی پوش نے بھی طرف آسمان کے نگاہ کی دعائین مانگ
سنا ہی ایسے کلام بلاغت نظام زبان سے اسد غازی کے نکلے کہ صندلان کے قلب کو بھی تقویت
ہوئی مگر ملکہ گوہر جادو سامنے آکر ٹھہری اشارہ ہوا جلادونے اسد نامدار کو زیر تیغ بٹھایا آواز دی
ای ملکہ عالم وقت قتل طلسم کشا ہی یہ جوان حور مثال آفتاب جمال فرد در دجرأت مین یکتا ہی اسکے قتل کا
حکم سمجھ کے دیجیے گا قتل کرنا میرا کام ہی جلانا پیدا کرنے والے کے اختیار مین ہی اس مقام پر یہ جوان یکہ
وتنہا مجبور ناچار ہی ہزارہا شیر دلیر اسکے خون کا دعوی کرینگے ملکہ گوہر جادو نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی
جلد قتل کر جلادونے کوٹھے کا خط گردن پر کھینچا تیغہ برق مثال چمکا کے بر سر اسد نامدار آیا
اس مجمع عام مین ایک گنوار وضع فقیر کاڑھے کی مرزائی شنجرفی دھوتی پڑیا مین رنگی ہوئی تسمہ
مثل مار سیاہ کمر مین لپٹا ہوا سر برہنہ پاؤن مین کھڑاؤن پہنے ہوئے ہاتھ مین تبر کا پچھڑا
ایک گوشہ مین یہ فقیر بھی کھڑا ہی معبود موجود کی صدا دیتا ہی ملکہ گوہر جادو نے جلاد کو حکم دیا
جلادونے ہاتھ تیغے کا مارا اُسنے دیکھا ایک سناٹے کی آواز آئی دیکھا جلاد کا سر پھٹا پڑا ہی طلسم کشا
بہ اطمینان تمام بیٹھا ہی لوگون نے کہا جلاد دیوانہ تھا خنجر پھرا کے اپنے سر مین مار لیا ملکہ گوہر
جادو نے کہا کیا مضائقہ ہی قول ہمارے بادشاہ صندل جادو کا تخت نشین ہوا کہا دوسرے
جلاد کو بلاؤ فوراً دوسرا جلاد تلوار کھینچے ہوئے آیا ملکہ گوہر جادو نے اشارہ کیا کہ خواجہ عمرو فقیر بنے
سامنے کھڑے ہوئے ہین کیونکر دل کو اطمینان ہو نور نگاہ زبیدہ شیر گیر قتل ہوتا ہی کلیجے پر
چھریان چل رہی ہین گودیون مین پرورش کیا ہی کیونکر دل قبول کرے کہ آنکھون کے سامنے
وہ شخص قتل ہو جائے ادھر جلادنے تیغہ مارا ادھر خواجہ عمرو نے سر سے گوپھن کھولا سنگ
تراشیدہ و خراشیدہ گلا گوپھن مین دیا جلادنے ایک ہاتھ مارا جلاد کا سر پھٹا وہ بر مزار و قلعہ سے
سکرانی ایک سوتی تو ما سین سے ایک پتلہ پیدا ہوا خواجہ عمرو کی گردن پر بیٹھا خواجہ عمرو
نون ہی کون ہی کہنے مین تھا وہ پتلہ سحر کا کب مانتا ہی منھ پر ہاتھ کو پھیر دیا رنگ روغن چہرے کا
اُڑ گیا ہی ہوا خواجہ عمرو گرفتار ہوئے ملکہ گوہر جادو نے کہا میرے سامنے کھینچ لاؤ
صندل جادو نے تحریر فرمایا تھا کہ قبل قتل طلسم کشا کے مجھے وقت پر عمرو ... رہو

بھی پریزاد جو علامت طلسم ہو گرفتار کر گئی دبی ہوا اسد غازی نے پلٹ کر دیکھا خواجہ عمرو بن
امیہ ضمری مسلسل سطوت چلے آتے ہیں اسد غازی نے جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے کہا ای
نور نظر فلک در پیچ عجب ہے جو تدبیر کرتے ہیں اُلٹی ہو جاتی ہے اچھا کیا اختیار ہے وہ مالک و مختار ہے
صندلان صندلی پوش کو بھی اب یاس ہوئی کہا اے شہنشاہ اوج عیاری آپ کے گرفتار ہونے
سے اسید نسبت منقطع ہوئی خواجہ عمرو نے کہا اے شیر بیشہ جرأت و شجاعت کیوں اسقدر بیتاب ہے
وہ مسبب الاسباب ہے ملکہ گوہر جادو نے اسی وقت ایک تخت پر اسد غازی و خواجہ عمرو
کو سوار کیا قیام جادو و مقیم جادو کو حکم دیا کہ انکو اندر قلعہ کے سامنے ملکہ صندل جادو کے
لیجاؤ قتل اور غیر قتل کا انکو اختیار ہے قیام جادو و مقیم جادو نے اشارہ کیا چند جادوگروں نے
تخت کو دوش پر لیا صندلان صندلی پوش تڑپ تڑپ کر پکارتا تھا کہ او گوہر جادو میرے آقاے
نامدار سے مجکو جدا نہ کر ملکہ گوہر جادو نے کچھ جواب نہ دیا اُسکے خیال میں ہے کہ وہاں جاکر اسد
غازی و خواجہ عمرو دونوں قتل ہو جاینگے صندلان میری شراکت کریگا مگر صندلان ہچکیوں
سے سرنگرا رہا ہے اور یہ اشعار آبدار زبان پر جاری ہیں اشعار

آشیانہ نہ قفس میں نہ چمن یاد آیا　　آنکھ کھلنے بھی نہ پائی تھی کہ صیاد آیا
رو دیا ابر بہاری جو برستے دیکھا　　کرم پیر خرابات مجھے یاد آیا
نہ کبھو فصل بہار آئی ہے بلبل نہ سنے　　چپ رہو چپ رہو ہنگامۂ فریاد آیا
قطع اسید ہوئی رحم بھی آجانے کی　　ذبح کرنے مجھے منہ پھیر کے جلاد آیا
در گہ یار مرادوں کا محل ہے آتش　　شادماں یاں سے گیا جب کوئی ناشاد آیا

صندلان صندلی پوش کو بہت بیقراری ہے دیکھ رہا ہے کہ تخت شاہزادے کا قیام جادو و
مقیم جادو دونوں لیکر بلند ہوئے اب خواجہ عمرو کو بھی یقین کامل ہوا کہ قلعہ کے اندر سے جاکر
رہائی غیر ممکن قلعہ طلسمی ہے اگر کسی عیاری سے وہاں جاکر رہا بھی ہوئے تو قلعہ طلسمی سے نکلنا غیر
ہے اس خیال محال میں آنکھوں سے آنسو جاری جیوں جیوں تخت بلند ہوتا ہے خواجہ عمرو دل کو جمع
کر رہا ہے پکار رہا ہے قطعہ

یا رب ز کرم بمن درویش نگر　　بر حال من خستہ و دل ریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشش تو　　بر من منگر بر کرم خویش نگر

اسد غازی کو بھی معشوقان

پری پیکرہ کی یاد سب سے زیادہ جبین الماس پوش کا خیال ملکہ لالان خون قبا کی جدائی کا ملال اپنی گرفتاری کا الم دل پر ہجوم لشکر غم دعا مین مصروف ہی کہ آسمان سے برق چمکی بیدین پھولون کی آئین صاف سب کو ثابت ہوا کہ آمد فصل بہار ہی ملکہ کو ہر جادو نے دیکھا یکایک ہوائے سرد عیسی دم مسیح نفس چلی نخل جھومنے لگے پتے جو زرد تھے وہ سبز ہو گئے نوجوانان چمن کے بخت نے رسائی کی عندلیبان خوش نوا نے زیر شجر گل صدا سائی کی غنچے چٹک کر گل ہوئے پھول فرط خوشی سے پھولے نہین سماتے تھے سرو کو ہوس دستگیر ہوئی کہ اکڑتا پھرون سارے باغ کی سیر کرون ہر شخص حیران کہ طائرون نے یہ کیسا غل مچایا ہی ہر نخل کیون وجد مین آیا ہر شاخون کے وجد سے صاف ثابت ہوتا ہی کہ کسی گل پیرہن کی آمد کے مشتاق ہین گل و بلبل مین آمیزشت

مخمس طرح کے مذاق بین نظم

فصل گل آئی زمانہ ہی جنون کے جوش کا
بس اے ساقی یہی ہی وقت نوشا نوش کا

بات کرسکتا نہین دیوار کے بھی سامنے
دیکھکر روزن گمان ہوتا ہی مجھکو گوش کا

چھپ نہین سکتا کبھی انکار سے تو پشکن
خود بخود بو دینے لگتا ہی دہن مینوش کا

کیا ہوا ہی جو میرے دل کی طرح وہ چھپ رہا
حال چل کر پوچھیے کچھ دلبر روپوش کا

کس غضب کی روشنی دیتا تھا شکوا ای پری
وہ ستارہ غیرت خورشید ہی پاپوش کا

تنگ آکر دوست اٹھ جاتے ہین میرے پاس سے
اب دہان زخم بھی سنہ ہو گیا مینوش کا

ہاتھ اٹھا کر دوست کرتے ہین دعا مین رات دن
تیرا آنا ہو گیا ہی مجھ مین آنا ہوش کا

نالۂ بلبل سنا کرتا ہون مین آنکھون پھیر
اپنے کانون پر گمان ہی مجھکو گل کے گوش کا

شش ختم ابلا چلا آتا ہی دل ناصح سعاف
غیر ممکن ہی سنبھلنا خاطر پرجوش کا

سر اٹھا احسان قاتل کے کمانتک شکر ہون
بعد مدت آج اترا بار میرے دوش کا

پھر سبو اُبلے چھلکے شیشے ہوئے لبریز جام
رخصت ای زاہد زمانہ ہی وداع ہوش کا

صبر کرسکتا نہین ملتا ہی سب کچھ گو اسے
بھول جاتا ہی بشر سامان رزق دوش کا

ایک چپ رہنے سے لاکھون راحتین موجود ہین
سب گئے جھگڑے ہوا احسان لب خاموش کا

بے ... سے بھی ہوا کرتی ہین اکثر زینتین
پیچ گیسو بن گیا آخر کو حلقہ گوش کا

ایک دو ساغر سے ڈہلکاتا ہی کیا ساقی مجھے — خم اُٹھا پھر دیکھنا دل مجھ سے دریا نوش کا
مین تو کیا ہون کاروان کے کاروان ہونگے اسیر — بندہ لاکھون کو کریگا آج بندہ گوش کا
بیخبر رکھتا ہی مجھکو جوش وحشت ای نسیم — مدتین گذرین نہین رکھتا تعلق ہوش کا

حوالی طلسم صندل مین عجب طرح کا ہنگامہ برپا ہی زمین سے غبار زرد اُٹھنے لگے صاف ظاہر ہوا کہ بونڈے بھی کسی کے استقبال کو اُٹھے ہین جس تخت پر اسد و عمرو کو سوار کیا تھا وہ بھی چلتے چلتے رُک گیا ہر چند کہ قیام جادو و مقیم جادو دونون سحر کرتے ہین تخت آگے نہین بڑھتا ساتھ والے اُسکے جھومنے لگے کہ آسمان سے نعرہ ہوا ستم ملکہ بہار جادو خبردار ہمارے آقائے نامدار کو لے کر آگے نہ بڑھنا کنیز آنکی آ پہونچی ملکہ گوہر جادو نے دیکھا کہ قیام جادو و مقیم جادو اُلٹے پھر چلے مگر ملکہ گوہر جادو نے جھپٹ کر قیدیون کو سنبھالا قیام و مقیم کے ہوش و حواس درست نہ رہے ساتھ والے اشعار عاشقانہ پڑھنے لگے کوئی کہتا ہی ای ملکہ ہم تیرے گلشن جمال کے گلچین ہین مدت سے عاشق زار ہین نرگس شہلا کے بیمار ہین

نظم

زمانہ مین کوئی ایسا نہ ہوگا
کسی نے آپ کو دیکھا نہ ہوگا
ہزارون مر گئے لیکن نہ دیکھا
کہ بالائے زمین کیا کیا نہ ہوگا
قیامت جسکو کہتے ہین وہ ہی ہجر
وہان کیا آپ کا چرچا نہ ہوگا
بنا کر حضرت واعظ کو نا فہم
بھلا کل وعدہ فردا نہ ہوگا

جو تیرے حسن پر شیدا نہ ہوگا
اُٹھاتا ہی ندامت کسلئے تو
کوئی تمسا بھی بے پروا نہ ہوگا
وہ جس رستے سے نکلے دیکھ لینا
کنار قبر مین مُردا نہ ہوگا
نئی دھمکی ہی یہ تو بندہ پرور
نہ سمجھو یہ کہ کچھ سمجھا نہ ہوگا

ازل سے ہی یہی قسمت اپنی
یہ درد ای چارہ گر اچھا نہ ہوگا
کہے دیتی ہین یہ نیچی نگاہین
کہ اس رستے مین پھر رستا نہ ہوگا
اگر خادم کوئی جنت مین پہونچا
نہ دوگے دل تو پھر اچھا نہ ہوگا
نسیم اب اُنکی باتون پر نہ جاؤ

آپس مین ملازمان قیام و مقیم لڑنے لگے گوہر جادو کی آبرو پر بنی بقول شخصے یہ تو موتی کی آب ہی سراسر سلسلہ پیچ و تاب ہی صندلان صندلی پوش قید مین یہ سب دیکھ رہا ہی اسد غازی کا تخت یا تو بلند ہو گیا تھا یا زمین پر قائم ہوا ملازمان قیام جادو و مقیم جادو دیوانہ وار وحشی مثال گریبان چاک چہرے پر خاک سحر بہار کی تاثیر کافرون کے قتل کی تدبیر بھولے ہوئے اپنے کو بھولے ہوئے اب زمین پر تو یہ ہنگامہ ہی مگر ملکہ بہار جادو

آسمان پر ظاہر ہوئی ملازمون کے قلب توالب دیے یہان کے حال سے آگاہ نہ تھی کہ
مقدمۂ طلسم ہی ورنہ اُسکی بھی تدبیر کرتی چاہا کہ زمین پر گردن اسد غازی و خواجہ عمرو کو
چھڑاؤن وہ پریزاد جسکے ہاتھ مین طبق مروارید ہی اُسنے بہار پر نگاہ ڈالی اور مسکرائی غنچۂ دہن
کھلا ابر مرواریدی مین تلاطم پیدا ہوا کہ موتی برسنے لگے ملکہ بہار دفع سحر کرتی ہی موتیون کا ٹوٹنا
بیکار آبرو بچانا دشوار یہ گوہر صدف بحر حسن و جمال بصد جاہ و جلال اُس پریزاد پر جا پڑی ملکہ
بہار تو تعلیم کردہ افراسیاب جادو ہی سمجھ گئی کہ یہ سحر اس صاحب علامت کا ہی اسد غازی
کا رہا ہونا دشوار کدو کاوش محض بیکار گئی گلدستے پڑھ کر اُس ملعونہ پر مارے مگر مطلق تاثیر نہوئی
وہ پریزاد ہر مرتبہ ہنستی ہی خس خس کے سحر دفع کرتی ہی ملکہ بہار کا غصہ بڑھتا جاتا ہی مگر زور
نہین چلتا جب ملکہ بہار خوب سحر کر چکی تب اُس پریزاد نے ابر پر نگاہ ڈالی تڑاقا ہوا وہ ابر
پھٹا کچھ دھوان نکلا اُس دھوئین کو دیکھکر بدن سے چنگاریان نکلنے لگین معلوم ہوا کہ استخوان
جل جائینگے آہ کا نعرہ مُنہ سے ملکہ بہار کے نکلا رنگ رو متغیر ہوا ہاتھ پاؤن پھولے سحر فراموش
ہاتھ پاؤن مین رعشہ حجاب سے پیشانی پر پسینہ قریب تھا کہ لڑکھڑا کر زمین پر گرے کہ دوسری
جانب سے نعرہ ہوا سنبھ باغبان قدرت آتے ہی باغبان نے بہار کو سنبھالا چاہا کہ لے نکلون
اُس پریزاد نے وہی لکہ ابر سیاہ جو سر پر سایہ فگن ہی شاید آسمین کوئی ساحر پر فن ہی اشارہ کیا
کچھ شعلے اُسی ابر سے نکلے بھڑکتے ہوے سامنے باغبان کے آئے یہ جوان شیر دل بھی مبہوت ہوا
سحر کرنے کرنے سکوت ہوا قریب تھا کہ زمین پر گرے کہ آسمان سے برق چمکی رعد و برق ماں
بیٹے دونون آکر پہونچے رعد نے باغبان و بہار کو سنبھالا برق تڑپ کے گرنے لگی اُس پریزاد
نے خس خس سے برق کو بھی بیکار کیا برق لامع تڑپکر گری ابر مرواریدی کے ٹکڑے ٹکڑے
اُڑا دیے ابر کو توڑ کر جب قریب پریزاد کے پہونچی چاہا تڑپکر گردن اسکے بھی دو ٹکڑے کرون
اُسنے طبق کو گردش دی ایک مروارید بے بہا ٹوٹ کر برق لامع پر گرا یہ بھی بیکار ہوئی
قریب تھا کہ یہ سب کے سب زمین پر گرین کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ سنبھ ملکہ مجلس جادو
سب نے دیکھا مجلس جادو اُڑتا آب روان کا پہنے ہوے مرکب گلی پر سوار غنچہ گلی ہاتھ
مین آتے ہی نعرہ کر کے گری غنچۂ گلی طبق زرین پر مارا مروارید بے بہا ٹوٹ کر مجلس جادو

پہ گرے یہ بھی بیکار ہوئی قریب تھا کہ سب سرداران مذکور بیکار ہو کر زمین پر گرین ہاتھ پاؤن
توڑین خواجہ عمرو نے جو یہ حال اپنے سرداران نامی کا دیکھا دعائین مانگنے لگے ای پروردگار آج
لشکر اسلام پر یہ بلا نازل ہوئی بہار و باغبان وغیرہ قتل ہوتے ہین اس آفت سے ان سب کو
بچالے اسد نامدار بھی بیقرار ہو گیا صندلان صندلی پوش برق لامع کی جرأت دیکھ کر تڑپ
گیا علم و شان بہار دیکھکر روح کو راحت قلب کو قوت حاصل ہوئی تھی جب بہار جادو مبتلاے
بلا ہوئی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا بے اختیار پکارا اٹھا پروردگار ان سب کو بچالے جناب
ہو کر ان سب کا دعا کرنا کہ دریاے رحمت الٰہی جوش مین آیا صحرا مین روشنی ہوئی ابر سیاہ وسط
سما پر لہرایا ابر فوراً شق ہوا چودھوین رات کا چاند یعنی بدر کامل اس ابر تیرہ و تار سے ظاہر ہوا
اب عکس ماہ کامل طبق مرواریدی پر پڑا اُسکے ٹکڑے ہو گیا ایک مروارید ٹوٹ کر ماہ تابان
پر پڑا دو ٹکڑے ہوئے اب سب نے دیکھا کہ دختر کوکب صف شکن ملکہ بران شمشیر زن
بصد سطوت و صولت اُڑنے لگین سحر کرنے لگین اُس پریزاد نے بھی ایسے ایسے سحر کیے قریب
تھا کہ ملکہ بران قتل ہون ملکہ بران شمشیر زن نے جوڑے سے اپنے اختر مروارید نکالا اُسکا
عکس ڈالا کئی مرتبہ سحر دفع کیا جب ملکہ بران نے ابر مرواریدی کو توڑا طبق کے ٹکڑے اڑا دیے
اُسوقت اُس پریزاد نے اپنے مقام پر سے جنبش کی تلوار کھینچکر ملکہ بران پر جا پڑی قریب
آکے ہاتھ مارا ملکہ بران نے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا تیغ اُس پریزاد کا پڑا سپر کٹی سر ملکہ بران کا
زخمی ہوا جو یہ ملعونہ برس پڑی کئی زخم ملکہ بران نے کھائے ہر مرتبہ وہ پریزاد چاہتی ہو لپٹ
جاؤن ملکہ بران شمشیر زن سحر کر رہی ہین اپنے کو بچاتی ہین مگر قیامت کا ہنگامہ ہر دو نون
مین بیچ چل رہا ہی آخر کو ملکہ بران نے جب دیکھا کہ اُسکے ہاتھ سے رہائی میری بہت دشوار ہی
اختر مروارید جھلا کر کھینچ مارا سینہ پر اُس پریزاد کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذر گیا اندھیرا چھا گیا
آندھی سیاہ اُٹھی برف باری سنگباری ہونے لگی بعد ہر صد و دراز آواز آئی کشتی مرا نام مسن
مرنج جادو صاحب علامت طلسم صندل بود افسوس مردیم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم
پھر بعد کامل اندھیرا رہا سرداران نامی و گرامی ملکہ بہار و باغبان و بران وغیرہ لشکر قیام جادو
و مقیم جادو پر جا پڑے سب سے پہلے خواجہ عمرو کو ملکہ بران شمشیر زن نے رہا کیا خواجہ

اٹھتے اُٹھتے گلیم اڑ ھ کر غائب ہوے ہنگامہ مین لوٹ شروع کردی ملکہ بہار اڑتے اڑتے قریب
اسد نامدار پہونچی سحر سے رہا کیا قیام و مقیم نے ہر چند چاہا ملکہ بہار و باغبان کو تاب طلسم کشا
نہ آنے دین لیکن باغبان رستم وقت یہ شاہزادی شمشیر زن کب کسی بچائے کے روکے سے رکتی ہے
گلدستہ چلا ماری اسد شیر دل کو مرکب پر سوار کرلیا اسد کا بھی نعرہ ہوا نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرّم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آورد کامران	اسد شیر دل ابن صاحبقران

اسد غازی نعرہ زن ہوتے ہی ہمراہیان صندلان کو چھڑانا شروع کیا قریب آکر صندلان
کے کود پڑے صندلان کی ہتھکڑی کاٹی یہ قدمون سے لپٹ گیا اور کہا ای آقاے نامدار اپنے
کو ساحران غدار سے بچایئے ہنگامۂ سحر و ساحری گرم ہوا اسد غازی نے اپنا مرکب صندلان
کے سامنے کیا صندلان بھی پشت مرکب پر سوار ہوا لیکن اسد غازی نہنگانہ دریاے
فوج ساحران مین ڈوبے ہوے لڑ رہے ہین ملکہ بہاران نے قیامتین برپا کردین باغبان نے
زنجیر سے قیام و مقیم جادو کو گرفتار کرلیا ملکہ گوہر جادو لڑ رہی ہے بہار نے کہا دیکھو مین اسکو
ٹکڑے چنواکے مارتی ہون یہ سنکر صندلان صندلی پوش رونے لگا اسد غازی سے جھکر
عرض کی حضور مجکو گوہر جادو کا بڑا خیال ہے کہ میری عاشق صادق ہے موافق ہے انتہا کی خدمتگزاری
کرتی تھی مسلمان ہونا اُسکو ناگوار ہوا اسوجہ سے یہ بدعت کی اسد غازی نے بڑھ کر ملکہ بہار
سے کہا کہ صندلان صندلی پوش واسطے ملکہ گوہر جادو کے بہت بیتاب ہے جہان تک
ہوسکے اسکو گرفتار کرلو جملہ سرداروں نے قبول کیا بہار و باغبان نے گوہر جادو کو بیہوش
کیا زمان مین سوزن و یا ساتھ والون نے صداے الامان الامان بلند کی ملکہ بران شمشیر زن
نے تلوار کو نیام انتقام مین رکھا سب کو منع کیا اسد نامدار آگے آگے خواجہ عمرو ہمراہ بارگاہ
مین آکر جلوہ فرما ہوے ملکہ گوہر جادو کو ہوشیار کیا صندلان نے اُٹھکر سمجھایا کہا ای ملکہ عالم
تمنے قدرت پروردگار کو دیکھا چشم زدن مین کیا ہوا سرداران شجاعت و جان نثاران صف شکن
کیا وقت پر آئے مریخ جادو کا قتل ہونا کیا آسان تھا ماشاء اللہ ملکہ بران نے کس زور شور سے
قتل کیا کیا کمال دکھایا لات و منات پر لعنت کرو اطاعت دین اسلام ملت بیضا قبول کرو گوہر جادو

اسطور کو دیکھکر خود وجد مین تھی اشارہ کیا خواجہ عمرو نے زبان سے سوزن نکال لیا گوہر جادو
اسد غازی کے قدمون سے لپٹ گئی اسد غازی نے دست حق پرست پشت پر رکھا ملکہ گوہر جادو
صدق دل سے مطیع الاسلام ہوئی اوسی وقت انتظام لشکر ظفر اثر کرنے لگی اسباب عیش و نشاط
مہیا ہوا سردارون نے خواجہ عمرو سے تمام کیفیت دریافت کی عمرو نے سب حال ظاہر کیا کہا کہ
مین نے افراسیاب جادو سے حیرت نگر حال لوح دریافت کیا آیا بہ طلسم صندل پروردگار عالم
نے پہونچایا کیون اے ملکہ گوہر جادو اب طلسم صندل مین داخل ہونے کی کیا صورت ہو عرض کی مین
حوالی طلسم کی منتظم ہون مجھے حال طلسم کا نہین معلوم ہے بزرگون سے دریافت کیا کہ لوح طلسم صندل
معدوم ہو یا ہو کنیز کو اس مقدمہ مین بالکل دخل نہین ہو ملکہ بران شمشیر زن نے کہا اے شہنشاہ
اوج عیاری ہملوگون نے رہتہ اسطرف آنے کا دریافت کر لیا جسوقت کوئی آپ کے دشمنون پر
سختی ہوگی جوز اپنے کو پہونچا دینگے جو آپ کے مذہب کا قاعدہ ہو اسی طرح اسد غازی کو برائے
عبادت حکم دیجیے اپنے مالک حقیقی رب تحقیق سے رجوع کرین کیفیت لوح طلسم دریافت ہوگی
قبلہ و کعبہ نے بھی بعد آداب و تسلیمات عرض کیا ہر اول طلسم کشا کو مناسب ہو کہ لوح طلسم صندل
کی تلاش کرین تب فتح مرحلجات کی تدبیر ہوگی گر یہ بھی عرض کیا کہ اول سامان قتل صندل جادو
مہیا ہو لوح طلسم سے صندل جادو قتل ہوگی خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ بران لوح سے سب مشکل
آسان ہوتی ہو ملکہ بران نے جواب دیا جو قبلہ و کعبہ نے کہا مین نے عرض کی آیندہ جو مناسب وقت
ہو اب آپ عبادتخانہ تو آراستہ کرائیے ہم لوگون کا زیادہ ٹھہرنا بہتر نہین ہو ملکہ بہار و باغبان نے
بھی کہا ملکہ مہرخ وغیرہ لشکر مین منتشر ہین اپنے کو جلد وہان پہونچائیے ایسا نہو افراسیاب جادو
انکی تدبیر کرے یہ کہکر باغبان و بہار و بران وغیرہ سب اُٹھے اسد غازی سے قدمبوس
ہوکر تخت پر سوار ہوے آمادہ قطع منازل صحرا سپر غار ہوے یہ سب سردار ہمراہ ہوکر جاتے
ہین ذکر انکا وقت پر تحریر ہوگا بعد جانے ان سرداران مذکور کے ملکہ گوہر جادو سلطنت
مین خواجہ عمرو کے عرض کی اے شہنشاہ اوج عیاری اب آپ بھی طلسم کشا کو لے کر نکلا جیے
مگر حصول لوح مین معروف ہو جیے مین جا کر اپنے کو کسی مقام محفوظ پر مخفی کر دونگی جسوقت
آپ کو لوح وغیرہ دستیاب ہوگی ہم خدمت مین حاضر ہونگے اپنے کو آپ کی خدمت مین

ہو نکلینگے اب اس چاہ و حشم سے یہان ٹھہرنا بہتر نہین ہی ایسا نہو کہ صندل جادو کو خبر ہو جاے شفقت آپکی ضائع ہو صندل جادو سے لڑنا بہت دشوار ہی ساحرہ قدیم جہاندیدہ گرم و سرد عالم چشیدہ انتظام سلطنت پر ایسا ناز ہی کہ مشہور کیا کہ ملکہ صندل جادو کی موت کسی چیز سے نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا سب سامان پروردگار مہیا کر دیگا اسی وقت خواجہ عمرو نے ہاتھ اسد غازی کا تھاما کہا ای نور نظر کسی گوشہ عافیت مین چلکر رب اکبر سے رجوع کرو ابھی تا بہ دربند مہر و ماہ جانا ہی اصل لوح طلسم ہوش ربا کا پتا لگانا ہی ابھی بر اے لوح طلسم صندل یہ درد سر اس فرزنی سخت و صعب مین پڑا چکر ہوا ملکہ کو ہر جادو تو اسی وقت بارگاہ مین وغیرہ لدوا کر طرف صحرا کے روانہ ہوئی صندلان صندلی پوش کو اپنے ہمراہ لیگئی خواجہ عمرو مع اسد نامور ایک صحراے سبزہ زار مین آکر پہونچے سامنے ایک درۂ کوہ فلک شکوہ ہی عمرو نے اسد نامدار سے تاکید کی کہ ای نور نظر و ای شیر بیشہ جرأت و ہمت اپنے بے نیاز کارساز سے رجوع کرو دیکھو پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہی اسد نامور تو اس درہ کوہ پر بیٹھکر مصروف عبادت ہوے دیکھیے پردۂ غیب سے انکو کیا ہدایت ہو خواجہ عمرو کنارے صحرا مین جاکر ٹھہرے اسد غازی بصد خضوع و خشوع درۂ کوہ مین مصروف عبادت رب بے نیاز ہوئے انکو اس حال مین چھوڑ دو وقت پر ذکر انکا تحریر ہوگا ۔

دو کلمہ داستان ملکہ بہار و باغبان وغیرہ کہ خواجہ عمرو سے رخصت ہوکر طرف لشکر اسلام کے جاتے ہین بیان ہوتے ہین غزل

خزان چمن سے بہار آج بار راہ مین ہی ۔ سکون راحت صبر و قرار راہ مین ہی
سحر سے شور یہی بار بار راہ مین ہی ۔ ہواے دور سے خوشگوار راہ مین ہی

خزان چمن سے ہی جاتی بہار راہ مین ہی

ہزارون گل ہین نہین ایک خار راہ مین ہی ۔ دو چند باغ جہان سے بہار راہ مین ہی
خزبوا ؤ یہی اب پکار راہ مین ہی ۔ گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہی

بلند آج نہایت غبار راہ مین ہی

مین اسکو دیکھکے بیہوش یوسف و عیسی ۔ تحمل مین وہ سے سوز سے اسکے جو دیہی

ابھی سے جان تصدق ہی اُسپہ ہر اک کی　　شباب تک نہین پہونچا ہی عالم طفلی

ہنوز حسن جوانی بار راہ مین ہی

بشر کو خوب ہی تدبیر اوج پستی مین　　رکھے تمیز ثواب وعذاب ہستی مین
ضرور چاہیے صحرا کا خوف بستی مین　　عدم کے کوچ کی لازم ہی فکر ہستی مین

نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہی

مسافرون کو سفر مین خیال راہ ہی شرط　　رفیق یکدل ویکرنگ خیر خواہ ہی شرط
ہر ایک کام مین انجام پر نگاہ ہی شرط　　طریق عشق مین اے دل عصائے آہ ہی شرط

کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہی

حسین ہین حور ہین خورشید ہین ترے رخسار　　ہلال برق ہی اعجاز ہی تری رفتار
جلاتا مردے ہی تو دمبدم ہزار ہزار　　جگہ ہی رحم کی اسکو بھی ایک ٹھوکر مار

شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہی

نہ فکر کھانے کی اُسکو نہ آب کی خواہش　　نہ زینت اُسکو ہی منظور اور نہ آرایش
قدم قدم پہ ہی تیزگی اُسکی افزایش　　سمند عمر کو اللہ رے شوق آسائش

عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہی

یہ راہ سخت ہی اسمین ہزار ہین کھٹکے　　نہ مجھ سے کہتے ہین جتنے ہین ہمنشین میرے
جواب مین یہی کہتا ہون مین تواُن سب سے　　نہ بدرقہ ہی نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے

فقط عنایت پروردگار راہ مین ہی

کمال دھوپ پڑی دوپہر ہی گرمی کی　　زیادہ لو بھی ہی دوپہر ہی گرمی کی
زمین ہی آگ ابھی دوپہر ہی گرمی کی　　نہ جائین آپ ابھی دوپہر ہی گرمی کی

بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہی

یہ راہ وہ ہی کہ جدا اسمین ہی سبھی کا ساتھ　　جگر کا اشک کا نالے کا دل کا جی کا ساتھ
نہ ہمکو چاہیے اب خضر سے نبی کا ساتھ　　تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ

ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہی

ہزار رنج اٹھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
ہر اک کی ٹھوکرین کھاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

نہین وہ جاتا ہی آتا ہی ساتھ ساتھ اپنے
جنون مین خاک اڑاتا ہی ساتھ ساتھ اپنے

شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہی

سفر جو کرنے مین آتا ہی دل مین یہ تیرے
خیال خام یہ ہی ہمنشین تجھے گھیرے

رفیق ہی نہ ملازم مین اور نہ ہین ڈیرے
سفر ہی شرط مسافر نواز بہتیرے

ہزار ہا شجر سایہ دار راہ مین ہی

افراسیاب جادو باغ سیب مین داخل ہی تحریر کر چکا ہون کہ جب مفصل اسکو معلوم ہوا کہ خواجہ
عمرو نے صورت حیرت جادو کی بنکر مجھ سے حال لوح طلسمی دریافت کیا اور برائے تلاش
لوح روانہ ہو گیا افراسیاب جادو نے کلنگ جادو کو نامہ دیکر روانہ کیا تھا اسکو راہ مین
عمرو نے مارا افراسیاب جادو نے بروقت روانہ کرنے کلنگ جادو کے اسکے ہاتھ سے
ایک گلدستہ سحر بنوا کر اسواسطے رکھ لیا تھا کہ اگر اسپر کوئی افتاد پڑے ہمکو فوراً معلوم ہو جاوے
جب افراسیاب جادو کو رقعہ جمشیدی سے دریافت ہوا کہ عمرو عیار اسد نامدار کو لیکر طلسم
صندل پہونچا اور رقعہ جمشیدی سے یہ بھی دریافت ہوا کہ برّان وغیرہ برائے مدد پہونچیں مریخ
جادو صاحب علامت طلسم صندل کو مارا اور سرداران مذکور جو والی طلسم صندل سے واپس
ہوئے اور فلان راہ سے آتے ہین بہت جھلایا قبضہ بر ہاتھ قتال کے اٹھایہ کہتا ہوا کہ بران
وغیرہ کی قضا دامنگیر ہی آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا اسد غازی کی مدد کرنے چلے ہین اب
ماہ دولت کے ہاتھ سے بچکر کہان جائینگے ہر چند وزرا نے منع کیا اور کہا کہ شہنشاہ تکلیف نہ فرمائین
غلامان جانباز جائین جس جس باغی کو حکم دیجیے فوراً گرفتار کر لائین اگر حکم ہو سر حاضر کرین افراسیاب
جادو نے کہا اس سے کوئی آگاہ نہین دختر کوکب ایسی نہین ہی کہ نرگس کے دھوکے سے رکی جاوے
یہ بھی ہی تیغہ دریائے خون روان کو خشک کیا پل بر بزادان کو توڑا اسکے سبب سے ماہ دولت
نے کہا کہ رنج وملال نہین اٹھاتے مگر آج اسکی قضا آئی ہی یون بیٹھے چلی آتی ہی کہ کوئی آگاہ نہ ہوگا
ماہ دولت کو بیٹھے بیٹھے کیفیت کل طلسم دریافت ہو سکتی ہی اور عمرو جو قلعہ لوح مین گیا ہی سراسر
اسکی حماقت ہی مین نے سب کچھ اُس سے کہہ دیا شکر ہی سامری جمشید کا جو ام اصلی تھا وہ نہین

بیان کیا لوح کا ملنا دشوار ہی مگر ساربان زادہ بڑا مکار ہی طلسم صندل پر اُسکی قضا اُسکو
لیگئی ہی صندل جادو بھاری قوت بازو نامی ونامور ہی اسپر کوئی دست انداز نہین ہوسکتا
اکیلی لاکھون سے لڑسکتی ہی لوح طلسم صندل بھی ملنا غیر ممکن اب تو مین جاکر بہار وغیرہ کی خدمت
کرون بعد اُسکے مقدمہ اسد مین بھی دیکھا جائیگا صندل جادو اُنکا دردِ سر کھونے کو کیا کم ہی کر
یہ کہکے افراسیاب جادو اُٹھا باغ سیب کے باہر آیا سحر سے ایک مرکب تیار کرکے اڑتا ہوا جستجو
بہار وغیرہ مین چلا عجائب وغرائب اپنے دکھاتا ہوا مرکب جھکاتا ہوا اگر کوئی کوہ فلک شکوہ
راہ مین ملا مرکب کو پیچھے ہٹا کر بڑی جانی مرکب کو اشارہ کیا مرکب کوہ کو پھاند گیا یا ٹاپ ماردی
پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے اگر نخل دکھائی دیا ہاتھ سے اشارہ کیا نخل کے دو ٹکڑے ہوے اسطرح
نخل ہاے تر وتازہ قلم کرتا ہوا جاتا ہی سبزہ صحرا کا پامال غصہ مین چہرہ لال دس بیس کوس راستہ
طی کرکے ایک مقام پر آکے افراسیاب جادو ٹھہرا سوچ رہا ہی کہ مسلمان کدھر سے آئینگے
کہ دیکھا ایک ابر سبز افراسیاب کو معلوم ہوا حیران ہوا کہ یہ ابر سبز کیسا ہی یا تیری آنکھون مین
سرسون پھولی سبز بختی پھولی یا بموجب مثل ساون کے اندھے کو ہرا ہی ہرا معلوم ہوتا ہی بہ نگاہ
غور دیکھا زیر ابر ہزارہا طائر زمزمہ سرا ابر سے پر ملائے ہوے زیر ابر زمزمہ سرائی مین مصروف
ہین ایک نہر کلان جوش مارتی ہوئی نمایان ہوئی اب جو افراسیاب جادو نے بہ نگاہ غور
دیکھا تخت زبرجدی پر ایک ساحر نحیف وضعیف بدریش سفید تاج یاقوت احمر سر پر گرداگرد
چند کنیزان خوشرو جام وسبو لیے حاضر ہین وہ تخت زیر ابر چرخ مار رہا ہی اب جو بہ نگاہ
غور افراسیاب نے دیکھا اپنے استاد والا نژاد خضران سبزپوش صحرانشین کو پہچانا
بڑھ کر سلام کیا خضران نے جو افراسیاب کو آتے دیکھا فوراً تخت سے کود پڑا پکارا
ہاہا وہاہا اے نور نظر ای بادشاہ نامور فخر جمشید وسامری ای زینت محفل فسونگری
اسوقت یکہ وتنہا اس مقام پر کیونکر آنے کا اتفاق ہوا پسینے پسینے ہو رہے ہو کوئی ملازم نمکخوار
ہمراہ رکاب سعادت انتساب کیون نہ آیا افراسیاب جادو نے کہا اُستاد کیا عرض
کرون ایک ضرورت سے آیا ہون خضران نے اُسی وقت بدگاہ استاد گرامی افراسیاب
جادو کو بارگاہ مین لے کر آیا دنگل زرین پر جگہ دی نازنینان پریچہرہ کو اشارہ کیا جام مے

کمنار بیسکر مونڈ حاضر ہوئین جب دو چار جام افراسیاب جادو نے پیے خضران
نے زبان ساتھ تسکین کے کھولی اور کہا افراسیاب ایسی کون سی ضرورت تھی جو تو
یہ دفعتاً آیا بادولت سے بیان کر افراسیاب جادو نے کہا حسب دستور حالات آپ نے
سنے ہونگے لونڈیاں غلام میرے مجھ سے بگڑ گئے ذرا سی غفلت مین اسد غازی گنبد نور سے
رہا ہو گیا ساربان زادے نے عیاری کرکے حال لوح دریافت کیا طرف طلسم صندل کے
روانہ ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ ملتے ہوئے آتے ہین آنکی فکر مین نکلا ہون کہ آج سب کو گرفتار
کرون دختر کوکب براّن شمشیر زن بھی ہمراہ ہی سب سے زیادہ مجھے اس گیسو بریدہ کی فکر ہی
اسنے بڑے بڑے صدمے پہونچائے ہین لیکن اس بات کا مجکو خیال ہی کہ یہ سب رواح روان
طلسم ہوش ربا مین اگر ذرا بھی آگاہ ہو جائینگے دست اندازی امیر دشوار ہو گی اسی خیال مین
اگر یہان ٹھہرا ہون اسی راستے سے انکا گذر ہو گا خضران سبز پوش نے کہا ای افراسیاب جادو
حقیقت مین جن سردارون کا تو نے نام لیا یعنی باغبان و بہار وغیرہ انکے سحر سے زمین تھراتی
ہی لیکن ہم بہت آسانی سے انکو گرفتار کرلین گے ای فرزند تو نے آج تک بادولت کو اطلاع
نہ کی ورنہ لڑائی طول نہ کھینچتی افراسیاب جادو نے کہا اُستاد آپ نے سنا ہو گا استاد کلان
فخر ظلمانی پہلو نشین سامری کہ جنکا پردۂ ظلمات سے طلسم باطن تک شُہرہ ہی ہاتھ سے
اہل اسلام کے مارے گئے حمزہ صاحب اسم اعظم بڑا محترم و محتشم ہی اسکا خیال نہ کیا کل لشکر کو سحر
مین پھنسا لیا اگر قصد کرتے سدّ باب اسم اعظم اُنکے نزدیک کتنی بڑی بات تھی لیکن ایسا
دھوکا کھایا ہاتھ سے حمزہ کے مارے گئے ایسے ایسے جلیل القدر قتل ہوئے کہ آبروئے طلسم ہوش ربا
باقی نہ رہی خضران صحرا نشین نے کہا ای نور نظر فخر ظلمانی کیا تھا ملکہ تاریک شکل کش نے اپنا داماد
بنا کر اُسکو فخر دیا اُسنے جا بجا اندھیر مچایا ہر ایک سے کہتا پھرتا تھا مین استادون کا استاد
ہون ملکہ تاریک شکل کش کا داماد ہون اس غرور نے اُسکو پامال کرایا ای افراسیاب تجھکو
کو جھکنا چاہیے جب سرکشی کریگا جناب سے تیرا اُٹھائیگا آج تو تماشا سحر کا دیکھنا ملکہ براّن شمشیر زن
کو اپنے کمال پر بڑا دعوی ہی یون پھنسے کہ جیسے دام مین جانور کو صیاد پھنسا تا ہی جنکے تو نے
نام لیے ان سب مین براّن صاحب لیاقت ہی لیکن بادولت کے سامنے کیا حقیقت ہی

اگر کوکب روشن ضمیر بدولت کے مقابلہ مین آئے نوک دم بھاگ جائے مین اُسکی کیا حقیقت جانتا ہون وہ چھوکری کیا ہی ایک اشارہ اُسکے واسطے کافی ہی یہ باتین کرتا ہوا افراسیاب جادو کو ساتھ لیکر ایک صحراے سبزہ زار مین وہ سبز قدم آیا کوس بھر کے گرد مین ایک حصار کیا کھڑا ہو کر سحر پڑھنے لگا لگا ایک غبار بلند ہوا ابر تیرہ و تار چھا گیا برقین تڑپ کے اُس مقام پر گرنے لگین افراسیاب جادو کا ہاتھ تھام لیا ایک گوشہ مین ٹھہرا یا کہا اب تماشا دیکھو باغی آتے ہی سزا پائین دام موج رنگ گل مین گرفتار ہو جائین ایک ایک نخل انکے واسطے اژدہا ہو جائیگا اس باغ کی بہار ہو ایک ایک پھول آنکھین نکالیگا رنگ گل شرارۂ آتش بن جائیگا ہوا پیکان کی تیر دلدوز ہر چمن آتش پر سوزیہ کہکر افراسیاب جادو کو لے کر ایک کنارے بیٹھا انتظار آمد ملکہ بران مین مصروف یہان تو خضر ان سبز پوش صحرانشین نے یہ دام مکر پھیلایا یعنی باغ سحر بنایا لیکن ملکہ بران شمشیر زن و باغبان صف شکن و بہار رنگین عذار وغیرہ تخت پر چلی تھین صحراہاے خارستان طے چشمۂ آب روان ان منزلون مین نایاب کانٹون سے جنگل اس منزل پر خار کے مسافر مضمحل راہ خطرناک جادۂ منزل آتشناک ہوا مین مختلف فصل گرمی کی دھوپ پڑ رہی ہی چہرے کمہلا گئے ہر ایک کو یہی خواہش ہی کہ کوئی مقام فرحت افزا ملے چند ساعت وہان ٹھہرین دل کو تسکین دین ناگاہ دور سے ایک باغ پر بہار پر نگاہ پڑی سرسبز و شاداب ہر چمن نایاب بار اثمار سے شاخین جھوم رہی ہین طائر زمزمہ سرا گلشن فرح افزا

نظم

کسی تختے مین لالۂ داغدار
کسی جا پہ بیلا کہین سیوتی
کہین جعفری اور شبو کہین
ہر اک رنگ مین اسکی قدرت کے کھیل
مسلسل وہ سنبل کا عالم جدا
پڑا اُسپہ پیچش ہر تار تار
کھڑے اُسپہ پانی بہین قرقرسان
کھڑے خضر جیون آب حیوان پہ ہو

کسی جا گل اشرفی کی بہار
کسی جا پہ نرگس کے گل بیشمار
شگوفے کی اور چنبے کی بو کہین
کسی جا پہ باہم انار و بہی
کہ مصداق ہی زلف محبوب کا
بنی ہین صفائی سے چوپڑ کی نہر
لبالب ہوئی صورت لبون کے بھرے
اگر دیکھے سے اُسکے بے ساختہ

کسی جا پہ جوہی کہین کیتکی
کسی جا پہ صد برگ کی وہ بہار
کسی جا پہ سوسن کہین اے جل
کسی جا مقابل تھے سرو سہی
روش پٹریان صاف آئینہ وار
کہ دیکھے سے آئے جوانی کی لہر
اُگا تھا لب جو ہر اک سرو دوان
کرین جیسے قمری و فاختہ

کہین بنگلہ بیٹھے کہین اُڑتے سور
وہان مالنین ہین لگائی چنگیر
مصاحب کوئی انگین کوئی حور
جگت رنگت چالاک بیباک وہ

چمن مین کہین دوڑتے ہین چکور
چمن مین کوئی پھول چنتی پھرے
ادا اپنے عالم مین سب خاص خاص

لگے ہین ہر اک جا جو بوٹے گھنیر
کوئی کوک کویل کی سنتی پھرے
ہر اک رنگ کی پہنے پوشاک وہ

غرض با کنیزان زرین پوش بصد جوش و خروش اُس باغ جنت

نظر مین پھر رہی ہین ایک نازنین گل کی افسر تاج بے بہا سر پر چمن مین رشک شمس و قمر دریاے جواہر مین غوطہ زن گلعذار گلگیر ہین جواہر نگار کرسی پر بصد زیب و فرحت گلشن بحیرت نگران گرد مصاحبان عالیشان ملکہ بہار نے جو یہ تماشا دیکھا ایسا باغ پُرفضا نظر آیا گھبرا کر کہا وصاجو بانی بناے باغ عالم نے اپنا فضل شریکحال کیا غنچۂ آرزو کھلا چلو اس باغ مین چل کر دم لین آب صاف و شفاف بھی موجود ہی سب طرح کا سامان عیش و عشرت مہیا ہی اسکی قدرت کا تماشا ہی باغبان قدرت وغیرہ تو گھبرائے ہوے راہ دور و دراز کو طی کرکے آئے تھے پیاس کی شدت دھوپ کی حدت آنکھون مین دم انتشار کا عالم سب نے کہا بہتر مگر مجلس جادو سب مین کسن بلاے روزگار ہی اُسنے سر جھکا لیا کہا ای ملکہ عالم یہ باغ نیا معلوم ہوتا ہی جب ادھر آئے تھے اس باغ پر بہار کو نہ دیکھا تھا یا تو تغیر ہو یا ہمارے آپ کے پھنسانے کی تدبیر ہی ملکہ بران نے غصہ مین کہا ای چھوکری تو کیون بولتی ہی تجھے کیا دخل ہی ملکہ بہار اس ملک کی واقفکار باغبان قدرت طلسم کے رازدار کیا ہمارے یہ سب لوگ دشمن ہین کہ ہمکو بلا مین پھنسا دینگے یہ ہمارے دل کو بھی یقین نہین ہی باغبان نے کہا اگر باغ نیا یا پرانا ہوگا تو ہمارا کیا کر سکتا ہی چند عورتین یہان موجود ہین انکے بھی کان پکڑ کے اپنے ساتھ لیتے چلین گے اور ہمارا یہ کیا کر سکتی ہین باغبان نے جسطرح کہا اور زیادہ سبکو اطمینان ہوا جب تخت ان سبھون کا اُڑتا ہوا قریب دیوار باغ پہونچا وہ نازنین تاجدار کرسی سے براے تعظیم اُٹھی ملکہ بہار و ملکہ بران شمشیرزن کو جھک کے سلام کیا دست بستہ عرض کی ای ملکہ عالم آئیے تشریف لائیے کنیز کو سرفراز فرمائیے ہمتو عرصہ دراز سے حضور کی قدمبوسی کے مشتاق ہین یہ بھی اتفاق ہی کہ آپ نے ادھر قدم رنجہ فرمایا کنیز قدیم کو آپ نہین پہچانتی ہین گل اندام میرا نام ہی عرصہ دراز سے میرا قصد تھا کہ خدمت مین حاضر ہون مگر آج اختر اقبال چمکا کہ حضور کا جمال آفتاب مثال نظر آیا اسطرح خوشامد سے جو اُس نازنین مہ جبین نے کہا باغبان سردار

تخت سے اُترے اُس نازنین نے بڑھ کر ملکہ بہار کے قدموں کو بوسہ دیا کنیزوں کو حکم ہوا
جلد بارہ دری آراستہ کرو سامان عیش ونشاط مہیا ہوا استقبال کرکے سب کو لے چلی
ناز کرتی ہوئی کہ آج میرے واسطے روز سعید ہے ملکہ بہار نے سرفراز فرمایا اسطرح پر استقبال
کرکے پھول لٹاتی ہوئی مسکراتی ہوئی کنیزوں پر تاکید کی گلدستہ اسے گل تیار کرو ملکہ بہار
کے واسطے بدھیاں طرہ یہ کہ زیور گل بھی اسوقت تیار ہنین ہی کنیزین بھی خوشی مین عرض کرتی
مین لونڈیاں ابھی حاضر کرینگی گلدستہ اسے گل تیار ہین اس سامان سے بڑی عظم وشان سے
نازنین گل اندام ملکہ بہار وغیرہ کو لے کر بارہ دری مین آئی مسندین آراستہ کروین ملکہ بران و
بہار وغیرہ کو بٹھایا دست بستہ ہوکر عرض کی کہ جو کچھ آپ اس کنیز کو میسر ہی حاضر کردن
باغبان نے کہا اے گل اندام یہ باغ تمھارے بزرگون کے وقت کا ہی یا افراسیاب نے
بنوا کر مرحمت فرمایا گل اندام نے عرض کی حضور یہ باغ تو تعمیر ہی خاک میان کی اکسیر ہو لون
مین میان کے ستارون کی تنویر گل مہتاب رشک ماہ منیر ہی گل شہنشاہ نے حکم دیا تھا اے
گل اندام برسر لشکر خدا پرستان لشکر کشی کر و حضور مین نے جو آپ لوگون کا نام سنا دل مین
خود بخود محبت پیدا ہوئی نام پر دین اسلام کے شیدا ہوئی ہر روز قصد کرتی تھی کہ خدمت
فیضدرجت مین جاؤن مگر آب و دانہ نے نہ چاہا اب حضور کے ہمراہ چلونگی مدت سے مطیع اسلام
ہو چکی ہون یہ جو سردارون نے سنا ملکہ بہار پھولی نہ سمائی خوشی مین آکر حکم دیا کہ میوہ خشک وتر
حاضر ہو دور دو جام شراب کے بھی سب نے پیے جام پی کر آنکھون مین نشہ آیا جام شراب پینے
کا یہ مآل ہوا آفتاب عقل کو زوال ہوا چہرون پہ اُداسی چھائی خود بخود طبیعت گھبرائی
باغبان نے گھبرا کر طرف ملکہ بہار کے دیکھا ملکہ بہار نے اشارہ کیا ہی باغبان کا رنگ
دگرگون ہی خدا خیر کرے مجلس جادو ہے کہا ہم پہلے ہی کہتے تھے ہمارا کہنا نہ مانا اس
گل اندام نے دام زلف مسلسل مین پھنسایا یاد تو کیجیے سحر فراموش ملکہ بران نے اشارہ
کیے ہم کو کیا سمجھ کتی ہی ای باغبان میان آکر کس بلا مین پھنسے اگر ہو سکے نکل چلو جو یہ آپس مین
اشارے کناتے ہوئے گل اندام قہقہہ مار کر ہنسی کہا ای دشمنان شہنشاہ طلسم ہوشربا
وای گرفتاران مجلس رنج وبلا اب اس باغ عبرت خیز سے نکلنا دشوار کدو کاوش بیکار

مصرع چون قضا آید طبیب ابلہ شود ؎ باغبان ایسا پختہ مغز لی بزّان اتنی کاملی مخمور و بہار ایسی زبردست یکایک یون پست ہون اقبال شہنشاہی دشمنون کی تباہی شہنشاہ بھی اب آتے ہین اب سب صاحبون کی دعوت کرینگے سب سامان مہیا ہی افراسیاب کا قول ہی مخمور و بہار میری منظور نظر ہین انکی ظلم و بدعت سے ہم خوگر ہین آپ کو بھی مناسب ہی کہ شہنشاہ سے عذر کرین خطا معاف کرا دونگی ان باتون کا گل اندام کی کون جواب دے آپسمین اشارے کنائے ہو رہے ہین اپنی زندگی سے بیزار موت کے امیدوار بخوبی آگاہ ہوچکے ہین کہ سحر فراموش ہوا اقبال ہم سے روپوش ہوا جلاد کا سامنا دیکھین تقدیر کیا دکھائے اٹھنے کا قصد کرتے ہین دل بیٹھا جاتا ہی طائر ہوش پران زلفین عنبرین سراسر پریشان اس حال زار مین سب بیٹھے ہین گل اندام ہنس رہی ہی جو کنیزین خدمتگزاری مین مصروف تھین وہ ضحکہ کرتی ہین کہ سب کو دار پر کھینچین گے ایک کہتی ہی کہ ہمارے استاد خضران سبزپوش کا سحر ہی وہی جام پیے شیشۂ دل شراب عقل سے خالی ہوے اب گویا نشہ کا آثار ہی جام شراب مرگ کا خمار ہی ملکہ بہار حیران حیران ہر سمت دیکھتی ہی کبھی مخمور سے اشارہ کیا ان کمبخت سحر بازون سے کسی طرح سے نکل چلین مخمور کا اشارہ ہی کہ ای بہار بڑی خرابی ہوئی مین بھی سحر بھولی تمھاری حماقت پر جھلی یہ بکہتی تھی کہ تم بیان کے حال سے ناواقف ہو ورنہ پہلے ہی تدبیر ہوتی اب سحر انکا رگ و ریشہ مین تاثیر کرچکا اب رہائی ناممکن یہ کلام ابھی تمام نہونے پایا تھا کہ سامنے سے دیکھا افراسیاب جادو تیغہ کاندھے پر رکھے ہوے ابرو پر بل کرتا ہوا ظاہر ہوا ایک جانب خضران سبزپوش صحرانشین چلا کے کہتا ہوا کیون افراسیاب جادو ہمارے سحر نایاب کی تر و تازگی دیکھی کیا باغ بنایا بڑا لطف یہ ہی کہ ملکہ بہار کو پھنسایا باغبان کو دیوانہ بنایا لی بزّان سرکشی بھولین دیکھیے اپنے ہوش سے باہر ہین لی مجلس کیسی خاموش بیٹھی ہین ابھی سحر یاد آئے تو ترپ کے ہمپر آپڑین مگر کیا کر سکتی ہی افراسیاب جادو نے خضران سبزپوش صحرانشین کو ان باتون کا جواب نہ دیا مخمور و بہار کو دیکھکر گھبرایا

یہ اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا **اشعار**

بلبل سے کرتی کب ہی عروس چمن حجاب ہمسے ہو کسلیے سبب ای گلبدن حجاب

افسون شرم باعث تسخیر ہو چکا کب تک رہیگا ای بت پیمان شکن حجاب

حسن برہنگی سے اٹھاتے بڑے مزے ۔ ہوتا نہ روح کو جو لباس بدن حجاب
ہر بزم مین نثار ہین پروانے شمع پر ۔ عاشق کے واسطے نہین کچھ انجمن حجاب
کچھ بازیون کے لطف جوانی مین خوب ہین ۔ پیری مین ہی بشر کے لیے بانکپن حجاب
دنیا کا ترک بعد فنا بھی نہین حصول ۔ اس شرم سے ہی لاش بشر پر کفن حجاب
نافہ نہین یہ پردۂ غیرت ہی اوپری ۔ رکھتا ہی تیری زلف سے مشک ختن حجاب
بیپردہ دیکھتے ترے نور جمال کو ۔ ہوتی اگر نہ چادر چرخ کہن حجاب
برسون ہوے کہ عاشق خدمت گزار ہون ۔ مجھ سے بجا ہیے تجھے ای سیمتن حجاب
دیکھو اٹھا کے یار کہ عالم شکار ہو ۔ کسکا تجھے ہی ظالم ناوک فگن حجاب
آخر کدورت آہی گئی اتحاد مین ۔ کرنے لگی خزان سے بہار چمن حجاب

یہ اشعار جو افراسیاب جادو نے پڑھے ملکہ بہار وغیرہ کو بہت ناگوار ہوا سر جھکا کر کہا اے بیجا کیا بیہودہ بکتا ہی اگر قضا ہماری آچکی ہی کون بچانیوالا ہی اور اگر ایام حیات باقی ہین کون قتل کرسکتا ہی نہ دیکھا تونے خواجہ نے اسد نامدار کو لعبہ نور سے کیونکر رہا کرلیا تو کیا کرسکا انشاءاللہ اب لوح لیکر آئینگے حال کھلجائیگا ہمارے رہنے اور قتل ہونے سے طلسم کشا کا کیا بگڑتا ہی اسطرح کے کلمات سخت سرداروں نے جواب دیے شہنشاہ تو سر جھکا کر خاموش ہوئے مگر خضران سبز پوش غصہ مین کانپتا ہوا آگے بڑھا کہا اے بہار و باغبان و اے ملکہ بران تم سب میری گنہگار ہو مین اپنے طور پر قتل کرونگا تا بہ کوہ عقیق زنا ہوا جاؤنگا حمزہ کو بھی گرفتار کرکے لاؤنگا اب تو یا شہزادین کو تاب نہ آئی کہا او مرد صحرائی کیا بیہودہ بکتا ہی مکر کرکے حملہ سحر بھلا دیے اب کیا ناز کرتا ہی اگر سحر یاد آجائے تو تجھکو مزا چکھا دین اب تیرے بس مین ہی جو ہوسکے وہ کر زبان سے کیون کہتا ہی انشاءاللہ بدلا اسکا ہو جائیگا خضران سبز پوش صحرائی یہ کلمات سنکر بہت جھلایا ابر جو سر پہ سایہ فگن تھا اسکی جانب دیکھکر اشارہ کیا وہ ابر سیاہ برسنے لگا تمام باغ آتش بہار صحن چمن تیرہ و تار ہوا ملکہ بہار و باغبان وغیرہ چھپ گئے بعد عرصہ دوساعت کے افراسیاب جادو نے دیکھا ملکہ بہار عندلیب خوش نوا کی صورت بنگئی باغبان ایک عقاب بلند پرواز ملکہ بران شمشیر زن بصورت طوطی زرین بال اسی طرح سب سردار بصورت طائر رنگین

اژدر گرامی آنجہانی کے سر پر سایہ فگن ہوئے باغ وغیرہ تمام معدوم خضران سبز پوش نے افراسیاب سے کہا اب مین ان سب کو لیجا کر ایک صحرائے ہولناک مین قتل کرونگا وہان سے طرف کوہ عقیق کے سفر ہی تو جا کر لشکر مہرخ کی فکر کریا اُن سب کو گرفتار کر کے ایک ہی دن مین خاتمہ کیا جائے افراسیاب نے کہا اُستاد جسطرح آپ نے ارشاد فرمایا اُسی طور سے انتظام ہوگا مین ابھی جا کر ایک ساحر ایسا زبردست بلاتا ہون کہ مسلمانون کو بذلت قتل کرے اسمین اُستاد و شاگرد مین خوب صلاحین ہوئین خضران نے سرداران مذکور کو جو بشکل قمری و عندلیب خوشنوا و عقاب و طوطی زرین بال سے اپنی ابرمین مخفی کر لیا زیبا برا ور ہزار ہا طائر زمزمہ سرائی کرتے ہین یہ طائر بیکس ویسے پر شکستہ نشین بھرتے ہین جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کوئی مصیبت کا مارا اپنے حال زار پر روتا ہے خضران تو اسیطرح سیر شکار کرتا ہوا تخت پر سوار بشکل طائران معتقدان سحر و دیگر طائر زمزمہ سرائی کرتے ہوئے عیش و عشرت مین مشغول غم دین و دنیا فراموش ایک جانب روانہ ہوا افراسیاب جادو خوشی خوشی طرف لشکر حیرت کے چلا

دو کلمہ داستان لشکر ملکہ مہرخ سحر چشم سے بیان ہوتے ہین اشعار

یاس ہو کر کچھ دونون ہم چشم بسمل مین رہے ۔ داغ بنکر مدتون دامانِ قاتل مین رہے

اُٹھ گئے شکوے طعنہ بے سود اقرار دروغ ۔ جو تمہارے منہ سے نکلا سب مرے دل مین رہے

خاطرِ گل عاشقون کو تھی جو منظور مزاج ۔ بے اثر ہو کر اثر شورِ حنا دل مین رہے

انکو نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی ایک دم ۔ ذکر ہو کر رات بھر ارباب محفل مین رہے

سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا ۔ تا سحر ہم انتظارِ عہد باطل مین رہے

کثرتِ تکلیف سے ہم آپ نالے ہو گئے ۔ لب پہ آئے یا کبھی بیمار کے دل مین رہے

بجز قاتل کی ایذا مین اجل کی سختیان ۔ روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل مین رہے

رشک ناطاقت کی صورت ہر قدم پر گر پڑے ۔ وہ مسافر تھے کبھی آگے نہ منزل مین رہے

خوب ہی سوجھی ہے اچھا آفرین ہمکو کہو ۔ ہم خیالِ یار بنکر یار کے دل مین رہے

قہر ہے جا بحث بے سود تقریرِ فضول ۔ ہوش گم کس کس کے مزاج مرد جاہل مین رہے

تیرہ بختی نے بھی دکھلایا ہمین آخر فروغ ۔ داغ ہو کر ہم کنارِ ماہِ کامل مین رہے

نام آزادی زبان پہ آگیا تھا اسلیے ... پاؤن میرے مدتون قید سلاسل مین رہے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق ... زندگی جبتک رہی کیا کیا قلق دل مین رہے
دیدۂ گریان کی عزت کسقدر دریا نے کی ... اشک جو ٹپکے مرے دامان ساحل مین رہے
نقش کی امید نے نقشہ دگرگون کردیا ... تا فراق روح و تن ہم فکر باطل مین رہے
انکے گلے لگنے کے تھے ہم مشتاق برسون نسیم ... اسلیے شب ہجر رقیبون کی بھی محفل مین رہے

افراسیاب جادو خضران سبزپوش سے رخصت ہوکر خوشی خوشی تخت پر سوار ہوا طرف لشکر حیرت جادو کے چلا یہان ملکہ حیرت جادو مقابلہ مین لشکر ملکہ مہرخ کے فروکش ہے مگر ہر وقت یہی خیال ہے کہ ای حیرت جادو دیکھیے کیفیت خواجہ عمرو و اسد نہ معلوم ہوئی یقین ہے ساربان زادہ تا بہ طلسم صندل پہونچ گیا ہو یقین ہے نامہ ضرور آئے وہان ملکہ مہرخ نے چالاک سے کہا کہ ای سرہنگ سردار ہمارے براے مدد اسد نامدار و خواجہ عمرو گئے ہین کچھ احوال دریافت ہوا لشکر حیرت جادو سے جاکر دریافت کیجیے اپنے جان نثارون کی خبر لیجیے چالاک بشکل خدمتگار بارگاہ ملکہ حیرت مین آیا نگاہ پڑی جمال جہان آرا سے حیرت جادو بر تخت سلطنت پر جلوہ فرما بصد ناز و ادا گرد کنیزین بیچ مین یہ ماہ تابان بصد عظم و شان چالاک چونکہ عاشق صادق ہے گلچینی گلشن جمال محبوب مین مصروف ہے کہ ہرکارے دوڑے ہوے آئے عرض کی شہنشاہ تشریف لاتے ہین حیرت جادو واسطے استقبال کے اٹھی افراسیاب کا تخت آکر اترا حیرت جادو نے سلام کیا افراسیاب نے خوشی مین کہا ملکہ مبارک ہو دشمنون کا کام تمام کیا حیرت نے کہا مفصل ارشاد فرمایے افراسیاب نے کہا دریافت ہوجائیگا بی مہرخ نے بڑا دام مکر پھیلایا ہے لشکر مین بہار جادو و باغبان و رعد و برق لامع و مخمور زمین مین گڑگیا انتظام ہے کہ آج تک کسی پر ثابت نہوا بدست نے جاکر ان سبکو مار ڈالا انکی بھی فکر کرتا ہون حیرت نے ہر چند پوچھا کہ شہنشاہ کہان گرفتار کیا کس مقام پر قتل ہوئے افراسیاب نے کچھ نہ بتلایا ایک پرچہ لکھکر ہوا پر اڑا دیا تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ ایک ساحر آسمان سے ظاہر ہوا سامنے افراسیاب کے اترا ہاتھ باندھ کے عرض کی کیا ارشاد ہوتا ہے افراسیاب نے کہا ای سیلان جادو ملکہ مہرخ کو مع لشکر ڈبو ڈبو کے ہلاک کر ان مقامات پر سامری و جمشید نے اسی دن کے واسطے قصبہ بلند و مرتفع تیار کرائے تھے کہ دشمن ہمارے آئین

زمین اور دوست جفا بین خبردار عرصہ نہ کرنا سیلان نے عرض کی غلام جاتے ہی اس جوش خروش دریا
میں سحر کریگا کہ ایک بچہ کر نہ نکلنے پائے جہاز حیات مسلمانان غرق ہو جائے افراسیاب نے کہا اے
سیلان جادو وا بدولت سامنے آکر تمہاری جانبازی و بہادری ملاحظہ فرماتے ہیں یہ سنکر سیلان جادو
نے دونوں ہاتھوں زمین پر مارے غرق ہو کر غائب ہوا افراسیاب جادو تماشا دیکھنے چلا چالاک پیغمبر
وحشت اثر لیکر بھاگا سامنے ملکہ مہرخ کے آیا عرض کی اے ملکہ عالم ہوشیار ہو جاؤ لشکر افراسیاب
آتا ہے ملکہ مہرخ گھبرا کر اٹھیں جبتک باہر آئیں لشکر میں تلاطم برپا ہوا ظاہر ہوتا تھا طوفان اٹھا
باہر نکل کر دیکھا پانی کا جوش و خروش دریا موج مارتا ہوا اچھلا آتا ہے صدہا خیمے بارگاہیں ڈوبیں
خیمے مثل حباب بہتے پھرتے ہیں ملکہ مہرخ نے سحر کرنا شروع کیا لیکن دریا میں کمی نہیں دمبدم دریائے
قہار کی طغیانی ملکہ سرخ مو سے کاکلکشا و ملکہ بہار سحر افگن و خورشید زرین سحر و لرزان
و زلزلہ وغیرہ جانبازی میں مصروف ہیں لیکن موجہ دریا کم نہیں ہوتا اسوقت اہل اسلام میں صدائے
فریاد بلند ہے کہ دمبدم دو منہ پر جو سرداران زبردست ہیں سحر کرکے اپنے کو بچاتے ہیں فوج والے
بیدست و پا ڈوبے جاتے ہیں مالک بحر و بر کو پکار رہے ہیں ناخدائے عالم سے فریاد سیلان کنارے
پر کھڑا ہوا ہے کبھی ملکہ مہرخ کو آواز دیتا ہے اے مہرخ دیکھو سامنے شہنشاہ زمانی کو ملاحظہ فرما رہے
ہیں چلو تمہاری خطا معاف کرادوں تمہارے ساتھ والے بھی غرق محیط بلا ہوئے سرکشی کرنے
والے کیا ہوئے اب بتاؤ کس میں خرابی ہے اب میں تامل نکرونگا اب کی سحر میں غرق دریائے فنا بہاؤنگی
اس سحر جانگداز سے مہلت نہ پاؤ گی مہرخ نے جواب دیا او ملعون تیری کیا طاقت ہے افراسیاب کی کیا
لیاقت ہے جو ہمکو قتل کرسکے وہ جو راہ دین میں آنکا بھی پروردگار نگہبان ہے یہاں بھی اسی کا احسان ہے
ایسے جواب سنکر سیلان جادو جوش غضب میں سحر کرکے دریا کو زور دیتا ہے حقیقت میں ہزارہا بندگان
خدا ڈوبے کوئی چارہ نہیں ہے اسوقت ملکہ مہرخ کو عالم یاس ہے چہرہ اداس اپنے بے نیاز کارساز سے
مصروف دعا سرداران خاص سے حکم ہے جہاں تک ہو سکے غربا کو بچاؤ نہ کوئی زوال نہ آنے پائے
وہ جواب دیتے ہیں ملکہ عالم ہمارا سحر جواب دیتا ہے ساتھ والے ہزارہا ڈوبے اگر چند کس بچے تو بیکار ہو گئے
ہنوز چشمے دار و بھائی کا داغ بھائی نہ دیکھے بڑی مشکل ہے یہ صدمہ دل سے نہ اٹھیگا وہ نہیں آج کیا ہو گیا
ہوتا ہے افراسیاب کو بڑا غصہ ہے بہار و باغبان وغیرہ کو کسی آفت میں پھنسا کے آیا ہے بہت بکبک

رہا ہی سیلان جادو ملعون زور رون پر چڑھا ہی اطاعت کا خواہان ہی بیان جان جائے گی لیکن اب
حرف اطاعت کا کیا سنو لیکر یہ جا کے سامنے جامین رومال سے ہاتھ باندھین دستگیر عالم مددگار ہو لشکر ماہرخ
مین عجب تلاطم ہوش سردارون کے گم ہوئے کا سامنا دریاے سحر جوش پر قریب تھا کہ لشکر ماہرخ اس دریاے
پر بلا مین غرق ہو کہ آسمان سے لکہ ابر گلنار پیدا ہوا افراسیاب حیرت جادو سے باتون مین مصروف
ہی کہ وہ لکہ ابر گلنار قریب آیا لشکر اسلام پر پہونچ کے محیط ہوا ابر سے شعلے گرنے لگے دیکھا سب نے
دریا خشک ہونے لگا کچھ پانی زمین مین جذب ہو کر غائب ہوتا ہی کچھ کنارے غار ظاہر ہوئے ایکن
پانی جا کے چھپتا ہی ابر گلنار کو دیکھ کر دریاے قہار سحر جوش سیلان جادو کو سحر فراموش اتنی مہلت
لشکر اسلام نے پانی سر کرتے ہوئے دوڑے سیلان جادو گھبرایا یہ کیا ماجرا ہی ابر کیسا آکر محیط ہوا
ابر سے شعلہ اسے آتش کا تار بندھا ہوا ہی ہر مرتبہ شعلے گرتے ہین دریا مین کمی میرے سحر مین ہو رہی
ہو رہی ہی لکا یک ابر پھٹا اُسمین سے سب نے دیکھا بجلی کوکب روشن ضمیر کی ملکہ اختر بن سیلان
فیل زور شمشیرزن طاوس زرین بال پر سوار سحر کرتی ہوئی ظاہر ہوئی وہین سے نعرہ کیا او سیلان
جادو بہتری اسی مین ہی کہ اطاعت دین اسلام کر تو نے غضب کیا بہت سے مسلمانون کو مارا سب کا خون
تیری گردن پر ہی ملکہ اختر کو دیکھ کر سیلان جل گیا کہا او چھوکری تجکو بھی یہ دن نصیب ہوا ہم لوگ اگر مین
طلسم ہوشربا صاحبان مہر و وفا جرأت و شوکت مین یکتا رہین اختر نے آواز دی کیا بیہودہ بکتا ہی
گرگٹے ہوئے مردے نہ اکڑ کچھ کمال دکھا سیلان جادو نے پڑھ کر سحر کیا ملکہ اختر پر بھی شعلہ ہاے
آتش گرے اُس آفتاب عالمتاب آسمان افسونگری نے ہنسکر شعلون کو بجھایا اب غصہ آیا ابرون
پر بل پڑا پنجہ ہلال کمر سے کھینچا سیلان جادو پر جا پڑی مثل رعد گرجی بصورت برق چمکی وہ سحر کیے گولے
سیلان پر برس پڑی پنجہ چمکا کے آواز دی او سیلان جادو یہ حربہ آخر ہی تیرے پھنسانے کو دام جوہر
شمشیر ہی سیلان جادو نے بہت سحر کیے اختر نے سب دفع کر دیے قریب پہونچ کے پنجہ ہلال کا ہاتھ مارا
اُسنے سپر سحر کو چہرے کی پناہ کیا پنجہ سپر اختر چمک کے گر اخرمن حیات سیلان جلا دیا ناری کو خاک مین
ملا دیا اندھیرا چھا گیا سنگ باری برف باری ہونے لگی پلٹ کے افراسیاب نے دیکھا کہ ملکہ اختر نے
سیلان کو ٹھنڈا کیا واصل جہنم ہوا غصہ ہوا خود اٹھا تھے عرصہ مین آواز آئی کشتی مرا نام من سیلان
جادو بود افراسیاب نے نعرہ کیا اختر سامنے سے بھاگی افراسیاب نے پیچھا کیا جب افراسیاب

قریب پہونچتا ہی ملکہ اختر افراسیاب پر سحر کرتی ہی آپ ہی بھاگتی ہی افراسیاب اسکو دفع کرکے پھر دوڑتا ہی اختر کو جب کچھ نہیں بن پڑتا ہی زور سے سحر کر رہی ہی یعنی بجلی آتار کر کھینچ ماری افراسیاب پر برق گری یہ بچا ایسے شعبدون کو کب مانتا ہی پھر آگے تڑپتا ہی اختر جادو بھاگتی ہوئی افتان و خیزان جاتی ہی لیکن افراسیاب تعاقب نہیں چھوڑتا دو کوس تک اختر بھاگی افراسیاب ساتھ ساتھ آیا ایک مقام پر اختر نے سب اسباب سحر بھی افراسیاب پر پھینک مارا تلوار خنجر شعلہ ہاے آتش افراسیاب پر گرے اختر نے چاہا نکلجاؤن کہ پشت پر سے ایک ساحر پیدا ہوا افراسیاب کے منھ سے بے اختیار نکلگیا کہ ای محفوظ جادو اس گیسو بریدہ کو لینا بڑے ساحر کو اسنے مارا ہی بدولت کو صدمہ عظیم پہونچایا جب ملکہ اختر پلٹی اس ملعون نے دام جمشیدی ملکہ اختر پر مارا غفلت مین یہ پھنسی چاہا کہ تڑپ کر جال کو توڑدون دام سے اس بچیا کے نکلجاؤن مگر اسنے ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی وہ خاک اڑی غبار الم قلب پر چھایا اس نیر سپہر حسن و جمال کو غش آیا محفوظ نے فوراً ملکہ اختر کو بیچ قفس مین بند کرلیا اس ماہ تابان و مہر درخشان کو بہ معیت مکر سے اس بچیا نے گرفتار کیا افراسیاب نے کہا ای محفوظ جادو استاد ہمارے خضران سبز پوش صحرا نشین گنہگارون کو لیے ہوئے فلان صحرا مین فروکش ہین یہ قید جا کر انکے حوالے کردے وہ سمجھ کر قتل کرینگے یہ کہکے افراسیاب پلٹا کہ حیرت کو جا کر مطمئن کردون مہرخ وغیرہ نے سحر سیلان کے وہ صدمے اٹھائے تھے کہ آبرو بچنا دشوار تھی جب اختر جادو نے آکر سیلان جادو کو مارا اور افراسیاب نے تعاقب اختر کا کیا ملکہ مہرخ نے مہلت پائی سرداران زخمدار کو لے کر بارگاہ مین آئی ملحوظ خاطر ناظرین ہو کہ مرہم و زری ان سب کی ہو رہی ہی افراسیاب جادو بارگاہ حیرت مین آیا یہ مژدہ فرحت آثار سنایا کہ ملکہ مبارک ہو بدست محفوظ جادو اختر کو بھی مین نے خدمت مین استاد کے روانہ کیا حیرت بہت خوش ہوئی براے افراسیاب صحبت عیش آراستہ کی

دو کلمہ داستان حیرت بیان پرورده مہد رعنائی حاکم اقلیم زیبائی گرفتار قفس رنج و محن یعنی ملکہ اختر بن سہیلان فیل زور شمشیر زن بیان کیے جاتے ہین اشعار

اپنی ہستی پر نہ کیون منفعل ہر بار درد — چاہتا ہی دشمن اپنا صاحب آزار درد
وہ بھی آجاتے ہین اکثر پوچھنے کے واسطے — باعث راحت مجھے ہی کہ نہ ای غمخوار درد
ایک جانب چارہ گر ہین ایک جانب غیر دست — ہمکو دکھلاتا ہی کیا کیا گرمی بازار درد

صبح سے تا شام نالہ شام سے تا صبح آہ
کسقدر رکھتا ہی دل میں عاشقِ بیمار درد

صورت حرفِ غلط ہیں ہجران کا رے
مٹ گیا ہی جان زیر سایۂ دیوار درد

ضعف سے طاقت نہین فریاد کی باقی رہی
دل مین ہی میرے بہ شکل لذتِ بیکار درد

صورت معشوق ہی اسکی جدائی ناگوار
دوست رکھتا ہی نہایت زخم جسم زار درد

بے مصیبت دوستی لطف سخن ہوتا نہین
دل مین کچھ پیدا کرے ہر صاحب اشعار درد

زخم دل چاکِ جگر سینہ سراسر داغدار
کیلئے رکھتا ہی کیا کیا عاشقِ ناچار درد

عاشقون کے حال کی معشوق کو پروا نہین
مجکو کیا معلوم ہی رکھتے ہین کیا ای یار درد

نظم ہی کیفیت حال مصیبت خیز عشق
کیا عجب پیدا کرین دل مین مرے اشعار درد

ہمنفس کیا پوچھتا ہی نالے مین کرتا ہون کیون
آج کی شب میرے پہلو مین ہی بے دلدار درد

کثرت تکلیف سے آتے ہین نالے تا زبان
غیر ممکن ہی کہ ہووے کاوشِ آزار درد

چاک کرتا ہی دمِ فریاد ہر گل پیرہن
کسقدر رکھتا ہی شورِ بلبلِ گلزار درد

کم سنین ہی زخم سے ایذا کلام تلخ کی
کرتی ہی پیدا جگر مین بات کی تلوار درد

بات منھ سے کسطرح نکلے کہ عالم غیر ہی
آج رکھتا ہی نسیم اپنا دلِ افگار درد

محفوظ جادو نے اُس عندلیب گلشن حسن و جمال کو قفس آہنی مین بند کیا اور لے کر طرف خضران کے چلا متوجہ ہوا سے اختر کی آنکھ کھلی اپنے کو اُس مصیبت مین مبتلا دیکھا ایک ساحر سیہ فام قفس مین بند کرکے لیچلا ہی ملکہ اختر زاری مین نظم

ایک میری ہی نہ تھی واں چشمِ تر
ہو گیا اشک از دیدۂ پرخون چکید
اور ثریا عقدۂ گوہر ہا رشتہ
روتا تھا دیدہ اے خونفشان
صبح صادق نے کیا سینہ کو شق

روتی تھی شبنم بھی بہر سال اوا
چشم انجم سے گرے ہوتے تھے اشک
چشم پرخون اشکِ خون افشان تھی
اب تو اس غم سے دل شب تھا دو نیم
خونِ دل پینے لگا اپنا شفق

قطرۂ شبنم کہ از گردون چکید
جیسون گہر افلاک سے ہم ٹوٹتے تھے اشک
آستین رکھ منھ کا دو پر گلستان
تھی آہِ سرد بھرتی تھی نسیم
ملکہ اختر اپنی جان سے بیزار تھی

سیہ رو نے اس ماہ عالم افروز کو بوقت شب گرفتار کیا تھا اب جو سحر ہوئی آفتاب جمال ملکہ اختر پر اُس بیحیا کی نگاہ پڑی بیقرار ہو گیا ایک کوہ پر آکر ٹھہرا قفس سامنے رکھدیا آپ دست بستہ و

اُس نے لگائی شہنشاہ ملک خوبی وای سرو باغ محبوبی ای ماہ آسمان حسن وجمال ای نیر تابان برج جاہ
وجلال افراسیاب نے حکم دیا ہی کہ جا کر قتل کرو لیکن ٹوٹیں وہ ہاتھ جو تجپر بہ دست اُٹھیں پھوٹیں
وہ آنکھیں جو تمکو بہ نگاہ قہر وغضب دیکھیں غلام اسواسطے اس مقام پر بیٹھ گیا میرے چمڑے کی
جوتیان بنا کر پہنیے غلامی مین اپنی ہمکو قبول کیجیے یہ کلمہ جو محفوظ جادو نے کہا ملکہ اختر صاحب شرم
وحیا گوہر دریائے مہر و وفا پروردۂ مہد ناز و نعم تاجدار اقلیم جاہ وحشم سر تا قدم کانپنے لگی آنکھون
مین آنسو بھر آئے کلیجہ پر چھُری چلی خرمن ہوش وحواس پر بجلی گری بے اختیار زار زار مثل ابر بہار
رو دی ضبط کر کے کہا او بیحیا یہ کیا تو نے جھک مارا بطور گنہگاران ہمکو گرفتار کیا ہی قتل کر ہمارے
خون سے ہاتھ بھر ایسی بات کوئی صاحب لیاقت مُنہ سے نکالتا ہی ہر چند کہ بے بس ہون لیکن
یہ تیری مجال نہین ہی کہ میرے دامن عصمت پر دست انداز ہو عم نامدار شہنشاہ کوکب روشن ضمیر بادشاہ
طلسم نور افشان ہمشیرہ میری ملکہ بُران شمشیر زن بہادر یگانہ برابر صاحب چتر وافسر شیر بیشۂ قہر و
غضب شاہزادہ جمشید بن کوکب علاوہ ان سب کے ستم ظریفان وبہتر بہتران سرہنگان سر تیگان دانش
عیاران بساط بلاد نبی آدم مولانائے معظم و مکرم صاحب جاہ و وقار خواجہ عمرو نامدار کشندہ ساحران
باج ستانندہ ریش کافران جسوقت سُنینگے کہ ہماری کنیز کو فلان شخص نے ستایا در پے آبرو ہوا
یقین تو یہی ہی کہ اگر وہ شخص آسمان پر ہوگا ہوا بنکر جائینگے اُس بیحیا کو دام تزویر مین پھنسائینگے زندہ
نہ چھوڑینگے عنایت سے پروردگار کے طلسم کشا نے بھی سارا پائی برائے تلاش لوح تشریف لیگئے ہین وہ
بھی ہمارے خون کے دعویدار ہین ہمارے افسر نامدار ہین پس او بیحیا خبردار اگر ایسا خیال کیا بہت
پچھتائیگا اسطرح جو ملکہ اختر نے بہ قہر وغضب جواب دیا محفوظ جادو کی حقیقت کیا ہاتھی خوف سے
کانپنے لگا لیکن دل کو کیا کرے شیطان غالب دل تردد منزل وصل کا طالب ہین ہین کرنے لگا یہ جواب
ناشائستہ دیا کہ ملکہ مین تو قربان ہون میری جان بچائیے اور تو مجھ سے کیا ہوسکتا ایک سحر مجکو آتا ہی
عطر پر پڑھ کے آپ کو سونگھا دونگا اُسکی بو دماغ تر و تازہ کریگی مثل میرے آپ کو بھی محبت ہو جائیگی اب
ملکہ اختر گھبرا مین محفوظ جادو کمر اپنی ٹٹولنے لگا اختر نے ہاتھ طرف آسمان کے بلند کیے اور پکاری ای
بانی بنائے شمس و قمر ای مالک بحر و بر ای رزاق خلق وای کارساز برحق میری عصمت اس ظالم کے
ہاتھ سے بچانے بیقرار ہو کر جو ملکہ اختر تڑپی محفوظ جادو نے قصد کیا کہ مین دست درازی کرون تعرض سے

لگاؤن اختر نے دیکھا اب ستارہ گردش مین آیا قفس مین سر ٹپکنے لگی مثل مرغ بسمل تڑپی ناگاہ آسمان پر ایک روشنی ہوئی تمام صحرا نمونۂ وادی ایمن معلوم ہوتا تھا دن کو عالم شب مہتاب ظاہر ہوا طائر دن کے چہچے تدرو خوش رفتار کے قہقہے محفوظ بھی سر اٹھا کے دیکھنے لگا کہ یہ کیسی روشنی ہوئی دیکھا کہ آفتاب جادو مرکب پرند پر سوار نعرے کرتا ہوا کہ او بیحیا خبردار منم آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشنضمیر محفوظ جادو نے جو آفتاب جادو کو آتے دیکھا اسباب سحر لے کر اٹھا اور آفتاب جادو نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ ماہ فلک کوکب روشنضمیر یعنے ملکہ اختر خوش تدبیر پر دست انداز ہونے کا اس بے حیا نے ارادہ کیا تھا آفتاب جادو کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا تیغ برق تاب بصد قہر و عتاب نیام سے کھینچ لیا اپنے کو زمین سے گرایا غصہ مین کف بلب آیا محفوظ جادو نے ایک گولہ فولاد کا جھولی سے نکالا آفتاب جادو پر کھینچ مارا آفتاب نے آواز دی او بیحیا تیرا ابھی اتنا دل گردہ ہوا کہ مجھپر گولا مارا یہ کہکر کچھ اشارہ کیا وہ گولا الٹا پلٹا سینہ کی جانب کو اسکے آتا ہی مثل شعلۂ جوالہ سینہ پر پڑے خرمن حیات کو جلادے گھبرا کے پکار اٹھا مصرعہ ای روشنی طبع تو برمن بلا شدی ہر چند اسنے روکا مگر کچھ نہ ہوا وہ گولہ فولادی سینہ پر آکر پڑا اندر کو پشت کو پار گذرا محفوظ کا لاشہ جلنے لگا اپنی حفاظت نہ کرسکا سنگ باری برف باری ہونے لگی بعد عرصۂ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من محفوظ جادو بود تاریکی دفع ہوئی صحرا روشن ہوا آفتاب جادو نے بڑھ کر قفس کھولا ملکہ اختر کو نکالا سوزن زبان سے کھینچا پوچھا ای نور نظر یہ کیا حال ہے اختر نے تمام کیفیت ظاہر کی آفتاب نے کہا مجکو شہنشاہ کوکب نے آئینہ جمشیدی دیکر برائے مقابلہ خضران سبز پوش بھیجا ہے اس بیحیا نے بُران وغیرہ کو گرفتار کیا مین تو وہان جاتا ہون تم جا کر لشکر اسلام کی خبر لو اختر نے کہا الحمد للہ ای عزنامدار لشکر اسلام کا خاتمہ قریب تھا سلیمان اپنی آبرو ڈبو چکا تھا مین وقت پر پہونچی جاتے ہی اس بیحیا کو واصل جہنم کیا لیکن اس ملعون نے مکر سے مجکو گرفتار کرلیا شکر ہے کہ پروردگار نے آپ کو عین وقت پر پہونچایا غرض آپسمین صلاح کرکے ملکہ اختر نے اسباب سحر اپنی ذات بابرکت سے آراستہ کیا آفتاب نے خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن کیا آئینہ جمشیدی ہاتھ مین لیا

تلاش خضران مین چلا اختر چمکتی ہوئی طرف لشکر مہرخ کے چلی

اول دو کلمہ داستان خضران سبز پوش صحرا نشین کے بیان ہونے مین لطف

جی مین آتا ہی دکھا مین مستیان پیکر شراب
جلد دہ ساقی برنگ بادۂ احمر شراب

دور رکھو شیشہ نظر سے سرنگون کر جام کو
فرقت دلدار مین ساقی پیین کیونکر شراب

ابر ہی امنڈا ہوا گل دے رہے ہین گلبدن
آج کی شب ہو جدا تجھ سے نہ ای دلبر شراب

آرزو کیا پوچھتا ہی رند ساغر نوش کی
یہ تمنا ہی پیین قاتل تہ خنجر شراب

لے خدا حافظ چلے مسرور ہو کر اپنے گھر
پی چلے محفل مین تیری او پری پیکر شراب

بے تعلق ہو نہین سکتے تعلق آشنا
غیر ممکن ہی رہے بے شیشہ و ساغر شراب

پھر سنا ہی مژدۂ آمد کسی مینوش کا
ڈھونڈھتا ہی آج پھر میرا دل مضطر شراب

وعدۂ دیروز کا کچھ پاس کرنا چاہیے
آج دے ساقی ہمین جو سب مین ہو بہتر شراب

اسطرف بھی آج بذل مہربانی چاہیے
ساتھ غیرون کے تو ای جان پی چکا اکثر شراب

بھن گیا ہی لخت دل ٹکڑے جگر کے ہین کباب
گرسیان کرتی ہی ہمے صورت دلبر شراب

ہم بھی بیشک ہین غلامان علی مین ای نسیم
ساقی کوثر سے لینگے چلکے اک ساغر شراب

خضران قیدیان مستور کو لیے ہوئے ایک صحرائے پر بہار مین پہونچا اب اس ملعون کا قصد ہوا کہ ان نازنینان سرحسین و مہ جبینان مہر تمکین کو قتل کرون چند کنیزین جو ساتھ مین انکو حکم دیا کہ اربن استاد کرو جلادون کو بلاؤ کنیزون نے بڑھ کے دستک دی کئی جلاد صاحبان بیداد بلکہ ظلم و ستم کے استاد فوراً آکر حاضر ہوئے دارین استاد ہو مگر اب خضران نے سحر کیا ملکہ بہار وغیرہ بشکل انسان ظاہر ہوئین مگر رنگ روشنی گل سے چہرے کملائے ہوئے سب سے زیادہ ملکہ ال[illegible] بیقرار اشکبار تصویر ملال لوت آنکھون کے سامنے جدائی کا ایرج نوجوان کے خیال ہجوم لشکر غم و ملال مثل گنہگارون کے اس صحرائے ہول خیز مین استاد خضران ملعون کی نئے طور کی بیداد بارہ دری مین بیٹھا ہی گرد چند کنیزین ایک ایک سے عتاب خطاب کر رہا ہی کہ کیون ای بہار طاعت افراسیاب قبول کرو ورنہ سبکو قتل کرونگا کوئی جواب نہین دیتا مہر سکوت لب پر حیران و ششدر بران کی آنکھون سے آنسو جاری یاد ایرج مین بیقرار ہو کر بے اختیار یہ اشعار زبان پر جاری ہوتے تھے

بھلا وہ کیا ہو مرے حال زار سے واقف
نہین ہی جو ستم روزگار سے واقف

وہ عندلیب ہون جسکی کھلی قفس مین آنکھ
نہین ہی لطف خزان و بہار سے واقف

نہین اُٹھائی ہی جسنے چپش جدائی کی
وہ کیا ہو میرے دلِ داغدار سے واقف

فروغِ حسن شب و زلف اُسنے دیکھی ہی
یہ دل ہی گردشِ لیل و نہار سے واقف

خیال گریۂ پس مرگ اسکو کیا ہوگا
جو آج تک نہین میرے مزار سے واقف

نہ جانتے تھے کہ تکلیف عشق مین ہوگی
نہین تھے ہم ستمِ انتظار سے واقف

ہجوم کیف کی ہر دم ترقیان ہین مجھے
وہ آنکھ ہون کہ نہین جو خمار سے واقف

خلش اُٹھائی نہ نوکِ مژہ کی اشکون نے
یہ آبلے نہین تکلیف خار سے واقف

ڈرو خدا سے گھمنڈ اسقدر نہین اچھا
نہین ہو جذبِ دلِ بیقرار سے واقف

مین وہ ہون غنچۂ پژمردہ اِس چمن مین نسیم
کہ جو نہین کبھی لطفِ بہار سے واقف

خضران طرف بہار و مخمور کے متوجہ ہوا کہا ای ملکہ بہار شہنشاہ نے تمھارے مقدمہ مین ارشاد فرمایا ہی اگر تم توبہ کرو تو تمھاری خطا معاف کرا دون ای مخمور افراسیاب کو ہجر تیرا ناگوار ہی مین وعدہ کرتا ہون سلطنت طلسم ہوش ربا تمکو حاصل ہوگی انتظام کا تمکو اختیار ہی کوئی دخل نہ دیگا مین چلکر خطا معاف کرا دون مخمور و بہار نے جواب دیا او بیحیا ہمنے خطا کسکی کی ہی دین سامری پر ہم لعنت کر چکے تجکو اختیار ہی جو تجھ سے ہو سکے کوتاہی نہ کر خدا سے اپنا رنگ ست جلادون کو اُسنے اشارہ کیا کہا اول شاخ حیات بہار قلم کر آج ہی مخمور کا بھی نشہ اُتر لگا ای باغبان تو وزیر اعظم ہی معشوقان شہنشاہ کو سمجھا ناحق جان دیتی ہین باغبان نے کہا او سبز قدم تو وہم اپنی ہی کہتا ہی جو تجھ سے ہو سکے دیر نکر ہم خود اپنی جان سے بیزار ہین پس خضران نے اول جلاد کو حکم دیا کہ بہاران کو قتل کر جلاد خنجر کھینچکر چلا بہاران نے سر تسلیم خم کر دیا باغبان نے بیقرار ہوکر عاما نگی مخمود وغیرہ نے آمین کہی جلاد نے لپک کر ملکہ بہاران پر ہاتھ مارا خنجر سے جلاد کے برق چمکی جلاد کے سر پر پڑی سر کے دو ٹکڑے ہوے خضران نے جو یہ حال دیکھا گھبرا گیا کہ جلاد کو کسنے قتل کیا اِس حیرت مین تھا کہ آسمان سے نعرہ ہوا ستم آفتاب جادو ماہ آسمان طلسم نور افشان نیر تاباں برج فلک عز و شان صاحب عزت و توقیر وزیر اعظم شہنشاہ کوکب روشنضمیر خضران سبز پوش نے جو آفتاب جادو کو دیکھا کہ چہرہ اِس جوان کا غصہ سے سرخ ہاتھ چمکاتا ہوا زمین گرتا ہوا اتنی جلدی آیا کہ زبان ہلانا دشوار ہو گیا مگر خضران نے طائران سحر کو اپنے اشارہ کیا کہ ہزار ہا طائران

زمزمہ سرا آفتاب جادو پر اڑے چاہتے تھے کہ منقاروں سے زرۂ جسم کو پارہ پارہ کریں بیچون سے بوٹیاں نوچ ڈالیں چند اسی طرح گرے لیکن آفتاب جادو نے آنکھیں شہنشاہ کوکب کی دیکھی تھیں فوراً خنجر کمر سے نکالا طائروں کو دکھا کر زمین پر رکھ دیا طائروں نے بڑھ کر خنجر کے اپنے گلے رکھ کے ہزاروں ذبح ہو گئے کنیزیں خضران کی آفتاب جادو پر سحر کرنے لگیں اُنکو تو ایک ایک اشارہ میں آفتاب جادو نے قتل کیا پکار کر آواز دی کہ تم کیوں اپنی اپنی جانیں دیتی ہو چلو خدمت میں شہنشاہ نورافشان کے یہ کہکر آفتاب نے اپنا عکس ڈالا کنیزیں مسخر ہوئیں محبت کوکب کا دم بھرنے لگیں خضران سے منھ پھیرا اب خضران اور آفتاب جادو کا سامنا ہوا خضران نے باغ سحر بنا کر تیار کیے آفتاب نے حدت دکھائی وہ دھوپ پڑی کہ نخل مرجھائے جوانان چمن کے دم لبون پر آئے پھول کملائے غنچوں کی زبانوں میں کانٹے پڑے نرگس کی آنکھیں پتھرا گئیں سنبل کو پیچ و تاب سوسن کی زبان میں لکنت سرو پر تیر غم و الم کے چلے شاخوں نے سر پیٹا تھے

چلے جوانان چمن کا بیکار شباب سبز ہے خورد خواب نظم

چلے سحر سے اسکے سارے شجر	ہوا آتش گل سے گلشن سقر	خزان کا ہے سو رواں ہی دم سے باغ
اُسی دم سے لالے کے ہے دل میں داغ	اُسی دن سے ہر خشک نرگس کا جام	اُسی دن سے بلبل کا نالہ ہے کام
کلیجہ ہو کیونکر نہ غنچوں کا شق	کہ ہوتا ہے بلبل کے غم سے قلق	غرض ایسے گلزار کو نامراد
فلک ہو گیا دیکھ کر شاد شاد	خضران گھبرایا کہ ہوا آفتاب سے باغ کو خاک میں ملایا جب جل گیا	

خضران نے بڑھ کے دوسرا سحر کیا ہوا میں ٹھنڈی چلیں چھینٹے موج مارنے لگے اب خضران نے چاہا اس رنگ کو مبہوت کروں لیکن آفتاب کب اُسکا رنگ جمنے دیتا ہے جب ہاتھ ہلا دیا ہوا چلتے چلتے تھم گئی ہوا بگاڑ دی خضران کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے سبز بختی کا سامنا ہر چند سحر کرتا ہے نخل خشک زمین ہوتے سبزہ اس سے بیگانہ ہوا چونکہ نام خضران سبز پوش ہے ہرے بھرے شجر بنانے کا جوش ہے لیکن آفتاب جادو سے جو آنکھ ملائی آنکھوں میں سرسوں پھولی ہر چند بینائی میں فرق آیا مگر ساون میں اندھا ہوا ہے تمام صحرا ہرا بھرا معلوم ہوتا ہے اب تو تیغہ پکڑ کر خضران چمکا کہا اے آفتاب دم لینا دشوار کر دونگا خانہ دل کو غم و الم سے بھر دونگا یہ کہکر کئی ہاتھ تلوار کے لگائے آفتاب جادو سپر بسر روک رہا ہے ہر سحر کا جواب دیتا ہے عرصہ دراز تک آپس میں رد و قدح ہوئی مگر آفتاب جادو نے نیا

سحر چین کرتا اُسکے سوال کا جواب دے رہا ہی جب اُسنے کئی ہاتھ تلوار کے لگائے شعبدہ و ہاے سحر دکھائے دو
ایک زخم بھی آفتاب جادو نے کھائے اُسوقت مثل شیر خشمناک نعرہ کیا کہا او ملعون اِس جانب دیکھ
اب قلعی کھلجائیگی دعوے اسکندری بھولیگا اپنے نزدیک بڑا ساحر فطرت ہی یہ سحر بانی حیرت ہی اسکو
آئینہ جمشیدی کہتے ہین یہ کہکر جیب سے ایک آئینہ جمشیدی نکالا اُس خودبین کو دکھایا اُسکی جو نگاہ اُس
آئینہ جمشیدی پر پڑی ایک آہ کی صدا مُنھ سے نکلی دیکھا ایک جوان تاجدار کرسی جواہر نگار پہ بیٹھا
مسکرا رہا ہی آئینہ خیال مین جوہر چمنستان سحر کھلا ہوا ہی خضران نے چاہا مُنھ پھیر دن اُس جوان تاجدار
نے آئینہ سے صورت دکھا دی خضران نے ایک چیخ ماری آہ کا نعرہ کیا اسوقت اُس آئینہ جمشیدی
سے ایک برق سبز چمک کر سر پر خضران کے گری پڑھے پڑھتے سحر کیے اِس امید پر کہ اپنی جان بچا لے
بھاگ کر نکلجاؤن مگر جوش حیرت مین مبتلا تھا قدم نہ ہٹا سکا یون تڑپ کر برق گری اُس کے
دو ٹکڑے ہوئے اندھیرا چھا گیا صدائین مختلف آنے لگین آندھی سیاہ اُٹھی بعد عرصۂ دراز کے
آواز آئی کشتی مرا نامم بُد خضران سبز پوش صحرا نشین بود افسوس مردیم و جاندادیم بمطلب خود
نرسیدیم اب صحرا روشن ہوا ملکہ بہاران وغیرہ کو قید سے رہا کیا بُرّان نے پوچھا اے عم نامدار آپ کو
کیونکر خبر ہوئی آفتاب نے عرض کی آپ کے والد نامدار نے خبر دی اول ماہ مین آپکی بہن ملکہ
اختر کو چھوڑا یا وہ لشکر افراسیاب سے پھر اُٹھ گئین ہین اس ملعون سے مقابلہ کو آیا آئینہ
جمشیدی سرکار نے نکالکر مجکو مرحمت کیا اگر آئینہ نہوتا تو مین اس خودبین پر غالب نہ آتا اب مین جاکر
شہنشاہ کو مژدۂ فتح و ظفر سناتا ہون آپ جلد تشریف لیجائین لشکر ظفر اثر کی خبر لین ہرچند کہ مین نے
بہت کچھ سمجھا دیا مگر ملکہ اختر بڑے غصے مین آگئی ہی آپ لوگ جاکر جلد خبر لیجیے یہان ٹھہرنا مناسب
نہین آئینہ جمشیدی دے کر شہنشاہ نے مجکو روانہ کیا ہی فکر مین غرق دریاے حیرت ہونگے ملکہ بہار
و مخمور سرخ چشم و باغبان قدرت و رعد و برق لامع و ملکہ بران شمشیر زن و مجلس جادو
ان سب نے بتعجیل تمام تخت سحر تیار کیا طرف لشکر اسلام کے چلے آفتاب جادو طرف قصر
جمشیدی کے متوجہ ہوا اُن دونون کو راہ مین چھوڑ دیجیے

دو کلمے داستان لشکر اسلام و افراسیاب ناکام کے بیان ہوتے ہین نظم

باقی ہی شوق قاتل شمشیر زن ہنوز	چمکا ہے یہ زخم لعاب دہن ہنوز	مشغول دل کی عزت بے چنگی ہین

کرتے ہیں چاک کنج لحد میں کفن ہنوز
ہوتی نہیں ہے کم مری دیوانگی
کھولے ہوئے ہیں زخم ہمارے دہن ہنوز
ہم سرو بھی ہوئے نفس سرد کھینچکر
پابند آرزو ہے بہار چمن ہنوز
پہلے ہی سے سوال کے ہیں بدگمان
پہنے ہوئے ہے روح وہی پیرہن ہنوز
اٹھینگے کیا سوال نکیرین کے لیے

اب تک ڈٹی ہیں ہم سے تری کج ادائیاں
جاتا نہیں ہے سر سے خیال وطن ہنوز
بحدیکہ یاد رخ و زلف میں ہوئی
گرمی دکھا رہی ہے تری انجمن ہنوز
جلوے دکھا رہے ہیں ترے داغ دل
نکلا نہیں دہن سے ہمارے سخن ہنوز
ہیجان اضطراب نکیرات ہے ابھی
باقی ہے قبر میں بھی وہی ضعف تن ہنوز

اے چرخ کم ہوا نہ ترا بانکپن ہنوز
قاتل دریغ کر نہ لعاب زبان تیغ
مصروف تازگی ہیں عذاب کہن ہنوز
ہر غنچہ منعقد ہے تری شوق دید میں
اے رشک گل رہی ہے ہوائے چمن ہنوز
ایسی سے خوشنمائی ہے تاب کی کشتگی
باقی ہے دیکھو صحبت شمع و لگن ہنوز

بعد روانہ کرنے ملکہ اختر کی قید کے افراسیاب جادو بارگاہ ملکہ حیرت میں موجود ہے کہ آسمان سے نعرہ ہوا کہ ہم ملکہ اختر بن بیلان فیل زور شمشیر زن افراسیاب گھبرا کر باہر نکل آیا بشہ اُس بیچارہ کو تردد ہوا کہ محفوظ جادو سے اتنی حفاظت نہو سکی یہ گیسو بریدہ کیونکر رہا ہوئی مگر اختر نے آگے گرتے ہزاروں کو قتل کیا تحریر کر چکا ہوں کہ ملکہ مہرخ سرداران زنہار کو لے کر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئی ہیں کہ ہرکارے دوڑتے ہوئے آئے عرض کی حضور ملکہ اختر نے لشکر افراسیاب کے ہزاروں ساحر قتل کیے اب اُس شاہزادی پرکالہ ہے ملازمان حیرت نے چار جانب سے گھیرا ہے افراسیاب بھی کھڑا تماشا دیکھ رہا ہے یہ سنکر ملکہ مہرخ کو تاب نہ آئی کہا لو صاحبو غضب ہوا ہمارے سردار اب تک واپس نہیں آئے ملکہ بران کی خبر دریافت نہیں ہوئی بھتیجی پر کوکب کی یہ افتاد دیکھو نکر دخل نہ دیں یہ کہکر ملکہ مہرخ اُٹھیں تخت پر سوار ہوئیں نفیر نوبتی نقارے پر چوب پڑی علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے رسالے تیار ہوئے ملکہ مہرخ سوے کا گلستا و ہلال سحر افگن نے آتے ہی ہلال زرین پھینک مارا ملکہ مہرخ سو نے پریشان ہوکر کاکل کھولی خورشید زرین مو نے آفتاب سحر پھینکا شکیل بے عدیل نے تلوار کھینچی لرزان سحر و زلزلہ جادو دونوں زن و شوہر نے طبقے زمین کے ہلا دیے افراسیاب نے دیکھا کہ سرداران نامی نے ایک چشم زدن میں ہزاروں کو قتل کیا لشکر کو شکست فاش ہوئی نامردوں کو بھاگنے کی تلاش ہوئی ملکہ اختر نے بڑھ کر موتیوں کا مالا پھینک مارا جتنے موتی ٹوٹے اُتنے ہی ساحر افراسیاب کے مرے یہ بس افراسیاب کو ناگوار ہوا جیسے ہی اُٹھنے اپنے مقام سے جنبش کی ملکہ مہرخ نے آواز دی بی بی اختر نکل جا اب سحر نے کا

وقت یہان ہی افراسیاب جادو پڑھ کر سحر کیا چاہتا ہی لپکے زمین سے شعلے نکلے اُسکے سحر کا روکنا دشوار
ہو گا اختر نے نانا پھر چوپک کر جا پڑی اسکی مرتبہ سر حیرت کا نمی ہوا تخت ٹوٹ گیا افراسیاب جادو
کو بہت ناگوار ہوا تیغہ کھینچکر بڑھا آواز دی کیون تم ہمسون کی شامتین آئی ہین ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا
نہین معلوم محفوظ جادو پر کیا گذری جو یہ گیسو بریدہ قید سے چھوٹی یہ کہکر چوپک کر سنگریزے اٹھائے
آسمان پر پھینکے لشکر اسلام پر پتھر برسنے لگے ہزارون کے سر پھٹ گئے سرداران نعمتن و گردان صف شکن
شریک ہو کر ان سنگریزون کو دفع کرتے ہین افراسیاب جسپر جا پڑا اگر منہ سے اُف نکلگیا شعلہ بھڑک کر
اُسپر گرا اعضا جلنے لگے جسم سے اُسکے شعلے نکلنے لگے ہزار جادوگر جلکر گرے افراسیاب سنے پڑھ پڑھ کے
سحر کیے صفونکو درہم و برہم کر دیا ملکہ مہرخ نے بڑھ بڑھ کر گولے مارے اور جادوگر بہت سے مرے مگر
افراسیاب پر تاثیر نہوئی آخر ناچار ہو کر سرداران نامی نے چاہا نکلجائین افراسیاب کب جانے دیتا ہی
پیچھا کیے ہوئے چلا آتا ہی سرداران اسلام کا یہ حال ہی کہ سب ملکر افراسیاب پر سحر کی بوچھار کرتے ہین
کسی کے سحر نے آگ بھڑکائی کسی نے تلوار برسائی کسی نے بجلی گرائی افراسیاب ایک اشارے مین سب
کے سحر دفع کر دیتا ہی اب ملکہ مہرخ کو بھاگ کے نکلنا بھی دشوار ہوا ہر مقام پر افراسیاب روکتا ہی
ایک ایک سردار کو ٹوکتا ہی لیکن یہ غازی لڑنے والے جان نثاران لشکر اسلام آمادۂ مرگ وہاسے
قضا قدم نہین ہٹاتے لیکن مجبوری یہ ہی کہ افراسیاب پر سحر تاثیر نہین کرتا استادان معنور نے تحریر فرمایا ہی
کہ افراسیاب نے قہر و غضب مین آکر آواز دی ارے کیا طلسم ہوشربا شکست ہوا اے ایلیان حجرۂ بلا فصل
ہوئے دوای امان ملکہ تاریک شکل کش قتل ہو گئین یہ جو صدا افراسیاب نے بقہر و غضب تمام دی زمین
کانپی آسمان پر برق چمکی ملکہ مہرخ نے تو اپنے سردارون کو آواز دی کہ یارو بھاگو غضب ہوا افراسیاب
طلسم ہا ملن سے مدد طلب کرتا ہی یا ایک مرتبہ ملکے سب صاحب سحر کرو لیکن آج سحر تاثیر ہونا تمھارے سحر کی
دشوار ہی تمام سردار ایک مقام پر کھڑے ہوئے سب نے اپنا اپنے سحر کیے شعلہ گرے آتش و غبار ہائے
سحر و شمشیر ہائے بران و خنجر ہائے خونفشان و نیزہ ہائے جان ستان و تیر ہائے دلدوز و تبر ہائے پرسوز
افراسیاب پر گرے آگ نے جلانے کا قصد کیا غبار سحر نے چاہا خاک مین ملا دون تلوارون کا قصد تھا
کہ دم بند کرین خنجر چاہتے تھے کہ ٹکڑے افراسیاب کے کرین تیر کہتے تھے کہ کلیجہ کو توڑ کر نکلجائین
نیزہ بلی کرتا تھا کہ دل و جگر کو برباد دون تبر سرکشی کرتے تھے کہ استخوان جسم کے پرزے پرزے اڑا دون

یہ سب خرابی جسم پر افراسیاب کے پڑی مگر یہ وہ سخت جان تھا کہ ان سب کو دفع کیا اور وہ جو نوحہ کیا
اُسکا ظہور یہ ہوا کہ ایک نازنین نہایت حسین ایک تخت پر سوار جو تار زر چہار بند تھا ہوا تخت کو اُڑائے ہوئے
آئی ہو پکارتی ہوئی کہ اے شہنشاہ کنیز آپ ہی کی ایسے کلمات حسرت و یاس زبان سے نہ فرمایا کیجئے قہر سامری
سے ڈر اگئی اراکین طلسم ہوش رُبا کانپ رہے ہیں ہر کس و ناکس کو ملال ہے جان اپنی آپ کے قدموں
پر نثار کرین جو خیال ہو یہ کہکر اُس نازنین نے ایک گرز فولادی ہاتھ میں افراسیاب کے دیا کہا لو
شہنشاہ یہ حاضر ہے افراسیاب نے خوش ہو کر گرز اُسکے ہاتھ سے لیا ملکہ سرخ مو وغیرہ نے جو یہ
معرکہ دیکھا نعرۂ سحر بجا لائی کہ یارو نقل چلو دیکھو بلا ٹالنا ہوا اچھا ہی ہوا افراسیاب نے للکارا کہ باشیدای
مسلمانان آج کیا میں تمکو زندہ چھوڑونگا یہ کہکر چند قدم پیچھے ہٹا سامری کا نام لیکر وہ گرز پھینکا تا
ہونے کی آواز آئی کہ زمین تھرائی معلوم ہوا کہ کئی سو توپیں ایکسر تبہ فیر ہو گئیں ہزار ہا غل کرتے
صدا بندگان خدا کے کلیجے پھٹ گئے طائرون کے ہوش اُڑ گئے درندہ پہاڑوں سے سر ٹکرانے لگے نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا اسقدر	لرزنے لگے خوف سے دشت ہا	فلک کو فراموش گردش ہوئی
پہاڑون کو سختی میں جنبش ہوئی	قیامت کا سامان عیان ہوگیا	رخ مہر گردون نہان ہوگیا
عیان سحر و افسون کا یہ زور تھا	صدا ہاے ہا ہو کا ہی شور تھا	بعد عرصہ دراز ملکہ حیرت جادو

نے دیکھا کہ افراسیاب جادو کھڑا جھوم رہا ہے اور ملکہ مہرخ مع چار سو سرداروں کے جنگل
مردون کے بیہوش پڑی ہیں اور اولیان لشکر دیوانہ وار وحشی مثال فریاد کر رہے ہیں بارگاہیں
سرنگون خیمے سنسان حقیقت اُجاڑ ایک سحر میں افراسیاب جادو نے یہ حال کر دیا حیرت
جادو نے پکار کر آواز دی آؤ ان سب کو گرفتار کرو با دولت جا کر جلاد طلسمی روانہ کرینگے
وہ ان سب کو چشم زدن میں قتل کرینگے اور استاد خضران سبز پوش صحرا نشین نے ملکہ بہاران
وغیرہ کو قتل کیا ہوگا اگر شاید اُسکی ضرورت ہو تو میں اُنکو بھی انکین کی خدمت میں بھیجدونگا
اختیار با دولت کا دیکھا کرتا تھا کہ جسدن قصد کرونگا لونڈی غلاموں کو شاد دنیا کیا ذکر اے
ہی سردار کیدان رسالدار سب تعریفین کرنے لگے کہ آپکا کون دنیا میں ہمسر ہے یہ فوج آپ
کے دامن کی گرد ہے ملکہ حیرت نے بڑھ کے وزیر زادیون کو حکم دیا سب کو گرفتار کرلو
افراسیاب تو فوراً بہ کبر و نخوت تمام مرکب شکین پرند پر سوار ہو کر طرف باغ سیب کے روانہ

ہوا ملکہ حیرت جادو ان قیدیان بلا کو گرفتار کرکے نوبت نقارے بجاتی ہوئی طرف اپنی بارگاہ کے پہنچی ملکہ مہرخ وغیرہ کو اب ہوش آیا اپنے کو مسلسل و مطوق پایا حیران و پریشان کہ اب دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی حیرت جادو نے آواز دی کیون مہرخ شہنشاہ کے اختیار کو ملاحظہ کیا بہار وغیرہ وہان گرفتار ہوئین سار بان زادہ طلسم کشا کو لیکر طلسم صندل پر گیا ملکہ صندل جادو تک رسائی دشوار اسکو وہان الیاس طلسم صندل قتل کرینگے ایک دن مین کل کا خاتمہ ہوگا کسکی مجال ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا سے مقابلہ کرسکے کنیزان حیرت جادو و ملکہ مہرخ کو سمجھانے لگین کہ اب سرکشی سے ہاتھ اٹھاؤ اپنے ملک کے سامنے سر جھکاؤ تم لوگ اس گھر کے نمک خوار ہو شہنشاہ کے تابعدار ہو ابھی ملکہ عالم کو رحم آجائیگا خطا معاف کردینگی ملکہ مہرخ نے کہا کہ ارے حیرت کیون اسقدر غرور کرتی ہی سلطنت کے نام پر مرتی ہی جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر اب ہم تیری اطاعت کرینگے جسکی جان قضا ہی مارا جائیگا چنگل شہباز اجل سے کوئی مہلت نہ پائیگا صیاد اجل نے ہر مقام پر دام بچھایا ہی ہر طائر زیرک کو پھنسایا ہی جسکی موت جس مقام پر ہی خاک کو کھینچ لیتی ہی اجل کسی کو کب مہلت دیتی ہی کس کس کا غم کرین کس کس یار وفادار کا الم کرین اشعار آبدار

ایک ہو تو جسکی خاطر روئیے
کیسی کیسی صورتین یان مٹ گئین
حسن و خوبی ساتھ اپنے لیگئے
حشر تک روشن ہیگا یہ چراغ

آہ اب کس کس کی خاطر روئیے
کیسے کیسے لوگ یان سے اٹھ گئے
لالہ سان اک داغ دل پر دیگئے
کیجیے آگے بس اب قطع کلام

ایسی کتنی صورتین یان مٹ گئین
خوبرو سارے جہان سے اٹھ گئے
غم سے یارونکے ہی دل سیاہی داغ
دوستون کا غم نہووے گا تمام

ملکہ مہرخ نے جو یہ اشعار عبرت آمیز مصیبت خیز زبان پر جاری کیے ماہ زمان حیرت میں غل بلند ہوا ہر ایک نے کہا صاحبو حقیقت میں ملکہ مہرخ نے کیا کلمات حسرت آیات زمانے میں کہ دل نہیں ہو گیا ایسے کیسے گلعذاران خوبرو ماہرویان نیک خو معشوقان سرو قد نازنینان خورشید چہرہ تاجداران جلیل ارسطو فطرت فہیم عقیل صاحبان جاہ و جلال شاعران باکمال حسرت و یاس لیکر پردہ دنیا سے گئے باغ عالم سے ثمر مراد حاصل نہوا کسی کا ماہ حسن و جمال کامل نہوا دنیا مقام عبرت ہی جائے عشرت نہیں مصیبت مہرخ پر بعض روتے ہین بعض ہنستے ہین بعض انکے قتل پر کمر کستے ہین حیرت نے حکم دیا میدان خونی کی تیاری کرو مین ابھی ان سب کو دار پر کھنچواونگی شہنشاہ

مجھے اختیار دے گئے ہیں جلاد طلسمی آنے سے کیا مراد ہے ہمارے لشکر کا ایک ایک سپاہی جلاد ہے
مسلمانوں کے ہاتھ سے سب نے صدمے اٹھائے ہیں سب کے دل بھرے ہوئے ہیں بعض انکے قتل پر کمر
کسے ہیں حیرت نے جو یہ حکم دیا میدان خونی کی تیاری ہونے لگی دار بن استادہ ہوئیں جلاد آنے لگے
شلنگے لگانے لگے حیرت تخت پر آکر بیٹھی گرداگرد رفیقان سلطنت شیران ابنت حاضر ہیں حیرت نے
حکم دیا ملکہ مہرخ کو سامنے لاؤ سرزنجیر کو تھام کر ملکہ مہرخ کو سامنے لائے حیرت جادو نے کہا اے
مہرخ اب بھی کچھ نہیں گیا قدم کو بادولت کے بوسہ دے مہرخ نے جواب دیا او حیرت بس
خاموش رہ حکم قتل دے ہمکو نہ بکا ہم خوب سمجھ چکے ہیں بس حیرت نے حکم دیا مہرخ کا جلد سر کاٹ لو
جلاد تیغ کھینچ کر سر پر مہرخ کے آیا اسوقت سرداران مہرخ بیقرار ہوئے جانباز سرفروش اپنے بادشاہ
کی محبت کا جوش پکارتے تھے کہ او حیرت پہلے ہمیں قتل کر ہمارے مالک کے خون سے ہاتھ نہ بھر حیرت
نے تاتا جلادوں کو اشارہ کیا جلادوں نے بڑھ کر شانہ ملکہ مہرخ کا ہلایا کہا اے ملکہ عالم ساغر عمر آپ کا
لبریز ہوا رشتہ حیات منقطع ہوتا ہے جو ہوس ہو فرمائیے اب تک اہل غیر ممکن خاتون محل شہنشاہ سامنے
موجود ہیں حکم دے چکی ہیں سامری جمشید کو سجدہ کرو ملکہ کے قدموں کو بوسہ دو ملکہ مہرخ نے قہر و غضب
میں جواب دیا او بھیا بکار خود ہوشیار باش جلادوں نے خنجر کھینچا حیرت نے تیسرا حکم دیا جلادوں نے دو دو کر
خنجر مارا پیشانی پر جلادوں کے پھر پڑا سر جلاد کا دور جا کر گرا کڑکے کی آواز آئی لوگوں نے آواز دی وہ ملکہ
اب جو دیکھا جلاد کا سر پھٹا ہوا تڑپ رہا ہے مہرخ بہ اطمینان بیٹھی ہے حیرت نے کہا کہ یہ جلاد کیا دیوانہ
تھا جو اپنے سر پر خنجر مار لیا حکم ہوا کہ دوسرے جلاد کو بلاؤ دوسرا جلاد پردے سے نکلا ہٹو ہٹو کرتا ہوا
قریب ملکہ مہرخ کے آیا کہا او گنہگار ہوشیار ہو جا مہرخ نے سر اٹھایا جلاد نے اشارہ کیا میں ہوں عمرو
آپ کا معتمد ہوں چالاک بن عمرو و چپٹ کے زبان سے ملکہ مہرخ کی سوزن نکالا تڑپ کے مہرخ نے
نعرہ کیا اٹھتے ہی گرز مارا کئی ساحروں کے سر پھٹے جبتک ملکہ حیرت سنبھلیں ملکہ مہرخ معہ
مہرخ ہوئے کا کلشاد و بلال جادو شکن کی زبانوں سے سوزن نکالے سب سردار لڑائی میں مصروف ہوئے
اہل ایمان نے سنا کہ ہمارے سرداروں نے رہائی پائی وہ بھی آکر مصروف جنگ ہوئے لیکن
حیرت … لشکر میں ہیں مثل بہار و باغبان وغیرہ اب جو …
… دالی … بہزاد و … رنگ …

زابریق کوہ شگاف وگیسو کشاے بن سہاب وغیرہ نے لشکر اسلام کو گھیر لیا حیرت جادو نے
طبقے زمین کے ہلا دیے اسکے ایک سحر کا جواب ملکہ بہار دیتی تھیں آن سرداران نامی مین سے کوئی موجود
نہین اور سب پر شیرانہ جا پڑی کسی کو زخمی کیا کسی کو گرفتار کرلیا اور یاسے آتش سحر سے مار مار ہزارہا
بندگان خدا ہلاک و خاک ہوے حیرت سے مہرخ نے بڑھ کر مقابلہ کیا کئی سحر حیرت نے کیے ملکہ مہرخ نے
جواب دیے کسی مقام پر کئی بہنون کی مہرخ نے بہ ہی بہنون کی حیرت غصہ مین تیغ کھینچکر جا پڑی کئی وار
مہرخ نے روکے آخر غصہ مین سامری جمشید کو یاد کرکے اسم سحر پڑھا ہاتھ تیغ کا مارا ملکہ مہرخ نے
سپر سحر کو اٹھایا تیغ حیرت کا سپر سحر سے زر کا سپر کے دو ٹکڑے سر بھی ملکہ مہرخ کا بخوبی زخمی ہوا
قریب تھا کہ بیہوش ہوکے گرے ملکہ بلال سحر افگن و ملکہ سرخ مو سے کا کلکشا سحر کرتی ہوئین
قریب ملکہ مہرخ کے آئین شانہ تھام کے سنبھالا کئی ہزار ساحر اس مقام پر مارے گئے اہل اسلام
چاہتے ہین کہ لشکر حیرت سے ابھر کے نکلائین مگر فوج حیرت نے گھیرا ڈالدیا زبان ہلانا مشکل ہوئین
بیشمار زخمی ہونے سے ملکہ مہرخ کے فوج کے پاؤن اکھڑنے لگے ہر چند کہ سردار کدو کوشش کرتے ہین
مگر فوج کا ٹھہرنا دشوار نقیبانے بلند آواز ترغیب دیتے ہین کہ اے مردان بکوشید تا جامہ شاہی بپوشید
شعر ۔ زجنگ است جنگ باید کرد ؛ کوشش نام و ننگ باید کرد ؛ اب اسوقت کوئی نہین سنتا فوج
فرار سردارون کی کوشش بیکار ملکہ مہرخ نے دیکھا کہ پڑاو چھوٹا جاتا ہی بدحواس ہوگئی سردارون کو
آوازدی یارو کہان ہٹے جاتے ہو خواجہ عمرو نے ہمیشہ اپنی جان سا کے پڑاو کو قائم رکھا اگر پڑاو چھوٹا طلسم
ہوشربا مین قدم تھمنا دشوار ہوگا خراج گذاران افراسیاب گھیر کر گرفتار کرلینگے ذلت و رسوائی سے
قتل ہوگے تلوار کے منہ پہ جا پڑو قدم نہ ہٹاؤ ہر چند ملکہ مہرخ سینہ سپر کرتی ہی دم جرات کا بھرتی ہی لیکن
حیرت کے سحر نے آگ لگادی زمین تپ رہی ہی جھونکے ہواے گرم کے چل رہے ہین نخل خشک جل رہے
ہین دیکھا ملکہ مہرخ نے کہ بارگاہ لٹا چاہتی ہی سرفروش ہونے پر آمادہ مگر حیرت جادو کسی کا سحر اثر
نہین کرتا اسکو جواب دے رہی ہی بیقرار ہو کر تاج سر سے اتار دعا کی کہ پروردگار اپنے بندوں کو ان ظالمون
کے ہاتھ سے بچا سے حیرت جادو نے اہالیان لشکر کو ترغیب دی ارے ان باغیون کو جلد گرفتار کرلو
اب مہلت نہ دو کفار ہلہ کرکے چلے قریب ہی کہ بارگاہ ملکہ مہرخ لٹ جائے پڑاو چھٹ جائے کہ بحکم
باغبان قضا و قدر لپٹین پھولون کی آئین اہالیان لشکر حیرت جھومنے لگے نرگس شہلا نے آنکھیں کھولدین

سنبل نے زلف پرشکن کو آراستہ کیا نخل ہر سبز و شاداب ہوئے موسم بہار کی کیفیت ظاہر ہوئی ایک جانب سے لکۂ ابر گلنار پیدا ہوا سب نے سر اٹھا کر دیکھا لکۂ ابر گلنار شق ہوا ملکہ بران شمشیر زن بصد صولت و شوکت طاؤس زرین بال پر سوار پہلو مین ملکہ مجلس جادو ورق گل پہ پڑی جمی ہوئی غنچہ گل ہاتھ مین فندق صیان گوندھی ہوئی کہ تاب روان کا زیب جسم ایک جانب سے صاحب سطوت و صولت باغبان قدرت ایک جانب سے رعد و برق برق لامع ملکہ گلنور سرخ چشم یہ سب سرداران نامی حال لشکر اسلام تباہ دیکھکر آمادۂ مرگ و مہیائے قضا ہوئے لشکر حیرت پر گرے ملکہ بہار نے آتے ہی حیرت جادو کو للکارا کہ او بخردار اب آگے نہ بڑھنا تھم ملکہ بہار جادو یہ کہکر گلدستہ مارا پھول برسے اہالیان لشکر حیرت بیہوش ہوکر آپس مین لڑنے لگے کئی ہزار نے گلے کاٹ ڈالے تو بہار سے حیرت گھبرا جاتی ہے لمحہ بھر مین ہزارون نے جامۂ زرین کسی نے دیوانہ ہوکر دامن و گریبان چاک کیا اشعار عاشقانہ پڑھتا طرف ہوا کے بھاگا ملکہ بران نے اترتے اترتے کئی سو جادوگرون کو مارا ایک نخل کے سایہ مین کھڑے ہوکر دیکھا کہ بہار نے ہزار ہا کو دیوانہ بنایا وہ سب شعر ہائے عاشقانہ پڑھ رہے ہین بران کی آنکھون کے نیچے تصویر ایچ پھر گئی بیساختہ آہ کی دل چاہا ان دیوانون کے ساتھ ہم بھی گریبان چاک کرین طرف دشت بھاگ کے جائین خیال معشوق مین ناپائداری عالم بھی نگاہ مین ہے اتنے ہی عرصہ مین ہزار ہا لاشے پھڑک رہے زمین کوئی زخمدار کوئی بیقرار اس حال پر ملال کو دیکھکر یہ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری ہوئے اشعار

سن لے یہ التماس مرا دوستانہ ہے
کا و خیمہ و یار ترا شامیانہ ہے
اے عندلیب جان چمن جسم پر نہ پھول
اک دم مین مثل صبح صبا تو روانہ ہے
رکنی نہین ہے باگ کسی شہسوار کی
کیا ہو گئے وہ لوگ کہان وہ زمانہ ہے

ہشیار ہو کہ تیر اجل کا نشانہ ہے
دنیا کے سمجھے ہین یہ فرزند قرہا
ویرانہ ایک روز ترا آشیانہ ہے
یہ جلوہ ہائے بوقلمون بے ثبات ہین
ہر دم سمند عمر کو اک تازیانہ ہے
کہتا تھا جو نسیم تجھے سب سنا چکے

الجنگ رنگین مسند کمخواب نیم تا
بیگانہ سب سے ہو کہ اجل کا یگانہ ہے
انفاس مستعار پہ کیا اعتبار ہے
ہے زندگی طلسم جہان اک فسانہ ہے
کیا سرکشان دہر کے قصے سنائیے
نزدیک اختتام ترا کارخانہ ہے

ان اشعار کے پڑھنے سے اور زیادہ دل مین جوش ہوا کہ ای بران از جبر کر جان دو یا حیرت جادو کو برہم کر مارو بے مارے اسکا انجام غیر ممکن بس زندگی بیکار ہے ادھر سے لڑتی بھڑتی سوکرتی ہوئی ملکہ گلنور آمین محمود کی نگاہ بران پہ پڑی دیکھا اداس عالم یاس آنکھون مین آنسو بھرے

پتلہ فولادی زمین سے پیدا ہوا ہاں ہاں کرتا ہوا خبردار خاتون کل شہنشاہ پر دست انداز ہونا
کوہ مین حیرت کو لیکر وہی پتلہ بلند ہوگیا اب جو حیرت سے لشکر خالی ہوا بہار و مخمور وبران
نے آگ برسادی لشکر نے شکست فاش کھائی اہل اسلام قتل کرتے ہوئے بڑھے بارگاہین
خیمے لوٹ لیے جب دیکھا بہار نے کہ سردار بڑھے جاتے ہین نفیر سحر بجائی کہ صاحبو بس بھاگنے
والون کا پیچھا کرو قواعد صاحبقرانی سے خلاف اہل اسلام پلٹے ملازمان حیرت کئی کوس پر
جا کر ٹھہرے حیرت کو پتلے نے لیجا کر ایک پہاڑ پر ہوشیار کیا جب حیرت کی آنکھ کھلی اپنے کو پہاڑ پر
پایا پتلے کو قریب دیکھا سمجھی کہ یہ پتلہ بچا کر مجکو اٹھا لایا پھر اسباب سحر سے آراستہ ہوکر اپنے لشکر کے
دیکھنے کو چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ مصور وغیرہ نے دوبارہ بارگاہین ٹوٹی پھوٹی استادہ کرائی ہین
انتظام ہورہا ہی بھاگے ہوئے جمع ہوتے جاتے ہین حیرت نے آکر شکست لشکر کو درست کیا بارگاہ
مین آکر بیٹھی جو کچھ گذرا تھا اُس حال کی عرضی واسطے افراسیاب کے لکھی اُسپر مرقوم تھا کہ جن قیدیون
کو آپ نے ہمارے سپرد کیا بہار و باغبان وغیرہ نے آکر انکو رہا کرلیا بارگاہین خیمے لٹ گئے فلان
مقام پر آکر بے سامانی مین آپڑی ہون مگر اس لڑائی مین شکست فاش ہوئی ایک ساحر تیزرو کو
وہ عرضی دی اور زبانی بھی کہدیا کہ شہنشاہ جہان ہون یہ عرضی انکے ہاتھ مین دینا ساحر
نامہ لیکر روانہ ہوا حیرت مصروف انتظام لیکن اہل اسلام بفتح و فیروزی داخل بارگاہ آسمان جاہ
ہوئے ملکہ مہرخ نے ان سب صاحبون سے حالات خیریت آیات اسد نامدار کو پوچھا سب سے
زیادہ ملکہ مہ جبین الماس پوش و ملکہ لالان خون قبا مشتاق تھین ملکہ بہار وغیرہ کو خلوت
مین بلوایا تمام کیفیت ملکہ بہار نے ظاہر کی کہ حضور خواجہ عمرو ایک درہ کوہ مین طلسم کشا کو لیگئے
عبادت کرا کے فکر لوح مین مصروف ہونگے خدا فضل بنا شر ایسا حال کرے ہم لوگون نے رستے پیدا
کرلیے ہین دمبدم اپنے کو پاس طلسم کشا کے پہونچائینگے خبرین لائینگے بڑی مصیبت سے پروردگار نے
بچایا خضران گرفتار کرکے لیچلا تھا عین وقت پر آفتاب جادو پہونچا خضران کو مارا ہمکو رہا کیا اگر
ہمارا ٹھہرنا لشکر مین مناسب نہین ہے طلسم صندل پر لڑائی پڑیگی لیکن خدا اپنا فضل شریک کرے
ورنہ مہر و ماہ پر بڑی قیامت برپا ہوگی دونون جادوگرنیان بڑی زبردست ہین انکا بھی قتل دشوار ہے اب
ہم لوگ رخصت ہوتے ہین تنہائی پر اپنے آقا کی روتے ہین ملکہ مہرخ نے چاہا ابھی ان سرداران مسطورہ کو

رخصت نہ کروں ملکہ براں نے کہا اے بادشاہ لشکر اسلام اے ملکہ مہرخ خوش رہیں جلد ہم سبکو رخصت کیجیے برا وقت
زمین غلغلۂ گریہ وزاری بلند ہوا لیکن اسی وقت ملکہ بہار و باغبان عالیوف و ملکہ مخمور سرخ چشم و رعد و
برق و برق لامع و ملکہ براں و ملکہ مجلس جادو و ملکہ مہرخ و مہ جبین سے رخصت ہوئے ملکہ مہرخ نے سبکو گلے
سے لگایا فرمایا اے پیارو جو کیفیت گذرے ہمکو ضرور اطلاع دینا یہاں بھی آٹھ پہر موت کا سامنا ہے اگر حیات مستعار
باقی ہے تو تم سب صاحبوں سے ملینگے اور اگر قضا لیے جاتی ہے تو ملک عدم میں ملاقات ہوگی کہ صاحب بغدرہ
قران یعنی مہتر قران براے دریافت حال خواجہ عمرو شریک صحبت ہوئے باغبان سے پوچھا کہ ہمارے
استاد پر کیا گذری باغبان نے تمام کیفیت ظاہر کی اور یہ بھی بیان کر دیا کہ اب استاد کو بڑی مصیبت ہے
ہر وقت طلسم کشا کے ساتھ ہیں ذرا چوکیں باعث خرابی ہو مقدمہ طلسم صندل نہایت وسیع ہے اور اسباب
کو ناز ہے کہ کوئی ملکہ صندل جادو کو قتل نہیں کر سکتا نہیں معلوم کیا ماجرا و نیاز ہے مہتر قران نے کہا ہم بھی
اپنے استاد کی تلاش میں ضرور جائینگے یہ کہکر مہتر قران نے بھی بانداے عیاری اپنی ذات پر آراستہ کیے
چالاک کو بلا کر فرمایا اے نور نظر لشکر کا اچھی طرح خیال رکھنا تمہارے قبلہ و کعبہ نہیں ہیں ہم بھی برلے
تلاش جاتے ہیں چالاک نے سر جھکا لیا کہا خلیفہ پروردگار حافظ و نگہبان ہے ہماری کیا حقیقت کہ
ہم انتظام کر سکیں خدمت گذاری میں سب صاحبوں کی مصروف رہینگے اسی شب تیرہ و تار میں مہتر قران
طرف طلسم صندل کے چلے ایک جانب سے بہار وغیرہ بہ جستجوے شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب
غازی یہ سب صاحب جاتے ہیں ذکر مہتر قران و بہار وغیرہ انشاء اللہ وقت پر تحریر ہوگا

ذکر داستان حیرت بیان آفتاب عالمتاب آسمان جلالت یکہ تاز عرصۂ جرأت و ہمت ہزبر بیشۂ صاحبقرانی نہنگ بحر لیاقت و کامرانی نور نگاہ صاحبقران اعنی شاہزادہ اسد نوجوان کا نشان پاکر بزرگان دین سے مصروف ہونا فتح طلسم صندل میں و دیگر حالات متعلقہ داستان ساقی نامہ مصنف

پلا ساقیا جام جرأت شتاب
کھنچے تیغ کلک جلالت شعار
کہ تا رند مشرب جو سرشار ہو
کہ دور سخن ہے کہ مستو کہو جنگ
میں تیغ زبان کو علم کر چکا

کہ مالک مضامین پہ ہوں فتح یاب
کمیت قلم ہے مرا گشت میں
یہ سب میکدہ خون سے گلنار ہو
پلا جلد جام شراب کہن
کہ اس معرکہ میں قدم دھر چکا

ہوا لشکر جنگ کا اب خمار
چلے آج تلوار اس دشت میں
پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ
کہ رند جو رہے باچمن
صفیں ہم کریں نشہ زنگ کی

وہ آمد ہوئی افسر نظم کی
صبا سے کہا اب نہ آ دشت مین
جھپٹتا ہون مضمون کی فوج پر
کبھی جوش مین بحر زخار ہی
شہنشاہ اقلیم تسطیر ہی

لیبت قلم نے طرارہ بھرا
فلک پر گیا اب ہی گشت مین
مرا کلک ہی نیزۂ جانستان
یہ دریاے مواج و قہار ہی
نہ کر سا قیا اسقدر تیزبان

چھلاوہ بنا تو ہوا ہو گیا
قمر طبع چالاک ہی اوج پر
رقم سے نمایان ہین سر تیزبان
صفت مین قلم کی یہ تقریر ہی
کہ ہون یہ پرستون مین خونریزیان

چہرۂ سیاحان دشت پر ہول مضامین و فتاحان مرحلہ جات طلسمات جلالت آئین بملاحظہ لوح
قرطاس بیضا اقتباس بمدد افواج نظم و نثر فتاحی طلسمات مین مصروف ہین **اشعار مصنف**

نویسندگان سخن پروران | بہ تسطیر اوراق این داستان | مضامین رنگین بہم کردہ اند
سطور مرصع رقم کردہ اند | چابک شہسوار عرصۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی درۂ کوہ

فلک شکوہ مین براے عبادت رب اکبر آکر بیٹھا دعا مین مصروف ہوا خواجہ عمرو ناگاہ ٹھہرے دعا
کر رہے ہین کہ پروردگار اسد غازی کا انجام بخیر ہو ارباب بزرگان دین سے شرف حاصل ہو فتح
طلسم صندل سے تسکین دل ہو لوح طلسم صندل بتعجیل ملے غنچۂ آرزو کھلے مگر اسد نامدار بخضوع
وخشوع عبادت مین مصروف پکار رہا ہی کہ پروردگارا رحم اپنا شریک حال کر روتے روتے پہر رات
رہے بیقراری کا جوش دعا کرتے کرتے بیہوش ہوا بزرگان دین کو عالم خواب مین دیکھا اسد غازی
کے دیدۂ ظاہری بند مین دیدۂ باطنی کھلے مین ارشاد فیض بنیاد ہوا کہ ای فتاح طلسم عجائب وغرائب
بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کر وہ نشان لوح بتائیگا مرحلہ جات پر بھی کام آئیگا بوقت سحر اسد
نامدار بیدار ہوا خواجہ عمرو صداے اسد سنکر درۂ کوہ مین تشریف لائے اسد نامور کو مصروف
وظائف پایا گر دیکھا چہرہ مثل آفتاب تابان و درخشان ہی عمرو نے اسد کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ
دیا فرمایا کہو ای نور نظر و ای پارۂ جگر کچھ بشارت ہوئی اسد نے کہا صرف اتنا ارشاد ہوا کہ بادشاہ
سابق طلسم صندل کو رہا کرو وہی لوح کا پتہ بتائیگا نہین معلوم بادشاہ سابق طلسم صندل
کہان قید ہی اور کیا نام ہی اسکی رہائی کی کیا صورت ہو عمرو نے کہا فرمانا بزرگون کا خالی از
لطف نہوگا انشاء اللہ اسکا پتہ ملیگا یہ فرما کر اسد کو درۂ کوہ مین ٹھہرایا خود عمرو صحرا مین آکر زیر نخل
ٹھہرا مگر حیران کیونکر پتہ ملے کہ بادشاہ سابق کہان قید ہی عمرو تو اسی فکر مین ہی لیکن افراسیاب کو

نامۂ حیرت بمقدمہ رہائی سرداران اسلام پہونچا اور یہ بھی اُسنے سُنا کہ خضران مارا گیا قہر و غضب مین آکر ایک
نامہ اشرار جادو کو تحریر کیا کہ ای اشرار نامہ ہذا دیکھتے ہی خضران نابینا بادشاہ سابق طلسم صندل کو
فوراً قتل کرنا ساری نامہ مین صاف تحریر ہی کہ جناب اخضر جادو و ساہنو گا قاتل طلسم صندل نامکن پس اسکا
قتل واجب و لازم ہی یہ نامہ ایک جادوگر کو دیا وہ نامہ لیکر روانہ ہوا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اسد کو دو
کرہ مین چھوڑ کر سایہ نخل مین بیٹھے سوچ رہے ہین کہ کیونکر بادشاہ سابق کو رہا کرون وہ بادشاہ سابق
کہان ہی ہماری نظرون سے نہان ہی یہ تو خواجہ عمرو کا دستور ہی کہ کبھی بصورت اصلی نہین رہتے ساحر
بنے ہوئے بیٹھے ہین سرگرم تردد و تحیر دیکھا ایک ساحر اڑا ہوا آتا ہی خیال مین گذرا کہ خواجہ آج اس ایک ساحر کو دیکھا ہی
دریافت کرین کہ یہ کون ہی یہ سوچ کر آواز دی ارے بھاگ جانے والے ادھر آؤ خبردار آگے نہ بڑھنا
قدم آگے بڑھاؤگے کتّے کی موت مارے جاؤگے اُس ساحر نے پلٹ کے دیکھا فوراً ہوا سے اُترا سمجھا
شاید آگے کچھ مقام خوف ہی جب زمین پر آیا خواجہ نے کہا کیون بے تو کون ہی کہان جاتا ہی تیرا کیا نام ہی
اُس ساحر نے کہا کہ ذرا زبان تو اپنی روکیے زبان کا شائستہ ہونا بڑے عیب کی بات ہی خواجہ عمرو نے
کہا تم ایسے گدھون کے واسطے زبان کی شائستگی کیا ایسون کے لیے جوتی پیزار لازم ہی جب تو وہ
جادوگر بگڑا اور غصہ آیا تیور پہ بل پڑا عمرو نے پشت پر ہاتھ رکھ کر کہا بھائی کیون لڑتے ہو ناحق ہمسے
بگڑتے ہو تم جاؤ ہماری پاپوش سے لاشہ زمین پر تڑپتا ہوگا جورو تمھاری بیوہ ہو جائیگی اور بچے یتیم
جہنم واصل ہو جب تو وہ جادوگر گھبرایا کہا بھائی صاحب تم بزرگ ہو مفصل حال بتاؤ تمھارے کلمات
سخت کا ہم برا نہین مانتے عمرو نے کہا بھائی پہلے نام و نشان سے آگاہ کرو پھر ہم ابھی سمجھا دین تمکو
سیدھی راہ بتا دین ہم شہنشاہ افراسیاب کے ملازم ہین خاص واسطے روکنے مسافرون کے مقرر
ہوے ہین بھائی ادھر ایک عیار بگڑ گیا ہی آیندہ و روندہ کو لوٹ لیتا ہی صدہا بندگان سامری مارے گئے
اُس سے ہمنے تمکو کلمات سخت کہے کہ تمکو غصہ آوے ادھر کے جانے کا قصد نہ کرو اُس جادوگر نے قدمون
کو بوسہ دیا کہا بھائی تمھارا احسان ہمکو افراسیاب نے طرف قصر آہنی کے روانہ کیا ہی ملک اخضر بادشاہ
سابق طلسم صندل وہان قید ہی اشرار جادو نگہبان کے نام یہ فرمان لیے جاتے ہین شہنشاہ کو ملک
اخضر کا قتل منظور ہی عمرو یہ مژدہ فرحت افزا سنکر پھول گیا پتہ نشان بخوبی پوچھا اُس جادوگر کو بیہوش
کر کیا بعد چند ساعت کہا بھائی وہان کے جنگل سے بچنا ذرا توپون سے بچ جاؤگے وہ ساحر سلام بندگی

کرکے سمت قطراہن روانہ ہوا بعد اسکے جانے کے خواجہ نے تمام کیفیت اگرا سد نامور سے بیان کی کچھ چپکے سے اسد کے کان میں کہا اسد نے عرض کی جو حضور کے نزدیک بہتر ہو وہ کیجیے مصرعہ صلاح ما ہمہ آنست کان صلاح شماست اس سرگزشت کا حال آگے بڑھ کے تحریر ہوگا خواجہ عمر و اسد کو لیکر اسی جانب چلے لیکن یہ ساحر فرستادہ افراسیاب رزان ترسان بخوف قزاقان شتل بیدکا پتا ہوا وہان پہونچا کہ اشترجادو بارہ ہزار ساحرون سے اترا ہوا ہے ملک اخضر مسلسل و مطوق بال سر کے بڑھے ہوے روشنی چشم بدلے تیرگی ہوا ملول رہا ہے اپنے حال زار پہ روتا ہے کہ یکایک بلند ہوا کہ ساحر نامۂ افراسیاب کا لیکر آیا ہے اشتر نے ساحر کو خلعت دیکر رخصت کیا نامہ پڑھا گیا مضمون مذکور تحریر تھا چونکہ عرصہ دراز سے بیچارہ اخضر قید ہے کوئی بے اعتدالی اس سے سرزد نہین ہوئی پھر ایسا ان اشتر کو بھی رنج و ملال ہوا اپنے قتل کی خبر ملک اخضر نے بھی سنی حیران ہو کر سر جھکا لیا اپنے حال پہ بہت رویا کبھی کہتا تھا خوبی تقدیر سے قید ہوئی اس شیر بیشۂ جرأت کی نصیب ہوئی موت قریب ہے واے بربادی گرفتاری با حسرت و یاس لے کر یہ دو دنیا سے چلے آرزوے دل پوری نہوئی **نظم**

من لباسِ عیش خود از بر چینم تا کجا
جان بفکرِ شادمانی طعمۂ غم تا کجا
جز نمک پاشی بخاطر رہ نیابد مرہمے
اے برادر سوایم واللہ اعلم تا کجا
از جہان عمر سعی ہاے نگین
حلقۂ در ہا زدن با قامت خم تا کجا

خندہ زن بر شادیِ من اہل ماتم تا کجا
ماضیم گر چرخ زیر تیغ بنشاند مرا
بر جراحتہاے تیغ عشق مرہم تا کجا
در فراق رفتگان با غم بسازم تا کجے
یک ورق گردانی ماندہ آسمان نیرنگ

خون دل تا کے خورم در سینہ ماندہ ام
از براے سرمۂ سامان بگردم تا کجا
غافل از بدنامیم منشین کہ ناموس
در مقام زحمت چندے بگیرم تا کجا
از تلاش و سعی سودا تا بکس بے بہرہ ام

خبر وحشت اثر اپنے قتل کی سنکر بے اختیار رویا اشتر جادو نے فوراً جلاد ایستادہ کرائی جلادون کو طلب کیا ساتھ والون نے کہا ہے مدت سے اسی مقام پر فروکش تھے اس بڈھے کی قید کے نگہبان اب قتل کرکے اپنے اپنے شہر مین جائینگے اس آفت سے مہلت پائینگے قریب اخضر جادو کے اشتر جادو نے کہا اے ملک اخضر تمھارے قتل کا حکم آگیا اب ہم تمکو قتل کرکے خدمت افراسیاب مین جا کر انعام لینگے سر تمھارا پیشکش کرینگے اخضر نے کہا اے اشتر کیا مجال ہے تیری جو تو مجکو قتل کرسکے بموجب بشارت بندگان دین با عظمت آمین آج دن میری رہائی کا ہے پس اگر قتل بھی ہوے طائر ارواح نے قفس جسم خاکی سے رہائی پائی انجام بخیر ہوا بعد مرگ باغ ہمیشہ بہار کی سیر نصیب ہوئی اشتر نے کہا اے اخضر کیون بیہودہ بکتا ہے تو تو کبھی جینے سے گیا ہے کہ بشارت ہوئی خواب مین بزرگون کی زیارت ہوئی اسکا انجام یہ ہوا آج بحسرت و یاس قتل

ہوتے ہو اب کیون اپنے حال زار پر روتے ہو افراسیاب کا ساتھ دیا لاچین کے خیرخواہ ہونے سے کیا لطف
اٹھایا اس روز سیاہ کا سامنا ہوا اب آمادۂ مرگ وہیاے قضا ہو ملک اخضر نے سر جھکایا جلاد تیغہ کھینچکے
قریب آیا اشرار نے کوسٹے کھلوائے ہین سب سے کہا ہے یہ مال ہم تم آپسمین تقسیم کرینگے مگر نہین معلوم کیا
سبب کہ آج شہنشاہ کا حکم اسکے قتل کے واسطے کیون آیا یہ تو عرصہ دراز سے قید ہے سلطنت طلسم صندل
سے معزول کرکے اندھا کر دیا ہمارے سپرد ہوا نہین معلوم کیا کسی نے شہنشاہ سے کہا جو حکم قطعی سر قلم
کرنے کا آیا ملک اخضر بیچارہ زیر تیغ سر جھکائے بیٹھا ہے دل سے کہتا ہے دیکھون کیا ظہور ہو کیون ای خداے
نادیدہ دوستون کو غم دشمنون کو سرور ہوا ابھی اشرار نے حکم اول نہین دیا کہ اڑ ہوا کا افسر جھلا اٹھو
شہنشاہ آتے ہین سب نے سر اٹھایا دیکھا افراسیاب جادو بصد کر و فر تخت سحر پر سوار پہلو مین حیرت جادو
ایسی معشوق قمر رخسار اترا ہوا آتا ہے اشرار جادو بارہ ہزار ساحران غدار کھڑے کر کے باستقبال آگے بڑھا
جلاد نے اخضر سے کہا لو ای ملک اخضر نابینا شہنشاہ طلسم ہوش ربا آپہونچے ملک اخضر نے جواب دیا
آئیگا تو نمک حرام کیا کریگا یہان تخت افراسیاب زمین پر اترا سلامی ہوئی درویان بچھین فوراً اشرار جادو
نے واسطے افراسیاب کے تخت لاکر بچھایا افراسیاب بہ کبر و نخوت تخت پر بیٹھا اشرار نے عرض کی اسوقت
حضور نے کیون تکلیف فرمائی افراسیاب نے کہا ای اشرار بد دولت تونے نامہ روانہ کیا لیکن اوراق سامری
مین دیکھا صاف صاف لکھا تھا کہ اخضر قتل ہوگا جو جلاد خنجر ماریگا وہ پلٹ کر اسی کے پڑیگا ایک آندھی
سیاہ اٹھیگی اسمین سب مر کر اسکے مر گئے بد دولت کو آرام نہ آیا دفع بلا کی تدبیر کی جلد شراب منگاؤ اسم
القاب سامری پڑھا جاے تم سب جلد پیو کہ سامری جمشید مقرر رحم کرینگے آج ذرا دیر بھی کیا گرائین
اتنا تو معلوم ہو کہ ہمارے بندے بڑے عقیل ہین لات و منات ذلیل ہین فوراً لاکر شراب کے مٹکے
رکھے گئے افراسیاب نے القاب سامری پڑھا مگر کچھ ایسی مغلقین کسی کی سمجھ مین نہ آئین حیرت پہلو مین
ہنستی جاتی ہے سب سے زیادہ حیرت کلام کرتی ہے شہنشاہ اسم پڑھتے جاتے ہین حیرت اسکی تاثیر سے کہین
پہونچاتی ہے بارہ ہزار ساحر پرورش پا افراسیاب کی وجد کر رہے ہین حیرت جادو کبھی اشرار کے
کاندھے پر ہاتھ رکھدیتی ہے اشارہ کرتی ہے کیون ای خیر خواہ اس عرصہ مین خزانہ بھی ہمارا دو ہی کر بعد
قتل اخضر تم سبکو انعام تقسیم کرین اشرار نے کہا حضور اس عرصہ مین ہزار روپیہ ہے بڑی مدت کا خزانہ ہے خوب
پرورش فرمائیگی تو ہماری شفقت کا کون خیال کریگا حیرت نے چپکے سے کہا کیون ہر وقت یہ مجکو خیال کبھی

نہ آیا کہ ہماری قدمبوسی کو آتا اشرار دم گیا ساتھ والوں سے کہتا ہی لو بھائیو حیرت بھیجا ئی ہی اس خوشی مین
نشان خزانے کے بتاتا پھرتا ہی اس عرصہ مین شراب بھی تیار ہوئی ملکہ حیرت نے آواز دی لو صاحبو ایک ایک
جام ایسا ایک سانس مین پیو جو کوئی ایک سانس مین نہ پیئے گا دم ٹوٹ جائیگا عمر گھٹ جائیگی اشرار نے کہا اور
زیادہ بھر کے جام دیا حیرت نے اشارہ کر دیا اگر ہماری محبت ہی تو ایک سانس مین پینا اشرار نے پیا آپ
سے باہر سب نے خوشی خوشی شراب پی بھرا بھرا کے اٹھے لڑکھڑا کر گرے حیرت جادو و تریب اخضر نابینا کر آئی
کہا ای ملک اخضر آگاہ ہو طلسم کشا اسد نامدار آپہونچا مین عمرو بن امیہ ضمری اشرار جادو کو بیہوش کیا یہ سنکر
ملک اخضر قدمون سے اسد کے لپٹ گیا کہا حضور مجھکو بشارت ہو چکی تھی کہ طلسم کشا تجھکو آکر بینا کریگا مین
حیران تھا کہ آج سامان قتل ہونے کا کیا سبب ہی حضور اشرار جادو کو قتل کرین کلیجہ اسکا نکال کر غلام
کی آنکھون مین دھونی دین یہی غلام کی آنکھون کا علاج ہی آپ کے دم قدم سے دین حق کا رواج ہی
عمرو نے فوراً اشرار کو قتل کیا اسد نامدار بصورت افراسیاب بنکر آیا تھا انھون نے فوراً آگ روشن کی
اور یادلی دکھائی جگر اشرار کی دھونی سے آنکھین اخضر کی روشن ہوئین قدمون کو اسد نامدار کے بوسہ دیا
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری مکانون مین گھستے ہین خزانے لوٹ رہے ہین اور جب باہر آتے ہین اخضر سے ملتے
ہین ای بادشاہ طلسم صندل یہ تمام مکانات خزانہ سے خالی ہین بارہ ہزار ملازمان افراسیاب یہان رہتے
تھے جفا مین ستے تھے تنخواہ وغیرہ کیونکر ملتی تھی ملک اخضر کہتا ہی ای شہنشاہ اوج عیاری خزانہ تو یہان بہت
ہی عمرو نے کہا ای برادر مین نے سب مکان مین تلاش کی ایک مکان مین دو مٹکے جھنجھی کوڑیون کے بھرے
ہوئے تھے وہ مین نے کنوین مین پھینک دین وہ کس کام کی تھین ملک اخضر نے کہا خواجہ ایسا نہ فرمائیے
یہان تو روپیہ بے حساب تھا عمرو نے کہا اب تو تمہاری آنکھین روشن ہوئین ایسی باتین تو بناؤ گے تمھین
چھپایا ہوگا اسد نے کہا حضور آپ سے کون پوچھتا ہی حقیقت مین یہان روپیہ کہان فقیرون کا مکان ہاہو
ہزار سا لوگ رہتے تھے سب بیچارے فاقے کرتے تھے عمرو نے کہا بیٹا تمھاری ان باتون سے یہ معلوم ہوتا ہی
کہ یہان روپیہ تھا کسی نے لے لیا اسد نے کہا ہین حضور روپیہ کا کیا ذکر ہی غرض ملازمان اخضر بھی مطیع
الاسلام ہوئے اخضر نے اسی شہر مین بڑی دھوم سے خواجہ عمرو و اسد کی دعوت کی عین گرمی صحبت
مین عمرو نے کہا ای ملک اخضر ہمکو طلسم صندل کی خواہش ہی بندگان دین سے ہدایت ہوئی کہ جاکر
ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کو رہا کرو عنایت سے پروردگار کے جستجو کی رہبر کامل نے یہان تک

پہونچایا شکر ہے کہ تمکو قید سے اُس بیچیا کی رہا کیا اب بتلاؤ کہ لوح طلسمی کہاں ہے ملک اخضر نے دست بستہ عرض
کی کہ مقام لوح گزارش کرونگا مگر ملنا اُسکا دشوار ہے لیکن ایک ہفتہ حضور کو تکلیف ہوگی غلام اُسکو کر لوح دیگا
نہایت مشکل ہے اول ایک بات ارشاد فرمایئے سامان قتل صندل بھی مہیا ہوا یا نہیں عمرو نے کہا ای اخضر
یہ کیا تونے کہا سامان قتل صندل جادو کیا چیز ہے ہر چیز کے واسطے طلسم میں لوح کافی وافی ہوتی ہے سوا
لوح طلسمی کے اور کیا سامان مہیا ہو ملک اخضر نے عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری افراسیاب نے ایسے
شخص کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہے کہ جسکا قتل ناممکن صرف کتاب سامری میں اشارہ تو ہے جو کوئی قصد
کرے طلسم صندل فتح کرون پہلے سامان قتل صندل جادو مہیا کرے یہ غلام کو نہیں معلوم کہ وہ سامان
کیا چیز ہے بموجب قاعدے کے غلام نے بھی حضور سے پوچھا میں اس رمز سے بخوبی آگاہ نہیں ہوں جتنا
ماہر تھا اسقدر عرض کیا حضور جب سے سلطنت شہنشاہ لاچین بنی طلسم ہوش رُبا میں قدر ہوا اخیر خوان
لاچین جابجا گرفتار ہوئے دشمنوں کا اوج ہوا صندل جادو کو افراسیاب نے میرے طلسم کی
سلطنت دی ہے اُس ملعون سے ارادہ تو میرا کچھ نہ کرسکی افراسیاب نے آکر گرفتار کیا اتنا غلام کو خوب
معلوم ہے کہ کوئی شی برائے حفاظت صندل جادو افراسیاب نے تیار کی ہمیں اُسکو سپرد کیا ہوگا یہ نہ
دریافت ہوا کہ کیا شی تھی کسکے پاس گئی جتنا غلام نے سُنا تھا عرض کیا اب کل مقام لوح بتاؤنگا مگر یہ غلام
کا اختیار نہیں ہے کہ بآسانی لے کر خدمت میں حاضر کرے لیکن دو ہفتہ میں سحر تیار کرکے اپنی جان پر
کھیلونگا دریائے جفا کو جھیلونگا حضور کے تصدق سے آنکھیں روشن ہوئیں پلکوں سے جاروب کشی
کرونگا دیدہ بازی لیل و نہار سے مجبور و ناچار ہوں آنکھوں سے احکام شاہنشاہی بجالاؤنگا جا بجا
میرے ملازم بقید میں آنکھ بچا کر ہار کر دن سحر جو قبضہ سے گیا ہے آسیر قابو ہو شب بھر اخضر نے اسی قصر میں
خواجہ اسد کی دعوت کی بوقت سحر بعد کرد فر اپنے ہمراہ لیکر طرف قلعہ صندل کے چلا ملحوظ خاطر رہے
کہ ابھی خواجہ بھی ساتھ میں اُس قصر سے تھوڑی دور آکر ایک درۂ کوہ میں ملک اخضر نے اسد و عمرو
کو پہونچایا چند ساعت وہاں ٹھہرا کر درہ کے باہر آیا کہا ذرا سر اُٹھا کر ملاحظہ فرمایئے اسد نے سر اٹھا کر
دیکھا سامنے قلعہ صندل پہلوے قلعہ میں ایک برج نہایت رفیع وسیع مثنا عالی چابکدست نے
تعمیر کیا ہے کئی سو گز کا ایک میل آہنی اُسپر نصب ہے اُس میل کے نصب ہونے سے یہ مطلب ہے کہ ایک قفس آہنی
میں ایک قمری طوق اطاعت بگلو مصروف کوکو ہے اسد نے فرمایا یہ ماجرا ہے اور یہ کیا تماشا دکھایا میل آہنی

ایک قفس مین قمری صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شوخی و شرارت سے بھری ہی ملک اخضر نے عرض کی ای شہریار بانیان طلسم نے لوح طلسمی اُس قمری کے شکم مین رکھدی ہی اُسکو بھر اُسکو ہلاکت انسان کی جستجو ہی اسوجہ سے مصروف گو کو ہی جب کوئی سامنے قلعہ کے جائیگا اول آوازہ ہیہات و افسوس بلند کرتی ہی تین آوازین دے کر خاموش ہوجاتی ہی گویا اپنے فعل پر شرماتی ہی اگر وہ جانے والا پلٹ گیا معلوم ہوا لیکن یہ تھا اگر آنے والے نے آوازہ ہیہات و افسوس سنکر بھی قصد کیا یہ قمری حلقۂ اطاعت سے قدم باہر دھریگی یعنی قفس کو توڑ ڈالیگی بلند پروازی کرکے سر پر اُس آنے والے کے سایہ ڈالکر صدا ے کو کو بلند کرتی ہی تیسری آواز مین منھ سے اُس قمری کے شعلہ نکلکر ایک شعلہ اُس آنیوالے پر گرتا ہی کہ وہ جلکر خاک سیاہ ہوجاتا ہی صدہا بندگان خدا اُسی جستجو مین آئے جلکر خاک تھے اُن بیچارون کے پاک ہوے کسی نے خبر نہ لی کہ کیا ہوے یہ کوئی سمجھا کہ کس بلا مین مبتلا ہوئے ای شہریار کن شنیدن بیخ دولت بموجب مضمون رباعی سودا رباعی

گر پارسا کے سامنے مین رو دیا تو کیا
مژگان مین جو لخت دل پرو دیا تو کیا
یہ دانۂ اشک سبز ہونا معلوم
اس شور زمین مین تخم بو دیا تو کیا

پھر فیوج حضور کو اتنا تامل فرمانا چاہیے کہ مین جا کر سحر تیار کر کے لاؤن اور کسی ترکیب سے اُس قمری کو مارون تب لوح طلسمی قبضہ مین آوے یہانتک ملک اخضر نے اسد سے بیان کیا کہ اگر حضور بے بعد وہ کوہ سے نکلنے کا قصد کرینگے دشمن شہنشاہی فوراً جلکر خاک ہونگے اسکا علاج ارسطو اور لقمان سے بھی غیر ممکن اخضر نے عمرو کو سمجھایا کہ حضور جس وقت تک کہ غلام واپس نہ آئے درہ کوہ سے انکو نکلنے دیجیے گا مین جا کر تدبیر مین مصروف ہوتا ہون عمرو نے کہنا ملک اخضر کا قبول کیا ملک اخضر اُسی وقت پر پرواز پیدا کرکے ایک جانب روانہ ہوا اسد نامور سے عمرو اگر درہ کوہ مین ٹھہرے جب ملک اخضر جا چکا اسد نے کہا نانا جان آپ ایسا جہاندیدہ آدمی بیکار باتون مین اُس پیر مرد زمین گیر کے مبتلا ہوا ہی مین ابھی جاکر ایک تیر مین اس قمری کو مارتا ہون اگر اصل مین لوح اسکے پاس ہی دستیاب ہوگی ملک اخضر کے آنے نہ آنے کی کیا احتیاج ہی عمرو نے سمجھایا کہ بیٹا وہ بادشاہ سابق طلسم صندل ہی یہ بھی ظاہر ہوا کہ تمھارے مذہب حق پر دل سے مائل ہی جو کچھ سمجھایا ایک ہفتہ تامل کرنا واجب و لازم ہی صلاح و مشورہ سے ستون سلطنت قایم ہی اسد نے کہا آپ نے جو فرمایا بہت بجا ہی ایسے ایسے مختصر امورات مین اسقدر تساہل ہونا سراسر نادانی انجام جسکا پشیمانی عمرو نے سمجھایا اسد خاموش ہو رہا مگر دل مین یہ خیال کہ کسی حیلے سے خواجہ سامنے سے ہٹین تو مین قمری پر وار کرون اگر

شاید اسکے شکم مین لوح ہی تو اسپر قبضہ کرنا کتنی بڑی بات ہی اگر ایک قمری کو بھی نہ مار سکے تو طلسم ہوشربا کون فتح کریگا افراسیاب سے مقابلہ کیونکر پڑیگا یہ سوچ کر اسد غازی خاموش ہو رہا اسی درۂ کوہ مین بسر کی مگر شب فراق معشوقون کی ملاقات کا اشتیاق سب سے زیادہ ملکہ مہ جبین کا خیال لالان خون قبا کی جدائی کا ملال جب آہ کرتے ہین خوف ہی کہ شعلۂ آہ استخوان جسم کو نہ جلا دے آتش عشق شعلہ ور محبت زورون پر جب طپش قلب نے بیقرار کیا یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے

اشعار

بھڑکی ہی یون سینۂ سالک کے جگر مین آگ
کب کی جوالا ہوئی تھی دل بتر مین آگ
گر سوز عشق اشک کو اخگر بنا بگاڑ
ہنگام احتیاج ہی موجود گھر مین آگ
پڑتے ہین آبلے جو بہے کوئی اشک گرم
لگتی ہی آہ مین نے لگائی جگر مین آگ
وہ سوختہ نصیب ہون جس جا ہونگا مین
ٹھہرے کہان شرر جو لگے اپنے گھر مین آگ

ای رشک ماہ یہ دور لگی بال و پر مین آگ
دیدار کی ہوس نے جلایا نگاہ کو
دہکا کرے گی شام و سحر چشم تر مین آگ
جز نخل عشق اور ہی وہ کونسا شجر
ای چشم تر نشان ہی مگر اس گھر مین آگ
بلبل کی گریہ سے تعجب ہوا مجھے
قسمت مری لگائیگی دیوار و در مین آگ

باران کے بدلے برق برستی ہی رات دن
دی شعلہ ہای حسن نے پائے نظر مین آگ
ہو عمر طول آہ شرر بار کی مری
ہو جیسے ہیچ در نیشہ و برگ شجر مین آگ
ہی نازسوز ہجر کو پھونکا ہی جس نے دل
بھر دی کمال عشق نے اس مشت پر مین آگ
تقدیر کے بگاڑ کا چارہ محال ہی

ایسے ایسے اشعار پڑھ کر تڑپے پھڑکے جب دم لبون پر آیا تب ستارۂ سحری آسمان پر چمکا خواجہ عمرو اٹھے دیکھا اسد نامور مصروف عبادت پروردگار ہی خیال مین گذرا جبتک یہ وظائف سے فراغت پائے ہم ذرا جنگل کی سیر کر آئین یہ سوچ کر عمرو باہر درے کے آئے یہ تو آگے دمڑے کی خیر منانے چلے مگر اسد نامور اپنی جان سے بیزار دل سے کہتے ہی ای اسد کب تک اس پیرزمین گیر کا انتظار کرین اپنا علاج اپنے ہاتھ سے کرو اگر حیات باقی ہی انشاءاللہ ابھی قمری کو مار کے لوح لیتے ہین اور اگر قضا قریب ہی یہ بھی ایک بہانہ ہی کب تک انتظار کرین اپنے کو مجبور و ناچار کرین یہ سوچ کر اسد نامدار قدم ہمت بڑھا کر درۂ کوہ سے باہر نکلا جیسے ہی دامنۂ قلعہ مین پہونچا قمری نے قفس مین کریال کی پر پھڑپھڑائے جب اسد اور چند قدم آگے بڑھا قمری نے تیوری بدل کوکو کی صدا دی مگر طرف اسد کے دیکھ رہی ہی چند قدم اسد اور آگے بڑھے دل سے یہی صلاح ہی کہ اب اسی مین فلاح ہی اگر یہ قفس سے نکل آئے ایک اشارے مین خاتمہ اگر قفس سے قمری نہ نکلی قفس آہنی کا توڑنا دشوار ہی مگر وہ ستار و غفار ہی ہر شی مین تاثیر

عطا فرمائیگا ناگاہ قمری نے اپنے کو آراستہ کیا اسطرح تڑپی کہ قفس ٹوٹا بیقرار ہو کر قفس سے نکلی بلند ہو کر
اُس سرو سہی قد پر اپنا سایہ ڈالا دیکھا اسد نے ہاتھ پاؤن مین رعشہ جسم مین سوزش قلب مین طپش
آنکھون مین جلن دل مین تڑپن لیکن جرأت کر کے کمان کیانی دوش سے اُتاری ایسے کانپتے ہوئے
ہاتھون سے تیر ترکش سے نکال کر کمان مین جوڑا قمری کو تاک کر مارا جب تیر قریب سینۂ قمری پہونچا
قمری کے منھ سے شعلہ نکلا کہ وہ تیر جلکر خاک ہوا کئی تیر اسد نے مارے قمری نے جلا دیے ادہر عمرو صحرا
مین خونخوار گھبرایا سب سے زیادہ یہ خوف ہے کہ اسد غازی مرد سپاہی جاہل اجہل ایسا نہو کہ ہوس مین
لوح طلسمی کے نکل پڑنے سے مفت مین ہلاک ہو گا تمام ساحر نامراد اسد غازی کے دشمن ہو رہے ہین علامت
طلسم صندل ہٹ چکی ہے ساحران طلسم صندل ضرور فکر مین ہونگے ایسا نہو کہ اُسکے ساتھ یہ بدی پیش
آئین تو غضب ہو یہ سوچکر عمرو بھاگا مگر دمبدم اضطراب ترقی پر حیران مضطر چلا آتا ہے کہ اسد غازی
پر نگاہ پڑی دیکھا وہ شیر زیر دیوار قلعہ پہونچ چکا ہے کئی تیر مارے خالی گئے قمری نے جلا دیے اپنی
بیخطائی سے ہوئے زیر دیوار کھڑے ہین ترکش مین سے پھر تیر نکال رہے ہین مگر ہاتھ پاؤن مین رعشہ
آچکا ہے رنگ متغیر متردد بیتر خواجہ عمرو نے یہ حال پر ملال جو دیکھا آواز دی او دیوانے بھول یہ کیا
ستم کیا اس دوست صادق کے کہنے کو غلاف سمجھا ای اسد غازی برائے خدا پلٹ آگے بڑھنے کا قصد
نہ کرو مین زار و نزار نانی بیٹا انکو کیا منھ دکھاؤنگا سلطون مین بدنام ہو جاؤنگا اسد غازی نے پلٹ کے
خواجہ عمرو کو دیکھا شرم و حجاب سے کچھ جواب نہ دے سکا مگر تیور سے پیدا تھا اشارون سے ہویدا تھا
کہ ہم مجبور رضا ہو رہے ہین اب ہاتھ دستگیری کر نیکے پاؤن سے ثابت قدمی غیر ممکن چہرہ اُداس عالم یاس
عمرو بھی اسد غازی جتنا اسے بلا ہوئے بھلا یہ قریب جاتے ہین دور ہی سے غل مچانے لگا ارے
او دیوانے یہ کیا کیا مین مفت مین رسوا ہوا تمہاری مادر مہربان کو کیا جواب دونگا یہ کہکر چلا تھا کہ
انشاء اللہ اس شیر دل کو ساتھ لے کر آؤنگا نانا جان تمہارے پوچھین گے تو انکو کیا جواب دونگا
اب عمرو دیکھتا ہے کہ قمری چرخ مارتی ہوئی قریب سر اسد نامور آئی ہے یہ شمشاد باغ رعنائی پا بہ
گل ہو چکے ہین آنکھین پتھرا گئین کمان مین خم آیا ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گری تیر سہم کر الگ
ہوئے تلوار قبضہ سے نکلی سپر نے پشتی بانی کی عمرو نے اُس بیقراری مین کارساز مطلق مالک
برحق کو پکارا ای رحیم ستار العیوب دافع البلیات نظم

خداوندا شبم را روز گردان	چو روز اندر جہان فیروز گردان	شبے دارم سیہ چون بخت امید
درین شب رو سپیدم کن چو خورشید	توئی یاری دہ و فریاد ہر کس	بفریاد من فریاد خواہ رس

ای عیب پوش عالم ای خالق اکرم شیر بیشہ صاحبقرانی کو بچا لے عمرو بیقرار اسد اشکبار عمرو بصورت آئینہ حیران اسد مثل زلف پریشان یہ متردد وہ متوحش یہ نوبت بجان وہ کارد باستخوان یہان عمرو عالم کا ہوش اسد مثل تصویر خاموش قریب تھا کہ قمری کو کو کہکر اسد ناسور کے سر پر بیٹھ جائے کہ ایک جانب سے عمرو نے دیکھا ایک عقاب نایاب بلند پرواز اڑتا ہوا آتا ہے مثل برق تڑپ کر قریب اس قمری کے پہونچا اسد ناسور پر جو سایہ اس قمری کا پڑا تھا یہ شاہزادہ سرو سہی قد پابگل ہو چکا تھا بلکہ چہرے سے صاف یہ ظاہر تھا کہ سارا جسم پتھر کا ہو گیا لیکن وہ عقاب جب قریب پہونچا ایک پر اس زور سے اس قمری پر مارا کہ قمری بلند ہوئی گرکو بجل صدائے افسوس وہیہات دینے لگی پر اسکے بہت سے ٹوٹ کر زمین پر گرے اب تو وہ قمری چاہتی ہے کہ جان بچا کر نکلجاؤن تخجہ شہبا ناحل سے رہائی دشوار دونون مین منقار اور پنجے چل رہے ہین لیکن عقاب نے قمری کو پرونسے مار مار کر اسقدر بلند کیا کہ برابر دیوار قلعہ کے پہونچ گئی ہے ایک مقام پر قمری نے پنجون سے بہت سے پر عقاب کے نوچ کے پھینکدیے عمرو کھڑا ہوا دعا مین مانگ رہا ہے خداوندا اس عقاب کو غالب کرنا ملک اخضر نے کہا تھا اسی قمری کے شکم مین لوح طلسم ہے کئی مرتبہ قصد ہوا کہ تیر مارون اگر زخمی ہو کر قمری زمین پر گرے اسکا شکم چاک کر کے لوح طلسم لون لیکن جب تیر جوڑتا ہے ہاتھ مین رعشہ آجاتا ہے ناچار سہم جاتا ہے قلب تھراتا ہے دعا مین مصروف اسد غازی پابگل مضمحل منفعل دل دھڑک رہا ہے کلیجہ مثل مرغ بسمل پھڑک رہا ہے آخر عقاب نے ایک مقام پر قمری کو پنجون مین دبوچا غصہ مین پانون تھام کر چونچ اسا مار کر چیر ڈالا عمرو نے دیکھا شکم سے قمری کے کوئی شی مثل جرم قمر کے چمکی عقاب اسپر گرا نہین معلوم کیا شی تھی اسکو قبضے مین کیا لیکن مرتے قمری کے صحرا مین آندھی سیاہ اٹھی صدائے گیرو دار بلند ہوئی دیوارین قلعہ کی تھرا گئین بعد لمحہ دراز آواز آئی کشتی مرا نام من طیران جادو بود تاریکی دفع ہوئی احوال روشن ہوا عمرو نے دیکھا ملک اخضر جادو اترتا ہوا آسمان سے چلا آتا ہے کوئی شی مثل ستارہ سحری ہاتھ مین دوڑ کر قدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گیا عرض کی ای شہریار غضب کیا مینے بروقت رخصت کہا تھا تمنے سراسر اسکے خلاف کیا شکر ہے کہ پروردگار نے مجھے عین وقت پر پہونچایا ورنہ

رو سیاہ ہوتا حوالی طلسم صندل میں تباہ ہوتا سر پٹک پٹک کے مرتا خواجہ عمرو نے کہا ای ملک اخضر تونے
بڑا کام کیا اور اگر تھوڑی سی دیر تم اور نہ آتے اسد غازی کا خاتمہ تھا میں دیکھ رہا تھا اخضر جادو خوشی
خوشی اسد نامدار کو لیکر صحرائے سبزہ زار میں آیا لوح طلسم صندل اسد غازی کے ہاتھ میں دی کہا
حضور پڑھیں اسد نامدار نے بعد وضو کے ملاحظہ فرمایا صاف تحریر تھا ای فتاح طلسم وای سیاح این
عجائبات فتاح طلسم پر واجب و لازم ہوگا کہ اول سامان قتل صندل جادو مہیا کرے کہ دردسر مٹے
اسد نامور نے گھبرا کر کہا ای ملک اخضر جو تمنے کہا تھا وہی اسمیں بھی مرقوم ہی لوح کے علاوہ کیا
سامان قتل صندل جادو ممکن کریں لوح کے ملنے سے اور دردسر بڑھ گیا ملک اخضر نے کہا اسمیں
بھید ہی اگر آپ فتاح طلسم صندل ہیں آخر میں یہ راز کھلیگا لوح بدلے قتل صندل جادو کافی نہیں ہی اس
موضع میں اور ملازمان ملک اخضر مع بارگاہ میں خیمے اسباب ضروری لیکر حاضر ہوے بارگاہ استادہ ہوئی
ملک اخضر اسد نامور کو لیے ہوئے بارگاہ میں آیا مقام صدر پر شاہزادے کو بٹھایا عرض کی غلام جو
یہاں سے گیا تو نوکران شاہی جابجا قید تھے انکو جاکر رہا کیا یہ سب حاضر خدمت ہیں اسد غازی نے فرمایا
کل میں انشاءاللہ برائے طلسم کشائی جاؤنگا تم اسی مقام پر فروکش رہو رات بارگاہ ملک اخضر میں بہ
عیش و راحت بسر ہوئی بوقت سحر اسد نامور نے نماز سے فراغت حاصل کی دربار ملک اخضر آراستہ ہوا اسد
غازی مسلح ہو کر آئے خواجہ کو سلام کرکے کہا غلام رخصت ہوتا ہی عمرو نے گلے سے لگایا خوب سمجھایا کہا ای
نور نظر یہ مقدمہ طلسم کشائی ہی جرأت کو اسمیں دخل نہیں ہی دمبدم قدم بقدم لوح طلسمی کو ملاحظہ کرنا اگر
اسمیں فرق ہوا جان پہ بنے گی ہر کہ و مہ خرد و کلان ادنی و اعلی تمھارے نام کا دشمن ہی اگر خدا نخواستہ
گرفتار ہو کر سامنے افراسیاب کے پہونچے فوراً حکم قتل دیگا ہم اسی مقام پر انتظار میں رہینگے ملک اخضر
نے کہا بسم اللہ آپ برائے طلسم کشائی تشریف لیجائیں ای شہنشاہ اوج عیاری دو مرحلے جب فتح
ہو جائینگے شہزادہ پھر اسی مقام پر تشریف لائیگا ہمیں اسی مقام پر انتظار کرنا واجب و لازم ہی
اور جو مقام ہمارے جانے کے لائق ہوگا بلا تکلف اپنے کو وہاں پہونچا دینگے اگر نہ پہنچا سکینگے مجبور و
ناچار ہیں اسد نامدار نے کمر ہمت چست باندھی آمادۂ سفر ہوئے لوح کو ملاحظہ کیا جو کچھ حکم نکلا اسکو
خیال میں کیا سب سے بغلگیر ہو کر بحکم لوح طلسمی ایک جانب چل نکلے مخمسہ بر غزل ناسخ

مشتعل جو نظروں سے ہر اک گل نہاں ہو جائیگا | پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشاں ہو جائیگا

بلبلو صحرا سے بدتر بوستان ہو جائیگا　　　کاروان بادِ بہاری کاروان ہو جائیگا
ایک دن یہ باغ پامالِ خزان ہو جائیگا

کیا قمر بھی شرم کے مارے نہان ہو جائیگا　　　سامنے سے مہر تابان بھی روان ہو جائیگا
صبحدم صد چاک جیبِ انس و جان ہو جائیگا　　　چاند سا چہرہ جو پردے سے عیان ہو جائیگا
چشمِ عاشق کا ہر اک پردہ کتان ہو جائیگا

دیکھو دونوں سے وہ پری جلوہ جو دکھلانے لگا　　　سیرِ نظارہ وہان سارا جہان جانے لگا
فیض ہر اک دولت و دیدار سے پانے لگا　　　رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہِ خلق سنگِ آستان ہو جائیگا

مانگ تو ای ماہ تیری کہکشان کا ہی جواب　　　ہی خدنگ تیرِ مژگان جیسے تیرِ شہاب
عکس رخ سے ہی نقاب روے انور ماہتاب　　　بالی کے موتی ہین تارے روے تابان آفتاب
تیرے لگنے سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا

غسل کرنے مین ہو یاد آجاتے ہین ایام وصل　　　تلخ اپنی زندگی کا ہی مزا بے جام وصل
جان آجائیگی تن مین جب سنونگا نام وصل　　　یار جب مجھ جان طلب کو بھیجے گا پیغام وصل
دیکھنا پیغامبر معجز بیان ہو جائیگا

ایک دم ہرگز نہین تنہا مین اسکو چھوڑتا　　　چھپ کے پیچھے ہو لیا جس سمت وہ اٹھکر چلا
خلق کو مجھپر یقین ہو جائے گا ہمزاد کا　　　اگر یونہین مین ساتھ ہون تو رفتہ رفتہ دیکھنا
اُس پریکو اپنے سایہ کا گمان ہو جائیگا

دیکھ پائیگا جو صورت روے آتشناک کی　　　ہی یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالیگی حیرت روے آتشناک کی　　　تھم رہے گی شرارت روے آتشناک کی
شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہو جائیگا

کیا غضب ای ترک تیری چشم نے برپا کیا　　　یہ سرو لایا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
زلف نے پھانسی دی سنبل نے اگر دعوی کیا　　　تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا
پیش مژگان تیر خم ہو کر کمان ہو جائیگا

تیز کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز ہی | صاف نکلے مرغ جان کا ہر پرواز ہی
پر کمان عالم میں ہمسا عاشق جانباز ہی | کیا ضرر مجکو جو وہ محبوب تیرانداز ہی
پھر خدنگ نیم بدن میں استخوان ہوجائیگا

میں نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھلائیگا مجھے | پیچ میں اُس طفل کی کاکل کے لائیگا مجھے
وہ بڑھیگا میں گھٹونگا غم ستائیگا مجھے | انقلاب دہر قرب اُس سے ملائیگا مجھے
پھر جبیں سجادہ گاہ میں وہ جوان ہوجائیگا

حسب خواہش گو نہیں یہ شعر پر مضمون کہا | مان سے آباد کا کہنا زیادہ غم نہ کھا
آج تیرا کوچۂ دلدار میں ہی دل لگا | فکر کر موقوف ناسخ جی نہیں لگتا تیرا
پھر طبیعت کا کسے امتحان ہوجائیگا

منعی فغانے کہ آمد بجہان | بود این زیر پردۂ آسمان | درین پردہ آواز ناموزونے
باحوال ہر یا بہ احوال کسے | دگر لحن سازے کہ منعی ساز کردہ | لحن سا آہنگ نے آغاز کردہ

جبکہ ماہ آسمان سطوت و جلالت یکہ تاز میدان امارت صاحب تیغ و سپر اعنی شاہزادہ اسد نامور بوح طلسم صندل ملاحظہ فرماکر ایک جانب بموجب ہدایت لوح چلے لوح نے حکم دیا کہ سمت مشرق جانا مناسب ہی کوس دو کوس راستہ طی کیا تھا کہ صحراے ریگستان میں پہونچے صحراے ہولناک وحشت انگیز جادہ منزل نابود ریتی کا میدان سنسان درختوں کے پتے گر گئے شاخین جلی ہوئین حدت سیر غم سے صحرا کرہ نار معلوم ہوتا ہی اگر کوئی بندۂ خدا جا نکلے پانی کے واسطے تڑپ تڑپ کے مرے سوائے چشمۂ آفتاب چشمۂ آب نایاب اُس چشمے سے چند اشت آب نہین ذرّے چمک رہے ہین تنہائی کا سناٹا صورت یہ ہی کہ شاہزادہ قدم اُٹھاتا ہی پاؤں دھنسا جاتا ہی بمشکل دس بیس قدم چلے یکہ و تنہا نہ یار سے نہ مددگار ہے کوئی راہبر ہمراہ نہین نشان منزل سے آگاہ نہین منزل پرخطر مقام پرجان کا ضرر جیون جیون دن چڑھا اسد غازی کو پیاس کی ترقی ہوئی راستہ چلنا دشوار ہر سمت پیک نگاہ کو دوڑایا کوئی چشمہ پانی کا نہ نظر آیا زبان منھ سے نکل آئی دور ایک جانب درخت دکھلائی دیے نخل سرسبز و شاداب جو دیکھے معلوم ہوا کہ حضرت خضر واسطے رہبری کے آئے اُسی جانب قدم اُٹھایا جب قریب پہونچے دیکھا ایک ٹیلا نہایت بلند اسد غازی اُس ٹیکرے پر گئے

دیکھا کہ ایک تکیہ ہی فقرا جا بجا بیٹھے ہین کسی مقام پر قمریون کے پنجرے لٹکے ہین کہین پاہو کے جوڑے
چڑ رہے ہین ایک نخل کے سایہ مین شیر کی کھال کا فرش بچھایا ہی اُسپر ایک شخص بے نوا برہنہ بغل مین شنجرفی
پیراہن زیب جسم یاد معبود حقیقی مین تسبیح ہاتھ مین سر جھکائے ہوئے مصروف وظیفہ خوانی ہی چند
چیلے برائے خدمت حاضر ہین حال مسرت مآل اپنے مرشد کے ناظر ہین اسد غازی نے وہ مقام
پاک و پاکیزہ خالی از غیر پایا قریب اُس درویش کے آئے اُس درویش جگر ریش نے جمال باکمال
اسد غازی کو دیکھا سطوت و جلالت و صولت دیکھکر اپنے مقام سے اُٹھا بے اختیار منھ سے
نکلگیا آیئے تشریف لایئے شعر بیا بیا کہ ترا تنگ در کنار کشم ۔ بہ تنگ آمدہ ام چند انتظار کشم ۔ اسد
غازی اُس درویش باصفا کی تعظیم و تکریم سے نہایت خوش ہوے اُس مقام پر بیٹھے مگر وہ درویش
سراپا کو اسد نامور کے دیکھ رہا ہی جمال بیمثال اسد نامدار پر نگاہ نہین ٹھہرتی حیران جمال و محو
دیدار ہی دوڑ کر ایک ظرف مین پانی لایا اسد غازی نے پانی لیا بسم اللہ کہکر جام دہن سے لگایا
جب تو اُس مرد درویش نے ہاتھ تھام لیا قدمون کو بوسہ دیا کہا ظاہرا معلوم ہوتا ہی کہ آج ستارۂ
مراد اوج پر ہی اے شہریار گیتی ستان اے ہزبر بیشۂ علبتان نظم

ہی اشتہار تجھسے مرا اے فلک جناب — رخشندگی ذرہ ہی از فیض آفتاب
اک تخم ہون مین خاک نشین زمین شور — نشو و نما دے مجکو کرم کا ترے سحاب
ہی یہ جہان مین وہ در دولت ترا کہ یان — ناکام بخت آن کے ہوتا ہی کامیاب
قطرہ بجو ابر فیض سے پہونچے جو سوے بحر — جاوے رگ گہر کی چرخ کو موج دُرِ خوشاب
دریا کو سیر کشتی سے تیری یہ ہو شرف — لاوے عجب نہین جو ہما بیضۂ حباب
روشن دلون کو گر ہو مسجود در ترا — رکھے نشانِ سجدہ جبین پر مہتاب
پیمانہ تیرے عہد مبارک مین ایکدن — از دست محتسب کوئی تا پاے احتساب
ہر پربت کوہ کا یون اڑ جائے جیون — کھلجاے باد تند سے شیرازۂ کتاب
کیا تاب ہی عدو کی جو ٹھہرے ترے حضور — سنکر نہیب قہر کو تیرے گہ عتاب
سامان تیرہ روزی ہی بہر سر عدو — تیری وہ تیغ قبضہ ہی جسکا سیاہ تاب

اُس مرد درویش نے اسد نامدار کو دیکھکر ایسی قدر شادی کی معلوم ہوتا تھا اسکو دولت کونین ہاتھ لگی

اسد نے فرمایا ای برادر تم اس خلق و مروت سے پیش آئے گویا ہمکو کہیں دیکھا تھا یا کسی سے ذکر سنکر
ہمارے مشتاق تھے مرد درویش نے ہاتھوں کو اسد کے آنکھوں سے لگایا خاک پا کو توتیائے چشم
بنایا عرض کی اب حضور اپنے نام نامی کو غلام سے نہ چھپائیں پہلے تو یہ مژدہ فرح افزا سنائیے کہ لوح
طلسم صندل دستیاب ہوئی ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کو قید سے رہا کیا اسد
غازی نے فرمایا ای برادر تمہارے نام نامی اسم گرامی سے ماہر ہوں اُس مرد درویش نے عرض کی
کہ غلام کو روشن تکیہ دار کہتے ہیں ای شہریار جب طلسم ہوش ربا میں غدر ہوا شاہنشاہ لاچین
گرفتار بلا ہوے ہم لوگ جانیں اپنی بچائے بچائے طلسم صندل پر صندل جادو نے قبضہ کیا
ملک اخضر کو گرفتار کر لیا اُنکے وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اس فکر میں رہے کہ اپنے بادشاہ
کو قید سے چھڑائیں یہ خبر داروں نے صندل کے گوش گذار کیا اُسنے قصد کیا کہ فہیم جادو کو
قتل کرے ہم نے وزیر اعظم کو خبر دی وہ بھاگ نکلے لیکن فرزند نوجوان اُنکا نعیم جادو گرفتار
ہوا صندل نے اُس نوجوان کو نابینا کر دیا غلامان خیر خواہ اُس نوجوان کو اُسی حال پر ملال میں
لے بھاگے اختر شناسان اعلی منزلت و کاہنان فلاطون طبیعت نے حکم لگایا کہ اِس راہ سے
ایک دن فتاح طلسم صندل کا گذر ہوگا اور وہ شیر بیشۂ صاحبقرانی فخر سام و سہراب سرکوب
افراسیاب فتاح طلسم ہوش ربا جرأت و شوکت میں یکتا اُس جوان نابینا کو صحت دیگا فہیم جادو
حضور کے قدوم میمنت لزوم کا مشتاق ہے نعیم جادو پر ایک ایک دن شاق ہے حضور تشریف لے چلیں
سب نشانیاں طلسم کشائی کی آپ میں ظاہر ہیں اور ای شہریار جیسے چھپانا بیکار ہے یہاں سب حضور
کے خدمتگزار ہیں اسد نامدار ہاتھ تھام کر روشن تکیہ دار کا اُٹھے ایک حجرے میں آکر دیکھا
ایک جوان نابینا سر جھکائے بیٹھا ہے شخص دیگر بصد کر و فر بیٹھا ہوا کچھ اوراق پڑھ رہا ہے جیسے ہی
اسد نامدار کو آتے دیکھا اُٹھ کر وہ شخص قدموں کی جانب جھکا اسد نے سر سینہ سے لگا لیا فہیم
جادو گرد پھرنے لگا اسد نے کہا ای فہیم جادو وای وزیر اعظم ملک اخضر لوح طلسم صندل
حاضر ہے اپنے فرزند کی آنکھوں سے مس کرو کہ نور نظر کی آنکھیں روشن ہوں فہیم نے دوڑ کر اُس
جوان نابینا کو مژدہ دیا کہ ای فرزند اُٹھو وقت انتقام قریب آیا پروردگار نے طلسم کشا کو یہاں
تک پہونچایا وہ جوان نابینا ٹٹولتا ہوا اُٹھا اسد کے ہاتھوں کو لیکر آنکھوں سے لگایا اسد نے

فوراً لوح طلسم صندل نعیم کی آنکھوں سے مس کی چند قطرات آب گندہ کے گرے آنکھیں نعیم کی فوراً
روشن ہوگئیں فہیم گرد پھر انور نظر کی آنکھیں روشن ہوئیں روشن تکیہ دار نے واسطے نعیم وفہیم کے
اسی تکیہ پر فرش معقول وسامان عیش ونشاط مہیا کیا فرش پر آکر اسد نامدار بیٹھے کہ ناگاہ ایک نخل سے
ایک طائر نے چہکارا مارا سر اٹھا کر فہیم جادو نے دیکھا طائر نے آنکھ مار کر آواز دی او ظالم تو نے غضب
کیا طلسم کشا دشمن ملکہ صندل جادو کو اپنے مقام پر جگہ دی تم دونوں باپ بیٹوں کی مدت سے تلاش
تھی آج پایا لا سنم زاغ سرجادو ہے کہکر تڑپ کر زمین پر گرا فہیم نے چند دانے ماش کے مارے زاغ
نے پر اٹھا کر مارا دانے ماش کے جل گئے ایک زنجیر آہنی پیدا ہوئی ضعف گلے میں فہیم کے نعمت گلے میں
نعیم کے پڑی اس ساحر نے دونوں کو زنجیر میں گرفتار کیا روشن تکیہ دار پر کچھ اشارہ کیا وہ بیچارا
غرق زمین ہوگیا اب زاغ سرجادو نے چاہا کہ تڑپ کے نکل جاؤں اسد نامدار کو تاب ضبط کی اپنے
مقام سے اٹھ کے نعرہ کیا نعرہ اسد

اسد شہسوار مرکز در رزم وجنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران	اس ساحر نے اسد پر ایک دو تیر مارا انکے گلے میں لوح طلسمی موجود	

ہو جو نے تاثیر نہ کی سنے چاہا اسد کی بھی گردن پکڑوں اسد نے کلائی پر ہاتھ ڈالکر ایک طمانچہ مارا کہ سر
بچپا کا جنبر گردن سے اڑ گیا زاغ روسیاہ تڑپ کر گرا واصل جہنم ہوا بعد دفعہ ہونے تاریکی کے آواز
آئی کشتی مرا نام تھا زاغ سرجادو وہ بور روشن تکیہ دار وفہیم ونعیم جادو نے بلا سے ہر سے
نجات پائی ہاتھوں کو اسد کے بوسہ دیا عرض کی ای شہریار اب طلسم کشائی میں جلدی کیجئے صندل
جادو کو خبر ہو جائیگی یہ اسکا ملازم تھا حضور مصروف طلسم کشائی ہوں ہم لشکر جمع کر کے حاضر خدمت
ہونگے اسد نے کہا بسم اللہ ای فہیم جادو تم جا کر اپنے ساتھ والوں کو ساتھ کرو میں بہت جلد اپنے
گروہ طرفدار پر پہنچاتا ہوں یہ کہکر لوح کو ملاحظہ کیا فہیم نے دیکھا کہ اسد نامدار لوح کو دیکھ کر اس
تکیہ سے اترے سامنے چشمہ آب تھا اسم حاشیہ لوح دم کیا چشمہ کے پانی نے جوش مارا ایک کشتی پیدا
ہوئی یہ شناکب بجرات باسید مدد خدا اے عالم اس کشتی پر سوار ہوا فہیم ناتواں چند کس کو ساتھ
لیکر برائے انتظام لشکر ایک جانب روانہ ہوا لیکن شاہزادہ والا تبار اسد نامدار اس کشتی پر
جاتے ہیں ایک مقام پر آکر کشتی ٹھہری اسد بحکم لوح کود سے چند قدم چلے تھے کہ چہار دیواری باغ

کی معلوم ہوئی اسد طرف باغ کے چلے تھے کہ اندر سے باغ کے آگے ایک ماہ رخسار نہایت
حسین کم سن دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے گرد کنیزان ماہرو پری پیکر خوش نظر

گردش شب دہر آن آنکھون کی بلا گردان ہی — ناز قربان ہی اُسپر تو تصدق انداز
جنبش لب سخن آبرو سے چشمۂ خضر — دم عیسی کے لیے موج تبسم دمساز
تیوری کی گانٹھ کا کب ہم پہ کھلے ہی عقدہ — ہوگئی کون گرہ دہر کی یان محرم راز
رخصت آفت ہو تقدیر سے جب تک تیری — کرنے گوشۂ ابرو کے اشارے ایسے ساز
نگہ نرگس نظر آوین سگے آہوئے مرگ — انکھڑیان ہین تری ظالم کہ کوئی شعبدہ باز
کینہ جوئی کا تو کیا ذکر ہی سبحان اللہ — مہربانی کا تری جور فلک یا انداز

اُس مہ جبین نے بانداز عاشقانہ اسد نامدار کو جھک کر سلام کیا اُسکی ناز و ادا دیکھا اسد نامدار
بیقرار ہوگئے نظارۂ جمال مین مصروف ہوئے کہ اُس آفت جان نے بڑھکر عرض کی کہ ای شہریار
تشریف لاییے مین اپنا ناز عرض کرون اسد کو بھی اُسکی صورت زیبا دیکھا اشتیاق ہی کہ اس گلعذار
سے دم بھر بیٹھ کر باتین کرے نہ یہ کہ اُس نے خود کہا کہ اس باغ مین تشریف لاییے اسد نے بیقرار
ہو کر ہاتھ مین ہاتھ ڈالدیا گویا دولت دنیا ہاتھ مین آئی گرد کنیزان گل پیرہن آپسمین اشارے سے
کنایہ کرتی ہوئی کہ جس سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ یہ نازنین اسد نامدار پر مدت سے عاشق ہی کوئی
کہتی ہی کہ بوا دیکھو آج ہماری ملکہ لالہ عذار کی آرزو بلائی طلسم کشا نے سرفراز کیا اب جلسہ عیش
و نشاط آراستہ ہونگے ایک کہتی ہی کہ ارے تو اس شیر بیشۂ جرأت کو جانتی ہی دوسری نے جواب
دیا اب حال سب پر کھل جایگا جب دلنب کی بہی کیفیت ظاہر ہوگی خیال تو بھی بخوبی ماہر ہوگی اسد
ان باتون کو سنتا ہوا ملکہ کے ساتھ سیر کنان باغ مین آیا ملاحظہ فرمایا باغ نہایت سرسبز و شاداب
ہی نہر مین آب صاف و شفاف سے مملو فوارے ہزار ہا چھٹے ہوئے صاف ثابت ہوتا ہی کہ مرغ
بے بہا برس رہے ہین چمن ہاے طولانی تختہاے لاثانی ہر ہر مستطیل ہر ایک مین کا گلزار فصل بہار کی بہار گلم

یہ جوش گل ہی چمن مین جگہ نہین ملتی — سنبھل سنبھل کے قدم رکھتی ہی نسیم بہار
بہ فیض آب زر گل ریاض ہر مین ہی — طلائی ہو کے نکلتا ہی جنتری سے تار
عیان ہین غنچۂ نارستہ شاخسارون سے — صفا مین شاخ گل تر ہی صاف مینہ دار

جیسے تھی سرو سے الفت وہ اب ہے عاشق گل | جو توڑ دو بیضۂ قمری تو نکلے بلبل زار
یہ عندلیب سے کہدے کوئی بنے ہُدہُد | سوار باد ہوئی جب سے گل سلیمان وار
چمن مین گر کوئی بیدست و پا کرے آسے | تو ہاتھ پاؤن ہون پیدا برنگ شاخ چنار
دکھا رہی ہے مسیحا کی طرح سے اعجاز | چمن مین قوت نشو و نما سے فصل بہار

اسد غازی باغ کی سیر ملاحظہ فرماتے ہوئے ہمراہ اُس سرو سہی قد کے بارہ دری مین آکر داخل ہوئے
مسند پر بیٹھے لیکن وہ گل رعنائے باغ خوبی گھبرائی ہوئی رنگ روشنیر بیقرار ہو کر بول اُٹھی
حضور مین مدت سے آپکی مشتاق تھی مگر خدمت مین حاضر نہو سکی اب جو سرفراز فرمایا ہے شراب
بھی نوش فرمایئے یہ کہکے جلدی سے جام لبریز کیا گھبرا کر پیش کش کیا اب اسد نامدار کو اُس گلعذار
سے کھٹکا پیدا ہوا جام تو ہاتھ سے لیا انجام کا خیال آیا لوح پر نگاہ پڑی جیسے ہی اسد طرف
لوح کے متوجہ ہوئے وہ گھبرا کر پیچھے ہٹی یہ کہتی ہوئی کہ حضور دیکھیے میری کچھ خطا نہین ہے مین تابعدار
ہون شراب پینے نہ پینے کا آپکو اختیار ہے اس عرصے مین اسد نے لوح کا مطالعہ فرمایا صاف مرقوم
تھا کہ اے طلسم کشا مکر سے شمشاد جادو کے بچنا ہرگز شراب نہ پینا اگر ایک قطرہ حلق سے
اُترا تاثیر تیزاب دکھائیگا تمام جسم پانی ہو کر بہ جائیگا جسوقت جام شراب وہ ہاتھ مین دے
گردش دیگر فوراً جام شراب اُسی کے سر پر پھینک مارنا پھر قدرت پروردگار کا تماشا
دیکھ لینا اسد نے لوح کے دیکھتے ہی دلپر تہور کا خیال آیا یہ صورت دلفریب ہمارے
لیے زہر قاتل ہے یہ سوچ کر جام شراب کھینچ مارا اُسنے ایک چیخ ماری آواز دی ادست شراب
جرأت او مبہوت میخانۂ شوکت زبردستی میری جان لی یہ کہکے چاہا کہ پر پرواز پیدا کرکے
اُڑ جائے قطرہ شراب کا جسم پر اُس مخمور شراب مکاری و غداری کے پڑا معلوم ہوا بارود
مین آگ کی چنگاری گری مثل ہیزم خشک وہ آتش مزاج جلنے لگی کنیزون نے چاہا جان بچا کر نکل
جائین دیدہ و دانستہ اپنے کو اس آگ مین نہ جلائین کہ یکایک جسم سے اُسکے شعلے نکلے کنیزون پر
پڑے وہ بھی جلنے لگین باغ آتشبار ہوا ہر نخل سحر آتش ہر شاخ شعلۂ سرکش پھول باغ سے
چنگاریان بنگئے زمین سنبل و صواندار فریاد کی پکار دو گھڑی اُس باغ مین صداے اما ہو بلند
رہی بعدہٗ صدہا آواز آئی کشتی مرا نام من شمشاد جادو بود اب روشنی ہوئی اسد نامدار

سنے ملاحظہ کیا باغ سارا جلا پڑا ہے ایک جانب ایک لاشہ ساحرہ کا پڑا ہے اسد نے جھکا سجدہ شکر پروردگار
کیا سر حد سے اُس باغ کی نکلے چاہتے تھے کہ لوح کو ملاحظہ کریں کہ یکایک ایک طرف سے گرد اڑی اُسمین
سے صدا سے عجیب آئی کہ بد قماش او طلسم کشا غضب کیا میری معشوقہ کو مارا اب میرے ہاتھ سے
کیونکر زندہ بچیگا اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ ایک دیو عربدہ کرتا ہوا چوب دست گران سنگ آہنی کا بردوش
پر رکھے ہوئے اتنا جلد قریب اسد کے پہونچا کہ پلک جھپک گئی اُس جلدی مین چوب دست آہنی
کو مرغ دیکر اسد پر وار کیا اسد نے پینترا بدلکر خالی دیا چوب دست زمین پر پڑی پانی نکل آیا اُس
عفریت خونخوار سے آوازدی افسوس ایک ضرب خفیف تھا کہ ہوا ہو گیا اسد نے پہلو سے نکلکر
نعرہ کھینچا سے مارکے پست کیا منم اسد شیر دل وہ دیو پلٹ پڑا چوب دست پھینک کر چاہا اسد
سے لپٹ جائے اسد نے شاخ سر پکڑ کر توڑ ڈالی خون کا پرنالہ دیو خود سر کے سر سے جاری ہوا
وہ بھاگا بھاگا اسد نے پیچھا کیا تھوڑی دور جا کر اُسنے پر پرواز پیدا کیے چاہا اڑکر نکل جاؤں
اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا عفریت جادو اسکا نام ہے سکاری و قریب اسکا کام ہے اگر زندہ
بچکے جائیگا فساد برپا کریگا اسد نے موافق حکم لوح کے ترکش سے تیر نکالکر کمان مین پیوست کیا تاک
کر مارا سینے پر اُس ملعون ناپاک کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا وہ عفریت چیخ کھا کر زمین پر گرا
لاشہ جلنے لگا بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی کشتی مرا نام من عفریت جادو بود اب روشنی ہوئی
اسد نے دیکھا لاشہ ایک ساحر سیہ فام کا پڑا ہے بموجب ہدایت لوح آگے بڑھے دیکھا ایک نخل
پر ایک طائر ہفت رنگ بیٹھا ہوا زمزمہ سرائی کر رہا ہے جیسے ہی اسد کی نگاہ طائر پر پڑی نگاہ
پڑتے ہی ہوش اڑے طائر نے زمزمہ سرائی شروع کی اب جو گوش ہوش سے سنا وہ طائر ہفت رنگ
اشعار عبرت آمیز وحشت خیز پڑھ رہا ہے اسد کو حیرت حیران پریشان گوش بر آواز سوز و گداز
طائر کے پیچھے کا اشتیاق اشعار عبرت سنکر جی چاہتا ہے گریبان چاک کروں آنکھوں سے آنسو
جاری طائر کی زمزمہ سرائی کی ترقی یکایک لوح گلے مین ہلی حروفون پر جو نگاہ پڑی یہ مرقوم تھا
کہ اے طلسم کشا جلد ہوشیار ہو جا صدائے سوز و گداز پر مائل ہونا اسد نے بہ تعجیل اسم حاشیہ لوح
پڑھا پڑھتے ہی صورت دفع ہوئی کمان کاندھے سے اُتاری طائر چیخ مار کر ملیامیٹ ہوا آواز ہیہات
ہیہات بلند کی بجز صدا دینے طائر کے ایک زنگی سیاہ رو تیرہ درون تلوار کھینچے اسد کے قریب

آیا جیسے کہ تلوار کا وار کیا بس پڑا کئی ضربین لگائین اسد نے وار کو اُس نابکار کے خالی دیکر چاہا لوح
کو ملاحظہ کرون ہنوز نگاہ نہ پڑی تھی کہ اُسنے بڑے زور و شور سے وار کیا اسد نے ایک مرتبہ تلوار کو تلوار
پر لگا تھا اُلجھا دیے مین سے ہاتھ نکالکر وار کیا اُس بیچارے نے سر جھکا دیا تلوار پڑی زنگی کے دو ٹکڑے
ہوے اسد پیچھے ہٹا کہ دو زنگی بنکر تیار ہوے دونون نے وار کیا اسد نے ایک کو ہاتھ مارا اُسکے دو
ہوے اسی طرح بڑھتے جاتے ہین تھوڑے عرصہ مین تمام صحرا زنگیان آدم خوار سے بھر گیا اب اسد لڑتے
لڑتے عاجز آیا تمام زنگی غل مچا مچا کے حربے کرتے ہین اُسوقت اسد کو خیال آیا یقین ہی لڑتے لڑتے
غش آجائیگا لوح دیکھنا مناسب ہی شمشیر زنی کر کے زنگیان رو سیاہ کو اپنے پاس سے ہٹایا لوح کو اُٹھا کر
دیکھا لکھا تھا کہ اے فتاح طلسم و اے شہسوار این عجائبات اگر وہ زنگی آکر مقابلہ کرے ہرگز اُسکو تلوار سے
قتل نہ کرنا اگر شاید قتل کیا دھوکا کھایا ایک کے ہزار ون بنکر تیار ہون تو اُسوقت خیال کر کے دیکھو
کہ ایک زنگی بیچ مین کھڑا ہوا شور کر رہا ہی اُسکی پیشانی پر خال سفید ہی اُسمین بڑا بھید ہی تاک کر اُس
خال پہ تیر مارنا تل بھر کا فرق نہو اگر تیر خال پر پڑا اُسکا کام تمام ہوا ورنہ وہ تیر تمھارے تن و جسم پر
پڑیگا جان بچانا دشوار ہوگی اسد نے بہ تعمیل تیر جوڑا لیکن آواز دی اے حاکم قضا و قدر تیر نشانے پر
پہونچے دعا کر کے تیر مارا بقدرت پروردگار اُسی خال سفید پر زنگی روسیاہ کے پڑا توڑ کر گدی کو پار
گذرا جسم سے اُسکے شعلے نکلے زنگیون پر گرے سب مثل چوب خشک جلنے لگے بعد عرصہ دیر آواز آئی
کُشتی مرا نام مین سیہ تاب جادو بود اسد غازی نے دیکھا ایک مکان عالیشان بنا ہی پھاٹک
اُسکا بند قفل رومی کلان لگا ہوا اندر سے اُس مکان کے صداے فریاد بندگان خدا کی آتی ہی زنجیر
کی جھنکار بلند اسد نے لوح کو دیکھا لکھا تھا اے طلسم کشا بندگانِ خدا بیجرم و بے خطا اس مکان
مین قید ہین اُنکا چھڑانا ذات پر تمھاری موقوف ہی اسد نے آکر قفل توڑا چار سو بندگان خدا کو
مصیبت قید مین مبتلا پایا اُن قیدیون نے جو اس آفتاب عالمتاب آسمانِ صاحبقرانی کو دیکھا چہرے
خوشی سے اُنکے مثل ستارہ سحری چمکنے لگے اسد نامدار نے اُن سبکو رہا کیا کلمۂ طیبہ تعلیم فرمایا سب
جوان کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوے اُس مکان مین مرکبہاے عربی و ترکی مع ساز
یراق مرصع کار سلاح ہاے جواہر نگار اسد نے سب جوانون کو کل اشیا مع مرکبون کے تقسیم کیا ناگاہ
ایک قصر مین سے آواز رونے کی کان مین اسد کے آئی اسد نے گھبرا کر اُن جوانان صف شکن سے

پوچھا گیا اور بھی کوئی شخص یہاں قید ہے یہ کیا بھید ہے سب نے عرض کی کہ ایک تاجدار عالی تبار صاحب
حسن و جمال گلگون مثال یہاں قید ہے سیہ تاب جادو اُسپر عاشق تھی چاہتی تھی وصل حاصل کرون
وہ جوان انکار کرتا تھا اتنا غلاموں نے دیکھا کہ اُسپر بہت بدعت کرتی تھی اسد فوراً چلے اور اُس مکان
کو کھولا دیکھا حقیقت میں ایک جوان حسین و رعنا زبان میں سوزن ہاتھ میں ہتھکڑیاں پاؤں میں
بیڑیاں گلے میں طوق چہرہ اُداس عالم یاس سر جھکائے رو رہا ہے اسد نے آگے آواز دی ای اسیر
زندان رنج و محن میں نے تیری دشمن سیہ تاب جادو کو مارا اُس جوان نے بہ نگاہ حسرت طرف
شاہزادہ اسد کے دیکھا قدموں سے لپٹ گیا اسد نے زبان سے سوزن نکالا اول صدمہ سے
بیہوش ہو گیا بعد عرصہ دراز ہوشیار ہوا اسد نامدار نے ہاتھ تھام کر اُٹھایا ضعف و نقاہت سے
لڑکھڑاتا تھا ساتھ والوں سے اشارہ کیا شربت لا کر اُسکو پانی پلایا اب اُس جوان کے ہوش و حواس
درست ہوئے اسد نے بارگاہ آستاد کرائی پوچھا ای برادر تیرا کیا نام ہے عرض کی غلام کو شوکت جادو
کہتے ہیں ملک اخضر بادشاہ سابق طلسم صندل کا سپہ سالار ہوں جرم نمک حلالی میں گرفتار
ہوں اسد نے کہا ای شوکت جادو مبارک ہو تمھارے آقائے نامدار کو رہا کیا لشکر میں پہنچے ہوئے
وہ بھی اُترے ہیں شوکت جادو دیکھا اسقدر خوش ہوا قریب تھا کہ شادی مرگ ہو قدموں سے
لپٹ کر عرض کی ای شہریار اگر پروردگار سلامت رکھے ایک بات سے اور غلام کو آگاہ فرمایئے
تب قلب کو تسکین ہو آپ نے سامان قتل صندل جادو بھی مہیا کیا یا نہیں اسد غازی نے
مسکرا کر کہا ای برادر میں خود اس مقدمہ میں حیران ہوں تمھارے بادشاہ نے بھی مجھسے یہی پوچھا
لیکن یہ نہ بتایا کہ کیا سامان مہیا کروں تمھارے وزیر اعظم دستور معظم فہیم جادو اور اُسکے فرزند
نعیم جادو کو رہا کیا اُنھوں نے بھی یہی بات پوچھی اب تم صاف صاف بتاؤ کہ میں کیا سامان مہیا
کروں مقدمہ فتح طلسم میں ہیچ بڑی چیز ہے وہ میرے پاس موجود ہے اُسی کے حکم سے مرحلے فتح کیے
بڑے بڑے ساحران غدار کو مارا اس سے بہتر اور کیا سامان ہے شوکت نے عرض کی کہ غلام لوازم
اصلی سے تو ماہر نہیں ہے فقط اتنا جانتا ہے زبان سے ستارہ شناسوں کی سُنا کہ صندل جادو
کا قتل کرنا نہایت دشوار ہے افراسیاب نے اُس ساحرہ کو بادشاہ طلسم صندل کیا ہے کہ جو صاحب
ناز و نیاز سامری رگ و ریشہ میں اُسکے افسونگری بھری ہے وزیران و مشیران سلطنت سے معین

اصلاح کیجیے ورنہ وقت پر نہایت مشکل ہوگی دل اسکی تدبیر واجب ولازم ہے یہ ذکر تھا کہ ہرکارون
نے آکر خبر دی کہ ملک اخضر مع لشکر ظفر اثر تشریف لاتے ہین اسد نے شوکت جادو کو حکم دیا
شوکت خوشی خوشی واسطے استقبال کے نکلا اپنے سپہ سالار شوکت جادو کو جو ملک اخضر نے دیکھا تخت
پر سے کود پڑا اسے سینہ سے لگا لیا شوکت نے تمام کیفیت بیان کی خواجہ عمرو بھی آکر پہونچے بارگاہ زرنگی
استادہ ہوئی اسد نامدار مقام صدر پر جلوہ فرما ہین خواجہ کرسی جواہر نگار پر ملک اخضر تخت پر شوکت
بعہدہ سپہ سالاری شیران سلطنت ومدبران امّت اپنے اپنے مقام پر حاضر ہین کہ خبر پہونچی فہیم جادو
وزیر اعظم ملک اخضر کا مع بارہ ہزار فوج کے آتا ہے اسد نے تمام کیفیت فہیم کے ملنے کی ظاہر کی
شوکت جادو استقبال کرکے فہیم جادو کو بھی لایا وزیر بعہدہ وزارت اپنے بادشاہ سے ملا نہایت
خوشی ہوئی صحبت عیش ونشاط آراستہ کرنیکا حکم صادر ہوا ساقیان ماہ رخسار جام بادۂ گلنار لیکر
حاضر ہوئے ملک اخضر نے حکم دیا ایک نازنین مہ جبین شیرین مقال پری تمثال خوش گفتار کبک رفتار
گلنار پوش غارتگر عقل وہوش حسین کمسن بیباک چست وچالاک لباس فاخرہ زیب جسم کرکے
نازو ادا ہمراہ سامنے آکر مصروف رقص ہوئی گانیکا رنگ جما اس حسن خوبی سے وہ زہرہ جبین
گائی کہ تمام اہالیان محفل دل وجان سے خریدار ہوئے فلک کو سکتہ تھا شاہد نوعروس فلک نے
چنگ مرصع اپنے ہاتھ سے رکھدیا زہرۂ فلک گوش برآواز مشتری جان ودل سے خریدار سوز
وساز گانیکا آگاہ ہے کہ اسد نامور عاشق تن صف شکن فسر صحبت ہین یہ غزل عاشقانہ شروع
کی نازو کرشمہ سے بتا بتا کے گانے لگی غزل مومن

زہر پیتے ہیں نگاہ یار سے	موت سمجھے نرگس بیمار سے	قتل ہو کر ہم بچے آزار سے
عمر کے دن کٹ گئے تلوار سے	جا بجا نہرین ہین جاری چشم شکل	پہونچے ہونگے دامن کہسار سے
گر نہ کھلیں جان پہ بھی اردین	عشق بازی سیکھیے اغیار سے	وہ عزیزی سے زندگی مشکل ہوئی
ہو گران تر جان جسم زار سے	کر علاج جوش وحشت چارہ گر	لا دے اک جنگل مجھے بازار سے
ذکر اشک غیر مین رنگینیان	بوسے خون آئی تری گفتار سے	عشق مین ناصح بھی ہیگا مدعی
جرم ثابت ہوگیا انکار سے	جنبش کے ہی کان ملامت سوون کیا	خود لپٹ جا سینۂ افگار سے

کر دعا کرتا ہون مومن وصل کی | ہاتھ باندھے ہے وہ بت زنار سے

غزل دیگر جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

...ا ہیں مگے ہیں اُنکے شب وصل ڈالکے
روٹھا کیا منہ سے مزے ہیں وصال کے

...م نکلے بات کو چھوٹے اُس خوش جمال کے
ہاتھوں سے دل پکڑ کے کلیجہ سنبھال کے

...ین بھی جھکا کے سر ہوں سر خاک بیٹھتا
تم قتل کرنے آؤ سر وہی سنبھال کے

...ازک کلائی تیری ہوا یجان دکھ نہ جائے
عاشق کے سر پہ تیغ لگانا سنبھال کے

...پہلو سے میرے بیٹھو کے جسدم وہ اُٹھ گیا
ہاتھوں سے رہ گیا ہیں کلیجہ سنبھال کے

...کڑے پڑے ہیں شیشۂ دل کے یہاں بجا
رکھیے قدم حضور ذرا دیکھ بھال کے

...خنجر دن کو آپ پہلو میں اپنے بٹھاتے ہیں
دیکھیں حضور ہیں نئی پہلو ملال کے

...چھپا ہے دل میں درد لبوں پہ ہے آہ سرد
کہنا یہ نامہ بر جو وہ جویا ہوں حال کے

کیسا پلٹ کے سوئے شب وصل ہمسے وہ
نیچے ہمارا گال رہا اُنکے گال کے

صحبت میں اُنکی جا کے جو میں بیٹھنے لگا
آیا ہے رقیب آگ وقت ٹال کے

رسوا ہوں حضور تجھے اسکا خوف ہے
عاشق کا اپنے چار میں فقرہ اُچھال کے

کم سن جستے وہل گئے فریاد سے مری
میں خود خجل ہوں آہ کو لب سے نکال کے

چھانوں میں جب کہ میری طرف سے رقیب بھی
قدموں پہ تیرے رکھدیں کلیجہ نکال کے

گرنا ہو آکے ذبح مجھے ایکبار تم
ہر روز کیوں ڈراتے ہو خنجر نکال کے

دل مجھے کیا سمجھے ہیں اب مانگتے جواد
پہلو سے لیگئے تھے وہی تو نکال کے

میں گرمی صحبت میں بادشاہ ملک اخضر و نیم وسیم جادو وزیر اعظم و شوکت سپہ سالار نے ذکر شروع کیا خواجہ سے متوجہ ہو کر سینے کہا اگر شہنشاہ اوج عیاری اب فرمایئے کیا تدبیر ہو اسد نامدار کے تشریف لیجانے میں کچھ تقریب ہو عمرو نے کہا جیسا کچھ لوح خبر دیگی اُس طرح پر کاربند ہونگے بادشاہ و وزیر و سپہ سالار نے جواب دیا کہ خواجہ بڑی مشکل ہے ہمیشہ سے یہی سنتے ہیں کہ جو کوئی ارادہ فتح طلسم ہوشربا کرے سرا فنا تیلی پر دم سے بعد حصول لوح سامان قتل صندل جادو مہیا ہو ورنہ قتل صندل جادو کی تدبیر لوح طلسمی نہ بتلائیگی طلسم کشا کو جان بچانا مشکل ہوگا اور اب یہ سانحہ درپیش ہوا مر جانا چاہتے

فتح ہوے نگہبان طلسم مارے گئے شوکت جادو سپہ سالار نے رہائی پائی نعیم جادو وجنیا ہوے مالک
زندان خانہ کو حضور نے قتل کیا چندی رہا ہوے یہ سب خبرین صندل جادو کو ضرور پہونچی ہوگی
سامان لشکر کشی مین مصروف ہوگی آپ کے لشکر مین کوئی ایسا ساحر نہین ہی کہ ملکہ صندل جادو سے مقابلہ
کرسکے کون ایسا ساحر زبردست افسر ہی کسکو ایسا دردسر ہی کہ اپنی جان دے ملکہ صندل سے مقابلہ
کرے اسکے سحر کا جواب دے خواجہ عمرو نے حیران ہو کر کہا ای ملک اخضر کیا تدبیر کرین تم بادشاہ
ہو صاحب عز و جاہ ہو جس شے کا پتا نشان بتا جستجو کرنا ہمارا کام ہی ملک اخضر نے عرض کی
جسقدر غلامون نے کتابون مین لکھا دیکھا بزرگون سے سنا براہ خیر خواہی سب کچھ حضور کے
سامنے بیان کردیا نام ہم نہین جانتے کہ ملکہ صندل کس شے سے قتل ہوگی اب تو حضور کے ساتھ
ہماری بھی زندگی کا لطف قائم ہی اگر خدانخواستہ ملکہ صندل اور طلسم صندل پر قبضہ ہوا
ہم لوگ اِس حوالی مین نہین رہ سکتے ہر ایک کو ڈھونڈھ کر قتل کریگی ہم جانبازی کو حاضر ہین جس
شے کے نام سے نہین واقف اُسکی جستجو مین قاصر ہین انہین باتون مین چار پہر گذرے مجلس
برخاست ہوئی بوقت سحر اُس شیر بیشہ صاحبقران نے ارشاد فرمایا لشکر تیار ہو واسطے مقابلہ
صندل جادو کے جائینگے عمرو نے بموجب فہمایش ملک اخضر کے جواب دیا ای نور نظر ابھی تامل
کرو ہمکو بھی ایسے ایک دن برابر ایک سال کے گذرتا ہی فتح طلسم صندل سے کوئی مراد نہین
مقدمہ اُسی کا ابھی تک نام نہین آیا ہی یعنی تا بدر بند مہر و ماہ جانا ہی لوح طلسم ہوش ربا کا پتا
لگانا ہی بیان اِس طلسم کے فتح کی کوئی صورت نہین تازہ جملہ یہ ہی کہ ہر شخص کا یہی قول ہی کہ سامان
قتل ملکہ صندل جادو مہیا کرو ہم کیا سامان مہیا کرین پروردگار مسبب الاسباب ہی ہر طرحکا
سامان مہیا کریگا یہ باتین درپیش ہین ہر شخص کو پس و پیش ہین کہ کچھ لکہ ہاے ابر آسمان پر آنے
بوندیان بھی پڑین یہ سامان دیکھکر اسد نامور کو ہوائے شکار ہوئی معشوقان گلعذار کی یاد
آئی طبیعت گھبرائی خیال مین آیا صحرا مین جاکر آہوان صحرا سے دل بہلائینگے خود بخود دل گھبراتا ہی
یہ سوچ کر خواجہ عمرو سے عرض کی کہ اگر آپکا حکم ہو تو کل واسطے شکار کے جاؤن عمرو نے کہا ای نور
نظر مرحلہ جات طلسم کے فتح کیے ابھی بادشاہ طلسم سے مقابلہ ہی ایک ایک کافر تمھارے نام کا
دشمن ہی ہر ایک ساحر رہزن ہی دل نہین قبول کرتا کہ تمکو شکار کی مہلت دون اسد نے عرض کی

کہ خدا آپکو سلامت رکھے سواے آپکے اور یہان کون سرپرست ہی ہر شخص بادۂ نخوت سے مست ہی
کسکو خیال بندوبست ہی مین بہت جلد واپس آؤنگا عمرو نے کہا بیٹا دن ہی کو چلے آنا عوض کی ایسا ہی
انتظام ہوگا اسد نامدار نے بلاکر حکم دیا بیلیے قراول میر شکار بوقت سحر حاضر رہین تمام کارگزاران
شاہنشاہی مصروف انتظام ہوے جسوقت عقاب بلند پرواز یعنی نیر اعظم بصد شوکت و حشم براے
شکار صحراے سبزہ زار فلک نیلی مین طائران شکاری کی فکر مین مصروف جستجوے شکار نمود ہوا
میر شکار کرگدن ابلق لیل و نہار پر سوار ہوا ملازمان شاہنشاہی نے اسد نامدار کو بیدار کیا
شاہزادہ اُٹھکر عبادت خانہ مین آیا بعد فراغ نماز سرداران نامور حاضر خدمت ہوے عرض کی
کہ تمام سامان شکار حاضر ہی اسد نامدار برآمد ہوے خواجہ عمرو کو خبر ہوئی کہ اسد غازی سوار
ہوا چاہتے ہین آپکی زیارت کے مشتاق ہین خواجہ عمرو فوراً تشریف لائے اسد نے سلام کیا
عمرو نے سر سینہ سے لگاکر فرمایا ای نور نگاہ صاحبقران ای بہرام کن لشکر کافران لوح طلسمی سے
بہت ہوشیار رہنا شب باش ہونیکا قصد نکرنا عرض کی انشاءاللہ ایسا ہی ہوگا ملکہ اختر
و فہیم جادو و شوکت جادو وغیرہ سرداران لشکر براے رخصت اسد نامور حاضر ہوے
اسد ایک ایک سے رخصت ہوا حضرت نے کئی مرتبہ کہا کہ ای شہریار لوح سے بہت ہوشیار
رہیے گا ملکہ صندل جادو حضور کی فکر مین ہوگی اسد نے فرمایا مصرعہ دشمن اگر قویست
نگہبان قوی تر است یہ فرماکر سب سرداروں کو رخصت کیا اسد نامدار سامان شکار ہمراہ لیکر
طرف صحرا کے روانہ ہوے ناظرین والا تمکین اس داستان حیرت بیان کو دیکھکر یقین کامل
ہی کہ ضرور اس حقیر کو آفرین آفرین فرمائین یہ مقام لفظاً لفظاً ملاحظہ ہو مخمسہ مومن حبال

کہتے رہین سب کہ تم سنین بیچ کے شب تلک
دشوار ہی وصال مین ناکام جب تلک
تا دان ہین یاس یقین کوئی بھاے کب تلک
مر جاے کیون نہ ہجر مین جان آکے لب تلک
ہو آرزوے بوسہ یہ پیغام اب تلک

ہر چند عمر ہجر ستم ناسزا سہا
بیدادیون سے اب بھی یہ دریاے خون بہا
پر اس جفا شعار سے شرمندہ ہی سدا
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
مرتے ہیٹھے تم ہی پہ جیتے ہین جب تلک

کب بزم میں میں کام ہوس یاب ہوسکا — کب مجھ سے کچھ مخالفِ آداب ہوسکا
میں کیا کہ غیر بھی نہیں انجواب ہوسکا — تسکین حسن ہی کہ نہ بیتاب ہو سکا
خلوت میں بھی کوئی طلق بے ادب تلک

بس زہر دیدہ مضطرب ای چارہ جو نہو — گذرا میں ایسے جینے سے تکلیف تو نہو
جز میجان کچھ نہیں باقی ہی سو نہو — آجائے کاش موت ہی تسکین ہو نہو
ہر وقت بیقرار رہے کوئی کب تلک

جس اُسکی ست ہواے دلِ بیہوش جس طرف — کیا جانے تو کہ ہی نگہ لطف کس طرف
تنخواہ بھیرتی ہی بزم میں بھون میں جس طرف — وہ چشم التفات کہاں اب جو اسطرف
دیکھے کہ ہو دریغ نگاہ و غضب تلک

تقدروانِ اشک کا ہی صرف روز و شب — یاقوتِ لختِ دل کا یہاں خرچ ہی غضب
وہ ڈبیہ بہا جسے رکھیں عزیز سب — ایسے کریم ہم ہیں کہ دیتے ہیں بیطلب
پہونچا دو یہ پیام اجل جان طلب تلک

اچھا نہیں ہی عہد و وفا دشمنوں سے یار — کھویا تھا سے نہ کیجیے ستم کش کو زینہار
ہونا پڑیگا نازسرشتوں سے شرمسار — مایوس لطف سے نہ کرے دشمنی شعار
اُمید سے اُٹھاتے ہیں ہم جور لب تلک

وہ جو یہ کہتے ہیں کہ کسی سے نزل زبیب — ہم اُسکے رشک سے جو ہیں اتنے خجل زبیب
دونوں طرف سے منعم ہوتے ہیں اب منفعل زبیب — یاں بجز بے ریا ہی نہ واں نازِ دل فریب
شکر بجا رہا گلہ بے سبب تلک

مومن کو دیکھ چشم میں آیا لہو اُتر — یہ حال تھا کہ مضطر و حیران تھے چارہ گر
کہتا تھا اک رفیق کہ بار دیکھکر — ایسے ہی بیقرار اسد ہی متصل اگر
اے شیفتہ ہم آج نہیں چلتے شب تلک

نظم معنی فغانے کہ آمد عیان — درین زیر پردہ آسمان — درین پردہ آواز نالم جو نے
باحوال جم یا با خوال کے — شعر سخن ساز سے کہ معنی ساز کردہ * سخن را این چنین آغاز کردہ

جنگہ نیزہ شکار کنندۂ جفت گاو و تازان کشندۂ جفت سیمرغ بروز مصاف امیر حمزہ بن مطلب بن ہاشم
بن مناف عبدہ یعنی ہژبر بیشۂ یکہ تازی شاہزادہ اسد بن کرب غازی مرحلہ جات طلسم صندل
فتح کرکے واسطے شکار کے سمت صحراے سبزہ زار روانہ ہوا خواجہ عمرو نے تاکید کردی ہے کہ اے نور
نظر شب باش ہونے کا قصد نہ کرنا ہر مقام پر تمھارے دشمن موجود ہین اسد نے عرض کی کہ غلام
آج ہی حاضر ہوگا یہ کہکر سمند صبا رفتار پر سوار ہوکر طرف صحراے سبزہ زار کے روانہ ہوئے
بہلیون نے بڑھکر جھاڑی جھنڈی کو جھاڑا جانوران ہوائی نکلنے لگے باز و بہری وغیرہ بازداران
نے رہا کیے شکار طائران ہوائی شروع ہوا بہلیے قراول کد و کاوش کر رہے ہین حصول لطف
شکار مین کوشش کر رہے ہین مرکب صبا رفتار زیر ران باز تیہو پر چھوٹا باز نے جاکر طائر بلند
پرواز کو گھیرا کیفیت صحراے پر فضا تیہو کا گرنا باز کندے تول کر پہونچا ادھر اسد نامدار نے
گھوڑا بڑھایا دیکھا باز نے طائر کو دبوچا اسد گھوڑے سے کودے چمکار کے باز کو چھڑایا یہی
شکار سے باز نہ آیا طائر کا شکم چاک کیا جگر باز بلند پرواز کو کھلایا اسکی آنکھون پر ٹوپی چڑھائی
دوسرا جرّہ چھوٹا اسنے طاؤس کو شکار کیا انھی اپنی کارگزاری جانورون کی تیاری بہلیے
قراول دکھا رہے ہین بہلیے اسد کو بہلا رہے ہین کسی قدر دن چڑھا نیر اعظم بلند ہوا ساتھ
والون نے عرض کی اے شہریار خواجہ عمرو نامدار نے تاکید فرمائی تھی کہ خبردار صحرا مین شب باش
ہونا اب مناسب ہو تو واپس ہوجیے اب ہوا مین گرمی پیدا ہوئی اسد نامدار نے فرمایا
ایک آہو تلاش کرو شکار آہو کرلین تو فوراً گھر چلین ہمین شکار طائران ہوا سے لطف نہین ملتا
ہرکارے دوڑے سامنے سے ایک گنوار جیتا ہوا آیا عرض کی کہ گستاخ یہان سے قریب
ایک دھانون کا کھیت ہے وہان کئی آہو چرا مین مصروف ہین اسد نامدار نے فرمایا بسم اللہ
چہار جانب سے کھیت کو گھیرو ساتھ آٹھ جوانان صف شکن تہور شعار آزمودہ کار جرار نامدار
شاہزادے کے ہمراہ ہوے کوس بھر سے ہشکر گھوڑے چڑھائے دور سے اسد نامور نے
دیکھا دس بارہ جانور کھیت مین مصروف چرا ہین مگر ایک آہو خوش چشم خوش سینگوٹیان
مثل زلف محبوب شوخ چشم مثل غنچۂ گل سفید تکبیر مثل کہکشان فلک پشت پر ہر نیون پرستی
کرتا پھرتا ہے اسد نے کہا اور آہوون کا اور سب کو اختیار ہے اسکو ہم شکار کرینگے بلکہ

جی چاہتا ہے زندہ گرفتار کرین برائے نذر عقاب اوج عیاری لیجلین یہ کہکر لٹھو بغل مین دبائے
سناہنا سے نیزہ کو آگے کرکے گھوڑے بڑھائے کڑاکے کی سم مرکب سے صدا بلند ہوئی آہوئے
وحشی نے کنوتیان بدلین صیاد کو کمین مین دیکھا اس آہو پر اسد نامدار نے گھوڑا دوڑایا آہو نے
پلٹ کر طرف اس شیر صولت کے دیکھا نگاہ ملائی چشمان سیاہ گردش کرتی ہوئیں سامنے سے
بھاگا طرارہ بھرا مرکب برق رفتار کلانچان مارتا ہوا عقب مین آہوئے وحشی کے چلا ساتھ
والے ٹھہر گئے گرد دیکھ رہے ہین گرد معلوم ہوتی ہے مرکب طرارے بھرتا ہوا جاتا ہے دو پہر کامل
ہرن نے رہبری کی سب ساتھ والے پیدل و سوار تھک کے ٹھہر گئے مگر یہ شیر صولت اسکے
تعاقب مین چلا جاتا ہے دن تھوڑا سا باقی تھا کہ ایک مقام پر آہو نے کاچوکڑی بھولا اسد نے
تیر مارا آہوئے وحشی گرا اسد نے گھوڑے سے کود کر اسکو بقربانی پہونچایا اٹھا کر شکاربند
سے باندھا پلٹ کے دیکھا کسی ساتھ والے کو لینے قریب نہ پایا معلوم ہوا کہ راستہ فراموش
کیا ایک نخل کے سایہ مین آکر ٹھہرے اس انتظار مین کہ شاید کوئی تلاش کرتا ہوا آئے تو اسکے
ساتھ لشکر مین چلین ایک نخل کے سایہ مین ٹھہر کر کباب لگائے نوش فرمائے ناگاہ غزال
صحرائے فلک چہارم دشت نوردی کرکے درہ کوہ مغرب مین مخفی ہوا اور باز بلند پرواز
ماہ تابان برائے شکار طائران ثابت و سیارگان فلک نیلی پر سرگرم تلاش ہوا لیلائے شب
نے زلف عنبرین کو کھولا اب شاہزادہ ہوشیار ہوکے سمجھا یقین کامل ہوا کہ شب کو جانا یہان
سے ناممکن بوقت سحر ہادی کامل رہبری کریگا لشکر ظفر اثر مین انشاءاللہ پہونچ جاینگے یہ سوچکر
مرکب صحرا مین چھوڑ دیا و ہاتھ اتار دیا اب ٹہلتے ہوئے آگے بڑھنے لگا و اٹھا کے جو دیکھا سامنے
ایک صحرائے خوشگوار پر بہار جا بجا نخل سرسبز و شاداب پھلون کی آب و تاب قوت نشو و نما
کا جوش ہر نخل پھولون سے معشوق گلابی پوش گلبن کا مہکنا غنچون کا چٹکنا وقت شب گلزار سا
فلک نے نرگس سیارگان سے آنکھیں کھولین ہین نظارہ گل و ثمر مین مصروف ہوائے سرد
چل رہی ہے بیچ مین اس صحرائے لالہ زار کے ایک چبوترہ سنگ مرمر سفید کا اسپر چینی کے ناندون
مین نخل مختصر گلدستے جا بجا چنے ہین شاخین جھومتی ہین ہر برگ سرسبز و شاداب عاشق بیجان
کو زینت و تاب جوانان چمن کی رعنائی شاہد گل کی بلبلون سے کج ادائی پھولون سے ہر نخل

نہالِ خُرم شاخون کا رشکِ ہلال تھا، درختون کے سبد گُل زُوش طائران بہار کا جوش وخروش نظم

دکھا رہی ہی سیما کی طرح سے اعجاز | چمن مین قوتِ نشو و نمائے فصلِ بہار
لگائے آنکھ جو بالفرض کوئی مجرم کی | یقین ہی پردہ نکل آئے چشمِ نرگس دار
ہزار نکلین پر و بال سعیِ نامیہ سے | عجب نہین ہی جو مرغِ کباب ہو ہوشیار
کلیم آئین چمن مین اگر پئے گلگشت | یقین ہی یدِ بیضا سے نکلے بلبلِ زار
ہوا شرفی ہی گُل اشرفی تو زرزرِ گُل | بنے ہی رشکِ چمن ہر امیر کی سرکار
یہ سعیِ نامیہ سے ہوتے ہین ثمر پیدا | کہ قطرے شبنمِ تر کے ہین دانہائے انار
غرض ہی قوتِ نشو و نما عجب کیسا ہی | کہ گرم دانہ سے پیدا اگر ہو شاخِ چنار
ہزار نخلِ گُل اُس سے چمن مین پیدا ہون | گرے زمین پہ اگر تخمِ اشکِ بلبلِ زار
ہوا کے فیض سے بنجائے یہ قدم کا درخت | اُڑے نشانِ قدم سے اگر کسی کے غبار
ہر ایک شاخِ گُل افشان ہی پھلجھڑی کی طرح | ریاضِ دہر مین گلریز ہی نسیمِ بہار
انار چھٹتے ہین جسطرح سے ہو شعلہ بلند | انار سے نکل آئے یونہین درختِ انار
مگر ہی پرورشِ طفلِ ذرہ مدِ نظر | کہ آفتاب ہی پستان کرن ہی دودھ کی دھار
بنا ہر ایک درِ گوشِ غنچہ بلبل | وہ کون ہی جو نہین عاشقِ گُلِ رخسار
ہوا سمین فائدہ جسکو ضرر ہوا، روزن | چراغِ گُل ہو وہین گُل جو ہو چراغِ مزار
ہی ایسی شرطِ رطوبت کہ کہتے ہین مزدور | ہم آپ آئینہ لیکر اُٹھے بھیگے دیوار
خوشی سے پھول گیا دیکھکر یہ رنگِ چمن | برنگِ غنچہ شگفتہ اسد کا تھا دلِ زار

شاہزادے نے بندِ قبا کھولدیے گوشہ مین بیٹھکر سیر مین اُس صحرائے جنت نشان کی مصروف ہوا دیکھا طرفے صحرائے پُرفضا کے رنگین جستین ظاہر ہوئین بیچ بارگاہ مین جھلکڑ ون پہ بار قریب اُس چبوترے کے آکر صرین بارگاہ کو بصد اہتمام بہ تکلف تمام استادکیا فرش معقول بچھایا چوگھرے چنگیر عطردان پاندان آکر آراستہ کیے مسند جواہر نگار آراستہ کرکے دستبستہ کھڑی ہوئین جس سے صاف ثابت تھا کہ کسی کی آمد کا انتظار ہی اب اسد نامدار کو اور زیادہ اشتیاق ہی دل سے کہتا ہی کہ کسی رئیسِ جلیل کی سیر کا مقام ہی

چند چوبداران زبان قلماقستان بارگاہ مین حاضر ہین چند انمین صلاح کرکے چبوترے سے اُترین صحرا مین ٹہلنے لگین حسین وجمیل کمسن شوخ وشنگ مزاج مین جوانی کی امنگ کسی نے کہین جھولا ڈالا بھرے ساون کے آنے لگے آواز دلکش آرہی ہی تانین پڑرہی ہین اسد گوش برآواز ہوا سنا کہ ایک گلعذار غنچہ دہن نے یہ اشعار گائے اشعار

دیوانہ ہون تیرا مجھے کیا کام کرون گی
اُس گل مین نہ پایا اثر ہوے محبت
سو ٹکڑے ہین ایڑی کے برنگ گل صدبرگ
ہی روشنی جایۂ دل سوز محبت
پیکان تو دل دونہ ہی سوفار ہی باہر

زیبا لیش سرکو ہی مرے دل یہ جنون گل
سو بار سنگھائے اُسے پڑھ پڑھ کے فسون گل
کیا دشت نوردی مین کترتا ہی جنون گل
کافر تو بتا شمع حرم کیونکر کرون گل
اُس تیر سے ہی دل مین درون غنچہ بردن گل

بعض نوجوان چالاک بیباک شب کا تو وقت ہی وہ پٹے باندھکر چشمون مین کو دین آنکمین چمیمیں چھاتا ہوا ہی صاف ثابت ہوتا ہی کہ صد ہا ستارے برج آبی مین داخل ہین اسد نامدار ان سبکی کیفیت دیکھنے مین مصروف ہی انمین چلبلین ہوسی ہین دوڑ رہی ہین ایک پکارتی ہی ارے غنچہ دہن جلد جوابدے حضور کی آمد کا وقت قریب ہی اسباب عیش ونشاط آراستہ کر دے وہ جواب دیتی ہی کہ بھلا شمشاد کب تک اکڑتی پھرینگی دار پر کھینچی جاینگی سرکشی کی سزا پائینگی شاہزادہ اسد نامدار اس ضلع جگت کی باتون کو سنکر بیقرار ہوجاتے ہین گلعذارون کی باتین رمز و کنایہ کی گھاتین عجب کیفیت حاصل ہوتی ہی دل سے کہتے ہین کہ ای اسد خوش نصیب ہمارے کہ اس صحرائے جنت نظیر مین گذر ہوا کسی بلند اقبال صاحب عز وجلال نے اس مقام بے نظیر کو آراستہ کیا ہی ابھی اسد نامدار دل سے یہ باتین کر رہے ہین کہ نقارے پر چوب پڑی چوبدارنے بڑھکر آواز لگائی نظم

ابر رحمت کا ہی سایہ ترا ای سایۂ حق
کسکا مقدور کہ سرتاب ترے حکم سے ہو
ذکر حق سے کوئی خالی نہین تیرا ہی وہ دور
گر کرے نشو و نما نایۂ فیض ترا

کیونکہ بے سایہ ترے ہو نہ جہان کو رونق
جو ترا امر ہی الحق جو کہے تو ا صدق
گر تا بخانہ مین ہی شیشۂ مے بھی حق حق
گل ہو ہو شمع سے پیدا تو گلاب و زنبق

حرف ہیبت کا ڈر سے کوئی زبان پر لایا | ہو گئی وقت کتابت جو زبان خامہ کی شق

یہ صدائے شوکت و جلالت سنکر شاہزادہ اسد نامدار بھی سنبھل بیٹھا بہ نگاہ غور دیکھا آگے چند چوبدار
مردہے چند سواران زرین پوش اہتمام سواری کرتے ہوئے بڑھ گئے اُسکے بعد ایک چمک ہوئی
کہ آنکھیں اسد کی جھپک گئیں اب جو آنکھ کھول کر دیکھا سبحان اللہ صاف ظاہر ہوا کہ آفتاب عالمتاب
برج سے طالع ہوا یا ماہ تابان ساطع ہوا ایک شہریار عالیمقدار پشت مرکب صبا رفتار پر سوار تاج
یاقوت احمر سر پر زرہ جواہر نگار زیب جسم انور حسن میں رشک یوسف کنعان عارض سیمین پر تابان
سطوت و صولت خاشیہ بردار رعب و جلالت آئینہ دار زیادہ تر مقام حیرت یہ ہے کہ زلفین خلیلی تا بہ
گوش سن آنکھیں رشک دیدۂ غزال پلکیں سنان جانستان ابرو خنجر بران جبین انور پر اکبر خال سبز رنگ
ہاشمی چہرۂ بے نظیر پر ظاہر چشم زدن میں سواری سامنے سے نکل گئی اسد حیران جمال و محو دیدار کھڑا
ہوا آنکھیں گلشن جمال کی کر رہا ہے کئی مرتبہ قصد ہوا کہ مثل نسیم ہمراہ رکاب سعادت انتساب ہو دوڑوں
قدموں کو بوسہ دوں خاک پا کو توتیائے چشم بناؤں تو سعادت کونین حاصل ہو لیکن دل تردد
منزل ہو شرم و حجاب نے دامن تھام لیا عنایت پروردگار سے خود صاحب حسب و نسب پرورش
یافتۂ خانۂ ادب خاموش کھڑا ہے سکتہ سا ہو گیا ہے گل کے سایہ میں ٹھہر انگاہ غور سے جو دیکھا صاف
ظاہر ہوا کہ حمزۂ صاحبقران امیر گیتی ستان جلوہ فرما ہیں صرف اتنا فرق ہے کہ سر اطہر پر خود موجود نہیں
ہے تاج یاقوتی سے سرفرازی حاصل ہے خال و خط میں قد و قامت سطوت و صولت رعب و شجاعت
کسی شے میں صاحبقران سے سر مو فرق نہیں دل میں کہتا ہے اے اسد ہمارے جد عالیوقار
طلسم ہوشربا میں نہیں معلوم کب تشریف لائے مجکو نہ معلوم ہوا چھوٹے نانا جان عمرو نامدار
عاشق جمال صاحبقرانی تھے خبر نہ کی کسی عیار سردار نے کیفیت تشریف آوری نہ بتائی برائے
استقبال جاتے باعزاز و اکرام بارگاہ میں لاتے یقین ہے کہ افراسیاب خانہ خراب نام نامی اسم
گرامی سنکر فرار پر قرار کرتا فوج کفار کا قدم رہ جاتا اس طرح کی دل سے باتیں کر رہا ہے جب قصد کرتا ہے
آگے بڑھوں شرم و حجاب مانع ہوتا ہے سر جھکائے دیکھ رہا ہے اسی اثنا میں وہ تاجدار باوقار قریب
پہونچ کے آکر پشت مرکب سے اُترے اُسی طرح یہ کہ جب پشت مرکب سے قدم زمین پر رکھا بسم اللہ
بسم اللہ کی صدا بلند ہوئی دل میں خیال کیا کہ اے اسد اب تو یقین کامل ہوا کہ ہمارے جد عالی تبار میں

طلسم ہوش ربا مین بیان کہان اب وہ شہریار مسند پر جاکر جلوہ فرما ہوئے اسد تو اس حیرت مین نیچے درخت کے کھڑا تھا کنیزین شوخ و شنگ جوان کی اُمنگ چاندنی رات مین گل چاندنی کے نظارے کر رہی مین صحرا سبزہ زار مین ہرن کی طرح اٹکھیلیان ہو رہی ہین کوئی نئی روش سے سبزہ کو روندتی ہی کوئی چل بل دکھا کر بجلی کی طرح نظرون مین کوندتی ہی ناگہان ایک کی نگاہ اسد نامدار پر پڑی اُسنے کہا یو نرگس جادو آنکھین کھول دیکھ تو سامنے کوئی مرد وا کھڑا ہی لیکن چاند کا ٹکڑا ہی دوسری نے کہا اگر اس صحرا مین کوئی مرد آیا تو ہمارے مالک کے حکم کے خلاف ہوا جب اس صحرا مین آنیکی تیاری ہوئی ہم لوگون پر تاکید کی کہ ادل جاکر چہار جانب دیکھ لو کسی مرد و عورت کا صحرا مین گذر نہو ہم لوگ جب آتے ہین بوٹا بوٹا پتا پتا چھان لیتے ہین آج یہ نئی بات ہوئی سنبل ہم سب کی ناک چوٹی کاٹی جائیگی ایک ایک سزاے معقول پائیگی اس مقدمہ مین بڑی احتیاط ہی ہمیشہ سے حکم ملتا ہی کہ خبردار ہمارے حال سے کوئی آگاہ نہو یہ جو آپسمین چرچا ہوا وہ پانچ جادوگرنیان اُس مقام پر آکر جمع ہوگئین ہر ایک کا یہی قول ہی کہ کیا غضب ہوا ایک نے کہا چلکر گرفتار کر و کشان کشان سامنے حضور کے لیچلو اس شخص کو سزاے معقول ملیگی ساری حقیقت کھلیگی آخر ایک ساحرہ بڑھی سامنے آکر آواز دی او شخص غضب کیا تو نے کہ مقام شاہنشاہی پر آکر ٹھہرا اور پھوٹی آنکھون سے دیکھ رہا ہی تجھکو شرم و حجاب نہین یہ طرہ خاطر ناظرین رہے کہ لوح طلسم صندل گلے مین اسد کے پڑی ہی ساحرون نے بڑھکر سحر کیا اسد پر لوح محفوظ کے سبب سے تاثیر نہوا سحر کرنیوالے سمجھے کہ میرے سحر مین پھنس گیا چاہا ہاتھ بڑھا کر کھینچلین اسد نے جھلا کر ایک طمانچہ مارا سر اُسکا مثل چنبر گردن سے اڑ گیا اُس جادوگرنی کے مرتے ہی اُسکی ساتھ والیان دوڑ پڑین چاؤن چاؤن کرنے لگین کسی نے آتش کا دانہ پھینکا کسی نے ترنج زر کسی نے گولا اُچھالا تیر گرے شعلے بھڑکے مگر جسم پر اسد غازی کے کسی شی نے تاثیر نہ کی غصہ مین شاہزادہ اسد نے جسکو ہاتھ تلوار کا مارا اُسکے دو ٹکڑے ہوے ایک چشم زدن مین بہت سی جادوگرنیان قتل ہوگئین ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا وہ تاجدار عالیوقار جو مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما تھے صداے ہا ہو جوانکے شہریار کے گوش زد ہوئی مصاحبون سے فرمایا دیکھو یہ کیا ہنگامہ ہی اسد نامدار نے جب دو چار جادوگرنیون کو قتل کیا اور سحر نے اُنکے اُنپر تاثیر نہ کی یا تو شاہزادہ اسد نامدار کو گھیرے ہوئے تھین اب ہر روباہ صفت سامنے سے فرار کیا شاہزادہ اسد قتل کرتا ہوا چلا وہ پلٹ پلٹ کر سحر کرتی ہین شاہزادہ اسد جھپٹ کر مثل شیر نر

جا پہنچتے ہیں جم کر ڈرتے ہیں غصہ بڑھتا جاتا ہی بہرام فلک تھراتا ہی اس اثنا میں چند کنیزیں بدحواس عالم یاس کا بنتی تھراتی سامنے اُس شہریار با وقار کے آکر چلاتی ہوئی دوہائی ہی حضور کی اُس شیر بیشۂ جرأت نے قبضہ پر ہاتھ رکھکر فرمایا خیر تو ہی یہ کیا سحر کنیزوں نے عرض کی ای شاہنشاہ گردون بارگاہ وای صاحب دولت وجاہ ای یوسف کنعان شوکت وای تاجدار اقلیم جلالت ہمیشہ اس صحرا سے بیضا میں حضور تشریف لاتے ہیں حکم ہم سب پر صادر ہو چکا ہی کہ اس صحرا سے سبزہ زار میں مرد یا عورت اغیار سے نہ آنے پائے شاہنشاہ کو اپنی پردہ پوشی کا بڑا خیال ہی لہذا آج ایک شخص اجنبی مگر مشابہ بصورت حضور حسین وجمیل صاحب سطوت وشوکت ماہ رخسار سرو قامت بیان آکر ایک گوشہ میں ٹھہرا تھا محفل عیش منزل شاہنشاہی کو بہ نگاہ غور دیکھ رہا تھا کنیزان شاہنشاہی مانع ہوئیں اُسنے انکار کیا آخر ہم لوگوں نے سحر کیا اُس نوجوان پر سحر تاثیر نہیں کرتا بہت سی کنیزان سرکاری قتل ہوئیں وہ شیر دلیر ہمارے روکے سے نہیں رکتا حضور کی صورت سے صورت تو بہت ملتی ہی مگر سن میں البتہ فرق ہی ماشاء اللہ حضور کا سن شریف زیادہ ہی اُس جوان کا سن ابھی کم ہی مگر شعلۂ آتش ہی نہایت ہی سرکش ہی ہمکو بڑی حیرت ہی کہ سحر اُسپر تاثیر نہیں کرتا وہ شہریار ان باتوں کو سنکر مسکرائے کہ یکایک سامنے سے ہنگامہ ہوا کان میں آواز آئی نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کرور در جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ	شہنشاہ نام آور و کامران
اسد شیر دل ابن صاحبقران		

ان شاہنشاہ عالیوقار نے سر اٹھا کر اسد نامدار کو دیکھا نگاہ لگی چار آنکھیں ہوئیں پکار کر فرمایا ای شیر بیشۂ جرأت وہمت ای یکتا زمیدان جلالت ان کنیزوں نے کیا خطا کی ہی جو آپ قتل کرتے ہیں انپر غصہ بیکار ہی اسد نامدار کی آنکھ جو اُس شہریار سے چار ہوئی رعب وداب سطوت وصولت شاہنشاہی دیکھکر اسد ایسے سرکش نے جھک کر سلام کیا وہ شہریار جواب سلام دیکر چبوترے سے اتر آئے فرمایا کہ تشریف لائیے اسقدر غصہ نہ فرمائیے نظم

کیا دل میں ارادہ ہی جو باندھے کمر آئے	بیٹھو رہیے طور تمھارے نظر آئے
کس سے گئے فرصت جو بیان نامہ بر آئے	کچھ اور خبر جائیگی جب تک خبر آئے
نکلے نہ سلامت ترے کوچہ سے کبھی ہم	بکھرے ہی گئے سر پہ بلا جب ادھر آئے
کیا غم ہی اگر جان گئی خیر بلا سے	ہم خوش ہیں کہ خالی نہ پھرے کچھ تو کر آئے

تم زلف کو کھولو کہ سحر ہونے نپائے
جب تک کہ شب وصل کی شام دگر آئے

اغیار ہمیں بادۂ گلرنگ پلائیں؟؟
آنکھوں مین لہو کیوں نہ ہماری اتر آئے

قاتل نہ رہے حاجت تکلیف دوبارا
سر پر جو پڑے ہاتھ کمر تک اتر آئے

کی سیر جو اس زندگی چند نفس مین
دنیا کے تماشے مجھے کیا کیا نظر آئے

ہر ایک پہ قاتل کی عنایت تھی برابر
دنیا سے مرے ساتھ بہت ہمسفر آئے

اسد غازی رعب و داب و جلالت دیکھکر اسقدر محجوب ہوا کہ آنکھ چار نہو سکی سر جھکا لیا ابتک آنکھیں اسد غازی کی یہی اشارے کرتی ہین کہ زلزلۂ قاف ثانی سلیمان صاحبقران زمان ہین کچھ لباس مین تو البتہ فرق ہا یا دل خود بخود گھبرایا جوش محبت مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوئے

نظم

در پردہ بہانا ز سزا وار تو باشد
کو دیدہ کہ او قابل دیدار تو باشد

یوسف چو بجز مہرہ ببازار بہ ارزد
آنکس نخرد ہر کہ خریدار تو باشد

در آئینۂ مہر بچشم ہمہ ذرات
پیداست کہ عکس رخسار تو باشد

دل دارم و جان دارم و دین دارم و ایمان
از من بہ ستان انچہ کہ در کار تو باشد

بودن پے آزار دل ما تو آسان
خیر از نگہ لطف کہ دشوار تو باشد

کوشش بشناسد بجان این دو صدا را
آنکس کہ دلش محرم اسرار تو باشد

گر بانگ صلوۃ است و گر نالۂ ناقوس
این زمزمہ مرغ گرفتار تو باشد

جان و دل و دین در تن زارم نہ عزیز است
چیزیست کہ این ہم پے ایثار تو باشد

اُس تاجدار نے بے اختیار ہاتھ تھام لیا اسد نامدار جھکا کہ مین قدمبوس ہون اُس شہریار عالیوقار نے سر کو بمحبت و شفقت سینہ سے لگایا اب اسد نے قریب سے بخوبی دیکھا کہ صاحبقران تو نہین لیکن تمام اعضا بلکہ سارا نقشہ مشابہ صاحبقران ہی علم شاہ سے مشابہ بدیع الزمان کے ہمصورت صاحب سطوت و صولت لیاقت جرأت چہرے سے پیدا آثار جلالت بات بات سے ہویدا اسد غازی سراپا کو دیکھکر دنگ ہوگئے اُس شہریار نے قریب اسد کو جگہ دی لیکن وہ بھی سر جھکائے اسد نامدار بھی شرمائے ہوئے مگر وہ صاحبان عالیمقام اپنی جگہ سے اٹھکے

جام لبریز کر کے سامنے اسد نامدار کے پیش کیا عرض کی ای شہریار نوش فرمایئے بیان سب آپ کے ہم مذہب و ہم مشرب ہین اسد نے اُن لوگون کو کچھ جواب نہ دیا لیکن اُن تاجدار عالیوقار سے دست بستہ عرض کی امیدوار ہون کہ نام نامی و اسم گرامی ارشاد فرمایئے اِس صحرا مین تشریف رکھنے کا کیا سبب ہی جیسے ہی اسد نے نام نامی پوچھا اُنکے منہ پر ہوائیان اُڑنے لگین رنگ زرد و متغیر سر جھکا کر فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی تم اپنے حالات سے پہلے آگاہ کرو ہمارا بھی نام معلوم ہو جائیگا تم خاطر جمع رکھو فقرا ای پیک راستان خبر یار را بگو با حال گل بہ بلبل بستان سرا بگو اول کیفیت مزاج زیب اورنگ قاف ثانی سلیمان ظاہر کرو کہ مزاج اقدس کیسا ہی دوسرے تمھارے والد نامدار کا کیا نام نامی ہی رستم پیلتن علم شاہ نوجوان نور نگاہ صاحبقران کس کیفیت مین ہین اسد غازی نے سر جھکا کر عرض کی آپ تو انکا لیان لشکر صاحبقران سے بخوبی ماہر ہین ایک ایک کا نام جانتے ہین ہر ایک شخص کو بخوبی پہچانتے ہین اسد غازی نے یہ کلمہ جو کہا اُن تاجدار کی آنکھون سے اشکون کا دریا جاری ہوا روتے روتے ہچکی لگ گئی فرمایا ای شیر بیشۂ جرات پہلے اپنے حسب و نسب سے آگاہ کرو مین کیا کہون دل مین ناسور ہی قلب ناصبور ہی رنج اُٹھانے کی طاقت نہین بڑے بڑے بار غم و الم اُٹھائے اب تاب صبر و جبر نہین باقی رہی جو کچھ آنکھون سے دیکھا اُسکا زبان سے کہنا دشوار ہی رنج و راحت سب بیکار ہی بقول شاعر نظم

اثر نصیب کی برگشتگی کا سر مین ہی	نہ مین دشت مین مجھکو ملا نہ گھر مین ہی
خیال دوست نے آنکھون کو روشنی بخشی	سدا وہ چاند سا مکھڑا مری نظر مین ہی
بتون کے عشق نے پتھر بنا دیا مجھکو	نشان یہ سوز نشال شرر جگر مین ہی
صفائے حسن چھپائے سے چھپ نہین سکتا	نظر پہ چڑھ گیا آئینہ گو کہ گھر مین ہی

اِس سوز و گداز سے یہ اشعار اُن تاجدار نے پڑھے کہ اسد شیر دل نے دل تھام لیا اور دست بستہ عرض کی حضور آپکے کلام مین کیا تاثیر ہی ایک ایک کلمہ شمشیر و تیر ہی میرے حسب و نسب کی کیفیت حضور کو نہین معلوم قبلۂ دین ستون اسلام کرب نامدار سے حضور واقف ہین اسد نے یہ جو نام لیا وہ تاجدار مثل گل شگفتہ ہو گئے فرمایا ده شیر نظر کردۂ بزرگان دین جلادت آئین صاحب جرأت و لیاقت سرکوب سکندر رن ہیکلان عاد مغرل اُنکو اہل اسلام بخوبی پہچانتے ہین ای

شاہزادے نے تعین کیا سلسلہ ہر اسد سے کہا میرے والد نامدار ہیں یہ سنکر وہ تاجدار اسد نامدار سے
لپٹ کر اسقدر روے کہ قریب تھا غش آجاوے صاحبوں نے سنبھالا بعد عرصہ دراز کلام کرنے کے
لایق ہوسے فرمایا ای فرزند مادر مہربان تمہاری کس خاندان سے ہیں اسد نامدار نے خلیفہ صاحب جواب
دیا مادر مہربان میری صاحب توقیر ملکہ زبیدہ شیر گیر دختر بلند صاحبقران زمان ہمشیرہ شاہزادہ
بدیع الزمان کو صاحبقران نے ہمراہ میرے والد ماجد کے تزویج فرمایا پروردگار نے یہ حسب و نسب
مجھکو مرحمت کیا جد عالی تبار میرے شہنشاہ قلعہ شکن سہ اقلیم نانا میرے صاحبقران زمان
داماد نوشیروان اس حقیر کو شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی کہتے ہیں عرصہ دراز سے
طلسم ہوش ربا میں داخل ہوا افراسیاب نے گنبد نور پر قید کیا ماموں جان میرے بدیع الزمان
گرد لشکر شکن اس طلسم میں قید ہو کر آئے اُنکے رہا کرنیکو میں بھی آیا خواجہ عمرو نے عیاریاں کرکے
ہمکو گنبد نور سے رہا کیا اے شہریار اب یہ کی تلاش میں سرگردان حیران و پریشان یہاں تک
تقدیر نے پہونچایا یہ طلسم صندل حاصل کی مرحلہ جات فتح ہوے سب سے زیادہ ایک مشکل پیش
ہے آپ سے نیاز مند کو بڑا پس و پیش ہے ہر شخص یہی کہتا ہے سامانِ قتل صندل جادو مہیا کرو یہ امر
ہمکو میں بھلا کتنا سامانِ قتل ملکہ صندل جادو کیا چیز ہے آن بزرگوار نے فرمایا یہ سب سامان
پروردگار مہیا کردیگا مگر ای فرزند بلسے خدا کہو حال خیریت مآل رستم پیلتن و پیلتن کشندہ
فیل ہندی و دو فیل ہندی کشندہ کپتیان فرنگی سرفتنہ ملک فرنگستان نور نگاہ و اسیر گیتی
ستان ہمارے سامنے بیان کرو انکے احوال خیریت مآل کے بہت مشتاق ہیں اسد غازی نے
کہا آپ اپنا نام نامی بتائیے سر جھکا کر فرمایا گمنام کا کیا نام غریب الوطن بادیہ پیماے دشت رنج
و محن بلاے مصیبت میں گرفتار رنج یار زخم گسار ایسے کا نام و نشان دریافت کرنے سے کیا فائدہ
تمکو بھی صحبت میں ملال ہوگا بات میں بات نکالو رستم کی کیفیت ظاہر کرو مثل علمشاہ نوجوان
کے لشکر صاحبقران میں کوئی شیر دلیر نہیں ہے تمہارے ہی والد نامدار و رستم جالینوس فارسین لشکر
اسلام ہے شاید یہ ذکر تمنے بھی سنا ہوگا دارا سے ہند لندھور بن سعدان عشق جہان فیل زور
میں مبتلا ہوے اور بختک وزیر نوشیروان نے بہکا کے بادشاہ و لشکر اسلام سے فساد کرایا
اور اسوقت صاحبقران زمان و خواجہ عمرو واقعہ سے ہوبان بن بامے کے بحر ملکہ ہلہل جادو ملک

دمشق مین قتل ہوئے تھے ایسے وقت مین لندھور بن سعدان کا بگڑ کر جدا ہونا اسوقت مین سوائے رستم و
کرب کے کون تھا کہ اُس بلا کو ٹال سکے بن ہیکلان عاد سفر ملی چونسٹھ لاکھ فوج سے مقابلہ مین تھا
لشکر نوشیروان کو رسوار کا تمام دنیا دشمن عالم عالم ہزن عجب وقت مصیبت تھا بقول شاعر فرد بیگی
مین جبکہ ہر ایک سے بگڑ گئی ٭ زنجیر اول در دتی وہ پاسن پڑ گئی ٭ نور نگاہ صاحبقران علمشاہ نوجوان
نے لندھور بن سعدان کو مع فیل میمونہ مبارک و گرز خرد ہی مَردی میدان جنگ کو مین شیرانہ
دست زبردست پر اُٹھا لیا تمام عالم نے دیکھا کہ اس پہاڑ کو اُٹھا کے لیچلے کرشن قویل ہندی = دیل
ہندی دریاے جنگ کو مین مارین مگر اسوقت صاحبقران زمان تمھارے والد مدار ملک دمشق
فتح کرکے تشریف لائے آنکھوں سے دیکھا اور عمرو نے آواز دی یا صاحبقران دیکھو رستم نے لندھور
بن سعدان کو مع فیل میمونہ و گرز گران سنگ اُٹھا لیا اور لیے جاتا ہی جلد جا کر ہندی کو بچایئے ادہر
تو صاحبقران نے نعرہ کیا اُدھر لندھور نے لنگر مارا ہی نور نظر علمشاہ کے گردے پھٹ گئے گر کر
بیہوش ہوئے لندھور خوف سے صاحبقران کے بھاگ کر لشکر سکندر مین جا کر چھپا صاحبقران
لاش رستم پر آئے اسوقت ایک قیامت بپا تھی جوانی پر رستم کی نخل مراد ہوتے تھے برگ کٹ انہیں
ملتے تھے دشمنوں کو بھی قلق تھا ہر بہادر کا غم سے کلیجہ شق تھا لیکن خداوند کریم نے اپنا فضل شریک
حال کیا بزرگان دین اس کشاکش مین تشریف لائے دست حق پرست اپنا جسم پر رستم کے پھیرا
صحت پائی اسکو انشاء اللہ ریش اقدس سفید ہوئی ہوگی یہ حالات سنکر دل مین اپنے اسد غازی
کہتا ہی کہ یہ اُس زمانہ کی کیفیت بیان کر رہے ہین کہ میرا نشان بھی نہ تھا مگر صاف ظاہر ہی کہ لشکر
اسلام کے بڑے واقف کار ہین گویا یہ معرکے انھین کے سامنے گذرے ہین ضبط کر کے اسد نے
جواب دیا ای شہریار پروردگار نے نسل مین رستم کی بڑی ترقی عطا فرمائی ہی اُنکے دو فرزند ایک
شاہزادہ عمرو بن رستم کہ انکا سلسلہ پیدائش ملک زنگستان مین ہوا آلا گرد فرنگی کی دختر ملکہ سیمینہ
ماہ پیکر سے عشق ہوا اُسکے بطن سے عمرو بن رستم پیدا ہوئے جب اسد نے نام ملک فرنگستان
کا لیا وہ شہریار بہت روئے کہا فرنگستان کا تو حال ہمکو بخوبی معلوم ہی بڑی قیامت کی لڑائی پڑی
تھی کسی وقت انشاء اللہ ذکر کرینگے ہان یہ بتلاؤ کہ دوسری کون اولاد رستم کے ہی اسد نے کہا ای
شہریار عمرو بن رستم تو ہمیشہ علیل رہتے ہین شہریار خاور کی شاہزادی ملکہ خورشید خاوری ہمشیرہ

قیماس خان رستم کے عقد مین آئی اُسکے بطن سے شاہزادہ ملک قاسم موسوم بہ خاور سپاہ صاحب عز وجاہ پیدا ہوے جنھون نے نو برس کے سن مین طلسم فراسیاب فتح کیا علمشاہ نیمہ جو جگ تے اُنکو چھڑایا طلسم مین خون کا دریا بہایا اُنکے نام سے کفار کانپتے تے فاتح ملک سیمان و باختر لقب ہی قاسم کا نور نظر یعنے نبیرہ رستم ایرج نوجوان اُسنے تربیت بڑی لیاقت حاصل کی اٹھارہ برس ملک باختر مین لڑا کافرون سے سرکرکے صدہا ملک فتح کیے اب اِس زمانے مین لشکر صاحبقران کا نام ایرج و نورالدہر کی شجاعت سے مشہور ہی نورالدہر فرزند دلبند شاہزادہ بدیع الزمان و نور نگاہ خاور سپاہ ایرج نوجوان جون جون اسد جرات و شوکت ایرج و نورالدہر کا ذکر کرتا ہی آن شہریار عالیوقار کا چہرہ خوشی سے سرخ ہوتا جاتا ہی مگر فرماتے ہین ایرج و نورالدہر و قاسم وغیرہ کا حال ہمکو بخوبی نہین معلوم سکندر کی لڑائیان بخیل یاد مین بعد فتح ہونے مغرب کے ہمکو نہ دریافت ہوا کہ لشکر صاحبقران پر کیا گذری چھبیس برس کا زمانہ ہوا دشت نوردی بادیہ پیمائی مصائب غربت کا سامنا ہی کون پوچھنے والا ہی غریب الوطن آوارہ دشت رنج و محن گمنام دل ریش ناکام کی کون خبر لیتا ہی یہ فرماکر تاج سر سے اُتار دست دعا بدرگاہ واہب العطایا بلند کیے رو رو کر یہ اشعار پڑھے اشعار

گدا تیرے در کا جو یارب ہوا
دعا اُسکی تو نے کی مستجاب
عنایت کرم لطف کیا بات ہی
سوا تیرے کوئی توانا نہین
نہین دخل تغییر و تبدیل کا
خطا پوش ظاہر مین باطن مین تو
جو گمراہ سارے زمانے کا ہی
نہین منحصر مغز پر پوست پر
شکستہ سفینہ سو گرداب مین
نہین غفلت مین گردن کو ڈالے ہوے

بر آئی مراد اُسکا مطلب ہوا
ہوا جو طلبگار قرب حضور
کہ رزاق مطلق تری ذات ہی
ترا حکم نافذ ہی پروردگار
جو کچھہ لکہ گیا لکہ گیا
ترے تابع حکم ہین خاص و عام
جو آئے تو پھر حکم آنے کا ہی
تو ہی سر انجام میرا نہین
مین کشتی نشین عالم خواب مین
ترا نام ہی کہان ای قدیر

بھلا کون تجھسے نہین فیضیاب
کیا اُسکو تو نے نہ رحمت سے دور
برابر ترے کوئی دانا نہین
قضا تیری پھرتی نہین زینہار
عطا پاش اول مین آخر مین تو
نہین کوئی دم مارنے کا مقام
برابر نظر دشمن و دوست پر
خطا کے سوا کام میرا نہین
قالب تیغ آفت نکالے ہوے
اگر رحمت خاص ہو دستگیر

سوا تیرے کس سے مین چاہون پناہ	کوئی اور معبود ہی لا الہٰ	مین بندہ ہون تیرا مرا تو خدا
نہین کوئی بندے کا تیرے سوا	سوا تیرے ہی کون پروردگار	کرم کر کہ ہون تجھسے امیدوار

اے کریم کارساز و اے مالک بندہ نواز اے باغبان قضا و قدر اے حاکم بحر و بر اس باغ پر بہار لشکر صاحبقران مین کبھی باد خزان نہ چلے ہر ایک غنچہ و گل سرسبز و شاداب رہے جن شیرون کے تونے نام لیے پروردگار انکو سلامت باکرامت رکھے نام صاحبقرانی شبل آفتاب عالمتاب روشن رہے اسد ان باتون کو سنکر دامن سے لپٹ گیا کہا حضور نے یہ جلے مجھے سنے خود بھی بہت کچھ ارشاد فرمایا یہ معلوم میری سمجھ مین نہ آیا صاف صاف نام نامی اسم گرامی بتائیے جن بزرگ کے میرے والد نامدار نظر کردہ ہین اس گنہگار پر بھی انہین کی نظر پڑی سعادت کونین حاصل ہوئی انہین بزرگوار صاحب اقتدار کی قسم کھاتا ہون ان حیلے حوالون کو مین نمانونگا بے نام نامی دریافت کیے دامن دولت نہ چھوڑونگا یہ بھی ظاہر ہوا کہ آپ اہل اسلام ہین میری تکلیف گوارہ نہ کرینگے اگر میری رائے کے خلاف ہوا سر اپنا قدمون پر نثار کرونگا نظم

عذاب رگ لحد کا فشار باقی ہی	بڑی بڑی خلش روزگار باقی ہی	جلاد دیکھیگا وجاہو زمین مین دفن کر
ہمارے بعد تمہین اختیار باقی ہی	بکے ہیں تازہ خریدار گرم جوش مجھے	بازاری ہی نگاہ اجل فروش مجھے
لحاظ بیجرزی ہی اٹھا مین سر کیونکر	بہت دنو سے نہین التفات ہوش مجھے	یہ کہکر اسد دلاور نے تلوار

نیام انتقام سے نکالی اسوقت عجب طرح کی صحبت ہی تمام مصاحبان والا مقام و رئیسان عظام گفتگوے اسد نامدار و کلام تاجدار عالیوقار سن رہے ہین یہ کسیکی مجال نہین کہ منہہ سے بولے یا بات کا جواب دے سکے ہر ایک حیران ایک ایک سے آپسمین اشارے ہین یاروآج تو بڑے بڑے پتے کھل رہے ہین لشکر صاحبقران مین بڑے بڑے شیر ہین سنا تھے کیسے کیسے دلیر ہین فرزند صاحبقران کی کیفیت دریافت ہوئی لندھور ایسے پہلوان عالیشان کو مع فیل بیمونہ اٹھایا ماشاء اللہ یہ زور و قوت یہ طاقت و شجاعت اسی بلغ پر بہار کے تو ہمارے شہریار پھول ہین اسی بیشہ کے شیر اسی چمن کے شمشاد ہین لیکن جب اسد نامدار نے دامن تھام کر عرض کی کہ حضور جنکا نظر کردہ ہون انکی قسم کھاتا ہون اگر اب حضور مفصل اسم گرامی نہ بتلائینگے تو تلوار کو گلے پر پھیر لونگا اسوقت ان تاجدار باوقار کو کچھ نہ بن پڑا ہر چند پہلو تہی کی مگر سامنے اسد نامدار کے چارہ نہوا

رفقا نے دیکھا کہ اُن شہریار نے بیقرار ہوکے گلے مین اسد کے ہاتھ ڈالدیے چیخ مار کر روکے فرمایا ای
اسد نامدار و ای نبیرۂ صاحبقران عالیوقار اپنے والد بزرگوار سے تمنے ذکر سنا ہوگا کہ صاحبقران کا ایک
غلام ناکام قباد شہریار نام بطن سے ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان کے پیدا ہوا وہ مین ہی بدنصیب
ہون اسد نے کہا ای شہریار مین نے اپنے قبلہ و کعبہ سے اس حال پر ملال کو مفصل سنا کہ جس شب کو قباد
شہریار کی شادی ہوئی دوسری شب کو گلیم گوش ملعون نے انکا سر کاٹا جس غم مین صاحبقران بغیر
ہوے تمام سردار گرفتار رنج و بلا رہے اہل اسلام نے بڑے بڑے رنج و ملال سے ملکہ مہر نگار
نے جام زہر پیکر جان دی پھر آپ کیونکر بچے گلیم گوش نے سبکو قتل کیا قباد شہریار نے فرمایا ای نور نظر
اب اسکو نہ پوچھو قلب تھراتا ہی کلیجہ منھ کو آتا ہی ہماری یہ کیفیت ہی کہ شب کو شادی ہوئی وقت سحر
برائے غسل حمام مین گیا وہان آئینہ پر نگاہ پڑی اپنے جمال بیمثال کو دیکھکر آپ محو ہوگیا حال
ناپائدار ی دنیا سب قلب پر آئینہ ہوا دل سے صدا آئی کہ یہ صورت ایکدن خاک مین ملجائیگی تنہا
قبر مین کون ساتھ جائیگا یہ سارا جاہ و جلال فوج و لشکر یہان پر رہجائیگا وہان پر پرسش اعمال
ہوگی تخت و تاج کام نہ آئیگا یہ خیال کرکے مین روتا ہوا بارگاہ سلیمانی مین آیا صاحبقران زمان
علمشاہ نوجوان نے گلے سے لگایا دلدہی کرکے پوچھا خیر تو ہی مین اسقدر بیقرار تھا رونے
کا جوش ظاہر مین ہوشیار مگر بیہوش حال دل مفصل نہ کہہ سکتا تھا میرے رونے پر کل اہالیان
دربار کو سکتا تھا آخر ضبط کرکے مین نے کہا ای قبلہ و کعبہ مجھے ایکطرح آرام ہی لشکر عبرت لے گیا ہی
موت آنکھون کے سامنے پھر رہی ہی مین نے سلطنت کی کیونکر کہون کہ عدالت کی مین چاہتا ہون
شربت بنایا جاوے اپنے ہاتھ سے ایک ایک جام سبکو پلاؤن سب صاحبون سے اپنی خطا معاف
کراؤن والد نامدار و برادران عالیوقار حیران ہوکر کہنے لگے بیٹا ابھی سن تمھارا کیا ہی تمھاری ان باتون
سے میرا کلیجہ پھٹتا ہی جب مین نے بہت کد کی چونکہ میری خاطر سبکو عزیز تھی شربت تیار ہوا پہلے جام
ہاتھ مین لیکر سامنے صاحبقران کے آیا دست بستہ عرض کی قبلہ و کعبہ جام نوش کیجیے جو مجھسے بے ادبی
ہوئی ہو اسکو بھل معاف فرمایئے زندگی کا کیا بھروسا ان باتون پر میری قبلہ و کعبہ نے اپنا منھ
پھیر لیا فرمایا ای نور نظر کیا مجھے تباہ کروگے مین نے عرض کی حضور یہ دنیا ناپائدار ہی زندگی
کا کیا اعتبار ہی صاحبقران کو روتے روتے غش آگیا مگر مین نے ہوشیار کرکے جام پلایا اسی طرح

روتا ہوا سامنے برادر علمشاہ کے آیا علمشاہ نے کمر تھام لی فرمایا ای بھائی قباد ایسے کلمات نہ کہو طلسم پر چھریان چل رہی ہین ابھی تو لطف شادی بھی تمنے نہین اُٹھایا ایسی باتین زبان سے نکالو مین نے کہا بھائی جو میری خاطر مد نظر ہی یہ لیکے جام نوش کرو کہ ہمنے خطا معاف کی ای اسد نامدار اُسوقت دربار مین وہ شور گریہ وزاری بلند ہوا کہ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ کسی جوان کا جنازہ نکلنے کو ہی تا شام مین نے ایک ایک شخص سے خطا معاف کرائی بوقت شام تخت شاہی پر آکر بیٹھا بیٹھتے ہی بیہوش ہوگیا صاحبقران نے حکم دیا کہ شہریار نے آرام کیا ہی خبردار کوئی بات نہ کرے سب اپنے اپنے مقام پر چلے ناگاہ ملکہ عجائب جادو رہنے والی طلسم ہوش ربا کی آسمان پر اُڑتی ہوئی جاتی تھی مجھکو دیکھکر عاشق ہوئی زمین پر اُتری میری شکل کا ایک آدمی بناکر ڈالدیا مجھکو اٹھا کر لے آئی اُسی وقت گلیم گوش عیار طرف نوشیروان کے آیا اور اُس شخص کا جو میرا ہم صورت تھا سر کاٹ لیا اور وہ سر لیکر نکل گیا یہان بعد تھوڑے عرصہ کے بلّہ ہوا لاش ہماری دیکھکر قیامت برپا ہوئی ماں کی آنکھون کا تارہ گھر کا اُجالا باپ کا تاج ولا بھائیون کا قوت بازو زینت پہلو یقین ہی سب نے غم کیا ہوگا عجب حال ہوا ہوگا پھر ہمکو نہین معلوم کہ لشکر ظفر پیکر مین کیا گذری اپنا حال کیا کہین نظم

یاس ہوکر کچھ دنون ہم چشم بسمل مین رہے
داغ بنکر مدتون داماں قاتل مین رہے

اُٹھے شکوے طعنے بے سود اقرار دروغ
جو تمھارے منھ سے نکلے سب مرے دل مین رہے

خاطر گل عاشقون کو تھی جو منظور مزاج
بے اثر ہوکر اثر شور عنادل مین رہے

آنکھ نیند آئی نہ اپنی آنکھ جھپکی ایکدم
ذکر ہوکر رات بھر ارباب محفل مین رہے

سادہ لوحی دیکھنا وعدہ جو ظالم نے کیا
تا سحر ہم انتظار عہد باطل مین رہے

کثرت تکلیف سے ہم آپ نالے ہوگئے
لب پر آئے یا کبھی بیمار کے دل مین رہے

خنجر قاتل کی ایذا شین اجل کی سختیان
روح بسمل کی طرح ہر وقت مشکل مین رہے

مشکل ناطاقت کی صورت ہر قدم پر گر پڑے
وہ مسافر تھے کبھی آکر نہ منزل مین رہے

خوب ہی سوجھی احبا آفرین ہمکو کہو
ہم خیال یار بنکر یار کے دل مین رہے

تھی بجا محنت بے سود و تقریر فضول
جوش کس کس کے مزاج مردہ جاہل مین رہے

تیرہ بختی ہی نے دکھائے ہمیں آخر فروغ — داغ ہو کر ہم کنار ماہ کامل میں رہے
نام آزادی زبان پر آگیا تھا اسلیئے — پانوں سیر سے مدتوں قید سلاسل میں رہے
خشم ناصح طعنۂ احباب تکلیف فراق — زندگی جب تک رہی کیا کیا قلق دلمیں رہے
دیدۂ گریان کی عزت کسقدر رونے کی — اشک جو ٹپکے مرے دامان ساحل میں رہے
نقش کی امید نے نقشہ دگرگون کر دیا — تا فراق روح و تن ہم فکر غافل میں رہے

ای نور نظر و ای پارۂ جگر تم نے بڑا کام کیا یہ صاحبزادے صاحبزادیان ہمارے بعد پیدا ہوئین ہم نہین سمجھے کہ ملکہ زبیدہ شیر گیر کسکا نام ہے اور یہ نور الدہر کون ہے کیا جانین البتہ بھائی علمشاہ اور تمھارے والد نامدار سے ماہر ہین ملکہ عجایب جادو نہایت خاطر کرتی رہین مثل کنیزان بہتر آٹھ پہر مصروف خدمتگذاری رہتی ہین اس صحرا کو مقام سیر قرار دیا ہے اکثر یہان آکر ٹھہرتی رہین یہ جو قباد شہریار نے فرمایا اسد نامدار ماموں جان کہکر لپٹ گیا وہ نور نظر لخت جگر کہکر سینہ سے لپٹاتے تھے یہ ماموں جان کہکے قدموں کو بوسہ دیتے تھے آخر دونوں شہریار روتے روتے بیہوش ہوگئے مصاحبوں نے بڑھکر گلاب کیوڑا منھ پر چھڑکا ہوشیار کیا اسد نامدار کو قباد شہریار نے پہلو مین جگہ دی کہ یکایک سامنے سے کنیزین دوڑی ہوئی آئین عرض کی ای شہریار ملکہ عجایب جادو تشریف لاتی ہین اتنے مین اسد نے نہایت گستاخ ہین دیکھا سامنے سے ایک ہوادار پہ شہزادی ماہ رخسار سرو قد آنکھین نرگس شہلا رعب سلطنت چہرے سے ہویدا بارہ سو کنیزان زرین پوش ہمراہ سواری اہتمام کرتی ہوئی آکے پہونچین مگر وزیرزادی نے ملکہ عجایب جادو سے عرض کی کہ حضور آج شہریار کے بھانجے تشریف لائے ہین ملکہ عجایب جادو گھبراگئی ایک ایک سے پوچھنے لگی کہ بیانک کیونکر آئے وزیرزادی نے ہاتھ باندھکر عرض کی حضور شہریار شکار کو نکلے تھے راہ بھٹک کر ادھر آگئے جب سے آئے ہین حضور سے لشکر اسلام کی باتین ہورہی ہین بھائیوں عزیزوں کا ذکر دریافت فرماکے روتے ہین اور یہ شیر گیر اسد غازی فتاح طلسم ہوشربا ہے کئی سال سے اتنے بڑے طلسم پر دست انداز ہے یہ حال سنکر ملکہ عجایب جادو کو ایک نوع کا تردد پیدا ہوا کہ قباد شہریار ایسا نہو کہ محبت مین بھانجے کی مجھکو چھوڑ کر چلے جائین ہوادار سے اتری سی سوچ مین سر جھکائے ہوئے چلی آتی ہے اسد نے سوالی زبان کہکے سلام کیا ملکہ عجایب نے برخوردار

لگے بلائیں لینے گلے سے لگا لیا قباد شہریار نے فرمایا ملکہ عالم ہم جو تم سے کرب غازی کا ذکر کیا کہتے تھے یہ انکے نور نظر اسد نامدار برائے فتاحی طلسم ہوش ربا آئے ہیں ماموں جان انکے ہمارے بھائی صاحب مقید ہیں تمنے کبھی ہمسے ذکر بھی نہ کیا ملکہ عجائب نے سر جھکا کر عرض کی کہ میں کیا حضور سے کیفیت عرض کرتی مجھکو بخوبی دریافت نہ تھا کہ یہ آپ کے بھانجے ہیں یہ کہکے ملکہ عجائب نے فرمایا کہ ای ہمیشہ جرأت داری نہنگ دریاے ہمت اس حوالی میں کیونکر آنیکا اتفاق ہوا اسد نے تمام کیفیت اپنی از ابتدا تا انتہا عرض کی کہ اسطرح خواجہ مجھکو براے فتاحی طلسم صندل لیکر آئے ملکہ عجائب جادو ہنس پڑی فرمایا پھر کیا کیفیت گذری اسد نے کیفیت حصول لوح و فتح مرحلہ جات سامنے ملکہ عجائب جادو کے بیان کی اور کہا اگر خدا فضل کرے اور طلسم صندل فتح ہو جائے تا بہ ورنہ پھر واہ جاتا ہی ملکہ عجائب نے کہا پہلے دردسر تو رفع کر دیہ بتاؤ کہ سامان قتل ملکہ صندل جادو بھی ممکن ہوا اسد نے جواب دیا حضور یہ تعجب کی بات ہی ہر خرد و کلان از اولی تا اعلی نے یہی پوچھا کہ سامان قتل صندل جادو بھی ممکن ہوا یا نہیں پر کسی نے نہ بتلایا کہ کیا سامان مہیا ہو بادشاہ سابق طلسم صندل ملک لخضر کو دیکھا نعیم جادو کی آنکھیں بینا ہوئیں بقول شخصے آنکھیں کھلیں اُس نے بھی پوچھا کہ سامان قتل صندل جادو ممکن ہوا ہر چند کہ اُسکی کمک سے لوح طلسمی حاصل ہوئی عین وقت پر آکر قمری کو مارا اگر وہ نہ پہونچتا تو میرا کام تمام ہوا تھا سارا جسم پتھر کا ہو جاتا مگر اُس خیر خواہ دولت نے قمری کو مارا لوح طلسم صندل حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی مگر یہی اُسنے بھی سوال کیا کہ سامان قتل صندل جادو کیجیے میں نے پوچھا کہ ای برادر تمسے زیادہ کون رازدار ہی کیا سامان مہیا کریں کچھ نہ بتایا وزیر اُسکے فہیم جادو و نعیم جادو و درگاہ تکیہ داران سب صاحبوں نے بھی یہی فرمایا لیکن کسی شے کا نشان نہ بتلایا ملکہ عجائب جادو نے فرمایا ای شیر بیشۂ صاحبقرانی و ای تاجدار اقلیم کامرانی تم صاحب اقبال ہو سامان قتل صندل ممکن ہو جائیگا اگر علاوہ تمہارے کوئی شخص تدبیر فتح طلسم صندل کرتا عمر بھر سرگردانی ہوتی آخر میں پشیمانی ہوتی مگر تمہارے لیے کل سامان مہیا ہی انشاء اللہ یہاں سے جاکر ملکہ صندل جادو سے مقابلہ کرو ضرور غالب آؤگے یہ کہکر ایک انگوٹھی ہاتھ سے اُتاری روبرو شاہزادہ اسد کے پیش کی کہا ای نور نظر یہ انگوٹھی واسطے دستگیری کے کافی ہی گویا نگینہ ہی صندل جادو اِسی سے قتل ہوگی اسد نے انگوٹھی لیکر اپنے پاس رکھی اور قباد شہریار سے عرض کی ماموں جان میں نے

دولت کو نہیں پائی کوئی سرپرست بزرگ میرا اس طلسم ہوش ربا میں نہ تھا اب آپ ایسا چاہنے والا ملا
تمام حالات جرأت و شوکت اخلاق و مروت سخاوت و شجاعت رعب و جلالت آپکے بخوبی نیازمند کو معلوم
ہیں ملک فرنگستان آپکی تیغ بیدریغ سے فتح ہوا جس روز سے آپکا قدم مبارک لشکر میں نہ تھا
مدتوں سلطنت پر تباہی رہی جب سے آپکے نور نظر جوہر شمشیر فتح و ظفر شاہزادہ اسعد والا نژاد
آکر حاکم ہوئے سلطنت کا انتظام ہوا اب آپ اس نیازمند کو سرفراز فرمائیں تخت سلطنت حاضر ہی
لشکر اسلام کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے رونق دیں لشکر میں برکت ہوگی بہت جلد افراسیاب
شکست کھائیگا بوجہ احسن انتظام لشکر ہو جائیگا چار سو سرداران ذیشان افراسیاب خانہ خراب کے
عنایت خدا سے شریک حال ہیں سب صاحبان جاہ و جلال ہیں سحر و ساحری میں طاق شجاعت و
دلاوری میں شہرہ آفاق آپکی سرپرستی فرمایئے غلام برائے خدمتگزاری حاضر ہو سا تھ میرے نانا
جان کے کلاہ افتخار آسمان پر پہونچا دونگا آپ ایسے شیر صولت کو جب صاحبقران دیکھینگے دیدۂ دل
روشن ہو جائینگے کیا خوشی ہوگی قباد شہریار نے سر جھکا لیا ملکہ عجائب جادو نے بہ نگاہ یاس
چہرہ زیبائے قباد شہریار کو دیکھا نگاہوں سے حسرتیں ظاہر ایسا نہو کہ یہ شہریار ہمراہ اسد نامدار
کے چلا جائے یہ سب شفقت ضایع ہو قباد شہریار نے اسد غازی سے کہا اب تم جا کر ملکہ صندل
سے مقابلہ کرو جب طلسم صندل فتح ہو جائیگا ہم بھی آکر انشاء اللہ تمھارے شریک ہونگے ان
کلمات میں ملکہ عجائب نے بھی تائید کی کہا اے اسد نامدار جیسا کہ شہریار ارشاد فرماتے ہیں یہی
صورت ہوگی ہم بھی تمھاری خدمتگزاری کو حاضر ہیں جسوقت موقع آئیگا اپنے کو فوراً تمھاری
خدمت میں پہونچائینگے شب بھر تو اُس صحبت میں ہنگامہ عیش و نشاط گرم رہا بوقت سحر قباد شہریار پشت
مرکب پر سوار ہوئے اسد نامدار کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا سلاح جواہر نگار پیش کیے فرمایا اے
نور نظر تم لشکر میں چلو ہم آکر شریک ہونگے اسد غازی اس مطلب کو نہ سمجھا قدموں کو بوسہ دیکر
رخصت ہوا جب قباد شہریار و ملکہ عجائب جادو نظروں سے نہاں ہوئے یہ اس بیشہ سے
باہر نکلے تھے کہ ملازمان ملک اخضر تلاش کرتے ہوئے پہونچے اسد کو دیکھکر ہنگامہ ہوا ملک اخضر
کو خبر پہونچی یہ بھی آکر حاضر ہوئے اسد نامدار سے ملاقات ہوئی پوچھا اے شہریار آپ صحرائے
شکار سے کہاں غائب ہو گئے تھے کہاں تشریف فرما رہے اسد نے چاہا کہ کچھ بیان کرے

کہ سامنے سے خواجہ عمرو آکر پہونچے اسد غازی کو خوش خوش دیکھکر پوچھا کیون ای نور نظر خلعت
کہانسے دستیاب ہوا اسد غازی نے فرمایا نانا جان جسکا آپ ذکر کیا کرتے تھے کہ صاحبقران اُنکی محبت
مین فقیر ہو کر بیٹھے تھے غفلت مین حقا مین پر کھینچے گئے تو سینہ بجبر سے مین قید رہے وہ زندہ موجود
ہین شب بھر ہم انہین کی خدمتمین حاضر تھے اُنکے جمال مہر تمثال کے ناظر تھے ملکہ عجائب جادو نے
انگشتری برائے قتل ملکہ صندل جادو مرحمت فرمائی عجب نادر شے ہاتھ آئی عمرو نے گھبرا کر پوچھا بیٹا نام
تو لو کیا تھے اور قباد شہریار سے ملاقات ہوئی اُنکو تو انتقال کیے عرصہ دراز ہوا اختر گلیم گوش نے
اُنکا سر کاٹا اسد غازی نے عرض کی حضور اُنکو ملکہ عجائب جادو اُٹھا لائین وہ کوئی اور لنڈھور قباد
شہریار تھا جسکا سر گلیم گوش عیار نے کاٹا مین شب بھر اُنہین شہریار کی خدمت مین رہا ابھی رخصت
کرکے حاضر ہوا ہون بارہ کوس پر قلعہ عجائب ہے وہان تشریف رکھتے ہین میرے لشکر مین سرفراز
فرمانے کو کہا ہے مین کل لشکر کا بادشاہ کرونگا یہ سنکر عمرو مارے خوشی کے پھول گیا کہا بیٹا تمنے غفلت
کی اُس شیر کا ساتھ نہ چھوڑنا تھا سارے لشکر ظفر اثر کی وہ جان ہے نانا صاحبقران ہے جری بہادر
صف شکن بچپن سے شوق سپاہ گری انتظام سلطنت سے بخوبی ماہر اُسکی شوکت و صولت ہر شخص پر
ظاہر ہے دیکھنا صاحبقران و علمشاہ یہ سب صاحب اپنی آنکھین بچھائینگے قباد شہریار کو سر پر بٹھا کر
لیجائینگے ابھی واہمن ہو قلعہ عجائب مین لیچلو مین نے اُس شیر کو گودیون مین پالا ہے اُسکے انتقال سے
لشکر مین ہر شخص کو ملال تھا مہر نگار نے تو جام زہر پیا حمزہ فقیر ہو کر بیٹھا کل لشکر منتشر ہو گیا
ایک سال کامل سب تباہ رہے نانا جان کو تمھارے فرامرز بن قارن عدنی نے قید کیا فولاد کی
قفس مین بند رہے کیا کیا ظلم سے وہ سب باعث قتل قباد شہریار تھا ہر شخص یہی جانتا تھا کہ نام
پر اُس شہریار کے جان دینگے افسوس ہے کہ تمسے ملاقات ہوئی اور تمنے ساتھ چھوڑ دیا برائے خدا
ابھی ہمکو لیچلو اسد گھبرا کر گھوڑے سے کود پڑا سارا لشکر پیدل ہوا قلعہ عجائب کی طرف چلے عمرو
سبکے آگے سر برہنہ پا پیادہ آنکھون سے اشک حسرت جاری اسد پر غصہ کہ ایسے مقام پر
کوئی ساتھ چھوڑتا ہے اسد نے کہا مین شب بھر خدمت مین رہا سو مانی جان نے انگوٹھی عنایت کی
پھر فرمایا کہ ہم تمھارے شریک ہونگے فراسیاب سے مقابلہ کرینگے خلعت وغیرہ مجھکو مرحمت کیا عمرو
کو انتہا کا اشتیاق ملاقات قباد شہریار سے تمام اہالیان لشکر ہمراہ ہین ملک اخضر و فہیم و نعیم

درویش تکیہ دار کیدان و دیگر سرداران راہ کوطے کرکے سامنے قلعہ عجائب کے پہونچے دور سے عمرو نے دیکھا دروازہ قلعہ کا کھلا ہی خندق مین خاک اُڑ رہی ہی بالکل سناٹا صاف ثابت ہوتا ہی کہ قلعہ کوئی لوٹ لے گیا عمرو دوڑکر دروازے کے قریب آئے دیکھا کہ شہر اُجاڑ مکانات آدمیون سے خالی پھاٹک پر ایک کاغذ بخط جلی چسپان ہی عمرو نے قریب آکر اُسکو پڑھا مرقوم تھا کہ آداب و تسلیمات خدمت مین خواجہ عمرو کی نیازمند نے حضوری کو مناسب نہین جانا سمجھا کہ اسد غازی مجھکو دیکھ گیا ہی خواجہ عمرو صاحب ضرور تشریف لائینگے مجھکو عرصہ دراز گذرا کہ لشکر ظفر اثر سے بیگانہ ہوا اب حضوری مین میری لطف کامل ہوگا مگر ہر مقام پر اسد نامدار کی خدمتگذاری ضرور کرونگا زیادہ مجھکو تلاش نہ کیجیے گا ورنہ طلسم ہوشربا مین بھی رہنا دشوار ہوگا عمرو اس مضمون کو پڑھکر سر پیٹنے لگے نام لیکر قباد کا خوب روئے اسد غازی بھی خاموش رفت کا جوش عرصہ دراز تک اس شہر مین شور گریہ و زاری بلند رہا آخر عمرو نے یہ سوچ کر سبکو منع کیا کہ زیادہ اس بات کو مشہور نہ کرو ورنہ افراسیاب آفت برپا کریگا ناچار مجبور وہان سے چلے قریب بارگاہ کے آئے ناگاہ ہرکارے دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار صندل جادو کو سب خبرین گذرین لشکر گران لیکر برائے مقابلہ حضور آتی ہی ملکہ اخضر نے حکم دیا لشکر مین کمربندی ہونے لگی اسد بھی مرکب پر سوار ہوے موج طلسمی نگین انگشتری عطیۂ ملکہ عجائب زیب انگشت ابھی کچھ بلی مسلح ہونے پائے تھے کہ لکہ ہائے ابر صندلی نمایان ہوے سینے دیکھا کہ ملکہ صندل جادو تخت پر چار لاکھ ساحران غدار ہمراہ ہائے آتشین پر سوار علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے گھنٹ اور ناقوس بجتے ہوے لشکر طلسم کشا کو دیکھکر صندل جادو نے اشارہ کیا کہ مسلمانون کو گرفتار کرلو قتل کرو زندہ بچ کر ایک کو بھی جانے نہ دو اسد نے بسم اللہ کہکر مرکب بڑھایا تیغ برق مثال کو چمکایا نعرہ کیا یا شیدائی کفاران تیغ دائی نابکاران سر دغا نعرۂ اسد

اسد شہسوارم کہ در روز جنگ	بدرم دل شیر و چرم پلنگ
شہنشاہ نام آور و کامران	
اسد شیر دل ابن صاحبقران	یہ نعرہ کرکے تلوار کھینچکر جا پڑا دونون لشکر آپس مین ملگئے خواجہ عمرو

ایک جانب کند و حباب سے ساحرون کو قتل کر رہے ہین مگر پریشان کہ لشکر کفار بہت ہی ملکہ اخضر کے قریب آکر فرمایا رباعی

خاطر مین یہ کلفتین ہزار ہین کب تک	صحرا صحرا یہ خاک اڑا ہین کب تک

ناچار جانتے ہم اُٹھ جائینگے | جور و ستم فلک اُٹھائیں کب تک

اخضر نے کہا او شاہنشاہ اوج عیاری شکایت فلک کجرفتار بیکار ضرور مجکو اس بات کا خیال تھا کہ صندل جادو کے پاس لشکر بہت ہی دیکھیے غلام کا قول صادق آیا عمرو نے کہا خدا مالک ہی اخضر بھی سحر کرتا ہوا چلا لیکن ملکہ صندل جادو اخضر کی ملازم تھی ملک اخضر کو جو اُسنے دیکھا دست و پا مین رعشہ پڑگیا ملک اخضر نے للکارا او نمکحرام دیکھ پروردگار نے آنکھیں مرحمت فرمائین اگر اس شیر بیشۂ جرأت کی اطاعت کر خطا تیری معاف کراؤنگا کیون اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہی فتح طلسم ہوشربا کا زمانہ قریب آیا دیکھو ننگے خدا نے انکو یہانتک پہونچایا افراسیاب کا قول تھا کہ راستہ طلسم صندل کا نہ ملیگا سب کچھ پروردگار نے آسان کیا صندل جادو نے ملک اخضر کی طرف سے توجہ پھیر لیا دل مین خیال ہی کہ مجھے کون قتل کرسکتا ہی افراسیاب جادو نے میرے قتل کی اشیا کو ایسی جگہ چھپا دیا ہی کہ جہان طائر وہم و خیال نہین پہونچ سکتا جب کوئی ملکہ عجائب جادو کو قتل کرے تب انگوٹھی دستیاب ہوئے ملکہ عجائب جادو وہ ساحرۂ زبردست ہی کہ جسپر سوائے افراسیاب کے کوئی دست انداز نہین ہو سکتا اس گھمنڈ پر صندل جادو اکڑی ہی خوب جانتی ہی کہ مجھپر کوئی دست انداز نہین ہو سکتا لشکر بھی بیحساب خود بھی زبردست ساحرہ ہی آتے ہی پرے کے پرے درہم و برہم کیے صفوف لشکر کو منقلب کر دیا لیکن ملک اخضر جب للکار کر جا پڑتا ہی صندل جادو تھرا کر ہٹ جاتی ہی اخضر بیچارہ سالہا سال قید رہا سحر قبضہ مین نہین رہے مصیبتین اُٹھائین مگر اصلی جرأت ہی صندل سے منہ نہین پھیرتا ہی صدہا ہو صندل کے دفع کیے عجب ہنگامۂ حشر و نشر برپا ہی آسمان سے آگ برستی ہی آتش فتنہ و فساد نے سر کھینچا ہی نظم مصنف

فلک کو فراموش گردش ہوئی | بیاباندون کو گتی مین جنبش ہوئی | قیامت کا سامان عیان ہوگیا

رخ مہر گردون نہان ہوگیا | صندل جادو کے ہمراہ اسقدر سپاہ ہی کہ ملک اخضر کو فتح کی

امید نہین تھوڑے ہی عرصہ مین صندل جادو نے ہزارہا کو قتل کیا سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہی البتہ طلسم کشا سے تو عاجز ہی کہ یہ جس غول جس صف پر تلوار آبدار تول کر مثل شیر ژیان جھپٹکر جا پڑتے ہین صفون کو درہم و برہم کر دیتے ہین اس اثنا مین طرف صحرا کے گرد بلند ہوئی سب نے دیکھا کہ شاہزادہ صندلان صندلی پوش مع بارہ ہزار صندلی پوشون کے ایک جانب ملکہ

گوہر جادو و چار سو کنیزان زرین پوش پشت پر تھے جو خبر پائی کہ ہمارے آقا سے معرکہ پڑ گیا ہی بیقرار ہوکر آپہونچی دور سے دیکھا کہ اسد نامدار گھرا ہوا فوج صندل بیحساب لشکر اسلام کو پیچ و تاب ہر اسیان ملک اخضر ہزارہا قتل ہوئے لاشے پھڑک رہے ہین صحرا مین دریائے خون جاری صدہا علم کٹے ہوئے پڑے ہین اسد نامدار تو صاحب لوح ہین لوح چمکا کر سحر کو دفع کرتے ہین اخضر جادو دریائے فوج مین غوطے مار رہا ہی کبھی سحر سے صندل کے لکہ ہائے ابر سیاہ اُٹھتے ہین تمام لشکر کو یہ معلوم ہوتا ہی کہ پردۂ ظلمات کا سامنا ہی اُس اندھیرے سے جان بچانا محال ہی شب تاریک فراق عاشقان سے مثال ہی اُس تاریکی سے ملک اخضر بعد کروفر مثل آفتاب عالمتاب ظاہر ہوتا ہی جان لڑا رہا ہی گوہر جادو نے جو یہ ہنگامہ گیرودار بلند دیکھا صندلان صندل پوش کو منع کیا ای شیر بیشۂ شجاعت اسوقت ملکہ صندل نے مملکۃ الدنیا ہی بادشاہ طلسم صندل ہی ساحرون کا اسکے ساتھ جنگل ہی خداوند کریم طلسم کشا کو بچائے صندلان نے کہا ای ملکہ کیونکر ہوسکتا ہی کہ ایسے وقت مین شریک حال نہون اپنی جان بچاؤن ہرچند گوہر جادو نے منع کیا مگر یہ گھوڑا اُٹھا کر لشکر کفار مین در آیا گوہر جادو کہ عاشق صادق شہزادہ صندلان صندل پوش تھی بیت سپر کرکے آگے بڑھی لیکن آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے چہرہ اُداس عالم یاس ٹھنڈی سانس بھرکر ساتھ ایلون سے کہا شعر

سنگ فلاخن فلک دون کے ہاتھ سے — افسوس اپنا شیشۂ دل چور چور ہی

دیگر

اپنے دلدار کی فرقت کا جسے غم ہووے — خانۂ عیش لسے خانۂ ماتم ہووے

دیگر

کسے دست جفائے چرخ سے امید ہنسنے کی — جو ہوئے کبھی تو ان شاید وہان زخم خندان ہو

یہ اشعار پڑھکے فوج ملکہ صندل جادو پر جا پڑی لیکن صندلان صندل پوش کو سحر سے بچاتی جاتی ہی خوف ہی ملکہ صندل اسکو نہ گرفتار کرے یہ جوان صف شکن جس پرے پر جا پہونچا پراگندہ کردیا جو سردار سامنے آیا قبضہ پکڑ ہاتھ تلوار کا لگایا سر اُس خودسر کا دھڑ سے گرا اجل نے دستگیری کی سیدھا جہنم مین پہونچا یہ جوان اُسی آن بانسے نیزہ ہلاتا آگے بڑھا جو سامنے آیا نوک کر اُسی نوک جھونک سے مارا برچھا جگر مین اُتار صندل جادو یہ معرکہ دیکھکر ساتھ والیان سے کہنے لگی کہ صاحبو یہی گوہر نمک حرام کو دیکھو جنے تو سلطنت حوالی طلسم اسکو دی ہی طلسم کشا

کی شریک ہوئی اُسکو سب اُسکے دھگشت سے ابھی قتل کرتی ہون یہ کہکر طرف صندلان صندلی پوش
کے پلٹی یہ جوان اسی طرحسے قتل کرتا چلا آتا ہی جو سامنے آتا ہی سخت کی کھاتا ہی صندل نے للکارا یہ جوان
پلٹا کہ صندل جادو پر جا پڑون صندل نے وہین سے ایک گولہ فولاد کا پھینکا بر سر لشکر صندلان
پھٹا تمام لشکر بیکار ہوگیا ہر چند چاہتے ہین گھوڑون کو اپنے مقام سے بڑھائین مرکب پا بگل نقش قدم
بنگئے بہ نگاہ حسرت دیکھتے ہین قدم آگے نہین اُٹھتے ہین آنکھین پتھرا گئین سپرین پشت سے گرنے لگین تلوارین
قبضہ سے نکلی جاتی ہین صندل جادو نے بڑھکر آواز دی ان سبکے سر کاٹ لو خود سری کی سزا
دو ملکہ گوہر جادو نے جو یہ سحر دیکھا تڑپ گئی نعرہ کرکے اُڑی چاہا سحر دفع کرون صندلان کو
کسی طرحسے نکال لیجاؤن صندل جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ملکہ گوہر قریب صندلان کھڑی سحر کر رہی
ہی خون اپنا کاٹ کاٹ کے پھینکتی جاتی ہی مدت کی جو عاشق زار ہی اُسکو اس مصیبت تازہ مین گرفتار
دیکھکر مغموم رہی ہی قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ہی صدہا جادوگرنیون کو قتل کیا صندلان کو بیقرار دیکھتی ہی
کہ بیچ مین کھڑا ہوا جادوگرون کی تلوارین کھارہا ہی اپنی تلوار پر قبضہ نہین سپر بھی رو گردان کمان
سسی ہوئی تیر طائر پر بند نیزہ تھرارہا ہی گویا تپ لرزہ مین مبتلا ملکہ گوہر جادو نے جو اس عالم
حسرت و یاس مین دیکھا پکار اُٹھی شعر

ہی آہ و نالۂ دل پروردۂ محن	بتلا ہمین کہ تو نے اثر اپنا کیا کیا دیگر	بیمارم و بیزار دل من ست ظلم
ہو نیز بصد مرتبہ بیمار تر از من	دیگر تنگ آمدم ای نالۂ دل آہ کجائی	فریادی ہمہ از دست تو ای آہ کجائی

ملکہ گوہر نے بیقراری مین جو یہ اشعار پڑھے صندلان کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے
دلکو یقین مرگ ہوا پکار کر آواز دی ای ملکۂ عالم اب تم ہمارے قریب نہ آؤ اپنی جان بچاؤ طلسم کشا
کا ساتھ دو ہماری محبت سے ہاتھ دھو صندل جادو بڑی زبردست ساحرہ ہی گوہر جادو
کب مانتی ہی چاہا صندلان کی کمر مین پنجہ ڈالکر لے نکلین صندل جادو نے جو دیکھا جھپٹ کر سحر کی
برق گری سر ملکہ گوہر جادو کا زخمی ہوا لڑکھڑا کر گری رکاب پر صندلان کے ہاتھ ڈالدیا بے
اختیار آواز دی ای شہر یار اپنی کنیز و غلام کو آکر بچائیے اسد نے پلٹ کر دیکھا کہ شعلۂ آتش نے
صندلان کو گھیرا ہی گوہر جادو زخمدار بیقرار صندل جادو کے ملازم ان دونون کو قتل کرنے
چلے ہین اسد کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا وہین سے گھوڑے کو بڑھایا صفون کو درہم و برہم

کرتے ہوئے چلے بارزان صندل نے روکا ہر مقام پہ تلوار چلی مگر اسد شتابانہ بڑھتا طرف ملکہ صندل
کے جاتا ہی علمدار فوج زبردست جوان فیل مست پر سوار چھتر بغلین دبائے ہوئے فوج کو ترغیب دے رہا ہی
مغفون فیل پیکر نام ہی اسد کو جو آتے دیکھا للکارا او طلسم کشا کہان جاتا ہی ہر چند کہ اسد کو ٹھہرنا گوارا
طرف صندل جادو کے جانے مین مگر اُس ہجیانے جو بکبر و نخوت تُو کا شاہزادہ پلٹ پڑا مغفون نے
اپنے ہاتھی کو بڑھایا اسد سے آنکھ لڑی مغفون نے نیزہ مارا اسد نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ بازی
ہونے لگی بارھوین طعن مین اسد نے تبیرا مارا نیزہ ہاتھ سے مغفون کے بدر ہوا آب انفعال مین نہایا
غصہ سے پیچ و تاب کھایا تیغ بیدریغ کھینچکر جھپٹا اسد نے تلوار کو تلوار پر روکا جھنجھنانے کی صدا بلند ہوئی
الجھا ہوے مین سے ہاتھ کو نکالا خبردار خبردار کہکر ہاتھ مارا برق شمشیر تڑپ کر گری ابر سپر کے ٹکڑے
اُڑ گئے سپر کو کاٹ کر خود کو کاٹا یا تو قبہ سر پہ چلی تھی یا زیر تنگ اُس تیغ برق مثال نے بوسہ دیا علمدار کے
مع علم دو ٹکڑے ہوئے فوج پر عالم ماتم گرا نشان کفر مٹا اسد غازی علمدار کو مار کر قریب ملکہ صندل
کے پہونچا صندل جادو نے آواز دی ساحرون نے آکر گھیرا بلوہ کیا انتہا کی وہان پر تلوار چلی لاکھون
کا کھیت ہوا اخضر نے بھی اپنی جان لڑا دی فہیم جادو بھی پروانہ وار گرد اسد نامدار پھرتا ہی مگر ملکہ
گوہر و صندلان پر بڑی بدعت ہو رہی ہی دونون عاشق و معشوق قتل ہوا چاہتے ہین اب اسد بھی
قریب آپہونچا نعرہ کیا صندل نے پلٹ کر دیکھا گھبرا کر سحر کرنے لگی فوج کو اشارہ کیا طلسم کشا نہ جانے
پائے کئی گولے سحر کے مارے اسد غازی پر تاثیر نہ ہوئے صندل جادو کو وہی گمان ہی کہ یہ طلسمی
مجھکو قتل نہ کرسکیگی اُبھر کر نکل جاؤنگی طلسم کشا پر برس پڑی لاکھون سحر کیے گولے مارے تیغ ہجانے
مگر اسد پر تاثیر نہ ہوئے اسد نے نعرہ کیا او صندل قضا تیری تیرے سر پر آپہونچی لات و منات
پر لعنت کر ملکہ اخضر کو بادشاہ تجھکو وزیر اعظم قرار دونگا کیون مفت جان دیتی ہی صندل نے
پکار کر آواز دی او طلسم کشا مجھے کون قتل کرسکتا ہی قلعہ سے جا کر سر لشکر ابن خدمت مین افراسیاب کے
چلی جاؤنگی وہان سے فوج بے حساب لیکر آؤنگی یہ کلمات غرور آیات کہکر تلوار کھینچکر آ پڑی یہی اطمینان ہی
کہ طلسم کشا میرا کیا کرسکیگا جب اُسنے ہاتھ تلوار کا لگایا دیوتی قالب انسان مین سما گئی ہی اسد نامدار
نے تلوار کو تلوار پر روکا جیسے ہی یہ تلوار مار کر پلٹی اسد نامدار نے تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا
ملکہ صندل جادو کو کچھ بھی خوف نہ ہوا سینہ سپر کیے کھڑی ہی طرح طرح کے سحر کر رہی ہی جب

اسد غازی نے انگلی سے انگوٹھی اُتاری تب صندل جادو گھبرائی کہ اب کون دستگیری کریگا ایک چیخ ماری کہ یہ انگوٹھی طلسم کشا نے کہاں سے پائی ای ساحران طلسم صندل آگاہ ہوجاؤ معلوم ہوتا ہی کہ ملکہ عجائب جادو طلسم کشا کی شریک ہوگئی یہ کہکر چاہا پر پرواز پیدا کرے اُڑکر نکلجاے اسد غازی نے انگوٹھی کھینچ ماری پیشانی پر اُس ملعونہ کے پڑی یہ معلوم ہوا کہ تودہ بارود مین چنگاری آگ کی ڈالدی ہر سر موے ہر تن موے صندل جادو سے شعلے آگ کے نکلنے لگے استخوان اُس جنبی کے جلنے لگے ابر تیرہ و تار آسمان پر چھایا سنگباری اور برف باری ہونے لگی پریدن نے غل مچایا آواز آئی کشتی مرانام من صندل جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم وبمطلب خود نرسیدیم مرتے ہی صندل جادو کے چاروں طرف لگی افسران فوج دست بستہ سامنے طلسم کشا کے حاضر ہوے ملکہ گوہر جادو ایک ایک کی سفارش کرتی جاتی ہی سرداران لشکر حاضر ہونے لگے اسد غازی نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا ملکہ گوہر جادو ویران کی منتظر پرحال سے بجوبل ماہر ہی بیان کی کل کیفیت ظاہر ہی ملک الخضر کو اسد غازی نے تخت پر بٹھایا گوہر جادو واہتمام سواری کرتی ہوئی ایک جانب صندلان صندل پوش ایکجانب فہیم و نعیم و روشن تکیہ دار اہتمام سواری مین مصروف اس عظم و شان سے داخل قلعہ صندل ہوے دارالامارہ شاہی مین پہونچے ملک الخضر کو سقام پر صندل جادو کے تخت نشین کیا فہیم جادو واعہدۂ وزارت خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئے مال طلسمی نکلنے لگا خواجہ عمرو فہرست لکھوا رہے ستے عین گرمی صحبت مین اسد نامور نے ملکہ گوہر جادو سے پوچھا یہان سے دربند مہرو ماہ کتنی دور ہی ملکہ گوہر جادو نے عرض کی تین منزل کا فاصلہ ہی مگر سرکار کو دربند مہر و ماہ سے کیا کام ہی خواجہ عمرو نے فرمایا ای گوہر جادو وہی طلسم ہوشربا افراسیاب جادو نے دربند مہر و ماہ پر روانہ کی ہی حیرت بنکر اُس سے دریافت کیا تم بیان کی رازدار ہو کچھ اس کیفیت سے خبردار ہو ملکہ گوہر جادو نے کہا یہ تو ناحق کی تکلیف حضور نے اُٹھائی اسطرف تو کبھی لوح کا ذکر بھی نہ ہوا احوالی طلسم صندل سے جو گذرتا پہلے مجھ سے ملاقات ضرور ہوتی آپ یکہ و تنہا آئے نامہ وار افراسیاب کی شکل بنکر مجکو خبر ہو گئی جب تین صندلان کو روانہ کیا تھا کہ جاکر خواجہ عمرو کو گرفتار کرو نہ کہ لوح طلسم الٰہی شدہ اس حوالی سے

جاتی اور ہمکو خبر ہوتی علاوہ ازین مہر و ماہ جادو دونون شاہزادیان نہایت زبردست ہین فن سحر و ساحری کو خوب جانتی ہین یہ جو لشکر ساحران آپ کے ساتھ ہے کوئی اُنکے مقابلے کے لائق نہین ہے طلسم صندل پر جو غالب آئے لوح طلسمی کے باعث سے کسی کا زور نہ چلا انگشتری فتل صندل بھی دستیاب ہوئی در بند مہر و ماہ پر فساد عظیم ہوگا ان دونون بہنون پر سحر و ساحری مین غالب آنا نہایت دشوار ہے یہ سنکر عمرو دست بگلا ہوا کہ ہماری جستجو و کوشش بیکار ٹھیری اسد نامور نے اِس ذکر کو سنکر فرمایا نانا جان اِن امورات کا تردد بیکار ہے پروردگار مالک و مختار ہے تیاری لشکر کو حکم دیجیے پروردگار نے یہان تک تو پہونچایا انشاءاللہ لوح بھی دستیاب ہو جائیگا اور اگر اس حال مین قضا لیکر آئی ہے کیا چارہ اُسی وقت ملکہ گوہر جادو کو حکم ہوا اُٹھا لا بارگاہ زرنفتی کا طرف در بند مہر و ماہ کے روانہ کیا جائے صندلان صندلی پوش بصد جوش و خروش اپنے مقام سے اُٹھا لا لا بارگاہ کا لدوا یا ساٹھ ہزار فوج اپنے ساتھ لے کر طرف در بند مہر و ماہ کے چل نکلا بعد اُسکے ملک اخضر سے اسد نامدار نے فرمایا تم اب طلسم صندل پر رہو جس مقام کے بادشاہ تھے عنایت سے پروردگار کی اُسپر قبضہ ہوا بسم اللہ اب تمھین تکلیف کرنا کیا ضرور ہے ملک اخضر نے عرض کی اب مین دامن دولت کیونکر چھوڑون اِس سفر مین ہمراہ ہون جسوقت حضور کو لوح طلسمی حاصل ہو بندگان عالی کو تسکین دل ہو اور مع الخیر طرف طلسم باطن کے تشریف لیجائین اُسوقت البتہ انتظام طلسم مین مصروف ہونگا کارگزاران شاہنشاہی بدل موجود ہین انتظام بوجہ احسن ہو جائیگا غلام ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہیگا اسد نامدار نے حکم دیا بسم اللہ تیاری کرو لشکر ساحر و غیر ساحر اپنے اپنے طریقہ سے سب روانہ ہوئے فہیم جادو و دنیم جادو و ورد روشن تکیہ دار انتظام کرکے [illegible] طرف در بند مہر و ماہ کے بغرض یہ دولی و بہ حشمت جمشیدی روانہ ہوئے انکو تو راہ مین چھوڑیے

وو کلمہ داستان شوکت بیان ایرج نوجوان کہ مرات جادو شکست کھا کر طرف قلعہ طلسمی کے چلی لشکر کشی ایرج کی بر طلسم مذکور و دیگر حالات متعلق داستان کے بیان ہوتے ہین ساقی نامہ

بہو وقت ساقی کہ اب دل کو نہین صبر
نری دوری مجھے اسوقت ہے جبر
الگی ہے کرنے آگ سوز سے گلشن
چراغ گل نسیم صبح روشن
لگا قل کو نہ اب فرمایو کام
لبالب دے کہ بغل مین شیشہ و جام
تماشا ہے عجب گلشن مین موجود
چراغان صبح سے تا شام ہے دود
ستم ہے اب سنو گر شیشہ و جام
عجب ہی لطف سے پھولی ہے شعلہ
لگا دے منھ سے ساقی شیشہ کو
مغنی پھونک دے سحر خدائی

گر اسپو بچا ہی وقت بادہ نوشی
ہوا ہی پنبہ کیا تیرے دہن کا
جو بوے محتسب شحنہ تو ڑ اسکا
بہار اب جو کہے اسپر عمل ہی
سنے ہر سا قیا تک آن کر یان
چمن ہی اندنون ہر شاخ اورنگ
زبس باد بہاری مین نشا ہی
جہان دیکھو تو ہی آلودہ خواب
اٹھا سکتی نہین سر بھی یہ بیجب
رہی ہی لیٹی یان سوسن کی دستار
ہوا سے شاخ گل یون جھومتی ہی
چمن مین کیا ثمر کیا شاخ کیا پات
غرض اہل چمن مین ہا سقدر مست
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب

نہین مطرب یہ ہنگام خموشی
ترا گانا وہ پی کر ساغر مل
جو تلا کچھو کہے سر پھوڑ اسکا
کہے ہی دیکھ کر ابر اس ہوا کو
مری آنکھون سے کر سیر گلستان
یہ ستی کو گھٹا کے ٹک نظر کر
کہ گلگشت جا مین تو مزا ہی
نکلے داؤدی کے غنچے چمن مین
جھکی ہی جاے ہی کچھ چشم نرگس
جھکا دیتا نہین بار ثمر شاخ
کہ آکر وہ لب جو چومتی ہی
نسیم صبح تک اتی ہی ماتی
کہ پیلے بوتے مین مرغ یکدست

خروش و جوش مے نغان چمن کا
کہ ہوئے سر بسر آواز بلبل
سخن اسوقت اسکا بے محل ہی
جواب میکشان مین دن خدا کو
رکھے ہی دشت فندق بند کا رنگ
یہ آتی ہی پری وش ہار پر
گل محل پہ بیداری ہی نایاب
تو کف لائے مین مستی سے چمن مین
قبا گل پھاڑتی ہی ہوکے سرشار
نشہ سے جھوم جھوم آتی ہی ہر شاخ
پھرے ہین لوٹتے مستی سے ذرات
خیابان مین پھرے ہی لڑکھڑاتی
زبس کھینچے ہی باد تند جاروب

حیرہ محران جادو و تقریر وکاتبان ہنگامہ دار وگیر

اس داستان حیرت بیان کو یون تحریر فرماتے ہین شعر بیاں خرد مند فرخندہ پی کہ سابقیم این جادہ سحر طراز سابق مین تحریر ہوا کہ لقد، دو روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان نے قلعہ انجم حصار پر یوح طلسمی پائی مرأت جادو نے شکست فاش کھائی ایرج نے اب لشکر تیار کیا ملکہ شیشہ می نوش کو تخت پر بٹھایا ملکہ انجم ماہ رخسار کو سپہ سالار فوج قرار دیا اس کر و فر سے بصد شوکت وحشم طرف قلعہ طلسم سکندری کے روانہ ہوے گر مرأت جادو وا فتان وخیزان شکست خوردہ جب قریب قلعہ پہونچی اہالیان قلعہ نے خبر پائی کہ ہمارے بادشاہ نے شکست فاش کھائی تمام اہالیان شہر براے استقبال حاضر ہوے وزیر اعظم اسکا ظلمات جادو کہ جو اس سفر مین ہمراہ نہ تھا قلعہ سے مع فوج نکلا دیکھا تو ملکہ مرأت کا عجب حال قلعی کھلتی چہرہ اداس رنج وغم پاس آئینہ عیش وعشرت نامدد ظلمات کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا سوچا کہ بخت سیاہ کا سامنا ہوا فورا بارگاہ استاد کرائی

ملکہ مرأت کو اُس بارگاہ مین داخل کیا پوچھا ای ملکہ عالم یہ کیا معرکہ گذرا مرأت نے تمام کیفیت
ظاہر کی کہا طلسم کشا بڑا صاحب اقبال ہی بی صاحبزادی شیشہ مے نوش شجر کو قلم کرکے لوح طلسمی
لے پہونچین سہمناک جادو فرستادہ ملکہ حیرت قتل ہوئی ظلمات نے کہا ای ملکہ عالم اب کیا صلاح
ہی میرے نزدیک شرکت طلسم کشا مین فلاح ہی مرأت جادو نے کہا ای ظلمات طلسم اسکندری
پر قبضہ پانا بہت دشوار ہی بی شیشہ مے نوش مست ہو کر جا ہی تھین دھکڑے کے لیے کہ جیتون کبھی
یہ دن نصیب نہ ہو گا چین سے بیٹھنا دشوار کر دونگی بی انجم ماہ رخسار نے بڑے فساد برپا
کیے انکی بھی تدبیر ہو جائیگی ظلمات جادو نے کہا حضور ملکہ حیرت جادو کو دوسرا نامہ لکھیے
کہ انور جادو آپ کی ملازم و سہمناک مصاحب قدیم ہاتھ سے پسر حمزہ کے قتل ہو گئین وہ
جوان لشکر کشی کرکے آتا ہو اسکی تدبیر واجب وہ زم یہ برلے مرأت جادو و سو بستانی عرضی
تحریر کی ظلمات سے کہا تم نامہ ہمارا لیکر خدمت مین شہنشاہ کی جاؤ ظلمات جادو نے نامہ
سر سے باندھا طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوا لیکن افراسیاب جادو فکر مین اسکے تخت
پر سوار تخت اُڑائے ہوے جاتا ہی اتفاقات سے کوہ فیروزہ پر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش حاکم
در بند ہے کوہ فلک شکوہ بریع مصاحبان خاص و انیسان با اختصاص جلوہ فرما تھی کہ دیکھا آسمان
پر برق چمکی خیال کرکے دیکھا شہنشاہ طلسم ہوش ربا یعنی افراسیاب جادو تخت اڑائے ہوے جاتا ہی
فیروز فیروزہ پوش اپنے مقام سے اٹھی جا کر پایہ تخت سے لپٹ گئی عرض کی ای شہنشاہ اتفاق سے
ادھر سے آنا ہوا کنیزون کو بھی سرفراز فرمائیے افراسیاب کی جمال ملکہ فیروزہ پر نگاہ پڑی.
حسین مہ جبین کمسن مالک تخت و تاج ذات سے اُن حسینان مہ جبین کے سحر و ساحری کا رواج آنکھون
مین حیا شیوہ جور و جفا طریقہ دلفریب نظارہ جمال بے مثال سے دل ناشکیب افراسیاب نے
ہو ترچھی نگاہین ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کی دیکھین مسکرا کر فیروزہ کا ہاتھ تھام لیا اور یہ اشعار پڑھنے لگا

در کشورے کہ ناز و ادا مے فروختند	مشتاق جان بہ نرخ گیاے فروختند
داریم شدگی کہ بہ بازار خودبتان	دزدیدہ دل ز ما و بہاے فروختند
افلاک را اگر بجہان قدر بایدے	ما را چرا بہ طالع ما مے فروختند
یوسف اگر بعہد تو مے بود در جہان	او را کے خرید کجا مے فروختند

ایمان بخشودن نہ گرفتم کہ شک در دست | این اہل اتقا بہ رضاے فروختند
از مفلسی ببند ہنر بران سر فروش | اسپ و یراق روز وغاے فروختند
شد تشنہ تشمت از تشنگی فنا | جائے کہ موج آب بقاے فروختند
از دست شان پریدہ بدست فتادہ اند | آنا کہ صید را بہ ہواے فروختند
سودا از ان بلا و سعادت نشان نشد | کانجا بجاے چغد ہماے فروختند

ان اشعار کو سنکر ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش مسکرائی کہا ای شہنشاہ آپ کو غزلین اشعار بہت یاد ہین افراسیاب مسکرا مسکرا کر باتین کرتا ہوا ساتھ فیروزہ فیروزہ پوش کے کوہ فیروزہ پر آگیا تھا فیروزہ نے پوچھا ای شہنشاہ اسوقت آپ کہان سے تشریف لاتے ہین روز قتل طلسم کشا ہم لوگ سنتے جو تھے اُس روز تو عجب طرح کے معرکے پڑے تمام میلہ درہم و برہم ہوا رئیس لٹ گئے تباہ ہوے دکاندار آج تک شکایت کرتے ہین ہر ایک کا قول ہی کہ سامری جمشید ایسے میلے مین ہمکو نہ لیجائین مال لٹا نقد جان بچانا دشوار ہو گیا ایسا میلہ کبھی نگاہ سے نہ گذرا تھا افراسیاب جادو نے کہا ای فیروزہ فیروزہ پوش ما بدولت نے تساہل فرمایا ساربان زادے نے اسد غازی کو رہا کر لیا اب تک مارا مارا پھرتا ہی لوح طلسمی ما بدولت نے ایسے مقام پر بھیجدی کہ وہان طائر وہم و خیال کا بھی پہونچنا دشوار فیروزہ نے پوچھا ای شہنشاہ وہ کونسا مقام ہی افراسیاب جادو نے کہا ساربان زادے نے بہ تشکیل حیرت ما بدولت سے دریافت کیا مین نے سب کچھ کہا جو اصل بات تھی وہ نہین بتائی عمرو بھی مارا مارا پھریگا لیکن نشان لوح طلسم ہوش نہ پا سکیگا مین نے الیاس دربند کو نامے لکھے ہین سامان لشکر کشی کرونگا ابھی طلسم کشا کو پکڑ کے قتل کرونگا فیروزہ نے عرض کی ای شہنشاہ مین نے سنا ہی جابجا کل ہوشربا پر یہ عذر ہوا دل طلسم مین کو کوئی پہونچتا ہی حمزہ کا ایرج نوجوان اُسنے فتح کیا پھر طلسم ہزار برج مین ایک پوتا قوح بن بدیع الزمان جا کر پہونچا وہ بھی لوح طلسمی پا گیا طلسم پر بجلی دست انداز ہوا اور ایک اخبار مین کنیز نے دیکھا کہ طلسم گوہر افراسیابی جانا کا خداوند سکندر بن سامری تھا وہان کوئی جوان پہونچا ہی کا قاسم نبیرہ حمزہ نام ہو تھا پھر طلسم جمشید یہ مین دو فرزندان حمزہ نے داخل کیا ایرج نوجوان و نورالدہر بن بدیع الزمان بڑے بڑے معرکے وہان بھی ہوے بی مخمور بھی اُس طلسم مین پہونچی تھین قید ہوئین پھر چھوٹین طلسم کشا کے ساتھ ہو گئین اُس طلسم پر بھی مسلمانون کا قبضہ ہو گیا اُسی طلسم سے کسی حکیم نے نشان رہائی اسد

غازی شتابی سے خواجہ عمرو نے فلک کی آن دونوں کو مطلع کیا تا یہ گنبد نور پہونچا یہ سب حالات حضور کو معلوم
ہین یا نہین افراسیاب نے سر جھکا لیا کہا ای فیروزہ یہ سب حالات ابدولت کو معلوم ہین پرچہ ہائے
اخبار مین کیفیتین مرقوم ہین ابدولت بھی کئی مقامات پر جا کر رُسے طلسم ہزار پیچ مین بڑے بڑے
سر کے پڑے ملکہ حیرت جادو نے مجھ سے بیان کیا تھا کہ طلسم اسکندری مین بھی فساد برپا ہین آپکی سع
سہمناک جادو کو روانہ کر چکی ہو یہ نہین معلوم کیا گذری فیروزہ نے عرض کی حضور مرات جادو
تو میری خالہ زاد بہن ہوتی ہی جلد خبر منگائیے ابھی مین نے سنا تھا کہ چھوکری ملکہ شیشہ مو نوش بیٹی
ہمشیرہ صاحبہ کی بیمار ہی افراسیاب نے کہا مین خبر منگاؤنگا یہ باتین ابھی ختم ہونے پائی تھین کہ دیکھا
ایک جادوگر سیاہ فام کریہ منظر طاؤس پر سوار اُڑا ہوا جاتا ہی جیسے ہی افراسیاب جادو کو بیٹھے
ہوئے دیکھا وہ ساحر ہوا سے اُتر آیا افراسیاب جادو کو سلام کیا ملکہ فیروزہ نے پہچانا کہا ای
ظلمات کہان سے آتے ہو اُسنے عرضی ملکہ مرات جادو کی نکالکر پیش کی فیروزہ نے باواز بلند پڑھا
پڑھکر بہت بیقرار ہوئی افراسیاب جادو سنکر دنگ ہو گیا یہ بھی لکھا تھا کہ سہمناک جادو بھی قتل
ہوئی افراسیاب جادو غصہ مین کانپنے لگا فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ مین جا کر سب انتظام کرونگی
لوح طلسمی چھین لونگی طلسم کشا کی مشکین باندھکر ہمشیرہ صاحبہ کے حوالے کرونگی افراسیاب نے کہا ای
فیروزہ صاف صاف مرقوم ہی کہ صاحبزادی نے جوش محبت طلسم کشا مین لوح طلسمی حوالے کر دی ای
فیروزہ یہ بخوبی ظاہر ہی کہ فرزندان حمزہ سب صاحبان جرأت و لیاقت مرجع شوکت و ہمت ہین
ملکون مین اکیلے اُسے خداوند لقا کو ملک باختر سے زنجیر کے نکال دیا کچھ خوف پیدا کرنے والے
سے سنا یا فیروزہ نے کہا ای شہنشاہ بجز وے لقا کا ذکر نہ کیجیے جوتی خورہ نگوڑا جھوٹ سچ بگھارا
کرتا ہی کسی طرح لقا کو اختیار نہین سامری جمشید اُنسے بہت بڑے ہین اُن خداوندون کی خاک مین
جادو مین تاثیر ہی اُنکی زبان پر آیا پھر تقدیر تقدیر ہی وہ نگوڑا شیطان بختیارک سگ سیفندکی
اولاد بڑا خداوند قدرت کے سر چڑھا ہی چڑھ جاتا ہی کہ بیٹھتا ہی بلکہ سنا ہی شیطان کا کہنا ہو جاتا ہی
قدرت کا کہنا نہین ہوتا قدرت کی تقدیر شیطان کی تدبیر ایسے خداوند کو کیا کہین افراسیاب نے
کہا ملکہ اس مقدمہ مین دخل نہ دو قدرت دیر گیر ہین مگر سخت گیر ہین نہین معاذم تقصیر کیا ذات ہی
کیا نکالنا ہی اور ای فیروزہ تمھارا جانا مناسب نہین لوح قبضہ مین طلسم کشا کے موجود ہی تمھارا نام

ذکر لیکا مابدولت اور کچھ تدبیر کرتے ہیں ظلمات نے کہا اے شہنشاہ حقیقت میں یہ جوان صف شکن تیغ زن پہلوان یگانہ یکتائے زمانہ معلوم ہوا ایسا لڑا کہ کیا عجب تھا زبانِ تیر و کلۂ عمود سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہوتی جو انجم حصار پر تلوار چلی نہیب شمشیر سے اس جوان کے زمین کانپتی تھی آخر کل لشکر کو شکست دی ملکہ بھاگ کر چلی آئیں اب اُنہنے انجم حصار سے لشکر کشی کی ہوگی یہ مرات نے بھی کہا کہ اب طلسم کشا کا ہم کیا کر سکیں گے افراسیاب نے کہا میں ابھی تدبیر کرتا ہوں ایسے شخص کو بھیجوں کہ گردن مہرو تونگر مشکین باندھ لائے کیا مجال ہے پیچاس کو قتل کرے یہ کہکر افراسیاب نے ایک پرچہ لکھکر آسمان پر اُڑایا ظلمات دست بستہ حاضر ہوئی فیروزہ فیروزہ پوش نے افراسیاب کو جو متوجہ پایا گانے کو اشارہ کیا جام مے ارغوانی گردش میں آیا صدائے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہوئی افراسیاب جادو جمال خورشید مثال فیروزہ دیکھکر زار و بیدل رہا ہے فیروزہ اپنے کو بچاتی ہے لیکن شعلہ رخسار فیروزہ نے خرمن ہوش و حواس افراسیاب کو جلا دیا گرم آہیں منہ سے نکل رہی ہیں دل سے کہتا ہے کہ کیا ہڈیاں جل رہی ہیں گانے نے جو افراسیاب کو مبہوت پایا یہ غزل عاشقانہ تبا تبا کے گانا شروع کی دامن تھامے ہوے افراسیاب کا چل رہی ہے سانسلے ہوے تانین پڑھی ہیں

جب تیر نظر تا بہ جگر جائیں گے لاکھوں
دو چار تو کیا جی سے گذر جائینگے لاکھوں

عیسٰے سے ترے عہد میں کچھ ہو نہ سکے گا
اِک بات کے کہنے میں تو مر جائینگے لاکھوں

وہ کوچہ دلکش ہے ترا اے بت سفاک
گو جان سے جائینگے مگر جائینگے لاکھوں

مشتاق قفس وہ ہوں اگر خاک بھی ہونگا
صیاد کے گھر تک مرے پر جائینگے لاکھوں

پیراک یہاں بحر فنا کے بھی بہت ہیں
تلوار کے بھی گھاٹ اُتر جائینگے لاکھوں

یہ جو غزل گانے نے گائی افراسیاب اور بیقرار ہوا رنگ رو متغیر چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں افراسیاب نے منت کرکے کہا اے جان جہان آرام دل مشتاقان نظم

بیہوش ہوں کہیں وہ بشر نہیں ہوں
ہر چند کہ ہوں مگر نہیں ہوں
بے حال سے کیسے بچانے دونگا
ہوش پر سوچ نہیں ہیں کیا تب عالمین

اتنا بھی بے خبر نہیں ہوں
دکھلائی نہ دوں یہ غیر ممکن
عاشق ہوں نامہ بر نہیں ہوں
طوق ہے آغوش پھیلائے تمہارے واسطے

اللہ رے فرط کاہش تن
کچھ آپ کی میں کمر نہیں ہوں
دیکھو عجب تاثیر بیہوشی ہمارے حال میں
بڑھ گئی زنجیر ہوں شوق استقبال میں

جیون جیون افراسیاب اشعار عاشقانہ پڑھتا ہی فیروزہ شرمائی جاتی ہی کلیجہ دھڑک رہا ہی کبھی کنیزون
کی جانب اشارہ کرتی تھی کہ میرے پاس آؤ اس ظالم کے پنجۂ ظلم سے بچاؤ دیکھو اس نگوڑے سے آج
میری آبرو کیونکر بچتی ہی کنیزین دوڑتی ہوئی قریب آتی ہین جب افراسیاب اشارہ کرتا ہی پھر ہٹ جاتی
ہین ظلمات جادو وزیر مرأت کا بھی حاضر ہی افراسیاب کی سفلہ مزاجی دیکھکر حیران
کہ یہ کیسا بادشاہ طلسم ہوش ربا ہی مشہور ہی کہ لیاقت و دولت مین یکتا مگر سفلہ مزاجی ایسی چاہیے تھی جسپر
نگاہ ڈالتا وہ شاہزادی اپنا فخر و افتخار جانکر قبول کرتی کیا صدمات شاہزادیون کو پہنچے ہین کہ
اُسکے وصل سے انکار ہی سفلہ مزاجی ظاہر ہی اب افراسیاب نے اور دو جام پیے نشۂ شراب سے
مدہوش بیہوشی مین وصل فیروزہ کا جوش چاہتا ہی ہاتھ تھام لون تخلیہ مین فیروزہ کو لیجاؤن کہ
یکایک صحراے گرد اُڑی آگے آگے سو علم نشان لا کر سوار کا علماے زنگاری سے پھریرے کھلے ہوئے
اور تعریف سامری جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم مگر دو رکابے گھوڑون پر بڑے بڑے قد کے
جوان چوڑے تیغے حمائل سپرہاے فولادی پُشت پر بیچ مین ایک جوان گینڈے پر سوار آثار کبر و نخوت
چہرے سے آشکار ہنسیا پر شکن چال مین کج ادائی بانکپن زیر کوہ آکر گینڈے سے کود افراسیاب
کو سلام کیا فوج آرہی سلامی لی دست بستہ اُس جوان نے عرض کی آج غلام شکارگاہ مین تھا حضور
کا نامہ پہونچا چند کس ساحر تھے انھین کو ہمراہ لیکر چل نکلا کیا ارشاد ہوتا ہی کسی جوان سے لڑائی
در پیش ہی افراسیاب نے کہا اے طولاب روئین تن نبیرۂ حمزہ ایرج نوجوان طلسم اسکندری پر چڑھ
آیا ہی ہم لوگون نے بیچ اُسکو حوالے کر دی نہایت جوان زبردست ہی اے طولاب تمکو اسواسطے بلایا ہی
کہ جا کر اُس جوان سے مقابلہ کرو مشکین باندھ کر ملکہ مرأت جادو کے حوالے کرو وہ اُسی کا گنہگار ہی
قتل و غیر قتل کا اُسکو اختیار ہی اُسکی بیٹی ملکہ شیشہ محو نوش شراب بخت ایرج مین چور ہی اے طولاب
تساہل کرنا عقل کا قصور ہی عرض کی غلام کیا لیے زیر کے بیان روانہ کرون لیجیے دبوچ کے مارڈالون
افراسیاب نے اُسی وقت خلعت [illegible] کر طولاب روئین تن کو دیا ظلمات وزیر سے کہا تم ساتھ جاؤ
اگر موقع سحر کا ہو تم شریک ہونا اور مقدمۂ جرأت کو یہ دیکھ لیگا اگر رستم و اسفندیار ہوگا چیر کے پھینک
دیگا فیروزہ نے کہا اے شہنشاہ مین بھی الگ جاؤنگی بہن سے ملاقات کر کے چلی آؤنگی افراسیاب
کو کچھ نہ بن پڑا نشہ مین اُٹھ کھڑا ہوا تخت پر بیٹھ کے طرف طلسم ہوش ربا کے چل نکلا بیان طولاب

رومین تن گینڈے پر سوار ہوا ظلمات نے ایک طاؤس ممکن کیا فیروزہ نے کہا تم لوگ چلو ہم بھی وقت پر آجائینگے طولاب نے کہا ای ملکہ عالم آپ کیون تکلیف فرمائیے غلام جا کے فیصلہ کرتا ہی فیروزہ نے کہا مین کنارے کنارے آؤنگی تماشا لڑائی کا دیکھونگی یہ کہکر یہ تو سحر کر کے ایک جانب نکلگئی طولاب رومین تن نے گینڈا بڑھایا طلسمات سیاہ رنگ کو جلوہ دیا ہر ایک شیر کے زیر ران دو در کا بہ مرکب غزو دین ہر ایک کا فرِ بے ادب کے کہنے سے نقارہ بجا بڑے کروفر سے لشکر طولاب رومین تن چلا نظم

صدا تھی وہ نقارے کی خشمناک
دل کوہ ہو جس کی دہشت سے چاک
کسی سمت فرمائے جنگ بجی

صدائے دہل سے زمین ہل گئی
ہر اک پہلوتن مست و مغرور تھا
شراب تکبر سے مخمور تھا

بڑے کروفر سے طولاب، رومین تن برائے مقابلہ ایرج صف شکن چلا

دو کلمہ داستان ایرج نوجوان کے بیان ہوتے ہین

ایرج نوجوان قلعہ انجم حصار سے کوچ کر کے طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوا تیسرے دن ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر پہونچا بارگاہ آسمان جاہ تیار ہوئی ملکہ شیشہ مہ نوش تخت سے اُتری داخل بارگاہ ہوئی ساتھ ساتھ ملکہ انجم ماہ رخسار یہ شاہزادی ہر چند کہ صاحب تخت و تاج ہی مگر محبت مین ایرج کی نہایت منکسر مزاج ایرج نوجوان بیرونِ بارگاہ سرداران نامی پہلوانان گرامی آتے جاتے ہین ایرج نوجوان ایک ایک کو بخلق و محبت و مروت مقامات پر بٹھلاتے جاتے ہین بلٹنین اُس مقام پہ اُترین رسالے فلان مقام پہ فروکش ہون کسی سپاہی کو تکلیف نہ پہونچے مگر ملکہ شیشہ مہ نوش تخت پر آکر بیٹھین انجم ماہ رخسار نے انھسون جلیسون مصاحبان خاص کو اُس مقام پر چھوڑا ملکہ شیشہ مہ نوش نے کہا کنیز حاضر ہوتی ہی مقامات فوج کے اُترنے کی تجویز کر دوں کسی کو تکلیف نہو لونڈی کو انتظام کرنا واجب و لازم ہی ملکہ نے فرمایا ای ملکہ انجم ماہ رخسار تمھارے بغیر صحبت مین دل گھبرایا اور سکار گزار موجود ہین انتظام لشکر ہو جائیگا تم آؤ ہمارے پاس بیٹھو انجم نے عرض کی لونڈی ابھی حاضر ہوتی ہی یہ کہکر ملکہ انجم ماہ رخسار بیرون بارگاہ آئی دور سے شاہزادہ ایرج نوجوان کو دیکھا کہ تیغہ دودمہ سکندری کے قبضہ پہ ہاتھ کر جست بندی ہوئی زلفین عنبرین پر غبار پڑا ہوا انتظام لشکر مین مصروف جی مین کہتی ہی ای انجم سپاہی اُنکا کیونکر نہ ساتھ دین ایک ایک سپاہی ایک ایک سوار کی خاطر داری و لدہی مین مصروف ہر چند ملازمان جانباز عرض کر رہے ہین حضور جا کر آرام کرین غلام انتظام کر لینگے ایرج نہین مانتے

ایک ایک کی مزاج پرسی کر رہے ہین انجم ماہ رخسار مسکراتی ہوئی قریب آئی دامن تھام کر مسکرائی کہا ای شہریار
چلیے بادشاہ لشکر آپ کو طلب فرماتے ہین آپکی تکلیف سے سب پریشان ہین ہر خرد و کلان آپکی خدمتگاری کا
مشتاق ہے ایرج نے پلٹ کے چہرہ زیبائے انجم ماہ رخسار کو دیکھا انجم کا بھی حسن دلفریب جسکو دیکھکر دل
ناشکیب گلعذار غنچہ دہن ماہ جبین مہر تمکین کبک رفتار شیرین گفتار چونکہ سامنے ملکہ شیشہ مو نوش کے ایرج
تاہم اسلئے انجم ماہ رخسار سے کلام نہین کرتے کہ ملکہ کو ناگوار ہو گا یہان جو انجم کو تنہا پایا جادو تن دیکھکر منہ
مین پانی بھر آیا دیکھا زلفین چہرے پر بل کہ رہی ہین عکس اُسکا عارض پر نور پر جو پڑتا ہے صاف ثابت ہے چشمہ
خورشید مین مار سیہ لہرا رہے ہین مردم چشم ہی کی آن بان دکھا رہے ہین ایرج نے ملکہ کا ہاتھ تھام لیا باتین
کرنے لگے وہان بارگاہ مین ملکہ شیشہ مو نوش بیٹھی ہین یکایک آسمان سے دہلانے کی آواز آئی کہ خود بخود
زمین تھرائی نعرہ ہوا منم آہن خوار جادو او ظالم تو نے غضب کیا ہزارہا بندگان سامری جمشید قتل
ہوے اکنے دیکھا کہ ایک جادوگر قبہ بارگاہ توڑ کر نمایان ہو مثل شعلہ جوالہ زمین پر گرا کنیزین ملکہ
کی لینا لینا کہکر دوڑین گو سے تیغ و ناچخ اُس بیحیا پر لگائے اُسنے سب کے سحر دفع کر دیے ایک دو ہنر
مارا سب کنیزین منہ کے بل زمین پر گرین ایڑیان رگڑنے لگین ملکہ شیشہ مو نوش نے چاہا تخت سے
اُٹھکے بھاگون اُس سنگدل نے مہلت نہ دی قریب تخت کے آکر سلسلہ سحر آغاز کیا ایک زنجیر آہنی
گلے مین ملکہ شیشہ مو نوش کے پڑی سر لٹکا آہن خوار نے کھایا پروردہ عہد ناز و نعم گرفتار زنجیر
مصیبت و الم چیخ مار کے بیہوش ہو گئی وہ بیحیا ملکہ کو لے کر بلند ہوا نعرے کرتا ہوا یہان انجم سے
ایرج نوجوان باتین کر رہے تھے کہ بارگاہ سے رونے پیٹنے کی آواز آئی چند کنیزون نے بڑھ کر عرض
کی ایک جادوگر آیا ملکہ کو پکڑے گیا وہ دیکھیے سامنے جاتا ہے ایرج نوجوان نے دیکھا یہ تو حیران کہ ہمین
کیا کرون مگر انجم ماہ رخسار تڑپ کر بلند ہوئی ایرج نے دیکھا کہ انجم مثل ستارے کے چمکی آواز دی او
بیحیا کہان جاتا ہے وہ ملکہ انجم ماہ رخسار کو دیکھکر رکا ایک گولا انجم کو مارا اب اہالیان لشکر دیکھ رہے ہین
کہ ملکہ انجم و آہن خوار مین رد و قدح سحر کے ہو رہے تھے کئی سحر اُس ملعون نے ملکہ عالم پہ کیے اُس آفتاب
آسمان خوبی نے ہنسکر دفع کر دیے تیسری مرتبہ ترنجہ پھینککر للکار کر جا پڑی سب نے دیکھا کہ انجم مثل برق
کے کڑکی لپٹ کے پنجہ ملا اُس روسیاہ نے سپر سحر کو اُٹھایا پنجہ برق مثال گرا سپر کے دو ٹکڑے کرکے
تن ہستی کو جلا دیا بیحیا بد معاش کو خاک مین ملا دیا ادھر آہن خوار امرا ملکہ شیشہ مو نوش نیچے سے

اُسکے چھوٹتے ہی انجم ماہ رخسار نے ہاتھوں ہاتھ اُس آفتاب حسن و جمال کو لیا ایرج وغیرہ دیکھ رہے ہین کہ
آسمان سے ایک آواز آئی او انجم غضب کیا ایسے ساحر کو مارا جسکا طلسم مین شمل نہ تھا نام ملکہ اژدر گیسو کشتی
منتظم طلسم سکندری اب سب نے دیکھا ایک ساحرہ سیاہ فام ایک اژدہاے آتش فشان پر سوار بال کھلے ہوے
مگر کیسے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ماران سیاہ لہر رہے ہین صورت کالی بخال کو چہرۂ شب کہنا واجب و لازم شب
فراق عاشقان بھی اُسکی سیاہی سے نادم بلاے بد وہ ظلمات ہو ظلمات کی تاریکی بھی اس تیرہ درون کے
چہرے کے آگے مات ہے چنگاریاں منہ سے نکلتی ہوئی صورت ہیبت ناک سفاک سحر و ساحری مین چست
و چالاک اس جلدی مین آئی کہ انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ مو نوش کو گود مین لے کر زمین پر نہ آسکی نعرہ کرکے
ایک لٹ بالون کی ہلائی اور اندھیرے مین اندھیرا پیدا ہوا آنکھین سب کی جھپک گئین تمام لشکر مین
ہنگامہ برپا ہوا ہزار ہا ساحر تیغ و ناچخ لے کر دوڑے سو کیے مگر اُس ملعونہ نے کسی کا خیال نہ کیا جسکا سحر
قریب آیا کبھی ہنس دیا وہ ہنسنا اُسکا رونے سے بدتر تھا معلوم ہوتا تھا شب تیرہ مین بجلی چمک گئی یا
اپنے اوپر آپ ہنستی تھی رونا ہنسنا ثابت ہوتا تھا فلک اُسکی جفاکاری دیکھکر روتا تھا جب اُسنے اپنی زنجیر
گیسو مین ملکہ انجم و ملکہ شیشہ مو نوش دونون کو باندھ لیا ہزار ہا ساحرون پر قہقہہ مارا بجلیان گرین
سیکڑون جلے صد ہا بیہوش ہوگے گرے ایرج تیر و کمان لے کر دوڑے اُسنے آواز دی او طلسم کشا بی
ی نوش کو تو مین لیے جاتی ہون تمھاری بھی فکر کرونگی اے تو صاحب لوح ہو جین کر لو صبح و شام مین
تمھاری مدبر ہوتی ہے یہ کہتی ہوئی نعرے کرتی ہوئی چشم زدن مین دونون کو لیکے نکلگئی لشکر مین شور برپا
ہوا ایرج نے اپنے کو زمین پر گرا دیا شاپور شیر دل دوڑا قریب آکر شاہزادے کو اُٹھایا کہا اے شہریار
آپ اپنے کو اسقدر پریشان نہ کرین لشکر کی حقارت ہو جائیگی ظاہرا معلوم ہوتا ہے یہ ساحرہ اس مرحلہ
کی تھی آپ کی فکر مین آئی آپ پر دست انداز نہ ہو سکی ملکہ عالم کو لیگئی مگر حضور یہ کسی کی مجال نہین ہے کہ
آپ کی معشوقہ کو قتل کر سکے فوراً لوح ملاحظہ فرمایئے طلسم کشائی مین [illegible] بڑی غفلت ہوئی وہ ملعونہ
مرات جادو بھاگ کر گئی اُسنے حاکمان مرحلہ کو تحریر کیا ہوگا ایرج نے اسی وقت لشکر سے کنارہ کیا
سمن بر کو بلا کر حکم دیا لشکر سے ہوشیار و خبردار رہنا شاپور کو بھی حکم ہوا کہ لشکر سے باہر جانے
کا قصد نکرنا یہ فرما کر لشکر سے باہر آئے کنارے ٹھہر کر لوح کو ملاحظہ فرمایا لکھا تھا اے فتاح طلسم وادی
سیاہ این عجائبات اگر پروردگار فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل ہو بہت جلد واسطے طلسم کشائی

لے جانا اگر وصہ کیا دھوکا کھایا کوئی ساحرہ تمھارے کسی دوست کو گرفتار کرکے لیگئی فوراً اُسکی جستجو
کرو تامل مین خرابی ہی ایرج نوجوان نے لوح مین ملاحظہ فرما کر اسم حاشیۂ لوح پڑھا صوا سے گرد اُڑی
دیو مہیب پیدا ہوا ابرچپکا نام ہے کر للکارا ایرج تیغہ پکڑکر جا پہنچا وہ سامنے سے ایرج نوجوان سے
بھاگا ایرج بموجب حکم لوح اُسکے تعاقب مین چلے نگاہون سے سب کی غائب ہوگئے یہان ایرج
نے دیکھا وہ دیو مہیب ایک درۂ کوہ مین جاکر غائب ہوا لوح نے حکم دیا اگر طلسم کشا اپنے زمانے
کا صاحب قران صاحب عظم وشان ہی درۂ کوہ کو ایک ضرب گرز سے گرائے اندر درۂ کوہ کے
جاکر اِس عفریت خونخوار کو قتل کرے ایرج نے جاکر بیک ضرب گرز درۂ کوہ کو گرا دیا دیکھا وہ
عفریت خونخوار لرزان ترسان گوشہ گیر بھاگ جانے کی تدبیر ایرج کو دیکھکر قصد لپٹنے کا کیا
ایرج نے بحکم لوح بیک ضرب تیغ آس عفریت خونخوار کو بہ یک خاک کیا چشم زدن مین قصہ پاک کیا پہچانا
شور کرا آواز آئی کشتی مرا نام سن عفریت جادو بود ایرج نے اُس عفریت کو قتل کیا پہاڑ معدوم
ہوا دیکھا سامنے صحرائے سبزہ زار نواح دلکشا گمر روے ملکہ شیشہ مر نوش نہ معلوم ہوا نخل سرسبز
وشاداب دیکھے لیکن اپنے سرو سہی قد کو نہ پایا طائران زمزمہ سرا کی نغمہ سرائی نے دلکو بیچین کر دیا یاد
ملکہ انجم ماہ رخسار وشیشہ مر نوش مین اشک حسرت آنکھون سے جاری بے اختیار اشعار زبان سے نکلے غزل

اے کہ در چشم بہر صورت تو منظوری بیا ... دوست بدل نزدیک من از من چرا دوری بیا
دورملا قاتم بجز و بہتان مہجوری بیا ... سنگ سیہ انجم ترا نعمے کہ مہجوری بیا
من بدل جور ترا بہتر ز مہر انگاشتم ... گرچہ در ذیل ستم کیشان تو مشہوری بیا
تا رۂ وصل ترا خط بر رخت آوردہ است ... رفت ایام فراق و وقت مجبوری بیا
یک سر و شوکت حسنت نخواہد کم شدن ... من گدائے کاسئہ در دست مغفوری بیا
سنگ از خود سپردم ہرگز تو ے آئی برون ... ای بہ قربانت چرا در خانہ مستوری بیا
بے تو گردون روز سودا رشب یجور ساخت ... ای سراپا رشک نور شمع کافوری بیا

اِن اشعار سے اور زیادہ دل گھبرایا ہر طرف نگاہ اُٹھاکر شاہزادہ دیکھتا ہی اشعار ذوق
دہلوی یاد آئے پڑھنا شروع کیے اشعار

کیا آئے تم جو آئے گھڑی دو گھڑی کے بعد ... سینہ مین ہوگی سانس اَڑی دو گھڑی کے بعد
کیا روکا اپنے گریہ کو ہم نے کہ لگ گئی

پھر وہ ہی آنسوؤں کی جھڑی دو گھڑی کے بعد
اُس لعل لب کے بوسے لیے ہمنے بے عدد
پھر اُس بغیر کل نہ پڑی دو گھڑی کے بعد
پروانہ گرد شمع کے شب دو گھڑی رہا
آخر ہمیں سے آنکھ لڑی دو گھڑی کے بعد

لو نا گھڑی اگر وہ ملائم ہوئے تو کیا
سب اُڑ گئی مسی کی دھڑی دو گھڑی کے بعد
کہتا رہا کہ اُسنے عدو دو گھڑی کے بعد
پھر دیکھی اُسکی خاک پڑی دو گھڑی کے بعد
کیا جانے دو گھڑی وہ رہے ذوق کس طرح

آ بیٹھتے وہ ایک گھڑی دو گھڑی کے بعد
کل اُس سے ہمنے ترک ملاقات کی تو کیا
غمازنے پھر ادھر جڑی دو گھڑی کے بعد
تو دو گھڑی تک اُسنے نہ دیکھا ادھر کیا
پھر تو نہ ٹھہرے یاد گھڑی دو گھڑی کے بعد

ایرج نوجوان کو نہایت بیقراری یاد میں دونون معشوقون کی آہ وزاری اُنکی صحرا مین رہ داروی کرتے ہوئے جاتے ہین مگر آنکھون کے نیچے تصویر خیال ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ می نوش کی پھر رہی ہے اس پریشانی مین شاہزادہ جاتا تھا کہ سامنے دروازہ باغ کا شل آغوش عاشق کے کھلا ہوا معلوم ہوا بے اختیار جی چاہا کہ یاد مین آن گلعذاران سہی قد کے گھڑی دو گھڑی باغ مین چلکر بسر کرین یہ سوچکر طرف باغ کے چلے قریب باغ کے آئے کہ دیکھا اندر سے باغ کے ملکہ انجم ماہ رخسار نکلی مگر مترددو متوحش گھبرائی ہوئی باہر آئی ایرج نے دیکھتے ہی آواز دی ای ملکہ انجم خیر تو ہے شعر ای پیک راستان خبر یار ما بگو * احوال گل بہ بلبل بستان سرا بگو * ملکہ شیشہ می نوش پر کیا گذری تجنے کیونکر رہائی پائی انجم نے عرض کی حضور جلد ہی آیئے مین نے تو دم دیکے اپنی جان بچائی ملکہ شیشہ می نوش سے وہ بیحیا وصل کا سوال کرتا ہے وہ شاہزادی سحر بھی نہین جانتی عجب مصیبت مین ہے خدا انکی آبرو بچائے یہ سنتے ہی ایرج کے حواس پراگندہ ہوئے مقدمہ ناموس خبر وحشت اثر سنی ہاتھ پانون مین رعشہ آگیا قلب ٹھر اگیا باغ میں جلدی داخل ہوئے انجم عقب مین یہ کہتی ہوئی چلی کہ حضور لوح تو ذرا گلے سے اُتار دیجئے اسمین مضمون دیکھ لیجیے کہ یہ بیحیا اژدر گیسو کشا کیونکر قتل ہوگا اگر یہ بچگیا تو فیا مین بر پا کریگا ایرج نوجوان نے لوح کو گلے سے اُتارا چاہا ملاحظہ کرین کہ انجم نے قریب آکر کہا حضور ذرا مین تو دیکھ لون بے اختیار ایرج کے منھ سے نکلا کہ ملکہ تم سحر بھول جاؤگی انجم نے نہ مانا ایرج کے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا لوح ہاتھ مین انجم کے آئی انجم نے لوح لیکر چند دانے ماش کے مارے ایرج لڑکھڑا کر زمین پر گرے نعرہ ہوا تم اژدر گیسو کشا دیکھ یون لوح لیتے ہین ایرج کی زبان بند ہاتھ پانون مین رعشہ دیکھا اُسنے صورت تبدیل کی وہ بھی ساحرہ سیاہ فام مکارہ بد انجام کر مین تھا ایرج نے چاہا ہاتھ دون کے اڑون کہ ایک مرتبہ آواز آئی کہ ای اژدر گیسو کشا کیا کہتا تو نے

طلسم کشا کو لیا خیر خواہان دولت ایسے ہی ہوتے ہیں اژدر گیسو کشا نے یوں جو پلٹ کے دیکھا ملکہ مرات جادو
نخل کلان سے سحر کے اتری خرامان خرامان آتی ہے اژدر نے جھک کر سلام کیا نہال ہو گئی کہا ملکہ عالم
کیونکر آنے کا اتفاق ہوا مرات جادو نے کہا تمام طلسم میں کھلبلی پڑی ہوئی تھی حال طلسم کشا آئینہ ہوا
ملکہ شیشہ مو نوش و انجم ماہ رخسار کو کیا کیا اژدر نے عرض کی حضور دونوں موجود ہیں طلسم کشا ہی قبضہ
میں آیا سب کو قتل کیجیے مرات اژدر کے قریب آئی نخل سے ایک طائر نے چنکارا مارا ایرج نوجوان یہ معاملات
سب دیکھ رہے ہیں جیسے ہی طائر نے چنکارا مارا یا تو اژدر گیسو کشا نخلق اور بجز ملکہ مرات سے باتیں
کر رہی تھی حال قید ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مو نوش بھی بتلایا تھا اب طرف نخل کے سر اٹھایا طائر
کو دیکھ کر ہوش اڑ گئے طائر نے آواز دی اے اژدر افسوس کیا الہیان طلسم کی عقل پہ پتھر پڑے
دوست دشمن کو نہیں پہچانتی ہو دیکھو تیرے پہلو میں کون کھڑا ہے عیار طرار طلسم کشا ہے اژدر بیٹی شاپور نے دل
نے دیکھا کہنے والا سب کہ چلاب گرفتار ہو جاتا باقی ہے جو کچھ کرنا ہے کر گذرو جیسے ہی اژدر بیٹی شاپور نے
کہا ملکہ وہ جاتا ہے سحر کرو بیٹی شاپور نے حلقہ ہائے کمند ہاسے گردن میں پڑے جھٹکا مارا گرتے گرتے
حباب مارا یہ بیہوش ہوئی شاپور نے پلٹ کے خنجر مارا شکم پر پشا شکم چاک قصہ پاک ایرج اٹھے روح طلسمی
اٹھا کر لگے بین قالی باغ تمام آتش بہار ہوا نخل تمام جلنے لگے صدائے مہیب بلند ہوئی دیواریں گریں
قصر پامال ہوئے غبار زرد اٹھنے لگے آواز آئی کشتی مرا نام مرن اژدر گیسو کشا ہو افسوس مردیم دریغا
عادیم و بمطلب خود نرسیدیم دیکھا ایک جانب ایک مکان کہنہ دیواریں خام و نئی کے ڈھیر دروازہ
بند کے پردو کا گمان ہوا کچھ ستی کے ٹکڑے بندھے ہوے اندر سے انکے رونے کی صدا آتی ہے شاپور نے
بڑھ کے دروازہ کھولا و دیکھا ملکہ شیشہ مو نوش و ملکہ انجم ماہ رخسار دیوانہ وار وحشی مثال فرش خاک
پہ لوٹ رہی ہیں جیسے ہی شاہزادہ والا قدر کو آتے دیکھا انجم بے اختیار اٹھ کھڑی ہوئی جوش محبت
میں سر سے پا تک بلائیں لیں کچھ خوشی کچھ رنج کچھ شادی کچھ غم کچھ عیش کچھ الم کچھ خواہش کچھ کاوش
یہ اشعار آبدار ذوق پڑھنا شروع کیے

نظم

نہ ہوتے گر عاشق کچھ بیاں کرتے
اگر زیارت دل کیونکر بے وضو کرتے
[illegible]

مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
اگر یہ جانتے چن چن کے ہمکو توڑینگے
اٹھینگے خواب سے ساقی سبو سبو کرتا

غرض تھی کیا ترے تیر و نگاہ پیکان سے
تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بو کرتے
عجب نہ تھا کہ زمانے کے انقلاب سے ہم

تیمم آب سے اور پانی سے وضو کرتے	تمام عمر گذشتہ کا ڈھونڈھتے ذوق	تمام عمر گذر جاتی جستجو کرتے

ملکہ شیشہ مو نوش کو بھی فرش خاک سے اٹھایا دیکھا یہ زہرہ جبین حیران پریشان مضطر بدحواس
ملکہ انجم ماہ رخسار تو ساحرہ زبردست ہی بادشاہزادی ہی لیکن ملکہ شیشہ مو نوش سحر ساحری سے
بالکل ناواقف پروردہ مہد ناز و نعم اسیر مصیبت والم ایرج نے حکم دیا ای برادر شاپور شیر دل جلد اپنے
کو لشکر ظفر اثر مین پہونچاو ملکہ شیشہ مو نوش کے واسطے محافہ منگاو شاپور نے عرض کی ابھی جاکر غلام
محافہ لاتا ہی لیکن سامنے ملاحظہ فرمایئے ایک قصر ویران معلوم ہوتا ہی اس قصر سے کچھ آوازین آتی ہین
ایرج اس قصر کے قریب آئے دیکھا اسپر بخط جلی مرقوم ہی کہ این قصر زندان خانہ طلسمی ہست غرض قفل
توڑ کر ایرج نامور نے پھینکدیا اندر آکے دیکھا دو ہزار جوانان شیر دل صاحبان شوکت ولیاقت اس
زندان تنگ و تاریک مین قید ہین ایرج نوجوان کو جوانان مقیدان زندان مصیبت نے دیکھا زنجیرین
سنبھالکر اپنے مقام سے اٹھے واسطے تسلیم کے خم ہوے عرض کی اے شہنشاہ گردون بارگاہ آج آپ کے
روے زیبا کو دیکھکر یقین کامل ہوا کہ کچھ دن زندگی کے باقی ہین اس راہ سے اس ساحرہ نے قافلے
نکلنا بند کردیا ہم لوگ یہان قید ہوے سالہا سال گذرے کبھی آب و دانہ ملا کبھی نملا ایرج
نوجوان کا دل بیقرار ہوگیا بہ تعجیل اول ان سب کو غل و زنجیر سے رہا کیا اس قصر مین اسباب ضروری
بھی بیحساب تھا سب سرداروں نے نکالا ایک بارگاہ زربفتی برآمد ہوئی اسی وقت وہ بارگاہ فلک
اشتباہ استادہ ہوئی شاپور نے لشکر ظفر اثر مین خبر پہونچائی فوراً ملکہ سمن بر نے لشکر آراستہ کرایا
قریب زندان خانہ طلسمی لشکر فروکش ہوا ایرج داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے ملکہ شیشہ مو نوش
تخت پر انجم ماہ رخسار بعہدۂ وزارت دلنگار سپہ سالاری پر لقد روح روان قاسم عالیشان شاہزادہ
ایرج نوجوان شاپور شیر دل براے انتظام حاضر لیکن مدت جاد و بعد روانہ کرنے عرضی طرف
افراسیاب کے تخت پر بیٹھی ہے لیکن کچھ کہہ رہی ہے دیکھیے شہنشاہ کیا انتظام کرتے ہین وزیر و مشیر
عرض کرتے ہین کہ حضور شہنشاہ افراسیاب ایسی فوج دریا موج روانہ فرماینگے کہ گاو زمین بار
نہ سنبھال سکیگی یا کوئی سردار ایسا زبردست آئے گا طلسم کشا کی مشکین باندھکر بھیجیگا دیکھیے آگے انکی
کیا حقیقت ہے یہ ذکر تھا کہ کچھ ساحر گھبرائے ہوے آئے عرض کی کہ ملکہ عالم طلسم کشا مرحلجات شکست
کرکے قریب زندان خانہ طلسمی پہونچگیا ہے قیدیان زندان مصیبت کو رہا کرلیا ابھی انکو نسے غلام

دیکھا آئے ملازم آپکے شیشہ مے نوش وملکہ انجم کو گرفتار کرکے لائے فوراً طلسم کشا پہونچا اب بحجت عیش آراست
ہوئی انجم منتظم لشکر طلسم کشا ہین مرأت جادو ویشنگر گجراتی اور لاشے بہی ساحران مرحلے کے آ کر پہونچے ایک
ہرکارے نے یہ بہی خبر بیان کی کہ طلسم کشا لشکر کشی کرکے قلعہ پر آیا چاہتا ہے اب مرأت جادو کو تردد ہوا
کتی ہے طلسم کشا کو کون جواب دیسکیگا آخر اپنے مصاحبون کو جمع کیا اُنسے کہا صاحبو جو عرضی مین نے
خدمت شہنشاہ طلسم ہوش ربا مین روانہ کی تہی وہان سے کچہہ جواب نہین آیا مین سب سرداران کو
اپنے لیکر ہوش ربا مین جاؤنگی مصاحبین سب گہبرا گئے کسی نے جواب دیا طلسم کشا ہمارے آپ کے
سدراہ ہوگا جانے نہ دیگا بموجب مثل گہر کا بہیدی لنکا ڈہائے صاحبزادی وہان موجود ہین وہ
سب نیک و بد سے آگاہ کرینگی طلسم ہوش ربا تک پہونچنا دشوار ہوگا یہ باتین ہوتین کہ ظلمات جادو
مرأت کا وزیر آ کر پہونچا مرأت نے پوچہا ای ظلمات کہو کیا پیغام لائے عرض کی شہنشاہ طلسم ہوشربا سے
کوہ فیروزہ پر ملاقات ہوئی طولاب سمٹن تن کو برائے مقابلہ ایرج روانہ کیا ہے حقیقت مین نہایت
پہلوان زبردست ہے علاوہ زبردستی کے تیغ وتیر ونیزہ اُسپر تاثیر نہ کریگا آپکی ہمشیرہ ملکہ فیروزہ
فیروزہ پوش بہی سنکے بہت بیقرار ہوئین خود آنے کو تہین مگر شہنشاہ نے منع کیا کیا عجب ہے کہ وہ
بہی کسی کو واسطے خبر کے روانہ کرین مرأت جادو خوش ہوگئی اُسی وقت اُسکی حکم دیا کہ لشکر تیار ہو
نقارہ بارگاہ کا لدا تخت پر سوار ہوئی دوسرے دن شاہزادہ ایرج نوجوان نے کوچ کیا قصد ہے کہ
اپنے تئین قلعہ اسکندریہ پر پہونچاؤن دو کوس قلعہ باقی تہا کہ دیکہا مرأت جادو مع تین لاکہہ
ساحران خرس پیکر آ کر پہونچی ایرج نوجوان نے حکم دیا بارگاہ استادہ ہو ملکہ انجم ماہ رخسار نے لشکر
کو اُتارا ساحران قلعہ انجم حصار اور وہ شاہزادگان والا قدر جنکو زندان خانہ طلسمی سے رہا کیا
انتظام لشکر مین مصروف ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی طولاب روئین تن مع لاکہہ سوار کے گینڈے پر
سوار مغرور ودریائے آہن مین غوطہ مارے ہوئے آ کر پہونچا مرأت جادو برائے استقبال خود
نکل آئی طولاب روئین تن فوراً گینڈے سے کود امرأت جادو کو دست بستہ مودب ہو کر سلام کیا
مرأت جادو نے اُترنے کا حکم دیا طولاب روئین تن آگے بڑہ کر مقابلہ لشکر ایرج نوجوان مین
اُترا مرأت جادو نے بہت کچہہ سامان عیش ونشاط واسطے اس مغرور خرس پیکر کے بہیجا
بیٹہکر شراب خواری کرنے لگا ناگاہ پہلوان روئین تن زرین پوش یعنی آفتاب تابان بجوف

نقیب تیغ ماہ تابان داخل قلعۂ مغرب ہوا اور رستم آسمان اول شاگردان ثابت و سیارگان کو ہمراہ
لیکر اکھاڑے مین چرخ نیلی کے داخل ہوکر ورزش کرنے مین مصروف ہوا یہان طولاب روئین تن کا
دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا مرات جادو تخت پر بیٹھی ہی مگر نہایت پریشان خیال ہی کہ دیکھیے کیا
ہوتا ہی کہ طولاب لشکر مین بلبلایا کہا ملکہ حکم دیجیے طبل جنگی بجے مرات نے حکم دیا نقارۂ رزمی پر چوب
پڑی ہرکارے لشکر ایرج نوجوان کے جو حاضر تھے خبر یہ لیکر خدمت مین شاہزادے کے حاضر
ہوے ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے قطعہ

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بہ باغ ۔۔۔ گل سرخ تابد چو روشن چراغ
نگین سعادت بنام تو باد ۔۔۔ ہمہ کار عالم بکام تو باد

ای شہریار طولاب غدار نے طبل جنگی بجوایا ہی کل اسکا ارادہ ہی کہ بندگان شاہی سے مقابلہ کرے
ایرج نوجوان نے حکم دیا ہی ملکہ انجم ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگی بجے
لشکر ایرج نوجوان مین نقارۂ رزمی بجا لشکرون مین شہرہ ہوا کل مقابلہ ہی افراسیاب بادشاہ
ہوش ربا نے طولاب روئین تن کو بھیجا ہی کل طلسم کشا سے مقابلہ پڑیگا تیاریان لشکرون مین
ہونے لگین مردان عالم سلاح جنگ درست کر رہے ہین نیزون کو زہر سے آبداریان دین کمین
سنان نیزہ کو درست کیا چار آئینہ صیقل ہوئے تلوارین چرخ چڑھ رہی ہین کہ عقل پیر چرخ کی چرخ مین
ہی نقیب فوجون کو جگانے پھرتے ہین شعر ہوا نوجوانمرد ہوشیار رہو، سلاحون سے اپنے خبردار رہو،
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا لشکر اسلام مین صداے اذان بلند ہوئی اس صداے فرح افزا سے روح
سامری دردمند ہوئی لشکر کفار مین گھنٹہ ناقوس بجا شوالون کے دروازے کھلے پوجا پاٹ ہونے
لگا شہسوار عرصۂ مشرق نے سپر زرین آفتاب کو پشت پر لگایا نیزۂ خطوط شعاعی کو ہاتھ مین لیا تیغ
مہر کو حمائل کرکے توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا اشعار

روز دیگر کاین جہان پر عز و ۔۔۔ یافت از سرچشمۂ خورشید نور ۔۔۔ ترک روز از خواب زرین سپر
سینۂ شب را بہ تیغ افگندہ سر ۔۔۔ ایرج نوجوان بہ شوکت و شان پشت کرۂ بن استقر پر سوار ہوے

ملکہ شیشہ مو نوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما ملکہ انجم ماہ رخسار اہتمام کرتی ہوئی گرد ایرج نوجوان
شیران دشت نبرد اس جاہ و حشم سے میدان کارزار مین پہونچے دیکھا آمد لشکر مرات جادو آگے

آگے طولاب، روئین تن اوچی بنا ہوا تخت پر ملکہ مرأت جادو کی لاکھ ساحران غدار حربہ ہائے سحر ہاتھ مین ہمراہ تخت مرأت ناز کرتے ہوئے آتے ہین کہ آج لشکر طلسم کشا کو پامال کرینگے دونون لشکر میدان کارزار مین آکر ٹھہرے صفین جانبین سے آراستہ ہوئین دونون لشکرون کے نقیب نکلے سرود چہرے اشعار عبرت تاثیر پڑھے مدعا یہ ہی کہ یارو گردش فلکی سے ڈرنا چاہیے فلک کجرفتار گردون غدار ہر وقت درپے آزار ہی عیش و راحت دنیا کا بیکار ہی صاحبان لیاقت کی تباہی سفلہ مزاجون کی روسیاہی کیسے کیسے اولوالعزم بادشاہ برباد ہوئے کم ظرف آباد ہوئے **نظم**

اک لب نان کے لیے حیران ہوئے شہر شہر
شل ہاہ نو پڑے پھرتے ہین عالی ہمتان

کیا کرون اسکی طبیعت کے تلون کو مین نقل
کیا کرون نیرنگی گردش کا اب اسکی بیان

آن میں اوج حسب کو پہونچے مجہول النسب
خاک ذلت پر گرے پل مین فلان ابن فلان

تا کجا کیجے غرض اس سفلہ پرور کا مزاج
اک وتیرے پر نہین لگا ہے جنین کا ہے جہان

دور مین اس رو سیہ کے اب بجز بخل و حسد
دوستی کا تو کہین ہرگز نہین نام و نشان

بوریہ پر شمع کے دیکھے تو جلتا ہی پتنگ
دشمنی معشوق و عاشق مین ہی اتنی درمیان

ان اشعار عبرت آمیز سے ان نقیبون کے لشکرون مین سناٹا آیا حال دنیا سے ناپائدار آنکھون کے نیچے پھر گیا عیش و فرحت چند روزہ نگاہون سے گر گیا ہر شخص کا یہی قول ہی کہ یارو زندگی بحر جہان مین حباب کے مثال ہی ہر گھڑی کسی کو زوال کسی کو کمال ہی صفون پر سناٹا آگیا قلب مردان عالم کا سہم گیا طولاب، روئین تن نے گھوڑے کو صف سے نکالا سامنے مرأت جادو کے آکر کودیڑا پایۂ تخت کو بوسہ دیا مرأت نے دست شفقت پشت پر پھیرا جام شراب اس خانہ خراب کو اپنے ہاتھ سے پلایا طولاب نشہ مین جھومتا ہوا چلا ہر شخص نے دیکھا کہ وہ پہاڑون کو جنبش ہوئی ہو کہ قتل مسلمانان کی کوشش ہی طولاب میدان کارزار مین آیا دو گھڑی کامل نیزہ ہلایا خوب فنون سپاہگری دکھلائے جب خوب عرق عرق ہوا سر اٹھاکر طرف لشکر اسلام کے دیکھا آواز دی ای گروہ خداپرستان وای زبردستان وای خیرہ سران جسکی تمنا مرگ کی ہو نکلے مابدولت سے مقابلہ کرے شعر گران ہر کرا بار سر بر تن است ۔ حکیم علاجش بدست من است ۔ طولاب روئین تن نے جو مبارزطلبی کی شیر بیشۂ صاحبقران ایرج نوجوان نے گھوڑے کو پھیرا تمام لشکر کے علمون کو جلوہ

ملا نشان سیدھے ہوئے جنگ کا نشان ملا خشقہ ہاے علمہاے زنگاری کھلگئے بہت سے پہلوان
گھوڑون سے کودے رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھدیا مراد یہ ہی کہ میدان کارزار مین ہم جائین
ایرج نوجوان نے فرمایا اے شناوران دریاے محبت واے غواصان قلزم مودت ہمارے جد عالی تبار
نے یہ قاعدہ مقرر فرمایا ہی کہ جو جسکے مقابلہ کا خواہان ہوتا ہی وہی جاتا ہی علاوہ ازین عرصہ دراز گذرا
ہمکو لشکر سے جدا ہوے چاہتا ہون کہ پروردگار مجکو مظفر و منصور کرے کہ جاکر بزرگون کی قدمبوسی
کرون وہان بھی مقابلہ عظیم پڑا ہی لقا ایسا ملعون جسنے دعوی خدائی کیا ہی اسکے ساتھ بڑے بڑے
پہلوانان زبردست جنکے خوف سے رستم و افراسیاب پست مقابلہ مین ہمارے جد عالی تبار کے
موجود ہین آپ لوگ دعا مین مصروف ہون کہ اس فیل مست کی شر سے پروردگار نجات دے
یہ فرماکر ایرج نوجوان سامنے ملکہ شیشہ مے نوش کے آئے گھوڑے سے کود پڑے اجازت خواہ
ہوے حجاب سے ملکہ نے سر جھکا لیا لیکن سر عزت اوج آسمان افتخار سے پہونچایا جی مین کہتی تھی
اے شیشہ مے نوش لیاقت اس گھرانے پر ختم ہی کیا عزت افزائی فرماتے ہین اور اس کو وہ پہلے جو دیکھا دل
بسمل کا تب رہا ہی آنکھون مین آنسو بھر کر فرمایا کہ پروردگار آپ کا نگہبان ہی مناسب تو یہ تھا کہ اون
لازم جاکر مقابلہ کرتے آپ نہ تکلیف فرمائین مقابلہ مین اس غول صحرائی کے نہ جائین [illegible]
مصرعہ دشمن اگر قویست نگہبان قوی تر است ملکہ نے سر جھکایا شاہزادہ پشت مرکب پر سوار ہوا
گروہ اشقیا نے کنوتیان بدلین یقین ہوا کہ آقا سن چڑھے واسطے کو چھپایا دم سے چنور کرتا
ہوا مثل باد صرصر لشکر سے نکلا نظم

دم ہی کیا باد صبا مین کہ دم سیر جہان	تیز رو گلگون سبک سیر کے جاوے دنبال
یون وہ دو چار قدم خاک اُڑا کر ہجاے	اور پہونچ جاے کہین سے کہین وہ مثل خیال
ہی وہ ہیکل مین اگر دیو تو صورت مین پری	ہی اُڑان اُسمین ملک کی تو بشر کی ہی خصال
جلد اتنا کہ جہان عرصہ جولان اُسکا	عہد مستقبل و ماضی کا وہان ہی اک حال
زیب تن اسکے جو مہندی کا ہی ہر گل تصویر	پھرتا کاوے مین ہی وہ صورت فانوس خیال
اُس فلک سیر کو جولان جو کرے تو ہی یہ ذرہ	مزرعہ سیر فلک ہو نہ بسا دا پامال

طلوع آب و دمین تن اس دلیر صف شکن کی آمد دیکھا حیران جمال و محو دیدار ہوا امرائے جادو کشتہ

سوا اسکے یہ ہی ہی کہ صاحبزادی کو تخت سلطنت ملا وہ جگرے نے بادشاہ کیا بھلا اب انکے برابر کون ہی جب
گھوڑا طرارہ بھر کر ایرج نوجوان کا میدان کارزار مین آیا چنگل خورشید شال ایرج نوجوان دیکھکر دنگ
ہوگئی حسن وجمال کی تعریفین کرنے لگی کہتی تھی کہ صاحبو نگاہ شیشہ ہی نوش کی بڑی دور پہونچی بڑی
جوہر شناس ہی حقیقت مین شوہر اسکا فنون سپاہگری مین طاق شہرہ آفاق حسن مین بے نظیر
چہرہ رشک ماہ منیر آمد تو دیکھو ہر ایک کے جسم مین تھرتھری ہی جرات اسکی رگ و ریشہ مین بھری ہی یہان
ایرج نوجوان قریب طولاب رومین تن پہونچنے لگا دوڑ چلی پانچ قدم گینڈا طولاب کا تین قدم
مرکب ایرج نوجوان کا پیچھے ہٹا طولاب نے سراپا کو ایرج نوجوان کے دیکھا کہا ای نوجوان اپنی جوانی
پر رحم کر مین رہنے والا طلسم ہوش ربا کا ہون حکم شہنشاہ افراسیاب کا ہی کہ سر کاٹ لاؤ لیکن اگر
تو میری اطاعت کرے تو مین تیری خطا معاف کرادونگا ایرج نے آواز دی کیا جھک مارتا ہی یہ
میدان کارزار ہی کچھ زور بازو دکھا یہ سنکر غصہ مین طولاب نے گینڈے کو پیچھے ہٹایا نیزے کو گردش
دیتا ہوا سینہ بے کینہ ایرج نوجوان کو تاک کر لگایا ایرج نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا نیزہ چلنے
لگا دو گھڑی کامل نیزہ چلا ایرج نے ایک مقام پر گانٹھکر جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے طولاب رومین تن
کے نکلگیا نیزہ پھر آب خجالت مین غرق ہوا منھ پر ہوائیان اڑنے لگین قہر وغضب مین آکر گرز
پر ہاتھ ڈالا خبردار خبردار کہکے چارہ ایرج نے اپنا گرز اٹھا کر چہرے کی پناہ کیا آواز دی ای
پروردگار عالم شعر بین کہ چہرہ ام از برگ گل نازک بود پناہ گرز ندارم پناہ تو دارم ؛ یا قاضی الحاجات
مدد سے گرنا گرز پہ پڑا آتش گرد بلند ہوا طولاب رومین تن نے گینڈے کو ہٹا کر آواز دی
زدم ولیست کردم شعر کجا پہلوانان گردن کشان ؛ اگر خاک جوئی نیابی نشان ؛ شاپور شیر دل
نے جو یہ دیکھا بیقرار ہوکر دوڑ پڑا گرد مین آکر دیکھا ایرج نوجوان کے دونون ہاتھ مثل ستون
کے قائم ہین سر سے تا ناخن پا پسینہ ہاتھ پاؤن مین رعشہ شاپور نے چھینٹا پانی کا مارا ایرج
نوجوان نے آنکھ کھولدی شاپور نے کہا ای شہریار حریف لاف وگزاف کر رہا ہی ایرج نے گھوڑا
بڑھا کر گرز کا وار کیا آواز دی او بیحیا دیکھ حافظ حقیقی نے مجکو بچایا ضرب مردان عالم روک
یہ کہکر گرز مارا اس روسیاہ نے گرز کو گرز پہ روکا غبار بلند ہوا طولاب رومین تن اسمین
چھپ گیا مراث جادو نے غبار کو اشارہ کیا جا کر دیکھ تو طولاب پر کیا گذری غبار دل

گرد مین گیا جاکر دیکھا طولاب کے گینڈے کی کمر ٹوٹ گئی دونون گھٹنے آشنائے زمین آنکھین بند دل
دردمند عیار نے غل مچایا چچا پانی کے چھینٹے لگائے تب اُسنے آنکھ کھولی عیار نے پوچھا ای پہلوان
دوران کیا گذری گھبرا کر طولاب نے کہا چھٹی کا دودھ زبان پر لذت دیگیا یہ کہکے چاہا گینڈے کو
اٹھائے عیار نے کہا حضور گینڈے کا کام تمام ہوا طولاب غصہ مین کودا تلوار کھینچکر چلا کہ ایرج
کے گھوڑے کو پل کردن ایرج کی جو نگاہ پڑی کہ طولاب تلوار کھینچے ہوئے آتا ہی گھوڑے سے کود پڑے
طولاب نے جو ایرج کو پیدل پایا تلوار پھینک کر لپٹ گیا اب کشتی ہونے لگی ٹکر چلی طولاب روئین
تن دبنگ ہو رہا ہی ایرج نوجوان تعلیم کردہ مہتر عیاران ہی لیکن ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش کو جب افراسیاب
کوہ فیروزہ سے چلا گیا یہ خیال آیا کہ بہن مرات جادو پہ آج کل یہ مصیبتین ہین ہر چند
شہنشاہ نے منع کیا ایسے وقت مین خبر لینا ضرور ہی واضح رہے ناظرین ہو کہ حاکم دربند دساحرہ
خود پسند منظور نظر افراسیاب طاؤس پر سوار ہو کے طرف طلسم سکندری کے چلی اُسوقت آکر پہونچی کہ
ایرج نوجوان و طولاب روئین تن کشتی لڑ رہے ہین مرات جادو تماشا دیکھنے مین مصروف ادھر
تخت پر ملکہ شیشہ مہ نوش دعا مین مشغول انجم ماہ رخسار آگے بڑھی کھڑی ہی کہ اگر کوئی ایرج
نوجوان پر سحر کرے تو مین جا پڑون سینہ سپر کردون فیروزہ نے جو شیشہ مہ نوش کو تخت پر دیکھا
کہ ان کے مقابل مین تخت پر بیٹھی ہی جل گئی تاب صبر نہ باقی رہی وہین سے نعرہ کرکے لشکر طلسم کشا پر
جا پڑی دو گولے اس زور شور سے مارے کہ کئی ہزار کے سر پھٹ گئے فیروزہ کے سحر سے اندھیرا
چھا گیا زمین کانپی آگ برسی فیروزہ نعرہ کرکے اڑنے لگی پٹ کے ایرج نوجوان نے جو دیکھا لشکر
مین صدائے فریاد و الغیاث بلند ہوئی دھوئین نے لشکر کو گھیر لیا شاہزادے نے روئین تن
سے ہاتھ اٹھایا بے اختیار مُنہ سے نکلگیا کہ او بے حیا نا کر مین اپنے لشکر کی خبر لون یہ کہکے ایرج نوجوان
چھپٹا طولاب کے گریبان مین ہاتھ ڈالا کہا او نبیرۂ حمزہ کہان جاتا ہی ہاتھ جو اس روئین تن نے
مارا ایرج کا دورا لگوٹا لوح ہاتھ مین طولاب روئین تن کشتی مین عاجز ہو چکا تھا لوح جیسے ہی
اسکے ہاتھ مین آئی ایرج غصہ مین لپٹ پڑا چاہا لوح اُس سے چھینون اس ہچکلے نے پکار کر آواز دی
ای ملکہ مرات مین نے لوح طلسم کشا سے چھین لی جلد میری مدد کو پہونچیے ایرج نے چھینی تو اسکے گریبان
مین ہاتھ ڈالا اُسنے نعرہ کرکے لوح کو پھینک دیا ایرج تو طولاب سے لپٹ پڑے لیکن ملکہ مرات جادو

کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا جھپٹ کے لوح اُٹھائی رومال میں لپیٹ کر جھولی میں رکھی لشکر کو
آواز دی ہمشیرہ صاحبہ کا ساتھ دو میان ایرج نے غصے میں گریبان طولاب کا تھا جھٹکا مارا سر اُسکا
زمین سے آشنا ہوا بقہر و غضب دونوں مونڈھے تھام کے دو ڈھائی بار حوین قدم پر پہونچا کر گھوسے
پسلاؤ کر یارا دم سے نیچے کا لٹکا گرا کے زانو سے سینہ پر کینہ کو دبا کے کہا کہ شناخت میں پڑو مددگار
کے کیا کہتا ہے اُسنے کلمہ کہہ سخت کہا ایرج نے ایک پاؤں اُسکا دونوں پاؤں سے دبایا ایک پاؤں
کو دونوں ہاتھوں سے تھاما چیر کر پھینک دیا مرات جادو کی جو نگاہ پڑی کہ ایرج نے طولاب
کو چیر کر پھینک دیا لوح طلسمی تو اُسکے پاس آگئی ہے چند دانے ماش کے ایرج پر پھینک مارے ایرج
رنگ مُڑا کر زمین پر گرا مرات نے کنیزوں سے اشارہ کیا کہ اس جوان کو اٹھا لو کنیزیں بلوہ کر کے
چلیں دوسرے ملکہ انجم نے یہ قیامت دیکھی شاہزادہ ایرج نوجوان زمین پر لوٹ رہا ہے کلیجہ
پھٹ گیا کنیزوں پر آگری کہنے لگی کنیزوں کو قتل کیا چاہا ایرج نوجوان کو مرکب پر سوار کر دیا کہتی
جاتی ہے اے شہریار غضب ہوا لوح آپ کے قبضے سے نکل گئی پاس مرات کے پہونچی میں آپ کو گھوڑے
پر سوار کر دوں آپ نکل جائیے جو ہم پر گذرے گی بھگتینگے ایرج نوجوان حجاب سے کچھ جواب نہیں دیتے
مرات جادو ملکہ انجم ماہ رخسار پر آئی ملکہ او عالم کیا کرتی ہے انجم نے پلٹ کر مرات پر گُرز مارا
آپسمیں سحر چلنے لگے فیروزہ فیروزہ پوش نے جاتے ہی ملکہ شیشہ مو نوش کو گرفتار کر لیا اکیلی
انجم بھی ایرج نوجوان کے قریب آتی ہے کبھی کھینچتی ہے یا الہیان لشکر کو ترغیب جنگ کرتی ہوئی طرف
فیروزہ کے جاتی ہے جن جادوگروں کے قبضے میں ملکہ شیشہ مو نوش کو کر دیا تھا انہیں کپکپی لگی
ملکہ شیشہ مو نوش کو چھڑایا جب قریب ایرج کے آتی ہے ملکہ شیشہ مو نوش پر بلوہ ہوتا ہے جب
شیشہ مو نوش کی طرف جاتی ہے ایرج کو ساحر گھیرتے ہیں اس آمد و رفت میں انجم نتنا کی تھکی ہوئی
سر سے خود اتار کر فیروزہ سے مقابلے کے لائق نہیں ایسا اُسنے دو چار سحر کیے کہ زمین کو جنبش ہو گئی
ہزاروں بیہوش ہو کر گرے یہ قیامت شاہ بلو نے جو دیکھی کہ سحر چل رہا ہے آقا کے قبضے سے لوح
نکل گئی خیال میں آیا کہ لشکر سے نکل جاؤں رات کو عیاری کر کے آقا کو رہا کروں لوح پر قبضہ کروں
یہ سوچ کر عین گرمی جنگ میں قصد ہوا کہ مرات جادو کی نگاہ پڑ گئی آواز دی خبردار تیغ نہ جانے
پائے اُسکے ہاتھ سے رستے کٹے ہوئے پہونچے ہیں چار طرف سے شاہ بلو پر گرے لٹے گھر گیا

نہ نکل سکا کنیزون نے دوڑ کر حضرت شاپور کو پکڑ لیا اور حرایرج بھی صورت ملاقات کے مرکب سے گرے سلرزان نے ہاتھون ہاتھ شاہزادے کو اٹھا لیا شاپور و ایرج کو ایک لا بے پروا لا اب حال ملکہ انجم کا خسا باقی ہے یہ زرہی ہے کبھی ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش سے مقابلہ کرتی ہے کبھی حیرت کی جانب جھپٹ پڑتی ہے کبھی ان جادوگرنیون کی جانب کہ جہان ایرج و شاپور قبضہ مین کافرون کے ہین جا ہتی ہے شاہزادے کو رہا کرون کبھی یہ خیال مین آیا ہے کہ شاپور کو چھڑا دون بھاگ کر نکل جاؤن یہ فرزند عمرو ہے بات کو آکر عیاری کریگا بیشک لے پر بھی قبضہ کر سکتا ہے لیکن وہ ہنگامہ ہے کہ کچھ بن نہین پڑتا گرنا ہی مشکل نکلنا ہی دشوار آخر اب کیا کرے نہ رو سے رفتن نہ پائے ماندن بیقرار ہو کر دعا مانگنے لگی

اے خالق کارساز و اے رب بے نیاز وقت مدد ہے ای انجم افسوس اشعار

الغرض جہان مین یک چند
ہاروت کو چاہ مین پھنسایا
حاصل نہوا سوا ندامت
دریا بری چشم سے بہایا
ہر حلقۂ دام آرزو نے
کیا کیا نہین خاک پر لٹایا
ہم بزم ماہوش نے کہا ہے
گر شوق نے گرد کو پھرایا
گیہون سے شکم بخت بیدار
سیب خلد برین کھلایا
اٹھا کوئی نازنین صنم گر
پرسر کو نہ پاؤن سے اٹھایا
آیا نہ کبھی خیال حج کا
گر اسنے نماز مین ہنسایا
واعظ کی کبھی نہ کوئی مانی

بے فائدہ جان کو کھپایا
سمجھا نہ کہ ہے راہ خطرناک
کس تخم کو خاک مین ملایا
گرداب میں ڈوبنے کو تھا
طوق لعنت مجھے پنہایا
اے ساقئ سرخ لب کے غم نے
یون بدر سحر تلک جگایا
تھا شور فدا کی جائے لبیک
ساتھ اپنے صنم نے گر سلایا
یہ بے خبری کہ حد جھکے
سوگند دروغ کھا بتایا
گل پیرہنون کی آرزو نے
تلوا سو بار اگر کھجایا
افسوس شکست صوم کیسو
کتنا ہی عذاب سے ڈرایا

یہ عشق وہ بد بلا ہے جس نے
دین و دل و عقل کو لٹایا
کی گریہ نے کتنی آب باری
جو قطرہ کہ خاک پہ گرایا
دل گرمی شوق شعلہ رو نے
خونابہ دل و جگر جلایا
سمجھانے کو رشک کعبہ پیچھے
اس دشمن دین نے گر بلایا
بوسہ جو دیا ذقن کا گویا
تھے واجب و فرض اسے بھلایا
کتنی ہی قضا ہوئین نمازین
اکثر خزو پہ نہان بھایا
نیت ہی سی توڑ دینگے گویا
یہ شکر کہ اسنے ساتھ کھایا
ہر چند کہ قول ناصحون کا

کچھو تلخ نہ تھا دے نہ بھایا	توڑا نہ وفا کے سلسلے کو	تو بہ ہی پہ زور آزمایا
اللہ رے گناہ بیحد	وہ ہیں کہ شمار کو تھکایا	زہی عام خطاب یا عبادی
آنسے تو کچھ آسرا بندھایا	انجم ماہ رخسار دعا میں مصروف ہے ساتھ والے صدہا گرفتار ہو	

ہزارہا مارے گئے ایرج و شاپور قبضہ میں ملازمان مرأت جادو کے فیروزہ کے سحر سے بر فیروزی
اٹھو رہے ہیں چشم زدن میں آسنے ہزاروں کو مٹایا آگ برسائی کبھی دریا بنایا صدہا کو ڈبویا شیشہ
مہ نوش مثل تصویر خاموش تخت پر سر جھکائے ہوئے تاج ڈھلکا ہوا چہرہ اداس زندگی سے یاس
انجم ماہ رخسار رو رو دعائیں دے رہی ہے کنیزوں کو ترغیب دے رہی ہے کہ ملکہ انجم کا ساتھ دو تھکا دو ہائی
دنیا کو واری ہمارا سحر فیروزہ تک نہیں پہونچتا حضور ہم مجبور و ناچار ہیں جان دینگے قدم نہ ہٹائینگے
زہر کھا کر مر جائینگے بیان تو یہ رنگ ہے ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ ایرج و شاپور قید ہو چکے ہیں انجم
ماہ رخسار زعفران شیشہ مہ نوش تخت پر بیکار ہاتھ پاؤں بے حس و حرکت قریب ہے کہ انجم بھی گرفتار ہو

وکلمۂ داستان صاحب جاہ و توقیر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر کے بیان ہوتے ہیں

کوکب قصر جمشیدی میں وتکل زریں پر جلوہ فرما کرسی پر ملکہ بہاران شمشیر زن وزیر اعظم
دستور معظم خورشید روشن رائے تمام سرداران سلطنت و وزیران ادب اپنے اپنے مقام پر
متمکن ہیں ملکہ بہاران شمشیر زن نے عین گرمی صحبت میں عرض کی اے شہنشاہ گردون بارگاہ
اُس زمانے کا حال تو حضور پر واضح و لائح ہوا خضران سبز پوش نے ہم لوگوں کو گرفتار
کیا حضور کے وزیر اعظم نے جا کر خضران سبز پوش کو ٹوک کے مارا یقین ہے اسد نامدار و خواجہ
عمرو نابہ طلسم صندل پہونچے ہوں بہار و باغبان وغیرہ انکے تلاش میں جا چکے حکم ہو تو یہ
کنیز بھی جائے کوکب نے سر بہاران کا سینے سے لگایا فرمایا اے نور نظر ضرور جانا چاہیے اگر کوئی
کسی طرح کی افتاد ہو تو ہمکو ضرور تحریر کرنا ملکہ بہاران شمشیر زن فوراً اسباب سحر سے درست
ہو کر سوار ہوئیں شگوفہ سحر ساز وزیرزادی ہمراہ ہے جب باغ نگارین میں ملکہ آ کر پہونچیں
انیسوں جلیسوں نے آکر گھیرا ملکہ پریشان تخلیہ میں آکر بیٹھیں شگوفہ اندر آئی عرض کی حضور سب
کنیزیں برائے سفر تیار ہیں جس جس ملازم کو ہمراہ لینا منظور ہو اُسکو تیاری کا حکم دیا جائے اتنا جو
شگوفہ نے کہا ملکہ بے اختیار رونے لگی شگوفہ نے اشک پاک کیے بلائیں لیں کہا کیوں حضور نصیب اعدا

مزاج خیر تو ہی فرمایا شگوفہ کیا کہون خود بخود اسوقت دل گھبراتا ہی کلیجہ منھ کو چلا آتا ہی شگوفہ نے عرض کی
واری دل کو بہلایئے گانیون کو طلب کرون گا نا سنیئے آپ کے دشمنون کو ایسا کیا صدمہ پہونچا ہی
شاہزادہ ایرج نوجوان کی خبر آپ کو بجز ملی دریافت ہی مین خبر لائی آپ خود تشریف لے گئین عنایت
سے پروردگار کی نیر اقبال انکا اوج پر ہی یقین ہی طلسم اسکندری کو فتح کیا ہو یہ سنکر بران کی آنکھو نسے
اشک حسرت جاری ہوے کہا شگوفہ تمھارے دل کو ان باتون کی کیا خبر ہی خیال تو کرو دم بھر مین فلک
کج رفتار کیا کیا روز گردش دکھاتا ہی صاف دل یہ خبر دے رہا ہی کہ انکے دشمنون پر رنج و ملال ہی دیکھ
و ہمدم خیال تو کرو خدا انکی جان بچائے صد ہا دشمن ہزار ہا رہزن مزاج کی انکے یہ کیفیت ہی کہ سیدھے سپاہی
ہین جو جس نے کہدیا اُسپر کاربند ہین ہزارون دھوکے اٹھاتے ہین آجتک اپنے دوست دشمن کو نہ پہچانا
صاف دل خبر دیتا ہی اُسوقت دشمنون پر کوئی آفت ہی یا کوئی صدمہ عظیم ایسا پہونچا ہی کہ جو باعث خرابی
ہوا ہی شگوفہ نے عرض کی نہین واری کسکی مجال ہی کہ اُنپر دست انداز ہو کہا شگوفہ کیا کہون دل
خبر دیتا ہی کہ کسی آفت مین مبتلا ہین کانون مین صدائے ہاموا آرہی ہی آنکھون کے اشارے ہین کہ
گلچینی گلشن جمال کرین اس سرو قد کو دل بھر کے دیکھین عقل کہتی ہی انجام بد ہی فلک کو ستانے مین
عاشق و معشوق کے کد ہی ایسا نہو کہ گھڑی دو گھڑی کی عیش و راحت کے بدلے جان کھونا پڑے
عمر بھر رونا پڑے اے مونس و ہمدم ہماری یہ کیفیت ہی اشعار

تا کار من دل شدہ با سلسلہ افتاد
چشم طلبم کے بہ پی آبلہ افتاد
از وسعت ظرف دل عشاق بسینہ
عشق تو پلنگ ہست بیان گلہ افتاد
ہر عضو من از من بجدا تفرقہ گیرد
امروز بگوشم سخن از سلسلہ افتاد

در بادیہ قیس عجب زلزلہ افتاد
در عشق تو کثرت کہ بخواری نزگرفت
عاشق نہ چو منصور تنک حوصلہ افتاد
ہر راہ تو رہ دے کہ بکوئی تو قدم منہ
و قتیکہ میان من و تو فاصلہ افتاد
سو دا ز حرم تا بہ نجف رفتم و دیدیم

خار رہ تفتیدہ و ام و تشنہ لب بیق
رسوائی ما از نظر غلغلہ افتاد
و ر دین و دل و صبر و خرد و تفرقہ دادی
انا آتش حیرت بدلم آبلہ افتاد
گرو سخن پیر خرابات نہ گردیم
در در کعبہ پایم عوض آبلہ افتاد

یہ کہکر بے اختیار ہو کر ملکہ بران شمشیر زن رو دی ہر چند شگوفہ سمجھاتی ہی لیکن اسکو صبر نہین ایا شگوفہ
بیلا کے چمن باغ مین لائی کہ گل بوٹے سے دل بہلے بیان آکر اور زیادہ ترقی غم و الم ہوئی فرمایا کہ
اے شگوفہ حوض مین عارض دلدار کے پھول پڑے ہین ذرا تو دیکھ انکو نرگس شہلا کی ہمسے پھر گئی

اب نہ اشارے ہیں نہ کنائے ہیں وہ نگاہ نہیں دیدہ یار سے رسم وراہ نہیں پلی سوسن نے منہ پھلا لیا
زبان بند خود پسند کیونکر اس سے حال اس لالہ عذار کا پوچھیں یہ مغرور کب صاف صاف بتائیگی برگل
آہ جانسوز ہر شاخ تیر دلدوز اس باغ میں آنے سے کیا ثمر حاصل ہوا اس مقام پر کیا کسے بھیجے تو
ایسے باغ کے نام سے بیزار ہی افسوس بیان بی کچھ آرام نہ پایا شگوفہ تم نے ہمارا دل نہ بہلایا بموجب اشعار

ہم کیے دیتے ہیں رحمت خدا وہ ہی
دیکھتے ہیں جسکو وہ آزردہ ہی
منزل الفت میں رکھیں گر قدم
کس کو پاس خاطر افسردہ ہی

دل تو حاضر ہی مگر پژمردہ ہی — تو نہ آتا ہی نہ آتی ہی قضا
جسطرح جی چاہے رکھیں پیر لعل — جانتے ہیں وہ کہ مال بردہ ہی
رستم و سہراب کا کیا گروہ ہی — کون سنتا ہی تمہاری ای قسیم

ملکہ بران تو اس حال پر ملال میں شگوفہ تمہاری ہی کہ واری

وہان سب طرح خیر و عافیت ہو گی کہتی ہی ایک ساحرے سنا ہی کہ طلسم اسکندری فتح ہو گیا ملکہ
کہتی ہی ای شگوفہ یہ بات میرے دل پر نہیں جمتی اسوقت ہی چاہتا ہی کہ گریبان چاک کر دن جنگل مین
اکیلی کہیں نکل جاؤن آہوان صحرا سے دل بہلاؤن لیکن وہ بھی کم بخت آنکھیں دکھائینگے راہ
بیابان بجز نہ بتلائینگے صحن باغ میں ملکہ ٹہل رہی ہی شگوفہ سے یہ باتیں ہیں مگر اشکون کا تار بندھا
ہوا ہی کہ ناگاہ ایک آسمان پہ برق چمکی ملکہ بران شمشیر زن نے سر اٹھا کر دیکھا شہنشاہ کوکب روشن ضمیر
بادشاہ خوش تدبیر آرا ہوا ہوا پہ چلا آتا ہی مگر کیفیت یہ ہی کہ تاج سر پہ قبضہ شمشیر پر ہاتھ غصہ سے
چہرہ گلنار بران نے جلدی سے اشک حسرت پاک کیے باپ کے سلام کو جھکی اور پکار کر آواز دی کہ قبلہ
و کعبہ خیر تو ہی کیا کچھ لشکر اسلام کی خبر وحشت اثر سنی اسوقت سرکار کو بہت متغیر دیکھتی ہون کوکب
فوراً زمین پر اتر آیا کہا ای نور نظر بعد تمہارے چلے آنے کے اتفاقات قضا و قدر سے قصر مرات مین
جو گیا تصویر نقد روح قاسم عالیشان شاہزادہ ایک نوجوان دیکھی دلگیری اس شاہزادے
سے محبت ہی باعث محبت کا یہ ہی کہ ہمارے بھائی صاحب خواجہ عمرو کا پرورش کردہ ہی انکو تمہیں
اس شیر کا خیال ہی تصویر اس جری بہادر کی دیکھ کر خیال میں آیا زبانی تمہارے سنا تھا کہ داخل طلسم اسکندری
ہین وقائع نگار نے لکھا تھا کہ لوح طلسمی بھی مل گئی مرحلے بھی شکست ہوئے با ایمان طلسم اسکندری کی پست
ہوئے میں نے جا کر مرات واقعہ میں دیکھنے کا ارادہ کیا کچھ خوشی کچھ رنج دل تو آمیختہ ہی یہی باعث
معائنہ ہوا عجب حال زار میں اس شیر کو مبتلا دیکھا لوح قبضے سے نکل گئی پاس دشمنوں کے پہونچی لشکر

بتایا ہی ہزارہا بندگان خدا قتل ہوئے اے نور نظر دل سے نہ تا تا ایسا نہو کہ رات جادو دشمنون کو
قتل کر ڈالے ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش حاکم دربند فیروزہ نگار وہ بھی وہان پہونچی اُسنے لشکر مین کھلبلی
ڈالدی ہی بادشاہ اُنکے لشکر کی ملکہ شیشہ می نوش وہ سحر نہین جانتی تخت پر بیہوش پڑی ہی آنکھین
پتھرا گئی ہین بس میرا جانا واجب و لازم ہی اے نور نظر مین بر سر طلسم سکندری جاتا ہون اُس نور نگاہ
صاحبقران کو بچاتا ہون بہران نے کہا حضور کیون تکلیف فرمائین کنیز جائے کوکب نے کہا نہین مین بن
میرے جائے بن نہین پڑتا فیروز فیروزہ پوش ناظم ہوش ربا سے زور شور سے گئی ہی اور سحر کرکے
ہی اُسنے کچھ فتور کرکے ایرج کو قید کرلیا ہی اگر اسکا پنجہ قابض ہوگیا تو قید کرکے طلسم ہوشربا مین
لیجائیگی افراسیاب نام کا ایرج نوجوان کے دشمن ہی وہ فوراً آمادہ قتل ہوگا اگر خدا نے فضل کیا تو
صاحبقران اس طلسم مین ضرور تشریف لائینگے ارشاد ہوگا کیون کوکب تم نے ملک ساحران مین
ہمارے فرزند کی خبر نہ لی مین کیا جواب دونگا ابھی چند روز کا عرصہ گذرا کہ اتنا بڑا احسان کیا کہ اگر
جہانگیر سے مقابلہ کیا زیر کرکے لیگئے برج طلسم نور افشان بچالی فتح عظیم ہاتھ آئی اگر وہ تشریف لاتے
جہانگیر کے ہاتھ سے کوئی زندہ نہ بچتا یہ شیر بھی گرا گرا تھا پھر تو میرا جانا واجب و لازم ہی یہ کہکر کوکب نے
دستک دی ایک مرکب باد رفتار اُڑتا ہوا سامنے آیا سامنے ملکہ بہران کے کوکب روشنضمیر اس
مرکب پر سوار ہوا ہر چند ملکہ بہران نے کہا مگر کوکب نے ساتھ لیجانا بہران کا گوارا نہ کیا مرکب اُڑ کر
روانہ ہوگیا بعد جانے کوکب کے بہران نے کہا کیون شگوفہ ہمارے دل کے حالات سے تو آگاہ
ہوئی جو ہم کہتے تھے اُسی کا ظہور ہوا دیکھا دشمن اُنکے کس رنج و ملال مین مبتلا ہین میرے دل کو قرار
نہ آئیگا ہر چند کہ والد نامدار تشریف لیگئے اُنکے سامنے میرے سحر کو کیا لیاقت ہی مین اُنسے بہتر کیا
حفاظت کرونگی اے شگوفہ یہی خدا کی قدرت ہی کہ والد نامدار کو ایرج نوجوان سے بڑی محبت
ہی لیکن دیکھیے یہ محبت انجام کیا دکھاتی ہی خدا انجام بخیر کرے دیکھا تو نے کیسے بیقرار ہوکر والد
نامدار تشریف لے گئے ہین خاص جیسے کوئی اپنے فرزند کیواسطے بیقرار ہوتا ہی میرا جانا بھی واجبات
سے ہی مین الگ سے جاکر تماشائے جنگ دیکھونگی شگوفہ نے کہا واری ایسا نہو آپ کے والد
نامدار دیکھین فرمائین کہ تم کیون آئین بہران نے کہا اب جانے مین کچھ برائی نہین کہہ دونگی حضور
کی محبت مین دل کو تاب نہ آئی بیقرار ہوکر دوڑی آئی اے شگوفہ اسوقت بہت دل چاہتا ہی کہ ایک

نظر جا کر شاہزادے کو دیکھا اُن دل بیقرار ہی کلیجہ دھڑک رہا ہی قلب بیچین کا یہ حال گھمین میں جان ہی یاد زلف عنبرین مین انجمن ہی اشعار

صد حیف سینہ سوز فغان کارگر نہو — یان جان پر بنی ترے دل مین اثر نہو
دیکھین غم درونہ پہ کب تک نظر نہو — میرا نشان سینہ ترا چاک در نہو
ای آہ آسمان مین جسٹ رخنہ گر نہو — ڈرتا ہون مین نزول بلا پیشتر نہو
فریاد بیگناہ کشی جا بجا کرون — گر وہم جان نثاری بیجا بسر نہو
معشوق دعوے ناہد مفلس کو باک ہی — قطع تعلقات کس امید پر نہو
ایسے سے قدر و مہر و وفا کی امید کیا — جسکو ہنوز اپنے ستم کی خبر نہو
ہون خانمان خراب ستم سے زیادہ تر — ایسا نہو کہ اب بھی ترے دل مین گھر نہو
عابد فریب شوخی و رغبت فزا نگاہ — مین کیا کسی سے صبر تجھے دیکھکر نہو
سودا ہی بحکاو گری بازار عشق کا وہ — اسکا کمان خیال کہ اپنا ضرر نہو
پاے طلب شکستہ نہ کوتاہ دست شوق — ہم ہی ستم کرین جو وہ نازک کمر نہو
حزن و ملال مین ہی دل آزردگی کا وہم — کیسی بری بنے جو گا بے اثر نہو
ہی آرزوے مرگ کی بے التفاتیان — جینا میرا محال تو دشمن اگر نہو
صحبت مین ایک رات کی وہ تنگ آگئے — طول امل سے قصہ میرا مختصر نہو
ہین جان نثار کیسے تو مرجائین ہم ابھی — یہ کام بوالہوس سے کبھی عمر بھر نہو
پامال کیجیے شوق سے پھر بزم ناز مین — اتنا تو ہو کہ خاک میری دربدر نہو
مومن ہوا رقیب خدا اے صنم پرست — ایسے سے ڈریے جسکو خدا کا بھی ڈر نہو

اِن اشعار کو پڑھکر ملکہ خوب روئی شگوفہ نے کہا حضور رکیےان آپ اپنے کو ہلاک کرتی ہین براے خدا صبر کیجیے بسم اللہ جا کر دیکھو آیئے حقیقت مین اسوقت شہنشاہ کس جوش محبت مین تشریف لے گئے ہین لیکن حضور یہ خبر طلسم ہوش ربا مین پہونچ چکی ہی ایک ساحرہ کو حیرت نے روانہ بھی کیا تھا ملکہ بران نے کہا سہمناک جادوگنی جا کر رہی شاید میرے ہاتھ سے وہ اجل جنم ہولی اسبھی اگر اُسکو خبر معلوم ہو جائیگی تو ضرور روانہ ہوگی یہ باتین شگوفہ سے کرکے

ملکہ حیران نے طاؤس زرین بال سحر سے آراستہ کیا اسباب سحر سے درست ہو کر یکہ و تنہا طرف طلسم اسکندری کے روانہ ہوئیں لیکن کوکب روشنضمیر بتعجیل تمام برائے مدد ایرج نوجوان جاتے ہیں افراسیاب جادو کوہ فیروزہ سے چلا راہ مین شمیم جادو اپنے قصر عالی پر مع مصاحبان خاص و انیسان با اخلاص بصحبت آرائی نگاہ اُٹھا کے دیکھا کہ شہنشاہ جاتے ہیں شمیم سحر سے بلند ہوئی پایہ تخت پر ہاتھ رکھکر عرض کی حضور بالا بالا تشریف لے جائینگے کنیز کو نہ سرفراز فرمائینگے افراسیاب شمیم کو دیکھکر نہال ہو گیا کہا ای شمیم ہمین یہ معلوم نہ تھا کہ تم اسی مقام پر رہتی ہو فوراً ہاتھ مین ہاتھ ڈال دیا ہوا سے آستانہ شمیم نے تخت آراستہ کیا اسپر افراسیاب آکر متمکن ہوا شمیم نے شراب کباب ساقیان ماہ رخسار و رقاصان گلعذار کو حاضر کیا صحبت عیش و نشاط آراستہ ہوئی گل رخسار شمیم پر نگاہ پہولا ہوا بیٹھا ہی شمیم نے پوچھا حضور اسوقت کہان سے تشریف لاتے ہین افراسیاب نے جواب دیا کوہ فیروزہ پر برائے ملاقات ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش گیا تھا طلسم اسکندری پر مسلمانون نے دھاوا کیا ہی خبر ملی تھی کہ نبیرہ حمزہ نے شاید لوح طلسمی بھی پائی اب مہر حلہ جات پر گیا ہو لیکن مفصل ابھی احوال نہین دریافت ہوا ارادہ ہی باغ سیب سے جا کر ایک ساحر معتبر کو روانہ کرون باغیون کا حال دریافت کرکے سزائے کامل دون شمیم نے عرض کی حضور اب اسد غازی کس تدبیر مین ہی افراسیاب نے کہا ای شمیم اسد کا نام قرار دیا ہی سب کام ساربان زادہ کرتا ہی حیرت کی صورت پر مجھسے احوال دریافت کرکے طرف طلسم صندل کے گیا ہی لیکن طلسم صندل فتح ہونا دشوار ہی یقین ہی صندل جادو نے گرفتار کرکے قتل کیا ہو یہان صرصر و بہار کی بھی تدبیر ہو رہی ہی جسدن قصد کرونگا اُسی دن سب کو قتل کرونگا چند لونڈیان غلام بگڑ گئے اُنکی کیا حقیقت ہی لیکن کوکب نے جسدن سے شراکت مسلمانان کی لونڈی غلامون کی کمر مضبوط ہو گئی اول تدبیر طلسم نورافشان مناسب ہی مین خود جاکر طلسم کوکب کو فتح کرونگا شمیم جادو کے سامنے اپنی شوکت و لیاقت ظاہر کر رہا ہی کہ دیکھا آسمان پر ایک ابر سیاہ پیدا ہوا برق کی اُسمین چشمک زنی بڑے زور شور سے کڑکتا ہوا جاتا ہی شمیم نے کہا ای شہنشاہ دیکھیے یہ ابر کیسا ہی صاف ظاہر ہی کہ کوئی ساحر زبردست جاتا ہی افراسیاب نے ایک سنگریزہ اُٹھا کے طرف اُس ابر کے پھینکا آواز دی کون بے ادب جاتا ہی وہ سنگریزہ جاکر قریب ابر شق ہوا اب جو افراسیاب جادو نے بغور دیکھا شہنشاہ کوکب روشنضمیر

مرکب باد رفتار پر سوار تاج زرین بر سر قبائے ظلمکار زیب جسم انور سلاح حرب وضرب سے آراستہ تن
چھپا ہوا جاتا ہی کوکب کی جو نگاہ افراسیاب پر پڑی آواز دی او بیحیا مردان عالم کو راہ مین کوکتا ہی
بے سبب روکتا ہی افراسیاب تیغہ پکڑ کر اٹھا اٹھتے اٹھتے کوکب پر سحر کیا شعلہائے آتش نے چہار جانب
سے گھیر لیا کوکب نے باران سحر برسایا اُس بدخو کے ہاتھ سے اپنی آبرو بچائی چاہا اُڑ کر نکلجاؤن
اُسوقت اِس سے نا لجھون لیکن افراسیاب جادو کب جانتا ہی غصہ مین بھرا ہوا بیٹھا تھا اُسی جوش
وخروش مین کوکب کو اُتے دیکھا جا پہنچا آپسمین سحر چلنے لگے افراسیاب نے سحر کیا صدہا تلوارین
گرین مرکب کوکب کا مارا گیا یہ ثابت ہوا کہ گھوڑا مرکب گیا یہ ناری کھڑا ہوا آگ برسا رہا ہی اودل شمیم
جادو نے کھڑے ہو کر دو چار سحر کیے کوکب روشنضمیر نے پلٹ کر آواز دی بی شمیم تمھاری کیون قضا
آئی دماغ مین سودا ہی بوے نخوت دماغ مین بھری ہی مثل بو غائب ہو جاؤگی ہوا اڑا لیجائیگی لیکن کب
مانتی ہی جانتی ہی کہ شہنشاہ طلسم ہوشربا سامنے موجود ہین کوکب نے جب دیکھا یہ نہین مانتی افراسیاب
کے سحر کا جواب تو دے ہی رہا ہی چند دانے ماش کے کنیزان شمیم پر پھینک مارے دو سو کنیزان
شمیم جھوم کر پکار اُٹھین ہم ملازم شہنشاہ کوکب روشنضمیر ہین سب نے ہین کر قتل کیا مان نے بیٹی
کو مارا جننے مالکہ بی شمیم کو زخمی کیا شمیم ایک جانب بھاگی آن بیٹھون کا آپسمین زہیر کے کام تمام
ہوا افراسیاب غصہ مین تلوار کھینچکر کوکب پر چلا کوکب نے بھی نیمچہ برق مثال کھینچا آپسمین دو گھڑی
تلوار چلی پردازمین نئے شعبدے پیدا ہوے یعنی کبھی ابر آسمان پر آیا برستا ہوا نکل گیا کبھی ابر
نے یہ جبر کیا برف برسی اولے پڑے صحرا برف سے معمور ہو گئے لاکھون طائران دشت ٹھنڈے
ہوکے گرم مزاجون پر آفت ساکنان دشت پر مصیبت غولان بیابانی یہ مصیبتین دیکھکر صدہا
سر ٹکرا کر مر گئے کہ جنگل سے فیلان مست گھبرا کر نکل آئے جب کوکب نے وار کیا افراسیاب پہ بیچ
آتشین گرا آپسمین یہ شعلہ جو بند ہوا چشم زدن مین شعلۂ جوالہ بنکر نکلا کوکب پر سحر کیا شعلہ ہاے
آتش نے کوکب کو گھیرا برقین گرین خنجرون نے دم خم دکھلائے تلوارین نیام سے باہر ہوئین
کبھی تیر برسے کبھی آگ لگی دونون نے خوب خوب شعبدہ بازیان دکھلائین کوکب مرد مردانہ
شہرۂ زمانہ فقط بی وارہے ورنہ افراسیاب نہایت زبردست ہی سحر وساحری مین کوکب سے
زیادہ فوج لشکر مین بحجاب طلسم وسیع لیکن کوکب نے قدم پیچھے نہین ہٹایا جب مقابلہ پڑا سوچ

لیا کہ آج جان دینگے تیغہ برق مثال کھینچکر کوکب جا پڑا افراسیاب کو آئینۂ شمشیر کوکب مین جلوۂ موت
مرگ دکھلائی دیا آستینین چاک کرکے بازو کا تکیہ دکھا دیا کوکب نے آواز دی او نامرد کبھی تجھ سے
مزہ لڑائی کا نہ ملا ہی چاہتا ہو دل کھول کے تلوار چلے سپاہگری کا مزہ ملے ناچار کوکب نے بھی تکیہ بازو
کا دکھلایا دونون بموجب قاعدۂ قدیم بیہوش ہوے افراسیاب کو ماہیان زمرد پوش کوکب کو
سوار زرین پوش لیکر غائب ہوے کوہ شمیم پر سناٹا ہوے انسان یہین آئی عجب فلک نے انقلاب
دکھلایا کوکب براے مدد ایرج نوجوان جاتے تھے راہ مین یہ معاملہ درپیش ہوا وہان وقت اختتام
ہو ملازمان مرات نے ایرج و شاپور کو گرفتار کرلیا ہو فیروزہ فیروزہ پوش بصد جوش و خروش
سحر کرنے مین مصروف یہان سواے ملکۂ انجم ماہ رخسار کے کون ہو جو مدد کرے کبھی فیروزہ سے
لڑی کبھی مرات پر جا پڑی سحر کی قلعی کھل گئی مرات سے مقابلہ کرکے زخمی ہوئی مصاحبان خاص برج
مین آپڑین ہزارہا کا کھیت ہوا ملکہ شیشہ مینوش تخت پر گرد کنیزان ناسور وہ سب ملکہ ماہ رخ کو بچاتی
ہین مگر شور گریہ و زاری بلند ہا الیان لشکر ایرج دردمند پڑا و کشتہ ہا ہزارہا بھاگ کر نکل گئے
ہزارہا آمادۂ مرگ ہین فتح سے مایوس شکست کا سامنا ایرج نے جو یہ حال پر مصیبت مآل اپنے
ہوا الیان لشکر کا دیکھا دل ٹکڑے ہو گیا پکارا اٹھے شعر شاہا کریمی و رحیمی و غفور دست ماگیر کہ در
ماندۂ و بے بال و پریم ایرج کی بیقراری ملکہ شیشہ مینوش کی اشکباری قریب ہو کہ انجم ماہ رخسار
بھی گرفتار بلا ہو یکایک آسمان پر ابر لکھا بصد وقار ظاہر ہوا اس ابر سے برق کی چشمک زنی ہوئی
ابر شق ہوا ملکہ بران شمشیر زن آ پہنچین کہ والد نامدار نے جاکر ایرج نوجوان کو رہا کیا ہوگا مین
دور سے تماشا دیکھے چلی آتی تھی اب جو نگاہ پڑی کل لشکر مبتلاے بلا دیکھا فیروزہ فیروزہ پوش
نے آگ لگادی ہو مرات جادو کا سحر سب پر آئینہ ہو اب ملکہ بران گھبرا گئین کہ نہین معلوم والد نامدار
پر کیا معرکہ گذرا لیکن ایرج کو جو جادوگرنیون مین مجبور و ناچار دیکھا کلیجہ منہ کو آگیا قلب تھرا
گیا وہین سے نعرہ کیا او مرات جادو نعرۂ بران شمشیر زن نظم

منم دختر کوکب ذی وقار — منم صف شکن ذی حشم نامدار
لقب گشت بران شمشیر زن — مثال جوانمرد و شیر شکن

مرات جادو کے منہ پر ہوائیان اڑنے لگین فیروزہ کی رنگت
زرد ہاتھ پانون سرد یہان سے گرتے گرتے سحر کیا سب سے پیشتر ملکہ انجم ماہ رخسار کو سنبھالا اب

اب براے رہائی ایرج نوجوان چلین فیروزہ نے آگے بڑھکے روکا کہا او دختر کوکب اب حوصلہ تیرا
بڑھگیا آج موت لیکر آئی ہی کہان بچکے جائیگی ملکہ بران نے پلٹ کر دیکھا مسکرا کر فرمایا خدا کی قدرت
ہی کہ تم سے ہمارا قدم ہٹ جائیگا او فیروزہ سامنے آ فیروزہ نے کئی سحر پڑھ پڑھکے کیے بران
دفع کر رہی ہین کبھی ستارہ بنکر چمکین کبھی بصورت ماہ تابان کمال دکھایا ضو سے اُسکے صدہا
کو بیہوش کیا فیروزہ نے جھولی سے نکالکر ایک طائر کو اُڑایا یہ بھی تھی کہ بران کے ہوش اُڑ جائینگے
طائر ملکہ بران کی آنکھون کے سامنے آکر نکل گیا فعل تو یہ تھا کہ جسکے سامنے سے یہ طائر
نکل جاتا تھا عرصہ تک وہ شخص دیوانہ وار وحشی مثال خاموش کھڑا رہتا تھا فیروزہ بھی وہی
حال بران کا بھی ہوا ہوگا خنجر کھینچکے جا پڑی قریب آکر ہاتھ لگایا ملکہ بران نے خنجر ہلالی نیام
انتقام سے نکالا فیروزہ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا لیکن قریب پہونچ چکی تھی وار کیا بران
نے سپر پر وار کو روکا آواز دی بی فیروزہ تمھارے سحر نے تمکو دام اجل مین پھنسایا لو ایک وار
ہمارا بھی روکو سمجھ نہ پھیرو آنکھین کُھلی رہین پلک نہ جھپکے دعوی جرأت مین فرق نہ آسکے یہ
کہتی ہوئی بران اُسکے قریب پہونچین ہاتھ خنجر ہلال کا مارا فیروزہ فیروزہ پوش نے سپر سحر کو چہرے کی
پناہ کیا مگر خنجر ہلال کب رُکتا ہی ڈھال سپر کے دو ٹکڑے فیروزہ کا تاج کٹا سر زخمی ہوا قریب تھا دو
ٹکڑے ہون فیروزہ نے بدحواس ہو کر اپنے کو زمین پر گرا دیا بران پر ہزارون ساحر ٹوٹ پڑے
فیروزہ زخمی ہوکر بھاگی سر سے خون بہتا ہوا تاج نذار واب ملکہ بران طرف مرأت جادو کے چلین
مرأت نے جو بران کو آتے ہوئے دیکھا اپنے ساتھ والون کو اشارہ کیا بران سحر کرتی ہوئی قریب
ایرج و شاپور پہونچین ایرج نوجوان نے جو ملکہ بران کو لڑتے دیکھا شاپور کی جانب متوجہ ہوے
فرمایا ای برادر وہ دیکھو ملکہ بران نے فیروزہ کو زخمی کیا وہ فیروزہ بھاگ کر نکل گئی ای بہادر
دل چاہتا ہی اُٹھکر پلکون سے جاروب کشی کرون آنکھین بچھا دون اِس محبوب جانی یار جادو دانی
کے آنے کو دیکھو کیا کار نمایان کیا ہم ایسے مجبور ہین کہ اپنے مقام سے اُٹھ نہین سکتے اگر اُٹھتے ہین دل
بیٹھا جاتا ہی بموجب مضمون ذوق

بلائین آنکھون کی اُنکے مدام لیتے ہین	ہم اپنے ہاتھون کا مژگان سے کام لیتے ہین
ہوسے خرام کے پیرو ہین جتنے ہین فتنے	قدم سب آنکے وقت خرام لیتے ہین

شب وصال کے، روز فراق مین کیا کیا
نصیب مجھسے مرے انتقام لیتے ہین

ترے اسیر جو صیاد کرتے ہین فریاد
تو پھر وہ دم بھی نہین زیر دام لیتے ہین

جھکا کے ہی سر تسلیم ماہ نو پھر وہ
غرور حسن سے کس کا سلام لیتے ہین

ترے قتیل بتاتے نہین تجھے قتال
جب اُنسے پوچھو اجل ہی کا نام لیتے ہین

ہم اُنکے ذرے کے قائل نہین ہین وہ شہ روز
جو عشق مین دل مضطر کو تھام لیتے ہین

فقط قمر ہی نہ دامی غلام ہی اُنکا
وہ مول ایسے ہزارون غلام لیتے ہین

ہمارے ہاتھ سے ای ذوق وقت مے نوشی
ہزار ناز سے وہ ایک جام لیتے ہین

یہ اشعار جو ایرج نوجوان نے پکار کر پڑھے ملکہ بران سنکر آمین شاپور کو اشارہ کیا کہ تم ورسے
اپنے باپ کو منع نہین کرتا کہدے کہ جو پیچ اپنی بند رکھین ایسا نہو کہ ان باتون سے کوئی آگاہ ہوجائے
تو قیامت برپا ہو ایرج نوجوان بیتاب لیکن سحر مین مبتلا ہین اپنے مقام سے اٹھ نہین سکتے مگر شاپور
نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ بران نے سحر سے ہزارون کو قتل کیا اب چاہتی ہین کہ مرآت پر جا پڑون بیچ مین
تو بیچ مین حائل ہین شاپور نے دیکھا کہ ملکہ مرآت کی ایک کنیز غبار جادو بھی اُسی کے سحر مین مبتلا ہون
بس اُسنے اشارے سے غبار کو قریب بلایا کہا ہم بھی خاکسار مین مجبور و ناچار ہین جلدی کرین ایک
چیز ہی وہ لیلو ہم اب کا بھکو ہائی بانٹے خیر ہمارا تحفہ تمہارے ہی پاس رہیگا غبار قریب آئی کہا میان
شاپور کیا کہتے ہو ہم تمہاری ملکہ عالم سے سفارش کرینگے خطا معاف کرا دینگے شاپور نے کہا یہے
قریب تو آؤ جب غبار قریب آئی شاپور نے کمر مین ہاتھ ڈال کے چند انگوٹھیان سونے کی نکال کر
یاقوت احمر کے جڑے ہوے تھی غبار کو دین غبار نے کہا میان شاپور یہ انگوٹھیان کہان سے
لائے شاپور نے کہا ایسی الھی بہت ہین یہ کہکے پھر کہون ہاتھ ڈالا اب کی ایک ڈبیا نکالی عقیق
کی کہا لو بی غبار اسکو کھولو دیکھو اسکے اندر کیا نعمت ہی غبار نے جلدی سے ڈبیا ہاتھ مین لی ایسا
دفعتاً انگوٹھیان پا چکی ہی ہاتھون ہاتھ ڈبیا بھی لی خوش ہوگئی جلدی سے کھولی بیہوشی اڑکر دماغ
پر پڑی لہرا کر گری شاپور نے بجز ما غبار کو گری خاک اڑی شاپور کود کر بھاگا ایرج نوجوان
اس حرکت پر شاپور کی ہنس پڑے اندھیرے مین شاپور صورت بدلتا ہوا نکلا مرآت لگوئی
ہوئی ملکہ بران پھر کر رہی ہی قریب لا یا ایرج ظہر شاپور جیا جو کیا سو کر چ دیکھا - اپنے بیٹھا ہا

جادو دوڑی ہوئی آئی ہو مرأت نے پوچھا کیون غبار خیر تو ہی عرض کی حضور دختر کوکب نے قیامت برپا کی کوئی اُسکے سحر پر چڑھ نہین سکتا ہزارہا ملازمان سرکاری مارے گئے لڑتی بھڑتی چلی آتی ہی سحر سے اُسکے زمین تھراتی ہی امیدوار ہون کہ ذرا لوح جھولی سے نکال لیجیے دکھا کر دختر کوکب کو بیہوش کرون چشم زدن مین واصل جہنم کرون مرأت جادو جانتی ہی کہ ظاہر مین غبار جادو آئینہ ہی سب طرح ہم سے صاف ہی صاحب انصاف ہی لوح نکالکر کہا اے غبار جادو واے ساحرۂ خوشخو بہت احتیاط سے کام کرنا مناسب ہی دختر کوکب کا سحر مین کوئی ہمسر نہین ہی سحر کرنے کا اُسکے اختر مروارید بٹے بڑونکی آبرو مٹاتا ہی اے حضور مین نے سُنا ہی کہ اُسنے دریاے خون روان خشک کیا پل پرزیان توڑا شہنشاہ ہوشربا سے کچھ ہو سکا بموجب مضمون اشعار

کہتے ہین لوگ جھوٹ نہین پانون جھوٹ کے	چھوٹے تو جیتے ہی نہین پانون ٹوٹ کے
چلتا ہون ذوق قید سے ہستی کے چھوٹ کے	یہ قید مار ڈالیگی دم گھونٹ گھونٹ کے
کیونکر حباب ہوسکے دریاے بیکران	دریا سے جبتلک نہ ملے ٹوٹ ٹوٹ کے

لیکن حضور لونڈی کا آپ کی غبار نام ہی ہزار تدبیرون سے خاک مین ملا دونگی میرے ہاتھ سے کہان بچکے جائیگی دیکھیے دو غول کے غول اُسنے تباہ کر دیے بھاگنے والے بھاگے جاتے ہین اپنی فیروزہ فیروزہ پوش بھی سامنے نہین چڑھتی مقابلہ کو نہین بڑھتی مشہور ہی کہ حاکم دربند مین لیکن مغرور خود پسند مرأت نے لوح جھولی سے نکالی شاپور نے ہاتھ بڑھایا لوح ابھی مرأت جادو نے ہاتھ سے نہین چھوڑی ہی کہ ایک کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی کہا اے داری یہ غبار جادو کہان سے آئی ابھی ابھی عیار نے دم دے کے اُسکو خاک مین ملایا یہ بھی کوئی مکار غدار ہی اسکی طرف سے میرے دل مین غبار ہی اِن نگوڑے موذی عیار نے کو پکڑ لیجیے سزاے کامل دیجیے مرأت نے چاہا لوح نہ دون شاپور نے ایک جھٹکا مارا لوح ہاتھ مین شاپور کے آگئی مرأت اُسکے پیچھے دوڑی پکارتی ہوئی لینا لینا لوح لیے جاتا ہی سمند جادو گھوڑے پر سوار عمدہ داری مین رسالدار مرأت کا ہی گھوڑا بڑھا کر دوڑا قریب شاپور کے پہونچ گیا سحر کرتا ہوا گھوڑے سے کودا چاہا سحر کر کے شاپور کو پکڑون شاپور نے لوح چمکا دی ادھر لگے اُسنے منہ پھیرا سحر بھولنے لگا شاپور نے ایک خنجر تو واضح کیا شکم کو توڑ کر پار نکلا سمند جادو نے گویا سکندری

کھائی یہ نہ معلوم ہوا کہ مرکب گیا سمند پر شہسوار اجل نے سواری کا ٹھی خوب پٹری بھی ساری بدلگامی ہوے ٹٹو سے کچھ نہ بن پڑی کسی بیوزری نے اپنی تاثیر دکھائی یا شاید شب کور و کمینہ لنگ اپنی زندگی سے تنگ آ و از آئی کشتی مرا نام من سمند جادو بود افسوس مردیم وجان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم اس اندھیرے مین شاپور جست و خیز کرتا ہوا قریب ایرج نوجوان پہونچا کہا شہریار لوح حاضر ہے پیچھے دوڑ کے گلے مین ایرج نوجوان کے پہنا دی قید سحر ٹوٹ گئی اُٹھتے اُٹھتے نعرہ کیا یا شیدا ی کفاران بھیا دی نابکاران پند غا نعرۂ ایرج اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر
جری صف شکن شیر دشت دغا
کہ صاحبقرانیم وآفاق گیر
منم فارس عرصۂ کارزار
ہزبر دمان وبزد ازما
گل گلشن قاسم نامدار

قبضۂ تیغ دو دمہ سکندری پر ہاتھ ذوالصفین درہم و برہم ہوئین نگاہ اُٹھا کر ملکہ بران نے دیکھا شیر بیشۂ صاحبقرانی بصد جرأت و شوکت ڈرتا ہوا آتا ہی بران سے اور ملکہ فیروزہ فیروزہ پوش سے مقابلہ پڑا ہی فیروزہ بھی بڑی ساحرہ ہی بران پر بکثری سحر کر رہی ہی فوج فرار پر قرار کر چکی تھی انجم ماہ رخسار زخمی ملکہ شیشہ می نوش کو ملکہ بران نے چھڑایا ہی مگر فیروزہ چھپا پہن چھوٹی سحر کرتی چلی آتی ہی بران نے پلٹ کے سحر اُسکے دفع کیے سکرا کر فرماتی ہین رباعی

ای ذوق کرے گا کوئی دنیا کیا ترک
جبتک نہ کرے آپ اسے دنیا ترک
دنیا ہی بری بلا ہے کیسا ترک
ممکن نہین ترک ہو کسی سے دنیا
ای فیروزہ میدان سے نہ بھاگو گی بڑی منزل طے کرو گی تھک کر

اول منزل تک نہ پہونچو گی میل منزل دور ہی تمھاری عقل کا قصور ہی ای فیروزہ ایک دفعہ زخمی ہو کر بھاگین اب موت نے تمکو گھیرا ہی یہ کہکر ملکہ بران نے تیغ بے نیام انتقام سے پھر کھینچا ادھر سے لڑتے ہوئے ایرج نوجوان آتے تھے اُنھون نے بھی فیروزہ کو ٹوکا فیروزہ پوش نے ارادہ کیا چاہا کہ مقابلہ کرون چار سو جادوگرنیان خیرخواہ غمگسار ہان ہان کہکر لپٹ گئین زخمی تو ہو چلی تھی بیہوش ہو گئی جادوگرنیان میدان جنگ سے فیروزہ کو لے کے بھاگین طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوئین یہان شمشیر زن نے چاہا کہ پیچھا کرون بچانے دون جمال ہمنا لایرج نوجوان پر نگاہ پڑی کہ لنگانہ بلکانہ دریا ہے فوج مین ڈوبا ہوا شمشیر زنی کر رہا ہی زبان تیر و کلاہ خود سے صدائے تحسین و آفرین بلند ہی شعر ترک خنجر وار گردون ہر دم از چرخ برین ملا رزم او

سید ید و میگفت آفرین صد آفرین ۔ علم سرو قد نخلیم کو ٹکڑے ہوگئے ہین نشان غم و الم یہ ہی کہ بال بھی
سر کے کھول دیے ہین نقارے سر پیٹنے لگے جھانجھ غم و غصہ کی جھانجھ مین کھنا فسوس مل رہے ہین خنجر زن
کے قلب پر خنجر مصیبت چل رہے ہین تلوارون کے دم پر بنی ہے سنان غم نیزہ دارون کے کلیجون کے پار ہے
افسران لشکر بدحواس عالم یاس حیران و پریشان مثل چوب نیزہ لرزان و ترسان ایک جانب سے
نعرہ ابج کی صدا بلند ہے ایک سمت سے ملکہ بران شمشیرزن مثل شیر غضبناک کا مز مردار ید ہاتھ مین
بجوہر جرأت بات بات مین ہر چند ملکہ بران قصد کرتی ہین کہ اسمین گھس پڑکے نکل جاؤن کہ فیروزہ
فیروزہ پوش زخمی ہوکر طرف طلسم ہوش ربا کے روانہ ہوگئی مرات جادو چونکہ بادشاہ طلسم کی
اسپر سب حال آئینہ ہے تحفہ جات بھی اسکے پاس موجود ہین المیان فوج بھی لڑائی مین جان لڑا رہے
ہین و بیدم ہوا چڑھتا جاتا ہے ایسے [illegible] ل سے ملکہ بران کا دل قبول نہین کرتا کہ ایسا ہو بعد
میرے چلے جانے کے یہ ساحران غدار دام سحر بچھائین یا مکر و حیلہ کرکے لوح چھینین لیکن یہ تو
سیدھے سپاہی ہین بجز شمشیرزنی کے اور کیا جانین اسی خیال مین ایک طرف کھڑی ہوئی ملکہ بران
غور کر رہی ہین لیکن ساحرون کو جان بچانا دشوار ہے جو اسطرف آیا ہاتھ سے ملکہ کے واصل جہنم
ہوا کہ شاپور شیر دل قریب ملکہ آیا جھک کے سلام کیا ملکہ نے جواب سلام نہ دیا منہ پھیر کر فرمایا
ہم نہ جانتے تھے کہ فرزندان خواجہ عمرو کا شیوہ یہ ہے کہ رنڈیان بلاتے ہین ایسے ذلیل حقیر ہین شاپور
شیر دل نے عرض کی خیر خواہ کسی بات مین انکار نہین کرتے مالک رضامند ہوا اور رنڈیان بلانا
کیا چیز ہے جمال آفتاب مثال ہمارے یوسف بازار جرأت کا سب کو عزیز ہے آنے والے خود چلے
آتے ہین ملکہ نے شاپور کا کان مروڑ دیا ملکہ انجم کی جانب اشارہ کرکے کہا بجت مین تمھارے آقا
کی جان دینے پر آمادہ ہین بی شیشہ می نوش نے لاکر لوح طلسمی حاضر کی ایسے دوستون کے سامنے
کسی کی کیا حقیقت ہے شاپور نے کہا حضور اپنی اپنی لیاقت ہے لیکن اشارے مین شاپور نے
ملکہ سے کہا برائے خدا شاہزادے سے کہا ہے جانیکا قصد نہ کرنا انشاء اللہ پروردگار فضل اپنا
شریک کیا چاہتا ہے لڑائی فتح ہونے کے بعد جلسہ عیش و نشاط آراستہ ہوگا طلسم کو بھی اسلام
آباد کرنا ہے دو دن یہین یہان تشریف رکھیے شاپور نے جرأت کا نام لیا اس حریق آتش اشتیاق
نے ایسے صدمات شب فراق اٹھائے ہین کہ نام شب سنکر کلیجہ تھام لیا صدف چشم سے گوہر اشک

روان ہوے ماہ تابان پرستارسے عیان ہوے تنخواہ پھر کر آنکھوں سے آنسو پاک کرکے فرمایا اے
شاپور ہمارا زیادہ ٹھہرنا مناسب نہین ہے ایک بڑا خیال ہے کہ والد نامدار مجھسے پیشتر چلے تھے
مین تا عرصۂ دراز اسی سوز و گداز مین رہی کہ مین جاؤن یا نہ جاؤن آخر اسی بات کو دل نے زود
منزل مین جگہ دی کہ جانا اُس مقام پر ضرور ہے اگر والد نامدار لڑائی مین مصروف ہین انکو
دیکھکے چلے آئینگے کسی طرح دل بہلا لینگے یہان اگر قیامت برپا دیکھی کہ انکو قید بھی کرلیا فیروزہ
نے اپنا رنگ جمایا ہے خدا کا شکر ہے کہ سیج ملی اب میرا ٹھہرنا بیکار ہے شاپور ملکہ سے باتین کررہا
تھا کہ سامنے سے اُٹتی ہوئی مرات جادو بادشاہ طلسم اسکندریہ مع تین لاکھ فوج کے آگئی
سب ساحران نامی گرامی ہمراہ اپنے مالک کے جاتے ہین کہ حملہ کرکے ملکہ بران شمشیر زن کو گرفتار
کرلین ملکہ نے جوان سب کو آتے ہوے دیکھا اختر مروارید اُس ماہ تابان نے جوڑے سے نکالا
پنجۂ ہلال نیام انتقام سے کھینچا غصہ مین ابرو پہ بل پڑے چلے ساحر اشارون سے ابروے خمدار
کے بسمل ہونے لگے کوئی تڑپا کوئی بچھڑا کسی نے تیغ کھینچا خود گلے پر رکھ لیا ادھر فوج مین بجلی تڑپنے لگی
صدہا سر مثل اولون کے گرے کیفیت برسات معلوم ہونے لگی سپرین ملاکر چمکین گھنگھور گھٹا چھا گئی
ساون بھادون کی بدلی یاد آگئی لیکن مرات جادو نے ساحران زبردست کو اشارہ کیا ہے
کہ بارہ جوان دیگر دختر کوکب کو گرفتار کرو بدلے مین انکے سپرین زر و جواہر سے بھر دونگا چہار
جانب سے ساحران خرس طینت میمون خصلت زہرساے بادیۂ ضلالت نے اُس آفتاب عالمتاب
آسمان حسن و جمال کو گھیر لیا کسی نے گرز مارا کسی نے ترنج پھینکا کوئی ماش کے دانے لیکر بڑھا
کسی نے تلوار کھینچی کوئی کمان کیانی لیکر بڑھا کسی نے تیر سحر کے پھینکے گوشہ مین چھپکر سحر کرنے لگا
کوئی سہمکر چلا یا کوئی تیر کے پلے سے سحر کررہا ہے جسنے تلوار کھینچی اپنے نزدیک جوہر جرأت دکھائی
لیکن منہ کی کھائی اپنی تلوار سے آپ بسمل ہوا گرفتار دام رنج و الم ہوا یہ معرکہ دور سے شاہزادہ
ایرج نوجوان نے دیکھا اپنے ماہ تابان مہر درخشان پر جو ہلہ ساحران نظر آیا دل تڑپ گیا
وہین سے نعرہ کیا نعرۂ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر
جری بت شکن شیر دشت دغا

کہ صاحبقرانم و آفاق گیر
منم فارس عرصۂ کارزار

منم بر و مان و نبرد آزما
گل گلشن قاسم نامدار

ایک طرف سے ملکہ انجم ماہ رخسار فوج ظفر موج لیکر بڑھی اس مقام پر خوب تلوار چلی ایرج نے کئی صفون کو درہم و برہم کیا بلوہ ساحران غدار کا عام کیا مرأت جادو نے جو طلسم کشا کو جنگ رستمانہ کرتے دیکھا گھبرا گئی ساتھ والیون سے کہنے لگی صاحبو فی الحقیقت یہ جوان جرأت مین بے مثل و بے نظیر ہی فصاحت و بلاغت مین جادو و تقریر ہی جلد اسکے قتل کی تدبیر کرو تم مین سے کوئی ایسا ہی کہ طلسم کشا کا سر لائے دولت دنیا سے بے نیاز کر دونگی دامن مدعا گل آرزو سے بھر دونگی اورنگ پلیتن ایک پہلوان عفریت مثال دیو خصال زنجیرون سے کمر باندھے ہوئے چوڑا تیغہ ہاتھ مین گرز اجیوم رہا تھا جوش جرأت مین قبضہ شمشیر چوم رہا تھا مرأت نے جو زروجواہر کا لالچ دیا گینڈے کو بڑھا کے سامنے مرأت کے آیا دست بستہ عرض کی اگر حکم ہو فوراً جاکے نبیرہ حمزہ کو شوکون کان پکڑ کر سامنے حضور کے لاؤن مرأت نے اشارہ کیا اے جوان دیر کیا ہی بڑھکے مقابلہ کر جو کہا ہی اس سے دوچند کر دونگی اورنگ گینڈے کو بڑھا کر جھپٹا ایرج نوجوان کو للکارا ایرج فوراً پلٹ پڑا لیکن اس مقام پر ہجوم سے ساحرون کے آگ برس رہی ہی ٹھہرنا دشوار ہی مرأت نے ساحرون کو اشارہ کیا اورنگ پلیتن کی مدد کرو قریب طلسم کشا کے پہونچا وہ ہو ہو کرتا ہوا دم خونخواری کا بھرتا ہوا قریب ایرج کے پہونچا ناگاہ ملکہ بران شمشیر زن کی پڑی ایک فیل مست کو مقابل مین اس ماہ تابان کے دیکھا بیتاب ہوگئی لڑتی ہوئی خود بھی بڑھی ایرج نے پھر کر دیکھا ملکہ سے نگاہ چار ہوگئی اس لڑائی مین زخم بھی بہت کھائے ہین معشوق کو سامنے پایا بے اختیار یہ اشعار آبدار زبان پر شاہزادہ ایرج کے جاری ہوئے

اشعار

جب اس چمن مین چھوڑ کے ہم آشیان چلے — اک ہمصفیر نے بھی نہ پوچھا کہان چلے
کھلا لیلیا تھا ہم نے البتہ جو کوئی خار — جون گل ہم اسکے باغ سے دامن فشان چلے
ہر بات مین ہو ایسی کتر بیونت اسکو یاد — مقراض کی زبان سے ہی جسکی زبان چلے
غافل ہماری آہ سے رہنا نہ بے خطر — کر خوف ایسے تیر سے جو بے کمان چلے
جانے کو اپنے گھر سے کے تھا تو وہم — دنیا سے تیرے جو رکے ہاتھ اے میان چلے
سینہ مفارقت سے ہو رفتگان کے داغ — آتش فشان رہے ہی کہ جب کاروان چلے
راہ عدم بھی زور ہی سودا کہ جسپہ ہم — جسطرح پیر جاسکے ہی وہین جوان چلے

ملکہ بران نے یہ اشعار دلفگار سنکر سر جھکا لیا چونکہ شاپور شیر دل قریب تھا اُسکو سنا کر یہ چند اشعار بیقرار ہوکر پڑھے نظم

عافیت را نیست چون اندیشہ درمان ما — داغ رسوائی شدہ بیہودہ غم بر جان ما
در شب یلدا اگر شمعے نباشد گو مباش — تا تش دل روشن ست این کلبۂ احزان ما
جستجو کم کن دلا کز دولت دون ہمتان — لختۂ آسودگی عنقاست در دوران ما
کے گیاہ خرمی روید کہ در ہنگام کشت — ریختہ در خاک ذلت تخم ما دہقان ما
شکلے کردی ز ما اسلام در محشر قبول — گر نبودے ہمچو کفرے شاہد ایمان ما
کشتیم ثابت نماند در محیط عافیت — بس کہ ہر لحظہ فزون این موجۂ طوفان ما
ریختم مخفی ز بس خون آب دیدہ در چمن — امتیازی نیست در خسار و گل بستان ما

کلیجے پر ایرج نوجوان کے چھریاں پھر گئیں لیکن فوج ساحران کا اسقدر ریلا ہے کہ سانس لینا دشوار
ہے ایرج نوجوان نے گرد اسپر کا ہاتھ میں لیا تیغہ چمکاتے ہوئے لڑائی میں مصروف تھے کہ اونگ
سنفنے ہی تیغہ کا وار کیا مہ سوسن کا بیٹا بڑے قد کا جوان بران نے کلیجے پر ہاتھ رکھ لیا دعائیں
مانگنے لگی کہ اے معبود حقیقی اس ظالم کے ہاتھ سے ماہ اوج صاحبقران کو بچا لے سر اٹھا کے دیکھا وار
تیغہ کا چلا ایرج نے تلوار کو تلوار پر گا تھا جھنانے کی صدا بلند ہوئی وار کو اسکے تلوار پر روک لیا
الجھاوے سے ہاتھ نکالا کہ خبردار خبردار کہکر مرکب باد رفتار کو اشارہ کیا مرکب بھی برق رفتار
ہوا سے کہتا ہے ہمارے ساتھ نہ آنا ٹھوکریں کھائیگی تیری ہوا بگڑ جائیگی دونوں تاہین مشاک پکے
کے رکھدیں ایرج نے نعرہ کرکے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر برق تیغ نے
ابر سپر کے ٹکڑے اڑا دیے خود کا نکر کاسہ سر کو تراشا ذرا سا فرق ہوا اُس خود سر کے دو ٹکڑے ہوئے
شاپور پکارا اُٹھا اے شہریار سبحان اللہ کیا ہاتھ مارا دیو خونخوار کو مارا ملکہ بران کا بھی خوشی سے چہرہ سرخ
ہو گیا ایرج لڑتے بھڑتے بڑھے اس لڑائی میں ملکہ انجم ماہ رخسار نے بھی جان لڑا دی مرات صف
میں سحر کرکے قریب انجم کے آئی نیمچہ سحر مارا شانہ انجم کا جھول گیا مرات نے چاہا سر کاٹ لون انجم نے
بیقرار ہوکر آواز دی اے شہریار لونڈی نثار ہوتی ہے ایرج کو تاب نہ آئی ہے نعرہ کیا اور مرات
خونخوار اگر ایک سوے جسم انجم کا کم ہوا قیامت برپا کرو نکا مرات نے پلٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا

کئی کوڑے ماسے کچھ ہوا ایرج قریب پہونچ گئے ہاتھ تلوار کا مارا مرات کے دلپر غبار غم والم چھایا پھر سحر کو گھبرا کر اٹھایا یہ طلسم کشا جرات مین کیتا ایرج طلسمی گلے مین سب سحر اسکے باطل ہوئے سپر کٹی سر زخمی ہوا قریب تھا دو ٹکڑے ہو مرات نے اپنے کو تخت سے گرا دیا ایرج نے چاہا گھوڑے سے کود کر اسکو پکڑ لون مرات جادو تڑپ کر بلند ہوئی آواز دی اے ساحران غدار اے شیران نامدار چلے آؤ مین اپنے قوت بازو سے قلعہ مین جاتی ہون وہان جا کر جادو کرونگی کیا ان ظالمون کا پیچھا چھوڑونگی ایک ایک کو قتل کرونگی ساتھ والون نے جو دیکھا سب پراگندہ ہوا کہ مرات نے شکست فاش کھائی جنگ سے ہاتھ اٹھا یا فرار پر قرار کیا آگے مرات عقب مین ڈیڑھ لاکھ ساحر گرفتہ زخمدار گھر بار چھوڑا لیکن قدم نہ جم سکا تھوڑے عرصے مین جنکو مرات کا ساتھ دینا تھا صاف میدان کارزار سے نکل گئے جو رہ گئے وہ امان کے طالب ہوئے جادو رین ہلا مین انجم ماہ رخسار ملکہ شیشہ مہ نوش کے عقب مین آکر چھپی عرض کی حضور ہماری شفاعت کرین صدائے فریاد فریاد بلند ہوئی ایرج نے تلوار کو نیام انتقام مین کیا یقین کامل ہوا کہ مرات جادو زندہ نکل گئی شاپور نے عرض کی حضور کہان جائیگی غلام ہر کارے روانہ کریگا احوال دریافت ہو جاویگا ایرج نوجوان رخ کے قریب ملکہ بران کے آئے اشارہ کیا ای ملکہ عالم بارگاہ مین چلیے لختے خون سے جسم انور پر جمے ہین لباس تمام خون آلودہ وغیرہ کو پاک کر کے تشریف لیجایئے گا کون روک سکتا ہی ادھر پلٹ کر شاپور سے فرمایا ایک بارگاہ الگ بطور تخلیہ استادہ کرو اسمین سامان عیش ونشاط مہیا ہو شاپور جانتا ہی کہ آج دونون ہجران دیدہ آفت کشیدہ اتفاقات سے یکجا ہوئے ہین اسباب جلسۂ فرحت وعیش مہیا کرنا واجب ولازم ہی فوراً چند غلامان ترکی کو حکم دیا انھون نے الگ جا کر موافق کہنے شاپور کے تدبیر شروع کی ادھر ملکہ شیشہ مہ نوش انجم ماہ رخسار کو ساتھ لیکر داخل مکان شاہی ہوئین یہ تو بیان کے راستے بخوبی ماہر ہین ہر طرح کے حال ظاہر ہین شیر وزیر حاضر ہوئے انجم وغیرہ کی زخم دوزی ہونے لگی ملکہ خود مصروف تیمارداری جراح حاضر ہوئے مرہم کی پٹیان چڑھنے لگین شاپور آکر انجم کے کان مین کہہ گیا آپ لوگ شاہزادے کا انتظار نہ فرمایئے گا وہ اپنے مہمان کی خاطر مین مصروف ہین یہ کہکر شاپور باہر آیا دیکھا ملکہ بران ایک نخل کے سایہ مین ٹھہری ہین ایرج نوجوان کہہ رہے ہین ای شہنشاہ خوبی وای سرو باغ محبوبی چمن بزم مین چلکر لحظہ بھر سیر فرحت تازہ ہو

بے اندازہ حاصل ہو تسکین دل ہو بعدہ تشریف بیجانے کا اختیار ہی عاشق جانباز مجبور و ناچار ہی
ملکہ کچھ جواب نہین دیتی کہ شاپور نے بڑھکر عرض کی حضور غلام نہین جانے دیگا چاہا ملکہ نے کچھ
جواب دو دن کہ سیاح بیابان خضر اخضر گیتی افروز چرخ نیلی پر سیر کرتا ہوا داخل قصر مغرب ہوا گل مہتاب
گلشن فلک مین پھولا غنچہ ہاے ثابت و سیارگان شگفتہ ہونے لگے لیلی شب نے پردہ پوشی
کی زلف عنبرین کو کھولا شعر شب آمد ساز کار عشق بازان ؂ شب آمد راز دار عشق بازان ؂ فوجین اپنے
اپنے مقام پر فرودگش مین اس مقام پر سناٹا آفتاب و مہتاب کیجا اس نوجوان نے دامن ملکہ بران کا
تھامکر فرمایا اے ملکہ عالم اب زیادہ پریشان نہ کیجیے بارگاہ مین چلیے شاپور شیر دل نے بھی خاک پا کو
توتیاے چشم بنایا پلکون سے جاروب کشی کرتا ہوا طرف بارگاہ آسمان جاہ کے چلا

دو کلمہ داستان حیرت بیان جلسہ کتایہ عاشق و معشوق آراستہ ہونا فلک کا کج رفتاری دکھانا خمسہ موافق مقام حیرت و عبرت افزا

عنبر اگر کی خوشبو ساری ہی تن بدن مین
شہر تتار مین ہون یا سرحد ختن مین
گویا کہ مشک نافے صدہا ہین پیرہن مین
الجھا ہی دل تبون کے گیسوے پرشکن مین
اگتی ہی جاے سبزہ نرگس مرے چمن مین

اک آگ سی لگیگی رندون کے تن بدن مین
ہوگی بپا حس غالب ساقی کے انجمن مین
اتریگا نشہ می کا جوش غم و محن مین
لٹکینگے دیو بنکر دل زلف کی رسن مین
دکھلائیگا پسینہ پانی چہ ذقن مین

صحرا مین اسکو وحشت اسکو جنون وطن مین
دونون غرض ہین یکسان الفت کی انجمن مین
معشوق اور عاشق کامل ہین اپنے فن مین
شیرین زبان ہوا ہی فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہی مجنون کے پیرہن مین

لطف و کرم ہی تیرا ہر ایک پر برابر
قائل ہین ہم تو اس جا اللہ رے مقدر
دیتا ہی بے طلب تو دشمن کو اپنے اکثر
حاصل کیا ہی تیرے صدقے سے اسقدر زر
سونے کے بت بندھے ہین بازو سے برہمن ۲ مین

دلکو کیا نشانہ اک تیر مین گلون نے
پھیلایا جال اُنکا تقریر مین گلون نے

چھوڑا نہ کچھ دقیقہ تقدیر مین گلون نے آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون نے

ہنس ہنس کے مار ڈالا صیاد کو چمن مین

دربان در مین سارے ہاں چرخ پر ہین تارے شمس و قمر کو صدقے ہر برج مین اُکھر سے
رتبون کو غور کر تو قدرت کے کر نظارے ایک تختہ ہفت کشور دہلی کا ہی ہمارے

تو آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

شادی کسی جگہ ہی ماتم کہین ہی برپا نازک بدن ہوے ہین پیوند خاک کیا کیا
عبرت سے دیکھ غافل اس بزم کا تماشا دو روز ہی یہ لطف عیش و نشاط دنیا

ہوے شب عروسی مہمان ہی بیرہن مین

فرقت مین سچ ہی اپنا آنکھون پہ کیا رجارا اُٹھا غضب کا طوفان مین نے تو دم نہ مارا
بیٹھینگے کس جگہ اب راحت کا کیا سہارا میدان کیا گرا کر اشکون سے گھر ہمارا

دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

آفت کی ہین نگاہین تیوربھی ہین بلا کے مردم پسے ہوے ہین چشمان سُرمہ سا کے
شہرے اُڑے ہوے ہین اس غمزہ دا کے چشم سیہ سے تیرے پردے ہین توتیا کے

تعلیم ہونے آیا فتنہ وہب فن مین

دیوانہ وار باتین خاک انکی مجھکو بہائین وحشت کی چال مجھکو کیون دور سے چلائین
جنگل مین کیون ہین پھرنے کوچے ہین تیرے آئین چشم و کمر سے تیرے چشم و کمر ملائین

چیتے ہین کیا تکلف کیا شاخ ہی ہرن مین

بے نقد دل ہزارون منہ شوق سے کہا کر لے لینگے لینے والے قیمت گھٹا بڑھا کر
کاہیکو شیشہ گھر مین بیکار کیون حیا کر بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر

کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

اللہ رے محو ہونا دلبر یہ رعب چھایا پہلے سے کیا کہون مین مجھکو نہ دھیان آیا
آفت کا سحر جادو عیار نے دکھایا آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چرایا

خال سیہ ہی طرار اس سارقی کے فن مین

ہر دم ہی شادمانی شاہانہ عیش سب ہی
کیا اے عزیز تجھکو بتلاؤن کیا سبب ہی
سامان جشن کا ہی ہر حال مین طرب ہی
دل مین خیال حسن محبوب روز و شب ہی
اترا ہوا ہی یوسف مہ لرکستان مین

ہی قند و شہد گویا تقریر کاملون کی
کیا بات در حقیقت ان شکرلبون کی
لذت ہی بسملون کی فرحت ہی محفلون کی
معمورۂ حلاوت وادی ہی واصلون کی
شکر بھرے ہوئے ہین موجود گس بن مین

پہلے تو لعل لب سے مٹھے جتائے اتنے
شرما کے بات بھی کی مجھسے نہ ہائے اتنے
ہم کیا کہون بگڑ کر کیا منہ بنائے اتنے
بوسہ مین لب کے ہنسکر دندان دکھائے اتنے
بجلی گرائی مجھپر تقدیر نے عدن مین

خود رشک سے تنفر کرتی ہی طبع عالی
خوش ایک ہو تو کیونکر ہو ایک کو بحالی
دنیا کا کارخانہ لیکن ہی لاابالی
صحرا کو بھی بنایا بغض و حسد سے خالی
سا گو جلا ہی کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین

شغل ذکی بجھے گر منظور ہو تو آتش
دنیا مین مینگی کا دستور ہو تو آتش
فکر مآل کرنا مسرور ہو تو آتش
کوئی یقین ہی تیرا مقدور ہو تو آتش
دے رکھا جو رادست غسال و گورکن مین

گلعذاران سہی قد و ماہ رخساران خورشید خد اس جلسہ سپہران آفت کشیدہ و دور افتادگان مصاحب دیدہ کو بعد فرحت و انبساط یون تحریر فرماتے ہین کہ جب یہ دونون عاشق و معشوق داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے مقام خالی از غیر سوائے شاپور کے کسکی مجال ہی کہ اس خیمہ مین آسکے ہر چند کہ مقام تنہا نہ کوئی دور انداز نہ غماز لیکن گردش فلکی کا خوف لرزان ترسان منتشر ہو حواس جان کا خوف ہزار طرح کا ملال شب وصل مین آمد روز فراق کا خیال رنگ رو متغیر متردد متحیر شاپور نے بصد عرض کی اے ملکہ عالم ہمارے خدا خیال خیر و شر دل سے دفع کیجیے اس دل تردد منزل کو تسکین دیجیے ایرج نوجوان نے بھی شاپور سے اشارہ کیا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی لاکر حاضر کین لباس تبدیل کرایا زخمون مین ایک نے ایک کے ٹانکے دیے و بن زخم جنتے تھے منہ کھولکر

رہجاتے تھے کئی مرتبہ ملکہ بران نے گھبرا گھبرا کر کہا اے شہریار بس ہمکو رخصت کیجیے ہمارا زیادہ ٹھہرنا باعث
خرابی کا ہی ایسا ہو واللہ نامدار مرات واقعہ مین دیکھو لین تمام کیفیت آئینہ ہو جائیگی پھر زمین تھرائیگی
آسمان سے آواز الامان آئے گی آپ کے دشمنون کا نہین معلوم کیا حال کریگا بزرگون سے ملال
کریگا ایرج نے کہا اے ملکہ عالم تمنے اکثر ایسے کلمات کہے ہم تمھارے ملال کے خیال سے خاموش
ہو رہے ورنہ طلسم نور افشان کی کیا حقیقت ہی ایک ہفتہ مین اگر درہم و برہم نہ کر دین تو نام اپنا غلام
صاحبقران نہ رکھین مجبور ہین کچھ بن نہین پڑتا اگر تم حکم دو تو مثل اسی طلسم کے بہ عنایت رب اکبر
جا کر نہ فتح کرین تو تلوار باندھنا چھوڑ دین ملکہ کی آنکھون سے اشک حسرت ٹپک پڑے سر جھکا کر
فرمایا ہان صاحب آپ ایسے ہی بہادر ہین مگر ہم پریشان کیجیے جب آپس مین اس طرح کی باتین
ہوتی ہین شاپور نے کہا اے ملکہ عالم بموجب مثل رات تھوڑی ہی سوانگ بہت ان باتون کو جانے
دیجیے گھڑی دو گھڑی کی صحبت کو غنیمت جانیے فلک کجرفتار گردون غدار ہے وقت در پیش
آزار ہی سلطنت و فقیری دونون بیکار ہی بس جو ساعت عیش سے گذر جائے انسان اسکو غنیمت
جانے نہین معلوم صبح کو کیا ہو ملکہ نے فرمایا بھیا شاپور جو تمھاری خوشی اب انکو کیا ضرورت ہی
وہ دو معشوقین ہمراہ لشکر ظفر اثر دونون شاہزادیان لی انجم ماہ رخسار و ملکہ شیشہ می نوش
گلعذار لی انجم آج ایسی رٹین میٹھے زمین کے ہلا دیے مجھ بد نصیب نے آ کر کیا کیا مگر اس دل خانہ
خراب نے نہ مانا دوڑی آئی اس آنے کا یہ مزہ اٹھایا کہ ان صاحبون کو آپ کے قریب دیکھا
اب آپ کو یہ جلدی ہی کہ ہم اپنے ملک کو جائین ہمکو بھی جلدی ہی یہ صدمے دل سے نہ اٹھینگے
کچھ کھا کر مر جائینگے آپ فاتحہ پڑھنے بھی نہ آئیے گا قبر مین ہمین زیادہ نہ ستائیے گا آپ کے
آنے سے روح بچین ہوگی کیا تعجب ہی سوزش قلب کفن کو بھی جلا دے قبر سے دھوان نکلے یہ کہکر
زار زار مثل ابر بہار وہ گلعذار روئی ایرج نے بیقرار ہو کر سر قدمون پر رکھدیا کہا اے ملکہ عالم
ہم گنہگار ہین یہ سر حاضر ہی کاٹ لیجیے نظم

ڈرتا ہون آپ کی خفگی کا سبب نہو	فریاد بے لحاظ سے ترک ادب نہو
حیرت ضرور ہوگی مری سرگذشت پر	یہ حال وہ نہین جو کسی کو عجب نہو
اے دل ستمگرون کی محبت سے درگذر	وہ یار ڈھونڈھیے جو اذیت طلب نہو

جو کچھ کہا ہو وہ کبھی آئے نہ تا دہن
جو کچھ ہوا ہوا یہ رہے پاس اب سنو

مجنون تو ہو چکا یہ نہیں ہے مجھے پسند
سیزادہ نام ہو جو کسی کا لقب ہو

ممکن نہیں کہ ساتھ چھٹے رخ کا زلف سے
ایسا بھی کوئی دن ہو کہ جس دن کی شب ہو

ابھی نہیں ہے یار سے بیہودہ چھیڑ چھاڑ
کچھ خیر ہے نسیم بہت بے ادب ہو

یہ بھی دستور ہے کہ اگر معشوق عذر کرتا ہے عاشق کے واسطے نور علیم ہے یہ بھی ایک رسم قدیم ہے بے اختیار ملکہ بران نے فرمایا اے شہریار مثل آپ کے ہم بھی مجبور و ناچار ہیں ظاہر میں صاحب اختیار ہیں والی نامدار ملک چلے گئے کہ ہم طلسم اسکندریہ پر برائے مدد شاہزادہ والا قدر جاتے ہیں نہیں معلوم بیچ میں کسی ملک میں ٹھہر گئے یا کسی سے لڑائی پڑی یا افراسیاب جادو نے روک لیا ہر لحظہ یہی خیال ہے کہ ایسا نہ ہو ہماری حضوری میں وہ آجائیں ابھی تو قیامت برپا ہو ہر وقت یہی دعا ہے کہ پروردگار آپ کو ہاتھ سے شہنشاہ کے بچائے دیکھیے انجام اسکا کیا ہوتا ہے آپ کو اپنی سپاہگری کا خیال والد نامدار صاحب جاہ و جلال آپ صاحب جرأت و توقیر انکا لقب کوکب روشن ضمیر مشرق میں بیٹھکر مغرب کا حال ملاحظہ فرماتے ہیں انکے کمال کا حال سنکر ستارہ شناسوں کے قلب تھراتے ہیں نہیں معلوم کونسی ساعت تھی کہ فلک کجرفتار گردش غدار نے ہمکو اس دام عشق مصیبت خیز و آفت انگیز میں پھنسایا اس طائر نوگرفتار کے حال پر ظالم کو رحم نہ آیا صیاد فلک ہر وقت چھری لیے موجود ہے کیونکر جان بچائیں گلشن محبت میں بالکل بے بال و پر ہیں نظم

ہمیشہ تنکے چنے میں نے میں وہ بلبل ہوں
ابھی بنا ابھی برباد آشیانہ ہوا

ہمیشہ آفت صرصر ہمیں پہ آیا کی
وہ شاخ ٹوٹ پڑی جس پہ آشیانہ ہوا

اب ہم کہاں بسر کریں آپ کو اپنی جرأت کا خیال ہمیں اپنی جان و آبرو کا ملال بموجب مضمون نظمی

گر رو جانان غم عشقت برگ و ریشۂ ما
برق عشقت بجہد از شرر تیشۂ ما

ہر کجا بزم طرب تاک شود گرم بود
اشک ما بادۂ ما دیدۂ ما شیشۂ ما

بے ستون را اثر نالۂ ما بگداز د
شعلہ ور بود برق دم تیشۂ ما

ما بکجا و دل شاد و افسردۂ کجا
خون شود بادہ ز غم در جگر شیشۂ ما

ہر تنک حوصلہ را کے برسد قصہ نگار
شیر را زہرہ شود آب درین بیشۂ ما

فکر تا گرم کند در دل ما شعر و سخن
وائے گر شعلہ زند آتش اندیشۂ ما

محفیا دل بجفا دہ کہ نشاید ہرگز		برسر شفقت ما شوخ جفا پیشۂ ما

اِن اشعارِ آبدار کو سنکر ایرج نے کلیجہ تھام لیا شاپور بیقرار ہوکے رو دیا صحبت گل و بلبل جلسۂ شمع و پروانہ لائق دید تھا کبھی سوز دل عیان کبھی راز عشق نہان کبھی بیتابی کبھی ربط کبھی ضبط کبھی خبط کبھی آہ کبھی واہ کبھی ہنسنا کبھی رونا جب شاپور نے دیکھا کہ اُنکی حسرت پر کلیجہ پھٹا جاتا ہی ایسا نہو کسی کی روح قالب سے نکل جائے آہ آتشناک سے خیمہ نہ جل جائے آپ نصیحت سے اِس آگ کو بجھاؤن باتون مین دونون کو بہلاؤن یہ سوچ کر ایرج کے قدمون پر گرا ملکہ بُران کے گرد پھرا اور دکر عرض کی ای گرفتاران دام مصیبت وای مقیدان سلسلۂ رنج و محنت تم صاحبون کو کون سمجھا سکتا ہی تمھارے جوش و خروش کو دیکھ کر یہ خیر خواہ کب سکتا ہی اب گھڑی دو گھڑی آرام فرمائیے ایک جام شراب ارغوانی کا نوش کیجیے اِس صحبت کو غنیمت جانیے یہ کہکر جام لبریز کیا ہاتھ مین ملکہ بران کے دیا کہ حضور آپ بھی پیجیے آقائے نامدار کو بھی پلائیے رات کم ہی زلف لیلی شب برہم ہو کر سے گذرا چاہتی ہی ملکہ نے جام ہاتھ مین لیا گھونٹ گھونٹ کر دو گھونٹ پیکے جام زمین مین رکھدیا مسکرا کر فرمایا جس کسی کا جی چاہے اُٹھا کر پی لے ایرج نے دونون ہاتھ بے اندیشۂ انجام بڑھا کے جام نوش کیا دونون کی آنکھون مین سرور آیا اختلاط ظاہری ہونے لگے شمع انجمن شرمائی لہرانے لگی پروانہ ہی رشک سے جلا ناظرین کے خیال مین رہے کہ صحبت عاشق و معشوق مملو از حسرت و یاس رنج و مصیبت سے معمور نہ عیش نہ سرور اُسمین حکایت و شکایت شب وصل ذکر شبہائے فرقت اِس قصۂ طول و طویل کا تمام ہونا دشوار ہی عشق کی نیرنگی ہر ایک پر آشکار ہی

دو کلمہ داستان اس شکست خوردہ یعنی ملکہ مرات جادو کے بیان کیے جاتے ہین

جب مرات جادو نے شکست کھائی زخم دار بیقرار طرف قلعۂ مقصوریہ کے چلی مقصور بن قہار مقصوریہ کا حاکم ہی طرف سے ملکہ مرات کے ناظم ہی لیکن خیر خواہ دولت ملازم قدیم نے جس روز سے سنا ہی کہ طلسم اسکندریہ مین طلسم کشا آگیا کئی مرتبہ لکھا ہی ملکہ عالم غلام حاضر ہو کر طلسم کشا سے مقابلہ کرے ایک دن مین اکر لشکر نمک حرامون کا درہم و برہم کر دونگا لاشون سے میدان کارزار بھر دونگا مرات نے کبھی اُسکو نہ طلب کیا قلعہ مین بیٹھا تھا کہ ہرکارون نے خبر دی ای پہلوان دوران گرشاسپ جہان ملکہ مرات جادو شکست خوردہ آتی ہین قلعۂ طلسمی ملکہ عالم سے چھوٹ گیا تمام مال و اسباب لٹ گیا

زخمی ہو کر آئی ہیں اپنی شکست فاش پر بہت گھبراتی ہیں یہ سنکر مقصور گھبرا گیا خوف طلسم کشا سے پسینہ آگیا
گھبرا کر اٹھا واسطے استقبال کے چلا بیرون قلعہ آکر دیکھا ملکہ مرأت جادو شکست خوردہ زخمدار
صرف ڈیڑھ لاکھ فوج سب گھبرائے ہوئے مصیبت شکست کی اٹھائے ہوئے مقصور نے بڑھکر قدمون
کو بوسہ دیا پوچھا ملکہ عالم یہ کیا معرکہ ہی ملکہ نے کہا ای خیرخواہ دولت خداوند لقا نے الٹی تقدیر کی فوج
طلسمی قبضہ سے نکل گئی صاحبزادی شیشہ ہی نوش مار آستین گرگ بغل بن گئی خراج گزارون نے شرارت
کی باغی کو قوت دی آخر یہ نوبت پہونچی کہ چتر و علم قبضہ سے نکل گیا تاج و تخت دوسرے کے قبضہ مین ہی
و خنجر کوکب واسطے۔ طلسم کشا کے آئی فیروزہ فیروزہ پوش بھی آکر لڑی تھی لیکن زخمی ہو کر نکلگئی
ہمارے بھی آخر پیر اکھڑے شکست فاش کھائی تقدیر نے یہ صورت دکھائی مقصور نے عرض کی حضور
نہ گھبرائین غلام کے پاس سب کچھ موجود ہی خزانہ زر و جواہر سے مملو ساحران زبردست کارگزاران
عقیل و فہیم وزیر و ندیم سب حاضر ہین جس کام پر حضور اشارہ کرینگی آنکھون سے بجا لاینگے یہ کہکر
مقصور نے ملکہ مرأت کو تخت پر سوار کیا نوبت نقارے بجاتا ہوا پہلا دار الامارہ شاہی مین لاکر پہونچایا
گرو بڑے بڑے ساحر آکر بیٹھے ساتھ والون کو اتروایا زخمہ و زیان کرائین سامان عیش و نشاط
مہیا کیا لیکن مقصور نے دیکھا مرأت جادو بہت بیقرار ہو رہی ہی یا اپنی جان دونگی یا طلسم کشا کو
جا کر قتل کرونگی مقصور ہر مرتبہ جا کر سمجھاتا ہی کہ مین حضور کو کہین جانے دونگا جو ارشاد ہو بجا لاؤن
طلسم کشا کو آرام نہ لینے دونگا کسی تدبیر سے پیچ پہیں ہونگا باتون مین تسکین دی سمجھا کے شراب
پلائی کھانا کھلایا لباس تبدیل کرایا جب رات زیادہ آئی مقصور نے حکم دیا طائفون کو حکم دو
ناچ شروع ہو ملکہ مرأت نے کہا ای خیرخواہ دولت کسی شی کو دل نہین چاہتا دل غم و الم سے بھرا ہی
خداوند لات و منات نے ایسی ٹیڑھی تقدیر کی یکایک ہمارے مٹانے کی تدبیر کی وہ لوگ کہ جنہین
ہماری ایک کنیز ایک غلام دس ہزار پر کافی تھے انکو ہم پر غالب کرایا ہماری ساحر ہین علم افسون
شعبدہ سے بخوبی ماہر ہین یہ فرقہ جو کہتے ہین ہمارا خدا ہے نادیدہ آسمان پہ ہی سحر کو بالکل معیوب
جانتے ہین یکایک ایسا انقلاب آیا غیر ساحرون نے ساحرون پر فوق پایا ایسے کلمات حسرت و حیرت
مقصور و کرومرأت نے کہے اہالیان دربار بے اختیار رونے لگے کہا ای ملکہ عالم ایک ایک کلمہ آپ
کا تیر دل دوز ہی آپ بیٹھکر عیش کرین غلامون کو حکم دین جا کر انکو گرفتار کر لائین نمک حلالون مین نام

کرجائین مرأت نے کہا یہی تو بڑا رونا ہی ایسا نوجوان جس شیر کا نام ہی صف شکن صفدری اُسکا کام ہی
مشہور ہی کہ ہزارون مین اکیلا لڑا بڑے بڑے پہلوانون سے معرکہ پڑا لیکن ہملوگون پر اسوجہ سے فتحیاب
ہوا کہ ہماری صاحبزادی ملکہ شیشہ می نوش نے جوش محبت مین اُس جوان کے لوح طلسمی بیجا کر جلے کو دی
اب اُسپر سحر تاثیر نہین کرتا اول یہ انتظام چاہیے کہ لوح کسی حیلے سے اُس سے لیجاے پھر اُسکی کیا حقیقت
ہی جتنے نمکحرام اُسکے ساتھ مین اس گھر کے تابعدار تربیتی نگاہ مابدولت کی اُنکے واسطے خنجر خونریزی
چھری سحر کی اُنکے واسطے ہر وقت تیز ہی مقہور نے کہا حضور آرام کرین غلام ابھی جاتا ہی یہ کہکر مقہور
نے بقہر و غضب تمام اسباب سحر ذات پر آراستہ کیا جھولی مین ترنج و نارنج ماش کے دانے رائی کے دانے
پیکان تیر اشیاے بے نظیر درست کرکے لباس سیاہ اُس تیرہ بخت نے پہنا یکہ و تنہا اُس اندھیری رات مین
بارگاہ سے نکلا مرأت یہ کہتی ہوئی ساتھ چلی ای قوت بازواے زینت پہلوای وزیر اعظم ای دستور معظم
تم یکہ و تنہا جاتے ہو میرے قلب پر صدمہ عظیم ہی وہ شخص نہایت زبردست ہی اُسکے سامنے بہرام
فلک بھی پست ہی مقہور نے کہا حضور گوش برآواز رہین فوج کو تیار رکھین از قلعہ معظمہ تا قلعہ
اسکندریہ ہر مقام پر دس دس ہزار دس دس ہزار اسلح کمل آمادہ مرگ و صاے قضا حاضر رہین
عنایت سے آلات دستبرد کی غلام آپ کا خالی نہ جائیگا لیکن یہ بخوبی جانتا ہون کہ اُنکے ملازمان
سرفروش ضرور بچا لینگے خبر سنتے ہی آپ اپنے کو بچا لیگا یا لوح لیکر جلد نکلا یا طلسم کشا پر بھی
قبضہ کرونگا جیسا بن پڑے وقت پر موقوف ہی کیا ہمکو اور آپ کا بالکل بھروسہ ہی مرأت جادو
نے کہا مین شب بھر بیدار رہونگی مقہور روسیاہ فوراً روانہ ہوا مرأت نے جا بجا ساحران خدار
سفر یعنی ہر ایک پر تاکید کردی کہ جسوقت کوئی کام کرکے ہمارا قوت بازو جانباز سرفروش لشکرے
دشمن کے نکلے ہمکو برابر خبر پہونچے مرأت جادو اسباب سحر سے آراستہ آلات حرب سے درست چالاک
و چست دل لاماره پر شغل رہی ہی ہرکارہ دن کو روانہ کردیا کہ ہمکو دم بدم کی خبر پہونچاؤ جلد لشکر دشمن
مین جاؤ صدہا ساحر بعدہ جاسوسی صورتین تبدیل کرکے روانہ ہوے مرأت جادو کرسی پر آکے
بیٹھی مقہور جادو نے چلتے وقت اپنے بھائی سرور جادو کو خدمت مین ملکہ مرأت کی بیٹھا اُسکو
حکم دے گیا تھا کہ جس شی کی ملکہ کو خواہش ہو فوراً خدمت مین حاضر کرنا وہ دست بستہ خدمت
مرأت مین حاضر ہی حسرت و یاس کی باتین کر رہی ہی چونکہ شکست کھا کھائی ہی سُندری ساحرین

خبر یہی ہی مسرور نے دست بستہ عرض کی حضور عجب طرح کا معاملہ ہی ملک صیقل آئینہ دار جو مدت مدید
عہد بعید سے اِس قلعہ مین قید ہی کئی دن گذرے بیقرار ہو کے نگہبانون کو للکارتا تھا نام خدا سے
نادیدہ لیکر پکارتا تھا اور یہ بھی کئی مرتبہ اُسنے کہا کہ لو یارو ہماری رہائی کا وقت قریب آگیا اب
ہم طلسم کشا کا ساتھ دینگے زیر سایۂ دامن دولت تبیرۂ صاحبقران بسر کرینگے یہ سُنکر مرآت جادو
نے غصہ مین کہا اُس نگوڑے موے موذی کالے کو قید خانے سے بلاؤ مین ابھی اُسکو طلسم کشا
کے پاس پہونچادون طائر روح کو اُسکے قفس جسم خاکی سے آزاد کرون اُسکو ابھی طلسم کشا کا حال
معلوم ہی سب نے کہا حضور کئی مہینہ پیشتر سے وہ ایسی باتین کرتا ہی کہتا تھا اب یہ سب ملک
قبضۂ یزدان پرستان مین آئینگے ساحران روسیاہ مارے جائینگے تصویرین لات و منات کی
ٹھوکرین کھائینگی گزو سکہ نام پر بادشاہ اسلام کے جاری ہوگا یہ سال ساحرون پر بھاری
ہی بڑے بڑے افسر مارے جائینگے ہم ہمراہ طلسم کشا ہر معرکے مین حاضر رہینگے مرآت جادو
غصے سے کانپنے لگی کہا اُس نالائق کو جلد لاؤ اسی وقت دار استادہ ہو جلادان نحس طینت
تیغہاے برہنہ لیکر آئین سامنے مرآت کے یہی سامان مہیا ہونے لگا مسرور جادو فوراً قید خانے
مین پہونچا شاہزادہ صیقل آئینہ دار فرزند دلبند بادشاہ سابق اِسی طلسم کا قید خانے مین
بیٹھا ہوا زنجیر ہلا رہا ہی خانۂ زنجیر مین غل زمین کو تزلزل مسرور نے جیسے ہی جاکر دروازہ قید
خانے کا کھولا صیقل نے آواز دی اب آئینۂ قلب پر صیقل ہوئی غبار غم والم دفع ہوا جو کچھ کہ
بشارت ہوئی تھی اُسی کا ظہور ہی اب قلب کو میرے سرور ہی مسرور نے پکار کر آواز دی
اے صیقل تجھکو قید خانے مین عرصہ گذرا تیرا قلب الٹ گیا تیری بات کا کیا اعتبار ہی اُس
شاہزادہ صاف باطن نے جواب دیا اے مسرور مغرور یہ بھی بزرگان دین کہہ گئے ہین سب ہی اُنے
کی خبر دی ارشاد فرمایا تھا اے صیقل خوردہ باد وقت رہائی قریب آیا آقا تیرا ایرج نوجوان لڑتا
بھڑتا تا بہ قلعۂ اسکندریہ پہونچا ہزارہا ساحر داخل جہنم ہوے اب وقت عیش و سرور قریب
آیا ابھی تسکین دیکر تشریف لے گئے ہین کہ تو نے دروازہ کھولا گویا دروازۂ عیش و فرحت وا ہوا
مسرور جادو یہ سُنکر مثل ابر کے گڑگڑایا سر زنجیر کو پکڑ کر اس عالی خاندان کو کھینچتا ہوا پیلا سامنے
مرآت جادو کے پہونچایا جیسے ہی صیقل نے اس ناکام کو دیکھا پکار کر آواز دی او ملعونہ دیکھ

حقدار کو حق پہونچا چاہتا ہی مرأت جادو غصہ مین تھر تھر کانپنے لگی کہا او صیقل تجہہ پر بھی حال طلسم کشا
آئینہ ہوا قید خانے مین کیا بیہودہ بکتا تھا میرے سامنے تو کہہ سزاے کامل دون صیقل نے کہا
او نمکحرام کیا بیہودہ بکتی ہی جو تجھے ہو سکے قصور و کوتاہی نہ کر مین عرصۂ دراز سے مطیع احکام پروردگار
ہوا طلسم کشا کی آمد کا امیدوار رہا شکر ہی کہ مژدۂ فرحت افزا سنا آقاے نامدار مولاے
قدرشناس کا اس طلسم اسکندریہ مین گذر ہوا مرحلہ جات فتح ہوے نمکحراموں کو سزا ملی وہ وجہ
نمکحرام کاہان ہی یعنی افراسیاب خانہ خراب اُسنے اپنے ولی نعمت کے ساتھ کیا کیا تونے ہمارے
بزرگون کو نفرہ دیا ملک و دل پر قبضہ کر لیا انشاءاللہ اب وقت انتقام قریب آیا کل نمکحراموں
سے انتقام ہوگا غلامان صاحبقران کا نام ہوگا تو میرے قتل پر قادر نہین ہی یقین کامل ہی مین
طلسم کشا کی قدمبوسی سے مشرف ہون اُس شہریار کا ساتھ دون زُتا بھُرتا تا طلسم ہوشربا
پہونچون فتاح طلسم ہوشربا اسد نامدار نظر کردۂ بزرگان عالی وقار کی بھی زیارت سے
مشرف ہونگے ہمارے آقاے نامی شہنشاہ گرامی یعنی لاچین جادو بادشاہ خوشخو کی بھی قدمبوسی
حاصل ہوگی خیرخواہان دولت کو بھی تسکین ہوگی ایسے کلمات جرأت آیات شاہزادہ صیقل
آئینہ دار نے غصہ مین کہے مرأت جادو کے ہوش اُڑ گئے وزرا امرا مرأت کی صورت دیکھنے
لگے مرأت جادو نے کہا یارو نہ گھبراؤ معلوم ہوتا ہی یہ تو بڑا ستارہ شناس ہی کسی کاہن یا جوگی
یا پنڈت نے ایسی باتین بنائی ہونگی خوشامد مین اسکو سنائی ہونگی کہ بادشاہزادہ ہی شاید
کبھی چھوٹیگا کچھ دیگا پنڈت وغیرہ ایسے لوگون کو ڈھونڈھا کرتے ہین دوا پھر سنا دیگا پیارے
لیا اُسکا دل خوش کر گئے صیقل نے کہا او مکارہ مین عرصۂ دراز سے قید خانے مین ہون صورت
آسمان کی دیکھنا دشوار ہوئی پروردہ عہد ناز و نعم او ملعونہ پھر یہ ظلم و ستم اب بہتر یہ ہی کہ
قدمون کو بوسہ دے ہم شاہان جلیل ہین بزرگان دین ہمارے کفیل ہین تیری خطا
معاف کر دین پھر عہدہ ہاے جلیل سے سرفراز کرین نمکحرام ہماری شفقت پر ناز کرین اگر
اسکے خلاف کریگی سزاے معقول پائیگی جہنم مین جلائی جائیگی مرأت جادو نے اشارہ کیا جلاد
جلاد کو بلاؤ اس بد زبان دراز کو سزا دو جلاد جلاد کا ظاہر ہوا فوراً جلاد حاضر ہوا تیغہ کھینچکر سامنے
آیا نعرہ کیا شعر سلطنت سلطان کند فریاد بر جلاد چیست · مرغ را دانہ بلا شد معنی بر صیاد چیست

کس کا رشتۂ حیات منقطع ہوا ہی کس کا ساغر عمر لبریز ہو گیا کون مغضوب درگاہ سلطانی ہی تیغہ بارہ دار رکھتا ہون بازو پہ قوت ایک ہاتھ مین سر کو قلم کرتا ہون قتل کرنا میرا کام ہی جلانا میرا کام نہین حکم اول ہی مجھکو ارشاد فرمایئے کل اہلیان دربار مین اسوقت ایک غریو بلند ہوا ہر ایک کا قول تھا یار و یہ کیا ستم ہی اپنے بادشاہ کے فرزند دلدار کو بجبر قتل کرتی ہی ایسے بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی ہی انجام اسکا بد ہی وقت انقلاب قریب آگیا دیکھیے کیا ہوتا ہی قلعہ مصوریہ مین تو کیفیت ہی کہ جلاد تلوار کھینچے سر پر شاہزادہ صیقل آئینہ دار کے کھڑا ہی مرات نے حکم دیا چاہتی ہی اہلیان دربار بدحواس ہر ایک کو عالم یاس کلمات عبرت زبان پر جاری بیقراری اشکباری لیکن اب حال اُس بدمآل مقصور بن قمار شعلہ زن کا گذارش ہوتا ہی کہ یہ بیحیا پر پرواز پیدا کرکے بنابر گرفتاری ایرج نوجوان چلا تھا اول آکر داخل لشکر ظفر اثر ہوا دیکھا لشکر آباد خیمے بارگاہین استادہ کثور ہ کھنک رہا ہی بازار کھلے ہوے دوکاندار بیع و شری پر تلے ہوے یہ بیحیا بشکل فقیر پھرتا ہوا بازار مین آکر بیٹھا ایک سے پوچھا کیون صاحب طلسم کشا کس بارگاہ مین جلوہ فرما ہین اُس شخص نے اشارہ کر دیا کہ وہ سامنے بارگاہ زر لفتی استادہ ہی اسمین اُس شیر بیشۂ صاحبقرانی کا گذر ہی بس مقصور ملعون ایک گوشہ مین آیا نقب سحر لگاتا ہوا طرف بارگاہ والا قدر کے چلا یہان دونون شیدائے یکدیگر یعنی ایرج نوجوان و ملکہ بران شمشیر زن مدت کے بچھڑے ہوے جو ملے ہین دفتر شکایت کے کھلے ہین مضامین حسرت و یاس سے دل بھرے ہوے تھے اسکو خالی کر رہے ہین عشرت شاپور شیر دل کبھی میکو شراب پلاتا ہی کبھی چنگ مرصع ہاتھ مین لیکر دل بہلانے کو دونون عاشق و معشوق کے یہ غزل عاشقانہ گاتا ہی غزل

گل چھری پائینگے جتنے ہین اسیران قفس — دن کو صحان قضا رات کو مہمان قفس

دے کہین رخصت فریاد انھین ای صیاد — تنگ آتے ہین بہت ضبط سے مرغان قفس

مژدہ ای قسمت بد دام بلا مین آکر — میہمان چمنستان ہوے مہمان قفس

پنبہ در گوش نہ رہ بہر خدا ای صیاد — سن ذرا زمزمۂ نالۂ مرغان قفس

دور یان گود مین لیکر جو قضا نے دی ہین — پانون پھیلاے ہوے سوتے ہین مرغان قفس

مژدہ چاک قفس کیا ہی اسیرون کے لیے — آنکھ کھولے ہوے بیٹھے ہین نگہبان قفس

برگ گل فرش قفس چاہیے کرنا صیاد ۔ جی کو بہلائین یہین کاش اسیران قفس

خوابگاہِ ستم افزا ہی گرفتار دن کی ۔ یارب آباد رہے گوشۂ ویران قفس

فصل گل آتے ہی مرغانِ چمن ہین دلشاد ۔ کہہ دو صیاد سے تیار ہو سامان قفس

مخلصی تجبۂ الفت سے بہت مشکل ہی ۔ چھوڑنے کے نہین ناخن مرے دامان قفس

مخلصی نے ہمین پھر شوق اسیری بخشا ۔ یاد آنے لگی وہ صحبت یاران قفس

غنچۂ جاے اجل کی مرے افسانے سے ۔ تا قیامت نہ کھلے چشم نگہبان قفس

چھوڑ دے توڑ کے بازو کہین باہر صیاد ۔ تنگ آتا ہی اٹھانا ہمین احسان قفس

مخلصی پاکے فراموش کیا مجھکو آہ ۔ یاد آیا نہ احبا کو مین مہمان قفس

چھٹ کے ہم سکن ایذا سے بھی رنجیدہ رہے ۔ مدتون دل مین رہی حسرت ہجران قفس

نہ پڑی آنکھ تری اور طرف ای صیاد ۔ کیا نہ بلبل کے سوا تھا کوئی شایان قفس

اشک خونی کے ہین قطرے مرے مصور شکل ۔ دیکھو صیاد ذرا لطف گلستان قفس

ہوگئی ایک ہی پرواز مین خالی آغوش ۔ کیا غضب ہو نہ برآیا کوئی ارمان قفس

ہیبتِ نالۂ پر غم سے زمین کانپ اٹھی ۔ چرخ چکر مین ہو دیکھے جو مری شان قفس

رنج عشرت سے نہین کم جو ہو دن لحاب نسیم ۔ مغتنم جان تو یہ صحبت یاران قفس

کبھی گانے لگے اخگر باہر جاتا ہے یہ دونون عاشق تن گرفتاران دام رنج و محن ان اشعار کے مضامین حسرت آئین جو خیال مین کرتے ہین ٹھنڈی سانسین بھرتے ہین ایسے نوجوان کا دامن سے ملکہ کے اشک پاک کرنا کبھی بجھانا کہا ای ملکۂ عالم ای گل گلزار خوبی ای رنگ و بوے گل حدیقۂ محبوبی ای سرو نوخاستۂ گلشن زخیبای نہال باغ دلکشاے محبت ای باعث صبر دلِ ترددمنزل ای مونس تنہائی وای باعثِ صبر وشکیبائی اب یہ کلمات حسرت آیات سننے کی قلب مین طاقت باقی نہین ہی اب ہجر ناگوار ہی دل مثل سیماب بیقرار ہی اب یہین تشریف رکھو کوکب روشنضمیر کو جواب دینگے ٹھہر کر اسکے طلسم پر قبضہ کرینگے ورنہ ہمارا زنگ ہم ذرا گردن تنابی کریگا خرابی در پیش ہی مدت سے اسکا پس وپیش ہی بران نے جواب دیا ای شہریار میرے سنے مین ہزار طرح کی خرابی ہی صحبت شہنشاہ مین ہزار ہا در اندازمین برہے

برٹے عماز ہین ربط وضبط کا کام ہی صبر و جبر مین نام ہی آپ نبیرہ صاحبقران صاحب عظم و شان جری
بہادر صف شکن تیغ زن سطوت صولت رعب و دبدبہ شجاعت جوانمردی قلعہ گیری ثابت قدمی آپ کے
خاندان سے ہی سب چاکران کمترین ہین آپ کو اسکا خیال واجب و لازم ہی یہ عاشق و معشوق تو
آپس مین یہ باتین کر رہے ہین مگر مقصور بن قمار نقب سحر دیتا ہوا گوشہ بارگاہ ایرج مین آگر چہرہ
نقب کا توڑ ملعون نے سر نکالا دیکھا مسند پر قران السعدین اجتماع نیرین ماہ و خورشید ایک برج
مین دو گوہر بے بہا ایک درج مین اختلاط ظاہری ہو رہے ہین کبھی ہنستے ہین کبھی رو دیتے ہین لیکن
لوح طلسم ایرج کے گلے مین پڑی ہوئی ہی مقصور گھبرایا سر اندر نقب کے کھینچ لیا دل مین سوچا اہا
کرای مقصور کیا کرون شیر بیشہ صاحبقرانی پر کیونکر دست انداز ہون جرأت مین یکتا صاحب
لوح طلسم کشا علاوہ اسکے دختر کوکب شیرانہ بیٹھی ہی کیا فکر کرون ملکہ عالم کو جاکر کیا منہ دکھاونگا
وہ منتظر بیٹھی ہونگی اسی خیال مین کہ ہمارا خیر خواہ لوح لیکر آتا ہوگا دل سے یہ باتین کرتا ہوا بیرون
بارگاہ ایک نخل کے سایہ مین نکلکر کھڑا ہوا در بارگاہ پر شاہزادے کی نگاہ ہی یکایک معتبر
شاپور شیر دل بارگاہ سے باہر آیا مقصور سوچا کہ یہ اسکا عیار ہی صاحب راز و نیاز خدمتگاری
مین سرفراز کسی طور سے اسکو گرفتار کرون شاپور دریچہ خانہ پر پہونچا وہان سے کا ابی لیکر
چلا تھا کہ مقصور کی نگاہ پڑی اس پہچانے وہین سے سحر کیا شاپور نے لڑکھڑا کے گرا مقصور
قریب آیا شاپور کو سحر سے بیہوش کر کے کنارے ڈال دیا آپ سحر سے صورت شاپور بنکر
تیار ہوا اندر بارگاہ کے آیا مگر گھبرایا ہوا [illegible] اڑے ہوش پران حیران پریشان ایرج نوجوان
نے جو ستر دو دیکھا اوچھا کیون برادر خیر تو ہی اس نے گھبرا کر عرض کی کہ حضور ذرا کنارے
آئین مین کچھ عرض کرونگا ایرج نوجوان بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے وقت وہ ہی کہ ستارہ
سحری چمک چکا ہی مرغ سحری صدا دیرہا ہی شمع ہائے سوی و کافوری پر زردی آچلی ہی رخ
شمع مائل بزردی ہی پروانے لگن مین جلے ہوئے پڑے ہین عاشقان صادق جل گئے معشوق
نے پروانہ کی شمع نے بھی رات بھر اشک حسرت بہائے کسی نے خبر نہ لی کوچہ عشق مین عاشق و
معشوق دونون تباہ ایک کو سوز عشق نے تباہ کیا ایک نے رو رو کر اپنا خون اپنی گردن پر لیا
فرش مین جابجا شکن عاشق و معشوق کے حال پر فرش نے بھی تیوری چڑھائی پردہ ہوا سے

اڑ کر دور جا زمین پر گرتا ہی عاشق و معشوق پر جو صدمہ ہونے کو ہی سر پٹک رہا ہی ایرج کو ساتھ
لیے ہوے مقصور کنارے آیا گھبرا کر کہا ای شہریار ابھی کچھ جادوگر پاس سے مرات جادو کے پلٹ کر
آئے ہین اُنہنے مشہور کیا کہ لوح طلسمی طلسم کشا کے پاس سے ہمنے نکالی ابھی ابھی غلام نے یہ خبر وحشت
اثر سُنی حضور کے پاس لوح موجود ہی ایرج نے کہا ای برادر جسوقت سے مین میدان جنگ سے پلٹا
سوائے تمھارے میرے پاس کوئی نہین آیا اُسی طرح سے لوح موجود ہی عرض کی اُتار دیے غلام دیکھے تو
ایرج نے بہ محبت شاپور رنج کو گلے سے اُتار کر کہا دیکھو بھائی تم سے ہمین کیا انکار ہی شاپور
نقلی نے لوح کو ہاتھ مین لیا پیچھے ہٹ کر ایرج نوجوان پر سحر کیا یعنی ایک ماش کا دانہ پھینک مارا
ایرج بیہوش ہو کر گرے اس بچیا مقصور نے بہ تعجیل تمام لوح کو رومال مین لپیٹ کر جھولی مین رکھا
ایرج کی کمر مین پنجہ دیکر اُٹھایا قصد ہوا کہ نکلوں یہان ملکہ بران بیٹھے بیٹھے گھبرائین مثل مشہور ہی
شعر دل با دل رہیست درین گنبد سپہر * از سوے کینہ کینہ و از سوے مہر مہر * زلف معشوق پر اگر
بل پڑا عاشق صادق کے مزاج مین ابتری ہوگی ضرور دل خبر دیتا ہی ملکہ بران گھبرا کر اُٹھین
کئی مرتبہ شاپور کو آواز دی جواب نہ ملا اور زیادہ تردد ہوا پردہ اُٹھا کر باہر آئین
اُسوقت پہونچین کہ دور سے دیکھا ایک سیاہ پوش بصد جوش و خروش ایرج نوجوان کو
اُٹھا رہا ہی بس ملکہ کو تاب نہ آئی آواز دی خبردار کون ہی ادھر طلایہ پر ملکہ انجم ماہ رخسار
رات بھر پہری ہی یہ بھی عاشق صادق شاہزادہ والاقدر ہی کل فوج کی افسر ہی یہ بھی دوڑی
آواز پہ یہان سے آواز دی کیون حضور خیر تو ہی ملکہ بران نے پکار کر آواز دی جلد اپنے کو
یہان تک پہونچاؤ تمھارے آقا کو کوئی گرفتار کر رہا ہی ادھر سے ملکہ انجم دوڑی راہ مین انجم
نے دیکھا شاپور ایک مقام پر بیہوش پڑا ہی بس انجم نے بیقرار ہو کر پکارا حضور بڑا
غضب ہوا کچھ فتور برپا ہو گیا شاپور یہان بیہوش پڑا ہی کسی کے سحر مین مبتلا ہی یکلک
انجم نے شاپور پہ باران سحر برسایا آپ دوڑی لشکر مین بھی ہلڑ ہوا مقصور سمجھا طلسم کشا
کو نہ لیجا سکونگا لوح طلسم لیجاؤن پھر انکا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی یہ سوچ کر پر پرواز
پیدا کیے اڑ کر چلا ملکہ بران نے نعرہ کیا سحر کر کے بلند ہوئین جیسے ہی برابر مقصور کے پہونچین
لوح بھی ہاتھ مین تھی ملکہ کو دیکھکر ذرا رنگ رو متغیر ہوا لوح کو سامنے ملکہ بران کے جھکا دیا

پلک جھپکی غش آنے لگا قلب تھرایا ارے کہا کہ ملکہ مجھے ہنسی لتنے عرصہ مین مقصور قندیل فلک ہوا مثل
ستارۂ سحری آسمان پر چمکا نعرہ کرکے پکار اٹھا منم مقصور بن قہار شعلہ زن باشیدای مسلمانان مین
لوح طلسمی لیچلا اب سر پیٹا کرو طلسم کشا کو مابدولت نے نہ لیا جب چاہینگے پکڑ لیجائینگے یہ جو سُنا
ساحران غدار بتعاقب مین مقصور بن قہار کے چلے انجم نے شاپور کو ہوشیار کیا ملکہ بران نے
بڑھکر ایرج نوجوان کو سنبھالا جب شاہزادہ ہوشیار ہوا ملکہ نے کہا صاحب لوح طلسمی کو کیا کیا
مجھ سے عقلمند ہو خال سپاہی تباہی سے کچھ کام نہین کیونکر لوح حوالے کی ایرج نے گھبرا کر کہا مین
نے سوائے بھائی شاپور کے کسی سے کلام بھی نہین کیا شاید انھین کی شکل بنکر کوئی جادوگر
آیا لوح مانگی مین نے دیدی اُسکے بعد مین بیہوش ہوگیا مجھے احوال نہین معلوم کیا سر گذرا ملکہ
بران نے کہا مین جانتی ہون معلوم ہوتا ہی قلعہ مقصوریہ پر جا کر جما ہوا ہی وہان سے یہ
مقصور جادو آیا دم دیکر لوح لیگیا بڑا غضب ہوا جان بچنا دشوار ہوگی ہر ایک تدبیر بیکار
ہوگی افسوس صد ہزار افسوس شعر من در چہ خیالیم فلک در چہ خیال :: کارے کہ خدا کند فلک
را چہ مجال :: دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار کیا کجروی دکھاتا ہی ایرج غصے مین کانپا کہ تم
طرف طلسم نور افشان کے جاؤ مین فوراً اپنے کو تا بقلعہ مقصوریہ پہونچاؤنگا لوح لونگا یا زہر کھا کر جان
دونگا ملکہ بران کی آنکھون سے اشک حسرت جاری ہوئے اشارہ کیا صاحب کیونکر ہو سکتا ہی
کہ تمھارے دشمن جان رہین ہم جا کر طلسم نور افشان مین بیٹھ رہین خوف ذلت و رسوائی نے پابند کیا
اسقدر سود مند کیا کہ اب کلام کرنا ناگوار ہی زیادہ ٹھہرنا اچھا نہین یہ کہکر ملکہ بران شمشیر زن
چیخ مارکر بشکل عقاب آسمان [illegible] اتنے عرصے مین لشکر مین ہنگامہ ہوگیا انجم ماہ رخسار
نے نفیر سحر بجائی کمر بندی ہونے لگی شاپور قریب ایرج نوجوان کے آیا ایرج نے کہا ای شاپور
غضب ہوا لوح طلسمی قبضہ سے گئی ملکہ بران یکہ و تنہا تعاقب مین اُس ملعون غدار کے تشریف لے گئی
ہین جلد مرکب تیار کروا ایسا نہو اُنکے دشمنون پر کوئی اُفتاد پڑ جائے مین منھ دکھانے کے کام
کا نہ رہونگا اپنی بارگاہ سے ملکہ شیشہ می نوش نکل آئی رنج و ملال مین شب بھر جاگی ہی اس خیال
مین قلب پر چھریان چلا گئین کہ ایرج نوجوان پہلو مین ملکہ بران کے بیٹھے ہونگے اب جو نکلکر خیمے
سے ایرج کو دیکھا شرمائے منھ پھیر لیا لشکر غم و الم نے گھیر لیا ایرج کو اس حرکت پر نہایت غصہ آیا

مرکب کو بڑھا کر چلے ملکہ شیشہ می نوش نے شاپور کو قریب بلایا کہا کیون بھیا شرط وفاداری یہی ہی کہ اسوقت شہریار نے ہمارا مزاج بھی نہ پوچھا ہم نے سلطنت پر لات ماری مان کے گھر کو برباد کیا اسکا بہت جلد ہمکو بدلا ملا آج ہمارا مزاج بھی نہ پوچھا گیا اب ہم بھی اُس سے بات نہ کرینگے تڑپ تڑپ کے جان دینگے اپنی کیفیت مضمون سے ان اشعار آبدار کے ظاہر ہو اشعار مرزا نسیم

کہین کیا دست وحشت کا کہانتک سر پہ احسان ہی
کہ اب تار گریبان ہی نہ باقی تار دامان ہی

مقام سیر ہی کنج لحد بھی یاد گلرو سے
جگر کے داغ گلشن ہین کفن صحن گلستان ہی

بڑھی لو اور چالاکی پہیے جو پاؤن مین کانٹے
کہ پاے آبلہ پیما ہر اک خار مغیلان ہی

یہ حالت ہی کہ ہی زنجیر بھی محتاج نالے کی
ہلا سکتے نہین پا کو یہانتک تنگ زندان ہی

بھلا کیا زندگی کا لطف مجھسے ناتوان کو ہو
کہ ہل جانا سر مو کا قضا کا سر و سامان ہی

مزا لطف اسیری ماتم صیاد ہی اے دل
کہ آغوش قفس تک آتے آتے رخصت جان ہی

بہار سبزہ تو دیکھتے ہین جوش گریہ سے
دل وحشی کے بہلانے کو مرقد بھی بیابان ہی

کیا چاک بدن جب کچھ نہ پایا دست وحشت نے
یہانتک اب برہنہ ہین کہ اپنی جان عریان ہی

نہین مدفن مین بھی آرام ہر دم چونک اٹھتے ہین
صداے نالۂ مرغ سحر سے دل پریشان ہی

بنا کر خون پسینا کفن کھلاتے لالہ کا
کہ اپنی وجہ خونریزی حناے دست جانان ہی

ہوا تیغ تبسم سے جو کشتہ دلربائی مین
بہ شکل گل ہر ایک زخم بدن شادی سے خندان ہی

بجز فضل خداوند حقیقی کون ہی اُس کا
نسیم بیکس و مضطر غریق بحر عصیان ہی

یہ اشعار پڑھکر ملکہ شیشہ می نوش زار زار روئی شاپور نے کہا اے ملکہ عالم کہین کچھ احوال بھی معلوم ہی کہ آقاے نامدار پر کیا معرکہ گذرا ایک ساحر مقصور بن قہار نامے آیا دم دیکر موج طلسمی لیگیا قیامت برپا کی ملکہ بران شمشیر زن تعاقب مین گئی ہین ملکہ انجم ماہ رخسار لشکر کو تیار کر رہی ہین یہ سنکر ملکہ شیشہ می نوش کا نشہ اتر گیا ہوش و حواس پراگندہ گھبرا کر کہا کہ بھیا شاپور یہ تو بڑا غضب ہوا اب کیا ہوگا خدا انکی جان بچاے ہی مین تو کہتی تھی اس طلسم کشائی مین آگ لگے تمام دنیا اس شہریار کی دشمن ہو گئی بھیا تم جا کر شاہزادے کو سمجھاؤ کہ آپ طلسم کشائی سے ہاتھ اٹھایئے قلعہ طلسمی انکا چھوڑ دیجیے اپنے دادا جان کے لشکر مین چلیے جب

آپ آنکا پہچانا کرینگے جادوگر بھی سب سرپیٹ کر بیٹھ رہینگے شہریار نے مرجانات کو فتح کیا ہزارہا ساحر انکے ہاتھ
سے واصل جہنم ہوے انکے عزیز واقارب فکر مین ہین انکے پھر اسی ذکر مین ہین شاپور نے کہا ملکہ اب زیادہ
کلام کرنے کا محل نہین ہے یہ تمھارے کہنے کی بات ہے کہ طلسم کشائی سے ہاتھ اُٹھا مین عنایت سے پروردگار
کی طلسم فتح کر چکے مان تمھاری ملکہ مرأت جبتک زندہ ہین کدوکاوش کر چکی اپنی جان بچانے کی کوشش
کر چکی اسکا ڈر کیا جو منظور خدا یہ البتہ بڑا غضب ہوا لوح طلسم کا قبضہ سے نکل جانا تو مرأت کو خوف تھا
کہ انپر سحر تاثیر نہین کرتا اب لشکر کشی کریگی سرکشی سے باز نہ آئیگی اگر آج ملکہ بران موجود نہ ہوتین تو وہ
ساحر انکو بھی لیجاتا تھا اب جاکر بارگاہ مین بیٹھیے جو ملازم اس مقام پر ہین انکا انتظام کیجیے پریشانی
کو خاطر اقدس مین جگہ نہ دیجیے شاپور شیر دل ملکہ مرأت کو سمجھا رہا تھا کہ سامنے سے دیکھا فقدرق
روان قاسم عالی شان شاہزادہ ایرج نوجوان لشت گرہ بن اشقر پر سوار گرد ہزارہا ساحران
نامی رفیقان گرامی گھیرے ہوے بر یلغز آتے ہین ملکہ شیشہ می نوش نے جو شاہزادے کو
اسطور سے آتے ہوے دیکھا روتی ہوئی بڑھین باگ پر ہاتھ رکھ دیا کہا ای شہریار برلے خدا
اب آج جانے کا قصد نہ کیجیے سب جادوگر آپ کے نام کے دشمن ہین قلعہ طلسمی انکا چھوڑ دیجیے بلکہ
اگر حکم ہو تو مین لکھ بھیجون کہ ای مادر نامہربان مین نے آپ کی سفارش کر کے قلعہ طلسمی چھوڑ دادیا
اپنے قلعہ مین اگر بیٹھے آپ کا نام لکھدونگی کہ انسے دشمنی نہ کر دیا تو ایرج نوجوان نہایت غصے مین تھے
ان باتون پر ملکہ شیشہ می نوش کے بے اختیار ہنس پڑے کہا صاحب کیا تم نے لڑکون کا کھیل
سفر کیا ہی کہ مین قلعہ چھوڑ دون اطمینان ہو جاے ہم سفر کر کے چلے جائین وہ ہمارا پیچھا نہ کرے
جو اُس سے ہو سکیگا کریگی کیا وہ باز رہیگی انشاءاللہ اگر گھسکر قلعہ مین نہ مارا تو نام اپنا شاہزادہ
ایرج نوجوان نہ پایا قضا ہماری ہمکو لیے جاتی ہی بموجب مصرعہ ہرچہ رود بر سر ما انچہ پسندی
رواست ؛ یہ کہکر گھوڑے کو پھیرا اب تو ملکہ شیشہ می نوش گھبرائی کنیزون کو آواز دی کہا جو
تم لوگ کیا چانون چانون کر رہی ہو میرا راج سہاگ خاک مین ملتا ہی قلعہ مقہوریہ پر جانے کی
تیاری ہی جلد تخت آراستہ کرو کارگزاران شاہی نے فوراً تخت آراستہ کیا رنگ رو شیشہ
می نوش اُڑا ہوا گرد کنیزون نے آکر گھیر لیا نقارے بجے علمہاے زرنگاری کے پھریرے
کھلے لشکر مین تلاطم ہوا سامنے سے دیکھا ملکہ انجم ماہ رخسار طاوس زرین بال پر سوار جگمگاتی آتی ہین

مین آنسو بھرے ہوے زلفین عنبرین چہرۂ زیبا پر پریشان عقب مین صدہا جادوگرنیان اہل شوکت
سے ملکہ انجم آتی ہین ملکہ شیشہ مے نوش کو تخت پر دیکھا انجم نے سلام کیا پایۂ تخت پر ہاتھ رکھدیا
اشک حسرت چشم حق بین سے ٹپکائے عرض کی اے حضور آپ کیون تکلیف فرماتی ہین فلک نے گردش
دکھائی لوح طلسمی مقہور بن قہار لیگیا ملازمان شاہنشاہی کو داغ دیگیا ملکہ بران شمشیر زن دختر
بلند اختر شہنشاہ کوکب روشن ضمیر صاحب جاہ و توقیر حسن مین رشک ماہ منیر سب کے پیٹے گئی ہین
اب ہوسکتا ہی کہ ہم تامل کرین گوشۂ عافیت مین بیٹھین آپ سحر سے آگاہ نہین ہین آپ کا تکلیف کرنا بہتر
نہین ہی جو چلا ہی آمادۂ مرگ و مہیاے قضا ہوا ہی خود بادشاہ طلسم وہان موجود ہی لوح طلسمی
قبضہ سے جاچکی اب سواے جان دینے کے کیا چارہ ہی شیشہ مے نوش نے گھبرا کر کہا بوا تمکو
غم ہوا ہمکو کچھ اسکا افسوس نہین ہی اے ملکہ انجم آپ لوگ اگر جان بچائین کہین جاکر چھپ جائین
مرات جادو تلاش نہ کریگی میری جان کی دشمن ہی لوح طلسمی مین نے لاکر دی خنجر جادو کو مارا ورنہ
لوح کا پتا ملنا دشوار تھا انجم نے کہا حضور اختیار ہی اسوقت جو دست طلسم کشا کا ہی آمادۂ حرب
و پیکار ہی اگر راہ مین اُس ملعون کو پاگئے اور لوح طلسمی لیلی تو ہماری فتح اُنکی شکست ہی ورنہ جان
دینے کا بندوبست ہی یہ کہکر انجم نے بھی طاؤس کو اپنے اڑایا جو ساحر غیر ساحر جس مقام پر تھا
عقب مین شاہزادے کے چلا سب سے زیادہ شیشہ مے نوش بصد جوش و خروش لشکر کو تیار
کرا کے چلی ہی مگر بیقراری نے سر اٹھایا قلب تھرایا کنیزین ساتھ مین ہزارہا ساحران زبردست
پایۂ تخت پر ہاتھ رکھے ہوے عرض کرتے جاتے ہین کہ حضور نہ گھبرائین پروردگار فضل اپنا شریک حال
کریگا یہ لڑائی بھی فتح ہوگی شیشہ مے نوش کہتی ہی صاحبو اپنے بخت واژگون و طالع نگون سے
یون امید نہین ہی ایک لمحہ فلک نے آرام نہ لینے دیا ہماری زندگی حسرت مین گئی ساتھ والیان
ان کلمات کو سنکر روتی ہین کوئی کہتی ہی کہ واری خدا آپ کے راج سہاگ کو قائم رکھے دشمن
مارے جائین دست فتح پائین بیان تو اِس طور سے یہ لشکر طرف قلعۂ مقہوریہ کے جاتا ہی
لیکن گذارش کرچکا ہون کہ مرات جادو نے غصے مین آکر صیقل آئینہ دار کو بلاکر زیر تیغ بٹھایا
ہی قلعہ مقہوریہ مین ہنگامہ ہی ہر گلی کوچہ مین یہی چرچا ہی کہ صاحبو مرات جادو نے اب بڑے
ظلم پر کمر باندھی ہی شاہزادہ صیقل کے بزرگون کو قتل کیا ملک و مال پر قبضہ کرلیا اب آج غصے مین

اُس شیر بیشہ سلطنت کو بھی قتل کرتی ہی طلسم کشا پر زور بر چلا اُس بیچارے قیدی پر غصہ اُتارتی
ہین اتفاقات قضا وقدر مقبول اس قلعہ کا حاکم کاشانہ عفت مین ایک گوہر بے بہا رکھتا ہی یعنی ایک
دختر حسین مہ جبین نیک سیر حور پیکر پری وش گلعذار غنچہ دہن بڑے بڑے رئیس وجلیل اُسکے سودا ے
زلف عنبرین مین آوارہ دشت ادبار ہوے دام مصیبت مین گرفتار ہوے مگر اُس مغرور حسن
وجمال نے کچھ خیال نہ کیا کسی پر نگاہ نہ ڈالی کسی ہجران دیدہ کی خبر نہ لی اگر کسی نے کچھ پیغام پہونچایا
جواب صاف دیا کہ ہمین کسی کے مرنے جینے سے کیا کام مرنے والا کیون مرتا ہی ناحق اپنے کو مطعون
و بدنام کرتا ہی شعر ایسے چودہ ہزار مرتے ہین * کہین ہم لوگ رحم کرتے ہین * کسی نے جوش محبت
مین سنکھیا کھائی تڑپ تڑپ کر جان دی کوئی ہو حق کرتا ہوا جنگل مین نکل گیا مثل فرہاد جگر سوز
پہاڑ سے سر ٹکرا ٹکرا کر مرا اس رشک شیرین نے خیال بھی نہ کیا لیکن حاکم قلعہ کی بیٹی ہی سحر مین طاق
شہرہ آفاق طرف سے قیدخانے کے گذر ہوا صیقل کو دیکھکر مائل ہوئی تڑپتی ہوئی گھر مین آئی
کئی دن آب ودانہ ترک رہا جب کنیزون نے دلدہی کرکے پوچھا کہ حضور باعث بیقراری کیا ہی
آپ کو کس شی کی کمی ہی مزاج مین کیون برہمی ہی جب ساتھ والیون نے بہت پوچھا ملکہ شمع رخسار
نے جلکے جواب دیا صاحبو پوچھنے سے کیا فائدہ اگر ہمارے درد کا علاج کرو تو کچھ حال دل
کہین ورنہ خاموش رہین چمن آرا وزیرزادی ملکہ شمع رخسار کی قدمون سے لپٹ گئی آنکھین تلوون
سے ملین عرض کی واری یہ کنیز قدیم آپ کی جان ومال سے حاضر ہی کچھ کچھ مین سمجھ بھی گئی ہون
مگر اپنی زبان سے فرمائیے اگر آگ کا دریا ہو جھیلین جان پر کھیلین نمک حلالی ہمارا کام ہی ملازمان
خیر خواہ کا اسی مین نام ہی چمن آرا نے جب اسطرح کے کلمات تسکین آیات کہے شمع رخسار نے
چمن آرا کے گلے مین ہاتھ ڈالدیا کہا ای خیرخواہ فلان قیدخانے مین وہ جوان کون ہی جو طوق
وزنجیر مین قید ہی کس صیاد جلاد کا صید ہی وہ یوسف کنعان دلبری کس گلستان کا پھول ہی
کس آسمان کا ماہ درخشان کس برج کا انجم تابان ہی کیا خطا ہوئی کیون قید کیا چمن آرا نے
منھ پیٹ لیا کہا ای ملکہ عالم اس جوان کی حسرت و یاس پر زمین روتی ہی آسمان اشک حسرت
بہاتا ہی طلسم اسکندریہ کا بادشاہ اس شہریار کا والد نامدار تھا صاحب جاہ وجلال دولت وحشم
بندہ درگاہ فوج ولشکر بے حساب خود بھی علم سحر وافسون مین کامل عاقل باذل فہیم شفیق رعیت

پرور عدالت گستر شیر و بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا ظالمون کا نام صفحۂ ہستی سے مٹادیا سرکشون کو
خاک مین ملادیا بانی مرأت جادو آنکی مدار المہام یعنی آپ کے والد نامدار سپہ سالار لشکر کل فوج کے افسر
دونون صاحبون نے آپسمین میل کیا اس بادشاہ عالیجاہ کو زہر دیا یہ شاہزادہ بارہ برس کا تھا
اسکو گرفتار کر لیا چاہا قتل کرین لوگ مانع ہوے کہ اُسنے ابھی کیا خطا کی ہے آخر قتل سے درگزرے
اس یوسف مصر شہنشاہی کو زندان مین قید کیا شاہزادہ صیقل آئینہ وار اس جوان کا نام ہے اگرچہ
اپنے باپ کے زمانے مین کمسن تھا مگر فن سحر و ساحری مین طاق علم نیرنج و شعبدہ مین شہرۂ آفاق
ملکہ شمع رخسار نے جب یہ حال سنا چاہا کہ ضبط کرون دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشۂ
دل بدعت سنگ عشق سے ٹوٹا آنسو بھر رویا کرتی تھی ٹھنڈی سانسین بھرتی تھی چمن آرا مونس
تنہائی باعث صبر و شکیبائی ہر گھڑی سمجھایا کرتی تھی واری صبر کرو دل پر جبر کرو فراق کا انجام وصل
نہ گھبرایئے کوئی سبب پیدا ہوگا وہ شیر دل قید سے چھوٹیگا آپ تک رسائی ہوگی فراق کا زمانہ
ختم ہوا چاہتا ہے ایسی ایسی باتین سمجھایا کرتی تھی ملکہ شمع رخسار گاہے ماہے حیلہ سے قید خانے
مین جاتی تھی زیارت سے محبوب کے دل کو تسکین دیکر چلی آتی تھی آج رنج و ملال مین بیٹھی تھی کہ
وزیر زادی روتی ہوئی سامنے آئی عرض کی واری بڑا غضب ہوا ملکہ مرأت جادو قلعہ طلسمی
سے شکست کھاکے آئین آپ کے والد نامدار کو نگر طلسم کشا مین روانہ کیا لیکن شاہزادہ صیقل
نوجوان نے آج کچھ قید خانہ مین خواب دیکھا تھا خواب دیکھکر بہت رویا سامری پرستون کو برا
کہا مطیع مذہب یزدان پرست ہوا خداے نادیدہ کی تعریف کرتا ہے یہ خبر ملکہ مرأت نے سنی
سامنے بلوایا وہ شیر بیشۂ سلطنت دریاست مرأت جادو سے کب دبتا ہے برابر کی گفتگو ہوئی
اب اسوقت مرأت کا ارادہ ہے کہ اُس شہریار کو قتل کرے میرے سامنے جلاد آچکا تھا قتل مین
اُس شیر کے کد و کاوش نشان سلطنت کے گرانے مین کوشش ہو رہی ہے یہ سنکر ملکہ شمع رخسار
کی آنکھون مین اندھیرا آگیا قلب تھرا گیا گھبرا کر کہا کیون بوا چمن آرا مین کیا کرون زندگی تک
امید تھی کہ کبھی تو مطلب دل پورا ہوگا ہاے یہ کیا خبر وحشت اثر سنائی چمن آرا نے کہا حضور مجھسے
صبر نہوسکا دربار سے چلی آئی شمع رخسار کہتی ہوئی اٹھی اے وزیر زادی جلد کوئی تدبیر بتا
مجھکو خوب ثابت ہوگیا کہ اُس شہریار کو کچھ بشارت ہوئی مرأت کو نام خدائے نادیدہ سنکر

نفرت ہوئی ای چمن آرا مین خداے نادیدہ سے عہد کرتی ہون اگر یہ شیر دلیر آفتاب آسمان سلطنت
ماہ درخشان ریاست کی جان بچ جاے اور میری اُس شہریار تک رسائی ہو مین دل وجان سے
اقرار کرتی ہون کہ مین مذہب طلسم کشا کا اختیار کرونگی یہ تو ہمیشہ سے میرا دل کہتا ہی بھڑ دے پوتنے
دو سو صد ایسے کتنے دیو بن ہوے انگریزی کے الفاظ مین بھی شمار غیر ممکن دیکھو خدائی مین جھگڑا پڑا
مذہب کیسا خراب ہوا اُن لوگون کے دلائل معقول ہین بڑے اُنکو شرف حصول ہین کہتے ہین ہمارا اکیلا
خدا ہی بے مثل و یکتا ہی مین نے تو خداے نادیدہ کی اطاعت کی چمن آرا بتلا اب مین کیا کرون دل کہتا ہی
کہ جا کر بی مرات سے لڑون اُس شیر کو چھڑا لون لیکن انجام اسکا کیا ہوگا اگر وقت پر والد نامدار آ گئے
فرماینگے تو نے کیون دخل دیا ملکہ عالم کو اختیار ہی چمن آرا نے کہا حضور یہ میری صلاح ہی کہ یہان سے
چلیے اور بی مرات سے دست بستہ عرض کیجیے کہ یہ نوجوان فرزند بادشاہ طلسم ہی والد نامدار کو اپنے بڑے
کار ضروری بھیجا ہی اُنکے عقب مین اسکا قتل کرنا مناسب نہین اگر مان جائین بہتر ورنہ پھر تو سنیے جب آپ کے
والد نامدار آئینگے تب دیکھا جائیگا اگر ایک رات کی مہلت ملی ہم حضور کا ساتھ دینگے قید خانے سے نکال
لائینگے اس لڑائی مین جان لڑائینگے مگر اسوقت جلد چلیے میرے سامنے تکرار شروع ہو گئی تھی وہ جوان
اپنی کہتا ہی یہ دھمکا رہی تھی قرار ہی تھی وہ مثل شیر خشمناک ایک سوال ایک کلام ایک زبان ایک
تحریر ایک تقریر ایک خدا یقین ہی تکرار بڑھ گئی ہوگی ملکہ روتی ہوئی اُٹھی یہ کہکر بلکی ہاتھ طرف آسمان
کے اُٹھا دیے عرض کی ای کریم کارساز وای بے نیاز مین جا کر اُس شیر دلیر کو زندہ پاؤن ہاتھ سے اُس
جلاد کے بچاؤن یہ کہکر تخت پر سوار ہوئی چار سو کنیزین بھی ہمراہ ہوئین جادوگرنیان اُنکو ساتھ لیا سمجھا
سب سے کہہ دیا صاحبو ہمارا ساتھ دینا اگر مرنے کا خوف ہی تو ہمارا ساتھ نہ دو ہم مرنے جاتے ہین اسوقت
اگر ہمارے ساتھ سے قدم ہٹایا ہمکو ناگوار ہوگا اسوقت ہم خوشی سے کہتے ہین جسوقت خدا
فضل کریگا تم سب صاحبون کا گھر ہی چلی آنا کوئی طعن تشنیع نہ کریگا سب نے عرض کی ای ملکہ عالم حضور
کا نمک کھایا ہی عزت و آبرو پائی جس سے حضور لڑینگی ہم جان دینے پر آمادہ ہین جہان حضور
کا پسینہ گریگا سر نثار کرینگے ہر زخم پر دم محبت کا بھرینگے اُن سب نے جو مہر و محبت ایسے کلمات کہے
ملکہ نے ایک ایک کو گلے سے لگایا کہا صاحبو بعد پروردگار کے تمھارا بھروسا ہی سب کو ساتھ لیکر
طرف بارگاہ کے تخت اُڑاتی ہوئی چلین یہان وہ وقت ہی کہ مرات جلاد و برائے قتل شاہزادہ

صیقل آئینہ دار د و حکم دیکھی ہو جاتی ہی کہ تمیز احکم دے کہ آسمان پر برق چمکی ملکہ شمع رخسار مع
انیسون جلیسون کے آکر پہونچی ملکہ مرات کو سلام کیا مرات کی جو نگاہ آئینہ جمال شمع رخسار پر پڑی
بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان شمع رخسار آ کر کرسی پر بیٹھی اُس گرفتار رنج و مصیبت پر
نگاہ پڑی زنجیرون ہلا رہا ہی جلاد تلوار کھینچے سر پہ کھڑا ہی شمع رخسار نے دست بستہ ملکہ مرات سے
عرض کی حضور اس قیدی نے کیا خطا کی جو آپ قتل کرتی ہین کیون بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھرتی
ہین مرات نے کہا اے نور نظر یہ ساحرون کے خدا کو برا کہتا ہی یکایک دین جد و آبا سے پھر گیا
علاوہ اسکے بموجب ارشاد فیض بنیاد شیخ سعدی کا فعی راکشتن و بچہ اش نگاہ داشتن کار خردمندان
نیست علاوہ اسکے مذہب جد و آبا کو برا کہتا ہی یہ نے د سو خداوندون سے منحرف ہوا ایک
خدائے نادیدہ کو اچھا کہا یہ سنکر ملکہ شمع رخسار کا کلیجہ منھ کو آیا گرمی عشق نے ہڈیون کو جلا دیا
ضبط نہو سکا آخر جواب دیا کہ اے ملکہ عالم اب تک کیون قید رکھا آپ قلعہ طلسمی مین بقین بیان والد نامدار
کو اختیار تھا جب چاہتے قتل کرتے مگر ہمیشہ خدمتگزاری مین مصروف رہے یہی فرماتے تھے اسکے
بزرگون کا ملک و مال لے لیا انکا ستانا بہتر نہین دوسرے خداوندون کو جو انھون نے برا کہا
آپ نے تکرار کی انکو بھی ضد ہوئی انکی بات کا کیا اعتبار بقول سعدی ہر کہ از دست انجدان
بشوید ہر چہ در دل آرد بگوید مبتلائے مصیبت گرفتار دام صعوبت نور نگاہ بادشاہ
طلسم اسکندری ایسے بزرگ کے خاندان کی یہ ابتری لہذا حضور قتل موقوف رکھین جب والد
نامدار تشریف لائینگے جیسا مناسب وقت ہوگا حکم فرمائینگے آپ اسقدر زبان دراز ہوئے کیا
ضرور ہی جو اصل مقدمات ہین ادھر رجوع فرمائیے طلسم کشا کی گرفتاری کی فکر کیجیے ملک و مال
بچائیے ایک ایسا شخص حقیر غریب زندہ رہا تو کیا مارا گیا تو کیا فائدہ یہ سنکر مرات جادو نے
کہا چھوکری تجھے کیا دخل ہی کل کی بات ہی دو کر روٹی مانگتی تھی آج ہم سے چار آنکھو کرکے بات
کرتی ہی باپ تیرا گود مین لیکر آتا تھا تو حکم مین مادروت کے دخل دیتی ہی ہمین اختیار ہی جسکو
چاہین قتل کرین یا بخشین شمع رخسار نے اب کی جھڑک کر جواب دیا کہ ہان حضور آپ بادشاہ
ہین آپ کو سب طرح کا اختیار ہی ہم لوگ جانباز سر فروش اسی واسطے ہین کہ نیک و بد سے
آگاہ کرتے ہین کسی کا تشنیع کیا ضرور ہی سراسر عقل کا قصور ہی رباکیر نے ابتدا سب کے واسطے

اُسی طور سے مقرر کی ہی باغ مین ادنیٰ طفل غنچہ زبان نہین کھولتا آخر ضبط کر گل ہوا انجام ثمر حاصل ہوا
یہی نشو و نما واسطے انسان کے بھی قرار داد ہی بدولت حاکم مانع بیداد ہی مرأت نے جلاد کو اشارہ
کیا جلد صیقل کا سر کاٹ لے بونڈیا کو بکنے دے ہمارے مقدمات مین کسی کو کیا دخل ہی جلاد بڑھا
شمع رخسار کو تاب نہ آئی اپنے مقام سے اُٹھی کہتی ہوئی حضور بالا مرفوق الادب حضور کو ناگوار ہوگا
یہ جوان قتل نہین ہوسکتا صیقل نے بھی جمال جہان آرائے ملکہ شمع رخسار پر نگاہ ڈالی دیکھتا ہی
کہ چہرہ سرخ آمادہ مرگ مہیائے قضا چہرہ اُداس عالم یاس کبھی مرأت سے منت کرتی ہی کبھی ابروے
خمدار پر بل پڑ جاتے ہین کبھی عاشق و معشوق مین اشارے کنائے ہوتے ہین جوانی پر صیقل کے
اہلیان دربار روتے ہین غریو بلند ہی ہر شخص دردمند ہی مرأت کی یہ بدعت سب کو ناپسند ہی لیکن
صیقل نے بہ نگاہ یاس طرف ملکہ شمع رخسار کے دیکھا اشارون سے یہ پیدا تھا کہ اے جان جہان اے
شمع رخسار اس ملعونہ کی آنکھون مین چربی چھائی ہی ہمارے قتل پر آمادہ ہو گئی اب تم دخل نہ دو
صبر کرو عاشق کا سوگ رکھنا قبر پر آکر فاتحہ پڑھنا جب جی چاہے ہمکو یاد کرنا سوچ کو شاد کرنا ہمارا پیمانۂ
عمر لبریز ہو چکا اس میخانہ کی ہوا بگڑی حسرت و یاس لیکر پردۂ دنیا سے چلے یہ خیال کرکے آنکھون سے
آنسو جاری ہوے شمع رخسار نے جو دیکھا صیقل پر ہجوم غم و الم ہی چونکہ شاہ جلیل ہی حرکات پر
مرأت کی مزاج برہم ہی شمع رخسار بیتاب ہو کر کرسی سے اُٹھی طرف صیقل کے چلی مرأت نے آواز
دی خبردار ہمارے گنہگار کے قریب نہ جانا ورنہ بہت بُری طرح پیش آؤنگی شمع رخسار بھی کہ اب
بگڑ چکی مرأت کی بات کا جواب نہ دیا تڑپ کر قریب صیقل کے آئی کہا اے شہریار اُٹھیے کنیز اپنی جان
دیگی یہ کہکر صیقل کی زبان سے سوزن لیا اب تو صیقل نے غصے مین آکر قید کو توڑ کے پھینک دیا
شمع رخسار نے بڑھکر جھولی ہاتھ مین دی اسمین اسباب سحر موجود تھا ظاہر ہوا ملکہ شمع رخسار
نے صیقل آئینہ دار کو قید سے رہا کیا حکم مالک سے خلاف ہوا مرأت بھی اپنے مقام سے اُٹھی تمام
شہر مرأت جادو کا شریک ہی شمع رخسار پہلو مین صیقل آئینہ دار کے صیقل نے گولا مارا زمین
تھرا اُٹھی کئی سو جادوگر مر کر گرے شمع رخسار نے بھی نگاہ گرم ڈالی ناری جلنے لگے زمین سے شعلے
نکلنے لگے مرأت جادو نے نعرہ کیا ان سب کو گرفتار کر لو صیقل کا سر کاٹ لو شمع رخسار کو
سزا دونگی میرے سامنے بے ادبی کی ہی ہرگز قصور نہ معاف کرونگی چہار طرف سے ساحرون نے

بلوہ کیا تیغ و تاریخ ماش کے واسطے چلے لیکن صیقل آئینہ دار رنگانہ پلنگانہ لڑائی مین مصروف ہی چشم زدن مین مرآت نے دیکھا کئی سو ساحر مرکر گرے خون کے دریا بہ گیے مرآت نے بڑھا سحر کیا گولا اُٹھا کر مارا کہ اسکا دل گردہ تھا کہ اُسکا وار روکے شمع رخسار نے بڑھا کر انگلی سے اشارہ کیا گولہ کے دو ٹکڑے ہوئے انمین سے برق چمکی سر پر ملکہ شمع رخسار کے پڑی معلوم ہوا چھنکیت نے ہاتھ مارا سر زخمی ہوا قطرات خون روے زیبا پر صاف ظاہر تھا کہ ماہ تابان پردۂ شفق مین پنہان ہی لیکن جاہ و جلال چہرۂ خورشید مثال سے عیان ہی صیقل کی نگاہ پڑی میرے واسطے اُسنے زخم کھایا بیتاب ہوکے صیقل جھپٹکر قریب آیا شانہ تھام لیا کہا اے جانِ جہان و اے آرام دل مشتاقان تمھارا یہ احسان ہمیر تا بروز حشر رہیگا لیکن ہم مرُ کر تے ہین تم نکلجاؤ اپنی جان بچاؤ اپنے کو خدمت مین طلسم کشا کے پہونچاؤ وہ تمکو دامن پناہ دینگے ہماری کیفیت عرض کرنا کہ غلام جو مشتاق قدم بوسی ہوکر رہرو راہ عدم ہوا زیارت سے حضور کے مشرف نہوا آرزوے دیدار فرحت آثار دل مین لیگیا شمع رخسار نے جواب دیا اے شہریار غیرت نہین تقاضا کرتی کہ آپ کو اس مصیبت مین چھوڑون مین جان بچاکر نکلجاؤن ایسی زندگی پر لعنت ہی طلسم کشا بھی مجھکو چھانہ جانے گا مجھیگا ایسے شیر دلیر کا ساتھ چھوڑکر چلی آئی ہمارے لشکر سے نکال دو کون ہماری قدر کریگا ہر ایک کی نگاہ سے گر جائینگے آج تمھارے سامنے جان دینگے چونکہ مدت کی عاشق ہو حوصلے دل مین بھرے ہوے ہین ارمان ذبح ہو رہے ہین ان کلمات حسرت آیات پر اُس حریق آتش اشتیاق و غریق لجۂ فراق کے صیقل بیقرار اشکبار بڑھکر سینہ اپنا سپر کرتا ہی ساحرون کو للکار رہا ہی کہ او جیب واُس مہ جبین پر کیا حملے کرتے ہو مردان عالم سے آنکھہ چار کرو پھر وار کرو تو لطف سحر کرنیکا ہے جو ساحر جھپٹکر سامنے صیقل کے پہونچا اُس شیر دل نے جسکو ہاتھ مارا بیک ضرب شمشیر دو پرکالے کیے کئی سو ساحر مار کر ڈالدیے خون کے دریا بہا دیے مین مرآت جادو نے دیکھا کہ صیقل بڑے زور و شور سے لڑ رہا ہی مگر مرآت کے ساتھ فوج زیادہ ہی چہار جانب سے ان عاشق و معشوق کو گھیر لیا تیر و تفنگ پڑنے لگے جب صیقل نے بھی کئی زخم کھاے قریب تھا زمین پر گرے شمع رخسار نے بڑھکر ہاتھ تھاما کہا اے شہریار ہوشیار ہو جیسا ان نامردون سے اپنے کو بچایئے کنیزین میری سب قتل ہوئی ہین جان نثاری کو حاضر ہون مجبور ناچار قاصر ہون فوج لشکر نہین رکھتی نقد جان نثار کرنے کو حاضر ہون اپنی

تو یہ کیفیت ہی بموجب مضمون اشعار مخفی نظم

تابستہ شد بہ گلشن وصل تو راہ ما	محرم نشد بہ بزم نگاہت نگاہ ما
چندان بیاد گلشن وصلت گریستم	کامد بآب دیدہ برون برق آہ ما
مارا بجاہ و منصب کس احتیاج نیست	کمتر ز تاج شاہ نباشد کلاہ ما
ای گریہ ہمتے کہ درین دشت تشنہ لب	خرم ز آب دیدہ نگردد گیاہ ما
مقصود قدسیان ز سوال و جواب چیست	مخفی چو ہست لطف الٰہی گواہ ما

عیقل کا کلیجہ کانپ رہا ہی اپنے زخمون کو بھولا ملکہ کو بچاتا ہی سینہ سپر کر دیتا ہی جان دینے پر آمادہ کبھی پکارتا ہی ای خالق لیل و نہار ای پروردگار مرتبہ ہلاکت سے بچا سکا اپنے مرنے کا کچھ غم نہین ہی یہ شاہزادی مہ جبین سخت مین اوہی جان دیتی ہی اپنا خون اپنی گردن پر لیتی ہی تیرے بندہ خدا جدید پریشاق ہی یہ بندہ گنہگار تیری مدد کا مشتاق ہی ای رب حقیقی ای مالک تحقیقی نظم

ہر زخم مرا اور گلستان ہی برابر	ہر خرمن گل گنج شہیدان ہی برابر	کہتے ہین جسے خرمن گلشن کی ہی دہ داغ
نرگس لب جو دیدۂ گریان ہی برابر	فریاد کنان بلبل و دیوار چمن مین	جو غنچہ ہی سو چاک گریبان ہی برابر
ہی سینۂ تفتیدہ ہر اک تختۂ گلزار	جو غنچہ ہی سو وہ دل سوزان ہی برابر	سوز دل عشاق تماشا جو ہو تجھکو
یہ سینہ پر از داغ چراغان ہی برابر	دریا میری آنکھونسے یہ بہتا ہی ہمارا	مژگانسے مرے لخت مرجان ہی برابر
آنسو نہ تھمے تجھسے کبھو سیر کی تجھ بن	لخت دل گل برگ بدان ہی برابر	حیران ہون ترے سامنے کسطرح مین تجھ
جانے مین ترے آگے دل و جان ہی برابر	سنتا ہی نہین بات مری تو جو کسی کی	وہ بات پھر اور طائر پران ہی برابر
ای خالق بے نیاز میرے	ای مالک کارساز میرے	مجھ عاجز و خستہ کی مدد کر
عصیان کے حجاب سے ہون شرمندہ	عصیان کے حجاب سے سفر دے	دامن گل آرزو سے بھر دے
کیا وقت مصیبت و بلا ہی	یان موت کا اب تو سامنا ہی	ای خالق بے نیاز و یکتا
عالم مین نہین شریک تیرا	معبود یہ وقت بے بسی ہی	الفت مرے دلمین آ بسی ہی

ای دافع البلیات سامع الدعوات تونے پیدا کیا ہی پھر کس سے عرض کرون اس بھیا ذن سے باپ کو قتل کیا گھر بار لوٹ لیا اسپر بھی اطمینان نہوا عدم باغ مین تیرے بندۂ حقیر کو قید کیا کیا آزار پہونچایا اب بے خطا چاہتے ہین قتل کرین بیگناہ کا خون بہائین دل کو تیری رحمت سے قوت ہی

زخمی کرنی تیری عادت ہی صیقل نے جواب کر دعا کی زخمی بھی انتہا کا ہو چکا ہی شمع رخسار بھی زخم کھا کر
لہرا رہی ہی مگر اپنے معشوق کے شمع جمال کی پروانہ نہی ہی قوت جواب دیکی خون نکلنے سے نقاہت کا
زور آئینہ رخسار پر حیرانی دریاے غم والم طغیانی پر دونون عاشق ومعشوق اس بلا مین مبتلا مگر
صیقل کی دعا پر باب اجابت کھل چکا ہی دعا بیقراری کی کلید قفل باب اجابت بنگئی باب فرحت وعیش
کا وا ہوا چاہتا ہی یکایک آسمان پر مقصور آگرا کا فوج کو لیکر آیا ہی گھبرایا ہوا بدحواس جاتا ہی میرے
تعاقب مین سب چلے آتے ہین بران شمشیرزن ضرور آئیگی اس سے مقابلہ دشوار ہی وہ دختر کوکب
نامدار ہی خود صف شکن بران شمشیرزن وہ کب رکتی ہی خیال مین تھا کہ اب اپنے قلعہ مین پہونچ کر ان
لوگون کے روکنے کی تدبیر کرونگا اب جو دیکھا تو میرے قلعہ مین قیامت برپا ہی گولہ ترنج ونارنج
چل رہا ہی ساحرون کے مرنے کی آواز آتی ہی زمین تھراتی ہی جی مین سوچا کہ یہ کیا ہنگامہ ہی کیا ہمراہیان
طلسم کشا یہان پہونچ گئے انکے دل کو لگی تھی پیشتر آئے قریب دیوار قلعہ آکر دیکھا تمام لشکر مین کمربندی
ہوگئی ہی مرات جادوگر رہی ہی صیقل آئینہ دار ایک جانب رو رہا ہی ہزارون کو مار کر ڈالدیا ہی
بقدرت پروردگار بیٹی پر اسکی نگاہ نہین پڑی صیقل کو دیکھکر گھبرا گیا حیران ہوا کہ یہ کیونکر قید سے
رہا ہوا شمع رخسار ایک گوشے مین گر کر بیہوش ہوگئی ہی مقصور نے وہین سے نعرہ کیا اے صیقل غدار
کس دراندازنے تجھے قید سے رہا کر دیا یہ کہکر کڑک کر زمین پر گرا مرات سے کچھ نہ پوچھا صیقل بپھرتا
ہوا بڑھا کچھ ملازم چلے کہ ہم اپنے مالک سے حال گذشتہ بیان کرین کہ آسمان پر برق چمکی نعرہ ہوا
منم ملکہ بران شمشیرزن باش اوبچہ کہان جاتا ہی فوج لیکر مثل چورون کے بھاگا یہ کہکر بران نے
گرتے گرتے گولہ مارا کئی سو ساحر جل کر گرے اندھیرا چھا گیا اب مقصور اور زیادہ گھبرایا بران نے
آتے ہی طبقہ زمین کے ہلادیے یکایک دروازے پر قلعے کے بلند ہوا شیر کے نعرے کی
آواز آئی نعرہ ایرج نوجوان اشعار

ملک ایرج آن آفتاب منیر
جری صف شکن شیر دشت وغا

کہ صاحبقرانم واف[illegible] گیر
منم فارسی عرصہ کارزار

ہنر بر دمان و نبرد آزما
گل گلشن قاسم نامدار

انکے ساتھ ملکہ انجم ماہ رخسار عقب مین فوج بیشمار سر کو دیر زن مین تلوار چلنے لگی مقصور گھبرا گیا
کسیسے حال نہین پوچھنے پایا کہ صیقل کیونکر رہا ہوا آگے دیکھا شمع رخسار انتہا کی زخمی لباس خون آلود

موت کے آثار چہرے پر موجود کچھ ماش کے دانے ملکہ بران کی جانب پھینک مارے جھک کر بیٹی
کا ہاتھ تھام لیا گھبرا کر آواز دی ای نور نظر آنکھ کھولو تمکو کس نے زخمی کیا ہی صیقل کیونکر قید سے رہا
ہوا شمع رخسار نے گھبرا کر آنکھ کھولی باپ کو بالین پر پایا مہر و محبت اُبھارا ہی سحر بران سے بارگاہ
مین اندھیرا ہی مقہور نے پوچھا بیٹا منھ سے بولو زبان تو کھولو مین اپنی مصیبت مین گرفتار ہون لشکر
طلسم کشا مین گیا لوح چھین لایا میرے عقب مین دختر کوکب آگئی تم تو بی بی کچھ حال کہو شمع رخسار
نے جو یہ حال سنا کر طلسم کشا سے لوح چھین لایا گھبرا کر کہا واہ رے نامدار لوح کیا چیز ہی مقہور نے کہا
لوح روان طلسم جان طلسم ساحرون کے واسطے تلوار خنجر بلاے آسمانی سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا جب
تو طلسم کشا طلسم پر قبضہ کر لیتا ہی بڑے بڑے ساحرون کو شکست دیتا ہی یہ مضمون سنکر شمع رخسار
گھبرائی سوچی کہ اگر لوح باپ کے پاس رہی یا مرأت جادو کو دیدی طلسم کشا بیکار ہو جائیگا
ساحرون پر کیونکر فتح پائیگا ای شمع رخسار بن پڑے تو لوح باپ سے لیکر طلسم کشا کے پاس
پہونچا دو یہ سوچ کر کہا باباجان بی مرأت جادو نے صیقل کو قید خانے سے بلوایا قتل کرنیکا ارادہ
کیا مجھ آپس مین تکرار ہوئی اُسنے . ای بابا یہی فساد ہی مین نری بی مرأت کو مین نے منع کیا
مجھکو زخمی کیا برا بھلا کہنے لگین یہ سنکر مقہور کو غصہ آیا لوح نکالکر جھولی سے کہا بی بی میری آنکھون
مین خون اُتر آیا تو وارث سریر سلطنت ہی تجھکو سب طرح کا اختیار دیا بی مرأت کے باپ کا کیا اجارہ
دیکھو بی بی لوح طلسمی یہ ہی ملکہ شمع رخسار نے لوح ہاتھ مین لی جیسے ہی چھپائی مقہور نے کہا بیٹا
سامنے ہمارے نہ لاؤ ہم سحر بھولے جاتے ہین شمع رخسار نے کہا دیکھیے مرأت مجھے قتل کرنے آتی
ہی بچائیے مقہور اُس جانب پلٹا مرأت پر گھوسے مارنے لگا شمع رخسار سحر کرتی ہوئی قریب صیقل
کے پہونچی کہا ای شہریار آپ کے اعتقاد کا انجام بخیر ہوا بڑی کوشش سے لوح ملی کلاب فولادگاہ
ہونگے میرا بیجا کرینگے جلد بارگاہ سے باہر نکلیے پاس طلسم کشا کے چلیے ملاقات کا ذریعہ نکل
آیا وہ بھی جان جائینگے کہ ہمارا بخیر خواہ آیا لوح طلسمی لاکر پہونچائی یہ سنتے ہی صیقل نے چاہا
اُٹھا ہی تھا شمع رخسار کو لیے نکلون کہ مقہور نے پلٹ کے دیکھا آواز دی ای شمع رخسار تیری
ہی نور دشمنی ہی تو چراغ قلعہ مقہور یہ ہی کہان آگئی ادھر مرأت نے جو دیکھا کہ مقہور نے تجھے سحر کیے
علامت سحر مقہور دفع کر کے آواز دی او مقہور دیوانے کچھ بیٹی کی بھی تجھکو خبر ہی دھگڑے

کے واسطے ہم سے بگڑ گئی صیقل کو اب وہ لیکر نکل جائیگی منھ دیکھ رہی جاؤ گے شفقت کا یہ پھل پاؤ گے مقہور نے منھ پیٹ لیا کہا ملکہ عالم آپ نے پہلے نہ کہا وہ تو لوح لیکر کہین غائب ہوگئی ع داے بما و گرفتاری ما ہ کس مشقت سے لوح لا یا گیسو بریدہ دم دیکر لیگئی یہ کہکے جھپٹا دیکھا شمع رخسار صیقل کے پاس کھڑی باتین کر رہی ہی وہین سے للکارا او بدسرشت لا لوح بھاگو ورنہ صیقل سے تجھے کیا واسطہ ملکہ مرات کا یہ گنہگار ہی شمع رخسار تو گھبرائی مگر صیقل بڑھکر سحر کرنے لگا کہ درواز سے بارگاہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوا دیکھا سب نے آفتاب عالمتاب شہریاری دکوکب شش جہت افروز جہانداری نہنگ بحر جرأت یکہ تاز عرصہ جلالت صاحب شوکت وشان ایرج نوجوان درپلے خون مین نہایا ہوا لیکن انجم ماہ رخسار رکاب سعادت انتساب پر ہاتھ رکھے ہوے سحر سے شاہزادے کو بچاتی ہوئی اندر بارگاہ کے پہونچے شمع رخسار نے شاہزادہ والا قدر کو دیکھا بے اختیار دعائین دیتی ہوئی بڑھی ملکہ انجم ماہ رخسار کو آواز دی یہ کنیز جدید حاضر ہی ایک غلام تازہ بھی شرف باسلام ہوا نگوار ان شاہنشاہی کا نام ہوا لوح طلسمی لیکر شاہزادے کے گلے مین پہنا ئیے انجم نے جو نام لوح سنا خوشی سے چہرہ سرخ ہوگیا سوچی کہ ای انجم اب نیر اقبال اوج پر ہوا مقہور نے دور سے دیکھا کہ صیقل و شمع رخسار قریب طلسم کشا پہونچ چکے ہین لوح ہاتھ پر رکھکر پیش کی ہی تیغہ کھینچکر دوڑا غل مچاتا ہوا کہ ارے شمع رخسار کیا کرتی ہی لوح طلسم کشا کو نہ دینا ورنہ بوٹیان کاٹ کر کھا جاؤنگا انجم نے بہ تعجیل لوح گلے مین ایرج نوجوان کے پہنا دی یا تو شاہزادۂ ایرج حرب سحر سے ساحران کے نوبت بجان وکارد باستخوان حیران وپریشان تھا یا جسم مین طاقت آئی آنکھون مین بصارت ہوئی قلب کو قوت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی نعرہ کرکے ساحران غدار پر جا پڑا صیقل و شمع رخسار کو اپنی پشت پہ لیا انجم پنجہ سحر کھینچکر آگے بڑھی ملکہ ان نے دیکھا کہ لوح ایرج نوجوان کے گلے مین مثل جرم قمر بصد کر و فر تاباں و درخشاں ہی مقہور بھاگ کر قریب مرات کے آیا مرات نے کہا ای مقہور پہلے تم نے ہمین بے سحر کیا دوست دشمن کو نہ پہچانا مقہور نے کہا ملکہ میری بدنصیبی آخر شمع رخسار کیون شریک ہوئی سنتا ہون آپ نے فساد برپا کیا مرات جادو نے کہا او دیوانے مجہول بخت برگشتہ و نامعقول تیری لاڈلی بیٹی دیوارین پھاند تی ہی جو نہ لگا کے نکل گئی صیقل نوجوان پر مرتی تھی مین نے اُسکے قتل کا ارادہ کیا تجھے

ارشنے پر آمادہ ہوگا اُٹھو کھڑی ہوئی اُسی نے دھڑکتے کو قید سے رہا کیا تمکدوم دیکر لوح لیگئی اب جان بچا وا الیان ظلمہ ساتھ یہ کاست رہ گردش میں آیا قلعہ طلسمی سے بھاگ کر یہان آئی کر چین پا ذرگی یہان آتے ہی آفت برپا ہوئی گھر کے چراغ سے آگ لگی شمع رخسار کام آگئی اب دیکھیں یہ آگ کیونکر بجھے یہ سنا مقہور کے ہوش و حواس پراگندہ ہوئے دیکھا طلسم کشا نکانہ ٹیکا ستم رستمانہ اُڑتا ہوا آتا ہی ایک جانب ملکہ نجم ماہ رخسار ایک جانب صیقل آئینہ دار ایک سمت ملکہ شمع رخسار تخت پر ملکہ شیشہ می نوش بصد جوش و خروش فوجون کو اشارے کرتی جاتی ہیں دونون لشکر باہمین ملے ہوئے سحر ہو رہے ہین مگر سرداران اسلام نے بڑے نام کیے

نظم

دو حملے تھے بران سے گرم و تیز
زمین تر تھی یہ خون کا جوش کا بہنا

زمین شعلہ بار و فلک شعلہ خیز
چمکنے لگی برق شمشیر کی

ہر اک جا پہ لاشون کا تھا ڈھیر سا
صدا آئی پیہم یہ تیر کی

مقہور نے چاہا کہ اپنی بیٹی کو گرفتار کرے سرکشی کا بدلے شمع رخسار نے پیچھے ہی مقہور کے گولہ مارا نشانہ اسکا زخمی ہوا مقہور نے چاہا کہ سر کاٹ لون ایرج نوجوان کی نگاہ پڑی نعرہ کیا و بیجا دست خود را نگہ دار کر با ہجم رسید یہ کہکر گھوڑے پر توڑا کیا سامنے مقہور کے پہونچے مقہور تیغ کھینچکر برس پڑا سحر بھی کیے ہاتھ تلوار کے لگائے ایرج نے تلوار کو تلوار پہ گا تھا لوح نے سحر کو دفع کیا نعرہ کیا شعر تو ضرب زدی ضرب من نوش کن ٭ ہمہ شادی از دل فراموش کن ٭ مرکب نے دونون ٹاپین سنک پر گیندے کی رکھدین ایرج نے ہاتھ مارا صدائے الامان بلند اُس تیرہ بخت نے گرد اسپر کا اٹھا دیا برق تیغ نے اسپر کے ٹکڑے اڑا دیے خود پر گری اسکو بھی قلم کیا سر گیندے چار ٹکڑے مقہور کا قتل ہونا زمین کا ہی آواز آئی کشتی مرا نام من مقہور بن قہار شعلہ زن بود ہنے سے مقہور کے مرات گھبرائی کہ اب جانبری کی کون صورت ہے ایسا قوت باز و مارا گیا میرا گھر بل شیشہ می نوش نے برباد کیا قلعہ مقہور یہ شمع رخسار نے سنا یا اب کوئی فتح کی صورت نہین معلوم ہوتی ٹھہرنا مناسب نہین چلکر افراسیاب سے فریاد کرون وہان سے فوج جنگی لیکر آئون یہ سوچ کر اسی اندھیرے مین پرواز پیدا کرکے آڑی ساتھ والون پر نعرہ کیا کہ صاحبو نکل آؤ زیر دامن صحرا پناہ لینگے بقول سعدی نہ ہر جائے مرکب توان تاختن ٭ کہ جاہا سپر باید انداختن ٭ دس بیس دن مین پھر لشکر جمع کرکے آئینگے کیا ان لوگون کا پیچھا چھوڑینگے جیسے ہی مرات جادو بلند ہوئی سحر

کرتی ہوئی چلی گئی ہزار ساحروں کو جلادیا بادشاہ طلسم اسکندریہ ہو سحر و ساحری مین طاق شہرہ آفاق علم شعبدہ مین مشاق آگ برسادی انجم ماہ رخسار نے آواز دی غضب ہوا مرأت جادو پھر نکلی جاتی ہی فساد برپا کریگی عملداری کرنا طلسم اسکندریہ مین محال ہوگا مال طلسمی جان کا وبال ہوگا یہ جو انجم نے پکارکر کہا یہ آواز کان مین ملکہ بران شمشیر زن کے پڑی بیقرار ہوئی تڑپ گئی سوچی کہ ایرج نوجوان کے ساتھ دشمنی کریگی سحر کرکے بلند ہوئی آواز دی او مرأت کہان جاتی ہی مرأت نے جو بران کو آتے دیکھا غصے مین لپٹ پڑی چند ماش کے دانے جھولی سے نکالے پیشانی پر نشتر مارا خون مین دانون کو رنگین کیا ملکہ بران پر پھینک مارے سب نے دیکھا ابر باقوتی بران پر گرا اُسکے اندر بند ہوگئی اُس ابر یاقوتی سے رعد کی گرج برق کی چمک پیدا ہیبت ہویدا سب کو یقین ہوا کہ ملکہ بران شمشیر زن کو اِس ملعونہ نے مارا ایرج نوجوان مجبور پر پرواز نا ممکن تھے سر پیٹ رہا تھا اُس ابر سے یکایک برق چمکی دیکھا ایک ستارہ اُس ابر کو توڑ کر بلند ہوا ابر کے ٹکڑے ٹکڑے ستارے سے آواز آئی منم ملکہ بران شمشیر زن مگر سب نے دیکھا سر شاہزادی کا زخمی پنجہ کھینچکر مرأت پہ جا پڑی قریب آکر پنجہ مارا مرأت کا سر زخمی ہوا بران نے چاہا سر کاٹ لون مرأت نے جھولی مین ہاتھ ڈالکر چھوٹا سا آئینہ نکالا ملکہ بران کو دکھا دیا سب نے دیکھا کہ ملکہ بران کو حیرت چہرہ اداس عالم یاس مبہوت لب پر مہر سکوت لہرا کر طرف زمین کے چلی مرأت پنجہ کھینچکر بڑھی کہ بران کا سر کاٹ لون طلسم کشا کو داغ دون زمین پر سے یہ سحر کا ایرج نوجوان نے دیکھا کلیجہ تھام لیا ہر طرف غوغا بلند ہوا اویار و ملکہ بران شمشیر زن سحر مین مرأت کے مبتلا ہوئین شیشہ مزہ نوش نے گریبان پھاڑ ڈالا یا رب یا مستغیثا کی صدا بلند ہوئی اُسوقت ایرج نوجوان نے بیقرار ہوکر زبان سے کمان ترکش سے تیر یا زدہ مشتی تو ننگ خدنگ سفتہ سوفار عقاب پر بجر کمان مین پیوست کیا زاغ کمان چلایا مرغ خیال سا عقاب تیر نے پر کھولے مرأت نے چاہا تھا کہ بران کو پنجہ مارے تیر دلدوز تو وہ سینہ پر آکر پڑا ہمرہ پشت کو توڑ کر پار گذر ا بجائے خون جسم سے شعلہ ہاے آتش نکلے لاشہ لہرا کر طرف زمین کے چلا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری بت باری ہونے لگی بیرون سے مرأت نے بت کچھ غل مچایا کچھ تدبیر نہ بن پڑی آخر مین آواز آئی کشتی مرا نام من ملکہ مرأت جادو بادشاہ اسکندریہ بود افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب خود نرسیدیم

ملکہ بران کو ہوش آیا ہر ایک نے بہر سجدۂ شکریۂ پروردگار سر جھکایا حیات تازہ حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی چہار جانب چادر ہلنے لگی آوازین الامان کی بلند ہوئین۔ میسان شہر شیران ریاست زنان ترسان خدمت مین ملکہ شمع رخسار کے حاضر ہوے عرض کی آپ وارث قلعۂ مقصور ہین ہمکو بیچل کر قدمون پر طلسم کشا کے گرائیے خطا معاف کرائیے ملکہ نے شرما کر سر جھکایا بسبب شرم و حجاب کے خدمت مین ملکہ شیشہ مے نوش کے حاضر ہوئی عرض کی اے شہنشاہ لشکر طلسم کشا ان غربا کی خطا معاف فرمائیے ملکہ نے فرمایا مشہور کرو جن صاحب کو اطاعت منظور ہو سامری جمشید پر لعنت کرین دین اسلام ملت بیضا کی اطاعت کرین سب کی خطا معاف ہی طلسم کشا کا قلب مثل آئینے کے صاف و شفاف ہی ملکہ انجم ماہ رخسار آگے بڑھین بلا کر سردارون کو قدمون پر شاہزادے کے گرایا ہزار ہا بندگان خدا مطیع اسلام ہوئے زر و جواہر نثار کرتے ہوے داخل دار الامارت شاہی ہوے تخت پر ملکہ شیشہ مے نوش دنگل شوکت پر شاہزادۂ دلاور شاپور شیر دل مگس رانی مین مصروف ہوا کرسی مکلل بجواہر برا‌ے ملکہ بران شمشیر زن بچھی ملکہ شیشہ مے نوش تخت پر بیٹھنا قبول نہ کرتی تھی ملکہ بران نے مسکرا کر فرمایا کہ بوا بیٹھو تمھارا عہدہ سلطنت و ریاست ہی تمھاری والدہ ماجدہ کی وراثت ہی شیشہ مے نوش نے آنکھین اپنی فرش کین پلکون سے جاروب کشی کی ملکہ انجم ماہ رخسار سامان عیش و نشاط مہیا کرنے مین مشغول ہین سعادتمین حصول ہین جمال ماہ تمثال ملکہ بران شمشیر زن سے تمام بارگاہ منور و روشن ہی بوے زلف معنبر رشک سنبل پیچان سے وہ مقام گلشن ہی شاہزادۂ ایرج نوجوان گلچینی گلشن جمال کی کررہے ہین فخر حاصل ہی نظارۂ جمال سے تسکین دل ہی کلاہ فخر کو عرش اعلی تک پہونچایا ہی وہ بلقیس وش پہلو مین ہی انھون نے مرتبہ سلیمانی پایا ہی آنکھین دیدۂ غزال کو آنکھین دکھانے والی زلفین سنبل کو پیچ و تاب مین لانے والی عارض انور پہ بل کررہی ہین بوے زلفین عنبرین سے سارا مکان بسا ہوا ہی ایرج نوجوان مسکرا کر یہ اشعار پڑھ رہے ہین غزل

یاد آ کے کسی کی شب ہجران زلفین	کیا دکھاتی ہین مجھے خواب پریشان زلفین
گر گئین آج تصور مین یہ احسان زلفین	لے گئین مانگ کے طول شب ہجران زلفین
دیکھو گرنا ہو مرے رفتار کا محشر نہ کہین	پانون تک آتی ہین اے فتنۂ دوران زلفین

چاہ غبغب سے نکلتے ہی ہوئی قید نصیب | یوسف دل کے لیے ہو گئیں زندان زلفین
دل چرایا نہیں باور نہ کرون مین جب بھی | آئین عارض پہ اٹھانیکو جو قرآن زلفین
پھر وہ شب آئے الٰہی کہ کبھی یار اُلجھے | کبھی عاشق سے رہین دست و گریبان زلفین
تیری مشاطہ نے افشان نہین چھڑکی اُنپر | ہوئی ہین صورت اختر شرر افشان زلفین
سب حسینون کا ہی اس شوخ حسین مین جلوہ | پتلیان آنکھون مین حورین ہین تو پریان زلفین
روح عاشق کو جو کرتا ہی پریشان پس مرگ | کھولے آکے سر گور غریبان زلفین
ہاے رے صبح شب وصل کا عالم تیرا | دونون آنکھین وہ خماری وہ پریشان زلفین
کسکو دون کسکو نہ دون سخت پریشان ہون ملال | ایک دل کی مرے دونون ہین وہ خواہان زلفین

ملکہ بران شرما کر سر جھکا لیتی ہین لیکن ملکہ انجم ماہ رخسار صیقل آئینہ دار دا ملکہ شمع رخسار کی زمزمہ و زبان کرکے سامنے شاہزادہ کے لایا عرض کی حضور ملکہ شمع رخسار مقہور بن قہار کی دختر بلند اختر ہی حضور کا دین سیتی باعتقاد اختیار کیا اور یہ شیر دلیر شاہزادہ نامدار یعنی صیقل آئینہ دار بادشاہ سابق طلسم اسکندریہ کا فرزند دلبند ہی مرآت مکارہ نے انکے بزرگون کو قتل کیا شاہزادے کو قید کر لیا آپ کے آتے آتے یہان فتور برپا ہوا الحمد للہ ع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت حضور یہ وارث سریر سلطنت ہین صاحب ہمت و شوکت ہین ایرج نوجوان اپنے مقام سے اُٹھے بخلق و مروت بغلگیر ہوے اپنے پہلو مین جگہ دیکر ارشاد فرمایا کہ از قلعہ اسکندریہ تا بہ قلعہ مقہوریہ ہمنے آپ کو ناظم قرار دیا ملکہ شیشہ مئ نوش کو کچھ سلطنت کی احتیاج نہین صیقل نے عرض کی غلام کو منظور ہی کہ اب اپنی حیات تک دامن دولت نہ چھوڑون غلام کو راستہ ہوشربا بخوبی معلوم ہی آئینہ سامری غلام کے قبضہ مین ہی گویا وہ آئینہ خضر راہ ہی جو اسکے جادہ حقیقت سے بھٹکے وہ گمراہ ہی حضور کو عین مقام دریاے نیل پر پہونچا دونگا یہ سنکر شاہزادہ ایرج نوجوان مالا مال بہجت ہوے صاف چہرے سے ہویدا تھا کہ دولت کونین ملی گئی آرزو کی کلی کھلی خوش ہو کر فرمایا ای صیقل نوجوان ای شیر بیشۂ طلسم اسکندری ای ماہ آسمان افسونگری ہم تمہارے بہت ممنون و مشکور ہونگے ہوشربا مین جلنے کے بہت مشتاق ہین اپنے برادر بجان برابر کی جدائی مین مبتلاے فراق ہین بچپن سے ہمدا انکا ساتھ ہی اس زمانے مین فلک کجرفتار گردون غدار نے

اسطرح سے جدا کیا کہ سالہا سال گذرے صورت دیکھنے کو اُس شیر بیشۂ جرأت کی ترس گئے ملکہ بران
شمشیر زن سر جھکا کے خاموش حیرت و غیرت کا جوش صیقل سے اشارے کرتی ہین کہ یاد آنکے سامنے
ہوشربا کا ذکر نہ کر واسطے سفر عظیم کی خدا نہ کرے آئندہ قباحت ہو دشمنون کے واسطے مصیبت ہو اگر افراسیاب
جادو آگاہ ہو جاوے دشمنون کو انکے گرفتار کرے کسکی لیاقت ہو کہ اُسپر دست انداز ہوسکے صیقل اِن
اشارے کو نہ سمجھا براہ خیر خواہی قدمون کو ایرج کے بوسہ دیکر کُل کیفیت رستے کی ظاہر کی انشاء اللہ
ان حالات کو بھی تحریر کرونگا ناظرین پر سچی راہ کی ظاہر ہو جاویگی مگر اسپر یہ صاف باطن یعنی صیقل
آئینہ دار بٹھا ایرج نوجوان یہ باتین کر رہے ہین رئیسان شہر حاضر ہوے ہین کہ یکایک سرکارون
نے بڑھکر عرض کی کہ آپ کے سرداران نامی و پہلوانان گرامی کوہ عقیق سے تلاش کرتے ہوے نکلے
تھے در دولت پر حاضر ہین نام اپنے یہ بتاتے ہین نیلم زنگی و فیلم زنگی و غضنفر صیاد و عوجان و دریا باز
و سام بن عوجان و سعاد و عادر شک و دراز گردن یہ نام سنکر ایرج نوجوان مثل گل کے شگفتہ
ہو گئے ارشاد فرمایا جو ہمارے سر کو عزیز رکھتا ہو وہ ان سرداران نامی و پہلوانان گرامی کو استقبال
کرکے لاوے صیقل نوجوان و ملکہ انجم ماہ رخسار و ملکہ سمن بر وغیرہ واسطے پیشوائی کے گئے شاہزادے
کے سامنے ان پہلوانون کو لیکر آئے ایرج نوجوان اپنے دوستان صادق و محبان واثق کو دیکھکر اُٹھ
کھڑے ہوے ایک ایک کو گلے سے لگایا پوچھا بھائیو کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی جب حضور
کو ساحرہ سے نکلی ہم نے آپسمین صلاح کی کہ چلکر اپنے آقائے نامدار سولاست قدرشناس کو تلاش
کرین شکر ہے کہ مشقت ہماری ٹھکانے لگی مراد حاصل ہوئی کہ حضور کو بدولت و اقبال پایا ایرج
نوجوان نے کہا اے پہلوانان رستم خصال و اے شیران دشت جدال و قتال انشاء اللہ اب برائے
ملاقات اسد نامدار چلینگے راہبر دستیاب ہو اسنے عرض کی بسم اللہ غلامان جانباز ساتھ ہین
آرزو یہی کہ خاص ہوشربا مین چلکر وہ تلوار چلے کہ روح رستم و اسفندیار تڑپ جاوے اب یہ سر انجام
ہوا کہ یہ سب باتین جرأت کی [illegible] صیقل کو ایرج نے پہلو مین بٹھا لیا اُس شیر دل نے [illegible]
کے نام سے عہدۂ مصاحبت پایا اکو سیاح جہان [illegible] آفتاب عالمتاب منزل عالم کو طے کرکے
سرائے مغرب مین جا کر فروکش ہوا ثابت و سیارگان نے محفل عیش و نشاط فوراً گرم کی بصد تمکین
برائے ماہ تابان آراستہ کی شاہد [illegible] مسند مرصع بچھایا مشتری فلک نے نرد کرشمہ ...

محفل فرحت منزل مین مصروف رقص وسرود ہوئی یہان صحبت شاہزادہ ایرج نوجوان مین سامان عیش ونشاط مہیا ہوا مگر ملکہ بران شمشیرزن کے واسطے بارگاہ فلک اشتباہ الگ استادہ ہوئی ظاہر مین سب کے سامنے ملکہ رخصت ہوئین انجم وغیرہ نے ہرچند روکا فرمایا اب ٹھہرنا مناسب نہین ہی تمام امورات سلطنت طلسم نورافشان کا انتظام میری ذات پر موقوف ہی ایرج سے آپس مین اشارے ہوئے ایرج اُٹھکر تنہائی مین آئے شاہپور ہمراہ ملکہ بران غرق زمین ہوکر آئین ایرج نے کہا کہ ای ملکہ عالم آج کی شب اور تشریف نہ لیجائیے ملکہ بران بے اختیار زار زار روئین فرمایا ای شوریدہ دشت محبت وای آشفتہ وادی مودت زیادہ جوش وخروش کو کام نہ فرمایئے اس عشق مین اپنی جان کو بچایئے ایسا نہو کوئی دراندازو الدنامدار کو خبر پہونچائے مجھکو آپکو دونونکو زندگی دشوار ہوجائے اپنی تو اب یہ کیفیت ہی اشعار

خاشاک شمر دم ہمہ اسباب جہان را
ببیند بیک پردہ نہان رانجہان را
شاہان جہان تھا فنا رنگ وان مسیت

بانخس نبود دوستی آتش نفسان را
زخم دل کس بخیہ مرہم نہ پذیرد
کے نالہ گلوگیر شود مردولان را

اہل نظر انند کہ چون شعلہ فانوس
باید کہ باندیشہ کشتی تیغ زبان را
ہم نے تو اپنا سر ہتیلی پہ رکھا موت

کا مزہ چکھا مگر برائے خدا اپنی جان بچایئے مقام راز ونیاز ہی ہوشمند نہ ہلاسئے ایسا نہو کچھ خرابی درپیش ہو زیادہ پس وپیش ہوا ابھی تک اسد نامدار نے لوح بھی نہین پائی جستجوے لوح مین تا بہ طلسم صندل پہونچے ہین دردسر مین مبتلا ہین ہم وہان بھی جاکر لڑے مریخ جادو وصاحب علامت کو مارا راہ مین پلٹ کر گرفتار ہوے والدنامدار کو خبر پہونچی آفتاب جادو وزیر اعظم شہنشاہ برائے مدد آیا ہم سب کو قید سے چھڑایا پھر نہین آج تک دریافت ہوا کہ اسد نامدار نے طلسم صندل کو فتح کیا یا مرحلجات پر گذر ہوا آپ سے رخصت ہوکر وہان کی خبر لینگے اس ذکر سے مراد یہ ہی کہ ابھی طلسم کشائی ہوشربا کی بھی ناقص ہی اگر خدانخواستہ ہمارے خاندان سے فساد ہوگیا لشکر خواجہ عمرو کا جمنا ہوشربا مین قدم تھمنا دشوار ہوجاویگا یہ کہکر بران نے سر جھکا لیا چشمہ چشم سے قلزم محیط موج زن ہوا صدف کا منہ کھل گیا گوہر آبدار اشک عارض انور پہ گرنے لگے صاف ثابت تھا کہ بارش مروارید ابر مژہ سے ہورہی ہی ہرچند ایرج نوجوان دامن سے اشک پاک کرتے ہین لیکن دریاے اشک کی طغیانی ہی کشتی چشم طوفانی ہی

بجلی لگی ہوئی ہے ناامیدی وصل مین قلب پر ہجوم غم و ملال ہے چشم گریان کا حال پر ملال ہے ان حالات
مصیبت آیات نے ایرج نوجوان کے دل کو بیقرار کر دیا خانۂ دل کو غم و الم سے بھر دیا دونون کی
حسرت پر شاپور پچھاڑین کھاتا تھا جوش محبت مین ایرج نوجوان نے دست تمنا گردن معشوق
عاشق خصال مین حمائل کر دیے بموجب مضمون شعر وہ رو رو کے دو ابر غم یون ملے پانچ جیحون
ساون سے بھادون سے ہے دونون عاشق و معشوق روتے روتے بیہوش ہو گئے شاپور شیر دل
نے گلاب کیوڑہ چھڑک کر دونون ہجران دیدۂ آفت کشیدہ کو ہوشیار کیا دونون مثل آہوے
صحرائی چونکنے ہو رہے ہین آنکھین پھاڑ پھاڑ کر چہار جانب دیکھتے ہین شاپور شیر دل خائف
ہوا کہ ایسا نہو ان دو مین سے ایک کا دم نکل جاے کیا جوش و خروش ہے صاف ظاہر ہوتا ہے
کہ اب ان سے صبر نہو سکیگا یہ عقدہ رشتۂ از بام افتادہ ہو جائیگا انجام اسکا برا ہے آنسو دونون کے
پاک کیے لا کر مسند پر بٹھایا ایک ایک جام شراب پلایا عرض کی اے شہریار صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے
اگر یہی حال ہے زندگی محال ہے جامع المتفرقین اپنے فضل شریک کریگا بچھڑے ہوون کو ملاتا ہے عاشقان
مہجور کو روے شب وصل دکھاتا ہے ہر غم کے واسطے انتہا ہے بعد رنج کے راحت بعد شب ہجر
روز وصلت سمجھا کر ان باتون مین بہلایا تب دونون کو کسی قدر تسکین ہوئی اب دو فقرہ حکایت
و شکایت کھلے ہر چند شاپور عرض کرتا ہے کہ اے ملکۂ عالم رات کم ہے مزاج زلف شب وصل
برہم ہے لیکن دونون دلون پر محبت کے جوش ہین شراب الفت سے مدہوش ہین مگر تھوڑے
ہی عرصہ مین شاپور نے دیکھا ستارۂ سحری آسمان پر چمکا شمع محفل لہرائی چہرۂ ماہ تابان
فق ہوا صدا سے موذن سنکر عاشقان صادق کا کلیجہ شق ہوا صداے الفراق والوداع
بلند عاشق و معشوق دونون درد مند پروانون نے جاکر اپنی جان دی شمع محفل بھی ستی ہو گئی
اسوقت محفل مین سناٹا شاپور نے دو چار شعر بھیرون کے گانے دونون کے دل بھر آئے
شب بھر روتے روتے گذری ملکہ بران شمشیر زن نے اپنے دوپٹے سے آنسو ایرج کے پاک
کیے فرمایا کہ اے شیر بیشۂ صاحبقرانی اگر ہمارے بعد اسی طرح تڑپو گے بھڑکو گے ہمکو بھی آرام نہ آئیگا
اور ہمکو ہر وقت لڑائی درپیش ہے اگر طبیعت منتشر رہی حریف کی بن پڑیگی ہم بخوبی سمجھا نے
دیتے ہین بدون ہماری صلاح کے ہوشربا مین آپکا قصد نہ کیجیے گا ہوش ربا ہوش ربا ہے

ایک ایک ساحر وہان بکتا ہی جب دریاے نیل پر لشکر کشی ہوگی اُسوقت ہم کسی طرح آپ کو اطلاع دینگے
ہماری تحریر پر کاربند ہوجیے گا لیکا یک استنے بڑے ملک مین آنا سرا سر خلاف ہی ایرج نوجوان کو بخوبی
سمجھا کر ملکہ بران اُٹھین مگر اُٹھنے مین دل کھنچا جاتا ہی قلب بھرا آتا ہی بمشکل اپنے کو سنبھالا غم والم کو ٹالا
طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر طرف طلسم نور افشان کے چلین ایرج پہونچانے کو آئے تھے ملکہ بران
پلٹ پلٹ کر دیکھ رہی ہین جب رنگ رو ایرج متغیر پایا پھر پلٹ پڑین پھر سمجھایا دونون کی حسرت پر
فلک کو بھی چکر ہی طریقہ ظلم وستم بھول گیا طائران ہوا زمزمہ سرائی بھول گئے نخل پا بہ گل تھے سرو
انکی مصیبت پر بیدل تھے کئی مرتبہ کے ایسے پھیرے مین ایرج روتے ہوئے واپس ہوئے بران
نے صبر کا سنگ دل پر رکھا ست کی محبت کچھ و قہر اپنے کو کشان کشان طرف طلسم نور افشان
کے بھیجا ایرج نوجوان آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوے ملکہ شیشہ می نوش و انجم ماہ رخسار
و شمع رخسار و صیقل آئینہ دار سب دربار مین آئے قدمبوسی سے بادشاہ کی مشرف ہوے
ایرج نوجوان نے فرمایا اے برادر صیقل ہم چاہتے ہین کہ ہمکو سرحد طلسم ہوشربا مین پہونچا دو عرض
کی آنکھون سے غلام رہبری کریگا عنایت سے پروردگار کی یہ خانہ زاد اِن رسم و راہ سے بخوبی
ماہر ہی لیکن اِس زمانے مین ناظمان ورند ہوشربا سامان لشکر کشی کر رہے ہین لشکر مریخ دہجا
پر چڑھائی ہی ہر مقام پر ہمکو آپ کو روکینگے خراج گزاران افراسیاب ٹوکینگے جا بجا لڑائی ہوگی
بڑی سختیون سے تا بہ ہوشربا رسائی ہوگی ایرج نوجوان نے کہا اے برادر خیال محال کو دل
مین جگہ نہ دو لشکر تیار کر دیہ فرما کر ایک عرضی خدمت مین اپنے والد نامدار کے تحریر کی خلاصہ مضمون
اُس عرضی کا یہ تھا کہ اے قبلہ و کعبہ بعد آداب و تسلیمات بجد عالی تبار سے عرض کیجیے گا کہ اقبال
سے حضور کے اگر طلسم اسکندریہ کو فتح کیا شاہزادہ اُس ملک کا صیقل آئینہ دار ہمارا رہبر ہوا
اُسکو ساتھ لیکر طرف سرحد طلسم ہوشربا کے بتاریخ فلان روانہ ہوے دعاے خیر سے غلام
کو اپنے فراموش نہ فرمائیے گا یہ عرضی شتر سوار لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوا
یہان ایرج نوجوان نے ملکہ شیشہ می نوش کو بادشاہ لشکر صیقل آئینہ دار کو کل لشکر کا افسر
انجم ماہ رخسار مقدمۃ الجیش سیمن بر کو خدمت آب و آذوقہ شمع رخسار کو کوچ و مقام کا
اختیار اسطرح سے لشکر ظفر اثر کو تیار کرکے بعد کوچ بجاہ و حشم طے مراحل و قطع منازل کرتے

ہوئے طرف طلسم ہوشربا کے روانہ ہوئے

دو کلمہ داستان شوکت بیان آفتاب عالمتاب جرأت و شوکت ماہ و آسمان جلالت و ریاست مشہور شعار اسد نامدار و ذکر مہر سپہر عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بعد فتح طلسم صندل روانہ ہونا طرف دربند مہر و ماہ کے اور مقابلہ مہر و ماہ جادو پر وقت پہونچنا سرداران خوشخو کا برائے مدد اسد نامدار و دیگر حالات متعلق داستان ہذا سنانا

پلا ساقی مئے گلرنگ کا جام
صبا لائی ہو گلشن مین یہ پیغام
کہ آمد آمد فصل جنون ہو
رخ ساقی خوشی سے لالہ گون ہو
زبس کھینچے ہو باد تند جاروب
ہوا صحن چمن آئینہ اسلوب
معطر ہو زبس خاک گلستان
صبا سیارہ پر ہو عنبر افشان
پڑی زلفون مین سنبل کے لہک ہو
سراپا سرو مین قد کے جھلک ہو
سنو اس وقت تو مجھ پاس ہو قہر
ہوا کیا دیکھو تک اگر سر نہر
بردوست یان تلک ہو کر تو بادہ
کہ اوڑھی سنگ نے تجھپہ چادر
ارے زاہد یہ ہو انصاف سے دور
رکھے تو اس ہوا مین مجھکو معذور
سنا نایان ترا میری قضا ہو
مرا جینا اگر تیری رضا ہو
تو آ جلدی کہ اب مجھکو نہین تاب
قدح کر دے لبالب لیکے وہ آب
کہ جسکے آگے آب زندگانی
بھرے اخضر کے چشمے سے وہ پانی
جو سیر باغ دل تیرا نہ چاہے
چلین صحرا کو ہم تو گاہ گاہے
خدا جانے زمانے کا ہو کیا طور
ہوا ہو ان مین کچھ اور سے اور
نہ پیر بلبل ہو ذلّ ہو نہ یہ باغ
لبون پر ہو فغان اور دل پہ ہو داغ
روا ہست رکھ تو میری تشنہ کامی
قسم تجھکو ہو مولانا ے جامی
قسم ہو تجھکو اپنے زعف درو کی
قسم ہو تجھکو گل کے رنگ و بو کی
تجھے اپنی ملاحت کی قسم ہو
مرے دل کے جراحت کی قسم ہو
تجھے گیسوئی قسم لپنے کی سوگند
اگر سنے دم بدم لپنے کی سوگند
تجھے ہو اپنی بدمستی کی سوگند
تجھے اپنی زبردستی کی سوگند
تجھے شیشہ ڈھلنے کی قسم ہو
تجھے ساغر چھلکنے کی قسم ہو
تجھے ہر بار کی رنجش کی سوگند
مری ہر دم کی آمیزش کی سوگند
قسم ہو نالۂ زی کی تجھے یار
قسم ہو نشہ مے کی تجھے یار
قسم ہو تجھکو میری چشم تر کی
قسم ہو میری آہ بے اثر کی
قسم ہو میری فریاد و فغان کی
قسم ہو عندلیب بوستان کی
تجھے سوگند بسمل کی طپش کی
تجھے سوگند اس دل کے خلش کی
مری الحاح و زاری کی قسم ہو
مری بے اختیاری کی قسم ہو
تجھے ان سارے قسمون کی قسم ہو
بہو پہنچ جلدی کہ فرصت کوئی دم ہو

مجھے دیوے اگر تو بادۂ ناب ٹھہرے پر ہو سب کا دامن گوش	اگر ہین مجلس مین تیرا تشنگ احباب اگر دو چار دے تو ساغر مل	اگر دل مین تشنگی ہین اسکو مین نوش فقط تجھسے کہون رنگین تر از گل

چہرہ وسیاحان دشت معانی و مسافران منازل سخندانی جادۂ رسم وراہ داستان شوکت بیان کو
یون طے کرتے ہین شعر بیا ای خردمند فرخندہ پے کہ سازیم این جادہ سحر طے جبکہ فارس میدان شجاعت
یکتاز عرصۂ جلالت صف شکن تیغ زن شناور محیط طلسم کشائی نہنگ بحر زخار تیغ آزمائی افسر لشکر
جانبازی شاہزادۂ اسد بن کرب غازی و مہتر مہتران و بہتر بہتران و سرہنگ سرہنگان بساط
بلاد بنی آدم مولانا سے معظم و مکرم دوندۂ بیدرنگ قلعہ گیر بے جنگ نامی و نامدار خواجہ عمرو
ذیوقار طلسم صندل کو فتح کر چکے اب صلاح ہوئی کہ جلد طرف دربند مہر و ماہ کے روانہ ہونا چاہیے
ملک اخضر و نعیم جادو و فہیم جادو و دیگر سرداران نامدار حاضر خدمت فیض درجت ہوئے ایک
ہفتہ مین انتظام لشکر ظفر اثر ہوا ملک اخضر کو تخت پر سوار کیا اسد نامدار زیر سایۂ علم شیر پیکر
بصد کروفر بجاہ و حشم تمام بشوکت مالا کلام طرف دربند مہر و ماہ کے راہی ہوئے کارگزاران ملک
اخضر بارگاہ فلک اشتباہ لیکر بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھے جس مقام پہ جاکر لشکر اترا وہان
کے زمیندار تعلق دار راجہ بابو آکر حاضر ہوئے سامان دعوت مہیا کیا بسبب ملک اخضر بادشاہ
سابق طلسم صندل کے کل متعلقین حوالی طلسم صندل حاضر ہوتے ہین دم بدم لشکر بڑھتا جاتا ہے
خواجہ عمرو بھی خوشی خوشی لشکر کے ساتھ ہین ہر شب کو صلاحین ہوتی ہین کہ انشاءاللہ اب دربند
مہر و ماہ پر پہونچینگے لوح طلسم دستیاب ہوگی لڑتے بھڑتے تا بہ حلہ جات جائینگے افراسیاب سے
مقابلے پڑینگے اب ناظمان دربند آئینگے اخضر عرض کرتا ہے ای شہریار نام حقیر سنکر سب بھاگینگے غلام
آپ کا ایک ایک کو پہچانتا ہے یقین کامل ہے غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پہ رکھکر مانند غلامان حلقہ
بگوش در دولت آستان عالی پر آکر حاضر ہونگے انشاءاللہ مرحلہ جات کی فتحی کی جلد صورت
پیدا ہوگی لیکن حضور افراسیاب طبقۂ زمین کا ہلا دیگا لاکھون کا کھیت پڑیگا دشت لالہ زار
بنجائیگا خون کے دریا بہا دیگا خواجہ عمرو فرماتے ہین کیون ای ملک اخضر تمنے بھی لوح کے
آنے کی کچھ خبر سنی تھی جب صرصر نے جاکر اسد غازی پر عیاری کی لوح لاکر افراسیاب کو
دی تب ہمنے اپنی آنکھون سے دیکھا ایک نرگاو پیدا ہوا دہن کو مثل قبر بلا کھولے ہوئے

افراسیاب نے اُسکے منھ میں لوح ڈالدی تھی جب میں نے حیرت کی صورت بنکر صندلی سے کیفیت
لوح پوچھی افراسیاب نے صاف کہدیا کہ دربند مہر و ماہ پر میں نے لوح کو بھیجا مہر و ماہ جادو
کے پاس لوح ہے اُس نشان پر عنایت سے پروردگار کے میں آیا تا بہ طلسم صندل پہونچا طلسم
صندل بھی فتح ہوا درمیان میں ہر شخص کا یہ قول تھا کہ صندل جادو کا قتل ہونا ناممکن ہے وہ
بھی انگوٹھی لی عنایت خدا سے دستگیری ہوئی اسکو بھی قتل کیا اب تو یار و منزل مقصد قریب ہے
خضر جادو تو خاموش ہو رہا کچھ جواب نہ دیسکا ملکہ گوہر جادو نے عرض کی اے شہنشاہ جہان
عالم اے محترم و محتشم ان حالات کی وقعت جسقدر کنیز کو ہے کسی کو اس مقدمہ میں دخل نہیں آپ جب
حوالی طلسم میں تشریف لائے پہلے مجھکو خبر ہو گئی میں نے شاہزادہ صندلان صندلی پوش کو بھیجا
مراد اس بیان سے یہ ہے کہ مجھکو خبر ہو گئی اگر کوئی شخص خبر بھی اس جانب سے جاتا لونڈی کو
خبر ضرور ہوتی نہیں معلوم اسمین کیا بھید ہے خدا آپ کی شفقت کا انجام بخیر کرے دربند مہر و ماہ
پر لوح نہیں ہے آئندہ اقبال شاہنشاہی کی برکت سے اگر لوح دربند مہر و ماہ پر ملجائے عنایت پروردگار
ورنہ ہم نہیں عرض کرسکتے ان باتوں کو سنکر عمرو کے ہوش و حواس اُڑے جاتے ہیں خیر خواہان دولت
کے قلب تھرّاتے ہیں لیکن لکھا ہے کہ بعد از قطع منازل و طے مراحل قریب دربند مہر و ماہ لشکر ظفر اثر
اسد نامدار کا گذر ہوا مہر و ماہ جادو دونوں شاہزادیاں جو دربند مہر و ماہ کی حاکم ہیں خبر
سنکر آمد طلسم کشا کی بیرون شہر آئیں بارگاہیں اُنکی بھی استادہ کرائیں لشکر چار لاکھ ساحران غدار
کا آکر فروکش ہوا مہر و ماہ دونوں بہنیں حسن میں یکتا سحر و ساحری میں انکا شہرہ اپنے سامنے
کسی کو موجود نہیں جانتی ہیں سحر و ساحری میں بے نظیر حسن میں رشک ماہ منیر کنارے پر لشکر کے
ٹہل رہی ہیں کہ آمد آمد لشکر طلسم کشا ہوئی پہلے سب سے صندلان صندلی پوش بصد جوش و خروش
مع ستر ہزار ساحران نامی و گرامی آکر اُترے دوبارہ پھر گرد اُڑی نعیم جادو و فہیم جادو
وزیر اعظم دستور معظم مع ساٹھ ہزار ساحران نامی و گرامی آکر اُترے انکے بعد گرد عظیم بلند ہوئی
ملازمان مہر و ماہ جادو نے دیکھا صدا آئی اشعار

یلا نوجوا نوبڑھے سے جاییو
بشتے عمرو دولت قدم بادم

دو جانب سے باگیں لیے جاییو
ترقی ہوا اقبال کی دم بدم

سب دیکھنے لگے دامن گردشگافتہ ہوا نگاہ پری جمال خورشید

مثال شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب بادرفتار پر سوار گرد سرداران نامدار
چہرہ مثل آفتاب و ماہتاب روشن دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے نور سروری و سالاری
جبین مبین سے ساطع ولامع فتح و ظفر جلوہ کنان **نظم**

ورنہ قطرے سے ای بحر سخا کے ممتاز
گر ترا دست کرم ابر سے ہو سکتا ساز
یہ مسلم ہی کہ دو سر پہ کر آفاق سے بیچ

زندگی بخش مسیحا کا ہی لاشک اعجاز
تذرشکار ہوا ایک سے جا انکا دل و دین
تا زکیو فت گریبان دو عالم ہی نیاز

تیوری کی گانٹھ کا کب ہمہ کھلے ہی عقدہ
ہو ویگی یہ گرہ دہر کی ان محرم راز
نگاہ نرگس نظر آ دین گئے آہو گئے رنگ

انکو بیان مین تری ظالم کو کوئی ستم نہ
گنجینہ جئی کا تو کیا ذکر ہے سبحان اللہ
مہربانی کا تری جو زطلب پا انداز

کیا بیان اسکی عدالت کا زمانہ مین ہون
سحر ہو صولت عدل اسکے نہین کر سکتا
باز و گنجشک کی یہ کھنچین جو مصور تصویر

رعب گنجشک سے پروانہ کے سمو زن باز

اس رعب و سطوت و دستور و شجاعت و لیاقت کو دیکھکر اعیان
دربند مہر و ماہ دنگ ہو گئے ایک ایک کے ہاتھ پانون مین رعشہ آئینہ جمال دیکھکر ہر ایک کو سکتہ
تخت پر ملک اخضر جہان دیدہ کارآزمودہ مدت کے بعد قید سے رہائی پائی جان دینے پر آمادہ
پروانہ جمال طلسم کشا ایک جانب سے دیکھا شہنشاہ عیاران سرگروہ خنجر گذاران باج ستانندۂ
ریش ساحران بانی بناے آرائین قصور نگاران خنجر گذاران عالم کے افسر خواجہ عمرو ناسور جلیس
پیک بچون کے جست و خیز کرتے ہوئے ہمراہ طلسم کشا نمایان ہوئے بارگاہین استادہ ہوئین طبل
پر داخلے کے چوب پڑی بازارین آراستہ ہوئین طریقہ سے ثابت ہوتا ہی کہ سپہر تو کئی مہینہ مین آکر
پہونچیگی چکرون کا تانتا لگا ہوا ہی صد ہا تک کی بلند ہی ٹوٹا پہ چلے آتے ہین بازی نجارہ
نعلے لدے ہوئے آواز زنگ آ رہی ہی منتظم بازارون کے مرکبہاے بادرفتار پر سوار بصد جاہ
و وقار آتے جاتے ہین انتظام بازار مین مصروف انکی ذات پر کارگزاری موقوف مہر و ماہ
جادو آمد لشکر طلسم کشا دیکھکر دنگ ہو گئین وجد کرتی ہوئین بارگاہ مین لوٹی آکر تخت پر
متمکن ہوئین وزرا امرا سے ذکر ہونے لگے کہ صاحبو تم نے سطوت و لیاقت طلسم کشا کو دیکھا
طلسم صندل کیونکر فتح ہوا صندل جادو کیونکر قتل ہوئین شیران سلطنت نے عرض کی
اے ملکہ عالم طلسم کشا صاحب اقبال جرأت مین فخر رستم و زال ایلیان طلسم ہوش ربا بدنام
کنوام نالائق بیہودہ اپنے مالک سے محبت نہین کلام کرنے کی لیاقت نہین یہ لوگ فصیح

بلیغ عقیل فہیم داناے روزگار عمرو عیار مکار غدار وہ لوگ آپ کے شریک ہوجاتے ہیں ہر شئے
کا وہ نشان بتلاتے ہیں دیکھیے کسقدر سرداران طلسم صندل شریک ہیں ایک کو در دسر نہوا
چاہیے تھا اپنے مالک کو بچاتے اگر حفاظت بوجہ احسن ہوتی عمر بھر طلسم صندل فتح ہونا نہیں
معلوم سامان قتل صندل کیونکر ممکن ہوا مہر و ماہ جادو نے جواب دیا ہم حیران ہیں طلسم کشا
کی مہم پر کیوں لشکر کشی ہوتی باعث سرکشی کیا ہے کسی نے کچھ نشان بتلایا ہے نہیں معلوم طلسم کشا
کیا سمجھا ہے یہ حال ہر ایک پر ظاہر ہے ہر عقیل و فہیم اس بات سے بخوبی ماہر ہے چیونٹی کی جب قضا
آتی ہے تب پر پیدا کرتی ہے دم پروانہ کا بھرتی ہے ع صید چون اجل آمد بسوے صیاد رفت خیال
یہ پڑا ہے کہ طلسم کشا یہاں سے واپس کیونکر جائیگا سب نے عرض کی حضور کل مال و اسباب لوٹ
لیجیے سب باغیوں کی مشکیں باندھ کر حاضر کرینگے ملکہ مہر و ماہ جادو نے جوانان شیران سلطنت
وزیران باہیبت وافسران لشکر و ساحران نامور کو دیکھا کہ آمادہ حرب و پیکار ہیں سب جادو نامدار
ہیں دور جام بے اندیشہ انجام چل رہا ہے نشے میں آکر حکم دیا نقارہ رزمی بجے کل صبح کو لشکر طلسم کشا
سے مقابلہ ہے کئی سو نقارے پر چوب پڑی ہرکارے لشکر اسد نامدار کے جو لشکر مہر و ماہ جادو
میں حاضر تھے خبر ان لیکر چلے یہاں بارگاہ طلسم کشا میں سریر جہانبانی پر ملک اخضر ذوالکفل شوکت
پناہ اسد نامور کرسی جواہر نگار پر خواجہ عمرو مرقع دربار تصویر سرداران سے معمور تھا یکبیک ہرکارے
آکر حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اٹھا کر دعا و ثناے بادشاہی بجا لائے قطعہ

بادشاہا بارگاہت چون فلک پر نور باد	داد عدلت در سراے آخرت معمور باد
ای فریدون ہمت و رستم دل و جمشید فر	تیغ تو برق و دشمن ناصر و منصور باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو ملکہ مہر و ماہ جادو نے طبل جنگی بجوایا کل آمادہ ہے کہ نکلکر معرکہ آراے نبرد ہوں
آتش کین و عناد و فساد کو دوبالا کریں باقی خیر و عافیت ہے یہ سنکر اسد نامور نے ملک اخضر
کی جانب اشارہ کیا حکم ہوا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و بتائید ربانی طبل جنگی بجے
اسی وقت بموجب ارشاد فیض بنیاد اسد نامدار نقارہ رزمی پر چوب پڑی قطعہ

بہم دو بسل را انجمان طبل زن	کرد رہ ہیبت ز ہیبت گفتی نہا
دہل زن دہل زن بہ تحسین او	ببین و بین او دین او

کل لشکر مین ہنگامہ ہوا کہ طبل جنگی بجا کل لشکر ساحران عمرو ما سے مقابلہ ہو دیکھین گردش دون
وانقلاب سپہر بوقلمون تاج دولت کسکے سر پر رکھتا ہی اور خاک مذلت مین کون آلودہ ہوتا ہی
دیکھین کون صاحب تاج وسلطنت ہی کسکی تقدیر مین ذلت ہی بموجب مضمون مطلع کتنے مفلس
ہوگئے کتنے توانگر ہوگئے ؛ خاک مین جب مل گئے دونون برابر ہوگئے ۔ اشعار دیگر

کل ایک رند دنیا سے مین نے پوچھا ذوق
کہ تو کدھر سے ادھر سے ہوا ادھر پیوست

گذرتی ہوگی بآرام زندگی تیری
کہ تجھکو اب نہ غم نیست ہی نہ شادی است

کہا یہ اسنے کہ قید حیات مین انسان
کبھی نہوگا دل آسودہ گو ہوست الست

اٹھائے ہاتھ جہان سے دلے ہو کیا امکان
کہ با فراغ کرون کنج عافیت مین نشست

چھٹا جو کوئی گرفتاریون سے دنیا کی
تو سلسلہ مین فقیری کے پھر ہوا پابست

رہا وہ خدمت مرشد کی قید مین برسون
کہ حق پرست ہو وہ پہلے جو ہو پیر پرست

گر ایک عمر مین ہوپہنچا مقام اعلیٰ پر
کہا یہ شوق نے ہو ہمت بلند نہ پست

جو دستگاہ تصرف مین بھی ہوئی اسکو
تو یہ ارادہ رہا اور بھی ہون بالا دست

ہمیشہ جنگ رہی بعد صلح کل کے بھی
کہ نفس سرکش دشمن ہی اسکو دیجے شکست

جو ہوشیار ہی تو ہی وہ شرع کا پابند
پھنسا ہوا ہی وہ کیفیتون مین کہ دست

نہین ہی دام خلائق سے مطلق آزادی
مجال کیا کہ نکل جاے کوئی کرکے جست

کہا ہی خوب کسی نے یہ شعر برجستہ
کیا زبان سے نکل اسکی جیسے تیر از شست

اگر ز قطع تعلق کدام شد آزاد
پرندہ زہما باخدا گرفتار ست

مراد یہ ہی کہ دنیا مقام عبرت ہی عشرت کی جگہ نہین اسکا طالب ہمیشہ اندوہگین ہی لشکر مین
تیاریان ہونے لگین ہوم خانے استاد ہوئے اسباب سحر کی تیاری مین ساحران غدار
مصروف ہوئے غیر ساحر سپرون کو درست کر رہے ہین تیغے چرخ چڑھے کہ عقل پیر چرخ کی چرخ
مین ہی تیرون کو زہر سے آبداری دیجاتی ہی نعرہ مردان عالم سے زمین تھراتی ہی لشکر عمرو
مین سحر وساحری کا انتظام یہ دونون شاہزادیان نہایت زبردست ہین ہوم خانے مین داخل
کیا اسباب سحر حاضر ہوا سحر خوانی مین مصروف ہین علم شعبدہ مین خوب انگوروفوف مین ہمراہیان

طلسم کشا کو کب مانتی ہین اخضر کو حقیر جانتی ہین یہی ذکر ہو رہے ہین کہ وہ پیر زمین گیر ہم سے
کیا لڑیگا سحر مین خوب معرکہ پڑیگا طلسم صندل فتح کرکے بہت شیر ہوے آکن روباہ صفتون کو ناکر
دلیر ہوے یہان سے بچکے کہان جاینگے یہلی لڑائی مین شکست پاینگے طلسم کشا کے ساتھ بہا مال
ہو نہایت صاحب جاہ و جلال ہو کل سب کچھ قبضہ مین آجائیگا قید طلسم کشا لیکر طرف شہنشاہ کے
چلینگے انعام اکرام لینگے بعض جنکو جان کے خوف ہین وہ بھاگنے کی تدبیر کر رہے ہین دم نامردی
کا بھر رہے بچلے ہونے کی تلاش ہو کیا کہکر افسر سے رخصت لین اپنے اہل و عیال مین پہونچین
اگر اسی طرح جان دیتے چالیس برس کا سن کیونکر پہونچتا سیکڑون رزمگاہون سے بھاگے
باعزت اپنے گھر چلے آئے یہی بڑی بات ہو لوگ بھگوڑا کہینگے زمینداری کی مصیبت تو نہ سہینگے کچھ
پہ ہمارے کوئی کر نہین سکتا مرد سپاہی مشہور ہین آمدنی تو ہم ایسے آتے ہین بیٹھے بڑے گھبرا
جاتے ہین آخر ہراتے ہوے اٹھے رسالدار کے پاس آئے کہا میان افسر صاحب ہماری
جورو علیل ہو ہمکو رخصت دیجیے ابھی گھر جاینگے تڑکے چلے آینگے افسر نے کہا آج کی شب رخصت
نہین مل سکتی صبح کو میدان کارزار مین رشن نام بزرگون کا روشن کرو انھون نے جواب دیا
حضور ہمین اب آپ کے کہنے سے زیادہ ضد ہوئی ہرگز نوکری نہ کرینگے ابھی چلے جاینگے یہ کہتے
ہوئے بارگاہ سے نکل آئے گھوڑا تیار کیا ٹٹو پر اسباب لادا کوچ کرتے ہوئے چلے راہ
مین کوئی دوست ملا پوچھا بھائی جان کہان چلے جواب دیا ابھی مرزا تم نے سنا آج بڑی خیر ہو گئی
رسالدار صاحب بہت گھبرا گئے ہین لوٹ مار مین مال پا گئے ہین ہم سے کہتے ہین رنڈی لاؤ بھلا ہم
ایسی باتین کب سننے والے ہین ابھی استعفا دیا لیکن کل کی لڑائی ضرور لڑینگے اسباب گھر پہونچا کر
چلے آینگے یہ کہتے ہوے گھوڑے کو بڑھا کر نکل گئے صدہا تو ایسے چلے حیلے کرکے نکلے بعض بیٹھے
بیٹھے رونے لگے غش کھا کے گرے ساتھ والے دوڑے کہتے ہوے بھائی شیخ صاحب کیا ہوا
بڑی مشکل سے آنکھ کھولی ہانپ رہے ہین کانپ رہے ہین بڑی مشکل مین جواب دیا بھائی
ڈولی منگوا کر ہمکو سوار کرکے گھر پہونچاؤ درد گردہ اٹھا ہو اسی عارضہ مین دادا بھی دادا مرے
لوگون نے گھبرا کر ڈولی مین سوار کیا اشارہ سے کہا گٹھری بقچی بھی رکھدو صبح کو زندہ رہے
تو لڑائی کے وقت ضرور آئینگے ڈولی مین پردہ بند ہوا لیا لشکر سے نکل گئے جب جنگل مین پہونچے

تلوار کھینچکر نکل آئے کہارون سے کہا ابے حرامزادو تم نے ہمین مردہ سمجھا کہان لادکے لاسئے
ہو جوان لوگ کہین ڈولی مین سوار ہوتے ہین جاؤ سامنے سے نکل جاؤ نہین قرابین ماردونگا دھوان
تک پیٹ مین اتر جائیگا کہار بیچارے لرزان ترسان بھاگے مگر کوستے ہوئے یا آلات ا علی
سنات سعلی اس ظالم کو سزا ملے وہان سے سوار ہوکر آیا دو کوس پر لاکے چھوڑا انکا کہاری کا
نہ دیا اسکو بھی سزا ملے رات کا وقت بیچارے کہار ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اس خیال سے
کہ رات کو بھٹک کر نہین معلوم کہان نکل جائینگے مگر وہ ظالم شیخ بڑاتا بڑبڑاتا جاتا تھا قریب
ایک گاؤن کے پہونچا دس پانچ پاسی کنارے گاؤن کے پیکے دسے کی خبر سنانے کو آپہونچے
تھے انھون نے آدمی کی آواز سنی پکارا کون آتا ہی اب شیخ جی گھبرائے جواب دیا ہم ہین
شیخ دمڑیم خان پاسیون نے گھٹنے چڑھائے تکے جوڑے کہا میان ہتھیار کپڑے رکھدو ۔ ب تو شیخ
جی ہاتھ جوڑنے لگے کہا بھائی لورکھ لیو تم سے ہمکو کیا عذر ہی پاسیون نے عزتی بندھوا دی
اب شیخ جی سوچے سوائے لشکر کے اب کہان جائین چلو پلٹ چلین روتے پیٹتے چلے کہارون نے
کہا وہی مسخرہ ننگا لچا چلا آتا ہی پکار کر پوچھا میان شیخ جی کیا ہوا کہا بھائی ٹہرا ہمین غصہ آیا
کہ جاکر حریف کو مارین اب اسوقت ہم اپنے جامے سے باہر ہین چلو تم بھی چلو ہماری جرأت
دیکھو نامرد تو یون جان بچاتے پھرتے ہین مگر وہ جو صاحبان جرأت و لیاقت ہین آمادہ مرگ
وھیاسے قضا باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہی ای نور نظر نمک سرکاری کھایا ہی قدم پیچھے نہ ہٹانا ڈنکر
تلوارین منھ پر کھانا شعر بیاہ سے جاؤ عروس موت کو ۔ دو طلاق اس زندگی کی سوت کو
دنیا ناپائدار ہی اسکا کیا اعتبار ہی ہر دسپاہی کی یہی آبرو ہی تیغ بید ریغ معشوق خوبروزینت
پہلو ہی سب طرح کے لوگ ہین شعر کند ہمجنس باہمجنس پرواز کبوتر با کبوتر باز با باز چار
پہر رات اسی ہنگامے مین گذر کر ستارہ سحری آسمان پر چمکا ہر طرف اجالا تھا سحر ہوگئی شہنشاہ
پردۂ ظلمات نے شکست کھائی مع فوج ثابت و سیارگان فرار پر قرار کیا شہنشاہ زرین پوش نے
بصد جوش و خروش فوج شعاع و ضیا کو ہمراہ لیا نیزۂ خطوط شعاعی ہاتھ مین تیغ مہر کو حمایل
کیا اشہب صبا رفتار چرخ نیلی پر سوار ہوکر وارد میدان کارزار ہوا لشکر جانبین سے
سمت کارزار چلے یہان دردولت اسد نامدار پر سرداران نامی کا مجمع و جلوخانہ مین آکر

ٹھہرتے جاتے ہین یکایک پردہ اُٹھا جشنہ بارگاہ سے شیر مجازی اسد بن کرب غازی
برآمد ہوا سرداران نامی برائے تسلیم خم ہوے شاہزادہ صندلان صندلی پوش ساٹھ ہزار
جوانان صف شکن تیغ زن کو لیکر حاضر ہوا ہمراہ رکاب ہو لیا ملک اخضر تخت پر سوار ہوا ملکہ گوہر
جادو بصد آبرو ہپلوے تخت مین ایک جانب فہیم ونعیم باپ بیٹے سلاح جنگی ذات پر آراستہ
مرنے پر آمادہ پشت پر ساحر و غیر ساحر فنون جنگ سے بخوبی ماہر اسنا مدار زیر سایۂ علم شیر
پیکر اس جاہ جلال سے وارد میدان کارزار ہوئے دیکھا کہ آمد آمد لشکر مہر و ماہ جادو شروع ہوئی
دونون بہنین تخت پر سوار تاج شہریاری برسر اسباب سحر جھولیون مین بھرا ہوا گرد بڑے
بڑے جادوگر بصورت مہیب و بہ شکل عجیب اژدرہاے آتش فشان پر سوار طلہاے
زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے پھریرون پر تصویرین لات و منات کی ترسول ہاتھ
مین صداے یا سامری و جمشید بلند مغرور خوشامد پسند اس طرح دونون لشکر میدان کارزار
مین آکر جمے میمنہ و میسرہ و قلب و جناح و ساقہ و کمینگاہ طرفین سے آراستہ و پیراستہ نقیبون
کو اشارہ ہوا نقیباے بلند آواز بصد سوز و گداز میدان کارزار مین پہونچے سرود
چھیڑے آوازین لگا مین نظم

اجل لگاے ہوے گھات ہر کسی پر ہی
نزد و کیا نہین ای ساکنان ملک ہستی ہی
ابر رحمت اگر نہین ای ذوق

دیگر

بہ ہوش باش کہ عالم رہ داردی پر ہی
عدم کی راہ سیدھی ہی بلندی ہی نہ پستی ہی
بیکسی گور پہ برستی ہی

نقیبون نے وہ اشعار حیرت آمیز پڑھے مردان عالم کو سناے آگے نقشہ ناپائداری عالم
آنکھون کے نیچے پھر گیا عیش و راحت کا لطف نگاہ سے گر گیا قریب تھا کہ ساحر جانبین سے
براے مقابلہ میدان کارزار مین نکلین کہ صحراے گرد اڑی سب دیکھنے لگے سامنے آگرد اس
گرد شگافتہ ہوا آگے آگے سو علم نشان لاکھ سوار کا ہر ایک علم کے پھریرے پر تعریف سامری
و جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم آگے آگے ایک گردن سوار پچاس انچ کا قد و قامت
دیو ہی کہ قالب انسان مین سمایا ہوا چوڑا سینہ مثل تختۂ دکان عطار کمر مین ابرو دن پر بل
غرور و تکبر چہرے سے ظاہر سبزہ تار کا درخت صاف ثابت ہوتا ہی تار کے درخت مین

سنان و سنان درست کی ہو سپر فولادی فراخ دامن سیاہ رو کی پشت پر گرداب دریائے نیل
سے مثال آنکھیں غصے سے لال لال قوی تن قوی سن جیسے ہی ملکہ مہر جادو کی نگاہ اُس جوان
قوی ہیکل پر پڑی ماہ جادو سے مسکرا کر کہا بہن تمنے پہچانا شاہور فیل پیکر ہمارا خراج گزار
پہلوان نامی و نامدار حال لشکر کشی مسلمانان سنکر آیا ہے یہ کہکر ساحروں کو حکم دیا جلد جا کر
استقبال کرو ہمارے سامنے لا کر پہونچاؤ نہایت خیر خواہ ہے ساحران نامی گئے شاہور فیل
پیکر آکر سامنے مہر و ماہ کے گینڈے سے کودا پایۂ تخت کو بوسہ دیا ملکہ نے دست شفقت پشت
پر رکھا پوچھا اے پہلوان دوران اے گرشاسب جہان کیونکر آنیکا اتفاق ہوا عرض کی حضور کی
زیارت کا مشتاق ہوا یہ بھی غلام نے سنا کہ طلسم کشا آپ سے برسر پرخاش ہے جنگ کی تلاش
ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ طلسم کشا کو جرأت کا بڑا دعوے ہے بڑے بڑے پہلوانوں کو مارا ہے
جوانان شیر دل کو للکارا ہے غلام کو خواہش ہے کہ جا کر طلسم کشا کو مشکیں باندھ کے خدمت میں
حاضر کرے مگر حضور یہ انتظام کریں کہ جانبین سے سحر نہونے پائے غلام آپ کا جرأت و شوکت
سے طلسم کشا کو زیر کرے پایۂ تخت شہنشاہی کو بوسہ دلائے مطلب دل ہاتھ آئے اگر شاید
جنگ مغلوبہ ہو تمہیں بھی حضور شرکت نہ کریں صرف تماشا دیکھیں میں نے فرزندان حمزہ کے بڑے
بڑے ادعا سنے ہیں بڑے بڑے ملکوں پر جا کر یہ لوگ بڑے بہادر پہلوان زیر کیے پس
ایسے جوان کو زیر کر کے خدمت میں لاؤں شرف جرأت حاصل کروں حضور کا بھی نام ہو کہ ملکہ
مہر و ماہ کے ایسے نمکخوار تھے جنہوں نے طلسم کشا کو زیر کیا مطیع و منقاد کرایا پس جو عرض کرنا
تھا غلام عرض کر چکا اجازت میدان کارزار مرحمت ہو ہر چند ملکہ مہر و ماہ جادو نے روکا شاہور
فیل پیکر نہ مانا اجازت لے کر طرف میدان کارزار کے چلا گینڈہ مست زیر ران سلیح شوری
دکھلانے لگا پسینہ پیشانی پر آنے لگا اسپ تازی نے چوگان بازی دکھلائی نیزہ و دگڑی کال
ہلایا خوب پسینہ آیا دونوں سپروں سے یوں پسینہ ٹپکا کہ جیسے دو کالی گھٹائیں برستی ہیں جب
خوب عرق عرق ہو چکا گینڈے کو روکا لشکر اسلام کو تیز تیز بہ نظر ستیز دیکھنے لگا ظاہر ہوا کہ
ہر بہادر از ہیبت پیل تا بہ موزہ عرق دریائے آہن شعر جہان مرد خود را در آہن گرفت ؛ کہ مژگان او
شکل سوزن گرفت ؛ پکار کر آواز دی اے فرقہ خدا پرستان و اے زبردستان جسکو تمنا مرگ کی

ہو مجھ سے اگر مقابلہ کرے لیکن واضح رہے کہ آج مجھ سے مقابلہ شوکت و جرأت و لیاقت ہوگا سحر
ساحری موقوف دل چاہتا ہی مردان عالم فنون سپاہگری دیکھین تحسین و آفرین کرین یہ پکار کر کہنا تھا
کہ اسد نامدار نے گھوڑے کو پھیرا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا صندلان صندل پوش گھوڑے
سے کودا قدمون سے اسد نامدار کے لپٹ گیا کہا اے شہریار حقیقت مین اس حوالی مین اسکی جرأت
کے شہرے ہین بڑے بڑے پہلوان اسنے زیر کیے غلام کو بڑی حسرت ہی کہ اس سے جا کر مقابلہ کرے
اسد نامدار نے فرمایا اے برادر مین اپنے سے تمکو اچھا جانتا ہون تمکو بخوبی پہچانتا ہون جانباز سرفروش
راسخ الاعتقاد فن سپاہگری مین طاق شہرۂ آفاق لیکن میرا دہ نامرد کو پکارتا ہی اس عبد ذلیل
رب جلیل کو للکارتا ہی آپ سب صاحب میرے واسطے دعا کرین کہ سامنے تمام عالم کے جرأت مین
فرق نہ آئے پروردگار مظفر و منصور کرے رنج و ملال دل سے دور کرے صندلان صندلی
پوش نے سر جھکا لیا عرض کی اے شہریار بسم اللہ پروردگار آپ کو مظفر و منصور کرے ملکہ گوہر جادو
ملک خضر وغیرہ سب نے گھیر لیا اسد نامدار نے فرمایا اے سرداران نامی و اے ساحران گرامی
ایک بات کا خیال رہے یہ پہلوان جو میدان کارزار مین آیا ہی اپنے کو جرأت و زور و طاقت مین
یکتا جانتا ہی اسنے مہر و ماہ جادو سے اجازت لی ہی کہ کوئی ساحر دخل نہ دے آپ لوگ بھی اسکے
خلاف نہ کیجیے گا کوئی سردار دخل نہ دے صندلان صندلی پوش فوج غیر ساحران لیکر موجود
رہیگا اسکے ساٹھ ہزار سوار و دو لاکھ جوانان خرس پیکر کا بار اٹھائینگے سب نے سر جھکا لیا اسد
نامدار نے خواجہ عمرو کو جھک کر سلام کیا خواجہ عمرو نے بازو تھام کر دعاے فتح و ظفر پڑھی
میدان کارزار کی اجازت دی فرمایا بسم اللہ اسد نامدار دوبارہ بپشت مرکب
بادرفتار پر سوار ہوا شعر

چو شیر سے کو گیرد بر آہو کمین
ترا سمند ہی وہ تیز رو کہ وقت خرام
کہ سیر گاہ دو عالم ہی ایک روند

دیگر

بجست از زمین و بر آمد بہ زمین
کہین زمانے مین ممکن نہین ہی اسکا نظیر
اور اسکا شرق سے تا غرب ہر قدم گاہ سیر

اس مرکب بادرفتار کو یہ شیر اڑاتا ہوا نیزہ چمکاتا ہوا سامنے شاہور فیل پیکر کے پہونچا گرداب کا
تمام کر دوڑا ایک ہمین لگا و رزن ہوئے تین قدم مرکب اسد نامدار پانچ قدم گھوڑا اسکا پیچھے

شا جمالی جوان آراستہ اسد نامدار پر نگاہ پڑی سطوت و صولت دیکھکر دنگ ہوگیا ہاتھ واسطے سلام
کے اٹھایا اسد نے جواب سلام دیا شاہور سراپا کو دیکھ رہا ہی حیران جمال محو دیدار عاشق چہرۂ
زیبا سے اسد نامدار گھبرا کر پوچھا ای جوان ماہ تمثال مین نے تو طلسم کشا کو واسطے مقابلے کے بلایا
ہی تو واسطے اصلاح کے آیا ہی اسد نامدار نے جواب دیا وہ بندۂ حقیر رب قدیر مین ہون جب تو
شاہور نے کہا ای شہریار آپ نے غضب کیا دربند مہر و ماہ پر لشکر کشی کی کیا ماہ بدولت کا نام
آپ نے نہ سنا تھا بڑے بڑے پہلوانون کو مین نے مارا اس اقلیم مین نہیب شمشیر سے ماہ بدولت
کے پہلوان تھراتے ہین شیران دشت نبرد کو غش آجاتے ہین مگر ای نوجوان مجھے تیرے حال پر
رحم آیا اگر تو میری اطاعت کرے ملکہ مہر و ماہ جادو سے خطا معاف کرا دون وہ اپنا سپہ سالار کرےگی
مین اپنے لشکر کا بادشاہ قرار دونگا ای جوان شیر دل گزو سکہ ترے نام کا جاری کرونگا اسد نامدار
نے مسکرا کر فرمایا مہربانی تمھاری تمکو ہمارے حال پر رحم آیا لیکن اگر دین اسلام ملت حنیفہ اختیار
کرو رونق بارگاہ اسلام قوت بازو زینت پہلو مقرر کرین انشاء اللہ جب بیشۂ شیران یعنی بارگاہ
سلیمانی مین پہونچوگے ہمارے بزرگون کو دیکھکر وجد کروگے شاہور ہنسا کہا ای جوان سوال
دیگر جواب دیگر معلوم ہوا قضا تیری سر آئی ہی حربہ کر حوصلہ دل مین باقی نہ رہے پھر سپری جرأت
ولیاقت کو دیکھنا اسد نامدار نے فرمایا ہمارا دستور نہین ہی تو حربہ کر جب تیری ضربت پرزور کا
بچا لینگے تب ہم بھی حربہ کرینگے یہ سنکر شاہور مثل ابر کے گرگرایا گیندے کو پیچھے ہٹایا داہنی بغل
سے اور بائین جانب سے نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا مثل آہ عاشقان و کاکل معشوقان تاک
کر سینۂ بے کینہ اسد نامدار پر لگایا اسد نے نیزے کی سنان پر لیا چنگاریان نکلین دونون
جوانون مین نیزہ چلنے لگا مرکب اور گیندے اشارے پر کام کر رہے ہین برج خاکی بنکر تیار ہوا
سنان ہاے نیزہ مثل ستارون کے چمک جاتی ہین لشکرون سے احسنت و آفرین کی صدائین آتی ہین
دو گھڑی کامل نیزہ چلا اسد نے ایک مقام پر گانٹھ کر جھٹکا مارا نیزہ ہاتھ سے شاہور کے نکلگیا
چہرے پر اس جوان کے ہوائیان اڑنے لگین نیزہ بے آب خجالت مین غرق غصے مین آکر قبضۂ شمشیر
پر ہاتھ ڈالا امان ثابت ہوا کہ غار سے اژدر حسب بل کرتا ہوا نکلا آواز دی ای جوان یہ تیغ
بید ریغ ہی برسونگا جگر مادم سحر مین فیصلہ ہوتا ہی خبردار خبردار کہکے گیندے کو بڑھایا اسد نامدار

نے سپر کو چہرے کی پناہ کیا مگر شاہور جوان زبردست بادۂ کبر و نخوت سے مست ہاتھ تلوار کا
لگایا سپر اسد نامدار کے دو ٹکڑے خود کو کاٹ کر سر پر اسد نامدار کے زخم آیا شاہزادے نے
دستانہ مارا تیغہ جھنّا کر نکلا چادر خون کی چہرۂ زیبا پر زخم سر کو تھا گیا اسد نامور نے نعرہ کیا ای
بہادر شیر تو ضربے زدی ضرب من نوش کن بعد ہمہ شادی از دل فراموش کن و خبردار خبردار کہکے
ہاتھ تیغ برق مثال کا مارا شاہور نے بھی سپر کو اٹھا دیا لیکن تیغہ جھپک کر گرا سپر کے دو ٹکڑے جیسے
گویا ابر تیرہ و تار سے بجلی کڑک کر نکل گئی خود کو کاٹ کر تیغہ تا دو ابرو پہنچا شاہور نے بھی دستانہ
مارا سر سے تو تیغہ نکلا اس زور میں جاتا تھا کہ گینڈے کی گردن قلم ہوئی شاہور کود کر الگ ہوا
اہالیان فوج نے جانا ہمارا افسر مارا گیا لینا لینا کہکر دوڑ پڑے اسد نامدار نے جو گھٹا کو ری آتے
ہوئے دیکھی تیغ برق مثال کو کھینچکر نعرہ کیا نعرۂ اسد

اسد شہسوار رزم گردد روز جنگ　　بدرد دل شیر و چرم پلنگ
اسد شیردل ابن صاحبقران　　شہنشاہ نام آور و کامران

ادھر سے شاہزادۂ صندلی پوش فوج بحر موج کو لیکر
جا پڑا دونوں لشکر مثل آب شور و شیرین و نور و ظلمت سے ملگئے شعر دو لشکر ز لشکر دو آمیختہ قیامت
ز گیتی شد انگیختہ ؛ لشکر ساحران جانبین سے کھڑے دیکھ رہے ہیں کہ دونوں لشکر آپسمیں مل گئے دریا
خون بہ رہے ہیں شاہور کو بھی پہلوانوں نے اٹھایا زخم سر اُس خود سر کا باندھا دوبارہ پھر وہ
گینڈے پر سوار ہوا آمادۂ حرب و پیکار ہوا لیکن شیر بیشۂ صاحبقرانی جس غول پر جا پڑا ہے درہم
و برہم کیے تماشا ہے فوج قلم کیے دریائے خون جاری ہے طبل و نقارے [illegible] بج رہے ہیں کہیں ہجوم
سے شیر جنگ میں مصروف ہے اس رستم خصال سے کسے مقابلہ کا وقوف ہے جو پہلوان سامنے گیا
علف شمشیر آبدار ہوا شاہور بھی ہر مرتبہ چاہتا ہے کہ میں پھر اسد نامدار سے مقابلہ کروں جرأت
اپنی دکھاؤں بیچ میں پہلوان آجاتے ہیں دونوں کو بچاتے ہیں خواجہ عمرو ایک بلندی سے
ملاحظہ فرما رہے ہیں کہ اسد نامدار نے فوج شاہور کے قدم اکھاڑ دیے پست فوج کے بھگا دیے
وہ لوگ دامن صحرا کو مثل دامن مادر جانکر چاہتے تھے کہ دامن پناہ [illegible] ان
دشت نبرد سے ہٹ جائیں لیکن پناہ نہ ملتی تھی تلوار بے پناہ چل رہی تھی [illegible] فوج شاہور
معدودے قلیل باقی تھا کہ شاہور پہلوان اسد نامور سے بھی مقابلہ پڑا اسد نامدار نے للکارا

شاہور بھی جا پڑا بیچ مین اکثر پہلوان آئے ہاتھ سے اسد کے واصل جہنم ہوئے اسد شیر دل مرکب
بڑھا کر سامنے شاہور کے آیا آواز دی ای جوان تیرے اشتیاق مقابلہ مین بیقرار ہون ناظرین
پر واضح ہو کہ اسد شیر دل کو دن بھر گذرا لگاتار زخم بدن پر کھلے ہوئے ہین لیکن جوش جرأت مین
سرو نوخاستہ باغ جرأت وعندلیب بوستان جلالت ایک رنگ سے لڑائی مین مصروف ہی
شاہور بھی زخم کھائے ہوئے لیکن اسکے زخم کم مزاج اسد زیادہ برہم یہ ہنگامہ بحر صاحبقرانی
دریاے فوج مین ڈوب کر ابحر زخار فوج کو جھیلا اپنی جان پر کھیلا فوج شاہور شکست کھا چکی ہی
کئی کوس تک لڑتے بھڑتے آئے اب شاہور سے پھر مقابلہ پڑا شاہور نے ہاتھ مارا قطرہ ہای
خون پردہ چشم مین جبتک سپر پرنا مین تیغہ شاہور چل گیا زخم سر اسد غازی چوپارہ ہو گیا تھا
کی جی واری کرکے جواب ہاتھ مارا شانہ شاہور کا جھول پڑا اسکے سردار ٹوٹ پڑے بہت سے
اس مقام پر مارے گئے مگر ایسے سردار کوے نتھے مارزنان اسد قتل کرتے ہوئے چلے یہ فتحیاب
ہین وہ شکست خوردہ بیتاب ہین صندلان صندلی پوش نہایت جرأت سے لڑ رہا ہی فوج دشمن
کو تہ وبالا کر دیا ہی ناگاہ نہیب شمشیر مردان عالم سے نیر اعظم لرزان وترسان با چہرہ زرد طرف کاشانہ
مغرب کے روانہ ہوا لیلی شب نے مردان عالم کی پردہ پوشی کی ماہ تابان بصد عظم وشان فلک
نیلوفری پر نمایان ہوا اسد غازی کو غش آنے لگا تلوار کو نیام انتقام مین رکھ لیا دونون ہاتھ
حمائل گردن مرکب کیے غش آگیا مرکب نے بوجھ اپنے راکب کو سست پایا کنوتیان بدلین ایک جانب
سے نکلا گر بے زبان جدھر منہ اٹھ گیا اپنے تھان پر نہ جا سکا یہان صندلان صندلی پوش لڑائی
کو فتح کرکے ایک مقام پر ٹھہرا سرداران کو جمع کرنے لگا کہ خواجہ عمرو آ گئے پہونچے عمرو نے پوچھا
ای صندلان خیر تو ہی صندلان نے عرض کی آپ کے اقبال سے لڑائی فتح ہوئی عمرو نے پوچھا
افسر تمھارا اسد نامور کہان ہی صندلان نے کہا مین نے عرصہ سے آواز نہین سنی تلاش کرنا شروع
کیا کسی مقام پر نشان نہ ملا بلکہ کسی جگہ پر خود کشا ہوا پایا کہین قروں کمر کی دستیاب ہوئی نشان
قطرات خون سے صاف معلوم ہوتا ہی کہ تھوڑا زخمداری مین نکال لیگیا عمرو نے صندلان سے
کہا ای برادر دلاور وصفدر تم کو کام نہ آتا یہ بات مشہور نہ ہونے پاوے کہ طلسم کشا لشکر مین نہین ہی
مین برائے تلاش جاتا ہون یہان چہار جانب عمار اسی جہرو ماہ جادو کی ہی جس جگہ مرکب

لیکے پہونچیگا وہ بھی قصد کریگا کہ گرفتار کرکے پاس مہر و ماہ کے حاضر کرون پس اس امر کا چھپانا
واجب و لازم ہی بخوبی صندلان کو سمجھا کر عمرو ایک جانب بھاگا تلاش کرتا ہوا اسد غازی
کو چلا لیکن صندلان نے ہرچند چاہا کہ اس خبر وحشت اثر کو چھپاؤن مگر ممکن نہوا جسنے سنا
بیتاب ہوگیا کلیجہ تھام لیا ہاے آقاے نامدار کی صدا بلند ہوئی ملکہ اخضر لپٹ کر داخل بارگاہ
ہوا ہی ادھر مہر و ماہ جادو اپنے خیمے مین آکر مضطر ہین ملکہ اخضر و ملکہ گوہر جادو بارگاہ مین
با اطمینان نہون بیٹھنے پائے ہین کہ صداے واویلا کان مین آئی اخضر نے گھبرا کر کہا ای یارو خیر تو
ہی چند کس نے بڑھکر عرض کی ای شہریار ہمارے آقاے نامدار اسد شہسوار کا نشان نہین ملتا
سنا ہو سکے ملازم انکو زخمداری مین لے بھاگے شہزادہ صندلان سرداران زخمی ہوا
رہا ہی خواجہ عمرو برائے تلاش اسد تشریف لیگئے ہین ہم سب کو منع کر گئے ہین کہ اسد غازی کا
غائب ہونا مشہور نہو اخضر نے منھ پیٹ لیا تاج سر سے دیمارا کہا صاحبو سرِ دربار بیان کرچکے
ہو یہ خبر کیونکر چھپے گی لیکن اسی وقت چند ہرکارے ساحران تیز رو برائے تلاش اسد نامدار
روانہ کیے خود مسلح و مکمل گوش بر آواز ملکہ گوہر جادو کو حکم دیا کہ تمکو خدمت طلایہ پر مقرر کیا
جاتا ہی جو ہرکارہ جیسی خبر لیکر آئے فوراً ہمکو اطلاع ہو گوہر جادو اسی وقت چند ساحرون کو
اپنے ساتھ لیکر چمٹے سے خبر طلسم کشا مین بیرون بارگاہ آئی لیکن ہرکارے مہر و ماہ جادو
کے لشکر اسلام مین حاضر تھے یہ خبر سنکر بھاگے خدمت مین ملکہ مہر و ماہ جادو کے پہونچے عرض
کی ای ملکہ عالم سنا ہو تو شاید ہاتھ سے طلسم کشا کے مارا گیا اسکے ملازم اسکا لاشہ لیکر نکل گئے
لیکن طلسم کشا بھی انتہا کا زخمی ہوا تھا گھوڑا اسی جانب اسکو نکال لیگیا ملازمان اسد روتے
پیٹتے بارگاہ مین آئے ہین ملکہ اخضر نے ہرکارے برائے تلاش چہار جانب بھیجدیے خود بھی گوش
بر آواز ہی ملکہ گوہر جادو متعلم طلایہ اسی فکر مین ہین کہ اپنے آقاے نامدار کی خبر پائین فوراً برائے
تلاش جائین مہر و ماہ جادو نے اسی وقت چند فرمان مہر خاص تحریر کرائے خلاصہ مضمون
یہ تھا کہ طلسم کشا جہان زخمی ہو کر پہونچا ہو فوراً گرفتار کرکے خدمت مین ما بدولت کی روانہ
کرے جو اسکے خلاف کریگا اپنے خون سے ہاتھ بھریگا یہ نامے اسی وقت پاس اپنے خراج گذارون
کے روانہ کردیے سردارون کو بلا کر تاکید کی کہ تم سب صاحب جا کر خود جستجو کرو طلسم کشا کا پتہ لگاؤ

جو اس باغی کو گرفتار کرکے لائیگا دولت دنیا سے بے نیاز ہو جائیگا مہر و ماہ یہ فکر کرکے مصروف عیش و نشاط ہوئین

دو کلمہ داستان حیرت بیان اسد نامدار کے بیان ہوتے ہین

مرکب شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی کا رہوار بوقت سحر ایک سبزہ زار مین پہونچا جھیل پر پانی پیا جسم کو اپنے جنبش دی ماہ اوج صاحبقرانی پشت زین سے بر روے زمین گرا مگر بیہوش مدہوش قضاے کار ملکہ شمیم گل پیرہن خراج گزار مہر و ماہ کا باغ اسی صحرا مین تھا صبح کو قریب حوض کرسی پر آکے جلوہ فرما ہوئی اُس گوہر بحر خوبی نے ناز سے پانون حوض مین لٹکا دیے بسبب کمسنی کے پانی سے کھیل رہی تھی پانی کی آبرو بڑھاتی تھی ناگاہ دیکھا کہ ایک لکیر سُرخ حوض مین پیدا ہوئی ایک تار بندھا ہوا معلوم ہوتا تھا ملکہ نے دست نگارین مین اُس آب یاقوت رنگ کو اُٹھایا سونگھا بوے خون آئی ملکہ شمیم گھبرائی کنیزون سے فرمایا بیرون باغ جو جھیل ہے حوض مین پانی اُسی جھیل سے آتا ہے نئی صورت ہے بوے خون آتی ہے طبیعت بہت گھبراتی ہے دیکھو تو شاید کسی ظالم جلاد صاحب بیداد نے کسی مظلوم کو قتل کیا جلد دریافت کرکے آؤ کنیزین دوڑی ہوئی گئین دور سے دیکھا ایک ماہ تابان مہر درخشان کنارے جھیل کے بیہوش مدہوش پڑا ہے نہین معلوم زندہ ہے یا مردہ ہے کنیزین ہانپتی کانپتی ہوئین سامنے ملکہ کے آئین نرگس کی آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے سوسن سے بولا نہین جاتا شمشاد سیدھی مزاج نہ منھ سے بولے نہ سر سے کھیلے گلعذار کا رنگ رو متغیر غنچہ دہن خاموش سمن و یاسمن کو حیرت کا جوش ملکہ نے کہا خیر تو ہے جب کسی نے جواب نہ دیا ملکہ غصے مین اُٹھی سنبل کو دو کوڑے مارے کہا سچ بتلاؤ یہ کیسی حیرت ہے مفصل بیان کر سنبل کوڑے کھا کر بھاگی مگر یہ سوسن نے خوف سے زبان کھولی عرض کی بی بی کسی ظالم جلاد نے ایک چاند کے ٹکڑے کو قتل کرکے قریب نہر کے ڈال دیا ہے حضور میرا کلیجہ دھڑک رہا ہے یہ سنکر ملکہ شمیم کو غصہ آیا کہا ایسا کون گستاخ تھا جس نے ہمارے باغ کے قریب یہ ظلم کیا ہم خود ملاحظہ فرما کر اسمقدمۂ خاص کو تحقیق کرینگے سزاے معقول دینگے جلاد کو ہمارے حوالی مین پناہ نہ ملیگی اسکا تدارک واجب و لازم ہے گریہ کشتن روز اول بہ کہتی ہوئی ملکہ آگے بڑھی انیسین جلیسین کہتی ہوئی واری مردے کے

پاس جانا مناسب نہین ہی نہین معلوم حسب و نسب کیا ہی کہان کا رہنے والا ہی اتنا تو دور سے ثابت ہوتا ہی صاحب لیاقت کوئی امیر جلیل ہی نہین معلوم جلادون مین کیونکر پھنس گیا یہ بھی ظاہر ہی کہ تلوار چلی ہال نہین یا پوشاک جسم پر آراستہ ہی بلکہ جواہر بے انتہا ہی ملکہ ان باتون کو سنتی ہوئی بیرون باغ آئی دور سے دیکھا حقیقت مین کنارے نہر کے یہ ثابت ہوتا ہی کہ ستارہ سحری پڑا ہوا چمک رہا ہی ملکہ دور سے دیکھکر جھجکی مگر اشتیاق زیارت روے انور مین ڈرتے ڈرتے قریب آئی اب بخوبی نگاہ جمال بمثال اسد نامدار پر پڑی دیکھا ایک جوان صاحب شوکت و شان خوبصورت صاحب سطوت ولیاقت ماہ جبین خورشید تمکین سرو باغ حسن وجمال نخل حدیقہ جاہ وجلال سر زخمی لختے خون کے جسم انور پر جمے ہوئے قبضہ پر شمشیر بے نظیر کے قبضہ سپر پشت پر کمان کیانی غم مین اپنے مالک کے خم ترکش کا حیرت سے منھ کھلا ہوا تیر اوپنی خطا کاری پر سہمے ہوئے مرکب صبادم کبھی چرتا ہوا دور جاتا ہی جب اپنے آقا کا خیال آتا ہی پھر تڑپ کے شیہہ بھرتا ہوا آکر تلوے چاٹتا ہی کبھی گرد پھرتا ہی ملکہ جمال اس یوسف کنعان جرأت کا دیکھکر زلیخا وار گرفتار زندان محبت و اسیر حلقۂ کمند الفت ہوگئی قلب سے آہ نکل گئی آنکھون کے نیچے اندھیرا آیا قلب تھرایا رنگ رو متغیر ہوا آئینۂ عارض سے حیرانی زلفون سے پریشانی بحر غم والم کی طغیانی اس جوش وخروش مین گھبرا کر کہا اری غنچہ دہن دیکھ تو یہ شخص زندہ ہی یا نہین غنچہ دہن نے سر جھکا لیا ڈرتے ڈرتے جواب دیا حضور مین تو مردے کے قریب نجاؤنگی جو اٹھکر لپٹ جائے تو مین کیا کرون ملکہ نے جھلا کر جواب دیا او شفتل اگر مردہ ہوتا گھوڑا قریب نہ جاتا تلوون کو نہ چاٹتا جب اس پر بھی کسی نے کچھ جواب نہ دیا ملکہ خود بڑھی جب قریب پہونچی بخوبی روے زیبا پر نگاہ پڑی سینہ پر ہاتھ رکھدیا آمد و شد نفس کی جو پائی خوشی ہو کر آواز دی یہ جوان زندہ ہی مجھکو اس وجہ سے زیادہ خوشی ہوئی اسکا علاج کرکے پوچھا جائیگا کس نے یہ تیرے ساتھ بدعت کی اسی کے نشان دینے پر جلاد گرفتار ہونگے سزا پائینگے ہمارا ملک پاک وصاف ہوجائیگا پھر کوئی کسی پر دست ظلم نہ اٹھائیگا کنیزین دوڑ کر چارپائی لائین لیکن دور کھڑی ہوئی دیکھ رہی ہین ملکہ نے آگے بڑھکے سر اٹھایا جب تو کنیزین دوڑین کسی نے ہاتھ کسی نے پیر تھاما ہاتھون ہاتھ اٹھالیا لیکن کلائیان بلور سے بہتر صورت زیبا رعنائی ہر اعضا سے ہویدا کنیزین لپٹی جاتی ہین تلوون پر سینے رکھے دیتی ہین ملکہ کی جو نگاہ پڑی بر نگاہ قہر و غضب دیکھا یا پر پلنگ کے ہاتھ رکھدیا

گھوڑا کوتل ساتھ لے لیا دم بدم سینہ پر ہاتھ رکھتی ہی کبھی کہتی ہی صاحبو ابھی تک تو خیر ہی یہ جوان
صحیح وسالم ہی آیندہ زخم وزری ہونا چاہیے جراح معقول بلاؤ کاریگر ہو ٹانکے ساتھ نرمی کے
دیے جائین مسافر کو تکلیف نہونے پاے جب اپنے عزیزون مین جاے تو ہماری عنایت ومرحمت
کا ذکر اپنی زبان پر لاے عمر بھر ممنون ومشکور رہے اور ہمارا کیا مطلب ہی تم لوگ بدکار نہین معلوم
کیا سمجھتی ہو کنیزین خاموش چلی آتی ہین جب باغ مین آکر داخل ہوئین حکم دیا مرکب کو لیجا کر آب و
کاہ سے سیراب کرو چارپائی کو لیکر بارہ دری مین آئی کنیزون سے کہا چھپرکھٹ پر لٹاؤ کنیزون
نے کہا واری نوج مردے کو جنگل سے اٹھا کر لائی ہین حضور کے چھپرکھٹ پر لٹانا مناسب نہین ہی
ملکہ نے غصے مین جواب دیا اری بدبختو سر مری جمشید تمکو غارت کرین جیسے تمھارے چھپرکے مین
بیچارے مسافر کے لیٹنے سے کیا پلنگ میرا گھس جائیگا کنیزون نے سر جھکایا عرض کی بسم اللہ ہمارا
کیا نقصان ہی حضور کا سراسر احسان ہی جب چھپرکھٹ پر لٹایا زخم اپنے ہاتھ سے دھوئے
ٹانکے دیے کنیزون کو شریک کیا اگر کسی نے کوئی ٹانکا سختی سے لگایا ملکہ نے غصے مین سوئی اسکے ہاتھ
مین بھونکدی اُسنے تڑپ کے آہ کی مسکرا کر فرمایا کیون حرامزادی اب تجھکو برا لگا اور درد بھی معلوم ہوا
غیر کے جسم مین سوئی گھسیڑ دی کچھ صدمہ ہوا اب کیون سسکیان لیتی ہی وہ آنکھون مین آنسو
بھر کر کنارے ہٹی ملکہ نے خود اپنے ہاتھ سے بیٹھکر ٹانکے لگاے پٹیان چڑھا دین رومال ہاتھ مین
لیکر مگس پرانی کرنے لگی لیکن دل کو الجھن آنکھون مین جلن قلب مین تڑپن دل سے کہتی ہی ای
شمیم یہ کون جوان ہی اس حوالی کا رہنے والا نہین معلوم ہوتا ہی آسمان کا چاند ہی کس باغ
کا پھول ہی کس بیشہ کا شیر کس لشکر کا دلیر کہان تلوار چلی اسقدر زخم کھاے مل نہ دیا کیا جرأت
ہو اس خیال مین ملکہ سرہانے بیٹھی ہوئی ٹھنڈی سانسین بھر رہی ہی کہ چوبدار دوڑی ہوئی آئی
عرض کی دردولت پر قاصد بادشاہ عالی وقار کا حاضر ہی ملکہ مہروماہ جادو نے ایک اپنے
غلام خاص کو روانہ کیا ہی بہت بڑا کاغذ لیکر آیا ہی کہتا ہی حضور مجھے سامنے بلائین تو کل کیفیت
عرض کرون یہ سنکر ملکہ شمیم اٹھکر بارہ دری مین تشریف لائین کنیز کو اشارہ کیا جلد نامہ دار
کو بلاؤ وہ نامہ دار سامنے ملکہ شمیم کے آکر بعد آداب وتسلیمات کے ایک کاغذ ہاتھ مین دیا ملکہ
نے اسکو کھولا مضمون تحریر یہ تھا کہ ای خرابگزاران مابدولت خبردار اس صورت کے جوان سے

شکست کھائی زخمی ہو کر نکل گیا جس مقام پر پہونچے جو گرفتار کرکے لائیگا انعام و اکرام پائیگا اور اگر
شاید کسی نے اپنے گھر میں جگہ دی مغضوب درگاہ افراسیاب جادو ہوگا شمیم نے پڑھتے پڑھتے
تصویر دیکھی اب صاف ثابت ہوا کہ جو ماہ تابان ہمارے برج قصر میں ہی صاف اُسی کا ذکر ہی پرچہ کا
جواب نامہ کا لکھکر نامہ دار کو دیا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای ملکہ عالم نگہداران شہنشاہی کی کیا مجال
کہ شہنشاہ کے دشمنوں کو گھر میں جگہ دیں جستجو میں مصروف ہیں اگر خبر پائینگے گرفتار کرکے لائینگے خلعت
دیکر نامہ دار کو رخصت کیا اب گھبرائی ہوئی بارہ دری میں آئی سراپا دیکھنے لگی خال خط میں وضع میں
سر مو فرق نہ پایا کنیزیں پوچھ رہی ہیں حضور اُس کاغذ میں ملکہ مہر و ماہ جادو نے کیا لکھا تھا ملکہ
کچھ جواب نہیں دیتی تھی کہ ایک اسد نامدار کی آنکھ کھلی دیکھا ایک مکان معقول شیشہ آلات سے آراستہ
فرش ملوکانہ سے پیراستہ پہلو میں کرسی پر ایک ماہ تمثال حور پیکر لعبت کرو فر جلوہ فرما ہی دہن تنگ
کو غنچہ گل سے کیا مثال دوں اُس نمکین پر شیرین کلامی مسیحائی اعجاز بیانی کہاں آنکھوں کو نرگس شہلا
کہنا نازک خیالی سے دور ہی سراسر عقل کا قصور ہی چشم غزال سے کیا مثال دوں وہ ایک جانور
صحرائی اُس نگاہ میں دلربائی ہی شعر صادق آتا ہی شعر مثال چشم تو آید محالش ٭ اگر چشم وگر باشد محالش غزل

گر ابرو کشیدہ ہی شمشیر کا جواب
دیتا ہی کون عاشق دلگیر کا جواب
دانا وہ ہی مژہ کی خدنگ نظر کے بعد
دیتا ہی جھمک دیدۂ زنجیر کا جواب
لاکھوں ستم کیے ہیں جوانانِ دہر پہ
لکھا نہیں ہی گردش دلگیر کا جواب

مژگان تیز ہیں ہی تیرے تیر کا جواب
اچھا ہوا کہ آئینہ کا منہ ہوا سیاہ
آتا ہی اور تیر غضب تیر کا جواب
کیا دخل بخش و کم کو بہار خیال ہی
دے آہ شعلہ زا فلک پیر کا جواب

فریاد بیکسی پہ کسی کو نظر کہاں
لایا تھا تیری زلف گرہ گیر کا جواب
ای انتظار یار یونہیں آنکھ وار ہی
لکھنا محال ہی خط تقدیر کا جواب
اچھے ہیں بھلے کے شعر کچھ نسیم

بے اختیار زبان سے شاہزادۂ والا قدر کے آہ نکل گئی اس

گھبرا کے اسنے بھی دزدیدہ نگاہوں سے دیکھا کہ اس جوان نے آنکھ کھولی اُٹھنے کا قصد کیا نہیں معلوم
کیا سبب ہوا کہ دل بیٹھ گیا چہرہ پیلا ہوا سی ہاتھ پاؤں میں رعشہ پیشانی پر پسینہ رعب حسن و جمال
سے غش آگیا ملکہ نے چہار جانب دیکھا وہ مکان کنیزوں سے خالی پایا اپنے بیمار کے سرہانے جاکر
بیٹھ گئی سر اُٹھا کر زانو پر رکھا آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکائے وہ اشک گرم جو عارض زیبا سے
اسد نامدار پر گرے قطرات اشک نے کام گلاب کا کیا بوے زلف عنبریں جو دماغ میں پہونچی غش کا

لحظہ کا کیا شاہزادے نے آنکھ کھولدی زیر سر تکیہ زانوے محبوب پایا دماغ عرش اعلی پر پہونچایا ملکہ کو یہ خیال تھا بڑے افسوس کا مقام ہی یہ جوان افراسیاب جادو کا گنہگار ہی کون اسکو پنے گھر مین رکھ سکیگا نہین معلوم انجام کیا ہوگا افسوس طبیعت ایسے شخص پر آئی کہ جو خود چراغ سحری آفتاب لب بام ہی اس خیال مین تھی کہ اسد نامدار اٹھ بیٹھے ملکہ نے چاہا کہ مین پاس سے اٹھ جاؤن اسد نے ہاتھ تھام لیا فرمایا کہ او مسیحاے زمان اپنے بیمار کا علاج کرنا چاہیے مریض کو تنہا چھوڑکر آپ کہان جاتی ہین ملکہ نے شرما کر جواب دیا صاحب مین حکیم طبیب نہین ہون کوئی مرتا ہو تو اپنا علاج کرے مین نے زخم دوزی کر دی کنیزون سے اٹھوا کر باغ مین لائی تمھاری عزت مسافت پر رحم آیا دیکھیے اس رحم کا انجام کیا ہوتا ہی اپنا نام نامی اسم گرامی فرمایئے یہ مقابلہ کس مقام پر ہوا کس سے تلوار چلی صاف صاف فرمایئے مجھسے نہ چھپایئے مفصل معلوم ہو تو اسکی کچھ تدبیر کیجاے اسد نامدار نے فرمایا اے شہنشاہ خوبی اے سرو باغ محبوبی طلسم ہوش ربا کے سنگ ریزے مجھکو پہچانتے ہین رئیس وامیر سب بخوبی جانتے ہین نام اس حقیر پر تقصیر کا شہسوار عرصہ یکہ تازی اسد بن کرب غازی ہی ملکہ شمیم نے سنکر اپنا پیٹ لیا کہا صاحب آپ نے سنا ملکہ مہر وماہ جادو نے فرمان جاری کیے ہین خراج گزارون پر حکم ہی کہ جسکے یہان زخمی ہوکر پہونچے فوراً گرفتار کرکے روانہ کرین جو شخص تامل کریگا سزا پائیگا میرے پاس بھی نامہ آیا تھا ابھی مین نے چھپایا آئندہ مخفی رہنا دشوار ہی افراسیاب بادشاہ عالی وقار ہی اگر ملکہ مہر وماہ افراسیاب کو لکھ بھیجین تو وہ اپنے کمال علم سے وہین بیٹھے بیٹھے بتلادے گا کہ طلسم کشا فلان مکان مین موجود ہی اگر مزاج مین شہنشاہ کے آئے ایک طائر کو بھیجکر گرفتار کرا منگاے پس آپ کو مین کیونکر چھپا سکونگی یہ جو ملکہ شمیم نے گھبرا کے کہا اسد نامدار نے فوراً قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا اے جان جہان اے آرام دل مشتاقان دل تمھارے لیے ضرور بیقرار ہوگا انکھین تلاش کرینگی تمھاری یاد مین شب کو نیند نہ آئیگی بیقراری بہت ستائیگی لیکن دل کو بہلائینگے آتش عشق کو کانون سینہ مین چھپائینگے شمع سان جلے مگر زبان سے اف نہ کرے وہ اپنی کیفیت ہی یہ نہین چاہتے کہ ہمارے واسطے کوئی شخص قتل ہو یا گرفتار ہو یا اپنے مال سے محروم ہو ہم آمادہ حرب وپیکار ہین آمادۂ مرگ وحمیاے قضا ہین گرفتار مجلس رنج وبلا ہین جان دنیا سے تلوار ہی خبر اس جلے سے تم سے بھی ملاقات ہوئی تو صاحب خدا حافظ یہ کہکر اسد نامدار اٹھے ملکہ شمیم گھبرا گئین

نے دامن تھام لیا کہا صاحب مین آپ سے جانے کو تو نہین کہتی ہون مین نے کیفیت بیان کر دی اسد
نے فرمایا ملکہ تمھارے طرز کلام سے ظاہر ہی کہ افراسیاب کے دشمن کا گھر مین رکھنا مناسب نہین
مین قاتل افراسیاب مشہور ہون وہ میری فکر مین مین اُسکے ذکر مین حقیقت مین یہان رہنا بہتر نہین
انشاء اللہ جسوقت لڑائی سے مہلت پاینگے خواہ تمھاری ملاقات کو آینگے یا بلا لینگے شمیم رونے لگی
کہا حقیقت مین مین آپ کو روک نہین سکتی لیکن ایک ہفتہ تامل فرمایئے زخم صحیح ہولین آپ
کو اختیار ہی اسد نے فرمایا ای ملکہ عالم ملازمان مہر و ماہ تلاش کرتے پھرتے ہین مین چھپکر نہین میثوق
ہم لوگ مثل آفتاب و ماہتاب کے مخفی نہین ہو سکتے شمیم نے کہا مین تو چھپا رونگی عین زخمداری مین
تو جانے دونگی پہر پہرکے بعد اسد نامدار کو ہوش آیا ملکہ نے کنیزون کو آواز دی سب نے لا کر اسباب
عیش و نشاط مہیا کیا ملکہ نے جام بھر کر اسد غازی کو دیا شاہزادے نے فرمایا اول اطاعت
دین اسلام قبول کرو تب تمھارے یہان کھانے پینے کا قصد کرون پروردگار وحدہ لاشریک ہی
ہونے دو سو خدا دند کیسے چند کلمے مذمت کفر مین چند وحدانیت پروردگار مین سامنے ملکہ کے
بیان کیے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا دورۂ جام بخوف گردش انجام چلنے
لگا ماہ و مہر ایک برج مین دو گوہر بے بہا ایک درج مین کنیزان ماہرو سامنے صدلے ہوشا ہوش
و نوشا نوش بلند ہی مگر دمبدم اسد نامدار یہی فرماتے ہین کہ ملکہ اب ہمکو جانے کی اجازت دو زیادہ
شہزادہ ملکہ نے آنکھون مین آنسو بھر کے دامن تھام لیا نار زار روئی کہا صاحب میرا کہنا آپ کو
بہت ناگوار ہوا میری یہ آرزو ہی کہ جان کو قدم اقدس پر نثار کر دون یا تمھارا ساتھ دون جانا
تمھارا مجھپر بہت شاق ہو گا موجب مضمون شعر

گئے تم ادھر ادھر سے ہم یقین ہی
پیری سے پہلے مرگ ہی ہونا عذاب ہے
ہوں میری خاک کو جو تمھارے قدم نصیب
سینے زہے نصیب کہ ہوں تیر ستم نصیب
مجنون سیاہ خیمۂ لیلی سے گر پھر
اے ذوق آزماتے ہین آج اپنے ہم نصیب

گھڑی دم جیئے تو دم واپسین ہی
اللہ برسون ہو ہجر وصل ہو گا کہ دم نصیب
کھایا کرین نصیب کی ہے یہ ستم نصیب
سو بار جون قلم ہو زبان شمع کی قلم
اے خوش نصیب تجھکو ملا دو حرم نصیب

الم محبت ہو زندگی مین زمانہ شباب کا
کم ہو گا کوئی مجھسا محبت مین کم نصیب
بستر مین لاکھ لطف دیا کرم تجھسے ستم
اک حرف ہو نہ تیری زبان قلم نصیب
جاتے ہین کعبے یا [illegible]

اسطرح کے اشعار جو ملکہ نے سو رو کر پڑھے اسد نامدار نے فرمایا

ای ملکہ تم ہمارے لشکر مین چلو وہان ساحر و غیر ساحر سب موجود ہین ہم نہین چاہتے کہ تمکو صدمہ
پہونچے ملکہ نے کہا ای شہریار ہم سے کچھ نہین بن پڑتا جانا بھی آپ کا ناگوار ہی صحبت آراستہ کی
اُسمین بھی انتشار ہی کوئی دراندازِ فساد نہ برپا کرے ہمین دونون طرح مشکل ہی اسد نے کہا
نہین تم ہمارے لشکر ہی مین چلو ملک اخضر وغیرہ ہمارے سردار ہمارے واسطے بیقرار ہونگے
خواجہ عمرو تلاش کرتے پھرتے ہونگے یہان تو یہ باتین ہین وہان ملکہ مہر و ماہ جادو نے ہزارہا
ساحر برائے تلاش اسد نامدار روانہ کیے ایک ساحر اڑا ہوا آسمان پر جاتا تھا اُسنے سر جھکا کر
اسد نامدار کو پہلوے شمیم گلپیرہن مین بیٹھے ہوئے دیکھا بخوبی پہچانتا تھا پھر پلٹا کہ جا کر مہر و ماہ
جادو سے اطلاع کردون فوج بھیجکر اون اس باغی کو گرفتار کرکے بھیجاؤن بی شمیم کا کوئی نشان بھی
نہ پائیگا یہ سوچکر وہ ساحر اڑا ہوا خدمت مین ملکہ مہر و ماہ جادو کے پہونچا بعد دعا و ثنا کے عرض
کی حضور طلسم کشا کو مین نے باغ مین ملکہ شمیم گلپیرہن کے دیکھا ہی بی شمیم بڑے راز و نیاز سے
باتین کر رہی ہین دم محبت کا طلسم کشا کے بھر رہی ہین یہ سنتے ہی مہر و ماہ جادو غصے مین کانپنے
لگین مچھہ نیاک کر اُٹھین لشکر مین کمربندی ہونے لگی دونون بہنین تخت پر سوار ہوکے چلین
عقب مین فوجاً فوجاً لشکر بھی چلا ہرکارے لشکر اسلام کے جو حاضر تھے خدمت مین ملک اخضر
کے پہونچے جاتے ہی عرض کی ای شہنشاہ گیتی پناہ طلسم کشا کا پتا ملا کسی باغ مین وہ سرو نخاست
حدیقہ جرأت موجود ہی مہر و ماہ جادو کو خبر ملی مع کل لشکر کے جاتی ہین گھبرا کر ملک اخضر اُٹھا سب
سے پہلے شاہزادہ صندل ان صندلی پوش مسلح و مکمل ہوا ملکہ گوہر جادو نے اُٹھتے اُٹھتے کنیزون
کو آواز دی جلد تیاری کرو یہ کہکر طاؤس زرین بال پر سوار ہوئی سب کے پیشتر چلی لیکن [illegible]
طراری و نہنگ بحر عیاری اسد نامدار کو تلاش کرتے پھرتے تھے شب کو خواجہ نے ایک نخل پر
اپنی اوقات بسر کی صبح کو صحرا مین اُتر کر چل رہے ہین کہ طرف سے دربند مہر و ماہ کے گرد عظیم
بلند ہوئی عمرو نے دیکھا لاکھون ساحر مسلح و مکمل گھوڑے تیغ ناریخ ہاتھ مین دوڑے ہوے
ایک جانب چلے جاتے ہین عمرو گھبرایا فوراً رنگ و روغن عیاری کا لگا کے جادوگر کی صورت
بنکر تیار ہوا اُن ساحرون سے پوچھا یارو کہان جاتے ہو اُنھون نے کہا طلسم کشا کا پتا ملا ہی
ابھی ہرکارون نے خبر پہونچائی باغ مین ملکہ شمیم کے وہ جوان موجود ہی حکم ہی ملکہ مہر و ماہ کا

چہار جانب سے جا کر باغ کو گھیر دا ایسا نہو وہ جوان بھاگ کر نکلجائے ہم لوگ پہلے سے چل نکلے
ہین جو طلسم کشا کو گرفتار کریگا دولت دنیا سے نہال ہوجاویگا اسی فکر مین جاتے ہین یہ سنکر
عمرو بدحواس ہوا خیال مین گذرا کہ چلکر اسد کو بچاؤ ایسا نہو وہ شیر دلیر گرفتار ہوجائے
اسی کے سر سہرا ہے اس بلت کا وہی دولہا ہے اگر خدا نخواستہ اُسپر کوئی زوال آیا سب جستجو بیکار
ہوجاویگی یہ سوچ کر عمرو بھاگا قریب اس باغ کے پہونچا دیکھا دروازے پہ ہزار دو ہزار ساحر
مشغول رہے ہین عمرو دیکھنے آیا رنگ اور دامن عیاری کا لگا کر ایک ہرکارے کی شکل بنکر تیار ہوا
گوٹے دار پگڑی سر پر چنی ہوئی چپکن زیب جسم اور چاندی کی چھڑی کمر مین اسپر مہرا افراسیاب جادو پکارتے
ہوئے دروازے پر آئے کہتے ہوئے یارو حکم ہے شہنشاہ کا جو کوئی طلسم کشا کو گرفتار کرکے لائیگا
انعام بحساب پائیگا ساحرون نے اشارہ کیا میان ہرکارے صاحب اسی باغ مین طلسم کشا چھپا
ہے بی شمیم نے دامن پناہ دیا حرافہ نے کو لیا پہلو مین بٹھائین ہم ہرچند سمجھاتے ہین نہین مانتی ہین
عمرو نے کہا بجا یہ تم نے خوب بتایا اگر تم بھی بی شمیم کے گھیرے ہین کے ملازم ہو سب نے کہا اصل مین
افراسیاب کے تنخواہ دار ہین خدمتگذاری سے انکی مجبور ناچار ہین عمرو نے کہا بھائیو شاباش
بڑے خیر خواہ ہو مین پرچہ مین تمہاری خیر خواہی لکھونگا اندر جا کر خود اپنی نگاہ سے دیکھ لون
جسکی خبر سے افراسیاب خفا ہوتا ہے سب نے کہا جائیے اپنی آنکھ سے دیکھ لیجیے عمرو بڑبڑاتا ہوا
اندر باغ کے داخل ہوا دیکھا باغ نہایت سرسبز و شاداب سامنے بارہ دری مین اسد نامدار
مسند پر جلوہ فرما ہین پہلو مین ایک مہ جبین گلعذار ماہ رخسار شیرین گفتار کبک رفتار گردا گرد اجارسو
مصاحبان خوشرو صحبت عیش و نشاط آراستہ دیکھا عمرو کو رشک آیا جی مین کہتا ہے کہ فرزند حمزہ
بھی کیا خوش نصیب مین جہان پہونچے ایک ماہ رخسار بڑے خدمتگذاری حاضر ہے مگر جو بلا نازل
ہونے کو ہے اسکی خبر نہین ہے یہ سوچتا ہوا عمرو سامنے آیا اسد غازی کی نگاہ پڑی کہا ملکہ دیکھو یہ کون
شخص ہے جو بلا تکلف ہمارے ناموس مین چلا آتا ہے ملکہ چاہتی تھی کچھ جواب دے عمرو نے پکار
کر آواز دی بھلا ملکہ شمیم دشمن شہنشاہ کو پہلو مین جگہ دی ہے تجھے نہین بچاتی ہو دم بھر مین اب
موج آتی ہے سب کی مشکین باندھی جائینگی او اسد اٹھ وہاں سے ہاتھ باندھنے مین ہرکارون کا
جمعدار ہون خطا معاف کرادونگا بھلا اسد نامدار کو ایسے کلمات سننے کی کب تاب ہے غصے مین

جواب دیا کیا بیہودہ بکتا ہی جا کر افراسیاب کو اطلاع کر دو بیچارا کیا کریگا عمرو نے کہا دیکھو ابھی احوال
معلوم ہوا جاتا ہی وہی افراسیاب ہی جس نے تمھین گنبد نور پر قید کیا تھا اب کی مرتبہ قتل کریگا مجکو
کچھ رشوت دلوا دو تمھاری خبر چھپوا دین مہ وشمیم تو نہین کچھ جواب دیتی اپنے کپڑے مجکو اُتار دے
شمیم کا پہننے لگی چاہا کپڑے اُتار کر دیدون اسد نے خنجر کا کہا ملکہ کیسی مری جاتی ہو وہ افراسیاب خانہ
خراب کیا ہی یہ کیا بیہودہ بکتا ہی یہ کہکر قبضہ پر ہاتھ ڈالا عمرو نے بھی تیغ کھینچکر آواز دی او طلسم کشا کیون
خفا ہوتی ہی مین ساری طلسم کشائی بھلا دونگا اسد تلوار کھینچکر قریب آیا عمرو نے بائین آنکھ کا تل دکھایا اسد
نے اپنے پیر و مرشد کو پہچانا گلے سے لپٹ گیا عمرو نے کہا او نالائق عیش پسند کچھ آغاز انجام کا بھی خیال ہی معشوق
خوبرو لئے پہلو مین لیکر بیٹھے مرنے جینے کی خبر نہین مہرو ماہ جادو کو خبر پہونچ گئی لشکر لیکر وہ سب آتی ہین ای
ملکہ شمیم گل پیرہن اب تمھاری عقلمندی یہ ہی کہ یا تو انکو نکلوا یا قتل کروا دی انکی دونون کی جان
بچا دیہ کہکر خواجہ نے صورت اصلی بنائی اسد نے کہا ای ملکہ عالم یہ ہمارے پیر و مرشد ہین جو کچھ فرماتے
ہین بجا ہی شمیم قدمون سے خواجہ کے لپٹ گئی عرض کی ای شہنشاہ اوج عیاری و ای قطب فلک خنجر گذاری
مین لائق مقابلہ مہرو ماہ جادو نہین ہون وہ حاکمان دربند مہر و ماہ رات دن انکے قبضہ مین دنکو رات
بنا دین رات کا دن کرین افسونگری کا دم بھرین لائق سلطنت صاحب شوکت و لیاقت ہین انکی خراج گذار
مجبور و ناچار آپ انکو اپنے ہمراہ لیجائیے مین آمادہ مرگ و مہیاے قضا حاضر ہون اگر پیر کہنا مانا جان بچی ورنہ
زہر کھا کے جان دونگی انکار ہمارا مناسب نہین ہی عمرو نے کہا ای نور نظر سچ کہتی ہی بہتر یہی تمام بیان سے نکل چلو
اپنے کو اپنے لشکر مین پہونچا دو اسد نے آنکھون مین آنسو بھر کر جواب دیا آپ مالک ہین حکم سے آپ کے روگردانی
نہین کرسکتا لیکن میرے بزرگون کا نام بدنام ہوگا مجمع مردان عالم مین جب بھاگونگا کیا انجام ہوگا فوج آتی ہی
آنے دیجیے آپ تشریف لیجائیے ملک خضر وغیرہ کو خبر کیجیے وہ بھی وقت پر آجائینگے اگر قضا لیکر آئی ہی بچنا دشوار
ہی وہ مالک مختار ہی اگر حیات مستعار باقی ہی کوئی موے جسم نہ کم کر سکیگا پس قدم پیچھے ہٹانا کوسے جرأت
سے گذرنا سراسر خلاف ہی مقام انصاف ہی جب غلام طلسم ہوشربا مین آیا سواے خالق بے نیاز کے
کون ساتھ تھا دامن رحمت رب اکبر تھا اور میرا ہاتھ تھا اب یہ انجام ہوا کہ لشکر گران سردار پہلوان سب
طرح کا سامان ممکن ہو دلیہ اعتراض بہت درست ہی کہ وہ لوگ ساحر ہین میرے پاس کوئی تحفہ بھی موجود
نہین ہی اسوجہ سے دل اندوہگین ہی مگر جب برق شمشیر چمکی ابر فوج ساحران درہم و برہم ہوگا ایک کو

ایک کا غم ہوگا بھاگ گئے نظر آئینگے ساحران مکار مین منھ پر مردان عالم کے نہ آئینگے یہ کہکر اسد نامدار
نے مرکب تیار کیا قبضہ پر ہاتھ ڈالا چاہا پشت مرکب پر سوار ہو آمادہ حرب و پیکار ہو عمرو نے دوڑ کر
ہاتھ تھام لیا کہا اے اسد نامدار اے نور نگاہ صاحبقران عالیمقدار جالت کی نامعتبر نہین ہی اسوقت ہٹ چلو
آئندہ اور کوئی تدبیر کیجائیگی بدون عیاری دربند مہر و ماہ فتح نہوگا اسد نے آنکھون مین آنسو بھر کر
کہا غلام کو زیادہ نہ سمجھائیے خدا سے ایزد گست ہنوز یہ باتین ناتمام تھین کہ نقارہ رزمی پر چوب
پڑی زمین کانپی لگا ہاے ابر سرخ و سفید نمایان ہوے علمہاے زرنگاری کے پھر پھرے چمکے دیکھا
عمرو نے مہر و ماہ جادو طاؤسان زرین بال پر سوار بہ قہر و غضب تمام دونون بدانجام آگے آگے
پشت پر چار لاکھ ساحران نابکار بازو بط پر سوار ہر برہاے آتشین اژدرہاے شعلہ بار زبان
شعلہاے آتشین سحر کئے ہوئے نکلے ابر کے کڑکتے ہوئے عمرو تو گلیم اوڑھ کر کنارے ہوا اسد نے
خانہ زین کو مثل خانہ آفتاب روشن کیا تیغ برق شال کو نیام انتقام سے کھینچا نعرہ اسد

اسد صف شکن شاہ عالیجناب	من آتیم سرکوب افراسیاب	یل پیلتن نامور نامدار
نظر کردہ شیر پروردگار	تلوار کھینچکر فوج کفار پر جا پڑا تیمم	گل پیرہن نے جو دیکھا کہ سحر سے

آگاہ کیون کچھ تحفہ پاس نہین رکھتے ہین کسقدر بات کا پاس ہی موت کا مزہ چکھتے ہین ابی نکال بھولی
باتین نا تدبیر ڈالی بارہ سو کنیزین تیار ہو کر اسباب سحر ہاتھ مین لیا فوج مہر و ماہ جادو پر بھی
جا پڑی سحر کرنے مین مصروف ہوئی اسد نامدار نے دیکھا کہ فلان ساحر آمادہ سحر کرنے پر ہوا منھ
کھولا قصد کیا سحر پڑھے اسد نے تاک کر تیر مارا حلق پر اُس ناکام کے ترا گدی کو توڑ کر پار گذرا وہ
ساحر مرا تاریکی چھائی زمین باغ سحر ائی اُس تاریکی مین اسد نے کسی کو نیزے سے کسی کو تیر دلدوز
سے کسی کو تیغ برق شال سے قتل کیا صف ساحران مین تہلکہ ڈال دیا مہر و ماہ جادو سحر کر رہی ہین
تمیم کو للکارتی ہین اے تمیم تیری کیا ہستی ہے کہ دماغ مین بوے کبر و نخوت بھری ہے بادشاہ
سے مقابلہ کرتی ہے جان کی دشمن ہوئی ہے رومال سے ہاتھ باندھ کے قیدیون کو پورے طلسم کشا کی
مشکیں باندھ کے افراسیاب کے حضور بھیجتی ہوگی خلعت و اکرام و جاگیر ملیگا حکومت ملک حاصل ہوگی
تاجدارون مین شامل ہوگی تمیم جوش عشق اسد تیغ زنی مین جواب دیتی ہو لاکھ جان ایک
ناخن پاے اسد نامدار پر قربان ہو مین مطیع مذہب اسلام ہو چکی لات و منات پر لعنت کی

یہ سنکر مہر و ماہ جادو کو غصہ آیا آواز دی ہمارے سامنے یہ بے ادبی عشق طلسم کشا مین ایسی بہوت
ہوئی شہنشاہ کا کچھ خیال نہ آیا حق نمک کو بھی بھلا دیا دیکھو تو کیا مزہ چکھاتی ہون ابھی راہ عدم
دکھاتی ہون یہ کہکر دونون بہنیں طاؤسان زرین بال سے اتریں سحر کرنے لگیں ایک دو پتھر
طرف اسد غازی کے دیکھکر زمین پر مارا زمین سے دھوان نکلا شعلہ ہائے آتش نے اسد
نامدار کو گھیر لیا شمیم نے جو دور سے دیکھا اس ناری نے غضب کیا میرے اشتم شعلہ مزاج
کو شعلہ ہائے آتش مین پھنسایا بڑھکر روئی کا گالا نکالا اسپر قطرے خون کے ڈالے دریا دلی
دکھائی اپنی آبرو بڑھائی نعرہ کیا باران سحر برسا وہ شعلہ آتش کے بجھے اسد نامدار نے رہائی
پائی آگ بالکل ٹھنڈی سی ہوئی اسد نے رہا ہوتے ہوتے کئی جادوگرون کو مارا مہر و ماہ نے
جو دیکھا کہ شمیم نے ہمارے سحر کو برطرف کیا مہر جادوگر کی گرز مثل آفتاب چمکی شمیم پر سحر کیا
یہ بھی بیچاری رنگھرا کر گری اسد کا مرکب چلتے چلتے تھم گیا زمین پر مثل نقش پا جم گیا بہروپی سے
بیکار اسد مجبور و ناچار کنیزون پر بھی سحر کیا کوئی منہ کے بل گری کوئی آتش سحر مہر جادو سے
جلنے لگی کسی نے اپنی تلوار کھینچکر اپنے گلے پر دھری بارہ سو جادوگرنیون کی اسکے سامنے کیا حقیقت
تھی چشم زدن مین سب کو مبتلائے سحر کیا اہالیان فوج کو آواز دی ای ساحران نامی ای نمکخواران
افراسیاب اب یہ سب بیکار ہین بالکل مجبور و ناچار ہین انکی مشکین باندھو تو دم نہ لینے دو بسکے
مرتبہ عالی ہونگے شمیم کی شامت آئی کہ ہمارے منہ چڑھی دیکھو سبکو مین نے سحر مین مبتلا کیا اب
انکا گرفتار کرنا کیا مشکل ہر ساحر طرف اسد و شمیم کے چلے رنگ روئے شمیم متغیر ہوا و متحیر اسد
غازی نے جو یہ حال پر ملال اس مہ جبین کا دیکھا تو بہادر جری غازی مجاہد ہین راکع و ساجد
ہین اپنے پروردگار کو حاضر و ناظر جانتے ہین اپنے پروردگار کو خوب پہچانتے ہین مگر اسکی بیکسی و
بے بسی دیکھکر بے قرار و اشکبار خود بھی مجبور و ناچار ہاتھ طرف آسمان کے اٹھا دیے عرض کی ای خالق
بے نیاز ای رب کارساز ای رحیم و کریم ای سمیع و علیم ای حکیم مطلق ای کارساز برحق اس آفت ناگہانی
سے بچا لے اس نو مسلم کو نجات دے سوا تیرے کس سے عرض کرین تو نے پیدا کیا خاک سے پتلے
کو گویا کیا چشم و گوش عقل و ہوش عطا ہوئے اراکین کوہ ہائے سنگین زمین بنا ہوسکے نظم

کیونکر سنو تیری آس تو نے | افلاک کو بے ستون بنایا
اس دام سے مجھکو تو چھڑا دے

داؤد نے جسمیں جی پھنسایا
مجھکو بھی بچائے جیسے تو نے
منصور کو دار پر چڑھایا
مومن کہے کس سے حال آخر

وہ عشق دے جسکا نام اسلام
یوسف کو ہی چاہ سے بچایا
اسکا مرے دل پہ ایک پرتو
ہے کون ترے سوا خدایا

وہ شیوہ نبی نے جو بتایا
وہ رفعت حال دے کہ جس نے
جس شعلے نے طور کو جلایا
بیقرار ہوکر اسد غازی نے

دل سے دعائی باب اجابت وا تھا در قبول پر دعا نے جا کر قیام کیا آسمان پر برق چمکی ملکہ گوہر جادو و خوشنو خوشتر و مع ساٹھ ہزار ساحران غدار سکے آکر پہونچی اپنے آقائے نامدار سولاے قدر شناس فلک اساس شیر صولت رستم ہیبت کو بلائے ناگہانی مین مبتلا دیکھا گرد شعلہاے آتش بیچ مین وہ ماہ رخسار قریب ایک نازنین گلعذار گرد بارہ سو نازنینان حور طلعت پری پیکر سحر مین مبتلا زمین پر تڑپ رہی ہین پھڑک رہی ہین گرتے گرے گوہر نے موتیون کا مالا گلے سے اتار کھینچ مارا و اسنے توڑے قیدی چھوٹے کئی ہزار ساحر لشکر مہر و ماہ کے جل گئے زمین سے شعلے نکلنے لگے برمرداریدی چھایا دوسرے پہلو سے نعرہ ہوا سنم اخضر جادو ساز خوشنو دیدہ ملکہ فوج سے یہ بادشاہ عالیجاہ لشکر مہر و ماہ پر آکر گرا سحر کرنے لگا ہزار ہا کو مارا اسد غازی کو پھر گھوڑے پر سوار کیا رکاب پر ہاتھ رکھا و تین حملے ایسے کیے جیتے زمین کے ہلا دیے **نظم**

وہ مورچے اسد کے بوقت دغا
سنم صفدر و صف شکن نامدار
سن انکیم سرکوب افراسیاب
تہ تزلزل فتد در سیاہ سحاب
کبھی حملہ ور گاہ روپوش تھا
لگی آگ منہ ناریون کا جلا
کبھی نیچہ کھینچکر جا پڑا
وہ فوج گران اور وہ جنگ عظیم

کرباتیدائی کا فران بھیبا
سنم رہبر و جادہ صفدری
نظر کردہ شاہ عالیجناب
عمرو بھی بہ مردی و قہر و عتاب
یہم کمرکا دبدم جوشش تھا
کبھی جوش مین آکے مارا لحاب
بقہر و غضب کا فرونسے لڑا
لیکن مہر و ماہ جادو بھی بلائے روزگار ہین علم سحر و ساحری

سنم شیر صولت یل ذی وقار
کرباطل کنم مذہب سامری
بجو تیغ علی برکشم از غلاف
لیے ہاتھ مین تیغہ برق تاب
کبھی حقہ نفطون سے چلا
ادھر سے ساحر بصد اضطراب
لڑائی مین مصروف بے خوف و بیم

مین نامی ہو نامدار ہین دو چار حملے اخضر و ملکہ گوہر کرنے پائے تھے کہ یہ دونون اسباب سحر لیکر بہ جمیعت ماش کے دانے اس بد معاش نے پھینک مارے ہزارون غلطی ساحرون کا کھیت ہوا

جنس مرگ کی طغیانی جابری کی گرانی یہ دونوں ہجیا بکار غدار جو فروش وگندم نماد انہ نہ دو دشمنان
رب صمد اس طور سے زمین سحر اسے کال صرف کیے ملازمان اسد کے پیر اُکھڑ گئے اخضر خندار گوہر پاش
کی بوچھار گوہر کو آبرو بچانا مشکل ہوئی زخمی ہو کر بہت بیدل ہوئی قریب ہی کہ اسد وغیرہ سب
گرفتار ہو جائیں عمرو نے جو لشکر کو پراگندہ دیکھا چاہا بیچ میں سے نکل جاؤں جان بچاؤں شب کو گر
عیاری کروں نگاہیں پڑے گا تو اسد غازی کو چھڑاؤں مہر جادو نے دور سے دیکھا ساربان زردہ
ایک نخل کے سایہ میں کھڑا ہوا لرز رہا ہے اب بھاگا چاہتا ہے جھپٹی کہ جا کر عمرو کو گرفتار کروں صندلان
صندلی پوش بھی لڑائی میں تھا دیکھا کہ عمرو گرفتار ہوا چاہتا ہے تلوار کھینچکر جا پڑی دن ماہ جادو نے
پھونک کر سحر کیا یہ بھی بیچارہ پا بہ گل ہوا ساتھ والے بیہوش ہو کر گرنے لگے ہر چند چاہتا ہے کہ تلوار
کھینچوں ہاتھ دستگیری نہیں کرتا پیر میں ثابت قدمی کجا قلب تلب ہو گیا لشکر میں تباہی صفوں
میں بربادی کیسے مجبور و ناچار ہوئے ساحر سحر کرتا بھوے سردار گرفتار ہونے لگے اسوقت اہل
اسلام کی بیتابی گوہر نے صندلان کو جو اس آفت میں مبتلا دیکھا بڑھ بڑھکے کڑی زخم کھائے
اور گھبرا کر گری اب مہر و ماہ جادو کے سحر کو زور ہوا اہل اسلام کو پامال کرنا شروع کیا آفتاب
ظلم و بدعت نے طلوع کیا صدائے یا ربا یا مستغیثا بلند ہوئی مقرار ہو کر سب پکارنے لگے اے بے نیاز
ہمیں ظالموں کے ہاتھ سے بچائے کسی نے دعا مانگی کسی نے لفظاً آمین کہی کہ آسمان سے ہیتیں پھولن
کی آمین ہوائے سرد چلی نخل جھومنے لگے غنچہ چٹاک کر گل ہوئے برہم گیسوئے سنبل ہوئے سب سر
اٹھا کر دیکھنے لگے نظم دلپذیر بہاریہ در صفت آمد لشکر بہار جادو و گلعذار خوشخو

پھر شجر سرسبز ہیں کہتے ہیں آتی ہے بہار / رنگ بدلا دیکھیے کیا رنگ لاتی ہے بہار
مدتوں سے منتظر بیٹھے ہیں مستان جنون / دیکھیے کس کس کو دیوانہ بناتی ہے بہار
دیکھیے جب رنگ عالم اک نئے عالم پہ ہے / صورت انفاس ہر دم آتی جاتی ہے بہار
رہتی ہیں فصل خزاں کی مدتوں تک گریان / چار دن کے واسطے گلشن میں آتی ہے بہار
سبز کر دیتی ہے سرخ کر دیتی ہے پھول / رنگ کس کس طور سے اپنا جماتی ہے بہار
کوئی گل ہے سرخ کوئی زرد کوئی نیلگوں / دیکھیے جس رنگ میں کچھ رنگ لاتی ہے بہار
جلوہ گلشن دکھا کر بخشتی ہے راحتیں / کلفت رنج خزاں دل سے مٹاتی ہے بہار

چھپکے خود پردے میں کرتی ہی ظاہر صورتین — آپ پنہان ہی مگر جلوہ دکھاتی ہی بہار

سب طرف آسمان کے دیکھنے لگے ہر ایک حیران تھا کہ یا یک صحرائے خارستان شکن خزان پر بہار ہوا کیون ہوائے سرد کی یہ شدومد ہی کس لگعذار غنچہ دہن کی آمد ہی کہ سامنے سے ملکہ بہار جادو عشوہ طراز خوش خوب روظاہر ہوئی گلدستہ ہاتھ میں رنگینی بات بات میں گرتے گرتے گلدستہ ہار نمود کیا شمع ملکہ بہار جادو کئی ہزار ہمراہیان مہر وماہ جیسے جمال بے مثال بہار پر نگاہین ہوالین ہونٹون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری آثار عشق ہویدا حزن و ملال چہرے سے پیدا اشعار عشق آمیز حسرت انگیز زبان پر جاری عالم بیقراری اشعار

روتا ہون دل فشار محبت میں ہارکے — دھاگون میں اگیا بت زنار دار کے

اچھے نہین ہین جوشش وحشت کے رنگ ڈھنگ — تیور کچھ اب کی سال برے ہین بہار کے

مانند گرد باد لپیٹین گے ہم تجھے — آتا صبا نہ پاس ہمارے غبار کے

ملے کیے بغیر نہین رکھتا نہین قدم — بیٹھا ہون گھر مین یار کے در پہ پکار کے

دم سے طلسم آدم خاکی کا ہی خلیل — پھرتی ہین پتلیان یہ سہارے سے تار کے

دیگر

نہ پوچھو کس لیے آنسو ہین ڈبڈبائے ہوئے — کسی جگر سے ہم آتے ہین چوٹ کھائے ہوئے

بنے گا داغ جگر ایک دن چراغ مراد — ہیتو ہم اپنے خدا سے ہین لو لگائے ہوئے

اب آؤ بیٹھو نہ جانے کی بات چیت رہے — خدا کیواسطے جاتے ہین ہوش آئے ہوئے

ذرا یہ قافلہ سست کہہ دو ہم بھی آتے ہین — بہت نہ جاؤ خدا را قدم بڑھائے ہوئے

کہا کسی نے نہ اتنا ہمارے دفن کے وقت — [illegible]

کسی نے تلوار کھینچکر گلا کاٹ ڈالا کوئی ہائے بہار کہتے بڑھا لشکر مہر وماہ تہ وبالا لشکر سلیمان میں ہڑبڑ ہوا پکار آئی بہار آئی ادھر سامان بہار ادھر رنگ خزان خضران وغیرہ بھی سیدھے ہوئے ملکہ گوہر جادو کی بھی آبرو بڑھی بہار نے آتے ہی اپنا قبضہ کیا رنگ جمایا مہر وماہ نے پلٹ کر دیکھا بہار نے تین چار گلدستے مارے کئی ہزار بچیا اصل جہنم ہوئے مہر وماہ بھی سنبھلین باران سحر برسا کیان دیوانون کو ہوش مین لائین گردو بہار ہی ایک جانب ہوشیار ہوئے دوسری صف سے بیقرار ہوئے ایک کو ہوش آیا مہر وماہ گھبرا [illegible]

حال بجا مین حیران و مضطر لیکن دربند مہر و ماہ کی ناظم مین ملک فسونگری کی حاکم مین دو بہنین ایک
سامنا بہار کا کیا ایک نے سحر اُتارا ایک بڑھکے لڑی ایک سحر کرتی ہوئی ہٹی ایک نے پانی برسایا دوسری
نے آگ لگائی ایک نے برباد کرنے کو خاک اڑائی دوسری برق بنکے چمکی ایک شعلہ جوالہ دوسری آتش
کا پرکالا ایک کے سحر سے آندھی اٹھی دوسری کے سحر سے گرد اڑتی ایک خضر کو روکتی ہی ایک بہار کو
بڑھکر ٹوکتی ہی دونون نے اپنے صلاح کی بہار تعلیم کردہ افراسیاب ہر رنگ ساحری مین انتخاب
ہی اسکو دھوکھا دیکر ادھر چار جانب سے گھیر لو یہ کہکر مہر نے بڑھکر للکارا کہ ای بہار ادھر آؤ آفتاب
سے آنکھ ملاؤ ہم پر سحر کرو غرہ پر نگاہ نہ ڈالو بہار پلٹ پڑی مہر جادو سے سحر چلنے لگا ماہ جادو چپکے
کر پشت بہار پر آئی سحر کرکے ستارے بنائے اس ماہ رخسار پر گرائے سر بہار زخمی ہوا پلٹ کے
دیکھا ماہ جادو نے سحر کیا بہار زخمدار چہرہ خون سے گلنار چاندنی کا خوف ہوا ایسا ہنوز زخمون مین
درد پیدا ہو دوپٹہ پھاڑکر زخم سر باندھا خونریز لڑائی مین مصروف ہوئی مگر ایسی رنگین کا زخمی
ہونا نازک مزاج حسینان عالم کے سر کا تاج زخمون مین ہوا بھری زبان مین لکنت آئی مہر و ماہ جادو کو
زور ڈالا بہار پیچھے ہٹی رنگ بچایا کہ یکایک زمین شق ہوئی رعد جادو نے سر نکالا مجمع ساحران مین
ظاہر ہوا کانون پر ہاتھ رکھکر چیخ ماری نعرہ رعد جادو کئی سو ساحر ٹکرا کر گرے ناک سے قطرے
خون کے گرے کئی سو کے سر پھٹ گئے آسمان سے نعرہ ہوا نعرہ برق جادو وہان تڑپنے کی آواز کی
مشتاق رہتی ہی کئی سو کے سر اڑا دیے آری ترچھی گرنے لگی رعد و برق بھی خوب لڑے بہار نے
اپنے کو سنبھالا آسمان سے پھر نعرہ ہوا نعرہ ملکہ برق لامع ایک جانب سے نعرہ ہوا نعرہ صاحب
سطوت و شوکت باغبان قدرت یہ بھی آکر زمین پر پہونچا گیند پھولون کا مالا اب رعد کی گرج
برق کی چمک برق لامع کی آگ بہار کا گلدستہ باغبان قدرت کے پھول کے گیندان سب نے جو سحر
کیے رٹے بانتہا کے سحر کے بڑے لشکر مہر و ماہ جادو پسپا ہوا خون کا دریا بہ گیا زمین تب ہی ہی
پھول برس رہے زمین برق و رعد کے سحر کی گرمی بہار کے سحر نے ہزارون کو ٹھنڈا کیا ہوا ٹھنڈی چل
رہی ہی باغبان نے پھول برسائے لیکن مہر و ماہ جادو وہ بلاے روزگار ہین سبکو جواب دیتی ہین
مگر باغبان قدرت بصد صولت و شوکت رکاب سعادت انتساب اسد پر ہاتھ رکھے ہوئے ٹہرا ہوا
جاتا ہی سحر سے ساحرون کے شاہزادے کو بچاتا ہی اپنا سینہ سپر کردیا میدان لاشون سے بھردیا

مہر و ماہ کے لشکر کو بھی فتح کبھی شکست لڑائی کا عجب طور سے بندوبست اُستادان سخنور نے بیان کیا ہی
تین پہر برابر لڑائی رہی مگر مہر و ماہ جادو نے قدم نہیں ہٹائے لشکر ساحران کو بچاتی ہیں آپ بڑھ بڑھ کے
لڑ رہی ہیں نقیبوں کو اشارہ کیا ہی نقیباے بلند آواز اشعار عبرت پڑھنے لگے نعرہ مار رہے ہیں
صدائیں دیتے ہیں ای مردان عالم یہ میدان کارزار ہی آبرو کا خیال رہے قدم پیچھے نہ ہٹے بڑھ بڑھ کے
زخم کھا کے سرخرو ہو بزرگوں کا نام روشن کرو دشمن کو شکست دو پہلوان زبردست ہو شعر
نام رستم بھی رہا واہ آج ہی وہ معرکا پھول سونگھو ڈھال کا اور کھاؤ پھل تلوار کا دنیا مقام
عبرت ہی نہ جائے عشرت رستم و زال سام و نریمان بڑے بڑے پہلوانان جہان آخر کیا ہوئے
خاک میں مل گئے نشان قبر بھی باقی نہ رہا اب کوئی انکا ذکر بھی نہیں کرتا کسی نے جا کر قبر پر فاتحہ بھی
پڑھا لیکن نام جرأت انکا باقی ہی محفلوں میں ذکر ہوتے ہیں مردان عالم انکا حال سنکر روتے ہیں انکے
نام سناؤ اپنا رنگ جرأت جماؤ بعد مرنے کے لوگ یاد کریں نام سنکر فریاد کریں یہ آوازیں عبرت خیز جوش
انگیز سنکر جوانوں کو جوش غیرت ہوا بڑھ بڑھ کے ٹوٹے جانیں کے لاکھوں مارے گئے لاشے زمین میں
تڑپ رہے ہیں بھائی کی بھائی کو خبر نہیں جان سے مایوس دریاے فوج میں شناوری کر رہے
ہیں پہر دن پچھلا باقی ہی نہیب شمشیر مردان عالم سے رنگ روے آفتاب زرد زمین گرد ہوا اسد
نامدار کی کشتی سے خون ٹپک رہا ہی کھائے زخم تیغ جسم پہ کھلے ہوئے بدھیاں زخموں کی پڑی ہوئیں
عمر و گلیم اوڑھے ہوئے حال زار اسد دیکھ رہا ہی کبھی گلیم اتار کے خود بھی جا پڑتا ہی ساحروں سے
بطریقہ عیاری لڑتا ہی لیکن یہ یقین کامل ہی کہ زوال مہر و ماہ دشوار ہی ایکایک خیال گزرا افواج
بلاے روزگار ہی دل گھبراتا ہی کہ باغبان وغیرہ بھی زخمی ہوئے ایسا نہو کہ اسد نامدار کو گرفتار کریں
تو بڑی مشکل ہو کیا تدبیر کروں ان سرداران نامی سے مہر و ماہ جادو نہیں دبتیں ہر مرتبہ قصد ہوتا ہی
اسد نامدار کو لیکر زنبیل میں چھپا لوں لیکن یہ جوان صاحب غیرت ہی اپنے کو ہلاک کریگا صاحب غیرت
کی خرابی ہی اسکو یہ ننگ قبول نہوگا حقیقت میں ای عمرو عجب طلسم وسیع میں آکر پھنسے جسکا فتح ہونا
دشوار ہوا ہوشربا ابھی کہاں جزئیات پر یہ فساد ہیں کیونکر لوح طلسم ہوشربا ملیگی کس طرح کلی آرزو کی
کھلیگی اس سوچ میں عمرو گوشہ صحرا میں کھڑا رو رہا ہی تہ دل سے دعا مانگتا ہی کہ ای یا قوی آسمان
ظاہر ہوا اہل اسلام کے واسطے ابر رحمت تھا قریب آکر شق ہوا سب نے دیکھا ملکہ بہار شیر زن

طاؤس زرین بال پر سوار بڑے زور و شور سے وہ نامدار کہ تیغ کھینچے آتے ہی سمرقند کو دیا ماریوں پر برق
پڑی لشکر میں آگ لگا دی برق لامع بھی زنگی رعد نے ہزاروں کو مارا ہوا رکا گلدستہ چلا باغبان
اسد نامدار کی خدمت میں حاضر ہوا آنکھین کے حال کا ناظر رہی ہی خوف تھا افسرا [illegible] سپاہ فتادہ [illegible]
جہاں تک ہو سکے انکو بچائے لیکن بہران شمشیر زن صف شکن سحر و ساحری مین طاق فنون جرأت
مین شاق مہر جادو کو تاکتی ہوئی جاتی تھی خیال ہی کہ جا کر اسکو مارے ان کئی مرتبہ سامنا ہوا
ہزارہا ساحر بیچ مین آگئے خوب سحر ہوئے ماہ جادو جھپٹ کر آئی ملکہ بہران کو للکارا اے دختر کوکب
تجھکو بھی یہ لیاقت ہوئی کہ ملازمان شہنشاہ ہوش ربا پر نگاہ ڈالتی ہی بس اہالیان طلسم نور افشان
ساحران ہوشربا پر غالب نہین آئے ان چند ایقون کو دیکھکر یہ حوصلہ بڑھا ہم لوگوں کی جانب
رخ کیا بس ملکہ بہران طرف ماہ جادو کے متوجہ ہوئی آواز دی او ماہ جادو بدخو کیسا
ہوش ربا مرنے والے کہین رکے ہین لاکھ و کرور سب برابر ہین تلوار باندھی سر ہتیلی پر رکھا
موت کا مزہ چکھا مرنے سے کیا ڈر ہی جان ڈرتے ہین ہمارا گھر مقابلے مین آ زیادہ باتین نہ بنا
ماہ جادو بگڑی ملکہ بہران پر سحر کیا گولا مارا ملکہ بہران نے اسکو کاٹا دھمن سے برقین چمکین
ملکہ بہران نے جوش سے اختر مروارید نکالا ہتیلی پر رکھکر چمکایا برق سے سحر کو ستایا اس سحر
کے دفع ہونے سے ماہ جادو کے ہوش اڑ گئے پسینے پسینے ہو گئی اس سحر کا دفع ہونا ناممکن
تھا اس سحر پر دل مطمئن تھا کارد سحر پھینک ماری بت سے ہاتھ کے داہنے پھینکا ملکہ بہران
نے وہ بھی دفع کیے غصے سے چہرہ سرخ ہوا اس کو ہر بے بہا سے دریائے جرأت نے اختر مروارید
ماہ جادو پر پھینک مارا ہر چند ماہ جادو نے چاہا اپنے کو بچاؤن لیکن یہ اختر مروارید ہی تحفہ کامل
طلسم نور افشان کب رکتا ہی سینہ پر کینہ ماہ جادو پر ٹوٹ کر پشت کو پار گذرا ماہ جادو گر کر اکڑ
گری لگا بہران شمشیر زن مطیع مذہب اسلام ہی جرأت و شوکت مین بڑا نام ہی ماہ جادو کو مارا اب
یقین کامل ہوا صاحب معجزہ شق القمر کی کنیز ہی یہ یوسف کنعان حسن ہر دل عزیز ہی [illegible] ماہ جادو
کا چلا ہنگامہ برپا ہوا ماہ جادو کے مرنے سے اندھیرا ہوا آواز آئی [illegible] مرا نام میرا ملکہ ماہ جادو وہ
افسوس مردیم و جان دادیم بمطلب خود نرسیدیم دور سے مہر جادو نے دیکھا کلیجہ پھٹ گیا قوت
بازو کا مزا ہوش پر اڑ گئے [illegible] قلب [illegible] گیا کلیجہ منہ کو آگیا رنگت زرد دل مین درد لب پر آہ سرد چہرہ

پر گرد سر و بیٹھی ہوئی دوڑی پکاری او بران غضب کیا بانوے وزیر توڑ ڈالا فلک در بند مہر و ماہ کا جام
غروب ہوا ہیرا افسر محجوب ہوا بران نے نعرہ کیا اور پکارا ای مہر جادو وہمن کی بڑی بحث ہی مین تجھکو
اسکے پاس پہونچا دون پردہ ہجر اٹھا دون مہر جادو خود مقابلے مین بران کے آئی کہا او دختر کوکب
اب کیا تجھکو زندہ چھوڑونگی یہ کہکے بت سے سحر کیے بران نے اختر چمکائے سب سحر صفحے اختر کے
مٹ گئے اختر مروارید سے اس گوہر صدف خوبی کی آبرو ہی سحر نایاب زلفون کو پیچ و تاب چہرہ پہ
قہر و عتاب آئینہ رخسار پر گرد و غبار آمادہ حرب و پیکار اختر مروارید کو چرخ دیا جھٹ کر مارا عین پیشانی
پر مہر جادو کے پڑا جو پیش آنی تھی وہی پیش آئی ستارہ مہر جادو کا گردش مین تھا سر پھٹ گیا
لہرا کر زمین پر گری دھوان بلند ہوا صدائین مختلف آنے لگین نخل صحرا تھرائے تھے کف افسوس ملتے
تھے شاخین سر پیٹنے لگین طائر گلستان سے اڑتے صدائین ہیہات دیتے تھے بعد عرصہ دراز صحرا
مین روشنی ہوئی آواز بطور مذکور آئی مہر و ماہ جادو کے مرنے سے زوال لشکر ہوا ساحر بھاگنے
لگے ملازمان اسد نے صدہا کو گرفتار کر لیا ایک ایک ڈوری مین دس دس کو باندھا شیران
سلطنت رومال سے ہاتھ باندھے حاضر خدمت طلسم کشا ہوئے اسد نے تلوار کو نیام مین کیا فوراً
لڑائی موقوف ہوئی رئیسان شہر نے آکر قدمبوسی کی سب سردارون نے مبارکباد شمشیر زنی کی
تہنیت کی اب طرف در بند مہر و ماہ کے جاؤ کرکے چلے نوبت نقارے بجتے ہوئے زر و جواہر نثار ہوتا
ہوا بڑی شوکت و شان سے طرف در بند مہر و ماہ کے سواری اسد کی مثل باد بہاری جاتی ہی عمرو
کو بڑی خوشی ہی کہ اب لوح طلسمی ملیگی در بند مہر و ماہ کا خود اپنی زبان سے بتا دیا تھا وزیران سلطنت سے
پوچھتا ہوا جاتا تھا کہ یارو شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے لوح طلسمی پاس ملکہ مہر و ماہ جادو کے رکھی
تھی آپ لوگون کو کچھ خبر ہی جو لوح طلسمی کا پتا بتائیگا دولت دنیا سے نہال ہو جائیگا سلطنت ممالک
طلسم ہوشربا ملیگی وزیر امیر جواب دیتے ہین ای شہنشاہ اوج عیاری ہمین بالکل اسکا احوال نہین معلوم
ہی جو کوئی ایسا جواب دیتا ہی عمرو کے ہوش اڑ جاتے ہین دوسرے سے پوچھتا ہی بھائی تم بتا دو وہ بھی ایسا ہی
جواب دیتا ہی عمرو قریب ملکہ بہار جادو کے آیا کہا ای ملکہ عالم تم نے سنا لوح کا نشان نہین ملتا برائے خدا اسکی جستجو
کرو ورنہ غضب ہوگا ہم بڑی کوشش سے یہان تک پہنچے طلسم صندل پر لڑے کیا کیا معرکے پڑے در بند مہر و ماہ
بھی آ لیا یہان بھی وہ کونسا کھیت ہوا ابھی تک پتا نہین ملتا بہار نے کہا رئیسان شہر سے ملاؤ انکی ہر ایک سے پوچھا جبکہ

بر کیفیت کہ صاحبو لوح طلسمی ہمارے شہریار نے ملک داؤدیہ پر حاصل کی مقام مرحلۂ تنگ خونخوار پر مقابلہ بھی بادشاہزادے نے یکہ و تنہا جا کر اُس مکار کو مارا اور دو چار مقابلے اس مقام پر ایسے ہوئے کہ اُسکے ذکر سے شہنشاہ کانپتے ہونگے شب کو نیند نہ آتی ہوگی مرشد زادے مصور جادو و صورت نگار کا شہنشاہ اوج عیاری نے یہ نقشہ کیا اسعد ر کورے مارے میان بی بی پر کوڑا کیا یقین ہے اب تک کمال زخمی ہوگی اُسی مقام پر افراسیاب نے مکر کیا صرصر کو بھیجا وہ لوح چرا لائی خواجہ عمرو بصورت حیرت جادو پاس افراسیاب کے پہونچے خود اُسنے اپنی زبان سے کہا کہ مین نے لوح دربند مہر و ماہ پر روانہ کی ہے اُسی شمار پر خواجہ عمرو اسد نامدار کو ہمراہ لیکر برسر طلسم صندل پہونچے عنایت سے خدا کی اُسے فتح کیا اگرچہ خبر مفصل نہ ملی کسکو دوسرا تھا کہ طلسم صندل پر جاتا اب دربند مہر و ماہ پر پہونچے فتاح طلسمات عالم نے اس دربند کو بھی مفتوح کرایا مہر و ماہ اپنے غرور مین قتل ہو مین سواے ذات پروردگار کے کسی کو غرور زیبندہ و سزاوار نہین ہے بس بھائیو طلسم کشا کا ساتھ دو لوح طلسمی کا نشان بتاؤ ہر ایک سردار نامدار نے یہ سنکر سر جھکایا عرض کی اے ملکۂ عالم قسم ہے دین جدید کی ہمین بالکل نہین معلوم ہمارے سامنے لوح طلسمی نہین آئی یا اگر آئی ہوگی خزانہ شہنشاہی سے نشان ملیگا ہم لوگ سب عاشقان جمال اسد ہین حال لوح طلسم سے بالکل نابلد ہین یہ باتین کرتے ہوئے بعد عظم و شان فرحان و شادان داخل قلعہ مہر و ماہ ہوئے دیکھا ملک آباد رعایا دل شاد مقام زرریز زمین حسن خیز عمارتین پختہ بازار کُھلے ہوئے دوکاندار سیج و شری پر تُلے ہوئے جوہری بچے حسین سرخ سبز نند کباسی پگڑیان سر پر رکھے گوری گوری صورتین ہتی کی سی سونیکے بالے اُنمین مروارید بے بہا دہ بالے کانون پر چڑھے ہوئے نام انکے یاقوت جوہری و لالہ لالی بعض کا نام لعل چند نفاست پسند لباس ہاے فاخرہ زیب جسم جواہرات اعلی و بیش قیمت کے انبار ہی کھاتے کُھلے ہوئے خرید و فروخت کا بازار گرم ایک جانب دلال بے شرم خریدار سے اُڑے ہین کبھی دوکاندار سے دوانی مانگتے ہین زبان کے جوہری رگ و ریشے مین ذات بھری ہوئی گاہک کو راضی کرین اپنا دامن مدعا بھرین بالاے دوکان کمرے عمدہ اُسپر نازنینان زہرہ جبین ماہ جبینان مہر تمکین معشوقان عاشق خصال ابروان خمدار رشک ہلال انگھڑیون مین لگاوٹ کمرون کی سجاوٹ گیسون پر جلوہ فرما سازندے حاضر زور کے ساز نگی کے بلند سب ساز اُنمین ساز کیے ہوئے سریلی آوازین کرون

پر مجسے ہو رہے ہیں عاشق تنون کا مجمع تصویر ہاے دلپذیر کا مرقع خوبرویان عالم محو تماشا سواری
کے دیکھنے کے مشتاق ہر گھر ہر کوچہ آمد طلسم کشا ہر جو حسن و جمال میں یکتا ہو زیرہ دکان کنجڑنون کی دوکانین
کنجڑین حسین شوخ مزاج نازک اندام بھاری لنگے نینو کے ڈوپٹے اسپر دولائیان بانکین صفائیان
نارنگیون کی بیچنے والی کوون سے رنجبت گوری سانولی صورت شعر سدا اپنے عاشق پہ یون نوہ تن
کرے نارپستان دسیب ذقن پکسی پڑ شارہ او سور کو نارنگی چکھ ہم سے محبت کم رکھین صدا ہی
کنڈیریان پونڈے کی بانار مین ہنگامہ اہلیان شہر و دراستہ جمع سرگین جھڑکی جاتی ہین ستے
آبرودار و رویان زیب جسم نیک ساس پیروان احکام خضر و الیاس یکایک نقارے پر چوب پڑی
آمد لشکر طلسم کشا ہوئی آگے آگے چوبدار صدائین لگاتے ہوے مصرعہ بڑھے عمر و دولت قدم
با قدم پانکے بعد شتر سوار سانڈنی سوار بعد اسکے اسباب ماہی و مراتب اُسکے آگے شہسوار عرصہ
یکہ تازی اسد بن کرب غازی مرکب صبا رفتار پر سوار بدبدبہ و شوکت و لیاقت و سطوت چہرہ
سے اُس شیر کے نمایان چہرہ رشک ماہ درخشان دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے پہلو مین
شمشیر ہلالی سپر رشک گردہ آفتاب اُس سپر فولادی کو دیکھکر شگفتگی حصول دامن مین پھول نیزہ
ہاتھ مین سنان شل زبان افعی تڑپتی ہوئی ناگن پر قبضہ پھریرہ کھلا ہوا اس شان و شوکت سے
وہ صاحب اقبال گرد سرداران باکمال باغبان قدرت رکاب پر ہاتھ رکھے ہوئے ایک جانب
ملکہ بہار رنگین مزاج ایک جانب رعد و برق ایک جانب برق لامع ایک جانب ملکہ بران
شمشیر زن دختر شہنشاہ کوکب بعید ادب تخت پر ملک اخضر اہتمام سواری کرتا ہوا صندلان
صندلی پوش ایک جانب ملکہ شمیم گلپیرہن عاشق جمال اس حشمت شکن جاہ و حشم سواری کا
دیکھکے اہلیان شہر واسطے تسلیم کے جھکے اسد دونون ہاتھ سے بخلق و مروت ایک ایک
غریب و امیر کو جواب سلام دیتے ہوئے اس شان و شوکت سے سواری گذری اہلیان
شہر نے دعا دی اے پروردگار اس افسر والا حشم کو بجاہ و جلال و باقبال اس شہر کی حکومت
کرنا نصیب ہو عدو پامال ہو ہوا خواہان دولت آباد و شاد رہین دل بیتاب ہے انکی محبت کے
سکے پڑے ہین زر و جواہر لٹتا ہوا ایک ایک فقیر کو غنی کر دیا دامن مراد ہر ایک سائل کا زر سرخ
و سفید سے بھر دیا میان شہ شاہزادے کو لیے ہوئے داخل دولت سراے شاہی ہوئے ملک اخضر

بعد کر رفع سریر جہانبانی پر متمکن ہوا اسد نامدار دنگی زرین پر کرسی جواہر نگار برائے خواجہ عمرو نامدار
اپنے داہنے عمدون پر سرداران نامی پہلوانان گرامی بعید و قریب آکر جلوہ فرما ہوئے صحبت عیش کو معطل
کیا انجمن مشاورت منعقد ہوئی رئیسان شہر سرداران مہر و ماہ سب حاضر ہین عمرو نے پکار کر آواز
دی اے رئیسان دربند مہر و ماہ اے سرداران عالیجاہ تم سب صاحبون سے خواہش ہے طلسم کشا کو
انتہائی کاوش ہے حال لوح بتاؤ خزانہ دار کو بلاؤ خزانچی فوراً حاضر ہوا عمرو نے حکم دیا کہ خزانہ کھولو
در خزانہ وا ہوا سب طرح کے اسباب نکلنے لگے صندوقچے جواہرات کے اسباب نفیس گٹھریان پشمینے
کی ایک ایک رومال و دوشالہ نایاب جسمین ملک کشمیر کا خراج صرف ہوا صناعان چابکدست نے بنایا
اسباب نقرئی طلائی پاکھرین موتیون کی اسلحہ جواہر نگار تاج مکلل بجواہر قبضہ ہائے شمشیر بے نظیر
اشیائے نادرہ اجناس نفیسہ خزانہ دار نے نکالکر انبار کر دیے اسباب معقول سے قصر بھر گیا
ہر چند تلاش کیا خزانے مین لوح کو نہ پایا خزانہ دار نے عرض کی حضور کو کس شی کی تلاش ہے غلام
کے بزرگ خزانہ دار رہے کل اشیا کی فہرست غلام کے پاس موجود ہے کوئی شی ایسی نہین ہے کہ فہرست
سے باہر ہو یا غلام اسکے راز سے نا ماہر ہو عمرو نے کہا اے خازن مخزن ملک مہر و ماہ اے معتبر عالیجاہ
لوح طلسمی کی جستجو ہے یہی طلسم کشا کی آرزو ہے اس شہر کی سلطنت و لوح طلسمی کا پتا دو علاوہ اس خزانے
کے کوئی اور بھی ایسا مقام ہے جہان اشیائے نادرہ رکھی جاتی ہون خزانہ دار نے دست بستہ
عرض کی اے شہنشاہ اقلیم عیاری اے تاجدار ممالک خنجر گزاری غلامان جانباز کی مجال ہے کہ خلاف
حکم شہنشاہی زبان ہلائین آپ کے سامنے راز چھپائین ہمنے آج تک لوح طلسم ہوش ربا کا نام
نہین سنا نہ ہماری شاہزادیان مہر و ماہ جادو وہان گئین نہ کبھی افراسیاب نے اسطرح کے
مضمون کا نامہ لکھا کہ جسمین ذکر لوح ہوتا غلام بیان کا رازدار ہے خزانہ دار نے جو یہ تصریح سامنے
عمرو کے بیان کی آب رنگ روے عمرو متغیر ہوا اس خیال مین کہ راہ پر بلا کو کس مصیبت سے
جھیلا طلسم صندل پر جا کر سر فروشی کی قتل صندل جادو کی صورت غیب سے پیدا ہوئی انگشتر
عجائب نے دستگیری کی کیسی قیامت کی لڑائی پڑی کس کو امید تھی کہ تا دربند مہر و ماہ پہونچینگے
یہان بھی اگر گوہر مراد نہ حاصل ہوا ان خیالات مین قریب تھا کہ عمرو شدت بیقراری سے بیہوش
ہو جائے آہ کا نعرہ کر کے زمین مین گرا ایڑیان رگڑنے لگا بہار و باغبان و یلان اپنے مقام سے اٹھے

تسکین دینے لگے کہ خواجہ آپ ہمیشہ ہمکو سمجھاتے ہیں آپ اسقدر گھبراتے ہیں خضر راہبر منزل مقصد پر
پہونچائیگا انشاء اللہ تعالےٰ گوہر مراد ہاتھ آئیگا صورت فتح طلسم ہوشربا کی پیدا ہوگی صاف صاف
کتابوں میں لکھا ہی کہ اسد نامدار طلسم ہوشربا کا فتاح ہی عجائب و غرائب طلسمات کا سیاح ہی افراسیاب
کا قاتل بہادر کامل ہم طلسم ہوشربا تمام ہو چکی ہی لیکن وقت پر موقوف ہی آپ اگر اسقدر گھبرائینگے
والا بیان لشکر پراگندہ ہو جائینگے لشکر کا تھمنا جمنا دشوار ہوگا ایک دن میں افراسیاب زمین و آسمان
ملادیگا آپ کو مناسب ہی بہ تدبیر معقول بہ صلاح شائستہ اس مقدمات میں کلام کیجیے ایک رائے قرار
پاوے اُسپر کاربند ہوجیے غیب سے مدد ہوگی چشم زدن میں یہ بلا رد ہوگی چونکہ باغبان قدرت
فصیح و بلیغ عقیل و فہیم دانائے روزگار وزیر اعظم افراسیاب نابکار ہی اس طریقہ سے اُنہے خوب
کو سمجھایا عمرو کے بھی ذہن میں آیا کہ گھبرانے سے کیا ہوگا ایسا نہو میرے پریشان ہونے سے اسد
نوجوان صاحب شوکت و شان گھبرا جائے خدانخواستہ اپنے کو ہلاک کرے یا یکہ و تنہا کسی جانب
نکل جائے صف شکن تیغ زن ہی لشکر افراسیاب سے لڑے اس ملک میں ساحروں کا جنگل
ہی مکار غدار افراسیاب کو آٹھ پہر یہی فکر ہی جس طرح بنے اسد کو قتل کروں یہ سرگروہ لشکر ہی خدانخواستہ
اُسپر کوئی آفت آ پڑے اسی کے نام فتاحی نکلی ہی اگر صاحبقران بھی آئینگے طلسم فتح نہوگا افراسیاب
بیان سے تا کوہ عقیق افشین برپا کردیگا میدان لاشوں سے بھردیگا اس شیردل کے نام سے
خوف غالب ہی ایسے ایسے امورات دل میں سوچے عمرو کرسی پر آکر بیٹھا کہا ای باغبان وای
حاضرین دربار مجھے لوح کا افسوس نہیں ہی اسوقت اپنے آقائے نامدار کو یاد کیا وہ میرا بچپن
کا معشوق ہی میرا آقائے نامدار قدرشناس فلک اساس اُسکی جدائی شاق ہی دیدۂ دل نظارۂ
جمال کا مشتاق ہی اس خیال نے پریشان کیا آئینۂ تصویر میں صورت اپنے آقا کی دیکھ رہا تھا
انشاءاللہ بحول قوت الٰہی و بہ تائید فیوض نامتناہی اگر افراسیاب لوح کو بالائے آسمان لیجائیگا
مثل دعائے مظلوماں بالصورت ہوا اپنے کو تا بہ فلک اول پہونچا دونگا لوح تلاش کرکے لاؤنگا
اگر تحت الثریٰ میں اس تحفہ نایاب کو لیجائیگا عنایت سے پروردگار کے مثل قطرۂ آب جذب
ہوجاؤنگا لوح کو لاؤنگا کچھ اسکا تردد نہیں ہی افراسیاب نے باتوں میں مجھکو دھوکا دیا یہ خلاف
کہا کہ لوح کو دربند مہر و ماہ پہ بھیجا یا اب صلاح معقول مناسب ہی غالب ہی کہ گوہر مراد دستیاب

ہوا اب سب صاحبوں کی جو صلاح قرار پائے اُس جانب لشکر کشی کریں باغبان نے کہا ایک بات
ہمکو تبلایئے ہم گم کردگان وادی حیرت ہیں آوارۂ دشت غربت ہیں آپ لوگوں کے ہیاں کا کیا
طریقہ ہی جب کوئی شی گم ہوجاتی ہی اور اُسکا پتا نہیں ملتا تو آپ لوگ کیونکر دریافت کرتے ہیں
اسکا حال مفصل فرمایئے تو ہم کچھ عرض کریں عمرو نے کہا اے وزیر اعظم اے صاحب شوکت وحشم ہمارا
مذہب مثل آفتاب عالمتاب روشن ہی جب کسی امر غیب پر دست نہ رسی ہوتی ہی اور پتہ نہیں ملتا
اسوقت عبادتخانہ آراستہ ہوکر صاحب مدعا بخضوع و خشوع اپنے رب کریم سے رجوع کرتا ہی صاحب
مطلب کو بشارت ہوتی ہی اکثر بزرگان دین عالم خواب میں تشریف لاتے ہیں اُس مطیع کی بزرگ
رہبری فرماتے ہیں اکثر صاحبقران زمان کو عقدہ طلسمات میں مکتوب ملا اگر بشارت ہی صحیح وصادق ہی
اگر مکتوب ملا تو اسکے انجام کی امید واثق ہی اسی ہدایت پر دست حق پرست صاحبقران سے صدہا
طلسمات فتح ہوئے باغبان قدرت نے یہ سنکر جواب دیا بس آجتک بموجب اپنے مذہب بزرگ کے
سراسر خلاف کیا اب اُسکے کاربند ہوجیے اس سے بہتر کیا بات ہی آپ کے مذہب کی ظاہر کرامات ہی ہم
لوگ طرف لشکر کے چلیں اسد نامدار مصروف عبادت ہوں یہی مدعا ہے دل بخضوع و خشوع اپنے خلق
بے نیاز سے عرض کریں کہ اے معبود حقیقی و اے رب تحقیقی اپنی رحیمی سے ظاہر فرما کہ لوح طلسم ہوشربا
افراسیاب جادو نے کہاں رکھی کسکے پاس ہی نفقاً لفظاً اپنے پیدا کرنے والے سے عرض کریں ان
مدعا کو ہر مراد سے بھریں امید واثق ہی کہ مقدمہ مخفی ظاہر ہو عنایت سے پروردگار کے اب یہاں بھی
لشکر بزرگ جمع ہوگیا خضر الیاس شاہ ہمراہ ہی جس مقام کا پتہ ملیگا یہ اس سرحد کے رازدار ہیں ہم اس
اقلیم میں بیکار رہیں کبھی اسطرف گذر نہیں ہوا یہاں سے تا طلسم صندل آپ کی عملداری ہی سب
خیرخواہان دولت ہیں ساحران زبردست ساتھ دینگے جس مقام کا پتہ ملیگا بخیروخوبی پہونچا دینگے
یہ رائے باغبان قدرت کی سب کو پسند آئی لیکن عمرو نے کہا ہم لوگوں کو ٹھہرنا مناسب ہی کہ تا ثابت
ہو غیب سے اسد نامدار کو کیا حکم ملا بہار وغیرہ نے جواب دیا ہم لوگوں کا یہاں ٹھہرنا بہتر نہیں ہی
لشکر میں سوائے ملکہ مہرخ کے کون ایسا سردار ہی کہ بار لشکر افراسیاب اُٹھا سکے یا حیرت سے آنکھ
ملا سکے ایسا نہو کوئی ساحر آیا ہو دھاوا ڈالا ہو خدانخواستہ ملکہ مہرخ کو شکست حاصل ہو پڑاؤ چھوٹ
جائے پھر اُس مقام پر لشکر کا لانا بارگاہوں کا استادہ کرنا دشوار ہوگا بعد شکست ترتیب لشکر مشکل ہوگی

حیرت جادو و انتظام مین کامل ہو اب ہم لوگون کی یہان ضرورت نہین اخضر نے بھی دست بستہ عرض کی حضور آپ طلسم کشا سے مطمئن رہین غلام کسی حال مین ہو مین وہ دولت طلسم کشانہ چھوڑیگا جہان تشریف لیجاینگے مع لشکر ہمراہ جاونگا سرداران نامی کو مع خواجہ عمرو ان کلمات اخضر نامدار سے اطمینان ہوا یہی صلاح قرار پائی کہ ہم لوگ تو فوراً طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوجاتے ہین اپنے کو بتعجیل لشکر ملکہ مہرخ مین پہونچا ہین ای ملک اخضر تم برائے اسد نامدار عبادت خانہ آراستہ کرو یہ دعا مین مصروف ہو نگے دل وجان سے شاہزادے کی حفاظت کرنا ہمین تمھاری ذات سے سب طرح کا یقین ہے پروردگار انجام بخیر کرے مقام لوح دستیاب ہو یہ برائے حصول لوح جائین تم ترتیب لشکر کرنا لیکن ایک نامہ مندرجہ حالات خیریت سمات معرفت طائر سحر ہمکو بھی روانہ کرنا اخضر نے بدل وجان قبول کیا ملکہ بہار نے ایک تخت سحر تیار کیا لیکن عمرو نے کہا ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہونگی ہم تم کل روانہ ہونگے ایک نامہ مندرج بخیر وخوبی طرف ملکہ مہرخ کے روانہ کرو وانشاء اللہ ہم تم بھی پہونچ جاینگے یہ رائے سبکو پسند آئی بہار نے اپنے ہاتھ سے ایک نامہ لکھا تمام کیفیت فتح طلسم صندل وقتل مہرو ماجادو وتدبیر حصول لوح اسمین مندرج کیا یہ بھی لکھدیا ہم لوگ فلان فلان سردار فلان راستے سے حاضر خدمت ہوتے ہین تردد کو راہ نہ دیجے گا یہ نامہ ایک ملازم اخضر کو دیا کہ وہ نہایت تیز رو تھا فوراً نامہ لیکر طرف لشکر اسلام کے روانہ ہوا اس نامہ سوار کا احوال وقت پر تحریر ہوگا اب ملکہ بہار و رعد وبرق وبرق لامع وملکہ بران شمشیر زن وباغبان قدرت وخواجہ عمرو بن امیہ نامدار تخت سحر پر سوار ہوکر طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ کے روانہ ہوتے ہین انکا حال بھی ظاہر ہوگا اسد نامدار نے ملک اخضر کو حکم دیا کہ ایک عبادت خانہ آراستہ ہو ملک اخضر نے ایک مکان طیب و طاہر کو زرات سے آراستہ کیا سجادہ واسطے اسد غازی کے بچھایا اسد غازی بخواہش حصول لوح مصروف عبادت ہوتے ہین انشاء اللہ اس داستان شوکت بیان کو یہ کیفیت تمام تحریر کیا جائیگا عجب داستان حیرت بیان ہے جسوقت ناظرین ملاحظہ فرماینگے خط واٹھا دینگے

دو کلمہ داستان شوکت بیان لشکر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران ولشکر لقا روانہ کرنا افراسیاب کا بہمن جادو کو برائے مدد زمرد شاہ باختری ساقی نامہ بطور ترکیب بند

ساقی سے سبو رائگان ہو — خم بھر دے کہ چشم خونفشان ہی
لبریز ہوا ہی کاسۂ عمر — کیا دور بلائے ناگہان ہی
جام مے عشق سے چھکا ہون — یہ زہر کشندہ نوش جان ہی
اکبارگی آگئی خموشی — بد مستی شوق سرگران ہی
اٹھے بھی نہ تھے کہ گر پڑے ہم — کیا لغزش با زبان زبان ہی
بس پردہ نشین نے تیز دیکھا — اس جوش پہ راز دل نہان ہی
یون غور سے بند تو کی باتین — سننے کا مرے سبب عیان ہی
یعنی مے جان گر کرون مین — جس بات مین جان کا زیان ہی
چپ رہنے کا ماجرا نہ پوچھو — کب حرف یہ لائق بیان ہی
ای ہمدم جان نواز مجھسے — کیا دل کی کہون مین دل کہان ہی

ان شوخ چنان ربود از من
گوئی کہ دلم نبود از من

یون چھوڑ کے چلا گیا دل — ہی اس سے زیادہ بیوفا دل
دلدار کے کھینچنے پڑے ناز — افسوس کہ میرے پاس تھا دل
یہ دشمن جان تھین مبارک — لینے نہین میرے کام کا دل
کیون دعوے دلربائی اتنا — مائل ادھر آپ ہی ہوا دل
دیتا ہون دم ایسے فتنہ گر پہ — انصاف سے دیکھنا مرا دل
اس چشم نے کر دیا خراب آخر — تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل
کیسی مری جان پر بن آئی — اللہ گھبرا گیا ہی کیا دل
گھونٹے ہی کوئی گلے کو ہر دم — کیا بات کرون کہ ہی خفا دل
ای محرم راز کیا کہون مین — بس آفت جان سے لگا دل
ای مونس غمگسار ہر دم — کیا پوچھے ہی کیونکہ لیگیا دل

ان شوخ چنان ربود از من

گوئی کہ دلم نبود از من

چہرہ داستان غازیان دیندار و مجاہدان شور شعار و دلاوران صف شکن و سرفروشان شمشیر زن حالات جلالت آیات جنگ صاحبقران بعہد عظم و شان یون تحریر فرماتے ہین ناظم

نویسندگان سخن پروران	بہ تسطیر اوراق این داستان	مضامین رنگین بہم کردہ اند
سطور مرصع رقم کردہ اند		

زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالی شان بارگاہ سلیمانی مین جلوہ فرما ہین تمام غازیان دیندار و مجاہدان شور شعار و پہلوانان عالی وقار و فرزندان نامدار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہین کرسی بہ کرسی جواہر بن عمرو عمدۂ افسری پر بیٹھا ہی عیاران خنجر گذار و مکاران نامدار خلعت ہاے زرین پر شاہ فرماتے ہین عرصۂ دراز ہوا کہ لقا نے طبل جنگی نہین بجوایا صاحبقران زمان نے جواہر بن عمرو سے پوچھا ای جہتر والا گہر ای نور نگاہ خواجہ عمرو کیا سبب ہی کہ لقا نے طبل جنگی نہین بجوایا شاید کوئی ساحر طلسم ہوش ربا سے فی الحال نہین آیا اسکو بتفصیل دریافت کرو جواہر نے عرض کی ابھی غلام کو خبر ملی ہی کہ لقا نے نامہ طرف افراسیاب جادو کے روانہ کیا ایک ساحر جواب لیکر آیا تھا اسمین یہ مرقوم تھا کہ یا خداوند رحم فرمائیے طلسم برباد ہوا جاتا ہی طلسم کشا لوح کی فکر مین ہی اکثر مقامات معقول فتح کیے تقدیر برجستہ کیجیے غلام کو تسکین دیجیے ایسا نہو طلسم کشا لوح پا جائے پھر طلسم ہوش ربا نہ بچیگا اب تو غلام نے ہمن جادو کو مع ساٹھ ہزار ساحران غدار کے بمدد حضور روانہ کیا ہی غلام بھی حاضر خدمت ہوگا ایک دن مین کل مسلمانون کو قتل کرکے قدرت کو بالاے قیطول پہونچا دیگا ہمیشہ خدمت مین حاضر رہیگا اگر ہمن پر کوئی افتاد پڑے یا غرور کرے قدرت اسکو بھی بہشت مین بھیج دین یہ بندۂ حقیر خود حاضر خدمت فیضدرجت ہو کر ایک چشم زدن مین مسلمانونکو غارت کردیگا قدرت کو بالاے قیطول خود پہونچا دیگا شیر قدرت لقب پائیگا حضور یہ نامہ پڑھکر لقا بہت خوش ہوا صبح وشام مین ہمن جادو آیا چاہتا ہی مگر یہ بھی مرقوم تھا کہ ہمن جادو عیش پسند عیش کرتا ہوا آتا ہی عرصۂ دراز مین پہونچیگا اس ہفتہ عشرہ مین تو نہین آتا ادھر سلیمان عنبرین موے کوہی کا عزیز پہلوان سمندر کوہی بڑے جوش مین آتا ہی اپنی جرات پر ناز ہی اُسنے بھی سلیمان کو لکھا ہی کہ حضور مین اگر فرزندان حمزہ سے مقابلہ کرونگا فرزندان حمزہ نے بڑے نام پیدا کیے ہین جو انکو زیر و زبر کریگا پہلوان عالم مین بڑا نام ہوگا ہفتہ عشرہ مین وہ پہونچیگا ایک ہفتہ جنگ موقوف ہی

کوہستان سے پہلوان ہوشربا سے ساحر جب آینگے تب طبل جنگی بجیگا یہ سنکر صاحبقران خاموش ہوے
راوی شیرین کلام نے اس داستان شوکت بیان کو بعد کیفیت یون تحریر فرمایا ہی کہ صاحبقران زمان
نے تیسرے پہر آکر دربار کیا یکایک کچھ ٹکڑے ابر آسمان پر آئے بوندیان پڑنے لگین ہواے سرد چلی
صاحبقران زمان کو عرصہ دراز گذرا اصلا فراغت سے نہین ملتی ابر کو جو ملاحظہ فرمایا ہواے شکار ہوئی حکم
ہوا خاقان ابن الخاقان بہرام گردن خاقان چین ہمارے یار قدیم رفیق ندیم کو بلاؤ جب بہرام
حاضر خدمت ہوا صاحبقران نے فرمایا ای یار وفادار ای مونس و غمگسار راہ جہاد دین اسلام مین عیش و
آرام بالکل ترک ہوا لیکن ہزار ہزار شکر ہی اُس بے نیاز کا کہ اُسنے مجھ مور ضعیف کو مرتبہ سلیمانی عطا
فرمایا رتبہ اعلی پر پہونچایا دیندار مجاہد مشہور ہوا اہل اسلام کا سردار ہوا باطل پرستون پر بلا نازل
ہوئی لقا ایسا مغرور چھپا پھرتا ہی جان بچاتا ہی سلیمان عنبرین موے کوہی ایسا دیو خصال
مقابلے مین نہین آتا ہی حیلے حوالے مین پیچھا جان بچاتے ہین آج فراق مین اپنے یار وفادار
عمرو نامدار کے دل بیقرار ہی جذبہ محبت کھینچتا ہی کہ پر پرواز پیدا کرون اپنے کو تا بہ طلسم ہوشربا
پہونچاؤن اپنے دوست صادق کو دیکھون صحبت عیش مہیا ہو اُسکی باتون کے کان مشتاق ہین
لیکن مجبور و ناچار چند لب پر شکستہ ہون چمن باغ فرحت دور ہی بے پری کا قصور ہی راہ مین سد بند
طلسم حائل ہین لقا نے دانتون سے زمین پکڑی ہی اگرچہ بہت شکست کھا کر بھاگے اُس حال مین
جاے کہین بھی تعاقب کرون در بندون پر لڑائی پڑے جان ستاؤن جسطرح بنے سرحد ہوشربا مین
چلون لیکن امریست مشکل کاریست دشوار دیکھین کسدن فلک پردہ ہجر اُٹھاتا ہی ہمکو ہمارے
یار جانی سے ملاتا ہی نہین معلوم وہ بھی کس مصیبت مین ہی کہ ہمکو فراموش کیا یقین ہی وہ بھی ہمارے
واسطے تڑپتا ہوگا میرے فرزند بدیع الزمان کی رہائی کی فکر کرتا ہوگا لیکن نتیجہ قابض نہین ہوتا ورنہ
وہ ضرور آتا اپنے کو ہم تک پہونچاتا ای برادر بجان برابر براے دفع ملال خاطر سامان شکار مہیا کرو
دو چار دن چلکر شکار کھیلین دل بہلائین بہرام نے عرض کی منت بجان دارم جسوقت حضور محلات
عالی سے برآمد ہونگے کل سامان شکار حاضر رہیگا غلام بھی ہمراہ رکاب سعادت مآب چلیگا یہ
سنکر بادشاہ ذیجاہ نے عرض کی کہ بعد حالی تبار میری کیا مجال کہ راے اقدس مین دخل دون
لیکن ملک پر آشوب آپ کے نام کے سب باطل پرست دشمن ہر منزل پر رہزن موجود مین ایسا نہو ذات

حضور پر کچھ چشم زخم پہونچے لشکر مین پریشانی حاصل ہوگی سردارون کو کیونکر تسکین دل ہوگی یا تو تشریف
لیجا سیئے یا لندھور بن سعدان بادشاہ کل ہندوستان کو اپنے ساتھ لیجیے حفاظت ضروری انتظام
نکرنا عقل کا قصور ہی صاحبقران نے مسکرا کر فرمایا اے شہنشاہ گیتی ستان نبیرۂ نوشیروان خدا آپکو
سلامت رکھے بات آپ نے معقول فرمائی لیکن کیا خوف ہی حافظ حقیقی مالک تحقیقی ہر مقام پر ساتھ ہی
اسکا دامن قدرت ہمارا ہاتھ ہی ہر مقام پر بچائیگا جو نوشتۂ پیشانی ہی پیش آئیگا جو ہونے والا ہی ضرور
ہوگا پس فکر بیکار بندہ مجبور و ناچار ہے اگر خدا مالک و مختار اب مین زبان سے کہ چکا بموجب
ارشاد یہ حفاظت کریگا بعد ایک شب کے چلا آؤنگا واسطے اپنے دوست صادق کے بہت دل
گھبراتا ہی خدانخواستہ آجکل عمرو کسی بلا مین مبتلا ہی خود بخود دل پریشان ہی کسکو بھیجون کون جا کر میرے
دوست کی خبر لائے قلب مضطر کو اطمینان پاسے واللہ ہمقدر مجھکو عمرو کی یاد ہی کہ راتین اختر شماری مین دن
بیقراری مین گزرتا ہی حال دل کس سے کہون ہر وقت اسیکی یاد ہی قلب کو فریاد ہی نظم

عمر زایام جوانی یادگارے ماندہ است　　نشہ ہی شد برون لیکن خمارے ماندہ است
حسن جاے عشق میگیرد کہ بعد از کوہکن　　نقش شیرین را بہ بین در کوہسارے ماندہ است
سفتم وان در قفس مرغ دلم را چند روز　　ورنہ بر بالش زچندین دام تارے ماندہ است
آہوے کز چشمش بر پہلو دارد از دنبالہ پر　　آنکہ زخمی نیست از دست شکارے ماندہ است
ذرہ ہم از عشق تا در دل بود غافل مباش　　شعلہ روزی میکشد سر گر شرارے ماندہ است
عشق او نگذاشت ای ناصح بمن ہیچ اختیار　　اختیارم گریہ بے اختیارے ماندہ است
رحم کن بہر خدا بر غربت سوداکی او　　در دیارت دور از خویش و تبارے ماندہ است

بیان پر صاحبقران کے فرزندان عمرو بیقرار ہوکر روئے جواہر بن عمرو نے عرض کی اے آقاے نامدار اے
قدردان ذیوقار بجائی چالاک بن عمرو بعد کروفر لوٹتے ہوئے ہوشربا مین پہونچے ماشاء اللہ کیا کمال
ہی کیا جاہ و جلال ہی خود افراسیاب اپنے ساتھ لیگیا کئی مقام پر اُسکو چٹ پٹ بیہوش کیا لیکن وہ
ایسا سخت جان تھا قتل نکر سکے مگر منزل مقصد پر پہونچا اگر غلام کو حکم ملے غلام بھی اپنے کو خدمت مین
والد نامدار کے پہونچاے اگر ان پڑے تو خبر خیر و عافیت لیکر آئے یا حکم پر حضور کے جان نثار کروں راہ
دور و دراز ہی ساحران ور بند کونہی حفاظت پر نازہی ایسے دنیا ساحر بھی نہین جا سکتا غیر ساحر کی

کیا حقیقت ہی مگر اقبال شاہنشاہی ہمراہ ہو گا ضرور اپنے کو پہونچا دونگا گلباد عراقی و مہتر سمک بلطاقی
و مہتر ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی و سیارہ بن عمرو و مہتر شعبان خنجر گذار وغیرہ بانہاے عیاری سے
آراستہ ہو کر بعد گرو فر سامنے صاحبقران کے عرض کرنے لگے ای شہریار بسم اللہ حضور حکم دین ہم اپنے زندگی
کے نائب کے ساتھ ہوشربا میں جائیں خدا چاہے تو فتنے برپا کر دیں تختۂ افراسیاب اُلٹ دیں
صاحبقران زمان نے دیکھا محبت میں عمرو کے سب بیقرار ہیں صاحبقران نے ایک ایک کو گلے سے لگایا
بہ محبت فرمایا ای عیاران لشکر اسلام و ای طراران نیک انجام بخدا میں تمکو ایسا ہی جانتا ہوں بخوبی
سب صاحبوں کے مرتبے کو پہچانتا ہوں لیکن ایسے مقام خوفناک کے جانے کی رخصت دوں ایسے
خیر خواہان دولت کو اپنے ہاتھ سے ضایع کروں انشاء اللہ ہم خود اپنے یار وفادار کی ملاقات کو چلینگے
تم سب صاحب لُٹتے پھرتے عیاریاں کرتے ہوئے ہمارے ہمراہ چلنا سبھوں نے سر جھکا لیے خون جگر پیکے
رہ گئے مالک کے سامنے کچھ نہ کہ سکے صاحبقران زمان نے جا کر آرام فرمایا آفتاب عالمتاب دشت نیلی میں شکار
کر کے خیمۂ مغرب میں داخل ہوا اور ماہ تابان براے سیر صحراے آسمان اول پر مصروف گشت ہوا اسنور سے روشن
کوہ و دشت ہوا جب لیلی شب نے نقاب چہرۂ انور سے اُٹھائی عروس سحر نے صورت پُر نور دکھائی صاحبقران
زمان بیدار ہوئے مقبل وفادار غلام صاحبقران بعد علم و نشان مع اسباب شکار در دولت شاہنشاہی
پر حاضر ہوا صاحبقران نماز سے فراغت حاصل کر کے برآمد ہوئے بہرام نے سلام کیا اشقر دیوزاد کو لیکر دیوانہ
بن فندس حاضر ہوا صاحبقران نے خانۂ زین کو مشعل خانۂ آفتاب روشن فرمایا براے شکار سمت دشت پرچا
روانہ ہوے ستارۂ سحری چمکا چلے قراول آگے بڑھے جانور شکاری جھپٹے

نظم

وہ تیتے باز و شاہین چنگل کُش	دبکنے لگے جانوران ہوا	وہ سب تیز رو تیز پر برق بار
کریں طایرِ وہم کو بھی شکار	طراسے بھرے وہ کہ باکروفر	لرزنے لگے دشت کے جانور
وہ کتوں کی تیغیں جوڑیاں لاجواب	دلِ شیر ہو جنگلی دہشت سے آب	طایران ہوائی شکار ہوئے ایسے

بھر گئے صاحبقران تیر و کمان ہاتھ میں خود بدولت و اقبال شکار زمین مصروف ہیں استادان سخنور نے فرمایا ہی
پہروں رہے تک صاحبقران نے اس دشت میں شکار کیا ایک مقام پر ایک صحراے سبزہ زار ملا بہرام نے
عرض کی یہ مقام لائق شب کے رہنے کے ہی ارشاد فیض بنیاد ہو خیمہ استادہ کریں ملازمان شاہنشاہی اُتریں
صاحبقران کو بھی وہ مقام بہت پسند آیا صحراے سبز و شاداب ہر گل بوٹہ نایاب نخل موزون جھیلین مع مرغ

ہین طائرانِ صحرا بزبان بے زبانی تعریف ایزد سبحان مین مصروف طاؤس جابجا رقصان صنعت باغبان قضا و قدر عیان دور تک گویا کھلا ہوا جیسی بھینی ہوا آتی ہی نہرون کو دیکھکر طبیعت لہراتی ہی پھولون کی مہک غنچون کی چٹک طائرون کی زمزمہ سرائی گل خود رو کی زیبائی صحرا پاک و شفاف کانٹون سے وہ دشت پُرفضا بالکل صاف جوانان چمن اکڑے ہین نرگس شہلا کا جوانان چمن سے آنکھین لڑانا غنچون کا مسکرانا پھول پھولے ہوے جامہ مین نہین سماتے فاختہ قلندر مشرب طوق خاکستری زیب جسم مصروف حق سرو قمری کی بر سر دھد لے کو کو لفظ کو کو سے ثابت ہی چمن پیرا سے ازل کی جستجو ہی اِسی وجہ سے زبان پر لفظ کو کو جاری ہی بظاہر یہ خوشخو طوق اطاعت بگلو اُسی گل کی جویا ہی فن عشق مین یکتا ہی بلبل نواسنج پہلو سے گل مین پیچ پھولی ہوئی بیٹھی ہی صفت اپنے معشوق کی کر رہی ہی مطلع مصنف وجد مین پڑھ رہی ہی مطلع

سنائی باغ مین سوسن نے گفتگو تیری ۔۔۔ چٹک گیا کہین غنچہ جو آئی بو تیری

آج بیٹھا بٹ رہا ہی خوش ہی بلبل باغ مین ۔۔۔ شاخہائے گل ثنا تی ہین زندگی باغ مین

کس منھ سے کہتی ہی کہ مین ہون آشنائے گل ۔۔۔ بلبل زبان سے یہ بھی نہ نکلا کہ ہائے گل

دیکھا طلسم اس چمن روزگار کا ۔۔۔ بلبل کے بدلے زاغ ہین کانٹے بجائے گل

آنکھون سے دیکھو تو ستم روزگار کو ۔۔۔ کچھ پوچھنا ضرور نہین ماجرائے گل

بلبل اسیر ہو تو کرون چاک پیرہن ۔۔۔ ہم خوب جانتے ہین یہ مقدعائے گل

ای عندلیب کیا نفس چند کی بہار ۔۔۔ دو دن کے بعد پھر نہ رہی ہائے ہائے گل

ٹھہرا اگر قدم بھی نوا خوش باغ مین ۔۔۔ افسوس دیکھنے بھی نہ پائے بقائے گل

فصل بہار و وقت خزان دونون ساتھ ہین ۔۔۔ وہ ابتدائے گل ہی تو یہ انتہائے گل

کہتی تھی عندلیب کہ وہ تیرہ بخت ہین ۔۔۔ راحت کہان اُٹھا نہ سکے ہم جفائے گل

ارباب ضبط کے نہین کھلتے لب سوال ۔۔۔ اپنا ہی خون دل ہی چمن مین غذائے گل

ای رنج ہجر یار کہین ڈھونڈھئے مکان ۔۔۔ رہتی ہی عندلیب کے دل مین ہوائے گل

اس ضبط عندلیب کے قربان جائیے ۔۔۔ لائی زبان پر نہ کبھی شکوہ ہائے گل

صاحبقران کو سرور تازہ و حظ بے اندازہ حاصل ہوئی اُسی مقام پر فرد کش ہوئے جیسے استاد۔۔

ہوگئے دربارگاہ پر دنگل زرین بچھایا صاحبقران اُسپر جلوہ فرما ہوئے پہلو مین بہرام گردن خاقان
مین پشت پر سرخیل وفاداران مقبل وفادار غلام صاحبقران نامدار مسلح و مکمل رومال ہاتھ مین مگس رانی
مین مصروف صاحبقران سیر صحرا دیکھ رہے ہین صنعت باغبان ازل پر نا صفت رب اکبر آغاز
فرماتے ہین باغبان حقیقی نے کیا کیا گل کھلائے سبحان اللہ ہر گل بوٹے سے اُسکی قدرت آشکار ہی
ستار و غفار ہی انسان ضعیف البنیان کی کیا حقیقت کہ صفت اُس کریم کارساز کی بیان کرسکے بہرام
گرد دیکھ رہا ہی کہ صاحبقران زمان وصف مین پروردگار کے زبان بعجز بیان سے گلریزی کر رہے
ہین دم اُسکی صنعت کا بھر رہے ہین بیان پر صاحبقران کے وجد کرتا ہی عرض کرتا ہی حقیقت
مین آپ افصح الفصحا ہین علم کلام مین بھی یکتا ہی یہ باتین ہو رہی تھین کہ آسمان سے لاکر برسیا پیدا
ہوا رعد کی گرج برق کی چمک بوندیان پڑتی ہوئین وہ ابر آگے شق ہوا صاحبقران زمان نے دیکھا تخت
پر ایک ساحر غدار بلاے روزگار تاج زرین سر پر اسباب بجواہرات پر آراستہ دریاے سحر مین ڈوبا ہوا
سیاہ فام کریہ منظر خوک پیکر مغرور متکبر پشت پر ساٹھ ہزار ساحران سیاہ رو تیرہ درون مرکب ہاے سحر پر
سوار بارگاہ مین اژدرہاے آتش فشان پہلے ہی ہوئین اس زور و شور سے وہ بچیا بھی آگے اسی مقام پر
اترا صاحبقران زمان نے ہرکارون کو حکم دیا دیکھو یہ کون ہی کدہر جاتا ہی کہان سے آیا ہی جو جاسوسان
اسلام روانہ ہوئے ناظرین پر واضح ہوا افراسیاب خانہ خراب نے بہمن جادو کو برائے مدد لقا
روانہ کیا تھا اسوقت آکر یہان پہونچا ہی اُسکی نگاہ لشکر صاحبقران پر پڑی ایک ساحر سے کہا دیکھو تو اس
صحرا مین کون اترا ہی ادھر سے ساحر چلا ہرکارون نے صاحبقران کے جاکر احوال دریافت کیا چشم زدن
مین واپس آئے عرض کی اے شہریار بہمن جادو فرستادہ افراسیاب بدخو برائے مقابلہ لشکر حضور
جاتا ہی صحرائے سبزہ زار دیکھکر اتر پڑا صاحبقران نے فرمایا اے بہرام بات ہی کو یہان سے کوچ کرنا مناسب
ہی ایسا نہو یہ ہم سے پیشتر جا پہونچے طبل جنگی بجوا کر فساد برپا کرے بہرام نے عرض کی بہت بہتر ابھی
کو سامان سفر تیار ہو جائیگا انشاء اللہ یہ نہ پہونچنے پائیگا کہ حضور کا داخلہ لشکر ظفر اثر مین ہو جائیگا
صاحبقران یہ باتین بہرام سے کر رہے ہین بہرام نے کارگزارون کو حکم دیا بارگاہین اکھڑین پس
لدجائین جب زلف لیلی شب کمر سے گذرے نقارہ کوچ کا ہو نماز سحر جاکر اپنے لشکر مین پڑھین نعمان
لشکر ظفر اثر نے جواب دیا انشاء اللہ یہی تدبیر ہوگی صاحبقران یہ باتین کرتے تھے کہ ایک ساحر سامنے

آیا شوکت و دبدبہ دیکھکر برائے تسلیم خم ہوا عرض کی ہمارا افسر بہمن جادو آپکا نام دریافت کرنا چاہتا ہے
صاحبقران نے بے تکلف فرمایا جا کر کہہ وجہہ ذلیل رب جلیل صاحبقران داماد نوشیروان سرکوب زمرد
شاہ باختری برہم زن لشکر کافران غازی مجاہد برائے شکار اس صحرائے سبزہ زار مین آئے ہین یہ سنکر
وہ جادوگر تھراتا ہوا لشکر سے صاحبقران کے نکلا سامنے بہمن جادو کے آیا مگر لرزان و ترسان رنگ سفید
تغیر بہمن نے پوچھا کیون گھبراتا ہی عرض کی ای شہریار مین نے بڑے بڑے بادشاہان عالی وقار کو دیکھا
مگر یہ رعب و دبدبہ و صولت و شوکت نگاہ سے نہین گذری صاحبقران زمان جنکا نواسہ طلسم ہوش ربا مین
گیا ہی طلسم کو درہم و برہم کردیا ہی یہ وہی شیر ہین آپ کا نام بھی انکو دریافت ہوچکا ہرکارے آکے خبر لیگیا چہرے
سے انکے ظاہر ہی کہ آپ کے آنے سے کچھ انکو تردد نہین ہوا باطمینان مجھسے باتین کین اپنی زبان سے فرمایا
کہ میرا سرکوب زمرد شاہ باختری لقب ہی لقاے بے ادب ہی دم یکتائی کا بھرتا ہی خدا بنکر بیٹھا ہی حضور
مین نے خوف سے جواب نہین دیا یہ سنکر بہمن جادو قہقہہ مار کر ہنسا کہا صاحبو کیا قدرت خداوند تعالیٰ ہی
اس جوان کو میرے شکار کیواسطے بھیجا ہی مین حیران تھا کہ قدرت کے دربار مین کیا تحفہ لیکر جاؤنگا نظر مین
سوائے سر کے کیا پیشکش کرونگا اب اس دشمن خداوندی کی مشکین باندھکر سامنے قدرت کے پہونچاؤنگا لڑائی
کا خاتمہ ہوا جب افسر پکڑ لیا گیا اہالیان لشکر کی کیا حقیقت ہی سب بھاگ جاینگے فتح نصیب ہوئی غنیم
مرا بھلا یہ کہ سرکار خداوندی سے طرۂ پیغمبری ملیگا شیر قدرت لقب ہوگا قدرت کو بالاستقلال پہونچاؤنگا
یہ کہکے اپنے ساحرون کی جانب پلٹا کہا صاحبو تم مین سے ایک سلحجا سے اس سرکش کو کشان کشان
ہمارے سامنے لائے اگر تامل کرے سحر کرنا سب کو دیوانہ بنا دینا بہ ذلت و رسوائی لانا غیر ساحر کی کیا
حقیقت ہی کہ سامنے ساحر کے کلام کر سکے بہمن کا بھائی تہمتن جادو اپنے دنگل سے اٹھا کہا ای
برادر یہ کام میرا ہی مین ابھی جاتا ہون اس جوان کو گرفتار کرکے لاتا ہون بڑا بے ادب ہی قدرت
سے لڑتا ہی ساری سرکشی بھلادونگا جانور بنادونگا قفس آہنی مین بند کرکے لاؤنگا یہ کہکے تہمتن
جادو بصد قہر و غضب کرگدن پر سوار ہوا طرف لشکر صاحبقران کے چلا بہمن اٹھکر بارگاہ مین آیا
کہا او صاحبو اسی منزل پر جادو مراد دستیاب ہوا اچھے بڑے دشمن کو یون پایا تخت پر بیٹھکر وہ
بدست شراب خواری مین مصروف ہوا نشے مین بلبلانے لگا رقاص خوشامدی درست بجا کہتے
ہین مگر صاحبقران اسی طرح در بارگاہ بہرام سے باتون مین مصروف ہین کہ ہرکارے نے خبر دی

حضور چمن کا بھائی تہمتن کرگدن مست پر سوار لشکر میں آگیا حضور کو پوچھ رہا ہے مگر ارادہ فاسد معلوم
ہوتا ہے آمادہ حرب و پیکار ہے اسباب سحر ہاتھ میں افسونگری بات بات میں صاحبقران نے فرمایا
جسطرح سے آتا ہے آنے دو لشکر میں کہدو کوئی اُس سے معترض نہو یہ کلام ناتمام تھا کہ تہمتن جادو
بصد کبر و نخوت آکر گینڈے سے اُترا بل کرتا ہوا سامنے صاحبقران کے آیا بیجا بد لیاقت نے سلام
بھی نہ کیا اگرچہ آئینۂ جمال کو دیکھکر حیران ہوا دل میں اپنے ارادے سے پشیمان ہوا لیکن اپنے سحر کے
غرور میں کہا یا صاحبقران چلیے ہمارے بھائی صاحب شہنشاہ چمن سپہ سالار لشکر افراسیاب
صف شکن آپ کو طلب فرماتے ہیں بہتر یہی ہے کہ رومال سے ہاتھ باندھ لیجیے بھائی صاحب سے
چلکر عذر تقصیرات کیجیے رحم دل ہیں شاید آپ کے خون سے درگذریں ہرچند کہ آپ بڑے خطادار
ہیں خداوند لقا سے مصروف حرب و پیکار ہیں لیکن بھائی صاحب کو سرکار شاہنشاہی میں سب
طرح کے اختیار ہیں جان بخشی ہو تو عجب نہیں صاحبقران نے یہ مہملات سنکر فرمایا ای تہمتن جادو
آؤ کرسی پر بیٹھو احمق نہ بنو شل اللسان کے کلام کرو مناسب وقت جواب دینگے تم ہمارے لشکر میں
آئے ہو کلام سخت کرنا ہمکو مناسب نہیں ہے کیوں گھبراتے ہو صاحبقران نے جو بسہولیت جواب
دیا بیٹھنے کو کہا تہمتن سمجھا کہ صاحبقران مجھ سے دب گئے کہا ای جوان مجھکو بیٹھنے کا حکم نہیں ہے جلد
اُٹھو میرے ساتھ چلو صاحبقران نے فرمایا ای پہلوان زمان ای گرشاسپ دوران یہ کیا موقع
ہے کہ تم اپنے آقا کے سامنے ہمکو بہ ذلت لیجاؤ شب کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار میں آؤ اگر
ہمکو بہ مردی زیر کرنا اُسوقت میں تمکو اختیار باقی ہے خواہ قید کرنا خواہ شرف مذہب کا دم بھرنا ابھی
تم ہم پر غالب نہیں آئے ایسے کلمات سخت کہتے ہو تمکو زیبندہ و سزاوار نہیں ہیں تہمتن جادو اور
زیادہ پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای حمزہ عرب بس اب زیادہ باتیں نہ بنا کسی ساحر سے مقابلہ
نہ پڑا ہوگا بھائی میرا سامری عہد جمشید زمان ہم پہلوان ہیں اسکا قوت بازو زینت پہلو سحر میں طاق شہرۂ
آفاق ما بدولت خالی پلٹ کر جائیں میں بہ آبرو تمکو لیچلونگا یہ کہکے ہاتھ بڑھایا چاہا صاحبقران کی گردن
پکڑے صاحبقران نے الٹا ہاتھ مارا چہرہ غصے سے سرخ ہوا زلفین خلیلی بل کرنے لگیں شیر خشمناک کے
تیور بدلے فرمایا او بیحیا نامرد ہم سمجھاتے ہیں ہمارا کہنا نہیں مانتا دور ہو سامنے سے تہمتن نے سحر
پڑھکے ماش کے دانے مارے اس خیال پر کہ یہ بیہوش ہو دریائے سحر کا جوش ہو پہنچکر میں دیکھیجاؤں

جیسے ہی وہ ماش کے دانے شعلہ بنکر صاحبقران پر گرے امیر نے اسم اعظم الٰہی بہ فصاحت و بلاغت
پڑھا سحر سمن کا دفع ہوا ماش کے دانے تصدق ہوکر امیر پہ زمین میں گرے اب تو سمن نے تیغہ سحر
کھینچا کہا او حمزہ میں سمجھ گیا تو نے بھی دو چار منتر کسی گرو سے سیکھے ہیں لیکن یہ تیغہ سحر ڈالکوں کو اس سے
قتل کردن اس خونخوار کا سر صاف دیاک رہے خون کا دھبا نہ لگے یہ کہکے ہاتھ تیغہ سحر کا برسر صاحبقران
لگایا امیر نے غصے میں باطل سحر پڑھکر اسکی کلائی پر ہاتھ ڈالدیا بقوت صاحبقرانی نے جھٹکا مارا تلوار چھین کے
پھینک دی غصے میں ایک طمانچہ مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اڑگیا جسم دھم سے زمین پر گرا اثر کیم
جہنم واصل ہوا نتیجہ سرکشی سے یہ ثمر حاصل ہوا دازین سبب آئین اندھیرا ہوگیا صد المبلند ہوئی کشتی مرا
نام میں سمن جادو بود صاحبقران نے غلام جانباز سے فرمایا سر اس مغرور کا نخل میں لٹکا دو
لاشہ کھینچکر بیرون لشکر فریلے پر ڈالدو یہ فرماکر صاحبقران خیمے میں بارگاہ میں آکر بیٹھے بہمن جادو
اپنی بارگاہ میں تھا کہ رہا ہو بھائی صاحب حمزہ عرب کو لاتے ہونگے یکایک کان میں مرنے کی آواز
آئی گھبرا کر ساتھ والوں سے کہا ارے دیکھو یہ کیسی آواز آتی ہے ساحر دوڑے صحرا میں آکر دیکھا لاشہ
سمن کا پڑا ہوا ہے روتے پیٹتے سامنے آئے عرض کی حضور حمزہ عرب نے آپ کے بھائی صاحب کو مار ڈالا
بہمن سر پیٹنے لگا کہا صاحب یہ غضب ہوا میرے بھائی صاحب کے مزاج میں رحم تھا سحر نہ کیا ہوگا
جرأت کا جوش ہوا حمزہ صاحب زور و طاقت ہیں اس وجہ سے وہ غیر مارا گیا روتا پیٹتا لاش پر آیا دیکھا
سر ندارد گھبرا کر ساحروں سے کہا آہ میں کیا سر ہے سر امیر نے بدعت کی ایسے افسر کا سر نخل میں لٹکایا
لیکن اب جلدی مارتی نیاز سر بھائی ناسعطل سا کل حمزہ کو بھی آتش قہر و غضب میں جلاؤنگا تب سر
دفن کراؤنگا کھٹے برہمن دوڑے پوتھیاں لیے ہوئے جاپ کرتے ہوئے آپہنچے اشارے کا سون
کے بیے ہم بیچ جھلانے ہیں ایسے دو چار روز میں سلل مال خیر سے کٹے روز سو ہن بھوگ کھاتے ہیں
تو ندپر ہاتھ پھیرتی بہمن نے لاشہ جلوایا برہمنوں سے کہا دو لوتا اب جاؤ کریا کرم موقوف رہا کل حمزہ
عرب کو مار کے مال اسباب لوٹ لونگا تم لوگوں کو بخش دونگا یہ کہکے جھلاتا ہوا اپنی بارگاہ میں آیا شام
کو جب سلطان روز ہوم خانہ مغرب میں جا کر چھپا ماہ تاباں مع فوج ثابت و سیارگان تخت فلک پر جلوہ
فرما ہوا بہمن نے حکم دیا لشکر میں ہارے طبل جنگی بجے نقارہ رزمی پر چوٹ پڑی ہر کاروں نے یہ
خبر وحشت اثر صاحبقران کو پہونچائی صاحبقران نے بہرام سے فرمایا بعنایت رب اکبر ہمارے

یہان بھی طبل جنگ بجے لیکن کہا مقام افسوس ہی مین بادشاہ جنجاہ سے واسطے ایک شب کے لشکر
آیا تھا اب یہ مقدمہ جنگ ہی جو دن صرف ہون کیا اختیار ہی بسبب شکار کے کوئی عیار بھی میرے
ساتھ نہین آیا ایک عرضی خدمت شاہنشاہی مین روانہ کرتا حضور آگاہ ہو جاتے بہرام نے عرض کی
حقیقت مین بادشاہ نامدار و سرداران عالی وقار انتظار مین حضور کے ہونگے عرضی جانا بھی دشوار ہی امیر
نے کہا جو مرضی رب اکبر مصرع ہر چہ بر رود بر سرم آنچہ پسندی رواست ۔ لشکر اسلام مین بھی طبل جنگی بجا
امیر بےسامان یہان تشریف لائے ہین نوبت نقارے بھی کم ہمراہ ہین ایک نقارہ ساتھ تھا اسپر چوب
پڑی ساحرون مین تیاری ہونے لگی ہر ایوان بہمن بڑے بڑے ساحران خوک پیکر خرس طینت
میمون خصلت خرسہائے بادیۂ ضلالت بوم خانون مین داخل ہوے سحر تیار کرنے مین مصروف
کلوا بھیرون نارسنگھ کی صدائین بلند خیمون سے آوازین نکل رہی ہین کوئی لونا چاری کو پکارتا ہی
خیمون سے دھوئین اُٹھ رہے ہین بنگالی ڈھیرو پکار رہے ہین بعض ساحری جمشید کے گا رہے ہین
ہر ایک ساحر کا یہی قول ہی کل بوقت سحر حمزہ عرب کو گرفتار کرینگے خدمت خداوندی مین لیجائینگے
قدرت سب کی عمرین بڑھائیگی یہان لشکر صاحبقران مین صرف بہرام گردن خاقان چین دلِ مقبل
وفادار تیر و کمان ہاتھ مین لیکر در صاحبقران پر آکر بیٹھا ہی حفاظت کر رہا ہی بہرام طلایہ پر آیا چار ہو
جہان ساتھ صدائے حاضر باش ناظر باش بلند بہرام کو بڑا خیال ہی اتنا بڑا جادوگر مارا گیا ہی ایسا
نہ ہو بھائی اُسکا شبخون مارے شب تیرہ و تار مین اُٹھے نہایت مشکل ہوگی کنارے پر لشکر کے
کھڑا ہوا لشکر ساحران کو دیکھ رہا ہی خیمون سے ان بھیاون کے دود غلیظ بلند مگر بندیان ہو رہی
ہین اسی ہنگامے مین چار پہر رات گذر کر ستارۂ سحری آسمان پر چمکا گریبان سحر چاک ہوا آمد آمد
شہنشاہ زرین پوش بصد جلال و خروش چرخ نیلی پر مع فوج ظفر موج ضیا و شعاع یعنی نیر اعظم صاحب
شوکت و حشم تخت چرخ نیلی پر جلوہ گر ہوا صاحبقران زمان نماز عصر سے فراغت کرکے باہر تشریف
لائے پشت اشقر پہ سوار ہوئے بہرام مقبل ہمراہ رکاب مع بارہ ہزار سحرخوان پشت پر کچھ پیچھے
قراول سیر شکار آمادہ حرب و پیکار عقب سے صاحبقران نامدار آکر میدان کارزار مین پہونچے
اودھر سے آمد آمد لشکر ساحران بہمن جادو تخت پر ساٹھ ہزار اہالیان لشکر سحر کی سواریون پر سوار
اژدرہاے آتش فشان قلابۂ آتشین چھوڑتے ہوئے کاٹھی اُنپر کسی ہوئی اسمین اسباب سحر ایک

ایک ملعون یہی چاہتا ہے کہ مین جا کر لشکر حمزہ سے مقابلہ کرون ایک سحر کرکے پکڑ لون دونون لشکر
میدان کارزار مین پہونچے صفوف جدال و قتال آراستہ ہوئین نقیب نقابت کرکے ہٹے گرگیٹ کا کہنے لگے نظم

گرد گیتیون نے جب کہا یہ کسکا	دل مردون کا بہر جنگ سپر کا	ان ناموروں نے نام کرنا
رستم سے ہنوز کام کرنا	رستم ہے نہ اب نہ سام باقی	مردون کا فقط ہی نام باقی

وامسہ جادو کہان ہے ساحر سرکش کیا ہوا سامری جمشید پر کیا گذری دنیا ناپائدار ہے ہر صاحب
اختیار بے اختیار ہے سامری جمشید بڑے ساحر تھے اسقدر زور پکڑا دعوی خدائی کیا لیکن موت
سے کچھ زور نہ چلا آخر پیوند خاک ہوئے چشم زدن مین قصے پاک ہوئے نام سرکشی رہگیا نشان قبر
بھی نہین ملتا یون بہادری ہے کہ نکلکر میدان مین اپنا نام روشن کرین اور نام ساحران گذشتہ کا صفحہ
ہستی سے مثل حرف غلط کے مٹادین اسطرح کے کلمات عبرت آمیز وحشت خیز کہکے مردان عالم
چھوٹنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے ناپائداری عالم کا نقشہ آنکھون کے سامنے پھر گیا سب لیے آمادہ
مرگ و مہیاے قضا مین کہ طرف سے بہمن جادو کے ماران جادو پیچ وتاب کھاتا ہوا صف سے
بڑھا بل کرتا ہوا سامنے بہمن کے آیا عرض کی حضور اجازت میدان کارزار دیجیے حمزہ سرکش کو
مجھ سے لیجیے فوراً مشکین باندھکر لاؤنگا خون ستھن بالا بالا نہ جائیگا جا کر معاوضہ لیتا ہون ان
سرکشون کو شکست دیتا ہون بہمن جادو نے کہا اے ماران تو کیون تکلیف کرتا ہے بدولت
خود جائیگے لشکر دشمن پر آگ برسا دینگے بھائی کے خون کا بدلا مجھکو لینا چاہیے ماران نے عرض
کی کہ غلامان جانباز موجود ہین تب آپ کی کیا ضرورت ہے غلام کو شب کو چین نہین ہے اتڑپ
تڑپ کے سحر کی غلام حضور کو نہ جانے دیگا آخر بہمن نے اجازت دی ماران اژدر سحر پر سوار
میدان کارزار مین آیا آواز دی اے فرقۂ خداپرستان جلد تشام مرگ کی ہونگے بدولت سے مقابلہ
کرے مگر قاتل ستھن کا خواہان ہون حمزہ سرکش میرے مقابلہ مین آوے مجھ ایسے سحر ساز شعبدہ باز
سے آنکھین چار کرے دیکھون کیسا سپاہی ہے ایسے کلمات جہلات سے بکے تو لے اچھالے
آگ برسائی کالا ابر بنائے صاحبقران زمان نے جو یہ کلمات جہلات سنے صف سے مرکب کو نکالا
بہرام نے عرض کی حضور تکلیف نہ کرین غلام اس ہیچیا کو جا کر زباندازی کی سزا دیگا صاحبقران
نے فرمایا اے برادر بجان برابر تم وہ شیر ہو ایسے دلیر ہو دیو کو بھی جواب دے سکتے ہو اول سلوک

علاوہ ازین میرا نام لیتا ہی مین جاکر ابھی سزا دیتا ہون بہرام نے عرض کی اسم اعظم سے ہوشیار
رہیگا صاحبقران نے فرمایا اسوقت تک تو یاد ہی آیندہ جو مرضی پروردگار یہ فرماکر گھوڑے سے
کودا گیا اشقر دیوزاد طرارہ بھر کے مثل باد صرصر چلا تین منٹون مین میدان کارزار مین پہونچا مارانِ
جادو لاف و گزاف کر رہا ہی جیسے ہی صاحبقران قریب آئے اُٹھ آتش کے دانے پھینک مارے
صاحبقران نے اسم اعظم پڑھا سحر دفع ہوا ماران نے کئی سحر کیے جسم اطہر صاحبقران پر تاثیر نہوئی ماران
نے ترسول مارا امیر نے اسم اعظم پڑھکے تیغہ عقرب سلیمانی کا وار کیا سپر تجرید اُسنے
چہرے کی پناہ کی تیغہ عقرب مثل برق تڑپ کر گرا اخر مین سپتی کو بچا کے جلاکر خاک کیا
ماران کے دو ٹکڑے ہوئے آواز آئی کشتی مرا نام سن ماران جادو بود صاحبقران نے نعرہ
کیا او بہمن بے فن اور کسی ساحر کو بھیج یا تو خود مقابلے مین آ کچھ جرأت دکھا بہمن گھبرا گیا
پسینہ آگیا ننک جادو پہلو مین کھڑا تھا اُسنے اپنا اثر در سحر بڑھایا بہمن سے اجازت
لی میدان کارزار مین آیا صاحبقران پر مثل ماران سحر کیے امیر نے اسم اعظم پڑھکر کمر مین
اُسکے ہاتھ ڈالا اٹھاکر طرف آسمان کے پھینکا چونگ ہوائی کیا استادان سخنور نے بیان کیا ہی
کہ پہرون رہے تک لشکر بہمن سے چالیس سردار ساحر مکار غدار فرداً فرداً نکلے ہاتھ سے صاحبقران
کے واصل جہنم ہوے صاحبقران اُسی طرح شیرانہ مبارز طلبی چہرے سے ظاہر قہر و غضب
تلوار مین وصیا نہین کیا جرأت سطوت شوکت ہمراہ رکاب جلالت لیاقت رعب داب پہلو
نشین ہاتھ مین تیغہ برق تاب ابروے خدار بل رہے ہین ساتھ تلوار کے بھی دو پیچ چل رہے
ہین جب چالیس ساحر عاقل کامل سرداران بہمن ہاتھ سے حمزہ صف شکن کے مارے گئے اُسنے
زمین مین تڑپے امیر نے پھر اُسی طرح آواز دی او بہمن ساتھ والون کو قتل کراتا ہی خود میدان مین
نہین آتا اب تو بہمن گھبرایا ساتھ والون سے کہتا ہی دہ رفیق میرے مارے گئے کہ جنکا عدیل و نظیر
پردۂ دنیا مین ہو گا کتے کی موت مارے گئے کیا سبب ہی کہ حمزہ پہ سحر تاثیر نہین کرتا بعض واقفکار
صاحبقران کے راز دار سامنے حاضر تھے انھون نے عرض کی اے شہنشاہ سالکے عرض حال مین
گوش کن: اگر خوش نہ آید فراموش کن۔ سنا ہی کہ حمزہ کو رب الاسلام اسم اعظم آتی ہی سحر اسپر
کارگر نہین کرتا آپ کے بادشاہ کے بڑے بڑے سردار لشکر کشی کرکے آئے لگر ہاتھ سے حمزہ کے

مارے گئے بعض نے اسم اعظم بند کیا تب غالب آئے آخر کسی عیار کے ہاتھ سے مارے گئے
لیکن مراد یہ ہی کہ حضور طبل بازگشت بجوا کر ہمیں کوئی ایسا سحر تیار کریں جس سے اسم اعظم
فراموش ہو تب حمزہ پر غالب آئیےگا یہ سنکر بہمن گھبرایا فوراً طبل بازگشت بجوا دیا یہ لیکے لپکا
کیا صاحبقران اب تو جاتے کل سر میدان آپ سے سمجھونگا شکست دونگا لشکر ساتھ
لیکے طرف اپنی بارگاہ کے چلا ملازمان صاحبقران نے صاحبقران کو بیچ مین لیا زر نثار کرتے
ہوئے بارگاہ مین لائے مگر بہمن اسقدر متردد و متوحش ہو کہ جب اپنی بارگاہ کے آیا گھوڑے سے
کودا ایلیان لشکر اُسکے کمرین کھول رہے ہین لیکن بہمن خاموش دربارگاہ پر کھڑا ہوا اپنے
ساتھ والون سے کہتا ہی یارو کچھ مجکو بن نہین پڑتا اسم اعظم بند کر سکتا ہون ایک ہفتے کی مہلت
ملے تب اسم اعظم بند ہو لیکن حمزہ جنگ مین غالب آیا اب ایک ہفتہ کی مہلت نہ دیگا کل
صبح کو میدان کارزار مین آکر للکاریگا بیشک جو اُسکے مقابلے مین جائیگا زندہ بچکر نہ آئیگا سب
کہتے ہین حضور بہت بجا ارشاد فرماتے ہین رات کو یہان سے نکل چلیے جان بچا کر نکل چلیے پھر
دو چار مہینے کے بعد آکے مقابلہ کیجیے گا بہمن کہتا ہی مقام غیرت ہی جائے عبرت ہی کہ مین سامنے
سے حمزہ کے چلا جاؤن افراسیاب کو جا کر کیا جواب دون ساتھ والے کہتے ہین علالت کا
حیلہ کیجیے گا ہم سب ملکر گواہی دینگے یہان کا حال کون بیان کریگا پھر دیکھا جائیگا اپنی اپنی سب
کہتے ہین مگر بہمن چپ کھڑا سوچ رہا ہی کہ کیا کرون کس بلا مین پھنسا ہون نہ روئے رفتن نہ پائے
ماندن اگر رہجاؤن حمزہ سے مقابلہ کرون جو ہر شمشیر آبدار ہون جانے مین بدنامی سامنے افراسیاب
کے خود کامی کوئی بات بن نہین پڑتی کشمکش و پیچ سردارون کا تیج اس سوچ مین کھڑا تھا کہ صحرا
سے گرد عظیم بلند ہوئی علم سرخ و سفید پھریرے کھلے ہوئے نمایان ہوئے لیکن آمیز تعریفین
سامری و جمشید کی مرقوم آمد فوج کی دھوم بڑے بڑے قد کے جوان دیو رکابے گھوڑون
پر سوار خود ہائے آہنی سرون پر زرہ موٹی کڑیون کی جسم پر بیچ مین ایک جوان بلند بالا
و گردن ست پر سوار صورت خونخوار چوڑا تیغہ کمر مین سپر فولادی پشت پر مثل دیو آنکھین نشے
مین اُبلی ہوئین سیاہ رو بدست کوہ بالائے کوہ ارابہ گرز کا گڑگڑاتا ہوا لگی سو جوڑی نرناؤن کی لگی
ہوئی پشت پر لاکھ سوار پیدل بے شمار اسی جانب آتی ہی صحرائے سبزہ زار دیکھ کر لشکر نے بارگاہ استادہ ہوئی

وہ مغرور بھی گینڈے سے اتر، تیغہ قبضہ میں ٹٹولنے لگا اُسنے دیکھا کہ دو لشکر مقابلہ میں اترے ہوئے ہین شاطر سے اشارہ کیا کہ دریافت کرو اُدھر سے شاطر چلا بہمن نے اپنے ملازم کو بھیجا اُس جوان کا شاطر یہان آیا حال بہمن جادو دریافت کر گیا بہمن جادو کے ملازم نے خبر دی کہ سمندر کوہی جوش جرأت مین اقلیم کوہستان سے آتا ہے برائے مدد خداوند لقا جاتا ہے سمندر کو خبر ملی کہ بہمن جادو فرستادہ افراسیاب نابکار بمقابلہ حمزہ نامدار فوج کش ہے حمزہ یہ وہی پہلوان سرکش ہے جسکے فرزندون نے ممالک کوہستان مین شمشیر زنی کی ہزارہا کوہی مارے سمندر یہ کیفیت سنکر موج مین آیا مع لشکر بہمن کے چلا اُدھر سے بہمن برائے استقبال بڑھا دونون سالک وخوک آلیسین بغلگیر ہوئے بہمن نے سامنے سمندر کے دریادلی صاحبقران کی ظاہر کی کہا ای پہلوان دوران رستم زمان حمزہ عوب ہنگ بحر جرأت ہے نہایت صاحب شوکت ہے مین تو گرداب محیط بلا مین پھنسا ہون چالیس ساحر میرے حمزہ نے سر میدان قتل کیے صاحب اسم اعظم ہے سحر اُسپر تاثیر نہین کرتا یہ سنکر سمندر جوش مین آیا کہا ای برادر کیا قدرت ہے نے تقدیر معقول کی سعادت دارین حصول ہوئی ابھی بارگاہ مین چلو مابدولت بعد سطوت وشوکت حمزہ کو سامنے خداوند لقا کے لیجاینگے خداوند کا دشمن بزرگ ہے یہ حقیر بیشہ جرأت کا کرگ ہے میرے بھائی صدہا ان مسلمانون کے ہاتھ سے قتل ہوئے یہ سب کا سردار ہے بدلا لینا اسی سے سزاوار ہے تم ساحر جاکر لڑو مابدولت کا نام سنکر تمہارا گنہگار رومال سے ہاتھ باندھ کر چلا آئیگا بہمن کو سمجھاتا ہوا سمندر کوہی اپنے دریائے لشکر مین لایا لشکر ساحر وغیر ساحر ملکر اترے بارگاہ مین آکر بیٹھے مقابلہ کی صلاحین ہونے لگین یہ خبر ہرکارے نے صاحبقران زمان کو پہونچائی کہ سمندر کوہی و بہمن جادو ایک جگہ ملکر اترے اب سمندر کوہی طبل جنگی بجوائیگا صبح کو حضور کے مقابلہ مین آئیگا صاحبقران زمان نے فرمایا توکلت علی اللہ سمجھا جائیگا مگر بہرام نے برائے خیرخواہی عرض کی سمندر کوہی فوج بہت لیکر آیا ہے حضور برائے شکار تشریف لائے صرف چار ہزار جوان ہمراہ ہین غلام ایک عرضی فوراً بادشاہ اسلام کو لکھے وہان سے فوج آجائے برابر کا مقابلہ پڑے صاحبقران نے فرمایا میرا تکیہ پروردگار پر ہے سوائے اپنے مالک کے کبھی کسی سے مدد طلب نہین کی انشاء اللہ دونون لشکرون کو جواب دینگے سمندر کنوین جھانکتا پھریگا مدد سے باقی بنائے بحر وبر کے سارا جوش وخروش بھول جائیگا انشاء اللہ وہ تلوار چلیگی آب تیغ کی

طغیانی ہو گی کشتی حیات کو میان طوفانی ہو گی سر شل دونون کے بر ستیگے ناخداے عالم کو یاد کرو وہی بیڑا پار لگائیگا تا بہ ساحل مراد پہونچائیگا خبردار کسی کو لشکر مین بھیجنے کا ارادہ نہ کرنا اور نہ ہمارے خلاف کرنا بہرام خاموش ہوا جب شناور محیط فلک خضری یعنی خورشید خاوری دریاے نیلگون سپہر مین شناوری کرکے داخل گرداب مغرب ہوا سنگ ماہ تابان نے دریادلی دکھائی ماہیان سیارہ کا جوش و خروش ظاہر ہوا دریاے نور بعد سرور موج زن ہوا سمندر کوہی نے حکم کیا طبل ڈھگی بجے بوقت سحر جہازان مسلمانون کا دریاے قہر وغضب مین ڈبودونگا قتل سے انکے کنارہ نہ کرونگا نقارہ رزمی پر چوب پڑی صاحبقران کو خبر پہونچی یہان بھی طبل جنگی بجا چار پہر رات تیاری مین بسر ہوئی نقیبون نے لشکرون کو جگانا شروع کیا نظم

کہ دنیا بے ثبات و بیقرار است	جوانان دل قوی دارید امشب
اقبال سو بسو گشتہ خروشان	کہ فردا روز کار زار است

سمندر کوہی خواب خرگوش سے بیدار ہوا خود آہنی سر پر رکھا دریاے آہن مین غوطہ مارا بیرون بارگاہ آیا ایک جانب سے بہمن جادو ساحران غدار کو ہمراہ لیے ہوے پہونچا سمندر گرگدن مست پر سوار ہوا دریاے لشکر نے جوش مارا سمندر کوہی تمام فوج کو ساتھ لیکر طرف میدان کارزار کے چلا یہان صاحبقران نے نماز سحر با جماعت حاصل کی دست دعا بدرگاہ مجیب الدعوات بلند کیے صفت پروردگار زبان پر جاری ہوئی بخضوع و خشوع عرض کر رہے ہین اے رب بے نیاز نظم

توئی کافریدی زیک قطرہ آب	گہرہای روشن تر از آفتاب	تو آوردی از لطف جوہر پدید
بجوہر فروشان تو دادی کلید	جواہر تو بخشی دل سنگ را	تو بر روے جوہر کشی رنگ را
نبارد ہوا تا نگوئی ببار	زمین نا ورد تا نگوئی بیار	جہان را بدین خوبی آراستی
برون زانکہ یاری گری خواستی	زگرمی و سردی واز خشک و تر	سرشتی باندازۂ یکدگر
چنان برکشیدی و بستی نگار	کہ یزدان شناسد خرد در شمار	توئی گوہر آماے چار آخشیج
مسلسل کن گوہران در درج	چو شد حجت بر خدائی درست	خرد داد بر تو گواہی نخست

اے رب جلیل اس عبد ذلیل کو کیا مرتبۂ اعلی مرحمت فرمایا فرد غازیان دیندار مین نام لکھا کسی مقام پر حفاظت کی سنگان دریاے نبرد کے سامنے آبرو کی آج اس لشکر کو میان سے بچانا روز سیاہ نہ دکھانا بخضوع و خشوع اپنے پیدا کرنیوالے سے از دل کہا کہ مستقبل ؛ قادر حاضر ہوا

دیکھا صاحبقران ہر روز وظائف میں مصروف ہیں دست بستہ عرض کی فوج کفار میدان کارزار میں
پہونچ چکی غلامان شاہنشاہی سلاح جنگ سے آراستہ در دولت پر حاضر ہیں برآمد ہونے کا حضور
کے سبب کو انتظار ہے لشکر کوہیان و ساحران آمادۂ حرب و پیکار ہے صاحبقران نے تسبیح کو بوسہ دیا
مقبل نے سجادہ کو لپیٹا صندوق سلاح سامنے حاضر کیا امیر نے خود جناب ہود سے سر کو زینت
بخشی سرفراز ہوے زرۂ داؤدی زیب جسم انور فرمائی تیغ صمصام و قمقام و نیمچۂ سہراب یل و سپر
گرشاسپ نوجوان و گرز سام بن نریمان و تحفہ جات پیغمبران ذات پر آراستہ کیے اس شوکت و شان
سے وہ آفتاب عالمتاب برج خیمہ سے طالع ہوا بہرام سے چار ہزار جوانان صف شکن تیغ زن جاں نثار
و سرفروش سلاح جنگ سے آراستہ حاضر تھا برائے تسلیم خم ہوا دیوانہ بن قندس مرکب اشقر دیوزاد
کو لیکر سامنے آیا صاحبقران بسم اللہ کہکر پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوے علمدار نے پھریرا علم زرین
کا کھولا اس لشکر قلیل کو بہ کیفیت درست کر کے سمت میدان کارزار مرکب کو بڑھا کر چلے دیکھا لشکر
کوہیان مثل مور و ملخ کے آتا ہے آواز سم مرکبان سے زمین تھراتی ہے نوبت نقارے بجتے ہوے زمین
و زمان گونجتے ہوے

نظم

حضیض زمین چون فلک شد کبود
برآمد شدے لشکر بیقیاس
سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود
زمین در تزلزل فلک در ہراس
آمد فوج کوہیان سے زلزلہ

اس قدر گرد اٹھی کہ روے آفتاب چھپ گیا شعر ز سم ستوران درین پہن دشت ۔
زمین شش شد و آسمان گشت ہشت ۔ ایک ایک جوان فیل پیکر سر غرور ادھر لشکر قلیل ادھر
فوج بیشمار سمندر کوہی بعہدۂ سپہ سالاری آگے بڑھا نیزہ ہلاتا ہوا گھوڑا چمکاتا ہوا آکر ٹھہرا فوجیں
جمنے لگیں میمنہ و میسرہ قلب و جناح ترتیب دی گئیں صفیں مثل صف مژگان آراستہ ہوئیں سقوں
نے چھڑکاؤ کیا بیلداروں نے ہمواری کی جو نخل حائل نظر تھے انکو کاٹ کر پھینک دیا بیلہ کاروں
نے پست و بلند زمین کو ہموار کر دیا نشیب و فراز عالم کا ایک رنگ ہوا آراستہ میدان جنگ
ہوا سمندر کوہی نے نگاہ اٹھا کر صاحبقران کو دیکھا امیر با توقیر چالیس قدم لشکر سے آگے بڑھے
ہوے پشت پر چار ہزار جوان آمادۂ مرگ و جویاے قضا ایک ایک شیر دل جرات و شوکت میں
یکتا سر فروشی انکا کھیل قبضوں پر ہاتھ مرکب اسپ باد رفتار پر سوار آتے بڑے لشکر کا سامنا چہروں
سے صولت و شوکت آشکار ہر ایک بہادر دریاے جرات کا بے بہا گہر غرق دریاے آہن شعر

چنان مرد خود را در آہن گرفت • کہ مژگان او شکل سوزن گرفت • سمندر کوہی نے ساتھ والون سے کہا یارو حقیقت مین سلمان کیا دلیر ہین بیشہ سرفروشی کے شیر ہین کس بشاشت سے میدان کارزار مین آے ماہ دولت کو خیال بغارت کو سلمان بھاگ جائینگے میدان کارزار مین نہ آئینگے لیکن سب مرنے پر آمادہ ہین قضا کشان کشان میدان کارزار مین ان سب کو لائی یہ کہکر استادہ ہوا جانبین سے نقیب نکلے گویون کے لڑکے حسین مہ جبین گوری گوری صورتین ایک بجلی کان مین لپیٹے پیچ پگڑی کے سر پر باندھے ہوے خوش آواز صاحبان کرشمہ و ناز سرود چھیڑے گنگنا کے یہ اشعار عبرت آمیز سُرون مین بھیرون کے پڑھنا شروع کیے اشعار

کھو دی خزان نے رونق گلزار ہاے ہاے	پژمردہ ہو گئے گل رخسار ہاے ہاے
پھرتے تھے جو پردہ نشین گھر مین بے حجاب	نعش اُسکی جانے ہے سر بازار ہاے ہاے
سرو فتادہ قامت محشر خرام ہے	کیا ہو گئی وہ شوخی رفتار ہاے ہاے
بیخواب مہ جبین کی مرے آنکھ سند گئی	کیا سو گئے ہین طالع بیدار ہاے ہاے
ہے کچھ خبر بھی گھر مرا ویران ہو گیا	سر پھوڑو اپنا اے درودیوار ہاے ہاے
اب پوچھے مجھ سے عاشق بیکس کی بات کون	آسمین نہین ہے طاقت گفتار ہاے ہاے
اے چرخ بارکش تجھے پاس وفا نہین	مین اور رنج و محنت و آزار ہاے ہاے
اس مہوش کی مرگ نے خاش کر دیا	ہے اضطراب مانع دیدار ہاے ہاے
نظارہ ہے محرک ماتم ہزار حیف	ابرو ہوا ہلال محرم ہزار حیف

یہ اشعار مصیبت آثار جو نقیبون نے پڑھے اہل دردکی آنکھون سے اشک حسرت بہنے لگے جو نامرد بزدلے تھے وہ بھی جھوم رہے ہین چاہتے ہین لڑین بھڑین نام کرین لیکن سمندر کوہی سے جوش مین گینڈا اپنا نکالا بہمن جادو سے اجازت خواہ ہوا بہمن نے کہا اے پہلوان زمان رستم دوران آج ماہ دولت کی نیرنگ بازیان شعبدہ سازیان ملاحظہ فرمایئے ہر چند کہ حمزہ پر سحر تاثیر نہ کریگا لیکن ساتھ والون کو دیوانہ کرکے قلب اُلٹ دونگا اُسی کے ساتھ والون کو اُسی سے لڑواونگا وہ سب ملکر اسکو قتل کرینگے اپنے افسر کے خون سے ہاتھ بھرینگے ہر چند کہ وہ صاحب شوکت و حشم ہے کس کس کو جواب دیگا آخر ہلاک ہوگا چشم زدن مین قصہ پاک ہوگا سمندر کوہی

نے کہا ای بھائی نامدار اس فوج میں ہوں سمندر نام ہے لڑائی کی سج میں ہوں قہر و غضب میرا قہر آلا
و سنات ہے اس ایک حمزہ کا زیر کرنا کیا بات ہے تم کھڑے ہو کر تماشا دیکھو آخر سمندر نے بہمن سے
اجازت لی بہمن ڈرا ہوا تھا خاموش ہو رہا سمندر کوہی گینڈے کو ٹھکرا کر طرف میدان کارزار کے
چلا گینڈے کی روانی سے زمین تھرائی سیاہ روکی آمدمی کہ کالی آندھی اٹھی میدان کارزار میں
پہونچا منہ دراز تک نیزہ ہلایا جوش و خروش لشکر اسلام کو دکھایا جب خوب پسینے پسینے ہوا گینڈا بھی
عرق عرق ہوا گینڈے کو روکا پکار کر آواز دی یا صاحبقران مابدولت کے مقابلے میں آئیے کل ساحروں
کو مارا ساحر بیچارے سحر کرنا جانیں انکو فنون سپاہگری میں کیا دخل ہے اب مردان عالم سے سامنا پڑا
مابدولت کو غصہ آیا زمین میدان کارزار تھرائیگی آج تک آپ سے کسی پہلوان سے سامنا نہیں ہوا
جب تک اونٹ پہاڑ کے نیچے نہیں آتا جانتا ہے مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہے بہت ملبلا یا کلمات سخت
وسست زبان پر لایا امیر کو بہت ناگوار گذرا اشقر دیوزاد کو صف سے نکالا بہرام سے فرمایا کہ
برادر اب اسکے کلمات لاف و گزاف سننے کی تاب نہیں باقی ہے اس بیحیا نے بڑی گستاخی کی
بہرام نے سر جھکا لیا عرض کی بسم اللہ پروردگار حضور کو مظفر و منصور کرے رنج و ملال دل سے
دور کرے مقبل بھی دعائیں دینے لگا چار ہزار جوانوں میں غلغلہ بلند ہوا اپنی جان کا سب کو خیال
ہے سب نے بڑھکر دعاے جان درازی دی امیر نے سب کو سمجھایا اشقر دیوزاد کو بڑھایا اسقرایسا
مرکب کوہ سرین کوہ کفل چال میں چھل بل بال کے بالوں کی چوٹیاں گندھی ہوئی زلف حور سے
مثال آنکھیں غصے میں لال دانہ چباتا ہوا دم سے چنور کرتا ہے اس تیزی سے چلا شکم زمین سے ملا جاتا ہے

ہووے دل میں بے نظیر طلسم
خوشخرامی زآب نازک تر
وسمۂ بید و دستۂ سنبل
شبدیز کا بھول گیا خنگ طناز کو

وہ جو مرکب جو برق باد ہے
تیز گامی زبرق جالب تر
غل طائروں میں ہوا کہ عجب جانور
ہے کہ کہکشان کا دانہ لال کا

طرفہ دیوانہ و پریزاد ہے
زری گوشش و تری کا گل
انخت ہوا کہ تاج سلیمان سوار کو
اب سمندر کوہی کی نگاہ جلا

جوان زادے صاحبقران پر پڑی حیران ہوا محو دیدار رعب و دبدبہ چہرۂ اقدس سے ظاہر
جرات و شوکت ہمراہ رکاب سعادت انتساب سراپا سے ظاہر رعب و داب ہر چند کہ گھبرایا
لیکن گروہ سپر کا اٹھا کر آگے بڑھا آئینہ نگاہ پر جی پانچ قدم گینڈا سمندر کوہی کا تین قدم

مرکب صاحبقران ہٹا سمندر کوہی نے کہا یا صاحبقران وار کیجیے کوئی حوصلہ دل مین باقی نہ رہے
امیر نے جواب دیا ہمارا یہ دستور نہین جب تیرے حربے سے پروردگار بچائیگا ہم بھی جواب
دینگے تقدم ہمارے مذہب مین منع ہے ای سمندر کوہی اگر جمشید ستی ہمارے مذہب مین رائج ہوتی
بیخ کفر کو اکھاڑ پھینک دیتے سمندر کو غصہ آیا نیزے کو پیچ و تاب دیتا ہوا بڑھا سینہ بے کینہ
صاحبقران کا تاک کا طعن سے وار کیا صاحبقران نے نیزے کو نیزے کی سنان پر لیا لیکن لاف و
گزاف سمندر کوہی سے صاحبقران کو غصہ آیا ستر طعن مین نیزہ سمندر کوہی کا نکالا سمندر
بے آبرو ہوا شل ابر گرج گرج کر آواز دی او حمزہ غضب کیا دو دریا سے لشکر دیکھ رہے ہین تو نے
نیزے کو میرے ہوائی کیا اس فن کی کوئی حقیقت نہین ہی مردان عالم کا کھیل ہی لیکن اب حربہ
جانگزا سے مقابلہ ہی یعنی تیغ بیدریغ کھینچتا ہون دم بھر مین فیصلہ ہی یہ کہکر تیغ برق تاب نیام
انتقام سے کھینچا تڑپ کر جا پڑا بقہر و غضب تمام وار کیا امیر نے اشقر کو بڑھایا گرد اسپر کا
سر پر کھینچا مگر جیون تلوار کی باڑھ سے لڑی ہوئی ہو جاتے ہین لپٹ پڑون تلوار چھین لون
کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اٹھاؤن لیکن قضائے کار اس مقام پر موش خانہ تھا دونون پاؤن
اشقر کے موش خانہ مین جا رہے گھوڑے نے سکندری کھائی گرد اسپر کا سر سے ہٹا جھرب
مین خود سر الٹ کے گرا سر برہنہ پر اس خود سر کی تلوار پہنچی قریب تھا صاحبقران کے دو ٹکڑے
ہون لیکن بہ جرأت اپنے کو سنبھالا دستانہ مارا تیغ جھٹکر نکل گیا لیکن دو انگل کا زخم سر پر آیا
قطرات خون چہرۂ بے نظیر پر زخم کھا کر شیر ببر اقبضۂ تیغ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالا آواز
دی او سمندر ضرب مردان عالم کو روک خبردار آنکھ لڑی رہے چھوٹ کی جو مین جلینگی سر کو
بچا بدحواس ہو یہ فرما کر ہری جانی گھوڑا ڑپ کر بڑھا دونون پامین سنک پر گینڈے کے گردن
نعرۂ تکبیر کر کے امیر نے ہاتھ مارا تیغ برق مثال ہاتھ امیر یا تو قہر الہی شمشیر کا پڑا اس سیاہ رو نے
سپر کو اٹھایا گھائے سپر کے نیچے غنچہ ہوا لیکن تیغ آبدار نے سپر سمندر کو کاٹا خود دو نیم ہوا سر و
سے زخم آیا سمندر نے چھ زخم کھایا دستانہ مارا لیکن تیغ زور مین جاتا تھا سر سے نکلکر
گینڈے کی گردن پر گرا گردن اسکی قلم ہوئی سمندر کوہی نیچے گرا تلوار نے زمین کو بوسہ دیا
و نیا لو زمین مین دھنسایا خاک اڑی ابلیان فوج سمندر نے جانا جان بحق ہمارے آقا کا غرق

دریا سے نکلا ہوا گھبرا کر دور پڑے صاحبقران نے دیکھا گھٹا کفر کی آتی ہے تیغ ہلالی کھینچکر نعرہ کیا

نعرۂ صاحبقران تصنیف مصنف
منم سرکش لشکر کافران
بہ پیشم نگون شد سر کافران
منم اختر برج عز و جلال
منم آفتاب سپہر کمال
سمندون بہ چشم فراری شدہ
ہم مظہر ست ارتیم عاری شدہ
ہمہ قاف زکفر شد پاک و صاف
سلیمان کوچک لقب شد لقاف
ہمہ شہر اسلام آباد شد
کہ صاحبقران در جہان شاہ شد
ادھر سے لشکر سمندر کوہی

آیا ادھر سے صاحبقران و بہرام گرزدن خاقان چین پڑھتے شعر منم گرد بہرام خاقان چین
کہ از ہیبت من بلرزد زمین ٭ چار ہزار جوان جان نثار سر فروش ڈیڑھ لاکھ فوج پر جا پڑے
سمندر کوہی پکارتا ہے ارے یار ٭ یہی لائق مقابلہ ہون پر لے سواری گینڈا لاؤ ملازمون نے دوسرا
گینڈا حاضر کیا سمندر کوہی کو اپنی آبرو کا خیال زخمی ہونے کا ملال زخم کو باندھکر لڑنے چلا لیکن
صاحبقران جس غول پر آکر گرے تاک تاک افسرون کو مار ڈالتے ہوے جاتے ہین لیکن اپنے ساتھ والون
کو دیکھا ڈیڑھ لاکھ مین چار ہزار جا بجا گھر گئے جہان دو ہزار سمندر کے پانچ جوان سرگرم جان نثاری
چہرہ گلنار آمادۂ حرب و پیکار ایک جانب بہرام ہزار کافرون مین جا کر گھرا لیکن لڑ رہا ہے صاحبقران
جھپٹ کر کبھی بہرام کو بچاتے ہین جرأت و شوکت دکھاتے ہین زخم سر سے خون کے قطرے
ٹپک رہے ہین ایک ہاتھ مین سپر فولادی دست راست مین تیغ برق تاب چہرۂ نورانی پر قہرو
عتاب ہر چند لڑائی کو سنبھالتے ہین لیکن فوج کفار کا بلوہ ہر سمت ہے غل ہے یہانتک تو خیر تھی لیکن
بہمن جادو نے جو دیکھا کہ جنگ مغلوبہ واقع ہوئی یہ بھی ساحرون کو ساتھ لیکر بڑھا اہل
اسلام پر سحر کرنے لگا کسی کا منہ جلا کسی کا پیراہن بھنکا کوئی غش کھا کر گرا کوئی مثل مرغ بسمل تڑپا
لشکر صاحبقران مین شور فریاد و الغیاث بلند ہوا صاحبقران نے پلٹ کر دیکھا دل سے فرمایا
غضب ہوا ساحر بھی آپڑے ان بیچارون سے کون لڑے لیکن اسم اعظم پڑھتے ہوے فوج
ساحران پر جا پڑے جس ساحر نے سحر کیا اسپر نے اسم اعظم پڑھکر اسکو مارا لیکن بہمن بچا لگا پھرتا ہے
قریب صاحبقران نہین آتا ہے جانتا ہے یہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم اسپر نیمچہ کا لگنا ہونا دشوار
اسپر سحر کرنا بیکار صاحبقران دیکھتے ہین بہمن نے زمین کی لادی سحر کرکے صدہا کو بیکار کیا اہل اسلام
پامال بیچارون کے قدم ہٹتے جاتے ہین صدمے کے گون نی قلب تھراتے ہین صاحبقران اس حال

پر ملال کو دیکھکر گھبرا گئے ہر چند اسم اعظم پڑھتے ہیں ساحرون کو قتل کر رہے ہیں لیکن مجمع انکا کم نہین ہوتا کوہین نے سختی ڈالی جو سحر سے بیکار ہوا اُسی کو قتل کیا اسوقت بیکار ہو کر دست دعا طرف آسمان کے اُٹھا دیے اور دم رفت مین زخم بھی کھاتے ہین چہرہ زرد ہو خون پر آہ سرد دل مین درد کا افسوس رفیق قدیم شفیق ندیم بہرام گردن خاقان ہمین جلالت آئین معنت مین قتل ہوتا ہی پکار اُٹھے ای معبود حقیقی ان بندگان خدا کو بچاسکے تیری راہ مین بدل وجان مصروف بہ ساوین مبتلا سے ظلم و بیداد مین اب رحم کر ظلم و بدعت کفار سے بچالے دریاے مصیبت سے نکال ساحل مراد پر پہونچا بموجب مضمون شعر تجھے دفقل کرتے نہین لگتی بارہ مہو تجھسے مایوس امیدوار ہ صاحبقران نے جو تہ دل سے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا بقدرت پروردگار صحرا سے گرد اُڑی کہ گرد عظیم حق گرد نے روے آفتاب کو چھپا دیا سامنے آئے وہ ابن گرد شکافتہ ہوا آگے آگے چالیس علم نشان چالیس ہزار سوار کا پھرپرون پر تو لعب اثنی رو توم ہ تکے تخت پر ایک نقاب دار بادلہ پوش تاجدار صاحب جاہ و وفا مرکب بادرفتار کوتل شاطر لگام تھامے ہوے پشت پر چالیس ہزار جوانان زرہ پوش چار آئینہ بند دوش بدوش رکاب سے رکاب سم سے سم ملے ہوے ہرے چھپے ہوے نقارے بج رہے ہین صدا قرنا کی بلند اس نقاب دار تاجدار نے جو یہ ہنگامۂ قیامت خیز دیکھا شاطر سے اشارہ کیا دیکھ تو یہ کیا سحر کہ ہی کون کون جنگ کا طالب ہی کون مغلوب ہی کون غالب ہو شاطر مثل عقاب تیز پر چھپا مثل پلک نگاہ چشم زدن مین پلٹ کے آیا نقابدار جادر سے عرض کی ای شہریار بڑا غضب ہوا صاحبقران زمان مقام کوہ عقیق سے برسے شکار صحرا مین آئے تھے سمندر کو ہی وہیمن جادو نے ڈیڑھ لاکھ فوج سے چار ہزار کو گھیرا ای بحر سے لشکر سرخ زوال مین ہی آفتاب آسمان عرشان جلال مین ہی لیکن زخمدار مضطر و بیقرار کیا عجب ہی کہ خدا نخواستہ دشمن اُنکے قتل ہو جائین جنگ عظیم واقع ہی یہ کیفیت سنکر نقابدار تاجدار نے سپر و شمشیر پر ہاتھ ڈالا مثل شیر خشمناک پشت مرکب پر سوار ہوا ساتھ والون کو اشارہ کیا ای غیران وشمنشہ تجھے سنا صاحبقران زمان گھر گئے ہین وقت جانبازی و سرفروشی ہی عقب مین نقابدار کے ابالیان لشکر بھی بڑھے نقابدار نے قریب آکر بعد سلام و نعرہ شیرانہ کیا باشندہ کفار بیچارہ ای نابکاران برو تاکب تمکو زندہ چھوڑتا ہون سم نقابدار بادلہ پوش صاحب شوکت وحشم

سرگروہ مردان عالم یہ فرما کر نقابدار نے بھی کھینچا چالیس ہزار جوانوں نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ
ڈالدیا نقابدار نے بڑھکر پہلا ہی وار کیا ہزار کو داخل دار البوار کیا فوج سمندر میں تہلکہ ڈالدیا
بڑھکر علم فوج قلم کرڈالا چالیس ہزار جوان کو ہی چشم زدن میں مارے پلٹ کر صاحبقران نے جو
دیکھا ایک نقابدار بادل پوش برائے مدد آیا اُسنے دریائے خون بہادیا کسی قدر اطمینان ہوا تلوار
کھینچکر طرف بہمن جادو کے بڑھے اس خیال سے کہ ایسا نہو لشکر نقابدار پر یہ پچیا سحر کرے مفت
میں یہ بہادر مارا جائے بہمن سحر کر رہا تھا صاحبقران جنگ بیتابانہ کرتے قریب بہمن کے پہونچے
نعرہ شیرانہ کیا زمین تھرائی بہمن نے پلٹ کر دیکھا صاحبقران پر سحر کرنے لگا امیر اسم اعظم پڑھ پڑھکے
ہیں سحر دفع کردیتے ہیں جب بہمن جادو نے دیکھا کہ سحر کی تاثیر نہوئی تیغ سحر کا ہاتھ لگایا امیر
نے تیغ عقرب کو اُٹھا دیا اسم اعظم پڑھکر اپنے کو بچایا یہ وار بھی اس نابکار کا خالی گیا امیر نے ہاتھ
مارا اُسنے سپر سحر کو اُٹھادیا وہ بھی تیغ صاحبقران سے کٹی سر پر اس ملعون کے زخم آیا قریب تھا
دو ٹکڑے ہوں اُسنے اپنے کو پشت مرکب سے گرا دیا لوٹ مار کر پر پرواز پیدا کیے اڑکر چلا امیر
نے جو یہ معرکہ دیکھا کہ یہ ملعون بھاگا جاتا ہے اڑا ہوا جاتا ہے بتعجیل تمام کمان کیانی دوش سے اُتاری
تیر تن بھال کا کمان میں پیوست کیا تاک کر اس خطاکار کو مارا بہمن سنبھالیکن تیر دلدوز سینہ پرشور
پر اس مردود کے پڑا تو وہ پشت کو توڑ کر پار گذرا مردہ ہو کر زمین پر گرا لاشہ مغرور کا ٹرپا اندھیرا
ہوگیا آواز آئی کشتی مرا نام تھا بہمن جادو بودساحروں نے جو پلٹ کر دیکھا بہمن واصل جہنم
ہوا گھبرا گئے آخر لاشہ اپنے آقا کا اٹھایا طرف طلسم ہوشربا کے روتے پیٹتے روانہ ہوئے یہاں
تلوار چل رہی ہے نقابدار نے ہزاروں کو مارا صاحبقران نے قتل بہمن سے مہلت پائی اسمعیل و بہرام
کی جان بچی مگر صاحبقران نے جب سے نقابدار کو دیکھا ہے خون جسم میں جوش مار رہا ہے ہر چند
چاہتے ہیں کہ اس عالی مقدار کو مثل جان کے آغوش میں لوں حسب و نسب پوچھوں مگر جب
صاحبقران لڑتے بھڑتے قریب آجاتے ہیں نقابدار ہٹ جاتا ہے کئی مرتبہ صاحبقران نے پکارا
اے ہژبر دشت جرأت وای نہنگ بحر شوکت ولیاقت ہم تمھاری ملاقات کے بہت مشتاق
ہیں نقابدار دور سے عرض کرتا ہے غلاموں کی ملاقات کیا ہماری آنکھیں زیارت سے روشن ہوگئیں
کیا روز سعید ہے بلکہ یہ دن بہتر از عید ہے کہ آپ ایسے غازی کے جمال باکمال کو دیکھا آپ کل اہل

اسلام کے سرپرست ہیں خدا آپ کو سلامت باکرامت رکھے دین اسلام ملت بیضا کو جاری
کیا دین حق کو رونق ہوئی نقابدار یہ کہکر سمندر کوہی پر جا پڑا فوج سمندر نے نقابدار کو گھیرا سمندر
کوہی نے للکارا او نقابدار سفلوک تیرے سبب سے بہت جادو مارا گیا لیکن میرے ہاتھ سے
کیونکر بچیگا یہ کہکر نقابدار پر وار کیا نقابدار نے چاہا اُسکی تلوار چھین لوں اس حال میں اک بجیاتابو
پرست نے پشت سے نقابدار کو نیزہ مارا شانے پر نقابدار کے نیزہ پڑا استخوان کو توڑ کر پار
گذرا نقابدار نے بکہ مارا سنان نیزہ ٹوٹ کر شانے میں اوپر سے تلوار سمندر کی پڑی سر بھی نقابدار
کا زخمی ہوا نقابدار نے بمشکل دستانہ مار دیا تیغہ سر سے نکلا لیکن چادر خون روے زیبا
پرست سے زیادہ نقابدار کو اپنی پردہ پوشی کا خیال ہر حال ظاہر ہونے کا انتہا کا ملال ہو نقابدار
نقاب سنبھالنے لگا سمندر نے چاہا سر کاٹ لوں بے اختیار نقاب ڈالکر منہ سے نکل گیا کہ غلام
آپ سے رخصت ہوتا ہے اب عدم میں ملاقات ہوگی گستاخی معاف فرمائیے گا یہ صدا کان میں
صاحبقران کے پڑی جنگ میں مصروف تھے پلٹ کر دیکھا نقابدار کو نوبت بجان و کارد بہ
استخوان پایا بیچین ہوگئے دہن سے نعرہ کیا او نامرد کیا کرتا ہے زخمی کے خون سے ہاتھ بھرتا ہے میں پہنچا

منم زلزلۂ قاف سلیمان ثانی نعرۂ صاحبقران مصنفہ قسم — امیر عرب صیغم روزگار

بحکم خدا سیہ شمشیر چار — بکیے تیغ صمصام و قمقام ہم — یکے تیغ عقرب یکے ذوالحجام
بن کافران از جہان پاک کرد — سر سرکشان جملہ در خاک کرد — صداے نعرۂ صاحبقرانی ہے

کینہ سمندر کا تیغ کا منہ پھرا کر پیچھے ہٹا امیر نے اشقر پر کوڑا کیا وہ مرکب بادرفتار ہوا سے
آگے روانہ عکس کا کل صاحبقران تازیانہ اس جلدی میں آیا نقابدار کو امیر نے پشت پر لے لیا
سینہ سپر کر دیا سمندر نے جو صاحبقران کو دیکھا دریاے جرات جوش میں آیا وہی تیغ
خون آلود لیکر صاحبقران پر چلا لیکن ملازمان نقابدار نے دیکھا کہ نقابدار گھوڑے سے گرا چاہتا ہے
سو دو سو سردار قریب آئے نقابدار کو گود میں لیا گھوڑے سے اتار کر ہوادار پر سوار کیا
نقابدار بادلہ پوش بیہوش ہو گیا ہمراہیان نقابدار نے بڑھ کے فوج سمندر کو پامال کرتے جنگل
طرف صحرا کے نکل گئے یہاں صاحبقران و سمندر سے مقابلہ پڑا اُٹھتے ہاتھ تلوار کا مدار صاحبقران
بھی انتہا کے زخمی ہو چکے ہیں لیکن بیوقت صاحبقرانی بازو کو بچا کر کلائی پر ہاتھ دیا جھٹکا

مارا تلوار چھین کر پھینکدی دست خنجر پرست بڑھا کر کمر زنجیر میں ڈال دیا نعرہ کر کے زور کیا سمندر کوہی کو قاش زین سے اُکھڑا چاہا زمین پر مارون سمندر کوہی گھبرا گیا سوچا کہ اب پنجۂ شیر سے رہائی دشوار ہی سرکشی بیکار جان بچاؤ پکارا اٹھا الامان صاحبقران نے فرمایا امان بشرط ایمان کہ بے عرض کی تا زندہ ایم بندہ ایم غلامی سے گردن تابی نہ کرونگا صاحبقران زمان نے فوراً ہاتھ سے رکھدیا امیر نے کلمۂ طیبہ ارشاد کیا دل میں کینہ کر کے اس مکار نے کلمہ پڑھا اہالیان فوج کو آواز دی خبردار کوئی ہاتھ نہ اٹھائے میں نے صاحبقران جہان کی دل وجان سے اطاعت کی سب سردار خدمت میں حاضر ہوے مگر اس جنگ مغلوبہ میں پچاس ہزار کوہی مارا گیا بہت بڑا کھیت ہوا اہالیان صاحبقران بھی دو ہزار قتل ہوے بہرام و مقبل بھی انتہا کے زخمی ہیں سمندر کوہی بمکاری چوب چقماق ہاتھ میں اہتمام سواری کرتا ہوا طرف اپنی بارگاہ کے لیچلا صاحبقران زمان داخل بارگاہ سمندر کوہی ہوے مقام صدر پر آ کر بیٹھے بہرام و مقبل وغیرہ کی زخم دوزی کی سمندر کوہی کے سر میں صاحبقران نے اپنے ہاتھ سے ٹانکے لگائے جب کل سرداران کی زخم دوزی ہو چکی تب صاحبقران نے اپنے سر میں ٹانکے لگانے کا حکم دیا پٹیاں مرہم کی چڑھی ہوئی ہیں انتہا کے صاحبقران زخمی ہوے تھے اب سمندر کوہی نے محفل عیش و نشاط آراستہ کی ساقی بچے حاضر ہوے دور جام بے اندیشۂ انجام چلنے لگا ایک نازنین ماہ پیکر شوخ و شنگ سبزہ رنگ بقول شاعر شعر سبزہ رنگ بخط سبز مرا کرد اسیر • دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم جسکی نگاہ اس طرار فرار پر بڑی قلیہ تمام لیا اشعار عشق آمیز گا رہی تھی اہالیان محفل کا دل لبھا رہی تھی اہل محفل کو جو متوجہ پایا غزل عاشقانہ آغاز کی

غزل

جس ہاتھ میں خاتم لعل کی ہو گرا سمین زلف سرکش ہو
پھر زلف سے بنے وہ دست موسی حسین اخگر آتش ہو
اے قاتل حلق بریدہ سے اک شعلۂ دل جو سرکش ہو
تو روشن حلقۂ جیب سے اپنے دیکھ تنور آتش ہو
جو ہجر اعبہ سو صبح ہجران مجھ سے رخصت مہوش ہو
وہ کھینچوں آہ کہ خورشید بھی پنہان زیر دود آتش ہو

لبریز شراب ناز دکھا تو ساغر چشم کافر کو
تا زاہد پاک طینت ہو تا صوفی دلکش مے کش ہو

تم وہ وہ زخم دل پر پیہم کرتے ہو دکھلانے کو
پر برش تیغ ناز سے اپنے دل میں کرتے غش غش ہو

دل محفل میں قدسے کے جوں نذر کیا چھپ کر چشم ناز سے
اب ارہ جنبش ابرو سے کیونکر نہ زیر کشاکش ہو

لبیک و اذان ناقوس و جرس با خندہ قلقل ناز نے
دل کھینچے ہیں ان کوئی ہو ہر ایک نوائے دلکش ہو

بن تیر ستمگر کی آواز دشمن جان ہو عاشق کی
محراب طاق کمان بجائے دستۂ نرگس ترکش ہو

مانند نمکدان چرخ پر انجم حق نے بنایا اس خاطر
تا ہر لب زخم حسرت اپنا ہجر کی رات نمک چش ہو

اک خون کا دریا جذب کیا ہے خاک لہے قاتل نے
ہاں دفن کو ایسے کشتوں کی ایسی ہی زمین دلکش ہو

اس بحر میں کیا برجستہ غزل اے ذوق یہ تونے لکھی ہے تو
ہاں وزن کو جیسے سخن شناسان مدح خلیل و اخفش ہو

ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہے لیکن سمندر بے ہم اسی فکر میں ہے کہ اپنے حریف کی آبرو ریزی
کروں بیجا نے مکاری سے کنارہ نہ کیا شاہ سے اشارہ کیا اب حمزہ مبہوت ہے لب پر مہر سکوت
ہو شراب میں بیہوشی ملا کر لایا ایک جام شراب آغشتہ بداروے بیہوشی اپنے ہاتھ میں لیکر سامنے
اس دریا دل کے آیا عرض کی غلام کے ہاتھ سے نوش فرمائیے سر عزت اوج آسمان افتخار کے
پہونچائیے صاحبقران صاف باطن اس بیجا کے مکر کو نہ سمجھے بے دل دو قدح جام پی گئے اس
بیجا نے دوسرا جام بہرام کو دیا مقبل کی طرف متوجہ ہوا صاحبقران پیتے ہی گھبرائے قلب
میں شعلے بھڑکنے لگے فرمایا اے سمندر یہ کیسی شراب تھی قلب میں آگ لگا گئی سمندر نے للکارا

باش او حمزہ تو نے ہمین جادو کو مارا جوانان صف شکن میرے قتل ہوئے اب امان جائیگا عصر مین صاحبقران اُٹھے بیہوشی تاثیر کر چلی تھی اٹھتے اٹھتے گرے بہرام و مقبل بھی بیہوش ہوئے پکار کر سمندر کوہی نے آواز دی آہنگرون کو بلاؤ ان سنگان دریاے جرات کو مطوق کرو آہنگرون نے صاحبقران و بہرام و مقبل کو ہتکڑیان بیڑیان پہنائین ساتھ والون کو بھی قید کیا اس اثنا مین قیدی مجلس فلک چارم یعنی نیر اعظم زنجیر ہاے شعاع مین جکڑا ہوا زندان مغرب سے برآمد ہوا ستارہ سحری چمکا سمندر نے حکم دیا لشکر تبدیل کردان سبکو خدمت مین خداوند لقا کی لیجلونگا اسی وقت لشکر مین قرنا ہولی کوہیون نے کمر بندی کی سمندر گینڈے پر سوار ہوا ان قیدیان مبتلاے بلا کو ارابہ پر ڈال لیا خوشی خوشی نوبت نقارے بجاتا ہوا طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چل نکلا اب جو پسینہ آیا ہوا چلی آنکھ صاحبقران کی کھلی اپنے کو قید آہن مین مبتلا پایا سمندر گینڈے پر سوار لشکر رہروی مین بہرام سے فرمایا اس مکار نے فریب سے ہمکو گرفتار کیا اب طرف کوہ عقیق کے لیے جاتا ہی نہین معلوم ہمارے لشکر پر کیا گذری شکار کو آئے خود شکار ہوئے جو منظور پروردگار. کو کیا چارہ ہی بہرام کی بھی آنکھون سے آنسو جاری ہوئے مقبل بیقرار ساتھ والے اشکبار لیکن سمندر کوہی اپنے ساتھ والون کو سمجھاتا ہوا آتا ہی کہ روبرو قدرت کے یہ جو معرکہ گذرا ہی بیان کرنا بلا مین خود اسطرح کہونگا کہ حمزہ مجھکو شکارگاہ مین ملا فنون سپاہ گری مین اسپر غالب آیا سرکار قدرت سے سبکو انعام ملیگے عمر ہماری تمہاری بڑھاوینگے سب عرض کرتے ہین حضور ایسا ہی ہوگا مسلمانون کی ذلت اپنی عزت ہمسایہ قدرت کے شوکت ہو اسطور سے منزل بمنزل صاحبقران کو لیے ہوئے سمندر کوہی جاتا ہی صاحبقران زمان ہر دن بھر دھوپ پڑتی ہی رنگ رو متغیر رخسارے کاری سر پر ہر ہی سے علیل ہو گئے ہین یہی کیفیت بہرام کی بھی ہی ٹھنڈی سانسین بھرتا ہی ہر بار مقبل سے کہتا ہی اے سرخیل وفاداران اگر قید ہماری سامنے لقا کے پہونچی بختیارک اب او دشمن وہان موجود ہی فوراً قتل کا حکم دلوائیگا صدہا کوہی ہم لوگون کے ہاتھ سے قتل ہوئے سب دشمن ہین ہمارے واسطے بہتر ہین فلک نے عجب طور سے گردش کی ستانے مین ہمارے کوشش کی یہ کہکر انتظار عبرت خیز وحشت انگیز بہرام نے سامنے مقبل وفادار کے بعد انتظار پڑھے رباعی

ہر عہد شباب زندگانی کا مزا		پیری مین کہان وہ نوجوانی کا مزا	
اب یہ بھی کوئی دن مین فسانہ ہوگا		باتون مین جو پاتے ہین کہانی کا مزا	
ای حلقۂ زلف دام داری ہی عبث	دیگر	ای ناز و ادا کمین باری ہی عبث	
یان دل سے قرار جا چکا ہی کب کا		ای شوخی یار بیقراری ہی عبث	
گردش مین ہین خاص و عام کیا دور ہی یہ	دیگر	صہبائے طرب حرام کیا دور ہی یہ	
جو بزم نشاط ہی جہان مین سو خراب		یکجا نہین دور جام کیا دور ہی یہ	

چار منزلین سمندر سے اس جوش و خروش مین طے کین چوتھے روز تیسرے دن پچھلا باقی ہو کہ سمندر ایک صحرائے پر فضا مین آکر اترا بارگاہ استادہ ہوئی صاحبقران وغیرہ کو قیدخانہ مین بھیجدیا دربارگاہ پر خود بیٹھا ہی گرد سرداران سکار بیٹھا ملبلا رہا ہی کہتا ہی کہ مین نے اس شخص کو گرفتار کیا جو فخر رستم و سام ہی مردان عالم مین اُسکا بڑا نام ہی ہمارے بزرگ سلیمان عنبر عن موے کو ہی سبت خوش ہونگے بڑی لڑائی فتح ہوئی سنا ہی کہ چالیس برس سے یہ نوجوان خداوند سے لڑ رہا ہی شہر باختر ملک موروثی خداوند پر قبضہ کیا قدرت بیچارے دربدر مارے مارے پھرتے ہین ماہ دولت انکو قیلولات پر پہونچا ئینگے باختر مین جاکر ڈنکے بجائینگے یہ باتین ہین کہ صحرا سے گرد اُڑی ایک جوان گینڈے پر سوار پشت پر بارہ ہزار فوج اسباب شکار ہمراہ رواروی مین آتے ہین سمندر کو ہی نے دور سے دیکھکر پہچانا کہا شاید ہمارے بڑے بھائی ممتاز کو ہی واسطے شکار کے نکلے تھے اسطرف آگئے یہ کہکے اٹھکھڑا ہوا واسطے استقبال کے بڑھا ممتاز نے بھی سمندر کو ہی کو دیکھا گینڈے سے کودا دونون آپسمین بغلگیر ہوے ممتاز نے کہا ای برادر بجان برابر تم اس مقام پر کہان سمندر نے کہا ای رستم زمان ماہ دولت طرف کوہ عقیق کلوار سلیمانی کے چلے تھے راہ مین دشمن خداوند حمزۂ عرب شکار کھیل رہا تھا میرے اُسکے مقابلہ پڑا مین بھر کی کشتی میرے اُسکے پڑی اسکا قوت بازو زینت پہلو بہرام گرد بن خاقان چین اُسکو بھی اٹھا لیا اب سبکو مین نے قید کیا ہی خدمت خداوند مین لیے جاتا ہون یہ سنکر ممتاز نے کہا حقیقت مین تمنے بڑا کار نمایان کیا یہ وہ شمشیر خشمناک ہی تمام عالم مین اُسکی شمشیر زنی کی دھاک ہی اُسنے پہلوانان عالم کو مار ا دیوان قاف کو للکارا

اگر تمنے یہ مردی اسکو زیر کیا تمام عالم مین تمھارا نام ہوگا مین بھی اُسکو دیکھونگا ہمیشہ سے اسکا نام
سنتا ہی یہ مرتبہ تمھاری قسمت مین لکھا تھا ورنہ شیران دشت نبرد تمام سنکر اس جوان کا کانپتے ہین
تم کہتے ہو مین نے تین پہر کی کشتی مین زیر کیا سمندر نے کہا بھائی جلکر دیکھ لو بارگاہ مین تشریف رکھو
مین خود جاکر اسکو قید خانہ سے لاتا ہون ممتاز کوہی اشتیاق جمال صاحبقران مین اندر بارگاہ
کے آکر بیٹھا سمندر کوہی قید خانہ مین آیا کہا یا صاحبقران افتخار کو بیان ہمارے بھائی ممتاز کوہی
سرکردہ پہلوانان عالم یکتا ز میدان شجاعت صاحب شوکت ولیاقت ہماری بارگاہ مین آیا ہو تمکو
اُسکے سامنے لیے چلتے ہین جب وہ تمسے پوچھے تو کہدینا کہ سمندر کوہی نے بہ فن کشتی زیر کیا تم
اقبال کرنا قدرت کے سامنے چلکر تمکو رہا کردینگا ورنہ درصورت انحراف قتل کرونگا صاحبقران
نے مسکراکر فرمایا ای سمندر کوہی جو تم کہو گے ہم کہدینگے ہمارا کیا نقصان ہی سمندر کوہی خوشی
خوشی آکر پاس ممتاز کوہی کے بیٹھا سوچون پرتاؤ دیکر نے لگا کہا بھائی مین حمزہ عرب کو بلاتا ہون
مگر ای برادر وہ بھی جوان مشہور و معروف ہی اب اُسکی آبرو ہماری دریا دلی پر موقوف ہی کوئی
کلمہ سخت اُسکو نہ کہنا چونکہ قید مین ہی کمتر ہو رہا ہی پوچھ کے رخصت کردینا ممتاز کوہی نے
کہا بلاؤ تو مین نے اس جوان کا بڑا نام سنا ہی بڑے بڑے پہلوانون سے یہ لڑا ہی اسی وجہ سے
مجھے تعجب ہی سمندر کہتا ہی کہ بھائی کوہستان کا رہنے والا ہون وہ سخت پیچ باندھے کہ تیرا گیا
آخر مین نے اُٹھا کر مارا چارون شانے چت گرا مشکین باندھ لین اسکے ساتھ والے بھی خوب لڑے
پچاس ہزار کوہی میرے مارے گئے ایک نقابدار مرد کو آیا اُسنے قصد کیا کہ حمزہ کو چھڑا لے مین نے
اُسکو بھی زخمی کیا آخر نقابدار منھ چھپا کر بھاگا ایسا مجاب ہوا کہ مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا ممتاز کوہی
ہنس رہا ہی بات کا سمندر کی کچھ جواب نہین دیتا یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا ممتاز نے دیکھا
آفتاب آسمان عزلبتان ماہ اوج شوکت و شان مسلسل و مطوق جیسے ہی بارگاہ مین قدم رکھا
پکار کر آواز دی السلام علیکم سلام من درین مجلس و درین ما و ابر کسے باد کہ بداند و بشناسد کہ خدا
یکی ہست و دین بغیر و حق کوہی بل کرنے لگا ممتاز نے منع کیا اپنے مذہب کی تعریف کرتا ہی تمھارا
اسمین کیا نقصان ہی اپنے خدا کی وحدانیت کا دم بھرتا ہی کوئی دخل نہ دے سب خاموش ہو گئے
ممتاز کوہی نے کہا صاحبقران یہ کیا معرکہ ہی آپ کو ہمارے بھائی سمندر کوہی نے زیر کیا تھا

نے فرمایا ای ممتاز کو ہی تجھے یقین آیا ممتاز نے کہا میرے دل کو یقین نہین آیا صاحبقران نے
فرمایا ای بہادر اگر زبر ہوتے شکر ان پڑیان کا بیکو پہنتے ممتاز نے کہا سچ فرمایئے اپنے خدا کی
قسم تو کھایئے باتون مین مجکو نہ بہلایئے صاحبقران نے فرمایا قسم کی مجکو کیا احتیاج ہی جب تو
سمندر بگڑا کہا کیون حمزہ صاف صاف نہین کہتا قیدخانہ مین تو ابھی ہمنے سمجھا دیا تھا اب اگر
آپکے خلاف ہوگا فوراً قتل کر ڈالینگے تو اقرار کیا اب انکار کرتا ہی جب تو صاحبقران کو غصہ
آیا فرمایا اے مکار مردان عالم کے ساتھ مکر کیا اب باتین بناتا ہی قتل سے مردان عالم کو ڈراتا ہی
سمندر تیغہ پکڑکے اٹھا ممتاز ہان ان کرتا ہی کہ دیکھو بھائی صاحب غصہ نہ کرو ہم سمجھ گئے مگر
سمندر نے صاحبقران کو کلمات سخت کہے امیر با توقیر کے تیور پر بل آیا غصہ مین آکر نعرہ کیا نظم

شعلۂ شمشیر شان برق خرمن من است
گرمی بازار عشق از تف خون من است
بر سر دار فنا خانۂ خونخوار من
باک ندارم ز دار چوب ستون من است
خانۂ تاریک و تنگ بستہ بہ زنجیر عشق
بشکنم این بند را وقت جنون من است

قید کو صاحبقران نے توڑکر مثل تار عنکبوت کے پھینک دیا سمندر نے جھپٹ کر تیغہ مارا اسپیچ
غصہ مین کلائی پر ہاتھ ڈالدیا سمندر جھلاکر لپٹ پڑا امیر نے بقہر و غضب تمام گردن پر ہاتھ رکھکے
جھٹکا مارا سمندر کی گردن زمین سے ملادی بموجب مثل سرکش کی گردن جھکادی ممتاز منع کرتا ہی
کہ یا صاحبقران جانے دیجیے امیر نے کہا ہی برادر اب تم دخل نہ دو سمندر نے جواب دیا بھائی
ٹھہر جاؤ مین ابھی اسکی مشکین باندھتا ہون تیرا پیچ سمندر کو ہی نہ باندھا تھا کہ صاحبقران
دونون مونڈھے تھام کرسنے دو رسے ہرچند سمندر چاہتا ہی کہ قدم جماؤن ممکن نہین شیر کے
پنجہ مین گیا بارھوین قدم پر لاکر صاحبقران نے کلہ مارا دونون گھٹنے آشنا بہ زمین ہوے سمندر
نے چاہا سنبھلکر اپنا قائم کرے امیر کب ملتفت ہونے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈالکر زور کیا چلے ہی روز مین
تا بہ زانو دوسرے مین تا بہ سینہ تیسرے مین سر سے بلند کیا سمندر نے چاہا بغلون مین پانون
اڑاکر دھر اڑاؤن فوراً صاحبقران نے داہنا قدم آگے بایان پیچھے چرخ دیا مثل طاؤس آتشباری
چکر کھانے لگا زمین پر مارا چاہا مگر گردن امیر نے ایک ٹھوکر ماری گرد پر دو چار ون شعلے
جست کو دکر امیر چھاتی پر سوار ہوے فرمایا ای سمندر حالا در شناختن پرور دگار چہ میگوئی سمندر

نے کہا او حمزہ اب مین بھلا تیرا مذہب اختیار کرونگا امیر غصہ مین اُٹھے جسطرح شیر گیہانی پر
آتا ہے ایک پانون دونون ہاتھ سے تھاما چیر کر اس بچارے کو پھینک دیا تمام کوہی ملازمان سمندر
تلوارین پکڑ کے اُٹھے جب تو ممتاز غصہ مین آیا نعرہ کیا او نامرد خبردار اگر حمزہ پر دست درازی
کی قیامت برپا کرونگا لاش اس نامرد کی اُٹھوا لو سامنے سے میرے چلے جاؤ یہ اسی لائق تھا
ملازمان سمندر لاشہ سمندر لے کر روتے پیٹتے بھاگے ممتاز کوہی کھڑا ہو گیا کہا اے شہریار آئیے
شعر رواق منظر چشم من آشیانۂ تست ۔ کرم نما و فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ۔ مقبل و بہرام
کی بھی اپنے قید کاٹی صاحبقران کے لیے دنگل زرین منگوایا تمام صدر پہ لاکر بٹھایا ساتھ والون
کو بھی قید سے رہا کیا ملازمون کو حکم دیا کہ سامان عیش و نشاط مہیا کرو اسی وقت جلسۂ عیش
آراستہ ہوا جب ممتاز کوہی جام شراب لیکر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے فرمایا
اے برادر ہم تمھارے ہاتھ کی شراب نہین پی سکتے ممتاز نے عرض کی مین حضور سے امتحان
فنون سپاہ گری کرونگا اگر آپ غالب آئے مثل چاکران کمترین خدمت مین حاضر رہونگا اگر
شاید مین غالب آؤن آپ اطاعت کرین مین اپنے لشکر کا بادشاہ بناؤن شرف کونین حاصل
کرون امیر نے فرمایا بسم اللہ مین ابھی موجود ہون ممتاز نے عرض کی حضور قید مین رہے
اس نامرد کے ظلم سے دس پانچ روز توقف فرمایئے بعد اسکے کشتی حضور سے لڑونگا امیر نے فرمایا
اے برادر مجکو عرصۂ دراز گذرا کہ مین اپنے لشکر سے جدا ہون شاہنشاہ نامدار و سرداران عالی وقار
کو تردد ہوگا بس اسی وقت ہمارے تمھارے امتحان ہو جائے یا مین آپ کی اطاعت کرون
یا حضور میرا ساتھ دین استادان سخنور نے یون تحریر فرمایا ہے کہ ممتاز کوہی نے دوسرے
دن اکھاڑا تیار کرایا صاحبقران سے کشتی ہوئی چار پہر مین امیر نے ممتاز کوہی کو زیر
کیا ممتاز کوہی مردان عالم مین سرفراز بصدق دل مسلمان ہوا صاحبقران کی اطاعت کی اپنا
لشکر کو بھی ہدایت کی عرض کی اے شہریار غلام امیدوار ہے کہ مجکو سرفراز فرمایئے دو دن کے
واسطے میرے قلعہ مین چلیے رعایا کو بھی مسلمان کیجیے صاحبقران نے فرمایا اے برادر بسر و چشم مین
تمھارے ساتھ چلنے کو موجود ہون لیکن لشکر سے نکلے دو ہفتہ کا عرصہ گذرا اس ملعون سمندر
کوہی نے اول بہمن جادو کا ساتھ دیا بہمن جادو و ہزار دل مقابلہ کر چکا تھا چالیس جادو

اسنے پہلے روز قتل کیے دوسرے دن یہ بھیجا اگر اسکا شریک ہوا میں نے زیر کیا جو وہ بھی چلا کر مجھکو پکڑ لیا پروردگار نے تمکو بھیجا اب وہاں بادشاہ گھبراتے ہونگے لہذا اب طرف لشکر ظفر اثر کے چلو زمانۂ مہلت میں ہم تمہارے قلعہ میں بھی چلیں گے ممتاز کوہی تو عاشق جمال بیمثال [illegible] کہا میں بندہ بے زر ہوں اس دولت عمر بھر نہ چھوڑونگا ملازمت کیمیا خاصیت سے منہ نہ موڑونگا بہر نوع ممتاز کوہی نے صاحبقران کے ساتھ طرف لشکر ظفر اثر کے کوچ کیا پچاس ہزار کوہی و مقبل و بہرام وغیرہ صاحبقران کے ساتھ طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے جاتے ہیں

دو کلمہ داستان بہمن جادو کے ساتھ والے اسکے لاشہ کو لیکر بھاگے بیان ہوتے ہیں مثلث برغزل مولانا عرفی شیرازی مصرع موزوں بطور مثلث حسب حال

لذت وراست در دل شہا گریستن ۔ خوش در خورست حسرت خوبی گریستن
پنہان طول بودن و پیدا گریستن

مست حجاب رو نہ ہوں حجابک چار سو ۔ ای دیدہ شرم دار کہ مقبول عشق کو
رسوا نگاہ کردن و رسوا گریستن

منظور ہی کچھ اور کہ اشک آنکھ سے چلے ۔ من خود کنم کہ گریہ بکام کنی و لے
نی ذہبت بہ نرگس شہلا گریستن

ذہن خو لفشانیاں عبث ای چشم اشکبار ۔ گر کام دل بگریہ میسر شود دوست
صد سال میتوان بہ تمنا گریستن

حیران ہوں دیکھ کر گل و شبنم ای ہزار ۔ بیدرد را بہ صحبت ارباب دل چہ کار
خندیدہ آشنا بود با گریستن

ہیں صرف ہاے روتے ہیں کس کس بتوں سے ہم ۔ عمرم بہ گریہ ہاے ہوس صرف شد کنون
عمرے بتازہ باید م و دا گریستن

ای شیخ سیر بدہ و خلد برین پرست ۔ تا ہے بیاد سرو قدے گریہ ہم خوش است
تا کے زشوق سدرہ و طوبی گریستن

لاکھوں تباہ حال ہیں میں اشکبار ایک ۔ ہر کس کہ ہست گریہ [illegible]

	آتی ان یہ عالم کے تن تنہا گریستن		
عرفی زگریہ دست ندارم کہ در فراق		موسن بہ کعبہ ساکے کہ پر گریہ دل شتاق	
	در دست زدل نمی بہ الا گریستن		

جبکہ بہمن جادو ہاتھ سے صاحبقران اعظم کے مارا گیا ملازم اسکے لاشہ لیکر چلے سرحد ہوشربا
مین پہونچے راہ مین ایک قلعہ ہی کہ نام اُسکا قلعہ شعلہ بار ہی وہانکا حاکم و ناظم ہر طرف سے افراسیاب
جادو کے سفاک اپنے قلعہ مین بیٹھا ہی کہ ہرکارون نے خبر دی بارہ چودہ ہزار ساحران نامی لاشہ
ایک ساحر رئیس کا لیے ہوئے روتے جاتے ہین یہ سنکر سفاک شعلہ بار بیقرار ہوکر قلعہ سے
نکل آیا ساتھ والون سے پوچھا یہ کسکا لاشہ ہی تمنے کہان شکست کھائی یہ کیا آفت آسمانی آئی
اُنھون نے کہا حضور شاہنشاہ بہمن کو افراسیاب نے بڑے مرد خداوند لقا روانہ کیا تھا
ایک صحرا مین جاکر اُترے حمزۂ عرب افسر مسلمانان برائے شکار صحرا مین آیا تھا اُس سے مقابلہ
پڑا اُسکے ہاتھ سے مارے گئے نام بہمن جو سفاک شعلہ بار نے سنا بےاختیار ہوکر سر دھنا
کہا یہ تو میرا خالہ زاد بھائی ہی ایسا ساحر زبردست کیونکر مارا گیا حمزۂ عرب بھی بڑا ساحر زبردست
ہی ساتھ والون نے کہا نہین حضور وہ جوان صاحب شوکت و شان مالک اسم اعظم خداے
نادیدہ ہی گرم و سرد عالم چشیدہ ہی بڑے بڑے ساحران غدار اُسنے مارے ملکہ دامہ و کشمش
کیسے سرکش تھے اُسی کے ہاتھ سے قتل ہوے یہ سنکر سفاک نے کہا بھائی صاحب کا لاشہ
ہوشربا مین نہ لیجاؤ ابھی تدبیر کرتا ہون ارتھی بناؤ صندل کی لکڑیان منگا کر گٹ پر چلکے جلاؤ
مین تمکو اپنے ساتھ لیکر چلونگا مجکو صورت میرے بھائی کی قاتل کی بچھوا دو اسم اعظم بند کرکے
اگر آتش قہر و غضب مین نہ پھونکون تو نام اپنا سفاک شعلہ بار نہ رکھا یہ کہکر اسی وقت اُس
ناری کو اُسنے جلایا سامان سفر تیار کیا پچاس ہزار ساحران غدار ہمراہ تخت سحر پر سوار ہوا طرف
کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے چلا ابر سحر تیار کر لیا اڑا ہوا جاتا ہی یہان صاحبقران زمان ممتاز
کوہی کو ساتھ لیکر دو منزل چلے ہین ایک صحرا مین آکر فرو کش ہوے بہت جلدی ہی کہ آپ جلد
بہ تعجیل لشکر ظفر اثر مین پہونچ جاؤن بادشاہ گھبراتے ہونگے بختیارک الیاد شمن وہان موجود
ہی ایسا نہو کہ کوئی فتور برپا کرے ممتاز نے عرض کی حضور نے راستہ فراموش فرمایا اب

یہان سے کوہ عقیق پانچ منزل ہی کل سے انشاءاللہ دو منزلہ کرینگے جلد سرکار کو پہونچا دینگے
وہان لشکر مین بادشاہ اسلام جب دو ہفتے کامل گذرے اور صاحبقران واپس نہ آئے سرداران
متفق گھبرائے بادشاہ اسلام سے عرض کی کہ ای شاہنشاہ گیتی ستان صاحبقران زمان کو عرصہ ہوا
غلام بہت گھبراتے ہین بادشاہ نے فرمایا مین نے بھی شب کو خواب پریشان دیکھا جواہر بن
عمرو کو بلاکر حکم دیا جلد جاکر صاحبقران کو تلاش کرو ہماری جانب سے عرض کرنا کہ حضور کا تشریف
نہ لانا مقام تردد و انتشار ہی ہر ایک جانباز بیقرار ہی جلد سرفراز فرمایئے جمال جہان آرا مشتاقان
باوفا کو دکھلایئے جواہر بن عمرو اُسی وقت بانہایت عیاری سے آراستہ ہو کر چلا لیکن اسی
اُسی منزل پر فروکش ہین ممتاز کوہی نے سپہ لشکر کو حکم دیا ہی کہ راستہ مفصل دریافت کرو ہمارے
حضور نے راستہ فراموش کیا ہی حقیقت مین اتنے بڑے بادشاہ قہار سے مقابلہ اور حضور کا
لشکر مین ہونا مقام تردد ہی بہر دن پچھلا باقی ہی صاحبقران بیرون بارگاہ دنگل زرین پر جلوہ فرما
ممتاز پہلو مین سرداران لشکر تمام فروکش تھے بازار مین آراستہ کٹورا کھنک رہا ہی لشکر مین
چہل پہل اسپر کو شرکت ممتاز کوہی سے نہایت لطف حاصل ہوا یہ کیفیت تمام اس نیک
انجام سے باتین کر رہے ہین کہ یکایک آسمان سے نوبت نقارے کی آواز آئی صاحبقران نے
سر اُٹھا کر دیکھا صاف ظاہر ہوا کہ پہلوے کوہ سے ابر سیاہ اُٹھا ہی رعد کی گرج برق کی چمک زنی
اُس ابر سے نوبت و نقارے کی آواز آتی ہو زمین دشت تھراتی ہی یکایک وہ ابر اگر شق ہوا دیکھا ایک
ساحر غدار پلید روزگار تاج سر پر انگلیان چمکاتا ہوا شعلہ آتش بھڑکاتا ہوا پشت پر ہزار ہا ساحران
خرس طینت میمون خصلت ہمراہ لیے آتشین پر سوار نیرنجات سحر دکھاتے ہوے اسی صحراے
ہول خیز مین آکر وہ بادشاہ مع ساحران گمراہ کے اترا یہی سفاک شعلہ بار ہی جو تلاش مین صاحبقران
کی چلا تھا اُترتے ہی پاس لشکر پہنچا کی ہمراہیان بہمن اسکے ساتھ ہین اُن سب نے عرض کی
دیکھیے قاتل آپ کے بھائی صاحب کا کس جاہ و حشم سے اُترا ہوا ہی ادہر صاحبقران کو ملازمان
ممتاز کوہی نے خبر دی کہ ای شہریار بہمن جادو کا بھائی سفاک شعلہ بار برا... مقابلہ سرکار
دولت مدار آیا ہی صاحبقران زمان نے فرمایا پروردگار مالک ہی اسکو سب طرح کا اختیار ہی بندہ
مجبور و ناچار ہی فتح و ظفر عطا کریگا دشمن مدعا گم مراد سے پھریگا یہ فرما کر صاحبقران بارگاہ مین

تشریف لائے لیکن کوتی نوسلم آدم ساحران دیکھکر گھبرا گئے بھاگنے لگے ہزارہا نکل گئے حیلے ہونے
لگے بعض نے کہا بھائیو جادوگروں سے کیونکر مقابلہ کرینگے وہ ایک دانہ اگر پھینکدینگے پانون
بیکار مجبور و ناچار کیا کرینگے کچھہ زور نہ چلیگا جان اپنی بچانا واجب و لازم ہی یہان سوارون مین
اسم ہی اور کہین جاکر پیدل سہی جان تو بچے بعض کہتے ہین بھائی ہم تو دیہات کے ساکن ہین
معاش سے سلطنت مین چار بیگھے کا ایک باغ ہی دس بیگھے کا باغ زمیندار سے لینگے پٹہ لکھدینگے
مزدوری کرکے بہت ادا کرینگے اناج بیچیگا اسکو سوائی پر دینگے مہاجن بنینگے مین کیا مشغلہ ہی مفت
مین حمزہ عرب کے ساتھہ لڑنا مرنا جان دینا ہمسے نہو سکیگا اگر اسیطرح لڑتے مرتے پچاس برس
کیونکر بسر کرتے اب نوکری سے دل بھر گیا بھائی تمھارا قول دلپر اثر کر گیا بونے جوتنے مین بڑا مزہ
ہی دن بھر مزدوری کی شام کو ٹانگ پھیلا کر سو رہے آج سے توبہ کرتے ہین تلوار جاکلا بنے پیر کی
درگاہ مین چڑھا دینگے بڑا ثواب ہوگا اگر کوئی ہمارے ہاتھہ سے مارا گیا کیا عذاب ہوگا لشکر
کو بیان مین ہنگامہ پڑ گیا ہزارہا چلے گئے چندکس مرنے والے قوم کے سپاہی انھون نے آہی
بات شناہی باپ بیٹے کو سمجھا رہا ہی ای نور نظر نام بڑی چیز ہی لڑائی سے منھہ پھیرنے والا بدتمیز
ہی جسکا نمک کھایا جان اسکا پسینہ گرے گا اپنا خون بہا دینگے لڑ بھڑ کر مر جائینگے جو بہادر دیکھیگا آفرین
کہیگا مشہور ہوگا یہ جوان سورما تھا ہر ملک مین نام ہوگا یہان تو یہ کیفیت تھی لیکن سفاک نے
حکم دیا طبل جنگی بجے کل سر میدان حمزہ عرب کو للکارونگا اپنے بھائی کے خون کا بدلا لونگا اس
کو دار پر کھینچونگا اتنے بڑے نامی و گرامی کو سر میدان مارا یہ خون بالا بالا نجائیگا اسکے خون سے
معاوضہ مین تا کوہ عقیق لشکر سلیمانی خون کا دریا بہادونگا تھوڑے ہی عرصہ مین سُن لینا اس
قوم کا نام صفحۂ ہستی سے مٹادونگا صدے طبل جنگی بلند ہوئی صاحبقران زمان بارگاہ مین جلوہ
فرما ہین کرجواسیان لشکر ممتاز کوری حاضر ہوئے ہاتھہ اٹھا کر دعا دی نظم

کہ تا سبزہ روئیدہ باشد بباغ	گل سرخ تا بدجو روشن چراغ
ہمہ کار عالم بکام تو باد	الٰہی سعادت بنام تو باد

شہریار عالم کی عمر دراز ہو سفاک شعلہ بار نے طبل جنگی بجوادیا
کل اسکا ارادہ ہی کہ بندگان شاہنشاہی سے مقابلہ کرے آتش کین و عناد کو دوبالا کرے
مثل شعلہ جوالہ بھڑک رہا ہی حقیقت مین ملعون آگ کا پتلا ہی امیر نے فرمایا اپنی آگ مین آپ

جلیگا آب تیغ سے ٹھنڈا ہو جائیگا کہدو ہمارے لشکر مین بھی بعنایت ایزدی طبل جنگی بجے پروردگار
حسین و مددگار ہی یہان بھی نقارۂ زری پر چوب پڑی ممتاز کوہی نے عرض کی ہزارہا نامرد جان
کے خوف سے نکل گئے عین وقت پر ٹل گئے صاحبقران نے فرمایا ای ممتاز تردد و انتشار کو
دل مین جگہ نہ دو بلکہ نقیبون سے کہو کہ لشکر مین پکار دین جن صاحب کو جان دینا ہو وہ میرا ساتھ
دین ورنہ رات ہی کو چلے جائین بوقت سحر سامنے سے حریف کے قدم نہ اُٹھائین اگر میری فتح
ہوا اُنکا گھر ہی بلا تکلف چلے آئین مین انکو وہی جگہ دونگا کچھ شکایت نہ کرونگا اگر حال شکست سُن
لینا تمکو اختیار ہی ممتاز کوہی ان باتون پر صاحبقران کی وجد کرنے لگا قدمون کو بوسہ دیکر عرض
کی حضور جو مرنے والے ہین وہ جان دینگے جو نامرد بزدلے ہین وہ بھاگ جائینگے یہان تو لشکر
مین تیاری ہونے لگی سفاک آتش بار دو پہر رات گئے ہوم خانے مین داخل ہوا سحر تیار کرنے لگا
اس بیحیا نے ایک ماش کے آٹے کا پتلہ بنایا اسپر سحر کرنے لگا منظور ہی کہ صاحبقران کا اسم اعظم بند
کرنیکی تدبیر کرون اسم سحر پڑھ پڑھ کر سوئیان جسم مین اُس پتلے کے نصب کر رہا ہی آنکھون کو باقی
رکھا تمام جسم سوئیون سے معمور کر دیا طریقۂ سحر سے پتلے کو بھر دیا ایک طائر موم کا بنایا اُسکو
شیشے مین اُتارا منہ شیشے کا بند کیا شیشہ جھولی مین رکھا صبح ہوتے ہی ہوم خانے سے نکلا گھبرایا
ہوا دریاے سحر مین غوطہ مارے کرگدن مست پر سوار ہوا کل ساحرون کو ساتھ لیکر سمت میدان
چلا یہان صاحبقران زمان بصد شوکت و شان بپشت اشقر پر سوار ہوے ممتاز کوہی ساتھ ہی
اب جو صبح کو دیکھا چالیس ہزار کوہی نکل گئے دس ہزار مرنے والے بھڑنے والے جان نثار سرفروش
بصد جوش و خروش ہمراہ رکاب سعادت انتساب آکر میدان کارزار مین پہونچے سفاک شعلہ بار
نے شب کو تدبیر اسم اعظم بند کرنے کی کر چکا ہی با طمینان تمام گینڈے کو بڑھا کر میدان جنگ مین
آیا سطح شوری دکھلائی گولے آسمان پر پھینکے شعلے بھڑکائے عجائب و غرائب سحر کے دکھائے
اہالیان لشکر ممتاز گرمی سحر دیکھکر گھبرا رہے ہین ایک کی ایک پر نگاہ متردد و متوحش دل مین
کہتے ہین کہ دیکھین اس بیحیا کی آتش سحر سے کیونکر نجات پاتے ہین ادھر سفاک آتش بار نے گینڈے
کو روکا دستک دیتا جاتا ہی نام سامری و جمشید کا لیتا جاتا ہی بخوف و خطر پکار کر آواز دی کہ ای لوگو
آفات ثانی سلیمان مقابلے مین میرے آئے فنون سپاہ گری دکھلائے ہمین کا خون جوش مار رہا ہی

اسکے معاوضہ مین قیامت برپا کر دونگا خون سے ملیدا ہون کے ہاتھ بھر دونگا صاحبقران زمان
کو بھلا ان کلمات کی کب تاب ہو فوراً اشقر دیوزاد کو پرے سے نکالا ہرچند ممتاز نے عرض
کی کہ غلامان جانباز کس دن کے واسطے ہین اگر دریائے آتش ہوگا کود پڑینگے جان قدم اقدس
پر نثار کرینگے اُسوقت صاحبقران نے فرمایا ای ممتاز واقعی تم ایسے ہی شیر ہو مگر سمجھو تو کیا حاصل
اسکا ہو اسکے سامنے تم جاکر کیا کروگے پروردگار سے دعا کرو فتح و نصرت حاصل ہو اہالیان کوہستان
کو تسکین دل ہو تمام سرداران نامی نے ہاتھ اُٹھا کر امیر کو دعا دی صاحبقران زمان کس شوکت و
شان سے پشت اشقر پر سوار ہوئے مرکب اشارے سے اپنے راکب کے برق بنگیا چاہتا تھا
کہ سبزۂ فلک اخضری کو پامال کردون نمچہ ہائے نعل سے عدو کو قتل کرکے زمین کارزار لال کردون

غرارے بھرنے لگا مثل برق چمکا بقول ذوق

تیرے توسن مین وہ جلدی کہ اگر چھیڑ دے تو		یون وہ اڑجائے کہ جیسے سر آتش زیبق
شبدیز فلک بھول گیا ڈھنگ چال کا	دیگر	ہر باگ کہکشان کی دہانۂ ہلال کا

اس عظم و شان سے صاحبقران زمان مرکب بادرفتار کو اڑا کر چلے لیکن سفاک شعلہ باز پیچھے
ہٹا یا سامری کیطرف صحرا کے آوردار اسب نے دیکھا کڑا کے کی تھم مرکب کے صدا بلند ہوئی
ایک جوان سیاہ رو کریہ منظر خوک مہیب در کابٹ گھوڑے پر سوار وہ نابکار نیزہ ہلاتا ہوا سامنے
صاحبقران کے آیا سفاک شعلہ بار نے آواز دی ای خیر خواہ حمزہ خوب کو ٹوک لے مدتون تیری
خدمت کی تھی وقت خیر خواہی ہر دشمن کے لیے تباہی ہر وہ بیجا نیزہ ہلاتا ہوا صاحبقران پر
جا پڑا نیزہ امیر سے چلنے لگا امیر نے تیسری طعن مین نیزہ اس مغرور کا ہوائی کیا اُسنے قبضۂ
شمشیر پر ہاتھ ڈالا امیر پر ہاتھ تلوار کا لگایا امیر نے وار اسکا روک کر نعرۂ شیرانہ کیا ہاتھ ضرب
کا لگایا اُس خود سر نے سپر کو چہرے کی پناہ نہ کیا سر آگے بڑھا دیا آمین کچھ سر تھا تیغ عمر سلیمانی
اُسکے سر پر پڑا سراسر کلے جبڑے کو کاٹ صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب گذری صندوق سینہ
پر جا پڑی قفس جسم خاکی وا ہوا گھبرا کر وہ جوان گھوڑے سے گرا قفس سینہ سے ایک طائر
ہفت رنگ نکلا گرد سر صاحبقران چرخ مارنے لگا زنگ رہے صاحبقران دیکھ کے متحیر
ہونے لگا سفاک شعلہ بار نے شیشہ جھولی سے نکالا منہ کھول کر اس طائر ہفت رنگ کو آواز دی

سات چرخ گرد سر امیر لگا چکا تھا آواز آئی ہائے مالک کی سنکر فرمسرا ہوا شیشہ مین گنڈے باندھکر
اگر پڑا اسفاک شعلہ بار نے دہن شیشہ موم سے بند کیا شیشے کو جھولی مین رکھا پکار کر آواز دی لو یارو
اسم اعظم حمزہ مین نے بند کر لیا اب گرفتار کرو مسلمانون کو گھیر کر مار لو مقبل نے جو بڑھکر دیکھا
حقیقت مین طائر کو دیکھا رنگ روے صاحبقران اڑ گیا چہرے پر اداسی چھائی ہی ہاتھ پاؤن مین
رعشہ پسینے پسینے ہو ہونٹون پر خشکی مقبل نے بڑھکر پوچھا اے شہریار خیر تو ہی امیر نے فرمایا حقیقت
مین دریاے حیرت کا دل پر جوش ہوا اسم اعظم مجھکو فراموش ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ دو چیزین
صاحبقران کے پاس نایاب ہین ابتداے نوشیروان نامہ مین ملا فیضی وغیرہ نے تحریر فرمایا ہی کہ جب
صاحبقران اسکے تعاقب مین چلے قارن بھاگا راہ مین قارن کو ایک ساحر ملا اسنے اسکو دامن
مین اپنے پناہ دی قارن نے کہا دشمن نوشیروان میرے تعاقب مین آتا ہی اس ساحر کا عقاب
نام تھا اسنے کہا مین حمزہ کو مارونگا سحر کرکے گرفتار کرونگا لکھا ہی کہ اسوقت بزرگان دین نے آکر
صاحبقران کو اسم اعظم الٰہی تعلیم فرمایا امیر نے اسم اعظم پڑھکر عقاب جادو کو مارا بعد ازان
عقاب و قارن دیوبند کو بھی قتل کیا دوسری صورت یہ ہی کہ جب صاحبقران ملک کبر وتیہ پر
پہونچے بختیار شاہ کبر وتی کو مسلمان کیا اسنے عین صحبت مین امیر سے رو رو کر کہا ایک فرزند
میرا نوجوان صاحب شوکت و شان حسین و خوش رو اپنے زمانے کا رستم طلسم آہوان مین جا کر قید
ہو گیا ہی اسکے غم مین بیقرار ہون صاحبقران براے رہائی خسرو زرین کلاہ فرزند بختیار شاہ
دشت آہوان مین پہونچے اُس مقام پر آکر بزرگان دین نے اسم اعظم الٰہی تحریر فرمایا بہر نوع
صاحبقران اعظم صاحب شوکت و حشم راز دار اسم اعظم رب اکبر ہین لیکن بند ہونے کی صورت
یہ ہی کہ ساحر سحر کرکے زبان پر قبضہ کرتا ہی زبان مین لکنت ہو جوش حیرت ہو لفظ صحیح زبان
سے نہ نکلے یہ صورت بند ہونے اسم اعظم کی ہی تحفۂ دیگر کامل و اکمل حرز اسمٰعیل مصنف سے خطا اسکے
ملنے کا ذکر کسی مقام پر نہین کیا نہ کسی جگہ جنگ ساحران مین مثل چاہ ماران و اُم الجبال و تل اشتعال آتش
کے اس حرز اسمٰعیل کا ذکر تحریر کیا مگر ہفت در ہند فرعونیہ پر جب شہنشار جادو سے مقابلہ پر اسکو
امیر طلایہ کی گشت مین تھے کہ ایک فقیر سامنے سے آیا اُسنے دست بستہ عرض کی مین نے
آپ کی سخاوت کا شہرہ سنا ہی ظاہر ہی کہ آپ مجاہد راہ دین اسلام ہین نسل مین حضرت خلیل کے

جس پروردگار نے آتش کو گلزار کیا پس امیدوار ہون کہ چند ساعت کے واسطے حرز ہیکل مجکو
عطا فرمایئے میرا فرزند نوجوان دیوانہ ہوگیا ہی طلما نے بتایا ہی کہ اگر حرز ہیکل صاحبقران آسکے
پانی مین دھوکر وہ آب ناباب اس وحشی کو پلایا جاوے چشم زدن مین صحت پاے پس راجہ
مین وہ تحفۂ کامل و اکمل یعنی حرز ہیکل مرحمت فرمایئے مین بوقت سحر لاکر حاضر کرونگا راہ خدا کا نام
سنکر صاحبقران بیقرار ہوے گلے سے حرز ہیکل اُتار کر اُس درویش بکار کو دی اُسنے آواز
دی او حمزہ تم دلنواز جادو بادشاہ طلسم عجائب برادر شہناز جادو اب یہ حرز ہیکل طلسم عجائب
مین جائیگی میرا بھائی چشم زدن مین تمکو قتل کریگا انتقام پر مصنف دفتر نے تحریر کیا ہی کہ صاحبقران
بیہوش ہوگئے پس بعد عرصۂ دراز کہ جب غازی جا کر طلسم عجائب کو فتح کرتے ہین تب حرز ہیکل
دستیاب ہوتی ہی مراد اس بیان سے مصنف کی یہ ہی کہ سفاک شعلہ بار نے اسم اعظم بند کر لیا ہی
حرز ہیکل گلے مین صاحبقران کے موجود ہی اسوجہ سے بیہوش تو نہوے لیکن رنگ روے متغیر زبان
مین لکنت جب ساحرون نے بلوہ کیا سفاک نے غلوبہ کا حکم دیا صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی
کھینچکر جا پڑے لیکن نہایت مضطر و حیران تیغ صاحبقرانی دو انگل سے زیادہ نہین کاٹتا تھا
دستگیری نہین کرتے ثابت قدمی نے دامن دولت چھوڑا جرأت نے منہ موڑا اس حال
پر ملال مین بھی کئی سو ساحر قتل کیے ممتاز کوہی دعوۂ جی داری کر کے جا پڑے ساحرون سے بہ
جرأت و شوکت لڑے لیکن سفاک شعلہ بار بھی حاکم دربند طلسم ہوشربا فن سحر و ساحری مین
یکتا ہی کوہیون کو کب مانتا ہی عمر ساحل الرفیل مست ہوا اسکو پتہ سے بھی کم جانتا ہی ایک گولہ
اُٹھا کر پھینکا مارا شعلہ ہاے آتش بھڑکے لالہاے ابر کے دھوان بلند ہوا ممتاز کوہی و بہرام
گرد بن خاقان چین و مقبل نامدار مع تمام کوہیان صف شکن پہلوانان بلتن کہ اس دھوین سے
نابینا ہوگئے بیقرار ہوکر گھوڑون سے گرے ساحران غدار نے ان سب مردان عالم کو مشکین ڈبے پس
کر کے گرفتار کر لیا اب صاحبقران زمان یکہ و تنہا رہ گئے اسم اعظم بند دل درد مند لیکن لڑائی
مین مصروف اس حال مین بھی کوئی اس شیر کے منہ نہین چڑھتا کسی ساحر کا قدم آگے نہین
بڑھتا شیرانہ زیر نخل جھوم رہے ہین قبضۂ شمشیر چوم رہے ہین سفاک شعلہ بار نے جو دور سے
دیکھا کہ حمزہ تیغ بکف جرأت مین وہی شرف کسی کو اپنے قریب نہین آنے دیتا جب ساحر بڑھتے ہین

شہنشاہ نے تلوار کھینچکر جاتے ہین دو چار ساحرون کو قتل کرکے پھر سایۂ تخت مین آ تھمے مین اسنے پکار کر آواز دی او نامردو مین نے اسم اعظم حمزہ بند کیا میرے پیرون نے مجھکو خبر دی ہی کہ گلے مین حمزہ کے حرز ہیکل موجود ہی اسوجہ سے سحر تاثیر نہین کرتا جرأت کم فرماج برہم اسپر بھی کس شان وشوکت جرأت وہمت سے ڑتا ہی بلوہ کرکے جا پڑو حمزہ کو گرفتار کرو یہ سنکر کل ساحران غدار پرے باندھ کر جیسے قصد ہوا ایکمرتبہ چار جانب سے جا پڑین اسوقت امیر با توقیر لو اک عالم یاس چہرہ اور اس باوجود صبر وجبر کے بیساختہ چند اشعار حسرت آمیز با دیاران ہمدم مین زبان سے نکل گئے اشعار

مخلصی کب ہی کہ مرغ روح قید تن مین ہی ۔ جان بدن مین ہی بدن آغوش پیراہن مین ہی
رو رہا ہی وہ بھی میرے اضطراب اشک پر ۔ کوئی آنکھون مین تڑپتا ہی کوئی دامن مین ہی
انقلاب الیا دکھا ای لعبت قاتل آج تو ۔ زخم مین آسکے جو ڈورا دیدۂ سوزن مین ہی
بعد مردن دیکھنا دیوانگی کا میری اوج ۔ ماہ نو ہوگا وہی طوق آج جو گردن مین ہی
خاطر صافی مین تیرے کس طرح سے آئیگا ۔ وہ جو میرے قتل کا کینہ دل دشمن مین ہی
بعد مردن آرزو مین خاک سے پیدا ہون ۔ میرا لاشہ صورت دل سینۂ مدفن مین ہی
خون روئے عمر بھر اغیار صورت دیکھکر ۔ میرے زخمون کا نمک شاید مرے جوبن مین ہی
گل ہوا جب غنچۂ شرم تو عروسی پھر کہان ۔ شاہد رو پوش ہی جب تک کہ پیراہن مین ہی
ملگئی یہ خاک کیسے حسرت پابوس مین ۔ اک بگولا سا مرے گرد رم توسن مین ہی
باغ ہستی کی ہوا سے سرد پھر کیا ای نسیم ۔ ہوگا پژمردہ وہ گل جو دہر کے گلشن مین ہی

یا صاحبقران جو گل باغ دہر مین کھلا ایک دن اسیر خزان ہوا یعنی ضرور ہی باغبان قضا و قدر نے گلشن عالم کو عجب رنگ سے آراستہ کیا کبھی خزان کبھی بہار بقول شاعر شعر

اک طور پر نہین ہی زمانے کا رنگ آہ ۔ معلوم ہو گیا ہین لیل و نہار سے

اول غنچہ پیدا ہوا گویا طفل شیر خوار ہو بہ ہنسی بھی کھلنے نپایا تھا کہ بدبخت صرصر غم نے اس غنچہ کو گرایا گویا طفل شیر خوار مرا پھول کھلا بلبل دیکھکر شاد ہونے پائی بوقت سحر گلچین نے دست درازی کی صاف معلوم ہوا نوجوان نے پردہ دنیا کو چھوڑا شاید پھول جل ہوا گویا انسان کو غم باغ

جوانی سے حاصل ہو گیا اب پھل پر دست درازی ہوگی صاحب اولاد مرا اگر پھل بھی نہ توڑا گیا
مثل اسکے کہ انسان ضعیف ہوا ہاتھ پاؤن بیکار ہوے چلنے پھرنے سے معذور ہوا انجام فنا
اگر ہزار برس جیے پھر بھی دنیا ناپائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے انجام یہی ہے مصرع دست شاہ و گدا زیر
زمین یکسان ست ہ آخر دو گز کفن و گوشۂ قبر دنیا کا یہ مآل ہے مرنے کا خوف کیا ایک دن مرنا ضرور
ہے اس امر کا خیال آیا قلب تھرایا کہ ایسے مقام پر قتل ہوے لاش زاغ و زغن کھائینگے یہ اعضاے
جسم پروردۂ ناز و نعم طعمۂ درندگان صحرا ہو جائینگے دفن و کفن تک ممکن نہوا جنازہ بھی دھوم سے
نہ اٹھا یاران ہمدم شریک نہوے گوشۂ تنہائی قبر ناممکن ہوا افسوس کہ یاران باوفا نے مٹی نہ دی
ہر چند کہ رب اکبر نے فرزندان نامور صاحبان شوکت و حشم و سرداران جلیل و مشیران عقیل رحمت کر
فرمائے جادو راہ خدا مین بڑے بڑے شرف پائے لیکن وقت مرگ یہ وہ تنہا ہوں حسرت و یاس
مین مبتلا ہون ان خیالات مین آنکھون سے آنسو جاری ہوے ہجوم لشکر غم و ملال خیال موت
لطف عیش و عشرت فوت کیا یک من جانب اللہ قلب مضطر نے مژدہ دیا کہ ای غریق دریاے
مصیبت و ای گرفتار لجۂ محیط آفت کیون گھبراتا ہے شعر نکلے غیب کہ آسان نشود ہ مرد باید
کہ ہراسان نشود ہ اپنے پیدا کرنے والے سے رجوع کر وہ خالق کونین بانی بناے عالم ناخدا
کشتی دو جہان کا بیڑا پار کرے گا گرداب بلا سے نجات دیگا دل نے جو یہ مژدہ سنا پیچ و ملال
خود بخود دفع ہو گیا قلب کو قوت روح کو راحت حاصل ہوئی تسکین دل ہوئی طرف آسمان
کے سر اٹھایا عرض کی ای رحیم و کریم و ای سمیع و علیم قادر و مختار و ستار و غفار اس عبد ذلیل کی
ذلت کو جائز نہ رکھ بچپن سے تو نے میرا نام اٹھایا اس ضعیف کو مرتبہ سلیمانی عطا فرمایا انوشیروان
ایسا بادشاہ عالیجاہ نہیب شمشیر سے اس گنہگار کی تھرایا گوشۂ عافیت ڈھونڈھا زیر طاق کسریٰ
عالم کفر مین و بکرم القاے بے قبا دعوی خدائی پر مغرور شیفتہ دماغ بھیا کا شریب کبر و نخوت
سے معمور فوجین سجا تھا سرداران خرس طینت متکبر نے ورد جمع تھے اسکو میرے ہاتھ سے
شکست دلوائی اس قطرۂ ناچیز نے آبرو پائی آج ایک ساحر ذلیل کے ہاتھ سے قتل ہوتا ہون
یقین کامل ہے تو ذلت میری جائز نہ رکھیگا عزت و آبرو بچائیگا میری زبان اس لائق نہین ہے

نظم

کہ تیری ہی صفت زیبا ہے	خداوند کیہان و گردان سپہر	فروزندۂ ماہ و ناہید و مہر

ز نام و نشان و گمان برتر است · نگارندهٔ بر شده گوهر است · به بینندگان آفریننده را
نبینی مرنجان دو بیننده را · نیابد بدو نیز اندیشه راه · که او برتر از نام و از جایگاه
سخن هر چه زین گوهران بگذرد · نیابد بدو راه جان و خرد · خرد را و جان را همین سنجد او
در اندیشهٔ سخته کی گنجد او · ستودن نداند کس او را چو هست · میان بندگی را بباید بست
خرد گر سخن برگزیند همی · همان را گزیند که بیند همی · پرستنده باشی و جوینده راه
بفرمانْش ژرف کردن نگاه · توانا بود هر که دانا بود · ز دانش دل پیر برنا بود
ازین پرده برتر سخن گاه نیست · بهستیش اندیشه را راه نیست مگر · آ تو خالق بے نیاز میرے
اے مالک کارساز میرے · مجھ عاجز خستہ کی مدد کر · عصیان کے حجاب سے ہون مضطر
عصیان کے حجاب سے مفر دے · دامن گل آرزو سے بھر دے · یہ جو بیقرار ہو کر صاحبقران نامدار

نے دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا قدرت خدا سے لاکھ ابر سیاہ آسمان پر نمایان ہوے
اب کل ساحرون نے دیکھا کہ ایک نقابدار زرین پوش تخت یاقوت نگار پر سوار پشت پر ہزارون
دیوان مہیب اُن بھتون کے کاندھون پر تخت اُن تختون پر سرداران شیر دل و نازیان
جرأت پسند جوانان تنومند سوار ہر پاس نقابدار عالی وقار کے ایک بار سفینہ سایہ افگن
مثل برق تڑپ رہا ہو پہلو مین عیار طرار خنجر گذار قنطورۂ زر لفتی پیادہ سقرلاقی گو یعنی عیاری
سے درست چست و چالاک بیباک طرار و فرار اپنے آقا کے سر پر مگس رانی کھڑا کر رہا ہے رعب و
داب و سطوت و صولت شور و شجاعت مثل چاکران کمترین ہمراہ دیوان سرکش کے ہاتھ مین
علمہاے زنگاری کے پھریرے کھلے ہوے ان پر حمد الٰہی و نعت رسالت پناہی بخط جلی مرقوم صد
نقابدار نگاہ سے صاحبقران کے گذرے مگر اس شوکت و شان کا جوان کبھی ملاحظہ نہین فرمایا
جسوقت نقابدار عالی مقدار کی نگاہ حال پر ملال صاحبقران پر پڑی عیار نے بھی عرض کی ہی
صاحبقران غضب ہوا صاحبقران اعظم مبتلاے رنج و الم ہین یہ سنتے ہی نقابدار زرین پوش
نے حکم دیا جلد لشکر کو زمین پر اتارو کل دیوزاد زمین پر اُترے تخت رکھکر طرف صحرا کے بھاگے
نگاہون سے مخفی ہو گئے لیکن عیار طرار نے مرکب سرچشمی سامنے نقابدار کے حاضر کیا نقابدار نے
رکاب سعادت انتساب مین پانوُن رکھا خانۂ زین کو مثل خانۂ آفتاب روشن کیا مجمع خاطر ناظرین

والا مقام ہو جیسا کہ مرکب سر چشمی صاحبقران کے پاس موجود ہی ویسا ہی مرکب اس نقابدار زرین
پوش کے زیر ران دیکھنے والے حیران ساٹھ ہزار جوانان شیر دل صف شکن تیغزن غازی و مجاہد
پشت پر نقابدار کی تلوارین کھینچکر آ گئے اپنے آقا کو تلوارون کی چھاؤن مین لیا نقابدار عالی وقار
نے مرکب کو مہمیز کیا اشہب تیز گام کلابیان مارتا ہوا طرارے بھرنے لگا باد صرصر سے کہتا ہی ای تماشبین
بردار ہوشیار میری جلوداری کر دم تیز روی کا نہ بھر یہ کہکے ہوا ہو گیا لیکن نقابدار زرین پوش
نے ساتھ والون سے اشارہ کیا کہ ای جوانان شیر دل محزون و ملول ہوتا ہون سب صاحبون کو
اپنے سے بہتر و برتر جانتا ہون لیکن آپ لوگون کا اس جنگ مغلوبہ مین شریک ہونا مناسب
نہین اُن جوانان سرفروش نے دست بستہ عرض کی غلامان جانباز اس بات کو قبول نکرینگے
اگر دریاے آتش ہو شعلہ باری کرین آب تیغ حیدری سے شعلہ ہاے سرکش کو بجھا دین ناریدن
پہ برس پڑین ساحر کیا ہین مرنے کو غلام شرف جانتے ہین ان مکارون کو خوب پہچانتے ہین
حضور کچھ نہ فرمائین بسم اللہ مرکب بڑھائین نقابدار نے مرکب بڑھایا تلوار آبدار نیام سے لی نعرہ
شیرانہ کیا یا شہیدای کفاران بیا وای نابکاران بردہ ہر کہ داند داند و اگر نداند بشناسد منم
نقابدار زرین پوش صاحبقران عصر سحر شکن بحر و بر یا صاحبقران اعظم نہ گھبرایئے گا یہ عبد ذلیل
رب جلیل براے مدد بندگان عالی حاضر ہی ہر چند کہ ہماری کیا مجال ہی حضور ایسے صف شکن
تیغزن کی مدد کرین یا کوئی بلا رد کرین حضور تو خود اہل اسلام کے مددگار ہین بادشاہ ذوی الاقتدار
ہین خدا حضور کو سلامت با کرامت رکھے آپ کے نام نامی اسم گرامی سے شرف دین خلیل الرحمن
ظاہر ہوتا ہی بہت اکبر سے ہر ایک خرد و کلان ماہر ہوا ایسے کلمات عجز و انکسار زبان معجز بیان
سے فرما کر بعد کر و فر فوج کفار پر آ گرا صاحبقران زمان نے سر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا اپنے
کانون سے سنا کہ نقابدار زرین پوش اسم اعظم الہی پڑھ رہا ہی باز سفید سر پر سایہ فگن جو ساحر
سحر کرتا ہی نقابدار اسم اعظم بفصاحت و بلاغت پڑھکر اسکو باطل کر دیتا ہی اگر گولہ ساحر کا بلند
ہوا باز سفید مثل برق بلند ہوتا یا اُس گولے پر منقار لگائی وہ گولہ پھٹکر کسی ساحر کے سر پر
پڑا جلکر خاک ہوا چشم زدن مین قصہ پاک ہوا صاحبقران حیران ملاحظہ فرما رہے ہین مگر
نعرون سے جو جوش غیرت سے خواہش تھا کہ انتقام افسوس ہی یہ نقابدار تو اسطرح شوکت و شان

دکھا رہا ہی اسم اعظم اسکو کیونکر حاصل ہو اسب حقیقت صاحبقرانی کی اسمین موجود ای معبودہ کیا سحر کو
ہی تیرے راز و نیاز مین انکو دخل ہی صاف ظاہر ہی کہ زمانہ ہماری صاحبقرانی کا ختم ہوا دوسرے
صاحبقران کو تو نے پیدا کیا دیکھیے اب انجام کیا ہوتا ہی یہ سوچ کر ہاتھون سے فرمایا وقت دستگیری کی
ہی آرزو ہی کہ پانون ثابت قدمی کرین پشت اشقر پر بھی ہاتھ رکھا فرمایا ای مرکب وفادار تیز رفتار اب
مجبور و ناچار ہی باد رفتاری دکھا دے قلب لشکر مین پہونچا دے ای جرأت صف شکنی میدان
کارزار کو ہلا دے ایسے کلمات حسرت آیات جو زبان سے نکلے اشقر دیو نژاد نے تیور بدلے طرارہ
بھرا ہنو صاحبقران بھی لڑتے بھڑتے چلے لیکن نقابدار زرین پوش نے دریا خون کے بہا دیے
طبقے زمین کے ہلا دیے سحر تو اس جوان پر تاثیر نہین کرتا اگر البان فوج اسکے بجائے سحر ہوتے
مین اسم اعظم پڑھکر انکو بچاتا ہی ادھر صاحبقران زمان کو جوش حیرت اپنے حال پر ملال ہی حیرت
اسم اعظم فراموش مثل تصویر تصور خاموش نقابدار زرین پوش نے بھی دور سے دیکھا کہ رنگ
روے صاحبقران متغیر ہی عیار طرار سے کہا ای برادر طریقے سے معلوم ہوتا ہی کہ اسم اعظم صاحبقران
بند ہو چکا ہی رنگ روے مبارک تو ذرا دیکھو مائل بزردی ہی لیکن ماشاء اللہ کس جرأت و دست
سے مردانہ لڑ رہے ہین مگر مجبور ہین ساحرون نے بلوہ کیا ہی عیار نے عرض کی ای صاحبقران
اصغر جرأت صاحبقران زمان کا کیا ذکر ہی دیوان قاف کو للکارا ثانی سلیمان لقب پایا انکے
نام سے جرأت کو فخر حاصل ہی مردان عالم کو تسکین دل ہی آفتاب آسمان جرأت یکہ تاز میدان
شجاعت انکا مثل و نظیر نہین ہی انشاء اللہ حق تعالیٰ آپ کو بانہاے صاحبقرانی دلا دے
اسوقت لطف ہو گا نقابدار زرین پوش نے فرمایا وقت و ساعت پر موقوف ہی مین چاہتا ہون
کہ مجھے اور صاحبقران سے مقابلہ ہو بسہولیت بانہاے صاحبقرانی ملنا ہین عیار نے عرض کی
یہ امر بہت دشوار ہی یہ باتین کر کے لڑتا ہوا طرف سفاک شعلہ بار کے چلا سفاک شعلہ بار
کو بھی اپنی سحر و ساحری پر غرور ہی دور سے نقابدار کو للکارا او نقابدار زرین پوش کہین سے
چند اسم سیکھکر آیا ہی مجکو شعبدہ سحر و ساحری دکھاتا ہی نہین جانتا کہ مین سفاک شعلہ بار
مصاحب افراسیاب نامدار چشم زدن مین اسم اعظم حمزہ عرب مین نے بند کیا تجھ ایسون
کی کیا حقیقت ہی ابھی آگے تیرا نام و نشان مٹاتا ہون یہ کہکے فوج ظفر موج نقابدار زرین پوش

پر چھینا گولہ سحر کا مارا زمین تھرائی کئی ہزار ملازم نقابدار کے زمین پر گرے گھوڑے بدلگامیاں
کرنے لگے شعلہ ہائے آتش بھڑکے کتنے جوان آبرو دار آتش سحر سے جل گئے صدائے فریاد
والغیاث بلند ہوئی نقابدار زرین پوش نے جو فوج کا یہ حال دیکھا بقہر و غضب تمام طرف
شعلہ بار کے بڑھا مگر ملحوظ خاطر ناظرین رہے کہ وہ باز بلند پرواز سر پر نقابدار کے اسطرح چرخ
مارتا ہے جسطرح گرد شمع کے پروانہ پھرتا ہے پنجہ ہائے آہنی چل رہے ہیں پروں سے شعلہ ہائے
آتش نکل رہے ہیں کوئی اس راز سے واقف نہیں کہ یہ باز کیا چیز ہے سحر ساحران کو دفع کرتا ہے
دل و جان سے دم محبت کا بھرتا ہے اُس طائر کو دیکھکر ہوش اڑتے ہیں طائر وہم و خیال اس
اسرار کو نہیں پاسکتا کوئی مکار و غدار قریب نقابدار کے نہیں آسکتا جب نقابدار بڑھا باز بھی
چلا ساتھ دینے سے باز نہ آیا سفاک شعلہ بار نے جسدم گولہ مارا نقابدار عالی وقار نے لفصاحت
و بلاغت اسم اعظم پڑھا گولہ پھٹکر زمین پر گرا کئی سو ساحر جلے سفاک شعلہ بار گھبرایا ساحروں نے
غل مچایا واہ میاں ستمر صاحب یہ تو وہی بات ہے کہ کانڈو ہاتھی اپنی ہی فوج کو مارے کیا خوب
آپکا سحر تیار ہے ساتھ والوں کو جلایا کتنے جادوگروں کو خاک میں ملایا یہ صدائیں سنکر سفاک شعلہ بار
کو اور زیادہ غصہ آیا بہت سے اُس کے دانے نقابدار پر پھینک مارے وہ سب تصدق سر
ہو کر گرے سفاک شعلہ بار بھڑک کر قریب پہونچا تیغ سحر کمر سے کھینچا کہا اے نقابدار یہ تیغ سحر
ساختۂ سامری و جمشید ہے افسونگری کا بھید ہے اس سے بچنا محال یہ کہکر بڑھا نقابدار پر ہاتھ
تیغ سحر کا مارا نقابدار نے تیغ ہلالی پر کاٹا تھا لیکن اسم اعظم پڑھتا جاتا ہے ہزارہا شعلے بجھ کے کارد
آہنی و خنجر وغیرہ نقابدار پر گرے لیکن کسی شے نے تاثیر نہ کی نقابدار نے بہ جوانمردی وار کو اُس
نابکار کے رد کیا صدائے تکبیر بلند کی آواز دی او مکار شعر تو ضربے زدی ضربے من نوش کن
ہمہ شادی از دل فراموش کن ؂ دور مجنون گذشت نوبت ماست ؂ ہر کرا پنج روز نوبت اوست
آمادہ مرگ و مہیائے قضا ہو ضرب مردان عالم کا وقت ہے یہ نہ کہنا کہ خبردار نہ کیا تھا یہ کہکے
گھوڑے کو بڑھایا مرکب چھلاوہ نکلا با در فتار شیر شکار دو دو خوبیاں سو سو تڑپ کے پہلو پر
آیا دو بلاؤں نے بچا کو گھیرا مشہور ہے کہ آفت ارضی و سماوی سر پر تیغ تیز رکب کی مہمیز چلائی
وہ تیز اسنے برق کی تڑپ دکھائی تلوار کی چمک سے آنکھوں میں چمک آئی اب کیونکر بچے بھاگے

تو گھوڑا سموں سے پامال کرتا ہی تیغہ برق تاب مثل بلاے مبرم سر پر پہونچا تڑپ کے گری
روسیاہ نے سپر کو اٹھایا اپنے پیرون کو پکارنے لگا ملک الموت کے سامنے پیر کیا تدبیر کرتے
سر کے دو ٹکڑے ہوے گویا شب فراق کٹی تاج کو کاٹ بیچا محتاج بھی ہوا مع گینڈے جا پڑے
ہوے دنبالہ تیغ برق شال کا زمین میں دو کا فتح و نصرت پر قبضہ ہوا نقابدار نے صداے تکبیر بلند
کی اثنا میں ساحر مرا صداے ہا ہو بلند ہوئی شیشہ جھولی سے سفاک کی گرا نقابدار نے اسکو
توڑا اسم اعظم صاحبقران زمان کھلا اب تو اسیر با توقیر تیغہ خون چکان کھینچکر لشکر ساحران پر جا پڑے
انکے ساتھ والے بھی ہوشیار ہوے یعنی ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل خوش
آئین یہ سب سرداران نامدار اسکے سحر مین مبتلا تھے جسوقت آواز آئی کشتی مرا نام سن سفاک
شعلہ بار جادو بود یہ سب جوانان صف شکن بلیلتن تلوارین کھینچکر فوج ساحران پر جا پڑے بڑھ بڑھ کر
لڑنے لگے مگر نقابدار زرین پوش سفاک شعلہ بار کو مار کر فوج شقاوت سنج ساحران بے ایمان پر
گرا دریا سے خون بہا دیا مگر دیکھتا ہی کہ صاحبقران مع بہر کامل فوج ساحران سے لڑے چونکہ
اسم اعظم بند تھا لہذا ہاتھ زخمی بھی ہوے پھر بھی وہی شوکت وہی شان وہی آن بان جب ساحرون
نے دیکھا ہر طرف سے بلا نازل ہوا افسر بھی مارا گیا لاش تلاش کر کے سفاک کی اٹھائی شکست
فاش کھائی روتے پیٹتے خاک اڑاتے طرف طلسم ہوش ربا کے بھاگے قریب شام فتح و ظفر
حاصل ہوئی نقابدار زرین پوش نے اپنے عیار کو اشارہ کیا کہ جلد بارگاہ استاد کرو ملازمان جانباز
نے فوراً بارگاہ زربفتی استاد کی چارسو سنہرا کلس چڑھا ہوا قبۂ بارگاہ قبۂ فلک سے ہمسری
کرتا تھا آپ گھوڑے سے کود کر قریب صاحبقران اعظم آیا براے تسلیم خم ہوا صاحبقران نے
جواب سلام دیا لیکن نقابدار کو دیکھکر خون عروق مین جوش مارنے لگا خود بخود محبت پیدا ہوئی
گلے سے لگا لیا جرأت و شجاعت کی تعریف کی نقابدار زرین پوش نے سر جھکا کر عرض کیا حضور
کے سامنے کیا مجال ہی جو کوئی جرأت کا نام لے سکے آپ فراش راہ دین اسلام صاحبقران
عالی مقام ہین آپ کے دم سے دین اسلام کا رواج ہی ہر تاجدار آپ کے در کا محتاج ہی نہایت
خاکساری سے نقابدار نے کلمات عذر و انکسار زبان پر لا انداز دیکھا اسے زر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ
مین لایا صاحبقران نے دیکھا کہ میری بارگاہ سلیمانی سے بارگاہ کم نہین ہی بقول شاعر نظم

عجب بارگاہ و عجب گیر و دار | تو گوئی اک ایک عرش و کرسی ہزار | عجب بارگاہ سطے اساس
زقالین و جاجم بنود سے اساس | ہزار ہا دنگلہاے یاقوت نگار مرصع کار کرسیاں بے شمار مقام

صدر پر دنگل زرین بچھوایا اسپر لا کر صاحبقران کو بٹھایا آپ پہلو مین متمکن ہوا سرداران صاحبقران
کو مقام معقول پر جگہ دی اول صناعان چابک دست کو بلایا زخم دوزی صاحبقران کی کرائی
ڈبہ مرہم سلیمانی کا نکالا پٹیان اپنے دست حق پرست سے چڑھائین صاحبقران کو حیرت ہی کہ مرہم
سلیمانی سواے میرے کسی کو آجتک ممکن نہین ہوا یہ نقابدار زرین پوش کہان سے لایا
پٹیان چڑھتے ہی دماغ جان معطر ہو گیا جب سرداران صاحبقران کی بھی زخم دوزی کرا چکا پٹیان
مرہم سلیمانی کی چڑھا چکا عیار طرار خدمت مین حاضر ہوا اشارہ ہوا فورًا محفل عیش و نشاط آراستہ
کی پریزادان ورد در گوش مرصع پوش حسین و جمیل ماہ پیکر حور منظر سرو قد خوشخو یاسمن بو آکر حاضر
ہوئین نقابدار نے پردہ بارگاہ کا سامنے سے اٹھوایا صاحبقران اعظم نے ملاحظہ فرمایا کہ تین لاکھ
زرہ ہاے دیو ہمراہ لشکر نقابدار فروکش ہین مثل چاکران کمترین کاروبار مین مصروف اور زیادہ
صاحبقران کو حیرت ہوئی بہرام سے فرمایا ای پہلوان اس نقابدار کو پردہ قاف سے بھی کچھ بلا
تعلق ہی خاص پریزادین واسطے رقص کے حاضر ہین دیوزاد بھی بطور ملازم ہمراہ ہین معلوم
ہوتا ہی کہ اس جوان شیر دل نے گوشہ ہاے پردہ قاف کو بھی فتح کیا کل سامان جلالت ممکن ہی مجھ
نہین معلوم کس ارادے پر پردہ دنیا مین آیا ہی اسم اعظم کا بھی حافظ ہی دل مین میرے خود بخود
محبت کا جوش ہی حال مفصل کیونکر ثابت ہو کہ نقابدار زرین پوش کون ہی بہرام عرض کرتا ہی
حقیقت مین حضور البتا صاحب صولت و جلالت نگاہ سے غلام کی نہین گذرا کل ہمراہیان
صاحبقران کو حیرت ہی کہ کیا کارساز مطلق کی قدرت ہی کیا صاحبان لیاقت و کمال خلق فرما
جابجا مثل و نظیر نا ممکن لیکن نقابدار زرین پوش نے جام بادہ گلنار ساقی نیچے سے مملو کرایا
اپنے ہاتھ پر رکھکر سامنے صاحبقران کے آیا صاحبقران نے بلا تکلف جام نوش فرمایا اب دور
جام بے اندیشہ انجام شروع ہوا آفتاب عیش و نشاط کا طلوع ہوا سازندے آلیمین ساز
کرینگے پریزاد ملنے آکر موجود ہوے ایک عرصہ تک گجنا جی اہالیان محفل کی بڑی گت ہوئی
دم بدم ترقی حیرت سامنے کھڑے ہو کر یہ غزل عاشقانہ نسیم کی شروع کی محفل مین ہوا باندھی غزل

کیونکر اُٹھائے طرۂ زلف دوتا کے ناز
کافر سے نہ جائینگے ہم سے بلا کے ناز

برسون کے بعد میری بر آئی ہین حاجتین
کیا کیا نہ آرزو پہ ہوئے ہین دعا کے ناز

کس کس مصیبتون سے ہوئی ہی نصیب مرگ
کیا کیا اُٹھائے ہین شب غم مین قضا کے ناز

کھلتے ہین عقد غنچہ کس آہستگی کے ساتھ
ہوتے ہین کیا عروس چمن سے صبا کے ناز

عشاق جان فروش کے کچھ اور رنگ ہین
گستاخ ہوگئے ہین تمھارے اُٹھا کے ناز

ای دل ستمگرون کی جفا سے نہ پھیر منھ
سہنے نہین کشاکش روز جزا کے ناز

گنجایش عذاب دل زار مین نہین
کب تک اُٹھائین ظالم نا آشنا کے ناز

لی کیا نہین ہوا ہی حجاب نگاہ سے
لاتے ہین آفتین ترے شرم وحیا کے ناز

بیہودگی ہی نالۂ و فریاد بیکسی
جز مرگ کون اُٹھائے میرے مدعا کے ناز

نوبت کمر سے تا بقدم بار آچکی
ہو لائیون پہ ہین ترے زلف دوتا کے ناز

دیکھو ضرور بار نزاکت سے ہوگا رنگ
ایجان نہ اُٹھ سکینگے قدم سے حنا کے ناز

تن شعلہ ہائے غم سے ہوا خاک ہی نسیم
دیکھینگے استخوان نہ ہمارے ہما کے ناز

غزل دیگر جناب سید محمد تقی صاحب متخلص بہ جواد

رہین جو داغ محبت سے تو جگر نہ رہے
بتون کی زلف کا سودا رہے تو سر نہ رہے

عزیز دونون ہین دونون رہین تو ساتھ رہین
یہ بات کوئی نہین دل رہے جگر نہ رہے

ہمارے چین کی صورت نہین سے ہی ای دل
جگر کے داغ سلامت [illegible] نہ رہے

صنمکدے ہی مین کیون چلکے ہم نہ بیٹھ رہین
بتون کے عشق مین آخر تو [illegible] رہے

خیال یار مین غافل کر اسطرح ای دل
کہ مجکو اپنے سر و پا کی بھی خبر نہ رہے

بقا ہماری ہی جلنے سے شمع کے مانند
فنا ہون شعلۂ غم قلب مین اگر نہ رہے

رہے نہ دونون کی عزت غرور طلعت سے
مقابلہ پہ اگر شمس کے قمر نہ رہے

بشر زمانے مین گر عافیت کا خواہان ہے
اُدھر کو جا کے رہے دوسرا جدھر نہ رہے

کمی تڑپنے مین تو کیجیو نہ ای دل زار
ہماری آہ مین باقی رہے اثر نہ رہے

جواد کہتے ہین سب دیکھکر ہمین زندہ
زمین کوئے جانان پہ جا کے مر نہ رہے

اس ناز و ادا سے اُس مہ جبین نے ان اشعار عاشقانہ کو ادا کیا محفل مین سناٹا ہو گیا صدا سے
واہ یا آہ بلند تھی صاحبقران زمان بھی وجد فرما رہے مین صاف ثابت ہے کہ پردۂ قاف مین صحبت
ملکہ آسمان پری مین مشغول ہون حیرت مین آکر کئی مرتبہ سر اُٹھایا آنکھون نے ملکہ آسمان پری
کو ڈھونڈھا کبھی اپنی نور نظر قرلشیہ سلطان کو دیکھنے مین عالم محویت مین بول اُٹھے آج ہماری
عادل قاف کہان ہے سلاسل پری نگاہ سے کیون نہان ہے نقابدار مسکرا کر عرض کرتا ہے حضور نے
نیازمند کو سرفراز فرمایا ہے پردۂ دنیا مقام قاف نہین ہے صاحبقران ابھی عالم محویت مین سر جھکا
لیتے مین لیکن ناز و کرشمہ نے پریزادون کے بےچین کر دیا شب بھر یہی جلسہ رہا صبح ہوتے تا مین
بھیروین کی پڑھین وقت نماز آیا نقابدار عالی وقار نے سجادہ بچھوایا صاحبقران زمان سے عرض
کی وقت نماز ہے امیر با توقیر نے اُٹھکر وضو کیا کل سرداران نقابدار نے صفین جمائین نقابدار نے
عرض کی حضور ہی تقدم فرمائین نیازمندون کو نماز پڑھائین امیر نے بخضوع و خشوع نماز پڑھائی
پھر آکر صحبت مین بیٹھے دو چار جام واسطے خمار شکنی کے چلے دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوے اسوقت
نقابدار زرین پوش اپنے دنگل سے اُٹھا دست بستہ سامنے صاحبقران کے کھڑا ہوا عرض کی
کچھ کہا چاہتا ہون امید وار ہون سماعت فرمائین حضور نے مجھکو بیچا نا ملک سیقولیہ پر بمقام
تورج ماہ پرست غلام حاضر ہوا تھا آپ کو ملک سیقول شاہ نے بلوایا تھا لقا بھی وہان موجود تھا
شاہزادہ ایرج نوجوان و داراب کشورکشا عام ہمرمین تھے سب صاحبون نے آپ سے شرط
کی کہ جو طلسم فتح کرے وہ صاحبقران عصر ہے سب اسی کی اطاعت کرین پس حضور کو یاد ہو گا کہ
ایرج و تورج و لقا حضور پر نور مبلاے علامت طلسم ہوے آپکا نیازمند بوقت قتل
سرداران نامی لوح طلسمی لیکر آیا دیو کو مار ا نخل کو قلم کیا طلسم کو بہ شوکت و سطوت درہم برہم
کیا اسی بارگاہ مین سب صاحب جلوہ فرما تھے مین نے اطاعت کا سوال کیا کوئی جواب نہ دے سکا
سب صاحبون نے سر جھکا لیے مگر حضور نے جواب دیا کہ طلسم شکنی سے صاحبقران نہین ہوتا جب
ہمکو سر میدان زیر کرو گے تب اطاعت البتہ کرینگے حضور کے فرمانے سے سب صاحبون نے
یہی جواب دیا نیازمند چلا گیا اب مین نے کل سامان صاحبقرانی مہیا کیے صاحب اسم اعظم ہے ہفت
زبان و ہفت علوم کا حاکم ہے اسی ارادے سے حاضر ہوا کہ سر میدان حضور سے امتحان سنو با ہماے

صاحبقرانی میں سطرح کے حضور امتحان میں آپ نامۂ کعبہ میں تشریف لیجائیے یہ عبد ذلیل رب جلیل
لقاے بے بقا سے سمجھ لیگا ایک ہفتے کے اندر شکست دیگا کل ممالک کا انتظام ہوجائیگا تمام
غدر مٹا دیگا اب حضور ضعیف بھی ہوے انتظام ملک گیری و جہاد راہ خدا جوانان صف شکن کا
کام ہی حقیر کا از پردۂ دنیا تا بہ قاف جرأت میں نام ہوا ان کلمات کو سنکر رنگ رو سے صاحبقران اعظم
سرخ ہوگیا زلفین خلیلی پیچ و تاب کھانے لگین تبغۂ عقرب سلیمانی کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا فرمایا ای
لقا بدار تو نے جو آکر میری مدد کی ایک ساحر مفلوک کو مارا اس طلسم کو فتح کیا تھا اسپر یہ ناز اس ناچیز
نے تو سات برس کے سن میں ہشام بن علقمۂ خیبری کو مارا کہ جبکا نوے ارش کا قد و قامت تھا
بارہ برس کے سن میں مہم ہندوستان کو سر کیا لندھور بن سعدان ایسے پہلوان کو زیر و زبر
کیا اٹھارہ برس کے سن میں پردۂ قاف گیا دیو راہ دار و سمندون ہزار دست و دیو عفریت
اور جنگ آہن شاخ و شش انگشت مردار خوار و طمطراق گراز دندان کو مار کر لقب قاف ثانی
سلیمان لقب پایا چھبیس برس کے سن میں پردۂ دنیا میں آیا نوشیروان ایسے بادشاہ ہفت اقلیم
عالم بر و بحر کو کو کرور سوار پیدل بیشمار ہمراہ تھے شکست فاش دی کل ممالک پر اسکے قبضہ کیا
بادشاہ ملک ترکستان خان اعظم صلصال بن دال بن دیو بن شمامہ جادو و بادشاہ جابر ظالم
سنیب بن شمشیر سے اس حقیر کے صحرا نورد ہوا لشکر اس سزدور کا گرد برد ہوا اہالیان سنجان سے
مقابلہ پڑا گنجاب بن گنجور بن ملک حران دیوکش پیغمبر زمردشاہ باختری کہ سات سو ملک کا
حاکم ہو سالہا سال اس سے لڑا بدیع الزمان و قاسم میرے نور نظر ایسے ایسے ملک سنجان
میں لڑے کہ گنجاب خواب میں ڈراتا تھا نام سے بدیع الزمان و قاسم نوجوان کے تھراتا
تھا غایت بہ ور و گا دست جنگ ہفت صف سر ہوئی گنجاب بجا گا میں لڑتا لڑتا تا بہ باختر
پہونچا زمردشاہ باختری دعوے خدائی کرچکا تھا زیر قیطول لقا ایک کرور چوراسی لاکھ سوار
کی چھاؤنی تھی تیس برس ملک باختر میں لڑا لقا کو بھی شکست دی کل ممالک اُسکے قبضے
میں کیے ممالک فرعونیہ و ہزار شکل چرخ گردان لعبد عظم دشان بعنایت رب دو جہان فتح کیے
اب کوہ عقیق گلزار سلیمانی پر ہنگامہ عظیم برپا ہے سلیمان عنبرین موے کو ہی اس عبد ذلیل
سے لڑ رہا ہے سیر الو اسا شہسوار عرصۂ یکہ تازی اسد بن کرب غازی داخل طلسم ہوش ربا ہے

سپر اعیار طرار عمرو نامدار مع چند عیارون کے ملک ساحران مین پڑا ہی قیامتین برپا کر رہا ہی
اگر بہرام فلک ستا ایسے مقابلے پڑتے تمام جرأت نہ لیتا گوشۂ عافیت تلاش کرتا تم بھلا اس
لڑائی کا کیا انتظام کروگے جو کچھ مین نے ملک بیدولتہ مین کہا تھا وہی اب بھی کلام ہی کیفیت
وضعیف ہر طرح حاضر ہی جب تک اسکی پشت زمین پر نہ لگائے کیا بانہاے صاحبقرانی پائیگا ساتھ
برس راہ خدا مین جہاد کیا تب یہ اشیاے نادرہ حاصل ہوے خود حضرت ہود زرہ حضرت
داؤد پنجۂ سہراب پیل سپر گرشاسپ نوجوان گرز سام بن نریمان مرکب اشقر دیو زاد خنجر
حضرت داؤد خنجر رستم یہ اشیاے نادرہ تمام عالم کی خاک چھان ڈالنے مین ان اشیا کو یہ چھوٹے
لڑے بھڑے کیونکر دے دیگا ای بہادر ہاتھون لہو آجائیگا میدان کارزار ٹھہرائیگا اسطور سے
جو صاحبقران نے فرمایا نقابدار ٹھہرا یا سر کو جھکا لیا پھر دست بستہ عرض کی کہ ای شاہنشاہ
گیتی ستان مین چاہتا ہون حضور سے مجھے مقابلہ ہو جس فرزند یا سردار پر حضور کو زور و طاقت
کا ناز ہو اس سے مجھکو لڑوائیے آپ انصاف فرمائیے اگر بہ مردی و مردانگی زیر کرون بانہاے
صاحبقرانی عطا ہون اس زمانے مین شاہزادۂ نور الدہر بن بدیع الزمان و ایرج نوجوان کی
دھاک ہی ان دونون صاحبون کو مجھسے لڑوا دیجیے بزرگون کے ساتھ بے ادبی کرنا سراسر خلاف ہی
دونون جوانان صف شکن سے ایک مرتبہ مقابلہ کرون اگر دونون صاحبون کو بمردی و مردانگی
اٹھاؤن تب شرف بانہاے صاحبقرانی سے مشرف ہون صاحبقران نے فرمایا مجھکو اپنے
قوت بازو پر ناز ہی بھروسا ذات رب اکبر کا جسنے پیدا کیا بیٹا پوتا کیا کسی سردار کی کیا حقیقت
ہی مین خود اسوقت موجود ہون یہ کہکر صاحبقران تیغ عقرب سلیمانی پر ہاتھ ڈالکر اٹھے
فرمایا بسم اللہ سوار ہو جیے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھیے ارادہ صاحبقران کا دیکھکر نقابدار دنگ
ہوگیا عیار سے اشارہ کیا دیکھ اس ضعیفی مین یہ رعب و داب ہی آنکھون مین صاف شیر کے
پنجے جلوہ گر ہین فی الحقیقت سردار لشکر فتح و ظفر ہین دوڑ کر صاحبقران سے لپٹ گیا کہا
حضور گستاخی معاف فرمائیے تشریف رکھیے اس مقام پر مین حضور سے مقابلہ نہین کرونگا
جس جگہ پر سرداران موصوف جمع ہون وہان کیفیت ہوگی اب تو غلام نے آپ کو پہچان لیا گو
شرف خدمتگذاری حاصل ہوا ہی انشاء اللہ اسکا بھی موقع آجائیگا چند صورتین ایسے درپیش ہین

کہ نیاز مند کو پس و پیش ہی بعد فراغ امور ضروری کے وہ حقیق پر آونگا جیسا مناسب وقت ہوگا کیا جائیگا صاحبقران
کو بہت بھایا خاطر و مدارات میں مصروف ہوا صاحبقران خاموش بیٹھے ہیں نقابدار زرین پوش مصروف
خدمتگذاری جام مئے ارغوانی گردش میں صداے ہوشا ہوش و نوشا نوش بلند ہے پریزادان حور طلعت سامنے
گا رہی ہیں آوازیں سُریلی تانے ہیں کلاے اس تھامے ہوے صاحبقران کا لفظ لفظ تیاری میں نقابدار
نے سرداروں کو بھی اشارہ کر دیا کوئی ذکر جنگ و پیکار نہ کرے عیش میں صاحبقران اعظم کے غرق ہو رہے
ہنگامہ عیش و نشاط گرم ہی یکایک ایک چوبدار نے مژدہ عرض کی کہ ایک عیار طرار خنجر گذار جواہر بن عمرو نام
در دولت پر حاضر ہی امیدوار باریابی ہی نام جواہر بن عمرو سنکر صاحبقران نے اشارہ کیا جلد اسکو بلاؤ معلوم
ہوتا ہی کہ بادشاہ سجاہ نے پریشان ہو کر ہماری خبر کے واسطے جانشین خواجہ عمرو کو روانہ کیا چوبدار گیا جواہر بن
عمرو کو ساتھ لیکر آیا جواہر بن عمرو سنے اس دربار کو دیکھا صولت و شوکت نقابدار زرین پوش دیکھکر
دنگ ہو گیا ہاتھ اٹھا کر دعاے جان درازی دی قطعہ الٰہی بخت تو بیدار بادا دولت ہمیشہ یار بادا
گل اقبال تو دائم شگفتہ بچشم دشمنانت خار بادا بڑھکر قدم اقدس صاحبقران کو بوسہ دیا گرد پھرا
عرض کی حضور نے بہت دیر لگائی ملازمان شاہنشاہ گھبرا رہے ہیں کچھ پہلوانان کوہی عزیزداران سلیمان
عنبریں مو بعد چندے آمادہ حرب و پیکار ہیں کیا عجب ہی کہ طبل جنگی بجا ہو بختیارک مکار غدار ہر وقت دیبے
آزار ہی ساحروں کی طرف سے طلسم ہوشربا کے آمد فوجوں کی شد و مد حضور کو اسقدر کیوں عرصہ ہوا
صاحبقران نے تمام کیفیت گذشتہ بیان کی کہا اے جواہر تم چلو بادشاہ سجاہ کو خبر دو انشاء اللہ میں بھی
لشکر تیار کرکے آتا ہوں جواہر بعد دعاے خیر دیکر واپس ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا صاحبقران
طرف نقابدار کے متوجہ ہوے فرمایا اے شیر بیشہ جرأت میں چاہتا ہوں کہ میرے تمہارے امتحان ہو جائے
حوصلے دلوں میں نہ باقی رہے نقابدار گھنکر صاحبقران سے بمحبت لپٹ گیا عرض کی اے شہنشاہ
گیتی ستان داہی زمن آفاق ثانی سلیمان غلام ہر چند کہ باہماے صاحبقرانی کا خواہاں ہی لیکن ابھی
بہت سے امورات ضروری ایسے باقی ہیں کہ جنکا انتظام ذات پر حقیر کے موقوف ہی یہ نیاز مند ابھی
ملک گیری میں مصروف ہی انشاء اللہ بہت جلد حاضر ہو کر مشرف ہونگا سرداران حضور سے بھی ضرور ملونگا
صاحبقران نے فرمایا سب صاحب آپکے حاضر ہیں بعض البتہ شمال میں قاصر ہیں نقابدار نے عرض کی
ایسا نہ ارشاد ہو نیاز مند شرمندہ ہوتا ہی حضور کا لواے شوکت از پردۂ دنیا تا بہ قاف

سرفراز ہی مردان عالم کو حضور کی جرأت و شوکت پر ناز ہی اب زیادہ محجوب نہ فرمایئے ہر نوع نقابدار زرین پوش بصد جوش و خروش امیر با توقیر سے رخصت ہو کر اُسی شوکت و شان سے تخت زبرجدی پر سوار ہوا دیوزادون نے چار جانب سے محاصرہ کیا کئی ہزار علمہاے سرخ و سفید کے پھریرے کھلے نقارہ ہاے رزمی پر چوب پڑی سیر و شکار کرتا ہوا روانہ ہوا بہرام و مقبل و ممتاز کو ہی شوکت و جلالت نقابدار دیکھکر بصورت آئینہ حیران مثل زلف پریشان صاحبقران زمان سے عرض کر رہے ہین ای شہریار حقیقت مین بس نقابدار عالی مقدار نے کل اسباب شوکت و جلالت حاصل کیا فرزندان حضور بڑی بڑی شوکت و شان سے نقابدار بنکر آئے ہین لیکن شوکت صاحبقرانی کسی کو نصیب نہین ہوئی اس شیر بیشہ جرأت نے سامان عظیم شان صاحبقرانی مہیا کیا ہی حقیقت مین نہایت ہی بہادر ہی دریاے شرافت کا بے بہا در ہی بروقت مقابلہ حافظ حقیقی آبرو حضور کی بچاے صاحبقران نے فرمایا پروردگار مالک ہی لشکر تیار کرو بادشاہ جمجاہ کو انتظار ہوگا اُسوقت ممتاز کو ہی نے سامان سفر آراستہ کیا یہ کیفیت تمام و بہ خیر و عافیت مالاکلام طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے روانہ ہوے انکو تو راہ مین چھوڑ کر وقت پر حال صاحبقران کا تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان شوکت بیان ہزبر بیشہ جرأت یکہ تاز میدان شجاعت گوہر آبدار قلزم شوکت سرو خرامان بوستان صولت جوان حجازی اسد بن کرب غازی و مہر سپہر عیاری و ملا بہار گلعذار و باغبان قدرت وغیرہ گذارش ہوتے ہین ساقی نامہ

ساقی مے ناب کی ہوس ہی
پیری مین شباب کی ہوس ہی
حال اسد و عمرو ہی تحریر
ہو موج شراب تیغ تقریر
سر وقت دعا ہی وہ خردمند
ہی قصر امان کا آج در بند
عیاری خواجہ سبک رو
لکھنے مین قلم کو ہی تک و دو
ای ساقی مہرخ و گل اندام
دے جام شراب عیش انجام
رندون کو ہی اشتیاق باقی
کر مہر قمر پہ اب تو ساقی
میناے قلم ہی پر سرجوش
کر دے مے سرخوشی سے مدہوش
ساقی رخ لالہ فام دکھلا
سرخی شروع شام دکھلا
دکان کی آبرو بڑھاوے
کنڈی در توبہ کی چڑھاوے

مے مہر ہو غروب جام بجائے
اس طرح یہ آفتاب بجھے
دیکھے مرغ کباب اندھیرا
بجائے لب شراب شب پر
دن ڈھلگیا آفتاب ڈوبا
محرم مین چھپا کسی کا جوبن
مدفون ہوا ظرف مہ زمین مین
بلبل کو بنایا دام نے صید
سرمہ چشم فلک مین پھیلا
دھیان آگیا چشم نرگسی کا
گھنگھی سرخی سے آسمان پر
سیندور کا ہی گمان جبین پر
دو وقت بہار مل رہے ہین
آنکھین ہوئین شبون کی پرنور
کرنون کا ستارہ ہو گیا ماند
دامن پھٹنے لگا کتان کا
آنسو عشاق ڈالتے ہین
نکلے ہین تماش بین پئے سیر
اس فکر مین دام ہین بچھائے
آنکھین کمرون پہ سینکتے ہین
سرمہ سے نگاہ لڑ رہی ہی
ٹوٹے پڑتے ہین لعل لب پر
غازہ گالون کو چومتا ہی

پیمانہ چراغ شام بجھائے
ہو دیدۂ رند مست گردون
لے سیخ کی شاخ پر بسیرا
ساغر مین بھرے شراب انگور
دل بیٹھ گیا حباب ڈوبا
خم مین پنہان ہوا افلاطون
پنہان ہوا ہاتھ آستین مین
پردے مین ہو دوش شام گوری
آنکھون مین لبی شبیہ لیلا
جھاڑی مار سیہ نے کینچل
پھولی ہی شفق کہ زعفران ہی
تشبیہ ہی اور ہاتھ آئی
غنچے تارون کے کھل رہے ہین
ہر گھر مین ہوے چراغ روشن
سب دیکھ رہے ہین عید کا چاند
طائر لینے لگے بسیرا
خار کف پا نکالتے ہین
آنکھون کی ہوس نکالتے ہین
چڑیا محرم کی ہاتھ آئے
ہر ایک کو ہی انتظار شب کا
دنبالہ پہ آنکھ پڑ رہی ہی
کمرون پہ ڈنالی ہو رہے ہین
شانہ بالون کو چومتا ہی

میخوار ہین شراب بجھے
پھوٹے شفق شراب گلگون
جوبن ہو جو دختر عنب پر
پائے قمر آفتاب کا نور
افعی سیہ نگل گیا من
شیشے مین بھری شراب گلگون
یوسف ہوا چاہ مصر مین قید
چہرے پہ جہان سکے زلف بکھری
دھوکا ہوا آنکھ کو مسی کا
گل ہو گئی آسمان کی مشعل
ہان پان کا شک لب حسین پر
پھیلا کوئی پنجۂ حنائی
فارغ ہوئے کام کرکے مزدور
جگنو نے دکھائے داغ روشن
ٹوٹا رخ سم جنون کا ٹانکا
ڈالا ہی مسافرون نے ڈیرا
حالت ہوئی نور روز کی غیر
ڈورے مطلب کے ڈالتے ہین
شیدے نظر کو پھینکتے ہین
مسی پہ لگا ہی دانت سب کا
ہنسی پڑتی ہی رال لب پر
جوبن کے بنائو ہو رہے ہین
بوسہ لیتا ہی پان لب کا

محرم کو نہین لحاظ ادب کا
گردن کے جھلک رہے ہین جگنو
سب مین ناز و ادا کے تسبین
تیکھی چتون سے کرتے ہین وار
ظاہر مین ظہور بیوفائی
حوضون مین کنول کے پھول مہکے
غل بانگ اذان مچاری ہی
پھول اُٹھے سنال شمع مین پھول
ٹھنڈا ہوا کباب باغ کا دل
قمری غم سرو سے ہے بیتاب
گننے لگے جنگلون مین تارے
ذرون کو ہے وحشت ہجر کی راہ
گورے بنگال گا رہے ہین
ہین طائر باغ نغمہ پرداز
شادی ہو کبھی کبھی الم ہو

افشان ہاتھون کو چوستی ہے
محرم مین چمک رہے ہین جگنو
جوبن پہ نگاہین وارتے ہین
بچی نظرون سے ہوتے ہین پیار
روشن کیے گھر قمر کے شوق
زنبور سیہ کنول سے لپٹے
پڑھتے ہین نماز شام دیندار
مسند صبا مین ہوئے ہین مشغول
بلبل کے نہال اونگھتے ہین
سرخاب سے چھوٹتا ہے سرخاب
پروانے مراد پا رہے ہین
ماہی ہے زمین سست و ماہ
کب تک یہ اُفق سخن سرائی
ہے شور کسی جگہ کہین ساز

مہندی ہاتھون کو چوستی ہے
ہوتی ہین نگاہ دونون کی رنگین
عشاق پہ سین مارتے ہین
باطن مین قبول آشنائی
لیٹے ہین پلنگ پہ بچھونے
مسجد مین بہار چھا رہی ہے
روزے کرتے ہین لوگ افطار
پھولون سے جدا ہوئے عنادل
خوشبو پھولون کی سونگھتے ہین
بے مہری نازنین کے مارے
شمعون سے لگن لگا رہے ہین
تانین مطرب اُڑا رہے ہین
خاموش زیادہ رات آئی
کیفیت داستان رقم ہو

چہرہ کشایان مرحلہ جات طلسم فصاحت و طے کنندگان جادہ ہائے منازل رموز بلاغت صحرائے ہوش ربا مین یون سرگرم قطع منازل و طے مراحل ہین شعر مصنف بیان خرد مند فرخندہ پے کہ سازیم این جادۂ سحر طی ہو ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ سابق مین تحریر ہو چکا ہے کہ فاتح طلسم ہوش ربا جرأت و شجاعت مین یکتا نامی و نامدار اسد عالی وقار بعد فتح دربند مہر و ماہ برائے حصول مطلب دستیابی لوح طلسم عبادت خانے مین بیٹھکر بصد خضوع و خشوع مصروف عبادت بے نیاز ہوا لب پر یہی دعا ہے کہ ای بانی بنائے لوح و قلم و ای حاکم و ناظم ملک ہستی و عدم بواسطہ بزرگان دین کا ظاہر ہو کہ لوح طلسم ہوش ربا کہان ہے چنانچہ تین پہر کامل شاہزادہ نے پایا باب اجابت وا ہوا دیدۂ ظاہری بند چشم بصیرت کشادہ عین عالم خواب مین دیکھا کہ درہائے آسمان وا ہوئے ایک مرد بزرگ تخت نورانی پر سوار

قریب شاہزادے کے آیا اسد نے اٹھکر سلام کیا قدمبوسی سے مشرف ہوا حضرت نے
پوچھا ای غازی والی مجاہد راہ دین اسلام کیون اسقدر بیقرار و اشکبار ہو عرض کی تلاش لوح
طلسم ہوش ربا مین حیران ہون پاے جستجو کوتاہ لب پر نالۂ واٰہ ہزارہا بندگان خدا مبتلاے
مصیبت گرفتار رنج و محنت مین اگر لوح طلسم دستیاب ہوئی افراسیاب بدکردار ایک کو
زندہ نچھوڑیگا امیدوار ہون مقام و نشان لوح زبان معجز بیان سے ارشاد ہو حضرت نے بہجت
وانبساط ارشاد فرمایا ای نور نظر والی مطیع حاکم قضا و قدر بوقت سحر مسلح ہوکر طرف مشرق کے جانا
درہ کوہ مین ایک مرد پیر زمین گیر مصروف عبادت پروردگار ہے نام اسکا پیر عبادت گزار ہے اسکی
خدمت مین جانا وہ بخوبی مقام و نشان لوح طلسم ہوشربا تعلیم کریگا بموجب ہدایت درویش
جگر ریش کاربند ہونا یقین ہے کہ انشاء اللہ تا بمنزل مقصود پہونچو اسد نے چاہا کچھ اور پوچھے آنکھ
کھل گئی دیکھا نور کا تڑکا ہے ستارہ سحری چمک چکا ہے فوراً اٹھکر مصروف نماز رب بے نیاز ہوا
ملک اخضر و شاہزادہ صندلان صندلی پوش و ملکہ گوہر جادو و سرداران طلسم کشا شب
بھر بیدار رہا جب جو صداے تکبیر عبادت خانے سے آئی آنکھے شاہزادہ بیدار ہوا کیا عجب ہے کوہر
مراد حاصل ہوا ہو مشرف بہ بشارت غیبی و مورد فیوض لاریبی ہوے ہون یہ خیال کرکے سب
عبادت خانے مین آئے دیکھا کہ عبادت مین مشغول ہین شاہزادے نے سردارون کو دیکھا سلام کر
پھر اٹھکے کو بوسہ دیکر سجادے پر رکھا سردارون کی جانب متوجہ ہوا ملک اخضر نے روے
زیبا کو دیکھا کہ مثل آفتاب تابان و بشکل ماہ عالم افروز درخشان ہے چہرے پر نگاہ نہین ٹھہرتی
سرداران نامی مثل پروانہ گرد شمع جمال اسد نیک خصال پھرے عرض کی حضور مبشر بشارت
ہوے نگاہ بزرگان دین کی چہرۂ زیبا پر پڑی خوشبو سے تمام مکان معمور ہے مذہب حق کی بزرگی
کا نہ سمجھنا سراسر عقل کا قصور ہے اسد نے فرمایا الحمد للہ ہمارے جد نامدار عالم خواب مین تشریف
لاے مقام و نشان ایک بزرگ کا سمجھا گئے اب مین براے تلاش جاؤنگا یہ فرماکر سجادے سے
اٹھے بارگاہ آسمان جاہ مین تشریف لاے کمر ہمت چست باندھی سردارون نے کہا ہم بھی ہمراہ
چلین فرمایا تنہا جانے کا حکم ہے ناگہان ایک چوبدار نے بڑھکر عرض کی حضور کا عیار مہتر ضرغام
شیر دل در دولت پر حاضر ہے نام ضرغام سنکر غنچہ خاطر اسد نامدار شگفتہ ہوا فرمایا جلد

ہمارے یار وفادار کو لاؤ پردہ بارگاہ کا اٹھا ضرغام نیک انجام اندر آیا عرصہ دراز سے جدا تھا
دوڑ کر قدمون سے لپٹ گیا بیقرار ہوکے رویا اسد نامدار نے سر اُس وفادار کا سینہ سے لگایا فرمایا
ای برادر مقام خوشی کا ہی تجھے ہمکو بخیر و عافیت دیکھا بڑی سرگردانی اٹھائی طلسم صندل پر پہنچنے کی
امید نتھی مگر کریم کارساز نے سرفراز فرمایا طلسم صندل فتح ہوا ایمان آکر عمرو ماہ جادو کو قتل کیا
اب تلاش لوح مین جاتے ہین بشارت سے کامیاب ہوے مگر تم یہانتک کیونکر پہونچے عرض کی
کہ مین اور جعفر قران ہمراہ چلے تھے راہ مین ساتھ چھوٹا وہ اور جانب گئے مجھکو رہبر کامل نے بعد خرابی
بسیار یہانتک پہونچایا نشان منزل مقصود ملا شکر ہی آکر مشرف ہوا اب حضور کے ہمراہ
چلونگا قدمبوسی سے مشرف رہونگا اسد نے فرمایا حکم بزرگان دین یہ ہی کہ یکہ و تنہا جاؤ ضرغام
نے عرض کی بسم اللہ حضور چلین غلام الگ رہیگا اسد نے سب سردارون سے فرمایا کہ ہمارے
واسطے دعاے فتح و ظفر کرنا سامان لشکر کشی مہیا ہے انشاء اللہ بعد حصول لوح سمت مرحلہ جات طلسمی
توجہ ہوگی سب نے ہاتھ اٹھا کر دعا مین دین اسد بارگاہ سے نکلا پشت مرکب پر سوار ہوکے سمت
صحراے ہول خیز وحشت انگیز بہواے تلاش پیر عبادت گزار چلا ضرغام شیردل شاہزادے سے
سو دو سو قدم الگ رخ ہاے نخلستان مین چھپتا ہوا چلا کہ شاہزادے پر میرا ہمراہ رہنا ثابت نہو لیکن
بعد جانے اسد نامدار کے ملک اخضر گھبرایا ملکہ گوہر وغیرہ سے کہا بڑے افسوس کی بات ہی کہ وہ
شیر بالکل یکہ و تنہا گیا ہی صحراے طلسم ہوشربا ساحران مکار سے معمور ہی ابھی تک کوئی شاہزادے
کے پاس تحفہ طلسمی نہین ہی اسوجہ سے دل تردد منزل اندوہگین ہی ایسا نہو کوئی ساحر دیکھ پاے
سحر و ساحری کا بھلا یہ کیا جواب دینگے اپنی جرأت سے تلوار کھینچینگے ساحرون کے آگے جرأت و
شوکت بیکار ہی اسوجہ سے اور زیادہ انتشار ہی مین عقب مین شاہزادے کے جاتا ہون عقاب
بنکر وسط آسمان پر سرگردان رہونگا یہ راے سبکو پسند آئی ملکہ گوہر نے کہا ای شہریار مین بھی چلون
اخضر نے کہا حکم بزرگان دین سے سراسر خلاف ہی مین بھی اپنے کو ظاہر نکرونگا تم مین سے کوئی
میرے ساتھ دینے کا ارادہ نہ کرے یہ کہکر اسباب سحر و ذات پر آراستہ کیا سحر کرکے پر پرواز
پیدا کیے جستجوے اسد نامدار مین چل نکلا لیکن اسد نامدار بموجب فرمائش اس بزرگوار والا
تبار قریب درہ کوہ پہونچا مرکب سے اترکر داخل درہ کوہ ہوا دیکھا ایک مرد بزرگ باریش سفید

بوریاے حیرہا پر جلوہ فرما پیشانی پر گھٹا نشان سجود ظہور عبادت معبود مثل ستارہ چمک رہی
جیسے ہی شاہزادہ اسد کو دیکھا بے اختیار اپنے مقام سے اُٹھے فرمایا مرحبا ای دُرِ دریاے
سیادت ونجابت و ای اختر آسمان سطوت و صولت شیر بیشہ شجاعت و ای نہنگ بحر جلالت
خوش آمدی و صفا آوردی شعر مصنف گر بر سر و چشم من بیائی ۔ بر قلب منم کہ کیمیائی دیگر
گر بر سر و چشم من نشینی ۔ نازت بکشم کہ نازنینی ۔ ای شاہزادہ عالی وقار بہت مدت
دراز سے تمھارے مشتاق تھے جن بزرگوار نے تمکو بشارت دی ہمکو بھی سرفرازی فرمائی
ارشاد ہوا تھا کہ نظر کردہ بزرگان دین جوان خوش تا میں تشریف لائیگا نشان لوح بالتصریح
سمجھا دینا آئندہ جو پردۂ غیب سے ظاہر ہوتا ہے وہ ہوگا کہاں عرصہ کیا اسد نے چاہا
جھک کر لوں قدمبوس ہوں اُن بزرگ نے سر سینہ سے لگایا پیشانی کو بوسہ دیا فرمایا
ای شیر بیشۂ صاحبقرانی و ای تاجدار ملک کامرانی تمھارا مرتبہ اعلی ہے تمھارے بزرگوں کی ذات
سے نام یزدان پرستی روشن ہوا باطل پرستوں نے شکست کھائی ہر شہر و دیار سے صداے
تکبیر کان میں آئی یہ کہکر اپنے پاس بٹھایا ما حضر پیش کیا بعد فراغ آب و طعام فرمایا ای اسد
نامدار یہاں سے کوس بھر پر صحرا میں ایک نخل چنار ہے بوقت سحر اُسکے عقب میں جا کر مخفی ہو
نگاہ اُٹھا کر دیکھنا سامنے چشمہ آب صاف و شفاف ہے بروقت طلوع نیر اعظم ایک زاغ گوشتا
ہوا سے پیدا ہوگا پانی کی جستجو میں منہ کھولے ہوئے قریب چشمہ پہونچیگا جب وہ قصد کرے کہ
پانی سے سیراب ہوں گوشے سے نکلکر بتعجیل تمام ایک تیر مارنا کہ پشت کو توڑ کر پار گذرے سرکش
سہم جاے گوشہ پناہ اُسکو نہ ملے جب گر کر تڑپے مثل تیر کے اپنے کو قریب اُسکے پہونچانا جلد اُسکو
قتل کرنا خنجر سے شکم چاک کرکے صدف بطن سے اُسکے گوہر بے بہا یعنی لوح طلسم ہوشربا برآمد
ہوگی ایک صندوقچی ہے اُسکی کلید اُسی میں نصب ہوگی قفل کھولنا عنایت خدا سے لوح طلسمی دستیاب
ہوگی آئندہ جیسا کچھ اُسمیں لکھا ہے بموجب تحریر تدبیر کرنا لیکن ای شاہزادہ والا قدر ملحوظ خاطر
رہے کہ یہ حوالی طلسم ہوشربا ہے بر طریقہ یہاں کا ہوش ربا ہے جا بجا ساحران غدار رہتے ہیں اگر کوئی
بصورت دوست یا دشمن قریب آئے اپنے بیگانے کی شناخت واجب و لازم ہے آئندہ جو کاتب
قدرت نے کلک قدرت سے لوح پیشانی پر ثبت کیا وہ پیش آئیگا نقاش ازل کی تحریر میں جو لکھا

دو.. ہیں کو حیرانی ہے غرض صد در از شاہزادہ اسد غازی کو سمجھایا شب کو اپنے یہاں مہمان رکھا
بعد فراغ نماز ہر پیشہ خضر الجبنی مہرجان پیما بر اسے شکار داخل صحراے ظلمت ملی حصار ہوا اسد
غازی نے کمر باندھی اس مقدس سے رخصت ہوا صحرا کو طے کر کے عقب تل جنازشی ہوا چشمہ آب
نایاب کو بھی ملاحظہ فرمایا کہ پانی اسمین جوش مار رہا ہے ناگاہ گوشہ بیابان سے ایک کرگدن قوی جسیم
پیدا ہوا دہن کو مثل اژدر کھولے ہوے فیل مست کی طرح دوڑتا ہوا چلا آتا ہے صاف ظاہر ہے کہ پانی
کی جستجو مین بیتاب شاید کئی دن سے بے آب ہے اسد نے دل کو طرف پروردگار کے رجوع کیا کمان
کیانی کو دوش سے اُتارا چین بجال کا تیر ترکش سے نکالا تاک کر مارا پچھے پر اُسکے پڑا پشت کو توڑ کر پار
گذرا آواز آئی کشتی ہوا نام ہن گاؤ آتش بار جادو بودہ کرگدن تڑپ کر گرا اسد مثل برق جہندہ
تڑپ با قریب کرگدن کے پہونچا تیغ بیدریغ کھینچی ہاتھ مارا سر اُسکا قلم کیا بموجب ہدایت اس بہودرویش
کے شکم صید کا چاک کیا صاف ثابت ہوا کہ ایک آفتاب عالمتاب پردہ ابر مین پنہان تھا برآمد
ہوا دیکھا ایک صندوقچی اُسمین سے نکلی اسد نے خوش ہو کر اُٹھالی دور سے ضرغام شیر دل
بھی اس کیفیت کو بخوبی دیکھ رہا تھا دیکھا کہ آقاے نامدار نے کرگدن کو مارا ہے اور کوئی شے اُسکے شکم
سے نکالی خوشی خوشی دور سے پکارتا ہوا دوڑا اے شہریار مبارک ہو کیا شے پائی غلام بھی آگاہ ہو اسد
نے پکار کر کہا اے ضرغام درویش روشن ضمیر نے جو نشان ہمکو بتلایا تھا وہ ٹھیک ہوا اس صندوقچی
سے لوح طلسمی نکلے گی اب واضح رہے کہ ضرغام تو دور سے پکارتا ہوا آتا ہے ابھی صندوقچی کھولی
نہین ہاتھ مین ہے فلک کج رفتار تو ہر وقت درپے آزار ہے شادی و غم توام ہے مقام پر ہجوم غم و الم
اگر لمحہ بھر کوئی شب سا لہا سال رویا بموجب ابیات نظم دلپذیر

ورق دہر ہے مجموعہ پریشانی کا — نقد ہستی ہے ازل سے گرو دام قضا
عارضی شے ہے نہین یان کی کسی شے کو ثبات — ہے فنا عین بقا اور بقا عین فنا
جانتے ہین جنھین آرام و دل راحت جان — سبھی پہچانتے ہین گر چشم بصیرت ہو وا
یان کے باشندے ہین سیماب صفت شوخ کے بند — بات گزشتہ پہ کسی کو نہ کسی کا دیکھا
ہو بہسار چمن دہر خزان کے مانند — نہ گل و لالہ کو وقفہ نہ جوانی کو بقا
کیا ہوا جام جم و قصر فریدون ہے کہان — اُڑ گیا تخت سلیمان لب دوش ہوا

چار دن چاہو سو بیان کر لو کہ آخر ہو خاک — الحمد تاری آرام گہ شاہ و گدا

یاور و مونس و غمخوار جہان کوئی نہین — نہ تو ہے قاقم و سنجاب نہ فرش دیبا

نہ جہان کوئی گزندون سے بچانے والا — نہ جہان خاک کوئی تن سے چھڑانے والا

نہ جہان باد بہاری نہ نسیم سحری — نہ گل و لالہ و نسرین نہ فضائے صحرا

شب تنہائی و تاریکی و زندان تنگ — یا تن و اسد سے جو بچینگے نہ تارو دو جزا

الحذر الحذر ای داور یوم المحشر — تجھ سوا کوئی نہین ہے ہوس مفطر کا

بار غم سر پہ ہے پشتارۂ عصیان بر دوش — حشر مین توشۂ رہ و زاد سفر جرم و خطا

کوئی دنیا مین نہین دوسرا مجھسا بیکس — وائے بر حال من خستہ دل افسوس افسوس

دنیا مین کسیطرح راحت نہین جیتو کے کال کر پکے صورت گوہر مراد دکھی تجھے بھی نہ پاسکے کہ کیا نیک پر گردش فلکی سے دل بتنگ ہے چشم زدن مین کیا رنگ دکھاتا ہے اسد غازی ابھی طرح شاد نہونے پائے تھے ضرغام تو پکارتا ہوا آتا ہے اسد کے ہاتھ مین صندوقچی ہے ایک ہاتھ مین کنجی ہے جا بجا کے کر اور سر بستہ کو کھولین یکایک تھوڑے صدا آئی کہ شیر بیشۂ صاحبقران واہ صاحب علم و شان ذرا تامل فرمایئے صندوقچی نہ کھولیے مین نے آپکو جو کچھ تعلیم کیا ہے ایک نکتہ ابھی باقی رہگیا ہے وہ بھی ظاہر کرون ایک اسم پڑھکر یہ صندوقچی کھولی جائیگی ورنہ لوح طلسمی ہاتھ نہ آسکیگی اسد نامدار نے سر اٹھا کر دیکھا وہی پیر عبادت گزار عصا ہاتھ مین دوڑتا ہوا آتا ہے شاہزادہ اسد نامدار کو شرم آئی نہایت ممنون و مشکور ہوئے کہ یہ پیر گوشہ نشین اپنے مقام سے حرکت نہ کرتا تھا میرے واسطے بیچارہ دوڑتا ہوا آتا ہے ماشاء اللہ کیا صاف باطن عاشق صادق یار موافق ہے عابد زاہد پرہیزگار عاشق پروردگار یہ سوچکر اسد نامدار نے جواب دیا اسی درویش باکمال نے نہ کاؤ کا پتہ دیا یہی میرا ہادی و رہبر ہے اسی کے نشان بتانے سے مین نے گاؤ آتش بار جادو کو مارا وہی اب بھی آتا ہے کچھ تعلیم فرمائے گا ضرغام نے پھر آواز دی بہت بیکار شاد ہوا لیکن صندوقچی لوح کی اسکے ہاتھ مین دیکھیے کا شاید کچھ دھوکا ہو اسد نے غصہ مین جواب دیا تم خود عیار و مکار ہو ہر ایک کو شعبدہ باز جانتے ہو دوست دشمن کو بخوبی نہین پہچانتے ہو ہر چند ضرغام چیخا کیا کہ حضور مجکو تو قریب آنے دیجیے اسد نے کچھ جواب نہ دیا لیکن وہ پیر گرتا پڑتا قریب اسد کے آیا کہا ای شہریار لوح طلسمی مبارک ہو

صندوقچی مع کلید مجھکو دیجیے مین ایک اسم پڑھکر اُسکو کھولون لوح طلسمی آپکو دون ورنہ قاعدے
کے خلاف ہوگا عمر بھر سرگردانی مین بسر ہوگی اسد نے صندوقچی وکلید بخوشنودی ہاتھ مین
اس پیر کے دی صندوقچی لیتے ہی وہ پیچھے ہٹا اُٹھا تو اشارہ کیا کہ دیکھیے حضور اُنکا عیار ہمکو مکار
وغدار بتاتا ہی اسکو منع کیجیے یہ کلمات جہلات لائق ہمارے سُننے کے نہین ہین اسد غازی
نے غصے مین منہ پھیرا اُس پیر نے صندوقچی کو رومال مین لپیٹکر کمر مین رکھا تڑپ کر پرواز پیدا
کیے اسد نے پلٹ کر دیکھا وہ پیر گوشہ نشین نہین ہی یہ تو ایک ساحر ہے قائم ہوا اب اُسنے زمین
سے بلند ہوکر نعرہ کیا باش اوطلسم کشا مین مکار جادو ملازم شاہنشاہ طلسم ہوش رُبا اُس پیر
عبادت گزار نے غضب کیا تجکو نشان لوح بتایا مجکو خبر ہوگئی میرے بادشاہ افراسیاب جادو
نے مجکو ایک گوہر آبدار بنادیا تھا مراد اس سے یہ تھی کہ اگر گاو آتش بار جادو مارا جائیگا یہ
موتی ٹوٹ جائیگا خود سمجھ جاتا کہ گاو آتش بار قتل ہوا سواے اس پیر عبادت گزار کے
کوئی پہار دان اس حال کا نہ تھا مین نے جاکر اُسکو مارا اُسی کی شکل بنکر تیرے سامنے آیا دیکھیو ن
آنکھون مین خاک ڈالکر لوح کو لیجاتے ہین یہ سنکر اسد نامدار سن ہوگیا قریب تھا کہ طائر روح
قفس جسم سے نکلجائے مگر کیا کرین دس بیس گز زمین سے وہ بلند ہوچکا تھا اسپر بھی اسد نامدار نے
لے لقمہ و غضب تمام تیر مارا مکار نے برق چمکائی تیر جل گیا اب اسد کا تڑپنا پھڑکنا کیونکر بیان
ہو مکار بدکردار اسی اثنا مین بلند ہوکر ٹھہر گیا آواز دیتا ہی کیون ای طلسم کشا شہنشاہ طلسم ہوشربا
کا کیسا خیر خواہ ہون کیا معقول عیاری کی بسہولیت صندوقچی تجھسے لے لی اب یہ لوح خدمت
مین شہنشاہ افراسیاب کے لیجاونگا شاہنشاہ اسکو دریاے قلزم مین پھکوا دینگے اسد کا
ڈپٹنا نعرہ شیرانہ کرنا مگر مجبور و ناچار یہ زمین پر وہ بالاے آسمان خاص رنگ نشیب و فراز
ظاہر ہوا ایسی باتین کرکے مکار نابکار سوچا کہ مین اسد کو بھی گرفتار کرلون اب انکے پاس
کیا تھا باقی ہی لوح کا خوف تھا وہ میرے قبضہ مین آئی یہ سوچکر وہ ملعون پھر پلٹا کہا ای
طلسم کشا تجکو بھی لیتا چلون افراسیاب قتل کریگا لڑائی کا بالکل فیصلہ ہوجاے اب ضرغام
گھبراگیا کہا ای شہریار لعد اپنے کو بچایے ہمارا آپکا گرفتار کرنا اب اسکے نزدیک کیا مشکل ہے
ایک ماش کا دانہ کافی ہوجائیگا اسد نے کہا ای ضرغام یہ خدا یہ مجکو گرفتار کرلیجاے بلا سے قتل

کرے تو مین بہت شاد ہون بند غم والم سے آزاد ہون ہاے خواجہ عمرو کیا نہین سمجھے کہ ایسے
نادان تجھے لوح حاصل کرنے کو دی سکار چاہتا ہی کہ اسد و ضرغام پر سحر کرون کہ یکایک آسمان
سے بصورت عقاب اخضر جادو پیدا ہوا عجب طرحکا سانحہ دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام ہوا پر تھرانا ہی
اسد و ضرغام زمین پر بیقرار و اشکبار و مین سے نعرہ کیا باش او بچہ مین آپہونچا خبردار میرے آقا پر
سحر نہ کرنا سکار نے جو ملک اخضر جادو کو آتے دیکھا تڑپ کے بلند ہوا سحر کر کے بشکل طاؤس بنا
اخضر سے آکر لپٹ گیا پنجہ و منقار چلنے لگے دہن سے دونون کے شعلے نکلنے لگے ضرغام نے پکار
کر آواز دی اے اخضر یہ سیہ بخت مکر کر کے لوح لیچلا ہی جانے نپائے اخضر سحر کر رہا ہی مگر سکار بھی
بلاے روزگار ہی ہر مرتبہ قصد کرتا ہی کہ لوح نکال کر سامنے اخضر کے چپکا دون یہ گھبرا جائیگا لیکن اخضر
دم نہین لینے دیتا اسکو بھی خوف ہی کہ اگر یہ بچہ لوح چپکا دیگا مین بیکار ہو جاؤنگا سحر نہ کر سکونگا
اسوجہ سے پر اہلیمین چل رہے ہین کبھی منقار کبھی پنجون سے جنگ سحر آغاز حرب افسونگری کا نیا
انداز کبھی اخضر جادو غالب آیا کبھی سکار بدکردار نے اپنے کو سحر کر کے بچایا پر نوچکر پھینکدیے
قضاے کار ایک مقام پر سکار بدکردار نے سحر کر کے منہ سے برق چمکائی اخضر کے سر پر پڑی
برق جہندہ کو دیکھکر ابر غم والم دل پر چھایا سر زخمی ہوا لیس اخضر نے پکار کر آواز دی اے شہریار
یہ بچہ مجھپر غالب آیا سر جان نثار کا زخمی ہوا آپ کیا دیکھ رہے ہین اٹھاکر تیر مار دیجے مین بزور سحر
اسپر دباؤ ڈالتا ہون اسد یہ سنکر جوش مین آیا ورنہ حیران دیکھ رہا تھا کمان کو دوش
سے اتارا بہ تعجیل تمام تیر کو بچہ کمان مین پیوست کیا مگر معاملات قضا و قدر مین کسی کو کیا دخل ہی
انسان کی نگہبانی خود موت ہی جب نگہبان قصد کرے کون بچا سکیگا جو وقت خالق اکبر نے
مقرر فرمایا ہی بمصداق کل امر مرہون باوقاتہا اسی صورت سے وقت پر کام کا انجام ہوتا ہی بڑے
بڑے حکمایان اشراقین جنہون نے علوم کامل ایجاد کیے مردے زندہ کر کے دکھائے بعض نے
دعوے خدائی کیا اپنے کو پیدا کرنے والا جانا جب وقت اجل آیا کل حکمت مبدل بہ حماقت ہوئی
کچھ زور نہ چلا قابض ارواح نے روح قبض کی دم بھر کی مہلت نہ دی شداد صاحب بیداد بانی
بناے ظلم و فساد بسقدر مغرور ہوا دعوی یکتائی کیا بہار پیراے ازل کا ہمسر بنا بہشت تعمیر کی
جب وہ باغ پر فضا بنکر تیار ہوا چاہا سوار گلگشت بخرام ہون باغ مین داخلہ کر دون عین در باغ پر

ملک الموت نے آکر روکا کہا او شداد وقت دعوی خدائی گذر چکا واسطے چند دن کے سلطنت
کی خداے جہان آفرین کو بھولا بہشت بنوا کر ایسا پھولا بس ہو چکا ایک قدم شداد کا اندر ایک
باہر تھا اتنی بھی مہلت نہ ملی کہ قدم اٹھاتا سیر باغ کرتا ملول و حزین ششدر و غمگین اسوقت سوچا
کرہاے مین نے کیا کیا گھبرا کر جواب دیا اے قابض ارواح اتنا چاہتا ہون کہ چند ساعت باغ کی سیر کرلون
ملک الموت نے کہا حکم قادر مطلق خداے برحق ہے جو بیک لفظ کن زمین و آسمان ماہ و خورشید
ثابت و سیارگان کو کتمان عدم سے جلوہ ظہور مین لایا تجھ ایسے مغرور پیدا کیے صرف پلک تک
کا جھپکانا ممکن نہین ہوتا اجل کے وقت قرارداد مین اسکا ٹلنا ناممکن بس آمادۂ مرگ و صبا سے
قضا ہو بہت دنون خدائی کرچکا اسی مقام پر شداد کی روح قبض ہوئی بڑے بڑے شاہان
اولوالعزم پیوند خاک ہوے نظم

نہ سکندر ہے نہ دارا نہ فریدون باقی	نہ ہی ضحاک نہ خسرو نہ ہمایون باقی
نہ وہ دیہیم رہے اور نہ وہ تاج رہے	صاحب جاہ و حشم قبر کو محتاج رہے

مراد اس تقریر و تحریر سے یہ ہے کہ وقت اجل نہین ٹلتا اسد نے تیر کمان مین جوڑا اسپر کمان کا
کڑکا عقاب تیر پر کھولکر چلا انھون نے طاؤس کو تاکا تھا اسکار صداے سپر سنکر سہم کر الگ ہوا اخضر
بشکل عقاب سامنے تھا اسی کے سینہ بے کینہ پر پڑا مہرہ پشت کو توڑ کر پار گذرا اخضر نے صداے
ہیہات بلند کی عرض کی غلام تیر اجل کا نشانہ ہوا موت کا بہانہ ہوا اسکار تو بلند ہو کر آسمان مین
ڈوبا قہقہا مارتا ہوا نکل گیا اخضر بیچارہ تڑپکر زمین پر گرا سینہ پر زخم کاری تھا اسد نامدار نے چاہا
کہ خودکشی کرون اپنے خنجر مارلون اخضر نے بیقرار ہو کر کہا اے شہریار اس سے کیا فائدہ غلام نثار ہوا
اسی طرح قضا ہماری مقرر تھی حضور اپنے دست حق پرست سے دفن کرینگے شرف کونین حاصل ہوا
بانی بناے کون و مکان نے یہی صورت تحریر فرمائی تھی اسی حیلہ سے قضا آئی تھی کیا عذر ہے بندہ
مجبور و ناچار وہ مالک و مختار کچھ اسی مین مناسب تھا چند کلمات وصیت و نصیحت کہکر جان بحق
تسلیم ہوا شاہزادے کو صدمہ عظیم ہوا ضرغام نے سمجھا کر اخضر کو دفن کرایا اسد نے کہا او ضرغام
چلکر دیکھین پیر عبادت گزار پر کیا گذری درۂ کوہ مین آئے دیکھا اسکار جادو اس مرد پیر کو
قتل کر گیا لاش تڑپ کر سرد ہوا ہے ایک گوشے مین سامان دفن و کفن موجود تھا دونون نے ملکر

غسل وکفن دیا قبر کھدوا دی دفن کیا سرہانے قبر پر بیٹھکر فاتحہ پڑھا اس بیقراری میں آواز دی ای مطیع
احکام رب اکبر ای عبادت گذار گوشہ قبر میں جا کر کیا گذری نکیرین کو کیا جواب دیا انجام کیا ہوا

راحت میں بسر ہوئی کہ ایذا گذری	کیونکر تاریک گھر میں تنہا گذری	ای کنج لحد کے رہنے والو افسوس
کس سے پوچھیں کہ شب کیا یا کیا گذری	غرضکہ دیر تک قبر پر بیٹھکر اس مرد پیر کی اسد غازی روئے	

ضرغام نے عرض کی ای شہریار اب در بند مہر و ماہ پر چلیے لشکر کو ساتھ لیکر طرف لشکر ملکہ مہرخ کے
کوچ ہوا اسد غازی بیقرار ہو کر رو دیا فرمایا ای ضرغام میں ناکام جا کر ملکہ گوہر وغیرہ کو کیا روے
سیاہ دکھاؤں شرم آتی ہی واے رسوائی لوح طلسم کو یوں ہاتھ سے کھویا اخضر کو اپنے ہاتھ سے
قتل کیا ہا ہا لیاں فوج اسلیے ہمکو کیا کہینگے یہ طلسم کشا ہی یا مرد دیوانہ ہی اسکی رفاقت بیکار اپنے خیرخواہ کو
اپنے ہاتھ سے مارا ایسے کی رفاقت بیکار کون بھلا ساتھ دیگا اب ہمارا یہ قصد ہی کہ پہاڑوں سے
سر ٹکرائیں کسی کو روے سیاہ نہ دکھلائیں ضرغام نے عرض کی ای شہریار جو منظور خدا تھا وہ ہوا آپ نے
کیا خوشی سے اخضر کو قتل کیا جو تقدیر میں تھا اسی طور سے اجل آئی اسد نے کہا ای ضرغام اب
ہمکو نہ سمجھاؤ زبان درازی کر کے نہ بہلاؤ بلکہ ہماری خوشی یہ ہی کہ تم لشکر مہرخ میں جاؤ خواجہ عمرو ملکہ
بہار وغیرہ کے ساتھ تخت پر سوار ہو کر گئے ہیں جب اُنسے ملاقات ہو عرض کرنا وہ بد اقبال مارا گیا
ہمارے سر کی قسم مفصل نہ بتانا میں ای کوہ و دشت میں مارا مارا پھرونگا اپنی آبرو بچاؤنگا دریا میں
گر کر ڈوب جاؤنگا جو مجھسے نانا جان خواجہ عمرو نے زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا سب بجا ہی
میں طلسم کشا اس طلسم کا نہیں ہوں بارہ برس تک گوہر مراد نہ پایا ماموں جان کو قید سے نہ چھڑایا
لوح طلسمی دو مرتبہ دستیاب ہوئی کوئی مطلب حاصل نہوا ایسے بد اقبال اور بدنصیب کا زندہ
رہنا بیکار ہی جو مجھکو دیکھیگا یہی کہیگا ناحق اس شخص نے دعوی طلسم کشائی کیا ہماری حسرت کو
حسرت ہوگی ملکہ مہ جبین و ملکہ لالان خون قبا کی یاد بیقرار کرتی اب کوئی مطلب جدا ہوا نہوگا

موجب مضمون نظم

ساختم از حال دل آگاہ و یار از دست رفت	کردہ ام کارے بنادانی کہ کار از دست رفت
شہسوار عرصۂ عشقم و سے در کوے دوست	چون گذر کردم عنان اختیار از دست رفت
ہیچہ ابرو ہیم از دنیا ہمین داغ ست و بس	کز جہانے چو تو یارے ہمچو یارا ز دست رفت

قدر جان عاشقان معلوم خواہد شد ترا	جان من روزے کہ این مشت غبار از دست رفت
بال مرغ نامہ بر فرسود پاے قاصدان	چشم شد از کار کار انتظار از دست رفت
یار شوق وصل در اثناے رہ خواہیم مرد	طاقت از پا صبر و صبر و قرار از دست رفت
موجب خاموشی صود اچہ میپرسی کہ من	داشتم دل نام شخصے غمگسار از دست رفت

اے ضرغام اب ہمارا ساتھ چھوڑو اگر لشکر ظفر اثر صاحبقران مین گذر ہو اونا بہ قلعہ ذوالامان جو صاحب
پہونچو مادر مہربان سے کہنا حق شیر اوس غلام کو بحل کیجیے تشنہ و گرسنہ آپکا نور نظر پہاڑون سے
سر ٹکرا کر تمام ہوا آپ کے حکم کو نہ بجا لا سکا ماموں جان کو قید مصیبت سے نہ چھڑا سکا بسبب
حجاب کے حضور کو روے سیاہ نہ دکھایا ہمارا فرزند ارجمند اگر غضنفر شیر دل ملجاے تو کہنا
کہ بیٹا باپ نے وصیت کی ہے کہ ہمسے طلسم ہوشربا فتح نہوا حسرت و یاس لیکر یہ دہ دنیا کو چھوڑا
لیکن تم بھی صاحب جاہ و جلال ہو جبتک ہو سکے فتح طلسم ہوشربا مین کوشش کرنا اے ضرغام
یہ تو یقین کامل ہے کہ ہماری خبر مرگ سنکر نانا جان و صاحبقران زمان نورالدہر بدیع الزمان اسیج
نوجوان وغیرہ سب صاحب تشریف لائینگے طلسم ہوشربا کو مٹائینگے ہر مقام پر میلے ہونگے
لیکن ہمین قبر مین اکیلے ہونگے جو منظور خدا ایسے کلمات حسرت آمیز کہکر وہ نامور بہت رویا
ضرغام قدمون سے لپٹ گیا عرض کی اے آقاے نامدار غلام کو حضور کے قدم اقدس کی جدائی
ناگوار ہے جان دینا بیکار ہو بعد رنج کے راحت ہے وہ رحیم فضل اپنا شریک حال کریگا انشاء اللہ
تا بمنزل مقصود پہونچ جائیگا گوہر مراد بھی ہاتھ آئیگا حضور کا گمان بیجا ہے بھلا ہو سکتا ہے کہ حضور تو سر
ٹکرا کر جان دین میں لشکر صاحبقران مین جاؤن یا قبلہ و کعبہ کو منہ دکھاؤن واللہ مادر مجھ رو سیاہ
سے فرمائینگے او بدنصیب میرے شیر کو کہان چھوڑ آیا کیا خوب میری آبرو ہوگی اہل دنیا کیا
کہینگے کہ کیسا عیار قدیم تھا کیسا رفیق و ندیم تھا اپنے آقا کو چھوڑ کر چلا آیا اسکا منہ نہ دیکھو دربار
مین میرے واسطے خوب آبرو ہوگی بسم اللہ جان حضور کا مزاج جاہے جہین غلام ساتھ ہی زیر
قدم اقدس یہ بھی جان دیگا کیا مرنے سے روگردانی کریگا آخر ناچار ہو کر ضرغام کو بھی اسد
نے ساتھ لیا لیکن یہ کہدیا کہ لشکر مہرخ مین جانیکا نام نہ لینا اگر خدا فضل کرے اور لوح طلسمی حاصل
ہو تو ملکہ مہرخ وغیرہ کو منہ دکھائینگے فرحان و شادان لشکر مین جائینگے ورنہ کوہ و دشت ہمارا

مقام وحشی بد اقبال وہ دیوانہ نام سردار و عیار دونون روتے ہوے قبر پر سے پیر عبادت گزار کی اُٹھے گریان و نالان مضطر و پریشان ایک جانب چل نکلے انکو تو راہ مین چھوڑ لیجیے ذکر انکا وقت عصر یہ ہوگا دیکھیے فلک کجرفتار گردون غدار انکو کیا دکھاتا ہے

اب دو کلمہ داستان حیرت بیان شاہنشاہ افراسیاب جادو و نامہ ملکہ بہار خوشخو کے سنیے خمسہ

چون شکوہ ام بدشنم آن دل شکن کند | او در جواب کار دل خویشتن کند
غیرت چہا بجان من خستہ تن کند | کو بخت آنکہ یار شکایت ز من کند

چندانکہ مدعی بتواند سخن کند

یون ہر تری وفا سے دل زار نا امید | جیسے کہ جینے سے کوئی بیمار نا امید
لیا یہ نا امید ہوا ای یار نا امید | گردد ہزار بار گرفتار نا امید

گر شکوہ دلم ز تو بیمان شکن کند

یا رنجشان پہ بھلا اعتبار کیا | یا تو کسی کو دخل دہشادان مرے سوا
یا اسقدر وہ شکل سے بیزار ہو گیا | گر بیم سہ گرانی او نیست غیر را

سنم چرا ز ہمرہی خویشتن کند

غیرت نے ہاے قتل کیا مجھکو یا نصیب | دکھلائی پھر خدا کے بہ بزم اجل قریب
مین دور بیٹھون اور عدو یار کے قریب | آن ظالم کجاست کہ از پہلوے رقیب

قتل مرا بہانہ برخاستن کند

مدت سے اسکی ہم سخنی کی تھی آرزو | اب عین وصل ہے تو نہین تاب گفتگو
ای جوشش گریہ بس ہو ترے ہاتھ آبرو | او میکند سوال و مرا در جواب او

از اضطراب دل نتواند سخن کند

تھے جمع چند مکیش خوبی دل ایک جا | جاے کباب غیرت عاشق کا ذکر تھا
مومن بھی کیا ہی خوش ہو کس طمن سے کہا | میلے ہزار حیف کہ آن مہ پرست را

ذوق شراب ساقی ہر انجمن کند

لیکن افراسیاب خانہ خراب لعب پیچ و تاب داخل باغ سیب ہوا دربار جمع ہوا رئیس و امیر حاضر ہین
اُسوقت سرمایہ برق انداز نے پوچھا کہ اے شاہنشاہ عالی جاہ اسد غازی کو ساربان زادہ طرف
طلسم صندل کے لے گیا تھا آپ کا فرمان واجب الاذعان نہین معلوم ملکہ صندل کو پہونچا یا راہ مین
کچھ فتور پڑا افراسیاب نے جواب دیا ایسے ہمارے خراج گذار غافل ہین کہ بالکل فکر نہین کرتے ہین
مین یکہ و تنہا ایک سر ہزار سودا کہان کہان کی خبر لون کسکو روکون کسکو ٹوکون ارادہ ہی کہ جا کر بادشاہ
نیلم سے ملاقات کرون وہان سے کوئی ساحر زبردست روانہ ہو حال طلسم صندل بخوبی کھلے درد سر
مٹے یہ سوچکر تخت پر سوار ہوا تخت اُڑتا ہوا اچانک کوہ فلک شکوہ پر آکر ٹھہرا سایۂ نخلستان مین ٹہلنے
لگا یہ سوچ رہا ہی کہ اے افراسیاب یہ تو بخوبی ظاہر ہی کہ کل تک صرصر نے خبر دی ہی کہ لشکر مہرخ مین
عمرو اسد نہین ہین اگر یہ گرفتار ہوے ہوتے تو صندل میرے پاس روانہ کرتی عرصہ دراز ہو چکا
شاید کوئی فتور پڑا ساربان زادہ ارسطو فطرت بلاے روزگار ہی جہان کوئی نہ پہونچ سکے وہان پہونچتا ہی
مین خود طرف طلسم صندل کے چلون اپنا کام آپ کرون یہ سوچ رہا ہی کہ آسمان پر برق چمکی ایک
ساحر کو دیکھا اترا ہوا آتا ہی افراسیاب نے پہچانا عقل سے دریافت کیا کسی کا نامہ دار معلوم ہوتا ہی
یہ سوچکر آواز دی کہ او نامہ دار ٹھہر جا اُس ساحر نے سر جھکا کر افراسیاب جادو بادشاہ طلسم ہوشربا
کو دیکھا کہ تاج جواہر نگار سر پر پہنے ہوے بہ سطوت و صولت مثل بادشاہ ساحر کے ہوش اُڑ گئے
افراسیاب سے نگاہ ملتے ہی سحر بھولا جسم مین رعشہ پڑا تھرا کے زمین پر گرا قریب تھا کہ سر پھٹ
جائے لیکن بمشکل اپنے کو روکا دل کو سنبھالا افراسیاب نے بڑھکر ہاتھ تھام لیا کہا سچ بتا تو
کہان جاتا ہی اور کہان سے آتا ہی جادوگر حیلے حوالے کرنے لگا افراسیاب نے بہ نگاہ قہر
و غضب دیکھا کہا کہ آتش قہر و غضب سے جلا دونگا اب اسکے ہوش و حواس بجا نہ رہے
بے اختیار منہ سے نکل گیا کہ دربند مہر و ماہ سے آتا ہون افراسیاب خوش ہو گیا پوچھا
دربند مہر و ماہ پر کسکی عملداری ہی نام اسد کا اسنے بیان کرنے مین تامل کیا فوراً افراسیاب
نے غصے مین چٹکی خاک کی اُٹھا کر سر پر اس جادوگر کے ڈالدی وہ بیچارہ بجرم و خطا جلکر
خاک ہوا اب افراسیاب نے اسکی جھولی مین سے نامہ نکالا اسمین طرف سے ملکہ بہار وغیرہ کے
مرقوم تھا کہ اے ملکہ مہرخ عنایت خداے لم یزل سے طلسم صندل کو فتح کیا دربند مہر و ماہ پر بڑی قیامت

کی لڑائی پڑی ہے لوگ وقت پر پہونچے مہرو ماہ جادو کو مارا اب اسد نامدار پئے تلاش لوح تشریف
لیگئے ہیں ہم لوگ فلان راہ سے آتے ہین انشاء اللہ بخیر و خوبی پہونچکر وعدہ جات کی جانب سفر ہوگا صاحب
طلسم کشا بھی لوح لیکر آجا دینگے افراسیاب کو بھی قتل کرینگے یہ جو نامہ افراسیاب نے پڑھا تاج کو زمین
پر دے مارا ریش نخش کو نوچنے لگا کہتا ہے کہ ای افراسیاب صندل جادو کیونکر قتل ہوئی طلسم صندل
کا فتح ہونا ایسا آسان ہوا مہرو ماہ جادو کو سلمانون نے مار لیا لیکن جب اسد لوح لیکر آئیگا سمجھا
جائیگا پہلے چلکر ان باغیون کی خبر لو راستے مین چلکر مار دو لشکر مہرخ تک جانے نہ دو یہ سوچکر ایک جانب
بقہر و غضب تمام چلا بتفہ کھنچا ہوا ہاتھ مین تاج ڈھلکا ہوا غصہ سے چہرہ سرخ ہونٹون پر آہ سرد دل مین
درد او دھر سے تو افراسیاب چلا ہے لیکن ملکہ اختر مہ سیلان قبل زور شمشیر زن بعد جانے
ملکہ بران کے باغ نگارین مین گھبرائی کنیزون سے کہا ہمشیرہ صاحبہ طرف دربند مہرو ماہ کے
گئی ہین ابھی تک واپس نہ آئین نہین معلوم کیا سانحہ گذرا اس اقلیم مین جانا ہزار طرح کا خیال ہے
تمام اہالیان طلسم ہوش ربا دشمن افراسیاب ہر ایک ہزار کا رنمایان کیا کیا پر جادوان تو دریاے
حق روان کو خشک کرکے کل ہوش ربا کی آبرو ستائی ہے ہمیشہ افراسیاب و ملکہ حیرت جادو کی
فکر مین رہتے ہین کہ اگر ملکہ بران شمشیر زن کو پائین تو قتل کرین حافظ حقیقی آنکی حفاظت کرے
غرور دشمنون سے بچاتے ہین انکا فراق نہ دکھائے مین خود خبر لینے جاتی ہون وزیر زادیون نے
کہا کسی نامہ دار کو روانہ کیجیے خبر منگوا لیجیے اختر نے کہا نامہ دار اسطرف نہ جاسکیگا ملازمان
افراسیاب روک لینگے ایسے ویسے ساحر کو نہ جانے دینگے سب نے سر جھکایا عرض کی جو مناسب
وقت ہو عمل فرمایئے اختر کا چونکہ ستارہ گردش مین تھا اس ماہ آسمان خوبی نے اسباب سحر
ذات پر آراستہ کیا طاؤس زرین بال پر سوار ہو کر تلاش مین ملکہ بران و بہار کے چلی آخر تو تقدیر
مین لکھی ہے راہ ہی پہاڑ کی جانب سے گذر ہوا کہ جہان افراسیاب ٹہل رہا ہے افراسیاب
کی جو نگاہ پڑی کہ آسمان پر ایک ستارہ چمکا اب جو نگاہ غور دیکھا صاف ثابت ہوا کہ ملکہ اختر
طاؤس زرین بال پر سوار لعبد گرد و فراز ہی ہوئی آتی ہے اختر کو دیکھکر افراسیاب جل گیا سوچا یہ
بھی وہین سے ابھر کر آتی ہے اٹھ بیرا اختر گردش مین رہتی ہے جیسے ہی ملکہ اختر قریب کوہ پہونچی
اس سنگدل نے آواز دی ای اختر کہان جاتی ہے لیکر ملکہ اختر نے دیکھا کہ برج عقرب کا سامنا

ہوا ہوش اڑ گئے ہاتھ پاؤن مین رعشہ پڑا اشاقو زبان سے نکلا کہ ای افراسیاب ہم تیرے مقابلہ کے
قابل نہین ہین ہمارے عمر نامدار کوکب روشن ضمیر تیرے ہم نبرد ہین بھلا تیرا کیا مقابلہ جو دو گو بلا کر سب
ترداد دیکھ تو کیا حال کرتے ہین نانی دادی کے سحر و سپر اتارا ہی اتنا سمجھ لے کہ خون ہمارا پامال نہ جائیگا
خدا ہمارے خواجہ عمر و اسد دلاور کو سلامت رکھے ہمارے خون کا بدلا لینگے افراسیاب نے جو
عمر و اسد کا نام سنا آتش قہر و غضب مین بھنا ملکہ اختر کیطرف چلا کہ گرفتار کر لون اختر سمجھی کہ اس سے
جان بچانا دشوار ہی مجبور و ناچار کچھ گولے ترنج و نارنج جھولی سے نکالے افراسیاب پر پھینک مارے
شعلہ ہاے آتش برقین تلوارین چھریان افراسیاب پر گرین افراسیاب دفع کرنے لگا اختر سامنے
سے بھاگی افراسیاب نے چشم زدن مین اشارہ کرکے اس کل سحر کو مٹا دیا پیچھے اختر کے دوڑا اختر
کا یہ حال ہی ہر مرتبہ آپ ہی سحر کرتی ہی آپ ہی بھاگتی جاتی ہی افراسیاب تعقب نہین چھوڑتا اپنے
تمام جسم کا زیور اتار کر پھینک مارا افراسیاب جھپٹتا ہوا چلا آتا ہی اختر کو عالم یاس چہرہ
گو اس یقین ہو گیا ہی کہ اسکے ہاتھ سے جان بچنا دشوار ہی اس ظالم کے پھندے سے بھاگ کر کہان
جاؤن کیونکر اپنی جان بچاؤن اڑتی پھرتی تین کوس تک آئی کل زیور اپنا سحر کرکے گلے مین اتار کر
پھینک مارا تین کوس پر آکر تھمی افراسیاب نے الٹا سحر کیا کہ بیدردی سے بھی معذور ہوئی گھبرا کر
بالاے تخت سحری سوتیون کا مالا گلے سے اتارا افراسیاب پر پھینک مارا اسنے لوٹنے افراسیاب
شعلہ ہاے آتش نے گھیرا اختر نے سحر کو زور دیا کہ یہ ناری آگ مین پھنسے مین تڑپ کے نکل جاؤن
افراسیاب باران سحر برسا کے آتش سحر کو مٹا رہا ہی کہ یکایک افراسیاب نے دیکھا لاہوت جادو
اڑا ہوا چلا آتا ہی اور قریب ملکہ اختر پہونچ چکا ہی داخل ہو کر لاہوت جادو شوہر ملکہ زیور محل ساکن
باغ کا ملکہ محل کے ذکر آئیگا ناظرین پر واضح ہو جائیگا اسوقت کسی ضرورت سے اسطرف
نکل آیا یہ زن و شوہر ناظمان دربند افراسیاب ہین سحر و ساحری مین انتخاب ہین افراسیاب
نے جو لاہوت جادو کو آتے دیکھا پکار کر آواز دی ای لاہوت اس گیسو بریدہ کو لینا یہ مجھ
سے بچ کے اڑتی چلی آتی ہی لاہوت نے قریب پہونچکر دام سحر اختر پر ڈالا جیسا کہ جال کسیا
اختر اس دام مین پھنسی چاہا تڑپ کر نکل جاؤن جال توڑ دون اس فریب سے بھی بچیا سے مر م
نہ کی تیرا کھولکر خاک قبر جمشید اڑا دی اختر بیہوش ہو گئی لاہوت نے اسکی زبان مین سوزن

دیکر قفس مین کیا افراسیاب قریب آیا لاہوت جادو نے جھککر سلام کیا عرض کی شاہنشاہ اسوقت
کہان سے آتے ہین اختر بد اختر سے کہان مقابلہ پڑا افراسیاب نے بیساختہ آہ کی کہا او خیر خواہ دولت
اے صاحب سطوت و حشمت کیا کہون جیسا اس ساربان زادے نے مجھکو حیران کیا ہے اُسکو بیان نہین
کرسکتا ملکہ حیرت نے مجھسے قران لوح پوچھا اسد کو لیکر تا بطلسم صندل پہونچا وہان بھی نظام شریک
ہوے طلسم شکست قفل صندل کا بندوبست ہوا مہر و ماہ کو فتح کر لیا اب اسد تو فکر لوح مین گیا ہے ملکہ بہار
و باغبان و برق لامع و رعد و برق و بران شمشیر زن وغیرہ یہ چند سرداران نامی تمہاری سرحد کی
جانب سے آتے ہین ابھی مین نے نامہ دار کو گرفتار کیا اُسکو تو غصے مین جلا دیا نامے مین یہ تمام حالات
تحریر ہین یا سی غصے مین جاتا تھا کہ اختر سے مقابلہ پڑا یقین ہے کہ ابھی دین سے لزبہر کر آئی ہے اب تم
اپنے قصر پر جاؤ اختر کی قید سے پاس ملکہ زیور محمل نشین کے روانہ کر دینا اور یہ بھی اطلاع دو
کہ شاہنشاہ بھی تھوڑی دیر مین آتے ہین تمہارے باغ کی طرف سے بہار و باغبان و بران وغیرہ
آئینگے مثل و فطرت سے اُنکو باطمینان بلاکر قید کرو مین اس مقام پر آکر اُن سبکو قتل کرونگا ایکو زندہ
نہ چھوڑونگا اے لاہوت بہر تعجب ہے الیقین کامل ہے کہ اسد بن کرب غازی لوح پا گیا اسی سرحد مین
لوح رکھی تھی نگراون نے بتلا دیا ہوگا اب وہ طلسم کشائی مین مصروف ہوگا خیر لوح لے تو مہلت
پاوے اُسکی بھی تدبیر کرونگا سزا سے مقتول دونگا اپنی زوجہ کو بخوبی آگاہ کرنا کہ بہار و باغبان
وغیرہ کو کسی طریقے سے باغ مین بلالینا باغ اُسکا پر چند ہے ہوے پھولون کی بانی ست ہو جائینگے سحر کرنے کی
مہلت نہ پائینگے اگر کہین آگاہ ہو گئے تو سب ساحران زبردست ہین آفت ڈھائینگے لزبہر کر نکل جائینگے
لاہوت نے کہا حضور مطمئن رہین میری زوجہ بھی ساحرہ مقتول ہے گل باغ اسی کے قبضے مین ہے ہر گل
دلربا مسلیح مرقبہ اُسکا چشمون مین رنج جوانان چمن خدمتگار و منتر اس باغ کی بہار اگر کوکب آکر
بیٹھنے طائران زمزمہ سرا عندلیبان خوش نوا سنبل خس ہی کے مدلسین ہر گل واسطے دشمن کے خار ہر شاخ
سحر کی گھینچی ہوئی تلوار سرج ہو سرو دشمن کمند ہر سبزہ و ملبد ہے جزو اہداء ہر طفل غنچہ جمشید اسطے زہر کو
کے وقت سے وہ باغ آراستہ و پیراستہ ہے جب اشارہ کرے اگر سامری و جمشید عہد ہو دلوا دلوا
سنگر اکرمے دم شمیم کھا کے باغ سے نکل نہ سکے افراسیاب خانہ خراب نے کہا مین بخوبی
اس حال کو جانتا ہون اب تم بھی جاکر یہی سامان کرو ما بدولت تشریف لاتے ہین یہ کہکر افراسیاب

ایک جانب گیا لیکن لاہوت جادو قفس اُس طائر نو گرفتار کا لیے ہوئے اپنے قصر مین آیا بارہ ہزار ساحر
گرد اس قصر کے اُترے ہوئے تھے باغ اُسکی زوجہ کا یہان سے بارہ کوس ہے اپنے قصر پر آکر عقیقہ امیر جادو
سے تمام کیفیت بیان کی کہ دیکھو بار د ملکہ اختر بھتیجی کوکب کی افراسیاب سے لڑ رہی تھی گرفتار
کرکے لایا ہون آج باغ مین ہماری زوجہ کے ہنگامہ عظیم برپا ہوگا افراسیاب کو منظور ہے کہ ملکہ بہار
وغیرہ کو اُسی باغ مین قتل کرے کیا مشکل ہے سامری و جمشید تحریر فرما گئے ہین جہان کہین سلمانون
کا خون گریگا وہ زمین آباد ہوگی اب اگر شہنشاہ کو منع کرون تمھین بغاوت کرتا ہے اب تو مین قید
اختر پاس زیور کے روانہ کرتا ہون یہ کہکے فوراً نامے مین کل حال درج کیا بخوبی واقف کردیا کہ ای
ملکۂ عالم و ای مونس و ہمدم قید ملکہ اختر تمھارے پاس پہونچتی ہے اسکو باحتیاط رکھنا ہوشیار ہو تمھارے
باغ کی جانب سے ملکہ بہار و باغبان وغیرہ گذرا چاہتے ہین مکر و حیلے سے انکو باغ مین بلا لینا بعد
چند ساعت کے شاہنشاہ آئینگے مین بھی وقت پر پہونچونگا ان سبکو آج شاہنشاہ قتل کرینگے مگر
تدبیر مین گرفتاری سرداران مذکور کے غفلت نہ کرنا باعث بدنامی ہے کا نامہ لکھکر قفس اختر مین باندھا
سحر کیا زمین سے دھوان پیدا ہوا قفس اختر کو دھوئین نے گھیر لیا دیو دھوان قفس کو لیکر بلند
ہوا لاہوت جادو نے آتش سحر کو زرد دیا یہان ملکہ زیور محمل نشین باغ مین جلوہ فرما گرد چارسو
کنیزان ماہرو پریون کا جمگھٹا نہ خوف خزان نہ صیاد کا کھٹکا سلطنت بے خار مجمع نازنینان گلعذار
باغ حسن بہ بہار زلیخ کا ماہ ہوا ہے صبا بھی نشہ بادۂ محبت گلرخان مین لڑکھڑاتی ہے ہر مینائے شجر سے
سر ٹکراتی ہے ہر گل کا کٹورا شراب شبنم سے معمور کیفیت عیش و نشاط مین جوش رنگ و سرور یکایک
سامنے دیکھا کہ شعلۂ آتش بھڑکتا ہوا آسمان سے پیدا ہوا بر سر باغ آکر دھوئین نے چرخ مارا شعلے بھڑک کر
مخفی ہوئے سب نے بخوبی دیکھا بیچ مین ایک قفس آہنی قفس مین ایک ماہ رخسار دھوئین نے
قفس کو لاکر سامنے ملکہ زیور کے آتارا ملکہ زیور نے سحر کرکے دھوئین کو برطرف کیا کاغذ کھولکر پڑھا
ساتھ والیون کو مضمون سمجھایا جلد تیاری کرو شہنشاہ کی آمد ہے گرفتار کرنے مین ملکہ بہار وغیرہ
کے مُہری کہہ ہے آج اس باغ مین بہار و باغبان کا خون بہیگا ہر رُق لامع و برق درخشندہ دریاے
خون مین غرق ہونگے بی بران شمشیر زن پر چھری پھر گئی شراب و کباب کی تیاری کرو دیکھو صاحبو
کیا مشکل ہے اگر بہار وغیرہ میرے دام تزویر مین نہ پھنسین گرفتار کرلینا کیا بات ہے اگر سمجھ گئین

قیامت کی ڈرائی پڑیگی بہار و باغبان و بران و برق لامع و رعد و برق کے نام تحریر ہین
ایک ایک ان مین ساحر بے نظیر ہے دیکھیے آج کیا ہوتا ہے لیکن حکم حاکم مرگ مفاجات گردن تابی غیر ممکن
ہے ساحران زبردست سے مقابلہ پڑیگا سامری و جمشید آبرو بچائین انجام بخیر کرین یہ کہکر ملکہ زیور
نے ناچ وغیرہ موقوف کرایا گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی ہٹوادین تاج زرین سر پر رکھ
دریاے جواہر مین غوطہ مار لباس پر تکلف زیب جسم انور کیا عروس شب اول بنکر تیار ہوئی کنیزون کو
جابجا مقرر کیا خود منتظر آمد بہار و باغبان کرنے لگی وسط باغ مین کرسی جواہر نگار پر بیٹھی لیکن گوش
بر آواز چشم براہ انتظار کل سامان گرفتاری باغبان کا تیار

دو کلمہ داستان حیرت بیان ملکہ بہار و باغبان و بران و خواجہ عمرو وغیرہ بیان ہوتے ہین

یہ ملحوظ خاطر سامعین رہے کہ شاہزادہ اسد ضرغام شیر دل اس صحراے وحشتناک مین
سرگردان ہین لیکن بہار و باغبان و رعد و برق و برق لامع و خواجہ عمرو بعد فتح دربند مہرہ ماہ
کے اسد نامدار سے رخصت ہوکر بعد کروفر روانہ ہوتے ہین التماس بخدمت ناظرین ہے کہ اس
داستان حیرت آگین کو حسب ملاحظہ فرمائین اس حقیر ہیچمدان کو بدعاے خیر یاد کرین ایسے
مضامین سوزدن بعد مدعیاری خواجہ عمرو و مہتر قران نامور واقع ہوے ہین کہ ان مضامین حیرت
آگین کو تصنیف کرکے خود وجد ہوا ہر چند کہ تا بہ ختم جلد ہفتم انشاء اللہ المستعان ملاحظات ایسی ایسی
عیاریان و سحر ہاے پر تکلف بطرز داستان سرائی بعمدہ رعنائی و زیبائی تحریر ہونگے کہ داستانہاے
اول کو یقین کامل ہے کہ ناظرین فراموش فرمائینگے ہر مقام پر اس ہیچمدان کم مج زبان کو بھی خیال
رہتا ہے کہ سامع و خوانندہ ملول نہو بوجہ طول ہتو ناظرین ملاحظہ فرمائین خمسہ

سخن یہ اپنا بھی ہے افتخار کے قابل
بجا ہے کیون نہ کہیں اس وہار کے قابل
زمین کی چیزین ہین سب آسمان نگار کے قابل
نہین نہین فلک کجمدار کے قابل
یہ جانتا ہے سپہر دوش یار کے قابل

کہان ہین لعل لب خوشگوار کے قابل
غضب ہے دل جہان جونکار کے قابل
وہ دو دانت اور در آبدار کے قابل
نہین ہے تحفہ کوئی سیر بار کے قابل

کیا ایک روح فقط ہی نثار کے قابل

رہا جو پردے مین تا عمر رو کعبہ پہ دا
جہان یہ غل ہو مجھ پر سعادت طلعن ہی لیا
ذرا سے جلوے مین غش کھا کے گر پڑے جو
اسے تو پیر فلک نے کبھی نہین دیکھا
کہ اسکی آنکھ نہین دید یار کے قابل

ہمیشہ در دو رہا آسیاے گردون کا
نہ پوچھو حال کہون سرگذشت مین کیا کیا
برنگ دانہ جو اگردشون سے تن میرا
تمھارے ہجر کے صدمون نے اسقدر پیسا
کہ نہیان زمین آب فشار کے قابل

جنون زلف سے وحشی ہون چشم فتان کا
مقام غور ہے انصاف عدل و انسان کا
عمل جہان مین سبب ہے سزاے انسان کا
خدا نے عشق دیا مجھکو تیر مژگان کا
گناہگار تھا مجادہ دار کے قابل

یہ آرزو ہے کلیسین رکاب توسن سے
یہی سوال ہے ہر ایک دوست دشمن سے
مثال خار الجھ جائین دور دامن سے
یہ کون جائے کے یار صید افگن سے
کہ مرغ دل ہے ہمارا شکار کے قابل

ہمارے حال کی شہرت ہے قاف سے تا قاف
کمال حیف ہے دہیر اگر نہ ہو تم صاف
عوض مصیبت و غم کے ضرور ہین الطاف
اٹھائین کیسی جفائین ذرا کرو انصاف
کہ اب ہے عاشق دل خستہ پیار کے قابل

نصیب مجھکو اجل آئی تیرے کوچے مین
خدا نے قبر تو جوائی تیرے کوچے مین
ہماری خاک مین لائی تیرے کوچے مین
ہزار شکر جگہ پائی تیرے کوچے مین
زمین ڈھونڈھتے تھے ہم مزار کے قابل

یہی دعا ہے رحیم و کریم سے میری
جہان مین نور ہے سر سبز اے گل خوبی
نگاہ بد سے خدا رکھے حفظ مین ابھی
چمن مین حسن کے تیرے خزان نہ آئے کبھی
کہ ہین یہ پھول ہمیشہ بہار کے قابل

ہزارون ہم نے اٹھائے فراق کے صدمے
نثار کے بھی الم زیر خاک دیکھ چکے

دعا کریم سے کرتے ہیں گور کے نیچے
الٰہی انکو بچانا ہما کے پنجے سے
یہ استخوان ہیں سگ کوے یار کے قابل

وہ ہم نہیں ہیں کہ مرنے سے اپنے جی میں ڈرین
یہ آرزو ہے کہ دونوں لہو سے ہاتھ بھرین
جو قصد قتل ہوا انکا تو سب پہلے مرین
ہمارے خون سے رنگین چاہیے وہ کرین
حنا ہے یہ کف دست نگار کے قابل

بیان حال کرین منہ سے ہم جفاے صنم
یہی دعا ہے شب و روز ای خداے صنم
مآل کار کو دی جان تک بلاے صنم
ہماری قبر پہ ہو لوح سنگ پاے صنم
کہ اور سنگ نہیں اس مزار کے قابل

ہمیشہ پیش نظر ہے وہ غیرت گلشن
نہ کچھ ہے مہر کی حاجت نہ فکر شمع لگن
فراق یار میں بھاتی ہے کسکو سیر چمن
ہمارا داغ ہے سینہ میں رات دن روشن
چراغ ہے یہ شب انتظار کے قابل

نہیں جو شوق ہے گالے کا ای گل خوبی
نصیب لڑ گئے عاشق کے اپنی قسمت تھی
عجیب امر خدا ساز ہے یہ تقدیری
کھینچ گئے کھل سکے نہ ہم بھی یہ بات پردے کی
ہمارا تار نفس ہے ستار کے قابل

نہیں ہے کوئی زمانے میں برق اب ہمسر
یہ انکسار سے کہتے ہیں ہی فصاحت پر
عطا کیے ہیں خدا نے تمام فضل و ہنر
غزل کے کہنے میں مغرور ہو نہ ای حیدر
نہیں ہے شاعر دلی میں تو شمار کے قابل

کجا بودم اکنون فتادم کجا
بدیدار نیکان بکو آمدم
عنان سخن شد ز چنگم رہا
نشستم دم بار دیگر کہ خوت
دگر بار در گفتگو آمدم
بغیر ان هی الذی لا یموت

گوہر آبدار سخن گوزیب گوش حق نیوش سامعین والا تمکین کرتے ہیں کہ جب خواجہ عمرو سردار مذکور کو ہمراہ لیکر تخت سحر بہار پر سوار ہوے سمت لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ چلے عمرو نے کہا ای ملکہ بہار گلعذار و ای باغبان عالی وقار یہ سراسر ظاہر ہے کہ لوح طلسمی جس حوالی میں افراسیاب نے کبھی ہے نشان وقت خلوت راز و نیاز میں بتایا تھا لیکن یہ دھوکا دیا صاف یہی کلمہ کہا تھا

کہ لوح طلسمی میں نے پاس مہر و ماہ جادو کے بھیجی ہے سب نشان مطابق ہوئے طلسم صندلی
ہے سرگردانی راہ میں حیرانی پریشانی حاصل ہوئی دربند مہر و ماہ بھی فتح ہوا سرداران نامدار یعنی اسد
عالی تبار کو جانباز و سرفروش نے ملکہ اخضر سا ساحر قدیم صندلان صندلی پوش سردار
معقول و ندیم ملکہ گوہر جادو کیسی صاحب آبرو سب سامان عمدہ ہیں لیکن تم لوگوں نے ایسی
جلدی کی دو چار روز اور توقف کرتے ہمارے سامنے لوح کھاتی طبیعت تسکین پاتی اب انتشار
ہے دل بیقرار رہا قلب خالی تو ہماں روح جاتی ہے نامدار کے ساتھ ہے ہر چند کہ میں نے بچپن سے
تعلیم کیا ہے ہم سردار و ہم عیار ہے لیکن بادۂ جرأت سے سرشار ہے ہر بات کا آغاز و انجام سمجھنا نہایت
دشوار ہے دل اُسکی صحبت و مانست کا خواستگار ہے اگر مناسب ہو پلٹ پڑو دیکھیں کیا انجام ہو
لوح ملی یا نہیں ملی شاید کچھ ہماری تمہاری ضرورت پڑے بہار نے کہا اے شاہنشاہ اوج عیاری
فکر نہ کیجیے پروردگار مالک ہے اسد جو وہ بخضوع و خشوع معروف عبادت ہونگے غیب سے بشارت
ہو گی اُسی نشان پر جائینگے لوح طلسمی پائینگے اخضر السبا و افغار موجود ہے اب پلٹنا بہتر نہیں ہے
ایسا نہو افراسیاب نے کوئی ساحر زبردست ملکہ مہرخ پر بھیجا ہو اسکا بھی اندیشہ ہے کہ ناموس
طلسم کشا ملکہ مہ جبین و لالان خون قبا لشکر میں موجود ہیں اگر خدانخواستہ انپر کوئی افتاد پڑی
ہم آقا کو کیا منہ دکھائینگے افراسیاب تو مہ جبین کے نام کا دشمن ہے ساحر پرفن ہے خدانخواستہ
خیال کرے کہ مہ جبین و لالان خون قبا کو پکڑ لوں مہ جبین تو اُسکی دختر ہے لالان خون قبا
باغ خوبی کی گل تر ہے حسن و جمال میں ماہ و مہر سے بہتر ہے یہ بھی ہم لوگ سن چکے ہیں کہ اکثر اسکی
خواستگاری بھی کی اگر کوئی حرکت ناشایستہ کر بیٹھا اسد تو اس غیرت میں گلا کاٹ ڈالیگا عمرو نے
جواب دیا بجا ہے میرا دل حبت گھبراتا ہے آپ سب صاحبوں کے ساتھ کیوں آیا کوئی افتاد ہونے کو
ہے دل آگاہ خبر دیتا ہے بہار وغیرہ نے کہا خواجہ آپ کو بیٹھے بیٹھے ناحق کا تردد ہے اگر خدا کے فضل لیا
لوح پا چلے معروف طلسم کشائی ہوئے ضرور ہمکو نامہ بھیجا کر لشکر لیکر آؤ جسطرح اپنے ملک
داؤد وہ سے خبر دی تھی ہم لوگوں نے آ کر لشکر سنگ خونخوار سے مقابلہ کیا تھا اسی طرح اب بھی
وقت پر پہونچینگے یہ باتیں کرتے ہوئے سب سردار آتے تھے یکایک بھینی بھینی پھولوں کی آئی ہوا
سرو جلی جھونکوں نے بند قبا کھول دیے سر اُٹھا کر دیکھا سبحان اللہ قدرت پروردگار نظر آئی اک باغ

پر بہار قطع دار پھولوں سے معمور جابجا تعمیر قصور بے قصور چمن ہائے طلائی گلشن بے خزان نخل
سرسبز و شاداب چشمہ ہائے آب باآب و تاب گل نخل سبز پوش صیاد و گلچین خاموش جابجا طائران خوش نوا
طاؤسان مست و قمریان طوق گلو گویان لفظ کو کو تا یاب عندلیب جلوے گل مین مست بادۂ الفت پھل
سنقار مین دیے ہوئے شاخہائے موزون پر غزل خوان مطلع مصنف درد زبان مطلع

کچھ بلاہٹ سا ہی خوش ہر بلبل باغ مین | شاخہائے گل لہکتی ہین زیر گل باغ مین

شاخون لے پائے پیشکش شاہد گل ڈالیان لگائین بلبلین پھول پھول کے اترائین سوسن صد زبان نے دھری مسی کی جمائی دھر ادھر ی لوٹ رہی ہی زلف عنبرین سنبل کو پیچ و تاب سبزۂ خوابیدہ مست خواب بلا العیلا مین دکھاتا ہی جو ان چمن کو جوش بہار دیکھ کر غش آتا ہی نظم

واہ واہ کیا معتدل ہی باغ عالم کی ہوا | مثل نبض صاحب صحت ہی ہر موج ہوا
بھرتی ہی کیا کیا مسیحائی کا دم باد بہار | بنگیا گلزار عالم رشک صد دار الشفا
ہی گلون کے حق مین شبنم مرہم زخم جگر | شاخ بشکستہ کو ہی ہر ایک قطرہ مومیا
ہوگیا سوء قوت یہ سودا کا بالکل احتراق | لالہ بے داغ سیہ پائے لگا نشو و نما
ہوگیا زائل مزاج دہر سے بالکل جنون | بید مجنون کا بھی صحرا مین نہین باقی پتا
ہوتا ہی لطف ہوا سے اسقدر پیدا لہو | برگ مین ہر برگ کے سرخی ہی جیون برگ حنا
پائی یہ اصلاح صفرا لے کہ دنیا مین کہین | زرد چشم اب دیکھنے کو بھی نہین ہی کہربا
ہر مزاج بلغمی مین ہوتی ہی تولید خون | چاندنی کا پھول ہو گر ارغوانی ہی بجا

اس باغ مین جوش بہار ہر گل نام خزان سے بیزار نظم

نمانده در جہان کوئی کمر گل | عاشقون کو سبب وہ در دکھانا
زمین گل آسمان گل بحر و بر گل | گل لالہ عقیق زرد کاشف

نسیم عنبر شمیم کے جھونکے چل رہے ہین جوش پر موج آب ہر گل کے جسم مین لباس گلنار وسط باغ مین ایک چبوترہ ہر جسکی تعمیر سے وفور نور ایک شاہزادی گلبدن گلعذار غنچہ دہن رشک بہار کرسی پر جلوہ فزا گرد نازنینان خوشرو کمسن مرادون کی راتین پھولنے پھلنے کے دن بیچ مین وہ ماہتابان گرد ہجوم سیارگان جیسے ہی اس شاہزادی نے ملکہ بہار وغیرہ کو آتے دیکھا مثل شاخ گل وہ صاحب تجمل برائے تسلیم ملکہ بہار خم ہوئی ہاتھ اٹھاکر دعائے جان درازی دی عرض کی

ای ملکہ بہار کنیز کو پہچانا ہمیشہ خدمت میں رہی ہو مدت دراز سے تکلیف جدائی سہی زیور محمل نشین
میرا نام ہی ہمیشہ سے ہوا خواہ حضور کی یہ ناکام ہی آپکے باغ میں تشریف لائیے میں نے مفصل خبر
سنی تھی کہ طلسم کشا کو گنبد نور سے باہر کیا مجکو تعجب سے دہشت ہوئی تھی مدت سے مطیع الاسلام
ہو چلی مگر حیران تھی کہ حضور کی خدمت میں کیونکر جاؤن کوئی تحفہ لائق پیشکش نہ رکھتی تھی کہ اسکو
لیکر آتی شوہر میرا لاہوت جادو بھی یہان نہیں ہی چند ساعت توقف فرمائیے سیر گل ولالہ میں
مصروف ہوجیے کبھی پکار کر باغبان کو آواز دی کہ ای قوت بازوے افراسیاب شکر ہی بہار
پیراے باغ عالم کا کہ آپ بھی موجود ہین سب صاحبون سے سفارش کیجیے خوب مجکو ثابت ہو کہ اب
طلسم ہوش ربا نہ بچیگا کتاب سامری میں بھی یہی تحریر ہی جو آپ لوگون کا ساتھ دیگا عزت و آبرو پائیگا
ورنہ ذلیل و خوار ہو کر مارا جائیگا یہ کلمات مکر آیات جو ملکہ بہار نے سُنے خیال آیا کہ یہ دوست صادق ہی کہلائی
باغبان چند ساعت باغ میں ملکہ زیور محمل نشین کے ٹھہر جاؤ منت و خوشامد کرتی ہی ساحرہ زبردست
رکن طلسم ہوش ربا سحر و ساحری میں عدیل و یکتا ہی اور تو سب نے کہا بسم اللہ چلیے مگر خواجہ عمرو نے
کہا ای بہار اسکے کلام سے بوے دشمنی آتی ہی بالا بالا نکل چلو اسکے باغ میں نہ ٹھہرو ظاہر میں باغ
پر بہار ہی باطن میں دل کھٹکتا ہی کہ ہمارے تمہارے واسطے خار ہی ایسا نہو کسی بلا میں پھنس جائین
اگر اسکو خواہش ہوگی خود چلی آئیگی یہی جواب دو کہ ہمارا ٹھہرنا ممکن ہی اگر تمکو خواہش شراکت ہی
لشکر اسد نامدار جائیے بے تکلف ہم جیسے صبر و فقر کا دال چاہے تشریف لائیے سرفراز فرمائیے
ہم سب صاحب براے خدمتگذاری حاضر ہین اسوقت البتہ قاصر ہین ملکہ بران شمشیر زن کے
منہ سے بے اختیار نکلا کہ ای خواجہ اگر یہ گل پیرہن بغاوت پر کمر باندھیگی ہمارا کیا کر سکتی ہی
وہ اختر مروارید جیسے جان بچانا مشکل پڑے برق لامع نے تڑپکر جواب دیا ای شہنشاہ اوج
عیاری ایسی تزیین کرکے خرمن ہستی دشمن کو جلا دون اس باغ پر بہار میں خون کا دریا بہادون
رعد نے کہا وہ چیخ مارون کان کے پردے پھٹ جائین باغبان نے کہا باغی کی آنکھیں پھوڑ دون
عمرو نے کہا یارو تم سبکے دماغ میں غرور بھرا ہی شامتین آئی ہین ایسے کسی بلا میں پھنسو گے جان بچانا
مشکل ہوگی عمرو کی بات کا کسی نے جواب نہ دیا بہار نے مسکرا کر منہ پھیر لیا خواجہ کی باتون کو
ہنسی میں اڑا دیا زیور دست بستہ سامنے کھڑی ہی کہتی ہی ای ملکہ عالم تشریف لائیے سرفراز

کنیز بے تمیز خدمتگزاری کی امیدوار ہی عمرو نے ہرچند منع کیا کسی نے نہ مانا علاوہ ازین محل زیور
نشین نے بھی ایسی چرب زبانی کی آنکھون مین سبکے چربی چھا گئی خواجہ ایسے چراغ محفل فطرت
کی بات نہ سنی ملکہ بہار نے تخت بڑھایا جب قریب دیوار باغ تخت پہونچا اسوقت بھی عمرو نے کہا
ای بہار پیارے خدا باتون پر اس مکارہ کے نجاؤ سراسر پیشانی اسکی سیاہ معلوم ہوتی ہی شراب مکرو
غفلت سے جام کلام معمور ہی دیکھو دھوکا نہ کھاؤ سراسر عقل کا قصور ہی بہار نے نہ مانا ہنسکر ٹال دیا عمرو
نے کہا مین ساتھ نہ دونگا باغبان نے کہا خواجہ تمہارا ابھی دو چار کوڑی کا روزگار ہوگا خواجہ عمرو نے
کہا او بیوقوف پہلے نقد جان تو بچا یہ کہکر خواجہ عمرو تخت سے کود پڑے ساتھ والے ہان ہان کرتے
رہے خواجہ عمرو نے ایک کو بھی جواب نہ دیا تخت سے گرتے گرتے گلیم اوڑھکر غائب ہوے لیکن
سرداران مذکور مست شراب جہالت پابند محبس رنج ومصیبت سرحد باغ مین آکر تخت سے کودے
جیسے ہی ان سبھون نے زمین پر قدم رکھے زیور نے جھوم کر آواز دی یا سامری یا جمشید دشمنان
افراسیاب کو لینا سابق مین تحریر کرچکا ہون یہ باغ اُسکے بزرگون کا بنایا ہوا ہی ہر ایک بوٹا فسونگری
سے معمور ہر ایک نخل برائے سینۂ دشمن مژۂ جانستان ہر ایک پتا خنجر بران ہر ایک سرو آہ دلدوز ہر ایک
پھول شعلۂ جوالہ بلائے سحر سے سارا باغ بھرا ہوا تھا غنچے بہار کی حماقت پر مسکرائے پھولون نے
باغبان کی ذلت پر قہقہے اُڑائے سرو انگشت بدندان ہوا چشمون سے طوفان کا سامان عیان ہوا
حباب آنکھیں نکالنے لگے سارا باغ دشمن جان تشنۂ خون مسلمانان جانورون نے غل مچایا دام موج
صبا سے یہ صدا تھی خوب دام تزویر مین پھنسا ابر ان پر گھر آیا حیا اختر مروارید نکالون جوڑے
تک ہاتھ نہ پہونچا تھا کہ باغبان کی زبان بند بہار دردمند برق لامع تڑپی رعد کی آواز پڑ گئی
کڑکا بھولا جملہ ساحران مذکور بوئے گل سے مست ہوے سحر بالکل فراموش مثل تصویر تصور خاموش
اسم سحر نہ پڑھ سکے ڈگمگا کر گرے سب بیہوش ہوے زیور محل نشین نے کنیزون کو آواز دی دشمنان
شہنشاہ کو گرفتار کرو بڑے گرگ باران دیدہ گرم وسرد عالم چشیدہ تھے کنیزون نے ہر ایک ساحر
کی زبان مین سوزن دیا زیور محل نشین جانتی ہی یہ سب ساحر رکن طلسم ہوشربا ہین ہر ان سوزن
آفتاب طلسم نورافشان ایسا سوزن کو یہ لوگ نامحرم سحر کرکے نکل جائین اگر باغ میرا اثر از نہ
شعبدہ ہوتا ان سب کا گرفتار ہونا دشوار تھا قفل ہائے نار آتشین سب کے دہن پر چڑھا کے

آپ آکر مسند جواہر نگار پر جلوہ فرما ہوئی کنیزوں نے ان سب کو ہوشیار کیا اب آنکھ کھلی اپنے کو گرفتار مصیبت پایا اب سمجھا نا خواجہ کا یاد آیا کنیزیں کشان کشان لیکر سامنے ملکہ محجل زیور نشین کے آئین بران نے دیکھا ملکہ اختر بن سہیلان بھی گرفتار قفس مصیبت ہر اور زیادہ قلق ہوا شرما کر سر جھکالیا زیور نے بہ عتاب خطاب کیا کیون ای ملکہ بہار و باغبان افراسیاب کے ساتھ دشمنی کی بہروان جادہ طلسم ہوش ربا کی رہزنی کی خوف نہ آیا کہ بادشاہ جابر و قاہر ہی صاحب نیرنگ و شعبدہ دنیا مین کون اس سے مقابلہ کرسکتا ہی یہ وہ بادشاہ عالیجاہ ہی جسنے سلطنت ماچین کو مثل ہوش ربا پہ زور بازو قبضہ کیا دریاے نیل کی آبروستانی قہقہہ سیہ تخت کو مارا اُن سحر کون مین زمین تھراتی تھی زبان ماہیان دریاے نیل سے الحفیظ والامان کی صدا آتی تھی تم چند کس گنتی مین کیا کرسکتے ہواب دم بھر مین شہنشاہ تشریف لائینگے اسی باغ مین تم سب کا خون بہائینگے ان سردارون مین کلام کی طاقت کہان آنکھون مین بصارت کہان ہوا اس باغ کی خلاف سحر بالکل فراموش ہوا ہاتھ پانون مین رعشہ آیا یقین کامل ہوا کہ جان بچنا دشوار ہی فلک کج رفتار نے ہمارے سب کو مین مبتلا کیا اب رنج و ملال سے کیا ہوتا ہی سب سے زیادہ ملکہ بران شمشیر زن کا حال ابتر دختر بلند اختر شہنشاہ طلسم نور افشان صاحب جاہ و جلال آسمان لیاقت کی بدر کمال یقین کامل ہوا ای بران قضا کھینچکر اس باغ مین لائی اسطرح کبھی مجبور و ناچار نہوے تھے کس قیامت کا باغ ہی تماشے سے اسکے دل پہ داغ ہی افسوس طلسم اسکندری فتح کرکے شاہزادہ ایرج نوجوان نبیرہ حمزہ صاحبقران نے فرمایا تھا کہ صیقل آئینہ دارا ہیں اپنے کو طلسم ہوش ربا مین پہونچائینگے اسدنامدار کی شراکت کرکے قتل افراسیاب کی تدبیرین کرینگے وہ شیر صاحب ارادہ ہی طلسم ہوش ربا مین آنے پر آمادہ ہی ضرور تشریف لائیگا مگر افسوس ہمکو زندہ نہ پائیگا عین وقت پر موت کا سامنا ہوا اب کون صورت جان بچنے کی ہی اس باغ مین موت لیکر آئی بقول مخفی نظم

من ماہی آن بحرکہ آبش ہمہ خون ست
لب تشنہ چاہی کہ زلالش ہمہ خون ست

ہر کس نزدہ رہ بسوے دشت محبت
کالش ہمہ زہر است و زلالش ہمہ خون ست

ای خضر تو در چشمۂ حیوان کہ اسیران
نوشند از ان چشمہ کہ آبش ہمہ خون است

ہر بوالہوسے راز سد لاف محبت
با شبنم آن گل کہ گلابش ہمہ خون ست

بس ریختہ خون دل مخفی کہ ز سبداد | ہر جا کہ رود پا بہ رکابش ہمہ خون است

یہ اشعار مصیبت آثار خاص ایسے ہی وقت پر نظم کیے ہیں ای رحیم کارساز آج بدعت افراسیاب سے بچا روز سیاہ نہ دکھانا بہار کے بھی چہرۂ زیبا کا رنگ اڑا ہوا اپنی حماقت پر شرمندہ دل میں محجوب شرمسار محزون بیزار جان و آبرو کا خوف جانتی ہی کہ افراسیاب تجھ پر عاشق ہی ایسا نہو قصد آبروریزی کرے ای پروردگار حکم دے ملک الموت کو کہ آ کے افراسیاب کے سر پر خاتمہ ہمدرد ہمارا اٹھا کر لیجائے اس باغ میں آ کر مجھ خارکش ایسے مصیبت کو زندہ نپائے باغبان سرد دل میں خیال کر ای باغبان سبحان اللہ ہمارا لقب وزیر باتدبیر کیا بڑی قضدیر بچا بک یوں عقل پر پتھر پڑے بالکل اندھے ہو گئے پھوٹی آنکھوں سے نہ سوجھا پرائے گھر میں بے تکلف چلے آتا خواجہ عمرو کا سمجھانا خیال میں نہ آیا بڑا دھوکا اٹھایا مضمون مصرع صادق آیا ع چون قضا آید طبیب ابلہ شود * مصیبتیں ہوش ربا میں ہمنے جھیلیں جب وقت فتح طلسم آیا فلک نے ہمکو اس مصیبت میں پھنسایا افراسیاب جادو آتے ہی قتل کرے گا سب سے پہلے ہمارا سر کاٹیگا خوف جان میں یہ اشعار یاد آئے نظم

کیا جانے کسکی خاک ہی رکھ ہوش نقش پا | یوں رکھ قدم کہ تا نہ دبے دوش نقش پا
اعمال رفتگان کے مکافات کر نظر | حیران رہے میں صورت خاموش نقش پا
کسکی سخن میں خاک نشینان راہ عشق | گوش اپنے کر میں تنے کہ جیوں گوش نقش پا
وحشت ہی کس کو اہل جہان سے یہ اب مجھے | افتادگی نہ ہووے فراموش نقش پا
کثرت سے کوے یار میں گرمی ہی یہ کہ واں | پڑتا ہی پا میں آبلہ از جوش نقش پا
گذرے وہ کیونکہ خاک سے میری کہ تا ابد | چومے قدم کو اٹھنہ آ دوش نقش پا
افتادگان تک آن سکے کیا لیں گے راہ میں | جز خاک کچھ نہیں ہی دردا غوش نقش پا
ای شوخ ہرزہ گردی سے تیری ہر ایک جا | خون جگر کیا ہی مرا نوش نقش پا
پابوسی پر رقیب عبث وست ہی جی کہ واں | کب ہی قبول خاطر پا پوش نقش پا
سودا بہ قول حضرت بیدل کہوں دو بیت | خط جبین ماست ہم آغوش نقش پا

باغبان نے جو یہ اشعار پڑھے بہار جادو نے سنکر آہ کی خیال بادشاہ اسلام کیا گل سا چہرہ کمھلا گیا باغبان کو اشارہ کیا کہا ای باغبان مضمون ان اشعار کے ہم گرفتاران مصیبت پر صادق

آتے میں مدت سے گرفتار دام محبت آج اسیر دام مصیبت ہوئے اپنی جانب اشارہ کر کے یہ اشعار پڑھتے

آدم کا جسم جبکہ عناصر سے مل بنا
کچھ آگ بچ رہی تھی سو عاشق کا دل بنا
سرگرم نالہ ان دنوں میں بھی ہوں عندلیب
مت آشیاں چمن میں مرے متصل بنا
جب تیشہ کوہکن نے لیا ہاتھ تب عشق
بولا کہ اپنی چھاتی پہ دھر کے کوئی سل بنا
جس تیرگی سے روز ہے عشاق کا سیاہ
شاید اسی سے چہرۂ خوباں پہ تل بنا
لب زندگی میں کب ملے اس لب سے اے کلال
ساغر ہماری خاک کو مست کرکے گل بنا
اپنا ہنر دکھائینگے ہم تجھکو شیشہ گر
ٹوٹا ہوا کسی کا اگر ہم سے دل بنا
سن سنکے عرض حال مرا یار نے کہا
سودا نہ یاں میں بیٹھے یہاں متصل بنا

باغبان قدرت حسرت پر بہار کی زار زار رو رہی تھی میں کہتا ہوں حقیقت میں افسوس بہار کا شباب ہماری تو شادی ہوئی خانہ آبادی ہوئی لطف وصل و ہجر دیکھا اس بخت بد نصیب نے باغ عالم کی کیا ہوا کھائی ایسی نازنین کو اس حسرت و یاس کے مقام پر پہونچا دی ہائی ہائی بنائے گلشن عالم ہو واقف اسرار ہستی و عدم بہار جادو کو بچا لے لیکن زہرہ محل نشین نے فوراً ایک نامہ لکھا اپنے شوہر کے واسطے کہ اے شہنشاہ لاہوت جادو اے راز دار خوش خو قید ہوئے ملکہ اختر کی ہمارے پاس بھیجی مع نامہ اشتیاق قفس میں اس ماہ خوبی کو پایا ہمنے بھی یہاں بڑا کار نمایاں ہوا ملکہ بہار گلعذار و وزیر باشوکت اعنی باغبان قدرت و سیف قاطع ملکہ برق لامع و رعد و برق و صعد صف شکن ملکہ بران شمشیر زن ان سب کو ہمنے گرفتار کر لیا دام سحر میں پھنسایا یہ وہ ساحران غدار تھے کہ جن سے شہنشاہ ہوش ربا عاجز ہے مگر صحبت کی تاثیر ہے مدبر تو وہ مراد بر پر آیا بہ سر ی غرق ہوا سید ان خوبی کی تیاری کر رہے ہیں جلادان فرس طینت جمع کیے آمد شہنشاہ کا انتظار ہے کہیں وہ جلد آئیں اگر ان سب کو قتل کریں لیکن آپ بھی وقت پر ضرور آئیے گا دیر نہ لگائیے گا حقیقت میں آج روز قیامت ہے بہار جادو ایسی ساحرہ منظور نظر شہنشاہ قتل ہوئی ہے میں بیچاری ہوں وہ ظالم نہیں مانتی کہتی ہے اپنی جان دونگی اطاعت افراسیاب جادو نہ کرونگی آپ کو یاد ہو گا سابق میں ارشاد فرمایا تھا کہ بہار کے نکل جانیکا دل پر داغ ہے جب بہار نہ ہو باغ میں سناٹا ہر سرو چمن مثل آدرنگ باغ تباہ عندلیبان خوش نوا کو صدمہ و غم ہر ساکن باغ مبتلائے مصیبت رنج و الم فرماتے تھے کہ جو کوئی بہار کو راضی کرے مسند دولت سے ملادے دولت دنیا سے نہال کر دونگا لہذا آپ جلد آئیں ہم آپ ملکہ بہار کو سمجھائیں اگر یہ کام ہمارے ہاتھ سے نکلا افراسیاب جادو حاکم طلسم ہوش ربا کروسے تھوڑے لکھنے کو بہت جانیے گا شہنشاہ بھی آیا چاہتے ہیں آج انکے دل کو لگی ہے کہ شوہر ہے کہ طلسم کشا کو

در بند مہر و ماہ کی لوح طلسمی بعض کا یہ قول ہے کہ طلسم کشا مرحلہ جات پر پہونچا ناظمان طلسم ہوش ربا ششدر و حیران ہیں آج ہمارے باغ میں سحر کہ عظیم ہے خدا جلدی آبرو رکھے بہت کچھ ملکہ زیور محل نشین نے تحریر کیا نامہ ایک کنیز کو دیا کہا زبانی بھی کہنا ان سرداران مذکور کو پکڑ لیا باغ کے سحر میں بہار و باغبان کو دھوکا دیا ہے بران شمشیر زن بھی جال میں پھنسی ہیں برق لامع تڑپ رہی ہیں بدون آپ کے تشریف لائے قتل میں افراسیاب کو تامل ہوگا شاید آپ کے سمجھانے سے میرے باغ میں ان گنہگاروں کا خون نہ بہا میں یہ باغ ہمیشہ بہار بربادی سے بچے بخوبی سمجھا دیا کنیز نامہ لے کر بخدمت لاہوت جادو روانہ ہوئی

اب دو کلمہ داستان افراسیاب خانہ خراب کے بیان ہوتے ہیں

خمسہ موافق مضمون

مثل بو نظروں سے ہر اک گل نہاں ہو جائیگا
بلبلو صحرا سے بدتر بوستان ہو جائیگا
پھول کیا کانٹا بھی بے نام و نشان ہو جائیگا
کاروان باد بہاری کاروان ہو جائیگا
ایک دن یہ باغ پامال خزاں ہو جائیگا

کیا قمری شرم کے مارے نہاں ہو جائیگا
صبحدم صد چاک جیب انس و جاں ہو جائیگا
سامنے سے مہ تاباں بھی رواں ہو جائیگا
چاند سا چہرہ جو پردے سے عیاں ہو جائیگا
چشم عاشق کا ہر اک پردہ کتاں ہو جائیگا

کچھ دنوں سے وہ صنم جلوہ جو دکھلانے لگا
فیض ہر اک دولت دیدار سے پانے لگا
بہر نظارہ وہاں سارا جہاں جانے لگا
رفتہ رفتہ اپنے در تک وہ صنم آنے لگا
سجدہ گاہ خلق سنگ آستان ہو جائیگا

مانگ تو ای ماہ تیری کہکشاں کا ہے جواب
عکس رخ سے ہے نقاب روے انور ماہتاب
ہے خدنگ موے مژگان غیرت تیر شہاب
بالے کے موتی ہیں تارے روے تاباں آفتاب
تیرے آنے سے ابھی بام آسمان ہو جائیگا

قتل کرتے ہیں جو یاد آ جاتے ہیں ایام وصل
جان آ جائیگی تن میں جب سنونگا نام وصل
تلخ اپنی زندگی کا ہے مزہ بے جام وصل
یار جب مجھ جان بلب کو بھیجیگا پیغام وصل

دیکھنا پیغام بر تجھ بے زبان ہو جائیگا

ایک دم ہرگز نہیں تنہا میں اسکو چھوڑتا — پیچھے پیچھے ہو لیا جس سمت وہ اٹھکر چلا
خلق کو تجھ پر یقین ہو جائیگا ہمزاد کا — گر تو نہیں میں ساتھ ہوں تو رفتہ رفتہ دیکھنا

اس پری کو اپنے سایے کا گمان ہو جائیگا

جلوہ افگن ہو رہا ہے آج اس گل کا جو عکس — بو میں بھی خوشبو سما ہے آج اس گل کا جو عکس
دیکھو باطن میں رسا ہے آج اس گل کا جو عکس — اب جو میں پڑ گیا ہے آج اس گل کا جو عکس

باغ میں ہر غنچۂ گل عطردان ہو جائیگا

دنگ رہ جائیگی ہر بلبل تری گلگشت سے — باغ میں پڑ جائیگا اک غل تری گلگشت سے
سبزہ ہو جائیگا بالکل تری گلگشت سے — جان پائیگا چمن اے گل تری گلگشت سے

ہر شجر میں مرغ جانکا آشیان ہو جائیگا

دیکھ پائیگا جو صورت روے آتشناک کی — ہے یہ گرمی فی الحقیقت روے آتشناک کی
دل جلا ڈالیگی حیرت روے آتشناک کی — تھرا اسکی شرارت روے آتشناک کی

شعلۂ آتش ترے آگے دھوان ہو جائیگا

کیا ستم اے ترک تیری چشم نے برپا کیا — یہ رلایا دیدۂ نرگس کو بھی اندھا کیا
زلف نے پھانسی دی سنبل نے اگر دعوی کیا — تیری ابرو نے کمان کو تیر سا سیدھا کیا

پیش مژگان تیر خم ہو کر کمان ہو جائیگا

تیز کتنی دیکھنا تیغ نگاہ ناز ہے — صاف کٹے مرغ جانکا ہر پر پرواز ہے
پر کہان عالم میں ہمسا عاشق جانباز ہے — کیا ضرر ہملو جو وہ محبوب تیر انداز ہے

ہر خدنگ ناز بدن میں استخوان ہو جائیگا

میں نہ سمجھا تھا کہ دل ایذا دکھائیگا مجھے — پیچ میں اس طفل کی کاکل کے لائیگا مجھے
وہ بڑھیگا میں گھٹونگا غم ستائیگا مجھے — انقلاب دہر تب اس سے ملائیگا مجھے

پیر جب ہو جاؤنگا میں وہ جوان ہو جائیگا

حسب خواہش گر نہیں یہ شعر کا مضمون لکھا — ماں نے آباد کا کتنا زیادہ غم نہ کھا

آج تیرا کوچہ دلدار مین ہر دل لگا | فکر کر موقوف ناسخ دل نشین لگتا ترا
پھر طبیعت کا کسیدن امتحان ہو جائیگا

افراسیاب خانہ خراب ملا اختر ماہ پیکر کو گرفتار کرکے بلنا اس سوچ مین کہ اختر کو تو مین نے گرفتار کیا ملکہ بہار وغیرہ کی تدبیر زیور محل نشین کرگی نہین معلوم ساربان زادہ بھی انکے ساتھ ہی یا نہین ایسا نہو دم دیکر زیور کا گٹھا اڑوا لے لوٹ مار کے چل دے اُسکو کون بچاپیگا صرصر کو ڈھونڈھ کے ہمراہ لے لون اُسکی ہوا بندھی ہی صرصر بخوبی پہچان لیگی حقیقت مین صرصر بھی ہوا مین گرہ لگاتی ہی عمرو کو بھی صرصر سے ایک راہ ہی گلشن حسن صرصر کا ہوا خواہ ہی یہ سوچکر افراسیاب ایک پہاڑ پر ٹھہرا ایک پتلے کو روانہ کیا حکم دیا صرصر جہان ملے وہان سے اُسکو لاؤ پتلا مثل شعلہ جوالہ آسمان پر چمکا صرصر شمشیر زن لشکر حیرت سے نکلی تھی حیرت نے حکم دیا تھا کہ لشکر سلطانی کی خبر لاؤ صرصر شمشیر زن کو یہ تو یقین کامل ہی کہ لشکر مین سرداران نامی نہین ہین اسد غازی کی فکر مین سب گئے ہونگے سب سے زیادہ یہ خیال ہی مہتر قران عیاری مین صاحب کمال ہی وہ بھی اسی جستجو مین گیا ہوگا ضرغام نے بھی اپنے کو پہونچایا ہوگا یہ عیاران طرار جس اقلیم مین جا پہنچینگے قیامتین برپا کردینگے وہان کے باشندون کو جان بچانا دشوار ہوگی یہ سوچتی ہوئی طرف لشکر اسلام کے چلی ہی کہ آسمان سے پتلہ جھوب کر گرا صرصر کو اُٹھا کے لے چلا لشکر حیرت جادو مین ہلڑ ہوا صرصر کو ایک پتلا اٹھا لیگیا حیرت جادو نے کہا مطلق نہ گھبراؤ شہنشاہ نے بلوایا ہوگا احوال کھل جائیگا آج کل شہنشاہ بڑی کوشش مین ہین خود جستجو کر رہے ہین مشہور ہی طلسم کشا کو لوح ملگئی ساربان زادہ اسد غازی کو تابہ دربند مہر و ماہ لے پہونچا جب تک غفلت رہی اب شہنشاہ خواب خرگوش سے بیدار ہوئے غافل تھے ہوشیار ہوے ای یاقوت و زمرد کسی ساحر تیز رو کو بھیجو مفصل خبر منگاؤ دشمنون نے کیا مشہور کیا ساحرون کو ناچار و مجبور کیا یاقوت و زمرد نے عرض کی لونڈیون نے بے حکم حضور ہرکارے روانہ کیے ہین دربار مہرخ مین موجود رہتے ہین خبر مفصل ملیگی لیکن افراسیاب جادو بر سر کوہ فلک شکوہ ٹھہرا ہوا ہی صرصر نے سلام کیا پوچھا ای شہنشاہ خیر تو ہی لونڈی کو کیون یاد کیا افراسیاب جادو بولا ای صرصر بدبخت مسلمانان سے کلیجہ خون ہوگیا دم لینا مجھکو مشکل ہوا مین نے نامدار بہار وغیرہ کو گرفتار کیا صاعت اسمین لکھا تھا کہ دربند مہر و ماہ فتح ہوا اسد تلاش لوح مین مصروف ہین

کامل ہی کہ اسد نے لوح پائی ہوگی خواجہ عمرو نے طلسم صندل فتح کیا مین نے زیور محل نشین کو نامہ
لکھا ہی کہ ملکہ اختر کو گرفتار کرکے بھیجتا ہون بہار وغیرہ کو دم دے کر گرفتار کرو زیور محل نشین
بہت چست و چالاک ہی اُسنے بیشک گرفتار کر لیا ہوگا اسوقت مجھکو خیال ہوا کہ عمرو بھی ان سب کے
ساتھ ہی ایسا نہو زیور کو دم دے کر نکلجائے اُسکو کون پہچان سکتا ہی بڑے بڑے عیارون کو اُسکی
چالاکی پر سکتا ہی اسواسطے مین نے تمکو بلوایا ساتھ لیکر باغ زیور محل نشین مین چلتا ہون اگر کچھ مکر ہو
یا سلد بان زادہ ارادہ کرے تو ہر رنگ مین پہچان لیگی صرصر نے کہا ای شہنشاہ نگوڑا میرے سامنے
کیا عیاری کرسکتا ہی جب کبھی سامنا ہوتا ہی باتین بنا کے روتا ہی یہ بھی ایک ہوشیاری ہی اپنے تئین
عاشق مشہور کردیا اگر ہمنے گرفتار کیا تو کہیگا مین بستۂ کمند گیسو ہون اور جو کہین اُسکا فقرہ پھر چلگیا
ناز کرتا ہی کہ ہمنے ملکہ صرصر کو گرفتار کیا مین خوب موے مکار کی باتون کو سمجھتی ہون افراسیاب
جادو نے کہا ای صرصر آج چلکر پہچانو تو جانین آج لڑائی کا خاتمہ کرتا ہون صرصر نے کہا میرے سامنے
کیا عیاری کرسکتا ہی جس صورت مین ہوگا پہچان لونگی افراسیاب جادو نے صرصر کو تخت پر
بٹھا لیکر طرف باغ زیور محل نشین کے چلا یہان زیور محل نشین اسی انتظار مین ہی کہ یکایک آسمان
پر برق چمکی دیکھا افراسیاب جادو تخت پر سوار پہلو مین صرصر شمشیرزن مکار زیور براے تعظیم
اُٹھی پایۂ تخت پر افراسیاب کے ہاتھ رکھدیا لاکے باغ مین اُتارا افراسیاب نے جو نگاہ اُٹھائی
دیکھا بہار وغیرہ مسلسل بیٹھی ہین رنگ روسیلے متغیر بہ عتاب خطاب کیا ای باغبان یہ دن یاد نہ تھا
اب اسطرح قتل کرونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا تمہارے حال پر روئینگے مجھکو ذرا ترس نہ آئیگا تم
سب نے ملکر اسد نامدار کو تابہ دربند قمرو ماہ پہونچایا لوح دلوا سکا اب مٹے جو نابدولت تو
آمادہ مرگ و مہیاے قضا مین جب اسد کے پاس لوح موجود ہوگی بیشک مجکو مشکل پڑیگی لیکن
تم سب کو تو قتل کرون ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑون اکیلا اسد غازی کیونکر عملداری کریگا غم مین
یاران ہمدم کے تڑپ تڑپ کے مرجائیگا کسی نے کچھ جواب نہ دیا سب محجوب شرمسار مضطر بیقرار
موت کا سامنا ایسا ظالم موجود ہی سواے سکوت کیا جواب دین مگر زیور محل نشین نے کہا ای شہنشاہ
آپ کو کیونکر ثابت ہوا کہ اسد غازی کو لوح ملگئی آپ نے دربند قمرو ماہ پر لوح رکھی تھی عمرو نے
جو بہ شکل حیرت پوچھا آپ نے مفصل بتلایا کچھ پردہ بھی رکھا افراسیاب جادو نے کہا ای زیور

محل نشین حقیقت مین اور تو سب حال مین نے مفصل بیان کیا لیکن یہ غلط کہا کہ لوح مہر و ماہ
جادو کے پاس ہی ایسے مقام پر رکھی ہی کہ طائرِ وہم و خیال نہین پہونچ سکتا اور ایک ساحر ہی کہ اُسکے
شکم مین لوح رکھی ہی اور اسپر اور ایک ساحر زبردست کو نگہبان کیا اگر اسکو کوئی قتل کریگا دوسرے کو
ضرور خبر ہو جائیگی زیور محل نشین نے کہا اس ای شہنشاہ کیونکر یقین کامل ہوا کہ طلسم کشا لوح پا گیا افراسیاب
جادو نے کہا اس دلیل سے سمجھتا ہون کہ یہ سب سرداران مقید دمین سے لڑ بھڑ کے چھٹے ہین ہمارا بانی زادہ
بھی انکے ساتھ مقید تھا یقین ہی ہمراہ اسد غازی کے رہ گیا عیاریان کر رہا ہوگا زیور نے کہا ای شہنشاہ
یہ گمان بہ مقدرِ حصول لوح کامل و اکمل نہین ہی صد طرح کے شکوک ہین ایک رائے کنیز عرض کرے
اُسکو کیجیے ابھی احوال کھل جائے گا ایک پتلہ سحر کا اپنے دست زبردست سے بنائیے حکم دے کر روانہ
کیجیے کہ اسد نامور جہان ملے اسکو گرفتار کر لائے تو ظاہر ہی کہ طلسم کشا جہان ہوگا وہان پتلہ حضور کے سحر کا
پہونچیگا اگر طلسم کشا صاحب لوح ہی تو پتلۂ سحر کی کیا مجال کہ طلسم کشا کو ہاتھ لگا سکے واپس آئیگا یا مارا جائیگا
اگر لوح طلسم کشا کو نہین ملی بیشک گرفتار کر لائیگا افراسیاب کو یہ بات پسند آئی واہ رے زیور محل نشین
کے آفرین کی کہا ای زیور محل نشین کیا صلاح معقول بتائی یہ بات دل مین کھپ گئی اسی وقت افراسیاب
نے دانائی کر کے ایک ناؤ منگایا اسی جنس کا پتلا بنایا کہا ای پتلۂ سامری جہان طلسم کشا ملے گرفتار کر لینا
اور جو کوئی اُسکے ہمراہ ہو اُسے بھی لینا خبردار زنہار نہ چھوڑنا پتلہ وہان سے پرپرواز پیدا کر کے چلا تلاش
مین اسد نامدار کے دشت و صحرا دیکھتا بھالتا چلا جاتا ہے

اب وہ کلمۂ داستان حال مصیبت مآل اسد نامدار کے تحریر ہوتے ہین

سابق تحریر کیا کہ اسد نامدار زندگی سے بیزار چھن جانے سے لوح کے مبہوت دہن پر مہر سکوت
مثل تصویر تصور خاموش دریائے مصیبت کا جوش ضرغام شیر دل و صدمہ سمجھاتا ہی ای شہریار
صبر کیجیے دل پر جبر کیجیے انشاء اللہ پھر لوح طلسمی ملیگی وہ مسبب الاسباب ہی کوئی سبب ایسا ہوگا
لوح طلسمی سے کرفتاحی طلسم آپ کرینگے کل بازداران طلسم ہوش ربا کا قول ہی کہ آپ فاتح
طلسم مین لیکن یہ طلسم ہوش ربا ہی ہر ایک طریقہ اسکا ہوش ربا ہی افراسیاب کے ملازم سحر و
ساحری مکاری غداری مین بے نظیر صاحبان تقریر و لقہ ہر ہر وقت اسی فکر مین ہین کہ طلسم کشا کو
قتل کرین دیکھیے پروردگار نے آپ کو گنبد نور سے کیونکر بچایا خواجہ عمرو نے کس دھوم سے چھوڑایا

اسد نامدار نے فرمایا ای ضرغام اب لوح کھلنا ناممکن ہے اسی صحراے ہول خیز مین تڑپ تڑپ کے مر رہے یہ اشعار آبدار ہمارے مصیبت حال پر صادق آتے ہین اشعار

پاتے ہین مہربانی کو بدتر ستم سے ہم — باز آئے ایسے آپ کے لطف و کرم سے ہم
فیض جنون سے ایسے ہوے ہین زخود غلط — شادی سے آشنا ہین نہ واقف الم سے ہم
قاتل ادھر بھی تیغ نگہ کا کرے گا وار — چشم امید رکھتے ہین اُسکے کرم سے ہم
عشق کمر کو چھوڑ کے کیون محو لب ہوے — ہستی مین آئے اُسکیلیے ملک عدم سے ہم
بدعہد اگر سمجھتے تو دیتے نہ دل کبھی — دم مین تمھارے آگئے قول و قسم سے ہم
پاتے ہین ذرہ ذرہ مین اس مہر کا فروغ — ادنے کو بھی نہ دیکھین کبھی چشم کم سے ہم
جادو بیان ہین قہر و غضب کے ہین جابجا — اُس شوخ کو گھر اپنے لگا لائے دم سے ہم
اقلیم عاشقی مین سلیمان وقت ہین — تسخیر کرکے پریون کو نقش درم سے ہم
پامالون کا ہی پایۂ افتادگی بلند — سیکھے یہ چال یار کے نقش قدم سے ہم
درد وفا سے ہوتی ہی چشم وفا کمال — راحت بہت اُٹھاتے ہین تیرے ستم سے ہم
پچھتا رہے ہین ترک ملاقات یار سے — خوش چھٹکے ایکدن ہوئے قید غم سے ہم
دل کو ہمارے الفت مژگان یار ہی — رکھتے ہین کام خنجر قاتل کے دم سے ہم
جبتک نہ دینگے بوسۂ تریاق خال لب — جانبر نہون گے گیسوے افعی کے سم سے ہم
کرتے ہین فیض بادہ سے سیر طلسم نشہ — جام اپنا کم سمجھتے نہین جام جم سے ہم
عشق بتان یار نے مارا ہی بے گناہ — نالش کرینگے حاکم ملک عدم سے ہم
روز جزا کا خوف نہین کچھ ہمین قلق — پائین گے خلد الفت شاہ امم سے ہم

ضرغام شیر دل ان اشعار مصیبت خیز کو سنکر رونے لگا کہا ای شہریار آپ کے کلمات پرتاثیر ہین یہ کلمات برائے نمونہ دل تیر ہین واسطے خدا کے صبر کیجیے ورنہ قلب الٹ جائیگا آپکے نانا جان نے راہ جہاد مین کیا کیا مصیبتین اُٹھائین بہت امر آسان ہو عرض کرتا ہون اگر تجھ پر یہ مصیبت پڑتی تو ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا لیکن اس بار مصیبت کو نہ اُٹھاتا نوشیروان نامے مین تحریر ہی سلسلہ تقریر یہ ہی جب صاحبقران زمان نے بعد قتل حضرت ملکہ آسمان پری شہپال بن شہرخ سے شادی کی طلم

عالم آپ کے نانا جان پر عاشق تھیں قصد تھا کہ پردۂ دنیا پر پہنچائیں آپکے نانا جان ثابت قدم کوہ محبت صاحب شوکت و لیاقت جب پردۂ دنیا کا نام لیتے تھے اور ذکر ملکہ مہر نگار آجاتا تھا ملکہ آسمان پری کسی دشت وحشت خیز قاف میں چھوڑ دیتی تھیں یہ ایسے شیر تھے کہ اُن مقامات کو فتح کرتے تھے لکھ در لکھ دیوان قاف مطیع کیے چھتیس پردہ ہائے قاف فتح ہوئے اٹھارہ برس اسی بلا میں مبتلا رہے لیکن آپ کی طرح بوالہوس نہیں ہوئے بعد اٹھارہ برس کے وہ جو ضد کی تھی کہ خدا کی مدد سے پردۂ دنیا پر جاؤنگا کسی کا بار احسان نہ اُٹھاؤنگا اسی طرح لڑتے بھڑتے ہوئے آئے آپ چند عرصہ میں اسقدر گھبرا گئے پروردگار کو یاد کیجیے وہ اس مشکل لاحل کو حل کریگا یہ باتیں کرتے ہوئے ایک چشمے پر آئے پیاس کی شدت آفتاب کی حدت سرِ چشمہ پر بیٹھے ضرغام نے چھاگل نکالی چشمہ سے پانی لیا اسد نامدار نے کہا اے برادر پیاس تو بہت ہے اگر پانی پئیں گے تشنہ کامان کوے محبت طعنے دینگے یاد اموس نے پریشان کیا ہے کاش کہ افراسیاب تک پہونچے وہ قید کرتا خنجر گلے پر دھرتا ملکہ مہ جبین دلالان خونقبا کو خبر تو پہونچ جاتی کہ اس بوالہوس کا خاتمہ ہوا ضرغام نے کہا حضور پانی نوش فرمائیے زبردستی چھاگل ہاتھ میں دی دو چار گھونٹ پیے کسیقدر سیراب ہوئے ضرغام نے بھی پانی پیا قصد ہوا کہ چشمہ سے اُٹھیں مگر اے جادۂ مصیبت ہوں کہ نیلہ فرستادۂ افراسیاب پہونچا اسنے جو اسد نامور کو دیکھا مثل برق خاطف تڑپ کر گرا ایک پنجہ کمر میں اسد نامدار کے دیا ایک ہاتھ سے ضرغام کو اُٹھا لیا لے کر بلند ہوا طرف افراسیاب جادو کے چلا افراسیاب مسند پر بیٹھا ہی شراب پی رہا ہے زیور محل نشین مصروف خدمتگزاری قیدیان بلا سامنے بیٹھے کے آنے کا انتظار کہ آسمان پہ برق چمکی دیکھا نیلہ اسد و ضرغام کو لیے ہوئے آتا ہی باغ میں ہنگامہ ہوا افراسیاب مثل گل کے شگفتہ ہو گیا زیور محل نشین نے کہا اے شہنشاہ دیکھیے آپ کی کنیز کی رائے سالم ٹھہری افراسیاب نے تاج کو کج کیا لاف و گزاف کرنے لگا نشے میں جبلا اُٹھا سنو شہنشاہ طلسم ہوشربا کیوں اے ملکہ زیور محل نشین اقبال کو ما بدولت کے دیکھا میں نے لوح طلسمی ایسے مقام پر رکھی تھی جہاں طائر وہم و خیال بھی نہیں پہونچ سکتا گاوِ آتشبار جادو کے پاس تک کون پہونچتا مکار جادو میرا عیار وفادار بڑا ہوشیار ہے وہ کسی کو قریب لوح نہ آنے دیگا بھلا وہاں تک یہ غیر ساحر کیونکر پہونچتا اقبال ما بدولت کے سیالی کی طلسم کشا بھی گرفتار ہوا اے زیور محل نشین اپنے شوہر کو جلد بلا

میدان خونی کی تیاری ہو آج لڑائی کا خاتمہ ہو ایک دن بادولت نے کمر باندھی کل انتظام
کرلیا دامن آرزو گوہر مراد سے بھر گیا نقلے نے لاکر اسد و ضرغام کو سامنے افراسیاب جادو
کے ڈالدیا حکم ہوا آہنگرون کو بلاؤ اسد غازی کے ہاتھ مین ہتھکڑیان پاؤن مین بیڑیان گلے مین
طوق نعلون پر خاردار لٹو سینہ پر شکنجے پشت پر سلاسل قید سخت مین گرفتار کیا یہی حال ضرغام کا
بھی ہوا جب یہ دونون مسلسل و مطوق ہو چکے زیور محمل نشین سے کہا میدان خونی کی تیاری ہو جلادان
کو بلاؤ اسی باغ مین سب کو قتل کرونگا خون کے دریا بہادونگا کبھی زیور محمل نشین سے اشارہ ہو
بہار کو سمجھا کے الگ کرلے میری اس ظالم پر جان جاتی ہو اگر اسیر کوئی افتادہ ہوئی برسون رنج
رہیگا کیونکر دل تردد منزل اسکا فراق سہیگا کبھی کہتا ہو مجھے کسی کا پاس نہین ہو سیر طلسم ہوش ربا
بچا سب یہی کہتے تھے کہ اب طلسم فتح ہوجائیگا اور لوگون کا کہنا تو خیر لیکن سامری و جمشید نے
بھی کتاب مین لکھدیا اسد غازی طلسم ہوش ربا کا فتاح ہو عجائب و غرائب عالم کا سیاح ہو اب
کہان ہین سامری و جمشید آکر دیکھین ہم نے خاتمہ کردیا سبکے احکام تحریر و تقریر منسوخ کیے نجومیون
کو بلاؤ کتابین سب کی ڈبو دو اختر شناسون کا ستارہ خود گردش مین آیا بیہودہ علم نکلا ای زیور محمل نشین
تمھارے شوہر کے آنے مین کیون دیر ہوئی عرض کی بہار وغیرہ کی گرفتاری کی تو مین نے اطلاع کی
گرفتاری طلسم کشا کی ابھی خبر نہین معلوم افراسیاب جادو نے حکم دیا اور ایک کنیز کو روانہ کرو
زیور محمل نشین نے اسی وقت ایک اور نامہ گرفتاری اسد و ضرغام کے مضمون کا لکھا جلد
آنے کی بھی تاکید کی کنیز اس نامہ کو لیکر چلی ملحوظ خاطر ناظرین رہے افراسیاب باغ زیور محمل نشین
مین نشے مین بلبلا رہا ہو سامان قتل سرداران مذکور کی تدبیر ہو صرصر شمشیر زن سامنے افراسیاب
جادو کے حاضر ہو عجیب مقام دلچسپ ہو ناظرین ملاحظہ فرما کر یقین ہو اس حقیر پر تقصیر کو ضرور یاد
کرینگے ایسے مقامات رنگین و فصاحت آئین طلسم ہوش ربا مین بہت کم واقع ہوئے ہین تحریر سے
اس عبارت کے توسن کلک طرارے بھر رہا ہو بد لگامیان کر رہا ہو چاہتا ہو میدان صفحہ قرطاس مین
بگٹٹ جولان کرون راتون سے نکل جاؤن ایسے توسن تیز رفتار کو کوڑے کی کیا احتیاج ہو اشارہ بھی کرنا
بہانہ ہو سوچ ہوا تازیانہ ہو سبزہ مضامین کو پامال کریگا مٹھی پونی مین فراسر پٹ کا دکھائیگا گرم خرامی
مثل پارہ کے اڑ جائیگا اب تیزی اشہب تیز رفتار ملاحظہ فرمایئے برائے چند ساعت متوجہ ہو جایئے

دو کلمہ داستان جلالت نشان حال خیریت مآل صاحب بندہ گران نظر کردہ بزرگان صف شکن جرار مہتر قران عالی وقار نظم مسدس

اے ستمگر کہاں تلک بیداد سر بپا مال عاشق ناشاد
قول دینا عدو کو حسب مراد مر گیا تیرے ہاتھ سے فرہاد
فکر جور و سر جفا کب تک
ہو فقط غیر سے وفا کب تک

اب بھی آجا نے دے دل آزاری چھوڑ دے خودسری و خونخواری
دیکھ اچھی نہیں ستمگاری نہ پڑے صبر نالہ و زاری
کہیں تو بھی نہ دل کو کھو بیٹھے
کہیں آنکھوں کو یوں نہ رو بیٹھے

کچھ زمانے کا اعتبار نہیں دور گردون بہ اختیار نہیں
عشرت دیر پائدار نہیں چرخ کو ایک دم قرار نہیں
ہو سمجھانے ہماری بات بڑی
کبھی دن ہے کبھی ہے رات بڑی

حسن آخر ہے بیوفا نہ رہے چہرہ گلرنگ با صفا نہ رہے
شوخی ناز و ادا نہ رہے لب شیریں میں کچھ مزا نہ رہے
شور اٹھے نہ خوش خرامی سے
بے حلاوت ہو تلخ کامی سے

طرہ مار سپید سا ہو جائے کاکل اک جان کی بلا ہو جائے
زلف کے بدلے قد دوتا ہو جائے خوشنما چہرہ بد نما ہو جائے
آپ موئے عوض پریشان ہو
روئے آئینہ وار حیران ہو

تیغ ابرو سے دل فگار نہ ہو تیر مژگان جگر کے پار نہ ہو

خنجر غمزہ زخم یار نہو | کوئی دنیا مین جان نثار نہو

اک قلق طبع نازنین پہ رہے
بے ارادہ شکن جبین پہ رہے

کلفت آجائے ماہ کامل مین | داغ رخ لالہ کے مقابل مین
غنچہ ہو گل خون کی محفل مین | شل سنبل شکن پڑین دل مین

جلوہ سے بدل بدل جائے
زلف خوش خم کا بل نکل جائے

پھر مری طرح ناز اٹھائے کون | پاس اپنے تجھے بٹھائے کون
ہو فسون لبک دم مین آئے ہون | لب شیرین کو منھ لگائے کون

طعنہ زن ہو اور انگبین لب پر
مکھیان بھنکین شکرین لب پر

ہو عرق جبکہ آبرو نہ رہے | تندی و نازکی کی خو نہ رہے
دل ربایانہ گفتگو نہ رہے | یہ قیامت ہے اب کہ تو نہ رہے

بوالہوس بات بات پر بگڑے
کچھ نہ بن آئے اسقدر بگڑے

چھوڑنے کی مرے ندامت ہو | آپ کو دمبدم ملامت ہو
بیٹھے اٹھتے اک قیامت ہو | پھر ملے تجھ سے کس کی شامت ہو

یون غضب مین رہے بلا سے مری
یہ مصیبت سے بلا سے مری

کب تلک یہ جفا سہونگا مین | اس ستم پر نہ کچھ کہونگا مین
یہ نہین ہے تو بس نہ ہونگا مین | جو کہا ہے سو کر رہونگا مین

جلے کیون مومن آتش غم مین
جائے ایسی وفا جہنم مین

سابق مین تحریر ہوا لشکر ظفر اثر سے مہتر قران نامدار بتلاش اسد عالی وقار روانہ ہوئے تھے
چونکہ زبانی برق کے سنا کہ خواجہ عمرو افراسیاب جادو سے حال لوح کا پوچھکر طرف طلسم
صندل کے تشریف لیگئے ہین مہتر قران بتلاش طلسم صندل سرگرم ہین صحرائے ہولناک وحشت خیز
مصیبت انگیز طی کیے لیکن جادہ مراد نہین ملتا پہاڑون سے سر ٹکراتا پھرتا ہی دن بھر رہروی کی
شب کو کسی مقام پر پڑ رہے اپنے حال پر افسوس آتا ہی کہ ای مہتر قران ضرغام کو ساتھ لیکر چلے
تھے اُسنے ہمارا ساتھ چھوڑا بیشک وہ پہونچگیا ہوگا کوئی کار نمایان کریگا بارگاہ مین اکر سو چھو بہتر
تا و پھیرے گا ہم محجوب و شرمسار ہونگے جو گذرا ہی ہر اس سے کون آگاہ ہی اب حال بہت
تباہ ہی ایک درہ کوہ مین رات تڑپ تڑپ کے بسر کی جبکہ عیار طرار خنجر گزار مہر عالم افروز کمند ہای
شعاع و قطرہ ضیاء ذات پر آراستہ کر کے صحرائے فلک نیلی مین سرگرم گشت ہوا روشن کوہ و
دشت ہوا مہتر قران نے اُٹھکر نماز پڑھی بخضوع و خشوع دعا کی ای رہبر عالم راہ گم کردگان ای خضر ہادی
بدنصیبان منزل مقصود پر پہونچا روے زیبای اسد دکھلا دو مہینے کامل اس بیابان مصیبت
مین گذرے آب و دانہ کو ترس گئے ای رزاق مطلق وای کارساز برحق اس غریب آفت نصیب کی
دعا کو قبول کر شاگردان خواجہ عمرو مین تو نے نام دیا جان بخش خواجہ عمرو مشہور ہوا ذلت سے
بچالے ہستادہ الانزادہ سے ملا دے عرصہ دراز تک مہتر قران رو دیا دعا کر کے اُٹھا اسباب عیاری
ذات پر آراستہ کیا لنبدہ ہاتھ مین لیا درہ کوہ سے نکلا راہ گرایسے منزل سخت و صعب ہوا تھوڑی دیر
چلا تھا نیر اعظم کسیقدر بلند ہوا صحرا کی وحشت کسی قدر ظاہر ہوئی ذرات ریگ بیابان چمکے موج
دریاے ریگ روان نے جوش مارا ہوا سے آگ نکلنے لگی شاخ نخل ہر دم جلنے لگی جھونکے ہوائے
گرم کے چلے صحرا پر کرہ نار کا عالم تھا یا نظیر وادی جہنم تھا ریت سے پہاڑ و درخت جھاڑ جھنکاڑ تھے
کف افسوس ملکر رہگئے شاخین جلی ہوئین انسان و حیوان کا نشان کہان مرغ دل وحشی ہای بیتاب
طپان طائر نگاہ خستہ خانہ مژگان سے نہ نکلتا تھا مردمان چشم بیقرار پتلیان پھرانے لگین دشت مین
وہ سناٹا روح پر صدمہ شدت تشنگی سے زبان منہ سے نکل آئی آفتاب عالمتاب نے وہ مدت
دکھائی طائر روح قفس جسم مین پھڑکا چاہتا ہی کہ قفس خاکی کو توڑ کر نکلجاوے مہتر قران بدحواس ہوکر گرمی
صحرا دیکھکر شعلہ فرحی معشوقون کی بھولا کرہ نار جہنم معلوم ہوتا تھا گل آفتاب گلشن صحرا بے خزان تھا

مین بھولا مہتر قران بھاگا ہوا جاتا ہے پلک نگاہ کو دوڑاتا ہے کہ کہین بھی سایہ ملے چند ساعت ٹھہرون سایہ نایاب دل حدت سے بیتاب گرمی سے پسینہ بھی خشک ہوگیا آنکھون مین نشان تری کا نہ رہا تری کہان نشان ابتری عیان ہاں اب اگر کسی نخل تک پہونچا نہ پتہ نہ شاخ ظاہر مین سر صحرا کا تاج لیکن سایہ کا محتاج وہان سے بھی بھاگتا ہے بہر بھر کامل مہتر قران نے اس دشت مین بیہودی کی صورت اس ویران کی دیکھی اب یقین کامل ہوا کہ قران قضا نے کر اس کرو تا مین آئی کنارہ دشت کا ناممکن کدھر جاؤن کیونکر جان بچاؤن دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ بدعت حدت سے ٹوٹا اب قدم نہین اٹھتا پاؤن مین آبلے پڑگئے وہ بھی حال پر قران کے پھوٹ پھوٹ کے روتے ہین جب مہتر قران انتہا کا بیقرار ہوا وسط صحرا مین ٹھہر کر چارسمت نگاہ اٹھائی دور سے ایک نخل سایہ دار کو دیکھا اسپر چند ساحر زمزمہ سرائی کر رہے ہین نخل مختصر سرسبز و شاداب شاخین جھومتی ہین سبز اس نخل کی سرسبزی و شادابی جو دیکھی آنکھون مین طراوت آگئی اسی جانب دوڑا اس خیال مین زیر سایہ نخل جاکر ٹھہرون یقین ہے پانی بھی ملے وسط صحرا مین ایسا شجر ہے یا نشان خضر ناسور ہے جھپٹا ہوا جاتا ہے اتنی ہی دور کا جانا مشکل ہوگیا مگر افتان خیزان قریب نخل پہونچا قریب پہونچتے ہی جان آگئی ہوائے سرد کا جھونکا چلا خوشی مین بند قبا کھول دیے ابھی سایہ نخل مین نہین پہونچا مگر سرد و تازہ فرحت بے اندازہ حاصل ہوئی کسی قدر تسکین دل ہوئی یہ نہ سمجھے تھے ہوا نخل کی سم قاتل ہے طائرون نے سر اٹھا کر مہتر قران کو دیکھا منقارین کھولین زمزمہ سرائی کرنے لگے مہتر قران کو یہ نگاہ غور دیکھ رہے ہین مگر نہین جانتے مہتر قران شعبدہ بازی فلک سے غافل سمجھے تھے کہ زیر سایہ نخل راحت ملیگی یہ نہ خیال آیا کہ برائے مسافران ناکام یہ نخل رہزن ہے سایہ اسکا منعام صعوبت و محن ہے شاخین نیزۂ جانستان تے خنجر بران طائر طائر ہوش کے شکار کرنیوالے لیکن مہتر قران ایسا بدحواس تھا طائرون کی آنکھین نکالنے پر خیال نہ کیا جست کرکے زیر سایہ نخل پہونچا دم نہ لینے پایا تھا کہ طائرون نے پر تولے نخل سے اڑے شکل انسان کے غل مچانے لگے یارو ہوشیار ہوجاؤ مہتر قران عیار مکار خدا بسلامت مین ہمارے نخل کے کاہ لینا پکڑنا جانے نپاوے یہ صدا مین دیکر وہ طائر زمین پر گرے غلطاں پاکر بصورت انسان بنے یہ جو قیاست مہتر قران نے دیکھی ہوش اڑگئے معذہ تیار کر جست کی سایہ نخل

جنبش قدم پر جا کر گرا دیکھا جسقدر طائر تھے سب ساحران غدار میں حربہ ہائے سحر لیکر مہتر قران پر دوڑے
لیکن نام لے لیکر پکارتے جاتے ہیں یہی چلاتے ہیں مہتر قران جاتا ہی جلد اس ظالم کو گرفتار کرو پاس لات ہوت
جادو کے لیجاؤ ضرور ہے اظرین ہوا ہوت جادو وشوہر زیور محل نشین کے ہاتھ کا یہ نخل بنایا ہوا ہی
اپنی حفاظت کو یہ نخل تیار کیا جادوگروں کو نگہبان قرار دیا جو عیار زیر سایہ نخل آئیگا پہچان لینگے گرفتار
کر لینگے بے تقصیر تک کسی سکار کو نہ آنے دینگے اب مہتر قران کی یہ کیفیت ہی مثل باد صرصر بھاگا ہوا
اس دشت وحشت انگیز میں اتنی جلدی جست کرتا ہی ساحروں کو بایک چھلاوا مشکل ہوئی جاتے
ہین کہ یہ جوان ذرا رکے سحر کرکے گرفتار کریں لیکن مہتر قران اس زور شور میں جاتا ہی اسوقت طائر
وہم وخیال بھی مہتر قران کا ساتھ نہیں دے سکتا پاؤں کا انگوٹھا ٹیکا اور جست کی کبھی پاؤں
زمین پر پڑا کبھی نقش قدم بھی زمین پر نہ آنے دیا خوف جان لرزان ترسان ہاتھ میں کمند کھینچا
ہوا مثل برق تڑپتا ہوا جاتا ہی چار جانب نگاہ اٹھاتا ہی کہ کوئی کنواں پاتا بٹے تو اسمین اپنے تئیں گرا دوں
کیونکر جان بچاؤں ساحر پیچھا نہیں چھوڑتے دوڑے ہوئے چلے آتے ہیں لینا لینا کا غل مچاتے ہیں
استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی تین کوس کامل مہتر قران مثل باد صرصر جست وخیز کرتا ہوا آیا کوئی درہ
کوہ پاتا نہ پایا یہ جوئی خیال ہوا ذرا ٹھٹکا اور ڈر گیا یہ سب ساحر پھیلینگے ہاتھ پاؤں بیکار ہو جائینگے
بذلت ورسوائی مشکیں باندھ کے لیجائینگے خیال جان وآبرو مخفی ہونے کی جستجو میں کوس بھر پر
جاکر دیکھا بیچ صحرا میں ایک کنواں ہی دہن اسکا مثل دہن اژدر کھلا ہوا اسکے اندر ہین گری ہوئین صورت
وحشت آشکار لیکن مہتر قران بیقرار تھا یہ خیال نہ آیا مہتر قران نے اپنے کو کنوئیں میں گرا دیا جب
پاؤں زمین پر جمے چاہتے تھے سیراب ہونگے دیکھا مثل چشم کور خشک کنواں بھی اندھا ملا چاہ پانی
مشکل ہوئی جادوگروں نے دور سے دیکھا کہ یہ جوان کنوئیں میں کود پڑا غل مچاتے ہوئے دوڑے
یارو اس جوان نے غضب کیا کنوئیں میں چھپا مگر یہ نہ سمجھا یہ دہن اژدر ہی لیکن یارو ایک کام کرو جلد زمین
میں مٹی بھرو کنوئیں کو خس وخاشاک اور پتھروں سے پاٹ دو یہ صدا جو مہتر قران نے سنی یقین مرگ
ہوا مگر دل سے کہا تدبیر تو کرو شاید جان بچ جائے یہ سوچکر مہتر قران نے کمند ہاتھ میں لیا پہلے
چاہ میں کمند وار الطبقہ تو آ مہتر قران تو اس گوشے میں چھپا جادوگروں نے ٹوکرے مٹی کے اس کنوئیں میں
ڈالنا شروع کیے مہتر قران نیچے سے کول میں چھپکر بیٹھ رہونگا جب یہ ساحر چلے جائینگے نکل کے میں بھی

بھاگو نگا جب ٹوکرے دھما دھم پڑنے لگے طائر روح گھبرایا کہ اس قفس خاکی مین تڑپ کے مرون تاریکی
بڑھنے لگی قوت گھٹی اب مہتر قران نے اندھی باندھ نقب دی جب بقدر طبقہ ٹوٹا ایک قدم
اور آگے بڑھا خیال مین آیا نقب دیتے ہوے چلو مین تو نکلینگے مہتر قران عالیجاہ مثل مار سیاہ اندر
ہی اندر زمین کے نقب دیتا ہوا جاتا ہی لیکن نفس در تنفس بجہد بد حواس کبیدہ جان سے بیزار مضطر و
بیقرار یقین نہین ہی کہ اب زندہ نکلین گے کوئی بیابان مرگ ہوتا ہی ہم اندر زمین کے رہے جیتے جی قبر
نصیب ہوئی زندگی دور موت قریب تاریکی کا نہ مذنہ در گور لیکن ای مہتر قران مین غلام ابوتراب
خاکساری کا دم بھرتا ہون یقین ہی میرے آقا مرحمت کرین قفس خاک سے نکالین خاک چھانونگا اندر ہی
اندر نقب دونگا دل کو کرم کریم پر مضبوط باندھ صاحب اپنے آقاے نامدار جناب ابوتراب کا نام لیکے
بقدر ما طبقہ زمین کا کسی قدر ٹوٹا قدم بڑھایا خاک مین بھا جو البس پارہ پارہ انگلیون سے قطرے خون
کے ٹپک رہے ہین آنسو ترچھے بغدے لگاتا ہی مہتر قران تو اس طرح نقب کاٹتا ہوا چلا دل جمع
کرکے کہتا ہی ای قران کیا خوف ہی جس مالک نے طبقۂ زمین کو پانی پر بچھایا وہی اس قفس خاکی سے
نجات دیگا ہمت نہار و بیقرار و مضطر نقب کاٹتا ہوا چلا جاتا ہی اپنی عقل سے دریافت کیا کہ سو دو سو
قدم کنوین سے نکل آیا خیر نقب دینا عیارون کا کام ہی اس خاکساری مین نام ہی لیکن حال لاہوت
جادو شوہر زیور محمل نشین گذارش ہوتا ہی سابق مین تحریر ہوا ہی کہ اسنے فیدا غم کو پاس اپنی زوجہ کے
روانہ کیا اگرچہ قصر ساحر آترے مین بیٹھا ہوا سوچ رہا ہی کہ دیکھے آج میری زوجہ پر کیا گذرتی ہی بہار و بران
وغیرہ سے مقابلہ اگر ان دونون نے دھوکا نہ کھایا باغ مین نہ آئین مثل سرو سرکشی کی زیور گلعذار
کو مشکل پڑے گی یہ سب وہ لوگ ہین جو افراسیاب سے برابر لڑتے ہین بڑے سرکے پڑتے
ہین کیا کسی مقام پر رکین گے مثل شاخ شجر کسی سے جھکین گے اس تردد مین ساحرون سے باتین
کر رہا ہی ساحر جواب دیتے ہین حضور نے بجا ارشاد فرمایا باغبان و بہار قیامت کے پرکالے
ہین ہمارے دیکھے بھالے ہین وہ لوگ بڑی مشکل مین گرفتار ہونگے آپ جلد جائین جاکر دام کو بچھائین
ان طائران زیرک کو پھنسائین لاہوت جادو کا قصد ہوا جاؤن کہ ایک کنیز ملازم زیور کی آکر پہونچی
نامہ ہاتھ مین دیا یہ وہ نامہ ہی کہ جو زیور محمل نشین نے پہلے روانہ کیا تھا اسوقت تک افراسیاب
جادو نہ پہونچا تھا لاہوت جادو نے نامہ کو کھولا صاف تحریر تھا کہ مین نے بہار و باغبان

رعد و برق و برق لامع و بران کو گرفتار کر لیا و دام رگ گل مین پھنسایا لاہوت جادو خوش ہو گیا
کہا لو صاحبو ایسے ہوشیار ساحر باغ مین اترا کے جال مین پھنسے اب مین بھی جاتا ہون جا کر بہار کو
سمجھاؤن اس سرگشتہ کوے بنات کو راہ پر لاؤن بعد تھوڑے عرصہ کے دوسرا نامہ پہونچا اسمین
مرقوم تھا اسد غازی و ضرغام شیر دل کو بھی افراسیاب نے گرفتار کرا منگایا مبارک ہو لوح طلسمی
طلسم کشا نے نہین پائی آپ کے آنے پر سبکا قتل موقوف ہی افراسیاب جادو سامان قتل سلطان
مین مصروف ہی یہ مضمون دیکھکر ترود لاہوت جادو کا بڑھ گیا ساحرون سے کہا لو صاحبو غضب
ہوا طلسم کشا بھی گرفتار ہو گیا ای ستم زدۂ قلب پر ہجوم غم و الم ہی شہنشاہ کا یہ ارادہ ہی کہ میری زوجہ کے
باغ مین سب کو قتل کرین صاف صاف مرقوم ہی باغ مین طلسم کشا کی دھوم ہی سامری جمشید نے
سامری نامہ مین لکھا ہی جس سرزمین مین خون مسلمانان گریگا وہ زمین آباد نہوگی رعایا دل شاد نہو گی
وہان صرف ویرانے کا انتظار ہی میدان خونی کی تیاری ہو چکی ملا زلور محل نشین نے لکھا ہی کہ جس
کسی طرح اگر شہنشاہ کو باز رکھو میرے باغ مین نہ قتل کرین ان قیدیان کو سرحد باغ سیب مین
لیجائین خواہ قتل کرین خواہ بخشین اگر یہان یہ ہنگامہ برپا ہوا باغ ہمیشہ بہار پر خزان آئی رعنائی زیبا
ئی سب نے کہا بہت بجا ہی ستارہ شناسان طلسم نے فکر رمل لگایا کہ قتل طلسم کشا ممکن جس سرزمین پر
انکا خون بہیگا خاک اڑ جائیگی وہ آبادی مثل صحرا بسرعت زوال مین رہیگی جب مصاحبون نے بھی یہ
کہا لاہوت جادو گھبرا کر اپنے قصر مین آیا دروازہ بند کر کے بیٹھا سوچنے لگا ای لاہوت جادو
کیا کرون یہ اقلیم کی اقلیم برباد ہو گی شہنشاہ میرا کہنا نہ مانینگے کیونکر عرض کرون کہ ہمارے باغ مین گنہگارون
کو نہ قتل کیجیے ایسے کلام حسرت انجام پر اگر افراسیاب جادو مصاحبون سے بدگمان ہوا ملک و مال
چھین لیا افسوس نہ روئے رفتن نہ رائے ماندن قصر دل ترود منزل حسرت و یاس کا مسکن اب
ملحوظ خاطر ناظرین والا مقام ہو کہ لاہوت جادو قصر مین اکیلا سر جھکائے ہوئے سوچ رہا ہی کہ یکایک
دروازے پر غل مچا لاہوت جادو باہر نکل آیا دیکھا نگہبان صحراے پر آشوب خوشی خوشی حاضر
ہوئے عرض کی ای بہار پیرائے باغ افسونگری ای گل رعنائے حدیقہ ساحری حقیقت مین آپ نے
جو نخل صحرا مین بنایا تھا آج اس سے ظہور کرامت سامری ہوا مہتر قران سر کردہ عیاران لشکر
اسلام آوارہ ہو کر زیر نخل سحر پہونچا طائرون نے آواز دی مہتر قران آیا ہم لوگ اسکے عقب مین

دوڑے جان بچا کر بھاگا لیکن مثل باد صرصر جاتا تھا جو قسمت میں لکھا ہو وہ مشکل جو آئی تو دس پر جا کر وہ جولان
بخوف آبرو کنوئیں میں پھاند پڑا اپنے کنوئیں کو پاٹ دیا اس عیار طرار کو خاک میں ملایا یقین ہے کہ ہڈی
تک نہ ملیگی ہزارہا من مٹی سے کنوئیں کو پاٹا رشتۂ حیات کو اس طرار فرار کے کاٹا لاہوت جادو سینکڑ
ظاہر میں خوش ہوا باطن میں خنجر غم و الم سینہ پر چل گیا اسی طرح قصر میں آ کے دروازہ بند کرکے بیٹھا تھا مصاحبت
انتشار دل سے کہتا ہے جس بات کا مجکو خوف تھا وہی ہوا میری سرحد میں اشتہار عیار مارا گیا بڑی
خرابی ہوئی ملک تباہ و برباد ہوگا لاہوت جادو اس سوچ میں سر جھکائے بیٹھا ہے لیکن مہتر قران
تامدار مضطر و بیقرار نقب کھودتا ہوا آکر اسی کمرے میں پہونچا لیکن مدہوش و حواس پراگندہ اتنی دور تک
نقب دے کر آیا لاہوت جادو سر نگوں بیٹھا ہے کہ مہتر قران نے بغدہ طبقہ طبقہ خاک کو توڑا لاہوت
جادو نے گھبرا کے دیکھا زمین خود بخود شق ہوئی ایک جوان پتلہ خاک کا بنا ہوا زمین سے جست کرکے
نکلا لاہوت جادو گھبرا کے کھڑا ہوگیا کہ یہ کیا ماجرا ہے مہتر قران جو گھبرائے ہوئے نکلے بدحواس عالم
یاس حواس خمسہ پراگندہ ششش و پنج جان جانے کا سیخ نکلتے ہی دیکھا کہ ایک قصر عالی میں پہونچا
ایک ساحر تاجدار سر جھکائے ہوئے بیٹھا تھا پاس آ رہی کہہ سکے اٹھا قصد جاکہ سحر کرے لیکن ہوش
نادرست نہ تھی بات جوان سبزہ فام گرد کا پتلہ بنا ہوا زمین سے نکلا اس گھبراہٹ میں اسم سحر نہ پڑھا
ارے کہہ سکے اٹھا تھا لیکن خوف سے دل بیٹھا جاتا تھا مہتر قران نے دیکھا پرانے مکان میں
نکلا اب یہ سحر کرکے پکڑ لیگا بغدہ ستی کر دستیوہ جرات ہاتھ سے نہ دو یہ سوچ کر نعرہ شیرانہ کیا
حلقہ پلے کمند مارے لاہوت جادو کی گردن و کمر میں پڑے لاہوت جادو لڑکھڑا کے گرا
مہتر قران نے حباب بیہوشی مارا اب مہتر قران مطمئن ہوئے گرد و غیرہ کو جسم سے پاک کیا لاہوت
کی زبان میں سوزن دے کر ایک ستون سے باندھا آپ اسی کی کرسی پر جلوہ فرما ہوئے بغدہ ہاتھ
میں لیا لاہوت جادو کو ہوشیار کیا اب جو لاہوت کی آنکھ کھلی عجب حال پر ملال میں اپنے کو
پایا ایک جوان صاحب شوکت و لیاقت کرسی پر جلوہ فرما لاہوت جادو حیران ہوگیا کہ یہ کون بلا
ہے زمین سے نکلتے ہی مجکو پکڑ لیا کس بلا میں مبتلا ہوا مہتر قران نے پکار کر آواز دی اے ساحر کیوں
گھبراتا ہے ہم مہتر قران صاحب بغدہ گران شاگرد رشید مہتر مہتران نظر کردۂ بزرگان صحرائے
ہول خیز میں پہونچا ساحروں نے مجکو گھیر لیا لیکن عالم زمین و زمان میرا سین و بغدہ کار تھا کنوئیں میں

بیجا نہ عنایت سے پروردگار کے نقب دیتا ہوا اس قصر میں پہونچا نکلنے نکلانے قصور نہ کیا تجھ لیسے ساحر
زبردست پر غالب آیا اب کیا خوف جو ہونا تھا ہوا جو ہونا ہوگا ہوگا بموجب مضمون اشعار

دردم ز دواے تو فزون شدہ باشد　　آن ہم اگر از بخت زبون سند شدہ باشد
عشق تو بصد رنگ چو بگذاشت دلم را　　این شیشہ اگر بوقلمون سند شدہ باشد
در عاشقی از مرگ چہ پروا کہ پئے دل　　جان ہم اگر از جسم برون سند شدہ باشد
آن ساقی بے درد سن اندیشہ ندارد　　گل در نظرم ساغر خون سند شدہ باشد
ہرگز بر امید نچیدیم ازین باغ　　از بار ثمر شاخ نگون سند شدہ باشد
کاہے بدل از سحر نشد رام خیالش　　در شیشہ پری گر بہ فسون سند شدہ باشد
گفتم ز غم عشق تو دیوانہ ام ای شوخ　　گفتا اگرت خبط و جنون سند شدہ باشد
کے داشتہ بودیم از ینسا طمع خام　　گو کاسۂ چرخ نگون سند شدہ باشد
کس موجب قتل من زان شوخ چو پرسید　　گفتا جرم خبیث کہ خون سند شدہ باشد
از رفتن سودا چہ غم آن شاہ بتان را　　دیوانہ از شہر برون سند شدہ باشد

ای ساحر نابکار سامری جمشید پر لعنت کر پروردگار وحدہ لا شریک بانی بنائے زمین و زمان خالق
دو جہان روشنی بخش ماہ و مہر نے بہشت اور دوزخ بنائے ہیں سیہ کاران تیرہ بخت عذاب بخت
قرار دیا گیا خوب سمجھ لے کہ وہ رب اکرم ہے اسکی وحدانیت میں فرق ڈالنے والے کا انجام جہنم ہے دنیا
ناپائدار جب آنکھ بند ہوگی حال کھل جائیگا اسوقت پچھتائیگا سوائے افسوس پھر کیا ہاتھ آئیگا سامری
پرستی ترک کر یہ اعمال زشت ہیں برائے معتقدان وحدانیت ارباب بہشت ہیں دیکھ اسد غازی
اور ہم پانچ عیار ہوش ربا میں اُسکے عنایت سے پروردگار کے بالیس لاکھ کا لشکر سترہ سو سلطان
نامور اراکین طلسم ہوش ربا زبردست ازدہائے نظر کیا مطیع رب اکبر ہوئے کیسے کیسے ہوسکے سر پہونچے
حاکم طلسم نور افشان شہنشاہ کوکب روشن ضمیر عقیل فہیم دانا انجام کو سوچا مطیع مذہب اسلام ہوا
جانبازی میں مصروف احکام امر و نہی آلہی کا وقوف اگر گلے پر اُسکے خنجر پھرے جادہ اطاعت
رب اکبر سے قدم نہ ہٹائیگا اسکے واسطے سیر باغ بہشت عنبر سرشت ہیں یہ سب حالات حضور فرماں
عالی وقار نے سامنے لاہوت جادو کے بیان کیے فصاحت و بلاغت سے صفت رب اکبر

مین زبان کھولی حالات سکرات و قہر لفظاً لفظاً کہے لاہوت جادو دنگ ہوگیا حیران ہوکر کہا یہ شخص
کے مقدمہ مین نگہبانان صحرائے پرآشوب نے خبر دی تھی کہ ہم نے کنوان پاٹ دیا لیکن اُسکے خدا نے اسکو
بیابان تک پہونچایا مجھ ایسے ساحر پر غالب آیا بیشک اسکا مذہب برحق ہی خدائے نادیدہ خالق مطلق ہی
صیقل تقریر عمر و قران سے زنگ کفر آئینۂ دل سے دور ہوا قلب کو سرور ہوا اشارہ کیا ای قران
سوزن زبان سے نکال لے مین دل سے مطیع رب اکبر ہوا قران نے بھی جان بچکر یہ نہ سمجھا کہ ساحر
اگر بگڑ جائے گا پھر کیونکر ہاتھ آئیگا فوراً زبان سے سوزن نکال لیا لیکن لاہوت دل سے مطیع رب
بے نیاز ہوا اطاعت اسلام سے سرفراز ہوا جیسے ہی زبان سے سوزن نکلا قدمون سے عمر قران
کے لپٹ گیا کہا ای نظر کردۂ بزرگان اسوقت تو نے پردۂ تاریک جو قلب روشن پر حائل تھا
اُسکو تقریر دلپذیر سے اٹھا دیا نمونہ حق و باطل کا دکھا دیا میرا جان و مال نام نامی صانع ازل پر
نثار لیکن حال تو سنو بانی بنائے اسلام کا خاتمہ ہوتا ہی قلب اُسکی خبر پر روتا ہی میری زوجہ کے
باغ مین سب سرداران نامی تمھارے گرفتار ہوے کسی صحرا سے جاکر بچہ افراسیاب کا اسد غرغام
کو بھی اٹھا لایا صرف ابھی مرے جانے کی دیر تھی مین بھی یہی سوچ رہا تھا کیا تدبیر کرون اپنے باغ
مین ان سرداران نامی کو نہ قتل ہونے دون اب اور طرح کا خیال ہوا اسکی تدبیر کیا ہی کچھ فکر بتاؤ یہ سنکر
عمر قران نے آہ کی حالت اپنی تباہ کی کہا ای لاہوت جادو برائے خدا کوئی تدبیر بتا ہی سرداران نامی
کرو لاہوت نے کہا اب کرنے سے کچھ نہین ہو سکتا خود افراسیاب موجود ہی بھی تمکو آگاہ کرکی لاہوت
مرضی شمشیر زن ساحر بھی ہی افراسیاب کے ساتھ آئی ہی اُسکے سامنے آنا جانا دشوار مین مجبور و ناچار
پھر کیا ہو سکتا ہی یہ حالات مصیبت آیات سنکر عمر قران کے ہوش اڑ گئے آنکھون سے آنسو بہنے
لگے خیال مجبوری مین یہ اشعار زبان پر جاری ہوے نظم

بناکامی بہ غربت رو نہادم تا چہ پیش آید — عنان دل بدست یار دادم تا چہ پیش آید
طلب کردم نگاہے خبر دم رو بہ مقصودے — بہ گرداب محبت او فتادم تا چہ پیش آید
خریدم درد عالم را بہ نقد زندگی آخر — متاع دل درین سودا نہادم تا چہ پیش آید
شدم مجنون و سرگردان ز بخت واژگون آخر — درین وادی بحال نامرادم تا چہ پیش آید
نشد گر بادہ کام من بجام عافیت مخفی — بجام غم چہ لب بر لب نہادم تا چہ پیش آید

یہ اشعار مصیبت آثار پڑھ کر مہتر قران بہت رویا کہا ای لاہوت جادو خوش ہو تم تازہ مطیع اسلام
ہو ہو لیے خدا کوئی تدبیر بتاؤ ہمکو تا بہ افراسیاب پہونچاؤ جیسی مصیبت پڑ چکی جھیلیں گے اپنی جان
پر کھیلینگے لیکن اسد غازی نبیرہ حمزہ صاحبقران عالی وقار کو قتل ہونے دینگے اگر کچھ نہ بن پڑے گا
افراسیاب کی چھاتی پر چڑھ بیٹھینگے دل مین جو حوصلہ تو نہ رہے سپاہی کا یہی کام ہے یا مار ڈالنا
یا مرنا اسی مین نام ہے نال کر نیوالے کا بدانجام ہے لاہوت جادو نے کہا ای مہتر قران میری
صلاح یہ ہے کہ ان سب کو خدا کے سپرد کرو مین تو تمھارے سبب سے راہ ضلالت سے نکل
تا بہ چشمۂ ہدایت پہونچا تمکو نکال لے چلون ورنہ اس حوالی سے نکلنا دشوار ہے ان ساحران
ہمراہی کو مطیع کرون اگر نہ مانیں گے تو تم بجز تا نکل جاؤنگا ہر طرح تمکو تا بہ لشکر مریخ پہونچاؤنگا سامنے
افراسیاب کے مجھ سے کچھ نہ ہوسکے گا وہ طلسم بند ہے جو حربہ تمھارا اسپر نہ اثر کریگا خود گرفتار
ہو جاؤ گے باغ سے نکلنا دشوار ہوگا مین تمام عالم مین بدنام ہو جاؤنگا صاحبقران کہیں گے
لاہوت جادو مکار تھا ظاہر مین مطیع ہوا باطن مین مہتر قران کو لیجا کر قتل کرایا ہر شخص کو یہی
گمان ہوگا مین اپنے ساتھ تمکو وہان نہ لیجاؤنگا تمکو لے کے نکل سکتا ہون مہتر قران نے کہا ای
برادر مین تو جان نہ بچاؤنگا تم صرف میری مدد کرو مجکو تا بہ باغ نگار لیو مخمل نشین پہونچا دو جو مجھ سے
بن پڑیگا اسوقت کر گذرونگا ای لاہوت مین ملازم قدیم صاحبقران ہون خواجہ عمرو کا غلام وہ
میری آبرو بڑھاتے ہین لفظ جان بخش فرماتے ہین مین انکو کیا صورت دکھاؤنگا آبرو ریزی سے
خونریزی بہتر مرد کو کسطرح مشکل ہو یہ حقیر سرفروش کامل ہے ایک بات میرے ذہن مین آئی ہے اگر
صرف افراسیاب ہوتا مین صورت بدل کر چلتا وہ نہ پہچان سکتا لیکن چونکہ صرصر شمشیر زن
موجود ہے آنکھ ملتے ہی پہچان لے گی لطف عیاری جاتا رہیگا لہذا بصورت اصلی چلنا مناسب ہے
گمان غالب ہے اسی طور مین کچھ بن پڑے گا ای لاہوت جادو انشاء اللہ دیکھنا افراسیاب سے
چلکر کیسی باتین کرتے ہین اگر دام کلام مین اُسکو نہ پھنسایا اپنے سردار گرفتاران محبس مصیبت کو
نہ رہا کیا تو اگر خواجہ عمرو نہ کہنا اور تمھارے کلام سے ثابت ہوا کہ خواجہ عمرو گرفتار نہیں ہوئے
ہمارے عزیزو کے ساتھ تھے لیکن جست و خیز کرکے نکلگئے وہ خالی نہ بیٹھینگے ضرور کسی رنگ مین
تشریف لائینگے جو کچھ ہوگا آنکھوں سے دیکھ لینا تم صرف اتنا کہنا کہ یہ عیار مہتر قران ہے

پاس آیا مجھسے کہا کہ مجھے پاس افراسیاب جادو کے پہونچا دو مین شہنشاہ کی نوکری کرونگا حضور
جو یہ سچ کو آپ پہچان لیجیے یہ کہکر تم الگ ہو جاتا جیسے بن پڑیگا اسطور سے کام کرینگے لاہوت
جادو رونے لگا کہا اے مہتر قران تم نظر کردہ بزرگان دین ہو مین تمھارا قائل ٹھہرون کیونکہ میرا
قلب قبول کرے صرصر عیار بھی دیکھتے ہی افراسیاب سے کہدے گی آپ لوگون سے اتنا
کا بدگمان ہو نہین معلوم کیا کر بیٹھے برنا خوف طلسم کشا کا وہ بھی گرفتار دام حسرت و یاس بہار
وغیرہ بھی گرفتار ہین اسکو غنیمت ہوگا کہ عیار طلسم کشا موجود تھا مہتر قران بھی ملا دونون عیارون
کو قتل کرون چہ سیرے لیے وہان کیا ہوسکیگا اگر سحر کرون سامنے افراسیاب کے کیا حقیقت
ہے وہ یکتائے میدان سحر و ساحری فاتح مہمات افسونگری اگر ایک گولہ سحر مارا اسکا انجام کیا سواے
موت کے کیا چارہ اے مہتر والا گہر خیر آپ کے کہنے کو مانا زبردستی جان نذر دو مہتر قران نے کہا بس
اب دیر نہ کرو ایسا نہو کہ اسد غازی کو قتل کر ڈالے دیکھو پردہ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے آخر مجبور
و ناچار لاہوت نے تخت سحر تیار کیا اسپر قران کو بٹھایا مہتر قران لباس عیاری سے آراستہ
سلاح جنگ سے پیراستہ لیندہ ہاتھ مین سپر فولادی پشت پر کمر مین خنجر لعبد کردہ تخت اڑاتے
ہوے لاہوت جادو کو سمجھاتے ہوے سمت باغ زیور محمل نشین چلے یہان افراسیاب جادو
ساحری پرست نشۂ شراب سے مست تخت پر بیٹھا ہوا پوچھ رہا ہے اے زیور کیا سبب ہوا شوہر تمھارا
لاہوت جادو ابتک نہ آیا قتل مین گنہگارون کے دیر ہوئی ہے زیور نے عرض کی حاضر ہوا چاہتے ہین
صرصر بولی ہین افراسیاب جادو کی مٹھی کر رہی ہے آج کیا باعث ہے اسد نامدار عرصہ دراز سے
قید ہے کوئی عیار انکے چھڑانے کو نہین آیا اتنے عرصہ تک کبھی قید نہ رہے تھے اسد غازی
نے ایسے ظلم نہ سہے تھے افراسیاب کہتا ہے یہان آنا دشوار ہے بدولت کے سامنے اسکا نقش
قہر و غضب مین پھونک دون اب قتل مسلمانان پر بدل و جان آمادہ ہون یہ سخن ناتمام تھا
کہ آسمان پر برق چمکی صرصر شمشیر زن نے کہا سیان مہتر قران نامدار بصورت اصلی ساتھ لاہوت
جادو کے آتے ہین شاید کوئی نئی عیاری سوچے لیکن اے شہنشاہ آج اس کالیے کی بات ہے کہ
اس کمال کو دیکھیے ہمراہ لاہوت جادو بصورت اصلی آیا ہے نہین معلوم لاہوت جادو کو
کہان پایا بدون کلام قتل کیجیے ملین معلوم کیا دام فریب پھیلائیگا ملکہ زیور محمل نشین بھی

گھبرا گئی صرصر سے پوچھنے لگی یہ جوان کون ہے صرصر نے کہا مہتر قران صاحب بغدۂ گران
اسی کا لقب ہے واسطے ساحروں کے ملک الموت اسکا کاٹا ہوا نہیں بچتا قریب پہونچا اور بغدہ
مارا جان بخش عمرو کہلاتا ہے دیکھیے کس تکلف سے آتا ہے اپنے شوہر صاحب سے پوچھیے کام تمک
یہ جوان کیونکر آیا اب صرصر افراسیاب و زیور کو آمادۂ قتل قران کر رہی ہے افراسیاب کہتا ہے
مجھ تک تو آنے دے دام اجل میں یہ سب پھنستے ہیں آج کیا زندہ چھوڑونگا لیکن دل مشتاق ہے کہ
دیکھوں یہ آکر مجھ سے کیا کہتا ہے کیا فریب بناکے لایا ہے یہاں محبت میں افراسیاب جادو کے کھسر
ہو نکلی صرصر بنگاہ حیرت دیکھ رہی ہے زیور اپنے شوہر کو دیکھ کر کھڑی ہو گئی لیکن برائے تعظیم اٹھی لاہوت
جادو نے تخت زمین پر اتارا برائے تسلیم افراسیاب جھکا مہتر قران نے بطور اسلام سلام کیا افراسیاب
جادو بیقرار تھا ضبط نہوسکا کہا اے مہتر قران کہاں چلے اے لاہوت تمکو یہ سیان بغدے باز کہاں
لے لاہوت جادو نے دست بستہ عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان غلام اپنے قصر پر حاضر تھا
نامہ سرکار کا پہونچا قصد ہوا کہ خدمت میں چلوں یہ شخص اسی طرح بصورت اصلی میرے پاس
آیا مجھ سے کہا اے قوت بازوے افراسیاب میں بڑی مصیبت میں مبتلا ہوں کئی دن سے حیران
و سرگردان قصد ہے تا بشہنشاہ طلسم ہوشربا پہونچوں راز دل عرض کردوں ذریعہ ڈھونڈھتا تھا
تم سامنا شہنشاہ کا کرا کے الگ ہو جاؤ جو میں عرض کرتا ہوں عرض کرنے کیلیے غلام اپنے ساتھ لایا اب
حضور مکر و غیر مکر کو سمجھ لیں خواہ قتل کریں خواہ بخشیں لاہوت کا قلب الٹ گیا ہے بموجب تعلیم قران
ایسا ہی بشکل کہا یہ کہکے دنگل پر بیٹھ گیا پس مہتر قران تنتے ہوے سامنے افراسیاب کے آکے
کہا اے شہنشاہ عالیمقام اے مرجع انام اے صاحب سطوت و صولت اے ساحر با کرامت مجھ سے زیادہ
کوئی آپ کا دشمن نہیں اب بھی اگر پاؤں تو قتل کروں مرد سپاہی جو دل میں آیا وہ صاف صاف
عرض کر رہا ہوں آپ خوب آگاہ ہیں کہ میں جان بخش خواجہ عمرو کہلاتا ہوں آپ کے ہزاروں
جادوگر مارے یہ بغدہ جو میرے ہاتھ میں ہے اتنے ساحران طلسم ہوشربا کا خون پیا لیکن عمرو
نے مجھکو کلمات سخت و سست کہے بی مہ جبین نے میری قدر نہ کی ماہرخ کو سلطنت کا غرور
ہے ہمارے واسطے چوکی پہرہ مقرر ہوا اور جو جو لذت اسکو نہ عرض کرونگا یہ لفظ کافی ہے کہ مجھکو صحبت عمرو
سے نفرت ہوئی سپاہی نوکری پیشہ مثل شمشیر جوہر اصلی رکھتے ہیں جسکے ہاتھ میں ہونگے کام کرینگے

بموجب مضمون شعر جھک کے شاہ و گدا سے ملتی ہین ہ دونون بانگین یہ تیغ کستی ہین۔ آرزو یہی
کہ آپ کی نوکری کرین سر سیدان عمرو چالاک سے سمجھ لین لیکن حضور قدردانی فرمائین ہمارے
مذہب کا نام نہ لین سپاہی جان کر قدر کرین دیو سے لڑوا لین اگر طلسم کشا کو اپنے ہاتھ سے نہ قتل
کرین گردن مارو سو بار یک حبہ کا نمک کھائینگے اُسی پر جان نثار کرینگے عمرو و مہرخ نے ہمین ذلیل کیا اور
حضور ہمنے آتے ہی یہ دیکھا کہ بی عمر ضرور ہو ا باندھتی ہین لیکن ہم اشارے کنایے خوب سمجھتے ہین
ہمکو دیکھکر اسنے کہا مکار و غدار آتا ہی یہ تو ہماری ہم پیشہ ہی ہم ملازم سرکار دولتدار ہونگے ان ایسی
شغلون کو کون پوچھے گا دریافت توکیجیے اُنھون نے کتنے ساحر مارے ہمنے آجتک کتنے قتل
کیے طلسم ہوش رُبا کے رکن گرا دیے اگر ہماری بات کا اعتبار آئے زمرہ نمکخواران مین شریک کیجیے
ابھی آپ کے سامنے طلسم کشا کو قتل کرین ان سب کے خون سے ہاتھ بھرین یا جواب صاف
دیجیے خانہ آباد دولت زیادہ جھوٹھ بولنے کی عادت نہین اور آپ کے دل پر بھی اگر ہمارا نقش محبت
نہ جمے تو کیا عجب ہی حسدن سے اس طلسم مین آئے آپ کے ساتھ دشمنی کی اگر طلسم بند نہ ہوتے اب تک
مارڈالا ہوتا آپ ایسے سیکڑون بادشاہ قتل کیے حمزہ کی عظم و شان بڑھائی ہماری ذات سے اُنکی
شوکت و لیاقت قائم ہی اب بعد چندے ساعت فرمایئے گا کوئی نام بھی حمزہ کا نہ لیگا یہ مُرغ
سخنور کہانی پھر نگی حضور خاموش سنون جو دل تردد منزل مین آئے اُسکو ظاہر کیجیے اس فصاحت
و بلاغت سے مہتر قران نے اس مضمون کو بیان کیا باتون مین کبھی رو یا کبھی ہنسا کبھی بندہ اُٹھا کر
کہا اے افراسیاب جادو تیرے سامنے اپنے سر پر لین نمونہ سپاہگری دکھائین جان دینا
ہمارے نزدیک کیا مشکل ہی ذلت نہ گوارا کرینگے آبرو کا صدمہ جان افراسیاب کے دل مین ایک
مزا آگیا رونے پر مہتر قران کے رحم بھی آیا کہا اے مہتر قران اگر اصل مین تمہارا یہی ارادہ ہی قلب
کی صفائی سے مجھ سے ملوگے وہ مرتبہ کردونگا کہ نامداران جلیل کو تمہارے مرتبہ پر رشک ہووےگا
لیکن صاف کہون دل کو تردد ہی آج ہی اسد غازی قید ہوئے اسی وقت تم آئے تمنے کیفیت
بیان کی کیونکر دل کو میرے یقین آئے مہتر قران نے کہا کیا خوب ارشاد ہوا ان باتون سے
ہمارا دل شاد ہوا جو دل مین تھا وہ حضور نے کہدیا بیجے صفائی کا امتحان لیجیے ہاتھ کنگن کو آرسی
کیا ہی اسی مثل کو ایک صاحب سخا نے بڑے لطف سے نظم کیا ہی حضور یہ چارون مصرع لائق سماعت ہین

نظم پوچھا صاحبقران نے جادوی سے | آگے تیرے یہ فارسی کیا ہی | ہنسکے بولی کہ دیکھو صاحب
ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہی

افراسیاب بے اختیار ہنس پڑا مہتر قران نہایت بلیغ و فصیح

حسن و جمال مین شہر کو تنظم کیا ایسے فقرات برجستہ سامنے افراسیاب کے کہے باتون مین
افراسیاب محظوظ ہوا کبھی ہنستا ہی کبھی طرف صرصر کے متوجہ ہوا صرصر اشارہ کرتی ہی اے شہنشاہ
سراسر مکر باتون مین اسکے مکاری بھری ہوئی ہی آپ دھوکا کھاتے ہین دشمن بزرگ قبضے مین آیا
تامل نہ کیجے شعر دانی کہ چہ گفت زال با رستم گرد ، دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد ، آپ اسکی
باتون پر ہنستے ہین صریح دام مکر مین پھنستے ہین مہتر قران ان اشارون کو سمجھ کے تنتے ہوے
سامنے افراسیاب کے آنے مین کہتے ہین اے شہنشاہ جو آپ کے دل مین آئے وہ کیجے اس
شغل سے نہ پوچھیے یہ عورت بازاری سپاہی کی آبرو کو کیا سمجھے آپ بادشاہ عالی جاہ فلک عز و
شرف کے ماہ خوب دل مین سمجھ گئے ہونگے اگر مجھے عیاری منظور ہوتی یہ صورت سیدل آتا
یہ بیٹھی دیکھتی رہجاتی مین عیاری کر گذرتا اول امتحان لیجیے ان پانچون عیارچون کو مجھپر چھوڑ دیجیے
حقیقت مین پانچون بڑی باغ مین حضور اگر باتون مین ان پانچون کو نہ بیہوش کرون سزا دیجیے سر
کاٹ لیجیے افراسیاب جادو کبھی کھلکھلاتا ہی کبھی باتون پر مہتر قران کی دل و جان سے متوجہ
ہو کر کہتا ہی اے مہتر قران ہمنے تمکو ملازم کیا ہمارے ساتھ رہا کرو مہتر قران جواب دیتے ہین اے
شہنشاہ اگر میری خطا معاف ہو تو ان سب کو جلد قتل کیجیے مجھے فرمان رخصت ہو لشکر ملکہ حیرت
مین جاؤن خواجہ عمرو کو تلاش کرکے قتل کرون شعلے آگ کے کلیجہ مین بھڑک رہے ہین جی چاہتا ہی
اپنی جان دین چالاک کو عمرو کے سامنے قتل کرین کہ ساربان زادے کے کلیجے پر گھاؤ پڑے
یہ تو یاد کرے کہ کسی شریف کو ذلیل کیا اسکا انجام یہ ہوا اب ناظرین بہ نگاہ غور ملاحظہ فرمائین باتون
مین مہتر قران نے اتنا بڑا رنگ جمایا کہ افراسیاب جادو متوجہ ہوا باتین ہنس ہنس کے کرتا ہی
لیکن مہتر قران حیران بہ مضطر ششدر دبیج مین ہین کہ اب کیا تدبیر کرون شراب کا چرچا بسبب
صرصر کے نہین ہو سکتا پھر کون صورت ہی کہ اسد غازی وغیرہ کو رہا کرون ہر چند کہ مینے
باتون مین گھلایا آتش کو ٹھنڈا کیا لیکن مطلب کیا حاصل ہوا اتنا ہوا کہ گھڑی دو گھڑی بربادی کیا کیا
کرون صرصر ایسی در انداز بندھی ہوئی ہوا کو بگاڑ دیتی ہی طعن و تشنیع باتون مین کر رہی ہی کبھی کہتی ہی

اے قران کیا کہنا خوب آنے ہی رنگ جمایا مہتر قران جواب دیتے ہین بی صرصر اپنی چونچ سنبھالو میرے منہ سے کوئی کلمہ سخت نکل جائیگا مین اپنی جان سے بیزار ہون بیشک اسد غازی کو چھوڑ آیا ہون شہنشاہ کو دھوکا دیتا ہون تمھارے باپ کا کیا اجارہ ہے ایسے فقرے دیکر تجھے ہزارون کو مارا ہے ان باتون پر قران کی افراسیاب صرصر کو منع کرتا ہے اچھا صرصر تم دخل نہ دو ہم کیا نادان ہین جیسا مناسب وقت ہوگا ویسا کرینگے ابھی تجھے انکو نوکر رکھا عمرو سے انکو لڑا دینگے بخوبی امتحان ہو جائیگا لیکن مہتر قران پریشان کلیجے پر چھری پھر رہی ہے ناظرین ملاحظہ کرین اب وقت عیاری آیا عجب مقام کیفیت ہے

نظم

چل ای اشہب کلک صحرانورد — طرارون سے دشمن کو کر گرد برد — دکھا دے مجھے آج طراریان
لکھون جوش مین آ کے عیاریان — عمرو تیز رو کا بتا دون نشان — تراشند ڈالیش جادوگران
عجب وقت ہے سخت ای ہمنشین — قران غم مین بیتاب و اندوہگین — سر بزم صرصر کی چالاکیان
دکھاتی ہے باتون مین بیباکیان — جو اس بزم دلکش مین پہنچے عمرو — کرامات کی بات ہے ای قمر
قمر ملیح روشن ہے افلاک پر — دکھانے لگا کلک اپنا ہنر — سر بزم ساقی سے چشمک ہوئی
ہے چشم مبارک عینک ہوئی — کہا ہنسکے ساقی نے ای بادہ خوار — جو نشید جام مے خوشگوار
ہر اک فکر کو دل سے اب دور کر — کہ مشتاق مین ہمکو مسرور کر — سنا قصہ خواجۂ ذی حشم
اسد ہے گرفتار رنج و الم — لکھ اب داستان ہدایت نشان — کرے بلبل طبع گلریزیان

غزل

تمھاری رات کی شرم و حجاب کی باتین — کسی سے کیجیے تو سمجھے وہ خواب کی باتین
وہ پیر ہون کہ سنون شیخ و شاب کی باتین — مگر نہ ترک ہون مجھ سے شباب کی باتین
جگر تو پہلوے دلبر مین مل گئی ای دل — ٹھہر اب اچھی نہین اضطراب کی باتین
کلیم سمجھے نہ کچھ سنکے لن ترانی طول — کرتین یہ کس صنم لاجواب کی باتین
ہم اور خط نہ لکھین اسکو حضرت ناصح — غرض ہین لکھنے کے قابل جناب کی باتین
خدا نہ کردہ چلی آنکھ دل کے کہنے پر — خراب کرتی ہین خانہ خراب کی باتین
بگڑ کے بولتے ہین ہین تمھارے لاکھ بناؤ — ہزار لطف سے بہتر عتاب کی باتین
یہ طرفہ پیچ ہے تقدیر کا کہ وصل مین بھی — تمام شب تھین اُدھر پیچ و تاب کی باتین

اشارے یون رہین باہم کہ کچھ نہ سمجھے رقیب ۔۔۔ مرے تمہارے سوال و جواب کی باتین
ہمیشہ کرتے ہین ذکر عذاب ہی واعظ ۔۔۔ سنا دے پیر مغان کچھ ثواب کی باتین
ابھی تو بوسے دیے جاؤ گنتے کیا کام ۔۔۔ کہ ہو رہین گی کبھی بے حساب کی باتین
فراق دوست ہوئی رخصت جوانی بھی ۔۔۔ کہ ہم ہین اور وہ عہد شباب کی باتین
جو کی تھی خواہش ہمبستری یار کبھی ۔۔۔ ہنسا یہ بخت کہ کرتے ہو خواب کی باتین
یہ کہ رہی ہر کہ بے پردہ یار کو دیکھین ۔۔۔ سنو مری نگہ بے حجاب کی باتین
غضب ہے کہ خود مجھے قاصد ہی بھیجا کہین ۔۔۔ جلال اور سنو اضطراب کی باتین

یہ چہرہ لقمہ سنجان شاخسار حدیقہ سخنوری و طوطیان شکرستان فصاحت گستری مثل عندلیبان خوشنوا زمزمہ انجمن سامعین ہین یون نغمہ سرا ہین کہ گل بوستان عیاری سرو حدیقہ غمزہ گلزاری رنگین بیان یعنی مہتر قران سامنے افراسیاب کے کھڑا ہوا باتین بنا رہا ہے کبھی صرصر کو جھڑکی دیتا ہے کبھی افراسیاب سے داد سخن لیتا ہے کبھی عرض پیرا ہے کہ اے شہنشاہ زمرہ ملازمان مین یہ حقیر و ذلیل ہوا اب خیر خواہی پر کمر باندھون اسد شیر دل کو اپنے ہاتھ سے قتل کرون آپ پر بخوبی ظاہر ہو کہ دل و جان سے یہ بندہ شریک ہوا لیکن حسرت یہ ہی کہ حضور مجکو خدمت مین ملکہ حیرت جادو کے روانہ کرین مین جا کر اپنے نام پر طبل جنگی بجواؤن سرسیدان عمرو و چالاک کو تو کون وقت پر آپ بھی تشریف لائین میری جانبازی ملاحظہ فرمائین لیکن ان سب کے قتل مین اب دیر نہ کیجیے زبان سے تو قران یہ کہتا ہی لیکن دل دھڑک رہا ہی زمزمہ سرائی پر مہتر قران کی زیور و حمزہ خاموش [illegible] ہو رہے ہین کہ کیا خوش تقریر ہے فصاحت و بلاغت مین بے نظیر ہے یکایک دیوار باغ سے آواز آئی اے شہنشاہ طلسم ہوش ربا اعلیٰ مراتب مین چراغ سلطنت روشن ہو غلام خیر خواہ مدت سے مشتاق ملازمت سرکاری تھا آج ستارہ بخت چمکا آفتاب عالمتاب چہرہ پرنور کی زیارت سے دیدہ و دل روشن ہوے افراسیاب جادو نے پلٹ کر دیکھا ایک عیار لیکن وضع گنوارو کی گاڑھے کی مرزائی پہنے گاڑھے کی دھوتی ایک اُلّو جیسا سر پر بیٹھے ہوے کھوار خیزے سکے نام کی جھرنی مین بھول گلدار اکمل وہ بھی مرجھایا ہوا ہوئی سی کمان داہنے شانے پر ایک ترکش گتھا ہوا اس مین چند تیر شکستہ جاوے سے کمر باندھے ہوے بجاے کمند سوت کا رسہ شانے پر پڑا ہوا جوتہ چمروڈھا

تیل مین ڈوبا ہوا گرد مین اٹا ہوا کھچڑی داڑھی مونچھین بڑی بڑی ہونٹون پر لٹکی ہوئین جسم سے
باغ مین کود اکڑتا ہوا سامنے افراسیاب کے آیا بہت دعائین دین مگر یہ بیٹھے دیکھا کہ آنکھین
بڑی بڑی صرصر حیران کہ یہ کون شخص ہی قران بھی متردد کہ یہ گنوار کہان سے آیا جب افراسیاب
کو بہت دعائین دین افراسیاب نے کہا اے شخص تیرا کیا نام ہی بدولت سے تیرا کیا کام ہی عرض
کی غلام کا نام سرہنگ کوہی ہی درہ کوہ مین رہتا ہون بکے دو کے کی خبر سنتا ہون قزاقی
پیشہ ہزارون مسافر مار ڈالے لاشون سے کنوین بھر دیے ہزار دو ہزار شاگرد آپ کی دیا سے
مین محتاج نہین کون ایسا مرد آدمی ہو گا جو دو چار مہرین اپنے پاس نہ رکھے اس دیہات مین
اس غلام کی دھاک ہی بڑے بڑے عیار بار سعدت سے ہوس تھی سرکار دولت مدار کی خدمت
مین حاضر ہون بہت دنون قزاقی کر چکا اب نوکری کرون لیکن امیدوار ہون کہ امتحان کر کے
حضور مجکو ملازم کرین سنا تھا مین نے کوئی عمرو عیار ہی اُسکے شاگرد بہت ہین اس ساربان زادہ
کا پتہ بتایے یا سامنے بلایے صاف کہلا بھیجیے کہ او ساربان زادے تیری گوشمالی کے واسطے
جناب سرہنگ کوہی تشریف لائے ہین یہ گنوار غلام آپ کا بالمہ ہی دشمن کو حضور کے چیر پھاڑ
کے کھا جائیگا افراسیاب نے دیکھا باتین تو گنوارون کی ہین لیکن طرز رفتار چہرے سے مکاری
غداری آشکار مہتر قران نامدار اُسکی باتین سنکر ہنس رہے ہین کہ یہ گنوار چبا چبا کے باتین کرتا ہی
سب عیارون کو برا کہتا ہی نگاہ غور سے صرصر بھی دیکھ رہی ہی کہ یہ کون شخص ہی عیار خوش چشم
صاحب قہر وخشم اپنے سایہ سے رم کرتا ہی قدم نہین جتا زبان مثل مقراض چل رہی ہی ملکہ صرصر
نے مہتر قران سے کہا کہ اے صاحب بعد گران اس گنوار مکار کو جواب دو بڑے لاف وگزاف
کرتا ہی کہا سکندر موے نے سوت کا رسہ کاندھے پر ڈالا ہی کسی جولاہے کا رشتہ دار ہی تھان
کا تھان یہ نگوڑا عیاری کیا جانے تانا تمھاری کرنیوالا یہ مثل اس مقام پر ٹھیک ہی کرگا چھوڑ تماشے کو
جائے مفت کی چوٹ جولاہہ کھائے مہتر قران نے ہنسکر کہا دیوانہ وحشی ہی ابھی شہنشاہ حکم دین
گوشمالی کرون دونون کان اُکھیڑ ڈالون کان ہو جائین اسکان کیا جو مجسے لڑسکے اک چانٹے کا ہاتھ
مارون ناک اُڑ جائے ناکے تک روتا ہوا جائے صرصر و قران تو اشارے کر رہے ہین لیکن
سرہنگ کی زبان نہین رکتی کبھی افراسیاب کے گرد پھرتا ہی کبھی دانت نکالکر عرض کرتا ہی

گوسیان میری بات کا جواب نہ ملا افراسیاب نے کہا ای سرہنگ کوہی تم عمرو سے امتحان کے
خواہان ہو عمرو اسوقت کہان ہی ہم تمکو نامہ لکھکر پاس ملکہ حیرت جادو کے روانہ کرین وہان طلبی ملیگی
تجھے عمرو کو یا اُسکے فرزند چالاک کو للکارو حقیقت مین اگر عمرو کو زیر کروگے بہت سا انعام دینگا
ہم تمھاری بڑی قدر کرینگے بلا شاگرد رشید عمرو مہتر قران نامور ہی اگر ملازم ہوا ہی یہان سے تا کوہ
عقیق عیاران عمرو مین انکا مثل نہین جرأت شوکت لیاقت عیاری ختم گزاری انکی ذات پر موقوف ہی
حقیقت مین ای سرہنگ کوہی جیسے ساحران زبردست اس جوان شیر دل کے ہاتھ سے
قتل ہوئے کیا مجال تھی بہرام فلک کی کہ اُنسے آنکھ ملا تا انکے سامنے واسطے عیاری کے آنا اسی جوان
خوش انجام کا کلیجہ تھا لیکن باغیون نے اسکی قدر نہ کی خفا ہو کر میرے پاس آیا ہی سرہنگ نے
کہا جسکا سرکار نے ذکر کیا وہ کہان ہی افراسیاب جادو نے طرف مہتر قران کے اشارہ کیا یہ
سامنے موجود ہی مہتر قران کو سرہنگ نے بنگاہ غور دیکھا کہا صاحب گوستیان الیون سے
تو مین لی چھوڑتا ہون ایسے لونڈے لاڑیون کو رستہ بتاتا ہون انکی کیا حقیقت ہی اور یہ جو عیارہ
آپ کے پہلو مین بیٹھی ہی ثریا معلوم ہوتی ہی میرے کانون مین بی کتان ثریا اسکی ذہچی آتی صورت
کی ہی ایک ٹھوہرے کر جنے اسکا سر ڈھانکا دس من غلہ دیا ایک ٹکیہ وسلیو زمین معافی مین دے
اسکو ویدی کر بوٹے جوتے کھانے پڑی رہے یہ بچاری کیا ہین جب تو عمر گالیان دینے لگی نگوڑے
گنوار تیری شامتین آئی ہین تیری گھروالی ثریا ہوگی کتان کا بچہ بیہودہ بکتا ہی سرہنگ کوہی
باتون پر ہم جسر کے بہت خفیے کہا تمھاری گالیان کھانیکے واسطے ہین بی بی جو چاہو کہو تمھری بات
کا جواب نہ دینگے یہ حبشی صاحب کچھ بولین تو انکو کچھ جواب دین مہتر قران کو بات سننے کی کتاب ہی
مرحبا ای گرم مزاج مردان عالم کے سر کا تاج بغدے پر ہاتھ ڈالا کہا او گنوار کیا بیہودہ بکتا ہی ایک
بغدہ انشاء اللہ سیدھا مارونگا سر گوہ کھاتا پھریگا ساری عیاری مکاری بھول جائیگا تو قزاقی کیا کیے کا
مسافرون کو سنکھیا دے کر مارا ہو گا شہنشاہ کے سامنے بڑھکر بات کرتا ہی قبضے پر ہاتھ رکھ
ای شہنشاہ حضور کے سامنے میرے اسکے دو دو چوٹین ہو جائین حضور انصاف فرمائین ابھی
اسکی مشکین باندھتا ہون ان باتون پر سرہنگ کوہی خوب ہنسا کہا بھلا شہنشاہ میان کو غصہ تو
آگیا اب انکو حکم دیجیے میرے انکے چوٹ چلے میان کو پوری کھائی یاد ہوگی جوتون کے نام سن لیے

ہو گئے اگر انکا ہاتھ ماردونگا آنتین ذ صیر ہو جائینگی مین گو مار ڈالنیوالا بجلیت جنبت کشتی گیر عیاری
مین بے نظیر میان نے کوئی دو چوٹین سیکھی ہونگی دو چار انکے مجھے سحر کے بھی یاد ہین وقت پر فت
جانور بنکے نکلجاؤن ہر طرح حریف کو مارون مہتر قران نے کہا ای شہنشاہ ایک بات کا اس سے
اقرار لیجیے میرے سامنے کوار چلے لیکن سحر نہ کرے افراسیاب جادو نے کہا ای مہتر قران کیا مجال
میرے سامنے سحر کر سکتا ہی اسکا لاف و گزاف مجکو بھی ناگوار ہوا قران نے کہا مین سمجھائے دیتا ہون
لیکن سحر کا خیال رکھیے گا ایسا نہو لڑنے مین سحر کرے میرے ہاتھ پاؤن بیکار ہون بیکار چوٹ مارے
اسپر ناز کرے افراسیاب نے کہا ای سرہنگ کوہی خبردار سحر نہ کرنا ورنہ تو جانتا ہی فن سحر و ساحری مابدولت
کا غلام ایک اشارے مین برق چمکا دونگا خرمن حیات تیرا پھونک دونگا سرہنگ نے کہا نہین حضور
مین اسپر سحر نہ کرونگا لیکن ای افراسیاب اسپر اگر غالب آؤن سرکار سے انعام پاؤن افراسیاب نے کہا
اگر تو مہتر قران پر غالب آیا جو مانگیگا ■ دونگا عیارون کا افسر کرونگا یہ کہکر مہتر قران کی جانب متوجہ ہوا
کہا کیون قران اس سے لڑو گے مہتر قران نے کہا حضور یہ کیا ہی مسخرہ دیوانہ ہوا ہی دیکھیے تو کتنی
چوٹین مارتا ہون اگر دم لینے دون تو اپنا ملازم نہ قرار دیجیے گا مہتر قران کے نزد شور سے افراسیاب
سحر بلی آ■ ہو اپنی بات کا بھی خیال کر ایک گنوار نے آکر لاف و گزاف کیا اگر یہ ذلیل نہو بہت
طبلہائے گا سب اہالیان جلسہ کو اشتیاق زیور دلا ہوس مشتاق ہو رہے ہین کہ ای شہنشاہ
اول ان دونون کا مقابلہ دیکھیے بعدہ قیدیان بلا کو قتل کیجیے اپنا عوض لیجیے قران نے کہا
ای شہنشاہ اب مین آپ کا ملازم خاص بندۂ با اختصاص ہوا اسکو سزا دونگا اسد کو اپنے ہاتھ
سے قتل کرونگا صرصر کی نگاہ پڑی ہی سرہنگ کوہی تلوار کھینچکر تیور بدلنے لگا کہا سیان
جنبی آؤ قران نے کہا اس نٹ بازی سے ہمکو نفرت ہی یہ اچھلنا کودنا کیسا یہ کہکر مہتر قران
نے بغدے پر ہاتھ رکھا سرہنگ نے چمک کر مہتر قران پر حملہ کیا مہتر قران نے بغدے
پر کا تھا سرہنگ برس پڑا مہتر قران کو دم لینا مشکل کر دیا کبھی مہتر قران خالی دیتے ہین
کبھی وار سرہنگ کا رد کرتا ہی اب حسنت و آفرین کی صدائین بلند ہوئین صرصر نے کہا ای شہنشاہ
حقیقت مین یہ گھوڑا گنوار بلاے روزگار ہو مہتر قران ہی کا ایسا ہی کہ اسکی چوٹون سے بچ جاتا ہی
افراسیاب نے کہا اگر ایسا نہوتا بلا تکلف میرے سامنے کیون دعوی کرتا صرصر نے کہا

اور شہنشاہ عینک مہتر قران کو بڑی مشکل پڑی ہی دونوں کی نگاہ لڑی ہی کسی کی نگاہ نہیں جھپکتی خوب دونوں میں چھوٹ کی چوٹیں چل رہی ہیں مجھے تو سرہنگ کو ہی غالب معلوم ہوتا ہی حقیقت میں مہتر قران کو جان کی پڑی ہی جی میں کہتا ہی بڑے ظالم سے مقابلہ ہوا کس کام کو آیا کس جھگڑے میں پھنسا سرہنگ نے لڑتے لڑتے مہتر قران پر کمند کے حلقے مارے گردن و کمر میں حلقے آئے لیکن مہتر قران نے سبک ہو کر جست کی حلقۂ کمند سرہنگ سے یون نکلا جیسے شرارہ سنگ سے یا گچ سے ہوائی یا عینک سے نگاہ افراسیاب اُچھل پڑا کہا مہتر قران خوب بچے قران کی جان پر بنی ہی افراسیاب کو سلام تو کیا اسیطرح حلقہ ہائے کمند مہتر قران نے مارے سرہنگ بھی نکلا کچھ حلقے کاٹے افراسیاب جادو دونوں کی تعریف کرتا ہی قران و سرہنگ پینترے بدلتے ہیں کی کارزار ہی حقیقت میں سرہنگ کو بھی بڑا ہوشیار ہی کسی فن میں کمی نہیں کرتا ہی افراسیاب کو بڑا خیال ہی کہ آج ہی میں نے مہتر قران کو نوکر رکھا بڑی سختی میں بیچارہ پھنس گیا اگر قتل ہوا بڑی بدنامی ہوگی صرصر شمشیر زن کہتی ہی حضور اب چارہ کیا لیکن اس لڑائی کے تماشے میں افراسیاب جادو ایسا مصروف ہی کہ قتل اسد کو بالکل بھولا دونوں کی سپاہگری پر عش عش کر رہا ہی تمام اہلیان محفل مبہوت لب پہ مہر سکوت لاہوت جادو حیران کہ مہتر قران کو کام کے واسطے بلایا بیچارہ کس جھگڑے میں پھنسا خدا اسکی آبرو بچائے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہی اگر شاید مہتر قران پر کوئی زوال آیا اہل اسلام کینے کرے مسلمان ہوا تھے بڑے عیار کو قتل کرایا ای پہ وردہ گر مہتر قران کو بچانا استادان سخن نے تحریر فرمایا ہی تحریر و تقریر میں رنگ شعبدہ دکھایا ہی پھر پھر کامل مہتر قران سے اور سرہنگ کو بھی سے گوار چلی کسی نے چوٹ نہیں کھائی دونوں چھوڑ کر لڑ رہے ہیں اب مہتر قران بعد

پھر پھر کے سنبھلا بندہ تماشاگر نعرہ کیا کہ گنوار ہوشیار ہو جا نعرۂ قران		سر لیجا اسیر چون باد بہاری
جان سرہنگ در خنجر گزاری	اسپیدان اژدرہا کش فن شام	ستم مہتر قران شمشیر زیا لم

اب افراسیاب نے دیکھا مہتر قران کے تیور بدلے چھوٹ کی چوٹ میں مارے نگاہ پھر تیہ معلوم ہوتا ہی کہ مہتر قران کا بندہ پھر تو سرہنگ کا سر اُڑ گیا سرہنگ دب دب کے اپنے کو بچاتا ہی پیچھے ہٹا جاتا ہی مہتر قران نے دم لینا دشوار کر دیا سرہنگ اوسان عالم یاس کبھی لوٹ ماری کبھی چوٹ بچانے کو جست کی اب وار نہیں کرسکتا مہتر قران نے بندے کے پنجے کو دیا نشانہ بانکا نہ ہوا

ہوا ہر مرتبہ سایہ مین بلندے کے لیتا ہو جب چوٹ پڑی سرہنگ دب کر پیچھے ہٹا بلندہ
مہتر قران کا پڑا دنانے کی آواز آئی گاؤ زمین تھرائی مگر سرہنگ کوہی سنبھالنے کو
بچایا افراسیاب و لاہوت و ملکہ زیور و ملاء سب کھڑے ہوئے دیکھ رہے ہین کہ مہتر
قران سرہنگ کو دباتا ہوا لیے جاتا ہے جونہین مہتر قران کی وہ چوٹ کی چلین کہ سرہنگ کا
جی چھوٹ گیا سوائے پشت دکھلانے کے کچھ نہ بن پڑا بیچ مین باغ کے ایک قصر عالیشان اک
پردے سے اسمین پڑے ہوئے عرصہ دراز سے وہ قصر صاف نہین ہوا کچھ ٹوٹے ہوئے
پلنگ کچھ پڑے دھنیان اسطرح کے اشیا اس قصر مین بھرے ہوئے ہین سرہنگ
دبتا ہوا ان پردون تک آیا قران نے پیچھا نہ چھوڑا بلندے کے سایہ مین لیا سرہنگ کو
یقین ہوا ابکی مرتبہ اگر بلندہ پڑا سر اڑ جائیگا یا مثل خیار تر دو ٹکڑے ہونگے جان بچانا دشوار
گھبرا کر بھاگا مہتر قران نے کہا او نامرد کہاں جاتا ہے شرم نہ آئی پشت دکھائی افراسیاب
نے بھی آواز دی ای مہتر قران کیا کہنا حریف کو مار لیا ہے جانے نہ پائے اپنا قوت بازو قرار
دونگا میری بات رکھ لی کیا سپاہگری دکھائی صرصر بھی وجد مین کہتی ہے ای شہنشاہ مہتر قران
نے کیا کام کیا اب نگوڑے گنوار کو دبا لیا بھڑوے کے منہ پر ہوائیان اڑ رہی ہین اب نہین
کچھ بن پڑتا لاف و گزاف بھولا سب سے زیادہ لاہوت جادو کو خوشی ہے کہتا ہے ای شہنشاہ
آپ نے جرأت مہتر قران کو دیکھا شیر کے تیور ہین اسکے سامنے بڑے بڑے پہلوان
زیر و زبر ہین رستم کی اسکے سامنے کیا حقیقت ہے سہراب یل کو کیا لیاقت ہے افراسیاب
کہتا ہے ای لاہوت جادو سچ کہتے ہو مین بھی ایسی قدردانی کرونگا دامن مدعا در سے بھر
دونگا سرہنگ کوہی نے جو دیکھا کہ اب جان بچنے کی کوئی صورت نہین جست کر کے
پردے کے اندر گھس گیا مہتر قران نے کہا دیکھیے حضور نامرد نے پردہ کیا افراسیاب
نے کہا ڈھونڈھو مین بھی آیا ای مہتر قران کیا کمال کیا اسوقت میری بات کو رکھ لیا مین
نہایت خوش ہون تجکو بڑا رتبہ دونگا افراسیاب و لاہوت جادو و ملکہ زیور خوش خوش دوڑ کر
قریب مہتر قران کے آئے مہتر قران نے پردے پر ہاتھ ڈالا توڑ کر پھینک دیا سب نے
دیکھا اس قصر مین تمام اشیا بھرے ہوئے ہین کہ جا بجا نان شکست کڑیان بیکار اگر قصد

کیا جائے کہ ان سب کو اُٹھا لیں دس پانچ فرد در ہوں دو پہر میں سب اُٹھے افراسیاب جادو
نے کہا اے قران تلاش کرو قران نے دو چار بغدے اُن پیڑوں پر مارے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی
قران نے کہا حضور ہمیں چھپا ہے میں ڈھونڈھ کر نکالونگا وہ جو اُسنے کہا تھا کہ سحر ہمیں مجھے آتا ہے
وہی فن اُسکا کام آیا بڑی فطرت سے اپنے کو بچایا حضور سحر کا خیال رکھیں جرأت میں غلام کمی
نہ کریگا یہ کہکر پیڑوں کو کھڑکھڑایا افراسیاب و عمرو بیرون قصر سے دیکھ رہے ہیں یکایک ایک
بلاو بڑا سا اُن پیڑوں کے بیچ میں سے غراتا ہوا نکلا افراسیاب نے کہا لو وہ سرہنگ کوہی سحر
کرکے گربہ مسکین بنا پکار کر آواز دی اے قران لینا بقول سعدی گربہ کشتن بروز اول بگردہ بلاو
مہتر قران کو دیکھکر گھبرایا جست کرکے باغ میں بھاگا مہتر قران نے نعرہ کیا او گنوار کہاں بھاگ کے
جائیگا بلاؤ کیا اگر تو جانور بنتا تو بھی تیرا تعاقب نہ چھوڑتا ملحوظ خاطر ناظرین ہو اب وہ بلاو جدھر
بھاگ کر جاتا ہے مہتر قران بغدہ ٹیک کر اُسکے برابر پہونچتا ہے وہ جست کرکے درخت پر چڑھ جاتا ہے
مہتر قران نے دوڑ کر بغدہ مارا تنہ قلم ہوکے گرا افراسیاب جادو دیکھتا ہے مہتر قران کو
انتہا کا غصہ کف منہ سے جاری ابرو سے خم اربل تعاقب میں بلاؤ کے چھل بل یوں گھیرا ڈالا کہ
کہ سارے باغ میں بلاو بھاگتا پھرتا ہے مہتر قران بچا نہیں چھوڑتے پسینے پسینے لیکن یہی صدا ہے
ابے او گنوار تجھے زندہ نہ چھوڑونگا سحر کرکے بلاو بنا جانوروں کے نزدیک کتے بلی کا مانا کیا
مشکل ہے ابے تو بڑا جاہل ہے دوڑتے دوڑتے جب مہتر قران ناچار ہوئے بلاؤ نے جست کی مہتر
قران برابر پہونچا قصد کیا بغدے کا ہاتھ ماریں بلاو دب کے نکلا دیوار کے برابر پہونچا پنجے
جما کے دیوار پر چڑھنے لگا بلاو نے سنہری تھامی چاہتا ہے دیوار کو فراسے قران جست کرکے بغدہ
ہوا بغدہ ملا بلاؤ کا سر قلم ہوا دم سے لاشہ بلاو کا زمین پر گرا مہتر قران نے جھوم کے نعرہ
کیا منم صاحب بغدہ گران نظر کردہ بزرگان افراسیاب جادو نے دوڑ کر قران کے ہاتھ
چوم لیے لاہوت جادو تصدق ہوا مرصر بھی تحسین کرنے لگی لیکن لاشہ بلاؤ کا زمین میں
[illegible] سرد ہوگیا صورت تبدیل نہوئی شکل جادوگر سے مرنے کی بھی آواز نہ آئی افراسیاب
جادو نے کہا اے قران یہ کیا سحر کرچوا یہ اصلی بلاؤ تھا اگر سرہنگ کوہی سحر کرکے بلاو بنا ہوتا
دستور ہے بعد مرنے کے سحر اُتر جاتا ہے جتنے تو نے ہزارہا جادوگر مارے بعد مرنے کے اسکی صورت اصلی

ہو جاتی ہے معلوم ہوتا ہے یہ بلاد ان لکڑیوں میں رہتا تھا آدمیوں کی آواز سنکر نکلا تمھارے ہاتھ سے مارا گیا لیکن اتنا بڑا بلا و ہماری نگاہ سے نہیں گذرا اب سب حیران کہ آخر وہ گنوار کیا ہوا عمر نے کہا وہ جان بچا کے نکل گیا مگر مہتر قران نے خبیث و نیز کا خاتمہ کیا کس زور شور سے بالا سے دیوار پہونچے گویا پر پرواز پیدا کیے سب اپنی اپنی کہ رہے ہیں لیکن مہتر قران خاموش بحر حیرت کا جوش سب اُسی مقام پر قریب بلاد کی لاش کے کھڑے ہیں ہر خرد و کلان کو حیرت ہی حال حسرت مآل پر حیرت تھی یکایک گوشہ باغ سے ایک خوشبو آئی دماغ جان ہر ایک کا معطر و معنبر ہوا از اسباب وغیرہ متحیر ہو کر کہا یہ کیسی خوشبو آئی صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کسی نے ہزاروں قرابے عطر مجموعہ کے کھول دیئے یا پھولوں میں روز عید ہے غنچے مسکرائے عجب وقت معطر ہے موسم بہار بناؤ کر رہی ہیں آنکھیں نرگس کی نگاہ کر رہی ہیں دیکھو سنبل نے گیسو سنوارے سرو اکڑنے لگے خوشبو نے دماغ جان معطر و معنبر کیا جوش فصل گل ہے چہچہ زن بلبل ہے نرگس آنکھیں پھاڑ کے دیکھتی ہے کون آتا ہے شگفتہ غنچۂ لالہ زار ہے چمن میں بہار ہے بموجب مضمون

اشعار آبدار نظم

جسنے دیکھی ہو ترے رخسار روشن کی بہار
کب خوش آتی ہے اسے باغ بہشت و گلشن کی بہار

اسقدر نازاں نہو یہ رنگ گل ہے بے ثبات
چار دن کے واسطے بلبل ہے گلشن کی بہار

فرقت جاناں ہجوم رنج بیتابی سے جوش
دل بہلانے ہو تو دیکھیں چل کے گلشن کی بہار

کون دیکھے بے ثباتی عالم ایجاد کی
عارض گل کیطرح یہاں ہے گلشن کی بہار

جلوۂ رخسار تاباں کا جو ہر جانب ہے عکس
برق تاباں کی چمک دیتی ہے دامن کی بہار

کیوں خفا ہوتا ہے چھینٹوں سے لہو کے بار بار
اور بڑھ جائیگی ظالم تیرے دامن کی بہار

سبزۂ نوخیز سے لطف گلستاں ہے عیاں
دیکھ آکر او ستمگر میرے مدفن کی بہار

گر نہیں کوئی نہو باقی ہے کسکو احتیاج
دیکھتی ہے بیکسی اب میرے مدفن کی بہار

کیوں نہ صدقے جائیے اے دل ہجوم باغ کے
کم نہیں ہے جلوۂ رخسار سے تن کی بہار

ہاں اٹھا اب پردۂ رخسار روشن اے پری
دیکھتے آئے ہیں ہم بھی تیرے جوبن کی بہار

کہتے ہو تو بھی نہیں جیسا کہ دیکھا تھا انھیں
تمکو خوش آئی مگر پوشاک دشمن کی بہار

شل پیراہن ہوئی ہے زیور وحشت کی قید ‏ — کم گریباں سے نہیں ہے طوق گردن کی بہار
سوز فرقت سے بھڑک اُٹھتی ہے جب سینہ میں آگ ‏ — گرد ہو جاتی ہے اک شمع روشن کی بہار
داغ ہجر یار سینے پر غنیمت ہے نسیم ‏ — دیکھتے ہیں ہر سحر ہم اپنے گلشن کی بہار

ہر گلعذار کے چہرے پر بحالی عندلیبان خوشنوا کو خوشحالی افراسیاب جادو ایک ایک سے
پوچھتا ہے کیوں صاحبو کیا پھولوں کے کھلنے روشن کیے آتش گل بھڑکی یا تو جرأت عمبر قران کی
تعریف تھی اس حیرت میں سب تھے کہ سر سنگ کوہ کہاں گیا یہ بلا کدھر سے آیا اب خوشبوئے
عطر آگین نے ہر ایک کے دماغ جان کو معطر کیا افراسیاب زیور سے پوچھتا ہے یہ خوشبوئے
مشک و عنبر کہاں سے آئی زیور عرض کرتی ہے ایسی خوشبو کبھی کنیز نے اس باغ میں نہ سونگھی تھی
شاید کسی بزرگ کا گذر ہوا خداوندون کے نام نیچے سامری جمشید کی صنعت قدرت کو یاد کیجیے
باغ عالم میں کیا کیا گل کھلائے اس گلشن میں رنگ تازہ نظر آنے عمبر قران کو بھی حیرانی افراسیاب
کو پریشانی زیور پکار کر کہنے لگی صاحبو آج ظہور قدرت سامری و جمشید ہے اس بوئے خوش میں
کیا بھید ہے یہ کلمات ناتمام تھے کہ گوشۂ گلشن سے روشنی معلوم ہوئی معلوم ہوتا ہے مقام مشرق پر
آفتاب عالمتاب کا طلوع ہے ضیاباری شروع ہے یا نور روشنی معلوم ہوتی تھی یا صدائے ہیبت آئی
زمین تھرائی یہ صدا تھی کہ او افراسیاب خانہ خراب او مغرور و متکبر اب قوم جنی جان سے گزری
الجھائی ستم شہنشاہ جنات اب جو افراسیاب نے سر اٹھا کر دیکھا ایک شہنشاہ عالی جاہ تاج
یاقوتی بر سر قبائے مرصع کار در بر چہرۂ آفتاب عالمتاب پر رعب و داب ریش سیاہ عنبر آگین
آنکھیں دیدۂ غزال کو آنکھیں دکھانے والیں چہرے سے قہر و غضب آشکار ابروئے خمدار کو جنبش
پنجہ ہلالی زیب کمر بھوؤں کی سپر پشت پر خنجر زیب کمر جیسے قبضے پر لعل و گوہر آراستہ مالا ہاسے دار
سینہ بہار زیب گلو آنکی آمد کی یہ خوشبو پھیلی تھی آنکھوں میں آنسو چہرہ فرط قہر و غضب سے گلنار
ایک تختی یاقوت احمر کی اس پر حروف الماس کے ترشے ہوئے منہ سے آنکی بال جھکتی ہے وہ جوان
خوش شکل دریائے جواہر میں غوطہ زن جبین نورآگین پر شکن بڑھ کر ہاتھ افراسیاب کا
تھام لیا اور للکار دیا جبار کہہ کر نعرہ کیا کیوں افراسیاب اس میرے ملازم کو تو نے کیوں
مارا ملوک قوم جنات اکثر بلا و بالصورت ماران سیاہ پردۂ دنیا میں آتے تھے میں نے اُسنے

کچھ نقصان کیا تھا کس خطا پر اسکو مارا چالیس لاکھ خبات اُسکے خون کے دعویدار ہین آمادہ حرب و پیکار ہین تلوارین کھینچ گئین یہ نام آتشی ہین طبقۂ زمین ہوشربا کو سب نے انھون ہاتھ اُٹھا لیا ہی قصد کرتے ہین برے ہوا لیجاکر کسی دریاے قہار مین پھینکدین بادولت سریر جہانبانی پر جلوہ فرماتھے یکایک خبر ملی طلسم ہوشربا پر خبات کی چڑھائی ہی افراسیاب منہ در سے لڑائی ہو سب کا یہی قول ہی کہ ایک ساحر کو زندہ نچھوڑین سگے یہ آتش قہر و غضب مین پھونک دینگے مسلمانون سے لڑتے لڑتے ایسے مغرور ہوے جن کو مارا جنکو دنیا والے دیکھ نہین سکتے بندگان خالی کو یہ لیاقت ہوئی قوم آتشی سے سرکشی بادولت کو یہ خیال ہوا جب یہ اُٹھا کر طبقۂ طلسم ہوشربا کو پھینکین گے لاکھون بندگان خدا بیجا ہلاک ہو جائینگے خبات کے ہاتھ سے امان نہ پائینگے آخر دوڑ پڑا ان سب کو منع کیا کہ خبردار طبقہ نہ پھینکنا ہم قاتل کو تمھارے بھائی کے لاتے ہین سچ بتلا کہ قاتل اُسکا کون ہی ہمین بتلا دے ہم گرفتار کر لینگے ہماری فوج سے تمام جنگل معمور ہین ہم آگاہ تھے سلیمان کو بڑے غرور مین اسی واسطے یہ تحقیق واقع سحر گلے مین پہن لی اگر تمکو اپنے سحر پر ناز ہی جہان تک ہوسکے سحر کر پانی برسا اور اسی شعلۂ آتش بجھا کا اگر زبان ہلانے دو دن مجکو بادشاہ خبات دکھنا اور اپنے حامی کو بلا سب ملکر ہم پر سحر کرین دیکھو تو ہم کیسا شکار کھیلتے ہین خون کے دریا آج اس باغ مین بہا دینگے اپنے مقتول کے خون کا معاوضہ لینگے اس قہر و غضب سے شاہ خبات نے افراسیاب جادو سے کہا ہاتھ پاؤن مین افراسیاب کے رعشہ آگیا صاحبقران الیاس شیردل گھبرا گیا افراسیاب کے پیچھے چھپا لہذا خون آلودہ مین پھینکدیا لیکن افراسیاب نے منت کر کے کہا حضور تخت پر قدم رنجہ فرمائین ابھی کیفیت مفصل عرض کرتا ہون قاتل اُسکا بیان نہین ہی فوج کو منع کیجیے طبقہ زمین کا نہ اُٹھائین لکھ دو لکھ انسان ہلاک ہو جائینگے حضور خود بادشاہ عادل ہین فلک عدل و انصاف کے ماہ کامل ہین ایک کے واسطے لاکھون کی جان لینا مناسب نہین ہی افراسیاب بلا کر شہنشاہ خبات کو قریب اپنے تخت کے لایا کہا حضور قدم رنجہ فرمائین جو کچھ حکم ہوگا آنکھون سے بجا لاؤنگا خلاف حکم شہنشاہی ہنوز کیا مجال ہماری جو آپ سے سرکشی کرین جب اسطرح افراسیاب نے منت کی غصہ تو نہین کم ہوا لیکن تخت پر جلوہ فرما

ہوے فرمایا یہ باتیں کیوں کرتا ہی پہلے اپنا کمال دکھلا ہم تیرے سحر کے بہت مشتاق ہیں افراسیاب
نے ہاتھ باندھکر کہا حضور میری کیا مجال آپ کے سامنے سحر کروں زہے نصیب کہ آپ نے مجکو
سرفراز کیا صرصر کو جو بہ نگاہ قہر و غضب شاہ خبات نے دیکھا کہا یہ عورت کون ہی تلوار باندھے
بیٹھی ہی صورت پر اسکی مکاری غداری برستی ہی او عورت کچھ منھ سے بول بلاؤ نے ہمارے
کسی کا کھانا کھالیا کوئی ظرف توڑ ڈالا او کم ظرف جواب نہیں دیتی صرصر کانپنے لگی جواب
نہ دے سکی غش آنے لگا پائجامے میں چل چل موت دیا پھر اسنے سر جھکالیا بڑی مشکل میں
اتنا جواب دیا ای شہنشاہ خبات صاحب کشف و کرامات لونڈی کو کچھ احوال نہیں معلوم
میں تو ابھی آئی ہوں میرے سامنے یہ بلاد نہیں مارا گیا شہنشاہ خبات نے کہا جھوٹ
کہتی ہی تو یہاں موجود تھی بلکہ شاید تو نے ترغیب دی قاتل اسی جلسے میں موجود ہی ہمارے
دماغ میں بو آتی ہی تم لوگوں کے بہرے سے پر سلطنت نہیں کرتے دس ہزار کوس کی خبر ابھی
منگادیں تمام دنیا کو درہم برہم کرکے دکھادیں خدا نے ہمکو سب طرح کا اختیار دیا بندگان
خاکی کو مجبور و ناچار کیا بڑے افسوس کی بات ہی کہ افراسیاب سحر نہیں کرتا ہم بھی ایک
شعبدہ دکھاتے دیکھو وہ سحر کس پر جاتا ہی پھر کیا تدبیر کرتے ہیں سحر کرنے والے کا خود پر سہارا
ڈالے جس پر گھمنڈ ہو وہی ناگنیں چیر ڈالے شیاطین کی یہ مجال ہی کہ خبات سے آنکھیں ملائیں اگر
نگاہ ڈال دیں پھنک جائیں یہ فرماکر طرف عمر قران کے متوجہ ہوے فرمایا کیوں رے تو کون
ہی تیرے چہرے سے معلوم ہوتا ہی کہ ان جادوگروں میں کا نہیں ہی یہ بھی ثابت ہوا بدولت کو
کہ تو مرد مسلمان ہی حمزہ عرب کا ملازم ہی یہاں کیوں آیا عمر قران کا رنگ رو اڑ گیا ہاتھ باندھکر
کہا حضور نے بجا ارشاد فرمایا میں کوچہ سحر و ساحری سے نابلد ہوں اتفاق سے یہاں چلا آیا
میں نے قتل ہوتے اس بلاد کو نہیں دیکھا شاہ خبات نے کہا تیری باتوں سے بوے کذب
آتی ہی تو قتل میں ہمارے بھائی کے شریک ہوا قران نے گھبرا کر طرف افراسیاب کے
دیکھا کہا شہنشاہ مجھے بچا لیجے افراسیاب نے کہا ای شہنشاہ یہ بیچارہ ایک شخص مسافر ہی میں
قاتل کو ڈھونڈھ دونگا چند ساعت توقف فرمایئے ابھی مجکو یقین ہی از خردان خطا و از بزرگان
عطا سحر و ساحری کا نام نہ لیجے کس کی مجال ہی کہ آپ کے سامنے سحر و ساحری کرے آج مجکو

بڑا شرف حاصل ہوا آپ نے سرفراز کیا میں چاہتا ہوں صحبت عیش و نشاط آراستہ کروں
خدمتگزاری میں مصروف ہوں اپنے بادشاہوں میں تجھ پر فخر کرونگا شاہ جنات سے میں
مشرف ہوا مجھ سے اور حضور سے تقریب نامہ و پیغام آ گئی ہو حسب مضمون مصرع شاہان
چہ عجب گر بنوازند گدا را ۔ جب افراسیاب نے اس طرح خوشامد کی غصہ شاہ جنات کا کم
ہوا جلسہ پر سے کہا او افراسیاب تیرے عجز و انکسار نے مجھکو مجبور و ناچار کیا لیکن قاتل اپنے
بھائی کا لیں گے افراسیاب نے کہا حضور انصاف کریں اگر کسی نے یہ بے ادبی کی ناواقف
تھا جانور سمجھکر مارا زیور محل نشین اپنے ساتھ والیوں سے کہ رہی ہے کیوں بوا گلشن اس گوشہ
میں چمن کے مدت سے ایک قبر کا نشان ہے کنیزوں نے کہا جب ہم کبھی رات کو اس طرف
آئے ایک شخص سفید کپڑے پہنے ہوئے بیٹھے تھے مدت سے یہاں جنات کا گذر ہے سبکو
کیا خبر ہے لیکن میں انکے صدقے جاؤں آجتک کسی کو ستایا نہیں شمشاد نے کہا بوا ایکدن
میں نے بھی یہاں پیشاب کیا تھا دو دن حرارت رہی میں نے ہار پھول چڑھائے تھے حرارت
جاتی رہی اب بوا ہر جمعرات کو گھنیاں چڑھاؤنگی گلزار نے کہا ایسے جو مراد مانگو ملتی ہے کلی آرزو کی
کھلتی ہے اب یہاں ایک طاق بنا دینگے اگر دشمن کے بچے لوبان دینگے ایک نے کہا موا میرا
بہت بدمزاجی کرتا ہے اولاد نہیں ہوتی عورتیں طعنہ تشنیع کرتی ہیں بانجھ نگوڑی شیطان کی لنگوٹی میں
تو یہی مراد مانگونگی نویں مہینے لڑکا ہو پھولوں کی چادر چڑھاؤں گاتی بجاتی ہوئی یہاں کی قبر پر
آؤں ایک نے کہا بوا جاگتی جوت کے پیر سامنے موجود ہیں جو کچھ کہنا ہو کہو زیور نے کہا بوا انکم
تو ملانا دشوار ہے بات کون کر سکے پیروں سے کوئی بات کرتا ہے پیر روشن ضمیر ہیں چہرے کا رعب داب
تو دیکھو آفتاب عالمتاب لباس سب تاباب دنیا میں ایسے گوہر بے بہا کسنے دیکھے ہیں برابر بیضہ مرغ
کے ایک ایک موتی ہے زیور نے کہا اری مشتری تم کیا جانو میں نے کتاب میں لکھا دیکھا ہے کہ یہ وہ قاف
میں سنگ کنکر پتھر کے جواہرات پڑا رہتا ہے بوا کتابیں پڑھو تو سب حال تمکو معلوم ہو پڑھے لکھے کی چار
آنکھیں ہوتی ہیں بس میرے باغ میں ہمیشہ بہار رہیگی اپنے ہاتھ سے جھاڑو دونگی میں بھی اولاد کی دعا
مانگونگی عورتوں میں تو یہ چرچے لیکن افراسیاب نے بکلام خوشامد سے شاہ جنات کو ٹھنڈا
کیا ہاتھ باندھے کہ رہا ہے اب حضور قاتل کا ذکر نہ کریں معاف فرمائیں شہنشاہ جنات مقرر ان پر

نگاہ غضب ڈال رہے تھے ہیں قران کے ہاتھ پاؤں میں رعشہ پسینے پسینے اتنا منہ سے نکلا حضور ہمارے آقائے نامدار سوائے قدر شناس زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران اٹھارہ برس پردۂ قاف میں رہے چھتیس پردے فتح کیے ملکہ آسمان پری دختر شہپال بن شاہرخ سے شادی ہوئی وہاں سے ہمیشہ تحفہ جات آتے ہیں ہم نے بھی اشیائے نادرہ دیکھے یہ سنکر شاہ جنات کو غصہ آیا کہا او حبشی کیا بیہودہ بکتا ہے دختر شاہ پریاں برائے انسان ضعیف البنیان شہپال ایک زمیندار گاؤں کا تھا اُس قریہ میں حمزہ گیا پردۂ قاف کی کیا سیر کر سکتا تھا اگر نام پوچھوں حمزہ نہ بتا سکے اُسی گاؤں سے تحفہ آتے ہونگے اشیائے نادرہ پردۂ قاف انسان کو کب میسر ہیں ہم بھی وہاں کے ایک ادنیٰ افسر ہیں صرف چالیس لاکھ فوج ہمارے قبضہ میں ہے ہم خود حقیر ہیں لیکن ابھی کہو تو چالیس کرور انسان کو قتل کریں تحفہ وہاں کا دیکھیے کا پہچان لیگا پردۂ قاف کی خاک یہاں کے مشک و عنبر سے بہتر اُن شاہوں کا غلام یہاں کے شاہوں کا افسر فرما کر شہنشاہ جنات نے جیب سے ایک شیشی عطر کی نکالی کہا او حبشی نام لیکر حمزہ کا بہت اترایا اس عطر کو سونگھ دیکھ تو کبھی تیرا حمزہ ایسا تحفہ بھی لایا یہ فرما کر وہ شیشی مہتر قران کو دی قران نے تسلیم کر کے دونی حقیقت میں شیشی کھلتے ہی بہشت کی لپٹیں آنے لگیں دماغ جان سب کے معطر و معنبر ہو گئے افراسیاب نے بہ نگاہ حسرت دیکھا شاہ جنات نے کہا لے تو بھی سونگھ ہر چند کہ تو ساحر ہے تجھکو ہمیں کیا لیاقت لیکن شاہ جلیل بندگان خدا کا کفیل ہم خوب جانتے ہیں تیرا بڑا خزانہ اٹھارہ سو ملک تیرے قبضے میں فوج بیشمار بادشاہ عالی وقار سب طرح کی چیزیں تیرے خزانے میں موجود ہیں خوشبو ہے اس عطر کی بوسے کبر و نخوت دماغ سے نکل جائے گی طبیعت فرحت پائے گی روح کو راحت دماغ کو قوت آنکھوں کو بصارت حاصل ہوگی تسکین دل ہوگی سالہاسال یہ بو دماغ سے نہ جائیگی افراسیاب نے سلام کر کے ہاتھ بڑھایا شاہ جنات نے قطرہ ٹپکایا اسی قدر لاہوت جادو کو بھی مرحمت ہوا چاہا شیشی کو جیب میں رکھیں زلزلہ نے کہا کیوں حضور لونڈیاں محروم رہیں گوشۂ باغ میں جو آپ کے عزیز کی قبر ہے رات کو بھنڈیرے پہنکر وہ پھرتے ہیں میں ہمیشہ پھولوں کی چادر چڑھاؤنگی پلکوں سے جاروب کشی کرونگی اس تحفہ نایاب سے محروم نہ رکھیے شاہ جنات نے فرمایا اب تو فیض جاری کیا تم بھی محروم

نہ ہو بہت خوش ہوئی تمھارا شوہر بہت خوش نیت ہے جی میں کہتا ہے اے لاہوت جادو میرا
سلطان جو نہایت روشن ہو گیا ایسا نہ ہو افراسیاب کے سامنے کہ ہمیں غضب ہو جائے انکے
سامنے تو کیا کہہ سکیگا لیکن بعد کو قیامت برپا کریگا ہاتھ باندھ کر گھگھیانے لگا کہا حضور پر سب
حال روشن ہے زبان سے فرمایا کیا فرد اہتریوں کو عطا مرحمت فرمایئے زوجہ میری ہر وقت
باغ میں رہتی ہے قبر کی خدمتگزار رہیگی ایک مقبرہ جو ادونگا نیت وغیرہ نیت کا کیا ذکر شاہ جنات
نے شیشی عطر کی ہاتھ میں افراسیاب کے دی افراسیاب بہت اترایا کبھی ایسا عطر کاہیکو
نگاہ سے گذرا تھا سب سے پہلے صاحبقران نے سونگھا ایک امر کا اور ذکر کرنا واجب ولازم
ہے اتفاقات قضا وقدر سے اُسی طلسم ہوشربا میں بڑے کسی ساحر کو صاحبقران نے قتل کیا لشکر
مہرخ پر شکست ہو چکی تھی جب وہ ساحر مارا گیا فتح حاصل ہوئی ملکہ مہرخ نے صحبت عیش آراستہ
کی صاحبقران و جانسوز بن قران و ضرغام شیر دل و چالاک بن عمرو اُس جلسہ میں موجود
تھے خواجہ عمرو بیرون بارگاہ تشریف رکھتے تھے یہاں جوش نشے میں چالاک بلبلایا کہا
اے ملکہ عالم قبلہ و کعبہ کا نام ہو گیا جیسے مثل مشہور ہے اونچی دوکان پھیکا پکوان صاحبقران
برسر عقابین مقید تھے نمک حرامزادے نے تاروں سے دانت صاحبقران کے بند ہو گئے
کہ آب ودانہ حلق سے نہ اُترے قبلہ و کعبہ روز عیاری کرکے برسر عقابین پہونچتے تھے چاہتے
تھے کھانا کھلاؤں صاحبقران اشارے کرتے تھے قبلہ و کعبہ نہ سمجھے آخر تیسرے دن میں عیاری
کرکے پہونچا خواجہ سے شرط کی جو صاحبقران کو کھانا کھلائے وہ کرسی بدبدلے میں نے تار کاٹ کے
صاحبقران کو کھانا کھلایا رقعہ قبلہ و کعبہ سے لکھوا چکا تھا کھانا کھلاکے نکل گیا جب صاحبقران
قید سے چھوٹے اور میں بھی ظاہر ہوا لشکر اسلام میں آیا میں نے وہ رقعہ روبرو صاحبقران
پیش کیا امیر نے فرمایا اے چالاک اپنے بزرگ کا لحاظ کرو کرسی بدہ بدہ لو میں خاموش ہو رہا اب
ہوشربا میں جس دن سے آیا کیسی کیسی عیاریاں کیں میں نے ہوشربا ہلادی مثل ہمارا کون ہے ہم
کہ صاحبقران نہایت صاحب ربط و ضبط میں کبھی کوئی کلمہ غرور کا زبان سے نہیں نکلتا لیکن
اُسدان نشے میں بول اُٹھا اے چالاک جو استاد کرتے ہیں وہی عیاریاں مجھے بھی ہوئی ہیں کیا ہم
کسی بات میں پایہ کمی کا رکھتے ہیں امتحان ہو تو حال کھلے یہ باتیں خواجہ عمرو نے جلوخانے سے

سنین چالاک کی بات کا تو رنج نہین ہوا کہ یہ لونڈا سفلہ مزاج ہے اسیطرح بکا کرتا ہی مگر سنگ کلام
مہتر قران سے دل پر چوٹ پڑی خیال رہا کہ اس کا بدلے کو کسی مقام پر جیت پٹ کر دکھا لیں چلے
عطر مہتر قران نے سونگھا دماغ مین بو پہونچی ساری بوے کبر و نخوت نکل گئی سنگا ڈھلا چرخ
آیا پہلے سب سے مہتر قران بیہوش ہوے جس جس نے عطر سونگھا اڑ گھرایا اور گرا تمام اہل
محفل بر لب فرش فرش عیاری خواجہ عمرو سے جنبش مین زمین دہوش اسوقت عمرو نے جوش
مین آکر نعرہ کیا وجد مین آکر پکارا نعرۂ عمرو

عمرو ہون مین عیار صاحبقران	مرے مکر سے کانپتا ہے جہان
تراشندہ ریش کفار ہون	زمانے کا مکار و عیار ہون
مرا تیز رفتار ہو گر قدم	صبا ٹھوکرین کھائے ہر ہر قدم
اڑا دون صبا کے بھی مین ہوش کو	نہ پائے مری گرد پاپوش کو
دو ذرہ جہان گرد طرار ہون	جہان گیر عالم کا عیار ہون

پہلے خواجہ عمرو نے سب سے مہتر قران کو ہوشیار کیا مہتر قران کی آنکھ کھلی انھین شہنشاہ
عیاران کو سر پر دیکھا اٹھتے ہی ہاتھ جوڑنے لگا کہا اے شہنشاہ عیاران مین نے آپ کے بھائی کو
قتل نہین کیا عمرو نے کہا او کالے بے ہنر ہزبر دہشت طاری دشمن کش بحر عیاری سر کوب ساحران
نظر کردہ ہفت پیغمبران دیکھا تو نے عیاری اسکو کہتے ہین تو ہمارا ہم نبرد ہو دیکھ اب تک رنگ رخ
تیرا خوف سے زرد ہے مہتر قران قدمون سے لپٹ گیا کہا استاد یہ عیاری نہین کرامات ہی
سبحان اللہ کیا بات ہے میرے کہنے کو معاف فرمایے اُس دن نشے مین منہ سے نکل گیا اب کبھی
ایسی خطا نہ ہوگی مگر استاد برائے خدا یہ تو ارشاد فرمایے دو صورتین آپ نے تبدیل کین اول
ہم سنگ کو ہی نہ آنے دیا آگے سے عیار پہچانا جاتا ہے حضور خوش چشم نظر آئے اُس صورت کی جودت
ظاہر ہی ماشاء اللہ شیر کی نگاہ آنکھین رشک دیدۂ غزال ہین یہ کیا کمال ہے مین مین کیونکر پہچانتا
مین کیا ہون فرشتہ کو دھوکا ہوتا صرصر اتنی بڑی عیارہ خوف سے کانپ گئی اڑا استاد آپ
کے جی چھوٹے اتنا بڑا استاد زبردست ہاتھ جوڑنے لگا حضور نے آنکھین کیونکر بدلین عمرو
نے کہا اے مہتر قران یہ عیاری دیکھنے کے لائق ہے ناظرین وجد کرین گے دیکھا آنکھین شیشے کی

چڑھائیں اصلی آنکھیں چھپائیں یہ کہکر خواجہ عمرو نے شیشے کی آنکھیں اُتارین مہتر قران وجد مین
آکر گرد پھرنے لگا کہا استاد خدا آپ کو سلامت رکھے آپ کے نام سے عیاری کو اوج ہے لیکن
اب ان سب صاحبون کو رہا کیجیے اب اسنوا افراسیاب ہوشیار ہو مین لاہوت جادو کو مطیع
کر چکا ہون خواجہ عمرو نے اول لاہوت جادو کو ہوشیار کیا قران نے کہا ای لاہوت قدمون
کو شہنشاہ اوج عیاری کے بوسہ دے اول سرہنگ کوہی بنکر آئے مجھسے لڑے بخدا
مین نے نہین پہچانا بلا و زنبیل سے نکال کر چھوڑ گیا سوز دنی تھی مشہور ہی بلی و مار سیاہ کے بھیس
مین جنات پردہ دنیا مین اسکے این بعد قتل گریہ شہنشاہ جن بنکر آئے کون پہچانے بچپن سے
مین خدمت مین رہا لیکن بخدا مین نے دھوکا کھایا لاہوت جادو گرد خواجہ پھرا عمرو نے
کہا ای لاہوت جادو جلد سب کو رہا کر ابھی صرصر بیہوش ہی لاہوت جادو نے کہا یہ باغ سحر
میری زوجہ سے متعلق ہی جب تک وہ سحر نہ اتاریگی بہار وغیرہ کو سحر نہ یاد آئیگا مین اسکو ہوشیار
کرتا ہون آپ صفت پروردگار بیان کرکے اسکو راہ پر لائیے حقیقت مین افراسیاب اگر
ہوشیار ہوا ایک کو زندہ نہ چھوڑے گا بدون کوشش زیور باغ سے نکلنا دشوار یہ کہکر لاہوت
نے اپنی زوجہ کو ہوشیار کیا زیور نے دیکھا شوہر میرا ہوشیار افراسیاب بیکار عمرو و مہتر قران
سامنے سر نیچا کیے کھڑے ہین لاہوت جادو نے کہا ای زیور دیکھ قدرت پروردگار خواجہ عمرو
نے کس دھوم سے عیاری کی کوئی نہ پہچان سکا افراسیاب کانپ گیا عطر سونگھا کے بیہوش
کیا اطاعت دین اسلام قبول کر خواجہ عمرو نے اوصاف رب اکبر مین چند فقرات دلچسپ
بیان کیے تردید مذہب سامری و جمشید نہایت لطف سے ظاہر کی زیور نے لرزان و ترسان
ہو کر کہا ای خواجہ شوہر نے میرے اطاعت کی مین بھی مطیع ہوئی دل و جان نام پر آپکے نثار ہی لیکن
جلدی کیجیے یہ کہکر زیور نے بہار وغیرہ کی زبان سے سوزن نکالا اسد غازی کی قید کاٹی ملکہ
بران شمشیر زن نے کہا ای زیور ہمکو سحر نہین یاد آیا زیور نے کہا جبتک اس باغ سے نہ نکلیے گا
سحر نہ یاد آئیگا یہ کہکر تخت سحر تیار کیا ساحران مذکور کو اسپر سوار کیا مہتر قران و لاہوت جادو
کو پہلو مین بٹھایا خواجہ عمرو نے جو صاحب بائی صرصر اپنی معشوقہ کو دیکھا کہ چت بیہوش
پڑی ہی دل بھر بھر آیا لپٹ گئے بوسے لینے لگے سینے پر ہاتھ رکھا پسینہ ہوا آیا صرصر جیسے اس

ہوئی دیکھا عمرو مجکو لپٹا ہوا بوسے لے رہا ہی غصہ مین ہنچہ تھام کر اٹھی کہا نگوڑے بوالہوس کی شامتین آئین ہین عمرو ہاتھ باندھنے لگا کہا مین غلام ہون اپنی خوشی سے گلے مین ہاتھ ڈالکر دیے ایک بوسہ لونگا عمر بھر احسان مانونگا دل بھڑک رہا ہی کلیجہ تڑپ رہا ہی راتین فراق کی اب نہین کٹتین حال زار پر اپنے عاشق کے رحم کر کہان تک سرکشی کرے گی او ظالم سر کاٹ لے پر اتر جاے اب صبر و جبر دشوار ہی دل بسمل ہا ہی بے آب بیقرار ہی ای جان جہان ای آرام دل مشتاقان نظم

پھنسے نہ حلقۂ گیسوے تابدار مین دل
بلا سے گر ہو نوالہ دہان یار مین دل

بغل مین جیسے مرا دل بغل کا دشمن ہی
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل

نکل نہ جاے دم اضطراب سینے سے
برنگ شعلہ کہین آد شعلہ بار مین دل

ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہی چشم براہ
اگر نہین کسی معشوق کے انتظار مین دل

ترا سنگار بھی ہی وہ بلا کہ جاے کھنچ
پروئے زلف مسلسل کے تار تار مین دل

اُڑے کا مثل شرر ٹکڑے ہو کے سنگ مزار
رہا اگر وہ نہین گرم طپش مزار مین دل

برنگ غنچۂ پیکان و غنچۂ تصویر
نہ کھلا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل

فلک کے رنگ سے ظاہر ہی ماتمی آثار
خوش اپنا کیونکہ ہو اس نیلگون حصار مین دل

ہزار دشمن جان سے ہی ایک دوست بڑا
جو پوچھو کون ہی سو مین کہون ہزار مین دل

ہوتین خلد مین حورین تو رہتا خلد مین کون
لگے ہی صحبت خوبان گلعذار مین دل

یہ جسم زار ہی یا میرے پیرہن مین دل
گرہ ہی تار مین یا میرے جسم زار مین دل

اٹھا تو لاے مجھے میرے ہمنشین ای ذوق
رہیگا میرے عوض میرا کوے یار مین دل

عمرو نے جو یہ اشعار پڑھے صرصر جلگئی ہنیچہ کھینچکر برس پڑی لیکن کہتی جاتی تھی نگوڑے کس قیامت کی عیاری آنکھون کا دھوکا کھایا عمرو کہتا ہی مین بھی تو نگاہ کا مارا ہون ارے ظالم تیرے بھی نگاہون کی برچھیان چل رہی ہین ابروے خمدار خنجر بران آنکھین چھریان کٹار ہان ہنیچہ کا وار کر رہی ہین کس کس سے بچون زیور نے جو دیکھا کہ خواجہ عمرو صرصر سے لڑنے لگے عجز کر رہے ہین بیقرار ہو کے آواز دی ای خواجہ تمنے یہ کیا کیا اگر ابھی افراسیاب جادو ہوشیار ہو باغ سے نکلنا دشوار ہو جلد آئیے تخت پر سوار ہو جیے آپکو نکال لے چلون ایسا نہو کسی بلا مین پھنس جاؤن آپ سے

عشق ومحبت نے مارا یا تو خواجہ جوش عشق مین صرصر کے وار روک رہے تھے زیور نے جو یہ
پکار کر کہا جیسے کوئی ہوتے سوتے ہوش مین آتا ہی خواجہ عمرو گھبرا کے جست کرکے بھاگے کہا ای
زیور جلدا کے لیے مجھے بھی تخت پہ سوار کرلے عمرو تو جست کرکے تخت پر آیا صرصر نے کہا بھلا
نگوڑے کہان جاتا ہی بی زیور تمنے غضب کیا دشمنان شہنشاہ کو لیے جاتی ہو زیور نے بہ تعجیل تخت
اڑایا لیکن صرصر نے جست کے حباب دافع وار سے بیہوشی منھ پر افراسیاب جادو کے مارا
کہا شہنشاہ جلد اٹھیے قیدی سب رہا ہو گئے زیور ولاہوت نمک حرام لیے جاتے ہین افراسیاب
کی جو آنکھ کھلی اٹھتے اٹھتے یہی پکارا ای شہنشاہ خباث صاحب کشف وکرامات کیا عمدہ عطر
سونگھایا صرصر نے چیخی کہا حضور دیکھیے تو زیور تخت اڑائے ہوئے جاتی ہی اب جو افراسیاب
نے سر اٹھایا دیکھا زیور ولاہوت سب کو تخت پر سوار کر کے کسی قدر تخت بلند ہوا جب تو
افراسیاب نے نعرہ کیا او نمک حرام کہان میرے قیدیون کو لیے جاتی ہی زیور نے کہا نوج
غضب ہوا بیچارے وغیرہ ابھی تک بیکار ہین اگے بڑھ کے سب کا سحر اتارتی ہین تنہا کیا کرون
سوچی تھی یہان سے نکل جاونگی یہ باغ سحر بند کسی وقت کام آئیگا مگر افسوس اب بدون باغ
کے مٹائے جان نہین بچتی بلکہ ایک گل بوٹہ یہان کا شعلۂ آتش ہی قصر ہائے عالی بزرگون
نے بنائے عجائب وغرائب سحر سے معمور کردیے نعمت بزرگان کو مٹاتی ہون جان بچاتی ہون
یہ کہکر بہت روئی افراسیاب نے چاہا سحر کرکے اڑون ان سب کو پکڑون لیکن زیور نے
ایک گولہ اٹھایا اسپر اسم سحر پڑھا پیشانی پر نشتر مارا اوسے کو خون سے رنگین کیا یا ساحری کرکے پھینک
مارا وہ گولہ جو پھٹا تمام قصر تھرائے ہر گل و غنچے سے شعلہ ہائے آتش نکلے نخل تھرائے طائر غل مچا کے
افراسیاب پر گرے کل باغ کا اس خار صحرائے [illegible] فسونگری پر ہجوم تھا زمین مین غار پڑ گئے
آگ بری شاخین نیزہ گرین قمریان کوکو بولین آگ اگلنے لگی نخل ہر اسمانچ سے اکھڑ کر افراسیاب
پر گرے اگر افراسیاب بادشاہ طلسم ہوش ربا نہوتا جان بچانا دشوار تھا ہر استخوان سے آگ نکلتی
شاخ تمنا جلتی لیکن افراسیاب نے صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا ان بلاون مین پھنساکر جان
بچانا دشوار ہوا لیکن ساحری کرکے نعرہ کیا تڑپا پھڑکا مثل شعلہ جوالہ باغ سے نکلا مگر لباس تار
پارہ تاج پھوٹے پڑے صرصر صدمے سے بیہوش ہو گئی افراسیاب کو زیادہ یہی مشکل ہی

الیاس تو صرصر کا کام تمام ہو ہزارون حربے سحر کے اٹھانے صرصر کو چھاتی کے نیچے چھپایا پردہ پیدا کرکے ادّا یا سامری کلمے جو نعرہ کیا چند پتلے پیدا ہوئے انھون نے آکر افراسیاب کو گھیر لیا آفت آسمانی سے بچایا تلوارین تیر وغیرہ اپنے جسم پر روکتے تھے لیکن شہنشاہ شہنشاہ کہ جسکے افراسیاب کو بچانے تھے کسی نے ہاتھ تھاما کوئی قدمون سے لپٹا اس شکل مین افراسیاب کو بچایا لیکن طرف باغ سیب کے چلے ہر چند افراسیاب کو پتلون نے بچایا لیکن تمام جسم تو بال شکستہ و مضطر خاک اڑاتا ہوا طرف باغ سیب کے چلا ادھر ملکہ زہرہ محمل نشین نے جوش محبت اسلام مین باغ کو مٹا یا سب کو لے نکلی ایک پہاڑ پر جا کر ٹھہری ملکہ بہار وغیرہ کا سحر آکر اب یہ سب سردار ذوالشوکت و صولت طرف لشکر ظفر اثر ملکہ مہرخ کے جاتے ہین ۔

اب دو کلمہ داستان لشکر ملکہ حیرت و مہرخ کے بیان ہوتے ہین

لائے خدا ہی اس بت ظالم کو راہ پر — چھائی ہوئی ہو بے اثری رو سیاہ پر
جانیگی جان سرمہ چشم سیاہ پر — رکھی ہی باڑھ یار نے تیغ نگاہ پر
ہی زاہدون کو زہد عبادت کی گھمنڈ پشت — میری نظر ہی اسکے کرم کی نگاہ پر
کچھ اسکا اعتبار نہین جو فنا ہی یہ — نازان نہو جو زن و دنیا کی جاہ پر
ہنگام دید سامنے اس رشک ماہ کے — یوسف کبھی چڑھے نہ کسی کی نگاہ پر
پھر پیروی پہ اسکی قدم مارنے لگے — طاؤس و کبک آتے ہین کچھ کچھ جو راہ پر
خوابان لطف ہوش ہین وہ وقت عرض حال — جرمانہ اسکے ہوتا ہی یان داد خواہ پر
کب دھوپ مین ہی بچہ رنگین کی رخ پہ اثر — سورج گہن لگی ہوئی ہی روئے ماہ پر
صید افگنی مین ایک ہی تو وہ چشم بد — صدقے ہی مرغ دل تیرے تیر نگاہ پر
دیکھا جو پھر کے یار نے آنکھین جھپک گئین — بجلی کا شک ہوا مجھے اسکی نگاہ پر
اس تیر کو خطا کبھی کرتے نہین سنا — عاشق اثر ہی درد رسیدہ کی آہ پر
سمجھا کہ بجلی مین ہی یہ سانپ مبتلا — افشان جو چھڑکی یار نے زلف سیاہ پر
دیکھا ہجوم خط جو زنخدان یار کے — سمجھا سپاہ زنگ فروکش ہی چاہ پر
خال ذقن پہ دیکھا پسینہ تو شک ہوا — ہندو نثار ہا ہر دم صبح چاہ پر

ہمت خدا کی دین ہے جا ہے وہ دے جسے
موقوف ہے گدا پہ نہ کچھ بادشاہ پر

دکھلائے سیر چشم فسونگر وہ طفل اگر
رقصاں ہوں پتلیاں ابھی تار نگاہ پر

لازم ہے اپنے عیب و ہنر میں کرے تمیز
جانے بشر نہ دوستوں کی واہ واہ پر

اس مشت خاک کو جو نہ بخشوں تو کیا کروں
ہونگے یہ دستخط مری فرد گناہ پر

کامل کو عیب کون جہاں میں لگا سکے
پڑتی نہیں ہے دھول اڑانے سے خاک ماہ پر

اے خضر میں وہ سالک صحرائے شوق ہوں
لے آئے راہبر کو جو دم بھر میں راہ پر

داغ جگر پہ ڈالی نہ کس کس حسیں نے آنکھ
درہم چڑھے ہوئے ہیں یہ سب کی نگاہ پر

یہ مبتلائے گردش بحر جہاں ہے دل
گویا کہ ہوں سوار حباب تباہ پر

آتا ہے اپنے سامنے اپنا کیا ہوا
منہ پر پڑے الٹ کے اگر تھو کو ماہ پر

تعریف غیر پر نہیں کرتے کسی سے انس
سودا خریدتے ہیں ہم اپنی نگاہ پر

صحبت تو ہو حسینوں سے وہ بھی ہے زن قلق
ہم وہ ہیں خضر کو بھی جو لے آئیں راہ پر

دربار میں ملکہ مہرخ کے ہر ایک کو انتشار خود دو کلاں بیقرار ہر وقت یہی ذکر کہ بہار و باغبان وغیرہ روح رواں لشکر بجستجوے اسد نامور گئے کوئی واپس نہیں آیا ضرغام و قران نے بھی خبر نہ پہونچائی عیاروں کا یہی کام ہے خبر اپنے سرداروں کی پہونچاتے ہیں یہ دونوں صاحب جا کر بیٹھ رہے لیکن مہتر بن مہتر چالاک بن عمرو سے ابتک ظاہر نہیں ہونے دیا کہ بہار وغیرہ لشکر میں نہیں ہیں کنیز بہار کو بصورت بہار بناکے بٹھال دیا ایک جوان کو بشکل باغبان جب ملکہ مہرخ نے بیقرار ہو کر کلمات حسرت آمیز کہے ملکہ مہ جبین الماس پوش بر ہم ہو کر نہیں فرمایا صاحبو اپنے آقا کی خبر لو اخبار ضرف سنا کہ خواجہ عمرو طرف طلسم صندل کے گئے ہیں یہاں حیرت جادو سے مقابلہ روز نئے نئے سردار آتے ہیں ایک ایک سامری زبان جمشید جدا انکے سحر کو کون سوچے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ دیدار اسد نامدار اب ہم زندگی میں دیکھیں گے حقیقت میں کوئی کسی کا نہیں ہم دست و پا شکستہ سحر کے نام سے آگاہ نہیں ہماری محبت وغیر محبت بالکل بیکار اگر جانتے ہوتے جانور جگر جاتے اس سرو حدیقہ خوبی کو دیکھ آتے ہمارا تو نبا بغیر کچھ کار بقول شاعر نظم

بلبل ہوں صحن باغ سے دور اور شکستہ پر
پروانہ ہوں چراغ سے دور اور شکستہ پر

کیا ڈھونڈھے دشت گم شدگی مین مجھے ہما — عنقا مرے سراغ سے دور اور شکستہ پر
اس مرغ ناتوان پہ ہی حسرت جو رہ گیا — مرغان کوہ و راغ سے دور اور شکستہ پر
ساقی لب بشراب ہی تجھ بن پڑی ہوئی — خم سے الگ ایاغ سے دور اور شکستہ پر
خود اُڑ کے پہونچے نامہ جو ہو مرغ نامہ بر — اُس شوخ خوش دماغ سے دور اور شکستہ پر
کرتا ہی دل کا قصد کماندار تیر اسپہ — پر ہر نشان داغ سے دور اور شکستہ پر
اے ذوق میرے طائر دل کو کہان فراغ — کوسون ہی وہ فراغ سے دور اور شکستہ پر

ملکہ مہ جبین جو بیقرار ہوکر رولین چالاک نے عرض کی حضور قبلہ و کعبہ فرما گئے تھے کہ لشکر کی حفاظت کرنا اسواسطے غلام برائے تلاش نہین گیا ایسا نہو حیرت کو ثابت ہو جاے کہ بہار وغیرہ لشکر مین نہین ہین فوراً دباؤ ڈالے قیامتین برپا کردے مہتر قران بھی نہین ہین ضرغام والا مقام بھی گئے ملکہ مہ جبین نے کہا اے مہتر والا گہر کیا ہمکو کوئی کھا جاتا ہی خبر آنکی لینا واجب و لازم ہی کہ جو آوارہ دشت مصیبت سرگشتہ صحراے صعوبت بدون حصول نشان مقام منزل مقصود آوارہ ہوکر نکل گئے تلاش لوح مین سرگردان اقلیم غیر ہوا ہے ونہ مددگار ہے انکی جستجو ضرور ہی تامل کرنا امر فضول ہو گا اگر کوئی قتل کرنیکا قصد بھی کرے گا بارہ چودہ لاکھ فوج ساتھ ہی یہ سب ہمکو بچا لینگے سب سرفروش جان نثار مصروف سامان کارزار ہین تم جاکر انکی خبر لو ہمین خدا کے سپرد کرو ہمارے مرنے سے کچھ نقصان نہوگا اگر خدانخواستہ اس شیر بیشہ جرات پر کچھ افتاد پڑی یہ ہم سب بیکار ہین کون طلسم کشائی کرے گا انکی حسرت پر رونے کا مقام ہی اپنے والدین سے جدا کہ دشت کوہ عقیق یہان سے بعد مشرقین کیو دل ہی مین نہو کون انکے نانا جان کو خبر پہونچائیگا کون انکی مدد کو آئیگا چالاک نے عرض کی بہت درست ارشاد ہوا غلام فوراً جاتا ہی یہ کہکر چالاک نے باتمامے عیاری و ذات پر آراستہ کیے جانسوز و برق کو بلا کہا بھائیو مین براے خبر اسد نامور جاتا ہون لشکر سے ہوشیار رہنا بہار وغیرہ کا حال نہ کھلنے پاے برق نے کہا انشاء اللہ جہان تک ہو سکیگا پردہ پوشی کیجائیگی چالاک تو اسی وقت روانہ ہوا برق براے خبر طرف بارگاہ ملکہ حیرت کے چلا لیکن چالاک مثل باد صرصر اڑتا ہوا آتا ہی حیران پریشان کہ بے نشان کہان جاؤن اسد نامور کی خبر کس سے پوچھون حقیقت مین بیقراری ملکہ مہ جبین کی بجا ہے عرصہ دراز سے کوئی پلٹ کے نہ آیا اگر صورت

فتح و ظفر ہوتی نامہ دار تو آبا ایسے قبلہ و کعبہ نادان تھے کہ لشکر کے حال سے غافل ہو جاتے فوراً
تشریف لاتے لیکن خدا انجام بخیر کرے اسد نامدار یوں لیکر آتے دل سے باتیں کر رہا ہو کہ سامنے
سے گرد عظیم بلند ہوئی چالاک مخفی ہوا سوچنے لگا کوئی ساحر آتا ہے خدا خیر کرے دمبن گرد شگافتہ ہوا
دیکھا آگے دس علم نشان دس ہزار سوار کا پھریرا دن پر تعریف لات و منات مرقوم ایک ساحر
غدار تاجدار تخت زرین پر سوار گرد مصاحبان نامدار ہاتھ میں حربہ ہائے سحر لیے ہوئے پشت پر
دس ہزار ساحر ایک ایک علم افسونگری سے ماہر اونٹ بارگاہ کا لدا ہوا اژدران آتش فشان کی
پشت پر وہ بادشاہ صحرائے سبزہ زار دیکھکر اسی مقام پر اترا حکم دیا بارگاہ استادہ ہو ساحروں نے
کھولی بارگاہیں خیمے استادہ ہوئے وہ ساحر داخل بارگاہ ہوا چالاک کو فکر ہوئی شاید یہ ساحر
ہمارے لشکر کے مقابلے کو جاتا ہے معلوم ہوتا ہے بڑے زبردست ہیں کیونکر حال مفصل دریافت
کروں اسی سوچ میں بیٹھا تھا خیال میں گذرا صبا رفتار بنکر جاؤں سب حال کھل جائیگا یہیں اسکی
گردن لو آگے نہ بڑھنے دو نہیں معلوم وہاں جا کر کیا قیامتیں برپا کریگا لشکر سرداران ظفر اثر
سے خالی ہے یہ سوچکر رنگ و روغن جلدی نکال کر صبا رفتار کی صورت بنکر تیار ہوا جھاڑی سے
نکلا لشکر کی طرف سے منہ پھیر کر طرف صحرا کے چلا صبا رفتار کو سب خوب پہچانتے ہیں دو چار
نے کہا دیکھو ملکہ صبا رفتار جاتی ہیں کیدان نے جو دور سے دیکھا صبا رفتار طرار قزاق نیچہ کمر میں
لگا ہوا زلفیں چہرے پر بل کر رہی ہیں معلوم ہوتا ہے ناگنیاں حسن کو ڈستی ہیں آنکھیں قتل عاشق پر
کمر کستی ہیں کیدان اپنے مقام سے اٹھا آواز دی ای ملکہ صبا رفتار اے شاہد ماہ رخسار کہاں
جاتی ہو یہاں تشریف لاؤ ہمارے شہنشاہ سرخیل جادو براے قتل مسلمانان چلے ہیں نہیں
معلوم ملکہ حیرت جادو کو ہمارے شہنشاہ کی خبر ہو چکی یا نہیں ہو چکی چالاک فوراً پلٹ پڑا
یہی تو مطلب دلی تھا سنکر آکر کہا کیدان صاحب مزاج تو اچھا ہے تجھے ہمکو پہچانا تم چاہ زمرد کے
میلے میں آئے تھے بڑے بیمروت ہو اب جو دیکھا پکارنے ہو کبھی تو نے ہاتھوں سے نار بھی
نہ لکھا کیدان مر گیا ان باتوں سے بے خنجر ذبح ہو گیا سمجھا مجھپر مرتی ہیں استقبال کو بڑھا چاہا ہاتھ
تھام لیں چالاک نے ہاتھ رخسار پے پکڑ لیے کہا کم بخت کچھ دیوانہ ہوا ہے میں ایسے لالچی
سے بات نہیں کرتی یہ کہکے ایک طمانچہ بھی مارا کیدان گال سہلا کے رہ گیا چالاک نے کہا

جا نگوڑے سرخیل جادو اپنے باپ کو خبر کر پلٹ کر تیرے خیمہ مین چلینگے کلیان خوشی خوشی در
سرخیل جادو سے خبر کی اُسنے حکم دیا بلا لو چالاک بصورت صبا رفتار اندر آیا سرخیل جادو
کو سلام کیا اور سامنے کھڑا ہوا کہا او شہنشاہ ساحران کہان سے تشریف لاتے ہو کیا قصد ہی
سرخیل نے کہا نامہ شہنشاہ طلسم ہوش ربا ہمارے پاس پہونچا تھا کہ سامان لشکر کشی ہی حین
برائے شکار صحرا مین آیا تھا یہی فوج ظفر موج ہمراہ لیکر چل نکلا کہو لشکر حیرت مین خیر و عافیت ہی کہ
جاتے ہی منظور ہی کہ سب سرداروں کو گرفتار کرکے ملکہ کے حوالے کرون چالاک نے کہا
بہت مناسب ہی آپکے تو بڑے اشتیاق مین ملکہ عالم تو روز آپکا ذکر کرتی مین سرخیل یہ سنکر
بہت خوش ہوا کہا ملکہ صبا رفتار سچ کہو چالاک نے مسکرا کے سر جھکا لیا کہا ہان سرخیل میری
جوتی جانے مین گھر گھر لوچتی پھرتی ہون مجھسے ایسی باتین نہ پوچھیے یہ کہکے جو شرمائے سر جھکا لیا
سرخیل مر گیا سو جان سے تجکو چاہتی ہی کہا او ملکہ میری صبح کو ہمارے ساتھ چلنا چالاک نے کہا نوج
مین تمھارے لشکر مین رہون صورت تو دیکھو نگوڑے خونی جنونی آنکھون مین کھائے جاتا ہی مین
لوج آئی ہوتی اب تو مجھے ادبا تون کا ڈر پیدا ہوا دیکھو لو میرا کلیجہ دھڑکنے لگا تجکو میرے سر کی قسم
میرے کلیجہ پر ہاتھ رکھکے دیکھو سرخیل نے جو ہاتھ بڑھایا سینہ پر اک قدر رکھو لپا اور زور سے
چٹکی لی کہا تیرے ہاتھ کھینچنے والے کے ہاتھ کٹین ان ہاتھون مین کوڑھ ٹپکے مین دیکھون تو سالاون
کے ہاتھ آجا سے یہانتک کہ مرے کوئی دستگیری نہ کرے نگوڑے نے کس زور سے ہاتھ رکھدیا میرے
سینہ پر نیل پڑ گیا اسطرح جو چالاک نے باتین کی سرخیل کے ہوش اڑ گئے جی مین کہتا ہی ایسی معشوقہ
طرحدار طرار فرار صاحب اختیار کسے ملتی ہی او سرخیل تیرا اقبال ہی آج رات کو مزے اڑاؤ زبردستی
ہاتھ تھام کے کرسی پر بٹھایا چالاک نے کہا اچھا مین بیٹھتی ہون دیکھون تو میرا کیا کروگے کیا کسی کو
کہا جاؤگے مین آج صبح کو ادھر ناحق آئی مین کیا جانتی تھی ایسے نگوڑے بدمعاش کا سامنا ہوگا
تم تو میرے گلے کا ہار ہوگئے سرخیل ان باتون پر بیتاب نفرت پر تھرکا جاتا ہی باتون باتون مین
چھیڑتا ہی چالاک نے کہا دیکھو صاحب مجھسے نہ بولو مجھے نہ چھیڑو مین لوٹ جاؤنگی ہزارون
صلواتین سناؤنگی سب سردار باتون پر صبا رفتار کے فدوی ہوگئے اپنے افسر کو کہا خدا سے
کرتے مین حضور آپ بڑے خوش نصیب مین کیا زندگی مزیدار ملی ہی معشوق عاشق خصال خورشید جمال

معشوقون مین سرفراز شعبدہ باز خوشخو یاسمن بو نازک بدن رشک گلشن سرخیل سو چھون پر تاؤ
پھر رہا ہے کتنا ہی چھپے جب شکار کیا ایسا ہی طائر پھنسا یا میان یہ تو مال کھلائینگی افراسیاب کا لم
کاٹینگی زنانے محلات مین جاتی ہے مسند دیجیے جواہرات کے اٹھا لائینگی سرکار کہنے مین بہت بیجا ارشاد
ہوا کیا معشوقہ دستیاب ہوئی سرخیل بہوت جھنجھائی جب شام ہونے لگی چالاک اٹھا کہا لو صاحب
جاتے ہین اب رات ہوا چاہتی ہے رات کو کہین رہنا اچھا نہین ہزار باتون کا ڈر ہے تم ایسے باجون
کے خیمے مین ہم رہینگے دن ہی کو ٹوٹے پڑتے ہو رات کو مجھ جلا کر بیٹھو تو مین کیا کرون سو با موا
برابر ہوتا ہے سرخیل نے کہا نہین بی بی بیٹھو ہم تمھارے لیے الگ بارگاہ استادہ کرا دین تمکو
کس طرح کی تکلیف نہو گی صبا رفتار نے کہا قسم کھاؤ تو مین ٹھہرون سرخیل نے کہا ملا لات
منات کی قسم تجھے کوئی نہ بولے گا چالاک نے کہا دیکھو گموڑا کتنا چالاک ہے منہ مین مکار کھکر
قسم کھاتا ہے رنڈیون کو ان سے نباہ ہے ایسون کی بات کا کیا اعتبار نگوڑے مکار غدار
اپنی جوانی کی قسم کھاؤ تو مجکو اعتبار آوے سرخیل نے کہا اچھا ان ان کرکے انگلی دانتون
تلے دبائی کہا لیس بس مجھے یقین آیا جوانی کی قسم نہ کھا تیری جوانی تجھے مبارک رہے
سرخیل نے کہا ملکہ چلو خلوت مین تم سے کچھ باتین کرینگے حال سلیمان کا پوچھینگے صبا رفتار اٹھ
کھڑی ہوئی کہا چلو دیکھون کیا کہتے ہو میان سرخیل مین ڈرتی نہین تم داڑھی مونچھون والے
ہو لیکن مین تمکو کچھ بھی نہین سمجھتی ہون اور طرح سے ہاتھ لگاؤ تو مارے جوتیون کے ہاتھ پیر کاٹ
کے ڈالدون سرخیل ہنستا ہوا اندر خیمے کے آیا کہا ملکہ مسند پر بیٹھو ایک دو جام شراب پیو
صبا رفتار نے کہا دیکھو تو نے جھگڑا نکالا آخر وہی چال چلا مین جاتی ہون نگوڑے مردوے ہاتھ
پکڑنے پہونچا پکڑتے ہین بہت پھیری کرلیتے ہین مین تیرے پھیرون مین نہ آؤنگی سرخیل پران باتون
کی پھلجھڑیان چل رہی ہین آخر باتین کرتے کرتے چالاک نے گلابی کھینچی کہا لو شہنشاہ جو تمھاری
خوشی اور یہ اشعار پڑھے

نظم

کرے ہے شرع کا پاس تک حرام شراب | حرام ہے نہین لیکن نمک حرام شراب
یہ الیا ماہ مبارک یہ الیا کا عید | شروع دیکھ کے کیجے مرصبا جام شراب
عوض ہے نشہ دنیا کا ذوق عقبے پر | دوام لکھتی ہے اس میکدے مین نام شراب

سرخیل تو بیہوش ہو رہا تھا بدون رد و قدح جام لے لیا پی گیا چالاک نے مسکرا کر کہا زہر ہلاہل
سرخیل پی گیا پیتے ہی گھبرا کر کہا ملکہ کلیجے میں شعلے بھڑکنے لگے چالاک نے کہا تلاش بینی کا یہی انجام
ہے یہ جام زہر تھا کلیجہ کٹ کٹ کے نکل پڑیگا سرخیل گھبرا کے اٹھا بیہوشی تاثیر کر چلی تھی لڑکھڑا کے گرا
چالاک نے نعرہ کیا خنجر پکڑ کے جھپٹا قصد ہوا سر کاٹ لوں پھر سوچا دس ہزار ساحران خونخوار
گرد اترے ہیں اسکے مرنے سے اعظم ہنگامہ ہوگا صدائے گیر و بگیر بلند ہوگی سب جیتا زندہ نہ جانے
دینگے یہ سوچکر کا پھر خیال میں آیا ای چالاک کیوں ڈرتا ہے اندھیرے میں نکل جانا تیرا کوئی کیا کرسکے گا
خوف کیسا قبلہ و کعبہ کا قول ہے جب دشمن قبضے میں آئے اسکا چھوڑنا کیسا جو ہونا ہے وہ ہوگا خنجر
میان سے کھینچا چاہا سر کاٹ لوں یکایک زمین تھرائی دھواں نکلا چالاک ڈر کے لپک کے پیچھے ہٹا
پانوں ایک ایک سو من کا ہوگیا زمین شق ہوئی ایک ساحرہ نے سر نکالا تڑپ کے نکلی ایک دوہتڑ منھ
پر مارا چالاک بشکل صبار فتار لڑکھڑا کر گرا اس جادوگرنی نے آواز دی ستم ملکہ سہیل جادو غضب کیا
تھا میرے شوہر کو قتل کیا ہوتا چالاک ہاں ہاں کرنے لگا کہا ای ملکہ عالم میں ہوں عیار بچی شہنشاہ
کی ملکہ صبار فتار کمند انداز زبردستی میری آبرو لیتے تھے شراب پی کر مرے میں نے خنجر کھینچا
کہ اپنا گلا کاٹ لوں اس کہنے پر سہیل بولی مگر سحر نہ اتارا شوہر کو ہوشیار کیا سرخیل کی آنکھ کھلی
زوجہ کو قریب پایا صبار فتار کے پانوں زمین تھامے ہے سہیل نے کہا صاحب یہ کیا سحر کہ
ہو تمہارا ہر جائی پن نہیں جاتا میں نے اسی واسطے سحر تیار کر رکھا تھا کہ جب تم کو کوئی مصیبت ہو
مجکو خبر ہو جائے باغ میں بیٹھی تھی پر نے تدبیر بتائی کہ شوہر کو تمہارے ایک عیار قتل کیا چاہتا ہے
مثل برق تڑپ کر پہونچی یہاں صبار فتار کو دیکھا ہوا کا سامنا ہوا کیوں زبردستی کسیکی آبرو
لیتے ہو سرخیل نے شرما کے سر جھکایا چالاک نے کہا مجبور یا کیجیے میں اب کبھی آپ کے لشکر میں
نہ آؤنگی ہاتھ جوڑتی ہوں مصاحب سرخیل کے اندر چلے آئے یہ ہنگامہ دیکھا ایک نے کہا حضور ابھی
نہ بولیے کا عیاران اسلام اسطرح صورتیں بدلا کرتے ہیں ہزاروں ساحر اسی دھوکے میں
مارا گیا گرم پانی سے منہ دھلوائیے اگر اصل میں صبار فتار ہے تو صورت قائم رہیگی ورنہ روغن
اڑ جائیگا چالاک چیخا ہی بیٹھا ہی دیکھو ملکہ سہیل مجھ کو پانی نہ ڈالنے میرا دھرم ناس ہو کرے میں اپنی جان
دیدونگی لیکن کون سنتا ہے ایک جادوگر نے بڑھ کر گرم پانی سے منہ دھلا دیا رنگ روغن عیاری کا

اُڑگیا اب تو سب نے بخوبی پہچانا کہ یہ عیار نامور فرزند خواجہ عمرو ہے اب تو مشکین بانو جھین
سہیل پیٹنے لگی کہا کیون صاحب جو مین حفاظت نہ کرتی یہ موا ساربان زادے کا چھوکرا قتل
کرچکا تھا ہی ہی میرا راج سہاگ لٹ جاتا سامری جمشید نے اپنا فضل شریک حال کیا آپ
رونا کیا ضرور ہے سرخیل نے کہا مین ابھی اسکو قتل کرتا ہون سب عیارون کی میرے ہاتھ سے
قضا ہے اب تو مین ہوشیار ہو گیا مشہور تھا کہ عیارون پر کوئی دست انداز نہین ہو سکتا سامری
جمشید نے اسکو گرفتار کرا دیا یہ کہکر حکم دیا جلد میدان خونی کی تیاری کرو جلاد حاضر ہون آپ
کشان کشان چالاک کو لے کر سرخیل و سہیل بیرون بارگاہ آئے یہ حال حسرت مآل سنکر
سب جادوگر دوڑے آ کے دیکھا زن و شوہر غصے مین کانپ رہے ہین ایک عیار دُبلا پتلا حقیر
ذلیل مشکین بندھی ہو مین ہوش سب کے اُڑ گئے کہ بارہ اجیبی طرح اُڑنے نہین پائے عیار
ہوشیار ہو گیا وہ جو کمیدان صاحب پہلے عاشق ہوئے تھے سرداروں سے کہ رہے ہین کہ پہلے صورت
دیکھکر مین مائل ہوا تھا بولے دو سو خداوندون نے بچا لیا الٰہی کمبخت نے صورت زیبا نبائی
تھی کہ نظارہ جمال سے دل بیقرار ہوتا ہر کوئی کیونکر پہچانے لیکن زوجہ شہنشاہ نے بڑا کام کیا
خوب اپنے شوہر کو بچایا ورنہ خاتمہ تھا یہان تو یہ ہنگامہ جلاد طلب ہو رہے ہین چالاک سر
جھکائے بیٹھا ہے لیکن حضرت برق فرنگی بعد چالاک کے بیقرار ہوکے نکلا کہ دیکھون مرشد زادے
کہان گئے اس صحرا مین آ کے پہونچا دور سے دیکھا ہزارون ساحر جمع ہین ایک گنوار کی شکل
بنکے قریب آیا مرشد زادے کو زیر تیغ پایا دس ہزار ساحر کو لے تیغ آبدار لیے کھڑے ہین زن و
شوہر غصے مین کھڑے کانپ رہے ہین برق نے حال مفصل دریافت کیا تڑپ گیا سوچا
کہ اسوقت اے برق فرنگی کیا تدبیر کرون کیونکر مرشد زادے کو بچاؤن اگر یہ قتل ہو گئے استاد
کا بازو ٹوٹ جائیگا کنارے آ کے سوچنے لگا آخر ایک بات ذہن مین آئی بہ تعجیل تمام ایک
ساحر مذلی کی شکل بنکر تیار ہوا نام مُنہ سے افراسیاب کی بنایا موم کے سانپ بنا کے
بالون مین لپیٹے یہان ہنگامہ ہے جلاد سر پر چالاک کے آ چکا سرخیل نے ایک حکم دیا دوسرا
حکم دیا چاہتا ہے کہ پہلو سے آواز آئی او سرخیل خبردار کیا کرتا ہے سنم اشرار جادو فرستادہ شہنشاہ
ہوش نہ پایا اگر ایک موئے جسم عیار کا کم ہو گیا ایک زندہ نہ بچے گا سرخیل و سہیل نے پلٹ کے دیکھا

ایک ساحر غدار بلائے روزگار دیا ہے اسشیا سے سحر مین غوطہ مارے ہوئے فرمان شہنشاہ ہاتھہ
مین غصہ بات بات مین مشل برق جہندہ ہشو ہشو کرتا ہوا پہونچا جلاد کو ایک لات ملری جلاد منھہ
کے بل زمین پر گرا اسے جھکر ہاتھہ مین سرخیل کے دیا کہا او مغرور نہایت شہنشاہ کو تو نے
حیین کیا مابدولت کو بہت تکلیف ہوئی تین سو کوس کا راستہ پانچ منٹ مین طی کرنا پڑگیا
تو نے شہنشاہ کو مجبور و ناچار سمجھا وہ یہ نہین سوچے کہ پیادے کے قتل پر قادر نہین ہین تو گرفتار
کرنے ہی آمادہ قتل ہوا دیکھہ تو آہین کیا از قیم دانستے مین اسطرح برق فرنگی نے کلام کیا زن و شوہر
گھبرا گئے نامے کو لیکر سرخیل نے سر پر رکھہ لیا بوسہ دیا سر نامہ پر مہر شہنشاہ پائی نامے کو کھولا
لکھا تھا ای سرخیل و سہیل مابدولت کو دریافت ہوا کہ تم نے چالاک بن عمرو کو گرفتار کیا ہو اسلیے
اپنے سفیر اشرار جادو کو روانہ کیا جلد اسکی معرفت قید چالاک بھیجدو خبردار تامل نکرنا خداوند ما
ہین جو انکو قتل کریگا اسکی قوم کو برباد کردینگے یہ خداوند کے پیارے بندے ہین زن و شوہر دونون
کانپ گئے کہا ای اشرار جادو ہم نے کیا غدر ہی لیجائیے اشرار نے کہا اپنا سحر اتارو ہم اپنا سحر قائم
کرین سہیل جادو کا سحر چالاک پر تھا سہیل پڑھی کرین سحر اتارون فضائے کلاہ صبار فتار کمند انداز
اڑی ہوئی آئی تھی اسنے جو دور سے لشکر سلطان دیکھا بلا تکلف چلی آئی اسنے دیکھا میان برق
فرنگی ایک جادوگر بنکر کھڑے ہین نامہ شہنشاہ کا پڑھا جاتا ہی دور ہی سے صبار فتار نے آواز دی
ای سرخیل خبردار چالاک کو روانہ کرنا یہ جو جادوگر بنا ہے اگر در شید خواجہ عمرو برق فرنگی عیار ہے
اسکو بھی لینا برق جو پلٹا صبار فتار کو دیکھا پکارتی ہوئی آئی پر سہیل رک گئی لیکن سرخیل سے
برق نے کہا یہ دوسرا عیار بشکل صبار فتار آپہونچا ای سرخیل لینا خبردار یہ جانے نہ پاوے
مکار کا کلیجہ تو دیکھو سرخیل نے پلٹ کر ایک دو ہتھڑ مارا صبار فتار منھہ کے بل زمین پر گری
سرخیل دوڑا صبار فتار چیخی ارے او سرخیل کیا کرتا ہی مین کنیز شہنشاہ ہون برق فرنگی تو لٹتا ہی
یہ عیار لشکر اسلام ہی او سرخیل مجکو نہ گرفتار کر نہین پچھتائیگا اشرار کہتا ہی کہ یہ ہرگز جانے نہ پاوے
مجکو مارے اور اپنے بھائی کو رہا کرنے آیا تھا سرخیل گھبرایا مین کیا کرون آخر گھبرا کر صبار فتار نے
کہا ای سرخیل ارے کمبخت مین عورت ہون یہ مجکو عیار بتاتا ہی اپنی زوجہ سے کہہ میرے قریب آئے پائجامہ
اتار کر دیکھہ لے مرد و عورت کی شناخت ہو جائیگی یہ سنکر سہیل بڑھی اب برق فرنگی گھبرایا کہا ملاحظہ

ہین تجھسے مفصل حال کہون ابھی مجھ جادو کی سہیل طرف اشرار نقل کے بڑھی سر جھکایا کہا سہیان
اشرار جادو بیان کرو جیسے ہی سہیل نے سر جھکایا برق فرنگی نے جان دے کے کوکہ پر سہیل کے
خنجر مارا سہیل تڑپکر گری اندھیرا ہوا برق فرنگی نے آواز دی بھائی چالاک بھاگو اسی کے سحر مین
چالاک مبتلا تھا مرنے ہی سہیل کے چالاک چھوٹا چالاک بھی ایک جادوگر کو مار کر بھاگا سرخیل متو

ادھر سے تو آواز آئی نعرہ برق فرنگی

منم برق رفتار و خنجر گذار	بسم پر لیکن گران بر ہزار

دوسرے پہلو سے آواز آئی نعرہ چالاک

بعیاری سن نامم جست و چالاک	بچشم دشمن اندازم کف خاک
ز آید باد گرد شیرز کام	خلیفہ اولم چالاک نامسم

اندھیرے مین دونون عیار نعرے کرتے ہوئے بھاگے برق فرنگی تو بڑا شوخ مزاج ہر جلتے چلتے
صبا رفتار کے بھی ایک دھول ماردی کہا کیون خلیفاں پھر کبھی عیاری کرنے آؤگی مگر تم بیحیا ہو
جوتیان کھاتی ہو پھر آتی ہو خلیفہ مہتر قران کا پاس نہوتا ذراسی ناک کاٹ لیتا تمکو کان ہو جاتے
بہت ہلکان کرتی ہو گو بیغیرت کی ناک کٹنگی ادھر ہاتھ بڑھا جادوگی صبا رفتار نے غل مچایا ارے
لینا نگوڑا مجھے دھولین مارتا ہی سرخیل مرنے سے جورو کے بدحواس ہو گیا سر پیٹنے لگا چیختا ہی کہ ہای
میری جورو کو مار ڈالا اب کون میرے ناز اٹھائیگا پہلو مین سلائیگا سفل ان کے مہربان تھی کھیان
جھلکر کھانا کھلاتی تھی جاڑے مین قوت باہ کی گولیان بناتی تھی اب شفقت سے کون سر پہ ہاتھ
رکھیگا گھر میرا برباد ہوا ای بی بی کچھ جواب تو دو سامری جمشید کی خدائی مین آگ لگے تمہاری جوانی
پر رحم نہ آیا تمہاری وضع داری کو یاد کرون کس بات پر فریاد کرون سیکڑون آشنا کیے کبھی مجھپر
ظاہر نہوا میری دلدہی سے ہاتھ نہ اٹھایا گھر مین چار جگہ پردے پڑے رہتے تھے ہم جلسے فساق
دیکھتے تھے ایسی بی بی مہربان کہان پاؤنگا کھلی ہوئی باشتہ اور دن سے سر ڈھکوایا نام میرا کیا
میری مردانگی مشہور کرتی تھین میرے نام پر مرتی تھین عورتون مین جھگڑتی تھین میرا شوہر بڑا نامی ہی
ہر جب کسی غیر کو بلایا مجھ سے کہدیا میری خالہ کا بیٹا آیا ہی پردہ مین سب کچھ کیا کسی پر حال روشن نہ کیا تمام
سردار دوڑے نعلون مین ہاتھ دیکھا لا عیار تو نکل گئے صبا رفتار کو قید سے رہا کیا سرخیل نے کہا ای

صبار فتار مین اپنی جان دونگا ابھی لشکر مسلمانان پر جاتا ہون جورو کے خون کے بدلے مین
اگر کل مسلمانون کو نہ مارا تو نام اپنا سرخیل جادو نہ پایا تم جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرو ہر چند صبار فتار
نے سمجھایا ای سرخیل جادو صبر کرو ملکہ حیرت کی خدمت مین چلو جیسا حکم دین ویسا بجا لاؤ سرخیل
جادو نے کہا مین نہ مانونگا اسی وقت ارتھی بنائی لاشہ سنبل جادو کا جلایا خود ہی جورو کا سر
پھاڑا داڑھی مونچھین منڈوا لین کہا صاحبو سہاسے میرے کریا کرم کون کرے روتا ہوا اپنے پشت اژدر
پر سوار ہوا نفیر سحر بجائی کل لشکر تیار ہوا با قہر و غضب تمام طرف لشکر اسلام کے چلا صبار فتار
بھاگی کہ مین جاکر ملکہ حیرت کو خبر کرون برق و چالاک ایک جھاڑی مین چھپے دیکھ رہے تھے
جب لشکر سرخیل لے کر چلا یہ دونون بھاگے ملکہ مہرخ کو جاکر آگاہ کرین لیکن بدحواس چالاک
سے برق فرنگی نے کہا ای مہتر والا گہر بڑا غضب ہوا سردار باغبان و بہار وغیرہ لشکر مین
نہین ہین یہ ملعون جاکر گریگا کون اسکے وار کو سنبھالیگا خدا خیر کرے چالاک نے کہا حقیقت مین
بڑی خرابی ہی یہان دربار مین ملکہ مہ جبین الماس پوش نے تخت شہنشاہی پر جلوہ فرمایا کہ
برق و چالاک پہونچے بعد دعا و ثنا کے عرض کی ای ملکہ عالم جلد لشکر تیار کرائیے سرخیل جادو
فوج ساحران لے کر آتا ہی زوجہ اسکی ہمارے ہاتھ سے قتل ہوئی بیچارا کو بڑا غصہ ہی یہ سنتے ہی ملکہ
مہرخ اٹھین قصد ہوا لشکر کو تیار کرا لین کہ ابر تیرہ و تار سامنے سے اٹھا اس ابر مین رعد کی گرج
برق کی تڑپ مثل دل کافران سیاہ ابر ہیبت ناک اس ابر مین سے آواز آئی باشندو
ای مسلمانان میری جورو کو عیارون نے قتل کیا ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکے ابر برسایا خود جوش
مین آکر گرا غفلت مین لشکر اسلام تباہ ہونے لگا جیسے قطرہ پانی کا پڑا جلکر رہ گیا صبار فتار
نے جاکر ملکہ حیرت کو خبر دی عرض کی ای حضور سرخیل لشکر اسلام پر جا پڑا جورو کو اسکی برق و
چالاک نے ملکر قتل کیا اسی غصہ مین سرخیل کو تاب نہ آئی دیکھیے دونون لشکر ملگئے حیرت
جادو گھبرا کر باہر نکلی دیکھا ہنگامہ سحر برپا ہی سرخیل نے تنہا مسلمانون کو قتل کیا حیرت جادو
نے شمیمہ نقب زن کو حکم دیا کہ جاکر سرخیل جادو کو پھیر لاؤ کہنا بدون حکم افراسیاب
یہان تپا نہین لینا تمنے غضب کیا ہم سے بھی نہ پوچھا اب طبل بازگشت بجا کر پلٹ آؤ ہم تمہارے
نام پر انعام سے طبل جنگی بجوائینگے شمیمہ نقب زن دبی اٹھی بھاگی اسوقت قریب لشکر اسلام

پہونچی کہ اب مہرخ بھی شعلی ہو ملکہ مہ جبین تخت پر ملکہ سرخ موے کاکل کشاد ملکہ ہلال سحر طراز
وغیرہ تخت ملکہ جبین کو گھیرے ہوے لشکر سرخیل سے لڑتی ہین لیکن واضح ہو کہ بہار و باغبان
و برق لامع و رعد و برق یہ سردار بدست سعد و اسد نامدار گئے ہین چالاک نے اور ساحرون
کو انکی صورت بنا کر دربار مین بٹھلایا یہ ہنگامہ جو برپا ہوا وہ بیچارے لونڈی غلام
شغل باغبان و بہار کیا لڑ سکتے تھے یہ ہنگامہ جو ہوا اسی صورت پر نکل آئے موافق اپنی حقیقت
کے سحر کرنے لگے دوسرے سرخیل جادو نے جو بہار کو اُسنے دیکھا گولا مارا وہ کنیز کیا روک
سکتی تھی گولا سر پر پڑا سر کے ہزار ٹکڑے ہوے علاوہ باغبان بشکل باغبان لڑنے لگے وہ
ہاتھ سے سرخیل کے مارے گئے جبکہ مرگئے صورتین تبدیل ہوگئین شمیمہ نقب زن نے جو
دور سے یہ سحر کہ دیکھا سمجھی یہ عیارون کی کارسازیان مکارون کی شعبدہ بازیان تھین معلوم
ہوا بہار و باغبان لشکر مین نہین ہین پلٹ کے ملکہ حیرت کو خبر دی حضور عیاران اسلام
بڑے کام کرتے ہین عرصہ سے بہار و باغبان وغیرہ لشکر مین نہین ہین عیارون نے لونڈی
غلامون کو انکی صورت بنا رکھا تھا وہ سب اسوقت ہاتھ سے سرخیل جادو کے مارے گئے لیکن
آوازین نہین آئین سرخیل نے قیامت برپا کردی اگر آپ بھی جا پڑین آج ہی لڑائی ختم ہوجاویگی
فوج مہرخ کا ٹھہرنا دشوار ہے یہ سنکر حیرت جادو سوار ہوئی نفیر سحر بجی ایک جانب سے مصور
جادو و ملکہ صورت نگار و مانی و بہزاد و قلم کش و ملکہ یاقوت و زمرد تمام سرداران حیرت سوار
ہوے بارہ لاکھ ساحرون سے حیرت جادو بگرد فرجلی یہان ملکہ مہرخ نے از بسکہ لڑائی کو سنبھالا
سرخیل جادو پر جا پڑی آپس مین سحر ہو رہے ہین کہ گرد عظیم سامنے سے بلند ہوئی حیرت جادو
بارہ لاکھ ساحرون سے آکر گری ایک طرف سے حیرت نے سحر کیا مصور نے تصویرین
نکالین یاقوت نے آگ برسائی زمرد نے نخلہاے صحرا کو سبز کیا لشکر سلمانان تہ و بالا ہوگیا
ساحر مارا گیا

نظم مصنف

تزلزل زمین کو ہوا اسقدر | لرزنے لگے خوف سے دشت و در | فلک کو فراموش گردش ہوئی
پہاڑون کو سختی مین جنبش ہوئی | قیامت کا سامان عیان ہوگیا | رخ مہر گردون عیان ہوگیا
صداہاے ہاہو سے یہ شور تھا | عیان سحر و افسون کا یہ زور تھا | کسی پر گری برق خارا شگاف

ہوے صف شکن ایک حملے میں سب
کہیں بارش ابر کا شور تھا
کہیں آتش سحر کا زور تھا

کہیں رعد گرجا زمین شق ہوئی
کہیں برق خالف چمک کر گری
صفوں میں تلاطم ہوا سر بسر

درختوں سے اڑنے لگے جانور
نقیبوں نے بڑھ بڑھ کے لوکے کہے
جوانو قدم اب نہ پیچھے ہٹے

زمانی کی افتاد جھیلوگے تم
یقین ہے کہ جانو نہ کھیلوگے تم
کدھر ہیں جوانان جنگ آزما

سبھی وقت ہے کوشش جنگ کا

یارو دنیا نا پائدار ہے اسکا کیا اعتبار ہے ہر شے کے واسطے زوال ہے

نظم

دیکھ ماہ تاباں کبھی بدر کامل کبھی ہلال ہے

گنج کوئی مار سے خالی نہیں
وہ کونسا گل خار سے خالی نہیں

چاند کو گہنا دیا حق نے شرف
لگ گیا ہے ساتھ اسکے بھی کلف

یارو نام کرو بزرگوں کا نام روشن کرو سرخ رو ہو کر میدان کارزار سے قدم نہ ہٹے منہ پر تلوار پن کھاؤ عروس مرگ سے ہمکنار ہو بہادر دلاور نامدار ہو

فرد

سب بیاہ بجاد عروس موت کو
دو طلاق اس زندگی کی سوت کو

دیگر

رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا
مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

خمسہ

گئے کل سبھی گورستان جو ہم باخستہ حالی سے
مقابر جتنے دیکھے ہیں خستی پائمالی سے
یہ دو مصرعے لکھے انجانے مضمون خیالی تھے
مہیا گرچہ سب اسباب ملکی اور مالی تھے
سکندر جب گیا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی تھے

دیگر

ہاتھ رکھے تھے سکندر نے کفن سے باہر
ہاتھ خالی آئے ہیں اور ہاتھ خالی جائینگے

دیگر

نا ہے سب کچھ ہیں کر کچھ دست سکندر میں نہیں
سب کمال اک روز آخر خاک میں ملجائینگے

دیگر

کل پاؤں ایک کاسہ سر پر جو پڑ گیا
یکسر وہ استخوان شکستہ سے چور تھا
آئی صدا کہ دیکھ کے چل راہ بےخبر
میں بھی کبھی کسی کا سر پر غرور تھا

اے جوانان شیر دل وقت جانبازی و سرفروشی ہے دشمن کو ہٹاؤ دستانہ اسے تیز سے سینے ملادو دم شمشیر پر گلے رکھو طعام لذیذ موت کے مزے چکھو نقیبوں نے اسطرح کے اشعار پڑھے بہادر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر چومنے لگے نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہوگئے سراپا کے ہوش رہے مرنے پر آمادہ زندگی سے بیزار خواہان معشوق حرب پیکار لیکن لشکر اسلام پر قیامت برپا ہوئی حیرت جادو نے زمین ہلادی یہ جو اشیہ ثابت ہوگیا کہ بہادر حمزہ کن لشکر اسلام نہیں ہیں

چہار جانب سے لشکر حیرت جادو نے زور ڈالا ملکہ مہرخ نے بڑھکر ملکہ حیرت سے مقابلہ
کیا آواز دی کیون بی مہرخ بوا بہار کو کہان بھیجدیا بڑا مکر کیا ایک کنیز کو بصورت بہار بنایا
اس بہار نقلی پر خزان آئی پھول نہ کھلے رنگ نہ جا غنچۂ خاطر پژمردہ ہوا ہزارہا سرو قد پامال
ہوے مہرخ نے جواب دیا او حیرت کیسے بہار و باغبان ہم تکیہ پروردگار پر رکھتے ہین اگر
قضا آئی ہی کون بچائیگا ورنہ تو کیا کرسکتی ہی حیرت جادو مہرخ پر جا پڑی سحر کیا برق چمک کر
مہرخ پر گری سر ملکہ مہرخ کا زخمی ہوا حیرت بڑھی کہ سر مہرخ کاٹ لون پریشان ہوکر مسیح مو
نے مقابلہ کیا اسکا بھی وہی حال ہوا مسیح مو کا جینا وبال ہوا ہلال سحر افگن لڑی یہ بھی انگشت نما
ہوئی شکیل صف سے بڑھا کئی گولے حیرت پر مارے حیرت نے سب وار روکے اٹکا کر
تیغ مارا شکیل نے تیغ کو کاٹا اسمین سے ایک خنجر پیدا ہوا شانہ پر پڑا شانہ قوت بازو
مہرخ کا نشانہ ہوا اب حیرت نے چاہا بڑھ کر ملکہ مہ جبین الماس پوش کو گرفتار
کرلون دلارام وزیرزادی تخت ملکہ مہ جبین کا لیکر پیچھے ہٹی علم فوج اسلام سرنگون ہوا سب
سرداران خنجر بار اشکبار کے پاؤن اٹھے ملکہ مہرخ اس زخمداری مین بھی لشکر کو لیکر بڑھتی ہی
فوج دل دہی نہین کرتی حیرت جادو مثل برق تڑپ رہی ہی مصور نے ہزارون کو مارا صورت
نگار کا سحر چل رہا ہی ہر ایک نخل صحرا شمع کافوری جل رہا ہی زمین تپ رہی ہی آگ برس رہی ہی شور
فریاد و الغیاث برپا ملکہ مہرخ نے پلٹ کے دیکھا بارگاہین لٹنے لگین لشکر اسلام پر شکست فاش
ہوئی نکل جانیکی تلاش ہوئی لیکن سرداران صف شکن ثابت قدمان کوے محبت ہر دن
مستقل شجاعت جان دینے پر آمادہ لیکن زیادہ خرابی یہ ہی ملکہ مہ جبین دلآرام خوف سے مضطر تھین
طلسم کشا سحر بالکل نہین جانتین ایسا نہو قبضہ مین کافرون کے آجائین بڑا غضب ہو گا حیرت نام
مہ جبین کی دشمن جانی ہی مہ جبین کو پاؤن تو قتل کردون اسی کی ذات کا سارا فساد ہی اگر صحرا سے
حیرت ہی سے اسد غازی کو لے کر نہ بھاگتی یہ دن کاہے کو نصیب ہوتا ایسے ایسے خیالات جو
اہل اسلام کو آئے تخت ملکہ مہ جبین کو گھیر لیا چاہتے ہین کہ اٹھ کر مرجائین لیکن ناموس طلسم کشا کو
بچائین سرخیل جادو مبہوت غم مین اپنی جورو کے لڑ رہا ہی اسقدر گولے مارے ہزارون کو جلا دیا صدہا
کو قتل کیا جھوم جھوم کے لڑ رہا ہی ملکہ حیرت کو ارشاد کرتا ہی ملکہ عالم مین نے بڑے صدمے اٹھائے

زوجہ قتل ہوئی گھر برباد ہوا غلام ناشاد ہوا اب آج ایک کو زندہ نہ چھوڑونگا قتل مسلمانان سے
منھ نہ موڑونگا حیرت کہہ رہی ہے شاباش مرحبا افراسیاب تیرا بڑا مرتبہ کریگا کسی شاہزادی کے ساتھ
تیری شادی کردینگے بڑی دھوم سے خانہ آبادی کرینگے سرخیل جادوان باتون پر ملا حیرت کی
پھول گیا چلک چلک کر لڑنے لگا اب ملکہ مہرخ کو یقین کامل ہوا بارگاہ مین بھی نیزے لگین صفین تمام
صف ماتم لشکر درہم و برہم بھاگی ہوئی فوج کارکنان ہشوار دستور ہر ایک کے ساتھ دس بھاگے
ہین ملکہ مہرخ نہایت کاردان صاحب عظم و شان شکست مین بھی جرأت آشکار دس قدم بھاگ
پھر ٹھہرین مگر مایوس اسوقت سب نے عرض کی اپنے پیدا کرنیوالے سے رجوع کیجیے اب جان
بچانا دشوار ہے ہر خرد و کلان مجبور و ناچار ہے وہ رحیم و کریم سمیع و علیم سامع الدعوات مسبب الاسباب
کارساز بے نیاز حکیم علیم حلیم ہر حال مین معین و مددگار ہے یہ سنکر ملکہ مہرخ نے تاج سر سے اتار محتاج
بدرگاہ قاضی الحاجات ہوکر پکار اٹھین ارحم الراحمین مالک یوم الدین اسوقت بیکسی و بےبسی
مین جلد مدد کر اس بلا کو رد کر بیقرار ہوکے جو دعا کی سب غازی سرفروش بیقراری کا جوش فوراً تیر
دعا بہدف مراد پر پہونچا آسمان پر سناٹا ہوا سب نے دیکھا ملکہ بہار جادو و باغبان قدرت و رعد
و برق و برق لامع و مخمور سرخ چشم و خواجہ عمرو و عیار قران ناسور ملکہ بہاران شمشیرزن و ملکہ نور
محمل نشین صاحب عز و تمکین و لاہوت جادو جوان خوش رو تخت سحر پر بصد کر و فر نمایان ہوئے
لشکر مین شور ہوا بہار آئی بہار آئی معین و مددگار ہمارے آپہونچے عمرو نے آواز دی یارو غضب ہوا
لشکر سحر ضرور زوال مین ہے آج حیرت جادو جلال مین ہے ہان بیتابو آن لینا لاہوت جادو نے
تخت زمین پر اتار اسپ سے چلے ملکہ بہار گلعذار نے جھپٹ کر گلدستہ مارا ہوا سے سرو چلی
ساحر جھومے آسمان سے پھول برسے طائرون نے زمزمہ سرائی کی غنچے مسکرائے بلبل زار کے پھول
کھلے ایک طرف باغبان قدرت نے گرا گیند پھولون کا مارا برق لامع آڑی ترچھی گرنے لگی رعد
نے کانون مین ہاتھ رکھکے چیخ ماری صدہا سر کٹکر اسکے گرے کان کے پردے پھٹے ہان رعد کی برق گرگر
کے گری سیکڑون نے سر اڑا دیے لاہوت جادو جھومتا ہوا لشکر حیرت جادو پر آیا تو دارا
سیکڑون جلے نور محمل نشین نے غصے مین آکر کھینچ مارا طوق گلوگیر بنکر گلے مین ساحرون کے پڑا
سیکڑون ملازمان حیرت جادو زر کھڑا کے نفس در قفس پیچیدہ و رنجیدہ و کبیدہ عیار قران نے

بڑھ کر نعرہ کیا خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا جادوگر بنکر لشکر میں گھس پڑا مردون کی کمرین ٹٹولنے لگا جسکی کمر مین کچھ پایا خبر ہوئی اگر کمر مین کچھ نہ نکلا کپڑے اسکے اتار لیے ایک لات ماری اور دعا دی عمر بھر کھایا کمایا ہمارے لیے کچھ نہ رکھا او ننگ خاندان تجکو برہنہ چھوڑونگا تیری ذلت سے منہ نہ موڑونگا برق و چالاک جانسوز یا تو الگ کھڑے رو رہے تھے حقہ ہائے آتشبازی لیکر یہی گھسے خوب آتشبازیان وغیرہ سیکڑون کو جلا دیا ضرغام شیر دل نے جنگی بان داغا یا دو حملون مین لشکر حیرت جادو تہ و بالا جیسے ہی مسلمانون نے خیمے پڑاؤ پر قبضہ کیا اسد شیر دل کب باد رفتار پر سوار ہوا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ اسد صف شکن

اسد صف شکن شاہ عالیجناب	سن آیم سر کوب افراسیاب
یل پیلتن نامور نامدار	نظر کردہ شیر پروردگار
چو تیغ یلی برکشم از غلاف	تزلزل فتد در میان مصاف

خورشید زرین سحر و شکیل بے عدیل ہمراہ رکاب اسد نامدار ہوے سحر و ساحری سے بچانے لگے اسد شہنشاہ نہ پلنگانہ اڑتا ہوا بڑھا حیرت جادو نے بہار کو دیکھا جو گلنار چہرہ چھپائے پھولون کی گلے مین چھپا سوتے کا سر پر سرو قد گل اندام گلدستہ مارتی ہوئی آتی ہے نگاہ مین جو نشیلی ڈالین سیکڑون جادوگرون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے بعضے نشۂ بادہ سحر سے مست یہ شعر حسرت آثار سودا پڑھ رہے ہین نظم

جاتے ہین لوگ قافلے کے پیش و پس چلے	دنیا عجب سرا ہے جہان آ کے بس چلے
کہیو صبا سلام ہمارا بہار سے	ہمکو چمن مین چھوڑ کے سوے قفس چلے
اے غنچہ آنکھ کھول کے اک تو چمن کو دیکھ	جمعیت دلی پہ ترے پھول ہنس چلے
بڑھنے سخن کو مین یہ سر و چشم ناصحا	مانون ہزار بار اگر دل سے بس چلے
نکلا جو دل سے نالہ تو سینے سے دود نے	سن مردمان قافلہ بانگ جرس چلے
صیاد اب تو کر دے قفس سے ہمین رہا	نالم پھڑک پھڑک کے پر و بال گھس چلے
کام اس گلی سے مرے سے یہ سودا گذر چکا	کیا تاب اک قدم جو ادھر بوالہوس چلے

حیرت جادو نے جو یہ ہنگامہ دیکھا کہ بہار نے ہزارون کو مار ڈالا کر جا پڑی آستین سحر ہونے لگے بہار نے گلدستہ مارا پھول برسے حیرت جادو جھوم گئی جھومتے جھومتے دستک دی ایک طائر

پیدا ہوا زوجہ بادشاہ طلسم ہو اُس جانور نے آکر سر پر سایہ کیا حیرت کے ہوش و حواس درست
سحر و ساحری مین چست ہو کر تیغ کھینچا بہار جادو پر جا پڑی تیغ بحر یا ! بہار نے پھولون کی سپر اٹھائی
لیکن سحر سے حیرت جادو کے سپر کٹی سر بہار جادو زخمی ہوا اب ملکہ حیرت نے دباؤ ڈالا
بہار جادو پیچھے ہٹی سہ ہا کنیزین بہار کی قتل ہوئین حیرت پیچھا نہین چھوڑتی بہار چاہتی ہے ذرا
مہلت ملے زخم سر باندھ کر سحر کرون حیرت دم نہین لینے دیتی مثل شعلہ جوالہ چلی آتی ہے دونون عارض
غصے سے سرخ کف منہ مین بھرا ہوا اس قہر و غضب مین حیرت جادو کی عجب آن بان ہو کا ساقد
کاتی بندھی ہوئی سینہ پر ابھار گلو احسن پر بہار لب یاقوت احمر دندان سلک گہر سیتین سپہر عارض
رشک قمر مار گیسو پیچ و تاب مین آنکھون مین لال ڈورے وحشت سے جھپٹی ہوئی بہار پر جاتی ہے
لشکر مین غل ہوا بہار کو حیرت جادو نے گھیر لیا زخمی بھی کر چکی وہ سامنے بہار بھاگتی ہوئی
جاتی ہے حیرت قتل کیا چاہتی ہے اکثر ساحرون نے بڑھ کر حیرت پر سحر کیے اُن حربون کو حیرت
نے ٹالا قریب ایک نخل کے بہار پہونچی ڈگمگائی شاخ نخل تھام کر رکی حیرت نے چاہا
تیغ مارون پہلو سے آواز آئی ملکہ عالم ہوشیار ہو جایئے حیرت نے پلٹ کر اپنی وزیرزادی
زمرد جادو کو دیکھا بد حواس آئی کہا حضور لیجیے مبارک شہنشاہ آگئے وہ دیکھیے تخت آتا ہے
حیرت جادو پلٹی منہ کا پھیرنا کہ آواز آئی باش او حیرت کہان جاتی ہے سنو دُر بے بہاے صدف
قلزم عیاری نہنگ دریاے زناری صف شکن و صفدر خواجہ عمرو نامور یہ کہکر جو وہ حلقے کمند کے
مارے گردن و کمر مین حیرت کے پڑی ادھر اُس کے ملی حباب بیہوشی پڑے دھم سے گری بہار نے
پلٹ کے دیکھا حیرت جادو گر کر بیہوش ہوئی عمرو تو کمند چھوڑ کے بھاگا گلیم اوڑھ لی یہ آواز
دی ای بہار یہ جانے نہ پاوے بہار سحر چند سرو جھپٹی کہ حیرت کو گرفتار کرون زمین شق ہوئی
پنجہ فولادی پیدا ہوا حیرت جادو کی کمر مین پنجہ دیا میدان کارزار سے لے بھاگا ہر چند ساحرون
نے روکا پنجہ نہ رکا حیرت کو لیکے نکل گیا اب جو سرداران لشکر حیرت پر گرے ہزارون کو قتل
کیا مصور چورو کا ہاتھ تھام کے بھاگا صاحب نخل جادو جان بچا کے ٹل چلو اُسکے بھاگتے ہی سب
ساحر بھاگے سرخیل جادو نے پلٹ کے دیکھا پڑاؤ حیرت جادو کا لٹ رہا ہے بارگاہ مین چلی
گئین سرخیل جادو گھبرایا لیکن بڑے زور شور سے لڑ رہا ہے چورو کے غم مین مبہوت تیغہ

خون آلود ہاتھ میں ساتھ والے اسکے بھی مارے گئے لشکر حیرت بھاگا جاتا ہے ہر چند اسنے غل مچایا
کون سنتا ہے کس کے سامنے سے کہ ایران شمشیر زن لڑتی بھڑتی چلی آتی تھی سرخیل نے کئی ساحروں کو
سامنے بران کے مارا کسی کو آتش سحر سے جلا دیا کسی کو پانی برسا کے ٹھنڈا کیا بران نے دو مین
سے للکارا او بچا کیا کرتا ہے تین روپیہ کے پیادوں پر امتحان سحر غیرت نہیں آتی ہے سرخیل ملکہ بران
پر جا پڑا تیغ نکال کے مارا ساحر زبردست ہے ملکہ بران نے ترنج کا نام سمین سے ہزارہا شعلہ ہائے
آتش نکلے اس ماہ آسمان خوبی کو شعلہ ہائے سرکش نے گھیرا مگر بران مثل برق جہندہ باران
سحر برسانی ہے بارانی شعلہ ہائے آتش بجھاتی ہوئی اس گنبد آتشین سے نکلی غصہ انتہا کا تھا
چوڑے پھل کا ہاتھ ڈالا اس گوہر دریاے حسن و جمال نے اخنجر مروارید نکالا للکارا او نامرد
آنکھ چار کر اب تو کوئی وار کر سرخیل تیغ کھینچ کر جھپٹا ملکہ نے خبردار کہکے اخنجر مروارید کھینچ مارا
ہر چند سحر کیا رو کا اخنجر کب رکتا ہے سینہ پر اس بداختر کے پڑا البتہ کو توڑ کر پار گزرا سرخیل
ترکھڑا کر گرا آندھی سیاہ اٹھی سنگ باری برف باری ہونے لگی آواز آئی کشتی مرا نام من
سرخیل جادو بہو ابتو جتنے ساحر تھے سب بھاگے لاشے بھی اپنے افسروں کے نہ اٹھا سکے اہل
اسلام نے پڑاؤ لوٹ لیا خیموں میں آگ لگا دی بارگاہ حیرت پر قبضہ کیا تین کوس تک بھگا گئے
ہوؤں کو مارا عمرو نے آواز دی بس بھاگے ہوئے کا پیچھا کرنا مناسب نہیں ہے سب سردار
فتح و ظفر لعبدکرہ فرزانی کو فتح کر کے پلٹے اسد نامدار کو مہرخ نے دیکھا بڑھ کر بلائیں لین تیغ کی
عمر و دولت کی دعائیں دیں لاہوت جادو و ملکہ زیور محمل نشین کو خواجہ نے سب سرداروں سے
ملوایا زن و شوہر نے پایہ تخت مہ جبین کو بوسہ دیا آکر داخل بارگاہ آسمان جاہ ہوئے مہرخ نے
تمام کیفیت پوچھی اسد غازی نے شرما کے سر جھکا لیا مگر خواجہ عمرو نے تمام کیفیت طلسم صندل
و در بند مہرو ماہ و حالات ملکہ زیور محمل نشین بیان کیے جس وقت خواجہ نے اپنی عیاری بشکل
سرہنگ کوہی و مقابلہ مہتر قران بیان کیا اور پھر لاد چھوڑنا دنبل شہنشاہ جنات آنا ظاہر
کیا بارگاہ میں سب ہنستے ہنستے لوٹ گئے ملکہ زیور محمل نشین و لاہوت جادو نے کہا ای سرداران
نامی یہ عیاری نہیں کرامات تھی برق و چالاک نے کان پکڑے قدموں کو خواجہ عمرو کے بوسے
دیے کہا حقیقت میں فن عیاری آپ کی ذات پر ختم ہے مہتر قران شرم سے سر جھکائے ہوئے

عمرو کہتے ہین کیون میان قران ذرا سر تو اُٹھاؤ اسقدر نہ شرماؤ تمیں برس سے ہمارے ساتھ ہو
مگر افسوس ہی کہ ہمکو نہ پہچانا بیہوشی کا عطر سونگھ لیا حضرت قران نے کہا استاد توبہ کرتا ہون کبھی جو
آپ سے ہمسری کا نام لون گردن از مو باریک خواجہ عمرو کو ملکہ مہ جبین نے خلعت فاخرہ عطا
کیا کل سردارون کو خلعت ملے مگر بعد مہ لوح مخمور و بہار نے کہا اب افراسیاب لوح کو ایسے
مقام پر رکھیگا کہ طائر وہم خیال بھی نہ پہونچ سکیگا سب نے دیکھا کہ اسد غازی کو بہت حجاب ہی کہ
لوح کا پانا اسکا رجادو کا دم دے کر لیجانا صاف چہرے سے ظاہر ہی کہ جان دینے پر آمادہ ہی عمرو
نے ساحرون کو منع کیا کہ لوح کا ذکر نہ کرو تمھلا تا محجوب ہوتا ہی آخر عمرو نے اسد غازی کو گلے
سے لگایا آنسو پونچھے کہا ای نور نظر ای پارہ جگر کیون ملول و حزین ہو انشاء اللہ اگر میری حیات
باقی ہی لوح کا پتہ لگاؤنگا تمکو وہان تک پہونچاؤنگا ایسے اکثر اتفاق ہوتے ہین بعد رنج کے راحت
اپنی فکر مین سب مصروف ہین مکار اسکا ملازم نگار تھا دم دے کر لوح لیگیا مین جستجو مین مصروف
ہوتا ہون ای فرزند نہ گھبراؤ سردارون نے بھی تسکین مین زبان کھولی مخمور و بہار و باغبان نے
کہا حضور ہملوگ جان و مال سے موجود ہین ستارہ شناسان طلسم ہوش ربا نے ہر مقام پر تحریر کیا ہی
کہ اسد نامدار فتاح طلسم ہوش ربا ہی مگر حضور طلسم وسیع ہی اسکے واسطے زمانہ چاہیے لیکن آپ کے
دست حق پرست سے فتح ضرور ہوگا دل تردد منزل کو مسرور ہوگا اسد غازی کو سمجھایا جلسۂ عیش و
نشاط آراستہ ہوا ساقیان ماہ رخسار جام مے گلنار لے کر حاضر ہوے رقاصان ماہ طلعت خوبصورت
حسین جمیل مشغول قوالی مین سرفراز صاحب کرشمہ و ناز مصروف رقص و سرود ہوے اہالیان لشکر
اسلام مصروف عیش و نشاط ہوے انکو اس حال مین چھوڑیے

دو کلمہ داستان مصیبت مآل افراسیاب و ذکر حفاظت لوح طلسمی بیان ہوتے ہین نظم

کیا دیکھتا ہی طائر بسمل کا اضطراب — بڑھ کر ہی اس سے عاشق بیدل کا اضطراب
امیدوار مرگ سے کیون منہ چھپا لیا — اب کون لے گیا ہے قاتل کا اضطراب
تھی کسکی آرزو کہ سر شب سے تا سحر — دیکھا کیے ہین صاحب محفل کا اضطراب
مدت سے آرزو ہی کوئی لحظہ بیٹھکر — تم بھی تو دیکھ جاؤ مرے دل کا اضطراب
ممکن نہین کہ عشق کی تاثیر کچھ نہو — لیکن نہان ہی صاحب محمل کا اضطراب

اسکو قرار ہوا ہے پرواز وصبدم ۔۔۔ سیماب سے فزون ہے مرے دلکا اضطراب
قاتل یہ کوئی دم کا تماشا ہے دیکھ پھر ۔۔۔ لیجائے گی اجل ترے بسمل کا اضطراب
تدبیر کچھ ضرور ہے بیٹھے ہو کیا نسیم ۔۔۔ جاتا نہین ہے آج مرے دل کا اضطراب

افراسیاب جادو وافغان وخیزان صرصر کو زیر شکم چھپا کر سحر کرتا ہوا بڑے زور وشور سے اس مصیبت سے نکلا مگر گریبان ونالان گریبان پھٹا ہوا تاج سر پر نہ دار و اس حال زار سے باغ سیب مین پہونچا صرصر شمشیر زن صدمہ متوج ہوا سے بیہوش ہو گئی ہے کنیزان افراسیاب نے جو شہنشاہ کو اس حال مین دیکھا کہ شہنشاہ گرد وغبار مین اٹے ہوئے کپڑے پھٹے ہوئے پہنچے ہوئی کنیزین آکر قدمون سے لپٹ گئین گرد وغبار جھاڑنے لگین افراسیاب مسند پر آکر گرا بیہوش ہو گیا کنیزون نے گلاب کیوڑا بید مشک چہرہ کا تلوے سہلائے بڑی دیر مین افراسیاب کو ہوش آیا سب نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہے صرصر کانپتی ہوئی اٹھی افراسیاب نے رنج مین کچھ جواب نہ دیا صرصر نے کہا صاحبو کیا پوچھتے ہو آج غضب ہو گیا ساربان زادہ زیور محمل نشین و لاہوت جادو کو تسخیر کر کے لے گیا سرداران مقید کو چھوڑا لیا آج کی عیاری بہ قول مسلمانان کرامات تھی جب وہ شاہ جنات بنکر آیا گھوڑے نے دبا ڈالا مین نے تو پائجامے مین جھل جھل موت دیا دیکھ تو سارا پائجامہ بھیگا ہوا ہے مین بخاری کیا ہون رنگ روئے شہنشاہ متغیر تھا افراسیاب نے کہا اے صرصر تو بتا خواجہ عمرو نے آنکھین کیونکر بدلین صرصر نے کہا اے شہنشاہ مین نہین بتا سکتی گھوڑے کی جیسی تو ہی آنکھین آج تو دیدہ غزال سے بھی بڑی تھین سب طرح کے روغن مین بھی جانتی ہون لیکن آنکھین بدلنے سے نہین آگاہ نگاہ بدلنے کا نمونہ دکھلا دیا افراسیاب کتنا ہی پارہ دے تو بتاؤ کہ لوح کیا ہوئی اگر اسد غازی کے پاس ہوتی تیلہ سحر کا کر کیا نکر سکتا یہ ظاہر ہے کہ تابہ کاف کشتار پہونچا ایک مرد دیرباز دار تھا اسنے بتلایا ہوگا تابہ چشمہ آب پہونچا یا ہوگا صرصر نے کہا حضور ابھی یہ حال کھلا جائیگا آپ آرام فرمائین شراب نوش کرین مین ابھی خبر لے کر آتی ہون عمرو دیران وغیرہ اب لشکر مین پہونچے ہونگے زیور و لاہوت نے بڑی نمک حرامی کی ارے صاحبو شہنشاہ پر باغ گرا دیا اگر شہنشاہ طلسم بیدار نہ ہوتے استخوان تک نہ بچتے ایسے کامل و اکمل تھے کہ نکل آئے افراسیاب نے کہا اے صرصر جلد جاؤ بارگاہ مسلمانان مین بھی ذکر

ہو رہا ہوگا مہرخ نے قصد کیا بہانے عیاری آراستہ کرکے روانہ ہوئی کہ آسمان پر برق چمکی افراسیاب
نے سر اٹھا کر دیکھا پنجۂ طلسمی حیرت جادو کو گود میں لیے ہوئے حلقے کمند کے حیرت کے گلے میں
منکا ڈھلا ہوا لباس پارہ پارہ کرتی آب رواں کی ٹکڑے ٹکڑے چھاتیاں کھلی ہوئیں یہ حال پر ملال
دیکھ کر افراسیاب کے ہوش اڑ گئے کہا او صاحبو زوجہ نے میری بڑی سخت مصیبت اٹھائی اگر غلامان
سامری نگہبان نہ ہوتے کون یہاں تک پہونچاتا جلد اٹھ کر حیرت کو گود میں لیا پنجے سے پوچھا اسے
ملکہ کو کس حال میں پایا اس نے دست بستہ عرض کی میدان کارزار میں میں نے دیکھا بی بی بیہوش پڑی
ہیں بی بہار گلدستہ لے کر مارنے چلیں تھیں غلام وقت پر پہونچا میدان کارزار سے لے بھاگا
افراسیاب پیٹنے لگا پنجہ تو چلا گیا اب جو دیکھا مرشدزادے مصور جادو جوڑا کا ہاتھ تھامے ہوئے
پیچھے پیچھے چلے آتے ہیں وزیرزادیاں بحال خراب اشکبار بیتاب سر سے پا تک زخمی آکر پہونچیں
افراسیاب نے مرشدزادے سے پوچھا یہ کیا غضب ہوا میں تو اپنی مصیبت میں تھا ابھی مطمئن
نہیں ہونے پایا تم سبھوں کا حال دیکھ کر اور زیادہ گھبراتا ہوں جلد حال بیان کرو کنیزیں ملکہ حیرت
کو لپٹ گئیں حلقے کمند کے گلے سے نکالے حلقہ ہائے کمند تا بہ استخوان پہونچ گئے تھے بڑی مشکل
میں حیرت کو ہوش آیا افراسیاب کو اس حال زار میں دیکھا اٹھتے ہی پیٹنے لگی بال کھول دیے کہا
اے شہنشاہ میں تو بلا میں مبتلا ہوں تمہارا یہ کیا حال ہوا سر برہنہ بال پریشان افراسیاب نے
کہا ما بدولت تو بیان کرینگے تم پر کیا مصیبت پڑی حیرت جادو نے کہا تمہارے سخن گذار تاجدار
سخن ناشنو بہروپے جا میں نہ پہچانیں لڑائی میں آ پہونچے انکے ساتھ میں بھی خراب ہوئی ہوں جرجیل
صاحب واسطے مدد کے آئے تھے تو دو عیار تو ایسی فکر میں پھرا کرتے ہیں چالاک نے جا کر عیاری کی
عمرو برق فرنگی پہونچا دونوں نے ملا کر سنگی جہد کو مارا دوا اپنی جورو امان کے غصہ میں آ پڑے
کھو کر نامرد ابیان کرتا تھا میری جورو مثل مادر مہربان تھی جب میں نے خبر سنی کھلا کھیا بالمشت آدم
بچا کب آنا ہی شمیمہ نے مجھکو خبر دی بہار وغیرہ لشکر میں نہیں ہیں میں بھی جا پڑی میرے پہونچتے ہی
قیامت برپا ہوئی سارا بان زاد وسیع طلسم کشا و بہار وغیرہ آکر پہونچا میں گرمی جنگ میں عمرو
نے مجھکو بیہوش کیا سرخیل مارا گیا میرے بعد لشکر کو کون روکتا یہ سنکر افراسیاب کے ہوش اڑ گئے
کہا ای یارو دیکھو کیا مشکل ہے اب صلاح بتاؤ اسد غازی لشکر میں پہونچا یہ سب سردار طلسم صندل

در بند قہر و ماہ کو فتح کر کے آئے آخر لوح طلسمی کیا ہوئی دیکھو سامنے یہ گلدستہ رکھا ہے اسکے پھول مرجھا
ہوئے پتے زرد ہو گئے صاف ظاہر ہے کہ گلشن حیات گاو آتشبار پر خزان آئی ورنہ گلدستہ سرسبز
وشاداب رہتا جب گاو آتشبار مارا گیا اور لوح دستیاب ہوئی اسد غازی کئی مرتبہ دھوکا کھا چکا
عمرو نہایت ہوشیار ہے بڑا مکار و غدار ہے لوح لیکر اسنے زنبیل میں رکھ لی ہوگی اب یہان سے ہوا ہوکر
گئے ہیں ساربان زادہ لوح نکالیگا طلسم کشا معروف طلسم کشائی ہوگا جب ملک داؤدیہ پر لوح
دستیاب ہوئی تھی غور" ساربان زادہ طلسم کشا کہلے ؛ دوسرا مرحلہ نہنگ آتش خوار پر پہونچ گئے
نہنگ نے ہزارہا مسلمان قتل کیے بڑی جستجو ہوئی لیکن لوح طلسم کشا کے پاس تھی نہنگ کی دبا دلی
بیکار ہوئی آخر اسکی آبرو ڈوبی کشتی حیات طوفانی ہوئی طلسم کشا لوح دیکھکر جا پڑا کئی شبانہ روز
اس مرحلہ پر لڑا بہار وغیرہ بھی پہنچین شریک طلسم کشا ہوئین بسبب لوح کوئی کچھ نہ کرسکا مرحلہ طلسم کشا
کا قبضہ ہو گیا نمک حرام رازداران طلسم اسد غازی کے ساتھ ہیں ایک دن تامل نہ کرینگے صرصر
بھی کہتی ہے حضور نے بیکار ارشاد فرمایا ساربان زادہ کی عیاری میں کرامات کر گیا اپنے خلیفہ قران
کو بھی چت پٹ کیا شاید کبھی قران نے کچھ غرور کیا تھا خواجہ عمرو نے اسکا بدلا لیا حضور جلد تدبیر
کرین فوجیں راہ میں جا کر اتریں طلسم کشا بڑھنے نپاوے جنگ سحر شروع ہو جائے کنیز عیاری
کریگی لوح لائیگی سرما دابریق وزیر اعظم دستور معظم وزیر مشیر صاحبان تدبیر عرض کرتے ہیں حضور یہ
بات ہمارے خیال میں نہیں آئی کیا ضرورت تھی کہ لوح خواجہ عمرو کے پاس رہتی لوح دستیاب
ہوتی سوائے طلسم کشا کے اور کوئی اپنے پاس نہ رکھتا گاو آتشبار کا دستیاب ہونا دشوار تھا وہ تو
صحرا صحرا پھرتا ہے اسکو کون پہچان سکتا ہے افراسیاب نے کہا گاو آتشبار تو ضرور مارا گیا اسکے ہاتھ
کا بنایا ہوا گلدستہ مرجھایا گل حیات پر اسکے مرنے کا خزان کا آیا یہ سنکر سرما دابریق بھی گھبرائے کہا اے
شہنشاہ اب آپکا قول ذہن نشین ہوا بیشک طلسم کشا مرحلہ جات پر جائیگا ایک لمحہ بھی نہ رکیگا اب
طلسم کشا سے مقابلہ دشوار وہ جوان نامی وناماور صف شکن تیغ زن لاکھوں میں یکہ و تنہا لڑتا ہے دو دو جنگ
سحر سے ڈرتا تھا جنگ نہ کرتا تھا اب لاکھوں میں گھس پڑیگا وہ تلوار چلیگی کہ خون کے دریا بہ جائینگے
ہزارہا لاشے زمین پر گرینگے شیر سے کون مقابلہ کر سکیگا ایسی باتیں جو وزیروں مشیروں نے
کین افراسیاب جادو اور زیادہ گھبرایا حیرت جادو سر پیٹنے لگی کہنے لگی روتی ہے ہائے اب

طلسم ہوش ربا نبچے گا میرے شوہر پر طلسم کشا دست اندازی کریگا اسے رونا یہ ہے کہ میرے شہنشاہ
کے مزاج میں غصہ ہے جب ٹوکے گا جا پڑیگے سحر تاثیر نہ کریگا وہ مرد سپاہی انکو عادت سحر کرنیکی نہیں
کیونکر راج سہاگ قائم رہیگا دیکھوں سامری جمشید کیا دکھاتے ہیں اے شہنشاہ جبدن سے یہ ہوا
تھا ہمارے اقلیم میں آیا تباہی کا سامنا ہے ہر روز آفت نو برپا ہوتی ہے ہمارے حال پر زمین ہوش ربا
روتی ہے سب پریشان اور حیران مضطر و ششدر متحیر غرق دریاے حیرت ہر ایک کو حال میں لوح
کے عبرت افراسیاب جادو خاموش بیٹھا ہے وہ جلسہ محفل خاموشان یکایک آسمان پر برق چمکی افراسیاب
نے دیکھا مکار جادو خوشی خوشی دریاے خون میں نہایا ہوا آکے پہونچا افراسیاب نے آواز دی
اے دوست صادق اے محب واثق پہلے لوح کا حال کہو اے برادر تجھے سنا ہوگا گاؤ آتشبار مارا گیا
تجھے آخر کیا کیا مکار جادو نے کہا اے شہنشاہ غلام آپ کا لوح لایا انتہا کا معرکہ پڑا غلام آپ کا بہادروں
سے لڑا افراسیاب مثل گل کے شگفتہ ہوگیا مکار نے لوح نکالکر پیش کی افراسیاب کے چہرے
پر سرخی آگئی مکار کو گلے سے لگایا کہا برادر حال تو بیان کر دکھا حضور غلام اپنے مقام پر تھا بیٹھا جال
تھا کہ پیر عبادت گزار مرد یزدان پرست ہے حضور نے اسکو مار ڈالا کیا اُسی نے طلسم کشا کو سب حال
بتایا طلسم کشا نے جا کر گاؤ آتشبار کو مارا مجکو علامت سے خبر ہوئی کہ گاؤ آتشبار مارا گیا مجکو یقین
کامل ہوا کہ اسی پیر زمین گیر نے بتایا ہوگا اول جا کے میں نے اسی کو مارا اُسی کی شکل بنکر سامنے طلسم کشا
کے پہونچا طلسم کشا مجکو دیکھکر بحال ہوگیا میں نے دم دے کر لوح لی اخضر جادو آپڑا بڑے
زور و شور سے اُسکو مارا فوج سے اسکی لڑ بھڑ کر نکلا ہزاروں کو قتل کیا جلدی میں طلسم کشا پر
دست انداز نہو سکا افراسیاب نے کہا اے خیرخواہ تو نے بڑا کام کیا اب اسد غازی کی کیا
حقیقت ہے یہ کہکے تاج کج کیا جھومنے لگا بلبلا کر بول اُٹھا منم شہنشاہ طلسم ہوش ربا اسوقت
نوبت نقارے بجنے لگے خوشی کے سامان ہوے نذریں افراسیاب کو گذرنے لگیں افراسیاب
نے لوح کو اپنے پاس رکھا حیرت جادو نے حکم دیا بجاری خلعت مکار جادو کو مرحمت ہوا شادیانے
بجے حاضر ہوے صداے مبارکباد بلند ہوئی طائفے خوشی کی خبر سنکر دوڑے جام ارغوانی گردش میں آیا
سب پھولے نہ سماے افراسیاب کسی کو آنکھ نہیں ملاتا سو چھون پر تاؤ دیتا پھر رہا ہے حیرت جادو کہتی ہے
اب جا کر سب کو قتل کرونگی مہرخ و بہار کے خون سے ہاتھ بھرونگی اب مسلمان بچکر کہاں

جانگے طائفون نے دھوم مچالی نوبت نقارے بج رہے ہین نازنینان مہ جبین خوش الحان شریلی آوازین ناز و کرشمے سے معمور حسن مین رشک حور بوٹے سے قد تانے مین طاق حسن مین مسلمۂ آفاق ایک ستارہ نے بڑھ کر دامن افراسیاب جادو کا تھاما مچلنے لگی یہ غزل گائی

اس فروغ چند ساعت پر نہو مغرور شمع — صبح کو ہو جائے گی رزق دہان سور شمع
آپ بھر لیتی ہو اپنے اشک سے ناسور شمع — رکھتی ہو کب احتیاج مرہم کافور شمع
آج کی شب دیکھتی ہو یہ نیا دستور شمع — مجھ سے کچھ تم دور ہو اور تجھسے ہو کچھ دور شمع
شعلہ رویون کی محبت نے اثر اتنا کیا — بعد مردن بھی ہو اپنا پاسبان گور شمع
بے نیازی ہو بشکل دیدۂ اعمیٰ مجھے — کچھ غرض رکھتا نہین گو پاس ہو یا دور شمع
عکس انگلن مین جو عارض قاتل سفاک کے — سینۂ ساطور مین ہو جوہر ساطور شمع
واہ دی قسمت حصول دید مجبورون کے لیے — آنکھ تو رکھتی نہین کیا دیکھے اپنا نور شمع
تیرگی ہو باعث آرام سوزی کے لیے — ہوتی ہو اے دل وبال خانۂ زنبور شمع
اسکو شب بھر سوز حاصل اسمین شعلے رند دلن — کب بھلا رکھتی ہو سیر اساتن محرور شمع
آپ دھو لیتی ہو چہرہ اپنے آب اشک سے — احتیاج خدمتی رکھتی نہین منظور شمع
صورت سوئے غشی ہو صاحبان بزم کو — ناک لائی ہو کہان سے جلوہ اے طور شمع
واے قسمت بے بضاعت سے عذر رکھتے ہین سب — بھاگتی ہو خانۂ مفلس سے کوسون دور شمع
پاکبازان محبت ہر تعلق سے ہین پاک — بعد مردن بے کفن پروانہ ہو بے گور شمع
جو کہ مہمان خدا ہین انکو پھر کیا احتیاج — اہل جنت کے لیے ہوگا جمال حور شمع
ہان اسے معشوق عاشق حال کہنا چاہیے — رکھتی ہو سینے مین اپنے جابجا ناسور شمع
ناز معشوقی نہ انداز عبارا اسمین ہی — مجکو حیرت ہو ہوئی کس بات پر مشہور شمع
جسم بے خون زردی چہرہ دلیل کسل ہی — بے سبب کب ہو یہ صورت کچھ تو ہو رنجور شمع
یہ بھی عاشق ہو کسی کی جو ہوا سیر اسا حال — جلوہ گر ہو صورت داغ تن محرور شمع
صبح تک جلتی رہی لیکن نہ پوچھی تمنے بات — آپ کی محفل سے دل مین لے چلی ناسور شمع
مجھسے وہ روتی ہو مین روتا ہون تیرے خوف سے — اسطرف مجبور مین ہون اسطرف مجبور شمع

ہے مین سوز عشق تیرا اسمین سوز ظاہری
کہتے مین اٹھ آکے صدقے ہو کھلے بند نقاب
بسکہ آنکھون مین تصور آپکے عارض کا ہے
بدگمان جسطرح تم ناشاد جیسے میرا دل
یہ بھی کیا مین ہون کہ جو ہرگز نہین بیتاب رحم
واے غفلت قرب رخصت پر جو ہے اسکو نظر
بے زبانی سے ہے جب سر کا تکر پچھتاؤ گے
آپ کے رخسار روشن نے بنائی اسکی قدر
التماس آرزو کرتے تمھارے سامنے
ہٹ گیا منھ سے تمھارے گرد وپیش ای صنم
کب مین محتاج ضیاے غیر عاشق ای نسیم

لائیگی ایسا کہان سے سینہ محرور شمع
ایک ہی جلوے مین اپنے ہو گئی بے نور شمع
آج محفل مین نظر آتی ہے مجھکو حور شمع
دو بلا مین ساتھ مین ہو کسطرح مشہور شمع
صبح ہے رخصت ہے اسکو ہو چکی بے نور شمع
دیکھ تم تو ہنس رہے ہین رو رہی ہے دور شمع
بدگمان ہوتے ہو کیون ایجان نہین مغرور شمع
اب نظر آنے لگی مثل چراغ دور شمع
ہان مگر ہے خلقت خاموش سے مجبور شمع
پہلے نور صبح سے ہوجائیگی کافور شمع
داغ تن تابندہ مین دکھلائیگی کیا نور شمع

اسی ہنگامہ عیش و نشاط مین افراسیاب طرف سردارون کے متوجہ ہوا کہا یارو بتلاؤ اب لوح کسکے سپرد ہو اگر اپنے پاس رکھون ایک سر ہزار سودے صبح کہین شام کہین کیونکر حفاظت ہوگی مفت مصیبت ہوگی اگر ملکہ حیرت کے پاس رہی کل عیار و سردار اسکے دشمن ہوجائینگے قتل کی فکر کرینگے میری جورو کا ہے کو بچیگی سیماب جادو کے پاس رکھی آخر کشتہ ہوا مہوسون نے تلاش کرکے اسکو مارا کاو آتشباز کے پاس لوح پہونچی اسکو بھی ذبح کیا پس یارو لوح کو کیا کرون اپنے اپنے طور پر ہر ایک نے صلاح بتائی افراسیاب کو کسی کی بات پسند نہ آئی سوچتا یا عرصہ دراز تک خاموش رہا عندلیب فکر کو جستجوے گل مراد مین نغمہ سرا کیا آخر شاخ تمنا پر غنچہ مراد کھلا نخل فکر سرسبز و شاداب ہوا خوشی خوشی سر اٹھایا کہا یارو جو لے مین مابدولت کی آیکا وہی تدبیر ہوگی یہ کہکے سرماے فرمایا ایک نامہ تحریر کرو سرما نے قلم اٹھایا افراسیاب نے لکھوایا ای خیرخواہ دولت ساحر بے نظیر شہنشاہ زمہریر مین تم سے ملاقات کی ضرورت ہے بفور ملاحظہ نامہ ہذا اپنے کو جلد باغ سیب مین پہونچاؤ اسی مضمون کے چند فقرات لکھواکر نامہ ملفوف کیا سرنامہ پر مہر کی ساحرہ تیز رو کو دیا کہا در بند فیروزہ نگار پر جاؤ ملکہ فیروزہ سے کہنا سر فتح خان سے کہو یہ نامہ پاس زمہریر جادو کے

جلد روانہ کرو ساحر گیا جا کر یہ نامہ ملکہ فیروزہ حاکم دربند فیروزہ نگار کو دیا فیروزہ طلب زمہریر
سُنکر دنگ ہوگئی اسی وقت دخان سیہ رو کو طلب کیا حال کہا دخان سیہ رو نے نامہ لیکر جو
طائفہ ہے اسی طور سے روانہ کیا جملہ حالات مفصل با زو نیاز دریاے نیل کے انشاء اللہ وقت پر تحریر
ہونگے دخان سیہ رو و فیروزہ بھائی بہن آپس مین صلاح کر رہے ہین کہ زمہریر جادو کی کیون طلب
ہے شہنشاہ طلسم کا امین کیا مطلب ہے فیروزہ نے کہا میرے ذہن مین نہین آتا سامری جمشید
خیر کرین زمانہ کا انقلاب ہے آج کل افراسیاب بہت بیتاب ہے طلسم کشا جا بجا خوب لڑا واسطے
لوح کے سر کر پڑا سنتے ہین دو مرتبہ لوح طلسم کشا کو ملی افراسیاب نے ترکیب سے اپنے قبضے
مین کی اب نہین معلوم کیا سحر کہ گذرا کہ ہمارے بھائی صاحب زمہریر کو طلب کیا یہ باتین تھین
کہ زمہریر جادو دیو خصال عفریت مثال دریاے سلاح مین غوطہ مارے ہوئے مغرور و متکبر آپ
فیروزہ کے گھر پہونچا فیروزہ اور دخان مردود براے استقبال زمہریر اٹھے لا کر مقام صدر پر جگہ
دی کہا اے برادر جادو تمکو شہنشاہ طلسم ہوش ربا نے باغ سیب مین طلب فرمایا ہے نامہ تمھاری طلب
مین آیا ہے زمہریر بھی گھبرا گیا دخان سیہ رو نے کہا اے برادر جانے تامل نہین ہے حکم شہنشاہ مین کیا
عذر ضرور جاؤ دیکھو کیا ارشاد فرماتے ہین دخان سیہ رو نے بخوبی سمجھایا آخر زمہریر طرف باغ سیب
کے روانہ ہوا یہان افراسیاب نے بعد برخاست جلسہ عیش و نشاط صحبت تخلیہ قرار دی ہے صرف ملکہ
حیرت و چند وزرا و امرا حاضر ہین جو افراسیاب کو منظور ہے وہ راز کسی سے بیان نہین کیا لوح طلسمی
اپنے قبضہ مین ہے خاموش بیٹھا ہے حیرت نے پوچھا آخر اے شہنشاہ مقدمہ لوح مین کیا منظور ہے لشکر
کشتی بر سر جرخ ضرور ہے افراسیاب نے کہا اے حیرت جادو ایک شب اور تامل کرو کل سامان
لشکر کشی ہوگا مقدمہ لوح مین جو تدبیر کرینگے تم پر ظاہر ہو جائیگا یہ باتین تھین کہ زمہریر جادو شکل
دیو سیہ رو آکر پہونچا افراسیاب نے تعظیم کی پہلو مین جگہ دی واضح راے ناظرین والا مقام ہو کہ
حاکم کوہ نیلم شہنشاہ نیلم و حاکم توسن حصار منتظم زندان خانہ طلسمی شہنشاہ توسن و ملکہ فیروزہ
و دخان سیہ رو و زمہریر جادو یہ سب منتظمان سلطنت شاہنشاہ لاجین تھے انھین سب
نمک حرامون نے ملکر افراسیاب کو بادشاہ کیا سلطنت لاجین کو مٹایا اسی وجہ سے افراسیاب
ان سبھون کی خاطر کرتا ہے علاوہ ازین ساحران زبردست ہین ماز دار ان طلسم ہوش ربا سکاری ہین

بیٹھی دیکھتا اور اس زمہریر جادو کے واسطے اور بھی ایک شرف حاصل ہوا ہے ناظرین والا مقام
پر ظاہر ہو خاص دریاے نیل مین زمہریر جادو رہتا ہی اسی وجہ سے نامہ بھی اُسکے پاس بہ مشکل
پہونچا اگر دخان سیہ رو نہ بلاتا زمہریر جادو کا آنا دشوار تھا ہر نوع کیفیتین اپنے اپنے مقام پر
ظاہر ہونگی اس مقام پر افشاے راز مناسب نہین ہی ترتیب طلسم ہوش ربا انواع طور سے واقع
ہوئی چونکہ حقیر پر تقصیر نے جلد پنجم سے اس طلسم ہوش ربا کو آغاز کیا چار جلدین اول تحریر ہو چکین اگر
ابتدا سے تحریر کرتا حالات سلطنت شہنشاہ لاچین و بغاوت افراسیاب کی و کیفیت مفصل
طلسم ہوش ربا و حالات لوح طلسمی تحریر ہوتے کہ ناظرین پر بخوبی ظاہر ہو جاتا مگر انشاء اللہ اب بھی موقع
وقت پا کر ان حالات سے مفصلاً و مشروحاً آگاہ کرونگا جس سے بخوبی کیفیت ناظرین پر ظاہر ہوجاے گی
ابھی تک کسی مقام پر قواعد طلسم ہوش ربا نہین تحریر کیے جب خیال آتا ہی قلب اس حقیر کا تھراتا ہی
بہ مشقت تمام اس ہوش ربا کو ممکن کیا جو صاحب اسکے مصنف مشہور ہین جناب میر احمد علی صاحب
مرحوم و مغفور انھون نے چند اجزا تحریر فرماے وہ پردہ کتمان مین تھے جب حقیر نے ان اجزا کو پایا
داستانہاے لطیف و عیاریہاے ظریف جا بجا بڑھائین قواعد درج کیے جلسہ رئیسان عالی مقام
مین اُسکو بیان کیا لکھنؤ مین شہرہ ہوا ہر رئیس و امیر مشتاق ہوا مقام ہاے متعدد پر بیان کرنے کا
اتفاق ہوا داستان جہانگیر اپنی ذات سے تصنیف کرکے شامل طلسم ہوش ربا کی محرر ہر چہار
جلد نے بھی تحریر فرمایا ہی کہ لونا بل پریزاد ان کا و عشق ایرج نوجوان از ملکہ بران شمشیر زن وغیرہ
بہت سی داستانین اصل ہوش ربا کی نہین ہین مجکو دستیاب ہوئین مین نے تحریر کین یہ داستانہاے
رنگین فصاحت آئین تصنیف کرکے ہوش ربا کو ہوش ربا بنایا یہ اُنکے قلم سے نہین معلوم کس وجہ
سے نکلا یا تعصب نے تحریر کرنے نہ دیا کہ یہ کل داستانین تصنیف کردہ منشی احمد حسین صاحب
قمر ہین حقیر کو داستان گوئی پر ناز نہین تمام رئیسان والا مقام ملک خاص و عام حقیقت سے حقیر
کی بخوبی ماہر ہین کہ یہ انقلاب فلکی اس امر کو اختیار کیا کثرت اہل و عیال و وجہ معاش نے
مجبور و ناچار کیا مگر بعنایت کریم کارساز مالک بے نیاز نثر خوانی مصائب آل عبا مین یہ حقیر [illegible]
ہوا بہ تصدق چہاردہ معصوم سرفراز ہوا ورنہ شیوہ نثر خوانی اسقدر کٹھن ہی صاحبان تصنیف اتنے
بڑے شہر لکھنؤ مین دو صاحب ہین تیسرا یہ حقیر اس زمرے مین درج ہوا چہرہ ہاے نثر اپنی ذات

سے تحریر کیے خود نظم کیا مصائب و فضائل کے حال میں موافق حدیث شریف کے طولانی حالات معراج جناب پیغمبر آخر الزمان و مولود مسعود شہنشاہ دو جہان و دیگر فضائل و مناقب موافق حقیقت خود نظم و نثر میں درج کیے بالائے منبر مجالس ہائے جلیل میں اتفاق ہوتا ہے بلکہ جب سے نثر شروع کی بیان کرنا داستان کا بہت شاق ہوتا ہے مجبور ہوں کہ اس فن خاص داستان سرائی میں رئیسان عظام طلب فرماتے ہیں ترک مناسب نجانکر بمجبوری اختیار کیا ورنہ شائع ہونا اس طلسم ہوش ربا کا کسی طرح منظور نہ تھا اب انشاء اللہ تا بہ جلد ہفتم اگر حقیری نے لکھا تو راز و نیاز طلسم ہوش ربا بہ تصریح تحریر کرونگا ورنہ محرر دیگر کی جو راے میں آئیگا اس طرح تحریر فرمائینگا اثنا البتہ جوش میں تحریر کیا ملاحظہ سے ان ہر دو حصے جلد پنجم کے نکتہ سنجان عالی وقار و شاہان نامدار پر بخوبی واضح ہو جائیگا میری تحریر کی کیا ضرورت ہے نظم

کجا بودم اکنون فتادم کجا
بدیدار شیکان نکو آمدم

عنان سخن شد ز چنگم رہا
ابشنیت آوردم بار دیگر کہ جوش

دگر بار در گفتگو آمدم
بفرمان حی الذی لایموت

دریاے طبیعت نے جوش مارا کہ افسوس البیا گوہر بے بہا یعنی طلسم ہوش ربا اسکی یہ کیفیت ہوئی لیکن مقام شکر ہے کہ نکتہ سنجان خاص و عام جب اس تحفہ حقیر کو ملاحظہ فرمائینگے یقین ہے آبرو بڑھائینگے افراسیاب جادو نے زمرد جادو کی تعظیم کی پہلو میں بٹھایا زمرد جادو نے بعد قدمبوسی تحریر عرض کی اے شہنشاہ عالی جاہ باعث طلب غلام کیا ہوا نامہ فیض شمامہ پہونچا مناسب نہ تھا کہ نہ حاضر ہوتا لیکن کمال حیرت ہے لوح طلسم ہوش ربا کی کیا کیفیت ہے اخبار ہاے مختلف سنے مسلمانوں نے بہت سر اٹھایا صدہا ملک قبضے سے نکل گئے بڑے بڑے امیر ساحران زبردست طلسم کشا کے شریک ہوے غلام کو عبرت ہے حضور کو ایک غفلت ہے افراسیاب کو زمرد جادو سے چھپانا منظور ہے ہنسکر جواب دیا اے زمرد جادو لوح تک کسکی رسائی ہے سواے میرے کوئی حال لوح کا نہیں جانتا اگر مسلمان سو برس لڑینگے طلسم ہوش ربا کی خاک چھانینگے لوح طلسم ہوش ربا نہ دستیاب ہوگی خیال مفصل تمہے کہ وہ تمام سب صاحب سے قوت بازو و زینت پہلو ہو تمسے کیا پردہ ہے چند لونڈیان غلام جو گرفتار ہو گئے جسدن مزاج میں آئیگا تسخیر کرونگا صرف کو لب روشن ضمیر سے فساد عظیم ہے اسکی بھی فکر ہو چکی صبح و شام میں البیا دبا بیٹھیگا وہ خود ہاتھ باندھکر خدمت بابرکت میں آئیگا

اپنی خطا معاف کرائیگا اگر ایسا نہ کریگا سلطنت فراقستان چھین لونگا ایک دن مین شکست دونگا آپ
تمھارے بلانے کا یہ اتفاق ہوا خود دل تمھاری ملاقات کا مشتاق ہوا ای زہر یر صحبت یاران ہمدم
غنیمت ہی آج شب بھر باغ سیب مین شریک صحبت ہو ناچ دیکھو آپس مین باتین کرین کل صبح
کو تمکو رخصت کر دینگا اپنے مقام قدیم پر جاکر رہنا تمھاری ذات سے آبروے دریاے نیل ہی
وہ دریاے قہار زخار تمھارا طفیل ہی اسطرح کی باتین کرکے افراسیاب نے جلسۂ عیش و نشاط آراستہ
کیا ساقی بچون کو حکم ہوا جام مے گلنار لیکر حاضر ہوئے ناچ گانا ہونے لگا افراسیاب نے باتون مین
زہر یر جادو کو بہلایا دام مکر مین پھنسایا کوئی اس راز سے آگاہ نہین کہ افراسیاب کو کیا منظور ہی
جب دوپہر سے شب تجاوز کر چکی افراسیاب نے صرصر کو اشارہ کیا ایک جام شراب مین بیہوشی ملا کر
زہر یر جادو کو پلادی صرصر حیران کہ یہ کیسی ہوا بگڑی اپنے رفیق جانباز کو بیہوش کرنیکا قصد ہی مجبور تھا چار
انجام سے آگاہ نہ تھی جام مین بیہوشی ملائی اپنے ہاتھ سے زہر یر جادو کو جام دیا کہا لو برادر یہ جام
محبت ہی زہر یر جادو پی گیا پیتے ہی گھبرایا کہا ای شہنشاہ جسم سے شعلہاے آتش نکلتے ہین خود بخود
استخوان جلتے ہین افراسیاب نے کہا باغ سیب مین ہو گل و غنچے کی سیر کرو زہر یر جادو گھبرا کر اٹھا
اٹھتے ہی دل بیٹھ گیا لڑکھڑا کے گرا بیہوش ہوا افراسیاب نے زہر یر جادو کو گود مین اٹھایا
ایک کمرے مین لے گیا دروازہ بند کر لیا اب حیرت و صرصر و سرما و ابرق حیران ہین کہ یہ کیا سامان
ہین لیکن افراسیاب جادو کہہ گیا کہ کوئی قریب مابدولت کے نہ آئے حیرت و صرصر آپس مین اشارے
کرتی ہین یہ شہنشاہ نے کیا کیا زہر یر بے پیر کو قتل کرینگے بیہوشی پلا کے بیہوش کیا حیرت نے منع
کیا اس مقدمہ مین کلام نہ کرو معتمد راز و نیاز ہی زہر یر ساحران معزز مین سرفراز ہی قتل نہ کرینگے نہین معلوم
کیا منظور ہی استادان سخنور نے تحریر فرمایا ہی دوپہر افراسیاب اس کمرے مین تنہا رہا کوئی واقف
نہوا کہ کیا کیا بوقت سحر دیکھا افراسیاب و زہر یر ہنستے ہوے کمرے سے نکلے افراسیاب نے
خلعت ممتاز سے زہر یر جادو کو مخلع کیا بہت سا جواہرات دیا کہا ای برادر سامری و جمشید کے تمکو
سپرد کیا تم آبرو جاکر دریاے نیل مین رہو بدون طلب مابدولت بیرون دریاے نیل نہ آنا جو کچھ تمکو
منظور ہوگا بہ تحریر تمکو آگاہ کرینگے زہر یر جادو اٹھا افراسیاب سے رخصت ہو کر روانہ ہوا دربند
دخانیہ پر آباد خان سیہ رو و فیروزہ فیروزہ پوش نے کیفیت پوچھا ای برادر افراسیاب جادو نے

کیون بلایا تھا زمہریر جادو نے کہا کوئی باعث ثابت نہو شب بھر صحبت رہی بوقت سحر زر و جواہر
دیکر رخصت کیا مگر ای برادر جب سے مین سوکے اُٹھا مجکو اپنے جسم پر ایک گرانی معلوم ہوتی ہی ثابت
ہوتا ہی کہ زور و قوت کسی نے کوٹ کوٹ کر رگ و ریشہ مین بھر دیا ہی جب چلتا ہون زمین تھراتی ہی جسم
گرانی معلوم ہوتی ہی آئینہ قلب پر حیرانی ہی دخان سیہ رو نے گھبرا کر کہا جب سے مین تمھارے پہلو
مین بیٹھا ہون سحر بالکل بھول گیا فیروزہ نے کہا بھائی صاحب میرے بھی قلب پر دریاے حیرت
کا جوش ہی سحر و ساحری فراموش ہی زمہریر جادو گھبرا کے اُٹھا کہا بھائی صاحب نہین معلوم افراسیاب
نے کیا کیا میرے جسم مین کیا بھر دیا مجکو خود اپنے حال پر عبرت ہی دل چاہتا ہی تلوار کھینچکر جا پڑون
کسی سے لڑون جرأت بڑھ گئی دخان نے کہا ارے بھائی صاحب شہنشاہ نیلم کے پاس جاؤ یہ
سب حال اُس سے بیان کرو وہ صلاح معقول دینگے زمہریر جادو گھبرا کر تخت پر سوار ہوا طرف
کوہ نیلم کے چلا شہنشاہ نیلم ساحری محل مین بیٹھا ہی پہلو مین اسکا وزیر اعظم مواج بن گرداب آدم خوار
دوسری جانب مواج کا بیٹا قطرہ صدگوش دریا نوش اور تمام وزیران سلطنت و مشیران بہشت
سرشت سپہ سرداران عالی وقار ساحران نامدار دربار شہنشاہ نیلم مین جمع ہین دربار اسکا کیا دربار
اندر اسباب سے کم ہی بڑا صاحب شوکت و حشم ہی بڑھ کر مواج نے عرض کی آپ کے برادر
بجان برابر زمہریر جادو تشریف لاتے ہین نیلم نے مواج کو حکم دیا استقبال کرکے بھائی صاحب
کو لاؤ سب امیر وزیر گئے زمہریر کو لے کر سامنے نیلم کے آئے نیلم کی زمہریر پر نگاہ پڑی دیکھا
دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ جھومتا ہوا مثل فیل مست نیلم سے بغلگیر ہوا
لیکن آنکھین لال ہو رہین ابرو پر بل پڑے ہوے کبر و نخوت چہرہ سے ظاہر نیلم نے گھبرا کر کہا
کیون بھائی صاحب مزاج کیسا ہی صاف چہرے سے ظاہر ہی کہ آمادہ حرب و پیکار ہو آنکھین سرخ
لال ہو رہین ابرو پہ بل پڑے ہوے چال مین چھل بل زمہریر جادو نے کہا میرا دو شب کو
مجکو شہنشاہ نے بطور مہمان بلایا صبح کو رخصت کیا اسوقت سے میرا یہ حال ہی جی چاہتا ہی کسی سے
لڑون اگر لاکھون ہون تو تلوار کھینچکر جا پڑون دریا دلی کا جوش و خروش ہی بیہوشی کا ہوش ہی بھائی
دخان نے کہا تمھارے سایہ مین سحر بھول گیا یہ سنکر نیلم جادو سوچنے لگا گھبرا کر جواب دیا ای بھائی مجھے
بھی سحر فراموش ہی یہ سنکے زمہریر جادو کے سایے سے ہٹ گیا دور جا کر کھڑا ہوا اب جو خیال کیا سحر جادو

آگیا نیلم سر پیٹنے لگا کہا ای بھائی زمہریر بڑا غضب ہوا تمھارے سایہ مین سحر فراموش ہوتا ہی اب تو
دربار مین شہنشاہ نیلم کے ایک غل بلند ہوا برائے امتحان سایہ مین زمہریر جادو کے بڑے بڑے
ساحر آتے ہین سحر بھول جاتے ہین کود کر الگ ہوتے ہین کہتے ہین لیجیے اب ہمکو سحر یاد آیا جادوگرون
کو کھیل ہو گیا زمہریر جادو بہت گھبرایا کہتا ہی ای نیلم کوئی تدبیر بتا دیو افراسیاب نے یہ سحر
کیا کیا نیلم نے کہا صاف ثابت ہوتا ہی تمھارے جسم مین افراسیاب نے لوح طلسمی رکھدی
یہ تو بڑی دشمنی کی اب مسلمان تمھین کو تلاش کرینگے سکندر بان زادے کے ہاتھ سے کیونکر بچوگے
آگے جاکر سیماب جادو کا پتہ لگا یا گنبد نور مین بچا نہ اُس ظالم سے جان بچانا دشوار ہی ای بھائی
تم ایک کام کرو سیدھے طرف دریاے نیل کے جاؤ قعر دریا مین جاکر چھپو خبردار کسی شادی غمی
مین نہ آنا اوصاف صفات کتاب ساحری مین تحریر ہی دریاے نیل مین ہمارے ہمزادون کے سر چرخ
مارتے ہین کبھی مخفی کبھی ظاہر تمھارے بھی ہمزاد کا مسکن وہی ہی جب برائے امتحان طلسم کشا بر سر
دریاے نیل جائیگا جسکے پاس لوح ہوگی اُسکے سر پر ہاتھ پڑیگا لکھا ہی دوسرا اُدھر پاؤن کا قریب
دریاے نیل ہیگا سفر کشت و خون ہوگا کا تنے بڑے طلسم ہوشربا مین سناٹا پڑ جائیگا اور تمھے
کیا کہون پوتھیون مین سب کچھ مرقوم ہی از روے نیاز طلسم ہوشربا مجھکو سب معلوم ہی یہ بھی لکھا تھا خاندان
کی ہمارے بڑی بربادی ہوگی شہنشاہ لاچین ہو جائیگا سب سے پہلے ہمکو تمکو تلاش کرے گا
کیونکر جان بچائین گے کہان چھپینگے طلسم کشا کے ساتھ بڑے بڑے لوگ ہین گے طلسم کشا پر حال
ذرہ ذرہ روشن ہو جائیگا اور اگر سب کیفیت تم سے کہونگا گھبرا جاؤ گے لیس بہتر یہی ہی کہ سیدھے
طرف دریاے نیل کے جاؤ قعر دریا مین چھپو زمہریر جادو بہ حواس ہوش پراگندہ کہا بھائی صاحب
بڑا غضب ہوا مین بھائی بہنون سے نہ ملونگا شادی غمی سب ترک ہوئی نیلم نے کہا کوئی مر جاے
تمھین کیا کام ارے بھائی کیسی شادی کیسی غمی اپنی جان کو غنیمت جانو اندر دریا کے عیش و آرام
مین مصروف رہو سب سامان وہان تمھارے واسطے موجود ہی ہم سب تم سے چھوٹے افراسیاب
نے بُرا کیا بدون آگاہی بے حرامزادہ حرکت کر گذرا اب ہمکو کچھ بن نہین پڑتا بیشک زوال طلسم ہوشربا
قریب آیا اسد غازی کے ہاتھ سے طلسم بچنا دشوار ہی اُسکا نام کتاب ساحری مین لکھا ہی
بانیان طلسم نے تصویر کھینچی سر مو فرق نہین ہی یہی حسب و نسب لکھا ہی اب نگراہون کی

خرابی ہو جہین کرچلے وقت مصیبت آیا لشکر غم و الم نے گھیرا سامری جمشید بچا لینگے بار و آٹھ پہر
پوجا پاٹ کرو پنڈتون سے کہو سامنے بتون کے نالین جاپ کیا کرین سنو اے جواؤ پنڈتون کو
سرفراز کرو کتنے برہمنون کو ہمارے اقلیم سے نکال دو یہ سنگدل آٹھ پہر تعجیر دھلکایا کرتے ہین کہ
کوئی برابر ہے ہاتھی گھوڑا اٹھے ان حرامزادون کا ہمارے اقلیم مین رہنا بہتر نہین ہے اور مین بھی اب
مسلمانان لشکر کشی کرونگا ای برادر زمہریر مین خود تمھاری ملاقات کو آؤنگا تمھاری آمد و رفت معطل ہی ان
باتون کو سنکر زمہریر جادو کا رنگ سرد متغیر ہے حیران حیران مثل سایہ ہرن ہوگیا آخر شہنشاہ نیلم
سے ملکر رخصت ہوا نیلم نے کہا بھائی راہ مین بھی کسی دربند پر نہ ٹھہرنا ہر شخص کو یہی خواہش ہوگی کہ
پکڑ کے طلسم کشا کے حوالے کردین سامنے طلسم کشا کے سرخرو ہون زمہریر جادو نے کہا نہین بھائی
مین کہین نہین ٹھہرونگا قعر دریائے نیل مین جاکر چھپونگا سب سے رخصت ہوکے زمہریر جادو
طرف دریائے نیل کے روانہ ہوا یہ اب جاکر قعر دریائے نیل مین چھپے گا ذکر اسکا بروقت لشکر کشی دریائے
نیل تحریر ہوگا لیکن افراسیاب خانہ خراب بعد جانے زمہریر جادو کے بیٹھکر سوچون پر تاؤ پیچ و تاب کرنے
لگا تاج کو کج کیا کہا ای وزیران مملکت و ای مشیران سلطنت کسی کو خبر ہے کہ مین نے لوح طلسمی کو
کیا کیا غضب کو بدولت نے لوح کو توڑ ڈالا ٹکڑے ٹکڑے کرکے پر پرواز پیدا کیے اڑکر بر سر دریائے
قلزم پہونچا جس مقام پر طبقہ زمین کا پھٹا ہوا ہے گرداب سکندری اس مقام کا لقب ہے کبھی کسی
جہاز کا وہان گذر نہین ہوتا سکندر بمدد ارسطو اس مقام تک پہونچا تھا برج نمواکر اسپر پیل نصب
کیا اسپر ایک پنجہ آراستہ کردیا ہمیشہ وہ پنجہ جنبش مین رہتا ہے مراد یہ ہے کہ جہاز والے دور سے دیکھین
اس جانب نہ جائین اس مقام پر مین نے جاکر وہ ٹکڑے لوح کے پھینکدیے طلسم کشا سے کہو عمر بھر سر
ٹکرائے کون ایسا دیادل ہے کہ وہان پہونچے اور لوح کو دستیاب کرے چلے جستجو مین اپنی آبرو تو بچا
اب ایکدن مین ان مسلمانون کو شاد ونگا ملکہ حیرت مسلمانان لشکر کشی کرو مقابلہ مسلمانان مین
جاکر لڑو مین کسی ساحر زبردست کو روانہ کرتا ہون وہ آکر مقابلہ کرے گا سب کی مشکلین بند ہوکر
سے تیغ کا لوح سے بخوبی اطمینان ہوا لوح کو مین نے شاہ یا دریائے قلزم مین پھینک دیا سامان زاد
کو آگاہ کرو کہ اسد غازی کو لے کر تابہ حد سکندری جائے خوب خوب طرح کہلائے مبتلائے مصیبت ہو
مقام لوح اپنی زبان سے بتلاتے ہین دریا دلی دکھاتے ہین دیکھین بی بہار و باغبان و مخمور کیونکر

جستجوے لوح کرتی میں بہت دیر تک بلبلایا جوش میں بکا کیا لیکن سب کو حیرت ہوئی کہ افراسیاب نے لوح کو کیا کیا غصہ میں تحفہ نایاب مٹا دیا حیرت جادو تخت پر سوار ہوئی مصور و صورت نگار کو ہمراہ لیا جمعیت بارہ لاکھ ساحران غدار برائے مقابلہ لشکر مسلمانان چلی یہاں ملکہ مہرخ و بہار وغیرہ اپنی بارگاہ میں مصروف ہیں عیش و نشاط میں کہ ہرکارون نے خبر دی لشکر حیرت بڑے زور و شور سے آتا ہی سب سردار باہر نکل آئے دیکھا لالہ ابر گلنار پیدا ہوا حیرت جادو تخت پر سوار چار سو سردار پائے تخت پہ ہاتھ رکھے ہوئے پشت پر لاکھوں ساحر حربہ ہائے سحر ہاتھ میں افسون و نیرنگ بات بات میں حیرت انگیز اتری لشکر فرودکش ہوا ملکہ مہرخ نے برق فرنگی سے کہا جاکر خبر لاؤ لوح کا پتہ لگاؤ برق بصورت ساحر لشکر حیرت میں آیا دیکھا حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہے ساحروں سے ذکر کرتی ہی لو صاحبو شہنشاہ نے لوح کو مٹایا خاک میں ملایا اب رازداران طلسم اسد غازی کو لے کر سفر دریا کریں حد سکندری تک جائیں غوطے خور مقرر ہوں غوطے لگائیں تہ دریا سے لوح کے نکالیں فتاحی طلسم کریں برق یہ خبر وحشت اثر سنکر بارگاہ ملکہ مہرخ میں آیا تمام کیفیت لوح بیان کی رنگ روے اسد متغیر ہوگیا بہار کو بھی اضطراب ہوا مگر خواجہ عمرو نے کہا جھک مارتا ہی وہ بیشتر بھی کہتا تھا میرے طلسم کی لوح نہیں ہی آخر عنایت پروردگار سے جستجو کی لوح دستیاب ہوئی یہ خوب یقین کامل ہی کہ اب افراسیاب نے لوح کو مقام محفوظ پر رکھا ہوگا انشاء اللہ تلاش کرینگے اہل اسلام اس تدبیر میں حیرت جادو اس تقریر میں کہ افراسیاب جادو کسی ساحر زبردست کو روانہ کرے طبل جنگ بجے دونوں لشکروں کا حال وقت پر تحریر ہوگا

دو کلمہ داستان حیرت بیان زلزلہ قاف ثانی سلیمان صاحبقران عالی شان کہ لقا بدار زمین پوش سے رخصت ہوکر طرف لشکر اسلام کے چلے ہیں اور روانہ ہونا سفر در آتشبار جادو کا برائے مدد زمردشاہ باختری و دیگر حالات متعلق داستان کے بیان ہوتے ہیں ساقی نامہ افق لکھنوی

آنکھ اے مرے مرشد مستان کھول	بیدار ہو دیدۂ دکان کھول	قسمت مری سوتی ہے جگا دے
چھینٹا منہ پر شراب کا دے	سجدے کو جھکے سر خم مل	خوبانگ اذان صدائے قلقل
شیشہ سے شراب ناب نکلے	اس شرق سے آفتاب نکلے	جلوہ میں شراب تر بھرون مین

گلگون کف دست کو کرون مین
منجن کو ہی مے کا درد کافی
دے توڑ کے شاخ گلبن تاک
غائب ہوا صبح کا ستارا
صد چاک ہی صبح کا گریبان
آواز جرس جگا رہی ہی
سرخاب نے غم کی رات کاٹی
گم مثل شرر ہوا چمک کے
وہ بانگ اذان نہار شب کو
تارے تھے جو دیدۂ فلک کے
ہی بہر وضوے گل وہ پانی
گل لحن بلبور سنکے سن ہی
انگلی کیطرح چٹک رہی ہی
ہر گھر مین کھلین درون کی آنکھین

دے ساغر بادۂ دل آرا
رومال شراب کی ہو صافی
کلی کو شراب مشکبو دے
ظاہر ہوا مہر عالم آرا
آنکھین ملتے مین غنچے تر
شانون کو صبا بلا رہی ہی
جو چاند کہ مار شب کا من تھا
جگنو کی طرح چھپا چمک کے
کہتے تھے جنھین چراغ کے پھول
تارے وہ نہان ہوے جھپک کے
باغون مین نسیم چل رہی ہی
ہر مرغ کو بھیرون کی دھن ہی
پنہان ہوے اوس چاٹ کر بار
اندھی ہو مین شب پرو کی آنکھین
جوگی چل بسین کرکے اُٹھے

مینا کی طرح کرون غرارا
دانتون کو ہی اشتہا مسواک
صہباے سبو لبے وضو دے
پرزے پرزے ہی گل کا دامان
چھینٹے دیتی ہی اوس منھ پر
مرنے رہ التفات کائی
وہ چاند کہ شمع انجمن تھا
جو شور تھا پاسبان کا شب کو
وہ نکلے سر دماغ کے پھول
شبنم تھی جو محو درفشانی
پریون کیطرح ٹہل رہی ہی
ہر ایک کلی مہک رہی ہی
ذرون کا ہوا نصیب بیدار
سوئے جو رات بھر کے اُٹھے

غزل حسب مضمون مقام

نکلی جو تن سے جان حزین کی خطا نہ تھی
زلفت نے یہ سکھایا کہ رہنے کی جا نہ تھی

آتش شعلے نے لپٹ کے سر اپنا جلا دیا
وہ حالت بھی میرے داغ جگر کی دوا نہ تھی

نزدیک صبح نمک سے وہ سویا سر مزار
پھر چشم ناز یار بجز شمع وا نہ تھی

تو وہ ہی جسکے دل مین زمانے کی ہی جگہ
مین وہ ہون ایک جا بھی ترے دل مین جا نہ تھی

دل سے کمر کے ہونے کا مٹتا خیال کب
نقصان پاس وہم کی میرے دوا نہ تھی

اے شوق ذبح تو نے ابد تک جدا کیا
دم بھر بھی تیغ یار سے گردن جدا نہ تھی

خجلت سے ہو گیا ہی مسیں سرخ زرد رو
کب کیمیا وہ تھی جو تری خاک پا نہ تھی

کیا جانے کیوں ڈرا کیا اپنا دل سیاہ ۔۔۔ زلف رسلہ یار تھی کالی بلا نہ تھی
سایہ تو اپنا سمجھا ہے پر ہے یہ میری روح ۔۔۔ ای جان سچ بتا مجھے الفت تھی یا نہ تھی
پھرنے لگی نگاہ بھی یون مین قضا کی شکل ۔۔۔ آنکھ اپنی مست کہہ دے سے ناز و ادا نہ تھی
ایسا ہی مجھ پہ دوست نہیں اشک گر پڑے ۔۔۔ سب قہقہے لگاتے تھے گویا بکا نہ تھی
نرگس نے دیدے پھاڑ کے تجسے لڑائی آنکھ ۔۔۔ تو ایک سمت آنکھ مین مطلق حیا نہ تھی
باد بہار ہجر مین صبر کا گئی سوا ۔۔۔ ہوتا چراغ داغ گل ایسی ہوا نہ تھی
ہر ہوے جسم شعلہ ہے آندھی سے عشق کے ۔۔۔ سارے چراغ گل تھے یہ جبتک ہوا نہ تھی
اس گل اغنیہ دل کو چمن مین جلا گئی ۔۔۔ باد سموم تھی مرے حق مین صبا نہ تھی
دل کی نہ لو بجھائی نہ سلگائی چشم تر ۔۔۔ تھی آگ پانی خاک مین داخل ہوا نہ تھی
ای مہروش کبھی نہ کیا جو لکر بھی رحم ۔۔۔ کیا تیرے ساتھ خلقت مہر و وفا نہ تھی
دونون طرح رکھا ہین غفلت مین عشق نے ۔۔۔ تم مین تمھارے حسن کیصورت وفا نہ تھی
زخم جگر وہ تھا کہ نہ مرہم ملا کہین ۔۔۔ دل کو ملا وہ درد کہ جسکی دوا نہ تھی
صحبت سے روگ نالہ کشی کا لگا ہے پھر ۔۔۔ یہ ای طبیب عین مرض تھا شفا نہ تھی
صحبت ہے روز حشر تک ای عشق اب یہین ۔۔۔ جان بخش تھی مسیح تھی اپنی قضا نہ تھی
آئی قضا جو ہجر مین مجکو نہ ہوش تھا ۔۔۔ آنے ہی تیرے ہوش جو آیا قضا نہ تھی
ای گل ورا سے سنگ مین کانٹا محال ہے ۔۔۔ مجھ زار کی جگہ ترے دل مین بجا نہ تھی
مارا تھا تیر تاک کے پرلے اڑی ہوا ۔۔۔ اُس ترک کی خطا نہین میری قضا نہ تھی
دنیا سے بیوفا سے محبت نہ مین نے کی ۔۔۔ قابل نگاہ کرنے کے یہ بیوفا نہ تھی
تربت مین بھی وہی شب تاریک ہجر ہے ۔۔۔ ہمکو فنا ہوئی مگر اسکو فنا نہ تھی
صید اپنا دل کی کشش سے شکار کو ۔۔۔ مژگان کی نیس تیر نگہ کا نشان نہ تھی
نکلا قبول باغ سے جامے کو پھاڑ کے ۔۔۔ خوشبو ترے لباس سے گل کی قبا نہ تھی

چہرۂ داستان۔ مسافران علوم فسون سازی و نیرنگ سازان شعبدہ پردازی ہوم خانہ مین
تحریر و تقریر سے مجکر یون مصروف جنگ سحر سازی ہوتے ہین شوخ مصنف

سخن پیرایان شیرین حکایت		چنین تحریر سازد کلک حیرت

افراسیاب جادو بعد روانہ کرنے ملکہ حیرت کے باغ سیب میں مصروف عیش و انبساط تھا نازنینان
سیہ جبین ہو اجسام و سبو گردش میں آیا فتح جنگ حمزہ وغیرہ کی کوشش میں تھا کہ آسمان پر برق
چمکی ملازم اہالیان دربند نے نامہ ہاتھ میں دیا افراسیاب نے پڑھا طرف سے لقا کے تحریر
ہو او بندۂ خاطی او مغضوب درگاہ خداوندی غضب سے قدرت کے نہیں ڈرتا قدرت
کو تیرے اقلیم میں آئے ہوئے عرصہ دراز گذرا ابتک برائے قدمبوسی قدرت نہ آیا تمام طلسم تیرا
خاک میں ملا دونگا نقش طلسم ہوش ربا مٹا دونگا جس ساحر کو سمجھتا ہے غرور کرتا ہے قدرت اسکو
غارت کر دیتے ہیں قدرت کو کسی کا غرور پسند نہیں ہے اب اگر خود برائے قدمبوسی نہ آئیگا
ہاتھ سے میرے بندۂ خاص عمرو کے مارا جائیگا افراسیاب جادو نامہ پڑھکر کانپ گیا کہا صاحبو
غضب ہے ساری خرابیاں اسی وجہ سے ہیں کہ قدرت ناراض ہیں ما بدولت کو بڑے اغماض میں
اگر تنہا جائیں لیاقت کے خلاف اگر سامان لشکر کشی کریں گاوزمین بار لشکر ما بدولت نہ سنبھال سکے
آب و آذوقہ راہ میں ممکن ہو لیکن آخر کس وقت جاؤنگا چشم زدن میں کل مسلمانون کو مٹاؤنگا پھر
مشیرون کی جانب متوجہ ہوا کہا یارو تم میں کوئی ایسا ہے کہ برائے مدد خداوند لقا جائے مسلمانون کو
قتل کرکے قدرت کو بالائے قبول پہونچائے یہ آفت طلسمی بھی دفع ہو قدرت مجھے تقدیر
کردیتے ہیں نہ کچھ سمجھتے ہیں نہ بوجھتے ہیں مگر یارو جو کوئی جائے خیال رکھے دربار قدرت میں جاکر
غرور نہ کرے مشیران افراسیاب سے ایک ساحر غدار مغرور آتشبار قہر و غضب میں آکر اٹھا کہا ای
شہنشاہ گیتی ستان یہ حقیر جائیگا ہر چند کہ نام مغرور ہے یہ بزرگون کی عقل کا قصور ہے کیون ایسا
نام رکھا غلام کے دل میں کبر و نخوت کی جگہ نہیں منکسر مزاج خاکسارون کے سر کا تاج اگر کوئی
غلام کو ہزار گالیان بھی دے تو بھی نہیں بولتا شہنشاہ نہ گھبرائیں غرور کا ذکر نہ آئیگا غلام انکو
قدرت کو بالائے قبول پہونچائیگا افراسیاب نے کہا اے مغرور آتشبار دو باتون کا خیال
رکھنا ایک تو عیارون سے بچنا شاگردان عمرو و فرزندان خواجہ ناصر ایک ایک بلائے روزگار
مکار غدار دوسرے صاحبقران زمان صاحب اسم اعظم الٰہی سور و فیوض نامتناہی سے اپنے کو
اُن سے بچانا جہانتک تدبیر بند کرکے اسم اعظم کی ہو مقابلہ میں حمزۂ عرب کے تنہا الجھا جہانتک ہوسکے

سب سے پیشتر اسم اعظم حمزہ نامور بند کرنا تب البتہ خجلی ہوا ناحرص کی عیارون کی کیا حقیقت ہی اسم
اعظم حمزہ کی تدبیر کرونگا اسی ہفتہ مین قدرت کو بالا سے قبول پہونچا کے حاضر ہونگا یہ کہکے لقیط بحر
بجانی بارہ ہزار ساحران غدار کو اپنے ساتھ لیکر تخت پر سوار ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا یہان
صاحبقران زمان بعد عظم و شان نقابدار زرین پوش سے رخصت ہوکر مع لشکر کو یہان طرف
لشکر ظفر اثر کے چلے تھے دو منزل کوہ عقیق باقی تھا ایک صحرائے سبزہ زار مین آکر فروکش ہوئے
اگرچہ نہایت تعجیل کر ایک شب سے زیادہ کسی مقام پر نہ رہیں ہون لشکر مین پہونچین بارگاہ ستادہ ہوئی
ممتاز کوہی و بہرام گرد بن خاقان چین و مقبل وفادار ہمراہ بیرون بارگاہ جلوہ فرما صحرا کی کیفیت
مین مصروف تھے کہ یکایک سامنے سے صدائے گریہ و زاری بلند ہوئی دیکھا آگے ایک نوجوان سر و پا برہنہ
پشت پر کئی سو ملازم غلامان ترکی و رومی زخمدار بیقرار روتے پیٹتے چلے آتے ہین صاحبقران نے مقبل
سے اشارہ کیا ان سبکو ہمارے سامنے لاؤ کسی نے انکو صدمہ عظیم پہونچایا مقبل نے جاکر اس جوان سے کہا
اے شخص چل تجکو صاحبقران بلاتے ہین نام صاحبقران سنکر وہ جوان افسر سامنے صاحبقران کے آیا
قدمون کو بوسہ دیا عرض کی اے شہنشاہ فریاد از دست قزاقان غلام کو حضور نے نہین پہچانا مجکو
آپ نے بیٹا کیا یعنی خواجہ آشوب و خواجہ بہلول پردہ قاف مین جو آپ کے ہمسفر تھے بقدر
آپ نے انکو جواہرات دیا کہ ہر شہر و دیار مین تجارت کرتے ہین حضور کی محبت کا دم بھرتے ہین انکا
گماشتہ ہون سہیل بازرگان نام اس وقت پر خطر سے گذرا سر سنگ قزاق نے مال و خزانہ لوٹ
لیا غلام مرے سب زخمی ہوئے ہم سب کو گرفتار کرکے قزاق لے گئے تھے آج پنجہ کل چھوڑا یہ سنکر
صاحبقران کو نہایت غصہ آیا سہیل کو ایک خیمہ مین جگہ دی لوازم واسطے خدمتگاری کے مقرر کیے
فرمایا انشاء اللہ بوقت سحر جاکر اس دزد مکار سے سمجھا تو نام اپنا صاحبقران زمان بجا پایا تو تمام
مال اسنے ہار الو شب بھر صاحبقران بیقرار رہے بوقت سحر بعد نماز سلاح پیغمبران ذات پر آراستہ
کیے پشت اشقر دیوزاد پر سوار ہوئے یکہ و تنہا طرف سر سنگ قزاق کے چلے سردارون نے
عرض کی غلامان جانباز کو ہمراہ لیجیے سر سنگ قزاق بہت زبردست ہو فوج بھی بےحساب بڑے بڑے
شاہان جلیل سکے اسنے خزانے لوٹے ہیں اسطرف کا تباہ کر دیا صاحبقران نے فرمایا مین
کسیکو ساتھ نہ لونگا یکہ و تنہا جاکر اسکو سزا دونگا مزاج صاحبقرانی سے سب صاحب واقف ہین مجبور

جھکا کر خاموش ہوئے صاحبقران طرف صحرا کے چلے یہان سرہنگ قزاق سرکوہ پر بیٹھا ہی
گرد تمام قزاق جنگل کی جانب سب کی نگاہ آیندو روند کی فکر لوٹ لینے کا ذکر ایک نے دیکھا ایک
جوان دریاے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے مرکب بیشل زیر ران سلاح بے نظیر خود الماس نگار سر پر
زرہ لاکھون روپیہ کے قیمت کی زیب جسم انور دیکھنے والے نے کہا ای افسر ہوا ایک سونے کی چڑیا آئی
ہی چلو شکار کرین سرہنگ نے سر اٹھا کر دیکھا بہت خوش ہوا کہا گھوڑا بے مثل ہی ایک نے کہا
بنگاہ غور دیکھیے گھوڑا تین لاکھون کا ہی سرہنگ نے کہا مین منظور ہی چلے ہماری نگاہ پڑی ایک
نے کہا مین صاحب جوہر ہون تلوار مین لونگا اس جوان کو دم دونگا دوسرے نے کہا مین جھٹک کے
کمان دوش سے اتارونگا سیلا تیر پر تو دہ آرزو پر تا سری غرق ہوتا ہی ایک نے کہا مین اس جوان
کا دل دکھاونگا نیزہ چھین لونگا سرہنگ نے کہا یارو یہ تو بڑا کوئی شاہ جلیل ہی جرأت مین
بے عدیل ہی دریاے جواہر مین غوطہ زن ہی ظاہر مین بڑا صعب شکن ہی ایک قزاق بل کرتا ہوا اٹھا
نیزہ ہاتھ مین لیا گھوڑے پر سوار ہو کر پہاڑ سے اترا صاحبقران حیران چار جانب دیکھتے
ہین کہ وہ قزاق سرکش کہان ہی اتنے مین دیکھا آنکھون سے نہان ہی کہ ایک طرف سے آواز آئی یہان
سپاہی صاحب جانیوالے ٹھہر جاؤ صاحبقران نے پلٹ کے دیکھا ایک جوان گھوڑے پر سوار
نیزہ ہلاتا ہوا آتا ہی بولا ارے لوہ بہت سے قزاق جمع ہین صاحبقران پر سب کی نگاہ پڑی کوئی جمال
کی تعریف کرتا ہی کوئی جواہر کو تاک رہا ہی صاحبقران نے فرمایا ای جوان کیا ہی کیون روکا اسنے
کہا بس گھوڑے پر سے اترو ہتھیار کھول کر رکھدو سیدھے اپنی جان بچا کر چلے جاؤ صاحبقران نے
مسکرا کر فرمایا ہماری خطا کیا ہتھیار دینے کا کیا باعث اسنے کہا ای جوان یہ بیشہ شیران ہی و یہ پہاڑ
پر مجمع قزاقان ہی کسی نے تجکو منع نہ کیا صبح کو ادھر چلا آیا جان کو غنیمت جان ہمین تیرے حال پر
رحم آیا صاحبقران نے فرمایا بھئی کیسے سپاہی ہو ہمارے ہتھیار چھینتے ہو ہم تو بے لڑے بھڑے
نہ دینگے سب اپنے بھائیون کو بلا لو افسر کو پکارو جب تو وہ قہقہہ مار کر ہنسا سرہنگ سے
پکار کر کہا ای افسر یہ جوان طالب جنگ و جدل ہی کہتا ہی ہتھیار دینا سپاہگری مین خلل ہی حکم ہو تو
سمجھا دون نوک نیزہ پر اٹھا لون سرہنگ نے کہا زندہ بہ بند یہ وہ جوان مثل شعلۂ جوالہ نیزہ ہلاتا ہوا آیا
بتاتا ہوا قریب پہونچا سینہ بے کینہ پر تاک کے نیزہ مارا صاحبقران نے سنان نیزہ کو بچا کر

گلوگاہ پر ہاتھ ڈال دیا چھین کر نیزہ یون پھینکدیا جیسے کسی طفل سے نیشکر چھین لیتے ہین نیزہ جو نکلگیا
قزاقون نے پہاڑ سے طعن کی غصے مین آ کے تلوار کھینچی صاحبقران پر ہاتھ مارا امیر نے بڑھ
بچاکر کلائی پر ہاتھ ڈال دیا ایک طمانچہ بقہر و غضب مارا سر اُس خود سر کا چنبر گردن سے اڑ گیا لاشہ
دھڑ سے زمین پر گرا اب تو سرہنگ کی آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا مثل فیل مست چنگھاڑتا ہوا
کرگدن پر سوار ہوا پہاڑ سے اُترا پشت پر بارہ ہزار قزاق لیکن سرہنگ نے سب کو منع کیا
تم کوئی دخل نہ دو میرے قوت بازو کو اس جوان نے مارا اپنے ہاتھ سے سزا دونگا اس عذاب الیم
سے مارونگا کہ ماہیان دریا و مرغان ہوا اُسکے حال زار پر رووین مجکو رحم نہ آئے گینڈا جھپکا کر سامنے
صاحبقران کے آیا اُسے بھی تکاور زن ہوا اٹھارہ قدم مرکب صاحبقران سات قدم گینڈا اُسکا ہٹا
پٹھون پر گینڈے کے جا رہا مثل تمام اپنے کوہ کا تلوار کھینچکر جا پڑا سب قزاق تماشا دیکھ
رہے ہین سرہنگ و صاحبقران سے تلوار چل رہی ہر دو تین وار رد و بدل ہوئے تھے کہ صاحبقران
نے کلائی پر سرہنگ کی ہاتھ ڈال دیا سرہنگ لپٹ پڑا اسی طرح لپٹے ہوئے زمین پر آئے
کشتی ہونے لگی سب قزاق حیران کہ یہ جوان کون ہے ہمارے افسر سے برابر لڑ رہا ہے پہر پہر کامل
کشتی ہوئی صاحبقران زمان نے قہر و غضب مین نعرہ کیا سرہنگ کو لے دوڑے سترہ اٹھارہ
قدم ریل کر لائے دونون بازو تھام کر پٹکا مارا دونون گھٹنے سرہنگ کے آشنا زمین ہوئے
قصد ہوا کہ اُٹھ قائم کرون صاحبقران لنگر کب قائم ہونے دیتے ہین کمر زنجیر مین ہاتھ ڈال کر اُٹھا لیا
سر سے بلند کیا زمین پر دے مارا چارون شانے چت گرا کود کر امیر چھاتی پر سوار ہوئے فرمایا
او سرہنگ حالا و شناختن پروردگار چہ میگوئی سرہنگ حیران کہا اے جوان نام نامی سے
اپنے آگاہ کر صاحبقران نے کہا اے سرہنگ قزاق آگاہ ہو منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان دانا زور شیروان
سرکوب زمرد شاہ باختری نام نامی صاحبقران سنکر سرہنگ گھبرا گیا عرض کی حضور پا بندہ تا زندہ ام
بندہ ام دل مین سوچا اے سرہنگ اگر سرکشی کرونگا زندہ نہ بچونگا جان بچاؤ دم تزویر مین
اسکو پھنساؤ گر کے قدمون پر گر پڑا دل مین کینہ رکھکر مسلمان ہوا اس عرصے مین سرداران صاحبقران
بھی فرداً فرداً آ پہونچے صاحبقران نے فرمایا اے سرہنگ تو نے ان سوداگرون کا مال لوٹ لیا
جلد جوا لشکر عرض کی آنکھون سے خدمتگزاری کرونگا بالائے کوہ تشریف لیجیے دعوت قبول کیجیے

ممتاز کوہی نے ہر چند کہا اے شہریار یہ قوم کا قزاق ہے حضور سے دبا اتفاق ہے مال تاجرون کا لیا
اب طرف لشکر ملعون اثر کے کوچ کیجیے صاحبقران نے فرمایا دلشکنی مجھکو اسکی گوارا نہین مال تاجرون کا
اسی وقت دلوا دیا وہ دعائین دیتے ہوئے رخصت ہوئے سرہنگ بدکاری صاحبقران کو مع جملہ
سرداران نامی بالاے کوہ لایا قلعہ مین داخل ہوا صاحبقران زمان داماد نوشیروان نے سرہنگ کو اسی
کو مسلمان کیا قلعہ مین تشریف لاتے ہین تمام اہالیان شہر براے زیارت جمال انور جمع ہونے لگے گلی
کوچے معمور ہو گئے لیکن سرہنگ قزاق ایک گوہر بے بہا کاشانہ عفت مین رکھتا ہے خوشرو وخوشخو
سیمتن غنچہ دہن خورشید خد نام اسکا ملکہ صنوبر قد یکایک کنیزون نے آکر عرض کی آپ کے والد
نامدار کو صاحبقران نے زیر کیا مسلمان ہو کر قلعہ مین لاتے ہین سب لوگ براے تماشا جاتے ہین
صنوبر قد اکڑتی ہوئی اٹھی بالاے قصر آئی دیکھا زن ومرد کا تمام بازار مین جماو ہے تھوڑی دیر کے
بعد دیکھا سرہنگ قزاق چوب چاق ہاتھ مین لیے ہوئے اہتمام سواری مین مصروف تمام
قزاق پرے جماے ہوئے بیچ مین صاحبقران زمان رعب ودبدبہ چہرۂ اقدس سے عیان خود
زرین بالاے سر زرہ داؤدی زیب جسم انور کمان کیانی بالاے دوش ہزار تیرون کا ترکش مثل
دُم طاؤس بائین جانب آنکھین رشک غزال آفتاب جمال فر وشوکت چہرے سے عیان فخر
رستم وسام وزیبان جمال اقدس دیکھکر بے اختیار آہ کی ہاتھ کلیجے پر رکھ لیا کمان خانہ ابروے
صاحبقران سے تیر مژگان چلے تو وہ دل پر لب معشوق ہوے نگاہون کی چھریان قلب پر چلین
سنبھل نہ سکی سلطان عشق کی ملک قلب پر چڑھائی صبر وطاقت نے شکست کھائی غش کھاکے
گری کنیزون نے ہاتھون ہاتھ اٹھا لیکر محل مین آئین گلاب وغیرہ چھڑکا ہوش آیا مگر خاموش بجز
محبت کا جوش حیران حیران چار جانب دیکھتی ہے دل کا عجیب حال آنکھین محبت صاحبقران
مین لال چہرہ مائل بزردی ہونٹھون پر خشکی آنکھون مین تری حواس مین ابتری یہ مہ جبین تو اس
حال پر ملال مین خاموش بیٹھی ہے کنیزون سے ہر چند پوچھا کچھ جواب نہ دیا جب کنیزون نے بہت
حیران کیا یہ کہدیا صاحبقران نے ہمارے باپ کو زیر کیا اب نہین معلوم ملک ومال کی کیا
تدبیر ہو مجکو اسی بات کا غم ہے اسوقت زیادہ کلام نہ کرو بلکہ بارگاہ مین جاکر خبر لاؤ دیکھو کیا ہوتا ہے جہان
کا بادشاہ اپنے کسی سردار کو کرتے ہین باپ کو ہمارے ہمراہ لیجائینگے یا ہمین چھوڑ جائینگے یہ خبر مفصل

جا کر لاؤ کئی کنیزین مردانے کپڑے پہنکر چلین یہان سرہنگ قزاق صاحبقران کو لیے ہوئے
اپنی بارگاہ مین لایا مقام صدر پر بٹھایا چند سردار صاحبقران کے ساتھ ہین باقی لشکر زیر کوہ
فروکش ہوا اتفاق سے بہرام گردین خاقان چین رفیق قدیم صاحبقران صاحب شوکت و
شان بہ لشکر مین رہ گیا ممتاز کوہی ومقبل وفادار و دیگر چند سردار صاحبقران کے ساتھ ہین
سرہنگ کو فکر ہی کہ اس سرکش کو گرفتار کرون سزائے معقول دون فوراً محفل عیش ونشاط
آراستہ کی ساتھ والے اُسکے مکار غدار اشارے پر لگے ہوئے ہین جب ہنگامہ محفل گرم ہوا اس فت
اس بیحیا نے شراب مین بیہوشی ملائی ایک جام اپنے ہاتھ مین لیا تسلیم کرکے سامنے آیا عرض کی اس
جام کو نوش فرمایئے غلام کی آبرو بڑھایئے صاحبقران صاف باطن اُسکے سلام سے مطمئن ہوکر
جام نوش فرمایا کہا او بہادر جیتو تکلیف نکرو کہا نہین ای شہریار آج اگر کلاہ فخر تا عرش پہونچاؤن
زیبندہ و سزاوار ہی آپ ایسا بہادر نامی و نامدار صاحب جاہ و وقار اس ذرہ بیمقدار کو سرفراز کرے کیونکر
نہ یہ حقیر اپنے مرتبہ پر ناز کرے صاحبقران نے شرما کے سر جھکا لیا اب سنیے پلٹ کر وہی شراب
سرداران صاحبقران کو پلائی چند عرصہ مین بیہوشی نے تاثیر کی صاحبقران گھبرا کر اُٹھے لڑکھڑا کے گرے
سب ساتھ والون کے بیہوش ہوئے سرہنگ نے نعرہ کیا آدمیون کو بلایا صاحبقران کو مسلسل
و مطوق کیا قیدخانہ مین بھیجا قصد ہوا کہ جا کر لشکر صاحبقران کو تباہ کرون لیکن کنیز ملکہ صنوبر قد
جو مردانے کپڑے پہنے ہوئے دربار مین برائے خبر آئی تھی کل معاملہ اپنی آنکھون سے دیکھا گھبرا کے
پلٹی ملکہ صنوبر قد باغ مین ٹہل رہی ہی سیر گل و لالہ سے دل بیزار آنکھون مین آنسو بھرے ہوئے
دل سے باتین کر رہی تھی کہ ای صنوبر قد عشق کا انجام کیا ہوگا کجا ذرہ کجا خورشید عالم داماد نوشیروان
صاحب جاہ و حشم جسکا لوائے شوکت از پردہ دنیا تا بہ قاف سرفراز دو بیٹیان نوشیروان کی اُسکے
عقد مین آئین سنتی ہون ایک عقد پردہ قاف مین کیا بادشاہ پریزادان نے اپنی دختر
ملکہ آسمان پری فخر زہرہ و مشتری شرف اپنا جانکر عقد مین اُنکے دی مجھ ایسی ہزارہا کنیزین
محل مین پڑی ہونگی بس میری رسائی کیونکر ہو ای دل خانہ خراب کیون پیچ و تاب ہی لیکن افسوس
دامن صبر دست استقلال سے چھوٹا شیشہ دل سنگ محبت عشق سے ٹوٹا صبر و قرار دشوار ہی بیقرار
کو کہان قرار آتش عشق مشتعل ہو رہی گرمی محبت سے درد جگر اس خیال مین تھی کہ کنیز دوڑی ہوئی سامنے آئی

عرض کی حضور غم والم کو دل سے دور کریں سامان عیش و سرور کریں آپ کے باپ جہاندیدہ گرم و
سرد عالم چشیدہ مکر سے مسلمان ہوئے مجھے بیہوشی پلا کر صاحبقران کو پکڑ لیا قید خانے میں بھیجا اب
تیاری ہے کہ وہاں فوج کو ٹھگے جا کر تباہ کریں مال اسباب لوٹ لیں کمر بندی ہو رہی ہے یہ خبر وحشت اثر مثل
تیر دلدوز جگر پر سوز پر پڑا مطلب زخمی ہوا حیران ہو کر کنیز کی جانب دیکھا کہا سچ کہتی ہے عرض کی حضور
میرے سامنے گرفتار کیا حضور کے محل کی پشت پر جو مکان پختہ ہے اسی میں قید کیا سو جوانان صف شکن
برائے نگاہبانی قرار پائے ہیں کوٹھے سے چڑھ کر ملاحظہ فرمایئے کمر بندی لشکر میں ہو رہی ہے جا کر
بر سر لشکر حمزہ فنا شیں برپا کرینگے لڑائی کا تماشا چل کر ملاحظہ فرمایئے قریب تھا طائر روح قفس جسم سے
نکل جائے ضبط کر کے مع چند کنیزیں قصر پر چلی دل سے کہتی ہے ای فلک کج رفتار وای گردون ناہنجار یہ
کیا خبر وحشت اثر سنائی ایسا شیر دل جلیل و رئیس یوں گرفتار پنجہ تقدیر ہوا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے ملکہ
تو گھبرا کر کوٹھے پر آئی لیکن بہرام گردن خاقان چین انتظام لشکر میں مصروف ہے ایک ہرکارے نے
آ کر خبر پہنچائی ای پہلوان دوران وای گرشاسپ جہان صاحبقران قلعہ میں جا کر قید ہو گئے
سرہنگ نے مکر کیا بیہوشی پلا کر پکڑ لیا یہ سنکر بہرام غصے میں کانپنے لگا سلاح جسم پر آراستہ کرنے لگا
سرداروں نے پوچھا کیا قصد ہے کہا یارو قصد کیا ابھی جا کر جان دونگا قلعہ میں دریائے خون بہاؤنگا
ایسا نہو یہ چور وزد مکار صاحبقران نامدار کو قتل کر ڈالے کوہیوں نے عرض کی غلام ساتھ ہیں
ہمارا آقا ممتاز کوہی بھی جا کر قید ہوا اسی وقت لشکر میں قرنا پھونکی چشم زدن میں لشکر تیار ہوا
بہرام پشت مرکب باد رفتار پر سوار ہوا ساٹھ ہزار فوج لیکر چلا محفوظ خاطر ہو سوا پہر دن باقی ہے جب وقت
بہرام جلوہ کرکے چلا نوبت نقارہ بجتا ہوا علمہای زرنگاری کے پھریرے کھل گئے شیران بیشۂ نبرد
صفیں جما کر چلے صدا نوبت نقارے کی جو بلند ہوئی یہاں سرہنگ قزاق تدبیر کر رہے
تھے کہ دن کو قلعہ سے نکلنا مناسب نہیں ہے رات ہوئے تو شبخون ماروں یکایک ہرکارے
دوڑے ہوئے آئے عرض کی ای شہریار حضور نے بڑا دھوکا کھایا اور سرداروں کو آپ قلعہ میں لائے
لیکن سردار جلیل بہرام گردن خاقان چین جلالت آئین رفیق قدیم صاحبقران لشکر میں رہ گیا
اُسنے جو خبر پائی کہ آقا کو ہمارے گرفتار کر لیا ہے مرنے پر کمر باندھ کر مع لشکر طرف قلعہ کے آتا ہے صدا
نوبت نقارے کی آ رہی ہے نہیب تیغ شیر مردان عالم سے زمین تھرا رہی ہے سرہنگ نے گھبرا کر کہا

حقیقت میں یہ خیال نہ سا میں سمجھا سب سرداروں کو صاحبقران ساتھ لائے یہ کیا خبر تھی کہ بہرام
گرد لشکر میں رہ گیا جلد خندق پر تاب کرو دروازہ قلعہ کا بند ہو توپیں مارو یہ کہتا ہوا بالائے قلعہ آیا
پل تختہ اٹھا لیا دروازہ قلعہ کا بند کیا سامان جنگ سے قلعہ آراستہ کر دوربین ہاتھ میں لے کر دیکھا
تیغ گرد بلند آگے بہرام لپٹ پر کوبیان نیکنام جب فوج نزدیک پہونچی سرہنگ نے ہوائی داغی
یہی نشان تھا گولا اندازوں نے توپوں کو سیدھا کیا نہیں معلوم کان میں کیا پڑھ کر پھونکا توپیں
سر کیں گرجیں آگ اگلنے لگیں زمین کانپی آسمان شعلہ بار نے آگ برسا دی فوج اسلام جو بڑھی
آتی تھی کئی ہزار اڑ گئے فوج کے پاؤں اٹھے دور جا کر ٹھہرے سرہنگ نے کہا دیکھو کیسا گولہ
قضا کا پڑا لشکر مسلمانان کا کیا حال ہوا گولا اندازوں نے ہاتھ روکا دھواں برطرف ہوا دیکھا
فوج اسلام دور جا کر ٹھہری سرہنگ نے حکم دیا خوشی کے نقارے بجنے لگے قزاقوں نے غل مچایا وہ مارا
مسلمانوں کو بھگا دیا بہرام گرد نے جو یہ سر کر دیکھا گرز گران سنگ آسمان رنگ پشت پہلو سے قبضہ
پر ہاتھ ڈالا اہالیان فوج سے فرمایا آپ لوگ تامل فرمائیں جب میں قلعہ کا پھاٹک جا کر توڑوں اس وقت
تم سب صاحب آ جانا اس بیر زمین گبر کا تماشا دیکھو یہ بوڑھا غلام صاحبقران کا کیا کرتا ہے اہالیان
فوج تھمے بہرام گرد نے مرکب بڑھایا آواز دی او قزاقان بچیا کر سزا دیتا ہوں یہ کہکر طرف قلعہ
کے چلا قزاقوں کے ہوش اڑ گئے کہا کیا دل گردہ ہے توپ کے منہ پر آتا ہے سرہنگ قزاق
نے کہا گولے مارو کوئی تو گولہ قضا کا پڑیگا توپیں فیر ہوئیں گولے مثل اولے کے برسنے لگے رنگ
کی بجلی چمکی دھوئیں کا آسمان تیرہ و تار ہوا لیکن بہرام شیر دل گھوڑے کو جست کراتا ہوا گرز ہاتھ میں
کبھی پشت مرکب پر کبھی زیر شکم مرکب کبھی ایک رکاب پر اپنے کو گولوں سے بچاتا ہوا گھوڑے کو کاوہ
ایڑیں پر لگاتا ہوا کبھی داہنے پر نکل گیا کبھی بائیں پر دور جا کر دم لیا پھر وہاں سے جھپٹا گھوڑے پر
کودا گیا گولوں سے بچکر سناٹا: ہلکا تھر ابرابر خندق کے پہونچا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ بہرام گرد

منم گرد بہرام خاقان چین	کہ از ہیبت من بلرزد زمین
غلام اسپہر عرب ذو الوقار	یل صف شکن نامور نامدار

نعرہ بہرام گرد کی صدا جو بلند ہوئی زمین قلعہ کی کانپی سرہنگ گھبرایا کہا یارو تامل کرو در قلعہ
سے آواز نعرہ کی آتی ہے اب جو ہاتھ کو روکا روشنی ہوئی دیکھا بہرام گرد برلب خندق کھڑا ہے

وقصد ہی خندق فراوان پھاٹک جا کر توڑ دن اہالیان فوج نے دیکھا کہ سردار ہمارا آتا ہے قلعہ ہو گیا
توپ بند ہوئی یہ بھی سب نوبت نقارے بجاتے ہوئے چلے گھوڑون نے طرارے بھرے حد انتہا
ساتھ لیے سہرنگ نے جو یہ معاملہ دیکھا ساری قزاقی بھولا ہوش و حواس پراگندہ کہا یارو اب
کیا کرون اور ملکہ صنوبر قد اپنے بام سے یہ سب سیر دیکھ رہی ہے کنیزین پشت پر جرأت
بہرام گرد دیکھکر کہتی ہین کیون صاحبو عاشقان صادق اپنے آقا کے ایسے ہوتے ہین ملکہ سے
نادیدہ اسکو بچائے دیکھو کس جرأت سے ڈیڑھ سے قلعہ لیا تا بہ خندق ہو گیا سب جانباز
چلے آتے ہین تلوارین کھینچی ہوئی نعرے پر نعرے کر رہے ہین وہ جرأت کے مجسم بعد آتے
ہین با شیدائی قزاقان پھاٹک کھول دو ہمارے آقا کو لے کر نکل اڑو آقا کے نامدار اب بھی خطا معاف
کر دینگے اس مکر و عذر کا بدلہ نہ لینگے صنوبر قد کہتی ہے کیون صاحبو اب جو صاحبقران چھوٹین گے
قلعہ لو ٹینگے مین تو ہاتھ باندھ کر سامنے حاضر ہونگی عرض کرونگی پروانہ شمع جمال ہون کنیزان سرکاری
مین درج فرمائیے اکو غریب میرے حال پر رحم آجائیگا اور بے مثل ہین عورت پر کیا ہاتھ اٹھائینگے
مجکو دیکھکر شرما جائینگے کنیزین کہتی ہین واری معقول تدبیر ہے حضور کی مسلسل تقریر پر دیکھتے ہی
عاشق ہونگے خاتون محل قرار دینگے ہم سب حضور کے ساتھ چلینگے دختر نوشیروان ملکہ مہر نگار تاجدار کسی
وطلبہ کر دیا بانو شاہزادی عالی وقار ملکہ گلشن آرا و ملکہ رابعہ زرنفت الملس پوش وغیرہ یہ سب
شاہزادیان حسن و جمال مین بے نظیر چہرے رشک ماہ منیر زوجات صاحبقران ہین صاحبان اولا
بادشاہان جلیل کی دختران لہذا اختران سب صاحبون سے ملاقاتین ہونگی سب بیبیان حضور کے
استقبال کو آئینگی باعزاز و اکرام محل مین لیجائینگی اسطرح کی جو باتین کنیزون نے کین ملکہ کا خوشی سے
چہرہ سرخ ہو گیا کہا صاحبو تمھارے منہ مین گھی شکر خدا نے نادیدہ اپنا فضل شرابیت حال کرے
تم سبھون کے مرتبے بڑھاؤنگی لیکن جب صاحبقران محل مین آئین مین سلام کر کے سر جھکاؤن گی
تم سلیقے سے باتین کرنا میری بیقراری کا ذکر نہ آنے پائے اب مین تم سب صاحبون سے صاف
کہتی ہون صبح سے تم سب پوچھتی تھین آپ کا کیا حال ہے کیون قلب پر ہجوم غم و ملال ہے مین جمال
باکمال دیکھکر مائل ہوئی ابتک زبان سے نہ نکالا تھا لیکن تمسے بیان کرتی ہون جس وقت سے
جمال جہان آرائے صاحبقران زبان پر نگاہ پڑی دل کو بیقراری آنکھون کو شغل اشکباری ہر چند

سنبھالتی تھی دل نہ سنبھلتا تھا رہ رہ کے کوئی کلیجہ ملتا تھا محبت چاہنے والے کی بُری خرابی ہی
جبتک وہ آرام مین تھے یہ خیال مین تھا ہم ان تک کیونکر پہونچین گے جسوقت سے یہ خبر وحشت
اثر پائی کہ انکو قید کرلیا جی چاہتا تھا گریبان چاک کرون مین بھی ہتکڑیان بیڑیان پہنکر قیدخانے
مین اُنکے پاس جا بیٹھون ثابت ہوا تیرا کہ اسکو مجھسے محبت ہی لیکن مجبور ہوئی یہ بھی مجھ بدنصیب سے
نہو سکا کہ ایسے وقت مین جا کر ساتھ دیتی لیکن شکر ہی اُنکا سردار نامدار بلوہ کرکے پہونچا قلعہ کو گھیر لیا
دار تو اپنے سے رد کرچکا اب دل کو کسی قدر تسکین ہی لیکن ای لالہ عذار اتنے عرصہ مین کلیجہ خون ہوگیا
نوبت بہ جنون پہونچی نظم دلپذیر

آمد بہار و داد بہ گلشن ندای عشق
یا ہم اگر ز شیخ آب ہوائے عشق
خواہی بہ صبر خو کن و خواہی بآب چشم
فرہاد نامراد تو از نالہ ہائے عشق
کشتی اگر شکست نہ داریم ہیچ غم
تخمی و درد و محنت بے انتہائے عشق

بلبل ہزار نالہ لبانہ و نوائے عشق
بیہودہ کاوش تو بہ بیضم طبیب چیست
جز خون دیدہ ہیچ نباشد دوائے عشق
مجنون از آن بدید لیلی بخوش بخت
بر سر ملازم است مرا خدائے عشق

نشو و نما چو سبزہ ام از خاک پر دمد
درمان درد ما نکند جز دوائے عشق
در بیستون بکسر شد و یار جان بہر
تا بد صدائے درد ز بانگ ندائے عشق
یاران ہجر مرا دہ دہ ہنگام عافیت

لالہ عذار وزیرزادی نے عرض کی واری دل نے بڑے مقام پر ساقی
کی کمند محبت قصر عالی تک پہونچی آپ خود شاہزادی والا قدر ہین آسمان خوبی کی کامل بدر ہین
آپ ملک حسن و خوبی کی شاہ وہ آسمان جلالت کے ماہ آپ عندلیب شاخ نخل محبت وہ سرو نوخاستہ
حدیقہ ہمت و جرات آپ برج حسن کی ماہ کامل وہ اقلیم شوکت کے شہنشاہ عادل ایک مسند پر
قران السعدین ہوگا ایک برج قصر مین اجتماع نیرین ہوگا حقیقت مین آپکو نہایت پسند فرمائینگے مجھے
ہی شمع جمال کو پروانہ بنجائینگے کوئی ایسی شاہزادی حور تمثال غنچہ دہن سرو قد گلعذار ماہ پیکر سیمبر نازک بدن
سیاہ بگری مین طاق شہرہ آفاق اُنکے عقد مین نہ آئی ہوگی لالہ عذار وزیرزادی نے جو اسطرح حسن و
جمال ملکہ کی تعریفین کین شرما کے سر جھکالیا کہا خدا وہ وقت دکھائے قید و بند سے رہا کرائے
اب کنیزین سب آگاہ ہولین کہ ملکہ صاحبقران ذیشان پر عاشق ہوئی ہین آپسمین اشارے کنائے
ہونے لگے کسی نے اشارہ کیا خوب ہوا کسی نے کہا بہوا اچھا ہوا کسی نے کہا ہو ہی باپ کے
قتل کی طالب ہین دین بزرگون کا چھوڑ دینگی خدائے نادیدہ کو سجدہ کرینگی ایک نے کہا ہم دونون نہ ہونگے

عشق و عاشقی کی اسکے شہرون مین بپا ہے جتنی شاہزادیان حسین جمیل شین لئیق قرار پائین وہ سب
انھین کے خاندان مین آئین ملکہ گیتی افروز دختر زمرد شاہ باختری جسکے حسن عالم سوز کا تمام دنیا
مین شہرہ تھا وہ انکے پوتے شاہزادہ خاور سیاہ پر مائل ہوئین سلطنت کیسی خدائی کو چھوڑ کے
نکل گئین انکے بطن سے شیر گیر صف شکن تیغ زن صاحب شوکت و شان شاہزادہ ایرج نوجوان
پیدا ہوا جسکی ہیبت شمشیر سے رستم و اسفندیار تھراتے ہین محفل مردان عالم مین اُسکی جرأت و شوکت کے
ذکر آتے ہین دوسری دختر خداوند ملکہ جہان افروز اُنکے فرزند دلبند بدیع الزمان گردنشکر
شکن کے قبضے مین آئین اس شیر کی ایک زوجہ دختر خداوند سعنوقہ دیگر ملکہ گوہر ملک شہزادی
جسکے بطن انور سے نور الدہر والا ندر السیا آفتاب طلعت ساطع ولامع ہوا جرأت کی اسکی دھاک لبا تبت
مین بے نظیر زور و قوت مین ہر وان ہے گر کس کس کا ذکر کرون حسب و نسب کا شرف اُنکے خاندان پر
تمام ہوا جرأت و شوکت کا ملکون مین نام ہوا کنیزون مین تو یہ چرچے لیکن ملکہ صنوبر قد جھکی ہوئی
دیکھ رہی ہے کہ بہرام گرد بن خاقان چین قریب خندق قلعہ ہو بجا ہالیان فوج نوبت نقارے
بجاتے ہوئے قریب دیوار قلعہ آگئے اسوقت سہ رہنگ قزاق گھبرایا مشیرون وزیرون کی جانب
متوجہ ہوا کہا یارو اب کیا کرون یہ شیر بیشہ جرأت نہنگ دریاے شوکت خندق کو فرا یا جاہتا ہے اب
قلعہ کو کیونکر بچاؤن مین سمجھا تھا میرے قلعہ تک آنا دشوار ہے شب کو ان سبھون پر شبخون مارونگا
فوج کو تباہ کر کے قید حمزہ عرب کی لیکر خدمت خداوندی مین جاؤنگا طرۂ پیغمبری پاؤنگا اب
جان بچانے کی تدبیر کرو عیار اسکا قریب کھڑا ہے عقاب تیر پر نام بدطینت بدانجام بول اُٹھا ای افسر
ایک تدبیر ہے ابھی سب مسلمان پلٹ جائینگے شب کو مین اور تدبیر کرونگا یہی ایک سردار نامدار
لشکر حمزہ مین آتی ہے عیاری کرکے پکڑ لاؤنگا اور سبھون کو مارنا کیا دشوار ہے لشکر بے سردار بیکار جلد حمزہ
کو قید خانہ سے بلا سیئے زیر تیغ بٹھاؤ بجے بہرام گرد سے پکار کر کہیے کہ اگر اندر قلعہ کے آؤ گے
اپنے آقا کو زندہ نہ پاؤ گے ہم ابھی قتل کر ڈالینگے بعد قتل تم سے لڑینگے خوب معرکے پڑینگے جو وقت
پلٹ جاؤ کل مصالحہ کی گفتگو کرینگے بخوف جان اپنے آقا کے فوراً پلٹ جائینگے شب کو مین عیاری
کرونگا بہرام گرد کو باندھ کر لاؤنگا یہ صلاح سہ رہنگ قزاق کو بہت پسند آئی ملحوظ خاطر ناظرین
رہے ملکہ صنوبر قد فرلقیہ حسن و جمال صاحبقران یہ سب ہنگامے دیکھ رہی ہے بہرام گرد نے

قصد کیا خندق کے پار جاؤں سرہنگ نے حکم دیا صاحبقران کو سلسل و سلوق بالائے قلعہ
لائے بموجب صلاح عقاب زیر تیغ بٹھایا پکار کر آواز دی ای بہرام گرد ذرا ادھر متوجہ ہو بہرام گرد
نے سر اٹھا کر دیکھا اپنے آقائے نامدار کو زیر تیغ پایا سرہنگ نے کہا ای بہرام گرد پلٹ جاؤ ورنہ
ابھی صاحبقران کو قتل کرتے ہیں اس شب کی ہمکو مہلت دو بوقت سحر خواہ مقابلہ یا طریقہ اصلاح جو ہمارے
تمہارے قرار پائیگا سمجھا جائیگا چند شروط ہم لکھکر بھیجیں گے اگر تم قبول کر لوگے ہم تمہارے افسر کو
رہا کر دینگے اب اگر ایک قدم بھی بڑھاؤ گے صاحبقران زمان کو زندہ نہ پاؤ گے یہ حالات مصیبت
آیات دیکھکر فوراً بہرام گرد نے گھوڑا پھیر گرز ہاتھ سے پٹک دیا پکار کر کہا ای سرہنگ برائے
خدا ہم ابھی واپس جاتے ہیں ہمارے آقائے نامدار سوائے قدرشناس کو صدمہ نہ پہونچاؤ اور
پہلوان جو تو کہیگا ہم قبول کرینگے لیکن صاحبقران غصے میں کانپنے زنجیریں ہلانے لگے فرمایا ای
بہرام والا مقام ای بہادر نیکنام تو لڑ بھڑ کے یہانتک آیا اپنی شفقت ضائع نہ کر یہ مکار ہمکو قتل کرے
کچھ افسوس نہ کر خون کا معاوضہ ان جلادوں سے لینا بہرام گرد نے سر پیٹ لیا آواز دی ای شہریار
کاش کے نابینا ہوتا اس مصیبت میں آپ کو نہ دیکھتا اس مکار نے بڑا فریب کیا آپ ایسے بہادر کو دھوکا
دیا دعوت کے پردے میں عداوت کی غلام سے حال زار حضور نہیں دیکھا جاتا ای سرہنگ
برائے خدا صاحبقران کو قید خانے میں بھیجے سرہنگ نے آواز دی ای بہرام جب تم پڑاؤ پر
پہونچ لوگے تب قید خانہ میں صاحبقران کو بھیجونگا بہرام روتا پیٹتا خاک اڑاتا ہوا مع فوج پلٹا جب
اپنے پڑاؤ پر پہونچا تب سرہنگ نے صاحبقران کو قید خانہ میں بھیجا آپ اپنی بارگاہ میں آیا
عقاب نے وعدہ کیا حضور شب ہونے دیجیے میں بہرام کو پکڑ لاؤنگا لیکن اس گرفتار دام گیسو
ذبح خنجر ابرو ملکہ صنوبر قد نے جو یہ سر زد دیکھا کہ بہرام پلٹ گیا صاحبقران قید خانے میں بھیجے گئے
مانند روح نقش جسم خاکی میں تڑپا روتی ہوئی قصر سے اتری بے اختیار ہو کر رونے لگی بیقراری نے
سر اٹھایا دریائے اشک نے جوش مارا ناخنوں سے چاہا گریبان چاک کریں خاک منہ پر ملیں

نظم

دل طپان شوق ہمکناری سے
ایسی نازک پہ شدت اندوہ
خار خلد غم آشکارا ہوا

خفقان ضبط بیقراری سے
لگی وحشت فزا تھی
شکل دل حباب پارہ پارہ ہوا

ایک جان اور غم کا وہ انبوہ
طپش دل قیامت آرا تھی
کیا نظر زخم اندرون آیا

چشم سے روتے روتے خون آیا
سینہ کوبی سے دل فگار ہوا
سر پٹکتے پٹکتے پھوٹ گیا
سر اٹھایا خروش پنہان نے
نغمۂ صور ہوش واویلا
نالۂ آخر فسون ہوا دل کو
حرف تسکین سے وحشت کیا گیا

نہ لیا پھر قرار نے آرام
تیر حسرت جگر کے پار ہوا
آہ نے دل سے کیا اٹھا شور و شیون
اک قیامت کی آہ و افغان نے
جی کو اشک زمین نے خاک کیا
رہ گئے رہ گئے جنون ہوا دل کو

کھو دیا اضطرار نے آرام
دم اٹکتے اٹکتے ٹوٹ گیا
چارہ بابل کے لب آرزو نے وحشت
شور محشر خروش واویلا
خواہش مرگ نے ہلاک کیا
چارہ سازون سے تفرقین کیا

یون بیقرار ہوگے روئی کنیزین پھر الٹین عرض کی کہ واری صبر

وجہ کیجیے ایسا ہو دشمنون کا دم نکل جائے حضور رقیبہ کہا صاحب کیا کہکے دل کو سمجھاؤن طفل
اشک کو کیونکر بہلاؤن یا تو اس شہریار کو ساتھ شوکت و شان کے دیکھا ستمگارون نے فریب دیکر
گرفتار کر لیا بہرام نامدار نے اپنی جان ستائی لشکر کو بیچارہ تباہ قلعہ پہونچا ہزارون بندگان خدا
مارے گئے اب بر وقت پلٹنے کے اپنے کیا گذری ہوگی یہ صلاح کسنے بتلائی برائے خدا جاکر خبر تو
لاؤ اب ہمارے باپ کو کیا منظور ہے وہ بہادر سراسر بے قصور ہے ایسا نہو اُسکے دشمنون کو
قتل کردو اسنے اگر تم مین سے کوئی دستگیری نہ کرے مین آپ باہر نکلون جاکر دربار سے خبر لاؤن
آتا تو معلوم ہو کہ اب کیا صلاحین ہو رہی ہین یہ ستمگار غدار اس بہادر کے ساتھ کیا کرینگے انشاء اللہ
مکر کرنیوالے خود مرینگے مین تو اب خدائے نادیدہ کی قدرت کو دیکھتی ہون وہی اُنکو بچائیگا لیکن
خبر لینا ضرور ہے سوسن نے عرض کی واری مین جاتی ہون دیکھون کیا زبان درازیان ہو رہی ہین
ابھی خبر لے کر آؤنگی ملکہ نے کہا اے سوسن تیرا منہ موتیون سے بھر دونگی مفصل خبر لانا سوسن نے
کہا حضور ملاحظہ فرمائیگی یہ کہکر دامنے کپڑے پہنکر سوسن واسطے خبر کے چلی دربار مین سر سنگ
کے آئی اسوقت یہ صلاحین ہو رہی ہین کہ صبح کو صاحبقران زمان کو قتل کرینگے یا قید کرکے
خدمت مین خداوندی کے بھیجینگے عقاب عیار کہ رہا ہے اگر قبل شب ہونے دیجیے مین جاکر
بہرام کو عیاری سے کیا لاؤنگا پھر مسلمانون کا لشکر تباہ کرتا کتنی بڑی بات ہے عیاری کرامات
ہے سوسن گوشے مین کھڑی سنا کی جب عیار طرار ہا ذا ناان مع فوج سرہنگان ثابت و سیارگان قنطورہ
نہاد و ذات پر آراستہ کرکے بلے عیاری فلک نیلوفری پر مصروف تگ و دو ہوا سوسن نے دیکھا

عقاب بےحجاب نے بانہا سے عیاری ذات پہ اہستہ کیے سرہنگ قزاق سے کہا او شہریار
اب غلام برائے عیاری جاتا ہے یہ کہکر شلنگیں لگاتا ہوا طرف لشکر اسلام کے چلا سوسن نے جو یہ سیر کہ
دیکھا روتی ہوئی خدمت میں ملکہ صنوبر قد کے آئی یہ تو گرفتار زندان مصیبت گرفتار محبس حسرت
ہوئی سراسر پریشان آثار حزن و ملال چہرے سے عیان گرد کنیزان خیر خواہ با حالت تباہ بیٹھی
ہین کہ سوسن آکر پہنچی عرض کی ملکہ عالم ستارون نے خبر دم کر کہا یا خدا ان سب کو بچائے
عقاب عیار آپ کے باپ کا بہرام کو پکڑنے گیا ہے یہ صلاح قرار پائی کہ بہرام کو بھی گرفتار
کرکے شب کو لشکر اسلام پر شبخون مارین بعد اسکے صاحبقران وغیرہ کو لے کر خدمت خداوند لقا میں جا کر
معاوضہ میں انعام و جاگیر پائین حضور صبح کو غضب ہو جاویگا یہ حال سنکر ملکہ صنوبر قد تڑپنے لگی کہا
کو صاحبو اب اُنکے بچنے کی کون صورت ہے اب بتلاؤ میں کیا کرون حقیقت میں جب وہ سردار
بھی گرفتار ہو جائیگا فوج بے سردار کے کیا اُٹھ سکیگی یہ مکار غدار الیسر لعین نامدار کو ذلت و رسوائی
پاس اُس غول صحرائی نحوست کے لیجائیگا لقا بیہودہ ادعائی کرتا ہے اپنی لشت کی خبر نہین بات مین
اثر نہین نگوڑے کی بیٹیان نکل گئین کچھ نہ کر سکا مین نے تو خدائے نادیدہ کی دل سے اطاعت
کی دل قبول کیا ہے کہ خدا اکیلا ہے واسطے دو سو خدا کیسے نگوڑے ایسے جیسے نام بھی سب کے بڑے
ہین خدائے نادیدہ کے لقب رحیم و کریم و سمیع و علیم مسبب الاسباب سامع الدعوات قاضی الحاجات
ان نامون کے صدقے ہو جاؤن رحیمی اپنی دکھاوے قید سے صاحبقران رہا ہون ملکہ دام
مصیبت مین مبتلا ہون گر صاحبو تم کوئی تدبیر بتاؤ جون جون رات گذرتی ہے خون گھٹا جاتا ہے
انکی مصیبت پر رونا آتا ہے سب نے کہا حضور ہم سطرح حاضر ہین جانین اپنی قدمون پر نثار
کرین ملکہ نے کہا میرا تو جی چاہتا ہے کہ تیغ کھینچکر قید خانہ پر جا پڑون دربانون سے لڑون صاحبقران
کو چھڑا لون یا سامنے اس شہریار کے جان دون سب نے کہا حضور یہ اسکا طبیب دل کو پیچ و تاب کر
سو نگہبان سپاہی وہان مقرر ہین بڑے بڑے افسر ہین عورتین ان نگوڑے مسٹنڈون پر کیونکر
غالب آئنگی نگوڑے رانڈ کے سانڈ مال بندگان خدا کا کھا کے لتون کیطرح پھولے ہین چوتھے
اُٹھائی گیرے دغا باز جعلساز دیکھو ان سے بد سپاہی لے کے ساتھ کیا کر کیا جب جرأت مین زہر ہو
شراب مین بیہوشی ملائی یون گرفتار کیا اب عیار کو انکے سردار کے واسطے بھیجا ہے خدا ان

سب کو غارت کرے لالہ عذار وزیرزادی نے کہا حضور نہ گھبرائین لونڈی ابھی چلکر صاحبقران
کو ہلاک کرتی ہے خضر راہبر نے رہبری کی ایسی بات معقول تعلیم کی یہ قول شخص صاحب سخن لائق ہو
دیکھیے چلکر سو قیدیون کا سر کاٹین گے اس مکاری کے بدلے لین گے جلد عمدہ کھانا پکوائیے اسمین
بیہوشی و سنکھیا و زہر ملائیے ہم خوان کسواکر قیدخانے کے پاس جائینگے کہین گے ہماری ملکہ نے لقا
کی نذر مانی تھی کہ اگر مسلمانون کے ہاتھ سے بچ جائینگے بندگان لات و منات کو عمدہ کھانا کھلائین گے
وہ لوگ سحر بھولے لوٹ پڑینگے سب زہر مار کرکے مبتلاے خواب مرگ ہونگے سب کو قتل کرکے صاحبقران
کو چھوڑ لائینگے ملکہ صنوبر قد اپنی رفیق سے لپٹ گئی کہا ہوا تیرے صدقے ہو جاؤن کیا معقول
بات تجویز کی ہے مین بھی یہ اسے پسند آئی لیکن مین بھی ساتھ لے چلنا لالہ عذار نے کہا
بسم اللہ اسی وقت کھانا تیار کرایا بیہوشی وغیرہ ملا کے خوان کسوالیے کنیزون کے سر پر رکھے
لالہ عذار ڈولی مین سوار ہوئی ملکہ نے سیاہ دوشالہ منہ سے لپیٹا زمرے مین کنیزون کے اپنے
کو شریک کیا باغ سے نکلین طرف قیدخانہ کے چلین یہان سو جوان ایک افسر کمیدان در قیدخانہ
پر بیٹھے حفاظت کرتے ہین کوئی شراب پی رہا ہے کوئی گانجہ ملتا ہے دس پانچ ٹکڑے ایک گھڑا
اوندھا کرکے رکھا اسپر چراغ روشن کیا سولی پچک رہی ہے صدائین بلند ہین ایک کہتا ہے چھیرا
داؤن ہے شش پنج نکرونا چار ہوسے کئی داؤن ہارے آٹھ نو والا سات پانچ کر رہا ہے کھیل مین
مصروف ہین کمیدان صاحب کرسی پر بیٹھے ہین مال لے رہے ہین لعینون نے چوسر بچھائی
تین ملانے چار لانے کہتے ہین ایک کہتا ہے بھائی جگ نہ ٹوٹے پہلے رنگ کا داؤن اٹھے
بازی سے بند کے منہ جیکی بازی گھٹ ہے اسنے داؤن قبول کیا لیکن لڑائی کی فکر کر رہا ہے کہتا ہے
کہ ایک نرد کے لیے رنگ بلاؤنگا لیکن سہ کی بازی جیتونگا سپاہیون کا بیڑا ان شغلون
مین مصروف ہے کمیدان صاحب نے دیکھا سامنے ایک ڈولی مین نازنین گلعذار پوش کہاریون
کے سر پہ خوان بیکار اکون آتا ہے لالہ عذار نے مسکرا کر کہا کمیدان صاحب ہمکو نہین پہچانا کمیدان
نے جو اس مہ جبین کو دیکھا کھڑے ہوگئے کہا بی لالہ عذار صاحب اسوقت کیونکر آنکلا اتفاق
ہوا لالہ عذار نے کہا کھانا نذر لات و منات کا ہے قیدیون کے واسطے ملکہ نے بھیجا ہے فرمایا ہے
کہ جہان جہان قیدی ہون انکو کھلوا دو کمیدان نے کہا شب کو قفل نہین کھل سکتا ان قیدیون

کے لیے بڑی تاکید ہی لالہ غدار نے کہا میاں افسر صاحب بڑے بیوقوف ہو الٹے سے اب کن کن
جائیگا تم سب سپاہی تقسیم کر لو کہ دینگے قیدیون کو کھلوا دیا لیکن اس کھانے کا رکھنا بہتر نہیں ہے جا کے
سامنے کھاؤ کیدان نے کہا تمھاری خوشی لیا ہین ملکہ کے حکم سے اشارہ ہی خوان اترا کیدان نے
اپنا دوہرہ حصہ لیا سپاہی ماش کی دال کھانیوالے پلاؤ زردہ جو دیکھا ٹکڑے کے ٹکڑے کھانے لگے لالہ غدار نے
ڈولی مین بیٹھی کہہ رہی ہو دیکھو صاحبو دانہ زمین مین نہ گرنے پاوے سبھون نے خوب چٹخارے کیدان نے
دوہرہ حصہ کھایا اب جو نشہ ہوا منہ چہرون پر آیا پھرنے لگے ایک پیادہ پیچھے بیٹھا بڑا پاسونتا ہاتھ مین
تھا ساتھ والون سے کہا بھائیو پہرے والو اس ہونے کو بچاتے ہو بہت سے کیدانون کے سر جاتے
چکا ہی کیدان نے قبضہ پر ہاتھ ڈالا کہا میان پیادے وہ کیدان اور نامرد ہونگے ہم ہزار جوانون سے
اکیلے لڑتے ہین پیادے نے کہا اب اٹھ تو سر پچھاڑ دونگا کیدان قبضے پر ہاتھ ڈال سکے اٹھتے بیہوشی
تاثیر کر چکی تھی لڑکھڑا کر گرے پیادہ لینا لینا کر کے اٹھا یہ بھی گرا سب جوان بیہوش ہوے لالہ غدار نے کہا
آپ صنوبر قد آگے بڑھی لالہ غدار نے کہا پٹھان سب کو قتل کرو ملا نہین صبح کو آفت ہو گی
نشان بتائینگے ملکہ نے کنیزون کو اشارہ کیا ان سب کو قتل کیا ملکہ قریب دروازے قیدخانہ کے
آئی کنجے سے قفل کا دروازہ کھلا گویا باب امید وا ہوا صاحبقران سر زنجیر پر سر جھکائے ہوئے ایک
جانب ممتاز کو ہی وغیرہ بیہوش پڑے ہین پانون کی جو آہٹ ہوئی صاحبقران نے سر
اٹھایا دیکھا ایک نازنین سرو قد گلعذار بھولی بھولی صورت سر جھکائے ہوے دو تین کنیزین
ساتھ جوش محبت مین اندر آئی حجاب مانع ہوا جھجک کر ٹھہر گئی صاحبقران زمان نے فرمایا ای
شہنشاہ خوبی ای سرو باغ محبوبی ای رشک ماہ آپ اس شب تیرہ و تار مین کیونکر آنے کا اتفاق
ہوا آئی ہو تو سرفراز کرو خاک نشینون کی بہتری مناسب ہے ملکہ نے کچھ جواب نہ دیا لالہ غدار نے
بڑھ کر عرض کی ای شہریار ہماری ملکہ عالم کو تمھارے حال پر رحم آیا سنا کہ کل سرہنگ قزاق
قتل کریگا بے گناہون کے خون سے ہاتھ بھر گا دیکھے نگہبانون کو قتل کیا منظور ہوا زندان مصیبت
سے آپ کو رہا کرین لا بیٹھے مین ہتھکڑیون کی کیلین نکال دون صاحبقران نے فرمایا اگر وقت
رہائی قریب آیا تو اس قید کی کیا حقیقت ہے یہ فرما کر ایک بار قید کو مانند تار عنکبوت توڑ کر پھینک دیا
خاردار لٹو نعلون کے پار ہو گئے خون کے قطرے ٹپکے ملکہ صنوبر قد کو تاب نہ آئی ہان ہان

کر کے دور پڑی دو پٹے سے خون پاک کیا کہا اچھی کیا صورت نکلی صاحبقران نے سراپا کو دیکھا بہت
پسند فرمایا لیکن لالہ عذار نے کہا حضور اب جلدی کیجیے ساتھ والون کو جلد بیدار فرمائیے قمتاز کی
وعقل کی بھی قید کاٹیے ملا نے کہا ای شہریار میرے باغ مین چلیے صاحبقران نے فرمایا تمھارا
احسان ہو اگر مین اب بارگاہ مین اس مکار کی جاؤن لنگا تخت اس بیحیا کا الٹ دو لنگا ملا نے کہا ای
شہریار دربار مین ان مکارون کے جادو مین آپ تین کس جا کر کسی بلا مین مبتلا ہو جائینگے اور عقاب
عیار آپ کے سردار کو گرفتار کرنے گیا ہے سرہنگ مع اپنے سردارون کے لشکر مین جاگ رہا ہے اس
خیال سے کہ عقاب بہرام کو لے کر آئیگے تو آپ کی فوج پر جا پڑین مال اسباب لوٹ لین صاحبقران
نے فرمایا مین مثل چوہون کے چھپ کر جاؤن لنگا ملا اس مقدمہ مین دخل نہ دو صنوبر قد قدمون سے لپٹ گئی
لالہ عذار نے بھی عرض کی حضور انکا عشق صادق ہے کسی طرح اکیلا جانا گوارا نہ کرینگی معشوق عاشق
خصال کا خیال واجب ولازم ہے پہلے انکو باغ مین پہونچائیے پھر جیسا ارشاد فرمائیے گا وہ تدبیر
ہوگی آپ کے اہالیان لشکر کو خبر کر دیجیے کہ وتنہا جانا مناسب نہین صاحبقران زمان ہنسنے بیسیرون
زندان خانہ نے فرمایا کہ ملا عالم السبیل اللہ اب تم اپنے باغ مین چلو تمھارے والد ماجد کی خدمت کر کے
حاضر ہوتا ہون ملا نے دہن تمام کیا کہا حضور مجھے قتل کر کے جائین مین حضور کو یکہ وتنہا جانے
نہ دونگی اور دو کر یہ اشعار پڑھنے لگی

نظم

پھر آئی راہ سے ہنوز ہی جو راہ شوق
دلکا قلق جگر کی تڑپ ہے گواہ شوق
فوج شکیب وصبر کے اٹھ اٹھ گئے قدم
فریاد کس کی کسکی سنے بادشاہ شوق
دھو سکیں نہ اسکے غیر تو مین کیا پکار
دیکھا جو حسن نگاہ نے وہ نیساہ شوق
جلوہ کسی کا جلد قیامت بپا کرے
ایسا نہین کہین کوئی گم کردہ راہ شوق
کوتاہ ہو جلال کی ہمت یہ دخل کیا
کیا ناتوان ہو گئی اپنی نگاہ شوق
ناکامیون نے ہی اسے سرد کر دیا
دلمین گڑا جو اسکے نشان سپاہ شوق
بیساختہ جو تمکو گلے سے لگا لیا
کچھ شبہ نگاہ تھا کچھ اشتباہ شوق
پوشیدہ ہو وہ آنکھ کا تارا جو آنکھ سے
دل مین پکارتا ہے یہ داد خواہ شوق
امید بھی نہین ہے دیدار یار کی
دور و دراز کتنی ہے ہو جائے راہ شوق
کچھ انکا کے سامنے جیتا مین کیون رہون
پیہم جو دل سے گرم نکلتی تھی آہ شوق
ہر آہ اپنی شعلی بیداد ضبط ہے
مشتاق کی خطا نہین یہ تھا گناہ شوق
کیا خوف تیرگی شب انتظار سے
کیونکر نہ ہو چراغ رہے جلوہ گاہ شوق
از کر ہوا کے شوق مین کیا جانے کیا ہوا
اب وہ نگاہ یاس ہے جو تھی نگاہ شوق

امیر نے کہا او ملا عالم یہ کیا خیال خام

مردان عالم مین رسوا ہو جاؤنگا ذکر ہو گا کہ صاحبقران شب تیرہ و تار مین تشیل ہم شوؤن سے چھپکر
گئے ملکہ کہتی تہی اے شہریار مین تو جانے نہ دونگی مہ جبین خواص سے فرمودن کی دیکھیے داری ستارہ سحری
چمکا چاہتا ہی مرغ سحر نے آواز دی گریبان سحر چاک ہوا چاہتا ہی بڑی رسوائی ہوگی صاحبقران بہی
سمجھانے مین ملکہ کہتی ہو صاحبو مین کیا کرون میرا دل نہین مانتا وہان سے جانے کے نام سے رنج
بھر کہتی ہو قضاے کار عقاب عیار لشکر مین بہرام کے پہونچا ایک گوشہ مین چھپکر نقب لگائی بہرام
کو بیہوش کیا پشتارہ باندھ کر لے نکلا بھاگا بھاگ قلعہ مین آیا کوتوال سے ملاقات ہوئی اسنے پکار کر
آواز دی کون آتا ہی عقاب نے کہا کو توال صاحب مین ہون برائے گرفتاری بہرام گیا تہا لایا ہون اب
سب مسلمانون کو زیر تیغ کرینگے کل تو کر کے قلعہ کو بچایا اب لشکر بے سردار فرار برقرار کریگا مقابلہ جو
مردان عالم کے نہ ٹہر سکیگا آج کل کا خاتمہ ہی کوتوال بہی پیادون کو ساتھ لیکر عقاب کے ہمراہ ہوا
پوچھتا ہوا اے عقاب کیا کمال کیا پرانے لشکر سے سردار کا لانا تمہارا ہی کام تہا عقاب سوچھو خبر
تا و بیرتا ہوا کہتا ہوا چلا آتا ہی کو توال صاحب عیاری کرنا بہت مشکل ہو ہماری ذات سے قلعہ بچگیا
سب کی جان بچی ورنہ حمزہ عرب ایک کو زندہ نہ چھوڑتا جس ملک مین مسلمانون کا قدم گیا وہ ملک
اسلام آباد ہوا لشکر خداوند گو کیا تباہ کیا آخر ایسے شہر کو مسلمانون نے قبضے مین کر لیا تیس برس
صاحبقران لڑے آخر قدرت سے ملک چھوڑا اب کوہ عقیق پر تشریف لانے مین سلیمان عنبرین
موے کوہی مقابلہ مسلمانان مین تراہی ورنہ قید لے کر ہمکو بہی چلنا ہوگا ہمارے افسر کی طرح پیغمبری
ملیگا قزاقی ترک ہو جائیگی یہ آپس مین باتین کرتے ہوئے قریب قید خانہ کے پہونچے کوتوال گہوڑے پر
سوار تہا دیکہا دروازے پر قید خانہ کے کچھ لوگ کھڑے ہین لاشے پڑے ہوئے پھڑک رہے ہین کوتوال
نے پکارا دروازے پر قید خانہ کے کون ہی ارے نگہبانون کو کسنے قتل کیا عقاب نے بہی آواز
دی کہ کیدان صاحب ہین بہرام کو عیاری کر کے چورالایا خوشی کرو مشکل آسان ہوئی کیدان صاحب
جواب نہین دیتے ہین جو صاحبقران نے سنا دشمن ملا ہے چھوڑا کر فرمایا تو غضب ہوا میرے سردار کو دیکھا
چورالایا ممتاز کوہی لینا الیا ہو سنو میرے سردار کو قتل کر ڈالے ممتاز کوہی جہجوم کے آگے بڑھا للکارا
او بے حیا خبردار کہان جاتا ہی مقبل نے چاہا بڑہون صاحبقران نے فرمایا اے مقبل تم ملکہ کی حفاظت
کرو جیسے ہی ممتاز کوہی آگے بڑھا کوتوال صاحب بلبلا کے جھپٹے کہا دوہارو غضب ہوا قیدی

چھوٹ گئے کھسٹ کے ممتاز کو بھی برنیزہ مارا ممتاز نے نیزہ خالی دیا بچ گھوڑے کو قوال صاحب
نے اٹھا لیا چرخ دیکر زمین پر دے مارا کو قوال صاحب کو دکر الگ ہوئے مرکب کے استخوان ریزہ
ریزہ ہو گئے نہ تمت ہوا مرکب گیا کوتوال نے پیادوں سے اشارہ کیا لینا جز وار قیدی بنانے پیادین
کوتوالی چبوترے کے پیادے بھلا کب رکتے ہیں دور ہی سے کہتے ہیں ارے ہتھیار پھینکدو
دیکھو غضب ہو جائیگا کوتوال صاحب بہت غصہ کرینگے انکی عملداری میں چور آچکا نہیں رہنے پاتا
عقاب نے جو یہ معرکہ دیکھا آواز صاحبقران کی سنی گھبرا کر قصد ہوا کہ پشتارہ لیکر نکل جاؤں
صاحبقران اسکی جانب بڑھے قریب آکر چاہا گرفتار کرلیں عقاب نے تنچہ مارا سر بچا پنجہ چھین لیا
چاہا ہاتھ مارین عقاب پشتارہ پھینک کر بھاگا عیار تھا تڑپ کے نکل گیا صاحبقران نے بہرام
کو ہوشیار کیا بہرام نے اٹھتے اٹھتے کمندیں توڑیں ایک پیادے کو مار کر تلوار لی مثل فیل مست
جھومتا ہوا چلا کوتوالی چبوترے کے پیادے دور سے لینا لینا کرتے ہیں قریب نہیں آتے عقاب
بھاگا ہوا سامنے سرہنگ کے پہونچا سرہنگ رات بھر جاگا ہے سب سردار بیٹھے ہیں عقاب کا
انتظار ہے کہ وہ آوے بہرام کو لاوے ہم لشکر تیار کرکے چلے اہل اسلام پر شبخون ماریں فراغت
حاصل ہو تسکین دل ہو کہ عقاب چیختا ہوا پہونچا آواز دی کہ شہنشاہ غضب ہوا کچھ دست حمزہ
کے قلعہ میں ہے نہیں معلوم عورتیں ہیں یا مرد مگر چالیس پچاس آدمی ہیں حمزہ جب رہا ہوگیا بہرام کو
مجھ سے چھین لیا کوتوال نے گھیرا لیکن ان ایسوں کے روکے سے وہ لوگ کب رک سکتے ہیں دس پانچ
کوتوالی چبوترے کے پیادے مارے گئے وہ لینا لینا کر رہے ہیں یہ سنتے ہی سرہنگ قزاق کے ہوش
اڑ گئے بارگاہ سے نکلا گھوڑے پر سوار ہوا لشکر میں غل ہوا ساٹھ ہزار قزاق سوار پیادے چلے یہاں
صاحبقران پیادوں سے لڑ رہے ہیں چاہتے ہیں کہ ملکہ کو نکال لیجاؤں باغ میں پہونچادوں لیکن ممکن
نہیں کہ سامنے سے سرہنگ قزاق فوج قزاقان لے کر پہونچا چار جانب سے گھیرا امیر نے یہاں
ایک مرکب لیکر ملکہ صنوبر قد کو سوار کیا کنیزیں گرد ہیں سرہنگ نے جوان سیاہ پوشوں کو دیکھا آواز
دی ارے یہ کون لوگ ہیں جنہوں نے مسلمانوں کا ساتھ دیا جلوہ کرکے جو چلا ملکہ نے بھی تیر مارنا شروع
کیے کہ گوشہ چادر جو چہرے سے ہٹ گیا روشنی صبح کی جو پہلی ہو ویسی کہانی بچا منہ پیٹ لیا آواز دی
صنوبر قد تم نے یہ کیسی سرکشی کی مسلمانوں سے کیا کام تمہارا کرنے سے تجھکو کیا نفع ہوا ملکہ نے

تو کچھ جواب نہ دیا سرہنگ قزاق تلوار کھینچکر ملکہ پر چلا امیر نے ایک سوار کو مار کر گھوڑا لیا تلوار کسی
کی اُٹھائی ممتاز و مقبل پیدل لڑ رہے ہیں صاحبقران نے للکارا او ظالم و اسطرف کہاں جاتا ہے مردان
عالم سے آنکھ چار کر ہمپر وار کر سرہنگ نے آکر ہاتھ مارا امیر نے روک کر وار کیا سرہنگ قزاق کا سر
زخمی ہوا بیچ میں قزاق آ پڑے اپنے افسر کو بچا لیا لشکر میں صبح کو اُٹھا ہوا بہرام کو کوئی چرا لیگیا افسران
نے کہا اہالیان قلعہ کا کام ہے چلو چلکر ہم بھی جان دیں قزاقوں سے مقابلہ ہے مکاری غداری انپر ختم ہے اسی
واسطے ناہ لیقون نے مہلت لی تھی یہ فریب کیا بہرام کو چرا لیگئے سمجھے تھے ہونگے لشکر بے سردار کیا
کرے گا یہاں سب سردار ہیں فرد فرد آمادہ حرب و پیکار ہیں لشکر تیار ہوا نوبت نقارے بجاتے طرف
قلعہ کے چلے ہرکارے نے بڑھکر خبر دی اے غازیان دیندار و اے مجاہدان شور شعار نعرۂ صاحبقران
کی آواز قلعہ سے آتی ہے معلوم ہوتا ہے تلوار چل رہی ہے اب تو افسروں نے بلوہ کیا قزاق مصروف کارزار
تھے نگہبان سر قلعہ سے اتر آئے ہیں افسروں نے آکر پھاٹک توڑا قلعہ میں گھس آئے دیکھا صاحبقران
آقا سے تلوار چل رہی ہے سردار مصروف جنگ ہیں ایکجانب چند عورتیں گوشہ پکڑے ہوے
تیراندازی کر رہی ہیں سرہنگ لپکتا ہوا آیا اس گیسو بریدہ کو پکڑ لو جیتے تھامے کشتان
کشتان میرے سامنے لاؤ اسکو سزا دوں اسکا سر کاٹ لوں فوج والے آگے گئے ملکہ کو مقبل نے اپنے
قبضے میں کیا صاحبقران کا مرکب وغیرہ پہونچا یا سلاح ذات پر آراستہ کرکے نعرۂ صاحبقران سے زمین
تھرائی قزاق بھاگتے پھرتے ہیں فوج کوہیان نے گھیر لیا ممتاز نے بھی ایک کو مار کر گھوڑا لیا سرہنگ کو
بھی جان بچانا مشکل پڑی امیر نے فرمایا اے مقبل جو تونکے ساتھ سے لڑائی میں فرق پڑتا ہے قدم ٹکے
نہیں پڑتا ناموس کا خیال اُنکے گرفتار ہونے کا ملال ملکہ کو اُٹھا کے باغ میں پہونچا دے مقبل نے
ملکہ سے کہا ملکہ نا حق تھی لیکن بہرام لڑتا ہوا قریب آیا ملکہ کو پشت پر لیا اُٹھکر باغ میں پہونچا دیا ملکہ نے
دعا مانگی پروردگار میرے مالک کو بچا خیر و عافیت سے جمال باکمال دکھا بہرام ملکہ کو پہونچا کر
آیا مصروف جنگ ہوا صاحبقران سے کہا اے شہریار اب بے خوف لڑیے ملکہ کو میں نے باغ میں
پہونچا دیا امیر تلوار کھینچکر بڑھے قزاقوں کی جان پر بنی ان شیران دشت نبرد سے کیا لڑ سکتے ہیں
قریب ہے کہ فوج قزاقان شکست کھائے امیر کی قلعہ میں عملداری ہو جائے ہزارہا قزاق بھاگ کر
نکل گئے لیکن قضائے کار دغرور آتشبار جادو مع بارہ ہزار ساحران غدار کے جوش رہا سے آتا ہے

طرف کو عقیق نگار سلیمانی سے جاتا ہی تخت پر سوار پشت پر ساحران غدار یکایک بگیر و بہ بند و بکش کی
صدا کان مین آئی سر جھکا کے دیکھا ایک قلعہ مین تلوار چل رہی ہی دریاے خون بہ رہا ہی ایک جادوگر کو
اشارہ کیا وہ یافت تو کر یہ کون لوگ ہین جادوگر گوشہ قلعہ مین آیا مفصل احوال دریافت کرکے مغرور
کو خبر دی ای افسر صاحبقران افسر مسلمانان جنکے بارے مین افراسیاب جادو نے تاکید کی تھی کہ انکے
اپنے کو بچایا وہ صاحب اسم اعظم محترم و محتشم وہی جوان قلعۂ قرا قان مین لڑ رہا ہی یہ سنتے ہی مغرور خوش
ہوگیا کہا لو یارو گوہر مراد دستیاب ہوگیا مین ابھی اسکو گرفتار کرتا ہون اس جوان کو لیکر خدمت
خداوند مین چلونگا یہ کہکر تخت سے اترا گوشہ مین آکے چپکے چپکے سحر کرنے لگا صاحبقران ناواقف
غیر ساحرون سے مقابلہ اسم اعظم پڑھنے کی کیا احتیاط سحر سے مغرور آتشبار کے بیہوش ہوکر گرے
صاحبقران کا گرنا اب اسنے اپنے کو ظاہر کیا نعرہ کرکے گوشے سے نکلا کہا دس ہنگ زنگبار نام
مغرور آتشبار جادو ملازم افراسیاب خوشخواب تو بارہ ہزار ساحر ابر سے نکلے صاحبقران
پر ٹوٹ پڑے بیہوشی مین امیر کو گرفتار کر لیا گورے تیغ و ناریخ لشکر مسلمانان پر چلنے لگے ہزارہا
بندگان خدا قتل ہوے ساحرون کو دیکھ قزاقون نے بھی دوبا دو الا لڑائی مین مصروف ہوئے
نامردون کو جنگ کے وقوف ہوئے مغرور نے بڑھکر سحر کیا بہرام و مقبل وفادار کو بھی زنگمرا
زنگمرا کے پشت ہاے مرکب سے گرے ساحرون نے بلوہ کرکے گرفتار کر لیا قلیل وقت باقی رہا مغرور
نے لشکر اہل اسلام کو شکست دی کچھ قتل ہوئے کچھ بھاگے بارہ ہزار جوان ساتھ صاحبقران
کے گرفتار ہوے سرہنگ نے لگی سونے کی تیغ جسم پر صاحبقران کے آراستہ کی مغرور کے سامنے
سرہنگ قزاق آیا تمام کیفیت بیان کی مغرور نے کہا ای برادر تم ہمارے برادر دینی ہو ہمارے
ساتھ چلو بخدمت خداوند چلتے ہین تمکو بھی جاگیر وغیرہ دلوائینگے ایک دن مین کل لشکر حمزہ کا خاتمہ
کرونگا قدرت کو بالا سے فیلول پہونچائینگے شیر قدرت لقب پائینگے سرہنگ نے عرض کی
مین حضور کا تابعدار ہون مجکو بھی تمہارے سبب سے دیدار خداوندی نصیب ہوگا ورنہ مین
قزاق صحرا نورد کون ایسی صورت تھی کہ مشرف بزیارت خداوندی ہوتا یقین ہے خداوند نے خود یہ
تقدیر کی ہمارا اتحاد ساتھ ہوا مغرور آتشبار نے کہا واسبے وغیرہ تیار کرو صبح کو کوچ کرینگے مغرور
نے کہا ایک سم مجکو درپیش ہے نہایت پس و پیش ہے لیکن وہ سم لگائی ہوئی قدرت کی ہے یعنی بجہ ہے

حمزہ پر عاشق ہوئی بات کو اگر قید سے رہا کیا سُن چکا ہوں قدرت کی بیٹیاں نور چکیدگان خالص
قدرت صاحبان حسن و جمال فرزندان حمزہ کے ساتھ نکل گئیں کیا غضب ہے کہ قدرت نے سکوت
کیا وہ رسم جاری ہو گئی شاہوں کی بیٹیاں مسلمانوں پر عاشق ہوئیں یہاں بھی وہی تاثیر ہوئی حمزہ
کی رہائی کی تدبیر ہوئی اب وہ گلعذار جا کر اپنے باغ میں چھپی ہے ابھی جا کر اسکو قتل کرتا ہوں میری
سپاہی پر بدنامی مجھ سے نہ اٹھائی جائیگی بڑے بڑے بادشاہوں نے نامے بھیجے مشتاق جمال ہوئے
میں نے شادی نہ کی کہتا تھا اپنے ہمسر کے ساتھ شادی کرونگا اب شادی کیسی جا کر ٹکڑے اڑا دونگا
نام صنوبر قد معشوقہ گلعذار سُنکر مغرور بھول گیا خیال آیا اس معشوقہ کو اپنے قبضے میں کروں کہا
اے پہلوان دوران اے گرشاسپ جہان وہ نازنین یہ حرکت کیا کرتی ساتھ والیوں نے ورغلایا ہوگا
اب اس خطا کو معاف کرو اس بیگناہ کے خون سے ہاتھ نہ بھرو بادولت کو بھی فرزندی میں میرے
ساتھ گٹھ بندھن ہو جائے بوڑھی پیرے سرہنگ قزاق نے سر جھکا لیا کہا آپ سے کیا انکار
ہے آپ کے کہنے سے نہ قتل کرونگا لیکن گرفتار تو کر لاؤں مغرور نے کہا ایسا نہ ہو تم غصے میں قتل کر ڈالو میں
بھی ساتھ چلوں گا سرہنگ نے کہا بہتر سرہنگ و مغرور مع چند رفقا گھوڑے پر سوار ہوئے طرف
باغ کے چلے لیکن یہ سوختہ آتش محبت و افروختہ شعلہ جوالہ مودت یعنی ملکہ صنوبر قد وفا نے صاحبقران
کے باغ میں آئی لیکن مثل بلبل نالان و زار مثل سیماب بیقرار سوکھتی تھیں ساتھ بال کھلے ہوئے اشک
حسرت آنکھوں میں باغ میں مثل سرو کھڑی شکایت بخت واژگون و طالع نگون میں مصروف ساتھ
والیوں سے کہتی ہے صاحبو جا کر خبر لاؤ دیکھو تو میرے وارث پر کیا گذری وہ تو سیدھے سپاہی ہیں کیوں
گلعذار تو نے مزاج صاحبقرانی دیکھا ہر چند کار آزمودہ کار ہیں لیکن مزاج سے مجبور ناچار ہیں جو جس نے
کہا قبول کر لیا ہائے میرا کہنا نہ مانا اگر قید سے رہا ہوتے ہی چلے آتے یہ بلا کاہے کو نازل ہوتی آخر ایک
خواص کو حکم دیا وہ واسطے خبر کے چلی ملکہ قلیل میں واپس آئی لیکن آنکھوں سے آنسو جاری چیختی ہوئی
ملکہ نے گھبرا کر پوچھا کیوں ہوا یا ممن خیر تو ہے ہوش کی دادری غضب ہوا مغرور آتشباز جادو رہنے
والا طلسم ہوشربا کا بدلے مدد لقا جاتا تھا یہاں آکے شریک ہو اتفاق ہوا مع صاحبقران
زمان کو مع سرداران نامی گرفتار کر لیا آپ کے والد نامدار راضی ہوئے کہ آپ کی شادی ساتھ اس ملعون
نخس طینت میمون خصلت کے کر دیں آپ کے دیکھنے کو وہ بھیجا آتا ہے آپ کے والد نامدار بھی خوشی سے ساتھ

ہین آنکھو دکھانے کے بند کا بیٹھے پر سنکر ہوش ملکہ صنوبر قد کے اُڑ گئے قریب تھا کہ آہ کے ساتھ دم نکل جائے
آہ کرکے گری بیہوش ہوگئی دانت بیٹھ گئے لالہ عذار وزیر زادی پیٹنے لگی کہتی تھی صاحبو یہ کیا میری
گلعذار کو کیا ہوگیا کس دام بلا مین فلک نے پھنسایا ناحق سے غم و الم کے نا آگاہ تھی کس عیش مین
گذرتی تھی دن عید رات شب برات اب کوئی لحظہ آرام نہین یہ کہکے منہ پر تھپڑ رکھکے آواز دی حضور آنکھین
کھولیے وہ چڑھا آیا چاہتے ہین کچھ تدبیر کیجیے ملکہ نے گھبرا کے آنکھ کھولی طرف فلک کے دیکھکر آواز دی
شعر اے فلک ہان عجب نقشے تو ہی باختی ؎ با مرادوم بے مرادوم دو تو نامرادوم ساختی ؎ اسطرح بلک بلک کے روئی
سب کے کلیجے پھٹ گئے لالہ عذار نے عرض کی اب اس رونے سے کچھ نہو گا کوئی تدبیر کیجیے ورنہ
آبروریزی بہت قریب ہے ملکہ نے گھبرا کر کہا کیا کرون گلا کاٹ لون اپنی جان دون سوا اسکے کیا
چارہ ہے لالہ عذار نے عرض کی داری کیون جان دیجیے پروردگار جان بچانے والا ہے ابھی آنے مین
انکے چند ساعتین باقی ہین مادیان عربی پر سوار ہوجیے باغ سے نکل چلیے افتان خیزان گرتے پڑتے
خضر بیابان رحمت پروردگار رہبری کرے تا بکوہ عقیق پہونچا دے چلکر بادشاہ لشکر اسلام سے
ملاقات کیجیے تمام کیفیت کہیے شاید وہ کچھ تدبیر کرین عیار بہت ہین اور جو مناسب وقت ہو وہ کرینگے
یہ رائے لالہ عذار کی سبکو پسند آئی اُسی وقت مادیان صبا دم تیار کی چالیس کنیزون نے ساتھ دیا نقابین
چہرون پر ڈالین پشت کا دروازہ باغ کا کھولا اُس پردہ نشین نازنین نے بخوف آبروریزی راہ صحرا
کی چلتے چلتے ملکہ نے کہا اس باغ مین آگ لگا دو لالہ عذار نے بارود رکھوا کر آگ لگا دی باغ جلنے لگا ملکہ
نے مادیان کو بڑھایا کوشاں کیا طرف وادی ہلاکت کے رخ کیا یہ تو حیران و پریشان سمت کوہ عقیق رواں
ہوئین اُن سرگشتگان کوے مصیبت و آوارگان وادی محنت و بلا کا حال ذکر کیا جائیگا لیکن سرہنگ
و مغرور آتشبار قریب باغ آکر پہونچے دیکھا باغ جل رہا ہے دو چار کنیزین جو بھاگ کر نکلی تھین انکو
گرفتار کیا اُنسے حال پوچھا انھون نے تمام کیفیت بیان کی مغرور آتشبار جل گیا کہا اے سرہنگ
تیری دختر محبت مین حمزہ کے ایسی بیقرار تھی آوارہ دشت محنت ہونا قبول کیا فوراً لشکر تیار کرو
راہ مین سے پکڑ لینگے کیا مجال ہے جو نکل جائین قیدیان بلا کو عرابے پر سوار کیا اسی وقت لشکر تیار ہوا
صاحبقران کو مع سرداران نامی و کوہیان جانباز کے ہودج پر سوار کیا بعد کر و فر مغرور آتشبار
تخت پر سوار ہوا سرہنگ نے قزاقون کو ہمراہ لیا فوراً قلعہ سے باہر نکلے نوبت نقارے بجاتے

ہوسے چلے لیکن مغرور آتشبار ہر گرد و دشت میں ملکہ کو تلاش کرتا ہے ابھی تک دستیاب نہیں ہوئیں ملکہ ہجران کشیدہ آفت رسیدہ بیقرار اشکبار مادیان پر سوار چالیس کنیزیں ہمراہ جس طرف صحرائے خارستان باقی ہے اسی جانب مادیان کو بڑھاتی ہے واضح رائے ناظرین رہے اب تا زمین مہ جبین کی تلاش میں مغرور آتشبار صحرا روی کرتا ہوا آتا ہے چاہتا ہے کسی مقام پر پا جاؤں اٹھا کر اپنے قبضہ میں کروں

دو کلمہ داستان حیرت بیان لشکر صاحبقران و حال بادشاہ جمجاہ و لشکر لقا بیان کیے جاتے ہیں

عجب اپنی برگشتہ تقدیر ہے — نظر میں قد یار شمشیر ہے
کمانوں کی ابرو میں تاثیر ہے — پلک جسکو سمجھے تھے وہ تیر ہے
جسے زلف کہتے تھے زنجیر ہے

عجب عشق قامت کی تاثیر ہے — گلستان میں سرو چمن تیر ہے
مسلسل جنون میں یہ تقریر ہے — اگر طوق قمری گلو گیر ہے
کڑی سیری ہر آہ زنجیر ہے

تصور بھی تعویذ تسخیر ہے — یہی وصل جانان کی تدبیر ہے
نہ ضبط قلبی کی تاثیر ہے — ادھر رخ پہ گیسو کی زنجیر ہے
ادھر صفحۂ دل پہ تصویر ہے

رقم ہوا گر وصف رخسار کا — عیان صفحہ ہو خط گلزار کا
دکھا دے قلم کاٹ تلوار کا — کھنچے عقدہ ابروے دلدار کا
اگر ناخن خامہ شمشیر ہے

بیان سے زیادہ ہے اسکا بیان — کسی پر نہیں حال ہرگز نہان
عیان ہے عیان ہے عیان ہے عیان — جسے سب کہیں آفتاب جہان
وہی یار خورشید تصویر ہے

مسیحا زمانے میں مشہور ہو — لیا ہے جو دل میرا راضی ہوں لو
برائے خدا ضد نہ اتنی کرو — مجھے کوس کر ایک بوسہ بھی دو

دعا میں دوا کی یہ تاثیر ہے

جو ہستی میں آئے فنا ہو گئے / خفا جب سے اہل وفا ہو گئے
بلاؤں میں سب مبتلا ہو گئے / جنون مبتلائے بلا ہو گئے

عجب پیر گردون کی تاثیر ہے

نزاکت سے صدمہ ہے رفتار کا / نہیں بوجھ اٹھتا کبھی ہار کا
بیان کیا کرون اپنے دل زار کا / میں قیدی ہوں اس گلبدن یار کا

جسے عشق پیچان بھی زنجیر ہے

زمانے میں عاشق تو مشہور ہوں / غضب ہے کہ جیسے وہ مغرور ہوں
کلیجے میں کیونکر نہ ناسور ہوں / ملیں غیر ہم پاس سے دور ہوں

ابھی اپنی یہ تقدیر ہے

یہ شہرے ہیں عالم میں گفتار کے / کہ وارفتہ ہیں سرو گلزار کے
سخن میں ہیں ہم طلبگار کے / حمائل گلے ہاتھ ہوں یار کے

پڑے غل کہ گردن میں زنجیر ہے

حسینوں میں افضل ہے سب خلق میں / رہے ننگ گردون اگر دیکھ لے
زمانے میں مشہور ہیں شعبدے / ستارے بنائے مہ و مہر کے

وہ تعویذ سر اور یہ زنجیر ہے

بلا میں شہنشاہ قیصر کی ہو / تصدق میں لازم ہے جان اپنی کھو
دعا برق کرتا ہے آمین کہو / خدایا شفا جلد اختر کو ہو

عجب حسن اور رشک شبیر ہے

یہاں لشکر اسلام میں بادشاہ مجاہد شاہزادہ سعد بن قباد جب صاحبقران کو عرصہ گذرا بادشاہ گھبرائے جواہر بن عمرو سے فرمایا افسوس کا مقام ہے صاحبقران برائے شکار گئے تھے اب تک واپس نہ آئے غلام نے کچھ خبر دریافت نہ کی جواہر نے کہا غلام کئی مرتبہ گیا دور تک تلاش کیا لیکن کہیں پتا شہنشاہ گیتی ستان کا نہ ملا غلام پھر جاتا ہے اسیوقت جواہر بن عمرو بانا ئے عیاری

سمند آراستہ ہو کر برائے تلاش اسیر با توقیر طرف صحرا کے روانہ ہوا وہ دن کامل کوہ و دشت و بیابان میں
پھرا تھک کر ایک درۂ کوہ میں ٹھہرا اپنی حسرت و مصیبت پر بہت رویا لیکن عیار طرار خنجر گذار تا جب خواجہ عمر
نامدار اپنے کو مخفی کر کے بیٹھا ہی کوئی آیندہ و روندہ پہچان نہ لے جانتا ہی نام عیاران کے ساحران غدار
دشمن لقا پرست رہزن جہان پاینگے قتل کرینگے اس سوچ میں بیٹھا ہی کہ اے جواہر کدھر جاؤں کہاں تلاش
کروں شاید صاحبقران پر کوئی افتاد پڑی بندگان شہنشاہی کو تکلیف پہونچی بے سبب تشریف نہ
لانا غیر ممکن دل سے باتیں کر رہا ہی دم محبت صاحبقران کا بھر رہا ہی دیکھا سامنے سے گرد اڑی
ایک نقابدار بادلہ پوش مادیان عربی پر سوار چالیس نقابدار پشت پر لیکن حیران سرگردان شل آہوے
وحشی جنگل میں دوڑے دوڑے پھرتے ہیں قریب درۂ کوہ جو سایہ دیکھا اسی جانب رو متوجہ ہوئے
وہ نقابدار گھوڑے سے اترا ساتھ والے بھی کودے چونکہ مقام تنہائی پایا ہی اس افسر نے نقاب
چہرے سے الٹی جواہر کی نگاہ پڑی صاف ثابت ہوا کہ ابر ہٹ گیا ماہ تابان طلوع ہوا موے سر پریشان
سرگشتگی کا نشان گل عارض مرجھائے ہوئے چہرہ چمن زعفران زار کی کیفیت دکھاتا ہی بات کرنے میں
غش آتا ہی یقین تھا لڑکھڑا کر گرے ایک مہ جبین نے بڑھ کر بغلوں میں ہاتھ دے کر کہا اللہ اپنے کو
سنبھالیے رنج و الم کو ٹالیے دیکھیے گل سا چہرہ کمھلا گیا اعضا مثل تار عنکبوت لب پر مہر سکوت جو دل
میں رنج و ملال ہو زبان سے کہیے غبار خاطر ناشاد نکلے شاید تسکین حاصل ہو حقیقت میں انتہا کی
مصیبت ہی آوارگی وحشت آفت ایسی پروردۂ مہد ناز و نعم پر یہ مصیبت جنہوں صورت آسمان
کی نہ دیکھی تھی حضور جب صحن باغ میں آتی تھیں صاحبان خیرخواہ آنکھیں بچھاتی تھیں یا یک
یہ بیابان نوردی دشت پیمائی آب و دانہ غیر ممکن پانی کو ترس گئے آنکھوں سے اشکوں کے بادل بہ
گئے سامنے چشمۂ آب ہی سیراب ہو جیے انشاء اللہ نشان جادۂ مقصد ملیگا ہواے عنایت رب اکبر سے
پھر غنچۂ آرزو کھلیگا اس طرح جو ساتھ والیوں نے سمجھایا اس نازنین حور وش پری پیکر نے بہ نگاہ حسرت طرف
آسمان کے دیکھا بیساختہ آہ کی زمین تھرا گئی کہا لالہ عذارو کیا لکھ دل کو سمجھاؤں جسنے اس شہریار کو
قید سے چھوڑایا فلک ناہنجار نے زندان مصیبت میں پھنسایا ہم آوارۂ دشت ادبار مصیبت میں
گرفتار نہ یار نہ مددگار نہ مونس نہ غمگسار مجبور و ناچار حضرت عشق نے اس سلسلۂ مصیبت میں
لاکر پہونچایا کیونکر یہ منزل سخت و صعب کٹے گی لشکر اسلام تک کیونکر رسائی ہوگی یہ کہکر یہ اشعار

عبرت آثار پڑھنے کی نظم

مخلصی پائے بلا سے دل مضطر کیونکر
توڑیے حلقۂ زنجیر مقدر کیونکر

آنکھ جھپکے گی نہ مشتاق قضا کی ظالم
دیکھ کرتے ہیں نظارے ترے خنجر کیونکر

آنکھ اٹھا دیکھ ذرا جانب خنجر قاتل
گھورتا ہے مجھے ہر دیدۂ جوہر کیونکر

کھینچ شمشیر اگر دل میں ارادہ کچھ ہے
دیکھ مر جاتے ہیں جانباز ستمگر کیونکر

گر یہی ضعف رہا فرصت برخیز کے بعد
ناتواں جا سکینگے ترے لب کوثر کیونکر

سر جھکایا نہ کبھی ناصیہ سائی کے لیے
منہ دکھائے گا تجھے خسرو خاور کیونکر

جو لکھا صفحۂ قسمت میں وہ مٹنے کا نہیں
مختصر کیجیے طومار مقدر کیونکر

کیا وفادار جفا پیشہ ہے دیکھو ظالم
دوستی کرتا ہے دم سے دم خنجر کیونکر

ہو سوم آئینۂ رخسار کی سنگ تیرے
چین پائے گا تہ خاک سکندر کیونکر

ہر رگ تن میں ہے میرے اثر مقناطیس
مخلصی پائے گا فصاد کا نشتر کیونکر

دیکھ ہر ہر سر مژگاں کا تماشا ظالم
ڈوب جاتا ہے رگ جان میں یہ نشتر کیونکر

ساتھ مدت سے ہیں سرمایۂ سودا میرے
پھینک دوں دامن پر ہنستے پتھر کیونکر

سنگ دل کو مرے نالوں پہ نہ رحم آئے گا
موم ہو جائے گا فریاد سے پتھر کیونکر

آتش گرمی جنوں سے پھنکا جاتا ہے
نامہ لیجائے گا تا یار کبوتر کیونکر

صدقے اس قوت بازو کے دل و جان سے نسیم
دیکھ اکھاڑا ہے علی نے در خیبر کیونکر

ان اشعار کو پڑھ کر اس طرح روئی کہ کنیزیں بھی بلک بلک کے رو دیں گلعذاران چمن بر باد رخسار حور پیکر اسیر مصیبت آب و دانے کی کمی مزاجوں میں رہی سب کی سب زمین خاک پر بیٹھ گئیں اپنے حال مصیبت مآل پر روتی تھیں اشکوں سے منہ دھوتی تھیں افسر کے منہ سے بے اختیار نکل گیا

کیوں صاحبو ہم تم اپنے اختیار میں ہیں اسیر یہ بیقراری کہو صاحبقران پر کیا گذرتی ہوگی ظالموں نے قید کیا ہوگا قید آہن میں مبتلا دشمن آب و دانہ کاہے کو دینگے کیا کیا ظلم و بدعتیں ہو رہی ہونگی زنجیر آہن کی گردنی بجز ظلم ناآشنا کی طغیانی نام صاحبقران جو اس حور وش نے لیا جواہر بن عمرو گھبرا گیا ہر چند کہ حال مصیبت مآل اُنکا دیکھکر رو رہا تھا لیکن اپنے آقا کا جو نام سنا مروا نہ تاب نہ لائی

بیقرار ہو کر وہ اُس کوہ سے نکل آیا کہا کیوں ملکۂ عالم آرای آوارگان دشت مصیبت وای فراموش کنندگان منازل عبرت آپ و لوگوں کا کہاں سے آنا ہوا آپ کی باتوں سے تیر غم کا نشانہ ہوا مجھے خوف نہ کیجیے جن بزرگ کا آپ نے نام لیا ہے اُنکے غلام کا غلام ہوں عیار خوش انجام ہوں میرے قبلہ و کعبہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار ہیں اُنکا غلام خنجر گذار خاص صاحبقران کی تلاش میں نکلا ہوں آج تین دن سے صحرائے ہولخیز میں مارا مارا پھرتا ہوں آپ کو دیکھا گھبرا گیا اپنی مصیبت کو بھولا لشکر میں جدا حیرانی پریشانی لقا ایسے ظالم سے مقابلہ بختیارک ایسے مکار کا سامنا ہر وقت خوف جان یورش کو بیان مگر اس وقت سب کچھ فراموش ہے آپ کے حال سننے کا جوش ہے للہ جلد اپنا نام نامی بتایئے حال گذشتہ مصیبت سنایئے ملکہ نے جو جواہر بن عمرو کو مہربان پایا یہ بھی ثابت ہوا کہ صاحبقران زمان کا عیار ہے لشکر اسلام کا معین و مددگار ہے بھیا کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا اے مہر والا گہر جواہر بن عمرو وای عیار صاحبقران نامور مطلع مصنف حال دل پر درد بیان ہو نہیں سکتا وہ جو زبان زبان ہے وہ عیان ہو نہیں سکتا ✱ دیگر اشعار گہربار

افسوس پائے عیش جہاں را قیام نیست
چندے نشان بخاک بدہ کہ نام نیست
فرصت روز و شب ہمہ بدہم خوشی ہا گزر
پروانہ را بسوئے چمن ہیچ کام نیست
افتادگی ست شاہد پختہ مغزی است
در گوشۂ قفس خطر و خوف دام نیست
از فکر زاد و راہ چہ غافل نشستۂ
جائے بیا کہ ہیچ درین ہم مدام نیست
سودا بجائے نارسا ہما مخوان درد

جز گردش زمانہ درین بزم جام نیست
آخر مآل کار ترقی تنزل است
ایفائے وعدہ تو درین صبح و شام نیست
قاصد اگر بسوئے قاتلم گذرد
کہ آن ثمر بشاخ بماند کہ خام نیست
سوزن زجور گوید و رساند تفت زر
این منزل خراب محل قیام نیست
می خواست تا بگلشن تماشا شد مدام
الّا بہ پیش یار بہ حال قیام نیست

نام و نشان مخواہ بہ عالم کہ گشتہ اند
جز کاستن بہ طالع ما و تمام نیست
ما مرغ پر شکستۂ گلزار عالمیم
خون مرا بگاہ آتش انتقام نیست
آزادگی بہ این اسیری نمی رسد
ما را بہ مرغ بحث حلال و حرام نیست
از شیشۂ فلک مطلب ہر گز این دلی
دامن ادب کشیدہ کہ باش این غلام نیست

استمع کے اشعار مصیبت خیز ملکہ نے جو پڑھے اور ایسے فقرات قلب سوز زبان معجز بیان سے کہے جواہر بن عمرو نے دست بستہ عرض کی ہم بھی مصیبت جھیلے ہوئے ہیں اپنے قبلہ و کعبہ سے عرصہ دراز ہوا جدا ہو کے یاران ہمدم بہادر باحشم ہوش ربا میں جا کر ایسے بیٹھے کہ جنکی خبر ملنا دشوار تلاش میں اسیر ہا تو قہر کے نکلے ہیں صد ہا رحم دل

کھائے لیکن آپ کے کلمات حسرت آیات نے دل وجگر کو بیقرار کردیا خانۂ جسم غم والم سے بھردیا اب دل میں تاب باقی نہیں ہے کچھ حال خیریت مآل ہمارے آقائے نامدار کا سنائیے میں دورہ کو دیکھ رہی تھی اور سن رہا تھا کہ آپ نے کئی بار آقائے نامدار ومولائے قدرشناس کا نام لیا میں نے کئی بار بیقرار ہوکر کلیجہ تھام لیا للہ بتائیے باعث آوارگی کیا ہوا ہمارے آقا کو کس حال میں چھوڑا ملکہ کو شدت غم والم سے کلام کرنے کی تاب نہ تھی لیکن ملکہ لالہ عذار وجملہ ہمرہیان ملکہ نامدار نے تمام کیفیت صاحبقران کی تا ابتدا تا انتہا بیان کی آنا مغرور آتشبار جادو کا خوف میں اپنی ابرو کے نکلنا کہتی جاتی ہیں اور اسطرح روتی ہیں کہ دل سنگ بھی آب ہو سننے والے کا قلب بیتاب ہوجاتا ہے ہیں عمرو مثل تصویر تصور خاموش ملکہ نشۂ محبت میں مدہوش لیکن لالہ عذار نے کہا اے چابک طرار اے فرزند خواجہ عمرو نامدار اے کلید حقل لشکر اسلام اے مشتر خوش انجام ہم مصیبت زدوں کو اپنے لشکر میں پہونچادو فرزندان صاحبقران کو خبر کردو کہ مغرور آتشبار دمرہنگ قزاق تیرہ صاحبقران کو لیے ہوئے آتے ہیں اگر جلد انکو چھوڑا ایسا نہو وہ بچیاتا دربار لقا پہنچ جائیں سنتے ہیں لقا تمام صاحبقران کا دشمن ہے نہیں معلوم کیسا غضب کریگا ہماری ملکہ تین دن سے اس صحرائے مصیبت میں آوارہ سرگردان مضطر پریشان آب ودانہ تاممکن ہوا پانی کبھی ملا کبھی نہ ملا لشکر اسلام میں پہونچ جائیں دام مصیبت سے رہا ہوں آرام پائیں ملکہ یہ سنکر بےاختیار ہوکر روئی کہا صاحبو تمکو اپنی آرام کا خیال ہے مجکو صاحبقران کی بیکسی کا ملال ہے دشمنوں میں قید صیاد بےدرد کے صید ہیں مشتر تم ہمارا خیال نہ کرو انکی رہائی کی تدبیر میں مصروف ہو ہمیں اس دشت مصیبت میں آرام ہے عاشق صادق کا یہی انجام ہے تم سے غاران صحرا کے ہمدرد ہوں اس صحرا ریگ رواں میں ہم بھی گرد برہ ہوں گریبان چاک کریں خاک منھ پر ملیں اس غزال صحرائے محبت کی تلاش میں مصروف ہوں بیابان نوردی دشت پیمائی کے دوقت ہوں اپنی تو یہ کیفیت ہے مصیبت انگیز حکایت ہے اشعار آبدار

ہمرنگ لاغری سے ہوں گل کی شمیم کا	طوفان یاد ہے مجے جوش نکالنسیم کا
چھوڑا نہ کچھ بھی سینے میں طغیان اشک نے	اپنی تو صبح ہوگئی لشکر غنیم کا
یاران نوکے واسطے مجسے خفا ہوا ہے	ہمکو نہیں ہے پاس نیاز قدیم کا
یاد آئی کا فروں کو مری آہ سرد کی	کیونکر نہ کانپنے لگے شعلہ جہیم کا

از بسکہ ثبت نامہ ہی سوز تپ درون
واعظ کبھی ملا نہین کوئی جسم سے مین
کہتا ہی بات بات پہ کیون جان کھا گئے
مومن بھی کوئی عجب ہی مومن ہی وہ نہین

قاصد کا ہاتھ ہی یہ بیضا کلیم کا
کیا جانون کیا ہی مرتبہ عرش عظیم کا
گویا کہ پک گیا ہی کلیجہ ندیم کا
جو معتقد نہین تری طبع سلیم کا

دیگر

گرچہ من لیلی اساسم دل چو مجنون در ہواست
سر بصحرای زنم لیکن حیا زنجیر پاست
بلبل شاگردیم شد ہمنشین گل بہ باغ
در محبت کاملم پروانہ ہم شاگرد ماست
در زبان تو نیم ظاہر گرچہ رنگ نازام
رنگ من در من نہان چون رنگ سرخ در حناست
در خور مشامیم لیکن برو بہ فقر آوردہ ایم
زیب و زینت بس ہمینم نام من زیب النساست

جواہر بن عمرو نے کہا ملکہ حقیقت مین آپ پشت مرکب پر سوار ہو جیے مین آپکو لشکر اسلام مین پہونچا دون پھر نہ پروائی صاحبقران مین مصروف ہون بڑے افسوس کی بات ہی آپ اب ہمارے آقائے نامدار کی ناموس ہین کیون زندگی سے مایوس ہین کل اہالیان لشکر صاحبقران آپ کے واسطے جان دینگے اب آپ کو کون گرفتار کر سکتا ہی لشکر اسلام بہت قریب ہی چشم زدن مین آپ کو پہونچا دونگا اس کہنے پر جواہر کے کنیزون نے چاہا مرکب تیار کرین ملکہ گوشہ دوپٹہ کا منہ پر رکھکر رونے لگی کہا صاحبو تمھارا ایسا دل مین کہان سے لاؤن اپنے دل کا حال کیونکر سناؤن جب اس حال سے مین لشکر صاحبقران مین جاؤنگی ان شاہزادیون کو یہ خبر معلوم ہوگی کہ یہ ہمارے وارث کو گرفتار کرا کے آئی ہی کوئی سبز قدمی کوئی بخت پھری کہیگا سایہ سے میرے وہ بیبیان عراض کرینگی یہ روسیاہ اس لائق ہی کہ ان شاہزادیون کو دکھاؤن اس حال زار سے سامنے زوجات صاحبقران کے جاؤن اب جواہر بن عمرو کو عجب مشکل ہی ملکہ کہتی ہی مین اس ہیئت سے لشکر اسلام مین نجاؤنگی پہاڑون سے سر ٹکرا کے مر جاؤنگی جواہر بن عمرو حیران کہ مین کیا کرون یکایک بقسمت یاوری کار صحرا سے گرد اُڑی جواہر نے غور کیا رستم پیلتن و پیل کن کشندہ فیل ہندی و دو فیل ہندی شاہزادہ علم شاہ نوجوان فرزند رشید صاحبقران زمان برائے شکار صحرا مین آئے تھے شکارگاہ سے پلٹے ہوئے آتے تھے مین بیٹھے قراول میر شکار چند سرداران نامدار ہمراہ رکاب جنتر سہک یلداقی عیار طرار نور نگاہ خواجہ عمرو نامدار بانئ عیاری سے آراستہ جست و خیز کرتا ہوا آتا ہی جواہر بن عمرو نے جو رستم کو آتے ہوئے

دیکھا مثل گل کے شگفتہ ہو گیا ملکہ سے کہا اے ملکۂ عالم فرزند رشید صاحبقران زمان آ پہونچے نقاب
چہرے پر ڈال تھر تھر کانپنے لگی کہا بھیا جواہر اُن سے میرا حال نہ کہنا کیسی ذلت و رسوائی جگ ہنسائی
اسے اپنے دل میں کیا کہینگے کہ یہ بدنصیب ہمارے والد کے فراق میں کیوں ابھرتی ہے بدبخت نے ہمارے
والد کو قید کرا دیا جواہر نے کہا اے ملکۂ عالم یہ فرزندان صاحبقران سعادتمند حلیم لیق آپکی خاطر خواہ
آنکھوں سے لگا لینگے پلکوں سے جاروب کشی کرینگے یہ کہکے جواہر بن عمرو آگے بڑھا سماک یلدق کو آواز دی
سماک نے پلٹ کے دیکھا جواہر بن عمرو حیران و مضطر آتا ہے علم شاہ نے بھی مرکب کو روکا جواہر قریب آیا
تمام کیفیت گرفتاری صاحبقران بیان کی کہا حضور اتریں ملکہ سے ملاقات کریں بارگاہ استادہ کیجئے تمام
لشکر رستم دوڑے سماک یلدق سے کہا جلد بارگاہ استادہ کرو اسی وقت خیمے بارگاہیں استادہ ہوئے رستم
ملکہ تنہا قریب درۂ کوہ آئے ملکہ شرم سے گڑ گئی سر جھکا لیا علم شاہ نے جھک کر سلام کیا ملکہ نے بلائیں لیں
علم شاہ نے کہا اے مادر مہربان بسم اللہ بارگاہ میں چلیے ابھی جا کر قبلہ و کعبہ کو رہا کرتا ہوں یا اپنی جان
دونگا حضور نہ گھبرائیں آپنے ہمارے بزرگوں کی آبرو بچائی ملکہ کچھ جواب نہ دے سکی علم شاہ نے
قنات میں حائل کرا کے ملکہ کو لا کر خیمے میں داخل کیا ایک ایک کنیز کو بہ عجلت خیمے میں لا کر پہنچایا جب ملکہ
خیمہ میں داخل ہو چکیں علم شاہ نے سلاح جنگ ذات پر آراستہ کیے سماک یلدق سے کہا بڑھ کر
دیکھو تو سرہنگ قزاق و مغرور آتشباز نابکار کس طرف سے آتا ہے ایسا نہ ہو لشکر لقا میں پہونچ جاے
سماک و جواہر نے عرض کی آقائے نامدار ملکہ کو لے کر لشکر میں چلیے غلام خبر لائینگے مقدور نہ ساحران بد عیاری
کرے صاحبقران کو چھوڑا لینگے رستم نے کہا مدد سوائے خدا کے ہم کسی کی نہیں چاہتے بادشاہ جہاہ فرنگے
مقدمہ سحر و ساحری تتار و رنگے اپنے ساتھ چار سرداروں کو چھانٹا خود جا کر کیوں نہ رہا گیا یہ فرما کر اشارہ
کیا اعلی گرد زنگی و ملا گرد فرنگی سپہ سالار کارگزار حاضر ہیں کہا لشکر تیار کرواں دونوں خیر خواہان دولت
نے عرض کی حضور برائے شکار تشریف لائے تھے لشکر بہت کم ساتھ ہے حقیقت میں عیار بیچ گئے ہیں
یہ کام انتظام سے ہوگا ساحروں سے لڑائی باعث خرابی ہے رستم نے منہ پھیر لیا ملکہ صنوبر قد خیمے سے
دیکھ رہی ہے کہ فرزند رشید صاحبقران زمان عیاروں پر غصہ کر رہے ہیں کہ جلد خبر لاؤ دیکھو وہ بھاگ
کدھر سے آتا ہے ملکہ صنوبر قد ساتھ والیوں سے کہتی ہے تمنے شوکت و لیاقت فرزند صاحبقران کو
دیکھا کہ کس اعزاز و اکرام سے مجکو لائے کس لطف سے ملے اپنی کنیزوں سے میرا رتبہ کمتر ہے لیکن اپنے

بزرگ کا پاس کیا میں شرم سے مری جاتی ہوں کیونکر سامنے انکے بات کروں جی چاہتا ہی پاس بلا کر دونا
ای شیر بیشۂ صاحبقرانی حقیقت میں عیار سچ کہتے ہیں ساحروں سے مقابلہ بے کچھ کرنا مناسب نہیں ہی
ایک ماش کے دانے میں بہادر کو بیکار کرتے ہیں ان سے بے کچھ لڑنا عقل سے بعید ہی عیار جاکر
عیاری کریں ان دغابازوں کو کرسے ماریں کیسٹر لگتی ہیں عرض و معروض کا چارہ نہیں لیکن بادشاہ
حقیقت میں اپنے وقت کے رستم ہیں اپنے باپ کا حال سنکر کسقدر برہم ہیں لیکن رستم لشکر کب چار
پانچہزار جوان تیار قصد ہی کہ بڑھیں لیکن اعلی گہر نے کہا تم اس مقام پر ٹھہرو ہماری والدہ و جدہ
کی حفاظت کرو یا طرف لشکر کے لیکر چلے جاؤ اعلی گہر نے دست بستہ عرض کی کیونکر ممکن ہی کہ غلام ایسے
وقت میں ساتھ چھوڑے چندکس ہمراہ کرکے قافلہ کا طرف لشکر کے روانہ کرتا ہوں مگر میں اسوقت
میں ساتھ نہ چھوڑونگا علمشاہ نے فرمایا ای سلطان سعادت نشان ہمارے ہمراہ رہنے سے
حفاظت ناموس صاحبقرانی نہایت مناسب ہی اعلی گہر نے کہا غلام ان باتوں کو نہ مانے گا فوج
اسقدر قلیل ساحروں سے مقابلہ کیونکر دل ہمارا قبول کرے علمشاہ نے کہا آپ سب صاحب اس
مقام پر ٹھہریں میں یکہ و تنہا جاؤنگا یہ ذکر تھا کہ صحرا سے گرد اڑی نشان آمد ساحران ظاہر ہوئے
جواہر بن عمرو نے کہا لیجیے شہریار وہ بچا آ پہونچے سمک یلاقی سے جواہر نے اشارہ کیا تم
اپنے کو بہ تعجیل لشکر اسلام میں پہونچا کر بادشاہ جمجاہ سے خبر کردو یہ سنتے ہی سمک یلاقی طرف لشکر اسلام
کے چلا جواہر بن عمرو اپنی فکر میں مصروف ہوا رستم نے بڑی جانی وہاں مغرور آتشبار و سرہنگ
قزاق مع قید صاحبقرانی آتے ہیں دور سے دیکھا کہ خیمے استادہ ہیں چند جوانان صف شکن مسلح
مکمل پیے جائے کھڑے ہیں مغرور نے سرہنگ سے کہا ہرکارے کو بھیجو دیکھو یہ لوگ کون ہیں
ایک قزاق گھوڑے کو جھکا کے بڑھا لشکر رستم کے قریب آ پکار کر آواز دی ہالاقا سرہنگ قزاق
مغرور آتشبار جادو دریافت کرتا ہی تمھارے افسر کا کیا نام ہی اس صحرا میں ٹھہرنے سے کیا کام ہی رستم
نے للکار کر آواز دی جا کہدے قابض ارواح کفاران مالک نوبت ساحران فرزند رشید صاحبقران
زمان علمشاہ نوجوان تیری جستجو میں موجود ہیں بہتر یہی کہ غاشیۂ حکم کو دوش ہوش پر رکھکر باندھ
غلامان حلقہ بگوش وجود دست پر آکے حاضر ہو سرکاری کو ترک کر ورنہ ہم خود آتے ہیں سزا اس سرکشی
کی دینگے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑینگے سوار یہ سنکر بھاگا کا ملا تو آمد ساحران دیکھکر خیمے میں

شل بید کانپ رہی ہی کہا تو صاحب جو وہ ملعون ساحران غدار مکار ناہنجار قزاق لوٹیرے سب اکہو بچے
پیشیر کیو وہ تو تنہا لیکن ای لالہ غدار دیکھو وہ ہجیا سب کے سب چلے آتے ہیں انکو ذرا انتشار نہیں اسے
سیر اکہا پاس ہی خیمے کا انتظام کر رہے ہیں سرداروں سے یہی ارشاد ہی اودھر مہربان کو بچاؤ مچھو سوختہ
بخت کو جادو ت آئے خدا اس کشاکش سے بچائے وہ ہجیا سوتے گرفتار کرنے کا قصد کرے گا
یہ مکاری غداری کیا جانین دیکھیے کیا انجام ہوتا ہی ارے یا رب خدا میرے پاس بلاؤین جیفرتی
کرون سجادون کر ان ساحرون سے مقابلہ کرو کیترین کشتی میں واری شیر بھیر گیا اب بے شکار کیسے
غصے کا بیان تو یہ کلام ہی لیکن سماک یلدقی بھاگا ہوا شل اودھر لشکر اسلام میں پہونچا دارا سے
ہند لندھور بن سعدان جانشین صاحبقران طرف بارگاہ سلیمانی کے جاتے ہیں دونون فرزند
شیر دلیر قوت بازو زینت پہلو جنگ دیدہ کارزار دیدہ شاہزادہ ارشیون پریزاد فرزاد خوان
ایک حضر لی پشت پر ایک جانب عادل شیر دل و فاضل شیر دل وہیلان اورنگ وہیلان گورنگ
منظر شاہ یمنی و گوہر ملک دکھنی و رعنا شاہ دولتا بادی ہمراہ والے ہند لندھور بن سعدان چلے آتے ہیں کہ سامنے
سے دیکھا سماک یلدقی بدحواس آتا ہی لندھور نے پکار کر آواز دی مہتر صاحب خیر تو ہی سماک
یلدقی نے بڑھ کر عرض کی ای جانشین صاحبقران امیر با توقیر قید ہو گئے ساحران غدار قزاقان
ناہنجار مقید کر کے طرف لشکر لقا کے لاتے ہیں رستم شکا سے آتے تھے مقابلہ لشکر کفار سے
ہوا چاہتا ہی کیا اب ہی رسوائی شروع ہو گئی ہی میں جاکر بادشاہ سے خبر کرون یہ سنتے ہی لندھور
بن سعدان پشت مرکب شبرنگ تازی پر سوار ہوئے ہندیوں نے قبضوں پر ہاتھ ڈالا کمانیان
پہنے لگین لیکن لندھور بن سعدان سب سے آگے بڑھ کر روانہ ہوا سماک یلدقی طرف بارگاہ سلیمانی
کے چلا قضا سے کار ہرکارہ ہائے لشکر لقا و سواس و خناس و خوشامد و درآمد لشکر اسلام مین
موجود تھے یہ خبر دریافت کر کے بھاگے لقا اپنی بارگاہ مین بیٹھا ہوا تقریرین بگھار رہا ہی سلیمان جیرن
سوے کو ہی دنگل شوکت پر تمام دربار کا فران پر دغا سے معمور عمدہ سلطنت پر خواجہ گر ادلین
ملک بختیارک شوم کا زیدہ ین بیٹھا ہوا مسخرہ پن کر رہا ہی کہتا ہی یا خداوند کوئی تعدیہ تو کیجیے لشکر
اسلام کو شکست دیجیے رہے سے کوئی ساحر افراسیاب جادو نے نہیں بھیجا کہ ذرا لشکر مین چہل
پہل ہوتی لیکن یقین کامل ہی ہمارے مرشد پیر کامل نے افراسیاب جادو کو دام تک مین

گرہ دیا ہوگا یہ ہم سن چکے کہ اسد نامدار گنبد نور سے دا کر لیا اب لوح بھی حاصل کر لینگے افراسیاب
کو قتل کرینگے ہوش ربا کا اب بچنا دشوار تدبیر تقریر بالکل بیکار سلیمان عنبرین موے کوہی نے
جواب دیا ملک جی آپ طلسم ہوش ربا سے بخوبی نہیں واقف ہیں طلسم وسیع افراسیاب ساحر بے نظیر
شیر و وزیر خوش تدبیر اُنپر غالب آنا دشوار عمرو ہزار کد و کاوش کریگا لوح طلسمی دستیاب ہوگی بختیارک
کہتا ہے پیر مرشد کا قدم گیا اسد شیر دل جا کر جم گیا اب بدون قتل افراسیاب یہ لوگ واپس
ہونگے یہ ذکر تھا کہ چاروں ہرکارے سامنے آکر پہونچے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا دی قطعہ

ای محرجہان نبانی وفا ساقط ازو	گوہر بدین داری ورا ساقط ازو
روزان وصبا زحق تعالے خواہم	مرکب وحدت خداو با ساقط ازو

بختیارک نے کہا پیش باد کو بچالی کیا خوشخبری لائے ہرکاروں نے عرض کی ابھی خبر آئی ہے کہ والی ملک
مغرور آتشبار سردار سرہنگ فواق صاحبقران کو قید کرکے آپ کی خدمت میں لاتے تھے سب
سردار بالسہائی صاحبقران جاتے ہیں علم شاہ نے وہاں گھیرا لڑائی ہورہی ہوگی یہ خبر وحشت اثر
سنکر لقا پھول گیا قہقہہ مار کر ہنسا کہا ای بندگان من دیدی قدرت ما من چہ تقدیر کردہ ام چیلے چپلے لقا
کرکے قدرت نے حمزہ کو قید کرادیا قدرت چلے بدقدرت ہے سلمانوں کو قتل کرینگے آج میدان
لاشوں سے بھر دینگے یہ کہکے اٹھا چوستے ہاتھی زنجیرہ بند ہوئے تخت تسبیر کسا گیا لشکر میں فرنا ہوئی
سلیمان عنبرین موے کوہی مسلح ہو کر گینڈے پر سوار ہوا سترہ سو نقارے پر چوب پڑی زلزلہ
پڑا گئی زمرد شاہ باختری مع بائیس لاکھ فوج کے جاسوسان لشکر اسلام لشکر لقا میں ہر وقت موجود
رہتے ہیں خبریں دریافت کرکے پہونچے گذارش کیا کہ منصور بن سعدان تو آگے چل چکے ہیں لقا کے روانہ
ہونے سے لشکر میں تہلکہ پڑ گیا جیسے سنا ڈیرہ ہی بغل میں دبائی گھوڑے پر سوار ہوئے چلے سماک
بلدقی بارگاہ سلیمانی میں حاضر ہوا بادشاہ جہاں سے کیفیت عرض کر رہا ہی کہ صاحبقران زمان قید ہوگئے
ساحروں سے مقابلہ ہر ستم بلکہ دنیا میں مزاج سے انکے حضور بخوبی ماہر ہیں آتش خونی کے رنگ
ظاہر ہیں انکو کون روک سکتا ہی یقین کامل ہی جا پڑے ہوں لشکر ساحران غدار سے تلوار چل رہی
ہوگی مغرور آتشبار ساحر زبردست فرستادہ افراسیاب اُسکے سامنے جرأت کا کیا کام غلام نے منع
کیا بہیر کہنا نہیں مانا سماک بلدقی عرض کر رہا ہی بادشاہ پریشان کہ نقارہ ہائے رزمی کی صدا کان

مین آئی گھبرا کر سر اُٹھایا فرمایا دیکھو یہ غلغلہ کیسا ہی نقارے کیسے بجتے ہین کہ ہرکارے آ کر پہونچے ہاتھ اٹھا کر
دعا دی دست بستہ عرض کی اے شہریار زمرد شاہ باختری کو خبر معلوم ہوئی کہ صاحبقران زمان قید ہوے
مغرور آتشبار ساحر آتا ہی پانسو لاکھ فوج سے لقا سوار ہوا برائے مدد ساحر بد گوہر جاتا ہی یہ سنکر بادشاہ ظل اللہ
نے تُنک کر اُٹھے بیرون بارگاہ آئے پشت مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اب کون ٹھہر سکتا ہی پانچ ہزار
پانچ سو چھپن سرداران نامدار بارہ سو جوانان فرنگی تیرہ سو جوانان ترکی عقب مین شہنشاہ گیتی ستان کے لیکن
خبر اپنے قبلہ و کعبہ کی سنکر شاہزادہ قاسم نوجوان پشت مرکب شبرنگ پر سوار ہوئے گھوڑے کو کوتل کیا سب
سے پیشتر قاسم نکل گئے ایک جانب سے گل گلزار خلیل الرحمان نور دیدۂ مومنان و مسلمانان برہم زنندہ زمرد
بے ایمان صاحبقران بن صاحبقران نور الدہر بن بدیع الزمان گل فرزندان صاحبقران زمان بیقرار
ہو کے چلے لیکن ہوا سے ہند لندھور بن سعدان سب سے پیشتر چلے تھے دو کوس لشکر سے نکلے ہین عقب
مین جوانان ہندی چاہتے ہین طرف رستم کے جائین کہ دیکھا زمرد شاہ باختری تخت پر سوار مع فوج
کوہیان و لشکر سنجان و باختر بعجلہ کروفر ہمراہ اور دوادوی کرتا ہوا جاتا ہی بختیارک کی جو لندھور پر نگاہ
پڑی کہا یا خداوند یہ ہندی برائے مدد علم شاہ جاتا ہی یہین اسکو گھیر لو جانے نہ پاوے سلیمان عنبرین
موے کوہی نعرہ کر کے لندھور پر جا پڑا ہر چند لندھور نے چاہا کہ بچکر نکل جاؤن اپنے کو وہان پہونچاؤن
جہان صاحبقران زمان قید ہین لیکن لشکر لقا نے چہار جانب سے گھیر لیا لندھور مجبور نعرہ کر کے جا پڑا نعرہ لندھوری

جزیرہ ہاے دریا را گرفتم تا بہ ہندستان	دیگر	اگر نامم بپرسیدی منم لندھور بن سعدان
منم صاحب عمود و جانشین حمزہ درگردان		شہ ہندوستان رستم زمان لندھور بن سعدان

چونکہ فوج لقا کے ساتھ بے انتہا ہی لندھور بن سعدان کا نکلنا دشوار ہوا جسقدر ہندی آئے تھے سب
اپنے آقا کے ہوئے لیکن جوانان ہندی وضعدار صف شکن تیغ زن خانہ جنگیان لڑے ہر سے
چہرون پر زخم بار خود سے سر آگاہ نہین زرہ کا پہننا بیکار جانتے ہین دریاے جرأت کے نہنگ
نادہ جنگ مل کے اکثر کے جسم مین سینون پر تلوارین کھانے والے کلا مین چھوٹی سر پر گھونگر والے
بال بالاے دوش نشہ جرأت سے مدہوش اگر کسی کوہی نے نیزہ مارا سینہ کو توڑ کر پار نکل گیا کوہی تاب
قد کے جوان فیل پیکر کہ ہار نیزے پر بلند کیا مگر وہ جوان جانباز مردون مین سرفراز مرنے کو سعادت
ابدی جانتے ہین سنان نیزہ پیٹ مین جا کر کمر سے پار [illegible] نیزے کی جسم سے پار گزری اس طرح اپنے کو برابر

دشمن کے پہونچا یا پٹ سے قزولی ماری حریف نیچے آپ اوپر اس طرح جوانان شیردل کو ہیان
وہ خصال سے لڑ رہے ہین جانبازی سرفروشی کر رہے ہین جان دینے پر مرتے ہین جو قتل ہو کر
گرا تڑپتے تڑپتے آواز دی شکر پروردگار نمک خوار نمک سے اپنے آقا ے نامدار کے ادا ہوا اپنے
مالک پر فدا ہوا لاشے جا بجا تڑپنے لگے ہزارہا ہندی کام آیا لندھور دریاے فوج لقا مین غوطے
مار رہے ہین کافرون کو للکار رہے ہین یقین ہے لندھور کو کہ اس دریاے فوج لقا سے نکلنا دشوار
ہوا افسوس اپنے آقاے نامدار تک نہ پہونچے دام فوج کو ہیان مین پھنسے ہر چند کدو کاوش کرتے ہین
لیکن فوج کے بلوے نقیب آوازین لگاتے پھرتے ہین نوے گرگیون کے سنگ جوانان صف شکن
فوج دشمن پر جا پڑتے ہین ہزارہا سر کٹ کر گر گئے عین گرمی جنگ ہے مثل سکندر پہ جب پڑی گرد
علم بلند ہوئی دیکھا بادشاہ ہجاہ مع سرداران نامی و پہلوانان گرامی گھوڑے کو بڑھاے ہوئے
گرد تاجداران جلیل لشکر ظفر اثر کے کفیل نوبت نقارے بجتے ہوئے سامنے سے ظاہر ہوئے بختیارک
نے آواز دی دیکھو یارو بادشاہ اسلام کل لشکر کے کی طرف مغرور آفتاب جادو کے جاتے ہین انکو
بھی اسی مقام پر روک لو ای کوہیان صف شکن سرداران اسلام کو ٹوک لو یہان سے بڑھنے نہ دو
بادشاہ ہجاہ نے بھی دیکھا لشکر ہندوستان پر آفت برپا ہے ہزارہا جوان قتل ہوے لندھور بن
سعدان زخمدار لیکن لڑائی مین مصروف ہنگامہ گیرودار بلند اہالیان ہندوستان درد مند بادشاہ
ہجاہ کو تاب نہ آئی مرکب کو بڑھایا نعرہ شیرانہ کیا نعرہ بادشاہ

منم شاہ شاہان فریدون حشم	بہار گلستان کاوش و جم
منم صف شکن صاحب عز و جاہ	ولی ناموَر سعد عالم پناہ

کل سردار سات سو تاجدار تلوارین کھینچ کر لشکر لقا پر جا پڑے

دونون لشکر مثل آب شور و شیرین مثل نور و ظلمت آپس مین ملگئے برق شمشیر چمکی دعائین ملکرا اٹھین
گھٹا گھنگھور چھا گئی سر تنگان بجر جرأت مثل دیون کے زمین پر گرے دریاے خون جاری ابر تیغ
برس رہا ہے دریاے خون کی طغیانی خیار حیات مردان عالم طوفانی شعر ۔ دو لشکر ز لشکر در آمیختہ
قیامت ز گیتی شد انگیختہ ۔ نظم

چلے غول کے غول اور فوج کے غٹ	گئے مومن و گبر باہم لپٹ	سواروں کے اک سمت ریلے جو [illegible]
پیادون سے گلے بگلے ہو گئے	لگے کھینچنے سر داسہ و ڈھول	دیے سر کے بال اپنے علمون نے کھول

فلک کا ہوا پر غبار آئنہ	تھا حیرت کے عالم میں جار آئینہ	ہزاروں زرہ پوش خنجر گزار
سناں نے بھی بڑھ کے کچھ سر نکالا	وہ رستم لڑائی بھڑائی میں تھے	وہ سہراب جنگ آزمائی میں تھے
ہوا سامنا تیر چلنے لگے	سناسوں سے خنجر نکلنے لگے	بادشاہ و جاہ مع سات سو

تاجداران عالی وقار مصروف کارزار جاتے ہیں صفوں کو توڑ کر نکلجاتے ہیں لیکن کوہیوں نے صفیں
باندھی ہیں لوہے کی تلواریں حائل اگر ایک صف توڑی دوسری صف قائم ہوگئی یہ تو سب اس
مقام پر لڑائی میں مصروف ہیں لیکن رستم پلتن آمادہ کھڑے ہیں جیسے ہی لشکر ساحران قریب آیا
پانچ ہزار جوانوں سے لشکر مغرور آتشبار و قراقان نابکار پر جا پڑے نعرہ شیرانہ کیا نعرہ علم شاہ نوجوان

ارشاد الاد امیر عرب	الست علم شاہ چو رستم لقب	علم شاہ ردی شہ فیل زور
کر بر تخت مرزوق افگند شور	اعلی گرد فرنگی دمالا گرد فرنگی ہاں ہاں کہتے رہے گا ای شہریار	

لشکر ساحران ہی فوج بے پایاں ہی یہ کب مانتے ہیں فوج ساحر وغیر ساحر کو یکسان جانتے ہیں پہلے
حملے میں فرنگیوں نے تیر مارے نیزے چلائے کئی سو ساحر مر کر گرے کئی ساحران زبردست رستم نے
مارے اندھیرا ہوگیا ملکہ پردے سے دیکھ رہی ہی سر پیٹتی ہی دعائیں مانگ رہی ہی خداوندا فرزند
صاحبقران زمان کو بچانا خدانخواستہ اگر اُسکے دشمنوں پر کوئی زوال آیا کہنے والے مجھ بدنصیب کو
کیا کہیں گے ہنگامہ ساحران دیکھکر کنیزیں بھاگ گئیں ملکہ حیران ایک ایک کو دیکھتی ہی
مضطر و بدحواس کہتی ہی ہاے میں کدھر نکل جاؤں کیونکر میدان کارزار میں جا کر اپنی جان قدموں پر
صاحبقران زمان کے نثار کروں رستم نوجوان کو نیزہ و تیر سے بچاؤں لیکن رستم نے جب ہزار
دو ہزار جادوگر مارے ہونے سے ساحروں کے تمام میدان تیرہ و تار کافروں کو انتشار قریب
تھا بھاگ نکلیں مغرور آتشبار صف سے آگے بڑھا ساحروں کو آواز دی او نامردو کہاں
جاتے ہو ادھر آؤ افراسیاب کو جا کر کیا منہ دکھاؤ گے وہ بادشاہ جابر و قاہر تمھارے
زن و عیال کو قتل کرے گا ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گا ذلیل و رسوا ہو کر مارے جاؤ گے
کیونکر جان بچاؤ گے یہ کہتا ہوا آگے بڑھا اسکے للکارنے سے ساحر بھی ٹھہرے پلٹ پڑے سحر
کرنے لگے شعلہ جادو وزیر اُسکا ساحروں کو گرما کے بڑھا بڑھتے ہی علم شاہ پر سحر کیا گھوڑا بدلگامی
کرنے لگا شعلہ جادو نے سبز رنگ کر قراقوں کو آواز دی او نامردو ابھی سبکو مار لو میں نے ہاتھ پاؤں

بیکار کر دیے اب بھی نہ قتل کر سکو تو بڑے غضب کی بات ہو دیکھو تو مسلمانوں کا کیا حال ہے حیران و پریشان مضطر
و شرمندہ گھوڑے بدلگامیاں کر رہے ہیں ہاتھ بیکار لیکن پاؤں ثابت قدمی میں استوار حقیقت میں یہ لوگ
بڑے جانباز و سرفروش ہیں اس بیہوشی میں بھی جرأت کے ہوش ہیں ایک ایک نہنگ محیط دلاوری اگر
بے بہا سے قلزم صفدری لیکن سحر میں دخل نہیں رکھتے ہیں موت کے مزے چکھتے ہیں یہ سنکر فوج قزاقان
نے بلوہ کیا جو سپاہی بیچارے بیکار تھے اس بیکسی بے بسی میں انکو قتل کرنے لگے رستم یہ تماشا
دیکھ رہے ہیں کہ ساتھ والوں پر قیامت برپا گھوڑا آنکھیں دوڑا دوڑا ابھرتا ہے ران پشت مرکب
پر نہیں جمتی لگام ہاتھ سے چھوٹی جاتی ہے سر سے شعلہ جادو کے آگ برسنے لگی تیغ کھینچکر طرف
علم شاہ کے چلا کہتا ہوا کہ پسر حمزہ کو خود قتل کرونگا ہمارے ساتھ والے سب نامرد ہیں مسلمان
سرخرو انکے چہرے زرد ہیں جوانان صف شکن نے دیکھا شعلہ جادو ہمارے آقا کو قتل کرنے
آتا ہے گرتے پڑتے قریب اپنے آقائے نامدار کے آئے سینے سپر کر دیے سنان نیزہ سے سینے
ملائے دم شمشیر پہ گلے رکھتے تھے چاہتے تھے ہم قتل ہوں روح روان صاحبقران کو بچا دیں
ادھر صاحبقران پہلو میں مثانہ کو ہے ایک جانب مقبل و بہرام سب مسلسل و مطوق ارابوں
سے یہ معرکہ مصیبت خیز دیکھ رہے ہیں زنجیریں ہلاتے ہیں لیکن صاحبقران مضطر و پریشان حال
نور نظر دیکھکر گھبرائے بیقرار ہو کے دعا کی خداوندا میرے رستم کو بچانا یکایک دشت سے
گرد اڑی دیکھا آگے آگے شاہزادہ خاور سپاہ قاسم نوجوان نبیرہ صاحبقران پشت پر بارہ ہزار
جوان یاقوت پوش بصد جوش و خروش آکر پہونچے قاسم نوجوان نے بڑھ کر نعرہ شیرانہ کیا نعرہ قاسم نوجوان

آفتاب مشرق دین پروری	شہسوار زلال پوشش خاوری	مالک قاسم آن شاہ خاور سپاہ
زخم تیغ برابر و نیزہ بماہ	ز آب دم تیغ شستہ زمین	ہمہ باختر شد بزیر نگین

لیکن ہوا سے دیکھا قبلہ و کعبہ پر ہجوم ساحران بلوہ قزاقان ایک ساحر چاہتا ہے رستم کو قتل
کرے رفقا جان دے رہے ہیں قاسم نوجوان نے کمان کیانی دوش سے اتاری تیر کو
جوڑا شعلہ جادو کو تاکا جیسے ہی اسنے چاہا کہ علم شاہ پر ہاتھ تلوار کا مارے قاسم نوجوان
نے تاک کر تیر مارا سینہ پر پہونچا کے پڑا پشت کو توڑ کر پار گذرا شعلہ جادو الٹ گیا زمین پر
گرا ساری کا لاشہ جلنے لگا شجر بغض و حسد سے یہ ثمر حاصل ہوا تڑپ تڑپ کے جہنم واصل

ہوا آواز آئی کشتی مرا نام ہے شعلہ جادو بود وقاسم تلوار کھینچکر لشکر کفار پر جا پڑا رستم نے بھی سحر شعلہ سے
رہائی پائی قاسم نے تیر دون کی بوچھار کی بہت سے تا فرق تلوار سے بیدم کیے جوہر شمشیر بران دکھانے
طبقے زمین کے ہلا دیے لیکن مغرور کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا کہ باپ بیٹون نے قیامت برپا کی شعلہ کو
مار ڈالا بس جوش مین بڑھا دن قلیل باقی ہے بڑھ کر سحر کیا صاحب فراسیاب سحر و ساحری مین لاجواب
ایک ہی سحر مین علمشاہ وقاسم بیہوش ہو کر گرے دوسرا گولا مارا ساتھ والون پر آگ برسنے لگی کہین بجلی
گری کہین رعد گرجا کوئی تھرا کر گھوڑے سے گرا کسی نے گھبرا کر خود اپنا گلا کاٹ لیا نیزہ دار مضطر بیقرار
مثل چوب خشک خاموش بیٹھے مدہوش دو گھڑی کے عرصہ مین اُسنے سب کو گرفتار کر لیا اسی طرح
علمشاہ وقاسم کو مع فوج بیہوش پڑا رہنے دیا کہا بدولت کو اُسوقت فرصت کم ہے مزاج برہم ہے جلد
ہماؤ پر قبضہ کرو ہرکارہ اُس بیجا کو خبر دے چکا ہے حضور ملکہ صنوبر قد بارگاہ مین داخل ہین علمشاہ
فرزند امیر عالیجاہ نے بڑی خاطر و مدارات سے اُتارا خیمے مین داخل کیا چلکر ملکہ سے ملاقات کیجیے مغرور
آتشبار نے لشکر کو اسی مقام پر اُتارا سرہنگ قزاق کو اپنے پاس بلایا کہا آپ میرے بزرگ ہین
آپ تشریف خیمۂ ملکہ مین لیجایئے صاحبزادی کو سمجھا کر بدولت کی بارگاہ مین لایئے میرے قہر و
غضب سے ڈرایئے یہی فرمایئے کہ مغرور آتشبار اب ایک مسلمان کو زندہ نہ چھوڑیگا صبح کو حمزہ و فرزندان
حمزہ کو اسی میدان مین جلا دیگا دیکھو دم بھر مین علمشاہ وقاسم کو بیہوش کر کے ڈال دیا فوج والے
بھی انکے بیکار پڑے ہین گھوڑے بھی کوتل دوڑتے پھرتے ہین بس حکم سے ایسے زبردست کے
گردن تابی کرنا خون سے اپنے ہاتھ بھرنا ہے یہ بھی سمجھا دینا کہ ہوشربا مین اتنا بڑا ساحر نہین ہے
افراسیاب جادو نے کل اقلیم کا حاکم کیا دربندہائے طلسم کا ناظم کیا تم ہوشربا کی بادشاہزادی
کہلاؤ گی سرہنگ قزاق نے کہا مین ابھی جا کر سمجھاتا ہون حضور بارگاہ مین جلوہ فرما ہون لباس تبدیل
کرین پوشاک فاخرہ پہنین اسباب عیش و نشاط بھی مہیا ہو جائے مین بخوبی سمجھا کے لاؤنگا کسی
بات مین آپ سے انکار نہ کریگی مغرور آتشبار ان باتون پر سرہنگ کی پھسل گیا نانا جان کہکر گلے سے
لگا لیا سرہنگ قزاق مغرور کو بارگاہ مین ٹھہرا کر طرف خیمۂ ملکہ کے چلا تمام ساحرون نے خیمہ ہائے
علمشاہ قبضے مین کر لیے قزاق گرد خیمۂ ملکہ کے اُترے مین ایک امر اور ہوا صبح ہوتے عالی ہو لشکر اسلام
و لشکر لقا سے چار پہر دن تلوار چلی اہل اسلام نے دریائے خون بہا دیے سلیمان عنبرین موسے کو ہی

ہاتھ سے بادشاہ کے زخمی ہوا قریب شام بختیارک نے طبل بازگشت بجوایا اور جتنے سب سردار انتھا
کے زخمی ہوئے تھے بادشاہ سب کو ساتھ لے کر داخل بارگاہ سلیمانی ہوئے زخم دو زبان ہوئے نمکین
بادشاہ نے آنکھوں میں آنسو بھر کے عیاروں سے کہا جا کر علم شاہ کی خبر لاؤ تمہیں لقاملعون نے
وہاں شاست بجانے دیا سردار انتھا کے زخمدار ہیں اب بیان سے قدم بڑھانا دشوار لشکر لقا مقابلے میں
از رہا آپ لوگ رات ہی کو خبر لائیں میں انتظار میں جاگ رہا ہوں گلباد عراقی و کلباد عراقی و جعفر
ابوالفتح اصفہانی و عمران خطائی و زیرک خطائی وغیرہ چالیس پچاس عیار برائے خبر علم شاہ
نامدار بادشاہ سے عیاری سے آراستہ ہو کر چلے وہ سر اسقدمہ ناز و نیاز ناظرین پہ واضح ہو کہ جس وقت سے
لڑائی کا ذکر تحریر ہوا جواہر بن عمرو کا حال نہ معلوم ہوا کہ کہاں گیا تا بخواجہ عمرو و ہمتر والا گہر عیار
طرار فرار خنجر گذار یہ کیونکر عرض کروں کہ جان بچا کر بھاگ گیا یقین کامل ہے کسی کار ضروری میں مصروف
ہو بلکہ عیاری کرنے کا وقت ہو ناظرین پر واضح ہو گا اس مقام پر تحریر کرنا مناسب وقت نہیں چند
کرنیاز مند نے کتاب تحریر کی مگر کتاب کو قاعدہ اشتیاق سے معمور کر دیا کتاب ناول کی عیاریہا سے
لطیف سے بھر دیا بس ملحوظ ہے کہ جواہر کا ذکر آئیگا جب سر سنگ مغرور سے رخصت ہو طرف خیمہ
ملکہ کے چلا مغرور آتشبار بھی گھبرا کر خیمے سے نکل آیا پکار کر کہا کہ ابا جان ٹھہر جائیے دیکھیے میں لباس تبدیل
کر آیا سر سنگ نے پلٹ کر دیکھا مغرور آتشبار دولہا بنکر نکلا ہے بیہ رونے داڑھی میں وسمہ لگایا مہندی
بھی جلدی جلدی ہاتھوں میں مل لی تاج سر پر قبائے اطلس اسمیں گوشہ تھیڈ لگا ہوا بڑے آن بان سے
لٹکتے یاقوت احمر کے موتیوں کے مالے پہنکر نکلے ہیں ایک رومال منھ پر رکھے ہوئے خدمتگار پشت پر
چنگیر میں پھولوں کا گہنا لیے ہوئے ساتھ ایک کے ہاتھ میں سہرہ زرتار کا پھولوں کی بدھیاں عطر کی
شیشیاں سر سنگ دیکھ کے شرما گیا مگر خوشی یہ ہے کہ اسکا سسر کہلاؤنگا کہا اچھا بیٹا تم بھی ساتھ چلو اپنی
دولہن کو سمجھانا تم سے پردہ کیا ہے مغرور بھی ساتھ چلا گیا آگے آگے سر سنگ عقب میں میاں مغرور پیچھے
خدمتگار رو در رو در مصاحبوں نے سہارا دیا کہی مغرور رہے ہیں ہیں کر کے سب کو سلام کیا کہا آپ
سب صاحبوں کی عنایت دو چار ظریف شاعران لطیف بھی ساتھ میں پھبتیاں کہتے ہیں کوئی کہتا
ہے ٹلی کیا خوشنما ہے ایک کہتا ہے ہمارا آقا کیا خوب دولھا بنا ہے ایک کہتا ہے جلد امید بر آئی نانا نواسے کو گود میں اٹھا
لائے قہقہے کہتے ہیں کیا اتفاق ہیں دولہا کا باپ و سسا ق ہے کس طرح دولہا میاں جاتے ہیں تحریر سے کیونکر

کو حجاب سے ہین جب قریب خیمہ ملکہ صنوبر قد یہ سب پہونچے سرہنگ نے چاہا اندر جائے مغرور اشتبار نے کہا ٹھیرئیے کچھ آواز آتی ہی حقیقت مین جسوقت سے خیمے پر ملازمان مغرور کا پہرا ہوا ملکہ صنوبر قد انتہاکی بیقرار کنیزین خوف کے مارے بھاگ گئین جان بچا کر جا بجا چھپین یکہ و تنہا بیچ خیمہ مین وہ ماہ تابان یعنی ملکہ صنوبر قد حیران و پریشان مضطر و ششدر باک باک کے رو رہی ہی کنیزون کے نام لیکر پکارتی ہی کہ صاحبو تم کیون جدا ہوئین جو گذرتی ہماری جان پر گذرتی افسوس ہی اسوقت مین تنے بھی ساتھ چھوڑ دیا مجھے ہمارا جنازہ کون اٹھائیگا سواے صاحبقران کے اگر کوئی ہمکو ہاتھ لگائیگا ہمکو مردہ پائے گا بہت پچھتائیگا اس خوشی مین اس غصے کو پڑھ رہی تھی مخمسہ

بیکسا بیکس کوئی پھر ہوگا بھلا میرے بعد
دیکھ لینا یہ تم اے اہل دنیا میرے بعد
جسکا دل یون ہو غم و درد کی جا میرے بعد
بیکسی ہی نے نہ دنیا کو تجا میرے بعد
غم بھی مرقد پہ مری بیٹھیگا میرے بعد

وحشت آباد جہان چھوڑ گیا جب مجنون
قصہ ہر ایک مین تو سوے ملک عدم ہی ہون
رونق سلسلہ عشق ہوا مین محزون
تیز رکھنا سر ہر خار کو اے وحشت جنون
شاید آجائے کوئی آبلہ پا میرے بعد

ور بزندان محبت کا عجب عالم ہی
کیا کہون شمع مین کیون چشم مری پرنم ہی
مجھے یہ راز وہی عشق سے جو محرم ہی
اپنے مرنے کا مجھے غم نہین پر یہ غم ہی
کون ہوگا ہدف تیر بلا میرے بعد

عالم عشق مین یکسان ہی فنا اور بقا
عشق وہ شی ہی کہ دکھلائے جو اعجاز اپنا
ہی جو ہستی مین ہم ربط وہی بعد فنا
کیا عجب مرقد لیلی سے جو نکلے یہ صدا
میرے مجنون ترا کیا حال ہوا میرے بعد

طبع مائل ہی بھی گلشن کی ہواے سیری
نہ کھلا باب اثر آہ رسا سے میری
گشت گلزار کی خواہش تھی خدا سے میری
مین نے زندان مین دی جان بلا سے میری
باغ عالم مین رہی گو کہ فضا میرے بعد

اے غم و درد ہو تم میرے دل مین ساکن
ہون جدا تجھسے مین اللہ نہ دکھائے وہ دن

ایک دن چین سے مین ہو مرے دلکو تم بن — اجتو کرتے ہو بہت لطف و کرم تم لیکن

بھول جانا نہ مجھے بہر خدا میرے بعد

خوبرویوں سے ہی کچھ جی کا لگانا ہی خطا — چاہیے یہ کہ نہ لے کوئی کبھی نام وفا
جائے حیرت ہی کہ جی جسکے لیے مین نے دیا — بسکہ باعث تھا مین اس شوخ کی بدنامی کا

سجدۂ شکر ادا اسنے کیا میرے بعد

زندگی مین نے وفائی مین بسر کی پیارے — لی خبر تمنے نہ مجھ خستہ جگر کی پیارے
حال پر میرے نگاہ نظر کی پیارے — جیتے جی قدر بشر کی نہین ہوتی پیارے

یاد آئے گی تمھین میری وفا میرے بعد

ضبط گریہ کا نہین بسکہ مجھے ایک نفس — ابر ہر لحظہ مری چشم کا جاتا ہی برس
گلشن دہر مری ذات سے شاداب ہی بس — اٹھ گیا مین جو جہان گذران سے تو ہوس

خاک تجائے گی اب ابر صبا میرے بعد

یہ اشعار پڑھ کر ملکہ رو رہی تھی سرہنگ ومغرور کے کان مین یہ آواز آئی سرہنگ نے مغرور سے کہا آپ ذرا ٹھہر جائیے دیکھیے وہ گیسو بریدہ ننگ خاندان واسطے صاحبقران کے رو رہی ہی اشعار مضمون فراق پڑھتی ہی مغرور وہ ٹھہر گئے ہوئے دروازے پر ٹہلنے لگے سرہنگ بلا تکلف اندر خیمے کے آیا دیکھا ملکہ صنوبر قد آنکھین سرخ ہوئے سر سراسر پریشان بصورت آئینہ حیران فرش خاک پر بیٹھی رو رہی ہی باپ کو دیکھکے آنسو پونچھ ڈالے خوف سے کانپنے لگی جھک کر سلام کیا سرہنگ نے سر سینے سے لگا لیا کہا اے نور نظر جو کچھ تمنے کیا وہ مقدمہ گذر گیا ہم سمجھے کنیزون نے تمکو بہکا کے اس حال کو پہونچایا حمزہ بیچارہ کیا ہی تمکو ایسا عمدہ شوہر تمھارے واسطے تجویز کیا صاحب شہنشاہ ہوش ربا سحر و ساحری مین یکتا جس نے چشم زدن مین حمزہ کو گرفتار کر لیا لڑائی مین علم شاہ وقاسم ایسے نوجوان کو بیکار کر دیا سب مثل مردے کے بیہوش پڑے ہین وہ بیچارہ خود دوڑا چلا آیا ہی اشتیاق مین تمھاری ملاقات کے در خیمہ پر ٹہل رہا ہی دل تو حمزہ مسلمان غیر کفو غیر ملت غیر مذہب دشمن افراسیاب علاوہ ازین چار پہر اسکی حیات نہین باقی ہین صبح کو ذلت و رسوائی سے قتل ہو جائیگا بعزت و آبرو تمکو طلسم ہوش ربا مین لیجائیگا سحر سکھائیگا صاحب افراسیاب مین نام لکھا جائیگا صحبت مین ملکہ حیرت جادو کی رہو گی زیور جواہرات کا ملیگا افراسیاب

ایک شہر کا حاکم کر دیگا وہان جرخ و بیادر کو قتل کرنا شہنشاہ خوش ہونگے اسطرح سمجھا کے جوہر سنگ نے
بیٹی سے کہا صنوبر قد باپ کے گلے سے لپٹ کر رونے لگی کہا مین حیران ہون کہ یہان تک کیونکر آئی
لونڈیان بھگا کے یہان تک نکال لائین کہتی تھین کسی شہر مین چلیے وہان ایک گھر کرایہ کو لینگے اسپر ہم
آپ بیٹھین گے بڑے بڑے امیر بادشاہزادے آپکے جمال کے مشتاق رہینگے ایسا ایک تماشا ہوگا بھی
کرینگے آج کا نا کھین گے جس محفل مین مجرا کرنے جائینگے لاکھون روپے بیل نچے مین پائینگے حضور مین
کمبخت بدنصیب اُنکے مطالب کو نہ سمجھی یہان لاکے اسیر حمزہ کے حوالے کیا وہ نگوڑا مجکو گھور گھور کے دیکھتا تھا
بڑی خیر ہوئی کہ آپ آ گئے ورنہ نہین معلوم کیا کرتا حمزہ سے مجھے کیا کام آپ جو حکم دیجیے مین بجا لاؤن لیکن
آپ خفا نہون تو ایک بات کہون ذرا ایک نگاہ اپنے دولہا کو دیکھ لون صورت اچھی ہو اگر صورت بھی
بُری ہو تو روپیہ والا ہو سر سنگ نے کہا بیٹا بادشاہ کی صورت مین بھی حسین سن ذرا زیادہ ہی تم
اپنی آنکھون سے دیکھ لو بڑی بات یہ ہی کہ تمھارے نام پر مرتا ہی جواہرات کے صندوقچے ابھی سے
ساتھ لایا ہی تمھاری خدمت مین پیشکش کرے گا بڑے مرتبے حاصل ہونگے یہ کہکے ہاتھ تھاما جیسے مین
روزن کیا کہا دیکھو بیٹا دولہا کھڑا ہی جیسے ہی ملکہ صنوبر قد کی سراپا پر مغرور کے نگاہ پڑی سر سنگ نے
دیکھا ملکہ پسینے پسینے ہوگئی شرما کے سر جھکا لیا سر سنگ نے کہا کہو بیٹا پسند کیا صنوبر نے کچھ جواب نہ دیا سر سنگ
خوشی خوشی باہر آیا کہا حضور دیکھیے مفصل حال کھلا کنیزین اُسکو بھگا کے نکال لائین حرامزادیون نے یہ
تجویز کیا تھا کہ کوٹھے پر بٹھائین گے شفقتین نا کتخدا بیٹھین مین نے آپکا جمال آفتاب مثال دکھا دیا پسینے
پسینے ہوگئی حضور کیا کہون مین تو جانتا ہون آپ پر عاشق ہوگئی اب مین نے سب طرح سمجھا دیا تشریف
لیجائیے ہم خوب جانتے ہین میان بی بی ایک ہو جائینگے ہم بیچ والون کو کون پوچھیگا حضور ہمسے وعدہ
پختہ کر لیجیے منصب جاگیر ملے یہ جانبازی چھوٹ جاے جب کسی کو لوٹنے جاتے ہین جان پر بنتی ہی دبیہ بڑی
مشکل سے دیتے ہین لڑائیان پڑتی ہین تب لوٹ کے لاتے ہین مغرور نے کہا بابا جان آپنے ایسی چیز مجکو دی
بھلا مین اُسکو بھولونگا عمر بھر تابعداری کرونگا ملک مال سب آپ پر نثار ہی اب حضور باہر شہر مین نہ جائین
بلکہ اپنی بارگاہ مین چلیے مین صبح کو حاضر ہونگا سر سنگ تو روانہ ہوا چند مصاحب برائے حفاظت دروازے
پر ٹھہرے مغرور پھولا ہوا پھول بہت سے ہاتھ مین لیے ہوے اندر بارگاہ کے آیا بیچ خیمہ مین اُس ماہ تابان
کو دیکھا سر جھکائے ہوے بیٹھی ہی کنکھیون سے دیکھ رہی تھی مغرور کو دیکھکر اُٹھ کھڑی ہوئی براے تسلیم مثل ہلال

شب اول ختم ہوئی زبان سے کچھ نہ کہا مسند کی جانب اشارہ کیا مغرور مر گیا چاہا اپنے جاؤن لگے یہین ہاتھ ڈال دیا
ملکہ ہٹ کر بیٹھی کہا دیکھو صاحب گنوارون کی حرکتین میرے ساتھ نہ کرنا مجھے یہ باتین نہین پسند مین
ابا جان سمجھا گئے ہین کچھ نہین کر سکتی سب طرح کا تکلف تیار ہی مگر چھپری تلے دم بوادی کی طرح بیٹھو مغرور سنکر
اُٹھ بیٹھا باہر دوڑ گیا ملازمون سے گلابیان شراب کی کشتیان کباب کی طلب کین مصاحبون نے پوچھا کیسے
حضور کیا معاملہ ہی مغرور نے کہا وہ خود مرتی ہی ماہ دولت کو دیکھ بیقرار ہو گئی اب جا کے شراب پلا کے مطلب
حاصل کرونگا تم سب قیدیون سے ہوشیار رہنا میرے سحر مین مبتلا ہین سب بیہوش پڑے ہین میرے سوا
کوئی ہوشیار نہین کر سکتا ماہ دولت اب صبح کو تشریف لائینگے جام بادہ وصل سے سیراب ہونگے خوب مزے اُڑینگے
نازنین حسین مہ جبین غنچہ دہن پری لکھی لیٹی شفیق ہی کیا جوبن ملی ہی ابھی کمسن الھڑپنے کے دن ہین بیباک چست
و چالاک جو ناز کرینگی مین اُٹھاؤنگا جان تک نثار کر دونگا سب نے کہا حضور شکر یہ ساغری و جمشیدی واجب
و لازم ہی معشوق پری چہرہ دستیاب ہوئی مغرور نے کہا ایسا کار نمایان مین نے کیا جسکا معاوضہ یہ ملا اب
مین بادہ محبت سے سرشار ہون وہ صورت دیکھی تیر مژگان تودۂ دل کو توڑ کر نکل گئے تابش آتش رخسار نے
کلیجے کو جلا دیا اب آپ سب صاحب اپنے اپنے مقام پر جائین رات کم باقی ہی مصاحب اپنے مقام پر گئے وہ
گلابیان شراب کی ایک کشتی کباب کی مغرور لیکر اندر آیا ملکہ نے جو شراب دیکھی کھڑی ہو گئی پیچھے ہٹ کے ایک
طمانچہ مارا چھیلے ہاتھ کا طمانچہ چہرہ پڑا اثر تھے کی آواز ہوئی کہا کیون نگوڑے یہ شراب کیون لایا شراب پی کر
دھما چوکڑی مچاویگا ایسی باتین میرے ساتھ کرنا ہین تمھارے پاس نہ سوؤنگی تمھارے تیور برے معلوم
ہوتے ہین مین شراب نہ پیونگی نہ تمھین پینے دونگی اور طرح پر ہاتھ لگاؤگے تو اپنی جان اور تمھاری جان ایک
کرونگی سحر سے تیری بوٹیان کاٹ کر چیل کوؤن کو دونگی کمبخت میری جان لینے کا سامان کیا ہی خیال کرکے
دیکھو تیری ہوا سی معلوم ہوتی ہون یہ کہکے دونون گلابیان شراب کی چھین لین اپنے دامن کے نیچے
چھپا لین مغرور ان حرکات پر مر گیا ہاتھ جوڑنے لگا کہا ملکہ مین تمھارا غلام ہون محبت مین بدنام ہون
قدمبوسی تو حاصل ہو ملکہ صنوبر قد نے کہا کہ اس حسرت مین تم ہمیشہ رہو گے جفا ہی مین سہو گے خبردار مجھکو
ہاتھ نہ لگانا قریب نہ آنا یہان تو عاشق و معشوق مین یہ باتین لیکن زمرد شاہ باختری جب لڑائی سے
پلٹا بارگاہ مین آکر اترا بختیارک نے چپکے سے کہا یا خداوندا ابھی مجکو ہرکارے نے خبر دی کل لشکر تو آپنے
یہان روک لیا قاسم و طلشاہ وہان جا کر لڑے مغرور نے سب کو پکڑ لیا یقین ہی آپ کے حکم کا مشتاق ہو

رات ہی کو یہاں سے کوچ کیجیے مغرور سے کہکر مسلمانوں کو قتل کرایئے اور مغرور کو ساتھ لے کر ان سب کو
گرفتار کرایئے بڑا خوف تو حمزہ کا ہے اگر حمزہ قتل ہو گیا مغرور کے ہاتھ سے نہ بچے گا لقا نے اسی وقت کوچ کوچ
لشکر میں کمر بندی ہوئی کہا چپکے چپکے نکل چلو اہل اسلام کو خبر نہ ہونے پاوے ورنہ بادشاہ لشکر اسلام آگے سد راہ
ہونگے رات کو تلوار چلیگی مطلب دلی حاصل نہ ہوگا تمام سپہ رو اس شب تیرہ و تار میں طرف لشکر مغرور آتشبار کے
چلے عیاران اسلام براے خبر نکلے تھے جنگل میں بھٹکے پھرتے تھے ان سب نے دیکھا لقا مع لشکر جاتا ہی
پسمین کہا لو یارو غضب ہوا لشکر اسلام کو لقا دھوکا دے کر چلا جا کر مغرور آتشبار کو بھڑکا ئیگا بختیارک
آگ لگا ئیگا ایسا نہو صاحبقران کو قتل کرا دیں چلکر بادشاہ کو خبر کرنا واجب و لازم ہے رات بہر پہر
پچھلی باقی ہے عیار چلے بادشاہ بارگاہ سلیمانی میں بیٹھے تھے سرداروں کی زخم دوزی کرائی ایک ایک
کی خبر لے رہے تھے ٹکیاں مرہم سلیمانی کی زخموں پر چڑھائیں مشتاق تھے کہ دیکھیں ہرکارے کیا خبر لے کر
آتے ہیں کہ گلبار و عراقی وغیرہ گھبرائے ہوے آئے عرض کی اے شہنشاہ گیتی ستان لقا لشکر کو تیار کر کے
طرف لشکر مغرور کے گیا غلاموں نے یہ بھی خبر پائی قاسم و علم شاہ کو مغرور نے بیہوش کر کے پکڑ لیا صاحبقران
پیشتر سے قید میں ایسا نہو بختیارک جا کے دشمنان صاحبقران کو قتل کرائے بادشاہ سنکر گھبرا گئے فرمایا
کیا مشکل ہے سب سردار زخمدار بہت سے ایسے ہیں کہ پشت مرکب پر سوار ہونے کے لائق نہیں ہیں
لیکن ان سب کو خدا کے سپرد کیا یہ فرمایا اور اُٹھے پشت مرکب پر سوار ہوئے چند تاجدار چند سردار ساٹھ ستر
ہزار جوان ہمراہ لے کر چلے لقا لشکر کو لیے جاتا ہے بختیارک ترغیب دے رہا ہے یا خداوند چلتے ہی مغرور سے
فرمایئے گا کہ میں نے تجکو درجۂ پیغمبری عطا کیا لیکن شب ہی کو تو صاحبقران کو قتل کر ڈال جتنے سردار ساتھ میں
سب کو چلتے ہی تہ تیغ کیجیے لقا خوشی خوشی جاتا ہے اب صنوبر قد کا حال سنیے مغرور باتوں پر مرا جاتا ہے
صنوبر قد کے ناز و کرشمے کبھی مسکراتا کبھی ابرو پر بل آتا کبھی دھول ماردی مغرور کا تاج گرا پھر آپ ہی
تاج اٹھا کر سر پر رکھا چلے چلے ہاتھ باندھ کے عرض کی کیوں نانا جان ناگوار تو نہیں ہوا ایک دھول اور
لگا دوں ہر ایک تم بھی لگا لو بدلا ہو جائے کبھی ال پکڑ لیے کہا کیوں نانا جان داڑھی پکڑ کے لٹک جاؤں
گل اسکو منھ واؤ لنا ایسا نہو کوئی بھجوا دیں بیٹھا ہو گا اس بیس کا کیا کام مغرور خوش ہوتا ہے کہتا ہے ملکہ غم خوار
شراب تو دو کہا حرام زادے تو قسم کھا مجکو ہاتھ نہ لگانا مغرور بولا رات بہت کم باقی ہے اُسوقت صنوبر قد
نے اپنے دست نگارین سے جام لبریز کیا کہا پی لے لیکن اسمیں زہر ملا ہے خوشی میں آکر مغرور نے دو تین

تعویذ چادیئے لبوں سے لگا کے پینے لگا صنوبر قد نے کہا زہر مار دیکھو سحر سے ہم صاف صاف کر چکے
گھنا ہمارا نہیں مانتا کلیجہ کٹ کے نکلا جاتا ہے مغرور خوشی میں آکر پی گیا پیتے ہی گھبرا گیا کہا ملکہ میرے کلیجے میں آگ
لگ گئی شراب میں کیا تھا ملکہ نے کہا میں نے تو تمہیں دیا ارے شراب نوکشیدہ تھی ذرا اُٹھکر ٹہل مغرور گھبرا کے
اُٹھا پایا معجن بارگاہ میں جاؤں ڈگمگا کے منہ کے بل گرا ملکہ نے چمک کر نعرہ کیا او حیا ہاشم عیار نامور
جواہر بن عمرو جب ہنگامہ لڑائی کا ہوا تھا تب رستے میں آکر ملکہ کو بیہوش کیا گوشے میں چھپا دیا آپ
بصورت صنوبر قد مغرور آ رہا تھا جانتا تھا کہ انجام یہی ہوگا سحر میں رستم کی رستی کیا چلیگی مغرور گرفتار ہوجائیگے
آخر یہ حیا میرے پاس ضرور آئیگا تب اسکو مارونگا جہل ایسا ہوا تھا ضبط ہوسکا تجھ پہ مارا مغرور کے دو ٹکڑے
ہوئے شعلہ بھڑکے لاشہ تڑپا جواہر نعرہ کرتا ہوا باہر نکلا دیکھا ستارہ سحری چمک چکا ہے شہنشاہ زرین پر
مہر تاباں کی آمد آمد شد شہنشاہ انجم سپاہ نے شکست کھائی ہے فوج ثابت و سیارگان میں تہلکہ تارے
بھاگے جاتے ہیں بعض جھلملاتے ہیں جلاد فلک کو جوش و خروش ہے تیز انجم تیغہ مہر ہے ادھر عالم شاہ
و قاسم کو مرتے ہی مغرور کے ہوش آیا گھوڑے کو تل بھر رہے تھے فوراً اسپ پر سوار ہوئے لشکر کفار پر جا پہنچے
جواہر بن عمرو ایک جادوگر کی شکل بنکر طرف قید خانے کے دوڑا جب قریب قید خانے کے آیا جہاں صاحبقران
قید میں نگہبانوں نے پوچھا میاں ساحر صاحب خیر تو ہے جواہر نے کہا اندھے ہو تمہیں کیا سوجھتا ہے دیکھو آگ
برس رہی فرزندان حمزہ کو ہوش آگیا شاید کسی نے ہمارے افسر کو مارا میں جا کر حمزہ کو قتل کر ڈالوں یہ
کہکے قید خانے میں گھسا صاحبقران سرنگوں بیٹھے تھے مغرور جو مرا ہوش درست ہوئے جواہر نے آتے
ہی ہتھکڑی پر خنجر مارا کہا حضور جلدی اُٹھیے میں نے مغرور کو مارا قاسم و عالم شاہ لڑ رہے ہیں ساحروں
کا بادہ ہوگا صاحبقران نے اُٹھتے اُٹھتے قید کو توڑا ممتاز کوہی و بہرام گردین خاقان چین و مقبل وفادار
بھی اپنے اپنے مقام سے اُٹھے یہ سب اسی حیا کے سحر میں مبتلا تھے بیرون قید خانہ آئے ساحروں نے
جو صاحبقران کو آتے دیکھا ایسا لیا کہ اُٹھے گھسے تیغ تاریخ چلنے لگے صاحبقران نے ایک ساحر کو مار کر
تلوار لی ممتاز نے دو چار کو چیر کے پھینکا یا پھر ایسے کئی ساحر مارے مقبل سہم کر گوشے میں آ کمان
کیانی دوش سے اُتاری خطا کاروں پر تیروں کی بوچھار کر دی لیکن میاں سرہنگ مغرور کو خیمے میں
بیہوش کر اپنی بارگاہ میں آکر بیٹھے سرداروں نے پوچھا کیسے حضور ملکہ نے مغرور کو قبول کیا سرہنگ نے کہا
ایسا ساحر زبردست افراسیاب کا مصاحب کیونکر نہ قبول کرتی جا بیوہ وہ تو دیکھتے ہی عاشق ہوگئی عاشق

ومعشوق ایک جگہ بیٹھے ہونگے راز و نیاز کی باتیں ہو رہی ہونگی ساتھ والوں نے شرما کے سر جھکا لیے آپس میں
اشارے کرتے ہیں کیا غیرت ہے ہم تو جانتے تھے بہادر قزاق ہے لیکن چال کھلا پورا فاسق ہے کیا خوشی خوشی
ساتھ سے کر گیا اب کیا پچھوسے بیٹھے ہیں کیا اچھی بات بیان کر رہے ہیں ایک نے کہا ہم تو اسکی رفاقت
چھوڑ دینگے ہم سپاہی کے طرفدار ہیں مکار غدار نہیں ہیں انھون نے دھرم سپاہگری کا ڈبو دیا آبرو کو کھو دیا اتنے میں
کہ ہائے ہمارا پیارا چہیتا داماد سے لگتے تم سب کو جادو سحر تعلیم کراؤنگا بڑا مرتبہ پاؤنگا یکایک نعرہ صاحبقران
کی آواز آئی زمین تھرائی گھبرا کے باہر نکل آیا دیکھا خیمہ جل رہا ہے علم شاہ و قاسم سرگرم جنگ دریاے
جرأت کے نہنگ ایک طرف صاحبقران لڑ رہے ہیں ہنگامہ گیر و دار ہے ساحرون نے جو یہ ہنگامہ دیکھا
گھبرا کے اپنے اپنے مقام سے اُٹھے آواز کان میں آئی کشتی مرا نام من مغرور آتشبار بود ہوش حواس اُڑ گئے
غل مچاتے ہوئے اُٹھے ارے یار وہمارے آقا کو کسنے مارا کیسی آواز دردناک آتی ہے دیکھا تلوار برسنے لگی
وہ جو سب بیہوش پڑے تھے تلواریں کھینچکر اُٹھے ہیں دریاے خون بہا رہے ہیں نعرے پر نعرے بلند
ہیں یہ ہنگامہ کسکو بھی پہنچا ہوا وہ ترا کہتا ہوا ارے میرے داماد کو کسنے مارا دم بھر میں کیا قیامت برپا
ہوگئی تھی ہری سلطنت بگڑ گئی اُسکی گیسو بریدہ نے مارا جا کر سر کاٹ لونگا ایسا داماد صاحب اختیار کہاں
پاؤنگا قزاق نے کہا اے پہلوان آپ یہ کیا بیہودہ باتیں کرتے ہیں داماد داماد کہتے آپ کو شرم نہیں آتی
اچھا ہوا مر گیا داماد وہ ساحر مکار غدار سپاہیون کا دشمن ہم ابھی حمزہ سے لڑینگے آپ چوڑیاں پہنکر
کنارے بیٹھئے بیٹی کو لیکر بھاگ جائیے سرہنگ قزاق رو رہا ہے کہ یار وہ جسکا گھر بنکر بگڑ جائے اسکے دل سے
پوچھو تم بیدرد کیا جانو بہ قول میر یار علی جان صاحب شعر جسپہ بیتی ہو وہ کیا جانے ؛ سچ ہے بیدرد
کیا جانے ؛ قزاق ہنسے لیکن تلواریں کھینچکر جا پڑے ساحر بھی گھبرائے ہوئے لڑ رہے ہیں لیکن
جبران نے کہا یکایک یہ کیا ہوا ہمارے افسر کو کسنے مار لیا انکے سحر سے زمین جل جاتی ہے کبھی قاسم گرے کبھی
علم شاہ بدحواس ہوئے اہلیان فوج مضطر و پریشان لیکن صاحبقران اسم اعظم پڑھکر ساحرون کو
قتل کر رہے ہیں عین گرمی جنگ ہے کہ صحرا سے گرد اڑی زمرد شاہ باختری تخت پر سوار پشت پر فوج
بیشمار تجمل رکیب خواصی میں دور سے جو اسنے صداے ہاے ہو سنی جادوگرون کے مرنے کی آوازین
آئین کہا یا خداوند ہماری تقدیر اُلٹ گئی صاف معلوم ہوتا ہے رات کو عیاری ہوئی مغرور مارا گیا
مگر ابھی ساحر موجود ہیں جلد چلکر شریک ہو جیے ساحرون کو لڑوایئے کیا عجب ہے فتح نصیب ہو

لقا نے وہین سے نعرہ کیا ای ساحرو نہ گھبراؤ قدرت اسکو پہنچے تو سو ہزار برس پیشتر تقدیر کی تختی کا حرف دل
کو غرور تھا اسکا جہنم مین پہنچین گے تمھارے ہاتھ سے لڑائی فتح کرا دینگے یہ کہکے کل فوج کو حکم دیا ہان
ساحرو حمزہ کو مارو ساحرون نے جو لقا کو دیکھا تو جمال کے مشتاق تھے یا صورت نحس کو دیکھکر ہنسنے لگے
ایک نے کہا یہ تو بڑا نا سمجھ ہی ایک نے کہا غول بیابان وقت درسوائی ہی ایک نے کہا بھائی پیشانی دیکھو
بہت بھاری ہی قد اسکا ساکھو کا شہتیر ہی ایک نے کہا ناک تو کالا بھجا ہی پھبتیان لقا پر ہونے لگین لیکن لشکر
لقا بحد و بے انتہا بھگلے بنجان و باختر کے اول گیدڑ بھبکیان بہت بتاتے ہین بڑے زور و شور سے
آتے ہین یہ بھی دیکھا کہ ساحر معین و مددگار ہین اہل اسلام چند سردار ہین علم شاہ و قاسم سحر ساحران
سے بیکار اس حال زار مین مصروف کارزار صاحبقران آمد فوج لقا دیکھکر پریشان ہوئے ممتاز
کو ہی سے کہا ای برادر اب بلوہ عظیم ہی خدا شر سے انکی ہم سبھون کو بچائے علم شاہ و قاسم زخمی
ہو چلے ہین ساتھ والے لڑ رہے ہین اس بلوے کو خدا سنبھالے یہ فرما کر پشت اشقر پر پڑی جمالی
دریا سے فوج مین غوطہ لگا کر ملاحظہ کیا ایک جانب ممتاز کوہی گھر گیا بہرام پر لاکھون جا پڑے مقبل
زنہدار علم شاہ و قاسم سحر ساحران سے مضطر و بیقرار صاحبقران کبھی اسم اعظم پڑھتے ہین علم شاہ و
قاسم کو بچاتے ہین تلوار کھینچکر سمت لشکر لقا جاتے ہین اس کشاکش مین صاحبقران بھی زخمی ہوئے
عالم یاس مین طرف آسمان کے دیکھا علم شاہ و قاسم نوجوان کے واسطے بیقراری مین بے اختیار پکار اٹھے قطعہ

تو آن رفیع مکانی کہ ساکنان فلک	بر آستان تو دارند میل دربانی
کہ حال خستہ دلان را تو خوب میدانی	چہ احتیاج بہ پیش تو حال دل گفتن

ترکیے صاحبقران نے دعا کی صحرا سے گرد اڑی دیکھا بادشاہ جمجاہ
مع لشکر و سپاہ ایک جانب تاجداران جلیل ایک جانب سردار زنہدار لیکن ہمراہ شہنشاہ گیتی ستان چلے
آتے ہین بادشاہ نے جو یہ بلوہ دیکھا مرکب خنگ سیاہ قیطاس کو بڑھایا نعرہ کیا فوج لقا پہ جا پڑے
لندھور و مالک و جمہور جہان سوز و طوس بہادر شہنشاہ تبر زن و رستم سرزمین مغرب
فرامرز عاد و سعد علی ایک جانب سے نور الدہر بن بدیع الزمان و داراب کشورکشا و صفدر و
صف شکن شاہزادہ ہاشم تیغ زن و خورشید بن ہاشم و شاہزادہ اسفندیار شاہ گیلانی
و چوگان بن حمزہ و شاہزادہ شیر افگن فرزندان حمزہ صف شکن تلوارین کھینچکر لشکر لقا پر
جا پڑے اب تو لقا نے دانت نکال دیے پکار اٹھا بندگان من دیدی قدرت مرا من چہ تقدیر کردم

کشتی شراب کا بند سے پل
ہر چیز نگاہ مین ہری ہو
صہبا کے سبو سے رنگ نکلے
برسات کا آگیا ہی موسم
بادل سے فلک ہی بادلہ پوش
خنجر بہ دوش ابر ہی برق
ہر رگ ابر تر ہی فصاد
ہر سمت لپک رہا ہی کوندا
اشجار کھڑی لگا رہے ہین
گردون پہ قیام زینت ہی
پھل تیغ دو دم کے [illegible]
قطرے سے یم روان ہوا ہی
فوارہ [illegible]
خشکی کہین نام کو نہین ہی
ہر مرغ آبی سینے مین سرخاب
بارش کا ہوا ہی طول قصہ
آتی نہین دھوپ کہین چھاؤن
سورج کا پتہ نہین جہان مین
گر ہی بھی تو ساز پیرہن ہی
زینت تو نہین سپہر کی
منہ کے سوا کہین نہین ہی
ہی مطلع مہر مطلع ابر
گمراہیون کا نقش زیادہ تر ہی

کیفیت سحر ایاغ دکھلاے
شیشے کو کدو سے ہمسری ہو
طوطی مرغ کباب بن جاے
عالم مین بہار کا ہی عالم
گھنگھور گھٹائین چھا رہی ہین
بجلی پہ گوش ابر ہی برق
کالے بادل گرج رہے ہین
پیمانۂ ابر تر ہی اوندھا
تلوار کا باڑھ ہو رہے پانی
ساحل کا کہین نشان نہین ہی
دریاون کے پاٹ بڑھ گئے ہین
دریا کا حباب پر گمان ہی
سو جین گرداب ہین نظر مین
پانی کے لیے فلک زمین ہی
مینڈھے پانی مین چل رہے ہین
خشکی ہی جہان مین ایک حصہ
کھلتا نہین چاندنی کہان ہی
گر ہی تو شراب کی دکان مین
حیرت ہی کہ ماہ شب کہان ہی
رونق تو نہین سپاہ سر کی
چمکا کرتی ہی روز و شب برق
عاشق کو کیا جنون نے بے صبر
سبزے سے رخ صنم زمین ہی

نشہ یہ مجھے سبز باغ دکھلاے
خم سے مے سبز رنگ نکلے
طاؤس پیالہ شراب بن جاے
ہی ابر بہار پر سر جوش
زلفون کا سمان دکھا رہی ہین
جنبش کا یہی ہی نیشتر باد
نقارۂ ابر بج رہے ہین
بادل جو چھڑی لگا رہے ہین
باغون مین کمر کمر ہے پانی
تاریخ و کدو کنول بنے ہین
گردون پہ حباب چڑھ گئے ہین
اس درجہ ہی آب کی روانی
کشتی کی طرح ہین پل بھنور مین
ہین بلبل و کبک ماہی آب
مینڈھے کی طرح اچھل رہے ہین
رکھتی نہین خاک پر ہوا پانون
غائب ہی کہ عرش پر مکان ہی
گم دہر مین مہر کی کرن ہی
کیا جام شراب ارغوان ہی
لوگون کو یہ دھوپ پر یقین ہی
باقی نہین صبح و شام مین فرق
ہر چیز ہری نگاہ مین ہی
ہر سو فرش زمردین ہی

شاخ مرجان چمن کی ہر شاخ
ہر حوض مین سبز مچھلیان ہین
رخ پر خط یار سے نکلا
دل پھولون کے مثل ان سبے ہین
ہر بیل انگور کی رسن ہے
غنچے شاخون پہ جھولتے ہین
عشاق کو صبر کی نہین تاب
پردے آنکھون کے پھٹ گئے ہین
لاکھ ابر ہین ایک چشم تر مین
آنکھون مین سات سات دریا
بجلی کی کڑک سر راہ مین ہے
ممکن نہین رنگ ابر جم جائے
مضمون کے بہائے خوب دریا
برسات کا دونگرا ہوا گرد

شاخ نرگس ہرن کی ہر شاخ
سبزے کو ہوا جو دی نمو نے
دریا مین سوار سبکے نکلا
کوئل کو کی پپیہے بولے
تختہ ہر تختۂ چمن ہے
سرخاب ملار گا رہے ہین
چشمون کی طرح ہر چشم پرآب
کی بارش ابر نے خرابی
ہین سیکڑون بجلیان جگر مین
بجھتا نہین ابر اشکباری
برسات انکی نگاہ مین ہے
بس اے افق حقیر بس کر
کوزے مین سمائے خوب دریا
اشعار نے وہ ترپ دکھائی

ہم صورت خضر باغبان ہین
دکھلائے بہار کے نمو نے
زخم دل عاشقان ہرے ہین
بلبل کو شجر نے ہنڈولے
گل مارے خوشی کے پھولتے ہین
گردون تک پینگ جا رہے ہین
رونے پر ایسے ڈٹ گئے ہین
مردم نے مرد بان آبی
اشکون سے ہوئے ہین اب دریا
گرتی نہین برق بیقراری
کیا بات جو سیل اشک تھم جائے
نیسان قلم کھلے برس کر
رخ ابر کا رشک سے کیا زرد
بجلی نادم ہوئی لجائی

بہارو حسینان گلبدن و گلعذاران غنچہ دہن غنچہ انجمن سامعان مین یون نغمہ سرا ہین شعر سخن سنج ذوق کہ دریائے ہوش چنین بیخت گو سرایان گوش ہوشکہ افراسیاب جادو نے لوح طلسمی سے فراغت پائی ایک ایک سے کہتا پھرتا ہے کہ لوح طلسمی مین نے توڑ ڈالی ٹکڑے اسکے دریائے قلزم مین پھینکدیے مچھلیان اسکو بے بہا گوہر سمجھ کے نگل گئی ہونگی اب اسکی ماہیت سے کون آگاہ ہو سکتا ہے حال الٰہی ہے سبکو تحقیق نہین کون ایسا نہنگ دریائے جرأت ہوگا کہ اپنی جان سے تا بہ دریائے قلزم پہونچے اگر دستیاب بھی ہو تو کس کام کی کیا طاقت ہے کہ جو لوح کو تلاش کرے حضرت جادو کو حکم ہوا مقابلہ مسلمانان مین لشکر جاکر آثار دہ بدولت بھی کسی سردار زبردست کو برائے تنبیہ ملکہ مہرخ وغیرہ روانہ کرینگے یا خود آکر اپنے نام پر طبل جنگی بجوا دینگے اور ایک دن مین سب کا خاتمہ کرونگا یہان تمام اہل اسلام باغ زیور محل نشین سے فرصت پا کر آئے ہین بارگاہ مین سامان عیش و نشاط ہوگا صاحبقران کو بہت بھاری خلعت ملا آپس مین صلاحین ہو رہی ہین

کہ اب لوح کی کیا تدبیر ہو برق نے خبر دی حیرت جادو نے سر دربار جھنجھلا کر بمقدمہ لوح یہ جملہ بیان کیا باغبان
قدرت نے یہ فرمایا افراسیاب کو سودا ہوا ہے لوح کو کوئی توڑ سکتا ہے لیکن ہاں یہ خوب ثابت ہوا کہ جس
مقام محفوظ پر لوح کو اسنے رکھا رسائی ہماری دشوار ہوگی لیکن بقوت الٰہی وتائید فیوض نامتناہی لوح
طلسمی دستیاب ہوگی لیکن حقیقت میں خواجہ عمرو نے جو کار نمایاں کیے یعنی بشکل حیرت جادو حال لوح
طلسمی افراسیاب سے پوچھا اب افراسیاب ایسا دھوکا نہ کھائے گا اپنے ہمزاد سے بھی حال لوح طلسمی
نہ لیگا خواجہ عمرو نے اسد کو مطمئن کیا کہا بیٹا نہ گھبراؤ اپنا حال دل یاد کرو کہ تم بارہ ہزار قزاق لیکر جب
طلسم ہوش ربا پر چڑھ آئے وہ جوانان صف شکن بھی تھے راہ میں چھوٹے یکہ و تنہا تابہ شہر بارسیان پہونچے اکیلے ہی
صحرائے حیرت میں قید ہوئے اب اسوقت عنایت پروردگار سے پچاس لاکھ بلکہ اس سے کچھ زیادہ تمہارے
قبضہ قدرت میں ہیں فوج جرار سواران نامدار اراکین طلسم ہوش ربا تمہارے شریک ہوئے اسقدر عظم و
شان حاصل ہوا کہ یکایک افراسیاب بھی نہیں مٹا سکتا وہ مالک بے نیاز رب کارساز یہی سامان مہیا
کردیگا دامن مراد گلہائے آرزو سے بھر دیگا یہاں تو یہ ذکر ہوا اسد غازی کو جو بیقرار دیکھا سرداران نامور
نے تسکین دی لیکن حیرت جادو آکر داخل بارگاہ ہوئی مصور جادو نے حیرت سے کہا ہمارے ہم
طبل جنگی بجواؤ تصویریں تیار کرتا ہوں ایک ہی دن میں سب کا خاتمہ کردیگا حیرت جادو نے کہا تم جو فرماتے ہو
آپ باعث برکت صحبت ہیں سامری جمشید کے نواسے دشمنوں کے خون کے پیاسے صرف آپکی دعا کافی
ہے شہنشاہ فرماتے ہیں کہ بمقابلہ شیخ وغیرہ میں اترو ابھی طبل جنگ نہ بجوانا کسی ساحر زبردست کو روانہ
کرینگے وہ ایکدن میں سبکو گرفتار کرلیگا نمک حرام غلاموں کی کیا حقیقت ہے بحکم سامری جمشید سب کچھ ہو سکتا ہے
ابھی اشارہ کروں طنابیں آسمان کی زمین پر کھینچ دوں دیکھا تمنے کسطرح امید حصول لوح کی ٹوٹ گئی
جمشید نے سامان دکھایا مکار جادو لوح لیکر آیا شہنشاہ نے دریا میں پھکوا دیا اب میاں طلسم کشا ٹکریں ماریں
یہ ذکر تھا کہ آسمان پر برق چمکی ایک ساحرہ حسین آکر پہونچی ملکہ حیرت کو سلام کیا عرضی صنعت سحر ساز کی
ہاتھوں پر رکھکر پیش کی حیرت نے کھولکر پڑھا ملکہ صنعت سحر ساز نے بعد القاب شاہانہ تحریر کیا ہے اے خاتون
محل شہنشاہ اے زینت پہلوئے عالی جاہ واضح ہو کہ کنیزوں نے کئی مرتبہ مسلمانوں سے لڑنے کا ارادہ کیا
جیسے جیسے سحر تیار ہوئے آپ پر کھل چکے ہیں یہ بھی ظاہر ہو کہ ہاتھ سے عیاران اسلام کے میں نے بڑے بڑے رنج
اٹھائے اب اس کنیز نے حال لوح بخوبی دریافت کیا کہ شہنشاہ نے لوح طلسمی کو خاک میں ملا دیا میں تیاری

سحر میں معروف ہوں مرگوٹ پر بمشقت تمام ایک قصر سحر بنایا ہے تین کوس تک حصار کر دیا ہے بدون حکم ہمارے
کوئی تا بہ قصر سحر نہ جا سکے چند باتیں ابھی باقی ہیں اندر اسی ہفتے کے حاضر ہوکر طبل جنگی بجواؤنگی جو جنگ
میں نے تجویز کیا ہے اس طور سے مقابلہ کرونگی حضور ملاحظہ فرمائینگی عیار مکار خدا رد امن بھی کنیز کا نہ کچھ کرسکیگا
جو کچھ سامان ہوگا پیش نظر اقدس ہوگا یہ کنیز خیر خواہ عرض رسا ہے کہ ایک ہفتہ لڑائی موقوف رہے طبل جنگی
نہ بجوائیے شہنشاہ سے بھی عرض کر چکی فرمان شہنشاہ بنام اس خیر خواہ قدیم کے آگیا کہ تمہیں اختیار ہے پس
حضور سے بھی اطلاع کی ایک ہفتہ صحبت عیش و جشن مہیا رہے بعد ایک ہفتہ کے کل باغیوں کو خوار
کرونگی بی بہار وغیرہ کا مزاج پوچھونگی حیرت جادو عرضی صنعت کی پڑھکر پھول گئی کہا مرشد زادے سماعت
فرمایا ہماری قوت بازو زینت پہلو ساحران ہوش ربا میں سرفراز ملکہ صنعت سحر ساز ابدل و جان سے
معروف ہوئی سحر سامری مرگوٹ پر چٹکیر تیار کر لیا قصر عالی بنایا اب قصور نہ کرینگی حالات صنعت سے
ہم بخوبی آگاہ ہیں مقبول بارگاہ سامری و جمشید راز دار شہنشاہ ہوش ربا اسم باسمی سحر میں بے مثل و یکتا
نقارے خوشی کے بجنے لگے برق لشکر میں بصورت ساحر موجود تھا نقارے جو خوشی کے بجے ایک ساحر
سے پوچھا اس وقت باعث خوشی کا کیا ہے اُسنے بیان کیا کہ نامہ ملکہ صنعت کا آیا ہے اسی ہفتے کے اندر کر
مقابلہ کرینگی وہ ترکیب کی ہے کہ عیار اُس تک نہ پہونچ سکینگے یہ خبر وحشت اثر سنکر برق فرنگی بارگاہ مہرخ
میں آیا تمام کیفیت سامنے خواجہ عمرو کے بیان کی خواجہ عمرو کرسی پر جلوہ فرما تھے کہا ابے بچہ ان باتوں
کی کیا فکر ہے تجھسے کسنے کہا تھا کہ تو یہ خبر لیکر آ محفل عیش و راحت میں غم کا ذکر کیا جب حیرت افزا کی رنگینی دیکھا
جائیگا یہ تو بخوبی ظاہر ہے لشکر میں جو سب سے چھوٹا وہ بھی باون گز کا ہے ملکہ صنعت ہم بخوبی اُس سے
ماہر ہیں وہ بھی اس حقیر پر تقصیر غلام کو خوب پہچانتی ہیں کئی مرتبہ پنجے میں آ کر بچ گئیں اُنکی حیلہ سازی کو ماری گئی
خبردار تو ایسی وحشی خبر لیکر نہ آنا یہ فرما کر حکم دیا اسکی گردن میں ہاتھ دو برق کو ہمارے سامنے سے ہٹاؤ برق
نے کہا استاد ہم خود ہی جاتے ہیں آپ کیوں غصہ فرماتے ہیں ملکہ مہرخ نے برق کو اشارہ کیا اس وقت بابا
چلے جاؤ استاد نشے میں ہیں برق نے خود ملکہ بہار سے کہا استاد کی بات کا کیا اعتبار عیاری وغیرہ تو
کچھ ہو نہیں سکتی باتیں بناتے ہیں عمرو نے یہ سن لیا کہا کیوں بے ہم بڈھے ہو گئے دیکھ کر کو ٹانگ پکڑ کے کھینچ
برق تڑپ کے بھاگا مہرخ نے خواجہ کا ہاتھ تھام لیا کہ استاد جانے دیجئے آپکا شاگرد ہے بیہودہ بکتا ہے برق تو
ٹہلتا ہوا بیرون لشکر آکر ادھر ادھر دیکھا سامنے سے مہتر چالاک بن عمرو آتا ہے چالاک نے برق کو دیکھا

کیون ست صاحب اسوقت کس فکر مین کھڑے ہو برق نے کہا اے مہتر والا گہر استاد کی عقل مین نہ آیا بردقت
عقدے مین رہتے ہین صنعت سحر تیار کر لی صبح وشام مین آیا جاتی ہی اسکی فکر واجب ولازم ہی استاد جانے
یا ہمین ہم ملکہ حرامزادی کو مارین چالاک نے کہا بھائی برق قبلہ وکعبہ کی باتونکا خیال نکرو انکا نام ہو گیا ہی یہی
باتین بنایا کرتے ہین لوگ کہ عیاری ہو تو کیفیت کھلے آنے دو صنعت حرامزادی کو ہم تم صلاح کر کے مار لینگے
قبلہ وکعبہ سے کیا ہوتا ہی اسد غازی انکے فرزند ہین یہان بات خوب بنی ہوئی ہی ہم دونون
ملکے مین اونچی دوکان پھیکا پکوان ان دونون نے آپسمین صلاح کی جانسوز آئے انھون نے کہا بھائی
ہم بھی تمھارے شریک ہین کہ ضرغام بھی آئے چارون ملکر صلاح کرنے لگے کہ جنگل سے تیر کے دھوکے کی آواز آئی
دیکھا صاحب بندہ گان مہتر قران تشریف لاتے ہین قران نے چالاک و برق و جانسوز و ضرغام کو
دیکھا ہنس ہنس کے صلاحین کر رہے ہین قران کو سب نے سلام کیا قران نے پوچھا آج کیا صلاح ہو رہی ہی
برق نے کہا خلیفہ صاحب ہماری خرافات کرینگے استاد بھی یاد کرین کہ برق نے کیا کار نمایان کیا شہزادے
چالاک کو ساتھ لینگے صنعت سے جی چھڑا دینگے قران نے برق کا کان لیا کہا کیون بے تو نے استاد کو تو
ایسا سمجھا ہی عمر بھر ایڑیان رگڑتے مر جاؤگے مثل خواجہ عمرو کے ایک عیاری نکر سکوگے کیا باغ زمرد محل نشین
مین کیا کام کیا عیاری نہ تھی کرامات دکھائی برق وچالاک نے منھ پھلا لیا کہا جی ہان ہوگا قران نے
کہا بھائی مین تمھاری شرکت نہین کرونگا برق نے کہا آپ کو شریک کون کرتا ہی قران ہنستے ہوئے
طرف بارگاہ مہرخ کے چلے یہان ملکہ مہ جبین نے حکم دیا وقت آخر ہو دن تھوڑا باقی ہی سائبان زرنگاری بیرون بارگاہ
آراستہ ہو سب صاحب چلکر وہان تشریف رکھین بموجب ارشاد فیض بنیاد ملکہ عالم سائبان زرنگاری کھنچا
تخت پر ملکہ مہ جبین گرد سرداران عالی مقدار ساحران نامدار ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ سرخ مو سے کاکلشان و ملکہ یان
سحر انگن وغیرہ آکر متمکن ہوئین پھر شہسوار عرصۂ کارزار اسد بن کرب غازی پہلو مین شاہزادہ صندلان
صندلی پوش عاشق جمال صندلان ملکہ کو سجاد و ایک محمل نشین شوہر اسکا لاہوت جادو جہ ساحران
نامدار نگلہائے زرین پر متمکن منتظم لشکر اسلام صاحب شوکت ولیاقت باغبان قدرت سامنے تخت شہنشاہی
کے حاضر ہی یہ خبر حیرت کو ہو چکی کہ بیرون بارگاہ مہ جبین نے لشکر آراستہ کیا ہی یہ بھی باہر نکل آئی تخت
یاقوتی آراستہ ہوا بصد شوکت وصولت تخت پر آکے بیٹھی کل وزرا و امرا نے چار جانب سے آکے گھیر لیا
دور اسرداران کا بندھا حکم دیا ناچ شروع ہوا رقاصان پری طلعت روبروے تخت حیرت آکر ناچنے

ار نے رنگین نشے مین شراب کے حیرت جادو اُسکا حسن عابدکش زاہد فریب چہرہ رشک آفتاب زیور نایاب باتون مین شوخی آتش رخسار کی گرمی سب سردار۔ نگاہ حیرت جمال حیرت کو دیکھ رہے تھے پانچون عیار بچیان بانہاے عیاری سے آراستہ مثل حواس خمسہ خدمت مین حاضر ہین پانچون عاشق مزاج شوخ و شنگ اپنے اپنے حسن پر نازطرز معشوقی مین سرفراز حیرت نے رقاصہ کو اشارہ کیا کوئی غزل معقول گاؤ اُس بت طناز سیمین گل اندام نے گنگنا کے یہ غزل عاشقانہ مومن دہلوی کی شروع کی غزل

ٹھانی تھی دل مین اب نہ ملینگے کسی سے ہم — پر کیا کرین کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم

ہنستے جو دیکھتے ہین کسی کو کسی سے ہم — منھ دیکھ دیکھ روتے ہین کس بیکسی سے ہم

ہم سے نہ بولو تم اسے کیا کہتے ہین بھلا — انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم

اُس کو مین جا مدینگے مدد لیے ہجوم شوق — آج اور زور کرتے ہین بے طاقتی سے ہم

صاحب نے اُس غلام کو آزاد کر دیا — لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم

بے روئے مثل ابر نہ نکلا غبار دل — کہتے تھے اُنکو برق تبسم ہنسی سے ہم

منھ دیکھنے سے پہلے نہ کس دن وہ صاف تھا — بے وجہ کیون غبار رکھین آرسی سے ہم

لے نام آرزو کا کہ دل سے نکال لین — مومن نہون جو ربط رکھین بدعتی سے ہم

حیرت جادو نے مسکرا کر کہا کوئی غزل زیب النسا مخفی کی سناؤ صاحبان جلسہ عفت شاہزادیان اُس پری طلعت کے کلام کو بہت پسند فرماتی ہین گانیوالی تعلیم یافتہ حسب حیرت بڑھی لکھی ہاتھ بڑھا کے غزل مخفی عفت حسن جمال مین شروع کی ہاتھ بڑھا بڑھا کے بتانے لگی بالحان اس غزل کو گانے لگی

غزل زیب النسا مخفی

کسی در ملک خوبی صاحب تاج	بہ پابوس تو خوبان جملہ محتاج	بدست کس نیامد چین زلفت
رسیدہ پایۂ حسنت بمعراج	بہ زلف تو بازلف پریشان	متاع کفر و دین شد کرد تاراج
اگر خال خراج حسن گیری	بہ بست یوسف مصری دہد باج	اگر پابند عشقت دل نے بود
ز اقلیم بدن سیکرد ملا خراج	بخون بے گناہان سعی کم کن	بکن روشن چراغ حکم محتاج
ز طوفان سرشک دیدہ مخفی	شد آخر دامن سن بحر مواج	ان اشعار کو پڑھ کر دامن حیرت کا

تھام کے چلنے لگی اسطور سے بتایا کہ اہالیان محفل وجد مین تھے حقیقت مین حسن و جمال پر حیرت کے دیکھنے والے

دلفریبہ گانیوالی کا زلفین عنبرین حیرت کی جانب اشارہ کرکے پریشانی ثابت کی اور سر جھکا کے منھ ڈھک لیا لیکن
بھرا محفل مین صدائے آہ و واہ بلند ہوئی صرصر صبا رفتار سے کہتی ہے حقیقت مین اس وقت یہ گانیوالی
کمال کر رہی ہے لیکن اس لنگوڑے ساربان زادے کا گانا ایسا ایسا سنا ہے کہ کسی کا آپ کا ناپسند
نہیں آتا اور بجائے کلیجہ نکال لیتا ہے وہان بھی بیرون بارگاہ جلسہ ہے بڑی صحبت ہے بجز اسکے آئے
ہین یقین ہے عمرو سے فرمائش ہو سب عمرو کے گانے کے مشتاق ہین شاید لنگوڑا ہی بجائے چلو تو اصبا تماشا
وہان کا بھی جلسہ دیکھ آئین صبا رفتار نے کہا ہر رنگ مین لنگوڑے عیار ہمکو تمکو پہچان لیتے ہین
ایسی لنگوڑے باتین بناتے ہین طبیعت پریشان ہوتی ہے ابھی راہ مین مجکو مہتر قران ملگیا تھا ہاے
واسے کرنے لگا تو مین نے چاہا کہ کھینچکر جا پڑون وہ لنگوڑا خود ہی سر جھکا کے دیتا تھا لیکن حقیقت
مین بڑا جری بہادر عیار ہے اسکے قدم سے نام عیاری روشن ہے بڑے بڑے ساحرون کو آخر
مار اکس قیامت کا تندہ چلتا ہے صرصر نے کہا سب کچھ ہے لیکن عمرو کا شاگرد ہے باغ زلو محمل نشین
ہین میان قران عمرو کو نہ پہچان سکے چت پٹ ہو گئے صبا رفتار نے کہا آپس مین کہی بدی
ہوگی شمیمہ لقب زن تڑپ کر آگے بڑھی اسنے کہا حضور خفا نہون تو مین عرض کرون جسکا عیاری
نام ہے وہ برق فرنگی کا کام ہے نام عمرو کا روشن کرتا ہے مثل مشہور ہے لڑے سپاہ نام افسر کا سیان عمرو کو بنا کے
شہزادہ با شمشیر آرہ سنگ انداز بھڑک کر بولی بہتر ضرغام شیردل عیار طلسم کشا صاحب شرم و حیا بے مثل و
بے نظیر طرار فرار خنجر گذار الیش بڑے بڑے کام کرتا ہے شاہین چنگل اکتا ہنس پڑی کہا ہاں جو جانسوز بن
قران عجب عیار نامدار ہے اپنے اپنے عاشقو کی تعریفین کر رہی ہین صرصر نے منھ پھیر لیا کہا یہ سب عمرو
کے بنائے ہوئے ہین تمام عالم مین مشہور ہے ایک لاکھ چوراسی ہزار پیک بچہ خواجہ عمرو کا خدمتگار ہے
ایسا کون نامی و نامدار ہے یہ باتین حیرت نے سنین کہا بوا صرصر کیا تکرار ہے کہا حضور عیارون کا ذکر تھا مین نے
یہ کہا کہ عمرو سب کا استاد ہے یہ سب صاحب اور کچھ فرماتی ہین شاید ایسا ہی ہو مجھے کیا کام حیرت
نے مسکرا کے کہا عمرو کا نام دم سے چالاک کے روشن ہے بڑا عیار یکتائے فن ہے اسی طرح سے ذکر محفل مین
درپیش ہین کہ یکایک آسمان سے لکۂ ابر سفید پیدا ہوا رعد کی گرج برق کی تڑپ نہایت تکلف سے چرخ
کرتا ہوا قریب لشکر حیرت آکر ٹھہرا حیرت نے سر اٹھا کر دیکھا فرمایا شاید کوئی سردار زبردست آتا ہے ابر
شق ہوا ہزارون برگ چمن ٹوٹ کر زمین پر گرے وہ خوشبو آئی کہ دماغ جان معطر ہو گیا ملکہ حیرت کی نگاہ پڑی

عمارتیں بھی جا بجا بصورت میدل حاضر ہیں دیکھا کئی ہزار کنیزان زرین پوش اپنے اپنے حسن میں یکتا ایک ایک گلعذار ماہ رخسار تخت یاقوت احمر پر ایک شاہزادی شکل ستارۂ سحری زیور میں بھو لینے لدی پھندی چہرۂ ماہ تاباں پیشانی نور آگین جبین مہ جبین بوٹا سا قد مہیان گلے کا ہار سر و گلزار سے قد زیبا کو کیا مثال لعل وہ ایک آزاد کردۂ باغ حسن و خوبی پھولوں کی رنگت روبروے عارض انور اڑی جاتی ہے جسم میں بھینی بھینی بو خوشبوے مشک و عنبر شرماتی ہے زلف رسا تا کمر کاکلیں چہرے پر آراستہ جنبش نگاہ گیسوں کا دھوکا حجاب اپنے عارض انور پر لیکن نور ظلمت کا نقشہ معلوم ہوا بوے زلف معنبر سے سارا میدان لبا ہوا عطر آگین مشک بیز سلسل

معبر معطر بہ قول شاعر غزل در صفت زلف عنبر بین

میں دیکھ کر یہ طول نہ کیوں ہوں فدائے زلف — جز ابتدا نظر میں نہیں انتہائے زلف

حسرت ہی رہ گئی دل عاشق میں ہائے ہائے — شانہ نے کچھ بیان نہ کیا ماجرائے زلف

یارب دراز ہو شب ہجران سے بھی زیاد — رہتی ہے یہ دعا مرے لب پر برائے زلف

عاشق کے دل کو فکر دولت سے نہیں فراغ — شانہ بھی سر لگائے ہوئے ہے قفائے زلف

عاشق کو دیکھو دیکھ کے ہوتا ہے پیچ و تاب — ثابت نہیں کسی کو ہے کیا مدعائے زلف

بخشا جو بے قراری خاطر نے انتشار — ہم سے کہتے کہتے بھول گئے ماجرائے زلف

میری بھی داستان کو اسی طرح طول ہے — جس طرح ہے دراز ترا ماجرائے زلف

دیتا ہوں اپنی جان اگر کیجے قبول — رکھتا ہوں اور کیا جو تمھیں دوں بہائے زلف

پائی تمھارے سر پہ جگہ واہ رے نصیب — کیا ان دنوں ہے اوج پہ بخت رسائے زلف

اللہ رے ضبط عاشق بیچارہ مر گیا — اتنا بھی اسکے منھ سے نہ نکلا کہ ہائے زلف

کج ہے ہجوم شوق بھی ہے قہر اے نسیم — کیا کیا بلائیں سہتے ہیں ہر شب برائے زلف

زلفوں کے پیچ و تاب ابروے خمدار رشک ہلال شب عید ہیں نزدیک طبع روشندلاں پیشانی لعبتیں [illegible] خنجر کیوں کلیجے پر زخم کھاؤں یا بچہ اصفہانی موے ابرو جوہر ہیں دندان درج دہان میں رشک گوہر ہیں لبوں سے معجز نمائی ظاہر آب چاہ ذقن طیب وطاہر نزاکت میں بے نظیر وہ حور پیکر پری وش تخت سے اتری ملکہ حیرت جادو کو تسلیم کی ملکہ حیرت نے ہاتھ پھیلا دیے سینہ سے لگا کر فرمایا اے ملکہ حسین سحر ساز صاحب کرشمہ و ناز کیونکر آنے کا اتفاق ہوا عرض کی کنیز نے سنا کہ آج کل حضور کو بڑے ملال میں

بی بہار دخترہ کے بڑے جاہ و جلال مین سر پیٹنے کی جگہ ہو حضور دنیا کا خون سفید ہی بہنین حلوم آہین کیا
عجیب ہی بی بہار آپ کی دشمن ہو مین سنتی ہون کہ زمانے کا رنگ بدلگیا لوح پر بڑی بڑی افتادین پڑین بی بہار
صاحب طلسم کشا کو دے بیٹھین ذرا مجھسے تو بیان کیجیے کیا سحر کے گذرے ملکہ نے اپنے پہلو مین کرسی رکھوا
دی کہا بی بی تم یہ حال سُنکر کیا کرو گی سب انتظام ہو چلے دشمنو کی جان کر خوب دیکھے اب اُن سب سے بالا دل
ہوا چاہتی ہی تمھاری مادر مہربان ساحران طلسم ہوشربا مین ممتاز ملکہ صنعت سحر ساز جا کر [illegible]
مین قصر سحر بنا کے حصار تیار کیے اب اُنکا نامہ آیا قسم دے کر لکھا ہو کہ اب آپ طبل جنگ نہ بجوائیے مین امداد کو نفس نفیس
کے آتی ہون باغیون کو مزا چکھا دونگی مثل باد خزان آ کر آ کے گرد نگی حسین نے کہا مادر مہربان کئی مرتبہ
زندگی مین یا پہلے ہی مرتبہ قصد کیا ہی حیرت نے ہاتھا کوٹ لیا کہا بی بی کیا کہون گھوٹے عیارون نے ناک
مین دم کیا ہی ملکہ صنعت نے بڑے بڑے سحر کیے سب سردار عاجز ہوئے کوئی انکے سحر کو نہ روک سکا کوہ
نے اپنے سردار بھیجے لیکن عیارون نے ایسا ستایا ہر مرتبہ ملکہ نے ملال اُٹھایا اب اسی واسطے انھون
نے یہ تدبیر کی ہی کہ عیار مجھ تک آئنگے سردارون کا گرفتار کرنا کتنی بڑی بات ہی حسین نے عرض کی آپ
والدہ کی تکلیف کی کچھ ضرورت نہین ہی حضور میرے نام پر طبل جنگی بجوائین مین سب سے سمجھ لونگی سب سے
زیادہ مجھے بی بہار صاحب کا خیال ہی میرے طور کے سحر اختیار کیے ہین بہت پھول گئی ہین باغ بناتی
ہین یہ تو سحر ہمارا ایجاد کردہ ہی ہمارے باغ چلکر دیکھیے کیسے گلہائے رنگا رنگ نخلہائے سایہ دار درخت
لطیف عندلیبان ظریف تمام باغ پر بہار عروس چمن کے بناؤ جوانان گلشن کے نکھار ایک ایک چمن بینظیر
گل مہتاب رشک ماہ منیر نرگس شہلا آنکھ دکھاتی ہی چشم معشوق شرماتی ہی شراب شبنم کے دور صبا کی مستانہ
چال ہر نخل سرسبزی سے نہال بی بہار ایسے سحر کیا جانتی ہین کبھی کوئی باغ بیخزان بنایا کسی کو رنگ شعبدہ
دکھایا حیرت نے کہا بی بی تم میری وزیرزادی کی صاحبزادی ہو کیا تم کو جھوٹا کرون بہار نے ایسے ایسے سحر
کیے ہزارون کے قلب الٹ دیے سیکڑون نے اپنے گلے کاٹ ڈالے مرشد زادے ہمارے مصور جادو
مثل تصویر خاموش بیٹھے اشعار عاشقانہ پڑھتے تھے جان دینے پر راضی اگر افراسیاب آتا تڑپ کے مر جاتے
حسین نے مسکرا کر جواب دیا ہان حضور بیکار کی بن ہین وہ بڑی پرفن ہین میدان کارزار مین کیفیت طبل جنگی کی
جو خوب ہلا دون و حضرت صنعت فرمائیے گا کہ تنکے جوڑ دون بھائی کو بھائی سے لڑوا دون آخر حیرت نے کہا بی بی
اپنی بارگاہ مین جاکر بیٹھو مین مناسب سمجھونگی تو شام کو طبل جنگی بجوا دونگی حسین یہ کہکر اٹھی اگر حضور شب کو

شب کو طبل جنگی نہ بجوائینگی تو یہ دن عرض معروض وقت سحر بی بہار کو ٹوکونگی ملکہ حیرت خاموش ہو رہی
جب حسین جاچکی وزیر زادیوں سے کہا دیکھو صاحبو چھوکری بڑی ضدن ہے اگر کوئی افتاد پڑے تو بی صنعت
شکایت کریں کہ میری صاحبزادی کو نہ روکا وہ اپنے سحر میں بھولی جاتی ہیں بوا بہار سے مقابلہ کیا کرتی ہیں
وزیر زادی نے کہا حضور آپ ایک نامہ بی صنعت کو لکھیے صاف صاف تحریر فرمائیے آپکی صاحبزادی بی بی
بہار سے مقابلہ کو کہتی ہیں ہمنے لاکھ منع کیا نہیں مانا ہمارے کہنے کو خلاف جانا خوب آگاہ ہو کہ بہار کالا ناگ ہے
اسکو آگے نہیں ڈسا کہاں کہاں زہر نہیں لگا تنکے چنوا دینا اسکا کام ہے پورنگ باغ سحر میں اسکا نام ہے تم صاحبزادی کو
لکھ بھیجیے کہ بدون ہماری اطلاع طبل جنگی بجوانے کا ارادہ نہ کریں بی بہار سے نہ لڑیں یا اپنی ماں کی تحریر دیکھکر
اپنے امل کرینگی اسقدر نہ غل کرینگی حیرت کو یہ بات پسند آئی اسی مضمون مذکور کا نامہ بنام صنعت لکھکر
اپنی کنیز کو دیا کہا گلشن تجھ بی صنعت کو زبانی بھی سمجھا دیکہ صاحبزادی کو روکیں گلشن نامہ لیکر چلی برق
کھڑا دیکھ رہا تھا گلشن کا پیچھا کیا ٹہلتا ہوا چلا جب گلشن جنگل میں پہونچی برق فرنگی نے روغن عیاری کا
لگا کے صرصر کی شکل بنکر تیار ہوا آگے بڑھکر سایۂ نخل میں ٹھہرا گلشن بھی پہونچی صرصر کو دیکھکر پکارا تو ادھر
کہاں کھڑی ہو برق نے پلٹ کر کہا حضور حال نہ پوچھیے آجکل پھر ہمکو مرنے جینے سے کام ہے عیاروں کی
فکر میں نکلی ہوں تم کہاں چلیں برق نے گلشن کو باتوں میں لگایا جب گلشن نے منہ پھیرا حلقۂ کمند کے
گلے میں ڈال دیے حباب بیہوشی مارا گلشن بیہوش ہو کر گری گلشن کو درۂ کوہ میں ڈال دیا رنگ روغن
عیاری کا لگا کر بصورت گلشن آراستہ ہوا نامہ پاس سے اسکے لے لیا صنعت کی طرف سے پشت پر جواب
لکھا نور نظر پارۂ جگر طول عمرہ بعد دعائے ترقی حسن و جمال و ماہ فلک جاہ و جلال ہو بعد کامل حرج افسونگری
ای نیر برج ساحری تمھارا حال ہمپر خوب روشن ہے لیکن بی بی میں قسم کھا چکی ہوں معروف عیش و نشاط ہو
طبل جنگی نہ بجواؤ ہم آکر اپنے سامنے بہار سے تمھارا مقابلہ کرائینگے بیشک تم بہار پر غالب آؤ گی لیکن خبردار جنگ
کرنے کا ارادہ نہ کرنا خوب بڑا سا مضمون برق نے لکھا لفظ لفظ سے الفت مادری ٹپکتی تھی اس کاغذ کو لیکر
جھولی میں رکھا طرف بارگاہ حیرت کے چلا بلا تکلف بصورت گلشن لشکر حیرت میں داخل ہوا ہر چند کہ ڈر لگا
ہے کہیں صرصر نہ آجائے لیکن دل سے کہتا ہے کہ سمجھا جائیگا سینہ سپر کر کے بارگاہ حیرت میں آیا حیرت نے
کہا کیوں بی گلشن جلدی پلٹ آئیں برق نے کہا حضور میں بارگاہ تک نہیں گئی جنگل میں تھکا رکھیل رہی
تھیں نامہ پڑھکر بہت خفا ہوئیں اسکی پشت پر لکھ دیا حیرت نے لیکر پڑھا مضمون مسطور مندرج تھا حیرت

بہت خوش ہوئی کہا لو گلشن یہ نامہ جاکر بی حسین کو دو زبانی بھی خوب سمجھا کر بی طبل جنگی بجواؤ گی تو
اماں جان بہت خفا ہونگی برق نے کہا حضور مین بخوبی سمجھا دونگی حیرت نے نامہ دیا برق بصورت
گلشن اٹھلاتا ہوا طرف بارگاہ حسین کے چلا راہ مین سب نے دیکھا گلشن کنیز ملکہ حیرت کی ایک ایک سے
جھگڑتی ہوئی جاتی ہے کسی کا منھ چڑھا دیا کسی کے چٹکی کاٹ لی کسی کو انگوٹھا دکھا دیا کسی کو ہنسا دیا کسی کو
رولا دیا دیکھنے والے بچھڑے جاتے ہین کہ دیکھو حسن پر گلشن کے بہار ہے کیا نازنین قطعدار ہے ملاحت رو رنگا رہی
عالم سینے پر کیا ابھار ہے برق ایک ایک کو گالیان دیتا ہوا جھپٹتا نگاہوں مین کئی جاتے ہین گو ٹھٹکے
نظر لگاتے ہین در گور گھورنے والون کی آنکھین تیم ہوجائین نگوڑے بھڑوے ٹٹولتے پھرین اندھے ہو کے
کنوئین مین گرین حسین سے کنیزون نے عرض کی کہ بی گلشن آتی ہین ملکہ حیرت نے شاید آپ کی مادر مہربان کا
نامہ لکھا تھا جواب آگیا حسین نے کہا آنے دو دیکھین آئی جان ہے ہنین ڈرتی کنیزون نے کہا نہین حضور
بزرگون کی بات کا ماننا ضرور ہے کہ گلشن سامنے آئی حسین کو سلام کیا نامہ ہاتھ مین دیا گلشن کو کرسی دی برق
بلا تکلف اکرسی پر بیٹھا کہا اے ملکہ عالم آپنے اپنی بارگاہ مین کچھ انتظام نہین کیا ایسا نہو کسی کی صورت بنکے
عیار چلے آئین دشمنون کو آنا ہوتا ہین حسین ہنس پڑی کہا بوا گلشن دیوانی ہوئی ہو یہان کون عیار آکر
کیا کریگا آئیگا تو جوتیان کھائیگا اچھا حضور نامہ پڑھیے حال کھلجائیگا حسین نامہ پڑھکے بہت جھنجھلائی کہا
امی جان کو سودا ہوا ہے مین ضرور بہار سے لڑونگی بی حیرت نے مجھے دبا ڈالا میری مان کا نامہ منگا دیا اب تو
مجھے ضد ہوگئی ضرور مسلمانون سے مقابلہ کرونگی برق نے کہا آپ کیون غصہ کرتی ہین آپکے اختیار ہے جس سے
چاہیے لڑیے کسی کو کیا دخل ہے گانا سنیے حسین نے کہا بوا گلشن مجھے گانا سننے کا بڑا شوق ہے ہماری عشق بالی
کو بلاؤ دیکھو بی گلشن ہماری خواص خاص علم موسیقی مین طاق شہرۂ آفاق ہے کنیزین دوڑین ایک نازنین
سامنے آئی مسکراتی ہوئی زلفین عارض پر بل کھا رہی ہین نازک مزاج ملکہ حسین سے پوچھا کہ کیا حکم ہے
حسین نے کہا بی گلشن کو گانا سناؤ اسنے اسی وقت ساز درست کرایا خوب خوب گائی سب نے تعریف کی
لیکن بی گلشن بھولی بیٹھی ہین کچھ تعریف نہ کی حسین نے کہا کیون بی گلشن ہماری خواص کیسی گائی گلشن نے
کہا حضور بے سری ہے حسین کو بہت ناگوار ہوا کہا بی گلشن تم بھی کچھ جانتی ہو گلشن نے کہا حضور ہان کچھ آتی
ہا مگر شاہین کاٹ کے پاۓ کا نہ رونا کسی نہین آتا خواص نے بھی کہا حضور بی گلشن کا گانا سنیے بڑی ترکی
مین برق تڑپ کے سامنے حسین کے کھڑا ہوا کہا حضور سنین لگنا کے برق نے مین مارنے لگا بجلی چمکنے لگی اگر

اڑانے لگا ساون گانے لگی کبھی ٹھمریاں گاتی کبھی بتانے بتاتے یہ غزل شروع کی غزل

عقل نے الفت دیدار صنم نے کھو دی
وصل کی رات شکایات میں ہم نے کھو دی

گھل کے مرجانے کا پھل پایا تو الفت جسم
کر لحد نشتر مژگاں صنم نے کھو دی

گرد عصیاں سے نہیں پاک دل دنیا دار
اس نگینے کی جلا نقش درم نے کھو دی

وصل خوش کر نہ سکا چھایا ہو ایسا غم ہجر
تھی جو تریاق کی تاثیر وہ سم نے کھو دی

ایک کاسے پہ کیا سارے جہاں کو بہمات
تھی جو کچھ جام کی توقیر وہ جم نے کھو دی

سوجھتا کچھ نہیں رونے کے سوا اب مجکو
روشنی آنکھ کی اس وجہ ورم نے کھو دی

صدق و کذب ایک سے شاکی ہیں بجا کاذب ہے
سچ تو سچ جھوٹ کی بھی قدر قسم نے کھو دی

سیم اور زر کی محبت ہے بتوں کی الفت
گوہر دین کی ضیا جبکہ درم نے کھو دی

ای شباب ایک تو پیری میں بھی راحت پائی
تھی تواضع میں جو تکلیف وہ خم نے کھو دی

کس نے کی جان قبول اس سے جو کہتا ہے کوئی
ہنس کے کہتا ہے وہ بیباک کہ ہم نے کھو دی

ایسی برق نے جو تانیں لگائیں حسین نے موتیوں کا مالا اتار کر دیا کہا ای گلشن کیا کہنا تمھارے سامنے کون ہمسر ہو سکتا ہے گلشن نے دست بستہ عرض کی حضور دربار میں ملکہ حیرت جادو کے کمال کی بڑی خواہش ہے لاکھوں روپیہ اپنے صرف کرتی ہیں کاملوں کو ہم لوگوں کو سکھاتی ہیں ہم لوگ بھی کام کرتے کرتے نگاہ میں اڑا لیتے ہیں حضور عمرو عیار جو مشہور ہے لُٹنے دربار میں ملکہ عالم کے آکر عیاری کی ایسا کمال کیا کہ سبکے ہوش اڑ گئے ایسی معقول ساقی گری کرتا ہے کسی کو باقی نہیں چھوڑتا میں نے بھی آنکھوں سے دیکھا ہے جنگ اکلایا حسین نے کہا ساقی گری بھی کوئی چیز ہے شراب کا لانا برق نے کہا نہیں حضور بڑے کمال کی بات عیاری کی گھات ہے پیشواز پہنکر ناچنا ہے منھ سے گانا ہاتھ سے بتانا سر سے لاکر شراب پلانا قطرہ نہ گرنے پائے راضی ہو جاے میں بھی اسوقت امتحان کروں حسین بہت خوش ہے کہا ہوا گلشن اگر دس جام گر پڑیں آپ کا بھی انجام بخیر ہو تو انتہا کا کمال ہے برق نے کہا نہیں حضور گرنے کیونکر شرط بدکے میں بھی اس کام کو کرونگی حسین نے کہا میں حیرت سے کہکے تمھیں مانگ لونگی گلشن کی وجہ سے بڑی دل لگی رہیگی برق نے کہا ہم ایسے ہر جا حاضر ہیں خوب آپ کو راضی کرینگے حسین نے پیشواز اپنی منگوا کر دی برق نے سب جسم کی زیور بھی حسین سے مانگ کر پہنا کہا حضور کچھ بجانے کی مجھے دیجیے جب ہم ساقی ہوں تو کوئی باقی رہ جاے

حسین نے خوشی مین کنجی میخانے کی حوالے کردی برق نے تخیل تمام شراب کو خراب کیا بیہوشی
ملائی چند گلابیان آراستہ کر کے بارگاہ مین لایا حسین نے کہا دیکھو صاحب کس سلیقے سے شراب لائی ہو
نہ پیتا ہو اسکا بھی جی چاہے برق نے پہلے تو ناچنا شروع کیا ایسی گت ناچا اہالیان محفل ٹکٹکی لگا کے ہر ہر دو
دکلان تعریفین کر رہا ہے برق نے اہالیان محفل کو پامال کر ڈالا ناچتے ناچتے جھپکا جام مے سے لبریز کیا اٹھا کر
سر پر رکھا ٹھوکرین لیتا ہوا چلا اپنے کمال پر نازان یہ ساقی نامہ ورد زبان ساقی تھا

ساقی سامان طرب کا دکھلا	مجرانت النسب کا دکھلا	ہو شیشہ بحل چشم سے ناب
انکھین مجھین جائے فرش کمخواب	پشواز ہو صراحی سے زر	محرم کی کٹوریان ہون ساغر
غمزہ ہو شراب ناب کا جوش	گھونگٹ نے دست رند مے نوش	گھنگرو قطرے شراب کے ہون
ڈورے چشم کباب کے ہون	طبلہ دست سبو بجائے	بانگ قلقل ترانے گائے
سارنگی ہو شیشہ مے رز	ہو سیخ کباب صورت گز	ساغر کرین جل ترنگ سے ساز
قفین ہون بجرے کی ہم آواز	جو مست ہو تالیان بجائے	رقص اپنا چھلک کے ہو دکھائے
ساغر کرین وجد مست ہو کر	تانین توڑین شکست ہو کر	یہ ساقی نامہ اشعار ستانہ جو برق نے

گائے اہالیان محفل کے منہ مین پانی بھر آئے اگر زاہد صد سالہ ہوتا جوش مین قصد کرتا کہ ایک جام پیون
ساقی ماہ رخسار کا بوسہ لون ملکہ حسین سحر ساز تڑپ رہی ہے کہتی ہے آج گلشن نے محفل کو باغ و بہار
کر دیا برق فرنگی کا ناز و کرشمے دکھانا آتش تن سے تانین لگانا اشعار صفت شراب مین گانا اس مطلع کو
کس دھوم سے گایا مطلع

ساقی بنور بادہ برافروز جام ما	مطرب بگو کہ کار جہان شد بکام ما

حسین تڑپتی ہے کہ جلد جام شراب میرے پاس لائیے جام پیون انعام مین اسکو کنٹھا یاقوت احمر کا دون
برق فرنگی بتلا رہا ہے اہل محفل کو قتل کیے ڈالتا ہے کبھی سینے پر ہاتھ رکھتے سسکیان بھرتا ہے اور گھڑی
شروع کی دوچند بیتو جانے لوگون پر چھریان پھر رہی ہین اہالیان دربار حسینون سے خواستگار حاضر
ہین چاہتے ہین گلشن کو بٹھا لین اس ناز و کرشمے سے فرنگی نے اسوقت رنگ جمایا کہ من خنجر لگا ہوا دل مین ہے
کہ سارے جلسے کو بیہوش کرون حسین سحر ساز کو قتل کر کے بھاگون صنعت کی کمر ٹوٹ جائیگی ساری کی گرد
بیٹھ لیگی آج استاد تعریف کرینگے اہل اسلام ام محبت کا جاری بحر ہے بیان کچھ نئی عیاری صاحب پہونچ سکا ہو برق

جاتا ہی کہتا ہی حضور کچھ فرمائیے سحر مجھ پر سے اُتار دیجیے میرے پانون ٹوٹے جاتے ہین حسین نے کہا
بھلا مکار اب مین تجھکو چھوڑدونگی جلا جلا کے مارونگی مین نے کسی سے لڑی نہ جھگڑی تو نے مجھ پر عیاری
کی برق نے کہا حضور ہم لوگون کا یہی دستور ہی میرا کیا قصور ہی شعلہ جادو مصاحب حسین
بھڑک اُٹھی کہا واری آپ کیون اس نگوڑے سے زبان لڑاتی ہین دیکھیے کیسا ٹر ٹر باتین بناتا ہی
اپنے حقوق جتاتا ہو کہتا ہی مین نے سالار جادو کو مارا اچھا کام کیا مین ابھی اسکو قتل کراتی ہون
میرے مقدمہ مین آپ دخل نہ دیجیے اگر یہ زندہ بچ گیا اور عیارون کو حوصلہ ہوگا ابھی سر کاٹکر اسکا
نخل مین لٹکا دیا جاے لاشہ تشہیر ہو سب عیار آگاہ ہوجائین آپ کے لشکر کی جانب مُنھ کرکے
نہ سوئین نگوڑے اپنی جان کو روئین یہ کہکر آواز دی جلاد کو بلاؤ برق نے جو دیکھا بی شعلہ رخسار
بہت گرم ہین جب تو برق بلبلا کر کہا بی شعلہ رخسار تمھاری قضا آگئی مجھکو بے وارث نہ جانیے گا ایک
لاکھ چراسی ہزار بھائیون کا بھائی ہون خدا اُستاد کو سلامت رکھے اگر میرا ایک موے جسم کم ہوا تمام
دربار کو خون سے لال کردینگے تمھارے لشکر بھر کو پامال کردینگے اور تمھارے دربار مین کیا مین اکیلا
آیا ہون چالیس بھائی میرے داخل ہین کوئی چوبدار کوئی حاجب کوئی دربان کوئی کنیز بنکر آیا
ہی کوئی دارو غہ دم بھر مین تمھاری بارگاہ اُٹھتے ہین خلیفہ مہتر قران نے نقب لگائی ہی فتیلے کو آگ دیا
چاہتے ہین ذرا جان بچاؤ اسی مین خیر ہی کہ مجھکو چھوڑدو ابھی بارگاہ اُڑ گئی سب جلکر رہجائینگے مالک تم
ہماری کچھ نہین کہتی وہ تو قدردان ہین آپ جلاد کو بلاتی ہین اچھا بلائیے شعلہ رخسار کانپی کہا حضور
بلا سے اسکو چھوڑدیجیے زمین کا انتظام کیجیے حقیقت مین ایک ساحر فولاد بیہوشی خوار آیا تھا بارہ چیلے
روئین تن اُسکے ساتھ تھے سرداران اسلام کو گرفتار کرکے لیگیا تھا مشہور ہی مہتر قران نے
نقب لگاکر اُسکو اُڑادیا حضور ایسا نہو یہان بھی کوئی زوال آوے یہ لڑے بھڑے تو یہ حال ہی حسین
نے کہا بیٹھ کنارے نگوڑے عیار کیا کرسکتے ہین ہم گھڑی بھر مین سب کو دیوانہ بناکے مارونگی مہرخ دیبا کو
سر میدان لٹکا رونگی جلد بلاؤ جلاد کو دیکھون تو یہ نگوڑے کیا کرتے ہین حسین کا غصے سے چہرہ سرخ
ہوگیا جلاد تلوار کھینچکر آیا دست بستہ عرض کی کیا حکم ہی حسین نے کہا برق کو قتل کر برق بہت
چیخا دیکھو ملکہ برا کرتی ہو میرا قتل کرنا اچھا نہین ہی کبھی پکارتا ہی خلیفہ مہتر قران آگ دیدو نقب اُڑادو
بھائی چالاک دوڑو یہ حرامزادی مجھکو قتل کراتی ہی دربار مین حسین کے ہاتھ پر تعفنیان گھبرا کر بارگاہ سے

نکل گئین ایک کہتی ہی تو مجھے گری معلوم ہوتی ہی ایک کہتی ہی دیکھو زمین کی سی گھسکی آفت برپا ہوا
چاہتی ہی یو انکل جلد جان بچا کے نکل چلو اپنی جان ہی تو جہان ہی عیارون کے پھندے سے خدا بچائے
یا یہ نگوڑا معشوق بنا ہوا تھا اب جلادی کی باتین کرتا ہی اپنے بھائیون کو پکار رہا ہی بصورت میدان
آئے ہوتے حسین نے جو یہ ہنگامہ سنا کنیزون کو گھورا ایک ایک کو جھڑک دیا کہا حرامزادیو کچھ دیوانی
ہوئی ہو زمین آسمان سحر بند کر دون کیا کوئی عیاری کر سکتا ہی میری محفلت مین چلا آیا کل صبح کو دیکھنا
میدان مزید فضا بان بنا دونگی مع طلسم کشا مہرخ و بہار وغیرہ کو قتل کیا تو نام اپنا ملکہ حسین
سحر ساز نہ پایا مین اسکے ڈرانے سے ڈرونگی جو دل مین آئیگا وہی کرونگی اب تو کنیزین خاموش ہوئین جلاد
نے برق کو کھینچا گردن پر کوڑے کا خط دیا آواز دی ای ملکہ عالم حکم اول ہی مجھکو فرمائیے قتل کرنا میرا کام
ہی جلانا میرا کام نہین ایک ہاتھ مین سر کو تن سے قلم کرونگا تیغہ بارہ دار بازو پر قوت اب اسکے قتل
مین کیا دیر ہی حسین نے کہا ہم نے خوب سمجھ لیا حکم اول دیا جلد قتل کر اب برق گھبرایا چار جانب
گھبرا کر دیکھنے لگا موت خباب کی آنکھون کے سامنے آئی پکار اٹھا ای کریم قتل سے بچانے بلا
ناگہانی سے نجات دے

نظم

تجھے نفل کرتے نہین لگتی بار	نہو تجھ سے مایوس امیدوار	کوئی کیونکہ محروم رحمت سے ہو
کہ آیا ہی قرآن مین لا تقنطوا	عصیان کے حجاب سے مغرور ہے	دامن گل آرزو سے بھر دے

قطعہ

شاہا ز کرم برمن درویش نگر	برحال من خستہ دلریش نگر
ہر چند نیم لائق بخشایش تو	برمن منگر بر کرم خویش نگر

حسین سحر ساز چاہتی ہی کہ حکم ثانی دے کہ دربارگاہ پر کھڑی کنیزون نے بڑھکر عرض کی حضور
ملکہ صبا رفتار کمند انداز آتی ہین شاید ملکہ حیرت جادو کو خبر ہو گئی زوجۂ شہنشاہ کو آپ کا بڑا خیال
ہی حسین نے کہا وہ ہماری مالک ہین گو مین ہمکو پالا ہی مادر مہربان سے انکا مرتبہ زیادہ ہی صبا رفتار
کو بلاؤ سب نے دیکھا صبا رفتار آئی بانداز عیاری سے آراستہ بڑھکر حسین کی سر سے پانو تک
بلائین لین ترقی عمر و دولت کی دعائین دین دست بستہ عرض کی حضور ملکۂ عالم کو خبر پہونچی
کہ برق نے عیاری کی مگر آپ نے خوب پہچانا بڑی تعریفین کر رہی ہین لیکن فرمایا ہی کہ بی بی تم نہ اپنے
قتل کرو ہمارے پاس بھیجدو ہم ابھی اسکو خدمت مین شہنشاہ کے روانہ کر دینگے شہنشاہ

کو اختیار ہے یقین کامل ہے وہ اسکو طلسم باطن مین قید کرینگے کتاب سامری مین صاف لکھا ہے جہان اسکے
خون کا قطرہ گریگا وہ زمین آباد نہوگی تمھارے سامنے ایسون کا قتل ہونا بہتر نہین تم نام خدا ابھی
کم سن کنوار اینڈا ایسی باتین سنا سب نہین حسین نے سر جھکا لیا کہا بی صبا رفتار لیجاؤ مگر حضور سے
عرض کرنا اب میرے نام پر خود طبل جنگی بجوائیے بیٹھے بیٹھے ان نگوڑون نے ستایا اب مین کسی کا کہنا نہ
مانونگی ہمارے لوٹنے کی بڑی ہوس ہے صبا رفتار نے بڑھکر برق کی مشکین باندھین کہا حضور
سحر اپنا اتار لیجیے حسین نے سحر اتارا صبا رفتار نے پشتارہ برق کا اٹھایا سلام کرکے چلی جاتی
لیکر نکل گئی کنارے [illegible] پر لشکر کے آکر صبا رفتار نے میان برق کو کھولا کہا بھائی برق سلام تم
مہتر چالاک بن عمرو برق گلے سے لپٹ گیا کہا مرشد زادے بڑا کام کیا مگر یہ حرامزادی بڑی ہوشیار ہے
اسکا قتل ہونا بہت دشوار ہے چالاک نے کہا انشاء اللہ اور طور سے اسکو مارینگے پیچھا اسکا نہین
چھوڑینگے حسین تخت پر بیٹھی کہ جب پہونچی ملکہ حیرت جادو تشریف لاتی ہین حسین واسطے استقبال کے
اٹھی حیرت کو جھک کر سلام کیا لاکر تخت پر بٹھایا دست بستہ عرض کی حضور برق فرنگی کو قید کیا
حیرت نے کہا کیسا برق حسین نے کہا ابھی صبا رفتار آئی قیدی کو لیگئی حیرت نے کہا بی بی مین
کیا جانون مین نے جوش محبت مین تمھاری مان کو نامہ لکھا گلشن جواب لائی مین نے اسکو تمھارے
پاس روانہ کردیا کہ نوشتہ اپنی [illegible] کا دیکھو طبل جنگی نہ بجوا حسین نے کہا حضور وہ گلشن خواص
نہ تھی برق فرنگی گلشن بنکر آیا تھا گل ملتا یا نگوڑا تا جاتا یا شراب بیہوشی ملاکر مجھے دی آپ کی عنایت
سے مین انتظام کر چکی تھی شراب شعلہ بنکر اڑ گئی مین نے گرفتار کیا بہت [illegible] تھا مین نے
جلاد کو بلایا کہ صبا رفتار آئی ابھی تو پشتارہ باندھکر لیگئی حیرت نے کہا بی بی عجب بات ہے عیاری
نہین کرامات ہے وہ [illegible] کا بھائی صبا رفتار بنکر لیگیا ہوگا سالہا سال جو سے یہی رنگ مجھے دیکھتے
آنکھین پتھرا گئین اب حسین کے ہوش اڑگئے حیرت نے کہا گلشن کی تلاش کرو وہان گلشن کو گھسیارن نے
بیدار کیا گلشن روتی پیٹتی آئی حیرت نے پوچھا ارے تو کہان تھی کہا حضور کسی نے ننگا کرکے
مجھے درہ کوہ مین ڈالدیا ایک گنوار کی دھوتی مانگ کر باندھی حیرت نے ہنسکر سر جھکا لیا حسین کو
اور زیادہ غصہ آیا کہا ملکہ عالم واسطے سامری جمشید کا اب میرے نام پر طبل جنگی بجوائیے اب کنیز نہ ہنسیگی
مجھکو بیٹھے بیٹھے اس بدذات فرنگی نے ستایا اب مجھے تاب نہین ہے حضور دخل نہ دین میدان

ہما

جنگ مین تماشا دیکھین دیکھیے کیا کیا گل پھولتے ہین بی بہار سے لڑنے کی مجھے بڑی ہوس ہے غیب
اور دھویان آتش ان سب کا خاتمہ ہوا انکو تکلیف نہوا ایسے نالایقون کے واسطے اسقدر مشقت
کی ہو مرگھٹ پر مکان بنوایا حیرت نے کہا اے نور نظر عیارون نے سب کا ناک مین دم کر دیا
ہے جہان گمان وہم وخیال نہ ہو پہنچے یہ نگوڑے وہان پہنچ جاتے ہین اسی واسطے ملکہ صنعت
نے یہ مشقت اپنے اوپر گوارا کی تم اتنا احسان کردو آپنے ملکہ صنعت کے طبل جنگی نہ بجوائے حسین
نے عرض کی حضور آپ نہ فرمائین کنیز اسوقت بڑے انتشار مین ہے ہر بلا ٹلے بھوٹے اس نگوڑے
موذی کا ٹے نے آگ قیامت برپا کی اگر مین نے تدبیر کی ہوتی خاتمہ ہوا تھا تمام اہل دربار کو
مسخر کر لیا اگر حضور ملاحظہ فرمائین تمام دنیا کے گانے والون کا لطف نگاہ سے گر جاتا حیرت نے کہا
بی بی یہین سالہا سال گذرے یہ مصیبت جھیلتے دہن اژدر مین اپنے کو گرائے ہین برسون سے یہ مصیبت
اٹھاتے ہین کوئی صاحب ایسے نہین باقی ہین جنپر عیاری نہوئی ہو مع شہنشاہ طلسم ہوشربا
افراسیاب جادو جسکا عدیل و نظیر زمانے مین نہین ہے اسپر عیاریان کین ساربان زادے نے
کئی مرتبہ شہنشاہ کو بیہوش کیا انکی بدعت سے کوئی صاحب باقی نہین ہین شتر زادے کو تو تھا
بنایا حسین نے کہا حضور جو کچھ ان مکارون نے کیا اُسکا بدلہ یہی ہے کہ چن چن کے انکو قتل کرنا چاہیے
اور برق و چالاک کو تو مین ابھی بلاتی ہون حیرت جادو نے کہا بیٹا ہمین جہانتک سمجھانا تھا ہم
سمجھا چکے ہم جانتے ہین تم ہمکو صنعت سے شرمندہ کروگی وہ اگر ہماری دستگیر ہوگی یہی تقریر ہوگی
کہ آپ نے چھوکری کا کہنا کیون مانا یہ کہکر حیرت جادو اٹھی چلتے چلتے بہت سمجھایا حسین نے کچھ جواب
نہ دیا حیرت اپنے دربار مین آئی وزیرزادیون سے کہا خدا خیر کرے بی حسین سحر ساز بہت ہٹ
بگڑی ہین برق نے مار لیا ہوتا مگر خیر یہ تھی کہ نگہبانی اپنی کر چکی تھین برق کو پکڑ لیا صبا رفتار
بنکر چالاک آیا چھوڑا لیگیا اب بگڑی بیٹھی ہین کہ برق اور چالاک کو مار ڈالونگی اہل اسلام سے
لڑونگی یہ ذکر تھا کہ صرصر شمشیر زن آئی حیرت نے کہا صرصر تمنے سُنا حسین دختر صنعت
تشریف لائی ہین پہونچتے ہی انکے میان برق جا پہونچے چالاک بھی دیکھ رہے تھے ان نگوڑے
عیارون مین برا میل ہے عیاری کرنا انکا کھیل ہے برق پکڑے گئے چالاک چھڑا لیگئے تو ذرا تم دربار
مین حسین کے جاؤ چھوکری کو سمجھاؤ کہ واسطہ سامری و جمشید کا اس جھگڑے مین نہ پڑے عیارون کا

بیچارہ کرد مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ صرصر نے کہا میں ابھی جا کر بچاتی ہوں صرصر تو
یہاں لے چلی حسین غصے میں بھی کانپ رہی ہے کہتی ہے ابھی ایک سحر بنا کے بھیجونگی چالاک و برق
کو گرفتار کرا کے قتل کرونگی لیکن برق و چالاک لشکر اسلام میں پہونچے خواجہ صحبت میں ملکہ مہرخ کے
بیٹھے ہیں کہ جر تودہ پرند پہونچے خواجہ کو پرچہ اخبار دیا کہ حضور برق و چالاک نے اس طرح عیاری کی برق
نے گلشن بنکر بڑی بہار دکھائی خوب گل پھولا خوب رنگ جمایا کئی ہزار روپیہ کی پشواز لی زیور بھی کچھ
لیا مگر پکڑا گیا چالاک نے بشکل صبا رفتار رہا کیا بس خواجہ کو پرچہ لیکر اُٹھے ملکہ مہرخ نے کہا
حضور کہاں بڑی خوشی کی بات ہے آپ کے فرزند نے کس مزے سے آپ کے شاگرد کو بچا لیا
عمرو نے کہا آپ کیا جانیے یہ لونڈے عیاری کر کے کام کو خراب کرتے ہیں اب اسکو بھگا دیا ہم
رات کو جا کے گرفتار کر لاتے اب وہ حفاظت کریگی ہماری جان پر بنیگی یہ سب صاحب بیان کرتے
ہیں کہ وہ ساحرہ بڑی زبردست ہے کل کمال صنعت کی عالم ہے اقلیم افسونگری کی ناظم ہے پس اب سیر
عیاری کیونکر ہو سکیگی خواجہ یہ کہہ رہے تھے کہ برق و چالاک خوشی خوشی آئے برق نے کہا استاد
آپ کے اقبال سے دربار میں حسین کے جا کر عیاری کی ایک پشواز پائی ہے وہ حاضر ہے عمرو نے
اُنکو گلے سے لگا لیا کہا بیٹا خدا انکو سلامت رکھے عصائے ضعیفی ہو جاتے ہو کہ بوڑھا استاد تمھارا
فیاض ہے چار پیسے پیدا کرنے سے عاجز ہو چکا مستحق دروازے پر موجود رہتے ہیں لاؤ بیٹا نکالو
برق نے خوشی خوشی پشواز نکالی خواجہ نے لیتے ہی تہ در بغل کی اب برق کا ماتھا ٹھنکا کہا وہ زیور
تو لائیے برق نے کہا استاد اور کچھ نہیں ملا عمرو نے کہا ابے جھوٹ بولنے برا تو مکار ہے مجھکو پہلے ہی
خبر پہونچ چکی ہے ہیرے کی پشواز تو دیدی نقدی اپنے پاس رکھی ہیں دربار میں اسکے موجود تھا ہم
رہا تھا سب چیزیں گن چکا ہوں طوق جڑاؤ ہے کڑے بیسے کے ہیں اور بہت سی چیزیں جنکی فرد میرے
پاس لکھی رکھی ہے آپ بتائیے کہ کیا کیا جڑاؤ ہے فرزند سب چیزیں نکالو نہیں کیا ہے دونگا اُسکی سب کی
جمع قائم کر کے روپیہ نقد تمھاری زوجہ کے پاس بھیجدونگا لڑکے بالوں کی شادی میں کام آئیگا تمھارا برق
ایسے نخروں کو کب مانتا ہے اسنے کہا استاد جو میں نے پایا تھا وہ حاضر کر دیا جب تو خواجہ بگڑے کہا ہمارے
لونڈوں کے کھال گرا دونگا اور تمھاری مشکیں باندھ کر حسین کے پاس بھیجدونگا کہونگا اسکو قتل کیجیے
برق نے کہا آپ کو اختیار ہے ظلم مجبور ناچار کر جو لایا تھا وہ حاضر کیا لاکھ خواجہ چیخے پیٹے مگر برق نے زیور

نکلا تب خواجہ نے اسکی گردن میں ہاتھ ڈالکر نکال دیا برق نے کہا اُستاد ہم خود جانے میں یہ کہکر برق
تو باہر نکل گیا خواجہ عمرو خیمے میں طرف لشکر حسین کے چلے خدمتگار بنکے لشکر حسین میں داخل ہوئے
برق نے دیکھا اُستاد غصے میں آتے ہیں یہ بھی ایک جادوگر کی شکل بنکر لشکر صنعت میں آکر ٹھہرا خواجہ
دروازے پر ٹہلنے لگے دیکھا ایک کنیز شوخ و شنگ نوجوان ہنستی ہوئی نکلی آپ ہی آپ ہنسی کے مارے
لوٹی جاتی ہے ایک نے کہا بی سوسن آئی ہیں سب کا منہ چڑھا لینگی بڑی طرار ہیں عمرو خدمتگار نوجوان
کی شکل بنا کر اُٹھا تا تھا ہوا سامنے بی سوسن کے آیا سوسن نے منہ چڑھایا عمرو نے انگوٹھا دکھایا سوسن
کی زبان درازی تو مشہور ہی کہتی ہوئی بڑھی کہا کیوں موئے خدمتگار انگوٹھا کیسا دکھایا عمرو نے کہا
بی سوسن تم نے مجھے کیوں چڑھایا سوسن نے کہا میری یہی عادت ہے عمرو نے کہا ہمارے مزاج
کی بھی یہی کیفیت ہے بی سوسن تم مجھے نہیں میں نے انگوٹھے سے اشارہ کیا سوانگ لے آئے
ہیں چلکے انکا تماشا دیکھو کیا کیا لاکین کر رہے ہیں سیف نکل گئے تم اتنی نہ نکل سکو گی سوسن بولی
کیوں سے حکمت بازی کرتا ہے عمرو نے کہا تم تو ناحق خفا ہوتی ہو ذرا کنارے آؤ تمکو سمجھا دیں اور
اشارے سے تم پر جان جاتی ہے ایک بات کہینگے تمکو ماننے نہ ماننے کا اختیار ہے اب تو بی سوسن
ساتھ ہو لیں عمرو نے جیب سے نکالکر اشرفی دکھائی تو بی سوسن قدم اُٹھا کے چلیں عمرو آگے
بڑھا نخل کے سایہ میں آکر ٹھہرا بی سوسن یہ کہتی ہوئی آئیں ارے کیا کہتا ہے جنگل میں مجھے کیوں لایا
ہے عمرو نے کہا جان جہان ایک بات تو سنو سوسن قریب آئیں مگر ہنسی کے مارے لوٹی جاتی
ہنستی جاتی ہیں ارے دیکھ کوئی آنہ جائے ادھر سے راستہ ہے میری جٹھانی کا لڑکا سپاہیوں میں نوکر ہے
وہ کہیں نہ آجائے ارے تجھکو مار ڈالیگا بڑا خونی جنونی ہے ہمیشہ تلوار کھینچے پھرتا ہے عمرو نے کہا ہتھیار
تو دیکھو سوسن نے ایک دوہتڑ مارا کہا موئے ہتھیا لیسا کیا مجھے ذبح کریگا عمرو نے کہا دیکھ جنگل سے کوئی
آتا ہے جیسے ہی سوسن مڑی عمرو نے حلقے کمند کے مارے حباب مارا سوسن کو بیہوش کر کے کنارے
ڈالدیا کپڑے اسکے اُتار لیے اُسی کی شکل بنکر بارگاہ میں ملکہ حسین کی آئے پشت پر حسین کے
مگس برانی کرنے لگے اب خواجہ فکر میں ہیں کہ میں کوئی عیاری کروں کہ پردہ بارگاہ کا اُٹھا ایک ساحر
شمشیر زن تنتی ہوئی آئی حسین کو جھک کر سلام کیا حسین خیمے میں بیٹھی ہے ساحر نے سلام کرکے
سر اُٹھایا دیکھا عمرو سوسن بنا ہوا پشت پر ملکہ کے کھڑا ہے مگس مل کے باتیں کر رہا ہے جاتی ہے

سے کہ حضور عمرو کھڑا ہے عمرو گھبرایا کہ یہ حرامزادی آپ بھی پہچان گئی ہو فوراً بتا دیگی بس عمرو نے کہا ای ملکہ
عالم دیکھیے ساربان زادہ صرصر بنکر آیا ہے صرصر گھبرا کر پیچھے ہٹی حسین نے کہا لینا گھیرے ہوئے عمرو
عیار کو کنیزین دوڑین صرصر نے چاہا بھاگ کر نکل جاؤن لونڈیان چار طرف سے ٹوٹ پڑین صرصر نے
کسی کو حباب بیہوشی مار کے بیہوش کیا کسی پر حلقہ کمند مارا دو چار کنیزین تڑپنے لگین دو چار بیہوش
ہو گئین عمرو نے کہا دیکھیے ساربان زادہ اٹھ ہوشکے نکل جانا چاہتا ہے حسین نے ہاتھ سے اشارہ کیا
آتش کا دانہ پھینک مارا صرصر پردے کے پاس پہونچ چکی تھی لڑکھڑا کے گری کنیزون نے پکڑ لیا اب
صرصر چیخی ای ملکہ دوہائی ہے ساربان زادہ سوسن بنا ہوا آپ کی پشت پر کھڑا ہے مین ملکہ حیرت کی
عیار بچی ہون عمرو نے سر جھکا کر کہا مجھکو پہچان لیجیے نگوڑا مجھکو عمرو بناتا ہے مین پرانی کنیز ہون یہ
حضور جانتی ہین کہ ہمیشہ سے بد تمیز ہون سوسن نام البتہ زبان دراز ہون لیکن آپ کی کنیزون
مین سرفراز ہون یہ نگوڑا مجھ پر تہمت لیتا ہے کڑھائی منگوا کر چڑھائیے مین کود اٹھاؤنگی نہین وار بچ
آزاد کیجیے مجھے مرد بناتا ہے اور صرصر پر مار پڑنے لگی کنیزین کہتی ہین کیون موے نگوڑے موذی کانے
تیرا شاگرد برق بیلے گلشن بنکر آیا تیرا بیٹا صبا رفتار بنکر ہوچکا اب تو صرصر بنکر آیا ہے ابھی ہوا باندھتا ہے
صرصر غل مچاتی ہے ای بی بی مجھکو بچائیے دیکھیے لونڈیان مجھے مارتی ہین عمرو نے دیکھا کہ معشوقہ پر مار پڑتی
ہے دل بیقرار ہوگیا ہان ہان کر کے بچانے لگے اشارے مین کہا کیون جان جہان آج تمھاری ناک
کٹوا ڈالون گر مشہور ہوگا عمرو کی جورو نکٹی ہے لوگ کہینگے نکٹی آئی نکٹی آئی مین شرما جاؤنگا صرصر بھی
جان سے بیتنگ کہ دروازہ سے ایک جادوگر آیا اسنے بھی دیکھتے ہی کہا کہ ہان صرصر یہی عمرو ہے
یہ کہکے چھری لیکر چلا کہ اسکی ناک کاٹ لونگا صرصر گھبرائی یہ کون صاحب آئے سر اٹھا کر دیکھا کہ بھوریا
جادوگر بنا کھڑا ہے گھبرا گئی عمرو نے برق کو پہچانا برق نے اشارہ کیا کہ استاد اب اس اسباب کا
ذکر نہ کیجیے گا معاف فرمائیے ورنہ حسین سے کہدونگا کہ خواجہ سوسن بنے کھڑے ہین عمرو نے
آنکھین نیلی پیلی کر کے کہا ابے تیری شامتین آئی ہین تمھارے باپ سے کہونگا کہو تو تمکو خود جوتیان
کھلواؤن حسین سے کہدے یہ بھی حوصلہ باقی نہ رہجائے صرصر نے یہ باتین سنکر کہا ای حسین دراصل
سامری جمشید کا گرم پانی منگائیے اور عمرو کا شاگرد بھوریا بھی آگیا یہ جادوگر بنا کھڑا ہے برق
نے قہقہہ مار کے کہا واہ رے عمرو سبحان اللہ مجھکو برق فرنگی بتاتا ہے حضور دوہائی ہے

بیوپار اُسکے گانٹھ کے کپڑے اُتار لیے تھے حسین نے کہا میاں صاحب تم کہاں رہتے ہو کہا یہ سامنے اجاڑ
گانون شہر آباد ہے میں وہاں کا ٹھاکر ہوں میرا لڑکا پانچ برس کا کھیلنے نکلا تھا اُسنے یہی صورت بنکے
کپڑے اُسکے اُتار لیے ہم دوڑے مگر اُسکو نہ پایا یہ ہوا کا خواص رکھتا ہے کبھی تو بصورت صرصر بنتا ہے کبھی
گانون کا گوریت ہے اُسنے بھی دھوکا دیکے پیچھا کیا تھا اُسکی جورو زیور پہنے ہوئے تھی اُس ساربان زادے نے
اُسکی ہنسلی اُتار لی ہم خوب پہچانتے ہیں یہ بڑا ہی چور ہے ہمیں دیجیے ہم لیجائیں جاکے اُسکو چوبند کرینگے
بنیے بیوپار اُسکے سولکھی بنائینگے پانی چھڑک کر ماینگے اب حسین اور زیادہ گھبرائی کہ ایک چوبدار آیا کوٹ لوا
پگڑی باندھے ہوئے بہت معقول چپکن پہنے ہوئی شروع کا پاجامہ بھاری جوتا ملکہ حسین کو سلام کیا کہا حضور
میں ملکہ حیرت کا مردہا ہوں میرا عصا لیکر یہ بھاگ گیا تھا کئی مہینے میں نوکری سے معطل رہا اب میں نے
مہاجن سے قرض لیکر عصا بنایا تب نوکری ملی صرصر نے آنکھ ملائی دیکھا تو میاں چالاک بن عمرو
ہیں عمرو نے بھی پہچانا کہا میاں مردہے خدا آپکو سلامت رکھے میں بیچاری ملکہ کی لونڈی خدمت
کرنیوالی مجھکو عمرو بناتا ہے بھلا میں عمرو ہوں مردہے نے کہا نہیں صاحب تم بیچاری کوسنے کی
بیٹھنے والی تم مکر و فریب کو کیا جانو اے ملکہ حسین بی سوسن بڑی نیک ہیں اس ساربان زادے
کو ہمیں دیجیے ہم عصا انسے لینگے اب حسین گھبرائی کہ میں کیا کروں صرصر تو کہتی ہے کہ عمرو سوسن
بنا ہے زمیندار برق فرنگی چوبدار چالاک ہے اور وہ دونوں گواہیاں دیتے ہیں کہ صرصر نہیں عمرو
ہے آخر میں صرصر نے کہا اے ملکہ عالم اگر حضور توجہ فرمائینگی تو مرد و عورت کی شناخت ہو جائیگی یہ تینوں
موذی عیار مکار جلسا جمع ہیں مجھکو ذلیل کراتے ہیں یہاں آکر یہ جھگڑا ہے چوبدار زمیندار بی سوسن
صرصر کو گھیرے ہوئے ہیں چاروں جانوں ہو رہی ہے حسین خاموش حیرت کا جوش کہ میں کیا کروں کس
مصیبت میں پھنسی ہوں ایسا نہو کوئی بیگناہ قتل ہو جائے حیرت جادو دستگیر ہونگی لیکن ایک کنیز
ملکہ حیرت جادو کی کسی کام کو آئی تھی یہ حال دیکھکر بھاگی ملکہ حیرت سے جاکر کہا حضور صرصر بڑی مصیبت
میں پھنسی ہے نہیں معلوم صرصر ہے یا عمرو ہے حسین نے اُسکو سحر سے پکڑا ایک زمیندار ایک چوبدار ایک کنیز
سوسن نامے یہ تینوں گواہیاں دے رہے ہیں کہ حقیقت میں صرصر نہیں عمرو ہے صرصر کہتی ہے یہ تینوں
عمرو و چالاک و برق ہیں حضور صورتوں میں بڑے فرق ہیں آپ جلدی چلیے اگر صرصر ہو تو بچا لیجیے
سبکو پہچانیے لیکن جسکا اقرار ہو اُسکو بُلا لیجیے سزا دیجیے حیرت نے کہا تو سچ کہتی ہے عیار سا غضب نہ

کہ مین بدبخت کیا سمجھونگی بڑا غضب ہوا صرصر کو مین نے بھیجا اعتقاد کیجیے حسین کی جان کیونکر بچی
عیارون نے گھیر لیا سامری جمشید اسکی جان بچائین یہ کہکے اٹھی طرف بارگاہ حسین کے چلی یہان
بارگاہ حسین مین ہنگامہ صرصر نوبت بجان وکارد بر استخوان زندگی سے بیزار مجبور ونا چار انتہا کی
مجبوری ہے کہتی ہے حضور ایک کنیز کو حکم دیجیے گرم پانی لاکر میرا انکا منھ دھولائے حضور یہ حال کھل جا
حسین مصاحبون سے کہتی ہے صاحبو مین کیا کرون سوسن کی حرب بانی زمیندار صاحب کی نئی
کہانی چوبدار کا نیا قصہ اپنے مضمون کا حصہ مین کسکو مقتول کرون کسکو سزا دون ایک کنیز نے بڑھکر
عرض کی حضور یہ ہنگامہ سنکر خاتون محل شہنشاہ ملکہ حیرت عالیجاہ تشریف لاتی ہین ابھی فیصلہ ہوجائیگا وہ
ان مکارون کو خوب پہچانتی ہین یہ سنکر برق شہپے چالاک عصا سنبھالکر پیچھے ہٹے سوسن یعنی عمرو نے
کہا ای ملکہ عالم آپ کنارے آئیے مین مفصل آپ سے عرض کرون پردہ کاہیکو کھولون حسین چند قدم پیچھے
ہٹی سر جھکایا کہا بولا سوسن بیان کر میرے کان مین کہدے جیسے ہی حسین نے سر جھکایا عمرو نے تاج
سر حسین سے لیا ایک دولتی ماری ادھر برق نے ایک جادوگنی کے خنجر مارا چالاک نے عصا اٹھا کر
ایک ساحر کو مارا اسکا سر پھٹ گیا بارگاہ مین اندھیرا ہوا حسین منھ کے بل زمین پر گری تینون عیار نعرے
کرتے ہوئے نکل گئے حیرت آکے پہونچی دیکھا گیرودار کی صدا بلند حیرت گھبرا گئی کہ کیا ہوا کہو وزیرزادون ن
ے کہا سامری جمشید مجھپہ کرین معلوم ہوتا ہے عیار مار پیٹ کر نکلگئے صرصر کی جان بچ گئی ہو تو بڑی
بات ہے یہان حسین غصے مین اٹھی ہے صرصر اسی طرح پڑی تڑپ رہی ہے کہ حیرت آکر پہونچی
صرصر چیخی ملکہ عالم دوہائی ہے بی حسین نے میرا یہ حال کیا برق نالائق میری ناک کاٹے لیتا تھا مین
یہان آکر پڑی بلا مین پھنسی حیرت نے آتے ہی صرصر کو سحر سے رہا کیا حسین روتی ہوئی دوڑی کہا
حضور دیکھیے ساربان زادہ میرا تاج لیگیا محتاج کر گیا حیرت نے مسکرا کے سر جھکا لیا صرصر روتی ہوئی
اٹھی کہا حضور آج تو مجھپر بلوہ تھا آپ نہ آتین تو میری جان نہ بچتی آپ ہی کی خبر سنکر نگوڑے تینون بھاگ
گئے حیرت کو سناٹا آگیا جواب دیا کہ صاحبو بڑے غضب کی بات ہے یہ نگوڑے ہر وقت بارگاہ مین گھس
آتے مین ہمارا کہنا آپ لوگ نہین مانتین آخر اس نہ ماننے کا انجام دیکھا حسین نے کہا حضور
اب آپ جانیے مجھے نالائقون نے سر دربار ذلیل کیا مین اب نہ مانونگی حیرت نے کہا دیکھو
بی بی تمنے پھر وہی باتین نکالین واسطہ سامری کا اپنی ماں کو آجانے دو انکے سامنے چاہنا

اُٹھایا جیسا حکم دیں وہ کرنا میرے لیے بڑی رسوائی ہوئی جگ ہنسائی ہوئی حسین نے تیغ کھینچ کر گلے پر
رکھ لیا کہا حضور اب کچھ نہ کہیں بیرت غصے میں بیٹھی حسین آکر تخت پر بیٹھی کنیزیں گرد خاموش
غصے سے چہرہ سرخ کسی سے کلام نہیں کرتی یہاں عیاران اسلام آکر دربار مہرخ میں پہونچے ملکہ
مہرخ کو پہلے ہی یہ اخبار گذرا کہ حسین کا تاج خواجہ اُتار لائے ملکہ اسد نے پوچھا نانا جان تاج ہم دیکھیں عمرو
نے کہا او دیوانے تجھے بھی یہی فکر رہتی ہے ہم کارے چھوٹے ہیں کوئی کسی کا تاج اُتار سکتا ہے تدبیریں
عیاری کے کر گئے تھے زمین پڑی برق و چالاک بچا کر آئے وہ ہوشیار ہو گئی ملکہ مہ جبین نے کہا حضور
آپ ہوشیار رہیں حسین آپ کی دشمن ہو گئی ہے عمرو نے کہا میں اسکے باپ کا دشمن ہوں یہ کہکے عمرو
باہر نکلا خیال میں گذرا اگر گھڑی دو گھڑی کو ٹل جائیے بارگاہ میں ٹھہرنا بہتر نہیں ہے عمرو دل سے یہ
باتیں کرتا ہوا کنارے پر لشکر کے آیا یہاں حسین جو رنجیدہ بیٹھی آتشبار جادو اُسکے لشکر کا سپہ سالار
جوش و خروش میں سامنے آیا کہا حضور غلام کو بڑا قلق ہے حضور کا تاج عمرو لے گیا اگر حکم ہو ابھی جاکر
سارے زمانے کی آبرو مٹاؤں کشتی حیات کو ڈبو دوں دام گرداب قہر و غضب میں پھنساؤں حسین
نے کچھ جواب نہ دیا مگر آتشبار جادو نے تین پاؤں زمین میں مارے مثل قطرۂ آب جذب ہو گیا اپنی
موج میں زمین کو کاٹتا ہوا چلا حسین نے خوش ہو کر کہا دیکھو چچا جان کو معہ لیے آتے ہیں عمرو کو
مار ڈالینگے حسین سحر ساز تو بھولی بیٹھی ہے خواجہ عمرو کنارے پر لشکر کے کھڑے ہوئے فرماتے تھے
برق کہاں گیا دیکھیے کنوار بنگ گیا تھا جس جادوگرنی کو مارا اُسکی انگوٹھیاں اُتار لایا ہے ڈھونڈھ کے اُسکو
لاؤ گرد اگرد ساحر کھڑے ہیں ایک جانب سے شاہزادہ شکیل جادو قریب خواجہ کے کھڑا ہوا عرض کرتا ہے
اُستاد جانے دیجیے وہ بھوربا پڑا فیل ہے آئیگا ہم انگوٹھیاں دلوا دینگے خواجہ فرماتے ہیں آپ لوگ
میرے شاگرد کے مقدمہ میں دخل نہ دیجیے ہوش ربا میں آکر اس انگریز نے بڑا روپیہ جمع کیا ہے بنگ
گھر میں بھیجدیتا ہے نوٹ بنوا رہا ہے ولایت چلا جائیگا وہاں مجھکو مزے اُڑائیگا یہ باتیں تھیں کہ یکایک زمین
شق ہوئی سب نے دیکھا کہ ایک اژدہا سیاہ فام کریہ منظر زمین سے پیدا ہوا عمرو کو دیکھا للکارا پاش او ساربان آج
ملکہ حسین کے سر سے تو نے تاج اُتار لیا کچھ خوف نہ آیا یہ کہکے ایک گولا لشکر پر مارا اندھیرا
ہو گیا شکیل جب تک سحر دفع کرے عمرو کی کمر میں آتشبار جادو نے پنجہ ڈالا اور اُڑا لشکر میں غل
ہوا ایک جادوگر آیا تھا خواجہ عمرو کو اُٹھا کر لے گیا شکیل نے دیکھا کئی ساحر چل گئے یہ خبر لشکر میں

مشتہر ہوئی خواجہ عمرو کو ایک ساحر نے گرفتار کیا اسد غازی بیقرار ہو کر بارگاہ سے نکل آئے فرمایا
مرکب ہمارا تیار کرو ایسا نہو ناناجان قتل ہو جائیں میں روے سیاہ کسی کو کیونکر دکھاؤنگا ملکہ
مہ جبین بھی رونے لگی ملکہ مہرخ و بہار سب سردار بارگاہ سے نکل آئے عجب طرح کا لشکر میں ہنگامہ
ہوا خورد کلان ادنی اعلیٰ از پیر تا جوان سب کی زبان پر یہی جاری تھا کہ خواجہ بھی عیاری کرکے آئے
تھے دختر صنعت کو بڑی ذلت دی ایسا نہو قتل کر ڈالے سب سردار آمادہ ہوئے ابھی جاتے ہیں
یا جان دینگے یا خواجہ کو چھوڑا لینگے چالاک برق آئے اور سب کو مطمئن کیا کہا صاحبو کوئی صاحب
جانیکا ارادہ نہ کریں ہم پہلے جاکر خبر سے آئیں فوراً آکر عرض کرینگے یہ کہکر دونوں عیار بھاگے طرف
لشکر حیرت کے چلے لیکن آتشبار جادو عمرو کو لیکر نکلا سوچا اسد کا لشکر حسین میں جاؤنگا تو سرداران
اسلام پیچھا کرینگے صحرا کی طرف نکل گیا کہ دو چار کوس بڑھکر ملبوس لگا لشکر میں ملکہ کے پہونچ جاؤنگا
یہاں حسین سحر ساز بیٹھی ہے کہ ہرکاروں نے خبر دی حضور آپ کے عم نامدار آتشبار جادو جا پہنچے
عمرو کو پکڑ لیا کوئی کچھ نہ کر سکا طرف صحرا لے گئے ہیں لیکر آتے ہونگے حسین یہ سنکر بیٹھی تھی ہنس
پڑی کہا صاحبو عم نامدار نے بڑا کام کیا اب ساربان زادے کو قتل کرکے دل ٹھنڈا کرونگی
کنیزیں کہہ رہی ہیں حضور آتے ہی قتل کیجیے ایک لمحہ توقف نہ فرمائیے نہیں تو سرداران اسلام بڑا
فساد برپا کرینگے سنا ہے عمرو کے سب پر احسان ہیں جو جہان قید ہوا عمرو نے عیاری کرکے اسکو چھڑا
لیا وہ سب عمرو کے ممنون و مشکور ہیں حسین کہتی ہے انکے عقل کے قصور ہیں یہاں کیا آسکتے ہیں
ہیں تو عیاروں سے ڈری جعلسازوں کو کوئی کیونکر پہچانے سردار جو کوئی آئیگا سحر و ساحری میں
مقابلہ ہوگا کیفیت کھل جائیگی بڑا دعوی تو بجلی بہار سے ہے لوگ کہتے ہیں کہ بہار کا کوئی مثل نظیر
نہیں ہے دیکھنا دیوانہ بنادونگی اسم سحر نہ پڑھ سکیں گے نہ پڑھ سکیں یہاں کے سب سردار ڈرینگے
مجھے کیا خوف کسی کا کیا ڈر میں شہنشاہ کی ملازم نہیں ہوں اپنی ماں کی محبت میں چلی آئی جو دل
میں آئیگا وہ کرونگی یہی طالب ہوں کہ نام ہو نیک انجام ہو اور مہربان اگر فرمائیں میری بیٹی نے
لڑائی فتح کی ذرا صاحبو بڑھ کر دیکھو چچا جان وہاں سے تو نکلے یہاں ابھی تک نہیں آئے کنیزوں
نے کہا حضور ساحروں سے لڑائی ہو رہی ہوگی لڑبھڑ کر آئینگے اور بھی دس بیس کا سر لائینگے یہاں یہ باتیں
ہو رہی ہیں لیکن آتشبار جادو عمرو کو لیکر طرف صحرا کے نکل گیا تین چار کوس بڑھکے ایک مقام پر ٹھہرا

عمرو بیہوش مدہوش تھا شہر کر مشکین باندھنے لگا عمرو نے گڑگڑا کہا میاں ساحر صاحب تسلیم عرض ہو
مجھے آپ کہاں لیے جاتے ہیں آتشبار نے کہا بھلا ساربان زادے یہ دن تجھکو یاد نہ تھا الیا کر تجھکو دار پر
کھینچیگے اتنے بڑے رئیس اعلی ملکہ حسین سحر ساز دختر وزیر اعظم انکے دربار میں یہ ہنگامہ ڈال دیا انکی
نازک پر صدمہ پہونچایا عمرو نے کہا کہ حضور میں اس لائق ہوں غریب محتاج مجھے آپ کیا سمجھے آتشبار
نے کہا تو ساربان زادہ عمرو عیار ہی جب تو خواہ یہ بہت ہنسے کہا واہ واہ حضور یار دوست کیا میں تو
اتنا بھیک ہوں گویا آپ کا گدائی کو نکلا تھا میری سارنگی بھی وہیں رکھی ہے لیکے خواجہ گنگن کے تعلق میں
اس جادوگر کے دو تین شعر نظم کر کے گانے اب تو آتشبار گھبرایا عمرو کو اسنے کبھی بصورت اصلی دیکھا نہیں
تھا سوچنے لگا کہ ای آتشبار بری خیر ہوئی دربار میں ملکہ کے بڑی ہنسی ہوتی لوگ کہتے گئے تھے عمرو
کو پکڑنے دھن میں گوّیے کو پکڑ لائے ہیں کیا جواب دیتا بہت شرمندہ ہوتا پھر جی میں کہتا ہے لیکن یہ
دھوکا دیتا ہو عمرو نے دیکھا اب اسکے تیور پر بل پڑے کہا حضور آپ کو میری بات کا یقین نہیں آتا
کل رات کو دربار میں ملکہ حیرت جادو کے جلسہ تھا بی مشتری کے ساتھ میں بھی گیا تھا بیت
انعام و اکرام ملا بانٹنے میں جھگڑا پڑا کئی ہزار روپیہ جمع تھے ملکہ حیرت جادو تک خبر پہونچی
کہ سب ڈھاڑی لڑے مرتے ہیں ہمکو سب کو بلوایا اپنے منشی کو بٹھا کر حساب بنوایا ہماری
قوم کے ایسے حرامزادے دم دم ڈھاڑی آپس بھی لڑنے لگے آخر یہ ٹھہری کہ ملکہ عالم اس حساب پے
مہر کر دیں تو حضور میرے پاس وہ کاغذ مہری موجود ہے اسمیں دوانی چوانی سب کے حصے انعام
و اکرام مناسب عام لگا فی لکھا ہوا ہے اسکو ملاحظہ کر لیجیے شہنشاہ کی سرکار سے جاگیرین ملی
ہیں اسکے فرمان موجود ہیں اسکو حضور ملاحظہ کریں ہم کوئی شہدے لچے نہیں ہیں حضور گانو میں
چلے چلیے بنیے بقال سب ہماری آبرو کی تصدیق کرینگے اول تو جب ہمارے محلے میں پہونچیے گا
سارنگی طبلے مجیرے کی آواز کان میں آئیگی آپ جان جائینگے راگ ڈھاڑیوں کا محلہ ہے اور جو حضور
کچھ کچھ زوال آئیگا سو بھائیوں کا بھائی ہوں کوس کوس کے سب لگا جائینگے ننھے ننھے میرے
تڑپینگے ای حضور شبو ڈومنی میری جورو ہے سب کیسوں امیروں میں جاتی ہے کیسی عمدہ گاتی ہے حضور میرا
نام تان آموز خان شبو ڈومنی کا میاں دس قدم چلے چلیے حضور آپ سے پردہ کیا ہے دو چیزیں سن لیجیے
آپ کی لونڈی نے دو چھوکریاں تیار کی ہیں وہ بھی حضور خوب ناچتی ہیں گھنٹہ بھر وہاں بیٹھیے گا نا سنیے یہیں

یقین ہو حضور خالی نہ سنیئے ایک گلوری کھا کے چلے آیئے گا آتشبار گھبرا گیا کہا اچھا میان تان توڑخان
اپنے گھر پر مجھے لیچلیے کہا حضور آپ کے تیور مجھے بُرے معلوم ہوتے ہین مین اپنی جورو کو آپ کے سامنے
نہین کرونگا پردے مین بٹھا رکھونگی آپ مجھکو بڑے تماشبین معلوم ہوتے ہین جس وقت سے مین نے
جورو کا نام لیا ہو آپ بیچین ہو رہے ہین اُس محلے مین اور دو چار گھر ایسے ہین مین اُنکو بلوا دونگا
گانا بھی سنیے خوب بھی اُڑا لیجئے آتشبار نے سحر عمرو پہ سے اُتارا سحر اُترتے ہی خواجہ اُچھلنے کودنے
لگے کہا میان آتشبار اب تمھاری موت آئی کہا میان تان توڑخان یہ تم نے کیا کہا عمرو نے
کہا حضور مین نے یہ بات کہی کہ جب گانیوالیون کے محلے مین جائیے گا مثل مشہور ہو ڈومنی کا یار
سدا خوار کپڑے تک آپ کے بکوا لینگی لیکن مزے مٹے ملین گے اب پڑ پڑ باتین کرتے ہوئے آتشبار
کو لگا کر لیچلے پوچھتے ہین کیون حضور کوئی دو چار روپے بھی پاس ہین نہین مین اپنا لوٹا تھیلی رہن رکھکر
لے آؤن اب تو میرے آپ کے یارانہ ہوا ایسے ایسے تماشے دکھاؤنگا آپ کو خوب راضی کرونگا آتشبار
نے کہا روپے تو نقد میرے پاس نہین ہین یہ موتیون کا مالا ہی کہا اچھا حضور چھوٹے صراف کے یہان گرو
رکھا دینگے آتشبار نے کہا یہ مالا ملکہ حسین کا دکھایا ہوا ہی عمرو نے کہا حضور اب سکا بچنا دشوار ہی
ڈومنیان سر سہلا دینگی بیچا کھا جائینگی ننگے ہو کے وہان سے آؤ گے لیکن مین تو موجود ہون اپنی پرانی
دھوتی بندھوا دونگا آپ کو گھر نہ جانے دونگا لیکن یار تم بڑے طرار معلوم ہوتے ہو تم خود انکا ڈوپٹہ
پائجامہ بکوا لوگے ہماری ڈومنیون کا محلہ لٹ جائیگا اپنی چاہت اُنپر ظاہر کرنا میان آتشبار خوش
مونچھون پر تاؤ پھیرتے ہوئے ساتھ ساتھ عمرو کے چلے جاتے ہین سو قدم چلے ہونگے کہ عمرو جھجک کے لگا
کہا لو میان آتشبار ڈومنیون کا غول کا غول آتا ہی پاخانہ پھرنے کو نکلی ہین ایک ایک کو دیکھو گھبرا کے آتشبار
نے منھ پھیرا عمرو نے حلقے کمند کے گلے مین ڈالدیے فرمایا ابے اپنے باپ کو اب پہچانا نعرۂ عمرو

عمروم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم	رنگ از رخ خنگ بد اختر ببرم	در مجلس خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر ببرم	جھنگا مارا آتشبار تھمکے بل زمین پر آگرا جب مار کے بیہوش کیا سب	

کپڑے اُتار لیے چھاتی پر چڑھ کے خنجر سے حلال کیا ہنگامہ برپا ہوا آواز آئی کُشتی مرا نام من آتشبار جادو بود
چند ساحران لشکر حیرت ادھر آ نکلے تھے یہ صدا سنکر دوڑے خواجہ تو ایک جانب بھاگ گئے جادوگرون
نے آکر دیکھا مصاحب حسین کا لاشہ تڑپ رہا ہی گھبرائے کہ یارو اسکو کسنے مار ڈالا ہی

لیکن اپنے ہم مذہب کا لاشہ یہاں جنگل میں تڑپے لاشہ اٹھا کر روتے پیٹتے طرف حسین کے روانہ ہوئے خواجہ اپنے لشکر کی جانب جاتے ہیں

دو کلمہ داستان حیرت بیان حسین سحر ساز لاشہ آبشار کا دیکھ کر طبل جنگی بجوانا و دیگر حالات متعلق داستان بیان کیے جاتے ہیں مخمسہ

پیچ کرتے ہیں نئے ناز سے چلنے والے
مار ڈالینگے سر شام نکلنے والے
آفت جان ہیں یہ دل پاؤں سے ملنے والے
سانپ کا زہر وہ گیسو ہیں اگلنے والے
آہ سے چشم جھپکا دے کو ہیں جلنے والے

بھول جانے سے ترے مورد بیداد رہے
مرنے والے جبیں کوچہ ترا آباد رہے
آرزو لیکے چلے دہر میں ناشاد رہے
کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہیں یاد رہے
اژدہا کی طرح رنگ بدلنے والے

پوچھتے ہیں مجھے شام وسحر اتنا تو ہوا
تخم عشق سے حاصل ثمر اتنا تو ہوا
در پہ حاضر رہوں منتظر اتنا تو ہوا
کشش عشق میں یار سے اثر اتنا تو ہوا
ہم گھسے ہوتے منہ پھیر کے چلنے والے

رات کو یار کے آنے کی تمنا کی ہے
گریباں قمر کی ہیں نور کی جالا کی ہے
اک تڑپ یہ بھی ہمارے دل شیدا کی ہے
حسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہے
شب کو باہر نہیں مہ گھر سے نکلنے والے

بگڑ بیٹھے ذرا چاند سی صورت کو بچاؤ
سنو اک خوشخبری منہ تو ذرا آگے لاؤ
غازہ مل ملکے نہ دل ہر کس و ناکس کا جلاؤ
آئنہ رکھ کے کیا ہے جو کبھی تم نے بناؤ
خاک میں مل گئے ہیں دیکھ کے جلنے والے

مجھے سونگھی نہیں خوشبوئے سر زلف دراز
ہم تو مانند حنا زیر قدم ہیں ممتاز
وہ پریشانی خاطر سے رہینگے ناساز
پاؤں تک تیرے جو پہونچے نہیں اے مایۂ ناز
کف افسوس ہی ہاتھوں میں ملنے والے

دشت گردی سے کوئی پوچھ سکے لذت راز
لاکھ منزل ہو کوئی سو ہوں نشیب او فراز

جان برسون سے لڑاتے ہین مسافر جانا | گوش زد ہو تو کہین کوس سفر کی آواز
چل کھڑے ہونگے کمر باندھکے چلنے والے

یاد بالون کی کبھی ہو تو کبھی گالون کی | آنکھ کے تل کی محبت ہو کبھی خالون کی
ہمنشین تجکو خبر کیا ہو مرے حالون کی | یہی سوزش یہی گرمی ہو اگر نالون کی
صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

سامنے آنکھون کے صحرا کی فضا ہو ہر صبح | اتحاد گل و بلبل کا مزا ہو ہر صبح
بار ور نخل ہین سب فکر خدا ہو ہر صبح | باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہو ہر صبح
رہین سرسبز شجر پھولنے پھلنے والے

کوچہ عشق و محبت ہی بلا خیز مقام | اسکے آغاز کا ابتک نہ کھلا کچھ انجام
بیٹھتے اُٹھتے پہونچ جائینگے ہم تو تا شام | اُٹھے کمدو جو زمین پر نہین رکھتے وہ گام
گر بھی پڑتے ہین بہت دوڑ کے چلنے والے

واہ رے دور ہو اس دور سے دل گھبراتا | درد الفت نہین افسوس کسی کو بھاتا
حسن کا ذکر کہین سے نہین لب پر آتا | نعمت عشق کا راغب نہین کوئی پاتا
مر گئے کیا غم و غصے کے نگلنے والے

رات دن ہجر کے صدمے ہین بہت دل پہ سہے | یار بے رحم ہو احوال برا کون سے کہے
دونون اُبلے ہوئے دریا تھے کہ دو نہر بہے | اشک باقی جو نہ آنکھون مین رہے تو نکلے
جگر و دل مین لہو ہو کے نکلنے والے

کیا کرون تیری صفت ادر سنا ای آتش | قلب آتش نفسون کا نہ جلا ای آتش
عرض کرتا ہے ذکی سن لے ذرا ای آتش | بس قلم صفحہ ہستی سے اُٹھا ای آتش
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

قطعہ

شنیدم صدائے کہ آمد بجان | درین زیر پردہ آسمان
درین پردہ آواز نالم چو سنے | با حوال جسم یا احوال سگے

ملکہ حسین سحر ساز شگفتہ بیٹھی ہے گلعذاران سرو قد سیمین پیکران خوشرو بصد شد و مد گرد اُس ماہ آسمان
خوبی کے جمع ہیں یہی ذکر ہو کہ آتشبار نے جا کر عمرو کو گرفتار کیا لیکر آتا ہوگا عرصہ کیوں ہوا کسی نے کہا حضور
کہیں لڑائی پڑ گئی کسی نے کہا وہ بڑے بدمزاج ہیں سب عیاروں کو پکڑ لائینگے آپ کے ساتھ جس
جسنے بے ادبی کی ہے سب کو سزائے کامل دینگے چالاک و برق کو ڈھونڈتے ہونگے حسین نے کہا اسوقت
میرا خود بخود دل گھبرایا صاحبوں ذرا آگے بڑھکر دیکھو تو میرے خیر خواہ سپہ سالار پر کیا گذری یہ کہکر
خود اُٹھی دروازے پر آکے ٹہلنے لگی ملکہ حیرت کو خبر پہونچی کہ حسین سحر ساز نے اپنے سپہ سالار کو
برائے گرفتاری عمرو روانہ کیا ہے یہ تو خوب جھیلے ہوئے ہیں مسکرا کر کہا اور ایک کی جان لی جو کوئی
برائے گرفتاری عمرو گیا ہوگا وہ بھلا زندہ پلٹ کر آئیگا وزیرزادی سے کہا جاؤ دیکھو تو کیا رنگ ہے
حسین سے کہنا کہ دیکھو بی بی میری بات مانو زیادہ یہاں سرکشی نہ کرو عیاروں سے جان بچنا دشوار
ہے وزیرزادی یہ سنکر چلی دیکھا حسین دروازے پر کھڑی ہیں گرد کنیزیں ہیں حسین جلیسین گرد متردد متوحش وزیرزادی
نے سلام کیا کہا کیوں حضور خیر تو ہے ملکہ عالم فرماتی ہیں کہ عیاروں کے واسطے زیادہ کوشش نہ کیجیے
حسین نے غصہ میں کچھ جواب نہ دیا کنیزوں نے کہا ہماری بی بی کے سپہ سالار صاحب یہاں
آتشبار جادو عمرو کو گرفتار کر چکے بلکہ قتل کیا ہوگا اور عیاروں کو ڈھونڈھ رہے ہونگے ہماری بی بی
جو بات کہتی ہیں وہی کرتی ہیں اب مسلمانوں کی جان بچنا دشوار ہے خاتون محل شہنشاہ کا گھبرانا
بیکار ہے یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ رونے پیٹنے کی صدا آئی دیکھا چند جادوگر ایک لاش لیے ہوئے چلے آتے ہیں
حسین نے گھبرا کر پوچھا صاحبو یہ کسکی لاش ہے سب نے کہا آپ کے سپہ سالار آتشبار جادو جنگل میں
مرے ہوئے پڑے تھے ہم لاش اُٹھا لائے یہ سنتے ہی حسین نے منہ پیٹ لیا کہا ارے یہ تو بتلاؤ میرے
چچا کو کس نے مارا جادوگروں نے کہا حضور ہمنے قاتل کو نہیں دیکھا لاشہ پڑا تھا کنیزان حیرت نے کہا
ہم سے پوچھیے عمرو نے قتل کیا ہوگا وہ نگوڑا کپڑے بھی اُتار لیتا ہے ننگ خاندان قزاقوں کا اُستاد بانی جفا
ظلم و بیداد یہ سنکر حسین غصے میں کانپنے لگی کہا جاکر سب مسلمانوں کو مارونگی ایک کو زندہ
نہ چھوڑونگی میرے سپہ سالار کو مارا یہ کہکے اسباب سحر و ذات پر آراستہ کیا طاؤس زرین بال پر
سوار ہوئی نفیر سحر بجائی بارہ ہزار جادوگرنیان ساحران زبردست حربہ ہائے سحر سے آراستہ ہوکر
سامنے آئے نوبت نقارے بجنے لگے زمین تھرائی حیرت بیٹھے بیٹھے گھبرائی کہا صاحبو دیکھو یہ کیا بلا نازل

ہوئی بغیر سحر کیونکر بچی کنیز دن نے بڑھکر عرض کی حضور حسین نے آبشار جادو کو بھیجا تھا شاید اُسنے
جاکر عمرو کو پکڑا انہین معلوم کس نے اُسکو قتل کیا لاشہ اُسکا دیکھکر جھلائی ہے لشکر تیار کیا ہے سر مسلمانان
جاتی ہے لشکر تیار ہوگیا حیرت جادو گھبرا کے دوڑی باہر آکے دیکھا حسین سحر ساز طاؤس پر سوار
ہو چکی لشکر تیار ہوگیا علمہائے زنگاری کے پھریرے کھلے حسین کا قصد ہے کہ طاؤس اُڑا دون
لشکر مسلمانان پر جا پڑون حیرت نے دوڑکر ہاتھ پکڑ لیا کہا بی بی تمنے کلیجہ خون کردیا جس قدر ہم
سمجھاتے ہین ضد بڑھتی جاتی ہے ذلت اُٹھائی صرصر کی جان لی ہوتی ایسا سحر کیا اب تک اُسکی کمر
مین درد ہے آبشار کی جان و آبرو پر بنی اب اسوقت خود جاتی ہو کیا مسلمانون کو حلوا سمجھی ہو تمام ارکین
طلسم ہوشربا وہان موجود ہین ملکہ مہرخ و بہار و ملکہ سرخ مو سے کاکلکشا و ملکہ بلال سحر افگن
و باغبان قدرت وغیرہ کس کس کا نام لون ہائے کس کس کا پتہ بتاؤن اب وہ لوگ افراسیاب
سے مقابلہ کرتے ہین تمنے کھیل سمجھا ہے او بے قاعدے جاتی ہو بطور مغلوبہ اگر ایسا ہی منظور ہے
تامل کرو شام کو طبل جنگی بجواؤ صبح کو میدان کارزار مین جاؤ فرداً فرداً مقابلہ ہو تمکو سحر کا لطف
ملیگا ہنگامے مین کیا کیفیت ظاہر ہوگی اور مغلوبہ کے وہ لوگ استاد ہین سیکڑون شکستین کھائین
ہمیشہ اُبھر کر اپنی جانین بچائین عین گرمی جنگ مین عیاری ہوتی ہے انکے معاملات مین آفتاب
عقل کو زوال سب صاحبان جاہ و جلال جیسا شہنشاہ نے کیا لونڈی غلامون کو سر چڑھایا
ویسا ہی مزہ پایا سب کو سحر بتا کے کامل کردیا خانۂ دل ہر ایک کا خزانۂ افسونگری سے بھر دیا اب
وہ برابر سے جواب دیتے ہین ہمکو مشکل پڑتی ہے ایک ایک کنیز اُنکی بڑھ بڑھکے لڑتی ہے کس کسکو جواب
دوگی ایک ایک پرکالۂ آتش ایک ایک سرکش اسطرح جو حیرت جادو نے سمجھایا حسین رونے لگی
کہا حضور میرے دل کو بڑا قلق ہے میرا قوت بازو مارا گیا لشکر میرا بے سردار ہوگیا اگر بدلا نہ لونگی الزام
لینگے سحر کس دن کے واسطے سیکھا تھا رفیق کو لڑنے کے لیے بھیجا یہ تو ناممکن ہے کہ مقابلہ و مجادلہ کرون
لیکن شب کو طبل جنگی بجواؤنگی صبح کو میدان کارزار مین ضرور جاؤنگی بڑی مشکل سے حیرت نے
سمجھا کے لشکر کی کرکھلوائی حسین غصے مین بل کرتی ہوئی اکڑتی ہوئی کانپ رہی ہے حیرت
جادو واپس ہوکر اپنی بارگاہ مین آئی کہا صاحبو مجھکو سب طرح مشکل ہے شہنشاہ بھی فرمائینگے تمنے
نہ سمجھایا بلکہ صنعت سحر ساز دختر شکایت سے کھو نکلی کہ ہماری صاحبزادی کو نہ بچایا کیون

اُڑلے دیا صاحبزادی چار اُنجھ یاد کرکے سامری جمشید کی بھی حقیقت نہیں جانتی ہیں
ایسے سخن ناشنو کو کون سمجھائے میرے خیال میں یہ آتا ہے کہ شہنشاہ کو اطلاع کروں شاید وہ کچھ
لکھ بھیجیں جو کہ یہ مان جائے شہنشاہ نے جس دن سے لوح کا انتظام کیا جو نامہ آیا یہی مضمون تحریر فرمایا
کہ ہم بھیجکر کسی ساحر زبردست کو روانہ کرینگے میں نے سنا ہے زال جادو بادشاہ قلعۂ تحت الشعاع کو
طلب فرمایا تھا اور از و نیاز حجرہ بلا دریافت کیا ثابت ہوا حجرۂ اول کا مالک مشعل جادو مصاحب
سامری حاکم اقلیم افسونگری لیکن بلانے میں ایسی شرطیں سخت ہیں کہ شہنشاہ نے قبول نہیں فرمایا
رازدار زال جادو ہے خود شہنشاہ وہاں تشریف لیجائینگے ضرور کسی تدبیر سے مشعل جادو کو لائینگے
مشعل آتے ہی سب کو جلا دیگا اُسکو کوئی قتل نہیں کر سکتا محبت سامری میں اُسنے اپنے کو دفن
کرادیا خداوندوں سے مل گیا ہمارے شہنشاہ کی دائی امان ملکہ تاریک شکل کش خود فرماتی ہیں کہ
میں جاکر مسلمانوں کو قتل کروں پھر بھاگ کر سب کو دکھا جاؤں مگر انکا تشریف لانا قاعدۂ طلسم کے خلاف
ہے اسوجہ سے اُنکو نہیں لاتے حیرت جادو تو ان باتوں میں مصروف ہے شیرین نے عرض کی آپ
ملکہ صنعت کو لکھ بھیجیں کہ صاحبزادی پر عیاروں نے حملہ کیا وہ مسلمانوں سے کل ضرور لڑینگی
آپ خود تشریف لائیے صاحبزادی کو روکیے حیرت نے کہا میں نے تو پہلے ہی نامہ لکھا تھا مگر
برق نے اُسکو روک لیا نہ جانے دیا ایسا نہو کوئی اور افتاد پڑے سب نے کہا ساحر تیز رو
روانہ کیجیے حکم دیجیے کہ راہ میں نہ ٹھہرے صنعت کے ہاتھ میں جاکر نامہ دے وہ آکے روکینگی
یہ رائے حیرت کو پسند آئی نامہ لکھا سب حال گذشتہ مندرج کیا طیران جادو کو دیا تاکید
کردی کہ خبردار راہ میں نہ ٹھہرنا طیران نے کہا حضور خوف عیاران سے میرے خود ہوش اُڑتے
ہیں میں بیچ میں کہیں نہ ٹھہرونگا نامہ لیکر طیران اُدھر روانہ ہوا لیکن حسین سحر ساز بصد عشوہ و ناز
تخت پر آکے بیٹھی یکایک لیلائے شب نے زلف عنبریں کھولی قیس ماہ بصد عز و جاہ دشت نجد فلک کے
معروف جستجوئے معشوق ہوا حسین سحر ساز نے حکم دیا طبل جنگی بجے ہمہمہ خانہ آراستہ ہو ہم جرے
قتل مسلمانان سحر تیار کرینگے اُسی وقت نقارہ زنی پر چوب پڑی چتر و پرچم برکاسے لشکر اسلام کے
نوج حسین میں موجود تھے خبریں لیکر بھاگے یہاں ملکہ مہ جبین سریر جہانبانی پر با اسد نامور بصد
سطوت و صولت و نگل یاقوت نگار پر گرد سرداران نامی ساحران گرامی جلوہ فرما مہ عیاری

البشار کو مار کر تشریف لائے ہیں ملکہ مہرخ نے خبر سنکر خلعت فاخرہ مرحمت کیا مرغ زرین بنے ہوئے
شیشے میں چہک رہے ہیں ایک جانب مہتر برق و چالاک مع ضرغام و مہتر قران جانسوز
بصد شوکت و شان حاضر دربار ہیں ذکر لشکر حسین ہو رہا ہے ملکہ مہرخ فرماتی ہیں صاحبو اُس چھوکری کا
دعوی بیجا نہیں ہے صنعت نے اپنا مسخر کر دیا ہے صندوق سینہ کو نقد ساحری سے بھر دیا ہے خوب بے سوچ
کر گئی یہ ذکر ہو رہے تھے کہ چوبداران سرکارون کی آگہی بخشی ہاتھ اٹھا کر دعا و ثنائے بادشاہی بجا لائے

نظم

اے شہ داد گر اے خسرو انصاف پرست — اللہ اللہ رے عدالت کا ترے نظم و نسق
برق افگن ہو اگر وحشی طبع تری — برق آئینہ ہو اور سنگ سیہ ہو ابرق
مشتری بھی تری شطرنج کا اک مہرہ ہے — آفتاب ایک ترے گنجفہ کا گر ہی ورق
ابر ہو گرچہ مثال نمد بیدہ — گر تری برق غضب جھاڑ دے اسپر حقیق
تو شتابہ سے بھی چل اُٹھے زیادہ وہ شتاب — آگ لگجانے میں دیر لگے ہو وے مطلق
ہو وے ہر سال مبارک تجھے عیش و شادی — اور دشمن کو رہے ترے صداع و قلق

شہریار عالم کی عمر دراز ہو حسین سحر ساز نے ملکہ حیرت کا کہنا مانا طبل جنگی بجوا دیا لیکن اُسکا
مقصد ہے ملکہ بہار جادو سے مقابلہ کرے اپنے سحر پر بہت پھولی ہوئی ہے ملکہ بہار جادو نے سنکر
عرض کی حضور اپنی کنیز کے نام پر طبل جنگی بجوائیں حضور کے اقبال سے اگر تنکے چنوا کر نہ مارا
تو نام اپنا ملکہ بہار جادو نہ پایا ہر چند ملکہ مہرخ نے کہا عام طور پر طبل جنگی بجے بہار نے نہ مانا
بہار جادو کے نام پر طبل جنگی بجا بہار نے اُسوقت کنیزون کو حکم دیا بہار نے خیمہ میں اسباب سحر
جمع کرو اُسی وقت ملکہ کنیزیں عذار غنچہ دہن گل عذار نارنجی پوش یاسمن عذار سکبد دہن
اپنے مقام سے اٹھیں چمنستان میں آکر گلچینی کرنے لگیں گلدستہ ہائے گل بصد تحمل درست کیے رشتہ
جان سے انکو باندھا بہار جادو بروقت برخاست اٹھیں اپنے خیمہ میں آئیں دیکھا کنیزان نگین ناز
سرو قد غنچہ دہن حاضر ہیں بیچ میں چوکی سنگ مرمر سفید کی حوض میں آب صاف و شفاف ملو ہے بہار
نے غسل کیا ایک ساری آب روان کی باندھی صاف ثابت تھا کہ جسم نور کو نور کے سانچے میں ڈھالا
ہے یا برج نور میں ماہ تابان کا گذر ہوا بالون کو نچوڑا ابر تیرہ و تار سے موتی برسنے لگے گرد کنیزیں آگئیں
ملکہ بہار نے غنچہ دہن وا کیا اسم سحر رنگین پڑھا پھول برسے غنچے چٹکنے لگے گلدستہ آراستہ ہوے گلچینی ہم

برسایا باغ سحر کے پھول کھلے چمن ہائے طولانی و دو دولت پر آراستہ ہین نخل جھومین بہت سے چمن ہائے طولانی
تیار کیے جب زلف لیلائے شب کمر سے گذری باہر آکر ملکہ بہار نے میدان کارزار مین پھول پھیلا دیے
درختون مین پھول کی بدھیان لٹکا دین یہ سامان کرکے ملکہ بہار جادو محلمین بستر ناز پر آکر آرام فرمایا
کنیزین خدمتگزاری مین مصروف ہوئین لیکن حسین سحر ساز طبل جنگی بجوا کر اٹھی کنیزون نے آکر
خبر دی حضور بہار نے اپنے نام پر طبل جنگی بجوا دیا اسلیے کہ باغ حسن مین بہار ہے آپ ایسی گلبدن
سے آمادہ کارساز ہو یہ سنکر حسین سحر ساز موم خانے مین آئی اُسنے بھی خوب خوب سحر تیار کیے
لیکن عیارون سے ایسا خائف ہوئی تھی کہ گرد خیمے کے حصار سحر کیا چار اژدہے بنا کر بٹھا دیے
وہ اژدہے قلابہ آتشین مُنھ سے چھوڑنے لگے عیاران لشکر اسلام اس فکر مین نکلے کہ چلکر حسین کو
مارین جب سامنے بارگاہ حسین کے آئے دیکھا چار اژدہے بیٹھے ہین جو اندر بارگاہ کے جانیکا قصد
کرتا ہو اژدہے مُنھ پھیلا کر دوڑتے ہین پھر پھر کامل گرد خیمہ حسین کے چیخ مار راستہ جانیکا نہ ملا ناچار
پلٹے ناگاہ باغ فلک مین گل خورشید پھولا گلہائے سیارگان مرجھائے شاخ کہکشان پھولی پھلی
نسیم سحر مستانہ وار چلی لشکرون مین تیاریان ہونے لگین ملکہ حیرت بارگاہ سے برآمد ہوئی ایک
بلندی پر تخت اپنا بچھوایا برائے تماشائے آمد لشکر اسلام نگاہ اُٹھائی دیکھا لشکر ظفر اثر اسد نامور
کی آمد شروع ہوئی سب سے پہلے شاہزادہ خورشید زرین سحر ساٹھ ہزار ساحران نامدار سے
آکر پہونچا مرکب باد رفتار سے کود پڑا ساحرون کو قاعدے سے جمانے لگا جو سردار آیا میمنہ میسرہ
کے طور پر جم گیا یکایک حیرت نے دیکھا ہژبر بیشہ جرأت یکہ تاز میدان جلالت اسد نامدار پشت
مرکب باد رفتار پر سوار پہلو مین صندلان صندل پوش مع ساٹھ ہزار جوانان صندل پوشان
بصد علم و نشان چالیس قدم آگے بڑھکر زیر سایۂ علم شیر پیکر نامور شہر اقبال سپاہ دین تخت نشین
جلالت آئین چالیس مشیر چالیس وزیر گرد تمام سرداران ذی ہوش پشت پر کنیزین زرین پوشش
جب یہ سب آچکے آمد بہار جادو کی شروع ہوئی طاؤس زرین بال پر سوار پھولون مین لدی
ہوئی عروس شب اول بنی ہوئی پشت پر کنیزان ماہرو حسین خوشنود دف و دائرہ سے بجاتی ہوئین
رنگ کی پچکاریان چل رہی ہین اشعار بہاریہ گاتی ہوئین شعر مصنف آج بیلا بٹ رہا ہے خوش ہے
بلبل باغ مین بوستا خضائے گل زنانی ہین زندگی باغ ثمن پا دھر سے آمد حسین سحر ساز بصد سوز

وگداز شعلے بھڑکتے ہوئے لالۂ ابر گرجتے ہوئے حسینین ایک مرغ زرین پر سوار یہ بھی گلدستے بہت
سے ساتھ لائی ہے حسن میں بے مثال اول ملکہ حیرت کو سلام کیا صفین جمائیں آراستگی میدان
کارزار ہوئی نقیبوں نے نقابت کی کڑکیت گرگا کا کہا کہ حسینین نے اپنے مرغ زرین کو بڑھایا حیرت
جادو سے اجازت چاہی حیرت نے سر جھکا کر کہا بی بی جاؤ کھیلیں ہونے دو ہم خداوندوں کے
سپرد کیا لقا تمھارا نگہبان ہے لیکن بہت سمجھ بوجھ کے بہار سے مقابلہ کرنا حسینین نے کہا حضور
ملاحظہ فرمائینگی ابھی مشکیں باندھ کر لاتی ہوں بدھیاں پھولوں کی بل بہار نے ہاتھوں میں لی ہیں
یہی ہتھکڑیاں بنجائینگی حیرت نے کچھ جواب نہ دیا حسینین سحر ساز اپنے مرغ زرین کو اڑا کر میدان کارزار
میں آئی عجائب وغرائب سحر کے دکھانے پہلے سے بہت معقول پھول برسائے آواز دی بی بہار صاحب
آئیے ذرا ہم سے چار آنکھیں کیجیے دیکھیے تو کیا لطف ملتا ہے دیکھیں کس کا غنچۂ آرزو کھلتا ہے بہار گلعذار
نے طاؤس کو صف سے نکالا آکر پایۂ تخت ملکہ مہ جبین کو بوسہ دیا دست بستہ عرض کی اے سر چشمۂ فیض
کامرانی وائی رنگ وبوئے گلزار جہانبانی اجازت میدان مرحمت ہو ملکہ مہ جبین نے خالا ان کے گلے
میں ہاتھ ڈالدیے کہا حضور صدقے ملازم آپ کے موجود ہیں وہ جاکر اس مغرور کو جواب دینگے آپ
تامل فرمایئے ملکہ بہار نے عرض کی حضور آپ کے جد عالی تبار صاحبقران نامدار کا قانون ہے جو جسکا
نام لیکر پکارے وہی میدان کارزار میں نکلے ملکہ مہ جبین نے کہا آپ کو حافظ حقیقی کے سپرد کیا
ہمیشہ باغ حسن میں بہار رہے باد خزاں کا جھونکا نہ چلے ملکہ بہار نے طاؤس بڑھایا اسد غازی کو
سلام کرکے میدان کارزار میں پہونچیں حسینین سحر ساز نے جو ملکہ بہار کو آتے دیکھا اللہ کرکے گلدستہ اٹھایا
ملکہ بہار نے گلے سے بدھی اتاری پہلے گلدستہ حسینین کا چلا بہار نے بدھی طرح چھینکا سب نے دیکھا
ابر تیرہ وتار گھر کر آسمان پر آیا جھونکے ہوا سرد کے چلے ابر سے بارش پھولوں کی ہونے لگی سحر بہار
و حسینین سے ہزاروں طائران زمزمہ سرا پیدا ہوئے جیسے برسات ہوتی زمزمہ سرا ہوئے اسوقت
میدان کارزار میں عجب کیفیت تھی بہار نے پھول برسائے حسینین نے دستک دی ٹھنڈی ہوا
چلی چشمے موج مارنے لگے غبار زرد نے میدان کو گھیر لیا سب کی نگاہوں سے حسینین وبہار چھپ گئیں
ابر تیرہ وتار نابود ہوا ایک باغ بیدرنگ تیار ہوا چمن چمن ہائے طیلانی لگھ ہائے رنگارنگ شگوفہ
ہائے بوقلموں سرو شمشاد پابندی سے آزاد جوانان چمن شادان وفرحان غنچوں کی چٹک پھولوں کی

ہوک باغ پرجوش بہارہ و مسا چمن کی زیبائی شاخون کی رعنائی ہر نخل پر ہزار ہا عندلیبان خوشنوا العبد
نازو ادا ان اشعار آبدار کو پھول پھول کر گا رہی ہین اشعار رنگین

ہے آج جو یون خوشنما نور سحر رنگ شفق
پرتو ہے کس خورشید کا نور سحر رنگ شفق

یہ جوش نسرین و سمن یہ لالہ و گل کا چمن
گلشن مین گویا چھا گیا نور سحر رنگ شفق

وہ سرو قد غنچہ دہن زیب چمن شان چمن
ہر سیم بر گلگون قبا نور سحر رنگ شفق

افشان جبین پر سر بسر مہتاب و انجم جلوہ گر
اور گورے ہاتھون مین حنا نور سحر رنگ شفق

لب پر تبسم ہے کہ ہے جوش بہار موج گل
دندان پان خوردہ مین یا نور سحر رنگ شفق

ہر مجمع پیر و جوان اک طرفہ مشرق ہے کہ وان
روشن دل و رنگین ادا نور سحر رنگ شفق

جام بلورین مین ہے یون عکس شراب لالہ گون
ہو جیسے کیفیت فزا نور سحر رنگ شفق

حسن گل مہتاب نے جوش گل سیراب نے
کیا باغ مین چمکا دیا نور سحر رنگ شفق

دیکھے چمن مین برگ گل آلودہ شبنم جو گل
خجلت سے پانی ہو گیا نور سحر رنگ شفق

ہے شوق کو بالیدگی ہے ربط کو چسپیدگی
کس رنگ ہون ملا جبہ انور سحر رنگ شفق

ساقی مے عشرت سے بھر ساغر کہ ہون ہم رنگ
آب و ہوا سے جانفزا نور سحر رنگ شفق

غرض وہ دراز تک عندلیبان خوشنوا نے دین در و دیوار ست اس باغ نگارین مین بہار کا
بند و بست اس حدیقۂ نگارین مین صد ہا نازنینان گلبدن خرامان پھر رہی ہین لیکن بہار
و حسین کا نشان نہین معلوم ہوتا اس رنگ سحر سازی و نیرنگ بازی و افسون طرازی کو دیکھ کر
ملکہ حیرت و مہرخ وغیرہ جو ہین ہر ایک حیران کہ بہار و حسین یہ باغ بہشت آئین بنا کر کہان مخفی
ہو گئین سب کی نگاہ اسی جانب ہے ہر خورد و کلان اس تماشا دیکھنے کا طالب ہے یکایک گوشۂ باغ
سے دف و دائرے کی آواز بلند ہوئی ملکہ مہرخ وغیرہ دیکھنے لگین سب کی نگاہین اُٹھ گئین دیکھا آگے ملکہ بہار
گلعذار پشت پر چند نازنینان مہ جبین زہرہ رخسار نغمہ کا بلند ہاہین کی گمک آسمان کو پہونچ رہی ہے
سب ساز اُنھین ساز کیے ہوئے ایک غارتگر ہوش بصد جوش و خروش سازندون کے آگے
رقص کرتی ہوئی دریا مین پھولون کے غوطہ زن نازنین پر فن خوش الحان غنچہ دہان سیم بر قمر پیکر
اس غزل کی تان مین اڑتی ہوئی چلی آتی ہے غزل

جانان ستم رسیدہ من داد خواہ دل | دل را بچہ کردہ است بجان من گواہ دل
بستانم از کراین و وعدہ و خونبہاے جان | دل جرم چشم گوید و چشم گناہ دل
یارب بدر و بے اثری نالہ جرس | گردید بیرق قلزم اشک و آہ دل
دل گشت ناتوان و نداریم در نظر | جز نوک خنجر مژہ اش تکیہ گاہ دل
در برگ ہر گلے بہ چمن رنگ حسن اوست | صاحبدلان چو سیر کنند از نگاہ دل
اے شیخ گر بسوے حرم میروی چہ سود | با صاحب حرم نہ رسی جز براہ دل
یکشب اگر بہ بزم خودم جا دہی چو شمع | روشن شود بجان تو روز سیاہ دل
دلدار حرف ناشنو و خلق سوی اوست | گویم و رجان بہ کر حال تباہ دل
سودا بگو کجا بروم من ز دست دل | باشد اگر صلاح روم در پناہ دل

اس رنگ سے یہ نازنین تانین مار رہی ہی کہ نرگس شہلا نے آنکھین کھولدین گل ہمہ تن گوش عندلیبان خوش نوا مدہوش شمشاد پا بگل ایک سو شور عنادل سنبل کو پیچ و تاب سوسن کو کلام کرنے مین حجاب اُسی جوش و خروش مین ملکہ بہار نے دستک دیکر آواز دی اے حسین سحر ساز بوے گل بنکر کب تک اس باغ مین چھپے گی دیکھو تو یہ گل اندام کیا کیا غزلین گاتی ہی کیا خوب بتاتی ہی آؤ ایسے اشعار آبدار سنو یہ صحبت یادگار رہیجا۔ دن کو باغ مین بہار ہی تر و تازگی گل و لالہ دیکھو ہوا کے باغ کی سیر کرو گانا سنو ہم تمھاری ملاقات کے اشتاق ہین حقیقت مین آپ علم افسونگری مین طاق ہین کسکی مجال ہی جو تم سے آنکھ ملائے دیدہ بازی مین نرگس کی آنکھ چپکاتی ہو آگے سوسن کی زبان درازیان دیکھو وقت وداع عروس چمن ہی آتش گل شعلہ زن ہی لالے کے دل پر داغ گلچین و باغبان باغ باغ ملکہ بہار نے غنچہ دہن سے گل کلام اس حسن و خوبی سے پیشکش کیے ہوا نان چمن اڑنے لگے حیرت جادو نے کہا یارو بہار نے غضب کا سحر کیا سحر حسین کا رنگ سا دیکھو اب حسین آیا چاہتی ہی دیکھین کیا رنگ لاتی ہی سب اسی جانب نگران بصورت آئینہ حیران مثل گیسو پریشان یکایک دوسرے گوشہ باغ سے روشنی ظاہر ہوئی سب نے دیکھا حسین سحر ساز آگے آگے پشت پر چار سو نازنینان گلگون پوش لیکن گل عارض مرجھائے ہوے سنانے مین نمایان ہوئی بہار کو جھکنے کر سلام کیا پوچھا ملکہ عالم کیون مجھے بلایا باغ مین آج نیا گل کھلا ہے

باغ کی مالک ہین کیے شل ہوے گل اسمین حکم دیجیے چمن سے باہر نکلین بہار نے کہا تمکو کیا خوف و خطر
ہی باغ مین آنے کا ہی شہزادی تلوار کھینچو تب ہمین تمھاری محبت کا یقین آئے دیکھو شرمندہ ہونا نہیں
مین نہ ہونا یہ سنتے ہی حسین سحر ساز نے کمر سے نیمچہ کھینچا چارسو کنیزون نے خنجر کمر سے نکالے حسین نے
جھوم کر قصد کیا نیمچہ گلوے نازک پر رکھے حیرت چیخی صاحبو غضب ہوا نازک سحر بہار جم گیا حسین
گلا کاٹا چاہتی ہی یہ کہکر ایک دستک دی اے طیران جلد حسین سحر ساز کو بچا نازک سحر بہار مٹا
ہوگیا تو آسمان سے ایک طائر پیدا ہوا پر مارتا ہوا سر پر حسین کے پہونچا ایک چیخ ماری اے حسین
ہوشیار ہو خواب غفلت سے بیدار ہو یہ کہکے ایک چیخ ماری طائر کے منھ سے شعلہ نکلا جلکر خاک ہوا وہ
خاک سر پر حسین کے گری حسین کو ہوش آیا ہوش آتے ہی ایک گولا نکال کر باغ بہار پر مارا باغ جلنے لگا غنچون نے
زبان بند کی آتش گل بھڑکی عندلیبان خوشنوا ایسی بھولین کہ زمزمہ سرائی بھولین گیسوے
سنبل کو پریشانی نرگس پر حیرانی ہر ایک چشمے سے خون ابلا حباب چشم گریان نکلے آہ آتشبار سے بلبلون
کے کلیجے بھن گئے یا تو وہ باغ پر بہار تھا جھونکا ہواے خزان کا چلا چشم زدن مین سناٹا ہوگیا غبار
بلند ہوا سب نے دیکھا بہار ایک صحرا مین کھڑی ہی گل بوٹے جلے پڑے ہین نخل خشک ہلے کہ گرم
جل رہی ہی شاخ نخل آرزو جل رہی ہی وہ جو کنیزین بہار کے ساتھ تھین گل عارض انکے مرجھا گئے
مثل برگ خزاندیدہ زمین مین گر پڑین اور حسین للکارتی ہوئی جاتی ہی بہار نے آواز دی او چھوکری
حیرت نے تجکو بچا لیا وہ جو داو افراسیاب جادو کی ہی ہزار بار تاک اسکے قبضے مین ہین گلا کاٹنے
پر آمادہ تھی اسنے طائر ساحری بھیجکر بچا لیا حسین جو شرمائی فوج کی طرف دیکھا ڈیڑھ لاکھ ساحر لیکر آئی
ہی سب جادوگر تیغ نابیج ہاتھون مین سنبھالکر دوڑ پڑے حیرت نے اب بھی پکار کر کہا کہ اے حسین بس
پلٹ آؤ نہ مقابلہ کرو امتحان ہوچکا یہ بہار بلاے روزگار ہی اسکے چمن کا ہر ایک پھول خار ہی جب تاو
کارزار ہوتی ہی زمین سحر چمن بس ہوتی ہی خدا اسکے رنگ سحر سے بچائے ہزارون کے اسنے گلے کٹوا ڈالے
شہنشاہ کو بڑے بڑے رنج دیے حسین نے کچھ جواب نہ دیا بہار وہان سے آگے بڑھی اس مقام
خزان کو چھوڑا لشکر کو تنہا آتے ہوے دیکھا شل باد خزان باغیون پر جا پڑی ادھر سے ملکہ مہرخ کے
کاکلک شاکنیزان بہار ایک جانب سے ملکہ مہرخ نے فوج کو اشارہ کیا ساحران نامی سرداران
گرامی بہار کے نام پر جان دیتے ہین اسباب سحر لیکر بڑھے حیرت نے دیکھا غضب ہوا یہ سردار ملکہ

حسین کو مار ڈالیں گے اُسنے بھی لشکر کو حکم دیا مصور بجادو فوج کو لیکر بڑھا ملکہ مہرخ نے للکارا او مصور تو
بڑا بیحیا ہی ہمیشہ جوتیان کھاتا ہی پھر لڑنے آتا ہی ایک جانب سے خورشید زرین سحر چمکا صورت آفتاب
کی دکھائی مصور نے بھی تصویرین نکالین جیب مقراض سے تصویرون کو کاٹا کئی سو کے سر کٹ کر
گر پڑے بہار نے پلٹ کر دیکھا مصور نے تہلکہ ڈال دیا پامال کرتا ہوا جاتا ہی حقیقت میں اسکے سحر سے
ساحرون کا قلب تھراتا ہی بہار نے چاہا طرف مصور کے پلٹون کر دیکھا حسین بصد جوش وخروش
سحر کرتی ہوئی چلی آتی ہی باغبان قدرت مصور پر جا پڑا بہار و حسین سے سحر ہونے لگے حیرت ہر مرتبہ
بیچ مین آجاتی ہی حسین کو بچاتی ہی منتین کرتی ہی اسے بہار سے نہ مقابلہ کر حسین کہتی ہی حضور بے
بہار کے قتل کیے ہوئے مین نہ پلٹونگی لیکن حیرت نے پلٹ پلٹ کر دیکھا مصور سحر کرتا ہوا جاتا تھا تخت
صورت نگار تخت پر سوار مانی وبہزاد ونقاش وقلم کش یہ بھی سحر کر رہے ہین تصویرین کھینچ کھینچ کر
مصور کو دیتے جاتے ہین کئی ہزار آدمی آتشے بیدردی نے قتل کیے اوسے زنی بڑھی ملکہ زیور
محمل نشین آتی ہی صورت نگار نے اسیر گولا مارا زیور نے بھی پکار کر کہا ای صورت نگار تجھے بھی سحر سیکھا یہ
کہکے اٹھا کے گولا مارا تخت صورت نگار کا ٹکڑے ٹکڑے برق تڑپکر گری سر زخمی ہوا کنیزان صورت نگار پر
زیور جا پڑی ای صورت نگار کی پردہ پوشی نہ ہوئی زیور محمل نشین نے سیکڑون کو دیوانہ بنا دیا وحشت بجد
کمال رنگ دکھا دیا حیرت جا پڑی اس صف کو ویران کیا ملازمان صورت نگار کو بیدل کیا کسی پر تیور ڈالے نگاہ سے
برق چمکائی کسی پر بجلی اتار کر پھینک دی ابر تیرہ و تار ظاہر ہوا موسلادھار پانی برسا سیکڑون غرق
دریائے لعنت ہوئے کبھی ہاتھ سے گز اتار کر پھینکا صدہا کے گلے مین طوق و زنجیر پڑ گیا نفس و قفس
پیچیدہ زنجیر مین پہنے ہوئے غل کرتے تھے سر ٹکراکے مرتے تھے حلقہ زنجیر سے نکلنا دشوار تھا وہ زنجیر زہرہ
مار تھا حیرت نے پلٹ کر دیکھا زیور محمل نشین نے تہلکہ ڈال دیا ہزارون کو قتل کیا کیا کیا لطف سے سحر کر
رہی ہی پلٹ کر وزیر زادیون سے کہا کیا ساحر ہماری طرف کے شریک باغبان ہے دیکھو تا سحر
زیور سے قیامت کے آثار عیان ہوئے مین خود بڑھکر روکونگی کس کس کو روکون کس کس کو ٹوکون مین چاہتی
ہون اس چھوکری کو بچا لون وہ نہین مانتی یہ کہکر طرف زیور کے چلی تھی کہ سامنے سے باغبان کا نعرہ ہوا
حیرت سے سحر چلنے لگا صورت نگار کو جو مصور نے زخمی دیکھا جورو کی مدد کو بڑھا للکارتا ہوا ہی ہی بی یہ کیا
غضب ہوا سر تمہارا کسنے زخمی کیا اسکو زندہ نہ چھوڑونگا صورت نگار نے کہا صاحب زیور نے سیکڑون کو

مجنون بنا دیا سیان تم اسکے سامنے بجا تا لیلی زلف کھلی ہی اندھیرا چھا گیا سیکڑون دیوانہ وار سر ٹکراتے ہین خود
جلالت آمین نکا مین سحر کی بھری ہوئین مصور نے کہا ابھی تھا بد اما صرور تو تکار زیور کی نگاہ پڑی للکارا
او مصور شہنشاہ داؤد کو دعا دے تجھکو یہ دن نصیب ہوا کنارے دریا کے پڑا رہتا تھا نہانے دھلانے
تھے یاد ہے ابھی آج دیتے تھے آنکھین تیری بسر ہوتی تھی شہنشاہ داؤد نے دیکھا یہ لونڈی بچہ بدنام کرتا ہے
جاگیر وغیرہ دیدی تجھکو بازار پرس کیا آج ہم لوگون سے مقابلہ کرتا ہے تصویر کھینچ دیکھو تو کیا نقشہ ہے مصور نے
تصویر زیور جھولی سے نکال زیور کی جانب پھینکی زیور نے اُسی نگاہ ڈالی تصویر جلی خاک ہوکر زمین
پر گری غبار زرد بلند ہوا اُس غبار سے ایک زنگی سیاہ رو پیدا ہوا خم مار کر سامنے مصور کے آیا للکار کر
آواز دی کیون بے تو دست ہمارے مالک سے لڑتا ہے آ مجھ سے تو مقابلہ کر مصور نے تو قلم چھینک مارا نیزہ
تے اسکو قلم کیا لیکن زنگی برابر مصور کے آبہونچا کئی سحر مصور نے کیے پیالیان رنگ کی زنگی پر پھینکین زنگی
دریاے خون مین نہا گیا لیکن ہر بار کا مصور پر جا پڑا اب مصور نے تیغہ سحر مارا زنگی نے کلائی پکڑ کے تیغہ
چھین لیا گریبان مین ہاتھ ڈالا مصور سے کشتی ہونے لگی زنگی نے تیسرے پیچ مین کمر مین ہاتھ ڈالکے
اٹھا لیا زیور کی جانب متوجہ ہوا حضور کیا حکم ہوتا ہے زیور نے کہا بس بس بے ایمان کو بیجا کر جس سحر مین قید
کر زنگی ہاتھ پر مصور کو چیخ دیتا ہوا لشکر سے نکلا صحراے ہولناک کا راستہ لیا مانی و بہزاد وغیرہ بیٹھے
تکتے دوڑے ہوے سامنے حیرت کے آئے حیرت جادو و باغبان قدرت سے لڑ رہی تھی آتے
باغبان کو زخمی کیا ایکجانب محل ہوا دیکھا صاحبان مصور روتے پیٹتے آتے ہین حیرت نے
پوچھا کیا ہوا عرض کی ملاحظہ فرمایئے حیرت جادو نے دیکھا مصور کا لباس پارہ پارہ ہے کاندھے پر لدا ہوا
ایک زنگی بد وضع پر لادے ہوئے لیے جاتا ہے صورت نگار زمرد اور کھڑی بیٹھی رہی ہے حیرت گھبرائی
پکار کر کہا مرشد زادے ہم سبکو ذلیل کراتے ہین یہ کیسے غول سے نکلی للکارا او زنگی سیاہ رو کہان جاتا ہے
اُس زنگی نے جواب بھی نہ دیا حیرت نے دیکھا صحراے ریگستان کو طے کرچکا ہے نخلستان مین جا کر غائب
ہو جائیگا پھر اسکو کون پائیگا ایک گولا اٹھا کر طرف آسمان کے پھینکا آواز دی اے غلام سامری
مرشد زادے کو بچالے سب نے دیکھا صحرا سے ایک فولادی تیلہ پیدا ہوا تیغہ کھینچا ہوا ہاتھ مین جست کرتا
ہوا قریب اُس زنگی کے پہونچا زنگی نے جو فولادی تیلہ دیکھا مصور کو ہاتھ سے ڈالدیا تیغہ کھینچ کے تیلے
پر جا پڑا ایسی وار کی کہ گئے ہاتھ تلوار کا مارا تیلے نے تلوار کو تلوار پر روکا اُلجھا و [illegible] ہاتھ

نکال کر سر کو تنبایا مگر پہ ہاتھ مارا زنگی کے دو ٹکڑے ہوئے جلا کر خاک ہوا مصور کو اُس بیہوشی مین تیلے
نے اٹھا لیا کاندھے پر ڈال کرے بھاگا آسمان پر جاکر غائب ہوگیا صورت نگار نے گھبرا کر کہا بی بی
یہ کیا ہوا حیرت نے کہا نہ گھبراؤ مرشدزادے سحر مین زیور محمل نشین کے مبتلا تھے مین نے صدمۂ
عظیم اٹھایا کئی سو کوس سے غلام سامری کو بلایا اُسنے زنگی کو مارا مرشدزادے کو پاس افراسیاب جادو
کے لیجائیگا وہ آب دیدۂ سحر کے چھینٹے دینگے تب انکی آبرو بچیگی زیور محمل نشین نے پکار کر کہا ای حیرت
شرم نہ آئی یہ تمھارے مرشدزادے ہین نبیرۂ خداوند کہلاتے ہین ذرا سے شعبدے مین چت ہوگئے
کچھ نہ بن پڑا آخر تمنے انکا ہاتھ تھاما کیا عمدہ مذہب ہی حیرت جادو طرف زیور محمل نشین کے چلی
فوجین لڑ رہی ہین سحر ہو رہے ہین آگ برس رہی ہی صدہا آتش سحر مین جلے ہزارون پانی سے
ٹھنڈے ہوئے نقیب مذمت دنیا مین اشعار پڑھ رہے ہین نظم

سمجھو نہ دنیا کو گھر خوشی کا کہ اسمین لاکھون طرح کا غم ہی — سنبھل کے لازم ہی پانون رکھنا کہ اسمین ٹھوکر قدم قدم ہی
رہا نہ کوئی نہ یان رہیگا سبھو کو چلنا وہان پڑیگا — کوئی ہی آگے کوئی ہی پیچھے ہر ایک راہی سوئے عدم ہی
یہ چند روزہ ہی دار فانی حباب سا ہی زندگانی — کبھی ہی رنج اور کبھی ہی راحت نیا چلن ہی کہ دم بدم ہی
یہاں نہ دارا ہی سکندر نہ ہی فریدون یہان نہ جم ہی — سما فراز کے ہوا انکو مقام فردوس ہی ارم ہی
لباس و آرائش و تنعم یہ چند انفاس کے ہین جھگڑے — نکل گئی روح جب بدن سے تو پھر کہان ناز و نعم ہی

نقیبون نے جو یہ اشعار پڑھے ناپائداری عالم فانی آنکھون کے نیچے پھر گئی لذت حیات دور و زہ
آنکھون سے گر گئی آج حیرت جادو کو بڑی مشکل پڑی ہی تڑپتی پھرتی ہی ہر ایک سردار سے مقابلہ
کیا ناگاہ سر اٹھا کر دیکھا شہسوار عرصۂ یکتازی اسد بن کرب غازی شیر نیستان فوج ساحران مین
لڑ رہا ہی صندلان صندلی پوش مصروف جان نثاری ملکہ گوہر جادو و عاشق صندلان صندلی
پوش رکاب اسد نامدار پہ ہاتھ رکھے ہوئے سحر ساحرون کا دفع کر رہی ہی ایک جانب شاہزادہ شکیل
فرزند دلبند ملکہ مہرخ سحر کر رہا ہی جب کسی نے سحر کیا اسد غازی کا گھوڑا پھر کا اُس ساحر نے چاہا طلسم
کو بڑھا کر گرفتار کرون شکیل نے بڑھ کر سحر دفع کیا اُس ساحر کو مارا کسی ساحر کو گوہر جادو نے للکارا یہ
جانباز سرفروش تو جب اسد نامدار کے کسی ساحر کو نہین آنے دیتے سینہ سپر کیے رہے ہین ملکہ حیرت
جادو نے جو یہ رنگ دیکھا جی مین کہتی ہی ای حیرت کوئی تحفہ اس جوان کے پاس نہین ہی اسپر یہ

جرأت و شوکت دریائے فوج ساحران مین غوطے مار رہا ہی کسی کو تیر سے مارا کسی کو نیزے پر اٹھا لیا کسی پر ہاتھ
تلوار کا مارا کسی پر گرز گران سنگ سماق رنگ ہشت پہلو کا وار کیا جو سر گرز پڑ گیا پڑا شا ہوکر بیٹھ گیا جی مین
سوچی کہ آج چراغ مسلمانان گل کر دون اسد نامدار کو بڑھکر مار دون یہ سوچ کر اسطرف سحر کرتی ہوئی چلی
اسکا سحر قیامت ہی کون روک سکتا ہی چہرہ پر عتاب بدالیقین عنبرین کو پیچ و تاب پہول سے عارض
گرمی آتش سحر سے کملائے ہوئے خون کے قطرے جسم پر ساشد ویژہ افشانی معلوم ہوتا ہی اول اول
گوہر جادو نے بڑھکر مقابلہ کیا حیرت نے للکارا کی گوہر جادو تم کیون اپنی آبرو دکھے پیچھے پڑی ہو
کبھی کسی ساحرے زخمی ہو یہ تقریر سلسل حیرت کی سنکر گوہر نے بڑھکر سحر کیا حیرت نے بروہائے خنجر
چمک کر گرا گوہر کے گلے کا ہار ہوا ہر چند کہ اُسنے خنجر کو توڑا لیکن شانہ نشانہ ہوا شکیل جادو بڑھا سطلب کو حیرت
کے سمجھ گیا کہ یہ اسد کی فکر مین آتی ہی یہ شیر دلیر ہین اس روباہ صفت سے کیا منھ پھیرینگے غضب ہو نعرہ
کر کے شکیل جادو جا پڑا گوہر جادو کو بچایا خود سحر کرنے لگا کئی سحر کیے حیرت کب مانتی ہی کڑی نگاہ ڈالی چہرمان
چلمکین برق گری شکیل کا زخمی کیا دوسرے ساحرون نے دیکھا کہ حیرت اسد نامدار پر جاتی ہی اسد
نامدار خود نعرہ کر کے چلا ہی سرخ سوسے کا کلکشا وغیرہ بھی چلین ملازمان حیرت نے بلوہ کیا آخر مقام
پر گروہون کے دنائے تیغ سحر کے سناٹے کہیں آگ برسی کہیں دریا اُمڈا کہیں تیرون کی بوچھار کہیں برق
شمشیر چمکی کہیں کانون کی کڑک شعلہائے آتش کی بھڑک گھوڑے کوتل بھاگتے پھرتے ہین سوار
مرکبون سے گرتے ہین پیدل پٹے جاتے ہوے مرنے پر آمادہ کمر مین چست ارادے درست ایک کو
ایک کی شرم دریائے آتش مین کود پڑنے پر سرگرم لاکھون کا کھیت ہوا حیرت یہی چاہتی ہی کہ ان سبکو
ہٹا کر اسد غازی پر گردن نیچہ کمر مین دے کرے نکلمات اُس مقام پر انتہا کی تلوار چلی سحر سے زمین
کانپ گئی خون کی ندی بہی سردار تو اس جانب متوجہ ہوئے ملکہ حسین سحر ساز نے جو مہلت پائی تو بہار
کو للکارا بہار نے قصد کیا تھا کہ مین برائے مدد اسد نامدار جاؤن دور سے دیکھ رہی تھی کہ سب
سردار اُسی مقام پر مصروف جنگ و جدل ہین حیرت جادو کی زلفین عنبرین پر بل ہین کہ آواز
آئی اے بہار کہان جاتی ہی ستم ملکہ حسین سحر ساز تو نے سر میدان مجھ کو ذلیل کیا مین اب کیا تجھے
زندہ چھوڑونگی ملکہ بہار نے پلٹ کر طرف ملکہ حسین سحر ساز کے دیکھا کہا جا دور ہو کیون شیطنت آئی
ہین حیرت جادو نے تمکو بچا لیا اس مجمع مین چل سب کے سحر کے امتحان ہین حیرت جادو طلسم کشا کا

قصد کر رہی ہو دیکھو ہمارے سردار کیا جانبازی کر رہے ہیں بادشاہ طلسم ہوش ربا کی جو روت برہم
کار زمانہ ہیں اما عیان طلسم ہوش ربا کار غدار ہیں زمانے میں ہر روز انقلاب ہے دولت پیالہ جگو
پیچ و تاب ہے بہ قول شاعر نظم

نہ غافل رہ زمانے سے بسر کیجا بہشیاری	کہ خواب پاسباں ہے رنگ کے طالع کی بیداری
یہ آنکھیں جوں صدف کب ابر نیساں پر نظر رکھیں	عطا اسکی نہ مانگیں گا تجھ جو دریا کریں جاری
نہیں روشندلوں کو وسعت روزی زمانہ میں	کہ سر کو نان کاسے پاؤ گے آدھی سے ساری
ہوا زاہد کو عشق خوش لباں پیری کے عالم میں	پڑی ہے آتش یاقوت سے پنبہ میں چنگاری
نہ کھا داغ دل نے تن بدن میرا ہے کچھ مجھ میں	بغل کے پھوڑے کی جیوں شمع کب تک ہو خبرداری
مدارا خمی تیغ زبان کو نفع کیا تجھ سے	نہیں مرہم پذیر ہے یار جب دم زخم ہو کاری
شہید رسم ملک عشق ہوں سودا کیئے ہیں	جہاں جرم نگہ پر نقد جان و دل گنہگاری

ان کلمات کو سنکر حسین سحر ساز اور زیادہ جھلائی کمانا سچ نہ ہو کچھ سحر کر دکھا کمال دکھا اُڑائی سے تیر پھینکا
تو ہیں اسمیں مل گئیں کنیزان بہار نے بر سر کر چکاریاں ماریں کئی ہزار کنیزان حسین سحر ساز جل گئیں
حسین سحر ساز نے گونہ نکالکر فوج بہار پر ملا اُن پانچ کنیزوں کے سر پھٹے جب تو ملکہ بہار کو تاب
نہ آئی آواز دی کہ او حسین سحر ساز تیری قضا ے کر آئی ہے یہ کہکر بی بہار گلدستہ تھام کر حسین تک
دیکھا جس پر نگساز میں سے اسکو چھپنا یا غرض اس پہلو پر اب نہیں آئی گلدستے بہار نے مارے
حسین سحر ساز نے پھول نہ بھنے دیے نائران زمزمہ سرائی زبان بند کر دی ہمہ اطائر دن کو کباب
کر کے گرا دیا صدہا نخل جلا ئے آگ برساتی ہوئی ملکہ بہار پر جاتی ہے آتش خونی شعلہ مزاجی دکھائی ہے
اور ہر دو دست حیرت جادو نے دیکھا ہوا ے سرو عیسی دم مسیح نفس آئی اسے کہکے ملتی دیکھا بہار
ملکہ حسین سحر ساز سے سامنا پڑ گیا ہاتو تہ بیر گرفتاری اسکا نا ملا میں لڑ رہی تھی نعرہ کرنے لگی
ارے حسین خبردار میرے پاس چلی آ اس سر دگرداز ظلم و بدعت سے مقابلہ نہ کر حسین اور زیادہ گرما گئی
مجھ کو کھینچکر بہار پر جا پڑی حیرت نے دیکھا دونوں میں نیچے جلنے لگا بہار نے دیکھا چوٹ نہیں کھائی
جب حسین سے ہاتھ مارا ہزارہا شعلہ ہا سے آتش نے بہار کو گھیرا بہار شل ہوے گل اُس باغ
آتش بہار سے نکلتی ہے شاخ تمنا ے حسین جلتی ہے جب وہ پانچ دانہ سنے کیسے پھر بھی کئی مرتبہ بہار

لڑکی اپکی جھپٹ کر غنچہ چمن نے اُبھار نے بجائے سپر گلدستہ اُٹھا دیا گلدستہ کٹا بوے خوش کی چمن میں بھی اس بہار ماہ رخسار نے خنجر ہلالی تمام انتقام سے کھینچا چمک کے ہاتھ مارا حسین نے سپر اُٹھا دیا لیکن بے صورت ہو چکی ہی خنجر پڑا سپر کے دو ٹکڑے جنیوے کا ہاتھ پڑا ایک ہاتھ اور سر تن سے قلم ہو کر حسین کا زمین پر گرا غبار سیاہ بلند ہوا حیرت نے گریبان پھاڑ ڈالا بہار نے جھوم کر نعرہ کیا تم بہار گلعذار نازنینوں نے زمزمہ سرائی کی لیکن آندھی سیاہ اٹھی آواز آنے لگی کشتی مرا نام حسن حسین سحر ساز بود کنیزوں نے بہار کو گھیرا بہار نے مارے گلدستون کے ستھراؤ کر دیا جہان تو یہ ہنگامہ برپا ہی یعنی لاشہ حسین تڑپ رہا ہی سنگ باری برف باری ہو رہی ہوا یا میان فوج حسین چاہتے ہیں گھیر کر بہار کو مارین بہار مثل برق تڑپ رہی ہی

دو کلمے داستان صنعت سحر ساز اشعار عبرت آثار کے بیان ہوتے ہیں

اس گلستان جہان میں کیا گل عبرت نہیں — سیر کے قابل ہی یہ پر سیر کی فرصت نہیں
عالم جسکا عشق اور جسکا عمل وحشت نہیں — وہ فلاطون ہی تو ہو وہ قابل صحبت نہیں
خواہ پھرتا ہی فلک اور خواہ پھرتی ہی زمین — پر ہمارے واسطے یان منزل راحت نہیں
بسمل تیغ محبت کا لب ہر زخم دل — ہوتا وا بے شور و واویلا و وا حسرت نہیں
ستو میں گر پانی جو دے یار اپنے ہاتھ سے — مرگ کی تلخی سے شیرین تر کوئی شربت نہیں
ہی نوشتے میں ترے بیمار کے صحت کہان — جسکے نسخے میں دوا کی نقطہ کو صحت نہیں
کھائے زخم تیغ قاتل جو بجا لائے نہ شکر — کوئی بھی اس سے زیادہ کافر نعمت نہیں
خاک ہو کر بھی فلک کے ہاتھ سے ہمکو قرار — ایک ساعت مثل ریگ شیشۂ ساعت نہیں
خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہی دشت عدم — روز گر کیجے چہل قدمی اگر فرصت نہیں
میری وحشت پانون پھیلائے تو سب دونون جہان — ہون اگر اک عرصۂ میدان تو کچھ وسعت نہیں
ایک دل اور آسپہ اتنے بار غم الله رے — اور اس طاقت پہ ایسا کوئی بیطاقت نہیں
ذوق صورت کدے میں ہیں ہزارون صورتین — کوئی صورت اپنے صورتگر کی بے صورت نہیں

ذکر چلا ہوں کہ حیرت جادو نے رات ہی کو براے صنعت سحر ساز نامہ لکھا تھا صنعت سحر ساز گھٹ پر قصر سحر بنانے میں مصروف ہو پلٹ کر بارگاہ میں آئی ظلمات سے کہا دو دن کی

صنعت اور باقی ہیں دیکھو تو کس طور سے ہم مسلمانوں سے لڑتے ہیں عیاروں کی کیا مجال جو ہم تک
آسکیں خاک میں ملا دیں گی ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑونگی کہ آسمان پہ برق جلی طیران جادو نے آکر نامہ
ہاتھ میں صنعت کے دیا طیران جادو کو دیکھکر صنعت کے ہوش اڑ گئے گھبرا کے پوچھا طیران خیر تو ہے
میں ملکہ حیرت کو سب کیفیت اپنی لکھ چکی ہوں ایک ساحر کی بھیجی ہوئی تھی طیران جادو نے کہا نامہ
تو پڑھیے سب کیفیت ظاہر ہو جائے گی صنعت نے گھبرا کر نامہ کھولا تمام کیفیت آمد حسین سحر ساز
و عیاری عیاران اسلام و آمادگی حسین سحر ساز برائے جنگ بہار سب حیرت نے مفصلاً لکھا تھا
صنعت سحر ساز پڑھتے ہی تھرا گئی کہا ہو صاحبو جو کچھ کہ لشکر اسلام پر جا پڑی وہ ایک حضرت ہی کی
کا کہنا نہ مانے گی یہ کہکر اسی طرح غصے میں اٹھی سحر کرکے بلند ہوئی ملکہ ظلمات و ملکہ گیسو کشا نے پکار کر
کہا حضور لشکر کو لائیں صنعت سحر ساز نے کچھ جواب نہ دیا پیچھے صنعت کے چار سو سردار چلے صنعت
نے لا کر جلدی کی پانچ کوس لشکر اسلام باقی تھا کہ آندھی سیاہ چلی سنگ باری برف باری کو صنعت
سحر ساز نے دیکھا کان میں آواز آئی کہ شتی مرا نام ہی حسین سحر ساز ہو وہ پلٹ کر ظلمات سے کہا و صاحبو
غضب ہوا ہائے میں لٹ گئی یہ کہکر مثل شعلہ جوالہ اڑی اسوقت پہونچی جسطرح تحریر کر چکا ہے لاشہ
حسین تڑپ لباس کی کنیزوں نے بہار کو گھیرا بہار نے پھول برسا دیے گرد لاشہ حسین ہزاروں کنیزوں
کے لاشے پڑے ہیں صنعت نے وہیں سے نعرہ کیا اے ملکہ حیرت خوب رفاقت کا حکم فرمایا اس
گلعذار کا عفو آرزو نہ کیا ہائے آپ نے بھی نہ روکا ملکہ تو مثل آئینہ حیران مثل زلف پریشان تھا جب
ہو یا کہا اے صنعت میں ناچار تھی ہر اکہنا صاحبزادی نے نہ مانا میں نے بہت کوشش کی قضا نے
اسکا دامن نہ چھوڑا صنعت نے کہا تو حضور نہیں سعادتمند خون حسین میں آگ لگا دونگی یہ کہکر ملکہ
صنعت سحر ساز لشکر اسلام پر گرمی جھول سے روئی کا گالا نکالا خوب ہوا میں دکھائی چند قطرے پانی
کے اسپر ڈالے اٹھا کر پھینکا کہ ابر سیاہ آسمان پر گھر آیا بوندیاں پڑنے لگیں جسپر ایک قطرہ پڑا جل گیا
کئی ہزار ساحر سحر صنعت سے جلے اسی حال پر مارل میں جھومتی ہوئی ساتھ ملکہ بہار کے آئی کہا
او بہار ایسی سرو قد گلعذار غنچہ دہن کو مارا تجھکو کچھ ہمارا خوف نہ آیا بہار نے کہا کیا بیہودہ بکتی ہے کہاں
لڑائی میں پان پھول بٹتے ہیں جسکا حربہ چل گیا صنعت نے کہا اچھا اب کیفیت کھلجائے گی بہار
سے اور صنعت سحر ساز سے خوب خوب سحر چلے سب نے دیکھا باغبان قدرت دیکھو

دو ٹکڑا ہو گیا لیکن صنعت بہار جادو و پہاڑی بہار نے نیچہ سحر مارا صنعت سحر ساز نے مڑ کے چھوڑ دیا
بہار اس سحر سے آگاہ نہ تھی نیچہ بہار نے تاج صنعت کا ناسر پارہ چھا سانتر آیا سر سے فوارہ خون
کا نکلا قطرہ ہائے خون صنعت بہار پہ پڑے بہار لڑکھڑا کے زمین پر گری تڑپنے لگی صنعت نے کچھ
اُس کے دانے پھینکے بہار جادو ایک عندلیب خوشنوا کی صورت بنگئی صنعت نے دام سحر بچھایا
تھا اُس طائر زیرک کو پھنسایا یعنی بہار کو اُس قفس آہنی میں بند کیا لاشہ حسین کا اُٹھایا ظلمات
گیسو کشا وغیرہ بھی پہونچ چکی تھیں نفس بہار ظلمات کو دیا حسین کا لاشہ لیکر دور بڑی واویلا کر کے
آواز دی کہ بی صرصر دیکھو تو کیا غضب برپا کرتی ہوں سب کو تڑپا تڑپا کے نہ مارا تو مجھکو صنعت سحر ساز
نہ کہنا ہر چند سرداران اسلام نے صنعت کو روکا لیکن صنعت کسی کے روکے سے نہ رکی مثل شعلہ جوالہ
بلند ہوئی اُڑتی پھرتی نکل گئی صد ہا کو قتل کر گئی بہار کو عندلیب خوشنوا بنا کر لیگئی ملکہ حیرت جادو
نے طبل بازگشت بجوا دیا اہل اسلام پلٹے لیکن بہار کا بڑا قلق ہوا بارگاہ میں آکر ملکہ مہرخ بیٹھیں خواجہ
عمرو بھی آئے ملکہ مہرخ نے کہا او خواجہ صنعت سحر ساز سے بکسی ایلچی حسین کو بہار نے مارا لیکن
بہار کو صنعت گرفتار کر لیگئی عیاروں کو بھی سناٹا آگیا خواجہ عمرو نے کہا میں جا کر خبر لاتا ہوں
عمرو بیقرار ہوکے بھاگا بارہ کوس راستہ طے کرکے پہاڑ پہ آکے نگاہ اُٹھائی دیکھا سرگشت پہ صنعت نے
ایک قصر عالی بنایا ہے فرش لاکر فرح فروش بچھا ہے ایک سمت ایک مکان بطور زندان خانہ آراستہ
کیا ہے اُسمیں لوہے کی سلاخیں لگائی ہیں عمرو نے دیکھا صنعت نے بہار کو بصورت عندلیب
اُسی مکان میں چھوڑ دیا بہار اُس مکان میں جا کر تڑپنے لگی سلاخہائے آہن سے سر ٹکراتی ہے
لیکن وہ نہیں ٹوٹتیں اور گرد لشکر صنعت ایک لاکھ معلوم ہوتی ہے خواجہ عمرو نے کہ اس آستان
سے کچھ مراد ہے بہار سے آتے مقصد ہوا داخل لشکر ہوں دل دھڑکا خواجہ عمرو نے ایک انگوٹھی تار کے
لکیرے اُس پار پھینکی مسافر کی شکل بنکر دور کھڑے ہوئے ایک گھسیارہ گٹھا گھاس کا لیے ہوتے آتا
تھا عمرو نے کہا بھیا گھسیارے گٹھا یہاں رکھدو ایک کام ہمارا کر دو وہ انگوٹھی ہماری پڑی ہے
اُٹھا کے لا دو ہمیں دو ایک روپیہ پیسے دو پھر جاکے اپنی گھاس بیچنا بال بچوں میں چین کرنا
اس روپیہ کی مٹھائی کھانا گھسیارے نے دیکھا یہاں بڑے بھولے ہیں جلدی سے گٹھا اُتار کر
رکھدیا کہا حضور روپیہ لائیے خواجہ عمرو نے کہا بھائی انگوٹھی ہماری ہے وہیں لا کر دو ہمارے پاؤں

میں وہ دہی اسوجہ سے وہانتک نہیں جاسکتے روپیہ نکال کر دکھادیا گھسیارے کے منہ میں پانی بھر آیا
بیقرار ہوکے جیسے ہی لکیر کے پاس پہونچا وہ حصار سحر تھا دھم سے گر کر گرا عمرو نے دور سے دیکھا
ملازمان صنعت آئے اُس گھسیارے کو گرفتار کرکے لیگئے خواجہ عمرو وہاں سے بھاگے سامنے صنعت کے
جب گھسیارے کو لیگئے صنعت سحر ساز نے کہا ارے تو کون ہے کیوں ادھر آیا گھسیارے نے کہا
ایک میاں نے روپیہ دینے کو کہا تھا میں جو یہاں آیا گر پڑا صنعت ڈری کہ کوئی عیار ہو میاں
گھسیارے نہلائے گئے مار پڑی دہائی دینے لگا کہا گستیاں اب کبھی نہ ادھر آونگا سواے گھاس کھودنے
کے اور کوئی مزدوری نہ کرونگا صنعت نے اوراق جمشیدی میں دیکھا معلوم ہوا عمرو اسکو دم دیکر
پھنسا گیا صنعت نے کہا صاحبو تم نے سناہاں نادہ آیا تھا گھسیارے کو پھنسوا کر چلا گیا
میں بھی سمجھی عیار دھوکے میں پچلے آئیں گے یہاں دھر جائینگے لیکن ساریان نادہ وارسطو فطرت
لقمان حکمت ہے لاشہ حسین کا جلوایا ظلمات جادو سے کہا تم خدمت میں ملکہ حیرت کی جا کر
کہنا حضور جیل جنگی بجا لائیں میں وقت پر چند ساحر لیکر آونگی فرداً فرداً سرداروں کو گرفتار کرونگی
ظلمات جادو بموجب حکم ملکہ صنعت سحر ساز طاؤس پر سوار ہو کر چلی یہاں خواجہ عمرو بارگاہ
ملکہ مہرخ میں آئے سب واسطے بہار کے مکدر ہورہے ہیں خواجہ عمرو جو آئے سب شگفتہ ہوگئے
اگر کوئی صورت رہائی بہار نکالی ہوگی عمرو بے اختیار رو دیا کہا اے سرداران نامی بہار کی اب
رہائی دشوار ہے صنعت سحر ساز نے گرد اپنے لشکر کے حصار سحر کیا ہے اندر لشکر صنعت کے کوئی
نہیں جاسکتا خدا نے مجھکو بچایا ایک گھسیارے کو گرفتار کراکے چلا آیا تمام کیفیت عمرو نے
سامنے سرداروں کے عیاروں کے بیان کردی اور عمرو نے پکار کر کہدیا کہ خبردار کوئی نہ جائیگا
نہ کوئی جو جائیگا حصار سحر میں پھنسے گا تمام سرداروں کو سناٹا آگیا ملکہ مہرخ نے کہا پروردگار بدعت
صنعت سے بچائے یہ اُسنے بڑا صدمہ عظیم اٹھایا حسین کا قتل ہونا بڑا غضب ہوا آخر میں وہ
ہمیشہ سے قائل ہے اسماے افسونگری کی قائل ہے یہاں تو یہ چرچے ہورہے ہیں لیکن برق تڑپ
کر نکلا کہ بارگاہ ملکہ حیرت سے خبر لاؤں کوئی تدبیر تا یہ صنعت سحر ساز پہونچے کی نکالوں یہ سوچتا
ہوا حیران و پریشان مضطر بیقرار ایک ساحر کی شکل بنکر طرف لشکر ملکہ حیرت جادو کے روانہ
ہوا لیکن دل سے کہتا ہے کہ انجام بخیر ہو

دو کلمہ در داستان حیرت بیان افراسیاب کہ باغ سیب میں آتا ہے بیان ہوتے ہیں

یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا
میں الزام اسکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

نہ شادی مرگ ہو کیونکر ہو مژدہ قتل دشمن کا
کہ ہر گھر میں لیے شمشیر وہ روتا نکل آیا

ستمگر ای گری ضبط فغان و آہ چھاتی پر
کبھی بس پڑ گیا چھالا کبھی پھوڑا نکل آیا

کیا از بس کہ مجھکو چارہ گر نے کن جنون میں جب
عدو کے قتل کو وہ شوخ بے پردا نکل آیا

نکل آیا اگر آنسو تو عالم مست نکال آنکھیں
سنا مسعود سے مضطر نکل آیا نکل آیا

ہمارے خونبہا کا غیر سے دعوی ہے قاتل کو
یہ بعد انفعال اب اور ہی جھگڑا نکل آیا

کوئی تیر اسکا دل میں رہ گیا ہے کیا کہ آنسو سے
ابھی رونے میں اک پیکان کا ٹکڑا نکل آیا

دم بسمل یہ کسکے خوف سے ہم پل گئے اتنو
کہ ہر زخم بدن سے خون کا دریا نکل آیا

خدنگ یار کے ہمراہ نکلی جان سینے سے
یہی ارمان اک مدت سے جی میں تھا نکل آیا

بہت نازان ہو تو ای قیس وحشت پر دکھا دونگا
کتابوں میں کہیں قصہ جو مومن کا نکل آیا

افراسیاب داخل باغ سیب ہو کے بیچ کا انتظام کرکے بہت خوش ہوا کہ آسمان سے برق چمکی دیکھا تیلہ فولادی مرشدزادے کو گود میں لیے آتا ہے افراسیاب نے کہا سامری جمشید خیر کریں تیلے نے لا کر مصور کو پہونچایا افراسیاب نے کہا ای غلام سامری خیر تو ہے مرشدزادے کس بلا میں تھے جب تم پہونچے تیلے نے دست بستہ عرض کی زنگی سحر ملکہ زیور محمل نشین مرشدزادے کو لیے بھاگا جاتا تھا ملکہ عالم نے مجھکو پکارا میں وقت پر پہونچا زنگی سیہ رو کو مار مرشدزادے کو لیکر نکل آیا وہاں میدان میں لڑائی ہو رہی ہے یہ کہکے تیلہ رخصت ہو گیا افراسیاب نے مصور کو ہوشیار کیا مصور کی آنکھ کھلی گھبرائے ہوئے تھے افراسیاب سے لپٹ گئے کہا ای شہنشاہ میں بہت ذلیل ہوا زیور نے مجھکو بہت ستایا افراسیاب نے کہا مرشدزادے نگھبرائیے آپ اگر سنبھل کر سحر کریں کوئی دنیا میں آپکا مثل ہے آپکے بزرگوں نے سب کچھ تعلیم کیا ہے ایک دن تو سحر سامری صرف کیجیے مصور نے کہا شہنشاہ با دولت گھبرا جاتے ہیں بڑی خیر یہ ہوتی ہے کہ حور وہماری ہمکو سنبھال لیتی ہے بڑی محبت رکھتی ہے صبح کو دودھ پلاتی ہے سردی میں مچھلی کے سر کا شوربا پلاتی ہے مجھ میں بڑی طاقت آ جاتی ہے افراسیاب ہنسنے لگا کہا مرشدزادے تم ایسے ننھے تو نہ تھے سب کی کاہے کو خرابی ہوتی اب

مفصل بتایئے مقابلہ کس سے پڑا ہی مصور نے تمام کیفیت حسین ظاہر کی کہا حضور بہار سے اُس سے
مقابلہ پڑا ہی نام بہار سنکر رنگ روے افراسیاب متغیر ہو گیا کہا غضب ہوا بہار سے بچنا اسکا دشوار
ہی فوراً صرصر کو بھیجا کہا ای صرصر جلد جا کر خبر حسین سحر ساز کی لاؤ بہار سے مقابلے مین کیا گذری صرصر
نے کہا بہتر ابھی جاتی ہون مفصل خبر لے کر آؤنگی صرصر نے بانہاے عیاری ذات پر آراستہ کیے قصد کیا
کہ چلون کہ ایک جادوگر نا سحرت کاغذ لیے ہوئے آیا ہاتھ مین افراسیاب کے دیا افراسیاب نے
پڑھتے ہی منہ بنایا مصاحبون نے پوچھا شہنشاہ خیر تو ہی افراسیاب نے کہا بڑا غضب ہوا حسین
قتل ہو گئی دوسرا غضب یہ ہوا کہ بہار کو صنعت گرفتار کرکے لیگئی بڑی دقت سے قید کیا اب آمادہ حرب
و پیکار ہی سب سامان تیار ہی صرصر سے کہا تامل کرو خبر بدولت کو معلوم ہوئی مجکو یہ منظور تھا کہ چند
روز سے مقابلہ تو کسی ساحر زبردست کو بلا کے یہ معاملہ اُسکے سپرد کرونگا وہ ایکدن مین خاتمہ کر دیگا حسین نے
جاتے ہی بگڑی ہی الجھائی آخر قتل ہوئی اب صنعت نے بڑا سامان کیا ہی حقیقت مین وہ بلاے روزگار
ہی لیکن حیرت کو سمجھا دیا جاے کہ سقد مین صنعت کے لشکر وغل نہ دو دیکھو انسے کیا گذرتی ہی شہرستان
سلطنت مین ایک ساحر ارچنگ جادو بیٹھا ہوا ہی اُسنے کہا ای شہنشاہ مجکو حکم ہو مین جا کر ملکہ عالم سے کل
کیفیت بہ تفصیل عرض کرونگا افراسیاب نے ارچنگ کو قریب بلایا کہا ای ارچنگ اگر ہو سکے تو اپنے
تئین پاس حضور کے پہونچا دو اُس کمبخت کو یہ پیغام دو کہ شہنشاہ نے فرمایا ہی صنعت آمادہ حرب و پیکار
ہی سحر و ساحری مین بلاے روزگار ہی اُسکے سقد مین شہنشاہ دخل دیسکین گے کہ دختر بلند اختر اُنکی قتل
ہوئی کیا کہکے سمجھاؤن میں تم اِس زمانے مین نکل آؤ مین تمہاری خطا معاف کرونگا ارچنگ نے کہا مین ضرور
جا بحضور پہونچونگا میرے انکے مدت سے رسم و راہ ہی مجکو نامدار کہا کرتی تھین مادر مہربان کی مانند چلو
کر خوف سے حضور کے بھاگ کر نکل گئین جان و آبرو کا خوف ہوا اکثر ہماری بلائی تھین ہر سقد مین سرفراز
فرماتی تھین حضور پر اُنہین لحاظ کرتی ہی مین بہت اچھی طرح سمجھا دونگا اپنے ساتھ خدمت مین حضور کے لے
آؤنگا یہ بھی واضح رہے اگر میرا کہنا نہ مانے گی مین گردن پکڑ کے لاؤنگا بہت بُری طرح پیش آؤنگا افراسیاب نے
کہا ای ارچنگ بات کیا کہون جو کچھ فراق حضور مین بسر ہوتا ہی قلب پر ہجوم غم و ملال ہی راتون کی
نیند جاتی رہی لطف زیست نہ رہا جسوقت تنہائی مین ملاقات ہو جاے میری جانب سے عرض کرنا

ای محبوب جانی وای یار جاودانی نظم

آن آنکہ بدست تو دل زار فروشند
عشاق رخ جنس دل اگر عار فروشند
خوش است نگویند چہ کند شیخ کہ رندان
ہر خار بنرخ گل و گلزار فروشند
مایوس ز اقرار مشو دل کہ خریدار
باللہ کہ صاحب چہ قدر بار فروشند
صبر و خرد و دین ہمہ یکبار فروشند
با صورت دلدار و دستہ دل چہ بگویم
تا ازندہ زن خرقہ ببازار فروشند
اندیشہ ز کالائے دکاکین جہان کن
جنسیان چہ شود جنس بانکار فروشند
گر جور تو عیست بجا منت کر دگر یار
چون مرغ اسیرے کہ ببازار فروشند
گر لذت دردیست پار اکنم اظہار
اینہا ہمہ یکدست خریدار فروشند
از خوبی سودا چو زر دم برت افزون

ارژنگ جادو نے کہا شہنشاہ آپ ایسے کلمات نہ فرمائیں مخمور
پیر ہے کہنے سے گردن تابی نہ کریگی میں خواہ بخوشی خواہ بناراضی حضور تک اسکو لے آؤنگا افراسیاب
نے کہا اگر مجھ تک آجائے میں سب نشیب و فراز اسکو سمجھا دوں کہ اب ان سب باغیوں کا کچنا دشوار
ہی صنعت سحر ساز نے وہ سامان کیا ہی کہ دفعیہ جسکا ناممکن ارژنگ نے کہا غلام فوراً جاتا ہی حضور
یہیں تشریف رکھیں میں مخمور کو لایا یہ کہکے ارژنگ جادو طرف لشکر اسلام کے چلا جب قریب لشکر
اسلام پہونچا سحر سے اپنی صورت تبدیل کی ایک ساحر غریب کی شکل بنا داخل لشکر اسلام ہوا اسوقت
ملکہ مخمور سرخ چشم اپنی بارگاہ میں تشریف لائی ہوئی تھیں جلیسیں جمع ہیں گرفتاری بہار کا ذکر ہو رہا
ہی ملکہ مخمور نے فرمایا صاحبو مقام خوف و خطر ہی صنعت سحر ساز کے سحر سے ہر ایک کے واسطے ضرر
ہی بہار کے گرفتار ہونے نے دل کو بیقرار کر دیا کس حسرت و یاس سے گرفتار کرکے لیگئی میں نے
قصد کیا لیکن اس ملعونہ تک نہ پہونچی کس مصیبت میں بہار کو گرفتار کیا لشکر میں بہار کا کوئی ہمسر
نہیں ہی جب اسکے واسطے یہ کیفیت گذری تو وائے بر حال دیگران کون اس سے ہمسری کریگا اس زمانے
میں اسنے سحر کو بہت زور دیا ہی جینے سے مرگ بہتر ہی سحر جگا رہی ہی ہم لوگوں کو ایک لمحہ لڑائی سے فرصت
نہیں حصول کمال کی مہلت نہیں ای گل اندام دل گھبراتا ہی جی میں ہی جا کر ایک نظر شاہزادہ نور الدہر
بن بدیع الزمان کو دیکھ آؤں اس جری بہادر کو بیان کی کیفیت سناؤں گل اندام نے کہا حضور راہ
لوہ عقیق بند ہی اسی صحرا کی جانب صنعت نے قفس سحر بنایا ہی اُسکو پہر نگہداشت میں مصروف ہی کبھی ایک
بار ضروری کوئی تھی اپنی آنکھوں سے دیکھا پانچ کوس کے گرد میں اسنے حصار سحر کیا ہی راہ گیر تک راستہ
نہیں چلا سکتا صدہا بندگان خدا ہلاک ہوئے کمی قریب آتے غصہ میں پھونک دیے یہ سنکر ملکہ نے آہ کی کہا ای
گل اندام عاشقان صادق کو ہر وقت نظارہ جمال محبوب نصیب ہی منزل بعد و دوری راہ تصور سے

بہت قریب ہے بقول شاعر فرد منزلوں ہے بیاباں سے خانۂ یار بشوق کشتہ ہوں دو قدم بھی نہیں ہے دیکھ

سینے پہ نقش تیغ روشن بنائیں گے ۔ دل کو چراغ وادی ایمن بنائیں گے
مرغ نگہ کے واسطے مسکن بنائیں گے ۔ ابرو کو تیرے شاخ نشیمن بنائیں گے
رکھیں گے دل میں یاد دہان و میان یار ۔ سینے کو راز غیب کا مخزن بنائیں گے
نالاں بتوں کے جور سے یہ ہوں کہ بعد مرگ ۔ ناقوس ہڈیوں کے برہمن بجائیں گے
دوڑا ملا جو اس بت قاتل کی تیغ کا ۔ زنار اسے گلے کا برہمن بنائیں گے
وہ مے پرست ہوں کہ پس مرگ بادہ خوار ۔ شیشے کا میرے گنبد مدفن بنائیں گے
سیکھیں گے تیرے واسطے ہم بھی کوئی فسون ۔ گر آپ مار زلف کو رہزن بنائیں گے
واقف اگر وہ ہونگے مرے شوق قتل سے ۔ نقاش بھی جھکی ہوئی گردن بنائیں گے
دکھلا کے دانت اپنے جلائیں گے خوب سا ۔ اسطرح سے بتوں کا وہ دشمن بنائیں گے
کچھ رنگ لائینگے جو وہ مسّی لگانے میں ۔ گل سے دہن کو غنچۂ سوسن بنائیں گے
بعد فنا تصور دندان یار سے ۔ مدفن کو اپنے ہیرے کی معدن بنائیں گے
داؤد ساں دکھائینگے مدفن میں معجزے ۔ آہن کو موم موم کو آہن بنائیں گے
پھاڑیں گے خاک وادی وحشت کی اے خلیق ۔ کانٹوں سے اپنے پاؤں میں روزن بنائینگے

گل اندام نے اشک حسرت مخمور کے پاک کیے عرض کی حضور رحمت پروردگار سے مایوس ہوجیے کیسی کیسی مشکلیں پڑیں سب آسان ہوئیں اسیری بھی پروردگار فتحیاب کریگا بعد فتح اس لڑائی کے خداوند کریم سامان حصول موج کریگا کوہ عقیق پہ چلکر شاہزادہ نورالدہر کو خوشخبری سنائیے کہ ملک اے شہریار مبارک ہو اسد غازی کو موج ملگئی اب تدبیر فتح طلسم ہوگی اول تو یقین یہ ہے کہ خود صاحبقران تشریف لائینگے انکے ساتھ شاہزادہ والا قدر بھی آئینگے یہ ذکر تھا کہ ایک کنیز نے آ کر عرض کی کہ ایک ساحرہ دروازے پہ حاضر ہے کہتی ہے ملکۂ عالم سے کچھ عرض کرونگی مخمور نے کہا بلا لو ارچنگ نے آکر سلام کیا ملکہ مخمور سمجھی کوئی سائل ہے کچھ طلب کریگا ارچنگ صورت بدلے ہوئے تھا ملکہ مخمور خلق سے پیش آئیں اس نے کہا میں کچھ تخلیہ میں عرض کرونگا کچھ خیر خواہی منظور ہے خبر فرحت و سرور ہے ملکہ نے کنیزوں کو ہٹا دیا جب تنہا ہوئی تو ارچنگ نے کہا ملکۂ عالم آپ نے مجھکو پہچانا

مخمور نے کہا مین نہین آگاہ ہوئی کہا ای نور نظر ارجنگ جادو میرا نام ہی مشیر سلطنت شہنشاہ طلسم ہوشربا
مخمور نے گھبرا کر کہا ای ارجنگ تمنے غضب کیا بلاتکلف میری بارگاہ مین چلے آئے اگر عمرو کو خبر
ہو جائے تو تمھارے واسطے خرابی ہی لیکن جلد کہو کسواسطے آئے ہو کیا مطلب ہی بتا کر میری بارگاہ سے چلے
جایئے ارجنگ نے کہا ای مخمور تمھاری مادر مہربان مجاو جادو کہتی تھین ملکہ شیر جادو تمھاری خالہ ان
کے جو لشکر اسلام مین موجود ہین وہ بھی ہمیشہ ہماری صلاح سے کام کرتی تھین تم ابھی صاحبزادی ہو جو
دل مین آیا کر بیٹھین دیکھا تمنے افراسیاب جادو نے کیا انتظام کیا لوح طلسمی کو توڑ ڈالا کہ تم اسکو
دریاے قلزم مین پھینکوا دیوے ملکہ صنعت نے یہ انتظام کیا مرگھٹ پردہ سحر بنایا کہ صبا و سامری جمشید
بھی نہین دفع کر سکتے افراسیاب کو نامہ ملکہ صنعت کا پہونچا کہ اس ہفتے مین سب کو قتل کرونگی مجھے
تو تمھارے نام سے ایک محبت ہی مین گھبرا گیا شہنشاہ سے عذر کیا ملکہ مخمور کی خطا معاف کیجے
شہنشاہ نے کہا تمھاری خاطر منظور ہی جاو مخمور کو بلا لاؤ ہم کچھ نہ کہین گے اسی طرح ملک و مال عطا کرینگے
مصاحب خاص ہمدم باختصاص سمجھین گے پس چلیے مین شہنشاہ سے خطا معاف کرا چکا اسی وقت
تاج و تخت عطا ہوگا یہ سنکر غصہ سے چہرہ مخمور کا سرخ ہو گیا کہا ای ارجنگ تو نے بہت برا کیا
کہ میرا ذکر سامنے افراسیاب خانہ خراب کے کیا اس ہیجاے سے مجھے کیا کام اب آپ تشریف لیجایئے ورنہ
ابھی مشکین باندھکے سامنے مہجبین کے لیجاونگی صنعت کیا حرامزادی مکارہ ہی وہ کیا قتل کریگی فتح
و شکست پروردگار کے اختیار ہی بندہ مجبور ناچار ہی یہ باتین کسی احمق سے جا کر کہو کہ لوح طلسمی کو
توڑ ڈالا دریاے قلزم مین پھینکوا دیا کیا مجال افراسیاب کی لوح طلسمی کو توڑ سکے اگر لوح توڑ ڈالتا
طلسم ہوشربا مین آگ لگجاتی انشاء اللہ لوح طلسمی حاصل کرینگے ہم تجھے سمجھاتے ہین کہ سامری جمشید پر
لعنت کر خدمت مین عمرو کی تجھ کو لے چلین بارگاہ آسمان جاہ مین جگہ ملے تمھاری کتاب مین صاف
لکھا ہی اسد نامدار طلسم کشا ہی قاتل افراسیاب جری لاجواب وہ ضرور افراسیاب کو قتل کریگا یہ
ہم بھی جانتے ہین کہ افراسیاب نے لوح کو چھپایا کسی بڑے مقام محفوظ پر رکھا مگر دانندہ رازہاے
غیبی خداوند لاریب ہر مقام کا نشان تعلیم کرے گا تکیہ پروردگار پہ ہی نیرۂ صاحبقران نامور
ہی آمد سرداران صاحبقران سے زمین تھرائیگی ساحران ہوشربا کو پناہ نہ ملیگی پل مین تیری خطا
معاف کرادون دربار اسد مین ہمکو سب طرح کا اختیار ہی ارجنگ کلام شوکت نظام ملکہ مخمور سے

ٹھہر گیا ملکہ منصور کو آگیا گھبرا کے اُٹھا کہا بہت اچھا میں جاتا ہوں آپ غصہ نہ کیجیے میں افراسیاب سے کہکر
چلا آؤنگا آپ کی اطاعت کرونگا اسوقت مجھے فرصت نہیں ہے ملکہ مخمور نے کہا نکلیو تم ایسے نامرد کی
شراکت کی ہمکو ضرورت نہیں ہے ارچنگ اُٹھا بندگی بندگی کہتا ہوا محل سے بھاگا ملکہ مخمور اُٹھکر بارگاہ میں
آئیں خیال میں آیا ایسی مہمل بات کا سامنے خواجہ کے کیا ذکر کروں لیکن ارچنگ ملعون لشکر سے نکلا ایک
نخل کے سایہ میں ٹھہر اسوچا کہ میں تو افراسیاب سے وعدہ کر کے آیا تھا کہ مخمور کو ضرور لاؤنگا اب جو
خالی ہاتھ جاؤنگا افراسیاب آزردہ ہوگا یہیں ٹھہروں رات کو تدبیر کروں یہ ملعون جانور بنکر ایک
نخل پر بیٹھ رہا یہاں ملکہ مخمور نے بعد برخاست دربار اپنی بارگاہ کا قصد کیا ارچنگ سایۂ شاخ
نخل میں چھپا دیکھا کیا جب اُسنے دیکھا پہر رات باقی رہی سحر کرنا شروع کیا نگہبان دردولت مخمور سحر سے
اُس ملعون کے بیہوش ہوئے اب یہ نخل سے اُترا اندر بارگاہ ملکہ مخمور کے آیا دیکھا شمع اسے سوئی کافوری
روشن ہیں بارگاہ مثل عروس شب اول آراستہ و پیراستہ ہے ملکہ مخمور آرام فرما رہی ہیں چاکریں بھی پڑی
سوجاتی یہاں بھی سحر کیا کنیزوں کو بیہوش کرکے قریب چھپرکھٹ کے آیا دوشالہ چہرۂ زیبا سے ہٹایا سحر
کرنے لگا خوب سحر ملکہ پر کرکے جب سمجھا بیہوش ہوگئی ہوگی تنچہ کمر میں دیا بلند پروازی کرکے اُڑا فرش بارگاہ
مخمور کو توڑ کر نکلا طرف صحرا کے چلا دردولت ملکہ مہجبین پر ملکہ سرخ موے کا کلکشا ایسے نگہبانی
حاضر تھیں دور سے نگاہ پڑی بارگاہ ملکہ مخمور پر ایک شرارہ چمکا گھبرا کے اپنے مقام سے اُٹھیں آواز دی کوئی
حاضر ہے شاہزادہ شکیل جادو نور نگاہ ملکہ مہرخ کھیرے پر بسوار حفاظت بارگاہ مسند ناز میں
مصروف تھا آواز دی کیوں حضور کیا ہے سرخ موے نے آواز دی شکیل ہمارے پاس آؤ جب یہ حاضر
ہوا ملکہ سرخ موے نے فرمایا اے نور نظر میں یہاں سے اُٹھ نہیں سکتی بارگاہ مخمور پر ایک شرارہ چمکا ہے میرے
دل کو خوف پیدا ہوا ذرا بڑھ کر دیکھو تو خیر تو ہے شکیل چلا سامنے دوکان حلوائی کی تھی شکیل نے دیکھا
ایک شہدا عزقی باندھے بیٹھا ہے آپ ہی آپ بڑبڑا رہا کہتا ہے جان مال سب ہار گئے لیکن کیا خوف ہے جسدن
ہمارا رنگ آجاے گا سلطنتیں جیت لینگے رنگ نہ کھیلے تو ہم کیا کریں ہم تو رنگباز ہیں جواریوں میں
ممتاز ہیں ہمارا موقع آئے تو جان بدیں شکیل یہ سنکر ہنس پڑا کہا میاں شہدے صاحب کیا ہوا
شہدے نے کہا حضور کچھ نہیں شہدے ہیں شکستہ حال تو نہیں ہیں جوے کے واسطے شہدے
ہوے آپ کون ہیں کہاں جاتے ہیں شکیل ہنس پڑا کہا تجھے کیا بتاؤں شہدے نے کہا میں

دندان توڑے تو بہت خراب ہوئے شکیل کو غصہ آیا چاہا ایک ٹھوکر ماروں اسکی کمر ٹوٹ جائے شہدے اچھا ٹہو مجھ کو
اسقدر گھبرا ہوا کہا اچھا کل ماروں منزل جاؤں یہ شاہزادہ صبح کا بتایا ہے کوات تم کا بساکو بھی گوش منہ
ہوئے تھے قبضے پہ ہاتھ ڈالا شہدے نے ہاتھ بڑھایا کہ کان پکڑ کے اینٹھوں اور کہا اپنے بیگانے کو پہچانتا
نہیں اب جو شکیل کی نگاہ پڑی آنکھوں سے پہچانا خواجہ عمرو ہیں شکیل لپٹ گیا کہا حضور معاف فرمائیے گا
آپ سے نفرے قیامت کے ہیں خدا کی عنایت سے خیمے بارگاہ ہیں موجود ہیں آپ اسطرح دوکان
میں حلوائی کی پڑے ہوئے ہیں عمرو نے کہا اے شکیل چہد ملی تمام عالم میرا دشمن افراسیاب رہزن اگر
اسطرح بسر نہ کروں تو اب تک جان نہ بچتی شکیل نے کہا حضور یہ خبر ملکہ مخمور جاتا ہوں ملکہ سرخ مو
کا کاکلاش نے خبر دی کہ ابھی ایک شعلہ وہاں بجر کا فرمایا کہ جا کے خبر لو یہ سنکر عمرو گھبرا گیا شکیل کے ساتھ
ہو لیا بارگاہ مخمور پہ آکے دیکھا چلے تو باعث خرابی یہ ہی کہ سب کنیزیں دروازے پر بیہوش پڑی ہیں
عمرو نے کہا اے شکیل غضب ہوا مخمور کو کوئی لے گیا شکیل نے بڑھ کے باران سحر برسایا کنیزیں بیدار
ہوئیں اندر بارگاہ کے آکر دیکھا پلنگ خالی پڑا ہوا ہے قبہ بارگاہ شکست چند دانے آتش کے پڑے ہوئے
ہیں عمرو نے چہار جانب دیکھا کہا یہ عیاری کا کام نہیں ہے کوئی ساحر لے گیا جاؤ تم لشکر میں ٹھہرو میں
پتہ لگا کر خبر لیتا ہوں شکیل نے کہا کیونکر ممکن ہے کہ میں حضور کو یکہ و تنہا جانے دوں میں بھی ساتھ چلونگا
عمرو نے کہا اچھا الگ الگ آؤ شکیل پر پرواز پیدا کر کے اڑتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے جلدی میں صورت
بدل طرف صحرا کے چلے لیکن ارچنگ جادو ملکہ مخمور کو بغل میں دبائے ہوئے طرف صحرا کے چلا لشکر
اسلام میں تین پہر کامل پھرا کیا جاہ و جلال سرداران لشکر کا دیکھا دل سے کہتا ہوا ایسا انبوہ سردار دلیرا
بیچارہ ہیں یکہ و تنہا وہاں لاکھوں ساحر ہیں سب زبردست بے مثل دلیر ہیں ایک ساحر جو آئے
مقابلہ نہ کر سکونگا بلکہ تو فوج ساتھ لے چلوں اسی خیال میں چہار جانب دیکھتا ہوا جاتا تھا کہ صبح ہو گئی
ہوا چلی نیر اعظم بلند ہوا دور سے دیکھا ایک بارگاہ صحرا میں استادہ ہے ہزارہا جادوگر دست بستہ زمین
قفا کے کھڑے ارچنگ کا بھائی خرچنگ جادو وہ بھی شکار سے صحرا میں آیا تھا ارچنگ اپنے بھائی کو
ارچنگ نے پہچانا یہ مدت بعد بھائی آسمان سے اترا آیا خرچنگ کو خبر ہوئی آپ کے بھائی صاحب
آئے ہیں بارگاہ سے نکل آیا جھک کر سلام کیا کہا بھائی صاحب خیر تو ہے ارچنگ نے کہا اے برادر
میں لشکر طلسم کشا میں گیا تھا مخمور کو گرفتار کر کے لایا ہوں یہ معشوقہ شہنشاہ ہے شہنشاہ کو بہت عزیز

پایا بر اسے خیر خواہی آیا اُسکو گرفتار کیا لیکن یقین کامل ہی سرداران اسلام میری تلاش مین چلے ہون
تمھارا لشکر جنگل مین ٹھہر گیا جلد لشکر تیار کرو اس دشمن شہنشاہ کو ارابے پر ڈال ہو باغ سیب مین
لے چلو بے حد انعام واکرام لیگا خرچنگ نے کہا ٹھہر جاؤ چہرے پر تمھارے اُداسی معلوم ہوتی ہی
ایک دو جام شراب کے پیو ہوش وحواس درست کرو سرداران اسلام کی کیا لیاقت ہی اگر آجائین تو
جلا کر خاک کر دون انکی کیا حقیقت ہی بجال کو بیبافی نے تسکین دی محمور کو لا کر بارگاہ مین بٹھایا
آپ دنگل پر خرچنگ ایک جانب ملکہ محمور کی آنکھ کھلی اپنے کو سلسل ومطوق پایا سامنے ارچنگ
وخرچنگ دونون نامرد شراب پی رہے ہین ارچنگ نے جو دیکھا ملکہ محمور کی آنکھ کھلی پکار کر آواز دی
کیون محمور نابدوست نے جو کہا تھا وہی کیا تجکو گرفتار کر لایا اب خدمت شہنشاہ مین لیے چلتا ہون
میری رائے پر کام کر دین چلکر قدمون پر گرواد ونگا ورنہ افراسیاب آتش قہر وغضب مین پھونک دیگا
محمور کی زبان مین سوزن تھا ضبط کر کے اشارہ کیا او نامرد مکر سے گرفتار کر کے لایا ہی ناز کرتا ہی
زبان سے سوزن نکلے اسے تو مزہ دکھا دون ارچنگ نے کہا اب سوزن زبان سے شہنشاہ نکالینگے
معلوم ہوا فساد انگیز ہی وہان تمھارے قتل کی تدبیر ہی محمور نے کچھ جواب نہ دیا عالم یاس مین سر کو
جھکا لیا خرچنگ نے لشکر کی تیاری کا حکم دیا لیکن یہ بھی کہتا جاتا ہی ای برادر ارچنگ جلدی کیا ہی
پہر دو پہر مین چلینگے قیدی ہمارے قبضے مین ہی پھر کیا خوف ہی ارچنگ کہتا ہی بھائی میرا دل کانپ
رہا ہی اسکے مددگار آتے ہونگے انکے حمایتی بہت ہین خرچنگ نے کہا کیا خوف ہی ہم کیا کسی سے پایہ
کمی کا رکھتے ہین یہ باتین ہو رہی تھین کہ لشکر مین علم ہوا ملکہ صرصر شمشیرزن آتی ہین ارچنگ
نے کہا ای برادر شہنشاہ نے مجکو روانہ تو کر دیا تھا لیکن بیقرار تھے صبا رفتار کو بھیجا ہوگا جلد بلا دیکھا
سکے کہو کہ ای ملکہ صرصر ارچنگ جادو یہان موجود ہین ملکہ محمور کو گرفتار کر کے لائے ہین لوگون نے
آواز دی ملکہ صرصر لشکر مین آئین جسکی نگاہ پڑی جمال جنیال صرصر دیکھکر عاشق ہو گیا بانکی وضع
طرار فراز سایہ سے بنے رم کرتی ہوئی زلفین چہرے پر بل کر رہی ہین نیچہ کمر مین شکنائین لگاتی
ہوئی چلی آتی ہی سردار حیران حیرت جمال جنیال صرصر شمشیرزن دیکھتے ملکہ صرصر شمشیرزن نے کہا
تم دیکھنے والون کے دیدے پھوٹین گھٹنے ٹوٹین اندھے ہو جاؤ ٹوٹے پھر دیکھیے کمبخت لگا ہین
ڈالتے ہین میرا دل دھڑکتا ہی دیکھو بندہ ایسا کیا ہو گیا نظرین انکی کھائے جاتی ہین ان کلمات کو

سنگ پیرایک نے کلیجہ پر ہاتھ رکھ لیا کہا ملکہ سلامت رہو صرصر نے کہا تم سب مردو ہم تمھاری بھتی
کہاں ہین تمھارے پھول اُٹھا مین کوئی بلائین لیتا ہو کوئی تسلی حسن وجمال کی دعائین دیتا ہو صرصر
آوازے سب پر پھبکتی ہوئی پردہ اُٹھا کے بارگاہ مین آئی دیکھا ملکہ مخمور رگ جو رقیق بحرین مسلسل و
مطوق زبان مین سوزن ارچنگ وخرچنگ شراب پی رہے ہین ارچنگ نے کہا اے صرصر کیونکر
آنے کا اتفاق ہوا صرصر نے پوچھا تم بتاؤ شہنشاہ سے کیا کہکے آئے تھے مخمور کو راضی بھی کیا
ارچنگ نے کہا اُس آہوے وحشی کا رام ہونا دشوار ہی اُسکو تو شہنشاہ کے نام سے نفرت ہو گئی
ہے شہنشاہ کے بعن و طعن کرتی ہی مسلمانون کے نام پر مرتی ہی لیکن مین گرفتار کر لایا اب شہنشاہ
کو اختیار ہی خواہ قتل کرین خواہ بخشین ملکہ صرصر نے کہا میان ارچنگ یہ انکے نخرے غمزے ہین
جب عاشق کو دیکھینگی بھول جائینگی ہمارے تمھارے سامنے انکار ہی جس وقت شہنشاہ فرمائینگے
تماونا تب طلسم ہوشربا کیا اپنے ہوش مین نہ رہینگی قدمون پر گر پڑینگی یہ کہکے ارچنگ جادو سے
چٹکی لی کہا کیون جی تمنے بڑا غضب کیا لشکر اہل اسلام مین گھس پڑے بڑے بڑے وہان جلاد
موجود ہین اگر تم کو قتل کرڈالتے مین کدھر کی ہوتی جبوقت سے مین نے سنا میان ارچنگ گئے
ہین گھبرا کر لشکر مسلمانان مین گئی جنگل جنگل ڈھونڈھتی پھرتی ہون ایک ایک سے پوچھتی پھرتی تھی
ہمارے شہنشاہ کے مصاحب کو تو نہین دیکھا یہان جب آئی تب قلب نے تسکین پائی شکر ہی
سامری جمشید کا کہ تمکو خیر و عافیت سے دیکھا ان باتون کو سنکر ارچنگ مرگیا سمجھا کہ صرصر مجھپر
عاشق ہی کہا بی صرصر میرا کوئی کیا کرسکتا تھا کسی کی کیا مجال ہی کہ مجھ سے آنکھ ملائے گئی سوار ون
نے گھیرا سب سے اُٹھیڑ کے نکلا بی مخمور کو نہ چھوڑا یہان تک کشان کشان لایا اب یہان صحبت
مین بیٹھو دو چار جام شراب نوش کر و یہ بارگاہ ہمارے بھائی کی ہی شام کو چلینگے گرمی کی
فصل ہی لو ن چل رہی ہی صرصر نے مسکرا کر کہا ہم تم ایا سہی خیمہ مین آرام کرینگے اس شرط پر ٹھہرتے
ہین خس کی ٹٹیون مین تخلیہ ہو جائے گا تنہائی ہین ہم تم کچھ صلاح بھی کرینگے اب تو ارچنگ آپ
مین نہ رہا جلدی اپنے مقام سے اُٹھا کہا مین جا کر خیمے استادہ کراتا ہون سب طرح کا سامان مہیا ہوگا
جب ارچنگ گیا وہان جاکر خیمے استادہ کرانے لگا گلدستے چنے چپر کھٹ آراستہ کیا اسباب جلس نشاط
مہیا ہوا جب ارچنگ محفل سے جا چکا تب صرصر طرف خرچنگ کے متوجہ ہوئی کہا کیون صاحب

یہ تمھارے چھوٹے بھائی ہیں کہ بڑے خرچنگ نے کہا میرا چھوٹا بھائی ہے صرصر نے مسکرا کر کہا صاحب
تم انکی عزت بڑھاتے ہو اپنا بھائی بناتے ہو تم شاہزادے معلوم ہوتے ہو انکی صورت پر تو صاف
ظاہر ہے کوئی لونڈی باندی گھر میں ہو گی والد آپ کے اُس سے مخاطب ہوئے ہونگے انکے بطن سے تین
تمھاری چاند سی صورت انکی کچھ حرکتیں بھی خلاف ہیں آج تو آپ کو دیکھکر دل بحال ہو گیا خرچنگ نے
کہا ماما اپنے گھر کی بات کیا کہیں بس یہی کافی ہے کہ ہمارا بھائی ہے صرصر نے کہا آپ بڑے جلیل ہیں دربار
میں شہنشاہ کے چلیے شہنشاہ کا یہ دستور ہے کہ خوبصورت جوانوں کو بہت پسند کرتے ہیں چلتے ہی
تمکو مصاحبوں میں درج فرمائینگے تمھارا بڑا مرتبہ بڑھائینگے صاحب تمنے سنا ہو گا ایک وزیر کم ہو گیا
یعنی باغبان قدرت شریک مسلمانان ہوا شہنشاہ نے مجھ سے فرمایا تھا اے صرصر تم بڑی
جوہر شناس ہو ہمارے واسطے باغبان سے بہتر وزیر ڈھونڈھکر لاؤ میں مہینوں سے تلاش
کرتی تھی کوئی نگاہ میں نہ جچا آج البتہ تمکو دیکھکر خیال گیا کہ شہنشاہ بہت پسند فرمائینگے مجھ سے بھی
خوش ہونگے عرض کرونگی جیسا کہ وزیر آپ چاہتے تھے ویسا ہی لائی بلا ایک کام کرو حضور کو بھی
تمہیں سے چاہ میاں ارجنگ سے کچھ فقرہ کردو ولیکن ہمکو فراموش کرنا کہ وزیر بن بیٹھو ہماری بات
بھی نہ پوچھو ہمکو بڑا قلق ہو گا کیسا کہوں جسوقت سے تمکو دیکھا نگوڑا دل تڑپا جاتا ہے کوئی اس دل
خانہ خراب سے پوچھے ارے کمبخت احق کو پھسل گیا تم شاہزادے میں بیچاری تین روپیہ کی عیارہ بھی
مجھ کاہے کو قبول فرمائیے گا خرچنگ کے بند قبا ٹوٹنے لگے مژدۂ وزارت سنکر جھومنے لگا صرصر
نے جو نگاہیں ڈالیں ٹھنڈی سانسیں بھریں محبت آمیز باتیں کہیں خرچنگ گڑگڑانے لگا کہ ماما
صرصر میں تو غلام ہوں صرصر نے کہا غلام کی جان کو آگ لگے پہلے یہ بتلاؤ نگاہ ملتے ہی تمنے کیا کر دیا
کیا کہوں میرا دل کیا چاہتا ہے کچھ زبان سے نکل نہیں سکتا دل ہی میں مرے اٹھاتا ہے مگر تمھارے بھائی
صاحب مجکو دیکھکر بہت بلبلانے ہیں فرما گئے ہیں کہ میں خیمہ استادہ کرتا ہوں آج دوپہر کو میں رہو
میں نے ہر چند کہا اپنا منھ تو دیکھو یہ حضور کو جو گرفتار کر کے لائے ہیں اپنے ہوش میں نہیں ہیں دو
صاحب ہیں صاف کہوں چاہو مجکو عزت کہو میری تو تمپر جان جاتی ہے خرچنگ نے کہا میں
تابعدار ہوں اس لونڈی بچے کی کیا حقیقت ہے تمکو ہاتھ لگا سکتا ہے کہا صاحب وہ بڑے زبردست
ہیں مجھ سے کہتے تھے صاحب میرا کہنا نہ مانو گی تو میں سحر کر دونگا دیوانہ بنا دونگا صاحب میں جادوگر

ڈرتی ہوں کوئی سوجھتی نہیں تو میں کیا کروں خرچنگ نے کہا نالائق کا سر توڑ ڈالوں وہ کیا سوجھتی
پڑھیگا آنے تو دو نالائق کو ہمارے سامنے سحر کیا کر سکتا ہی کہا صاحب جو کچھ کرنا سمجھ کر کرنا ایسا نہو وہ
نگوڑا لونڈی بچہ تم پر سحر کرے نگوڑا قصائی کا کتا ہی ایسا نہو تمھارے پیچھے خرابی ہو میں کدھر کی
نہ ہونگی مجھے تو ہر طرح مشکل ہی مگر کیا کروں دل پر جو گذری ضبط نہو سکا تمسے کہدیا میں تمسے سبطرح
راضی ہوں یہانسے بھاگ چلو لیکن یہ لونڈی بچہ پیچھا کریگا مجھکو تمکو ڈھونڈھیگا وہ آوین انکو بہت
سمجھا دو کہ مجھکو عہدۂ وزارت ملا میرے مقدمہ میں دخل نہ دو صرصر کو ہاتھ نہ لگاؤ اجی صاف صاف
کہدو کہ ہماری بی بی ہی میں کیوں چھپاؤں میں کیا کسی کی لونڈی باندی ہوں افراسیاب بھی کچھ
ہوا میں باہر ایمن میں اُنسے بھی نہیں ڈرتی نوکری پیشہ ہوں جی چاہا کی جی چاہا نکی یہ بیچارہ کس
قطار میں کس شمار میں ہیں میں سر پر نا رکھونگی میاں خرچنگ سے راضی ہوں میرے مزاج میں
کسی کو کیا دخل ہی خرچنگ نے کہا ملکہ نہ گھبراؤ اس لونڈی بچے کو آنے دو میں بخوبی سمجھا دونگا یہ
کہکے مصاحبوں کی جانب پلٹا کہا صاحبو تمنے سنا میاں ارچنگ جو مجھسے لڑا میں تم لوگ چہار طرف سے
ٹوٹ پڑنا سحر نہ کرنے دینا مخمور کو ہم لیکر خدمت میں شاہ کی چلینگے ہمیں عہدۂ وزارت ملیگا تم
سبکو عہدہ ہائے جلیل دونگا سبھوں نے کہا حضور انکی کیا حقیقت ہی آپکا بھائی جانکر ہمنے بارگاہ میں
آنے دیا ابھی کہیے گردن میں ہاتھ دیکر باہر نکال دیں خرچنگ نے کہا آنے تو دو نامحرم عورت پر
ہاتھ ڈالنے کا ارادہ کرتے ہیں وہ ہمسے راضی ہی انکو کیا دخل یہ باتیں تھیں کہ میاں ارچنگ خیمہ آراستہ کرکے
ٹہلتے ہوئے آئے آتے ہی پکارا بی صرصر ذرا یہاں آنا مجھے تمسے کچھ کہنا ہی صرصر نے کچھ جواب نہ دیا خرچنگ نے
کہا بھائی یہاں آؤ ایک بات تو سنو صرصر کو وہاں کہاں بلاتے ہو ہوا کا وہاں کیا کام ہی ارچنگ نے
کہا بھائی صاحب تمھیں کیا دخل ہی میں تنہائی میں اُنسے کچھ کہونگا خرچنگ نے کہا بات تو سن لو ارچنگ
خوشی خوشی سامنے آیا کہا بھائی صاحب تمھیں نہیں معلوم میں تنہائی میں صرصر سے کچھ باتیں کرونگا
خرچنگ نے کہا تمھیں نہیں معلوم ہمارے پاس نامہ شاہنشاہ کا آگیا ہی ہمکو عہدۂ وزارت ملا تمکو
شاہنشاہ نے موقوف کیا تم جا کر گھر میں حضر و شب کو اگر تمسے سب کیفیت مفصل بیان کرینگے
سب حال بہتر ظاہر ہو جائیگا اسوقت اسی میں بہتر ہی کہ چپکے یہاں سے چلے جاؤ تکرار نہ بڑھاؤ ارچنگ
نے کہا تم مخمور کے بہکانے والے کون ہو میں رات بھر لشکر سلیمانی میں رہا ابھی جان مشتاقی تم کیسی

باتین کرتے ہو کیسا نامہ کیسا پیام وزارت کیسی مین مشیر شہنشاہ عالیجاہ ہون ابھی جو مین شہنشاہ
سے کہہ دون طلسم ہوشربا سے نکلوا دیے جاؤ میری وجہ سے پوچھے جاتے ہو اسوقت کچھ شراب کا
نشہ زیادہ ہو گیا آخر خرجنگ نے کہا ابے کچھ تیری شامت آئی ہی وزیر شاہنشاہ سے زبان لڑاتا ہی
ابھی گردن مین ہاتھ دلوا دونگا ارجنگ نے کہا مین مصاحب شاہنشاہ ہون ارے جوتیون سے
سر توڑ دونگا میٹھے بیٹے تجھے کیا ہو گیا ہی کیون بلبلاتا ہی صرصر میری معشوقہ جسے اسنے وعدہ
کیا مین سامان مہیا کرکے آیا ہون محمور کی قید مین بیجاؤنگا تم ایسے لشکر مین جاتے ایسی جوتیان پڑتین
کہ سر مین ایک بال نہ رہتا مدت گئے نہ بڑے بڑے جان نثار اسلام کو گرفتار کر لائے صرف گھڑی بھر کو
یہان ٹھہر گیا فوج کے بھروسے پر یہ باتین کرتا ہی وزارت تم ایسے گدھون کو ملیگی خرجنگ تیغہ پکڑکے
اٹھا صرصر سر جھکائے بیٹھی ہی کچھ نہین بولتین خرجنگ تیغہ کھینچکر جو اٹھا ارجنگ نے گرز نکالا
کہا کھینچ یارون کہ سر سیٹ جائے ہمارے سامنے تیغہ کھینچتا ہی خرجنگ نے دیکھا کہ یہ ساحر زبردست ہی
گرز اسکا چلا تو غضب ہو جائیگا سردارون کو آواز دی کہ لینا اس نالائق کو جبتک ارجنگ سحر پڑھے
چالیس پچاس ساحر چار جانب سے ٹوٹ پڑے ایک ہاتھ مین چار چار لپٹ گئے دس پانچ نے منھ پر
ہاتھ رکھ دیا کہ سحر نہ کرنے پائے خرجنگ نے دیکھا کہ ساحرون نے اسکو پکڑا تڑپ رہا ہی ایسا نہو نکل جائے
جلدی مین ہاتھ تلوار کا مارا ارجنگ سحر نہ کر سکا سر کٹ کر بھیا کا زمین پر گرا اندھیرا چھا گیا زمین کانپی
آواز آئی کشتی مرا نام مین ارجنگ جادو بود خرجنگ نے کہا لاشہ اس بھیا کا پھینکدو صرصر خرجنگ کے
ہاتھون سے لپٹ گئی کہا صاحب کیا کہنا کیا ہاتھ مارا ایک ہی ہاتھ مین سر گوڑے کا اڑ گیا مگر تمہاری
جرأت کے صدقے تلوار سے خون پونچھو ذری سا خون چکھو تو لیا اتنے خون اس خود سر کا سر پسوار
ہو مگر میان مین تمہارے غصے سے اسوقت ڈر گئی بڑے خوف جنونی ہو مین بھی بھی باتون مین
سمجھا دوگے تمنے مار ہی ڈالا خرجنگ نے کہا ای جان جہان وای آرام دل مشتاقان یہ کیا بچیا
تھا لاکھون سے مین لڑا ہون جسوقت مجھکو عہدہ وزارت ملیگا ایک ہی دن مین سب مسلمانون کا
خاتمہ کر دونگا | عیاران وغیرہ مجھسے کیا مقابلہ کرینگے کیا سحر کر سکینگے لیکن اسوقت تیری محبت نے
بیقرار کیا اب آرام سے مجھ قید ملکہ محمور بیکر چلینگے صرصر نے کہا صاحب مین تو اب عمر بھر چین
ملا غنچہ سر بستہ آرزو کھلا ۔ نظم

بیٹھے رہتے نہ ملی ایسی کوئی جا دلچسپ — نہ لگا جی کہ نہ تھا سبزۂ صحرا دلچسپ
تنگ آئے ہین بہت خاطر برہم سے ہم — ساقیا دے کوئی پیمانۂ صہبا دلچسپ
پڑ گئے آہ و فغان اور دہائی سے گلے — نظر آیا نہ اگر عرش معلےٰ دلچسپ
جائے آرام زمین کو تو نہ پایا افسوس — ہان مگر سنتے ہین ہی عالم بالا دلچسپ
کچھ تسلی نہوئی گلشن ایجاد سے آہ — ڈھونڈھیے اور ہی مسکن کوئی اچھا دلچسپ
ہین تری چشم فسون خیز سے نسبت کیا دون — آنکھ رکھتی نہین کچھ نرگس شہلا دلچسپ
دام گیسو سے تمنا سے رہائی ہی خطا — ہی دلاویز بلا [illegible] مجھے سودا دلچسپ
سر سے پا تک نظر آتا ہی ہر اک شعلۂ نور — کیا بنائے ہین خدا نے ترے اعضا دلچسپ
جا بجا مسکن یاران فنا دست ملا — نظر آتا ہی عدم کا مجھے رستا دلچسپ
کر دیا محفل خاموش نے افسردہ مزاج — ساقیا اٹھ گئے دور سے مینا دلچسپ
لطف بوندون مین پسینے کی جو ہی عارض پر — اسطرح سے ہی کہان عقد ثریا دلچسپ
اس جفا کے بھی تصدق کہ تسلی بخشے — ظلم بھی ہو تو کوئی ای ستم آرا دلچسپ
کم پریشانی خاطر نہوئی صد افسوس — تھا اٹھا داغ درون سے کوئی شعلہ دلچسپ
ہوس سیر چمن کا ہی بیان کسکو دماغ — کیا نہین خانۂ زنجیر ہمارا دلچسپ
جان جاتی ہی ترے عاشق شیدائی کی — کسقدر ہی تری زنجیر مطلا دلچسپ
جائے دل سینے مین آئینہ نے رکھا اسکو — بسکہ تھا پارۂ عکس رخ زیبا دلچسپ
جا بجا ہین مے گلرنگ کے چھینٹے زاہد — خوب ہی آج تو ہی رنگ مصلا دلچسپ
نقش دل مانی و بہزاد نے اسکو سمجھا — کسقدر تھا تری تصویر کا نقشا دلچسپ
جز ترے نقشۂ تصویر ہزارون دیکھے — ڈالتے آنکھ نہ پایا کوئی اتنا دلچسپ
سرگذشت اپنی سنا رو نہ اسی طرح نسیم — کہ نہین اس سے زیادہ کوئی قصا دلچسپ

یہ اشعار آبدار معشوقۂ گلعذار نے جو اپنی رنگین بیانی سے پڑھے خرجینگ شل کدھے کے پھول گیا دست درازی کرنے لگا صرصر نے اٹھا ہاتھ مارا کہا نگوڑے کچھ دیوانہ ہوا ہی الگ رہ اپنے ہوش سے باہر ہو بس جاؤ چلتے پھرتے نظر آؤ تو قدرت لات و منات

کی ہم پر مرتے ہیں نگوڑا غول بھول پڑا تا چند دل اپنی صورت تو بتاؤ ہوش میں آؤ تو ہم پر بھی
دست اندازی کرتے ہیں ابھی جا کر شاہنشاہ کو خبر کر دونگی مشکیں باندھی جائینگی ٹنڈیاں کسی جائینگی
تمھاری چھڑوا دینا پکڑی جائینگی میری پاپوش کو بھی خبر نہ ہوگی تمنے بھائی کو کیوں مار ڈالا تمسے تو ڈرنا
چاہیے یہ بات مجھکو نہ بھائی تیری محبت میں بڑی رسوائی ہے لیکن کیا کروں دل خانہ خراب نہیں مانتا
جلسہ آراستہ کر گھڑی دو گھڑی بیٹھیں باتیں کریں اور باتیں بھی ہو جائینگی کیا اسی بات کا ہنسو کا ہے
ہنسنا بولنا بڑی بات ہے اسے نگوڑے تجھی محبت نہیں تجھی شیطان کو مجے چڑھکر پکارتا ہے مجھے تیری
آنکھوں سے ہول آتا ہے تو چوتھے دن چھوڑ دیگا میں بدنام ہو جاؤنگی غرض خرچنگ ہاتھ باندھنے لگا
کہا ملکہ عمر بھر میں بندہ ہونگا کبھی گردن تابی نہ کرونگا صرصر نے کہا صاحب نہیں ابھی تو تم سیدھے ہو گئے
جب عہدۂ وزارت ملیگا تب آپے سے باہر ہو جاؤگے مجھے آنکھ نہ ملاؤگے میں صاف کہوں وزارت
کے لائق ہو ساحروں میں فائق ہو شاہنشاہ بہت عزیز کہینگے دم بھر ساتھ نہ چھوڑینگے خرچنگ
ان باتوں کو سنکر پراجاتا ہے مقام صدر پر آکے بیٹھا ملکہ صرصر کرسی پر جلوہ فرما ہوئیں ساقی بچے سے
کہا کباب و شراب لاؤ مخمور سامنے بیٹھی یہ سب معاملے دیکھ رہی ہے حیران ہے خداوندا کس بلا میں
پھنسی گرفتار کرکے وہ یہاں لایا اب اس گدھے کا قبضہ ہوا لیکن آج صرصر کیسی باتیں کرتی ہے اسکی
تو عفت و عصمت مشہور ہے شاید ہمارے استاد نامدار تو نہیں آپہنچے اے مخمور یہ تو ناممکن ہے کہ
کوئی ہماری فکر نہ کرے ضرور خواجہ عمرو چلے ہونگے اسد نامدار کو بھی ضرور خبر ہوئی ہوگی ہمارے
شہریار کو کیونکر گوارا ہوگا ضرور عیاروں کو حکم ہوا ہوگا عیار تلاش کرتے ہونگے سردار چلے
ہونگے ضرور ہمکو ڈھونڈتے ہونگے صرصر کا حال کیونکر کھلے آج اسکی باتوں نے بہت بیچین کیا
عورت کو اسقدر چھیلاپن نہ چاہیے یا عاشق ہوئی ہے نگوڑا یہاں کیا ہے عمرو اسپر مرتا ہے کانٹے میں کامل
عیاری میں بیمثل کیونکر اس پیچیاکی جانب متوجہ ہوئی اے مخمور زمین شق ہو میں سما جاؤں ان
جھگڑوں کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھوں اگر خدانخواستہ یہ خبر شاہزادہ نور الدہر کو پہونچی کیسے بیتاب
ہونگے یقین ہے دشمن اپنے کو ہلاک کریں دیکھیے اب یہاں سے رہائی کیونکر ہو اگر خدانخواستہ افراسیاب
کے سامنے پہونچگئی فوراً قتل کریگا ہم لوگوں سے جلا ہوا ہے ایسے خیالات میں آنکھوں سے اشک
حسرت جاری ہوے روتے روتے ہچکی لگ گئی لیکن صرصر شمشیر زن باتیں کرتے کرتے ملکہ

مخمور کے متوجہ ہوئی کہا بی بی نہیں کیا منظور ہے شاہنشاہ سے دشمنی کرنا سراسر عقل کا قصور ہے ہمارے
میاں خر چنگ وزیر اعظم چلکر تمہاری خطا معاف کرا دینگے اب عذر نہ کرنا جان کا خوف نہ کرو لیکے
سبب سے شہنشاہ کچھ نہ کہہ سکینگے باغیوں کی صحبت میں تمکو کیا ملا خیر جو گذرا سو گذرا اب راہ پر آؤ
سامری و جمشید کو سجدہ کرو یہ سنکر ملکہ مخمور کو بہت ناگوار ہوا زبان میں لکنت ضبط کرکے جواب
دیا او صرصر کمبخت تیری شامت آئی ہے کسی کو وزیر کسی کو بادشاہ بنائی ہو ہمارے طریقے سے تو بخوبی
آگاہ ہے مجھ سے کلام نہ کر اگر تیرا اختیار ہے جلاد کو بلا اور نہیں جہاں جی چاہے وہاں لیچل ہم سوال و
جواب کر لینگے سامری و جمشید پر لعنت کرینگے اب انکو کیا سجدہ کرینگے صرصر نے کہا آپکی قضا آئی
ہے افراسیاب ضرور قتل کریگا ملکہ مخمور نے جواب دیا تم نہ ہمکو بچا تا تمسے کوئی زیادہ نہ کریگا بس
صرصر نے سمجھ لیکا اٹھی کہا بی بی مخمور تمہے زبان لڑائی ہوا ابھی ہم تمکو قتل کرینگے خر چنگ نے منع بھی
کیا ملکہ بیٹھو شراب پیو ہم قتل کرینگے یا سامنے شاہنشاہ کے لیجائینگے صرصر چپکے سامنے ملکہ
مخمور کے آئی بائیں آنکھ کا تل دکھایا ملکہ مخمور نے خواجہ عمرو کو پہچانا مثل گل کے شگفتہ ہوگئی
عمرو نے اشارہ کیا زنجیر کھلجاؤ گی اس بیحیا کو قتل کرسکو گی زبان سے سوزن نکالوں ملکہ
مخمور نے اشارے سے جواب دیا آپ کا اقبال قتل کریگا اس ملعون کی کیا حقیقت ہے بس
اسی وقت صرصر نقلی بنے خواجہ عمرو نے قتل کرنیکے حیلے سے سوزن زبان سے ملکہ مخمور کے
نکال لیا اور نعرہ کیا نعرہ خواجہ عمرو

کزان استاد عیاران عالم	سراپا دانش و عقل مجسم	بباغ دین زکرش آبیاری
جہان سر ہنگ و خنجر گذاری	شہر کشور بلا سے جان کفار	عمرو آن شاہ عیاران عیار

خر چنگ گھبرایا کہ یہ کیا قیامت برپا ہوئی سوزن نکلتے ہی ملکہ مخمور تڑپکر اٹھی خر چنگ نے
آواز دی لینا گنہگار جانے نپاوے ساربان زادے نے بڑا مکر کیا میرے بھائی کو میرے
ہاتھ سے قتل کرایا بارہ ہزار ساحران خدار ملکہ مخمور نا دار پر دوڑ پڑے ہر طرف سے
سحر ہونے لگے خواجہ عمرو تو لوٹنے میں اسباب محفل کے مصروف ہوے جو گھڑے سنگیردان
عطردان پاندان خاصدان محفل کے سب اٹھا لیے مگر مخمور نے دیکھا بارہ ہزار ساحر دولت
کا بلوہ ہوا ہر سمت سے صدائے بگیرو بہند بلند ہوئی مخمور بلوہ عام میں لڑ رہی ہے جسکو

دانہ یاقوت احمر کا مارا وہ زرد ور دخون منھ سے اگلنے لگا جسم مثل سرو چراغان جلنے لگا کبھی زیور سے سحر
کرتی ہی انگوٹھیاں اتار کر پھینکتی ہیں کسی کا سر پھٹا کسی کا ہاتھ ٹوٹا کسی پر برق بنکر گری کشت
حیات کو اسکے جلایا خرچنگ جادو سحر ملکہ مخمور کو دیکھکر گھبرایا لاکھوں میں یکہ و تنہا یہ لڑکی ہی بارہ
ہزار ساحروں کی کیا حقیقت جانتی ہی دم بھر میں بارہ ہزار کو رومال لیا افسرِ فوج کو تاک تاک
کے مارنا شروع کیا جب افسر کو قتل کیا فوج کے پیر اُٹھے خرچنگ ترغیب دے رہا ہی اسے یارو
اسکو گرفتار کر لو ساحر ہر مرتبہ بلوہ کرتے ہیں مخمور نے ستھراو کر دیا دریا خون کا بہا دیا خواجہ عمرو
کبھی گلیم اتار کر لشکر ساحران پہ جا پڑتے ہیں جادوگر کی صورت بنائی جس کسی ساحرہ کو تاکا
گو زیور پہنے ہوئے رہی ہی خواجہ نے اسکو للکارا اُسنے گولا اٹھایا چلی سحر کرنے خواجہ نے تیغ کھینچ
مارا وہ بھی تیغ سحر ہی ہم سر پر جھکا ہاتھ مارا تیغ ٹوٹا چند قطرے پانی کے نکلے چھینٹیں اُسکے منھ پر
پڑیں بیہوش ہوکے زمین پر گری عمرو نے قریب آکے خنجر مارا اُسکا خاتمہ ہوا عمرو نے زیور و لباس
اتار لیا ننگ خاندان کو برہنہ کرکے ڈالدیا پھر بھاگ کر گلیم اوڑھ لی اسطرح کئی ساحروں کو مارا
قتل کرنے کے علاوہ مال لوٹنے کی بڑی خوشی ہی کسی ساحر کی پگڑی اتار لی مردوں کی کمرین
ٹٹولتے پھرتے ہیں ہر چند مخمور چاہتی ہی خرچنگ کو بڑھکر ماروں نامرد کو للکاروں لیکن وہ
دور سے سحر کرتا ہی قریب ملکہ مخمور نہیں آتا غل مچاتا ہی یارو تم کیسے نامرد ہو ایک عورت کو
نہیں پکڑ سکتے بعضے گستاخ جواب دیتے ہیں حضور آپ سے زیادہ ہم نہیں ہیں ذرا آگے تو بڑھیے
مقابلہ کیجیے ہم بھی حاضر ہیں آپ کے حالات کے ناظر ہیں دور سے سحر کرتے ہیں قریب جانا مناسب
نہیں ایسی شیر زن سے مقابلہ آسان ہی دم بھر میں ہزاروں کو مارا زمین کانپ رہی ہی سب
کو مارکر نکل جائیگی بہتر یہ ہی بھاگ چلیے خوب معشوقہ صرصر کو بنایا کیا ہوا بانہ می اب آندھی
سحر کی اُٹھی ہی صرصر کو بلائیے جان بچائیے یہ سنکر خرچنگ جھلاتا ہی کہتا ہی یارو ہنسنے ٹھٹا کسدن
کے واسطے نوکر رکھا تھا آگے بڑھو سحر کرو جھونٹے پکڑ کے مخمور کو ہمارے سامنے لاؤ سحر سب
پن کی باتیں نہ بناؤ ہمکو بہت ناگوار ہوتا ہی ہمیں شرم آتی ہی عورت کو کیا گرفتار کریں ساحر
ہنستے ہیں صفوں میں غلغلہ ہی واہ رے عمرو تیرا کیا کہنا خوب میاں خرچنگ کو گدھا
بنایا بھائی کو انکے پہلے قتل کرایا خوب رنگ جمایا اب خوشی تھی کہ وصل حاصل کرونگا عشق

مین جو بلا نازل ہوئی عمرو نے ملکہ مخمور کو خوب ڈرایا اب جان بچانا مشکل ہوا بقول شاعر رباعی

ہر لحظہ جو ناامید تر ہوتا ہون
بیفائدہ زار روتے ہین جی کھوتا ہون
قسمت کے لکھے کو رات دن روتا ہون
قسمت مین جب درد و غم لکھا ہو دنا

اب بیان خرچنگ سحر چین تقدیر کے لکھے کو رد نہین قضا کا

مخمور مصروف جنگ ہے اور ساحرون کا بلوہ ہزارون کو کیونکر قتل کرے تا بہ خرچنگ کیونکر پہونچے
کہ ناگاہ یک آسمان پر برق چمکی شاہزادہ شکیل جادو تلاش مین ملکہ مخمور کے چلا تھا صحرا مین
ڈھونڈھتا پھرتا تھا کان مین آواز ساحرون کے مرنے کی آئی طرف صحرا کے متوجہ ہوا دیکھا مخمور
لڑ رہی ہے ہزارون ساحرون نے گھیرا ہے خواجہ عمرو کے بھی نعرے کی آواز آتی ہے مخمور نے
زمین ہلا دی ہے دیکھتے ہی شکیل اس معرکے کو نعرہ کرکے گرا منم شاہزادہ شکیل بیدیل ملکہ عالم
نہ گھبرایئے گا غلام آپ کا آپہونچا گرتے گرتے ون سے کود مارا دس پانچ کے سر پیٹے ساحر
دوہائی دینے لگے لو صاحبو غضب ہوا ایک کو تو جواب دے نہ سکتے تھے کہ دوسرا آپہونچا یہ
وہ قیامت کے ساحر ہین جو افراسیاب سے زیر نہ ہوئے پھیرین اب بڑی مشکل ہوئی
اب ملکہ مخمور نے جو دیکھا شکیل جادو نے آکر ہنگامے کو رد کا مخمور نے خرچنگ کو تاکا
رنگ جنگ مغلوب سے خوب ماہر ہی جانتی ہے وہ دن قتل افسر لڑائی کا فتح ہونا دشوار سحر
کرتی ہوئی طرف خرچنگ جادو کے چلی شکیل نے مجمع کو رد کا مخمور نے آگ برسائی شکیل
نے دریائے سحر جاری کیا صدہا ٹھنڈے ہوئے مخمور نے دانہ یاقوت احمر کا مارا شکیل تلوار
کھینچکر لڑا مخمور نے سینک کی کمان بنا کر تیر مارے سیکڑون کے سینے مشبک ہوئے
خطاکار سہمے مثل تیر کے بھاگ چلے پر جائے سہرے گوشہ ڈھونڈھتے تھے اپنی خطاکاری
پر نادم بھاگنے کے عازم شکیل پامال کر رہا ہے گیا پیکان کا مارا بجائے قطرہ ہائے آب
تیر دل دوز برسنے لگے مخمور اسپہر کر سامنے خرچنگ کے پہونچی خرچنگ کی نگاہ پڑی
کس آن بان سے مخمور لڑتی بھڑتی چلی آتی ہے غنچہ سحر ہاتھ مین لگائی دوپٹے کی بندھی
ہوئی چہرہ آفتاب عالمتاب حسن و جمال مین انتخاب یہ بچھیا گھبرا گیا مخمور نے للکارا او نامرد
کہان جاتا ہے صرصر تیری معشوقہ کہان گئی اب عروس مرگ سے ہمکنار ہو زیادہ نہ مضطر
و بیقرار ہو خرچنگ نے گولہ سحر مارا مخمور نے نگاہ سحر آگین ڈالی گولہ پلٹکر اسی کی بیچ پر آگئی

سوناری واصل جہنم ہوے اہلیان فوج کے مزاج برہم ہوے آواز دی حضور کیا کتنا گاندو
ہاتی اپنی فوج کو اسے خرچنگ جلایا ساتھ والون نے بھی گرمایا طعن وتشنیع سے شرمایا تیغہ
سحر کھینچکر جا پہنچا ہاتھ تیغہ کا لگایا ملکہ مخمورہ نے سپر سحر کو اُٹھایا وار اسکا روکا خبردار لشکر نیچہ ہلالی
اُس ماہ آسمان خوبی نے کھینچا قریب جاکر خبردار کہکے چپک کے ہاتھ مارا اُس روسیاہ نے
بچا بہتا گون دام اجل مین گرفتار ہوچکا موت پاؤن تھامے ہو کب ہل سکتا ہو دام اجل سے
کہان نکل سکتا ہو نیچہ سر پر گرا سر اسکے جبڑے کو کاٹا صندوق سینہ سے مانند سیماب تڑپکے
نیچہ گذرا شرمگاہ کے پھاٹک کو ویران کیا خرچنگ کے دو ٹکڑے ہوے مخمورہ نے نعرہ
کیا وہ مارا شعلہ بجہ کا ساحر زبردست تھا مرنے کی اُسکے علامت بلند ہوئی آواز آئی کشتی مرا
نام من خرچنگ جادو بود اب مخمورہ وشکیل فوج خرچنگ سے لڑنے لگے فوج بھاگی
جاتی ہو یہ دونون قتل کرتے ہوے جاتے ہین قضاے کار ملکہ صنعت سحر ساز نے
سر گمٹ پر جو قصر بنایا ہو جہان یہ سحر کرتا صرف ایک کوہ درمیان مین تھا اسوقت بالاے
قصر ملکہ صنعت سحر ساز بیٹھی ہوئی سحر تیار کر رہی تھی کہ صداے اسے ہو کان مین آئی
گھبراکر سر اُٹھایا کہا اسے یار دکہان پر لڑائی ہورہی ہو طلسم ہوش رُبا مین غدر پڑگیا
مسلمانون نے کہین قیامت برپا کی یا عیارون کی عیاری ہوئی یہ کہکر اپنے مقام سے اُٹھی
طاؤس پر سوار ہوئی سحر کیا طاؤس اُڑتا ہوا چلا بلند ہوکر نگاہ ڈالی دیکھا ایک لشکر بھاگا
جاتا ہو دو ساحران زبردست سحر کرتے ہوے لشکر کو بھگاتے ہوے جاتے ہین تمام صحرا
خون سے لالہ زار بنا ہوا ہو دو کوس تک لاشے ہی لاشے معلوم ہوتے ہین یار گا ہین
سرنگون ہر سمت جوش دریاے خون ملکہ صنعت سحر ساز حیران ہوکر یہ کسنے سبکو قتل کیا اب
جو نگاہ ڈالی شکیل ومخمورہ کو پہچانا آنکھون مین خون اُتر آیا دور ہین سے نعرہ کیا او شکیل کیا
بے ادبی کرتا ہو ملازم شاہنشاہی پہ یہ ظلم وبدعت شکیل نے دیکھا کہ صنعت مثل شعلہ
جوالہ کے آئی ہو گولہ مارا صنعت بھلا اسکے سحر کو کب مانتی ہو ایک تھپکی ماری گولہ جھککر زمین
پر گرا گرتے گرتے ایک دو بتر ہارا غبار بلند ہوا شکیل جادو چرخ کھاکر گرا صنعت نے
ایک دستک دی ایک ساحر سیہ فام تفس آہنی لیے ہوے پیدا ہوا صنعت نے خاک

جھولی سے نکال شکیل پڑا الٰہی شکیل نے غلط کاری اب باد کی صورت بنکیا صنعت نے پکڑ کے قفس مین
بند کیا وہ قفس ساحر سیہ فام کو دیا آپ غصہ مین طرف مخمور کے چلی مخمور نے پلٹ کر دیکھا شکیل گرفتار ہوا
ساحر سیہ فام قفس لیے ہوے جاتا ہی مخمور کو تاب نہ آئی للکارا دیکھا کہان جاتا ہی قفس مین شکیل کا تڑپنا
دیکھکر طایر روح مخمور قفس جسم خاکی مین پھڑکا چاہا ساحر پہ جا پڑے شکیل کو رہا کرے مگر ملکہ صنعت سحر ساز
بقہر و غضب تمام طرف ملکہ مخمور کے پلٹی کہا ای مخمور ادھر کہان جاتی ہو تمنے شاہنشاہ پر بدعت کی بڑے
بڑے ساحر مارے اب مین کل سامان کر چکی ہے ہاتھ سے ایک زندہ نہ بچیگا تمھارے واسطے مرگھٹ پر
سحر تیار کیا ایک ہفتے سے آب و دانہ ترک ہی مخمور نے دانہ یاقوت سحر کا مارا مگر ملکہ صنعت تو سحر کامل تیار
کر چکی دانے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا کئی سحر ملکہ مخمور نے کیے لیکن صنعت پہ تاثیر نہوے مثل شعلہ جوالہ
سامنے مخمور کے آئی ایک دو پہر زمین پہ مارا وہی غبار زرد اٹھا مخمور اسکو دیکھتے ہی بیہوش ہوئی مخمور کو
بشکل قمری بناکے دوسرے قفس مین بند کیا دونون قفس اُس ساحر نے اٹھا لیے عمرو گلیم اوڑھے یہ
سب سحر کو دیکھ رہا ہی تعقب مین صنعت کے چلا صنعت خراسان طرف مرگھٹ کے جاتی ہی
اورہ کوہ سے باہر نکل عمرو نے دیکھا سامنے وہی مقام ہی اب قصر سحر کو اور زیادہ صنعت سحر
ساز نے رونق دی ہی دونون قفس لیکر حصار مین داخل ہوگئی وہ جو قید خانہ برائے سروان
اسد تیار کیا ہی باز و قمری کو اُسی مین چھوڑ دیا آپ قصر مین جا بیٹھی مصروف عیش و نشاط
ہوئی عمرو حال حصار سے بخوبی آگاہ ہو چکا ہی اُسپر بھی کئی راہ گیرون کو دم دیکر بھیجا جو گلیم کے
پاس پہونچا گلیم کا مخبر ہوا عمرو ناچار گریان و نالان پلٹا لشکر اسلام مین آیا دربار
مین سب سردار موجود ہین جانسوز نے خبر دی ہی کہ مخمور کو کوئی ساحر چرا لے گیا ہی
شاہزادہ شکیل و خواجہ عمرو برائے جستجو تشریف لے گئے ہین ملکہ مہرخ گھبرا رہی ہین
کہ خبر پہونچی کہ خواجہ عمرو تشریف لاتے ہین سب سردار دوڑ پڑے ہاتھون ہاتھ خواجہ
کو لیکر دربار مین آئے ملکہ مہرخ نے دیکھا عمرو گرد و غبار مین اٹا ہوا لباس پھٹا ہوا نہایت پریشان ہی
اسد نامدار نے پوچھا نانا جان خیر تو ہی ملکہ مخمور کا کچھ پتا ملا عمرو نے تمام کیفیت بیان کی
کہ اول ارچنگ جادو مخمور کو لیگیا تھا مین بصورت ملکہ صرصر گیا ارچنگ کو ہاتھ سے
نخ جنگ کے قتل کرایا مخمور کو رہا کیا شکیل بھی عقب مین پہونچا اس زور و شور

سے ملکہ محمور نے خرچنگ کو مارا لیکن عین وقت پر صنعت سحر ساز آگئی شکیل ومحمور
کو آتے ہی گرفتار کر لیا میں اُنکی جستجو میں گیا کئی راہ گیر پہنچے لیکن اندر نہ جاسکے حصار کا لی ہی
کوئی جا نہیں سکتا باغبان قدرت نے کہا کہ صنعت سحر ساز کا سحر کامل تیار ہو گیا ہی
خدا اُسکے شر سے بچائے اب صنعت پر غالب آنا دشوار ہی بر سے ملکہ محمور وشکیل بارگاہ
میں شور گریہ وزاری بلند ہوا سب عیار حاضر ہوئے عمرو نے پکار کر کہا کہ یارو تا بہ
صنعت پہنچنے کی اب کوئی تدبیر نہیں بیان کئیں بلجائیگی تو بچہ قابض ہوگا اندر حصار
سحر کے کوئی نہ جاسکے گا چالاک نے برق کی جانب دیکھا آپس میں اشارے ہوئے قبلہ
کعبہ کو کتنے دو جس دن مزاج میں آئیگا حصار سحر میں چلے جائینگے صنعت خود بلالیگی یہ بھی
بحال ہی کہ اندر حصار کے ہم نہ جاسکیں چلو چلے بارگاہ ملکہ حیرت جادو سے خبر لائیں
دیکھیں وہاں کیا رنگ ہی برق وچالاک آپس میں صلاح کر کے چلے باغبان قدرت
بھی پریشان اُٹھا کنارے لشکر کے سر افگر کر رہا ہی کہ انجام کیا ہوگا انکو
تو اس حال میں چھوڑیے لیکن برق وچالاک بصورت ساحران دربار میں حیرت
کے آئے ایک جانب ٹھہرے ملکہ حیرت جادو تخت پر بیٹھی ہی ہرکاروں نے خبر حرف
بحرف آکر بیان کی کہ شکیل ومحمور بھی گرفتار ہوئے ملکہ صنعت سحر ساز پکڑ کر
دونوں کو لیگئی بارگاہ مہرخ میں سبکو انتشار ہی ملکہ حیرت نے کہا اب بھی کمبختوں کا
غرور نہیں جاتا ملکہ مہرخ سرخ مو وغیرہ رومال سے ہاتھ باندھ کر چلے آئیں خطا معاف
کرادونگی اب صنعت کے دام تزویر سے بچنا بہت دشوار ہی بڑا کمال یہ ہی کہ جو
اپنے کو عیاروں سے بچائیگا ہمراہیان عمرو پر غالب آجائیگا اُسنے عیاروں کا انتظام
کرلیا اب اُسکا کوئی کچھ نہیں کر سکتا یہ ذکر تھا کہ ظلمات جادو فرستادہ ملکہ صنعت
آکر پہنچی حیرت جادو کو سلام کیا صنعت کا نامہ ہاتھ میں حیرت کے دیا کہا حضور ملکہ
عالم نے فرمایا ہی جو گذرا وہ تو معلوم ہوا ہوگا آپ طبل جنگی بجوا دیجئے کہ میں وقت پر
آجاؤنگی مسلمانوں کو سزا سرکشی کا چکھاؤنگی حیرت نے نامہ پڑھا اُسپر جواب لکھدیا کہ جو
تمنے کہا اسی طرح کاربند ہونگی سب تمہاری اعانت کو موجود ہیں تمہارے حالات کی

خبر شاہنشاہ کو بھی ہوئی ظلمات جادو جواب لیکر چلی برق و چالاک نے پیچھا کیا جب
لشکر سے ظلمات نکلی صرصر و صبا رفتار کی شکل بنکر یہ دونوں عیار دوڑے پکارا بی
ظلمات ٹھہر جاؤ ظلمات پلٹ پڑی دیکھا صرصر و صبا رفتار پکارتی ہوئی آتی ہیں سمجھی
شاید ملکہ حیرت نے کچھ اور فرمایا ہوگا ظلمات ٹھہر گئی ایک طرف چالاک آیا ایک طرف
برق تڑپ کے پہونچا خیال ہو کہ دو چار باتیں کریں حلقہ ہائے کمند مار کے گرفتار کریں ادھر
سے صرصر شمشیر زن آتی تھی اُسنے دور سے دیکھا میری شکل اور صبا رفتار کی صورت
پر دو عیاران اسلام وزیر زادی سے ملکہ صنعت جادو کی باتیں کر رہے ہیں گرفتار
کرنے کی فکر ہے صرصر نے دور سے آواز دی ای ملکہ ظلمات ہوشیار ہو جاؤ یہ دونوں
عیاران لشکر اسد تمہاری فکر گرفتاری میں آئے ہیں برق و چالاک دونوں بھاگے
چالاک تو جست کر کے ایک درہ کوہ میں مخفی ہوا برق نے چاہا میں تڑپ کے نکل جاؤں
ظلمات نے سحر کیا برق زمین پر گرا ماش کا دانہ مارا رنگ و روغن عیاری کا اڑ گیا صرصر
نے کہا ای ظلمات اس بہروپیے کو لیتی جاؤ پہلو میں ملکہ بہار کے قید کرو برق نے پکار کر
کہا استانی جسقدر بد تمیزی چاہو کر لو انجام بخیر بہت بڑا ہی استاد گھونٹے کا دانہ دلوا کر مار ڈالینگے
ہمیں لوگ کام آوینگے استاد جو رووں پر بڑی بدعت کرتے ہیں مکان میں قفل دیکے
چلے جاتے ہیں آگ تک چراغ جلانیکو میسر نہیں ہوتی ہم ہی کام آئینگے دمڑی کے پان
میسر نہوں گے صرصر نے کہا کیا بیہودہ بکتا ہی ای ظلمات خبردار اسکو رہا نہ کرنا ظلمات
نے اسکو کمر میں بچہ دیا ظلمات لیکر اڑی چالاک بھاگا کہ میں جا کر کسی سردار سے خبر کروں
کہ برق گرفتار ہو گیا اگر تا بہ صنعت پہونچ گیا پھر رہائی برق کی دشوار ہوگی ہمارا
جنگ ٹوٹا بازی ہاتھ سے گئی رنگ بدرنگ سب خراب ہوا داؤں اٹھنا دشوار ہوگا
ہمارا پیادہ قید ہوا پیادہ بھی وہ پیادہ کہ جو بادشاہ کو گھسکراتا تھا اب بازی مات ہوئی
بہت دنوں پو بارہ پھینکی داؤں سخت ہی رنگ متغیر تھا دل سے یہ منصوبے کرتا ہوا جب
لشکر آیا تھا باغبان قدرت ایک نخل کے سایہ میں کھڑا تھا دیکھا چالاک بدحواس آتا ہی
پکار کے پوچھا کیوں مسخرے والا گھر خیر تو ہے چالاک نے کہا ای باغبان قدرت بڑا غضب ہوا

مین اور برق ظلمات جادو وزیرزادی ملکہ صنعت سحر ساز کو گرفتار کیے چلا لیکن تسالی
صاحبہ آگئین آنھون نے قصور یہ پاکیا مین تو بچا برق بیچارہ قید ہوگیا وہ سامنے ظلمات لیے
ہوئے جاتی ہے بس باغبان قدرت جھپٹا دیکھا ظلمات جاتی ہے للکارا وہ ظلمات برق
کو چھوڑ دے ظلمات نے جو باغبان قدرت کو آتے دیکھا آنکھون کے نیچے اندھیرا آگیا
باغبان نے گیند پھولون کا مارا ہاتھ پر ظلمات کے پڑا معلوم ہوا کسی نے شعلہ آتش رکھدیا
اُف کہکے برق کو چھوڑا باغبان نے جھپٹکر برق کو ہاتھون پر روکا زمین پر قائم کیا
ظلمات کرگس کے غصہ مین باغبان پر گری باغبان نے برق کو بچایا سینہ سپر کردیا
برق تو بھاگ کر نکل گیا باغبان اور ظلمات سے سحر چلنے لگا باغبان قدرت وزیر
اعظم دستور معظم افراسیاب ہے سحر و ساحری مین انتخاب ہے ظلمات کو زخمی کیا قریب تھا
کہ گرفتار کرے یا قتل کرڈالے کہ شبگیر جادو کوتوال شہر ناپرسان چار ہزار جادوگرون
سے ہوا سے شکار آ رہا تھا اُسنے جو شعلے بھڑکتے دیکھے ادھر متوجہ ہوا اُسوقت آکر پہونچا کہ
باغبان نے ظلمات کو زخمی کیا تھا ظلمات چاہتی ہے بھاگ جاؤن جان بچاکے نکل
جاؤن باغبان بڑھ کھینچکر سر پر پہونچا ہے شبگیر نے پہچانا دیکھا وزیرزادی صنعت کی
قتل ہوا چاہتی ہے وہین سے نعرہ کیا او باغبان خبردار کیا کرتا ہے ستم شبگیر جادو شہنشاہ
کے ساتھ نمک حرامی کی مسلمانون کا شریک ہوا باغبان نے پلٹ کر جو شبگیر کوتوال کو دیکھا کہا
او بھیا جا ساتھ چوٹے چوارون کا افسر ہے ہم لوگون سے مقابلہ کریگا لیکن شبگیر نے کل فوج کو
اشارہ کیا گولے ترنج مارتے ہوئے چار ہزار ساحر بڑھے باغبان کو گھیر لیا باغبان
مثل نیل مست بڑھا ساحرون کو پامال کرتا ہوا چلا کسی کو ٹانگین پکڑکے چیر ڈالا کسی پر ادھر
سپر کی لگادی دو دو کے سر پھٹ گئے ظلمات و شبگیر دونون باغبان پر سحر کرتے ہین
باغبان انکے سحر کو کب مانتا ہے دونون کے سحر کو دفع کرتا ہوا مثل شیر خشم آلود آن روباہ
صفتون سے لڑتا ہے کئی سو ساحر مار ڈالے شبگیر کو ہر مرتبہ آواز دیتا ہے کوتوال
صاحب آپ آیئے گرفتار کیجیے ان غریبون کو کیون قتل کراتے ہین اب شبگیر جادو
گھبرایا دیکھا کئی سو ساحر قتل ہوئے باغبان شکار کھیل رہا ہے شبگیر چاہتا ہے نکل جاوی

باغبان نے کہا او بچیا تو کہاں جائیگا شکار کو ہمارے بچاؤ یا اُسکو اور تجھکو دونوں کو
قتل کرونگا یہ کہتا ہوا برابر شبگیر کے پہونچا اُسنے گھوڑا بھگایا باغبان نے ہاتھ چلایا برق کی
چاروں پیر گھوڑے کے اُڑ گئے شبگیر زمین پر گرا جب باغبان قریب آگیا تہور و دلیری بجان
درویش ہاتھ تلوار کا مارا باغبان نے کلائی پر ہاتھ ڈالکے تلوار چھین لی کمر میں ہاتھ ڈالکے
اُٹھایا زمین پر مارا چھاتی پر چڑھکے سر اُس خود سر کا قلم جسم سے کھینچ لیا لاشہ شبگیر تڑپا
آواز آئی کشتی مرا نام من شبگیر جادو بود ہمراہیان شبگیر بھاگے ظلمات نے بھی فرار پر
قرار کیا چالاک و برق دڑہ کوہ سے دیکھ رہے ہیں باغبان اُن سبکو روانہ ہوا جاتا ہی
جا بجا ہی ظلمات کو مار ڈالوں یا گرفتار کروں صنعت کے قلب کو صدمہ پہونچے بیچ میں ہزاروں
ساحر آجاتے ہیں پھر ظلمات بچی ہی جب ظلمات جادو کو عرصہ ہوا ملکہ صنعت سحر ساز
نے گیسو کشا سے کہا میں نے ظلمات کو خدمت میں ملکہ حیرت کی بھیجا تھا کہ وہ باتیں کہکر
چلی آئے کیا سبب ہوا جو ابتک نہیں آئی گیسو کشا نے کہا واری ملکہ حیرت کے لشکر کے
نام سے دل کانپتا ہی ہر وقت نگوڑے عیار وہاں موجود رہتے ہیں ذرا اوراق سامری
ملاحظہ فرمائیے ہماری ساتھ والی پر کوئی افتاد نہ پڑی ہو نگوڑے عیاروں نے نہ گھیر لیا ہو
وہاں تو دن بھر میں سیکڑوں مارے جاتے ہیں صنعت نے اوراق سامری کو اُٹھا کر
دیکھا زانو پر ہاتھ مارا کہا لو گیسو کشا غضب ہوا ظلمات سے اور باغبان سے لڑائی
ہو رہی ہی زخمی ہو چکی ہی یہ کہکر فوراً طاؤس سحر پر سوار ہوئی اِسطرف چلی اُسوقت آکر پہونچی
کہ باغبان شبگیر جادو کو قتل کر چکا فوج کو پامال کر رہا ہی کہ آسمان سے نعرہ ہوا تم ملکہ
صنعت سحر ساز ہو باغبان شعبدہ باز عرصۂ دراز تک مزے اُڑا چکے اُنکوں کا گھر ڈھا
بنا چکے بادشاہ اسیر وزیر سب بنگئے افراسیاب ایسے بادشاہ کو چھوڑا ایسے
قدرشناس کی محبت سے منہ موڑا باغبان نے کہا او صنعت و گیسو بریدہ کیا بیہودہ بکتی ہی
افراسیاب کے برابر کون ناقدر ہی اِسی وجہ سے اُسکے ملک میں غدر ہی ہر مرد سپاہی کی
دل شکنی کرتا ہی بدزبان ناقدرشناس وہ کیا شرفا کو پہچانتا ہی کیا اُسنے مردان عالم طلبانہ کی
پاجی پرست صاحبان لیاقت کا دشمن اہل ہنر کا رہزن اپنی تو یہ کیفیت ہی بقول شاعر نظم

دل جنس فروختۂ بازار ہنر ہی / دیکھو تو کہین کوئی خریدار ہنر ہی
ناقدر شناسی سے خلائق کی جہان مین / جسکو ہنر آیا اُسے انکار ہنر ہی
آیا نہ ہنر وہ کہ پھرین جس سے گئے بخت / اس عاصی کو مدت سے سروکار ہنر ہی
عاشق ہو ہنر پر ہی ہنر اُسکا ہی عاشق / دلبر ہی ہنر جسکا وہ دلدار ہنر ہی
کعبے کو نہ پوجون مین ہنر مند جو ہونے / ای شیخ یہ بندہ تو پرستار ہنر ہی
اظہار ہنر دان نہ کردن ہمہ جہان قدر / دل اہل ہنر کا ہی سو غمخوار ہنر ہی
روکا ہی تغافل نے ترے مجھکو تہ دام / صیاد ترا صید گرفتار ہنر ہی
دیکھی نہ ہنر کی بھی بہت قدر جہان مین / ای وای بران دل جو طلبگار ہنر ہی
رنگین سخنی اُسکی نے وہ خلق کو سودا / سودا یہ مگر طوطی گلزار ہنر ہی

صنعت نے جواب دیا آپ بڑے ذی کمال ہین صاحب جاہ و جلال ہین آپ ہی ناقدر کا سلسلۂ مشکین باندھکر بیجاؤ گی قدسون پر اُسکے ناک رگڑواؤ گی تم سمجھے تھے مین نے ذلتین اُٹھائین غافل ہوکر بیٹھ رہونگی مین مہینے تک عیش و راحت کو ترک کیا سحر کامل تیار کیا اب سامری و جمشید بھی میرا مقابلہ نہین کر سکتے صفین اُلٹ دونگی یہ کہکر زمین پر گری ظلمات کو پشت پر لیا باغبان پر سحر کرنے لگی باغبان اور صنعت کے سحر سے زمین کانپی فلک پیر چرخ مین صدہا نخل صحرا کے جل گئے طائر کباب ہوے ذرے زمین سے مثل چنگاریون کے اُڑتے تھے جب سحر باغبان نے کیا صنعت شعلۂ آتش مین چھپ گئی لیکن مثل برق تڑپکے نکلی باغبان پر سحر کیا دریا نے باغبان کو گھیرا یہ نہنگ بحر جرأت اُسمین کود پڑا شعلۂ جوالہ بنکر دریا کو مٹا دیا پانی کو خاک مین ملا دیا تمام لشکر والے بھاگ گئے ظلمات دور سے دیکھ رہی ہی ہوش و حواس پراگندہ دل سے کہتی ہی آج ملکہ عالم ہاتھ سے باغبان کے کیونکر بچتی ہین بلا کے سحر ہو رہے ہین کسکی مجال ہی جو انکے بیچ مین جائے سامنے انکے زبان ہلائے دونون شہنشاہ اقلیم ساحری دونون کامل و اکمل علم افسونگری نہ اُسکا مثل نہ اُسکا نظیر جنگ مین دونون مصروف سحر و ساحری آمادہ نیرنگ بازی جو سحر صنعت نے کیا باغبان قدرت کو دفعیہ مشکل ہوا جب باغبان سنبھلا صنعت پر برق گری صنعت غرق زمین ہوکر پھی خاک اُڑاتی ہوئی زمین

سے نکلی تین مہینے سے باہر آٹھ پہر اسی فکر میں رہی کہ سحر اسے تو تیار کروں جانتی تھی کہ بڑے بڑے
ساحروں سے مقابلہ پڑیگا تمام ارا کین طلسم ہوشربا شریک عمرو ہوگئے ہیں ایک ایک
تعلیم کردۂ افراسیاب سحر و ساحری میں انتخاب ہے وہی حال ملکہ صنعت نے دیکھا کہ باغبان
نے دھوئیں اڑادیے طبقے زمین کے ہلادیے صنعت کو جان بچانا مشکل ہوئی ایک مقام پر
صنعت نے غصے میں آکر پنجہ کھینچا باغبان طرف صحرا کے اشارہ کرتا ہے ایک طائر آکر دم
شمشیر صنعت پر گلزار رکھدیتا ہے گلا کٹنے سے باغبان کو بچاتا ہے جب باغبان نے ہاتھ مارا صنعت
نے یاسامری کہکے آواز دی زاغ و زغن درختوں سے گرتے ہیں پروں کا سر پر صنعت کے
سایہ کرتے ہیں کئی زاغ سیاہ ذبح ہوئے ایک مقام پر باغبان نے ملکارا تیغہ مارا کہ زاغ
سیاہ نخل سے اترا چاہتا تھا سر پر صنعت کے سایہ کرے باغبان نے منہ سے آگ کیا شعلۂ
آتش نکلا زاغ جل گیا اب تیغہ سر پر صنعت سحر ساز کے پڑا قریب تھا کہ دو ٹکڑے ہوں
صنعت نے یاسامری کہکے اپنے کو زمین پر گرایا تیغہ سر سے نکلا لیکن چادر خلق کی چہرے
پر پڑی باغبان نے سایہ میں تلوار کے صنعت کو لیا چاہا ہاتھ ماروں سر اس ملعونہ کا
اتاردوں اسوقت صنعت نے گھبرا کر جھولی میں ہاتھ ڈالا ڈبیا خاک قبر جمشید کی نکالی گھبرا کر
کھولدی خاک اڑی باغبان بیہوش ہوکے گرا صنعت نے بہ تعجیل سحر کیا باغبان غلامک
مارکر ایک عقاب کی شکل بنکر تیار ہوا فوراً باغبان کو بصورت عقاب قفس میں بند کیا
دو ٹپہ پہاڑ کر سر کو باندھا لڑکھڑاتی ہوئی چلی چاہا تخت سحر تیار کروں اسپر بیٹھکر جاؤں کہ سامنے
بونڈلا گرد کا اڑا دیکھا صرصر شمشیر زن آتی ہے پکارتی ہوئی اے ملکہ صنعت جاتی کہاں ملکہ حیرت
بلاتی ہیں بڑا تیرے صدمۂ عظیم اٹھایا ملکہ کو خبر ہوگئی اگر تامل کروگی وہ خود چلی آئینگی صنعت اسوقت
بہوت ہو رہی ہے اتنا جواب دیا کہ اے صرصر اسوقت میرا جانا ممکن نہیں ہے صرصر پاس آگئی
کہا دیکھیے ملکہ حیرت خود آتی ہیں صنعت کو مرلٹی صرصر نے کمندباری نعرہ کیا منہ چھتر برق
فرنگی مارے کہکے صنعت پلٹی برق نے تڑاق سے حباب مارا صنعت دم سے گری برق
خنجر پکڑ کے جھپٹا کہ سر کاٹ لوں باغبان کا بصورت عقاب گھبرانا اشاروں سے صاف
ظاہر ہے کہ مجبور و ناچار ہوں اے برق جلد اسکو قتل کر ہم بلا میں مبتلا ہیں برق حال زار

باغبان دیکھکر تڑپ گیا کہا ابھی اس گیسو بریدہ کا سر کاٹے لیتا ہوں سرکشی کی سزا دیتا ہوں چونکہ
انقلاب ہر ستارہ تو اہل اسلام کا گردش میں ہے قضا سے کار ظلمات جادو زخمی ہو کر ایک نخل کے
نیچے گر پڑی تھی تڑپ رہی تھی جب اُسنے دور سے دیکھا کہ باغبان گرفتار ہو گیا بہ شکل شاخ نخل
پر ہاتھ رکھکر اُٹھی اب جو نگاہ اُٹھا کر دیکھا صنعت چت پڑی ہے برق فرنگی نیمچہ لیے ہوئے
بیٹھا ہے کہ سر کاٹے یوں ظلمات بیقرار ہو گئی وہین سے غوطہ کیا او جھونسے لیے کیا کرتا ہے خبردار
دست خود را نگہدار ما ہم رسیدیم برق نے جو پلٹ کر ظلمات کو دیکھا آنکھوں میں اندھیرا آگیا
دیکھا کہ گولا اسکے ہاتھ میں ہے سحر کیا چاہتی ہے کچھ نہ بن پڑا تڑپ کے بھاگا ظلمات گرتی پڑتی
قریب ملکہ صنعت کے آئی جلتے کندے گلے سے نکالے پانی چھڑک کے ہوشیار کیا صنعت
گھبرائی ہوئی اُٹھی کہا ظلمات بڑا کام کیا اسوقت تو نے بچا لیا میں اپنے ہوش میں نہیں چلو
جلد مجھکو لے چل باہر کے ساحر سے مقابلہ پڑا باغبان نے دل ہلا دیا میں ہی ایسی زبردست تھی
کہ بچی باغبان کا کوئی کیا طلسم ہوشربا میں جواب دینے والا ہے اگر یہ ہمین جینے میں ایسے
سحر ہاے کامل تیار نہ کرتی آج بچنا دشوار تھا ظلمات نے فوراً تخت سحر تیار کیا ملکہ صنعت کو
ہاتھ تھام کر تخت پر سوار کیا نعش باغبان قدرت کا آگے رکھ لیا تخت اُڑایا طرف سرگمٹ
کے تخت اُڑاتی ہوئی چلی برق و چالاک نے پیچھا کیا چشم زدن میں تخت داخل حصار ہوا برق
بیقرار ہوا کہا بھائی چالاک تم ٹھہرو میں قریب قصر جاتا ہوں انشاءاللہ قصور نہ کرونگا
چالاک نے کہا اے برادر قبلہ وکعبہ نے فرمایا تھا کہ صنعت سحر ساز نے حصار سحر کیا ہے جو جاتا ہے
بیہوش ہو کر گر پڑتا ہے اُسکا تو امتحان کرو برق نے چالاک کو کنارے ٹھہرایا آپ جا کر ایک
گنوار کو لایا ایک تانبے کا روپیہ دیا کہا یہ سامنے بھوگی لگی ہے توڑ لا جیسے ہی وہ گنوار قریب لکیر
پہونچا لڑکھڑا کے گرا ملازمان صنعت شکین باندھ کے لے گئے اب برق و چالاک ناچار ہو کے
روتے پیٹتے لشکر میں آئے یہاں ملکہ مہرخ نے خبر پائی کہ باغبان بارے رہائی برق گیا ہے
پریشان ہو رہی ہے کہ چہ مدوہ پہونچتے تھے جو حکم عرض کی برق و چالاک آتے ہیں ملکہ مہرخ نے
کہا جلد بلاؤ دربار میں سب سردار بیٹھے ہیں اسد نامدار خاموش ملکہ مہ جبین کو قلق بہا
کا دربار میں ہنوز سناٹا پڑا ہوا ہے ہر گلعذار کا رنگ رو متغیر ہے ہر سرو قد سرد دو بچہر مرغ ہو

پریشان برق لامع تڑپ رہی ہے ملکہ مہرخ کے منہ پر ہوائیاں خواجہ عمرو سر جھکائے بیٹھے ہیں اسد
کو انتشار ہے خرد و کلان بجز ہر اسوقت برق و چالاک آئے ملکہ مہرخ نے کہا اے مہتر والا گہر کیا
معرکہ گذرا باغبان قدرت کہاں ہیں چالاک و برق رونے لگے کہا اے ملکہ عالم کیا عرض کریں
فلک پیر سر گردش ہے بیکار کد و کاوش ہے آج باغبان قدرت ایسا لڑا کہ اگر افراسیاب ہوتا
دنگ ہو جاتا مہلت پاتا تا آخر ناچار ہو کر صنعت سحر ساز نے اس صاحب شوکت و لیاقت کو
خاک قبر جمشید سے بیہوش کر کے سحر کا عقاب بنایا پھر قفس آہنی میں بند کر کے لیگئی چالاک نے
کہا بھائی برق نے اسوقت بھی عیاری کی ملکہ صنعت کو بیہوش کیا ظلمات نے اندھیر مچایا
بہر نوع باغبان قدرت گرفتار نتیجہ تقدیر ہوا کوئی فکر ہماری چل نہ سکی ناچار ہو کے پلٹ آئے
خواجہ عمرو نے کہا میاں برق صنعت سحر ساز کا چار دانگ کا لشکر ہے وہاں جا کر عیاری نری
تمہارے دوست میاں چالاک بھی ساتھ تھے برق نے کہا استاد آپ کے اقبال سے آج
نہیں گئے کل جائینگے عمرو نے کہا پہلے تدبیر تو بتاؤ چالاک نے کہا آپ سے کیا عرض کریں وقت پر
تدبیر و تحریر سب ہو جائیگی تا بہ ملکہ صنعت جائینگے آپ کے اقبال سے صنعت کو مارینگے ملکہ بہار
و باغبان قدرت و شاہزادہ شکیل و ملکہ مخمور قید ہوں ہم جا کر نہ پہونچیں ایسے سرداران
تہمتن کی رہائی کی فکر نہ کریں ملکہ مہ جبین لباس پوش سریر جہانبانی پر جلوہ فرما شاہزادہ
اسد نامدار نے قبضے پر ہاتھ ڈالکر فرمایا کہ آپ لوگ تامل فرمائیں انشاء اللہ جب تلوار مردان عالم
کی کھنچیگی حصار سحر دم بھر میں برطرف ہو جائیگا یہ کہکر صندلان صندلی پوش کی جانب دیکھا ارکان
نامی و پہلوانان گرامی قبضوں پر ہاتھ ڈالکر جھومنے لگے قبضۂ شمشیر بے نظیر چومنے لگا ایک ایک کا جوش
جرأت میں چہرہ سرخ ہو گیا رنگ جرأت ٹپکنے لگا اسد نامدار تلوار کو ٹیک کر اٹھا صندلان نے
آواز دی مرکب شہریار کا تیار کرو مردان عالم کے گھوڑوں پر کاٹھیاں پڑ جائیں جا کر لشکر
صنعت سے لڑیں سر کٹے پڑیں خون کے دریا بہا دیں لشکر ساحران تہ و بالا کریں جلسۂ سحر
و ساحری شکست ہو کوتوال تیغ جوہر دار کا بند و بست ہوا اسد جو تلوار ٹیک کر اٹھے سات
ہزار جوانان صندلی پوش بصد جوش و خروش اسد کے عقب میں بسم اللہ کہکر بڑھے ساحران
بارگاہ کے رنگ رو متغیر ہوے ملکہ مہ جبین کے کلیجے پر چھریاں پھریں بے اختیار روتی ہوئی تخت

سے انکھین دامن پہ ملا رکا تمام لیا عرض کی ای شہریار وہان سحر و ساحری کا اسقدر بہت سنا آپکی باغبان قدرت ایسا ساحر زبردست گرفتار پنجہ تقدیر ہوا کسی کا کچھ زور نہ چلا آپ قصد مزکرین اگر یہی ارادہ ہی کنیز کو ایک ہاتھ لگا دین مجھے زندگی کی آرزو نہین ہو سکے وش کیجیے یا پنجہ مرا دیجیے آپ کے سامنے پہلے کنیز کا خاتمہ ہو یہی آرزو ہی کہ جنازہ کو میرے حضور کاندھا دین گو مین اپنے دست حق پرست سے مسلمان ہوئی بالین قبر بیٹھکر تلقین پڑھین میری نجات ہو جائے روح گوشہ قبر مین راحت پائے بقول شاعر نظم

صاف طینت کو کدورت ہی بدن کی خواہش
روح مین وہ ہون نہین ہی جسے تن کی خواہش

ہو کہ سعد دم ہین انکی ہو طلب لا حاصل
نہ کمر کی ہی تمنا نہ دہن کی خواہش

تو مصیبت ہون تری الفت ویرانے نے زور
تازگی پر ہی مرے داغ کہن کی خواہش

پڑ گئے دید گلستان کے ابھی سے لالے
رنگ دکھلانے لگی سیر چمن کی خواہش

اسقدر ہمکو غرض دوست کے غربت مین
کہ نہین صحبت یاران وطن کی خواہش

آرزوے سخن چند ہی تجھے قاتل
اسلیے ہی مرے زخمون کو دہن کی خواہش

کم نہین گوہر غلطان سے ہمارے آنسو
ای دل زار نہ کر دُرّ عدن کی خواہش

داغ ہین دل مین نہین سیر گلستان کی ہوس
باغبان تجھکو مبارک ہو چمن کی خواہش

صورت اشک سفر کردہ ہون آوارہ مزاج
نہ پھر آنیکی ہوس ہی نہ وطن کی خواہش

ناتوانی سے ہون مثل کمر یار رہنمان
میری وحشت کو نہین طوق و رسن کی خواہش

سلسلہ رشتہ گیسو سے ہوا ہی اپنا
تو اسیری مین ہوئی دام کہن کی خواہش

ہجر مین ہو بیا دیدہ مین تیرے ہر دم
روح سے کام نہ رکھتے ہین بدن کی خواہش

پاک ہین فاقہ و سنجاب سے خاکستر پوش
خاکسارون کو نہین زیب بدن کی خواہش

خوب پٹتا ہی لحد سے پس مردن لاشہ
جسطرح ہوتی ہی دولھا کو دلھن کی خواہش

دار فانی سے ہی افسردہ مزاجی حاصل
سبزہ دشت نہ گلزار وطن کی خواہش

غش پہ غش آتے ہین کھو جاتی ہی قوت روح
کیون نہ ایجان ہو مجھے سیب ذقن کی خواہش

ہو چلے دشت کے جب کہ مجھے گھر یاد آیا
شام غربت کو ہوئی صبح وطن کی خواہش

یاد آئی مجھے ایذا طلبی کی خواہش | پھر طبیعت کو ہوئی رنج و محن کی خواہش
فائدہ کیا ہے بہت ہرزہ کلامی سے نسیم | کیجیے اور طرف حسن سخن کی خواہش

اسوقت دربار میں شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ مہرخ نے بڑھکر بلائین لین عرض کی اے شہریار آپکی جرأت پر کوئی طعن و تشنیع کرسکتا ہے آپ نور نگاہ فراش راہ دین اسلام صف شکن شیر ژیان جرار نامی و نامدار سر کوب کافران کشندۂ ساحران گل گلزار لیاقت سرو حدیقۂ سخاوت عندلیب خوشنوائے بوستان امارت شاخ تمنائے ریاض شوکت و جلالت ہیں کسکی مجال ہے کہ آپ کے سامنے نام جرأت لے مگر حضور کی بھی تیغ آزمائی کا وقت آئیگا کوئی ساتھ نہ دے سکیگا حضور صرف تنہا ہونگے آپ کا پروردگار آپ کے ہمراہ ہوگا ہمزاد تک جدائی قبول کریگا کیا مجال کیا طاقت ہے کہ ہم میں سے کوئی حضور کا ساتھ دے سکے جب لوح طلسمی سرکار دولت مدار کے ہاتھ آئیگی دیکھ لیجئے کہ لاکھوں میں آپ اکیلے ہونگے فوج ضلالت کے ریلے ہونگے امتحان تیغ دلی صف شکنی ہوجائیگا اُن مقامات کے خیال میں قلب رستم و اسفندیار تھرائیگا ابھی آپ بیبا قصد کرکے وادی ہلاکت میں قدم نہ دھریں اگر ان نامردوں کا زور چل جائے حضور کو گرفتار کرلیں یا خدانخواستہ کوئی صدمہ جسم نازک پر پہونچائیں افراسیاب کو عید ہو فوراً دشمنوں کو قتل کرے اب تو ہم آپ کو مثل پتلی کے پردہ ہائے چشم میں چھپائینگے خیر خواہان دولت کا عرض کرنا ظاہر ہوگا تمام سردار قدموں سے اسد نامدار کے لپٹ گئے ملکہ مہ جبین کی بیتابی پر سب رونے لگے ساحروں نے بڑھکر یہ بھی عرض کی اگر حضور بارگاہ سے قدم باہر نکالینگے ہم اپنے اپنے سر کاٹکر قدم اقدس پر نثار کردینگے بخوبی جانتے ہیں کہ بالکل بیکار ہیں اس طرح سے جو سب سرداروں نے یکزبان ہوکر سمجھایا تلوارین کھینچ کھینچکر اپنے اپنے گلوں پر رکھ لین اسد نے سر جھکا لیا فرمایا آپ لوگوں نے اس غربت میں میرا ساتھ دیا ہے حقوق جانبازی و سرفروشی ادا نہیں کرسکتا لیکن باغبان و بہار کا نہایت قلق ہے سب نے دست بستہ عرض کی خدا حضور کو سلامت باکرامت رکھے ایسی قدر دانی فرمائی کہ افراسیاب کا ساتھ چھوڑ دیا سب نے سمجھا کر اسد نامدار کو بٹھایا مگر صرصر نے یہ خبر ملکہ حیرت جادو کو پہونچائی کہ باغبان قدرت کو ملکہ صنعت سحر ساز گرفتار کرکے لیگئی حیرت جادو نے بڑی خوشی کی کہ افراسیاب کا نامہ پہونچا رقم تھا کہ اے

ملکہ عالم اب مسلمانون پر آفت نازل ہوئی ماہ دولت کو تسکین دل ہوئی ملکہ مخمور و ملکہ بہار و شکیل و باغبان گرفتار ہوئے اب تم مقدمہ مین ملکہ صنعت کے دخل نہ دینا جسکو چاہے قتل کرے یا بخشے اُسنے اب ایسا سامان تیار کیا کہ اُسپر غالب آنا اہل اسلام کا دشوار ہی عرضی اُسکی ہمارے پاس آئی ملاحظہ سے معلوم ہوا ارجنگ و خرجنگ جادو واصل جہنم ہوئے دونون بھیا برابر تھے خرجنگ نے ارجنگ کو مارا خرجنگ کو ملکہ مخمور نے قتل کیا عین وقت پر ملکہ مخمور کو قوت بازوے ماہ دولت نے گرفتار کر لیا اب شامت باغبان قدرت کی بھی آئی کہ نوالی شہر ہوشربا کو مار الہذا طبل جنگی بجوا دیا عجب ہی کہ ماہ دولت بھی اگر مہلت پائین براے سیر و تماشا تشریف لائین دوسرا امر او روانع ہو کہ اس زمانے مین بعد سال بھر کے تلوۂ تخت الشعاع مین جشن ہوتا ہی زلزال جادو خیر خواہ ماہ دولت وہانکا بادشاہ جلیل راز و نیاز حجرۂ ہفت بلا مین کفیل وہان بھی شرکت ضرور ہی ایسے جلسے مین شریک ہونا باعث فتور ہی نام حجرۂ ہفت بلا کا پڑھکر حیرت سر پیٹنے لگی کہا صاحبو جب نام اہالیان حجرۂ ہفت بلا کا آتا ہی میرا قلب تھراتا ہی بخوبی مجھکو یاد ہی کہ ایک مرتبہ براے ملاقات ملکہ تاریک شکل کے جلکا ہمارے شاہنشاہ سے دودھ بیاہی بر سر گنبد سیاہ لیگئے تھے مین نے جو دائی اماں کی کالی کالی صورت دیکھی بیہوش ہوگئی آجتک وہ صورت بجنس آنکی آنکھون کے سامنے پھرتی ہی یہ باتین ہوتین کہ دوسرا تبلہ ملکہ صنعت کا نامہ لیکر پہونچا اُسمین یہ مضمون تھا کہ اب مین کسی اپنے ملازم کو آپکی خدمت مین نہ بھیجونگی بی ظلمات کو بھیجا جو پہر گذرا وہ حضور پر واضح ہوا ہوگا کل سر میدان آکر مسلمان سے مقابلہ کرونگی بیان تو مین نے حصار سحر تیار کیا ہی کہ عیارہ سنگین براے میدان کارزار یہ انتظام ہی کہ بارہ ہزار آدمی اپنے ہمراہ لیکر آؤنگی جس مقام پر ٹھہرونگی اتنی زمین بھی سحر سے مملو کردونگی تاکہ کوئی عیار ملکہ میرے لشکر مین نہ جانے آئے چند ساعت مقابلے مین بسر کرونگی سردار لشکر اسلام مین بہت مین اندر ایک ہفتے کے کل کا خاتمہ ہوگا اگر حضور طبل جنگی بجوائین عین وقت پر مین آجاؤنگی حضور دربارگاہ سے ملاحظہ فرمائین حیرت نے اسی وقت چیلے کو جواب نامہ دیکر رخصت کیا ناگاہ آفتاب عالمتاب لرزان و ترسان آشیان مغرب مین جا کر چھپا عامل باعمل دافع افسون ساحران پرُ دغل خوانندۂ اسما پرتاثیر اعنی ماہ عالمگیر موکلان ثابت و سیارگان کو ہمراہ لیکر براے

شہنشاہ ممالک گیتی تسبیح انجم ہاتھ میں اور اد و وظیفہ میں مصروف ہوا ملکہ حیرت جادو نے حکم دیا نام پر ملکہ صنعت کے طبل جنگی بجے اُسوقت لشکر ملکہ حیرت سے صدائے طبل جنگی بلند ہوئی چند وہ پشاور ہرکارے لشکر اسلام کے خبریں لیکر چلے پیاں بارگاہ آسمان جاہ میں وہی ذکر در پیش ہے سرداران سعید کا پس و پیش رہی ہی منتظر ہی کہ دیکھیں فلک کیا دکھاتا ہی لیکایک ہرکارے سامنے سے حاضر ہوئے زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیا ہاتھ اُٹھا کر دعا و ثنا بادشاہی بجا لائے نظم

خسروا جلوہ ترا وہ طرب افزائے جہاں ۔۔ کہ تجھے دیکھ کے ہو عید بھی قربان قربان

حکم دے تو جو شہا واسطے قربانی کے ۔۔ سعد ذابح بھی کرے ایسا چھری کو بران

گاو گردوں نہ فقط خوف سے اُسدم کانپے ۔۔ بلکہ ہو زیر زمین گاو زمین بھی لرزان

تو جو ہو حامی اسلام تو بتخانے میں ۔۔ بت کرے قصد نماز اور کہے ناقوس اذان

نیر جاہ شب و روز ترا جلوہ فروز ۔۔ مہر تاباں کبھی ظاہر ہی کبھی ہی پنہان

قطرہ افشاں ہو اگر تیرا سحاب ہمت ۔۔ سیکے پیٹ میں گہر بحر سے نکلے مرجان

اور گہر بھی ہوں وہ خوش آب جنہیں دیکھ کے حور ۔۔ حور قاصرات الطرف سمین ہو کاہ رُبا کو پرتاں

شاہنشاہ گیتی ستان کی عمر دراز ہو دوست شاد دشمن پامال حیرت جادو نے بنام ملکہ صنعت طبل جنگی بجوایا ہی خبر مشہور ہی کہ بوقت سحر بقصد کرد صنعت سحر ساز لشکر ساحران لیکر برائے مقابلہ سرکار دولت مدار آئیگی ملکہ مہرخ کو سنا تا آگیا مگر ضبط کرکے فرمایا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی طبل جنگی بجے برائے نوازش نقارہ رزمی حکم دیکر ملکہ مہرخ نشیمن تخلیہ میں تشریف لائیں صندلان صندلی پوش کو بلایا کہا اے شیر بیشہ جرأت وای جان نثار اسد باشوکت ہم جانتے ہیں کہ تم جان نثار سردار نامدار ہو جہاں اسد عالیمقدار کا پسینہ گریگا خون کا دریا بہا دوگے لیکن بقول شیخ سعدی شعر نہ ہر جاے مرکب توان تاختن ۔ کہ جا ہا سپر باید انداختن ۔ تمھارے آقاے نامدار شیر بیشہ جرأت یکہ تاز میدان جلالت ہیں سحر و ساحری وہ شے ہی کہ ایک ماش کے دانے میں اگر رستم ہو بیکار ہو جائے ایک غلام کے ہاتھ سے امان نپائے جب ہاتھ پاؤں بیکار ہوے اگر دل میں جرأت ہی تو کیا تمنے کل کیفیت سنی کہ صنعت سحر ساز نے سحر کامل تیار کر لیا ہم سبھوں سے کل مقابلہ ہی لشکر میں سب ساحر ہیں زرِ شنگہ ہیں جنگ جو انک ہوگا

دشمن کو پامال کرینگے اگر خدانخواستہ شکست فاش ہوئی جان بچانیکی تلاش ہوئی ہر طرح بھاگ کر نکلجائینگے کوئی پنچھ
کو جانور بنایگا کوئی پر پرواز پیدا کرکے اڑجائیگا لیکن تمھارے آقاے نامدار سحر و ساحری مین ایک لفظ
نہین جانتے سحر کرنا انکے مذہب مین حرام ہے تلوار کے دھنی دل کے غنی اگر دریاے آتش ہو جاپڑین اگر
خدانخواستہ صنعت سحر ساز کیرد ست انداز ہوئی ایکی مرتبہ اگر گرفتار ہوے یاد رکھنا افراسیاب زندہ نہ
چھوڑیگا جس روز سے گنبد نور سے رہا ہوے افراسیاب بوٹیان کاٹتا ہے کہ مین نے قتل مین کیون عرصہ
کیا پھر اگر ہم سب ملکر اپنی جان دینگے تو کیا پھل پائینگے پس مناسب ہے کہ اپنے آقاے نامدار کو ترغیب شکار دیکر
کسی صحراے پر فضا مین لیجاؤ دو چار روز وہان بسر کرو لشکر مین نہ آنے دو اگر خدا نے فضل کیا ہمکو فتح حاصل
ہوئی عیاران لشکر جاکر تمکو اطلاع کرینگے اگر یہ خبر سن لینا کہ ہم لوگ کام آئے تقاضاے خیر خواہی یہی کہ اپنے
آقا کو لیکر طرف کوہ عقیق گلزار سلیمانی کے نکل جانا لشکر مین صاحبقران زمان کے پہونچا ہم سبھون
کی جانب سے آداب و تسلیمات عرض کرنا کہنا کنیزان جانباز کو اجل نے مہلت نہ دی کہ قدم بوسی
سے مشرف ہوتین اب معاوضہ خون کا اپنے جان نثارون کے افراسیاب سے
لیجیے گا ان کلمات حسرت آیات ماہرخ پر صندلان بیقرار ہوکر رو یا مثل مرغ بسمل تڑپا
عرض کی اے بادشاہ لشکر اسلام اے ملکہ خوش انجام اسد نامدار وہ دلیر ہے جب اس راز سے
واقف ہوگا مجھکو نظرون سے گرا دیگا لیکن چونکہ مقدمہ جان ہے کوشش مجھپر واجب و لازم ہے
انشاءاللہ قبل از نماز سحر براے شکار طرف صحرا کے لیجاؤنگا ماہرخ اٹھکر دربار مین آئین
دربار برخاست ہوا ساحران نامی اپنے اپنے خیمے مین آئے سحر کی تیاری مین مصروف ہوے
مگر صندلان صندلی پوش خدمت مین اسد نامدار کے حاضر ہوا عرض کی اے شہریار ابھی
ہرکارون نے خبر دی کہ یہانسے قریب ایک صحراے پربہار ہے وہان بحساب تنکار ہے چلکر شکار
کھیلیے عمرو نے بھی آکر اسد کو سمجھایا کہ اے نور نظر ابھی لڑائی معطل ہے تم واسطے دو چار دن
کے شکار کھیل آؤ مین براے رہائی باغبان و بہار جاتا ہون سب سردار مشورہ فکر و بیچ
مین مصروف ہین دربار بھی موقوف رہیگا قریب قریب شکار کھیلنا انشاءاللہ بعد
رہائی باغبان و بہار پرشوکت ملا کلام طرف دریاے نیل کے سفر ہوگا جرأت و شوکت کا
تمھاری امتحان قریب دریاے نیل لیا جائیگا اب لشکر مین فی الحال تمھاری کچھ ضرورت نہین

ہو اسطرح پر جو خواجہ عمرو نے اس نامدار کو سمجھایا خیال میں آیا بزرگ ہیں جو فرماتے ہیں وہی مناسب ہوگا اسد نامدار نے اسی وقت صندلان صندل پوش کو حکم دیا پہر رات رہے سے سامان شکار تیار ہو سرداران صف شکن تیغ زن نام سے صحرا کے باغ باغ ہوئے غم والم سے فراغ ہوئے اسی وقت تیاریاں ہونے لگیں پہر رات رہے عمرو نے اپنے سامنے اسد کو پشت مرکب پر سوار کرایا صندلان صندل پوش کو مع اسباب شکار ہمراہ کر کے طرف صحرائے سبزہ زار کے روانہ کیا کنارے تک لشکر کے خود خواجہ پہونچانے آئے ملکہ مہرخ وغیرہ بھی برائے رخصت حاضر ہوئی ہیں ہر ایک کو یہی خیال ہے کر دیکھئے آیندہ اپنے آقائے نامدار سے زندگی میں ملینگے یا اب عدم میں ملاقات ہوگی جوش دریائے اشک چشمہ چشم سے ظاہر ہوتا ہے لیکن آنسوؤں کو پی جاتی ہیں ہر چند ملکہ مہرخ نے ضبط کیا نہو سکا گرد اسد نامدار پھرنے لگی بلائیں لینے لگی ترقی عمر و دولت کی دعائیں دیں کچھ کلمات حسرت آیات بھی زبان سے نکالے اسوقت اسد نامدار نے مادر مہربان کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے کہا ای مادر مہربان مجھپر آپ کے بڑے بڑے احسان ہیں آپکا مرتبہ مثل ملکہ زبیدہ شیر گیر ہی آپکا رنگ رو کیوں متغیر ہی آپ بفضل فرمائیے میں شکار کو نجاؤنگا ملکہ مہرخ نے ضبط کر کے عرض کی ای شہریار برائے شکار آپکا جانا واجب و لازم ہی کنیز اپنی بے اختیاری سے نادم ہی کچھ خدمتگزاری ہوسکی اسکا خیال ہی یہ بھی ملال ہی انسان کی زندگی کی کیا حقیقت ہی حباب لب دریا سے مثال بقول سعدی ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات و چون بری آید مفرح ذات اگر یہ دم نہ آیا رشتۂ حیات منقطع ہوا اکثر کنیز کو عوارضات درپیش رہتے ہیں خیال حیات دوروزہ پس و پیش رہتے ہیں اگر کنیز کا عقب میں حضور کے انتقال ہوا امیدوار ہوں فوراً تشریف لائیے گا اپنے سامنے جنازہ اٹھوائیے گا کہ کنیز کا انجام بخیر ہو باغ دنیا کو چھوڑ کر بہشت عنبر سرشت کی سیر ہو اسد نامدار کی بھی آنکھوں سے اشک حسرت ٹپکے کہا ای مادر مہربان انشاء اللہ تعالے پروردگار آپکو حیات طولانی عطا فرمائیگا افراسیاب آپکے سامنے مارا جائیگا آپ تخت سلطنت طلسم ہوشربا پر جلوہ فرما ہونگی نانا جان کی ملاقات سے آپ مشرف ہونگی فیلد وکعبہ قبلۂ دین ستون اسلام کرب ذوی الاحتشام نقرکردہ بزرگان دین آپکی سرپرستی فرمائینگے آپ کو ہمراہ

لیکر قلعۂ ذوالامان حصار مین ساشت اور مہربان کے سیجا ئینگے بزرگ کلمات زلزل قاف ملکہ مہرگہر تاجدار
کی بصد شوکت و وقار زیارت فرمائیے گا ایک شاہزادی آپسے ملیگی جدہ ہماری ماہ نزدوسی
سے اسکی تعریفین کرینگی فرمائینگی تمنے ہمارے نور نظر کا ساتھ دیا پروردگار تمھاری لیاقت کو ترقی
دے سب صاحب آپکے نام سے آگاہ ہوگئے ہین سب آپکی ترقی عمر مین دعائین کرتے ہونگے غازیون
کی دعا بیکار نہوگی آپ ضرور فتح طلسم ہوش ربا ملاحظ فرمائینگی ملکہ مہرخ فرمانے سے اسد نامدار
کے باغ باغ ہوگئین رنج و ملال دل سے دفع ہوا کہا بسم اللہ برائے شکار تشریف لیجائیے
یہ کہکے رکاب سعادت انتساب سے ہاتھ ہٹایا اسد نامدار نے اشک حسرت پاک کرکے
مرکب بادرفتار کو طرف صحرا سے سبزہ زار کے بڑھایا سواری اسد کی مثل بادبہاری روانہ ہوئی
خواجہ عمر و سرداران نامور روتے ہوئے پلٹے بارگاہ مین پہونچے دیکھا رات قلیل باقی ہے
لشکر خیل فیل فیل طرف میدان کارزار کے روانہ ہو رہے ہین یکایک ملکہ مہ جبین
الماس پوش برآمد ہوئین ملکہ مہرخ سے پوچھا نانی امان طلسم کشا آج برآمد نہین ہوئے
محل مین ملالان خون قبلکے تشریف لیگئے تھے تشریف نہین لائے ملکہ مہرخ نے روکر جواب
دیا بی بی ہم رات بھر جاگے ہین تمھارے وارث کو انتہا کا سمجھایا برائے شکار روانہ کردیا
صنعت سحر ساز فسون ساز ایسی سکار دیندار کی آمد ہر خیال ہوا ایسا نہو گرمی جنگ مین انکے
دشمنون کو گرفتار کرے پھر ہمارا کچھ زور نہ چلیگا ہم ایسے اگر ہزار دو ہزار قتل ہوجائینگے
جان نثاران دیگر مقابلہ کرینگے لڑائی کا خاتمہ نہوگا اگر انکے دشمنون پر کچھ گذر گئی پھر صفوف فوج کا
جمنا لشکر ظفر اثر کا پڑا و پر ٹھہرنا دشوار ہوگا اسواسطے انکو ٹال دیا کسی طرح نہ جاتے تھے بروقت
رخصت مجھکو جوش رقت ہوا خدا انکو سلامت رکھے رحم دل ہین مجھکو سمجھانے لگے اپنے بزرگون
کا نام لیا کہ وہ سب تمھارے واسطے دعا کرتے ہونگے مین نے ضبط کرکے رخصت کیا یہ سنکر
ملکہ مہ جبین بے اختیار رونے لگین عرض کی نانی امان آپ نے بہت مناسب کیا کیا کہون خبر
فراق سنکر قلب الٹ گیا کلیجہ پھٹ گیا جی چاہتا ہے فقیر بنکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب رہون
ہزار دن جفائین سہون لیکن فراق نصیب نہو قلب مین بار فراق اٹھانے کی طاقت نہین
رہی ایسے کلمات معصیت آیات کہکر بیقرار ہوکے زار زار مثل ابر نوبہار روئین یہ اشعار

زیب النسا مخفی زبان پر جاری ہوئے نظم

ز شمع بخت خواہم ز مہر ہمکنان را | خواہم کشم بیک سو از مردمان عنان را
تا چشم باز کردہ محبت وجود عشق است | فرصت شمر غنیمت دیدار دوستان را
کو وصل گل بہ بلبل آسان شود میسر | صد خار بود باشد در پا چو باغبان را
خورشید حسن ہر جا طالع شود ز اول | سازد ز زلف سنبل ترتیب سائبان را
تا چند بار محنت بر دل توان نہ آیم | یک جور عاشقے کن بیدرد ناتوان را
در چشم اہل بینش صد انقلاب دے نیست | در فصل نوبہاران در رنگ نوخزان را
آور برون ز گوشت این پنبہ ہائے غفلت | در دور بین نکتہ سنجان در کام کش زبان را
در راہ عشق مجنون باید گذشت از جان | بنود کنار دریا دریائے بیکران را
محقق بہ دام محنت گشتم اسیر آخر | چون مرغ نازپرور گم کردہ آشیان را

اسوقت بارگاہ میں شور گریہ و زاری بلند ہوا ملکہ لالان خونقبا بھی بارگاہ سے نکل آئیں دیکھا
ملکہ مہ جبین رو رہی ہے لالان خون قبا نے ہمشیرہ صاحبہ کے گلے میں ہاتھ ڈالدیے پوچھا خیر ہے
ملکہ مہ جبین نے فرمایا آپ محل میں جاکر آرام فرمائیں شہریار برائے شکار تشریف لے گئے ہم
برائے مقابلہ ملکہ صنعت سحر ساز جاتے ہیں اگر زندہ بچے پھر آپ سے ملینگے ہمارے نام
کے بھی سب دشمن ہیں حضور بخوبی آگاہ ہیں یہ سنکر ملکہ لالان خون قبا نے گھبرا کر کہا آپ سب
صاحبوں کی ماسے ہیں ہمکو کیا دخل ہے ہم تو بالکل بیکار مجبور و ناچار ہیں آپ سب صاحبوں
کے واسطے دعا کیا کرتے ہیں خدا فتح و نصرت نصیب کرے ملکہ مہرخ نے سمجھا کر ملکہ لالان
خون قبا کو محل میں پہونچایا ملکہ مہ جبین الماس پوش تخت پر سوار ہوئیں ملکہ مہرخ نے پایہ
تخت پر ہاتھ ڈالا ایک جانب ملکہ زیور محمل نشین دلاہوت جادو و اسرار جادو و
ملکہ مالان زمین کن و لرزان و زلزلہ و گلزار چشم و زیور چشم وغیرہ سب نے تخت شاہنشاہی
گھیر لیا آمادۂ مرگ و مہیائے قضا طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئے عیاران لشکر
اسلام لرزان و ترسان مضطر و بیقرار بخوف ملکہ صنعت طرف صحرا کے نکل گئے صورتیں
بدلکر ٹھہرے دوسری جانب سے ملکہ حیرت جادو نے ٹیکرے کے اوپر تخت بچھوا دیا

وزیرزادیان شاہزادیان گئی ادہر لشکر فوج نے پشت پر صف آرائی کی انتظار آمد ملکہ صنعت سحرساز
مین سب طرف صحرا کے دیکھ رہے ہین خواجہ عمرو بھی جنگل مین ایک گنوار کی شکل بنے ہوئے
دیکھ رہے ہین کہ یکایک صحرا سے گرد اڑی سب نے دیکھا ملکہ صنعت سحرساز تخت پر سوار
پہلوئے تخت مین طاؤس زرین بال اسپر کاٹھی کسی ہوئی دوسرے پہلو مین ایک اژدر آتش
فشان اسپر کاٹھی کسا ہوا اسمین اسباب سحر گرد بارہ ہزار ساحران غدار لیکن سب سوار
کوئی پیدل ہمراہ نہین ہے اسی خیال سے سوار ہمراہ کہ عیاران لشکر اسلام کسی کی شکل بنکر ہمراہ
نہ چلے آئین اب دھوکا نہ کھائین ایک جانب ملکہ ظلمات جادو دوسری جانب ملکہ گیسو کشا
سب چاق و چوبند اسباب سحر سے آراستہ لباس حرب و ضرب سے پیراستہ اسقدر جلدی
صنعت لشکر کو لیکر پہونچی کہ آنکھین سب کی جھپک گئین بیچ مین میدان چھوڑ کر لشکر اپنا ایک
جانب ٹھہرایا تخت سے اترکر گرد ان بارہ ہزار سرداران کے حصار سحر درست کیا اس خیال
سے کہ میدان کارزار مین جاؤن سردارون سے مقابلہ کرون اتنے عرصے مین ایسا نہو کوئی
عیار مکار آکر شریک لشکر ہوجائے تا بمرگھٹ پہونچا ایسے ایسے صنعت نے انتظام کیے
کہ عیارون کا قریب آنا نہایت دشوار ہے ظلمات و گیسو کشا کو نگہبان قرار دیا کہا خبردار
ہم میدان کارزار مین جاکر مقابلہ کرینگے کوئی ساحر غیر آیندو روندو راہگیر وغیرہ کو اپنے لشکر
کے قریب آنے نہ دینا ظلمات جادو و ملکہ گیسو کشا تو اس اہتمام مین مصروف ہین اسنے
اپنے طاؤس کو بڑھایا اول سامنے ملکہ حیرت جادو کے آئی سلام کیا عرض کی اے ملکہ عالم
واے خاتون محل شاہنشاہ محترم اجازت میدان دیجیے حضور نے خبر سنی کہ ریان ماغضبان
قدرت کو بھی مین نے گرفتار کیا جانور بنا کر زندان خانے مین چھوڑ آئی عیارون کے لیے بھی
بخوبی انتظام ہوگیا ہم مستعد ہین اتبلک کوئی عیار صاحب ہمارے لشکر مین برائے
عیاری تشریف نہ لائے بڑے حیف کی بات ہے کہ عیاران اسلام کو تو بڑے بڑے دعوے
تھے خواجہ عمرو کا قول ہے کہ ہم ہوا بنکر آسمان پر جاتے ہین قطرۂ آب بنکر زمین مین جذب ہوتے
ہین لیکن ہم پر عیاری نہوئی دیکھا حضور نے کیسا انتظام کیا ملکہ حیرت نے صنعت
سحرساز کی بہت تعریفین کین کہا اے صنعت حقیقت مین تو نے ایسا انتظام کیا کسی سے

نہو سکیگا عرض کی کئی مرتبہ سامان کیے بڑے بڑے دہوکے کہائے صاف ثابت ہوا عیاروں
کا انتظام واجب و لازم ہو سردار سب دیکھے بہالے ہین جب قصد کیا گرفتار کر لیا آج جانبازی
کنیز کی ملاحظہ ہو حیرت نے کہا جاؤ تمکو خداوند لقا کے سپرد کیا صنعت نے طاؤس بڑھایا
میدان کارزار مین آکر نعرہ کیا ای فرقۂ خدا پرستان جسکو تمنائے مرگ ہو نکل کر مقابلہ کرے
لیکن صنعت نے دیکھا صف لشکر پر اسدنا سور نہین ہو سمجھو گئی کہین اسکو چھپایا ای صنعت
جشم زدن مین پیدا کر و نگی پہلے ان سرکشون کی فکر واجب و لازم ہو جیسے ہی صنعت نے
تنبیب دی اول ملکہ سرخ موے کاکل کشا حسین و رعنا اپنے طاؤس سے کودی
سامنے تخت ملکہ مہ جبین کے حاضر ہوئی اجازت طلب کی ملکہ مہ جبین کو شدت گریہ سے
کلام کرنے کا یارا نہ باقی تھا طرف آسمان کے اشارہ کیا یہ کنایہ تھا کہ خدا کے سپرد کیا وہ
حافظ و نگہبان ہو اسی کی قوت و توانائی پر اطمینان ہو ملکہ سرخ موے کاکل کشا ملکہ
مہرخ وغیرہ سے بغلگیر ہو کر شادان و فرحان طرف میدان کارزار کے روانہ ہوئی صنعت
نے سرخ مو کو جو آتے دیکھا آواز دی ای سرخموے کاکل کشا تو نے مجھکو پہچانا نام ملکہ
صنعت سحر ساز قوت بازوے شہنشاہ طلسم ہوشربا ای ملکہ سرخمو کیون اپنے
کو دام مصیبتون مین پھنساتی ہو اب میرے ہاتھ سے رہائی دشوار ہو عیارون کو بہجو آکر
عیاری کرین بیٹھے بہروسے پر سالطنت قرار پائی لڑکون کے گھروندے بنے مشیروزیرقرار
پائے ایک ہفتہ گذرا بہار کو گرفتار کرکے مین لے گئی خواجہ سلامت ایک لمحہ بہر اپنے سردار
کو قید نہ رہنے دیتے تھے اب کیا ہوا جو بہار کو رہا نہ کیا سرخمو نے آواز دی کیا بیہودہ
بکتی ہو اگر قضا ہی ہماری آچکی ہو تو بیت سر نہیم زشمشیر حبیب ﴿ ہر چہ آید بر سرِ ما نصیب
مرنے سے ڈرنا کیا جو تجھسے ہوسکے قصور نہ کر اب ہم افراسیاب کی کیا اطاعت کرینگے جام
بادۂ دین اسلام ملت بیضا سے مست ہین شکر ہو کہ یزدان پرست ہین یہ سنکر صنعت نے
دو کہلانیکو گولہ پہینکا سرخمو نے کاٹا دو چار سحر ظاہری رد و بدل ہوے صنعت غصے مین
جا پڑی وہ سحر کال اسکا پہنچے یا سامری کہکر زمین پر وہ تبر مارا سرخمو زمین پر گری بیہوش
ہوئی ملکہ ظلمات نے بڑھکر قفس آہنی پیش کیا ملکہ سرخمو کو صنعت سحر ساز نے طائر

بنا کر قفس مین بند کیا شل طائر گرفتار قفس سحر مین یہ گلعذار تڑپی سر ٹکرانے لگی شاہزادہ خورشید
زرین سحر واسطے مقابلے کے نکلا کیسا کیسا تڑپ کے چالاک صنعت پر گرا لیکن صنعت پر
تاثیر ہوئی سحر آخر مین صنعت نے یا نہ چیر کیا شاہزادہ خورشید زرین سحر کو بھی اکھڑا کر اصنعت
سحر ساز نے طائر بنا کر اسکو بھی قفس آہنی مین بند کیا ظلمات کے سپرد کیا اُستادان سخنور نے
اس داستان حیرت بیان کو بعد شدہ و مدیون تحریر فرمایا ہی کہ آج دو پہر تک صنعت نے گیارہ
سرداران نامی و گرامی سحر کرکے گرفتار کیے اسی طرح طائر بنا کے سب قفس اپنے ہمراہ لیے بعد زوال
نیر اعظم بعد کبر و نخوت ملکہ صنعت نے غور کیا اور کہا مہرخ ایک ہفتے کی مہلت دیتی ہون سحر
عابد و لت کے تیشے ملاحظہ کیا اندر اس ایک ہفتے کے آپس مین صلاح کرکے معرفت ملکہ حیرت
خاتون شاہنشاہ عالیجاہ تدبیر اصلاح کرو اگر اسکے خلاف ہوا بجاہ و جلال خداوندی اگی
مرتبہ آکر کل کا یہی حال نہ کیا تو سمجھنا ملکہ صنعت سحر ساز نہ کہنا یہ کہکر باگ کو منعطف کیا اپنے
لشکر مین آکر بلی تخت اڑاتی ہوئی جاہ و جلال دکھاتی ہوئی کلمات کبر و نخوت زبان پر بعد
کر و فر طرف سر گھٹ کے روانہ ہوئی مہتر برق و چالاک و غیرہ چھپے مسافر بنکے قصد ہوا اسکے
لشکر مین چلے جائین پڑاو پہ لشکر کو سیو کہ جائین وہان جا کر عیاری کرین اپنے سرداران ذی وقار
کو قید سے چھڑائین لیکن ملکہ صنعت سحر ساز پشت و بازے ہوشیار دور سے دیکھا کہ
ایک مسافر آتا ہی آواز دی او آنیوالے سایہ مین ہمارے لشکر کے تو آتا یہ کہکے گولہ اُٹھایا کہا
او مسافر سامنے سے ہٹ جا اپنی جان کو بچا ورنہ گولا پڑتا ہی تم ایسے دس ہزار مارڈالونگی
کوئی دامنگیر نہوگا نام ملکہ صنعت سحر ساز وزیر اعظم افراسیاب سر کوب مسلمانان آخر
بیچارہ برق فرنگی بھاگا اور درہ کوہ مین چالاک و جانسوز و خضر غام موجود تھے اُنسے حال
کہا چالاک سے کہا مین نے اپنی آنکھون سے دیکھا کہو بھائی اب کیونکر عیاری کرین وہ
ملعونہ تو اپنے قریب نہین آنے دیتی برق نے کہا او مہتر والا گھبرا دل مین اُستاد نے اسقدر
عیاران اسیر کئین کہ وہ ہوشیار ہوگئی اب اسکا بنا سایہ بھی عیار معلوم ہوتا ہی ہمزاد کی بھی
بھی نہین جاتی یہ باتین کر رہے تھے کہ اسی درہ کوہ کے سامنے سے لشکر صنعت گذرا جانسوز
و خضر غام نے اپنی آنکھون سے دیکھا کئی مسافر صنعت نے سحر کرکے قتل کیے جو سامنے آگیا اسکو

گو ہار اور تاک عیاروں نے پیچھا کیا لیکن صنعت کو غافل نہ پایا حیران و پریشان دیکھا کیے صنعت نے اندر حصار سحر کے داخل کیا زندان مصیبت میں سرداران مذکور کو بند کیا عیار روتے پیٹتے پلٹے لشکر میں آئے تمام کیفیت مہرخ سے بیان کی خواجہ نے کہا حصار سحر میں جانا بہت مشکل ہے چالاک نے کہا کل انشاءاللہ اندر حصار کے جاکر صنعت کو مار ڈالینگے یہ کہکر چالاک و برق و جانسوز و ضرغام شیردل آپس میں صلاح کرکے واسطے عیاری کے روانہ ہوتے ہیں ذکر عیاری چالاک و خواجہ عمرو و مہتر قران انشاءاللہ جلد ششم میں تحریر کرونگا حصۂ دوم جلد پنجم کو اس مقام پر تمام کیا الحمدللہ کہ یہ کیفیت انجام ہوا

اشعار مصنف بمضمون ختم حصۂ دوم جلد پنجم و نشان آغاز جلد ششم

قمر شکر خلاقِ کون و مکان
منور کن بزم قصر زمین
ہوں آگاہ اس بات سے ناظرین
ہو واضح کہ اس جلد پنجم کے بعد
فلک در پئے ظلم بیکار ہے
نکلتے ہیں عیار بھی فکر میں
کمیت قلم کی ہیں طراریاں
کہ کھل جائینگے جوہر ہائے بلا
یہی صاف تقدیر کا پھیر ہے
عدو سرکشی پہ ہیں اسکو کوک
نہ شاعر ہوں میں اور نہ نثار ہوں
خطا پر خطا آکے غالب ہوئی

نگارندۂ جزو و کلِ آسمان
بتائید و لطفِ جہان آفرین
یہ ہے حصۂ دیگر بھی ہمیں
ہوا مہر مضمون نو کا طلوع
کہ صنعت سے درپیش بیکار ہے
کیے خوب صنعت نے سامانِ سحر
عمرو کی ہوں تحریر عیاران
عنایت پر اسکی رہے دل غنی
کہ تاریک کا سحر اندھیر ہے
ہر اک سے ہے یہ التماس اے قمر
حقیر و ذلیل و گنہگار ہوں
بشر ہوں بشر ہوں بشر ہوں بشر

فروزندہ کا شمع مہر مبین
ہوئی ختم جلد فصاحت قرین
بروز سعید و بہ اوقات سعد
چھٹی جلد کی اس جگہ سے شروع
ہیں سردار مہرخ اسی ذکر میں
بنے قصر افسون و ایوان سحر
در بدعت و ظلم وا ہوئے گا
کہ مشعل بھی دکھلائیگا روشنی
قمر توسن کلک کی باگ روک
چھپا ہیں مرے عیب کو سر بسر
مری عیب پوشی مناسب ہے جی
خطا ہیم بہ پوشند اہل ہنر

الحمدللہ کہ حصۂ دوم جلد پنجم کا بعون اللہ تعالی تمام ہوا

واضح رہے ناظرین والا مقام و شائقان خوش کلام ہو کہ یہ حصہ دوم جلد پنجم اس مقام پر ختم ہوا کہ لشکر ظفر اثر
زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران امیر عالیشان کوہ عقیق گلزار سلیمانی
پر مقابلہ لقاے بے بقا فروکش ہی لقا نے نامہ براے طلب مدد بسمت افراسیاب روانہ کیا ہی ابھی
کوئی ساحر افراسیاب نے نہیں بھیجا فقط روح و روان قاسم عالیشان ایرج نوجوان مع ملکہ انجم
ماہ رخسار و ملکہ شیشہ مہ نوش و شاہزادہ صیقل آئینہ دار مع فوج بیشمار بسمت ہوش ربا روانہ
ہوے ہین پہونچنا انکا بھی گوش گذار ہوگا اور طلسم ہوش ربا مین ہنگامہ عظیم برپا ہی اپنے ملکہ صنعت
سحر ساز نے مرگشت پر سحر سے ایک مکان عالیشان بنایا ہی چند سرداران عمرو قید کرچکی ہی
بیضے کی حالت دی ہی چالاک و جانسوز و ضرغام و برق فکر عیاری مین چل چکے ہین کہ
جا کر کسی تدبیر سے اندر حصار سحر کے پہونچین سرداران نامی کو رہا کرین افراسیاب جادو باغ
سیب مین داخل ہی صنعت کو نامہ لکھکر بھیجا ہی کہ قتل و غارت مسلمانان مین تمکو اختیار ہی
ابدولت بھی وقت پر آئینگے صنعت سحر ساز نے سرداران نامی و گرامی کو ملکہ مہرخ سے قید
کیا ہی اول عیاری مہتر برق و چالاک و جانسوز و ضرغام مردہ نکلا اندر حصار سحر کے پہونچنا آخر
مین پھانسے جانا اور گرفتاری عیاران مذکور پھر بڑی دھوم سے عیاری خواجہ عمرو و بامینہ بادار
کی دولھا بنکے برات لیکر بشکل فرزند تاجدار جادو و ناظم طلسم ہوش ربا جانا اندر حصار سحر
صنعت سحر ساز کے اور ہمراہ ہونا مہتر قران کا بشکل سرفروش جادو پہونچنا تا بہ
قصر بلا صنعت چیلے سے نذر دینے کے اور قتل کرنا ملکہ صنعت سحر ساز کو رہائی جملہ سرداران
اور جنگ عظیم برپا ہونا بعد اسکے حجرہ بلاے اول کا کھلنا اور آمد مشعل جادو و عیاری
خواجہ عمرو و سحر کوکب اور رسنا مشعل جادو کا اور روح قبض ہونا جملہ سرداران کی و عیاری
خواجہ عمرو و ذکر قتل مشعل جادو و بربادی گلزار سامری بر سر کوہ زبرجدی متعلق آفات
چہار دست و ذکر آمد نیرنگ و گیرنگ بہادران و حیرت و سوسن زبان دراز دایہ
ملکہ حیرت و عیاری خواجہ عمرو و آمد ملکہ تارہ یک صورت گشتن و دیگر حالات
حجرہ ہاے بلا و جنگ ایرج کہ سمت طلسم ہوش ربا چلے ہین و نیز حالات جنگ صاحبقران زمان
و ساحران افراسیاب و شکست زمرد شاہ باختری و دیگر حالات جلد ششم

ہوشربا بشرط حیات انشاء اللہ تعالیٰ لفظاً لفظاً تحریر ہونگے حالات حجرہ بلائے بلاد دیگر داستانہائے دلچسپ و رنگین اس جلد ششم کی لائق ملاحظہ ناظرین والا تمکین ہونگی حقیر سراپا تقصیر اسکے شایع ہونے مین بہت جلدی کر رہا ہی البتہ بعض امورات جو اختیار راقم سے باہر ہین ان مین مجبور و ناچار ہی لیکن بہت جلد انشاء اللہ تا بہ جلد ہفتم تحریر کر کے ملاحظہ شائقان والا مقام مین پیش کریگا یہ بھی واضح رہے کہ اس زمانے مین ہر سال بھر کے کامل تحت الشعاع مین جہانکا حاکم زال جادو ہو ایک جلسہ ہوتا ہی تمام ساحران نامی و نامور طلسم ہوشربا کے قلعہ مذکور پر جاکر جمع ہوتے ہین زال نے افراسیاب کو بھی نامہ لکھا ہی کہ اس سال شاہنشاہ بھی تشریف لائین بقدسہ مشعل جادو حاکم حجرۂ بلائے اول ایک انجمن مشاورت منعقد ہوگی شروط لکھے نے حجرۂ بلا کے آپ سے عرض کرونگا اگر ان شرائط کو بجا لائیے گا حضور مشعل جادو سجادہ نشین سامری جو دو سو برس سے محبت سامری و جمشید مین ایک حجرہ بنا کر زمین مین اپنے کو دفن کرا چکا ہی تشریف لائیگا پس اسکا آنا باعث افتخار بادشاہ طلسم ہوشربا ہوگا ان مضامین خجستہ آئین کا ناظرین کو خیال رہے کہ کل مقدمات کو انشاء اللہ بشرط حیات جلد ششم مین لفظاً لفظاً تحریر کرونگا فقط والسلام بالاکرام

قطعہ تاریخ مصنف جلد پنجم طلسم ہوشربا

طبع گشتہ چو نسخہ بے مثل — دافع رنج و فکر و حزن و ملال

نظم این رشک نظم فردوسی — نثر این بہ ز بوستان خیال

متفکر شدم چو در دل خود — ای قمر بن برائے مصرعہ سال

این ندا آمد از لب احباب — گلشن بحر ان علم و کمال

قطعہ تاریخ چکیدۂ کلک جواہر سلک جناب نواب میرزا محمد علی خان صاحب نبیرۂ نواب آصف الدولہ بہادر مرحوم و مغفور نور اللہ مرقدہ متخلص بہ محمد

حبذا ای کاشف رمز طلسم دلکشا — مرحبا منشی لقب احمد حسین نامور

داستان گوئے امیر حمزۂ صاحبقران — خوش بیان و خوش کلام و خوش خصال و خوش سیر

واہ کیا تصنیف کی ہی یہ کتاب لاجواب
جمع ہین جسمین مضامین خیالی سربسر

جب بیان ہوتا ہی یہ افسانۂ فرحت فزا
ہوش مین بیہوش آتے ہین یہ طرفہ ہی اثر

طبع جب ہونے لگی یہ داستان دلستان
فکر سال عیسوی دل مین ہوئی المختصر

ای محمد لکھ دیا یہ مصرعۂ تاریخ طبع
پاک ہی جور خزان سے یہ گلستان قمر

۱۸۹۱ء

قطعۂ تاریخ ایضاً جناب نواب صاحب ممدوح

طبع چون شد طلسم ہوش ربا
شدہ مطبوع طبع اہل مذاق

منشی فکر ما بہ سال نوشت
شاہد فکر و شہرۂ آفاق

قطعۂ تاریخ دوست صادق محب واثق جناب سلطان علی صاحب متخلص بہ حشر شاگرد جناب سید ضامن علی صاحب متخلص بہ جلال

ہو جاتے ہین گم ہوش بشر کے اسے سنکر
بیجا نہین نام اسکا اگر ہوش ربا ہی

ہاتھون مین بصد شوق لیے نقد دل و جان
ہر فرد بشر اسکا خریدار ہوا ہی

غش ہوتے ہین حساد بھی اس طرز بیان پر
یہ طرز بیان سحر ہی اعجاز ہی کیا ہی

تاریخ کی تھی فکر کہ ہاتف نے پکارا
کیا ہوش ربا شہرۂ آفاق لکھا ہی

قطعۂ تاریخ ریختۂ کلک گہر سلک شاعر نازک خیال شیرین مقال سعادت پناہ نجابت دستگاہ صاحب توقیر جناب سید علی جعفر صاحب متخلص بہ کیفر

احمد حسین منشی ذی اقتدار مین
لکھا طلسم ہوش ربا عاشقانہ ہی

یکتا ہین نظم و نثر کے فن مین وہ خوش بیان
عالم مین انکی مدح و ثناعت فسانہ ہی

سعدی و انوری و ظہوری کا ہی یہ قول
اس رنگ خاص مین تو قمر اب یگانہ ہی

حاسد کی مدّ آہ سے طبع روان ہو تیز
انکے سمند فکر کو یہ تازیانہ ہی

دفتر نہین جواہر مضمون کا ہی یہ گنج
قارون کی کب بساط مین ایسا خزانہ ہی

شیرانہ ہی اسد کی لڑائی کسی جگہ
لاکل کہین یہ سحر کا سب کارخانہ ہی

آمد ہی اسطرح کہین افراسیاب کی
جادو کا تخت دوش صبا پر روانہ ہی

نازان ہی اپنی چادر نیلی پہ چرخ پیر
باران ہفت رنگ کا اک شامیانہ ہی

آمد کہین ہی کوکب روشن ضمیر کی
بُرّان سحر سازی کے فن مین یگانہ ہی

عیاریان عمرو کی دکھاتی ہین خط مین
ساحر بھی پیر مکر کا اُسکے نشانہ ہی

یون فکر طبع سال مین دل نے کہا کہ خیز
اب تو جہان مین ہوشربا یہ فسانہ ہی ۱۳۰۰ھ

قطعہ تاریخ جناب منشی لچھمن پرشاد صاحب متخلص بہ صدر

کیا ہی اسکو جناب قمر نے خوب رقم
طلسم ہوشربا ہی طلسم ہوشربا

یہ کلک صدر نے تاریخ طبع کی لکھی
بصد یہ خوب چھپا ہی طلسم ہوشربا

قطعہ تاریخ جناب منشی بھگوتی پرشاد صاحب متخلص بہ روشن

رقم نمود چہ خوش داستان جناب قمر
بہ نثر اہل کمال است و خوش بیان شاعر

زرد سے بام فلک ای روشن ناگہ
طلسم ہوشربا طبع شد بہ وجہ نادر

تقریظ ریختہ کلک جواہر سلک جناب منشی متھرا پرشاد صاحب متخلص بہ فہم شعر

تماشا دیکھیے ہے تسے جس یوسف کا شہرہ تھا
وہ مضمون بن کے آج آیا ہی بازار معانی مین

تفسیر خوانان صحف تہذیب و اخلاق و سبحہ گردان تسبیح رفق و وفاق کدھر ہین اُدھر آئین نشیب ہم انصاف مین بین جواہر شناسی کی عینک لگا ئین دیکھین آج تجلی گاہ و سعادتی دبستان سخندانی کس شمع جہان افروز و شعلہ تاریکی سوز سے بعینہٖ طور پر نور کلیم اللہ ہی۔ وادی ایمن بلند پروازی و سینائے انشا پردازی کس آتش افروز جمال نازک خیالی تجلی بخش شمع شیرین مقالی کی تجلی گاہ ہی۔ واہ واہ کیا قدرت رب قدیر ہی کہ دبیر عطارد نظیر نے اعجاز فکر سے اپنے ہاتھ کو یدِ بیضا بنایا شاخ قلم کو شاخ نخل طور کے قلم سے بڑھایا ہی۔ نقاط گل شمع میدان کا چراغ گل کرتے ہین آندھی پائے جاتے ہین۔ حروف زبان قلم سے نکلکر صفحہ قرطاس پر آتے آتے کاف و نون بنجاتے ہین خامہ معجز بیان عصائے حضرت موسیٰ کا اعجاز دکھاتا ہی سطور عبارت کو اشدہا سے کلیم اللہ کی صورت بناتا ہی یہ آواز قرأت زبان قاری سے نکلکر بانگ لن ترانی لوٹ کرتی ہی۔ صدائے مرحبا لب سامع پر ندائے ارنی کا بہروپ بھرتی ہی۔ پیشانی قرطاس پر الف اللہ ہی یا وادی ایمن مین شمع میدان۔ عبارت مین حروف مدور ہین یا حضرت موسیٰ کی چشم حیران

سبحان اللہ کیا کتاب لاجواب و نسخۂ انتخاب ہے جسکی خوبی کا ڈنکا اساتذۂ ماضی کو آغوش لحد مین سونے نہین دیتا واہ واہ کیا صحیفۂ بے نظیر و قصۂ دلپذیر ہے جسکے محاسن کا ہجوم سلک تعریف مین موتی پرونے نہین دیتا حروف ہین یا آئینۂ حلب نازک خیالی الفاظ ہین یا لعل یمن رنگین مقالی۔ جملے لآلی فصاحت کے عدن۔ فقرے غزالان مطالب کے ختن۔ سجع نگہاے متانت کے گلزار۔ اشعار مشک ذہانت کے تاتار۔ سطور تیغ جادو نگاری کی اصفہان ہے۔ بحور حسینان مضمون آفرین کے مقابل دیو پرستان ہے۔ آفرین منشی آسمان شیرین بیانی۔ سرو فرجریدۂ سخندانی صاحب فضل و ہنر جناب منشی احمد حسین قمر جنھون نے اِس قصۂ عجیب و غریب بحر ناپیدا کنار کو کوزۂ ترتیب و تنظیم مین بند کرکے سحر سازان صفاہان آفرین کو کرشمۂ لیاقت دکھایا بارک اللہ کیا نسخۂ جواہر نگار ہے یا مصحف رخسار حسینان صحیفۂ نادر روزگار ہے یا رحل نظر کا قران۔ ہر حرف نقش و نگار گلستان پر حرف رکھکر نقش فروغ جگانیوالا۔ ہر نقطۂ خال روے حسینان کو بے نقط سنا کر اپنی خوبی کو نقطۂ انتخاب بنانے والا جملے جملۂ محاسن نگاری کا آئینہ بنکر عبارت جلالی کو درست کرنے والے فقرے کل خوبیون پر نازان ہوکر فقرات واعظ پر فقرے چست کرنے والے نثر کی صفت مین نثراے فلک عاری۔ نظم جسکے پرنظم پروین ہزار جان سے واری مصرعے مصراع ہلالی کو گرد کرنے والے۔ اشعار مطلع خورشید کا رنگ زرد کرنے والے۔ بندون کی رویف مین زبان عطارد بند۔ رُباعیان مصنف رباعی اربعۂ عناصر کو دل پسند۔ قافیہ ناہید و خورشید کا قافیہ تنگ کرنے مین برق۔ ردیفون کو چمکنے مین خورشید کی طرح دعواے انا الشرق ہے اب ہم اس تقریظ کو ختم کرکے دعا کرتے ہین کہ رب معبود واجب الوجود اس کتاب کو سرمۂ چشم اہل فن اور اسکی ہر جلد کو ہم شیرازۂ جلد زبان اہل سخن بناکے مصنف نازک خیال و ناشر ناصری شمائل کو صلۂ خیالات عمیم و اجر کوشش ترتیب و تنظیم دے آمین ثم آمین

خاتمۃ الطبع از طرف مصنف شعر

جگر کی آگ بجھے جلد جس سے وہ شعلہ	لگا کے برف مین ساقی صراحی بھرلا

اس حقیر بیمقدار کی نثر خوانی دو داستان سرائی تمام شہر مین زبان زد خاص و عام ہو رہی ہی تمام بیان عظام و شاہزادگان والا مقام بہ عنایت رب الانام بہ تعریف تمام ماہر ہین اس نیازمند نے بہ عنایت رب اکبر بعبارت سلیس و اشعار نفیس انشا پردازی کے ساتھ اس حصۂ دوم کو لکھا اب یہ خوشہ چین نثاران ناظرین باتمکین سے امیدوار ہی کہ میری خطائین دامن لطف سے چھپا کر قلم اصلاح سے درست فرمائین

خاتمۃ الطبع از جانب کارپردازان مطبع

بخدمت ارباب ذوق و شوق التماس ہی کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران ایک عجیب داستان ہر دل عزیز اور ضخیم ہی جسکے معائنہ کا ایک عالم مشتاق تھا مگر بوجہ نایابی کے علی العموم ہر شخص اسکے مطالعہ سے محروم و مغموم تھا۔ کارخانہ نے اس امر بزرگ کا انصرام اپنے ذمہ لے لیا اور اس پوری داستان کے ترجمہ و طبع کا انتظام کر لیا۔ اس داستان عظیم الشان کے آٹھ دفتر ہین دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلدین دفتر دوم کوچک باختر ایک جلد مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلدین دفتر پنجم طلسم ہوش ربا سات جلدین ہی دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلدین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک جلد مین۔ منجملہ انکے نوشیروان نامہ جلد اول اور کوچک باختر اور ایرج نامہ جلد اول چھپ کر تیار ہی اور برابر فروخت ہو رہا ہی۔ اور نوشیروان نامہ جلد دوم اور بالا باختر اور ایرج نامہ جلد دوم قریب الاختتام ہی اور باقی ہر سہ دفتر صندلی نامہ و تورج نامہ و لعل نامہ کے بھی ترجمہ و طبع کا اہتمام ہو رہا ہی۔ اور دفتر پنجم **طلسم ہوشربا** کی ساتون جلدین جنکی اول چار جلد کا ترجمہ ماہر ہمہ دان منشی **محمد حسین** جاہ مرحوم نے اور آخری تین جلد کا ترجمہ استاد داستانگویان منشی محمد حسین قمر سلمہ نے از جانب مطبع فرمایا قدردانان کے ذوق سلیم سے تھوڑے ہی عرصہ مین ہاتھون ہاتھ فروخت ہو گئین اور نوبت طبع مکرر کی آ گئی چنانچہ طلسم ہوشربا کی جلد پنجم کا یہ حصۂ دوم مطبع منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای واقع لکھنؤ مین بار دوم بماہ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ع

طبع ہو کر پسند عالم ہوا

باغ و بہار۔ معروف بہ قصۂ چار درویش بالتصویر۔

طلسم فصاحت۔ قصۂ عجیب و غریب از سید محمد حسین جاہ۔

آرایش محفل۔ قصۂ حاتم طائی بالتصویر از سید حیدر بخش۔

ایضاً۔ بغیر تصویر حسب مراتب بالا۔

داستان امیر حمزہ۔ بالتصویر ہر چہار دفتر مسلسل ہندسہ مترجمہ مولوی عبداللہ و نظر ثانی مولوی سید تصدق حسین۔

سقوط جغا۔ معروف بہ فسانۂ غم آمود از حافظ [illegible]

نو طرز مرصع۔ از محمد عوض۔

بستان حکمت۔ اردو ترجمہ انوار سہیلی۔ مترجمہ فقیر محمد خان۔

جام سرشار (بالتصویر) مصنفہ پنڈت رتن ناتھ لکھنوی مشہور مصنف فسانۂ آزاد و سیر کہسار جسنے ایک قصہ انکا سطالعہ کیا لطف مذاق خوبی و رنگینی عبارت کا مداح ہوا۔

فسانۂ آزاد۔ کامل ہر چہار جلد مصنفہ پنڈت رتن ناتھ در لکھنوی۔ تمام ہندوستانی ناولوں میں ایک دلچسپ اور مشہور افسانہ ہے۔

ایضاً۔ جلد اول حسب مراتب بالا۔

ایضاً۔ جلد دوم حسب مراتب بالا۔

ایضاً۔ جلد سوم حسب مراتب مذکورۂ بالا۔

ایضاً۔ جلد چہارم حسب مراتب بالا۔

طوطا کہانی۔ بالتصویر از سید حیدر بخش متخلص بحیدری

نوشیروان نامہ۔ جلد اول۔

کوچک باختر۔

بالا باختر۔

ایرج نامہ۔ جلد اول۔

مہدی نامہ۔

دوحۃ الابصار۔

ضیاء الابصار۔

شمس النہار۔

مطلع الانوار۔

خورشید الاسرار۔

نور الانوار۔

مشرق الآثار۔

تفریح الاحرار۔

قصۂ سیاہ پوش۔ از عنایت اللہ صاحب تخلص قیس۔

ریاض تحقیق نادر۔ اردو شرح سکندر نامہ بری مصنفہ ماہر علوم جناب مولوی عبدالمجید صاحب ستوطن ہلی بہت جامع و مکمل کوئی شرح ایسی تیار نہیں ہوئی۔

قصۂ زاہد عشقی۔ مصنفہ شیخ برہان الدین احمد

جادۂ تسخیر۔ قصۂ دلچسپ از نواب محمد حیدر علیخاں بہادر

نانک نل و دمنتی۔ مولفہ منشی نانک پرشاد۔

بھول بھلیاں۔ مشہور شاعر شکسپیر کے ڈراما مرچ الفہم اردو نثر ترجمہ ہر فقرہ سلیس۔

قصۂ قاضی جونپور۔ حق و نقل کا امتحان۔